جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی مختصر روئداد

معذرت } اخبار کا حجم کم ہونے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کی روئداد نہایت اختصار کے ساتھ اخبار میں درج کی جائے گی صرف حضرت امیرایدہ اللہ تعالےٰ کی تقاریر تفصیل کے ساتھ شائع ہوسکیں گی، اس مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم مقررین حضرات کی خدمت میں معذرت کرتے ہیں۔

شکر نعمت } اخبار کے پہلے صفحہ پر ہم نے جلسہ سالانہ کی غیر معمولی کامیابی پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا ہے ایک دفعہ پھر ہم اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں جو اس نے اپنے خاص فضل سے ہماری جماعت کو عطا فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس جماعت میں اعلےٰ درجہ کی روحانی اخوت پیدا کرتے ہوئے اسے اشاعت اسلام کے لئے تجاویز سوچنے کے لئے ایک مرکز پر جمع فرمایا اور اسے علم اور روحانیت کے حصول کا نہایت اعلیٰ موقعہ عطا فرمایا اور اس موقعہ پر اس قلیل جماعت نے حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانی اور ایثار کا ایسا ثبوت دیا جس کی نظیر سارے سواد اسلامی میں ملنی محال ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مجاہد جماعت کو پہلے سے بڑھ کر اپنے راستہ میں قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کارپردازان جلسہ } حسب سابق اس دفعہ بھی محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جلسہ سالانہ کے مہتمم تھے آپ نے نہایت محنت اور خوش اسلوبی کے ساتھ جلسہ سالانہ کے انتظامات کو سرانجام دیا۔ اساتذہ مسلم ہائی سکول اور کارکنان انجمن نے نہایت سرگرمی، مستعدی اور ذمہ داری کے ساتھ جلسہ سالانہ کے انتظام میں مہتمم صاحب جلسہ سالانہ سے تعاون کیا۔ اخویم مولانا آفتاب الدین احمد صاحب اور اخویم مرزا مسعود بیگ صاحب بھی جلسہ سالانہ کے منتظمین میں سے تھے آپ نے بھی نہایت تندہی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دیا۔ طلباء مسلم ہائی سکول لاہور اور دوسرے احمدی بچوں نے رضا کاروں کے فرائض نہایت سعادت اور محنت کے ساتھ سرانجام دیئے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب بزرگوں دوستوں اور بچوں کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین

جلسہ گاہ } خواتین کے لئے جلسہ گاہ کا انتظام مسلم ہائی سکول کے صحن میں کیا گیا تھا اور مردوں کے لئے جلسہ گاہ مرکزی مسجد کے صحن میں بنائی گئی تھی مردوں کی جلسہ گاہ اس دفعہ مہمانوں کی کثرت کے لحاظ سے بہت ناکافی ثابت ہوئی امید ہے کارپردازان جلسہ آئندہ سال کسی وسیع جگہ جلسہ گاہ کا انتظام فرمائیں گے۔

جلسہ گاہ میں فرش اور کرسیوں دونوں قسم کی نشست کا انتظام تھا۔ دونوں جلسہ گاہوں میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا تاکہ سب احباب اور خواتین کو جو جلسہ میں شامل تھے آواز بخوبی سنائی دے سکے۔

درس قرآن مجید } ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب اپنے مخصوص اور نہایت موثر انداز میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے احباب سلسلہ آپ کے دروس سے خوب مستفید ہوئے۔ نمازیں اعلان کے مطابق مرکزی مسجد میں ادا کی جاتی رہیں۔

کھانے اور رہائش کا انتظام } جیسا کہ اخبار میں اعلان کیا گیا تھا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کھانے کے اوقات مقرر تھے مہمان بالعموم مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف لاکر کھانا تناول فرماتے رہے مستورات اور بچوں کو ان کی جائے رہائش پہنچا دیا جاتا تھا۔ بیماروں کے لئے پرہیزی کھانے کا انتظام تھا۔ مہتمم صاحب جلسہ سالانہ کی طرف سے مہمانوں کی رہائش کا انتظام مسلم ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس مسلم ہائی سکول اور احمدیہ بلڈنگس کے متعدد مکانات میں کیا گیا، اس دفعہ چونکہ مہمان اندازہ سے بہت بڑھکر تشریف لائے اس لئے ان کے ٹھیرانے میں بعض مشکلات بھی پیش آئیں لیکن خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے کارپردازان جلسہ نے ان مشکلات پر قابو پالیا اور اگر ان صاحبان کی انتہائی کوشش کے باوجود کسی دوست کو حسب منشا جگہ نہ مل سکی ہو تو امید ہے وہ کارپردازان کی مجبوریوں اور مکانات کی شدید قلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے چنداں خاطر میں نہیں لائیں گے۔

خواتین کا جلسہ اور نمائش } خواتین سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۵ء بروز سوموار دن کے ساڑھے گیارہ بجے زیر صدارت جناب عارفہ بشیر صاحبہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں سلسلہ کی معزز خواتین کے علاوہ دوسری مسلم خواتین نے بھی شمولیت فرمائی جن میں بیگم شاہنواز صاحبہ بیگم سلمیٰ تصدق صاحبہ اور فاطمہ بیگم صاحبہ کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب کی صاحبزادی نے تلاوت قرآن مجید کی اس کے بعد نعت پڑھی گئی اور جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے بیگم صاحبہ حضرت امیرایدہ اللہ تعالےٰ نے حاضرات جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے نہایت موثر اور دلنشین انداز میں فرمایا موجودہ دور کی انتہائی مایوسیوں سے بچانے والا پیغام وہی ہے جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر دنیا کو دیا گیا اور جس کے متعلق تیرہ سو سال پیشتر ہی بتا دیا گیا تھا کہ دنیا کی نجات اس پیغام کو قبول کئے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اس کے بعد آپ نے ایک مشہور انگریز مصنف کی کتاب کا اقتباس پڑھ کر سنایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے اندر وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو دنیا کی موجودہ مشکلات کو دور کرسکتی ہیں اور اسلام میں وسعت قلبی کی تمام روایات بھی ہیں جو دنیا کی مختلف قوموں کو ایک کرسکتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ بالآخر اسلام ہی دنیا پر غالب آئے گا۔ ہماری انجمن نے جس کے سالانہ جلسہ کا یہ پہلا دن ہے اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ہمارے مبلغین نے جہاں بھی اسلام کو پیش کیا وہاں اللہ تعالےٰ نے انہیں بےنظیر کامیابی عطا کی ہے اور وہ لاکھوں انسان جن کے سامنے اسلام کی نہایت گھناؤنی تصویر پیش کی گئی تھی ہمارے موثر تبلیغ کی وجہ سے ان کے خیالات اسلام کے متعلق بہت حد تک بدل چکے اور سینکڑوں سعید روحوں کو خدا تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے۔ یہ ایک نہایت مختصر سی جماعت ہے جو اس کام کو کر رہی ہے۔ اس کو موجودہ حالات کے پیش نظر نہایت وسیع پیمانہ پر سرانجام دینے کی ضرورت ہے چنانچہ اس کام کی اہمیت اور نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری انجمن نے اس کا بنیاد نہایت پختہ بنیادوں پر رکھ دی ہے۔ تراجم قرآن کا کام وسیع پیمانہ پر شروع ہوچکا ہے اور یورپ میں ہمارے مبلغین تبلیغ اسلام کے لئے جا رہے ہیں — یہ وہ کام ہے اگر سارے مسلمان اس طرف توجہ کریں تو دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہوسکتا ہے میری بہنوں آؤ ہم سب مل کر اس کام کو کریں۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ موصوفہ نے خواتین کے سامنے جماعت احمدیہ کا مذہب اور نہایت موثر انداز میں پیش فرمائے

محترمہ بیگم صاحبہ کے بعد رضیہ بیگم صاحبہ بی۔ اے بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم نے اطاعت امیر اور اتحاد عمل پر تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ ہماری چھوٹی سی جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اتحاد اور اطاعت امیر میں ایک مثال ہے۔ اس کی مزید وضاحت کرنے کے بعد آپ نے ثابت کیا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ جماعت احمدیہ بھی کوئی جداگانہ فرقہ نہیں۔ اشاعت اسلام کی غرض سے مجدد عصر نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت کا ایک امیر ہے جن کے ماتحت یہ جماعت [illegible] کا عملی [illegible]

دیتے [illegible] وضاحت [illegible] کیوں [illegible] آپ نے [illegible] کی دعوت دی کہ [illegible] ہو کر اتحاد عمل اور [illegible] ان کے بعد جناب [illegible] ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ [illegible] نے تقریر فرمائی آپ نے [illegible] چند باتیں کہنے کے [illegible] بندے اور خدا کے درمیان [illegible] کمزور ہوجاتا ہے تو خدا تعالیٰ [illegible] سامان کر دیتا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان پھر وہ رشتہ [illegible] چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت [illegible] اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم [illegible] کو اسی غرض کے لئے مبعوث [illegible] حضرت محمد صلعم [illegible] جس سے خدا اور بندے [illegible] تعلق استوار ہوتا ہے [illegible] جتنی کمزوریاں پہلے مذاہب میں [illegible] کلام پاک میں دور کر دی گئیں [illegible] بعد آپ نے مذاہب اسلام کے [illegible] پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ یہی [illegible] عمل پیرا ہو کر انسان کامیاب [illegible] بھی آپس میں متحد ہوسکتی ہے [illegible] نسل انسانی کی بہتری اور بہبودی [illegible] کو دنیا میں پھیلائیں اور آپ نے [illegible] عین اسلام ہے اور اس کے [illegible] اس کی مزید وضاحت کے لئے آپ نے [illegible] پڑھ کر سنائیں اور فرمایا کہ لوگوں [illegible] ہے کہ احمدیت میں کوئی نئی [illegible] فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ [illegible] سست پڑ جاتا ہے [illegible] مدنظر رکھتے ہوئے [illegible] میں مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا [illegible] سے اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں [illegible] اور ضروریات کے لحاظ [illegible] کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ [illegible] اسلئے وہ روحانی لحاظ سے بھی [illegible] کرتا رہتا ہے تاکہ [illegible] اگر احمدیت کوئی جدا [illegible] یعنی علیحدہ ہستی [illegible] حقیقی اسلامی تعلیم [illegible] ہے صرف فرد [illegible] دین اسلام کے لئے [illegible] ہوچکا ہے چنانچہ اس کی [illegible] اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد [illegible] دین کے لئے مبعوث فرمایا [illegible] ہے کہ وہ اس مجدد کو قبول [illegible] میں شامل ہو کر اعلائے کلمۃ [illegible] کریں اور اقوام عالم تک اسلام [illegible] پہنچائیں مغربی دنیا نے [illegible] سائنس میں جو ترقی کر لی [illegible] کی [illegible] اور اس نا [illegible]

پیغامِ صلح
جلد ۳۴ | یوم جمعہ مورخہ | سنہ ۱۳۶۵ ؁ | نمبر ۱

گذارش احوال واقعی

موجودہ تحریکات کے متعلق مضامین لکھنے کے لئے کب سے توجہ دلائی جا رہی ہے

ہم عرصۂ دراز سے جماعت کے مضمون نگار حضرات کی خدمت میں درخواست کرتے چلے آ رہے ہیں کہ زمانہ بدل چکا ہے اس کے تقاضے بدل چکے ہیں اس لئے انہیں بدلے ہوئے حالات کا نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور قرآن و حدیث سے موجودہ دور کی سیاسی، معاشی، اخلاقی اور روحانی پیچیدگیوں کا حل پیش کرنا چاہیئے۔ اس ضمن میں ہم نے اپنے دوستوں کی خدمت میں خطوط لکھے زبانی عرض کیا اور اخبار میں بھی بار بار توجہ دلائی چنانچہ پیغام صلح ۱۹۴۲ء میں اعلان کیا گیا:۔

"مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ تاریخی، عمرانی، اخلاقی، تحریکات جدیدہ اور مذاہب مختلفہ پر مضامین بھجوائیں ان کے بلند پایہ مضامین جو پیغام صلح کے معیارِ صحافت پر پورے اتریں گے نہایت شکریہ کے ساتھ درج کئے جائیں گے۔

امید ہے ہماری درخواست پر مضمون نگار حضرات فوری توجہ مبذول فرمائیں گے"

چنانچہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۲ء، ۱۷ مارچ ۱۹۴۲ء، [illegible] مارچ ۱۹۴۲ء، ۸ اکتوبر ۱۹۴۲ء، ۱۲ نومبر ۱۹۴۲ء کی اشاعتوں میں اس اعلان کا اعادہ موجود ہے ———— ۱۹۴۴ء میں اعلان کیا گیا:۔

"اخبار میں پہلے بھی مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کی گئی تھی کہ وہ اخبار پیغام صلح کے لئے اپنے بلند پایہ مضامین ارسال فرمائیں۔ اب پھر گذارش کی جاتی ہے کہ وہ پیغام صلح کے لئے مضامین ارسال فرمائیں۔ مضامین زیادہ تر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نمایاں خصوصیات، تحریک احمدیت اور دیگر تحریکات اسلامی، تاریخ اسلامی کے سبق آموز واقعات، مغربی تحریکات اور اسلام، مسلمان کی زندگی کے عملی پہلو، دنیا کی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہے موضوعوں پر ہونے چاہئیں"

پیغام صلح ۱۹ اپریل ۱۹۴۴ء، ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء، ۲۷ ستمبر ۱۹۴۴ء، ۳۰ نومبر ۱۹۴۴ء کی اشاعتوں میں بار بار مضمون نگار حضرات کی خدمت میں یہ مذکورہ بالا گذارش کی گئی ہے۔ چنانچہ جب یہ دیکھا گیا کہ پیغام صلح کی پیہم گذارشات صدا بصحرا ثابت ہوئی ہیں تو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں گذارش کی گئی کہ حضرت ممدوح جماعت کو اس طرف توجہ دلائیں۔

چنانچہ حضرت ممدوح نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۴ء میں جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"ہمارے ایڈیٹر صاحب نے کہا کہ باہر سے جب کوئی مضمون آتا ہے وہ قادیانیت سے متعلق ہوتا ہے اور دوسرے مضامین جن کے لئے لوگ تشنہ ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ آج دنیا ایک نظامِ جدید کی تلاش میں ہے۔ اشد ضرورت ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں معاشی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی مشکلات کا حل پیش کیا جائے اس لئے انھوں نے ایک خط لکھا تھا کہ میں جماعت کو توجہ دلاؤں کہ وہ زیادہ توجہ ان مضامین کی طرف کریں جن کی آج دنیا کو ضرورت ہے"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد کسی مزید اعلان کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے باوجود ۱۰ جنوری ۱۹۴۵ء کو ایک مقالہ افتتاحیہ "موجودہ مسائل کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت" کے عنوان سے سپرد قلم کیا گیا جس میں پھر مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کی گئی:۔

"ہمارے مضمون نگار حضرات کو بدلے ہوئے حالات کا نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور قرآن مجید کی رہنمائی میں موجودہ سیاسی، معاشی، روحانی اور اخلاقی پیچیدگیوں پر غور فرمانا چاہیئے اور ان سوالات اور مشکلات کا حل دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے جن کا حل دنیا کو نہیں ملتا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بلند پایہ تصنیف [illegible] ڈر لکھ کر جماعت کے مضمون نگار دوستوں کو ایک جدید لٹریچر کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ اپنے امیر کی رہنمائی میں جماعت کے دوسرے دوستوں کو بھی فکر کرنی چاہیئے اور لٹریچر پیدا کرنا چاہیئے"

اس مقالہ کے بعد بھی متعدد دفعہ دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی لیکن اس کا کوئی خاص نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ ان سارے کوائف کو پیش کرنے سے مدعا یہ ہے کہ دوست ان پیہم گذارشات کی اہمیت کو سمجھیں اور اس طرف توجہ مبذول فرمائیں اور عملی طور پر پیغام صلح سے تعاون فرمائیں اور جو دوست موجودہ مسائل کی اہمیت کو سمجھتے ہیں ان پر تو خاص طور پر فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اس طرف عملی التفات فرمائیں اور ان مذکورہ بالا موضوعوں پر مختصر دلنشین مضامین لکھیں۔ خاکسار مدیر پیغام صلح کو ہر اشاعت کے لئے قریباً تین صفحہ کا خطبہ جمعہ اور ایک صفحہ مقالہ افتتاحیہ اور ضروری نوٹ تیار کرنا پڑتے ہیں، قریباً اخبار کا نصف حصہ خود مرتب کرنا پڑتا ہے اس کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے مضامین کی تدوین اور نظرِ ثانی بھی کرنی پڑتی ہے اخبار کی کاپیوں اور پروف کا پڑھنا بھی بہت توجہ کو چاہتا ہے باقی چار صفحات جماعت کے مضمون نگار حضرات کے لئے وقف ہیں اگر ہمارے دوست ان صفحات میں تنوع پیدا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں تو اخبار معیاری لحاظ سے بہت بلند ہو سکتا ہے۔ امید ہے ہمارے دوست ہمدردانہ تنقید کے اعلیٰ معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے تعمیری اور تخلیقی قواء کو بروئے کار لائیں گے اور ہماری ان مسلسل گذارشات پر غور فرماتے ہوئے عملی طور پر ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو گفتار کی بجائے کردار اور خیال کی بجائے عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دل و دماغ اور زبان کی حفاظت فرماتے ہوئے اپنے راستہ میں جہاد کی سعادت عطا فرمائے آمین۔

مولود مسعود

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمارے دوست جناب محمد شفیع صاحب علوی کے صاحبزادہ محمد لطیف صاحب علوی کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

مکرم ڈاکٹر شیخ [illegible]
مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب [illegible] انجمن مقرر کئے گئے

محترم ڈاکٹر شیخ محمد [illegible] [illegible] تشریف لے جا رہے [illegible] جگہ جناب مرزا مسعود بیگ [illegible] انجمن مقرر کیا گیا ہے [illegible] جنوری ۱۹۴۶ء کو جناب [illegible] نے جنرل سیکرٹری شپ [illegible] صاحب کو دے دیا [illegible] موصوف نے اپنے [illegible] کے فرائض کو جس ذمہ داری [illegible] بلند اخلاق سے سر انجام [illegible] کہ منت کش نہیں۔ آپ کا [illegible] محنت شاقہ واقعی اپنے [illegible] تقلید ہیں۔ آپ نے [illegible] میں سلسلہ کی بہتری اور [illegible] بیدار قم الحروف کے [illegible] اِل کر صفحۂ قرطاس پر آ [illegible] مکرم ڈاکٹر صاحب کو ان کی [illegible] عطا فرمائے اور جس کار [illegible] دور افتادہ مقام پر جا رہے [illegible] کے ہر گام پر ان کا حامی [illegible] اور جملہ احباب سلسلہ کی [illegible] ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو [illegible] میں یاد رکھیں۔

مکرم مرزا صاحب بھی [illegible] مالک ہیں مردم شناسی معاملہ فہمی [illegible] نمایاں خوبیاں ہیں۔ انشاء اللہ [illegible] دماغی قوتیں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ [illegible] اور ترقی کے لئے بروئے کار لائیں [illegible] دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں [illegible] ساتھ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں [illegible] دینے کی توفیق عطا فرمائے [illegible] احباب آئندہ جملہ دفتری [illegible]

ایک ضروری اعلان

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر [illegible] سعی کرتے ہیں کہ احباب جماعت [illegible] پہنچائیں۔ پھر بھی کئی خامیاں [illegible] نقائص سے دوستوں کو تکلیف [illegible] تمام احباب جماعت جو [illegible] تشریف لے گئے ہیں [illegible] وہ تمام [illegible] راقم الحروف کو اطلاع [illegible] انتظام کو بہتر بنانے کی [illegible] سے بھی اطلاع [illegible] ان نقائص کو دور کیا [illegible] تمام احباب کی [illegible]

محترم مصری صاحب کے مضمون کی اشاعت کی غرض

نوٹ :۔ احباب سلسلہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلاف نہایت سوقیانہ اور معاندانہ پراپیگنڈا کیا جاتا ہے اور اس عامیانہ پراپیگنڈا کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے حضرت ممدوح کی پوزیشن کو گرایا جائے اور آپ کے حقیقی مقام اور کام کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا جائے اور اس کے لئے ہر قسم کا اوچھا طریق اختیار کیا جاتا ہے حتی کہ افترا پردازیوں اور بہتان طرازیوں سے بھی کام لیا جاتا ہے چنانچہ اس پراپیگنڈا کا ہی نتیجہ تھا کہ چند ماہ ہوئے ایک بے شرم اور دریدہ دہن شخص کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے گذرتے ہوئے یہ کہنے کی جرأت ہو گئی "لاہور میں ایک بے شرم" اس ذوبایہ شخص کا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ پر حضرت صاحب کے اس الہام کو چسپاں کرنا اس بات کا آئینہ دار ہے کہ حضرت ممدوح کے خلاف کس نوعیت کا پراپیگنڈا کیا جاتا ہے اور ویسے بھی کثرت سے ایسے احباب موجود ہوں گے جنہوں نے قادیانیوں کے مونہوں سے اس "بلیغ کلام" کو عام طور پر سنا ہوگا۔ اس لئے ان حالات کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی مقام کو آنحضرت صلعم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی روشنی میں پیش کیا جائے تاکہ قادیانی جماعت پر حضرت ممدوح کی حقیقی پوزیشن واضح ہو سکے اور وہ گند اچھالنے سے آئندہ پرہیز کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مظفر و منصور جرنیل کے خلاف دریدہ دہنی سے اجتناب کریں اور دوسرے کونسا باغیرت انسان ہے جس کے امیر کے خلاف اس قسم کا پراپیگنڈا کیا جائے اور وہ خاموش رہے حالانکہ وہ حق پر ہو۔ اور تیسرے یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ شاید اسی طریق سے بعض قادیانیوں کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ پیر پرستی کے گڑھے سے نکل کر روحانیت اور علم و حکمت کی بلندیوں تک پہنچ سکیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان مضامین کی غرض بدرجہ اتم پوری ہوئی جہاں قادیانی جماعت میں ایک بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی وہاں ہماری جماعت کے دوستوں کے لئے یہ مضامین ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے اور ان مضامین نے قادیانی پراپیگنڈا کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا ان مضامین کے متعلق متعدد دوستوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں لکھا کہ ان مضامین کو کتابی صورت میں شائع کرنا چاہیئے چنانچہ ان مضامین کی مقبولیت کا مندرجہ ذیل اقتباسات سے بھی بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(مدیر)

(۱) محترم سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے حضرت مولینا عزیز بخش صاحب کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"محترمی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کا وہ گرانقدر بلند پایہ مضمون جو پیغام صلح میں بعنوان "حضرت مولینا محمد علی صاحب کا مقام" شائع ہو رہا ہے امید ہے کہ ضرور اسے کتابی صورت میں علیحدہ بھی چھپوایا ہوگا بہت ضروری چیز ہے احباب قادیان کی سعید روحوں کے لئے تریاق ہے"

(۲) محترم مولینا فخرالدین صاحب شملوی محترم مصری صاحب کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ آپ پر اپنے فضل و رحمت کی بارش کرے آپ نے قوم پر بہت ہی احسان کیا ہے۔ جو سلسلہ مضامین شان امیر کے متعلق ہے بہت ہی قیمتی ہے اور ایمان افروز ہے۔ حضرت امیر کے متعلق پیشگوئیاں اگر کبھی شروع میں قوم کے سامنے رکھدی جاتیں اور اس طرح جس طرح آپ نے ان کو اب بیان کیا ہے بیان کر دی جاتیں تو میاں محمود احمد صاحب کی طرف وہ جانے والے جو انہیں مصلح موعود یا ذریۃ مبشرہ کا مصداق سمجھتے ہیں ضرور حضرت مولانا کی طرف توجہ کرتے مگر ہر کام کا وقت ہوتا ہے خدا نے یہ کام آپ سے لینا تھا اس لئے خود حضرت امیر کو بھی پہلے اس طرف کبھی خیال نہ گیا بلکہ شاید وہ اب بھی خاکساری کی وجہ سے ان باتوں کو اپنے متعلق بیان نہ کریں۔ خدا جانتا ہے کہ میں آپ کے ان مضامین سے اس قدر اثر پذیر ہوا ہوں کہ گویا مجھے مسیح موعود کے الہامات پر پہلے سے زیادہ ایمان نصیب ہوا ہے۔ اور حضرت امیر کی عزت پہلے سے بہت زیادہ میرے دل میں ہو گئی ہے۔ خدارا ان مضامین کو ایک کتابی صورت میں شائع کرادیں"

جناب غلام محمد صاحب علی پور سے مصری صاحب کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"آپ کے لئے دل سے پھوٹ پھوٹ کر بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں۔ اگر آپ اس جماعت میں تشریف نہ لے آتے تو صداقت کے یہ پوشیدہ راز خدا جانے کتنا عرصہ جماعت کی آنکھوں سے اوجھل رہتے اللہ تعالےٰ آپ کو عمر دراز عطا فرمائے آمین۔ اللہ تعالےٰ آپ کو خدمت

دُرِّ ثمین از احادیث الرسول الامین

نوٹ :۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کئی دنوں سے ارادہ کر رہا تھا کہ اس زر و مال [illegible] میں جو احادیث رسول الامین صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے میں اٹھا رہا ہوں اور جو [illegible] میرے تزکیہ نفس کا باعث بنا ہے (کیونکہ میرا نفس طرح طرح گندوں سے ملوث [illegible]) دوستوں کو بھی شریک کروں اور ساتھ ساتھ وہ متبرک ملفوظات کو جو کہ صدی حاضرہ کے [illegible] حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے نکلے یا ان کے قلم حقیقت بیان اور یا [illegible] قرطاس پر رونما ہوئے جنہوں نے ان کے ارادتمندوں کی دنیا بدل دی لوگوں تک بذریعہ [illegible] پہنچایا جائے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ وقتاً فوقتاً ان نعما سے بذریعہ پیغام صلح دوستوں کو [illegible] کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس سلسلہ کو۔ اگر احباب پسند فرمائیں۔ باقاعدہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

چنانچہ قسط اول ہدیۂ ناظرین ہے۔

خاکسار غلام قادر
ریٹائرڈ ٹیلیگراف ٹریفک انسپکٹر۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ۔ (الترمذی)

باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔ یہ تمہاری مرضی ہے کہ (باپ کی نافرمانی کرکے) اس دروازہ کو گرا دو (یا تابعداری کرکے) اسے محفوظ رکھو۔

ان رجلا قال یارسول اللہ هل بقی من بر ابوی شیئ ابر هما به بعد موتهما قال نعم الصلوٰة علیهما والاستغفار لهما وانفاذ عهدهما من بعدهما وصلة الرحم التی لا توصل الا بهما واکرام صدیقهما (ابو داؤد)

روایت ہے ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ والدین کی خدمت میں سے کوئی خدمت ایسی باقی ہے جسے میں ان کی وفات کے بعد بجا لاسکوں۔ فرمایا کیوں نہیں ان کے لئے دعا اور استغفار پڑھو۔ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرو اور اس رشتہ کو جوڑو جس کے موجب وہی تھے۔ اور ان کے دوست کی خاطر تواضع کرو۔

من عال ثلاث بنات او ثلاث اخوات او اختین او ابنتین فادبهن واحسن الیهن وزوجهن فله الجنة (ابو داؤد)

جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کی انہیں پڑھایا (سلیقہ) سکھایا ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور پھر ان کی شادی کر دی وہ جنتی ہو گیا

قصیدہ

فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) یا عین فیض اللہ و العرفان [illegible]
یسعی الیک الخلق کالظمآن [illegible]

اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے۔ لوگ تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑے آ رہے ہیں۔

(۲) یا بحر فضل المنعم المنان [illegible]
تهوی الیک الزمر بالکیزان [illegible]

اے منعم و منان کے [illegible] لوگ کوزے لئے تیری طرف [illegible] آ رہے ہیں۔

(۳) یا شمس ملک الحسن والاحسان [illegible]
نورت وجه البر والعمران [illegible]

اے حسن و احسان کے [illegible] آفتاب۔ تو نے ویرانوں [illegible] کا چہرہ روشن کر دیا۔

(۴) یا من فدا نی نوره [illegible]
کالنیرین و نور الملوان [illegible]

اے وہ جو اپنے [illegible] میں مہ آفتاب و ماہتاب [illegible] اور جس سے رات اور دن [illegible]

(۵) یا بدرنا یا آیة الرحمان [illegible]
اهدی الهداة [illegible]

اے ہمارے [illegible] نشان سب [illegible] اور سب ہادیوں سے [illegible]

(۶) انی اری فی وجهك [illegible]
شانا یفوق شمائل [illegible]

(۶) میں تیرے درخشاں چہرے میں ایک ایسی شان دیکھتا ہوں۔ جو انسانی صفات سے بڑھکر ہے۔

پچاس روپیہ کا ایک اور انعامی چیلنج بھی منظور

محدث نعیم بن حماد کس پایہ کا محدث ہے

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

احادیث نبویہ کی بناء پر میرا دعوےٰ اور اس کی حقیقت (حجج الکرامۃ کے صـ ۴۴۲ و صـ ۴۴۳)

پر چند احادیث ان واقعات پر مشتمل جو بعد وفات مہدی ظہور پذیر ہونے والے تھے درج ہیں ان احادیث کی بناء پر میں نے لکھا تھا۔

"مہدی اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے اس کے بعد لوگ اس کے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو اپنا والی بنائیں گے اس میں خیر اور شر دونوں ہوں گے لیکن اس کا شر خیر سے زیادہ ہوگا وہ لوگوں پر خشمگیں رہے گا بعد اس کے کہ لوگ ایک جماعت کی شکل میں ہونگے وہ انہیں افتراق کی طرف لے جائیگا اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا جس کا لقب منصور ہوگا اور وہ پہلے خلیفہ کی سیرت پر ہوگا"

احادیث کے اس مضمون کو درج کرنیکے بعد میں نے یہ بتلایا تھا کہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد ۱۹۱۴ء میں جماعت میں جس طرح فتنہ پڑنا ایک حقیقت ہے اسی طرح یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ لوگوں نے حضورؑ کے اہل بیت میں سے ایک نوجوان کو خلیفہ بنایا پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا اور حدیث میں یہ بھی صریح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس تفرقہ کو پیدا کرنیکا موجب وہی شخص ہوگا جس کو لوگ مہدی کے اہل بیت میں سے بطور خلیفہ منتخب کریں گے اب چونکہ ۱۹۱۴ء میں فتنہ کے پیدا ہونے پر حضرت اقدسؑ کے اہل بیت میں سے جناب میاں محمود احمد صاحب ہی خلیفہ بنائے گئے اس لئے جماعت مہدی میں افتراق پیدا کرنے کی ذمہ داری حدیث نبوی کی پیشگوئی کے مطابق جناب میاں صاحب پر ہی آتی ہے ادھر یہ بھی حقیقت ہے کہ جناب میاں صاحب کی طرف شر اور خیر دونوں ہی منسوب کئے جاتے ہیں اور ادھر حدیث نبوی بھی ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ مہدی کے اہل بیت میں سے منتخب شدہ خلیفہ میں شر اور خیر دونوں پائے جائیں گے بعض لوگ اس کے خیر والے پہلو پر زور دیتے ہوئے اس کی بیعت کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور بعض لوگ اس کے شر والے پہلو کو پیش کر کے لوگوں کو اس کی بیعت سے روکیں گے اب ان دونوں فریقوں میں سے حق پر کون سا فریق ہوگا۔ اس کا فیصلہ بھی حدیث نبویؐ نے یہ کہکر کر دیا ہے کہ مہدی کے اہل بیت میں سے منتخب شدہ خلیفہ میں بے شک خیر تو ہوگی لیکن اس میں شر والا پہلو اس کے خیر والے پہلو پر غالب ہوگا گویا حدیث نبویؐ ان لوگوں کو حق پر قرار دے رہی ہے جو اس کے شر والے پہلو کو پیش کر کے لوگوں کو اس کی بیعت سے روکتے ہیں اور واقعات نے بتلا دیا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیر امارت خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں پھر جس طرح حدیث میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ مہدی کے اہل بیت میں سے اس منتخب شدہ خلیفہ کے خلاف جس میں شر خیر کی نسبت زیادہ ہوگا اور جو جماعت میں تفرقہ پیدا کر دیگا ایک شخص خروج کرے گا اسی طرح وقوع میں بھی آیا یعنی جناب میاں صاحب کے خلیفہ منتخب ہونے پر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان کے خلاف خروج کیا اور آپ کے اس خروج سے احادیث نبویہ کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی اس خروج کرنیوالے کا لقب اللہ تعالےٰ کے نزدیک حدیث نبوی میں منصور بتلایا گیا ہے چونکہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی خروج کرنیوالے ہیں اس لئے آپ ہی "منصور" والی پیشگوئی کے مصداق ہیں ادھر اگر حدیث نبوی کی پیشگوئی آپ کو منصور ثابت کر رہی ہے تو ادھر واقعات بھی اس پیشگوئی نبوی کے مصدق نظر آ رہے ہیں یہ احادیث ایسی واضح ہیں جو ایک طرف اگر حضرت رسول کریم صلعم کی رسالت پر ایمان کو بڑھاتی اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے سچے مہدی ہونے پر یقین دلاتی ہیں تو دوسری طرف جماعت احمدیہ کے دو گروہوں میں سے اس فریق کے برحق ہونے پر بھی قطعی شہادت دے رہی ہیں جو فریق کہ زیر امارت حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کام کر رہا ہے اور دوسرے فریق کے غلط راہ پر گامزن ہونے پر بھی مہر ثبت کر رہی ہیں جو کہ زیر قیادت جناب میاں محمود احمد صاحب کام کر رہا ہے ان احادیث نبویہ اور ان حقائق کو دیکھکر بجائے اس کے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ان سے فائدہ اٹھاتے اور اپنی غلطی پر پشیمان ہوکر اس سے تائب ہوتے انھوں نے ایک طرف تو خاکسار پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور دوسری طرف اپنی جماعت کو قبول حق سے روکنے کے لئے مختلف گونا گوں طریق اختیار کرنے شروع کر دیئے۔

پہلے انعامی چیلنج اور نیا انعامی چیلنج

ان میں سے ایک طریق یہ بھی تھا کہ جناب میاں صاحب کے رفقاء میں سے ایک شخص نورالحق صاحب واقف زندگی نے تین انعامی چیلنج مبلغ تین صد روپیہ خاکسار کے لئے مقرر کئے جو فوراً قبول کر لئے گئے اسی طرح ایک شخص مولوی ظفر محمد صاحب نے بھی مبلغ یک صد روپیہ کا انعامی چیلنج مقرر کیا اسکو بھی قبول کر لیا گیا مولوی ظفر محمد صاحب کا تو کوئی جواب میری نظر سے ابھی تک نہیں گذرا البتہ میاں نورالحق صاحب واقف زندگی نے ماہ دسمبر کے رسالہ "فرقان" میں یہ لکھا ہے کہ خاکسار نے اپنے دعوے کو تبدیل کر لیا ہے یہ بھی ایک مغالطہ دہی ہے خاکسار کا وہی دعویٰ ہے جس کا ذکر شروع مضمون میں کر دیا گیا ہے یہی دعوے پہلے تھا اور یہی دعوےٰ اب ہے اسی دعوے کو میں بعون اللہ و توفیقہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں اور انہی احادیث سے ثابت کروں گا جو حجج الکرامۃ کے صـ ۴۴۲ و صـ ۴۴۳ پر درج ہیں۔

میاں نورالحق صاحب کا فرض تو یہ تھا کہ مبلغ تین صد روپیہ فوراً جمع کراتے ان کے چیلنجوں کو قبول کرنے کے بعد اب ان کا یہ کام نہیں کہ دعوے کی تبدیلی یا عدم تبدیلی کے سوال کو لے بیٹھیں۔ اس بات کا فیصلہ کرنا کہ دعوے تبدیل کیا گیا ہے یا نہیں یہ منصف کا کام ہے اگر وہ یہ فیصلہ دے دیگا کہ خاکسار اپنے دعوے کو ثابت نہیں کر سکا یا خاکسار اپنے دعوے کو تبدیل کر رہا ہے تو آپ کی فتح ہو جائے گی اب آپ انعام کی رقوم جمع کرانے سے گھبراتے کیوں ہیں اگر آپ نے اپنے اس نا معقول میں گریز کے لئے کسی بہانہ کی پناہ لینے کی کوشش کی بنیاد نہیں رکھی تو آپ فوراً مبلغ تین صد روپیہ جمع کرائیں تا خاکسار اپنا ثبوت پیش کر کے لوگوں پر حق واضح کر دے اسی طرح مولوی ظفر محمد صاحب کو بھی میں یاد دہانی کراتا ہوں کہ وہ بھی مبلغ یکصد روپیہ جلد جمع کرا کر مشکور فرمائیں اب کیوں وہ انعامی چیلنج دے کر پیچھے ہٹ رہے ہیں ہاں اگر ان دونوں صاحبوں پر اپنی غلطی واضح ہو گئی ہے تو اس کا اقرار کر لیں میں بغیر انعامی رقوم کا مطالبہ کئے احادیث کا صحیح مفہوم انشاء اللہ واضح کر دوں گا۔

نئے انعامی چیلنج کی منظوری

میاں نورالحق صاحب واقف زندگی نے دسمبر کے رسالہ "فرقان" کے صـ ۸ پر خاکسار کو مبلغ پچاس روپیہ کا ایک نیا انعامی چیلنج بھی دیا ہے خاکسار اسے بھی قبول کرتا ہے جن مختلف احادیث سے میں نے اپنا بیان کردہ مفہوم اخذ کیا ہے ان کو خاکسار من وعن درج کرے گا انشاء اللہ ان کا کوئی حصہ حذف نہیں کیا جائے گا ہاں ان کی تشریح

کرنے اور ان [illegible]
خاکسار کو ہوگا [illegible]
تین صد روپیہ پہلے [illegible]
مبلغ پچاس روپے اس [illegible]
یعنی کل ساڑھے تین [illegible]
اور منصف کی تعیین کر لیں [illegible]
دلائل اس منصف کے [illegible]
امید ہے اب روپیہ جمع کرانے
سے کام نہیں لیا جائے گا۔

خادم صاحب گجراتی [illegible] کا جواب

خادم صاحب کے مضمون کے حصص

[illegible] نے احادیث نبویہ میں بیان [illegible] پردہ ڈالنے کے لئے [illegible] بھی ان پر کئے ہیں ان [illegible] گجراتی نے انتہا درجہ کی [illegible] لیا ہے اس لئے میں ان [illegible] پہلے انہی کے اعتراضات [illegible] میں درج کرتا ہوں [illegible] خادم صاحب کے مضمون [illegible] ایک حصہ میں تو انھوں [illegible] کی کوشش کی ہے کہ [illegible] جناب میاں صاحب پر [illegible] اس حصہ کا جواب تو [illegible] ہونے پر جناب [illegible] اس وقت دیا جائے گا [illegible] انھوں نے احادیث [illegible] کرنے کی کوشش کی ہے [illegible] ان کے اس حصہ کا جواب [illegible] حصہ کو خادم صاحب نے [illegible] منقسم کیا ہے۔ ایک [illegible] حضرت مسیح موعودؑ کے [illegible] دوسرے حصہ میں [illegible] خلافت کو جن سے [illegible] نے روایت کی ہے [illegible] قرار دے کر اسے نا [illegible] کی کوشش کی ہے [illegible] انھوں نے اپنے [illegible] کی کوشش کی ہے کہ [illegible] آئندہ واقعات کے متعلق [illegible] گذشتہ واقع کو [illegible] اور یہ حدیث [illegible] ابن مہدی پر [illegible] ہارون الرشید [illegible] یہ حدیث وضع کی گئی تھی۔

[illegible] خادم صاحب کے تمام پیش کردہ [illegible] کی حقیقت کو ذیل میں [illegible] کرتا ہوں۔

پہلا اعتراض اور [illegible] اس کا جواب

کرنے کے لئے یہ دی ہے کہ حضرت اقدسؑ نے یہ فرمایا ہے کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ "لا مھدی الا عیسیٰ" مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خادم صاحب نے حضرت اقدسؑ کے کلام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور جلد بازی سے میرے پیش کردہ واقعات سے ثابت شدہ حقائق کی تردید کے شوق میں اسے پیش کر دیا ہے۔ بھلا خادم صاحب یہ تو بتلائیں کہ اگر مہدی موعود کے متعلق تمام احادیث مجروح و مخدوش ہیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں اور اس بناء پر ان سے استدلال جائز نہیں اور ان کو دلیل میں پیش کرنا درست نہیں تو حضرت اقدس نے خود کیوں ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اور ان لمھدینا آیتین والی حدیثوں کو اپنے دعوے کی صداقت میں پیش کیا؟ اسی طرح حضرت اقدسؑ کی زندگی میں حضورؑ کے سامنے علماء سلسلہ مہدی کے متعلق مختلف احادیث سے حضور کی صداقت ثابت کیوں کرتے رہے چنانچہ مسک العارف مصنفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم امروہی میں ۱۳ احادیث سے حضرت اقدسؑ کے دعوئے مہدویت کے صادق ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اسی طرح خود آپ نے اپنی پاکٹ بک میں حضرت اقدسؑ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے مہدی کے متعلق احادیث سے سند پکڑی ہے مثلاً کدعہ سے پیدا ہونے والی۔ بنو فاطمہ سے ہونے والی۔ محمد نام والی حلیہ والی کسر صلیب اور قتل خنزیر والی احادیث سے آپ نے حضرت اقدس کی صداقت کو ثابت کیا ہے اگر ان تمام مجروح و مخدوش و غیر صحیح احادیث سے حضرت اقدس کا علماء سلسلہ کا اور خود آپ کا استدلال کرنا جائز اور درست ہو سکتا ہے تو خاکسار کا استدلال کرنا کیوں ناجائز اور نادرست ہو گیا اس کی جب کوئی معقول وجہ آپ بیان کر دیں گے تو میں بھی انشاء اللہ آپ کو حضرت اقدس کے کلام کا مفہوم سمجھا دوں گا۔

پھر آپ یہ بھی بتلائیں کہ کیا حدیث لا مھدی الا عیسیٰ پر جرح نہیں ہوئی کیا اس جرح کا جواب آپ نے خود اپنی پاکٹ بک میں نہیں دیا اگر محض کسی حدیث کا مجروح ہونا ہمیں اس سے استدلال کرنے کے حق سے محروم کر دیتا ہے تو حدیث لا مھدی الا عیسیٰ سے استدلال بھی ناجائز اور نادرست ہو گا اس پر بھی تعصب سے دل کو خالی کر کے غور کر لیں۔

اس ضمن میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ احادیث پیش کردہ میں صرف مہدی کا لفظ ہے امام مہدی کا لفظ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو حضرت اقدس نے مہدی موعود کے متعلق تمام احادیث کو مجروح و مخدوش قرار دیا ہے حالانکہ احادیث میں لفظ موعود موجود نہیں اور دوسرے جس قدر احادیث حضرت اقدس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے پیش کی گئی ہیں ان میں بھی خالی مہدی کا لفظ ہے امام کا لفظ ساتھ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مہدی سے مراد مہدی موعود یعنی امام مہدی ہی لیا گیا ہے خود آپ نے بھی اپنی پاکٹ بک کے صفحہ ۸۸۶ پر حدیث ابشرکم بالمھدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الناس و زلازل کو پیش کر کے مہدی کے لفظ سے امام مہدی ہی مراد لیا ہے پھر حدیث ان لمھدینا آیتین میں بھی خالی مہدی کا ہی لفظ ہے امام کا لفظ تو وہاں بھی ساتھ موجود نہیں جب تمام احادیث سے باوجود خالی مہدی کے لفظ کی موجودگی کے امام مہدی مراد لیا گیا ہے تو میرا مہدی کے لفظ سے موعود مہدی مراد لینا کیوں ناجائز ہو گیا اور یہاں آپ پر یہ کیوں شاق گذرا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے میری پیش کردہ حدیث کے متعلق ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ جب تک اس کا سلسلہ اسناد پیش نہ کیا جائے اسکو حدیث ہی نہیں کہا جا سکتا جس قسم کا سلسلہ اسناد آپ مجھ سے طلب کرتے ہیں مہربانی فرما کر اسی قسم کا سلسلہ اسناد آپ ان دو حدیثوں کے متعلق بھی پیش فرمائیں جو آپ نے اپنی پاکٹ بک کے ص ۴۸۳ و ص ۴۸۴ پر درج کی ہیں پہلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کان فی الھند نبی اسود اللون اسمہ کاھن اور دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں گر ایں مشت خاک نہ بخشم چہ کنم۔ پہلی حدیث کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔

"یہ حدیث تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف میں ہے" اور دوسری کے متعلق لکھا ہے۔

"یہ حدیث کتاب کوثر النبی باب الفاء میں ہے"

نعیم بن حماد جیسے محدث پر تو آپ نے جرح کر دی لیکن آپ کے پیش کردہ محدث تو غالباً بڑے پایہ کے محدث ہیں اگر آپ ویسا ہی سلسلہ اسناد ان احادیث کے متعلق پیش نہ کر سکیں جس قسم کا آپ مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر یہ احادیث آپ کے "قاعدہ" کی رو سے احادیث نہیں کہلا سکیں گی تو اس صورت میں آپ خود ہی سوچ لیں کہ اس کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے غیر مستند لوگوں سے چونکہ اس قسم کی خامیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں اس لئے میں نے لکھا تھا کہ کوئی مستند عالم اس مسئلہ پر قلم اٹھائے جس کو جناب میاں صاحب نے باوجود اس کے کہ یہ اچھی اور صحیح نصیحت تھی اسکو برا منایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نعیم بن حماد کی شخصیت پر اعتراضات کا جواب

خادم صاحب کے مضمون کے دوسرے حصہ میں نعیم بن حماد کو ضعیف قرار دیکر میری پیش کردہ حدیث کی وقعت کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ اس محدث کو نسائی نے ضعیف اور غیر ثقہ قرار دیا ہے اور کہا ہے لا یحتج بہ اور بعض نے کہا ہے کان یضع الحدیث مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان امور کو پیش کرتے وقت تقوے اور دیانتداری کو مدنظر نہیں رکھا گیا جس کتاب سے یہ عبارتیں پیش کی گئیں ہیں اسی میں نعیم بن حماد کو ثقہ بھی قرار دیا گیا ہے مگر ان عبارتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

خادم صاحب اپنی پاکٹ بک کے صفحہ ۳۹۷ پر حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے ایک راوی کو جس پر جرح ہوئی ہے اور جسے غیر ثقہ قرار دیا گیا ہے اور پھر یحییٰ بن معین کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ ھو امام الجرح والتعدیل اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ کل حدیث لا یعرفہ ابن معین فلیس ھو بحدیث کہ جس حدیث کو ابن معین نہیں جانتا وہ حدیث ہی نہیں پس ایسا شخص جس راوی کو ثقہ قرار دیتا ہو اس کی روایت میں کیونکر اشتباہ ہو سکتا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ نعیم بن حماد کے متعلق ابن معین کی کیا رائے ہے تہذیب التہذیب ص ۴۵۸ پر روی عنہ البخاری مقرونا وروی لہ الباقون سوی النسائی یعنی بخاری نے نعیم بن حماد سے مقرونا روایت کی ہے اور نسائی کے سوائے باقی محدثوں نے بھی اس محدث کی روایت کو لیا ہے اور آگے لکھا ہے وحدث عنہ ایضا یحیی بن معین یعنی یحییٰ بن معین نے بھی اس سے حدیث بیان کی ہے اور اس کے بعد قریباً ۱۱ آئمہ کا نام لیا ہے جنھوں نے نعیم بن حماد سے حدیث بیان کی ہے۔ اب خادم صاحب بتلائیں کہ کیا یحییٰ بن معین جیسا امام الجرح والتعدیل جس کی آپ نے اتنی تعریف کی ہے اس شخص سے احادیث روایت کیا کرتا تھا جو آپ کے قول کے مطابق جھوٹی حدیثیں اپنے پاس سے گھڑا کرتا تھا پھر تو وہ اچھا امام الجرح والتعدیل ہوا۔ کیا جس شخص سے امام بخاری جیسا امام اور یحییٰ بن معین جیسا امام اور دیگر آئمہ روایت لیں اس شخص کی روایت خادم صاحب کے کہنے سے غیر ثقہ قرار دی جا سکتی ہے پھر صرف یہی نہیں کہ یحییٰ بن معین جیسا امام نعیم سے احادیث بیان کرتا ہے بلکہ صریح طور پر اسے ثقہ بھی قرار دیتا ہے چنانچہ لکھا ہے احمد اور یحییٰ بن معین دونوں کہتے ہیں نعیم معروف بالطلب ہے پھر لکھا ہے قال ابراھیم بن الجنید عن ابن معین ثقۃ یعنی ابراہیم بن الجنید نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ نعیم ثقہ ہے پھر ابن معین کہتے ہیں کہ وہ اہل صدق میں سے تھا پھر ایک دوسرے شخص کے سوال پر کہا [illegible] پر تو ابن معین کی رائے تھی نعیم بن حماد کے متعلق کہ وہ ثقہ ہے اب [illegible] آئمہ کی رائے بھی سن لو لکھا ہے [illegible] ابن حبان فی الثقات [illegible] جیسے امام نے بھی اسے [illegible] ذکر کیا ہے۔ اسی طرح امام احمد نے [illegible] کہا ہے کہ نعیم ثقات میں سے ہے [illegible] ابو زکریا نے بھی کہا ہے کہ نعیم [illegible] ثقۃ رجل صدق انا اعرف [illegible] الناس بہ کان رفیقی بالبصرۃ [illegible] نعیم صادق اور ثقہ ہے میں [illegible] میں تمام لوگوں سے زیادہ اسکو جانتا ہوں وہ بصرہ میں میرا رفیق تھا۔ پھر امام العجلی [illegible] ہیں کہ نعیم بن حماد ثقہ ہے۔ پھر ابن ابی [illegible] کہتے ہیں محلہ الصدق۔ پھر لکھا ہے [illegible] نعیم نقد ثبت عدالتہ وصدقہ یعنی نعیم بن حماد کا صدق اور اس کا عادل ہونا ثابت ہے دار قطنی نے اسے ثقہ [illegible] قرار دیا ہے امام مسلمہ بن قاسم نے بھی [illegible] کو صدوق قرار دیا ہے۔

خادم صاحب کے اصول کے مطابق نعیم بن حماد ثقہ ہے

[illegible] نعیم بن حماد کو ثقہ۔ صدوق۔ عادل قرار [illegible] تو ایک نسائی یا کسی اور کے ضعیف [illegible] سے وہ کس طرح غیر ثقہ بن سکتا ہے [illegible] نے خود اپنی پاکٹ بک کے صفحہ [illegible] پر اپنی ایک پیش کردہ حدیث کے [illegible] راویوں کو ثقہ ثابت کرتے [illegible] ۲ آئمہ نے ضعیف اور غیر ثقہ قرار دیا ہے [illegible] ذیل اصول باندھا ہے کہ چونکہ دوسرے [illegible] آئمہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اس [illegible] ضعیف نہیں ہو سکتا اور اسی طرح [illegible] نے چونکہ اسے عادل کہا ہے اس [illegible] جھوٹا نہیں ہو سکتا پھر آپ نے [illegible] "عادل تو کہتے ہی اسکو ہیں جو ہر [illegible] پرہیز کرے جب وہ عادل [illegible] کس طرح جھوٹے اقوال آنحضرت [illegible] طرف منسوب کر سکتا تھا" اب [illegible] بتلا دیا ہے کہ نعیم بن حماد کو [illegible] عادل قرار دیا ہے تو آپ کے [illegible] کے مطابق وہ جھوٹی حدیثیں [illegible] ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح آپ [illegible] "کسی کے محض یہ کہہ دینے سے کہ [illegible] ضعیف ہے درحقیقت وہ راوی [illegible] نہیں ہو جاتا جب تک اس کی [illegible] معقول وجہ نہ بتلائی جائے [illegible] میسر موجود ہے" پس جبکہ آپ [illegible] اختلاف میسر کی موجودگی میں بھی [illegible] اور نا قابل اعتبار نہیں قرار دیا [illegible] بن حماد کے متعلق تو اختلاف [illegible] بلکہ بہت بڑا اختلاف ہے امام [illegible] چھوڑ کر باقی سب آئمہ اس سے [illegible] لیتے ہیں جن میں سے متعدد اسے ثقہ صدوق [illegible] عادل وغیرہ قرار دیتے ہیں اس [illegible]

۴۔ امام نسائی کی رائے نعیم بن حماد کے متعلق

افسوس خادم صاحب نے نعیم بن حماد کے متعلق امام نسائی کے یہ الفاظ تو نقل کر دیئے کہ وہ ضعیف یا غیر ثقہ ہے لیکن اس کے بعد کے الفاظ چھوڑ دیئے ہیں جو یہ ہیں ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے امام نسائی کو نعیم بن حماد کی فضیلت کا اور ان کے تقدم فی العلم والمعرفۃ اور تقدم فی السنن کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ اس کی حدیث کے قبول کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو انھوں نے کہا کہ معروف آئمہ سے بہت سی احادیث بیان کرنے میں وہ منفرد ہے اس لئے وہ ان لوگوں کی فہرست میں آ جاتا ہے جن سے احتجاج نہیں کیا جاتا گویا امام نسائی نہ تو اس محدث کا کوئی جھوٹ بیان کر سکے اور نہ ہی اسکو ضعیف قرار دینے میں کوئی اور معقول وجہ بیان کر سکے ہیں بجز اسکے کہ انھوں نے اپنا ایک قیاس بیان کیا ہے اور یہ کوئی معقول وجہ نہیں اور آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جب تک کوئی معقول وجہ نہ ہو کسی راوی کو محض ضعیف کہ دینے سے وہ ضعیف اور نا قابل اعتبار نہیں قرار دیا جا سکتا ہے نعیم بن حماد کو جو بعض نے ضعیف قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ اس کے متعلق یہ [illegible] خیال پیدا ہو گیا تھا کہ علی عسقلانی سے اس نے اپنی کتب کو صحیح کیا ہے لیکن نعیم بن حماد نے اس سے انکار کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جن تک اس کا انکار پہنچ گیا انھوں نے تو اسے ثقہ ہی رہنے دیا جیسا کہ یحییٰ بن معین اور جن تک نہیں پہنچا وہ اسے ضعیف ہی قرار دیتے رہے جیسا کہ امام نسائی لیکن پھر بھی وہ اس کے علم و فضل کے قائل ہی رہے پھر ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ ایک حدیث کی سند مقلوب ہو گئی بعض نے جلد بازی سے کام لے کر اسے ساقط الاعتبار قرار دے دیا لیکن یحییٰ بن معین نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نعیم پر سند مشتبہ ہو گئی ہے وہ جھوٹا ہرگز نہیں اس وجہ سے اسے جھوٹا نہیں کہا جا سکتا پس یہ ایسی وجوہ ہیں جو قطعاً معقول نہیں کہلا سکتیں۔

پھر جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ حدیث وضع کر لیتا تھا انھوں نے بھی تقویۃ السنۃ اور امام ابو حنیفہ کی برائی تک اسے محدود رکھا ہے باقی احادیث کے متعلق انھوں نے لکھا ہے کہ وہ باقی حدیث میں مستقیم تھا اور حدیث زیر بحث نہ تقویۃ السنۃ کے متعلق ہے اور نہ ہی امام ابو حنیفہ کے متعلق ہے اس لئے اس دلیل سے اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

نعیم بن حماد کا بلند پایہ کیریکٹر

نعیم بن حماد کا کیریکٹر کس قدر بلند پایہ تھا مندرجہ ذیل دو واقعات سے اس کا پتہ لگ سکتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شخص کے سامنے اس نے ایک حدیث کے صحیح ہونے پر اصرار کیا لیکن جب مصالف میں دیکھا تو اپنی بات کو غلط پایا تو اسی وقت اپنی غلطی کا اقرار کیا ابو نصر الیونارتی کہتے ہیں کہ یہ دلیل ہے نعیم بن حماد کی دیانت اور امانت پر کیونکہ اس نے فوراً حق کی طرف رجوع کر لیا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ خلفاء عباسیہ کے زمانہ میں جب قرآن کے مخلوق و غیر مخلوق ہونے کا فتنہ پیدا ہوا اور بہت سے علماء خلفاء کی سزاؤں کا نشانہ بنے اور بہتوں نے ان سخت سزاؤں سے ڈر کر خلفاء کے قول کے ساتھ اتفاق کا اظہار کر دیا گو ان کا عقیدہ اس کے خلاف تھا لیکن نعیم بن حماد نے باوجود اس کے کہ اس کی عمر ۷۰ سال کی تھی خلیفہ کے ساتھ اتفاق کرنے سے صاف انکار کر دیا اور قید کو خلیفہ کی خوشنودی پر ترجیح دی اگرچہ قید کی صعوبتوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے قید خانہ میں ہی جان دیدی لیکن خلیفہ کی بات کو نہیں مانا۔

کیا ایسا شخص خلاف تقویٰ فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے سوچو اور خدارا سوچو۔

یہ تمام حوالے تہذیب التہذیب از صفحہ ۴۵۸ تا صفحہ ۴۶۳ پر درج ہیں۔

ہمارے سلسلہ میں اس محدث کا قابل اعتبار ہونا

آج تو خادم صاحب محض خاکسار کی دشمنی کی وجہ سے اس محدث کو نا قابل اعتبار ٹھہرا رہے ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں کہ ہمارے بزرگ اسی محدث کی حدیثوں سے حضرت اقدس کی صداقت ثابت کرتے رہے ہیں چنانچہ مسک العارف مصنفہ مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم امروہی میں جن احادیث سے حضرت اقدس کی صداقت ثابت کی گئی ہے ان میں سے دس کے قریب نعیم بن حماد کی احادیث ہیں پس کیا خادم صاحب کا موجودہ طرز استدلال کہیں آیۃ کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا کا مصداق تو نہیں۔

(باقی دارد)

پیغام بغداد بنام مجاہدین [illegible]
برموقع اجتماع بتیسواں جلسہ [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اے حفاظت اسلام و ناموس مصطفیٰ کے لئے اپنی نقد زیست پیش کرنے والے مجاہدو امام عصر حاضر کے ارشاد کے مطابق ہر سال کی طرح آج پھر آپ اپنے مقدس مرکز مدینۃ المسیح میں اپنے واجب التعظیم محبوب و پیارے پیشوا کے اغراض و مقاصد اور خواہشات و تمناؤں کو بدرجہ اتم پایہ تکمیل تک پہنچانے کی مستقبل کے لئے تجاویز سوچنے اور اپنی سابقہ جد و جہد کا جائزہ لینے کے لئے لوائے "منصورہ" کے ماتحت جمع ہوئے ہو۔

اے قلیل من الآخرین کا کامل الایمان گروہ اس میں شک نہیں کہ ایام گذشتہ میں آپ نے اپنے پاک وجود کو اپنے آقا و مطاع مسیح زمانؑ کے بلند ترین و رفیع الشان نصب العین اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استكانوا کا مصداق ثابت کر دکھلایا اور جن بیش بہا قربانیوں و بے مثال ایثار اور اعلیٰ صبر و استقامت کا شاندار نمونہ بتلایا اس کی نظیر موجودہ زمانہ میں تو نہیں مل سکتی۔ لیکن اس وقت دنیا کے بسرعت بدلتے ہوئے حالات نت نئے محیّر انقلابات۔ مادی نظاموں کے مروجہ عالمیہ کا تزلزل اور آدم کا ایک جدید نظام حیات کی ضرورت کا احساس آپ حضرات سے ایک عظیم الشان قربانی اور غیر معمولی ایثار اور غیر متزلزل صبر و استقلال کا مطالبہ کر رہا ہے لا يحسبن الذين كفروا سبقوا انهم لا يعجزون کا انذار قرآنی پھر آنکھوں کے سامنے پورا ہونے کو ہے۔ کامیابی کا راز واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل سے فرمودۂ الٰہی میں مضمر ہے۔

اے خوش نصیب اسلام کے فدائیو وہ موعودہ ساعت قریب ہے کہ آخرین من دونهم اقوام آپ کے مقدس ہاتھوں صداقت اسلام کی غذائے طیب معرفت الٰہی کا شربت شیریں نوش کریں آج کے یہ سخت ترین اعداء کل کو كانه ولی حميم بن کر اسلام کی تقویت و دین متین کی شوکت و عظمت بلند کرنے میں آپ کے مضبوط دست و بازو ثابت ہوں۔ لیکن اس امر کا وقوع پذیر ہونا ایک معرکہ عظیم جہاد کبیر کو چاہتا ہے

اے ایمان و عمل کے حقیقی پیکرو

اس جہاد کبیر کی تیاری [illegible] لئے تمہیں روحانی [illegible] باعمل رہنما کی [illegible] ہے کہ اس [illegible] ہے تمہیں وہ [illegible] کا فرزند روحانی [illegible] نے اس روحانی لڑائی [illegible] ہر قسم کے ہتھیار تیار [illegible] ہیں اٹھو اور اس [illegible] میں اس کے تیار کردہ [illegible] سے مسلح ہو کر [illegible] حکم کی تعمیل میں انفروا [illegible] وجاهدوا باموالكم [illegible] فی سبیل اللہ ذلكم [illegible] كنتم تعلمون [illegible] میں کود پڑو۔ خدا کی نصرت [illegible] ساتھ ہے۔ اسلام کی [illegible] يدخلون فی دين اللہ [illegible] کا نظارہ پھر ایک بار [illegible]

اے سرفروشان [illegible] مسیح وقت کے حقیقی [illegible] فوج کے سپہ سالار [illegible] حکیمانہ دوربین نگاہ [illegible] انه هو الحق کو محسوس [illegible] تک پہنچنے کے لئے [illegible] تیار کیا ہے اور اس [illegible] پہنانے کے لئے [illegible] ہوئی ہیں ان میں سے [illegible] تجویز بلا دغیر میں [illegible] کے سامنے [illegible] کر رہے کا [illegible] سے دس لاکھ [illegible]

اے دین کو دنیا [illegible] ذوسنوا ب جگہ [illegible] اس موقع پر اپنے [illegible] سپاہی سر بکف [illegible] پورا کرنے کی [illegible] حسبنا اللہ ونعم الوکیل [illegible] اس روحانی میدان [illegible] قدم [illegible] حب اللہ کے [illegible] از عمل ثابت [illegible] دل [illegible]

اے مصلح ربانی [illegible] مبارک اجتماع کے موقع [illegible] پاکیزہ [illegible] کی [illegible] نے [illegible]

نمازوں میں چشم پرآب سربسجود ہو کر درد دل سے دعائیں فرمائیں گے وہاں ہم دور افتادہ ماوراء البحر خادموں کو بھی ضرور یاد رکھیں گے اور دعا فرماویں کہ وہ ادعونی استجب لكم کا مژدہ جانفزا سنانے والا ہمارے قلوب میں خدمت اسلام کا وہ درد وہ جذبہ پیدا کرے جو آپ بزرگوں کے دلوں میں موجزن ہے اور ہمیں بھی اس ایمان و اعمال صالحہ کے نور سے کچھ حصہ عنایت فرمائے جسے مسیح محمدی کے طفیل آپ نے کامل طور پر حاصل کیا ہے خدا ہمیں آپ حضرات کے نقش قدم پر چلنے اور عمل کرنے کی بیش از بیش توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

ہم سبھوں کی طرف سے السلام علیکم

ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

خاکسار

تصدق حسین القادری

ادارۂ تعلیم قرآن

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ادارۂ تعلیم قرآن کے قیام کے لئے تحریک فرمائی۔ اس مذکورہ ادارہ کی عمارت کی تعمیر کے لئے جن احباب نے نہایت فراخدلی اور ایثار کا ثبوت دیتے ہوئے مندرجہ ذیل رقوم ادا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ان احباب کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

(۱) مسجد

کرنل ڈاکٹر سید شبیر حسین شاہ صاحب (اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ کی طرف سے) ---- ۶۰۰۰

(۲) لائبریری

سید الطاف حسین شاہ صاحب (اپنے والد صاحب مرحوم کی طرف سے) ---- ۳۰۰۰

(۳) ڈائننگ ہال

شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد ---- ۳۰۰۰

۲۵۰۰ والے کمرے

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر مرحوم ایک کمرہ
(۲) ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ۔ ایک کمرہ
(۳) شیخ عطاء الرحمٰن صاحب وزیر آباد ایک کمرہ
(۴) پروفیسر عبد الرحمٰن صاحب چیفس کالج لاہور ایک کمرہ
(۵) میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی۔ ایک کمرہ
(۶) میاں نصیر احمد صاحب فاروقی لاہور۔ ایک کمرہ
(۷) حبیب الرحمٰن صاحب صادق بمبئی ایک کمرہ
(۸) شیخ میاں عطاء اللہ صاحب میاں چنوں ایک کمرہ
(۹) خان بہادر غلام ربانی خاں ملتان ایک کمرہ
(۱۰) چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج لاہور۔ ایک کمرہ
(۱۱) شیخ بشیر احمد صاحب لائلپور ایک کمرہ
(۱۲) شیخ عبد الرحیم صاحب ٹھیکیدار لاہور ایک کمرہ
(۱۳) خان بہادر میاں غلام رسول صاحب جھنگ۔ ایک کمرہ
(۱۴) شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد۔ ایک کمرہ
(۱۵) شیخ محمد حسین صاحب فیروزپور ایک کمرہ
(۱۶) بیگم صاحبہ نصیر احمد صاحب فاروقی ایک کمرہ
(۱۷) چوہدری ظہور احمد صاحب۔ ایک لیکچر ہال ---- ۵۰۰۰

۱۲۵۰ روپے والے کمرے

(۱) چوہدری نظام دین صاحب چک 4L/[illegible] اوکاڑہ .. دو کمرے
(۲) شیخ برکت اللہ صاحب سیالکوٹ ایک کمرہ
(۳) ابراہیم صاحب آدم سیوانی ایک کمرہ
(۴) چوہدری محمد اختر ولد چوہدری عشرت علی صاحب کالی صوبہ ۔ ایک کمرہ
(۵) خان صاحب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور ایک کمرہ
(۶) شیخ میاں ظہور احمد صاحب لائلپور دو کمرے
(۷) مولوی عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ ایک کمرہ
(۸) ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب ایک کمرہ

۵۰۰ روپے والے کمرے

(۱) خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ڈاڈر ایک کمرہ
(۲) سردار عبد الرحیم صاحب ڈیرہ غازی خان ایک کمرہ
(۳) خان مصلح اللہ خان صاحب مانسہرہ ایک کمرہ
(۴) مرزا عبد الرحمان بیگ مرزا مسعود بیگ حال لاہور ایک کمرہ
(۵) ملک کرم الٰہی صاحب فیروزپور روڈ لاہور ایک کمرہ
(۶) بابو عبد الرحمان صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ لاہور ایک کمرہ
(۷) چوہدری عبد الحق صاحب بدوملہی دو کمرے
(۸) میاں محمد زمان صاحب چارسدہ ایک کمرہ نقد -/۴۰۰ روپے وعدہ -/۱۰۰ روپے
(۹) چوہدری فضل حق صاحب لاہور۔ ایک کمرہ
(۱۰) خان یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر اہور اسکول ایک کمرہ
(۱۱) محمد اسمٰعیل صاحب مدراس۔ ایک کمرہ
(۱۲) محمد امین صاحب کلکتہ ایک کمرہ
(۱۳) شیخ محمد حسین صاحب بمبئی ایک کمرہ
(۱۴) پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی لاہور۔ ایک کمرہ
(۱۵) پسران خان محمد حیات صاحب انسپکٹر پولیس گجرات ایک کمرہ
(۱۶) ماسٹر عبد الحفیظ صاحب بٹ بدوملہی ایک کمرہ
(۱۷) ملک خدا بخش صاحب رسول نگر ایک کمرہ
(۱۸) ڈاکٹر عبد المجید صاحب پشاور۔ ایک کمرہ
(۱۹) بیگم صاحبہ چوہدری محمد اقبال صاحب چک ۳۵۵ ایک کمرہ
(۲۰) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب لاہور ایک کمرہ
(۲۱) ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب لاہور۔ ایک کمرہ
(۲۲) خان کھنڈے خاں صاحب کشمیر۔ ایک کمرہ
(۲۳) اہلیہ صاحبہ شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد ایک کمرہ
(۲۴) اہلیہ صاحبہ چوہدری نظام دین صاحب اوکاڑہ ایک کمرہ
(۲۵) پروفیسر سعد اختر صاحب ایم اے منٹگمری ایک کمرہ
(۲۶) شیخ عبد الرحمٰن صاحب وزیر آباد۔ ایک کمرہ
(۲۷) اہلیہ صاحبہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب وزیر آباد ایک کمرہ
(۲۸) شیخ غلام احمد صاحب وزیر آباد ایک کمرہ
(۲۹) شیخ عظمت اللہ صاحب سیالکوٹ ایک کمرہ
(۳۰) شیخ عبد الرشید صاحب نیشنل ہوٹل لاہور چھاؤنی ایک کمرہ
(۳۱) ماسٹر سراج الدین بی اے سیالکوٹ۔ ایک کمرہ

۱۵ دن کی آمد دینے والے

(۱) سید حسن شاہ صاحب۔ گوجرانوالہ
(۲) بابو محمد رمضان صاحب حافظ آباد۔
(۳) میاں ممتاز احمد صاحب راولپنڈی
(۴) خواجہ محمد عبد اللہ صاحب راولپنڈی
(۵) محمد عظیم صاحب۔ جموں۔
(۶) بابو فخر دین احمد صاحب راولپنڈی
(۷) خالق داد خاں صاحب ڈھڈیال
(۸) بابو فضل کریم صاحب کلرک سی ایم اے
(۹) ملک عبد الکریم صاحب لنگریال ملتان
(۱۰) چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ۔
(۱۱) شیخ محمد عبد اللہ صاحب وزیر آباد
(۱۲) شیخ عبید اللہ صاحب وزیر آباد
(۱۳) میاں ریاض صاحب بہادل نگر
(۱۴) چوہدری محمد حسین صاحب بدوملہی
(۱۵) بابو مشتاق احمد صاحب جڑانوالہ
(۱۶) مسٹر محمد احمد صاحب خلف حضرت امیر مرحوم
(۱۷) مستری عبد الکریم صاحب وزیر آباد
(۱۸) محمود احمد صاحب ملنگ۔ پشاور۔
(۱۹) معرفت سید بشیر حسین شاہ صاحب وعدہ -/۱۵۰۰ روپے

وعدہ جات

شیخ محمد محسن، مولا بخش صاحبان لائلپور	-/۲۰۰
مولوی عبد الہادی صاحب رئیس اعظم مکہ۔	-/۷۰۰
چوہدری بشیر احمد صاحب محمود نگر لاہور۔	-/۹
فضل الرحمٰن صاحب ضلع ہزارہ	-/۱۰۰
محمد صادق صاحب پشاور۔	-/۱۰
محمد داؤد صاحب دیگراں۔	-/۱۰

درخواست دعا جناب حافظ عبد الرشید صاحب مبلغ اسلام کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں احباب سلسلہ خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے آمین

سلسلہ میں شمولیت
قسط اوّل

مندرجہ ذیل احباب جلسہ [illegible] کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور دین پر مقدم کرنے کی توفیق دے آمین

(۱) مسٹر محمود شوکت صاحب۔ پٹنہ
(۲) خان عبد السلام خان صاحب [illegible] لاہور۔
(۳) مسٹر فضل محمد صاحب۔ [illegible]
(۴) مرزا ممتاز احمد صاحب۔ [illegible]
(۵) مظفر حسین صاحب۔ منٹگمری
(۶) منفرق شاہ صاحب۔ شیخ [illegible]
(۷) مولوی محمد عبید الرحمان صاحب [illegible]
(۸) رشید احمد صاحب
(۹) ہمایوں بشیر احمد صاحب
(۱۰) مولوی عبد القدیر صاحب [illegible]
(۱۱) فدا حسین صاحب ڈیرہ غازی خان
(۱۲) چوہدری محمد ابراہیم صاحب [illegible]
(۱۳) خان ولی محمد خان صاحب [illegible] کندہ کوٹ۔
(۱۴) عبد الحکیم صاحب [illegible]
(۱۵) انعام الحق صاحب [illegible]
(۱۶) میر غلام محمد صاحب [illegible]
(۱۷) ڈاکٹر محمد فیاض خان صاحب [illegible]
(۱۸) چوہدری محمد اسلم صاحب [illegible]
(۱۹) معصوم خان صاحب۔ شیخ [illegible]
(۲۰) مسعود احمد صاحب [illegible]
(۲۱) رشید احمد خان صاحب [illegible]
(۲۲) رفعت شان صاحب لاہور
(۲۳) زینب بیگم صاحبہ [illegible]
(۲۴) سرداراں بی بی صاحبہ [illegible]
(۲۵) محمد عظیم صاحب [illegible]
(۲۶) شوکت اللہ صاحب۔ سیالکوٹ
(۲۷) الطاف احمد صاحب۔ [illegible]
(۲۸) ظفر اللہ صاحب۔ سیالکوٹ [illegible]
(۲۹) بشیر احمد صاحب [illegible]
(۳۰) نظام احمد صاحب [illegible]
(۳۱) ریاض احمد صاحب [illegible]
(۳۲) سجاد احمد صاحب
(۳۳) نثار احمد صاحب [illegible]
(۳۴) حافظ غلام رسول صاحب [illegible]
(۳۵) خالق داد خاں صاحب [illegible]
(۳۶) اسرار الحق شاہ صاحب [illegible]
(۳۷) خان محمد خاں صاحب [illegible]

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی ۔ اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ | لاہور ۔ یوم پنج شنبہ ۔ مؤرخہ ۵ صفر سنہ ۱۳۶۵ھ م ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئیندہ ہوگی۔
۴۔ صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
۔۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما از فضلِ خدا ... مارا امام و پیشوا ... خیر الرسل خیر الانام ... راہ روش ... کتاب حق کہ قرآن نام دارد ... عرفانِ ما از جامِ اوست ... قدم دوری ازاں روشن کتاب ... کفرِ است خسرانِ دنیا ہے

الحمد للہ رب العلمین کا صحیح مفہوم

انسانی زندگی کے روحانی پہلو کو بہتر بنانے کی ضرورت

تبلیغ اسلام کے مشکل کام کیلئے ایک زبردست جماعت کی ضرورت

جماعت کی ترقی اور استحکام کیلئے دو تجاویز

جماعت کے سو افراد اپنے آپ کو تبلیغ کیلئے وقف کریں

خدا تعالی کے فضل سے ۱۰ لاکھ میں سے چھ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالی لاہور ۔ مؤرخہ ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس کلمہ کا صحیح مفہوم | یہ کلمہ الحمد للہ رب العلمین

جب ایک احمدی کے منہ سے نکلتا ہے یا کسی سچے مسلمان کے منہ سے نکلتا ہے۔ تو اس کا مطلب صرف اس قدر نہیں ہوتا کہ وہ ہمارا خدا اتنا بڑا ... عطا فرمانیوالا ہے رزق کے سامان عطا فرمانے والا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کو رزق کے سامان عطا فرماتا ہے بلکہ اس سے بڑھکر یہ مفہوم اس کے نیچے ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف جسمانی طور پر اپنی مخلوق کی ربوبیت فرماتا ہے اور ان کو جسمانی زندگی کے ہی سامان عطا فرماتا ہے بلکہ وہ اپنی مخلوق کی روحانی ربوبیت بھی فرماتا ہے اور تمام قوموں کی روحانی ربوبیت کے لئے اس نے اپنے قرآن کو بھیجا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ بالآخر یہ تمام قومیں خدا تعالی کے اس روحانی رزق سے فائدہ اٹھائیں گی اور قرآن اور اسلام کے انعامات کو حاصل کرنے والی ہوں گی آہستہ آہستہ یہ ہو کر رہیگا۔

جسمانی زندگی کو بہتر بنانے کی تجاویز | آج دنیا میں انسانی زندگی کے ایک پہلو پر لوگوں کی نظر ہے

اور وہ ہے مخلوق خدا کی جسمانی ربوبیت کے سامان ۔ اس جنگ کے بعد بلکہ اس سے کچھ پہلے ہی تمام دنیا میں شور مچا ہوا ہے اور مختلف تجاویز ہر ملک کے اندر ہو رہی ہیں اپنے اپنے حالات کے مطابق ہر ملک کچھ تجاویز اپنے سامنے رکھتا ہے جس سے اس ملک کی دولت بڑھے ... اس کے لئے جسمانی زندگی کے سامان زیادہ سے زیادہ میسر آئیں اچھی طرح پیٹ بھرنے کا اور جسم کو ڈھانکنے کا اچھا سامان بود و باش کے لئے اچھے مکان اس ملک کے رہنے والوں کو میسر آئیں۔

زندگی کے دوسرے پہلو کے لئے دھیمی آواز | لیکن اس تمام شور و غل کے اندر جو مادی سامانوں کے لئے ہے کہیں کہیں دھیمی سی آواز انسانی زندگی کے دوسرے پہلو کے لئے بھی اٹھتی ہے جسے ہم روحانی زندگی کہتے ہیں یعنی انسان کی روح کی تربیت اس کا خدا سے تعلق اور اس کی مخلوق خدا پر شفقت یہ کہیں کہیں آواز اٹھتی ہے۔ ہمارا سالانہ جلسہ جو ابھی گذرا یہ فی الحقیقت ایک ایسی ہی آواز ہے جس

کی بنیاد آج سے ... سال پیشتر اس زمانہ کے امام نے رکھی ہے۔

ایک سال گذرنے پر ہم اپنے کام پر ایک سال مجموعی طور پر نظر ڈالتے ہیں ہر سال گذرنے کے بعد ایک دفعہ اس جماعت کے افراد اکٹھے ہو کر سوچتے ہیں اس جماعت کے افراد جس کو اللہ تعالی نے اس زمانہ میں اپنا روحانی رزق یعنی اپنا قرآن دنیا تک پہنچانے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اس جماعت کے افراد اکٹھے ہو کر سوچتے ہیں کہ ہم نے کس قدر کام کر لیا ہے ہمارے کام میں کیا کیا کمی رہی ہے۔ اس کمی کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ آئندہ سال ہمیں کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ ایک سال کے بعد ان باتوں کے سوچنے کا ہم کو موقع ملتا ہے۔ ایک سال جماعت اور قوم کی زندگی میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا انسانوں کی زندگی میں ایک دن عقلمند انسان وہی ہے جو دن کے ختم ہونے پر سوچتا ہے کہ آج کے دن میں نے کیا کیا آج مجھ سے کیا کوتاہی ہوئی کل میں نے کیا کرنا ہے اور اس کمی کو کس طرح پورا کرنا ہے اسی طرح جماعت کے لئے بھی ہمارے امام نے ضروری ٹھہرایا ہے کہ ایک سال کے بعد وہ اپنے کام پر ایک مجموعی نظر ڈالا کرے۔

کسی کام کو کرنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت | کسی کام کے کرنے کے لئے دو چیزیں بکار ہوتی ہیں ایک انسان کے اندر چیز بکار ہے اور ایک چیز خارج میں بکار ہے ۔ کسی کام کو کرنے کے لئے ایک انسان کے اندر عزم اور ارادہ کی قوت ہونی چاہیئے فی الحقیقت کام کا انحصار انسان کے ارادہ کی پختگی پر ہے خارج میں بھی سامان درکار ہیں اور راستہ درکار ہے جس پر چلنا ہے لیکن انسان کی اندرونی قوت عزم اور ارادہ اصل چیز ہے۔ اگر انسان کے راستہ میں جنگل اور بیابان ہوں اس کے راستہ میں خار دار جھاڑیاں اور اونچے ٹیلے ہوں مگر عزم اور ارادہ کی قوت اس کے اندر موجود ہو تو یہ مشکلات ہیچ ہوتی ہیں اس کے بالمقابل اگر راستہ صاف ہو لیکن پختہ

ارادہ نہ ہو تو وہ ... نہیں دیتا ...

ہمیں اپنے ارادہ ... پختہ کرنا چاہیئے ...

جس قدر آپ عزم ... آپ کامیابی کا ... بھی اپنے ارادہ کو ... دفعہ ارادہ کر لو تو ... ہے کہ جس کا اندازہ ... بظاہر ناممکن سی بات ... آسان ہو جاتی ہے ... کو اللہ تعالی دور کر ... ہمارا ارادہ مضبوط ...

اشاعت اسلام ... ذریعہ جماعت ...

ہے ۔ کلمہ حق کو دنیا ... ہے دنیا کی روحانی ... لئے ہمیں بعض ذرائع ... ان ذرائع میں سے ایک ... کا وجود ہے جس قدر ... اور جماعت کی قوت ... قدر ہم اس کام کو ... ایک فضول بحث ... کو مضبوط کرنا مقدم ... کا کام مقدم ہے ... ہے اس لئے کہ اللہ ... مقصد ہے اور جماعت ... مقصد کو حاصل کرنے ... کے بغیر **مقصد** ... مقصد کو چھوڑ کر ... معنی بات ہے ... یاد رکھنا چاہیئے ... کلمہ گو اور مسلمان کا پہلا فرض ... کو بھی اچھی طرح ... جماعت نہ ہو اور ایک ... اس کا فرض ہے کہ ...

اعلائے کلمۃ ... مسلمان کا فرض ... نے اس ...

ہو جاتی ہیں لیکن اس کام کو کرنا ہر مسلمان کا فرض بنتے چاہیے وہ اکیلا ہی ہو جماعت کی مضبوطی اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو قوت دینے کے لئے بکار ہے۔

جماعت کی مضبوطی انسان کی فطری خواہش ہے

یوں جیسے کہ مضبوطی ایک ایسی چیز ہے جو بالکل ایک طبعی اور فطری خواہش ہے جو انسان کے دل میں اس طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح پر اپنی ترقی کی خواہش انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ذاتی ترقی کی خواہش انسان کی روح میں موجود ہے، بعینہ اسی طرح پر جماعت کی ترقی بھی انسان کی ایک فطری خواہش بن گئی ہے آج ہر جماعت ہر قوم اس فکر میں لگی ہوئی ہے کہ وہ کس طرح اپنے آپ کو ترقی دے تو جماعت کی ترقی اور استحکام کا سوال تمام قوموں کے ساتھ ایک مشترک سوال ہے لیکن ہم کو دوسری اور جماعتوں سے ممیز کرنے والی چیز اعلائے کلمۃ اللہ کا کام ہے یہ وہ چیز ہے جو ہمیں دوسری قوموں سے ممتاز کرتی ہے۔

گذشتہ سال کا شروع اور آخر

جب ہم اس بات کو سوچتے ہیں کہ ہم نے تبلیغ اور اشاعت کے ضمن میں کس قدر کام کیا ہے اور آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سال کی ابتداء ہم نے اس کام کو سامنے رکھ کر کی تھی کہ ادارہ ان کاموں کے جو تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں ہم اس وقت کر رہے ہیں ہم دس اور تبلیغی مرکز اعلائے کلمۃ الحق کے لئے قائم کریں گے اور اس سال کو ختم ہم نے اس بات پر کیا کہ اپنی جماعت کو قرآن کا عامل بنانے کے لئے اس قابل بنا سکے کہ وہ قرآن کا پیغام دنیا میں پہنچا سکے اور اس کی اہل ہو اس کی قرآن کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

اشاعت اسلام کے مشکل کام کے لئے ایک زبردست جماعت کی ضرورت ہے

اس میں شبہ نہیں کہ تبلیغ و اشاعت کا کام ایک بڑا مشکل کام ہے ہر ایک بوجھ آسانی سے اٹھایا جا سکتا ہے لیکن خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کا بوجھ زبردست بوجھ ہے۔ یہ انبیاء کا کام ہے یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کی روحانیت انتہا کو پہنچی ہوتی ہے یہ اولیاء اور مجددین کا کام ہے یہ ایک زبردست کام ہے جو بڑی روحانی قوت کو چاہتا ہے۔ اس عظیم الشان کام کو چلانے کے لئے ایک زبردست جماعت کی ضرورت ہے موجودہ جماعت کی توسیع اور استحکام کی ضرورت ہے۔ ہم کو اس طرف سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

اس سال سو آدمی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں

میں نے اس جلسہ پر تحریک کی ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد مبلغ بننے کی فکر کرے یہ کام مشکل بھی ہے اور آسان بھی ہے آسان اس طرح پر ہے کہ انسان ارادہ کرے تو سب کچھ کر گذرتا ہے اور مشکل اس لئے کہ ہم اس کام کو مشکل سمجھ کر اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ میرے خیال میں ایک بات ہے کہ اس سال کم از کم ہم میں سے سو آدمی مختلف جگہوں پر رہنے والے اس بات کا عزم کر لیں کہ وہ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے۔

تبلیغ کے لئے وقف کرنے سے مطلب

جب میں یہ کہتا ہوں کہ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے تو میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی معاش کا فکر چھوڑ دیں گے وہ بیشک اپنی معاش کا فکر کریں مگر اس کے علاوہ ان کے پاس جس قدر وقت بچے وہ اس وقت کو تبلیغ پر صرف کریں۔ ایسے ایک سو آدمی کے نام ہمارے پاس بھی ہونے چاہئیں یہ سو آدمی ارادہ کر لیں اور اس ارادہ میں ہم بھی ان کی مدد کریں گے اور ہر ممکن کوشش کریں گے کہ انجمن ان کو اس کام کے لئے پورا پورا سامان بہم پہنچائے۔

تبلیغ کے لئے لٹریچر کی ضرورت

یہ علوم کے پھیلنے کا زمانہ ہے اس زمانہ میں سب سے بڑی ضرورت لٹریچر کا ہونا ہے ایسا لٹریچر جو اسلام کے چہرہ پر سے پردے اٹھانے والا ہو جو اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنیوالا ہو یہ لٹریچر اصل چیز ہے جو تبلیغی میدان میں کام دے سکتا ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ ایسا لٹریچر ہماری جماعت کے پاس موجود ہے۔

تبلیغ کا کام بہت اعلیٰ کام ہے

تبلیغ کا کام چاہے وہ سلسلہ کے متعلق ہو چاہے وہ اسلام سے متعلق ہو ایک ہی چیز ہے یہ کام ادنیٰ کام نہیں بلکہ یہ وہ کام ہے جس کے لئے خدا کی طرف سے انبیاء دنیا میں مبعوث ہوتے رہے یہ وہ کام ہے جس کے لئے اس امت میں مجددین اور محدثین آتے رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اس شخص کی خوش قسمتی ہے جس کو اپنی معاش کے ساتھ یہ موقعہ میسر آئے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کر سکے۔

تبلیغ کرنے والے کو ہر قسم کا لٹریچر پہنچایا جائے گا

جو شخص یہ عہد کرے کہ وہ اپنے فارغ اوقات کو اس کام پر صرف کرے گا اس کو انجمن کی منظوری کے ساتھ ہر قسم کا لٹریچر پہنچانے کے لئے ہماری ذمہ داری ہوگی اس کام کی تفصیلات میں میں اس وقت نہیں جانا چاہتا میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جماعت کی توسیع کے لئے ایک سو مبلغ اس جماعت میں مختلف جگہوں پر کھڑا ہو جائے۔

بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم کی نمونہ

بابو منظور الٰہی صاحب مرحوم نے خدا

ان کے درجات کو بلند کرے اپنی فکر معاش کے ساتھ تبلیغ دین کا عظیم الشان کام کیا وہ اپنے کام پر جاتے تھے اور اپنے ساتھ لٹریچر رکھتے تھے جہاں موقعہ دیکھتے اسے ہزاروں آدمیوں کے ہاتھ میں پہنچاتے اسی طرح ہم میں سے ایک شخص یہ عہد کرے کہ میں نے اپنی معاش کے ساتھ جو کچھ وقت مجھے میسر آئے گا میں اس وقت کو اعلائے کلمۃ اللہ پر لگا دوں گا۔ ایک سو آدمی اگر ہمیں ایسا مل جائے تو میں امید کرتا ہوں کہ جہاں اشاعت اسلام کا اور کام ہوگا وہاں توسیع جماعت کا کام بھی وسیع پیمانہ پر ہو سکیگا۔

دوسری تجویز

ایک تجویز تو یہ ہے جو میں نے پیش کی ہے اور دوسری تجویز یہ ہے کہ جو بیرونی انجمن یہ فیصلہ کرے کہ اس نے خاص طور پر توسیع جماعت کا کام کرنا ہے اور اس کام پر زور دینا ہے اس کی جس قدر ضروریات ہوں یہ فیصلہ کرنا اس کا کام ہے کہ اس کی ضروریات کس قدر ہیں ایک سال کے لئے تجربۃً اور اس کے بعد تین سال کے لئے اس کی سب ضروریات کو انجمن پورا کرے گی یہ دو باتیں ہیں آپ کے سامنے کام کرنے کے لئے رکھتا ہوں اور جو کچھ ہم نے جلسہ سالانہ پر تجویز کی تھی اسکو بھی سامنے رکھنا ہے۔

ادارہ تعلیم قرآن ایک عظیم الشان کام ہے

اس میں شبہ نہیں کہ جس ادارے کے قیام کا ہم نے تہیہ کیا ہے اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری توقع سے بڑھکر سامان پیدا کر دیئے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سامان اور بڑھیں گے وہ کام تو ابھی وقت لے گا ابھی زمین کا قصہ باقی ہے ابھی وہ زمین ہمارے تصرف میں نہیں خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم کب اس قابل ہو سکیں کہ اس زمین پر یہ ادارہ بنا سکیں لیکن اسکو جلد سے جلد قائم کرنے کے لئے ہم ہر ممکن کوشش کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا کہ جب لوگ اس ادارہ کو دیکھیں گے اور وہ محسوس کریں گے کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے دنیا میں تبلیغ قرآن کے لئے کتنا عظیم الشان کام کیا اور پھر وہ وہاں جاکر دیکھیں گے کہ اس کے کسی کمرہ پر کسی ہال پر کسی لائبریری پر مسجد پر کسی رئیس کا نام نہ ہوگا کسی نواب کا نام نہ ہوگا بلکہ ایک غریب جماعت کے افراد کے نام وہاں پر لکھے ہوئے ہوں گے ذرا غور کیجیئے کہ اسکا دلوں پر کیا اثر ہوگا۔

اس ادارہ کی کئی شاخیں ہوں گی

اس کام کی کئی صورتیں ہوں گی ابھی میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا میں نے ایک خیال کا اظہار کیا تھا خدا بہتر جانتا ہے کہ اس کی کتنی شاخیں پیدا ہوں گی۔ قرآن کا ریسرچ ورک کرنیوالے بھی اس کی ذیل کے اندر آئیں گے اور قرآن کی معمولی تعلیم حاصل کرنے والے بھی اس

کی ذیل کے اندر آجائیں گے اور ابھی معلوم نہیں کہ اس کے کتنے پہلو پیدا ہو جائیں گے یہ کام وقت کو چاہتا ہے لیکن اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے ہمیں اس کی ابتداء کرنے کی توفیق عطا فرمائی یہ ادارہ قائم کرنے کا جو ہم نے ارادہ کیا ہے اس میں ابھی ایک بھاری بات باقی ہے جس کی طرف میں آئندہ سالانہ جلسہ کے موقع پر توجہ دلاؤں گا وہ یہ ہے کہ جماعت کے غرباء کو یہاں لایا جائے اور ان کو تعلیم دلائی جائے۔

دس لاکھ روپیہ میں چھ لاکھ جمع ہو چکا ہے

یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہماری مشکلات کو حل کرتا چلا جاتا ہے میں نے دس لاکھ روپیہ دو سال میں جمع کرنے کے لئے کہا تھا لیکن آپ یہ سن کر تعجب کریں گے کہ اس جلسہ سالانہ کی تحریک کو شامل کر کے چھ لاکھ کے لگ بھگ ایک سال میں انتظام ہو چکا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو باقی چار لاکھ کا بھی اگلے سال انتظام ہو جائیگا صرف آپ لوگوں کی جد و جہد کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو اس طرف توجہ دلاتا رہوں گا۔

اس کام کے لئے خدا کے حضور گرنے کی ضرورت

اس کام کو کرنے کے لئے دعا کی بھی ضرورت ہے اور دل میں ایک تڑپ پیدا کرنے کی ضرورت ہے آپ خدا کے حضور گریں اور اس سے اس کام کے لئے مدد چاہیں میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی اس تڑپ کو ضائع نہیں کرے گا اس کے بیشمار خزانے ہیں وہ جاہلوں اور نااہلوں کو بھی دے دیتا ہے بڑے بڑے نظام قائم کرنے والے اور بڑی طاقت رکھنے والے بعض اوقات وہ سامان نہیں پاتے جو بعض وقت ایک عاجز انسان کو عطا کر دیا جاتا ہے ہمارے سامنے نمونہ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے ایک یتیم کو اٹھا کر دنیا کا رہنما بنا دیا اور اب خدا کے خزانے بند نہیں ہو گئے کھلے ہیں صرف مانگنے کی ضرورت اور اس کے حضور گرنے کی ضرورت ہے آج بھی ان خزانوں کے منہ کھل سکتے ہیں جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر کھلے تھے۔

جماعت کی تڑپ کا نتیجہ

میں نے جس کام کی بنیاد رکھی تھی خدا تعالیٰ اس کے لئے ہر قسم کے سامان عطا کرتا چلا جاتا ہے، جوں جوں ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں وہ ان کو پورا کرتا چلا جاتا ہے اور یہ اس تڑپ کا نتیجہ ہے جو جماعت کے دلوں میں ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کے دل کی تڑپ

اپنی قوم کی برتری تو ہر شخص چاہتا ہے لیکن وہ تڑپ کسی کسی شخص کے دل میں پیدا ہوتی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے دل میں تھی۔ محمد رسول اللہ صلعم

دُرِّ ثمین از احادیث رسول الامین

ازجناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بلڈنگس لاہور

قسط نمبر ۲

ان فیک خصلتین یحبھما اللہ تعالیٰ الحلم والاناۃ

(بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ اور ابن ماجہ)

تیری دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک حلم اور دوسرا وقار۔

من احب للہ وابغض للہ و اعطیٰ للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان۔ (ابو داؤد)

جس شخص نے کسی سے دوستی یا دشمنی پیدا کرلے۔ یا اپنے مال خرچ کرنے یا نہ کرنے میں رضاء الٰہی کو مدنظر رکھا اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔

مثل المومن مثل الزرع لاتزال الریح تمیلہ ولایزال المومن یصیبہ البلاء و مثل المنافق کشجرۃ الارز لا تھتز حتیٰ تستحصد۔ (البخاری والترمذی)

ایمان دار آدمی کی مثال کھڑی کھیتی کی ہے جو ہوا سے جھکتی رہتی ہے۔ اور ایماندار آدمی پر بھی مصیبتیں آتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے کہ ہلتا ڈولتا نہیں حتیٰ کہ کاٹ لیا جاتا ہے۔

لقد امرت ان اتجوز فی القول فان الجواز فی القول ھو خیر

(ابوداؤد۔ بیہقی)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کلام میں یعنے گفتگو میں ایجاز و اختصار اختیار کروں کیونکہ بہترین کلام وہ ہے کہ جس میں الفاظ کم ہوں اور پُر معنے ہو۔

اذا سمعتم الحدیث عنی تعرفہ قلوبکم و تلین لہ اشعارکم و ابشارکم و ترون انہ منکم قریب فانا اولاکم بہ و اذا سمعتم الحدیث عنی تنکرہ قلوبکم و تنفر منہ اشعارکم و ابشارکم و ترون انہ بعید منکم فانا ابعدکم منہ۔

احمد فی مسندہ۔ ابی یعلی فی مسندہ عن ابی اسید۔

جب میری حدیث سنو جسے تمہارے دل پسند کریں۔ اور تمہاری طبیعت میں نرمی پیدا ہو اور دیکھو کہ وہ حدیث تمہارے حال سے نزدیک اور موافق ہے پس جان لو کہ میں بذریعہ اس حدیث تمہارے نزدیک تر ہوں اور جب میری حدیث سنو کہ تمہارے دل اسے قبول نہ کریں اور تمہاری طبیعت میں اس سے نفرت پیدا ہو اور دیکھو کہ وہ حدیث تمہارے حال سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتی پس جان لو کہ میں بذریعہ اس حدیث کے تم سے دور تر ہوں یعنی ایسی حدیث سے مجھے کوئی تعلق نہیں۔

محامد خاتم النبیین

(از حضرت مسیح موعودؑ)

لہ درجات فی المحبۃ تامۃ
لہ لمعات زال منھا الغیھب

وہ نبیؐ راہ محبت میں اعلیٰ درجات کمال رکھتا ہے اور اس کی ایسی شعاعیں ہیں جو تمام تاریکیوں کو دور کرتی ہیں۔

ذکاءٌ منیرٌ قد انار قلوبنا
ولہ الی یوم النشور معقب

وہ چمکنے والا آفتاب ہے جس نے ہمارے دلوں کو روشن کردیا اور اس کے قیامت تک جانشین آتے رہیں گے۔

ولیس التقی فی الدین الا اتباعہ
وکل بعید من ھداہ یقرب

اصل تقویٰ آپ ہی کی اتباع میں ہے اور ہر ایک دور اس کی ہدایت کے ذریعہ قریب ہوتا ہے۔

ولو کان ماءٌ مثل عسل بطعمہ
فواللہ بحر المصطفیٰ منہ اعذب

اور اگر کوئی پانی اپنے مزہ میں شہد کی طرح بھی ہوتا تو بحر المصطفیٰ کا سمندر اس سے زیادہ شیریں ثابت ہوتا۔

وانا لجئنا فی عطائک راغبا
ومن جاء بابک سائلا لا یترب

ہم تیری عطا کی رغبت کرتے ہوئے آئے ہیں اور تیرے در کا سوالی دُھتکارا نہیں جاتا۔

ووالله حبک للنجاۃ لمومن
دلیلٌ و عنوان فکیف نخیب

بخدا تیری محبت ہر ایک مومن کی نجات کا ذریعہ اور عنوان ہے تو ہم کس طرح نامراد رہ سکتے ہیں۔

کرامات الصادقین

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ظاہر پرست واعظین کے متعلق حضرت مسیح موعود کا ارشاد

صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میرا اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کیلئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جائے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے الفاظ میں کیسا زور ہے میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہ تقاضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریر کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف میں تو ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مگر کیا کروں بنی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔ میں نے یہ بات کہ ظاہری قیل و قال ہی کو پسند نہ کیا جائے اس لئے بیان کی ہے کہ ہر خیر میں بھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے پس انسان جب وعظ کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہے۔ مگر اس منصب پر کھڑے ہونے والے کو ڈرنا چاہیئے کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے۔ کچھ تو واعظ کے بجز دین آتا ہے۔ اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب اکثر واعظ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو مقصد اور دلی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ میں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جائیں۔ ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آئیں۔ میں اس قسم کی تقریر کرنے والوں کے مقاصد کو اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا۔ جیسے بھرُوپے۔ نقال۔ قوال بھی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سننے والے انکی تعریفیں کریں۔

ظاہر پرست واعظین اور حقانی ریفارمر میں فرق

پس جب ایک مجمع کثیر سننے والا ہو اور اس میں ہر ایک مذاق اور درجہ کے لوگ موجود ہوں تو خدا کی طرف آنکھ کھلی نہیں ہوتی۔ الاماشاء اللہ مقصود یہی ہوتا ہے کہ سننے والے واہ واہ کریں تالیاں بجائیں اور چیئرز دیں۔ غرض یہ حصہ شیطان کا واعظ یا بولنے والے میں ہوتا ہے اور سامعین میں شیطانی حصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بولنے والے کی فصاحت و بلاغت، زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی، برمحل اشعار، کہانیوں اور ہنسانے والے لطیفوں کو پسند کریں۔ اور داد دیں۔ تاکہ سخن فہم ثابت ہوں۔ گویا ان کا مقصود بجائے خود خدا سے دور ہوتا ہے اور بولنے والے کا الگ وہ بولتا ہے مگر خدا کے لئے نہیں اور یہ سنتے ہیں مگر ان باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتے اس لئے کہ وہ خدا کے لئے نہیں سنتے روح کے اثر کی علامت یہ ہے کہ جب ربانی واعظ اور حقانی ریفارمر بولتا ہے، تو وہ اپنے وعظ میں سامعین کو کالعدم سمجھتا ہے اور پیغام رساں ہو کر باتیں پہنچاتا ہے۔ ایسی صورت میں روح میں ایک گدازش پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ پانی کے ایک آبشار کی طرح جو پہاڑ کے بلند کنارے سے نشیب کی طرف گرتا ہے۔ بے اختیار ہو کر گرتی ہے خدا تعالیٰ کی طرف بہتی ہے اور اس بہاؤ میں وہ ایک ایسی لذت اور سرور محسوس کرتی ہے۔ جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پس وہ اپنے بیان اور اپنی تقریر میں وجہ اللہ کو دیکھتا ہے۔ سامعین کی اسے پروا بھی نہیں ہوتی کہ وہ سن کر کیا کہیں گے۔ اس کو ایک اور طرف سے ایک اور لذت آتی ہے اور اندر ہی اندر خوش ہوتا ہے کہ میں اپنے مالک اور حکمران کے حکم اور پیغام کو پہنچا رہا ہوں۔ اس پیغام رسانی میں جو مشکلات اور تکالیف اسے پیش آتی ہیں۔ وہ بھی اس کے لئے محسوس اللذت اور مدرک الحلاوت ہوتی ہیں۔

(الحکم۔ ۱۰ر مارچ ۱۹۰۱ء)

صوبہ وار اسمبلیوں کے انتخابات

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے

مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے سلسلہ میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی نے اس امر کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمایندہ جماعت ہے اور مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کا اب دوسرا کوئی مرکز نہیں ہو سکتا۔ اس وقت جو مسلمان جماعتیں مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کرکے یا ان کے مقابل پر علیحدہ سیاسی مرکز بنانا چاہتی ہیں وہ اپنی قوت کو ہی بیکار نہیں کر رہیں مسلمان قوم کو اور اس کے ساتھ خود اسلام کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

آج ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان موجود ہیں اور اس قدر تعداد مسلمانوں کی اور کسی ملک میں نہیں یہ دس کروڑ آدمی اگر متحد ہو جائیں اور کسی اپنے نظام کے ماتحت چلیں تو دنیا کی زبردست طاقتوں میں سے ایک طاقت بن سکتے ہیں۔ اور یہ محض اللہ تعالے کا فضل ہے کہ ان پراگندہ اجزاء میں اب اتحاد کی ہوا چل گئی ہے اس وقت اس اتحاد سے علیحدگی اختیار کرنے والے خواہ وہ کسی نام کے پیچھے علیحدگی اختیار کریں مسلمانوں کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کے جرم کی اعانت کے مرتکب ہوں گے اتحاد اسلام کے اتحاد کو نقصان پہنچانا کسی مسلمان کے مدنظر نہیں ہو سکتا لیکن اس وقت مسلم لیگ کی مخالفت کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جس نقطۂ اتحاد پر مسلمان قوم عملاً جمع ہو چکی ہے اسے توڑ دیا جائے۔ ممکن ہے بعض اصحاب کو بعض باتوں میں مسلم لیگ کے یا مسلم لیگ کے بعض کارکنوں کے خلاف شکایات ہوں۔ ان شکایات کا علاج بعد میں ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ مسلم لیگ اس وقت ناکام ہو جائے اور ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان ایک اقلیت بن کر رہ جائیں جو اکثریت کے رحم پر ہوں گے تو اس کا حشر وہی ہوگا جو آٹھ کروڑ اچھوتوں کا حشر ہو رہا ہے اور پھر ہم سب اس میں شریک ہوں گے۔ یہ محض پرانا قصہ نہیں اس وقت بھی کانگرس کے چند روزہ اور محدود دائرہ کے اندر حکومت نے مسلمانوں کو پامال کرنے اور ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تو جب کل حکومت کے اختیارات اس اکثریت کو مل جائیں گے تو وہ کیا کچھ نہ کر گذریں گے اور جب ایک جذبۂ انتقام بھی اس کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔

اس وقت جبکہ صوبہ وار اسمبلیوں کے انتخابات ہمارے سامنے ہیں میں اپنے احباب کو بالخصوص اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں ہمارا فرض صرف اسی قدر نہیں کہ اپنی ذاتی رائے سے مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں بلکہ اس وقت ہمیں اپنی ساری قوت اس کام کے لئے خرچ کرنی چاہیئے ہماری جماعت کے آدمی سارے ہندوستان کے اندر پھیلے ہوئے ہیں اس لئے اگر ہم میں سے ہر شخص [illegible] یہ کوشش کرے تو یہ کوشش بہت [illegible] ہماری جماعت میں خدا کے فضل [illegible] سے یہ قوت موجود ہے کہ وہ خدا کی [illegible] کے سامنے دنیوی مفاد کو قربان کر دیتی [illegible] ہم میں سے کسی شخص کو یہ کمزوری نہ دکھانی چاہیئے کہ وہ کسی دنیوی لالچ یا دنیوی مفاد کے خیال سے اسلام کے اتحاد کو نقصان پہنچائے ہم نے ایک بڑی جماعت سے صرف اس لئے علیحدگی اختیار کی کہ ہمارے نزدیک ان کے عقاید سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچتا تھا اس لئے ہمیں اب بھی کسی دنیوی مفاد کی پروا نہ کرتے ہوئے متحد ہو کر اتحاد اسلام کو کامیاب بنانے کے لئے کام کرنا چاہیئے اس میں شک نہیں کہ ہمارا مسلک یہی ہے کہ ہم سیاسیات سے الگ رہ کر صرف تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا کام کریں مگر اتحاد اسلام کا سوال ایک بنیادی سوال ہے۔ اور اس وقت مسلم لیگ ہندوستان میں اتحاد اسلام کی نمایندہ ہے جس کے لئے دوسری کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی۔ اس لئے اس وقت ہمیں اتحاد اسلام کے اہم سوال کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلم لیگ کی امداد میں ساعی ہونا چاہیئے اور جو کچھ ہماری طاقت میں ہو اسکی کامیابی کے لئے کرنا چاہیئے۔ البتہ جن مقامات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کوئی شخص اسمبلی کے لئے کھڑا نہیں ہو رہا۔ وہاں مناسب ہوگا کہ مرکز میں اطلاع دے کر مشورہ کے بعد مناسب رستہ اختیار کیا جائے لیکن جہاں مسلم لیگ کی طرف سے کسی کو ٹکٹ مل چکا ہو اس کی کامیابی کے لئے ہمیں اپنی پوری قوت صرف کرنی چاہیئے اور اس کے مقابل ہمارے ذاتی تعلقات کیسے بھی ہوں ان کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔

محمد علی

امیر جماعت احمدیہ لاہور

ریاست چمبہ کے مظلوم مسلمان

{ایک نامہ نگار کے قلم سے}

اخبار پربھات لاہور مجریہ ۷ ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء میں زیر عنوان [illegible] ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں حکام ریاست اور ہندو پولیس کو مسلمانوں [illegible] کرنے کے لئے بالکل غلط اور بے بنیاد باتیں لکھی گئی ہیں۔ صحیح حالات [illegible]

(۱) مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت

ریاست چمبہ کی مسلم رعایا ایک [illegible] بسر کر رہی ہے۔ کونسل انتظامیہ میں کوئی مسلمان ممبر نہیں۔ تمام محکمہ [illegible] جج نہیں۔ کوئی مسلمان وکیل نہیں۔ کوئی مسلمان تحصیلدار نہیں۔ محکمہ فوج [illegible] غرضکہ ریاست کے کسی محکمہ کا افسر مسلمان نہیں۔ اندریں حالات مسلمانوں [illegible] سے کچلے جا رہے ہیں اس بات کا اندازہ قارئین بخوبی لگا سکتے ہیں۔

(۲) مسلمان غیر زراعت پیشہ

ریاست کی ملازمتوں میں مسلمانوں [illegible] ملا ہے اور وہ بھی ادنے قسم کا ان کا بیشتر حصہ زراعت کر کے گذارہ [illegible] موجودہ کونسل نے تمام مسلمان قوم کو بیک قلم غیر زراعت پیشہ قرار د[illegible] کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اب اراضیات ان کے ہاتھ سے نکل [illegible]

(۳) اشاعت اسلام پر پابندی

ریاست چمبہ میں کوئی شخص بلا اجازت [illegible] قبول نہیں کر سکتا۔ کیا یہ ملکہ معظمہ کے مشہور اعلان (آزادیٔ مذہب) کی کھلی [illegible] گذشتہ ایام میں یہ جبر صرف زبانی طور پر تھا لیکن اب اسکو قانونی شکل [illegible] رواجی قانون مرتب کیا گیا ہے جس پر نظر ثانی کرنے کے لئے ایک کمیٹی [illegible] اس کمیٹی میں بھی کوئی مسلمان نہیں جو مسلم رعایا کے حقوق کی نگہداشت کرے [illegible] تبدیلی مذہب بلا اجازت سرکار جرم قرار دیا گیا ہے۔

(۴) پرجامنڈل اور کانگریس کا پرچار

آج سے صرف سات [illegible] چمبہ میں ایسی پولیٹیکل انجمنوں اور سیاسی سبھاؤں کا قائم کرنا جو [illegible] ہوں بالکل ناممکن تھا۔ جب کبھی کانگریسیوں نے ایسا کرنے کی [illegible] کو روک دیا۔ لیکن ریاست کے بعض صاحب اقتدار افسران کے [illegible] اشاروں پر چلتے ہیں۔ کانگریس کا پرچار زوروں پر ہے۔ پبلک جلسوں [illegible] گورنمنٹ ہند کی مخالفت۔ کانگریس کی حمایت۔ اور مسلم لیگ کی مذمت [illegible] ہے۔ یہاں تک کہ سٹیٹ ہائی سکول کے ہندو لڑکے جے ہند۔ جے [illegible] اور دیواروں پر لکھتے ہیں بلکہ جماعت دہم کے ایک ہندو لڑکے نے [illegible] کی تصویر کو جو کمرہ میں ٹنگی ہوئی تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ابھی [illegible] چمبہ۔ پرجامنڈل کا انعقاد ہوا ہے اور اس منڈل کا الحاق سٹیٹ [illegible] طور پر کانگریس کا ایک انگ ہے۔ اب ریاست چمبہ کانگریس کے پرچار [illegible]

(۵) اُردو کے خلاف جہاد

زمانہ قدیم سے اردو ریاست چمبہ کی [illegible] لیکن ریاستی کانگریسیوں کے اسلام کش پروگرام کا سب سے پہلا کام اُردو کو [illegible] کرنا ہے۔ چنانچہ مسلمان بچوں کو ہندی پڑھنے پر مجبور کیا جا رہا ہے [illegible] میں لڑکوں کے لئے صرف ایک سٹیٹ ہائی سکول ہے۔ لڑکیوں کے [illegible] ایک آریہ سماج کا پرائیویٹ سکول ہے اور دوسرا ریاست کا وکٹوریہ گرلز سکول [illegible] مدرسوں کی زبان ہندی ہے اور تمام مضامین ہندی میں پڑھائے [illegible] کرسچن مشن کے تین سکول تھے جن میں تمام قوموں کے بچے اردو میں [illegible] ریاست مشن کو سو روپیہ ماہوار امداد دیتی رہی۔ ریاست دیگر [illegible] مشن نے ریاست سے اپنا کام اٹھا لیا ہے اور مدرسے بند ہو گئے [illegible] انتظامیہ سے التجائیں کیں کہ ایک مڈل سکول لڑکیوں کے لئے جاری [illegible] افسوس مسلمانوں میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنے خرچ پر سکول چلا سکیں [illegible] بچوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی قومی زبان اردو کو چھوڑ کر ہندی [illegible]

(۶) جامع مسجد میں جلسہ

جب مسلمانوں کی پریشانی بہت بڑھ گئی تو انہوں [illegible] کو جامع مسجد میں ایک جلسہ کیا اور مندرجہ بالا واقعات کے متعلق چند [illegible]

× جو کونسل انتظامیہ کے سامنے پیش ہوں گے ان صحیح واقعات کو نظروں سے اوجھل کرنے کے لئے پربھات اخبار نے بڑی ہوشیاری سے قبل از وقت لکھ دیا کہ "وہ مرکز دہ مسلم لیڈر اپنی ذاتی اغراض کے لئے چمبہ کے بھولے بھالے مسلم عوام کو بھڑکا رہے ہیں" نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی مختصر روئداد

قسط نمبر (۲)

محترمہ مس عبدالرحمن صاحبہ کی تقریر کے بعد مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب کی صاحبزادی نے دوبارہ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد خورشید بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی نظم کے بعد فاطمہ بیگم صاحبہ نے اپنا بیگم شاہنواز صاحبہ اور بیگم سلمیٰ تصدق صاحبہ کا تعارف کرایا اور اس تعارف کے بعد آپ نے مسلم لیگ اور پاکستان کے متعلق ایک مختصر سی تقریر کی اور آپ نے فرمایا آج دنیا نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمایندہ جماعت ہے ہمارے اتفاق اور اتحاد سے مسلم لیگ کو یہ فروغ حاصل ہوا ہے۔ اور اس اتحاد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان پاکستان کے حقدار ہیں۔ اب خدا کے فضل سے کوئی طاقت مسلمانوں کو پاکستان کے حصول سے روک نہیں سکتی تمام طاغوتی طاقتیں اسلام کے سامنے دب جائیں گی ——— ان کے بعد جناب بیگم شاہنواز صاحبہ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جماعت جس نے تبلیغ اسلام کو اپنے ذمہ لیا ہے اس کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ یہ جماعت یورپ کے علاوہ اب امریکہ میں بھی اپنے مشنری بھیج رہی ہے۔ امریکہ میں اب ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں جن سے صحیح طور پر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ کے لوگ اسلام کے پیغام کے منتظر ہیں اس کے بعد انھوں نے امریکہ کے حالات کو ذرا مفصل طور پر بیان کیا اور فرمایا کہ امریکہ میں جو مبلغ جائیں انہیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کریں اور ان غلط فہمیوں کو بھی دور کریں جو ہندی مسلمانوں کے متعلق پھیلائی جا رہی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہم مسلمانوں میں صحیح اسلامی رنگ نہیں رہا تھا لیکن اب خدا کے فضل سے مسلمان بیدار ہو چکے ہیں ——— اسلام کے عورت پر بہت احسانات ہیں اسلام نے عورت کے رتبہ کو بلند کیا اور اسے مرد کے مساوی کیا۔ اسلام سے پہلے عورت بہت ذلیل تھی لیکن اسلام نے اسے معزز کیا اس لئے ہم تمام عورتوں کو اپنے مقام کو سمجھتے ہوئے ان ذمہ داریوں کو جو اسلام کی طرف سے ہم پر عاید ہوتی ہیں پورا کرنا چاہیئے ——— بیگم شاہنواز صاحبہ کے بعد بیگم تصدق حسین صاحبہ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا دنیا میں ترقی کے لئے اتحاد کی ضرورت ہے بغیر اتحاد کے دنیا میں کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اگر ہم سب مسلمان متحد ہو جائیں تو ہم یقیناً مشکلات پر غالب آ سکتے ہیں۔ ہم وہ مسلمان ہیں جن کی اقلیت ہمیشہ کفار کی اکثریت پر غالب رہی ہے ہم یقیناً اپنی روایات کو قائم رکھیں گے لیکن اس کے لئے اتحاد کی ضرورت ہے۔ جو اسلام کے لئے درد اور محبت آپ کی جماعت میں ہے اس کی نظیر نہیں پائی جاتی آپ اس کام کو نہایت سرگرمی اور خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم صرف اپنے لئے زندہ نہ رہیں بلکہ اسلام اور اپنی ملت کے لئے زندہ رہیں ——— بیگم تصدق حسین صاحبہ کے بعد بیگم میاں بشیر احمد صاحبہ نے تقریر فرمائی آپ نے فرمایا۔ مذہب اسلام نے سب سے پہلے انسانوں کو وحدت کا پیغام دیا۔ اسلام سے پہلے دنیا میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور دنیا میں بت پرستی عام تھی ہمارے پیغمبر صلعم نے دنیا کو توحید الٰہی کا پیغام دیا جس سے بت پرستی کی تاریکیاں دور ہو گئیں ہمارے پیغمبر صلعم کی زندگی دنیا کے لئے ایک نمونہ ہے۔ تمام مسلمانوں پر فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ آپ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کریں دنیا کے سامنے اعلیٰ درجہ کا روحانی اور اخلاقی نمونہ پیش کریں جو ہمارے رسول مقبول صلعم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ...... ہمیں چاہیئے کہ یورپ کی مادیت سے بچ کر اسلامی روحانیت کو اپنے قلب و دماغ پر غالب کریں تاکہ ہم میں خالص اسلامی خصوصیات پیدا ہو جائیں۔ پیاری بہنوں ہم نے ہندوؤں کی معاشرت سے بہت سی بری رسومات اخذ کی ہیں یہ ہندی معاشرت کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم نکاح بیوگان سے گریز کرتے ہیں اور یہ ہندو معاشرت کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم ذات پات کے قائل ہیں حالانکہ اسلام میں کوئی ذات پات نہیں ہم سب ایک خدا کے بندے ہیں اور آپس میں مساوی ہیں۔ ہمیں ہندو تہذیب کے ان اثرات کو بھی دور کرنا چاہیئے ——— اسلامی دنیا اس وقت بالکل بیدار ہو چکی ہے۔ شام، مصر، عرب، ایران ہندوستان، انڈونیشیا اور چین میں بیداری اور آزادی کی ایک لہر دوڑ رہی ہے چنانچہ ہندوستان میں پاکستان اسی لہر کا نتیجہ ہے۔ ...... احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جو اسلام کی خدمات سرانجام دی ہیں اس کی ہمارے دلوں میں بہت عزت ہے اللہ تعالیٰ اس انجمن کے کارپردازان کو جزائے خیر عطا فرمائے ——— اس تقریر کے بعد جناب بیگم کرم الٰہی صاحبہ نے نہایت اختصار کے ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ ان کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے صدارتی ریمارکس میں فرمایا ——— مجھے ہندوستان آئے ہوئے یہ دسواں سال ہے۔ مجھے اس ملک کے متعدد حصوں کو غور سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس ملک میں مسلم خواتین کی ایسی حالت نہیں کہ ہم اس پر فخر کر سکیں۔ ہماری احمدی جماعت کی خواتین کی حالت دوسری مسلم خواتین سے بہت بہتر ہے لیکن اس میں ابھی اور ترقی کی ضرورت ہے۔ قرون اولیٰ کی مسلم خواتین غیر معمولی اخلاقی جرأت رکھتی تھیں وہ تمام خوبیاں اور صداقتیں ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں جو ایک زندہ قوم کی خواتین میں ہونی چاہئیں میں اپنی تمام اسلامی بہنوں کی خدمت میں درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنے اندر وہ اخلاقی اور روحانی خوبیاں پیدا کریں جو قرون اولیٰ کی ان معزز خواتین کے اندر تھیں ہم سب عورتوں کو اپنے خالص اسلامی کیرکٹر پیدا کرنا چاہیئے اس کے بعد ذکیہ دوست محمد صاحب نے نظم پڑھی اور جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی اور زنانہ نمائش اور دستکاری شروع ہوئی۔

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بتیسویں سالانہ جلسہ کا پہلا اجلاس مورخہ ۲۵ دسمبر ۴۵ء بروز منگل دن کے دس بجے زیر صدارت محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی شروع ہوا تلاوت قرآن مجید قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے کی محمد اعظم صاحب علوی کی ایک نظم غلام ربانی صاحب اور عزیزی محمد اقبال خلف اخویم مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نے پڑھی نظم کے بعد مولوی دوست محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پڑھ کر سنائے اور ان کے بعد حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے بغداد کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا جو پیغام صلح کے گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے ——— سب سے پہلی تقریر مولانا احمد یار صاحب ایم اے نے حضرت مسیح موعود اور علما کے وقت کے موضوع پر کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے سب مسلمان خواہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں ایک مسیح اور مہدی کی آمد کے منتظر تھے چنانچہ بعض لوگوں نے عوام کے اس انتظار کو دیکھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا مگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے اس لئے وہ ناکام ہوئے۔ آنے والے مسیح نے حضرت مسیح ناصری کی کامل مماثلت میں آنا تھا۔ حضرت مسیح ناصری کی بعثت کے وقت بھی بنی اسرائیل اور یہودی علمار کو ایک مسیح کا انتظار تھا لیکن جب حضرت مسیح ناصری تشریف لے آئے تو انھوں نے آپ کو قبول نہ کیا کیونکہ آپ ان کے معیار کے مطابق نہ تھے بالکل انہی کی مانند مسلمان بھی ایک مسیح کے منتظر تھے جو انہیں حکومت دلائے اور تلوار کے زور سے اسلام کو دنیا میں غالب کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو شخص آتا ہے دنیا میں کوئی سلطنت یا حکومت قائم کرنا اس کا مقصد نہیں ہوتا چنانچہ اگر آپ قرآن مجید و حدیث کو غور سے مطالعہ فرمائیں تو آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی بات یہ ہے کہ جب تک قوم کے اندر اخلاق اور کیرکٹر نہ ہو اس وقت تک وہ حکومت حاصل نہیں کر سکتی خدا کی طرف سے جو لوگ آتے ہیں وہ روحانیت اخلاق اور سیرت پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں خدا کی توحید کو دنیا میں پھیلاتے ہیں جب ان کے قلوب پر خدا کی بادشاہت قائم ہو جاتی ہے تو وہ انہیں زمین کی بادشاہت بھی [illegible] دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مسلمانوں کے اندر وہ روحانی اور اخلاقی خصوصیات پیدا کرنے کی کوشش کی جو اقوام کو دنیا میں بلند کرتی ہیں چنانچہ آپ نے اپنی جماعت سے یہ عہد لیا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ جب ایک قوم میں یہ صفات پیدا ہو جاتی ہیں تو اس میں قربانی کا غیر معمولی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس قوم کا مقابلہ نہیں کر سکتی صرف سلطنت دلانا زمینی لیڈروں کا کام ہے [illegible] ربانی مصلحین کا کام اخلاق اور روحانیت کو بلند کرنا ہوتا ہے حضرت اقدس نے بھی دلوں پر خدا کی بادشاہت قائم کرنے کی کوشش کی اگر وہ بادشاہت مسلمانوں کے قلوب پر قائم ہو جاتی تو زمین کی بادشاہت انہیں خود بخود مل جاتی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے

> چو دور خسروی آغاز کردند
> مسلماں را مسلماں باز کردند

خوب یاد رکھو باوجود آپ کے انکار کے دنیا خود بخود انہی اصولوں کی طرف آ رہی ہے جن اصولوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے مصر اور ہندوستان کے اخبارات کے اقتباسات کو پیش کر کے واقعات اور حالات سے اس بات کو ثابت کیا کہ واقعی دنیا انہی اصولوں کی طرف آ رہی ہے ——— مولینا احمد یار صاحب کے بعد اخویم مکرم جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نے سلسلہ [illegible] انقلابات زمانہ کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں انقلاب آ رہا ہے اور مختلف تحریکات

پیدا ہو رہی ہیں جو دنیا پر اثر انداز ہو رہی ہیں یہ انقلابات سطحی نہیں بلکہ بنیادی ہیں۔ جو انسانی فطرت کی انتہائی گہرائیوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ یورپ کی تہذیب کی بنیاد صرف مادی اصولوں پر ہے لیکن اب مغرب کے مفکرین غور کر رہے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ یہ مادی تہذیب انسانی فطرت کے تمام تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی ان مادی اصولوں پر کسی ایسی تہذیب کی عمارت نہیں کھڑی کی جا سکتی جو پائیدار ہو بلکہ اس کے لئے اخلاقی قوت کی ضرورت ہے اور یہ رجحانات خدا تعالےٰ کے ارادہ کے ماتحت پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ نے یوحنا کے مکاشفات سے ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں موجودہ حالات اور رجحانات کی صحیح تصویر پیش کی گئی ہے اور جس کے الفاظ قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں سے مطابقت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جن دوستوں نے تفصیل کے ساتھ ان پیشگوئیوں کا مطالعہ کرنا ہو انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تصنیف تحریک احمدیت کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ نیز خوب یاد رکھو کہ یہ مادی تہذیب مشیت ایزدی کے مطابق پیدا ہوئی اور الٰہی ارادہ کے ماتحت اب مٹ رہی ہے چنانچہ ان مذاہب کے متعلق مقدس صحیفوں میں تشریح و بسط کے ساتھ پیشگوئیاں موجود ہیں۔ مادی تہذیب کے متعلق جو ارشاد تھا وہ پورا ہو چکا اور جو وعدے اس کے مٹنے کے متعلق ہیں وہ بھی یقیناً پورے ہو کر رہیں گے جب پیشگوئیوں کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے تو ان کا دوسرا حصہ بھی یقیناً پورا ہو کر رہے گا چنانچہ اگر آپ مغربی مفکرین کے خیالات کو نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کا بھی خیال ہے کہ یہ مادی تہذیب مٹنے والی ہے کیونکہ یہ تہذیب ناقص ہے اور انسان کو اپنی بقا کے لئے ایک مکمل تہذیب کی ضرورت ہے۔ نیا انقلاب جو دنیا میں پیدا ہو رہا ہے اس کو ترقی دینے کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت دنیا میں اس انقلاب کی داعی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ انقلاب تو آ کر رہے گا لیکن ہمارے پیش نظر یہ سوال رہنا چاہئے کہ ہم کس طرح اس انقلاب کو دنیا میں لا سکتے ہیں۔ ہمارے امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور ہماری جماعت اس انقلاب کو دنیا میں لانے کے لئے کوشاں ہیں اس لحاظ سے ہماری جماعت ایک انقلابی جماعت ہے کیونکہ یہ ایک روحانی اور اخلاقی انقلاب کو دنیا میں پیدا کرنا چاہتی ہے۔ یہ انقلاب حقیقی انقلاب ہے جب یہ آئیگا تو زندگی کے متعلق انسان کا نقطۂ نگاہ بدل جائے گا۔ تیس ۳۰ پینتیس ۳۵ سال ہماری جماعت کو اس انقلاب کے لئے جہاد کرتے ہوئے ہو گئے لیکن کیا آج یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا تھا کہ یہ جماعت دنیا کی کایا پلٹ دے گی؟ آپ کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے لئے ابھی ایک زبردست جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے کہ جس کے اندر ایک جذب اور کشش ہو۔ اس مرکز میں لوگوں کی تربیت ہو سکے اور وہ ایک اجتماعی عزم کا مرکز بن جائے۔ جس سے دنیا میں ایک رو پیدا ہو جائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم اور دیگر بزرگان سلسلہ نے جو گرانقدر خدمات اسلامی سرانجام دی ہیں وہ اس مرکز میں تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنے کی وجہ سے تھیں جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنایا اور اپنے انفاس قدسیہ سے اس میں ایک روح پھونکی افسوس ہے کہ قادیانی فتنہ کی وجہ سے وہ مرکز دنیا میں قائم نہیں رہ سکا اور ہم نے بھی از سر نو وسیع پیمانہ پر مرکز کو قائم کرنے کی کوشش نہیں کی اگر ہم اس مرکز کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو میرا خیال ہے کہ ہم اشاعت اسلام کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر کر سکتے ہیں اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے جس سے اس مضمون کی اچھی طرح وضاحت ہوتی تھی آپ نے اس فقرہ پر اپنی تقریر کو ختم کیا کہ اگر ہماری جماعت واقعی دنیا میں انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک ایسا مرکز قائم کرے جہاں ایسے لوگ تربیت پائیں جن کے قلوب میں واقعی دنیا کی محبت سرد ہو چکی ہو تاکہ وہ اپنے نمونہ سے دنیا کیلئے رشد و ہدایت کا باعث بن سکیں جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے بعد مکرم مولوی فضل الرحمٰن صاحب اسامزی نے مصلحین ربانی کی شناخت کا معیار اور جناب مرزا محمود احمد صاحب کا دعوےٰ "مصلح موعود" پر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر نہایت معقول اور بہت دلنشین تھی افسوس روئداد کے اختصار کے پیش نظر ہم اس تقریر کو تفصیل کے ساتھ درج نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی کل کی بات ہے کہ ایک مامور ہم میں آیا اور ہم نے اس مامور کو اس معیار پر پرکھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے ماموروں کو پرکھنے کے لئے بیان فرمایا ہے اور اس معیار پر پرکھنے سے وہ راستباز ثابت ہوا اور خدا تعالےٰ نے ہمیں اسے قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی لیکن ابھی اس مامور کو دنیا سے گئے ہوئے چند سال نہ گذرے تھے کہ ایک اور دعوےٰ ہمارے سامنے پیش کیا گیا کہ میاں محمود احمد صاحب بھی مصلح ہیں اور ان کے نہ ماننے والے دوزخ کا ایندھن ہیں۔ دنیا کی اصلاح کے لئے ہمیشہ امور آتے رہے ہیں اور ان کو پرکھنے کی بعض علامات ہوتی ہیں اور ان کے آنے کا بھی ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ جب ظلمت دنیا میں انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ تو اس ظلمت کو دور کرنے کے لئے آسمان سے ایک نور نازل ہوتا ہے جس سے یہ ظلمت دور ہو جاتی ہے اس زمانہ کی تاریکی یہ تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے نور نازل ہو چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ایک ایسی ہی تاریکی کے زمانہ میں تشریف لائے اور واقعی دنیا نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور نازل ہوا ــــ مصلح موعود سے متعلقہ پیشگوئیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر پردے پڑ جائیں گے اور آپ کا فیضان ختم ہو جائے گا تو اس وقت وہ مصلح مبعوث ہوگا چنانچہ میاں صاحب نے بھی موجودہ زمانہ کو حضرت مسیح موعود کا ہی زمانہ قرار دیا تھا اور انہیں یہ مسلم ہے کہ یہ مسیح موعودؑ کے انوار کے پھیلنے کا زمانہ ہے۔ جب یہ ان کے انوار پھیلنے کا زمانہ ہے اور ابھی حضرت صاحب کی تعلیم بھی ہم میں موجود ہے تو سمجھ نہیں آتی کہ ان حالات کے ہوتے ہوئے ایک نئے مصلح موعود کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آخر وہ کونسی غرض ہے جسے پورا کرنے کے لئے دعویٰ مصلحیت کی ضرورت پڑی؟ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ حضرت صاحب کی بعثت کے مقاصد کے پورا ہونے کے بغیر کوئی دوسرا مصلح آ جائے تو وہ مصلح جھوٹا ہوگا اب میاں صاحب اپنے دعویٰ کو اس معیار پر پرکھ لیں۔ میاں صاحب کے اپنے ایک ارشاد کے مطابق میں ان کے مریدوں سے بھی یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا ان کے نزدیک واقعی حضرت مسیح موعود کی تعلیم دنیا سے اٹھ گئی ہے جو ایک نئے مصلح کی ضرورت پیش آ گئی؟ مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے باقاعدہ حوالوں اور دلائل کے ساتھ اس نقطہ کو ثابت کیا۔ دوسری بات انہوں نے یہ بیان فرمائی کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اس امت میں ہر مصلح جو آئیگا وہ صدی کے سر پر آئیگا لیکن ہمیں بتایا جائے کہ میاں صاحب بحیثیت مصلح کس صدی کے سر پر آئے ہیں؟ یہ واضح بات ہے کہ قادیانی جماعت نے آنحضرت صلعم کی حدیث کو بھی پس پشت پھینک دیا ہے تیسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیں [illegible]

محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو الوداعی دعوت

مورخہ ۷ ر جنوری کو مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور کی گیلری میں ساڑھے تین بجے دن مرکزی دفاتر کے عملہ کی طرف سے مکرم ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی گئی۔ چائے نوشی کے بعد مکرم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن نے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کے متعلق اپنے اور عملہ دفاتر کے نہایت مخلصانہ جذبات کا اظہار فرمایا اور آپکی حسن کارکردگی کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ کو الوداع کہی اس کے بعد جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے دفاتر کے عملہ کو اپنے تجربہ کی بنا پر چند نہایت قیمتی نصائح فرمائیں اور اپنے لئے نیم شبی دعاؤں کی درخواست بھی کی۔ اس دعوت میں حضرت مولینا صدر الدین صاحب۔ محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری، مکرم مولینا آفتاب الدین احمد صاحب اور جملہ کارکن انجمن شامل تھے۔ دعا کے بعد یہ مجلس تمام ہوئی۔

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ [illegible] مصروف ہیں۔

ــــ یہ خبر جماعت کے تمام [illegible] افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ [illegible] ۱۹۴۵ء کو مکرم شیخ عبد الحق [illegible] کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں [illegible] دانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی [illegible] سے متجاوز تھی نہایت نیک [illegible] صوم و صلوٰۃ کی سختی سے پابند [illegible] دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت [illegible] میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ [illegible] صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے [illegible] حاسلہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ [illegible]

ــــ اخویم مکرم مولوی آفتاب [illegible] کے والد ماجد انتقال فرما گئے [illegible] الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ [illegible] فرمائے مولوی صاحب [illegible] کو صبر کی توفیق دے آمین ــــ [illegible] صاحب کو اس ضمن میں بہت سے [illegible] مقامات سے احباب کے تعزیتی [illegible] آئے ہیں مولوی صاحب [illegible] فرداً فرداً جواب دینا ان کے [illegible] اس لئے اخبار کے ذریعہ [illegible] جملہ دوستوں کا شکریہ ادا کرتے [illegible] اور التماس کرتے ہیں کہ احباب [illegible] کہ پیہم مصائب جوان پر آرہی [illegible] مولوی صاحب کے لئے [illegible] کا ذریعہ بنائے اور ان [illegible] قدم رہنے کی توفیق دے آمین

ــــ مکرم بابو عمر الدین صاحب [illegible] بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے [illegible] حضور قلب سے دعا کریں [illegible] انہیں صحت کامل عطا فرما [illegible]

ــــ جناب سید اختر حسین [illegible]

ایک ضروری [illegible]

جلسہ سالانہ کے موقعہ [illegible] ممکن سعی کرتے ہیں کہ احباب [illegible] سہولت بہم پہنچائیں۔ پھر بھی [illegible] میں انتظامی نقائص سے [illegible] پہنچتی ہے۔ اس لئے تمام [illegible] ہے جو ابھی ابھی جلسہ سے [illegible] لے گئے ہیں درخواست [illegible] ایسے امور سے جو [illegible] کو اطلاع دیں اور ان [illegible] کو بہتر بنانے کی اور [illegible] بھی اطلاع دیں تاکہ [illegible] ان نقائص کو دور کیا [illegible] تمام احباب کی توجہ [illegible] ہے۔ والسلام [illegible]

تزلزل نہیں آتے دیتیں اور آخر وہ قید کی مشقت کو برداشت کرتے کرتے ہی جان دیدیتا ہے لیکن اپنے عقیدہ کے خلاف خلیفہ وقت کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا کیا یہ واقعہ صاف نہیں بتلاتا کہ اگر خلفاء کی خوشنودی حاصل کرنیکا خیال اس کے دماغ میں غالب ہوتا تو اس سے بڑھکر خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کا اور کونسا وقت ہو سکتا تھا جبکہ اس کے سامنے دوسرے علماء خلفاء کے سامنے جھک رہے تھے تو وہ بھی اگر اس بڑھاپے میں جھک جاتا تو اس پر کیا الزام آ سکتا تھا اور کس طرح وہ نشانہ اعتراضات بن سکتا تھا سو ان حالات میں بھی اگر وہ خلیفہ کے سامنے نہیں جھکا تو کیا بجز اعلیٰ درجہ کے تدین کے اس کی کوئی اور بھی وجہ ہو سکتی ہے، پس جو شخص ان حالات میں خلیفہ کی خوشنودی کی طرف مائل نہیں ہوا کیا اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بغیر کسی ضرورت کے محض خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے جعلی حدیث بنانے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیا یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ خود خادم صاحب نے واقعات سے آنکھیں بند کر کے محض اپنے خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے نعیم بن حماد جیسے بلند کیرکٹر والے اور اعلیٰ درجہ کے متقی انسان پر عمداً افتراء سے کام لیا ہے اور حق کو چھپانے اور اپنے قارئین کو جان بوجھ کر دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں حیران ہوں کہ خادم صاحب کس قسم کی باتیں کررہے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ خاندان عباسیہ کے خلاف نعیم بن حماد کی احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں کنز العمال کا باب الفتن بھی اگر وہ پڑھ لیں تو انہیں ایسی احادیث مل جائیں گی۔ پھر اس حدیث کے وضعی نہ ہونے پر یہ بھی زبردست دلیل ہے کہ اس حدیث سے کسی نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کی اگر ہارون الرشید کو خوش کرنے کے لئے یہ حدیث بنائی گئی تھی تو کیا خادم صاحب ثابت کرسکتے ہیں کہ ہارون الرشید نے اسکو اپنے حق میں استعمال کیا۔

راوی کا واضع ہونا بھی خلاف عقل ہے۔

خادم صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ نعیم بن حماد نے خود یا اس کے کسی راوی نے یہ حدیث وضع کی ہے، میں بتلا چکا ہوں کہ اس حدیث کے وضع کرنے کی ضرورت ہارون الرشید کے ابتداء خلافت میں ہی ہوسکتی تھی اور اس وقت خود نعیم بن حماد کی اپنی عمر تو بارہ سال کی تھی اور جب وہ ۲۵ سال کا تھا تو ہارون الرشید فوت ہو گیا اس کے محدث ہونے کے زمانہ تک ہارون الرشید کی حکومت مستحکم ہو چکی تھی اسے

اس قسم کی احادیث کی ضرورت ہی نہ رہی تھی اس لئے نہ کسی راوی کو حدیث بنانے کی ضرورت پیش آسکتی تھی نہ نعیم بن حماد کو ایسی حدیث بنانے کی ضرورت پیش آسکتی تھی اور ابتداء میں چونکہ کوئی ضرورت ہی ثابت نہیں ہوتی اس لئے جس طرح ابتداء میں ایسی حدیث وضع کرنے کی ضرورت نعیم بن حماد کو نہ تھی اسی طرح کسی اور راوی کو بھی نہ تھی پس جب نہ راوی کو کوئی فائدہ تھا اور نہ کسی اور کو تو ایک بے فائدہ کام کسی نے کیوں کرنا تھا۔

حدیث کے موضوع نہ ہونیکا ایک اور ثبوت

جو ثبوت اس حدیث کے موضوع نہ ہونے کے اوپر پیش کئے گئے ہیں وہ اس قدر زبردست ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسرے ثبوت کے پیش کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی لیکن جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے میں ایک اور زبردست ثبوت اس حدیث کے موضوع نہ ہونے پر پیش کرتا ہوں اگر تو نعیم بن حماد صرف یہی ایک حدیث پیش کرتا تو پھر خادم صاحب کو معاملہ میں اشتباہ پیدا کرنے کی گنجائش ہوسکتی تھی لیکن اس حدیث کے ساتھ نعیم بن حماد کی اور کئی حدیثیں ہیں جو خادم صاحب کے نظریہ کو بالکل غلط ثابت کر رہی ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ اگر نعیم بن حماد نے محض ہارون الرشید کو خوش کرنے کے لئے یہ ایک حدیث وضع کی تھی تو اس صورت میں وہ قطعاً ایسی احادیث پیش نہیں کر سکتا تھا جو ہارون الرشید کے خاندان کے خلاف یا ان پر چسپاں نہ ہوسکتیں کیونکہ اس صورت میں تو اس کی حدیث سے بھی اعتبار اُٹھ جاتا جو ہارون الرشید کو خوش کرنے کے لئے اس نے وضع کی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زیر بحث حدیث کے علاوہ جتنی بھی احادیث نعیم بن حماد سے مروی ہیں وہ سب کی سب خلفاء عباسیہ پر چسپاں نہیں ہوتیں مثلاً وہ کہتا ہے کہ مہدی ۲۱ سال بیت المقدس کا مالک رہیگا اب مہدی جو ہارون الرشید اور الہادی کا باپ تھا اس کی کل حکومت کا زمانہ ہی ۱۱ سال ہے اس پر یہ زمانہ کس طرح چسپاں ہوسکتا ہے پھر وہ روایت کرتا ہے کہ مہدی کی موت کے بعد قوم تیج سے ایک شخص خلیفہ ہوگی اب اس کی یہ روایت تو خلافت کو بنو عباس سے نکال کر قوم تیج میں ۔ ۔ لے جاتی ہے کیا ہارون الرشید اسے برداشت کرسکتا تھا۔ کیا اس حدیث کو سن کر ہارون الرشید نے خوش ہو کر نعیم بن حماد کو انعام دینا تھا یا اسے اپنے عتاب کا نشانہ بنانا تھا پھر وہ روایت کرتا ہے کہ مہدی کے بعد جو خلیفہ ہوگا اس کا لقب "منصور" ہوگا حالانکہ مہدی کے خلیفہ کا نہیں بلکہ مہدی کے باپ کا لقب منصور تھا پھر وہ ا سے قحطانی

قرار دیتا ہے پھر وہ اس خلیفہ کا ۲۱ سال بیت المقدس میں ٹھیرنا بیان کرتا ہے حالانکہ الہادی تو صرف سوا سال خلیفہ رہا پھر وہ روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد ایک نوجوان خلیفہ ہوگا جو تین سال رہیگا پھر قتل ہو جائیگا گویا وہ بقول آپکے ہارون الرشید کا زمانہ صرف تین سال بتلاتا ہے اور ساتھ ہی اس کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی بھی کر رہا ہے گیا خوشنودی حاصل کرنے کی نیت رکھنے والے ایسی ہی پیشگوئیاں کیا کرتے ہیں پھر وہ بنی مخزوم کے آدمی کو لاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں نکلنے والے کو منصور قرار دیتا ہے کیا الہادی بنو مخزوم سے تھا یا ہارون الرشید اپنے بھائی کو بنی مخزوم سے سمجھتا تھا اور کیا ہارون الرشید کا لقب منصور تھا یا خادم صاحب کے نزدیک اس کی والدہ خیزران کا لقب منصور تھا۔ یہ تمام روایات اگر ایک طرف یہ بتلاتی ہیں کہ نعیم بن حماد نے قطعاً کوئی حدیث وضع نہیں کی جسطرح اس کو روایات ملیں اس نے اسی طرح درج کر دیں تو دوسری طرف یہ بھی بتلا رہی ہیں کہ ان کا ہارون الرشید والہادی کے زمانہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ یہ تمام روایات آیندہ کی پیشگوئیاں ہیں خود نعیم بن حماد بھی ان کو نہیں سمجھ سکتا تھا اب چونکہ واقعات اس طرح ظہور پذیر ہو گئے ہیں جس طرح ان روایات میں درج ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد سے خاکساران کو کھول کر بیان کرسکتا ہے اور ثابت کرسکتا ہے کہ یہ تمام واقعات حضرت اقدس اور آپ کے بعد جناب میاں صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب پر ہی چسپاں ہوتے ہیں انعامی چیلنجوں کی رقوم جمع ہونے پر انشاءاللہ ان سب کی تشریح کر دی جائے گی۔

خادم صاحب کے مضحکہ خیز دلائل

خادم صاحب نے حدیث زیر بحث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے جو دلائل دیئے ہیں وہ نہایت ہی مضحکہ خیز ہیں ایک زبردست دلیل تو وہ یہ دیتے ہیں کہ نعیم بن حماد نے الہادی اور ہارون الرشید کا زمانہ پایا اگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی لکھ دیتے کہ ۱۲ سال کی عمر میں یہ زمانہ پایا تو دلیل غالباً اور بھی زبردست بن جاتی اس دلیل پر مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں احباب خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کیا کسی محدث کا کسی خلیفہ کے زمانہ میں ہونا بھی اس کے واضع حدیث ہونے پر دلیل ہوسکتا ہے

دوسری زبردست دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ غیاث بن میمون نے مہدی کے دربار میں ایک دفعہ اسے خوش کرنے کے لئے حدیث کا سبق الا

فی خف او نصل ا[illegible] کرتے ہوئے اپنی طرف [illegible] کے الفاظ بڑھا دیئے [illegible] کا مذہب یہ ہوا کہ اگر ایک آدمی [illegible] بولے تو یہ دلیل ہوا کرتی ہے [illegible] کہ تمام آدمی جھوٹے ہوتے [illegible] محدث نے جھوٹ بولا ہے [illegible] خادم صاحب کے نزدیک ہر محدث جھوٹا ہے۔

بھلا خادم صاحب خدارا [illegible] غیاث بن میمون کے جھوٹا ہو [illegible] نعیم بن حماد کس طرح جھوٹا ثابت [illegible] واضع حدیث ہونے سے نعیم [illegible] کس طرح واضع حدیث بن گیا۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ [illegible] بن میمون کا واقعہ واضعین حدیث [illegible] نہیں بلکہ وضع حدیث سے روکنے [illegible] تھا تفصیل اس کی یہ ہے کہ [illegible] وضع کرنے پر خلیفہ مہدی نے [illegible] کہا کہ تفاک تفا کذاب یعنی تیری گردن [illegible] گدی کذاب کی گدی ہے اور [illegible] کہ جن کی وجہ سے اس محدث کو [illegible] پڑی ذبح کروا دیا اب بتلایئے [illegible] کہ خلفاء حدیث گھڑنے والوں [illegible] بنایا کرتے ہیں واضعین حدیث کی [illegible] جاتی تھیں یا انہیں حدیث [illegible] ہوتی تھی۔

کیا یہ حدیث الہادی پر چسپاں ہوتی ہے

[illegible] سے بچانے کے لئے اس [illegible] کو خلیفہ الہادی پر چسپاں [illegible] کی ہے لیکن افسوس اس میں [illegible] سخت مغالطہ دہی سے کام لیا [illegible] میں تو یہ پیشگوئی ہے کہ مہدی [illegible] اسے خلیفہ منتخب کریں گے [illegible] صاحب بتلائیں کیا الہادی انتخاب [illegible] بنا تھا آپ نے خود لکھا ہے کہ [illegible] مہدی خود اس کے خلیفہ بنانے کی [illegible] کر گیا تھا اور یہی اس وقت [illegible] خلافت تو ختم ہو چکی تھی چنانچہ [illegible] کی وصیت کے مطابق ہی [illegible] کی گئی۔

دوسری علامت حدیث [illegible] کی یہ ہے کہ وہ بعد اس کے [illegible] اتحاد ہوگا وہ ان میں افتراق [illegible] اب یہ علامت بھی الہادی میں [illegible] پائی جاتی اول تو مہدی کی کوئی [illegible] وقت نہ تھی اگر تمام مسلمانوں [illegible] جائے تو الہادی نے مسلمانوں [illegible] پیدا نہیں کیا۔

یہ دونوں علامتیں [illegible] بوضاحت پائی جاتی [illegible] اور ان کی وجہ سے [illegible] ہوا باقی آپ کا کہنا کہ [illegible] سو اول تو [illegible]

نہیں پائی جاتی کیونکہ اس کی موت کے متعلق چار مختلف روایتیں لکھی ہیں:
(۱) وہ کسی لکڑی پر گر پڑا جو اس کے ناک کے نتھنے میں گھس گئی اور وہ مرگیا۔
(۲) اس کے پیٹ میں زخم ہوگیا تھا اس سے مرگیا۔
(۳) اس کی والدہ نے زہر دیا اس سے مرگیا۔
(۴) اس کی والدہ نے اسے اپنی لونڈیوں وغیرہ سے قتل کروادیا۔

اگر قتل والی روایت کو ہی صحیح قرار دے لیں تب بھی محض اس کا قتل ہونا یا اس کا تھوڑی مدت حکومت کرنا اس بات کی قطعًا دلیل نہیں کہ یہ حدیث المہادی پر چسپاں ہوتی ہے جبکہ اصل دو علامتیں اس پر چسپاں نہیں ہوتیں سو انشاء اللہ بوقت تشریح جو انعامی رقوم کے جمع ہونے کے بعد کی جائے گی ثابت کر دیا جائے گا کہ جناب میاں صاحب ان دونوں کے بھی مصداق ہیں۔

کیا پیشگوئی مصلح موعود دلیل میں پیش کی جاسکتی ہے

خادم صاحب نے جب دیکھا کہ ان کے کلام میں کوئی مضبوط دلیل تو میاں صاحب کو حدیث کی زد سے بچانے کے لئے ہے نہیں تو جھٹ مصلح موعود کی پیشگوئی میں پناہ لینے کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی جماعت اس سے متاثر ہوسکتی ہے کیا یہی دیانتداری ہے کہ متنازعہ فیہ مسئلہ کو بطور دلیل کے پیش کر دیا جائے باقی رہا حضرت اقدسؑ کا یہ جملہ ان اللّٰہ

لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولد الصالحین

سو آپ کو یاد رہے کہ اس کا صحیح مفہوم میں اپنی کتاب "ذریۃ مبشرہ" میں بیان کرچکا ہوں جس کا جواب آج تک نہ آپ سے اور نہ آپ کی جماعت کے کسی عالم سے بن سکا ہے پس تقوے کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے اس کا جواب دیں پھر اسے پیش کریں۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

بقیہ خطبہ از صفحہ ۲

کے دل میں جو تڑپ تھی اس وقت کے لوگ تو الگ رہے ان کے بعد آنے والے لوگوں کے لئے بھی آپ کے دل میں تڑپ تھی جیسا کہ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر ہے فلعلک باخع نفسک علیٰ اثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا۔ تو کیا تو اپنی جان کو ان عیسائیوں کے لئے جو دنیا کی زمینوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں ہلاک کر دیگا کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔ بعد میں آنے والی عیسائی اقوام کے لئے بھی آپ کے دل میں تڑپ تھی اور آج بھی آپ کی یہ تڑپ کام کر رہی ہے۔ دنیا روحانی رزق نہ ہونے کی وجہ سے بھوکی مر رہی ہے۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اس تڑپ کو پورا کریں اور اس روحانی رزق کو اس مرتی ہوئی دنیا تک پہنچائیں اور

ادارہ تعلیم قرآن

کی تعمیر میں حصہ لینے والے افراد

(قسط نمبر ۲)

شیخ انعام اللہ صاحب چلٹان ہوٹل کوئٹہ ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۲۵۰۰
بیگم صاحبہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب لاہور ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم صاحبہ میاں رحیم بخش صاحب لاہور ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰
ناصرہ صاحبہ بیگم ملک اعجاز الٰہی صاحب ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰
طاہرہ صاحبہ بیگم میاں فضل احمد صاحب ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم قاضی خاندان صاحب سمیع اللہ صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۲۵۰
والدہ صاحبہ محمد اقبال صاحب موچی گیٹ لاہور ۔۔۔۔۔ ۲۵۰
بیگم صاحبہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور ۔۔۔۔۔ ۲۵۰
بیگم صاحبہ شیخ عبدالواحد صاحب۔ لاہور ۔۔۔۔۔ ۲۵
بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم فاروق احمد صاحب لائل پور ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰
اقبال بیگم صاحبہ ہمشیرہ شیخ عبدالرحیم صاحب بیگم شیخ غلام اللہ صاحب ایک کمرہ ۔۔۔۔۔ ۵۰۰

اعلانِ نکاح

مسٹر محمد اجمل خان صاحب ریڈیو انجینئر خلف الرشید جناب حکیم محمد امین صاحب ریٹائرڈ بلاک انسپکٹر کا نکاح سلیمہ بیگم صاحبہ بنت ماسٹر محمد ابراہیم صاحب کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر، مولینا احمد یار صاحب ایم اے مبلغ اسلام نے پڑھا۔ خطبہ میں آپ نے زوجیت کے حقوق پر روشنی ڈالی اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے ہوئے آپ نے واضح فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا اچھا سلوک تھا۔ اس خوشی کے موقعہ پر جناب حکیم صاحب موصوف نے مبلغ بیس روپے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو عنایت فرمائے جزاہ اللہ احسن الجزاء اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو جانبین کے موجب خیر و برکت بنائے اور نو میاں بیوی کو اپنی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(نامہ نگار)

قادیانیت سے توبہ

(ا) بحضور حضرت امیر المومنین جماعت احمدیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں خلیفہ صاحب قادیان کا مرید تھا استاذی المکرم جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب قمر کے قادیان سے آنے کے بعد کچھ عرصہ تک تو مستری جمیل الرحمٰن صاحب بھی جناب میاں صاحب اور ان کے نظام کے خلاف باتیں کرنے میں پیش پیش رہے خوب اشتہار اور ٹریکٹ شائع کئے مگر پھر اپنے خسر صاحب اور استاد صاحب کے مشورہ کے ماتحت دوبارہ اسی ظالم نظام کی اطاعت اختیار کرلی جس پر ان کو بہت اعتراضات تھے اور بعض ذاتی حالات کی بنا پر جناب چوہدری صاحب کی مخالفت پر کمربستہ ہوکر عداوت کی حد تک پہنچا دیا اپنی اور اپنے بچوں کی بیعت کا خط لکھ کر فرقان جنوری ۴۴ء کے صفحہ ۱۶ پر منشی فضل الرحمان صاحب سامانوی کی عبرتناک حالت" کے جلی عنوان کے نیچے لکھا کہ "سات افراد کنبہ کی بیعت .... خدمت حضور میں بھیج چکا ہوں امید ہے کہ عنقریب اور بھی افراد کی بیعتیں بھیجی جائیں گی"، خاکسار ان دو اور افراد میں شامل تھا جن کی بیعتیں دوبارہ مستری صاحب نے لکھوائی تھیں چونکہ خاکسار اور بعض دیگر احباب اس پر معترض تھے اس لئے مستری صاحب کو وہ بیعتیں شائع کرانے کا حوصلہ نہ ہوا انھوں نے ہماری مسجد میں ہفتہ واری جلسے کرکے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی مگر سچائی آخر ظاہر ہوکر رہی اور تھوڑے عرصہ میں ہی موجودہ "امیر جماعت سامانہ" اور بعض دیگر قادیانی مخلصین کی "عبرتناک حالت" کا ڈھنڈورا شہر میں پٹ گیا اب نہ وہ جلسے رہے نہ جوش و خروش اس "عبرتناک حالت" سے اللہ تعالیٰ نے مجھے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کے اظہار کے لئے میں بذریعہ عریضہ ہذا خلیفہ صاحب قادیان کی بیعت سے مع اہل و عیال علیحدگی کا اعلان کرتا ہوا جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت کرتا ہوں اور حضور کو اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں میرا یہ اعلان اخبار میں شائع فرمادیں اور استقامت کے لئے دعا فرمادیں والسلام

عبدالمجید خان احمدی۔ ٹیلر ماسٹر۔ سامانہ
۱۹ نومبر ۴۵ء

(ب) بحضور حضرت امیر المومنین جماعت احمدیہ لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

بندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے احمدی ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد میاں صاحب کی بیعت کرلی تھی مگر ان کے حالات میں کر اطمینان قلب جاتا رہا اور کل مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے اعلان سے سخت نفرت ہوگئی میرے محسن کے فرزند رشید جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے الہامات سے ثابت کیا کہ قادیان میں رونما ہونیوالے واقعات کی خبر پہلے سے موجود ہے اور یہ باتیں حضرت اقدسؑ کی صداقت کو ثابت کرتی ہیں خدا کا شکر ہے کہ مجھے حقیقت معلوم ہوگئی میں حضور کے ہاتھ پر توبہ کرکے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں۔ والسلام

محمد عبداللہ
کھیڑہ۔ ضلع کرنال۔

اشتہار منشر حکم حاضری مدعا علیہ

زیر آرڈر ۹۔ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان محمد سرفراز خاں صاحب ایم۔ ایس سی۔ ایل ایل بی سب جج صاحب بہادر کوئٹہ بلوچستان

نمبر مقدمہ ۱۶۲ بابت سنہ ۱۹۴۵ء

سردار نموہن سنگھ ولد سردار مراری سنگھ۔ سکنہ شارک شاہ روڈ کوئٹہ مدعی۔

بنام

راز محمد کلاہ ننگی فروش و عبدالواحد جان سکنہ چیلی ہاؤس وزیر محمد روڈ کوئٹہ مدعا علیہم۔

دعوےٰ دخلیابی دوکان وکرایہ

بنام

عبدالواحد جان چیلی ہاؤس وزیر محمد روڈ کوئٹہ مدعا علیہ نمبر ۲

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمّی عبدالواحد جان تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبدالواحد جان مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور ۱۲ کو بمقام کوئٹہ ۱۰½ بجے قبل دوپہر حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

تزلزل نہیں آنے دیتیں اور آخر وہ قید کی مشقتوں کو برداشت کرتے کرتے ہی جان دیدیتا ہے لیکن اپنے عقیدہ کے خلاف خلیفہ وقت کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا کیا یہ واقعہ صاف نہیں بتلاتا کہ اگر خلفاء کی خوشنودی حاصل کرنیکا خیال اس کے دماغ میں غالب ہوتا تو اس سے بڑھکر خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کا اور کونسا وقت ہو سکتا تھا جبکہ اس کے ساتھی دوسرے علماء خلفاء کے سامنے جھک رہے تھے تو وہ بھی اگر اس بڑھاپے میں جھک جاتا تو اس پر کیا الزام آ سکتا تھا اور کس طرح وہ نشانہ اعتراضات بن سکتا تھا سو ان حالات میں بھی اگر وہ خلیفہ کے سامنے نہیں جھکا تو کیا بجز اعلیٰ درجہ کے تدین کے اس کی کوئی اور بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ پس جو شخص ان حالات میں خلیفہ کی خوشنودی کی طرف مائل نہیں ہوا کیا اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بغیر کسی ضرورت کے محض خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے جعلی حدیث بنانے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ کیا یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ خود خادم صاحب نے واقعات سے آنکھیں بند کر کے محض اپنے خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے نعیم بن حماد جیسے بلند کیرکٹر والے اور اعلیٰ درجہ کے متقی انسان پر عمداً افتراء سے کام لیا ہے اور حق کو چھپانے اور اپنے قارئین کو جان بوجھ کر دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں حیران ہوں کہ خادم صاحب کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ خاندان عباسیہ کے خلاف نعیم بن حماد کی احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں کنز العمال کا باب الفتن بھی اگر وہ پڑھ لیں تو انہیں ایسی احادیث مل جائیں گی۔ پھر اس حدیث کے وضعی نہ ہونے پر یہ بھی زبردست دلیل ہے کہ اس حدیث سے کسی نے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی اگر ہارون الرشید کو خوش کرنے کے لئے یہ حدیث بنائی گئی تھی تو کیا خادم صاحب ثابت کر سکتے ہیں کہ ہارون الرشید نے اسکو اپنے حق میں استعمال کیا۔

راوی کا واضع ہونا بھی خلاف عقل ہے۔

خادم صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ نعیم بن حماد نے خود یا اس کے کسی راوی نے یہ حدیث وضع کی ہے، میں بتلا چکا ہوں کہ اس حدیث کے وضع کرنے کی ضرورت ہارون الرشید کے ابتداء خلافت میں ہی ہو سکتی تھی اور اس وقت خود نعیم بن حماد کی اپنی عمر تو بارہ سال کی تھی اور جب وہ ۲۵ سال کا تھا تو ہارون الرشید فوت ہو گیا اس کے محدث بننے کے زمانہ تک ہارون الرشید کی حکومت مستحکم ہو چکی تھی اسے اس قسم کی احادیث کی کوئی ضرورت ہی نہ رہی تھی اس لئے نہ کسی راوی کو حدیث بنانے کی ضرورت پیش آ سکتی تھی نہ نعیم بن حماد کو ایسی حدیث لینے کی ضرورت پیش آ سکتی تھی اور ابتداء میں چونکہ کوئی ضرورت ہی ثابت نہیں ہوتی اس لئے جس طرح ابتداء میں ایسی حدیث وضع کرنے کی ضرورت نعیم بن حماد کو نہ تھی اسی طرح کسی اور راوی کو بھی نہ تھی پس جب نہ راوی کو کوئی فائدہ تھا اور نہ کسی اور کو تو ایک بے فائدہ کام کسی نے کیوں کرنا تھا۔

حدیث کے موضوع نہ ہونیکا ایک اور ثبوت

جو ثبوت اس حدیث کے موضوع نہ ہونے کے اوپر پیش کئے گئے ہیں وہ اس قدر زبردست ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسرے ثبوت کے پیش کرنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی لیکن جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے میں ایک اور زبردست ثبوت اس حدیث کے موضوع نہ ہونے پر پیش کرتا ہوں اگر تو نعیم بن حماد صرف یہی ایک حدیث پیش کرتا تو پھر خادم صاحب کو معاملہ میں اشتباہ پیدا کرنے کی گنجائش ہو سکتی تھی لیکن اس حدیث کے ساتھ نعیم بن حماد کی اور کئی حدیثیں ہیں جو خادم صاحب کے نظریہ کو بالکل غلط ثابت کر رہی ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ اگر نعیم بن حماد نے محض ہارون الرشید کو خوش کرنے کے لئے یہ ایک حدیث وضع کی تھی تو اس صورت میں وہ قطعاً ایسی احادیث پیش نہیں کر سکتا تھا جو ہارون الرشید کے خاندان کے خلاف یا ان پر چسپاں نہ ہو سکتیں کیونکہ اس صورت میں تو اس کی حدیث سے بھی اعتبار اٹھ جاتا جو ہارون الرشید کو خوش کرنے کے لئے اس نے وضع کی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زیر بحث حدیث کے علاوہ جتنی بھی احادیث نعیم بن حماد سے مروی ہیں وہ سب کی سب خلفاء عباسیہ پر چسپاں نہیں ہوتیں مثلاً وہ کہتا ہے کہ مہدی ۲۱ سال بیت المقدس کا مالک رہے گا اب مہدی جو ہارون الرشید اور الہادی کا باپ تھا اس کی کل حکومت کا زمانہ ہی ۱۱ سال ہے اس پر یہ زمانہ کس طرح چسپاں ہو سکتا ہے پھر وہ روایت کرتا ہے کہ مہدی کی موت کے بعد قوم تبع سے ایک شخص خلیفہ ہوگی اب اس کی یہ روایت تو خلافت کو بنو عباس سے نکال کر قوم تبع میں [illegible] لے جاتی ہے کیا ہارون الرشید اسے برداشت کر سکتا تھا۔ کیا اس حدیث کو سن کر ہارون الرشید نے خوش ہو کر نعیم بن حماد کو انعام دینا تھا یا اسے اپنے عتاب کا نشانہ بنانا تھا پھر وہ روایت کرتا ہے کہ مہدی کے بعد جو خلیفہ ہوگا اس کا لقب "منصور" ہوگا حالانکہ مہدی کے خلیفہ کا نہیں بلکہ مہدی کے باپ کا لقب منصور تھا پھر وہ اسے قحطانی قرار دیتا ہے پھر وہ اس خلیفہ کا ۲۱ سال بیت المقدس میں ٹھیرنا بیان کرتا ہے حالانکہ الہادی تو صرف سوا سال خلیفہ رہا پھر وہ روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد ایک نوجوان خلیفہ ہوگا جو تین سال رہے گا پھر قتل ہو جائیگا گویا وہ بقول آپکے ہارون الرشید کا زمانہ صرف تین سال بتلاتا ہے اور ساتھ ہی اس کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی بھی کر رہا ہے کیا خوشنودی حاصل کرنے کی نیت رکھنے والے ایسی ہی پیشگوئیاں کیا کرتے ہیں پھر وہ بنی مخزوم کے آدمی کو لاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں نکلنے والے کو منصور قرار دیتا ہے کیا الہادی بنو مخزوم سے تھا یا ہارون الرشید اپنے بھائی کو بنی مخزوم سے سمجھتا تھا اور کیا ہارون الرشید کا لقب منصور تھا یا خادم صاحب کے نزدیک اس کی والدہ خیزران کا لقب منصور تھا — یہ تمام روایات اگر ایک طرف یہ بتلاتی ہیں کہ نعیم بن حماد نے قطعاً کوئی حدیث وضع نہیں کی جسطرح اس کو روایات ملیں اس نے اسی طرح درج کر دیں تو دوسری طرف یہ بھی بتلا رہی ہیں کہ ان کا ہارون الرشید و الہادی کے زمانہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ یہ تمام روایات آئندہ کی پیشگوئیاں ہیں خود نعیم بن حماد بھی ان کو نہیں سمجھ سکتا تھا اب چونکہ واقعات اس طرح ظہور پذیر ہو گئے ہیں جس طرح ان روایات میں درج ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد سے خاکسار ان کو کھول کر بیان کر سکتا ہے اور ثابت کر سکتا ہے کہ یہ تمام واقعات حضرت اقدس اور آپ کے بعد جناب میاں صاحب اور حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب پر ہی چسپاں ہوتے ہیں انعامی چیلنجوں کی رقوم جمع ہونے پر انشاء اللہ ان سب کی تشریح کر دی جائے گی۔

خادم صاحب کے مضحکہ خیز دلائل

خادم صاحب نے حدیث زیر بحث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے جو دلائل دیئے ہیں وہ نہایت ہی مضحکہ خیز ہیں ایک "زبردست" دلیل تو وہ یہ دیتے ہیں کہ نعیم بن حماد نے الہادی اور ہارون الرشید کا زمانہ پایا اگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی لکھ دیتے کہ ۱۲ سال کی عمر میں یہ زمانہ پایا تو دلیل غالباً اور بھی "زبردست" بن جاتی اس دلیل پر مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں احباب خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا کسی محدث کا کسی خلیفہ کے زمانہ میں ہونا بھی اس کے واضع حدیث ہونے پر دلیل ہو سکتا ہے

دوسری زبردست دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ غیاث بن میمون نے مہدی کے دربار میں ایک دفعہ اسے خوش کرنے کے لئے حدیث "لا سبق الا فی خف او نصل او [illegible]" کرتے ہوئے اپنی طرف سے [illegible] کے الفاظ بڑھا دیئے گویا خادم [illegible] کا مذہب یہ ہوا کہ اگر ایک آدمی جھوٹ بولے تو یہ دلیل ہوا کرتی ہے اس [illegible] کہ تمام آدمی جھوٹے ہوتے ہیں [illegible] محدث نے جھوٹ بولا ہے اس [illegible] خادم صاحب کے نزدیک ہر محدث [illegible] جھوٹا ہے۔

بھلا خادم صاحب خدارا سوچیں [illegible] غیاث بن میمون کے جھوٹا ہونے سے نعیم بن حماد کس طرح جھوٹا ثابت ہو گیا اس [illegible] واضع حدیث ہونے سے نعیم بن حماد کس طرح واضع حدیث بن گیا۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ [illegible] بن میمون کا واقعہ واضعین حدیث کو [illegible] نہیں بلکہ وضع حدیث سے روکنے [illegible] تھا تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان [illegible] وضع کرنے پر خلیفہ مہدی نے [illegible] کہا کہ "قفاک قفا کذاب" یعنی تیری گردن کی گدی کذاب کی گدی ہے اور ساتھ ہی [illegible] کو جن کی وجہ سے اس محدث کو [illegible] پڑی ذبح کروا دیا اب بتلایئے کہ [illegible] کہ خلفاء حدیث گھڑنے والوں کی [illegible] بنایا کرتے تھے واضعین حدیث کی [illegible] جاتی تھیں یا انہیں حدیث وضع کرنے پر [illegible] ہوتی تھی۔

کیا یہ حدیث الہادی پر چسپاں ہوتی ہے

خادم [illegible] نے [illegible] کو حدیث کی [illegible] سے بچانے کے لئے اس حدیث [illegible] کو خلیفہ الہادی پر چسپاں کرنے کی [illegible] کی ہے لیکن افسوس اس میں بھی آپ نے سخت مغالطہ دہی سے کام لیا ہے [illegible] میں تو یہ پیشگوئی ہے کہ مہدی کے [illegible] اسے خلیفہ منتخب کریں گے اب [illegible] صاحب بتلائیں کہ کیا الہادی انتخاب [illegible] بنا تھا آپ نے خود لکھا ہے کہ اس [illegible] مہدی خود اس کے خلیفہ بنانے کی [illegible] کر گیا تھا اور یہی اس وقت ابتدا [illegible] خلافت تو ختم ہو چکی تھی چنانچہ ان [illegible] کی وصیت کے مطابق ہی ان کی [illegible] کی گئی۔

دوسری علامت حدیث میں اس خلیفہ کی یہ ہے کہ وہ بعد اس کے کہ [illegible] اتحاد ہوگا وہ ان میں افتراق [illegible] اب یہ علامت بھی الہادی میں قطعاً نہیں پائی جاتی اول تو مہدی کی کوئی جماعت [illegible] وقت نہ تھی اگر تمام مسلمانوں ہی کو [illegible] جائے تو الہادی نے مسلمانوں میں [illegible] پیدا نہیں کیا۔

یہ دونوں علامتیں نمایاں [illegible] بوضاحت پائی جاتی ہیں [illegible] اور ان کی وجہ سے جماعت [illegible] ہو جاتی آپ کا کہنا کہ اس [illegible] سو اول تو مہدی علامت [illegible]

بھی پائی جاتی کیونکہ اس کی موت کے متعلق
چار مختلف روایتیں لکھی ہیں :۔
(۱) کسی لکڑی پر گر پڑا جو اس کے ناک
کے نتھنے میں گھس گئی اور وہ مر گیا۔
(۲) اس کے پیٹ میں زخم تھا اس سے
مر گیا۔
(۳) اس کی والدہ نے زہر دیا جس سے مر گیا۔
(۴) اس کی والدہ نے اسے اپنی لونڈیوں
وغیرہ سے قتل کروا دیا۔

اگر قتل والی روایت کو ہی صحیح قرار دے
لیں تب بھی محض اس کا قتل ہونا یا اس کا
تھوڑی مدت حکومت کرنا اس بات کی قطعی
دلیل نہیں کہ یہ حدیث الہادی پر چسپاں ہوتی
ہے جبکہ اصل دو علامتیں اس پر چسپاں
نہیں ہوتیں سو انشاء اللہ بوقت تشریح جو
انعامی رقوم کے جمع ہونے کے بعد
کی جائے گی ثابت کر دیا جائے گا کہ جناب
میاں صاحب ان دونوں کے بھی مصداق ہیں۔

کیا پیشگوئی مصلح موعود دلیل میں پیش کی جا سکتی ہے

خادم صاحب نے جب دیکھا کہ ان کے
کلام میں کوئی مضبوط دلیل تو میاں صاحب
کو حدیث کی زد سے بچانے کے لئے ہے
نہیں تو جھٹ مصلح موعود کی پیشگوئی میں پناہ
لینے کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ وہ جانتے
ہیں کہ ان کی جماعت اس سے متاثر ہو سکتی
ہے کیا یہی دیانتداری ہے کہ متنازعہ فیہ
مسئلہ کو بطور دلیل کے پیش کر دیا جائے
باقی رہا حضرت اقدس کا یہ جملہ ان اللہ
لایبشر الانبیاء والاولیاء
بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین
سو آپ کو یاد رہے کہ اس کا صحیح مفہوم
میں اپنی کتاب "ذریۃ مبشرہ" میں بیان کر چکا ہوں
جس کا جواب آج تک نہ آپ سے اور نہ
آپ کی جماعت کے کسی عالم سے بن سکا
ہے پس تقوے کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے
اس کا جواب دیں پھر اسے پیش کریں۔
والسلام علی من اتبع الہدیٰ

بقیہ خطبہ از صفحہ ۲

کے دل میں جو تڑپ تھی اس وقت کے لوگ
تو الگ رہے ان کے بعد آنے والے لوگوں
کے لئے بھی آپ کے دل میں تڑپ تھی
جیسا کہ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر ہے فلعلک
باخع نفسک علیٰ اٰثارھم ان لم
یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔ تو کیا تو
اپنی جان کو ان عیسائیوں کے لئے جو دنیا
کی زمینوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں ہلاک کر دیگا
کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔ بعد میں
آنے والی عیسائی اقوام کے لئے بھی آپ
کے دل میں تڑپ تھی اور آج بھی آپ کی یہ
تڑپ کام کر رہی ہے۔ دنیا روحانی رزق
نہ ہونے کی وجہ سے بھوکی مر رہی ہے۔
یہ آپ کا فرض ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم
کی اس تڑپ کو پورا کریں اور اس روحانی
رزق کو اس مرتی ہوئی دنیا تک پہنچائیں اور

ادارہ تعلیم قرآن

کی تعمیر میں حصہ لینے والے افراد

(قسط نمبر ۲)

شیخ انعام اللہ صاحب چلتان ہوٹل کوئٹہ
ایک کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۵۰۰
بیگم صاحبہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب لاہور
ایک کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم صاحبہ میاں رحیم بخش صاحب لاہور
ایک کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰
ناصرہ صاحبہ بیگم ملک اعجاز الٰہی صاحب
ایک کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰
طاہرہ صاحبہ بیگم میاں فضل احمد صاحب
ایک کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم قاضی خالد صاحب سمیع اللہ صاحب لاہور
۔۔۔۔۔۔ ۲۵۰
والدہ صاحبہ محمد اقبال صاحب موچی گیٹ لاہور
۔۔۔۔۔۔ ۲۵۰
بیگم صاحبہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور
۔۔۔۔۔۔ ۲۵۰
بیگم صاحبہ شیخ عبدالواحد صاحب۔ لاہور
۔۔۔۔۔۔ ۲۵
بیگم صاحبہ اعلیٰ حضرت صفدر صاحب ایک
کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم شیخ فاروق احمد صاحب لائل پور ایک
کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰
اقبال بیگم صاحبہ (ہمشیرہ شیخ عبدالرحیم صاحب)
بیگم شیخ غلام اللہ صاحب
ایک کمرہ ۔۔۔۔۔۔ ۵۰۰

اعلانِ نکاح

مسٹر محمد اکمل خاں صاحب ریڈیو انجینئر خلف الرشید
جناب حکیم محمد امین صاحب ریٹائرڈ بلاک انسپکٹر
کا نکاح سلیمہ بیگم صاحبہ بنت ماسٹر محمد ابراہیم
صاحب کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ
حق مہر، مولانا احمد یار صاحب ایم اے مبلغ
اسلام نے پڑھا۔ خطبہ میں آپ نے زوجیت
کے حقوق پر روشنی ڈالی اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پیش کرتے ہوئے آپ نے واضح
فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج
مطہرات کے ساتھ کیسا اچھا سلوک تھا۔ اس
خوشی کے موقعہ پر جناب حکیم صاحب موصوف
نے مبلغ بیس روپے اشاعت اسلام کے لئے
انجمن کو عنایت فرمائے جزاہ اللہ احسن الجزاء
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رشتہ
کو جانبین کے موجب خیر و برکت بنائے اور
نو بیاہتا میاں بیوی کو اپنی راہوں پر چلنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
(نامہ نگار)

قادیانیت سے توبہ

(الف) بحضور حضرت امیر المومنین جماعت احمدیہ
لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
میں خلیفہ صاحب قادیان کا مرید تھا استاذی المکرم
جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب قمر کے
قادیان سے آنے کے بعد کچھ عرصہ تک
تو مستری جمیل الرحمٰن صاحب بھی جناب میاں
صاحب اور ان کے نظام کے خلاف باتیں
کرتے رہے، بیسیوں روپے خوب اشتہار
اور ٹریکٹ شائع کئے مگر پھر اپنے خسر
صاحب اور استاد صاحب کے مشورہ کے
ماتحت دوبارہ اسی ظالم نظام کی اطاعت
اختیار کر لی جس پر ان کو بہت اعتراضات
تھے اور بعض ذاتی حالات کی بنا پر جناب
چوہدری صاحب کی مخالفت پر کمربستہ
ہو کر عداوت کی حد تک پہنچا دیا اپنی اور
اپنے بچوں کی بیعت کا خط لکھ کر فرقان
جنوری ۱۹۴۶ء کے صفحہ ۱۶ پر منشی فضل الرحمان
صاحب سامانوی کی عبرتناک حالت کے
جلی عنوان کے نیچے لکھا کہ "سات افراد
کنبہ کی بیعت .... خدمت حضور
میں بھیج چکا ہوں امید ہے کہ عنقریب
اور بھی افراد کی بیعتیں بھیجی جائیں گی"، خاکسار
ان دو اور افراد میں شامل تھا جن کی بیعتیں
دوبارہ مستری صاحب نے لکھوائی تھیں چونکہ
خاکسار اور بعض دیگر احباب اس پر
معترض تھے اس لئے مستری صاحب کو وہ
بیعتیں شائع کرانے کا حوصلہ نہ ہوا کیونکہ
لے ہماری مسجد میں ہفتہ واری جلسے کر کے
حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی
گر سچائی آخر ظاہر ہو کر رہی اور تھوڑے
عرصہ میں ہی موجودہ "امیر جماعت سامانہ" اور
بعض دیگر قادیانی مخلصین کی "عبرتناک حالت"
کا ڈھنڈورا شہر میں پٹ گیا اب نہ وہ جلسے
رہے نہ جوش و خروش اس "عبرتناک
حالت" سے اللہ تعالیٰ نے مجھے عبرت حاصل
کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کے اظہار
کے لئے میں بذریعہ عریضہ ہذا خلیفہ صاحب
قادیان کی بیعت سے معہ اہل و عیال علیحدگی
کا اعلان کرتا ہوا جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت
کرتا ہوں اور حضور کو اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں
میرا یہ اعلان اخبار میں شائع فرما دیں
اور استقامت کے لئے دعا فرماویں۔ والسلام
عبدالمجید خان احمدی۔ ٹیلر ماسٹر۔ سامانہ
۱۹ دسمبر ۱۹۴۵ء

(ب) بحضور حضرت امیر المومنین جماعت
احمدیہ لاہور۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،
بندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
زمانہ سے احمدی ہے حضرت مولوی نور الدین
صاحب کی وفات کے بعد میاں صاحب کی
بیعت کر لی تھی مگر ان کے حالات دیکھ کر
اطمینان قلب جاتا رہا اور کل مسلمانوں کو دائرہ
اسلام سے خارج ہونے کے اعلان سے
سخت نفرت ہو گئی میرے محسن کرم فرما
جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب نے حضرت
اقدس علیہ السلام کے الہامات سے ثابت
کیا کہ قادیان میں رونما ہونے والے واقعات
کی خبر پہلے سے موجود ہے اور یہ باتیں
حضرت اقدس کی صداقت کو ثابت کرتی
ہیں خدا کا شکر ہے کہ مجھے حقیقت معلوم
ہو گئی میں حضور کے ہاتھ پر توبہ کر کے جماعت
احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں۔ والسلام
محمد عبداللہ
کھیڑہ۔ ضلع کرنال۔

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

زیر آرڈر ۹۔ قاعدہ نمبر ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان محمد سرفراز خان صاحب ایم۔ ایس سی۔ ایل ایل بی

سب جج صاحب بہادر کوئٹہ بلوچستان

نمبر مقدمہ ۱۶۲ بابت ۱۹۴۵ء
سردار موہن سنگھ ولد سردار
مراری سنگھ۔ سکنہ شارک شاہ روڈ کوئٹہ
مدعی۔

بنام

راز محمد کلاہ تنگی فروش و عبدالواحد جان
سکنہ جیلی ہاؤس وزیر محمد روڈ کوئٹہ
مدعا علیہم۔
دعوےٰ دخلیابی دوکان و کرایہ

بنام

عبدالواحد جان جیلی ہاؤس وزیر محمد
روڈ کوئٹہ مدعا علیہ نمبر ۲
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا
علیہ مسمیٰ عبدالواحد جان تعمیل سمن سے
دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش
ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام عبدالواحد
جان مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور
۱۲ کو بمقام کوئٹہ ۱۰½ بجے دن
دو پیر حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس
کی نسبت کاروائی یک طرفہ عمل میں آئے
گی۔

آج بتاریخ ۲ ماہ جنوری ۱۹۴۶ء
کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے
جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لولائے ما بہ ہر سعید تو اہد بود ۔ ورنہ لئے رفتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی ۔ اے ۔

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق ۔

جلد ۳۴ | بروز چہارشنبہ ۔ مورخہ ۱۲ صفر ۱۳۶۵ھ م ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۳

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا ۔
۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

صحیح راستہ کو اختیار کرنیکی توفیق خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے

اعلائے کلمۃ الحق کیلئے تین عظیم الشان بنیادیں

کسی جماعت کو دو پہلوؤں سے پرکھا جا سکتا ہے

دنیا میں حق و صداقت بتدریج پھیلتے ہیں

لٹریچر کو لوگوں تک پہنچاؤ اور انہیں جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ، لاہور مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (الاعراف)

صحیح راستہ کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف

ہدایت کی توفیق خدا کی طرف سے ملتی ہے سے ہی ملتی ہے نہ وہ انسان کو اپنے علم سے ملتی ہے اور نہ اپنی عقل سے ملتی ہے اور نہ اپنی ہمت سے ملتی ہے ۔ بعض وقت ایک نہایت چھوٹی سی بات لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور بعض وقت عظیم الشان بات بھی پیش کی جائے تو لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے ۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہدایت کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے ۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو صحیح راستہ پر رکھا ۔ پہلے امام وقت کی شناخت کی توفیق عطا فرمائی اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ جو شخص حضرت مرزا صاحب کی طرف جاتا تھا وہ لوگوں میں سخت بدنام اور سخت ذلیل ہو جاتا تھا لیکن ابھی ہم میں سے بہت سے لوگ زندہ ہیں کہ ان حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت امام وقت کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائی ۔

سلسلہ میں اختلاف کا ابتلا

پھر اس سلسلہ میں ایک اور ابتلا آیا وہ بھی اس قدر زبردست تھا کہ اس کا مقابلہ کرنا آسان کام نہ تھا بلکہ بہت مشکل تھا ایک طرف آنکھیں بند کر کے جماعتوں کی جماعتیں چلی جا رہی تھیں اور ایک طرف صرف چند آدمی اس خطرناک رو کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور آج اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس بیج کو اتنا بڑا درخت بنا دیا ہے کہ اس کی شاخیں دور دور تک پہنچ گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ درخت کل دنیا پر چھا جائے گا ۔

مسئلہ کفر و اسلام

اس سلسلہ کے اختلاف میں بڑی باتیں دو تھیں نہیں بلکہ پہلی بات ایک ہی تھی ۔ پہلے صرف مسئلہ کفر و اسلام سامنے تھا ۔ موجودہ قادیانی جماعت کے رہنما اس اختلاف سے کچھ پہلے ہی اپنے خیالات کا اظہار ایسے خطرناک الفاظ میں کر چکے تھے کہ اس اظہار خیال کے بعد ہمارے لئے ان لوگوں کے لئے جو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھ چکے تھے ناممکن تھا کہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ، وہ مسئلہ کفر و اسلام کیا تھا وہ ان کے اپنے الفاظ میں ان کی اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہوا موجود ہے ۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ عقائد ہیں"

تصفیہ کی صورت

یہ ایسے خطرناک الفاظ ہیں کہ جب تک ان کو صراحت کے ساتھ واپس نہ لیا جائے اس وقت تک ہمارا ان کے ساتھ تصفیہ اور سمجھوتا نہیں ہو سکتا ۔ اب تک وہ اس عقیدہ پر قائم ہیں خواہ وہ کسی طرح پر اسکو ظاہر کریں یہ تو ہمارے ملک کی سیاست نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ بعض وقت ان لوگوں کے مونہوں سے بعض ایسی باتیں نکل جاتی ہیں کہ جن کا مقصد صرف عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنا ہوتا ہے ۔ ایک دفعہ میاں صاحب کے ایک مرید کی میرے ساتھ گفتگو ہوئی انھوں نے کہا کہ ہم مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے اور اس کی تشریح یہ کی کہ جن کو ہم کافر کہتے ہیں وہ مسلمان ہی نہیں گویا مطلب یہ تھا کہ احمدی چونکہ مسلمان ہیں ہم ان کو کافر نہیں کہتے ۔

خدمت اسلام کے لئے تین عظیم الشان بنیادیں

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہمیں صحیح راستہ پر قائم رکھا ۔ یہ محض اس کی توفیق سے تھا ورنہ بہتیرے عقلمند گر گئے اور وہ اصلیت کو شناخت نہ کر سکے اور صرف کثرت کا خیال ان کو بہا کر لے گیا ۔ اپنی موجودہ حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہمیں عظیم الشان کامیابیاں عطا ۔ ۔ ۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ اسلام کی خدمت کی تین بنیادیں رکھے ان میں سے ایک قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس کی نظیر کسی جگہ موجود نہیں دوسری بنیاد ان تراجم کو مشنوں کے ذریعہ ملکوں میں پہنچانا اس کی مثال بھی کسی جگہ نہیں پائی جاتی اور تیسری بنیاد جس کو اس جلسہ سالانہ کے موقع پر رکھا ہے ادارہ تعلیم ۔ ۔ ۔ یعنی قرآن مجید کی تعلیم کا اپنی ۔ ۔ ۔ لئے ایک ادارہ کی ضرورت ۔ ۔ ۔

کسی جماعت کو پرکھنے کے دو طریق

۔ ۔ ۔ کے باوجود لوگوں کی توجہ ۔ ۔ ۔ عظیم بالشان کام کی طرف ۔ ۔ ۔ کرنے لگتے ہیں تو معمولی باتوں ۔ ۔ ۔ ہیں اور نہیں توجہ کرتے تو عظیم الشان ۔ ۔ ۔ کی طرف توجہ نہیں کرتے یہ اتنا ۔ ۔ ۔ کام تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ آگے ۔ ۔ ۔ کر کے اس کام میں حصہ لیتے ۔ ۔ ۔ آتا کہ آخر اس کام میں ان سے ۔ ۔ ۔ کیا روک ہے ۔ ۔ ۔ دو پہلوؤں سے ۔ ۔ ۔ جماعت کو پرکھا جاتا ہے ایک اعتقادی پہلو اور دوسرا عملی پہلو ۔

عقائد کے لحاظ سے موٹی باتیں

۔ ۔ ۔ کس قدر موٹی ۔ ۔ ۔ میں جن پر ۔ ۔ ۔ جماعت ۔ ۔ ۔ لحاظ سے قائم ہے وہ ایسی ۔ ۔ ۔ ہیں کہ ان کے لئے کسی بڑے ۔ ۔ ۔ ضرورت نہیں ۔ مجدد کا تجدید ۔ ۔ ۔ آنا وہ آنحضرت صلعم کی حدیث ۔ ۔ ۔ لکھا ہوا موجود ہے ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اس امت کے لئے ہر صدی ۔ ۔ ۔ ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا ۔ ۔ ۔ جو اس کے دین کی ۔ ۔ ۔ کرنے ۔ صرف ۔ ۔ ۔ میں عملی رنگ میں یہ بات ۔ ۔ ۔

اور ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور لوگ ان کو مانتے رہے اور ان سب کو کم و بیش وہی حالات پیش آئے جو حضرت مرزا صاحب کو پیش آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور آپ کو سخت مشکلات پیش آئیں بادشاہ نے انہیں اپنے سامنے بلایا اور ان پر چند سوالات کئے اور بادشاہ لکھتا ہے کہ اس نے ان کا کوئی شافی جواب نہ دیا اور ہم نے اس کے دماغ کے علاج کے لئے اسے فلاں قید خانہ میں بھجوا دیا۔

یہ لوگ پشیمان ہونگے مولوی یعقوب بیگ صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لیکچر دیا تھا کہ پچاس سال کے بعد جماعت احمدیہ کی حالت کیا ہوگی لوگوں کا اس طرف کثرت سے رجوع ہوگا اس کے متعلق میں وثوق کے ساتھ تو کچھ نہیں کہہ سکتا اس کا علم خدا کو ہے کہ کیا حالت ہوگی لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ان لوگوں کو ہوش آئے گا اور یہ غور کریں گے تو وہ پشیمان ہوں گے کہ اتنی موٹی بات ان کو سمجھ نہ آئی۔ کیا ہوگیا ان لوگوں کو یہ نہیں بتا سکتے کہ چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں مجدد ہوں اسکو مانتے نہیں یہ ایک موٹا سوال ہے کہ جسے ایک چوتھی جماعت کا لڑکا بھی سمجھ سکتا ہے۔

نزول مسیح کے متعلق حدیثوں کی کثرت ایک بات تو اعتقاد کے لحاظ سے بعثت مجددین ہے اور دوسری بات وفات مسیح کا مسئلہ ہے اب تو وفات مسیح کو بہت سے لوگ ماننے لگ گئے ہیں لیکن کسی شخص کا مسیح موعود ہونا اس کو لوگ قبول نہیں کرتے سوال یہ ہے کہ ان احادیث کو جن میں نزول مسیح کا ذکر ہے ان کو آخر یہ کہاں لے جائیں گے۔ نزول مسیح کے متعلق دو تین حدیثیں نہیں بلکہ بیسیوں ہیں اگر مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو اس بات کو ماننے کے سوا چارہ نہیں کہ اس امت کا کوئی مجدد جسے مسیح سے مماثلت پائی جاتی ہو وہی اس امت کا مسیح موعود ہے۔ تمام امت کا ہمیشہ سے یہ طریق رہا ہے کہ جس چیز کی ہم تاویل کر سکیں تو اسے رد نہیں کرنا چاہیئے معلوم نہیں کہ وہ اس طریق کے ہوتے ہوئے ایسی چیزوں کو کیسے رد کر سکتے ہیں اور دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ نزول مسیح واحد نہیں اس کے ساتھ بیسیوں باتیں ہیں مثلاً خروج دجال اور یاجوج ماجوج اور بیسیوں نشانات ہیں جو پورے ہو چکے ہیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے پورے ہو رہے ہیں۔ لوگ سمجھتے تھے کہ دجال کے ساتھ ایک عجیب الخلقت گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا اور اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا اور اس کے ساتھ دوزخ اور بہشت ہوگا لیکن اب یہ لوگ مان چکے ہیں

کہ دجال اور یاجوج ماجوج یہی یورپ کی اقوام ہیں جن کی وضاحت حضرت مرزا صاحب نے فرمائی تھی۔

مسیح کے کام کی طرف مسلمان توجہ نہیں کرتے تو اعتقاداً دیکھئے کس قدر سیدھی باتیں ہیں خدا کے فضل سے آپ کو انہیں قبول کرنے کی توفیق مل گئی مگر آج دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کی آنکھیں ان باتوں کی طرف سے بند ہیں اور عمل کے لحاظ سے بھی جو کام مسیح کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ آئے گا اور کافروں کو مسلمان کرے گا۔ اس طرف بھی توجہ نہیں کرتے

حضرت مسیح موعود نے ناساز گار حالات میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی ذرا غور کیجئے کہ ایک شخص ایک گاؤں کے اندر پیدا ہوتا ہے اور آج سے پچاس سال پہلے اس گاؤں کی حالت کو دیکھئے ایسے حالات میں اس کام کی بنیاد رکھتا ہے جس کے لئے بظاہر کوئی سامان نظر نہیں آتا یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھتا ہے۔ میں جب تحریک کرتا ہوں یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے پاس ایک جماعت ہے جو قربانیاں کر رہی ہے دل کو اس خیال سے قوت حاصل ہوتی ہے مگر حضرت مرزا صاحب کے پاس اس وقت سوائے خدا تعالے پر ایمان کے اور کوئی قوت نہ تھی ایسی حالت میں آپ اس کام کی بنیاد رکھتے ہیں۔

دنیا میں بتدریج حق پھیلتا ہے مسیح آئیگا اور اس کے آتے ہی ساری دنیا خود بخود اسلام قبول کریگی اگر ایسا ہونا ہوتا تو محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوتا یہ خدا کا قانون نہیں ہے یہ اسی طرح چلے گا دنیا میں ہمیشہ بتدریج حق پھیلتا آیا ہے اور آئیندہ بھی ہمیشہ ایسا ہوگا۔ کوئی مسیح ہو یا کوئی اس قانون سے باہر نہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کی آمد سے تو ساری زمین کے کافر مسلمان نہ ہوئے اور مسیح کے آتے ہی سارے کافر مسلمان ہو جائیں گے اگر کبھی مسلمان اس بات پر غور کریں تو ان کی آنکھیں کھل جائیں۔

لوگ نہیں مانتے تو یہ سنت انبیاء ہے حضرت مرزا صاحب نے جس کام کی بنیاد رکھی تھی واقعی اس کے ذریعہ سے بتدریج دنیا میں حق پھیل رہا ہے۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے حضرت مرزا صاحب نے جو درخت لگایا اس کی شاخیں دور دور تک پہنچ چکی ہیں اور اس جماعت کے ذریعہ سے کافر مسلمان ہو رہے ہیں۔ یہ دو باتیں اتنی موٹی ہیں اور پھر بھی لوگ نہ مانیں تو حیرت ہوتی ہے لیکن خوب یاد رکھو کہ اگر تم لوگوں کو اس طرف بلاتے ہو اور لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے تو یہ سنت انبیاء ہے چنانچہ قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں آتا ہے قال رب انی دعوت قومی لیلاً و نہاراً۔ فلم یزدھم دعائی

الا فراراً۔ اس نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا مگر میرے بلانے نے انہیں بھاگنے میں ہی بڑھایا۔

یہ آپ کا کام ہے لیکن اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ یہ بات بالآخر ہو کر رہنے والی ہے ان لوگوں کی آنکھوں اور کانوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان پردوں کو دور کرنا آپ کا کام ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب ایک جماعت پوری ہمت کے ساتھ ایک کام کو کرنا شروع کر دیتی ہے تو مشکل سے مشکل کام بھی اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

صداقت کو پھیلانے کے لئے لٹریچر کی ضرورت حق و صداقت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے بڑی محنت اور کوشش درکار ہے اس لئے وہ سامان بکار ہیں جو اس زمانہ کے حالات کے بالکل مطابق ہوں ایک تو لٹریچر چاہیئے یعنی جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت ہے۔ اور اس لٹریچر کو لے جانے والے آپ لوگ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس سال ہم تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ اس لٹریچر کو جو حق کو لوگوں پر واضح کرتا ہے انگریزی اور اردو میں ٹریکٹوں کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں چھپوائیں اور آپ اسے لوگوں تک پہنچائیں ایسا نہ ہو کہ اس لٹریچر کے بنڈل پڑے رہیں بلکہ اگر آپ لوگ اس لٹریچر کو پھیلانا چاہیں تو اس کے چھپوانے کا فائدہ ہے۔ لٹریچر کا پیدا کرنا مرکز کا کام ہے اور اس کو دنیا میں پہنچانا آپ کا کام ہے۔ گولا بارود حکومت کی طرف سے آتا ہے اور اس کو استعمال کرنے والے سپاہی ہوتے ہیں۔ اگر گولا بارود اچھا ہو تو یہ سپاہیوں کا قصور ہوتا ہے جو اس کو استعمال نہیں کرتے پہلی بات کو میں اپنے ذمہ ڈالتا ہوں اور دوسری بات کو میں آپ کے ذمہ ڈالتا ہوں۔

اس لٹریچر کو لوگوں تک پہنچاؤ اس کام کو اپنے بیوی بچوں سے شروع کریں کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے بیوی بچے اس سے انکار کریں اگر وہ کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ان کو اس کام اور اس تعلیم سے اچھی طرح واقف نہیں کیا اسے اپنے بھائیوں اور دوسرے عزیزوں تک پہنچاؤ پھر قریب اور دور کے رشتہ داروں تک پہنچاؤ۔ اسے اپنے دوستوں تک پہنچاؤ اور ان لوگوں تک پہنچاؤ جن کو تم پہچانتے ہو اور اس سے آگے بڑھ کر ان تک پہنچاؤ جن کو تم نہیں پہچانتے اگر ان لوگوں میں سے سو میں سے ایک بھی مان لے تو یہ بھی بڑی بات ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ لٹریچر کو لوگوں تک پہنچاؤ ہر ایک

شخص لوگوں سے گفتگو کرے

مبلغین بھی اس کام کو کریں ایک طرف میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں اور دوسری طرف مبلغین سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو کریں۔ اگر کوئی مبلغ یہ خیال کرتا ہے کہ لوگ اس کی طرف آئیں گے تو یہ اس کا غلط خیال ہے۔ اس کو لوگوں کے پاس جانا چاہیئے وہ واقفیت پیدا کرکے لوگوں تک پہنچے اور ان کو لٹریچر دے۔ اس میں شبہ نہیں کہ لوگ حق اور صداقت سے بہت دور پڑے ہوئے ہیں بعض وقت حق و صداقت کو منوانے کے لئے بڑی مشکل پیش آتی ہے لوگ حق کو سمجھتے ہوئے بھی حق کو تسلیم نہیں کرتے یورپ میں جب ایک شخص کو سمجھ آجاتی ہے تو وہ فوراً مان لیتا ہے مگر ہندوستان میں مسلمان بہت پست ہمت ہیں اس قدر پست ہمت ہیں کہ دیکھ رہے ہیں کہ حق اور باطل کے درمیان ایک رسہ کشی ہو رہی ہے ایک طرف سارا کفر اور اس کی ساری طاقتیں ہیں اور دوسری طرف ایک چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اس مقابلہ کو دیکھ کر ان کے اندر کوئی تحریک پیدا نہیں ہوتی کہ وہ عملی طور پر اس جماعت کا ساتھ دیں صرف یہ کہہ دیں گے کہ یہ جماعت اچھا کام کر رہی ہے اتنا کہہ دینے کا کوئی فائدہ نہیں یہ کوئی تماشا نہیں اگر یہ اچھا کام ہے تو تم خود اس میں شامل کیوں نہیں ہوتے۔

لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دو مگر آپ کو چاہیئے کہ آپ لوگوں کو اس جماعت میں شامل کریں تاکہ وہ اس کام میں عملی طور پر حصہ لیں میں مانتا ہوں کہ پہلا قدم یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کی طبائع سے مخالفت کو کم کیا جائے لیکن جب کوئی شخص یہ تسلیم کرلے کہ یہ کام اچھا ہے تو اس کو دعوت دو کہ آؤ اس میں شامل ہو۔ کیا ہمارا اور آپ کا یہ ایمان نہیں کہ ہم نے ایک دن خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اس دن ہم خدا کو کیا جواب دیں گے جبکہ ہمارے بیوی بچوں اور دوستوں کو دوسری طرف لے جایا جائے گا۔

یہ بڑی عزت کا کام ہے اس کام کو معمولی کام نہ سمجھو یہ بڑی عزت اور فخر کا کام ہے ہم محمد رسول اللہ صلعم کی خاک پا کے برابر بھی نہیں اگر محمد رسول اللہ صلعم کے لئے عزت یہی تھا کہ وہ اپنے پیغام کو دنیا تک پہنچائیں تو اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے سے آپ کی عزت میں کیسے کمی آجاتی ہے خوب یاد رکھو یہ چیز آپ کی عزت کو بڑھانے والی ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بڑھانے والی ہے۔ اس آخری جواب دہی سے ڈرو جس وقت تمہیں یہ بات کہنی پڑے گی کہ اے خدا اگر تو ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجدے تو ہم اس کام کو کریں گے۔ موت کا کوئی

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نوٹ:- حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مکتوب بذریعہ ڈاک بھی احباب سلسلہ کی خدمت میں پہنچ چکا ہوگا اور اب اسے اخبار میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔ اس مکتوب میں حضرت ممدوح نے ادارہ تعلیم قرآن کے قیام کے لئے جماعت کے تمام افراد سے خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین ہوں ایک نہایت ضروری اور اہم اپیل کی ہے جماعت کے سب احباب کا فرض ہے کہ وہ اس مکتوب کو نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہیں۔ (مدیر)

برادران مکرم و خواہران محترمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء کے تین سالانہ جلسوں میں خدمت قرآن کی تین تحریکوں کی بنیاد ہماری جماعت نے رکھی ہے جو خدا کے فضل سے تینوں نہایت کامیاب تحریکات ثابت ہوئی ہیں۔ اور خدا چاہے تو چار پانچ سال تک جو لوگ ہم میں سے زندہ ہوں گے وہ ان تینوں تحریکوں کو ایسی حالت میں دیکھیں گے جن سے نہ صرف ہماری جماعت کے دلوں کو راحت پہنچے گی بلکہ ہر اس شخص کا دل جس کو اسلام سے، قرآن سے محمد رسول اللہ صلعم سے محبت ہے۔ اس عمارت کو دیکھ کر جس کی بنیاد آج رکھی گئی ہے خوشی سے بھر جائے گا۔ ۱۹۴۳ء میں ہماری جماعت تراجم قرآن کی تحریک کی بنیاد رکھی یعنی قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے کر کے اسے دنیا میں پہنچانا۔ اور اس کے لئے دو لاکھ روپیہ کا علیحدہ فنڈ جمع کرنے کا اعلان کیا۔ گو ابھی وہ فنڈ پورے دو لاکھ تک نہیں پہنچا اور بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے ابھی اس میں حصہ نہیں لیا لیکن خدا کے فضل سے کام بڑی قوت سے شروع ہو گیا۔ ترجمہ کے لئے موزوں آدمیوں کی تلاش بڑا وقت لے جاتی ہے۔ یا این تامل ترجمہ بیس پارے کے قریب ہو چکا ہے، سندھی ترجمہ دس پارے سے اوپر ہو چکا ہے، گورمکھی ترجمہ بھی دس پارے کے قریب ہو چکا ہے اطالوی زبان میں ترجمہ شروع ہے، ہندی اور بنگالی میں شروع ہو کر بعض مشکلات کی وجہ سے رکا پڑا ہے اور عنقریب پھر ہاتھ میں لے لیا جائے گا۔ ہسپانوی فرانسیسی اور روسی زبانوں میں ترجمہ کے لئے موزوں آدمیوں کی تلاش جاری ہے۔

۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ میں تبلیغ قرآن کے سلسلہ میں ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ یعنی دس نئے تبلیغی مرکزوں کا قائم کرنا تا کہ قرآن کریم اور اس کی تعلیم کو دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف قوموں کو پہنچایا جائے۔ ۱۹۴۵ء کے جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے اس فنڈ میں خدا کے فضل سے پونے چار لاکھ روپیہ کے قریب رقم کا انتظام ہو چکا ہے۔

۱۹۴۵ء کے جلسہ سالانہ میں تعلیم قرآن کے سلسلہ میں ایک ایسے ادارہ کی بنیاد رکھی گئی ہے جہاں ابتدائی شہر سے نوجوانوں کے لئے اپنے دیگر اشغال کے ساتھ تعلیم قرآن کا انتظام ہو کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ تراجم قرآن اور تبلیغ قرآن کی تحریکات اسی صورت میں سرسبز ہو سکتی ہیں کہ ان کے پیچھے ایک جماعت تعلیم قرآن کو حاصل کرنے والی ہو جس میں سے ترجمہ قرآن اور تبلیغ قرآن کے لئے بوقت ضرورت موزوں آدمی مل سکیں اس ادارہ میں یہ کوشش ہوگی کہ جماعت کے نوجوانوں کو جو معمولی تعلیم اپنے سلسلہ معاش میں حاصل کر رہے ہوں جہاں تک ممکن ہے قرآن کریم سے۔ ابتدائی تاریخ اسلام سے اور قدر نے حدیث سے واقف کر دیا جائے اور ان کی تربیت ایسے طریق پر ہو کہ ان کے دلوں میں قرآن کریم کی خدمت کی محبت پیدا ہو لیکن اس کے علاوہ اور بھی کئی ورگ میں یہاں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے والے ہوں گے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی زندگیاں ریسرچ میں گذریں گے اس تحریک کے لئے قریب قریب ایک لاکھ روپیہ کے وعدے جلسہ سالانہ پر ہو چکے ہیں اور اس کے علاوہ جماعت کے ان احباب نے جو یہاں موجود تھے اپنی پندرہ دن کی آمد دینے کا وعدہ کیا ہے جس سے انشاء اللہ پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ ہی رقم وصول ہو جائے گی اور پچاس ہزار روپیہ انجمن اشاعت اسلام کی آمد سے ڈالے گی اس طرح یہ رقم بھی دو لاکھ تک انشاء اللہ پہنچ جائے گی۔

جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ میں کہا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس ادارہ کے لئے ڈیڑھ سو پونے دو سو کنال زمین انجمن کے پاس موجود ہے جو انجمن کے تنگی کے ایام میں خرید کی گئی تھی اور یہ زمین ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں اب پنجاب یونیورسٹی اور اس کے مختلف کالج جا رہے ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ موزوں ترین جگہ ہے جو محض خدا کے فضل سے مل گئی ہے ان تین تحریکات میں جو ایک دوسری سے وابستہ ہیں۔ یعنی ترجمۂ قرآن، تبلیغ قرآن، تعلیم قرآن۔ علاوہ زمین کے جو چار پانچ لاکھ روپے سے کم کی جائیداد نہیں نقد بھی کافی رقم جمع ہو چکی ہے یا اس کے وعدے ہو چکے ہیں جس کی میزان سات آٹھ لاکھ روپے کے قریب قریب ہو گئی ہے اور یہ ہماری جماعت جس قدر سعادت سے بجا لائے کم ہے۔ یہ محض نصرت الٰہی ہے اور ایسی کھلی نصرت ہے کہ وہ لوگ جو ہمیں مٹانا چاہتے ہیں اس پر غور کریں تو ان کے سر بھی ندامت سے جھک جائیں لیکن کم سے کم ان لوگوں کو جو جماعت کے اندر رہ کر اب تک سستی سے کام لے رہے ہیں اس سے ضرور سبق لینا چاہیئے کہ وہ اب اپنی سستی کو دور کر کے یا چھوٹے چھوٹے وسوسوں پر غالب آ کر جو ان کے دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں یا مال کی اس محبت پر غالب آ کر جس نے انہیں خدا کے رستے میں قربانی سے روکا ہوا ہے خدا کی راہ میں ایک مضبوط قدم اٹھائیں اور بڑے چھوٹے ایک صف میں کھڑے ہو کر متیاز ہونے کا ثبوت دیں تا کہ نصرت الٰہی کے مزید نظارے انہیں دکھائے جائیں۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔

اس لئے میں یہ خط ان لوگوں کو چھوڑ کر جن کے وعدے آ چکے ہیں سب ان احباب کو بھیج رہا ہوں جو اس سلسلہ میں منسلک ہیں۔ اور اس کی غرض یہ ہے کہ سب دوست اس میں شامل ہوں۔ کچھ اصحاب تو ایسے ہوں جو اپنے نام پر ایک ایک کمرہ بنوا دیں ہم میں سے بہت سے دوست ایسے ہیں جن کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ اپنی جسمانی آسائش کے لئے مکانات ہیں کاش وہ سوچیں کہ اگر وہ ایک کمرہ اپنے نام پر تعلیم قرآن کے لئے بنوا دیں گے تو اس سے نہ صرف ان کا نام ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائیگا بلکہ اس مکان میں ہمیشہ تعلیم قرآن کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور ہر سال نئے سے نئے آدمی اس کے اندر آتے رہیں گے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر کے اگر خدا چاہے تو دنیا کو خدا کے نور سے بھر دیں گے ہم جو مکان سکونت کے لئے یا بطور جائداد بنا کر اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے بعد ان میں کیا کام ہوگا لیکن اس ادارہ میں خدا چاہے تو ہمیشہ تعلیم قرآن حاصل کرنے والے آتے رہیں گے ان میں سے بہت سے ایسے نیک لوگ ہوں گے جن کے دلوں میں اپنے کمرہ پر بنوانے والے کا نام دیکھ کر اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے درد دل سے دعائیں نکلیں گی اور یوں یہ ہماری بہترین جائداد ہوگی جس طرح مسجد بنوانے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں گھر بنا دینے کا وعدہ کیا ہے تعلیم قرآن کے لئے کمرہ بنوانے والے کے لئے بھی میں یقین رکھتا ہوں یہی اجر موجود ہے اس غرض کے لئے میں نے تین قسم کے کمرے تجویز کئے ہیں۔ ۱۰۰۰۰/۵ روپیہ [illegible] روپیہ اور ۵۰۰۰/۲ روپیہ تا کہ [illegible] کثرت سے احباب اس [illegible] میں شامل ہو سکیں۔ میرے [illegible] آپ کے نام کو زندہ رکھنے [illegible] تعلیم قرآن کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے۔ دنیا کو نور قرآن سے بھرنے کے لئے میں نے آپ کے سامنے ایک تجویز رکھی ہے آپ کا اختیار ہے اسے مانیں یا نہ مانیں اگر میرے دوستوں کو یہ معلوم ہو کہ میں کس قدر ان کے لئے تڑپتا ہوں تو شاید کوئی دوست بھی جن کے پاس سامان ہے میری اس تجویز کو مسترد نہ کرے مگر میں جانتا ہوں کہ انسانوں کے دل خدا کے تصرف میں ہیں وہ جب چاہے اور جس کو چاہے یہ توفیق دے۔ جو میری آواز [illegible] نہیں کہیں گے میں ان کے لئے [illegible] بدعا رہوں گا کہ اسے خدا [illegible] اپنے قرآن کی خدمت سے [illegible] کرنے والوں [illegible]

میری خواہش ہے کہ ساری جماعت [illegible] تحریک میں اپنی پندرہ روزہ [illegible] شامل ہو یاد رکھیئے کہ ہماری قومی گھر وہی جگہ ہے جہاں قرآن [illegible] تعلیم ہوگی۔ پندرہ روز کی آمد کا [illegible] کوئی بڑا مطالبہ نہیں سال کی [illegible] یہ چوبیسواں حصہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت وہ احباب جن کی [illegible] محدود ہیں بڑی تکلیف [illegible] ہیں۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں [illegible] کی راہ میں جو تکلیف اٹھائی جائے [illegible] وہ ایک دائمی لذت اپنے ساتھ [illegible] ساتھ لائے گی۔ [illegible] قومی گھر یوں ہی نہیں کہا اس لحاظ [illegible] کہا ہے کہ ساری قوم کو اس [illegible] میں شریک ہونا چاہیئے۔ جو شخص [illegible] روپے ماہوار کماتا ہے وہ [illegible] دے کر اور چار سو روپے کمانے [illegible] دو سو روپے دے کر ایک [illegible] قومی گھر کی تعمیر اور ملکیت میں [illegible] ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں [illegible] شخص اس شرکت سے انکار کرے [illegible] اپنے آپ کو فی الحقیقت اس [illegible] کا فرد اور اس قوم کا ممبر نہیں سمجھتا [illegible] ایسے شخص کو اس کے فوائد [illegible] ہونے کا بھی کوئی حق نہیں [illegible] لوگوں کو ہوگا جو اس کے بنانے [illegible] شریک ہوں۔ اس لئے میری [illegible] ہے کہ اس تحریک سے باہر [illegible] نہ رہے۔ ہاں اگر کسی کے [illegible] دن کی آمد کے دینے [illegible] ہو تو میں اسے بھی غور کرنے [illegible] بوجوہات معقول اسے اس [illegible] دنوں کی آمد دینے کی بجائے اس [illegible]

میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح دنیا میں ہم ایسی چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کو ہم بناتے ہیں اور اس کے مالک ہوتے ہیں اسی طرح اس قومی گھر کے فوائد بھی انہیں لوگوں کے لئے مخصوص ہوں گے جو اس کے بنانے میں شریک ہوں۔ جو شخص عملاً قوم کے کاموں میں شریک نہیں ہوتا اس کا اپنے آپ کو قوم کا ممبر کہنا اپنے آپ کو بھی دھوکا دینا ہے یہ بات اب ہمارے اندر نہیں رہنی چاہیئے کہ ہم نرے لفظوں سے اپنے آپ کو خوش کر لیں۔ اب ہم میں سے ہر شخص کو فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ وہ جماعت کا ممبر رہے گا یا نہیں رہے گا اگر اس کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ جماعت اس قابل ہے کہ میں بھی اس کا ایک ممبر بنوں تو پھر اسے قوم کے کاموں میں ایک اصول کے مطابق شریک ہونا ہوگا اور اگر وہ قوم کے کاموں میں عملاً شریک نہیں ہوتا تو پھر اسے یہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں کہ میں اس جماعت کا فرد ہوں۔

تیسری بات میں اپنی جماعت کی خواتین سے کہنا چاہتا ہوں۔ اس تحریک کے درمیان جب میں نے جماعت کی خواتین سے اپیل کی تو مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا اس ادارہ میں قوم کی بچیوں کی تعلیم قرآن کا انتظام بھی ہوگا۔ اس وقت میں نے کہا تھا اور اب دہراتا ہوں کہ جو قوم اپنی لڑکیوں کو علم قرآن سے محروم رکھتی ہے وہ انہیں فی الحقیقت زندہ درگور کرتی ہے اذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت صرف انہی چند نفوس کے لئے نازل نہیں ہوا جو عرب میں اس وحشیانہ فعل کا ارتکاب کرتے تھے کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے بلکہ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اپنی عورتوں کو علم سے اور بالخصوص علم قرآن سے محروم کر کے انہیں زندہ تو رہنے دیتے ہیں مگر ان کی حالت مردوں کی ہوتی ہے۔ علم سے محروم رکھنے کو بلند پایہ مفسرین نے قتل ہی قرار دیا ہے بلکہ اگر واقعات کو دیکھا جائے تو لڑکیوں کی تعلیم قرآن کا انتظام لڑکوں سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ماں کو اپنی اولاد کی تربیت کا وہ موقعہ ملتا ہے جو باپ کو نہیں ملتا۔ اگر ماں علم قرآن سے محروم ہوگی تو اس کی اولاد پر بچپن میں قرآن کا نقش نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی صحیح تربیت ماؤں سے وابستہ ہے اور قرآن کریم نے تمام مدارج عالیہ میں عورتوں کو مردوں کے ہم پایہ بیان کیا ہے جیسا کہ آیت ان المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات سے ظاہر ہے [illegible] لئے ضروری ہے کہ اس ادارہ [illegible] قرآن

میں عورتوں کے لئے بھی علیحدہ انتظام ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلعم نے عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک علیحدہ دن مقرر کیا ہوا تھا۔ تو اس ادارے کی دو شاخیں ہوں گی ایک شاخ مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ عورتیں اس کے بنانے میں بھی حصہ دار ہوں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کی خواتین سے پھر اپیل کرتا ہوں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تو صرف چند عورتیں موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے انھوں نے مردوں سے بڑھ کر ہمت دکھائی حاضرین جلسہ میں سے عورتوں نے اپنی تعداد کے لحاظ سے مردوں سے بھی زیادہ ہمت دکھائی اور چالیس پچاس عورتوں میں سے نو ہزار کے وعدے آ گئے مگر تعداد کے لحاظ سے اگر مرد دس فیصدی کی نسبت سے شامل جلسہ ہوتے ہوں گے تو عورتیں ایک فیصدی سے بھی کم آئی ہوں گی اس لئے اب میں اس اپیل کو جماعت کی خواتین تک پہنچاتا ہوں۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کی عورتیں ادارہ تعلیم قرآن کی شاخ خواتین کے اخراجات کو پورا کر دیں اگر وہ ہمت کریں تو یہ کام کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس حصہ کا خرچ ایک لاکھ سے کم نہ ہوگا کیونکہ اس میں مشترکہ ضروریات کی وہ سب چیزیں ضروری ہوں گی جو دوسری شاخ میں ہوں گی۔ مثلاً مسجد لائبریری ہال وغیرہ بلکہ اس کے لئے پردہ کی خاطر ایک وسیع چار دیواری کی ضرورت ہوگی۔ اگر جماعت کی خواتین ہمت کر کے اس میں سے پچاس ہزار روپیہ بھی جمع کر دیں تو باقی پچاس ہزار انجمن ڈال دے گی۔ اور جس صورت میں صرف چند خواتین نے دس منٹ کے اندر نو ہزار روپیہ جمع کر دیا تو جماعت کی باقی خواتین کے لئے جن کی تعداد یہاں جمع شدہ خواتین سے سوگنا ہوگی چالیس اکتالیس ہزار روپیہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ اگر وہ ہمت کریں تو ایک لاکھ کی رقم بھی پوری کر سکتی ہیں بہت سی محترم خواتین کے پاس خدا کے فضل سے کافی مال بھی ہے اور کافی زیورات بھی ہیں ان کے خرچ کرنے کا اس سے بہتر کوئی موقعہ نہیں مل سکتا یہ مال اور یہ زیورات وہ اپنے ورثاء کے لئے بھی چھوڑ سکتی ہیں جو غالباً اس کے چنداں محتاج بھی نہیں ہوں گے جن خدا نے ان کو دیا وہ ان کے ورثاء کو بھی دے گا اور یہ مال یا اس کا ایک حصہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنا نام زندہ رکھنے کے لئے بھی دے سکتی ہیں جہاں ان کے اپنے بچوں اور ان کی قوم کی بچیوں کے دلوں کو تعلیم قرآن سے روشن کرنے کا سامان ہوگا۔

میں کوشش کروں گا کہ یہ تحریک ڈاک کے ذریعہ ۱۵ جنوری تک

سب احباب کو روانہ ہو جائے اور میری یہ درخواست ہے کہ اس کے جواب کے لئے اگر ایک نیک تحریک اسے پڑھ کر دل میں پیدا ہو تو اس پر فوراً عمل کیا جائے۔ ۳۱ جنوری تک بہرحال مجھے اس کا جواب مل جانا چاہیئے فروری اور مارچ میں میرے سامنے اور بہت سا کام ہے۔

والسلام

محمد علی

[illegible] ۸ جنوری [illegible]

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح انوری بیگم صاحبہ بنت شیخ عبدالعزیز صاحب کا نکاح شیخ محمد برکت علی صاحب ایم۔ اے۔ ولد شیخ محمد مقبول صاحب حق مہر بعوض مبلغ ۴ ہزار روپیہ بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء بمقام دہلی ہوا۔ سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے۔ مولوی فاضل نے ایک موثر خطبہ پڑھا جس کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اپنی رضا کے ماتحت بابرکت کرے آمین۔ اسی سلسلہ میں شیخ محمد مقبول صاحب نے مبلغ پانچ روپے برائے اشاعت اسلام احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کو عطا فرمائے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

مولوی آفتاب الدین احمد صاحب کو دوسرا صدمہ اخبار کے پچھلے پرچہ میں ہم نے نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو درج کیا تھا کہ اخویم مکرم جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب کے والد محترم وفات پا گئے اور آج اس پرچہ میں ہم نہایت حزن و ملال کیساتھ اس خبر کو درج کرتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بھائی سبحان محمود صاحب جو جماعت احمدیہ میں شامل تھے اور نہایت ہونہار نیک اور صالح نوجوان تھے چند دن ہوئے وفات

ایک ضروری اعلان

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر منتظمین جلسہ ہر ممکن سعی کرتے ہیں کہ احباب جماعت کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائیں۔ پھر بھی کئی خامیاں رہ جاتی ہیں اور انتظامی نقائص سے دوستوں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے اس لئے تمام احباب جماعت سے جو ابھی ابھی جلسہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ تمام ایسے امور سے جو اصلاح طلب ہیں راقم الحروف کو اطلاع دیں اور ان کے ذہن میں اگر انتظام کو بہتر بنانے کی اور تجاویز ہوں تو ان سے بھی اطلاع دیں تاکہ آئندہ سال بعونہ تعالیٰ ان نقائص کو دور کیا جا سکے۔ اس معاملہ میں تمام احباب کی توجہ اور تعاون کی ضرورت ہے

والسلام۔ خاکسار مسعود بیگ۔ جنرل سیکرٹری

پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی صاحب مکرم کو ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ دوسرا صدمہ پہنچا ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں ان کے ساتھ اور ان کے خاندان کے جملہ لواحقین کے ساتھ گہری ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

مرزا محمد یعقوب صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول کو الوداعی دعوت اخویم مرزا محمد یعقوب صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور نے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے پیش کیا ہے اور انجمن نے انہیں بطور مبلغ کے لے لیا ہے کچھ عرصہ تبلیغی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ باقاعدہ طور پر تبلیغی میدان میں آ جائیں گے۔ مورخہ ۱۱ جنوری بروز جمعہ نماز عصر کے بعد اساتذہ مسلم ہائی سکول کی طرف سے انہیں ایک الوداعی دعوت دی گئی اس دعوت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صدرالدین صاحب۔ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ محترم مولانا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور، حضرت مولانا عزیز بخش صاحب اور محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری، اساتذہ سکول اور بعض دوسرے دوستوں نے شمولیت فرمائی۔ چائے نوشی کے بعد مولانا یعقوب خاں صاحب نے اپنی طرف سے اور اساتذہ سکول کی طرف سے مرزا صاحب کو الوداع کہی جس پر مرزا صاحب موصوف نے ان کا اور اساتذہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد دعا کی گئی اور مجلس تمام ہوئی۔ احباب سلسلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرزا صاحب مذکور کو ان کے اس نیک اقدام کو مبارک کرے اور انہیں اسلام اور سلسلہ کے لئے خدمات کی توفیق دے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ خطبہ)

وقت مقرر نہیں اس وقت سوچو جو کچھ تمہیں کرنا ہے۔

فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو میں نے دیکھا ہے کہ لوگ بعض وقت ان باتوں پر وقت ضائع کر دیتے ہیں کہ فلاں یہ کام نہیں کرتا اور فلاں یہ کام نہیں کرتا ان باتوں کو چھوڑ دو ان سے کوئی فائدہ نہیں۔ اگر کوئی غلط کار ہے تو تم اسے چھوڑ دو تم خود ہدایت اختیار کرو اور خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرو تم میں سے ہر ایک شخص جو اس وقت یہاں بیٹھا ہے وہ اپنا فرض سمجھے کہ وہ اپنی پوری قوت سے اس کام کو کرے گا۔ اس کام [illegible]

جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی مختصر روئداد

قسط نمبر ۳

مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا دوسرا اجلاس زیر صدارت حضرت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد دن کے دو بجے منعقد ہوا۔ مولوی محمد عالم صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی اور عزیزم لئیق احمد خلف محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے نظم پڑھی۔ سب سے پہلی تقریر جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام نے "گورونانک کی پوتھی صاحب" کے موضوع پر کی۔ آپ نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات تلاوت کرنے کے بعد فرمایا میرے مضمون کا عنوان ہے "گورونانک کی پوتھی" اس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی پوتھی ہے جس کو ہم بابا نانک صاحب کی پوتھی کہہ سکتے ہیں۔ موجودہ گرنتھ صاحب کے متعلق کوئی ایسی روایات نہیں جن سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ ان کی پوتھی ہے چنانچہ آج تک جو ریسرچ ہوئی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے شیخ صاحب موصوف نے مفصل بحث کرتے ہوئے ثابت کیا کہ موجودہ گرنتھ صاحب گورو نانک صاحب کی پوتھی نہیں بلکہ وہ پوتھی قرآن مجید ہے اور اس حقیقت کو سب سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام عصر حاضر نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس انکشاف نے دنیا کو ہلا دیا۔ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے بعد محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے "حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا افتراء ہے" کے موضوع پر نہایت مدلل تقریر فرمائی آپ نے فرمایا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو جماعتوں کے درمیان اختلاف ہے ایک جماعت یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا وہ اسی طرح کے نبی تھے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم تک انبیاء آتے رہے۔ دوسرا فریق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ آپ انبیاء کرام کے زمرہ کے فرد نہیں تھے بلکہ زمرۂ اولیاء کے ایک فرد تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور خود میاں محمود احمد صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کیا کہ حضرت اقدس واقعی زمرۂ اولیاء کے ہی فرد تھے، اور سب دلائل کو پیش کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں رکھا ہے۔ اور ۱۹۰۱ء کے بعد بھی آپ نے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں رکھا ہے اور جن عبارتوں سے اجتہاد کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے وہ آپ کے صریح ارشادات . . . . . کے بالکل خلاف ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ہمارے ان بھائیوں کو ہدایت عطا فرمائے یہ لوگ حضرت صاحب کے نام لیوا ہو کر غلط باتیں حضور کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور یہ باتیں حضرت صاحب کے لئے بہت بڑا دھبہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان تمام باتوں کو جو آپ پر بطور دھبہ کے کی جائیں گی ان کو مٹایا جائیگا اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ہم ان غلطیوں اور دھبوں کو دور کریں۔

محترم شیخ صاحب کی تقریر کے بعد دوسرا اجلاس ختم ہوا ——— نماز مغرب کے بعد زیر صدارت محترم جناب خانبہادر غلام ربانی صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ ضلع ہزارہ کی زیر صدارت تیسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس میں مکرم مولانا آفتاب الدین احمد صاحب اور اخویم مولوی عبدالصمد صاحب بی۔ اے مسلم مشنری اور محترم مسٹر نار فلیشیر صاحب نے انگریزی میں تقاریر فرمائیں، خاکسار مدیر پیغام صلح بیمار ہونے کی وجہ سے اس اجلاس کی کارروائی کو نوٹ نہیں کر سکا چنانچہ میری اس علالت کی وجہ سے ۲۶ر اور ۲۷ر دسمبر کی نصف روئداد اخویم شیخ انعام الحق صاحب نے قلمبند کی۔ اخویم مولوی عبدالصمد صاحب کی مفصل انگریزی تقریر ہمیں موصول ہو چکی ہے انشاء اللہ کسی آیندہ اشاعت میں اس تقریر کا ترجمہ قارئین پیغام صلح کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۴۵ء کا پہلا اجلاس

مورخہ ۲۶ر دسمبر جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت محترم خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب انچارج ڈاڈر سینی ٹوریم دس بجے صبح منعقد ہوا۔ قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور ان کے بعد مولوی عبدالمجید صاحب ٹیچر بدوملہی ہائی سکول نے بھی تلاوت قرآن مجید کی۔ تلاوت کے بعد مظفر خان صاحب کارکن انجمن نے نظم پڑھی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام نے "برادران وطن کو ایک پیغام ان کے بزرگوں کی زبانی" کے عنوان سے ایک موثر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا اس پیغام کو سننے کے لئے مجھے چند بنیادی امور پر بحث کرنا ہے جن کا اس پیغام سے گہرا تعلق ہے اس لئے میں مجبور ہوں کہ اس پیغام کو ان جزئیات کے ساتھ پیش کروں آج کل ہندوؤں اور مسلمانوں کے جو سیاسی تعلقات ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں بڑے سے بڑا ہندو اور چھوٹے سے چھوٹا ہندو اس وقت ایک ہی رنگ میں رنگین ہے کہ مسلمانوں کی زبان، کلچر اور تہذیب کو جس طرح بھی ہو سکے نقصان پہنچایا جائے۔ یہ سب حالات آپ کے سامنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس روش پر مجبور ہیں۔ ابھی آپ کو وہ واقعہ یاد ہوگا جب پنڈت جواہر لال نہرو یہ تقریریں کرتے پھرتے تھے کہ مسلمانوں کی اپنی کوئی تہذیب نہیں ان کا کوئی کلچر نہیں حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی آمد سے ان لنگوٹی پوشوں کو اعلیٰ لباس پہننے کا سلیقہ آیا اور کیلے کے پتوں پر کھانے والوں نے اعلیٰ ظروف میں کھانا سیکھا۔ ان لوگوں کو لباس ہم نے دیا ان کو کھانا ہم نے سکھایا ان کو کلچر ہم نے دیا اور آج یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی کلچر نہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے تو اسے خدا کو بھی جواب دے رکھا ہے جس شخص کو اپنا خالق نظر نہیں آتا اگر وہ شخص مسلمانوں کے کلچر سے انکار کرے تو وہ یقیناً معذور ہے۔ اسی طرح مسلمانوں اور ہندوؤں کی ایک مشترکہ زبان اردو ہے جو ان دونوں قوموں کے اندر ایک اعلیٰ درجہ کی تفہیم پیدا کئے ہوتے ہے اور جو بالکل فطرتی ارتقائی نتیجہ ہے اسکو بھی مٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے بعد آپ نے پاکستان کے قیام پر بعض اعتراضات کے نہایت معقول جوابات دیئے لیکن افسوس ہے کہ وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے آپ کی یہ دلچسپ اور موثر تقریر نامکمل رہی۔

مرزا صاحب موصوف کے بعد جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی۔ اے۔ مولوی فاضل نے "کمیونزم اور اسلام" کے موضوع پر تقریر کی سید صاحب کی تقریر کا ملخص درج ذیل ہے:۔

"کمیونزم اور اسلام کے متعلق بحث کرتے ہوئے کمیونزم کی ابتداء اور اس کے عروج کا بیان اس موقعہ کے لئے موزوں نہیں۔ میں نہایت اہم امور کو پیش کروں گا میں اس مختصر سے وقفہ میں کمیونزم اور اسلام کے معاشی نظام کو پیش کروں گا۔ کمیونزم کا مقصد جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کا ہر فرد حق دار ہے کہ اسکو اس کی ضروریات بہم پہنچائی جائیں اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ ہر شخص کو اس کی طاقت کے مطابق کام دے۔ ایسے نظام میں سارے افراد کی کمائی حکومت کے قبضہ میں آتی ہے خواہ کسی کی کمائی زیادہ ہو یا کم ہو وہ حکومت کے قبضہ میں جائے گی اور ہر شخص کی ضروریات کو پورا کرنا حکومت کا فرض ہوگا۔ اس تحریک کا سیاسی نقطہ نگاہ یہ ہے کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم کی جائے۔ جب ایک مسلمان اس نظام کو دیکھتا ہے تو اس نظام کو دیکھکر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے کیونکہ مساوات اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے لیکن اسلام کے مقاصد نہایت اعلیٰ ہیں اور کمیونزم کے مقاصد ان مقاصد کے سامنے ہیچ ہیں۔ کمیونزم میں وہ نقائص موجود ہیں کہ جن کے پیش نظر نہایت وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اس نظام کو روس میں قائم کیا گیا ہے اور تسلیم کیا گیا ہے کہ اس نظام میں کمزوریاں ہیں جن کو رفتہ رفتہ دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ روس میں جب اس کا تجربہ کیا گیا اور سب کی ضروریات یکساں طور پر پوری کی گئیں تو اس سے افراد کی قوت عمل کمزور پڑ گئی اس نقص کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھوں نے یہ کہا کہ سب کی ضروریات پوری کی جائیں گی اور جو لوگ زیادہ تندہی سے اور عقلمندی سے کام کریں گے ان کو زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی یہ نظام ابھی ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ ابھی اس میں بہت نقائص اور خامیاں ہیں چنانچہ خود کمیونسٹ ان نقائص کے معترف ہیں"، سید صاحب نے اس نظام کی خامیوں کی وضاحت کی اور اس کے بعد کہا ۔ ۔ کہ اسلام انسانوں کی صحیح طور پر رہنمائی کرتا ہے کیونکہ اسلام کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی نظام قائم نہیں ہو سکتا جب تک اس کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر نہ ہو، اسلامی نقطہ نگاہ سے انسان خدا کی خلیفہ ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے، وہ انسانوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے سب انسانوں کو مساوی جدوجہد کا موقعہ ملنا چاہئیے دولت پیدا کرنے کا جذبہ انسانوں کی فطرت میں ہے لیکن دولت پیدا کرنے کے بعد اس کا استعمال بھی صحیح رنگ میں کیا جائے، اس کے بعد آپ نے اسلام کے معاشی نقطہ نگاہ کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور کمیونزم کے معاشی نظام پر اس کی برتری کو ثابت کیا فرمایا اسلام ایک ایسا نظام پیش کرتا ہے جو انسانی فطرت کے سب تقاضوں کو پورا کر سکتا اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

سید اختر حسین صاحب گیلانی کی تقریر کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بعد تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں چند باتیں اس انقلاب کی آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں جو انقلاب حضرت نبی کریم صلعم نے دنیا میں پیدا کیا آج سے تیرہ سو سال پہلے عرب کے ایک گوشے میں ایک امی انسان نے ...

بڑے ہو گئے اور تعجب ہے کہ آج کی سائنٹفک دنیا ان دعووں کو دیکھ کر قرآن کے کمالات کی معترف ہے۔ دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا حل قرآن مجید نہیں کرتا۔ ہم نے قرآن مجید کو دنیا کے سائنسدانوں کے سامنے پیش کر کے دیکھا ہے۔ اسلام اپنی برتری اور فوقیت ان سے منوا لیتا ہے۔ اسلام نے قبائلی اور نسلی امتیازات کو مٹا کر انسانوں کو متحد کیا۔ بے شمار چیزیں آنحضرت صلعم کے سامنے تھیں جن کی اصلاح کے لئے آپ مبعوث ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ "میں خدا کی طرف سے تمام اقوام عالم کے لئے رسول ہوں۔ لہٰذا تمام دنیا کے لوگو ایک خدا کی پرستش کرو جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا اور سب کو [illegible] تو [illegible] اور زندگی کے سامان مہیا کئے سب قوموں کے لئے درحقیقت ایک ہی قانون ہے۔ جو بھی اچھے عمل کرے گا اس کو جزا ملیگی اور جو برے عمل کرے گا اسے سزا ملے گی یہ سب سے بڑا قانون ہے جو آنحضرت صلعم نے تمام دنیا کو دیا اور فرمایا کہ اگر میں قانون الٰہی کو توڑوں تو میرے لئے بھی عذاب ہے اور اگر میری بیٹی چوری کرے تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا ساری دنیا کے لئے ایک قانون ہے اور اس قانون کے سامنے سب لوگ مساوی ہیں چنانچہ آنحضرت صلعم نے اس شریعت اور قانون کے مطابق ایک حکومت قائم کی اور مساوات کے اصول کو عملی طور پر دنیا میں قائم کیا آپ کے بعد حضرت مولانا نے حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کی عہد خلافت کے واقعات کو بھی پیش فرما کر ثابت کیا کہ اسلامی قانون کے سامنے انسان برابر ہیں اسلامی قانون سب انسانوں کو ایک مقام دیتا ہے اور سب کا بحیثیت انسان کے ایک طرح سے احترام کرتا ہے۔ اسلام نے اس مساوات کے ساتھ ایک ایسا معاشی نظام قائم کیا جس سے قوم کے تمام افراد مستفید ہوتے ہیں اسلام کا معاشی نظام دنیا کا بہترین معاشی نظام ہے۔ آنحضرت صلعم نے حکومت میں مشورہ کو ضروری قرار دیا ہے اور مشورہ کی بہت قدردانی کی ہے اور کبھی مشورہ طلب کرتے ہوئے آپ جھنجھلائے نہیں کس قدر عظیم الشان انسان ہے کہ لوگ مشورہ دیتے ہیں اور وہ ان کے مشورہ کو رد نہیں کرتا آج کا یہ قانون ہے

بادشاہ کوئی گناہ نہیں کر سکتا لیکن آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر میں بھی گناہ کروں تو مجھے بھی سزا ملے گی آنحضرت صلعم نے مشورہ میں بھی مساوات کو قائم رکھا ہے آنحضرت صلعم نے دنیا میں جو مساوات قائم کی اس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ اس کے بعد حضرت مولانا نے آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ سے متعدد واقعات پیش کر کے ثابت فرمایا کہ اسلام نے تہذیب کلچر اور انسانیت کو

انتہا تک پہنچایا جس سے حضور نے دنیا کی تاریخ میں ایک بنیادی انقلاب پیدا کر دیا۔ اور زندگی سے متعلق اس انقلابی نقطۂ نگاہ کی آج دنیا کو ضرورت ہے جس سے دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل ہو سکتا ہے۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کے پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

۲۶ دسمبر ۱۹۶۵ء

دوسرا اجلاس

زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب بی اے ریٹائرڈ رئیس اعظم لائلپور دو بجے دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ اس کارروائی کا آغاز قاری حافظ محمد یوسف صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد جناب چوہدری سلطان علی صاحب پنشنر رئیس اعظم بدوملہی ضلع سیالکوٹ نے اپنی نظم [illegible] اپنے مخصوص انداز میں سنائی۔ اس نظم میں قادیانی غلو کو اچھے پیرائے میں بیان کیا گیا تھا۔ . . . .

. . . .

نظم کے بعد جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے "تحریک احمدیت آج سے پچاس سال بعد" کے عنوان سے ایک نہایت دلنشین موثر اور مدلل تقریر فرمائی۔ جس میں اقتباسات دلائل اور مختلف مفکرین کی آراء کو پیش کرنے کے بعد بتایا کہ تحریک احمدیت کا مستقبل اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت امید افزا اور شاندار ہے۔ فاضل مقرر نے کہا کہ جہاں تک احمدیوں کے اعتقادات اور ایمان کا سوال ہے ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس تحریک کے لئے نہایت شاندار مستقبل مقدر ہے۔ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ بادشاہ ہمارے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے یہ وقت شاید ابھی دیر سے آئے لیکن پچاس سال بعد اس تحریک کا جو مستقبل ہوگا اس کے متعلق میں اپنے خیالات پیش کرتا ہوں۔ اسلام کے لئے کسی خاص دور میں غلبہ مقدر نہیں ہے بلکہ ہر ایک دور میں اسلام کے لئے غلبہ مقدر ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا اور سارے زمانوں کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں۔ قرآن بھی ساری دنیا اور سارے زمانوں کے لئے ہے لہٰذا عالمگیر مذہب کا عالمگیر مبلغ ہونا چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام کی جو ترقی ہوئی وہ نہایت شاندار ہے۔ اس پر مؤرخ کو حیرانی ہے کہ اس قدر قلیل زمانہ میں اس قدر زبردست انقلاب کیسے ہو گیا ہے۔ آج کل دنیا کی حیثیت ایک ملک کی طرح ہو گئی ہے۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ کیفیت نہ تھی۔ اس زمانہ میں نشر و اشاعت کے ایسے وسائل

موجود تھے جیسے کہ آج موجود ہیں۔ موجودہ زمانہ قرآن کریم کی اشاعت اور تعلیم کے لئے بدرجہ اتم موزوں ہے۔ اس کے بعد یاجوج ماجوج وغیرہ کے متعلق قرآنی پیشگوئیوں کا حوالہ دینے کے بعد فرمایا کہ اس وقت تحریک احمدیت ہی ایک ایسی تحریک ہے جو اسلام کی روشنی کی علمبردار ہے۔ سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ پہلے بیشک ایسا وقت تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل یورپ کسی طرح مذہب کی طرف نہیں آ سکیں گے۔ وہ مذہب کا نام سننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے لیکن اب حالات بہت کچھ بدل چکے ہیں۔ اب اہل یورپ کا رجحان مذہب کی طرف ہو چکا ہے۔ وہ اپنی مادی تہذیب اور اس کے نتائج سے تنگ آ کر مشکلات کے کسی روحانی حل کی تلاش میں ہیں۔ اس کے متعلق لائق مقرر نے متعدد مغربی مفکرین اور ذمہ دار حضرات کے مضامین پڑھ کر سنائے جن میں سے مشہور امریکن جنرل میک آرتھر کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ پیش کردہ اقتباسات سے ظاہر ہوتا تھا کہ اہل مغرب بالخصوص نوجوان [illegible] کسی کتابی مذہب کی تلاش میں نہیں ہیں نہ وہ ایسے مذہب سے مطمئن ہو سکتے ہیں بلکہ ان کو ایک زندہ خدا اور اس خدا کے ساتھ زندہ تعلق کی ضرورت ہے۔ یہ چیز صرف اسلام اور قرآن ہی پیش کرتا ہے اور وہی اہل مغرب کے اس مطالبہ کو پورا کر سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اسی کتاب قرآن کریم کو لے کر یورپ پہنچی ہے اور وہاں کے لوگوں کو بتلایا ہے کہ اسلام زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔ زندہ خدا موجود ہے اور وہ آج بھی اپنے برگزیدہ بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ان حالات میں صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ تحریک احمدیت نوائے وقت ہے۔ زمانہ کی مانگ اور آواز ہے۔

سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم اس بات سے متفق ہیں کہ موجودہ زمانہ میں بے نظیر تاریکی ہے۔ لیکن اس تاریکی کو صرف قرآن کریم کی روشنی دور کر سکتی ہے یہ تاریکی کسی شاعر کی شاعری سے دور ہو سکتی ہے نہ کسی فلسفی کی موشگافیوں اور خیالات سے اور تحریک احمدیت کا سارا زور اور طاقت قرآن کی اشاعت اس کو ساری دنیا بالخصوص یورپ و امریکہ میں پھیلانے پر صرف ہو رہا ہے اس لئے یقیناً تحریک احمدیت کے لئے ایک شاندار مستقبل ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تحریک احمدیت مسلمانوں کی اصلاحی تحریک تھی اس لحاظ سے بھی اس نے اسلامی ہندوستان میں ایک انقلاب پیدا کیا ہے۔ اسلامی ہندوستان کی موجودہ ذہین سنجیدہ تحریکات یعنی

(۱) علامہ اقبال کی تحریک

(۲) سیرت کی تحریک۔

(۳) علامہ مودودی کی تحریک

ان پر احمدیت کا گہرا اثر ہے۔ آج ان تحریکوں کے علمبردار زبان سے خواہ کچھ کہیں لیکن [illegible] مفکر اور محقق غور و فکر کے بعد اس نتیجہ [illegible] کہ ان تحریکوں نے تحریک احمدیت سے [illegible] کچھ لیا اور اس سے بے حد متاثر ہوئیں۔ [illegible] مسلمانوں کو جو پاکستان کی تحریک ملی [illegible] دراصل یہ بھی تحریک احمدیت کے اثر اور اس [illegible] عظیم الشان کام کا نتیجہ ہے مسلمانوں کو جو بھی تحریک احمدیت سے ملا ہے [illegible] صدی میں مسلمانوں کے اندر بہت زیادہ [illegible] کمتری پیدا ہو چکا تھا۔ وہ مختلف گروہوں اور فرقوں کے اندر تقسیم ہو چکے تھے [illegible] احمدیت ہی نے یہ خیال پیدا کیا کہ اسلام کے اندر کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اسی خیال ہی نے مسلمانوں کے اتحاد کی صورت پیدا کی اور وہ پاکستان کے مطالبہ پر آمادہ و مصر ہو گئے۔

آخر پر آپ نے فرمایا کہ تحریک احمدیت کا رخ مشرق سے بڑھ کر مغرب کی طرف [illegible] پہلے زمانہ میں مشرق علوم و زندگی کا گہوارہ تھا [illegible] آج مغرب علوم و زندگی کا گہوارہ [illegible] احمدیت نے اس مرکز میں اثر پیدا کیا [illegible] اور اس پر گہرا نقش قائم کیا ہے آپ نے [illegible] افسوس ظاہر کیا کہ ہماری بہت سی طاقت [illegible] آویزش پر ضائع ہو رہی ہے جس کی وجہ [illegible] اس بڑے کام یعنی غلبۂ اسلام کے کام کو [illegible] پہنچ رہا ہے، اور کما حقہ اس کے لئے [illegible] نہیں کی جا سکتی ہے۔ قادیانی عقیدہ اور قادیانی غلو ہمارے کام میں بہت بڑی روک ثابت ہو رہا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ خلیج روز بروز وسیع ہو رہی ہے۔ اس خلیج کے بڑی وجہ [illegible] کا مسئلہ ہے۔ اس کے باوجود میں پرامید ہوں اس سلسلہ میں بڑے سعید لوگ آ رہے ہیں [illegible] سمجھتا ہوں بالآخر ہمارے قادیانی دوستوں کو سمجھ آ جائے گی اور وہ اس غلط عقیدہ [illegible] مسلمانوں کی تکفیر سے باز آ جائیں گے [illegible] نے یہ بھی فرمایا کہ بہت سے نقائص [illegible] اہل مغرب میں اخلاقی جرأت موجود ہے [illegible] وہ کسی بات کو صحیح سمجھ لیتے ہیں تو [illegible] اور لوگوں کی رائے سے بے پرواہ ہو کر قبول کر لیتے ہیں۔

سالانہ رپورٹ

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کی تقریر کے بعد جناب مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن نے سالانہ رپورٹ سنائی جس میں انجمن کی گذشتہ سال کی کارگذاری [illegible] اور آمد و خرچ کو بیان کیا گیا تھا۔ سال زیر رپورٹ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کی زندگی میں ایک نہایت کامیاب سال رہا۔ یہ رپورٹ امید ہے علیحدہ شائع ہو جائے گی۔ اخبار میں بھی انشاء اللہ [illegible] گنجائش اس کا خلاصہ درج کیا جائے [illegible]

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible]

بعد ازاں حضرت امیر [illegible] نے ایک پر معارف اور [illegible]

فرمائی جس میں متعدد آیات قرآنی کی تفسیر بیان کرنے کے بعد نہایت موزوں دلنشین انداز میں موجودہ قومی ضروریات پر روشنی ڈالی اور ادارہ تعلیم قرآن کی تحریک پیش کی جس میں اکابر و احباب جماعت نے توقع سے زیادہ سرگرمی اور اخلاص سے حصہ لیا چند منٹ کے اندر قریباً ایک لاکھ کے وعدے ہو گئے۔ جس کی تفصیل قبل ازیں پیغام صلح میں درج ہو چکی ہے۔

یہ نظارہ بے حد ایمان افروز تھا جبکہ احباب اپنا مال پیش کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ پر معارف تقریر تمام و کمال نوٹ کر لی گئی ہے انشاء اللہ . . . . . . درج اخبار کی جائے گی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے بعد اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

احمدیہ کانفرنس

سشام کو آٹھ بجے کے بعد احمدیہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متعدد احباب نے مفید تجاویز پیش کیں اور ان پر بحث و تمحیص میں حصہ لیا

۲۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب لفٹننٹ کرنل ایم۔ ایچ رشید صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ممبر ٹریبونل لاہور صبح دس بجے کے قریب منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد بچوں نے چند نظمیں خوش الحانی سے سنائیں۔ بعد ازاں مولانا آفتاب الدین احمد صاحب بی اے سابق امام مسجد ووکنگ نے تحریک صدارت فرمائی اور صدر محترم کا تعارف کراتے ہوئے ان کے جذبۂ اسلامی اور خدمات اسلامی کو مختصر الفاظ میں بیان کیا۔ . . . . .

. . . .

اس کے بعد جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاڈر سینی ٹوریم نے "ہماری ذمہ داریاں" کے اہم موضوع پر ایک نہایت مفید، دلنشین اور سلجھی ہوئی تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایک پرانی بات ہی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ بات آپ سب کے دماغوں میں موجود ہے لیکن میری خواہش ہے کہ یہ بات آپ کے دماغوں سے آپ کے دلوں پر نازل ہو جائے۔ اس طرح ایک زبردست ولولہ پیدا ہو اور اس ولولہ سے ایک مضبوط قوت ارادی۔ انسان نے دنیا میں جس قدر بڑے بڑے کام کئے ہیں وہ سب قوت ارادی کے کرشمے ہیں۔ جس طرح انسان اور قومیں دنیا میں قوت ارادی سے مادی کارنامے کرتی ہیں اسی طرح وہ قوت ارادی کی بدولت روحانی دنیا میں بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے تحریک احمدیت کا پس منظر، حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی اور کارنامے اور حضرت صاحب کے زمانے میں جماعت کی جو حالت تھی اسکو نہایت مؤثر و دلنشین انداز میں بیان کیا اور کہا کہ فی الحقیقت وہ خدا نما زمانہ تھا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی عظیم الشان خدمات اسلامی اور مقام پر بھی سرسری روشنی ڈالی اور اختلافات جماعت کا ذکر اور اس کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعود کی وارث جماعت لاہور ہے اور اسی جماعت اور اس کے امیر نے اس کام کو انجام دیا اور دے رہے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کا مقصد تھا۔ سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دین کے لئے خرچ کرنے سے کوئی غریب نہیں ہوتا۔ حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ غور کر کے دیکھیں اور تلاش کریں کہ کتنے آدمی ایسے ہیں کہ جو مالدار ہونے کی حالت میں جماعت میں شریک ہوئے اور دین کے راستے میں خرچ کرنے کی وجہ سے غریب ہو گئے۔ یقیناً آپ ایک آدمی بھی ایسا نہیں ملے گا۔ اور ایسے بہت سے مل جائیں گے جو نادار کی حالت میں جماعت کے اندر شریک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج خوشحال اور متمول ہیں۔

آخر پر آپ نے کہا کہ ہمارا بحیثیت جماعت متقی ہونا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ اس مرحلہ پر آپ نے جماعت کے بزرگوں نوجوانوں، بچوں اور عورتوں سب کو مخاطب کر کے ان کے فرائض بتائے اور کہا کہ ہم سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے ہماری عبادت ایسی ہو جو احمدیوں کے شایان شان ہو، اسی طرح مالی قربانی اور باہمی اخوت بھی اعلیٰ درجے کی ہونی چاہیئے۔ باہمی اخوت کے بغیر قوم نہیں بنتی۔ ہمارے کارکنوں کو بھی اپنے دلوں کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا ان کی صفیں درست ہیں یا ان میں کوئی رخنہ ہے اگر کوئی رخنہ نظر آئے تو اسے دور کرنا چاہیئے۔ ہمارے کارکن ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں، نمونہ کا اعلیٰ اور بلند ہونا ضروری ہے۔ آخر پر آپ نے خواتین کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ عورتیں ہی آیندہ نسلوں کو بنانے اور بگاڑنے والی ہوتی ہیں اس لئے احمدی خواتین کے فرائض نہایت اہم ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی تقریر بہت اعلیٰ تھی جس سے سامعین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے۔

(باقی دارد)

یوم مسرت پر احمدیہ انجمن لاہور کی قرارداد

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجتماع مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ کی سو فیصدی کامیابی پر بارگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر بجا لاتا ہے اور مسلمانان ہند اور قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

یہ اجتماع تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ صوبائی انتخابات میں بھی اسی طرح مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنا کر اپنی یکجہتی اور وحدت ملی کا ثبوت دیں اور مخالفین پر ثابت کر دیں کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمایندہ جماعت ہے اور اسی کی قوت میں مسلمانوں کی قوت اور برتری کا راز مضمر ہے۔ واللہ المستعان"

بقیہ تاریخ اسلام

لڑائی کی شدت کے وقت جب تمام مجمع رسول اللہ صلعم کے پاس سے ہٹ گیا تھا تو یہ ثابت قدم رہے تھے۔

غزوۂ خندق میں لڑائی ختم ہونے کے بعد بھی مسلمان دس روز تک محصور رہے مشرکین شبخون کے ارادہ سے راتوں کو گشت لگاتے تھے۔ حضرت اسید نے دو صد آدمی لیکر خندق کی حفاظت کی۔

فتح مکہ میں رسول اللہ صلعم مہاجرین و انصار کے ساتھ تھے جن کا دستہ تمام لشکر کے پیچھے تھا اس میں حضرت اسید کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آنحضرت صلعم ان کے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان تھے۔

غزوۂ حنین میں قبیلۂ اوس کا جھنڈا ان کے پاس تھا

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد بیعت سقیفہ میں نہایت نمایاں حصہ لیا قبیلہ اوس سے کہا کہ خزرج سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنا کر سیادت عامہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اگر اس میں کامیاب ہو گئے تو تم پر ہمیشہ کے لئے تفوق حاصل کر لیں گے اور تم کو خلافت میں کبھی حصہ نہ دیں گے میرے خیال میں ابوبکر سے بیعت کر لینا بہتر ہے یہ مشورہ کر کے سب کو حکم دیا کہ حضرت ابوبکرؓ سے اٹھ کر بیعت کریں چنانچہ قبیلۂ اوس بیعت کے لئے اٹھا تو سعد بن عبادہ کا تمام زور و قوت ٹوٹ گئی

(تاریخ طبری)

سنہ ۲۰ھ میں آپ نے (حضرت اسیدؓ) نے وفات پائی جبکہ حضرت عمرؓ مسند خلافت پر تھے، آپ نے (حضرت عمرؓ) خود ان کے مکان سے جنازہ اٹھایا اور بقیع میں لا کر نماز پڑھائی۔ پھر وہیں دفن کیا۔

(از سیر انصار مؤلفہ مولوی سعید صاحب انصاری) (شیخ غلام قادر)

لائلپور میں قرآن کلاس

خدا کے فضل و کرم سے لائلپور میں ہر جمعرات کو عصر سے مغرب تک قرآن کریم کی ایک کلاس لگتی ہے۔ قرآن کریم کو ابتداء سے شروع کیا گیا ہے۔ ایک رکوع تلاوت کیا جاتا ہے اور اس پر متعدد مفسرین کی تفسیریں سنائی جاتی ہیں اور آخر پر خاکسار راقم الحروف کا درس ہوتا ہے۔ یہ کلاس اس وقت بحمداللہ دوسرے پارے میں جا رہی ہے۔ اس کلاس کی رونق دن بدن بڑھ رہی ہے اور شہر کے معززین خود مجھ سے خواہش ظاہر فرما رہے ہیں کہ انہیں بھی اس کلاس کا ممبر بنایا جائے۔ یہ کلاس باری باری ہر ایک کے گھر پر ہوتی ہے۔ اس وقت تک مندرجہ ذیل حضرات کے دولتکدہ پر یہ کلاس لگ چکی ہے۔

(۱) چودھری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر لائلپور۔
(۲) خواجہ غلام حسین صاحب ایڈووکیٹ
(۳) مہر محمد صادق صاحب۔ ایڈووکیٹ
(۴) خان بہادر عبدالحمید صاحب چیف انجینیر
(۵) میاں غلام شبیر صاحب ای۔ اے۔ سی
(۶) شیخ نور محمد صاحب ای۔ اے۔ سی
(۷) ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب انچارج سول ہسپتال۔
(۸) ڈاکٹر محمد نواز خاں صاحب۔
(۹) مسٹر عبدالحمید صاحب اختر۔ ایڈووکیٹ
(۱۰) خان صاحب احمد اسلام صاحب جنرل مینیجر دہلی کلاتھ ملز۔
(۱۱) سردار عبدالجبار خانصاحب تحصیلدار۔
(۱۲) مسٹر محمد ظفر صاحب۔ ایس ڈی۔ او۔
(۱۳) خلیفہ جلال الدین صاحب۔ آئی۔ ڈی۔ او
(۱۴) چودھری سردار محمد صاحب پروفیسر ایگریکلچرل کالج۔
(۱۵) چودھری سلطان علی صاحب پروفیسر ایگریکلچرل کالج۔
(۱۶) ڈاکٹر کے۔ اے رحمان صاحب پروفیسر ایگریکلچرل کالج
(۱۷) چودھری محمد افضل صاحب پروفیسر ایگریکلچرل کالج۔
(۱۸) آغا غیاث الدین صاحب پروفیسر ایگریکلچرل کالج۔
(۱۹) ملک امانت علی خاں صاحب پروفیسر ایگریکلچرل کالج۔
(۲۰) خانصاحب راجہ غلام رسول صاحب ایگزکٹو آفیسر
(۲۱) شیخ بشیر احمد صاحب مالک چیف بوٹ ہاؤس
(۲۲) الحاج شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب
(۲۳) الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب
(۲۴) الحاج شیخ میاں مسعود صاحب
(۲۵) شیخ میاں بشیر احمد صاحب کاٹن فلور ملز

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ کریم اس بابرکت کلاس کے ذریعہ مسلمانوں کو متحد فرما دے اور ہم سب کو قرآن کریم کے اصل منشاء کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام
طارق آباد۔ لائلپور۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

نمبر دو۔ ایل نمبر ۱۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود : ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار

ارگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد آصف بی۔ اے۔

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق۔

جلد نمبر ۳۴

لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۷ صفر ۱۳۶۵ھ۔ م۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۶ء

نمبر ۷

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا۔

۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔

۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے

۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت سے

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

حق کو ہر ایک شخص اپنی استعداد کے مطابق لیتا ہے

اسلام کی پہلی تین عظیم الشان صدیاں

اٹھارویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کا زوال اور قوت عمل کا فقدان

حضرت مرزا صاحب نے جو انقلاب پیدا کیا اسکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا

سو آدمی تبلیغ کے لئے نکل آئے

اس کام کو ایک قاعدہ اور ضابطہ کے مطابق کیا جائے گا

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء

انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا .... (الرعد)

قدرت کے ایک نظارہ کی مثال آیت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں ایک بظاہر معمولی سا ظاہری نظارہ بیان فرمایا ہے۔ پانی اوپر سے برستا ہے تو نالے اپنے اپنے اندازے کے مطابق بہ نکلتے ہیں لیکن اس ظاہری نظارے کے ذکر کے ساتھ آگے فرماتا ہے۔ کذالک یضرب اللہ الحق والباطل یہ اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی ...... باطل کی مناسبت سے ذکر کیا ہے جھاگ کا اور حق کے مقابل پر ذکر کیا ہے پانی کا اور یہ بھی فرمایا فاما الزبد فیذھب جفاءً سو جھاگ تو رائیگان جاتا ہے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض اور وہ پانی جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے زمین میں ٹھہرا رہتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ قرآنی کا منشاء صرف اس قدر نہیں کہ قدرت کے ایک نظارے کا ذکر کیا جائے کہ بادلوں سے پانی برستا ہے اور اس پانی کے ساتھ اپنے اپنے

اندازے کے مطابق نالے بہ نکلتے ہیں بلکہ اس کے اندر حقیقتاً بیان کرنا مقصود ہے اس بات کا کہ جس طرح اس ظاہری نظارے میں آسمان سے اترنے والا پانی ایک ہی ہوتا ہے اور سب کے لئے یکساں برستا ہے لیکن نالے اپنے اپنے اندازے کے مطابق اس پانی کو لے لیتے ہیں اور لینے والی چیز کے اندازے کے مطابق پانی اس کے اندر آ جاتا ہے اسی طرح آسمان سے حق نازل ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی چیز ہے مگر ہر ایک شخص اپنی استعداد اور وسعت کے مطابق اسکو لیتا ہے

صحابہؓ کا کمال جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآنی وحی کی صورت میں حق کو نازل فرمایا اس کو محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ نے اس کمال کے ساتھ اپنے اندر لیا کہ دنیا کی تاریخ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ جس کو آج بھی ایک مخالف دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے کہ اس انقلاب کی دوسری نظیر نظر نہیں آتی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہی قرآن آج بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے لیکن اس کے اندر وہ اثر نظر نہیں آتا جو اس وقت نظر آیا جب صحابہ کے ہاتھ میں یہی قرآن آیا۔

یہ چیز سب کے لئے یکساں ہے اس بات کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل فرمائے ہیں کہ اس چیز میں کوئی فرق نہیں وہ سب کے لئے ایک ہے لیکن لینے والوں میں فرق ہے جتنا کوئی چاہتا ہے اس میں سے لیتا ہے اگر وہ پانی کو فراخی کے ساتھ لیتا ہے تو بڑا دریا بن جاتا ہے اور اگر نہیں لیتا تو وہ ایک خشک چٹان رہ جاتا ہے

اسلام کی پہلی تین صدیاں یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس کو آج بھی بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے۔ ایک انگریز مصنف اس کے متعلق لکھتا ہے کہ اسلام کی تین صدیوں تک یہ حالت نظر آتی ہے کہ دنیا کا وہ حصہ جس کو ان ایام میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب کہا جا سکتا ہے وہ اسلام کی مملکت تھی بعینہ یہی بات ہمارے نبی کریم صلعم کے منہ سے نکلی۔ آپ نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ...... بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ جو مجھ سے ملیں پھر وہ جو ان سے ملیں یہاں قرن سے مراد صدی ہے یعنی آنحضرت صلعم کے بعد تین صدیوں تک بہترین زمانہ ہے واقعی تاریخ میں بھی ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ یہ تین صدیاں اسلام کا بہترین زمانہ ہے۔ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جھوٹ پھیل جائے گا اور ایک ٹیڑھا گروہ پیدا ہو جائیگا۔

اٹھارویں صدی عیسوی اور مسلمان اسی بات کو مورخ بھی لکھتا ہے کہ تین صدیوں کے بعد اسلام کی حالت بدلی ہوئی نظر آتی ہے یہاں تک اٹھارویں صدی عیسوی میں آکر مسلمان پست ترین قوم نظر آتے ہیں وہ اس لئے پست ترین قوم نظر نہیں آتے کہ انکی بادشاہت نہیں رہی بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس اسلام باقی نہیں رہا اور جمود اسلامی دنیا میں طاری ہو گئی۔

مسلمانوں نے فقہ کو اپنا رہنما بنا لیا اگر تاریخ ... معلوم ہوگا کہ تین صدیوں تک ... مسلمانوں کا رہنما رہا اور ... ضروریات زمانہ نے فقہ کی بھی ... چاہیئے تھا کیونکہ ... نئے حالات کے مطابق ... ان کا حل آئمہ کرام نے ... سے کیا لیکن اب مسلمانوں ... کے بجائے قرآن اور ... بتانے کے انکوں ... خدا کے آنا ... حاصل کرنا چھوڑ دیا خادم ... مخدوم کو چھوڑ دیا۔

یدبر الامر کا زمانہ ... اس حدیث میں تین صدیوں کا ذکر ... اسی طرح قرآن میں بھی ... یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ... کی تدبیر آسمان سے زمین کی طرف ... ہے پھر وہ اس کی طرف ... ایک دن میں جس کا اندازہ ایک ہزار ... ہے اس سے جو تم گنتے ہو ... کا زمانہ یہی تین سو سال کا ... حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ... بعد تین قرن اعلیٰ درجے کے ... نبی کریم صلعم نے اپنے قرن کو ... قرار دیا ہے اور اس کے بعد ... حالت سے گرتے چلے جائیں گے ... نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کی ترقی ... ایک ہزار سال کا زمانہ اس ... متعین فرمایا ہے تو اسلام ... قرآن تو وہی حکم رکھتا ہے ... کے وقت رکھتا تھا ... لیکن یہ صرف لینے والوں ... کہ وہ اسے لیتے ہیں ...

[illegible] الیکٹرک پریس۔ لاہور ... باہتمام ... چھپوا کر ... دفتر پیغام صلح ... سے شائع کیا

اس زمانہ میں ایک مجدد کی بعثت

ہمارے اس زمانہ میں جو اللہ تعالیٰ نے ایک مجدد کو مبعوث فرمایا اور اس مجدد نے دوبارہ چھوٹے پیمانے پر اس زندگی کو اپنی جماعت میں پیدا کر دیا جیسے حضرت نبی کریمؐ نے وسیع پیمانہ پر اپنے زمانہ میں پیدا کیا تھا یہ دونوں زمانے یکساں نہیں مگر ان کا رنگ ایک ہی ہے وہ بڑا زبردست انقلاب تھا اور یہ اس کے مقابلہ پر چھوٹا سا انقلاب ہے اور اس انقلاب میں اتنے پہلو موجود نہیں جتنے کہ اس زمانہ میں پیدا ہوئے یہ مجدد دور ہے۔

دونوں باتوں کا فیصلہ

یہاں دونوں باتوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے ان لوگوں کا بھی جو غلو کرتے ہیں اور مجدد کو نبی کا مرتبہ دیتے ہیں اور ان لوگوں کا بھی جو اس مجدد کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ بلاشبہ حضرت مرزا صاحب نے ایک انقلاب پیدا کیا لیکن ذرا غور کر کے دیکھ لیجئے اگر ہم یہ کہیں گے محمد رسول اللہ صلعم دنیا میں دوبارہ پیدا ہو گئے اور نبوت کا زمانہ دوبارہ آ گیا تو یہ ایک مجاز کے رنگ میں ہوگا لیکن اگر اس مجاز کو حقیقت پر محمول کریں تو یہی غلو بن جائیگا اور لازمی طور پر یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ آیا وہی انقلاب حضرت مرزا صاحب نے بھی دنیا میں پیدا کیا جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کیا تھا ایسا ماننا در حقیقت نبوت کی حقیقت کو گرانا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ بادشاہ تھا اور یہ فلاں ہے وہ استاد تھا اور یہ شاگرد ہے وہ نبی تھا یہ مجدد ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہوگا ورنہ اگر اس امتیاز کو قائم نہ رکھیں گے تو آج اگرچہ چند لوگ پیر پرستی کی بیماری میں مبتلا ہو کر اس بات کو کہتے بھی چلے جائیں تو کل کو واقعات کے رنگ میں دنیا کو کیا دکھلائیں گے واقعات کی شہادت اصل شہادت ہوتی ہے اور واقعات کی منطق اصل منطق ہوتی ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلعم سے اختلاف کے باوجود عیسائی مورخین آنحضرت صلعم کی کامیابی کے معترف ہیں لیکن امام وقت کو مجددیت سے اٹھا کر ان کو نبوت کا درجہ دینے والے واقعات کو نظر انداز کرتے ہیں محمد رسول اللہ صلعم کے بعد نبی وہی ہو سکتا ہے جو ایسا ہی بڑا انقلاب دنیا میں پیدا کر کے دکھائے مگر نہ وہ انقلاب پھر پیدا ہو سکتا ہے نہ آپؐ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے اور وہ مسلمان بھی جنہوں نے حضرت امام وقت کو نہیں پہچانا وہ بھی واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں واقعات کو نظر انداز کر دینا در حقیقت آنکھوں کو بند کر دینا ہے۔

جماعت قادیان کا بڑا نقص

مجھے جو سب سے بڑا نقص اس جماعت میں نظر آتا ہے جنہوں نے غلو کی راہ اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے اندر انتہا درجہ کی تنگدلی پیدا ہو گئی ہے وہ فراخدلی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کی تھی وہ آپ کو اب قادیان میں نظر نہیں آئے گی۔ ان لوگوں کو دلائل اور واقعات سے کوئی واسطہ نہیں رہا بلکہ چند باتیں ہیں جن کو پیری مریدی کے رنگ میں مانتے چلے جاتے ہیں خوب یاد رکھو یہ باتیں زیادہ دیر تک نہیں چل سکتیں۔

حضرت مرزا صاحب کی عظمت

حقیقت یہ ہے کہ ایک مجدد آیا اور اس نے وہی انقلاب پیدا کر کے دکھایا جیسا انقلاب اس سے پہلے مجددین پیدا کرتے رہے ہیں یہ انقلاب اسی نوعیت کا ہے لیکن ان سے بڑھ کر ہے یوں واقعات کے رنگ میں حضرت مرزا صاحب کی عظمت دوسرے مجددوں پر قائم ہو جاتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی مجددیت کے لحاظ سے یہ شخص ان مجددین سے بڑا ہے لیکن اگر نبوت کے رنگ میں حضرت مرزا صاحب کو پیش کیا جاوے گا تو خوب [illegible] رکھو کہ اتنا بڑا انقلاب اب کوئی شخص پیدا نہیں کر سکتا اور نہ نبوت کا سلسلہ اب دنیا میں چل رہا ہے۔ نبوت محمد رسول اللہ صلعم میں اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ اب اس میں نہ اور کسی کمال کے پیدا ہونے کی گنجائش ہے نہ کسی نبی کے آنے کی۔

حضرت مرزا صاحب کا پیدا کردہ انقلاب

اور نہ ہی وہ لوگ جنہوں نے اس انقلاب سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے دنیا میں پیدا کیا وہ زیادہ دیر تک اس انقلاب سے اپنی آنکھیں بند رکھ سکتے ہیں اور اس انقلاب کے متعلق جو حضرت مرزا صاحب نے پیدا کیا یہ صرف ہمارا دعوے ہی نہیں بلکہ جن مسلمانوں نے اس پر غور کیا ہے وہ بھی یہی رائے رکھتے ہیں وہ لوگ جو اس بات سے مایوس ہو چکے تھے اب اسلام دنیا میں غالب آ سکتا ہے ان کے اندر یہ قوت پیدا کر دی کہ نہ صرف ان کے اندر یہ ایمان پیدا ہو گیا کہ اسلام دنیا میں غالب آئیگا بلکہ انہوں نے وہ قدم اٹھایا جس سے اسلام کا غلبہ دنیا میں ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

ہندوستانی لوگوں میں کام کرنے کی قوت بہت کم ہے

لیکن اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ جتنا ہم اپنے دلوں کو فراخ کرتے چلے جائیں گے اسی قدر اس روحانی پانی کو اپنے اندر لے سکیں گے اس بات کی مزید وضاحت کے لئے یہ بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ہندوستان کے اندر لوگوں میں کام کرنے کی قوت بہت کم ہے جس شخص نے کبھی اپنے کام کے لئے مزدور لگائے ہیں وہ خود اس بات کو جانتا ہے کہ کام کرنے میں ہندوستانی لوگ کس قدر سست ہیں۔ میں ایک دفعہ وزیر آباد میں تھا ایک امریکن چمڑے کا کام دیکھنے کے لئے وہاں آیا اس کو شیخ نیاز احمد صاحب نے مدعو کیا باتوں باتوں میں کہا کہ آپ کے مزدوروں اور ہمارے ملک کے مزدوروں میں کوئی نسبت نظر نہیں آتی ہمارے ہاں کے مزدور پوری تندہی سے کام کرتے ہیں مگر یہاں کا مزدور وقت کو ٹالتا ہے واقعی ہمارے ہاں یہ عام ذہنیت ہے کہ لوگ کام کرنے کے لئے مستعدی ظاہر نہیں کرتے اور بہت لوگ اپنا قیمتی وقت بے نتیجہ شغلوں کے اندر ضائع کر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو کام پر نہیں لگاتے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔

جماعت میں کام کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش

ایک مدت سے ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح جماعت کے اندر کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے اور اس کے لئے کوئی بھاری مطالبہ بھی نہیں کیا گیا ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ لوگ اپنی معاش کے فکر کو چھوڑ دیں بلکہ مطالبہ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ بیشک معاش کی فکر کیجئے اپنے آرام کی فکر کیجئے مگر ان سب فکروں کے بعد آپ کے پاس کچھ نہ کچھ وقت بچ جاتا ہے جو ضائع ہو جاتا ہے اور جو مفید کام پر نہیں لگتا اگر آپ اس مفید وقت کو مفید کام پر لگا دیں تو آپ بھاری فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

سو آدمی تبلیغ کے لئے نکل آئیں

میں نے اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خواہش ظاہر کی تھی اور وہ صرف دعوے کے رنگ میں نہ تھی، میری غرض یہ تھی کہ ہماری جماعت میں کچھ لوگ پیدا ہو جائیں اور ان کے پاس معاش کے بعد جو وقت بچتا ہے اسے کلیۃً تبلیغ پر صرف کر دیں میں نے مطالبہ کیا تھا کہ سو آدمی ایسے پیدا ہو جائیں جو اس کام کو مختلف جگہوں پر کریں اگر ہر جماعت میں ایسے آدمی پیدا ہوتے چلے جائیں گے تو یہ کام قوت پکڑتا چلا جائے گا میں دیکھتا ہوں کہ ہم میں سے بہت سے دوست اپنے وقت کو ضائع کرتے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو کام پر لگانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

مسلمانوں کو بیدار کرنے کیلئے پورا زور لگائیں

آج مسلمانوں کی آنکھیں بند ہیں وہ اس بات کو نہیں دیکھ سکتے کہ ایک شخص حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث کے مطابق مجدد ہونے کا دعوے کرتا ہے اور یہ حدیث اس قدر قوی ہے کہ امت نے عملی رنگ میں اسے قبول کیا پہلے بھی اس حدیث کے مطابق امت میں مجددین آتے رہے ہیں مگر آج مسلمان اس مجدد کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں میری سمجھ نہیں سکتی کہ ان لوگوں کو کس دلیل سے دکھایا جائے، انہوں نے عمداً اپنی آنکھوں کو بند کیا ہوا ہے اور حقیقت کو دیکھنا نہیں چاہتے یا یہ سوئے ہوئے ہیں بہرحال انہیں توجہ دلانا انہیں بیدار کرنا ہمارا فرض ہے اگر وہ اپنے فرض کو نہیں سمجھتے تو ہم بھی اپنے فرض کو نہیں سمجھتے کیا ہم نے انہیں جگانے کے لئے پورا زور لگایا ہے۔ یہی وجہ ہے جس کی طرف میں اپنے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ایک سو آدمی کچھ بھی چیز نہیں لیکن اگر ایک سال میں سو آدمی اس کام کے لئے کھڑا ہو جائے تو دوسرے سال دو چند ہو جائیں گے اس کام کے لئے لٹریچر کی ضرورت ہوگی اور ان سے اگر خط و کتابت کی ضرورت پیش آئے تو اس کے لئے خرچ بھی مہیا کرنا پڑے گا شاید یہ سب کچھ مرکز مہیا کر دیگا مگر کام کرنے والوں کو مزید وقت ضائع کئے بغیر کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

اپنی اولاد کو صحیح راستہ پر چلاؤ

ہر شخص اپنا حلقہ اثر رکھتا ہے اس کے دائرہ کے اندر کافی لوگ ہوتے ہیں جن تک وہ اس پیغام کو پہنچا سکتا ہے مگر وہ نہیں کرتا، بعض لوگ تو یہاں تک غفلت سے کام لیتے ہیں کہ اپنے بیوی بچوں کو بھی اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے بچے آزاد ہیں مگر میں ایسے لوگوں کو کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو تعلیم کیوں دلاتے ہو بچے تو خالی [illegible] تعلیم بھی حاصل نہیں کرتے اس معاملہ میں بھی انہیں آزاد کیوں نہیں رہنے دیتے افسوس ہے کہ یہ لوگ اتنے غافل ہیں کہ اپنی اولاد کو صحیح راستہ پر چلانے کی کوشش نہیں کرتے اور اس کام کے لئے اپنی قوت کو خرچ نہیں کرتے آخر ہم کس طرح پر اس ایمان پر قائم ہیں کہ یہ قرآن ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے جبکہ ہم اس نعمت سے اپنی اولاد کو، اپنی بیویوں کو، اپنے رشتہ داروں کو اور دوستوں کو، اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو محروم رکھتے ہیں، اپنے بچوں کو سمجھاؤ اپنے دوستوں سے ہمدردی کے رنگ میں کہو کہ اس چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟ ان کے سامنے اس صدی کے مجدد کو پیش کرنا چاہیئے اور انہیں مجدد کی جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دینی چاہیئے۔

اس کام کیلئے ہمت درکار ہے

یہ کام ہمت کو چاہتا ہے۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ ہمارے اندر اس کام کے لئے قوت عمل پیدا ہو جائے اور ہم پوری قوت کے ساتھ اس کام کو کریں انسان اپنے وقت کو ضائع کرتا چلا جاتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ وقت ضائع ہو رہا ہے حالانکہ چاہتا ہے کہ اس وقت کو اچھے کام پر لگا [illegible] اور کچھ نہیں تو قوت عمل ہی بڑھتی [illegible] لوگ ہیں جو اپنے وقت کو بیہودہ باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں اور اتنا نہیں [illegible]

(باقی بر صفحہ [illegible])

پیغامِ صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۶ صفر ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴

اغیار تیزگام

بائبل سوسائٹی ہند و لنکا کی رپورٹ — مسلمانوں کی عبرتناک غفلت

مسیحی رسالہ المائدہ نے دسمبر کی اشاعت میں بائبل سوسائٹی ہند و لنکا کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اس رپورٹ میں مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ مقابلہ کریں کہ اغیار کتنا تیزگام ہے اور تبلیغی میدان میں مسلمان کس قدر پیچھے ہیں رسالہ مذکور رقمطراز ہے:۔

"اس وقت ہمارے سامنے بائبل سوسائٹی ہند و لنکا کی رپورٹ ۱۸۰۴ء تا ۱۹۴۴ء ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس دوران میں کس کس صوبہ کی کس کس زبان میں صحیفہ ربانی کا ترجمہ ہو کر شائع ہوا۔ ۲۰ زبانیں جن میں پوری بائبل چھپی:۔

آسامی۔ بنگالی۔ گارو۔ خاصی۔ سنداری۔ نیپالی اوریا۔ سنتالی۔ سنسکرت (کلکتہ شاخ) گجراتی۔ مرہٹی۔ (بمبئی شاخ) ہندی (الہ آباد شاخ) کناری (بنگلور شاخ) کشمیری بخط فارسی۔ پشتو۔ اردو (لاہور شاخ) تیلگو۔ ملیالم۔ تامل (مدراس شاخ) سنہالی (لنکا شاخ) ۲۷ زبانیں جن میں پوری انجیل چھپی:۔

بنگالی۔ بورودی۔ خاصی بخط فارسی۔ لاکھر یا بارا۔ لوشائی مگاہی۔ منی پوری بخط بنگالی۔ منی پوری بخط دیوناگری۔ سکری ناگا (آؤ) (انگمی) ناگا (سیما) ناگا (لوتھا) ناگا۔ (تنگ کھول) سنتالی۔ تلجمری۔ نندڈا۔ کوکی تینی (کلکتہ شاخ) اڑیہ و دیوناگری (بمبئی شاخ) لنبدا یا ملتانی۔ پنجابی بخط فارسی۔ سندھی بخط عربی (لاہور شاخ) پالی بخط برمی (لنکا شاخ) تولو (مدراس شاخ)

اس کے علاوہ عہد قدیم کے ایک یا زائد صحائف کا ترجمہ اور عہد جدید کے ایک یا دو صحائف کا اسی زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہوا۔

ہند میں بائبل سوسائٹی کی شاخیں حسب ذیل سالوں میں جاری ہوئیں۔ کلکتہ ۱۸۱۱ء۔ لنکا ۱۸۱۲ء مدراس ۱۸۲۰ء۔ الہ آباد ۱۸۴۵ء۔ پنجاب ۱۸۶۳ء اور بنگلور ۱۸۷۵ء۔ بعض شاخوں کے کل اعداد فروخت نہیں مل سکے جس قدر دستیاب ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ گذشتہ ۱۴۰ برس میں ۵ کروڑ ۷۰ لاکھ ۹۴ ہزار ۷۲۹ صحیفے فروخت ہوئے جنکی تفصیل از قرار ذیل ہے:۔

الہ آباد	۹۹۷۳۵۱۶
بنگلور	۲۰۵۴۶۲۶
بمبئی	۸۸۳۱۷۲۴
کلکتہ	۱۱۱۳۹۱۶۴
لنکا	۲۹۴۵۱۹۵
لاہور	۴۹۷۹۳۹۹
مدراس	۱۷۱۷۱۱۰۵
میزان	۵۷۰۹۴۷۲۹

اگرچہ ۱۹۴۴ء میں بباعث جنگ کاغذ نہ مل سکا اور بہت ہی تھوڑی جلدیں چھاپی جا سکیں تو بھی فروخت نہایت حوصلہ افزا رہی۔ بائبل ۲۹۹۰۷۔ انجیل ۴۶۵۹۴۔ صحیفے ۸۹۱۱۳۲۔ میزان ۶۷۵۸۵ ۹۶

۱۸۰۵ء میں ولایت کی بائبل سوسائٹی نے ایک ہزار پونڈ گرانٹ دی۔ اور ہند میں ۱۶۰۰ پونڈ کی رقوم عطیات جمع کی گئیں اب ۱۴۰ سال بعد یعنی جنوری ۱۹۴۵ء سے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی بجائے ہند میں اسکا نام ہند و لنکا کی بائبل سوسائٹی ہو گیا ہے ولایت کی سوسائٹی اسے چند سال تک مالی امداد دیگی اور چند سال کے بعد دونوں کے معاہدہ پر نظرثانی ہوگی"

یہ ایک بائبل سوسائٹی کی تبلیغی روئداد ہے لیکن اسکے مقابلہ پر مسلمانوں کی حالت اسقدر افسوسناک ہے کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سب اقوام عالم کی ہدایت کیلئے نازل فرمایا اور اس میں تمام اقوام کی مشکلات کا حل موجود ہے لیکن اس دعویٰ کے پیش نظر دیکھا ان کی خدمت کو بھی دیکھئے کہ وہ کس قدر افسوسناک ہے بلکہ عبرتناک۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انیسویں صدی کے نصف تک مسلمانوں پر ایک جمود طاری تھا وہ اس قابل ہی نہیں تھے کہ تراجم قرآن اور تبلیغ اسلام کے مقدس فریضہ اور نصب العین کی طرف توجہ دے سکیں لیکن انیسویں صدی کے آخری ربع میں تمام عالم اسلامی میں بیداری کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور اس وقت سے لیکر بیسویں صدی کے نصف تک مسلمان بیدار ہی ہوتے چلے گئے اور ان کے اندر غیر معمولی ملی اور سیاسی شعور پیدا ہو گیا لیکن اس شعور کو حاصل کرنے کے بعد بھی وہ تقلید فرنگ سے ایک قدم آگے نہ بڑھا سکے اور انکے اندر یہ قوت نہ پیدا ہو سکی کہ وہ اپنی شاندار اسلامی روایات کو عصر حاضر کے لئے ایک تخلیقی قوت بنا سکیں۔ قرن اول کے مسلمانوں نے دنیا کی دور افتادہ اقوام تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام ایک زبردست ثقافتی اور عمرانی روبن گیا مگر بیسویں صدی کے مسلمانوں نے اس طرف مطلق توجہ نہ دی حالانکہ ان کے اس جہاد بالقرآن کے لئے فضا بالکل سازگار تھی انکی یہ غفلت بہت افسوسناک ہو جاتی ہے جب اسکا مقابلہ بائبل سوسائٹی کی مذکورہ بالا رپورٹ سے ہوتا ہے اس تقابل میں مسلمانوں کے لئے واقعی ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ غور کریں کہ اغیار کس قدر تیزگام ہے اور وہ کس قدر سست اور غافل ہیں۔

امتحان قرآن کریم

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

قرآن کریم کا امتحان جو نومبر ۱۹۴۵ء میں ہوا اس کے متعلق میں چند امور کی طرف احباب کو توجہ دلانے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

۱۔ کل امیدواروں کی تعداد جنہوں نے اپنے آپ کو امتحان کے لئے پیش کیا ۷۸ تھی مگر امتحان کے پرچے صرف پچاس کی طرف سے واپس آئے۔ اتنی جماعت میں اس قدر تعداد کا توجہ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جماعت کو کافی طور پر توجہ نہیں دلائی گئی۔ آئندہ اخبار میں بھی یہ تحریک کثرت سے ہوتی رہنی چاہیئے۔ جماعتوں میں جمعہ کے خطبات میں طور پر توجہ دلائی جائے۔ مبلغین اپنے اپنے علاقوں میں اس طرف توجہ دلائیں میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں اس امتحان میں ہائی سکولوں کی اوپر کی دو جماعتوں کے اور کالجوں کے کل طالب علم شامل نہ ہوں، جماعتوں کے سیکرٹری۔ خطبہ دینے والے اصحاب اور مبلغین خصوصیت سے توجہ کریں۔ ڈاڈر کی چھوٹی سی جماعت سے آٹھ شامل ہوتے ہیں۔ اور لائل پور، ایبٹ آباد، دہلی۔ [illegible] اور بعض بڑی بڑی جماعتوں میں سے ایک بھی شامل نہیں ہوا۔

۲۔ خواتین میں سے صرف چار امتحان میں شامل ہوئیں ہیں جو بہت ہی قلیل تعداد ہے [illegible] کی [illegible] خواتین اور سکولوں اور کالجوں کی طالبات خصوصیت سے توجہ کریں۔

۳۔ ممکن ہے بعض احباب کا یہ خیال ہو کہ انہیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ امتحان میں بیٹھیں، مگر امتحان [illegible] محض ایک بہانہ ہے۔ اس طرح قرآن کریم کے ایک حصہ پر گہری نظر سے غور کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔ اور شاید علم حاصل ہونے کے ساتھ عمل کی [illegible] توفیق مل جائے۔

۴۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ جن لوگوں نے امتحان میں شمولیت اختیار کی ہے انہوں نے اس کے لئے کافی محنت کی ہے۔ پچاس میں سے پاس ہونے والوں کی تعداد [illegible] ہے اور جو پاس ہوئے ہیں ان کا معیار بھی بہت بلند ہے۔ [illegible] چالیس فیصدی سے زیادہ ہے ۵۰ فیصدی یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں ۳۷ نے یعنی قریباً ۷۵ فیصدی یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔

۵۔ آئندہ کے لئے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا امتحان بجائے سال میں ایک بار لینے کے ہر تین ماہ کے بعد لیا جائے اور اس میں سال اول میں صرف قریباً ایک پارہ قرآن کریم کا ہو اس کے بعد بڑھا دیا جائیگا۔ اس لئے یہ امتحان آخر مارچ آخر جون آخر ستمبر اور ۱۵ دسمبر کو ہوں گے۔ آخر مارچ میں سورہ نساء کا امتحان ہوگا۔

۶۔ قرآن کریم کے علاوہ کچھ حصہ سیرت کا بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہنا ضروری ہے اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ مارچ کے امتحان میں سیرت کی چھوٹی کتاب "محمد مصطفیٰ" امتحان کا کورس منظور ہوگی اور آخر ستمبر میں سیرت خیر البشر کے متعلق سوالات ہوں گے۔

محمد علی

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مکرم دوست محمد خاں صاحب ایم اے بی ٹی ٹانڈہ اڑدمڑ سے تحریر فرماتے ہیں:۔ "میرا برادر خورد چودھری نیاز محمد خاں تقریباً چار ماہ سے سخت بیمار چلا آ رہا ہے اپریشن کے نتیجہ میں کمزوری انتہا کو پہنچ چکی ہے احباب سے التماس ہے کہ اس کی صحت یابی کے لئے التزاماً اور دل سے دعا کی جائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بھی دعا کی درخواست ہے"۔

. . . . . .

—— حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ اسلام ملتان چھاؤنی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ ۹ جنوری ۱۹۴۶ء کو بعارضہ تپ محرقہ بیمار رہ کر اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ میں حافظ عبدالرشید صاحب سے گہری ہمدردی ہے۔

احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

جناب بخشی عبدالرزاق صاحب وفات پا گئے

نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ہمیں خبر موصول ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مرید اور جماعت بنارس کے اولین [illegible] بزرگ بخشی عبدالرزاق صاحب ۱۶ جنوری کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ بخشی صاحب کی مغفرت فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے ہمیں اس صدمہ میں مکرم بخشی محمد خلیل الرحمان صاحب [illegible] اور دیگر لواحقین سے گہری ہمدردی ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

تاریخ اسلام

حضرت اُبی بن کعب

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

اس مضمون میں صحابہ رسول اللہ صلعم میں سے ـ جنہوں نے بلا واسطہ مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کیا اور اپنی فیض رساں فطرت کے تقاضا سے اس نور کی شعاعیں ہم پر ڈالیں حضرت ابی بن کعب کے مختصر حالات ہدیہ ناظرین ہیں:-

نام و نسب } ابی نام ۔ ابو المنذر و ابو طفیل کنیت۔ سید الانصار قبیلہ نجار (خزرج) کے خاندان معاویہ سے ہیں ۔ جو بنی حدیلہ کے نام سے مشہور تھا حدیلہ معاویہ کی ماں کا نام تھا جو جشم بن خزرج کی اولاد میں سے تھیں ۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔

ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار (مسند احمد)

والدہ کا نام صہیلہ تھا جو عدی بن نجار کے سلسلہ سے تعلق رکھتی تھیں حضرت ابو طلحہ کی حقیقی پھوپھی تھیں ۔ اس بنا پر حضرت ابو طلحہ رضہ اور حضرت ابی پھوپھی زاد بھائی تھے۔

ابو المنذر آنحضرت صلعم نے ان کی کنیت رکھی تھی اور ابو طفیل حضرت عمر رضہ نے آپ کے ابتدائی حالات بہت کم معلوم ہیں حضرت انس بن مالک کی زبانی اتنا معلوم ہے کہ اسلام سے پہلے مے نوشی ابی بن کعب کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی اور حضرت ابو طلحہ رضہ نے ندیموں کا جو حلقہ قائم کیا تھا آپ (ابی) اس کے ایک ضروری رکن تھے۔

مدینہ میں یہود کا کافی اقتدار تھا وہ اسلام سے پہلے تورات پڑھ چکے تھے اسی مذہبی واقفیت نے ان کو اسلام کی آواز کی طرف متوجہ کیا ہوگا ۔ چنانچہ مدینہ کے جن انصار نے دوسری دفعہ جاکر آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر عقبہ میں بیعت کی تھی ۔ ان میں حضرت ابی بن کعب بھی تھے اور یہی ان کے اسلام کی تاریخ ہے۔

مواخاۃ } ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار میں جو برادری و مواخاۃ قائم ہوئی تھی اس میں ان کی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کہ عشرہ مبشرہ میں تھے مواخاۃ ہوئی۔

غزوات } حضرت ابی عہد نبوت میں غزوۂ بدر سے لے کر طائف تک کے تمام غزوات میں شریک رہے ۔ آپ نے عہد رسالت سے لیکر خلافت عثمانی تک اہم مذہبی اور ملکی خدمات انجام دیں۔

سنہ ۱۱ھ میں آں حضرت صلعم نے انتقال فرمایا اور حضرت ابو بکر رضہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے ان کے عہد خلافت میں قرآن مجید کی ترتیب و تدوین کا اہم کام شروع ہوا ۔ صحابہ کی جو جماعت اس خدمت پر مامور کی گئی تھی حضرت ابی اس کے امیر تھے وہ قرآن شریف تلاوت فرماتے جاتے تھے اور دوسرے لوگ لفظ بلفظ لکھتے جاتے تھے ۔ چونکہ یہ جماعت ارباب علم پر مشتمل تھی جا بجا کسی کسی آیت پر مذاکرہ و مباحثہ ہوتا رہتا تھا ۔ جب سورۂ برأۃ کی یہ آیت ۔ ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون لکھی گئی تو لوگوں نے کہا یہ سب سے آخری نازل شدہ آیت ہے حضرت ابی نے کہا نہیں اس کے بعد دو آیتیں مجھ کو رسول اللہ صلعم نے اور پڑھائی تھیں سب سے آخری آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم ہے (مسند احمد)

حضرت ابو بکر رضہ کے بعد حضرت عمر رضہ ان کے جانشین ہوئے تو اپنے عہد خلافت میں کئی مفید باتوں کا اضافہ فرمایا جن میں ایک مجلس شوریٰ کا قیام بھی ہے یہ مجلس انصار و مہاجرین کے مقتدر اور صاحب الرائے لوگوں پر مشتمل تھی جن میں قبیلہ خزرج کی طرف سے حضرت ابی بن کعب بھی ممبر تھے (کنز العمال)

خلافت فاروقی میں حضرت ابی مدینہ منورہ میں بالاستقلال مقیم رہے زیادہ تر درس و تدریس سے کام لیتے رہتے تھے جب مجلس شوریٰ منعقد ہوتی یا کوئی اہم در پیش ہوتی تو حضرت عمر رضہ ان سے استصواب فرماتے تھے۔

حضرت ابی اگرچہ حضرت عمر رضہ کے عہد خلافت میں مسند افتا پر متمکن رہے لیکن انہیں حکومت کا کوئی منصب تفویض نہ ہوا ۔ ایک مرتبہ انھوں نے حضرت عمر رضہ سے پوچھا کہ آپ مجھے کسی جگہ عامل کیوں مقرر نہیں فرماتے تو انہوں نے (عمر رضہ نے) جواب دیا کہ میں آپ کے دین کو دنیا میں ملوث نہیں دیکھنا چاہتا ۔ (کنز العمال)

حضرت عمر رضہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں نماز تراویح کو باجماعت کیا تو حضرت ابی بن کعب کو امامت کے لئے منتخب فرمایا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ التراویح)

قریش اور انصار میں بارہ اشخاص تھے جن کو قرآن پر عبور تھا حضرت عثمان رضہ نے اپنے عہد خلافت میں ان لوگوں کو قرأت کے اختلاف کو مٹانے کا اہم کام تفویض فرمایا ۔ چنانچہ اس مجلس کے رئیس ابی بن کعب ہی قرار پائے ۔ قرآن کریم کے الفاظ حضرت ابی رضہ بولتے جاتے تھے اور زید رضہ لکھتے جاتے تھے آج قرآن مجید کے جس قدر نسخے ہیں حضرت ابی رضہ کی قرأت کے مطابق ہیں (کنز العمال)

اخلاق و عادات } مزاج میں تکلف تھا ۔ مکان میں گدے پر نشست رکھتے تھے غالباً دیوار میں آئینہ لگایا تھا اور کنگھی کرتے وقت اسی طرف بیٹھتے تھے ۔ ایام پیری میں اگرچہ سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے تاہم کنیز سر کے بال بناتی تھی ۔ مزاج تیز تھا اور جب غصہ آ جاتا تو پھر کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے ۔ چنانچہ حضرت عمر رضہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سُنا تو پوچھا تم نے یہ کس سے سیکھا اس نے حضرت ابی کا نام لیا ۔ حضرت عمر رضہ اس کو ساتھ لیکر ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس آیت کے متعلق استفسار کیا تو حضرت ابی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے دہن مبارک سے ایسا ہی سیکھا تھا حضرت حضرت عمر رضہ نے مزید تحقیق کے لئے پھر پوچھا کیا رسول اللہ صلعم کے منہ سے آپ نے سیکھا ہے جواب دیا جی ہاں حضرت عمر رضہ نے اس جملہ کو پھر دوہرایا تیسری مرتبہ حضرت ابی رضہ کو غصہ آ گیا بولے واللہ یہ آیت خدا نے جبریل پر نازل کی تھی اور جبریل نے قلب محمد پر نازل کی تھی اس میں خطاب اور اس کے بیٹے سے مشورہ نہیں لیا تھا حضرت عمر رضہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے گھر سے تکبیر کہتے ہوئے نکل گئے (کنز العمال) (ہمارے زمانہ کے علماء اور پیروں کو اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہیئے)

علم و فضل } حضرت ابی رضہ کی حیات مقدسہ کا ایک ایک لمحہ علم کے لئے وقف تھا لیکن اس وقت جب مدینہ میں مہاجرین اور انصار سے تجارت اور زراعت کا بازار گرم تھا آپ مسجد نبوی میں نبوت کے علمی جواہر سے اپنے علوم و فنون کی دوکان آراستہ کرتے تھے اور اس پر ان کو فخر تھا انصار میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا ۔ اور قرآن سمجھنے ۔ حفظ و قرأت میں مہاجرین اور انصار دونوں میں ان کو فوقیت حاصل تھی یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلعم ان سے قرآن مجید پڑھوا کر سنتے تھے۔

علوم اسلامیہ کے علاوہ کتب قدیمہ سے بھی پوری واقفیت تامہ رکھتے تھے تورات اور انجیل کی رموز دانی میں حبر کا رتبہ حاصل کیا تھا آنحضرت صلعم کے متعلق ان کتابوں میں جو بشارتیں مذکور ہیں وہ ان کو خاص طور پر معلوم تھیں ۔ اس علمی جلالت شان کی بنا پر حضرت فاروق اعظم رضہ ان کی تعظیم کرتے تھے ۔ ان سے ڈرتے اور خود ان کے گھر پر مسائل پوچھنے جاتے تھے ۔ حضرت عبداللہ بن عباس ان کی درسگاہ میں حاضری کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔

حضرت ابی کا فضل و کمال صرف خرمن نبوت کا خوشہ چین تھا ۔ انہوں نے حامل وحی سے اس قدر سیکھ لیا تھا کہ پھر کسی کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر رضہ کے سوا کوئی شخص نہ تھا جو آنحضرت صلعم کے بعد کسب علم سے بے نیاز رہا ہو ۔ ایک حضرت ابی رضہ کی علمی شخصیت تھی جو اس سے مستغنی تھی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اگرچہ مختلف علوم کے جامع تھے لیکن وہ خاص فن جن میں ان کو امامت اور اجتہاد کا منصب حاصل تھا یہ ہیں ۔ قرآن ۔ تفسیر شان نزول ۔ حدیث اور فقہ۔

قرآن کریم پر مجتہدانہ انداز سے غور کرتے تھے ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ مجھے نصیحت کیجئے فرمایا قرآن کو مشعل راہ بناؤ اس کے فیصلوں اور حکموں پر راضی رہو رسول اللہ صلعم نے یہ گرانقدر چیز تمہارے لئے چھوڑی ہے اس میں تمہارا تمہارے قبل والوں کا اور جو کچھ زمانہ مابعد میں ہوگا سب کا حل درج ہے:

(۱) قرآن مجید اسلام کا مکمل قانون ہے۔

(۲) مسلمانوں کا بہترین دستور العمل ہے۔

(۳) اس کے قصص و حکایات نتیجہ خیز ہیں۔

(۴) اس میں تمام قوموں کا نہایت کافی تذکرہ ہے۔

آپ کی قرآن کریم کے متعلق مذکورہ بالا رائے تھی غور کرو جو شخص ان حیثیتوں سے قرآن کریم دیکھتا تھا اس کی وسعت معلومات اور وقت نظر میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلعم کے مدینہ میں وارد ہونے کے بعد سب سے پہلے جس نے وحی لکھنے کا شرف حاصل کیا وہ حضرت ابی رضہ تھے۔

آپ نے رسول اللہ صلعم کی زندگی میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا اور آپ کو فن قرأت میں یہ کمال حاصل تھا کہ خود آنحضرت صلعم نے ان کی تعریف و توصیف کی تھی، یہاں تک کہ خود حامل وحی ان سے قرآن کا دورہ کرتے تھے چنانچہ جس سال آپ نے وفات پائی حضرت ابی رضہ کو قرآن سنایا اور فرمایا مجھ سے جبریل نے کہا تھا کہ ابی رضہ کو قرآن سنا دیجئے۔

فن تفسیر میں حضرت ابی رضہ کے اگرچہ متعدد شاگرد تھے لیکن بڑا حصہ ابو العالیہ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے ابو العالیہ کے تلمیذ ربیع بن انس تھے جن پر امام رازی کے سلسلۂ روایات کا اختتام ہے تمام

(باقی برصفحہ ۶)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حفاظت قرآن کیلئے مامور کی ضرورت

اب میرا یہ دعوےٰ کہ اس صدی پر میں تجدید دین کے لئے بھیجا گیا ہوں صاف ہے میں زور سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے اور اس پر ۲۲ برس سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا ہے، اس قدر عرصہ تک میری تائید کا ہونا یہ اللہ تعالےٰ کا الزام اور حجت ہے تم لوگوں پر۔ کیونکہ میں نے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے کہ میں فسادوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ حدیث اور قرآن کی بناء پر کیا ہے اب جو لوگ میری تکذیب کریں گے وہ میری نہیں اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کریں گے۔ ان کو کوئی حق تکذیب کا نہیں پہنچتا جب تک وہ میری جگہ دوسرا مصلح نہ پیش کر دیں کیونکہ زمانہ اور وقت بتاتا ہے کہ مصلح آنا چاہیئے کیونکہ ہر جگہ مفاسد پیدا ہو چکے ہیں، اور قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظت قرآن کے لئے مامور آیا کرتا ہے اور حدیث شریف کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجا جاتا ہے پھر ضرورتیں موجود ہیں اور یہ وعدے حفاظت اور تجدید دین کے الگ موجود ہیں ان ضرورتوں اور وعدوں کے مطابق آنے والے کی تکذیب کی صرف دو ہی صورتیں ہیں اوّل یہ کہ کوئی اور مصلح پیش کیا جاوے دوسرا یہ کہ ان وعدوں کی تکذیب کی جاوے۔

(الحکم جلد ۷ ۳)

حضرت پیغمبر عربی صلعم کا مقام اور مسیح موعود کا ظہور

میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اس نے آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا اور اس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اس نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ ان کو خدا بنا دیا اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا۔ اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اس کی عظمتیں معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے توحید کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ اس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں اگر میں بے دلیل یہ دعوےٰ کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اس کی نظیر نہیں تو انصاف اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔

(دعوت حق ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء)

(بقیہ از صفحہ ۲)

۲۵ سے اس تفسیر کی روایتیں ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے کثرت سے نقل کی ہیں حاکم نے مستدرک میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں بعض روایتوں کو درج کیا ہے۔

روایت حدیث میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ احتیاط سے کام لیتے تھے یا وجودیکہ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ بارگاہ نبوت میں گذرا ان کی روایات کی مجموعی تعداد ۱۶۴ ہے۔

نتیجہ امتحان قرآن کریم

درجہ اوّل

نمبر شمار	نام	نمبر
(۱)	میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۱۰۰
(۲)	محمد اصغر علی صاحب ڈاڈر سینٹوریم ضلع ہزارہ	۹۶
(۳)	شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	۹۰
(۴)	ماسٹر برکت علی صاحب ریاست کشمیر موضع سنکاری	۸۵
(۵)	عبد العزیز خاں صاحب ملتان	۸۴
(۶)	عبد الباقی صاحب لاچی ضلع کوہاٹ	۸۳
(۷)	محمد اسلم صاحب بی۔ اے سکنہ ہڈوطی حال لاہور	۸۱
(۸)	عبد العزیز صاحب ریلوے گارڈ مصری شاہ	۸۱
(۹)	سلمہ فاروقی صاحب بمبئی	۷۸
(۱۰)	معز اللہ خاں صاحب۔ عظیم کلہ	۷۹
(۱۱)	میاں عطاء اللہ صاحب میاں پنڈاں	۷۵
(۱۲)	قاضی عزیز احمد صاحب پنچگنی۔ پونا	۷۴
(۱۳)	اللہ دتہ شاہ صاحب پوہان ضلع جہلم	۷۳
(۱۴)	عبد العزیز صاحب صدیقی بہاول نگر	۶۹
(۱۵)	محمد داؤد صاحب پٹواری ڈاک خانہ ششکیاری ضلع ہزارہ	۶۸
(۱۶)	محمد اقبال صاحب کلرک دفتر انجمن	۵۹
(۱۷)	محمد دین صاحب۔ [illegible]	۵۷
(۱۸)	اللہ داد صاحب پنشنر صوبیدار سیالکوٹ۔ عمر ۷۲ سال	۵۴
(۱۹)	غلام مرتضےٰ بیگ صاحب۔ نارنگا ؤں	۵۲
(۲۰)	غلام ربانی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۵۰
(۲۱)	محمد بشیر صاحب۔ موضع ورک ضلع گورداسپور	[illegible]
(۲۲)	عبد اللہ سعید صاحب۔ ڈاڈر	[illegible]
(۲۳)	محمد احمد صاحب احمدی طالب علم جماعت دہم کرک ضلع بنوں	[illegible]

(درجہ دوم)

نمبر شمار	نام	نمبر
(۱)	محمد اشرف صابر صاحب بازار ڈبگری شہر پشاور	۳۵
(۲)	حامد فاروقی صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	۹۵
(۳)	حکیم غلام مرتضیٰ صاحب طبیہ کالج لاہور	۲۴
(۴)	ابن عبید اللہ صاحب شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیر آباد	۷۶
(۵)	شیخ یوسف احمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۸۸
(۶)	محمد یحییٰ صاحب بٹ احمدیہ بلڈنگس لاہور	۹۲
(۷)	احمد صادق صاحب کارکن دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	۹۰
(۸)	محمد حفیظ اللہ صاحب۔ کارکن	۹۵
(۹)	اختر مسعود صاحب۔ نہم گورنمنٹ ہائی سکول۔ ڈی۔ آئی۔ خاں	۴۵
(۱۰)	سید عالم شاہ صاحب اول مدرس مدرسہ چک نمبر ۲۷۷ ای بی	۴۶
(۱۱)	سجاد احمد صاحب صدیقی ولد عبد العزیز صاحب صدیقی بہاول نگر	۸۰
(۱۲)	عبید اللہ صاحب ولد مولوی عبد القادر صاحب مبلغ ڈیرہ غازی خاں	۵۵
(۱۳)	ملک خدا بخش صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ انہار۔ لدھیانہ	۹۷
(۱۴)	زوجہ سید عابد علی شاہ صاحب سیدہ ذکیہ خاتون	۴۹
(۱۵)	عبد الرؤف صاحب ولد مولوی محمد رمضان صاحب حلوائی منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات	۷۴
(۱۶)	شیخ غلام سبحانی صاحب کامران احمدیہ بلڈنگس لاہور	۴۵
(۱۷)	مشتاق حسین صاحب۔ ڈیرہ اسماعیل خاں	۳۵
(۱۸)	عبد الباری خاں صاحب عظیم کلہ بنوں	۹۸
(۱۹)	عزیز احمد صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	۹۲
(۲۰)	شیخ میاں عطاء اللہ صاحب میاں چنوں	۹۱
(۲۱)	زوجہ مولوی احمد گل صاحب	۴۰
(۲۲)	سید منور شاہ صاحب۔ ڈاڈر ضلع ہزارہ	۵۷
(۲۳)	گل زمان شاہ صاحب۔ ڈاڈر ضلع ہزارہ	۴۶
(۲۴)	عبد الحکیم صاحب جماعت ششم۔ ڈاڈر ضلع ہزارہ	۴۲
(۲۵)	سلطان محمود صاحب جماعت پنجم	۴۲
(۲۶)	زبیدہ سعید صاحبہ۔ ڈاڈر ضلع ہزارہ	۸۱

نوٹ:۔ یہ نام اور نمبر صرف ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے امتحان پاس کیا ہے۔

جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی مختصر روئداد

(قسط نمبر ۴)

ڈاکٹر صاحب موصوف کی تقریر کے بعد سلسلہ عالیہ کے قابل فخر مبلغ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی نے "فلسطین کا مسئلہ قرآن مجید اور بائبل کی روشنی میں" کے اہم موضوع پر ایک نہایت پرمعلومات اور ایمان افروز تقریر کی جس میں بتایا کہ فلسطین کی جنت ارضی کے وارث صرف مسلمان ہیں بشرطیکہ وہ پکے مسلمان بن جائیں۔ یہودی اور عیسائی اس کے وارث ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اس کے متعلق آپ نے قرآن کریم اور بائبل کی بہت سی پیشگوئیاں پیش کیں۔ موجودہ زمانے کے حالات و تحقات اور سیاسی معاہدات سے بھی اس بارہ میں نہایت معقول استدلال کیا تھا۔ اسی ضمن میں آپ نے قرآن کریم سے متعلق بہت سے ایمان افروز نکات و لطائف بیان کئے۔ آخر پر آپ نے فرمایا کہ فلسطین یقیناً عربوں کا ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہونے کے ساتھ مبلغ بھی بنیں اور فرض تبلیغ واشاعت ادا کریں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کو تبلیغی فرائض پر توجہ دلاتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔

یہ تقریر نہایت ہی قیمتی تھی ہم مولانا کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسے مضمون کی شکل میں لکھ کر "پیغام صلح" کے لئے عنایت فرمائیں۔

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی پر معارف تقریر ہوئی۔ حضرت ممدوح نے ادارہ تعلیم قرآن والی تحریک کی مزید تشریح فرماتے ہوئے جماعت کو بعض اہم امور و فرائض کی طرف توجہ دلائی آج بھی بہت سے احباب نے رقوم و وعدے پیش کئے یہ قیمتی تقریر تمام و کمال نوٹ کر لی گئی جو انشاء اللہ چند دنوں کے اندر شائع کر دی جائے گی۔

۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء کا

دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کا دوسرا اجلاس ۲ بجے دن زیر صدارت جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی منعقد ہوا۔ قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے تقریر فرمائی اور آپ نے کلمہ طیبہ کو پیش کرکے فرمایا حضرات یہ نہایت مختصر دو جملے ہیں لیکن ہمارے مذہب کا دارومدار انہی دو جملوں پر ہے۔ حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم تک جتنے انبیاء دنیا میں تشریف لائے ان سب کی تعلیم ایک ہی ہے۔ جب دنیا میں تاریکی پھیل جاتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کسی شخص کو مامور فرماتا ہے تاکہ وہ دنیا کی اصلاح کرے۔ مغربی لوگوں کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں وہ اسلام کی تعلیم کی خوبیوں کو نہیں دیکھ سکتے عیسائی کلیسا نے اسلام کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کیا ہے اور اس پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے متعلق عیسائی اقوام میں ایک عام تعصب پایا جاتا ہے اور دوسری طرف مشرقی اقوام میں انتہا درجہ کا جمود اور انحطاط ہے۔ تاریکی کے زمانہ میں بھی ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی اپنے برگزیدہ کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرماتا۔ ضرورت تھی کہ ایک چراغ روشن کیا جاتا جو اس تاریک [illegible] کو منور کرتا اور ضرورت تھی کہ ایک مرد خدا [illegible] نے عمل سے اخلاق اور روحانیت کو زندہ رکھتا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریکی کے زمانہ میں ایک عظیم المرتبت مجدد کو مبعوث فرمایا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بگڑی ہوئی دنیا کی اصلاح فرمائی —— اس کے بعد میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی زندگی کے متعدد واقعات پیش کرکے آپ کی روحانی اور اخلاقی بلندی کی وضاحت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی کے حالات کو سن کر ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

میاں بشیر احمد صاحب کے بعد شیخ محمد طفیل صاحب نے تقریر کی آپ کی تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"جب ہم احمدیت کے پیغام کو پیش کرتے ہیں تو عموماً یہ سوال پیش کیا جاتا ہے جب دین مکمل ہو چکا تو ہمیں کسی مجدد کے سلسلہ میں شامل ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ یہ اعتراض کرنے والوں کو غلطی لگتی ہے حقیقت یہ ہے کہ مجدد دین میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا بلکہ دین اسلام کو ہی زندہ کرتا ہے اگر آپ ذرا اس اعتراض کا نظر غائر سے جائزہ لیں گے تو آپ پر اس کی سطحیت واضح ہو جائے گی مجدد کی بعثت تکمیل دین کے منافی نہیں بلکہ عین اس کے مطابق ہے انسان ہمیشہ خدا کی رہنمائی کا محتاج ہے اگر امت محمدیہ عام انسانی فطرت سے بلند ہوتی اور وہ عام انسانی کمزوریوں کا شکار نہ ہوتی تو پھر یقیناً اس صورت میں مجددین کے سلسلہ کی ضرورت نہ تھی" چنانچہ آپ نے عقلی طور پر یہ ثابت کیا کہ واقعی امت محمدیہ کے لئے سلسلہ مجددین کی ضرورت ہے پھر آپ نے قرآن وحدیث [illegible] سے ضرورت مجددین پر روشنی ڈالی اور مختلف آیات اور احادیث کو پیش کرکے اس ضرورت کو ثابت کیا اور یہ بھی بتایا کہ گذشتہ مجددین بھی اپنے دعاوی کو حدیث مجدد پر ہی پیش کرتے رہے ہیں جس سے اس حدیث کی اہمیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔

شیخ محمد طفیل صاحب کے بعد مکرم میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے "ملفوظات اولیائے امت" کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے تلاوت قرآن مجید کے بعد فرمایا معزز حاضرین میرے مضمون کا عنوان ملفوظات اولیائے امت ہے ختم نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت کا قائم مقام مجددین اور اولیاء کا سلسلہ قرار دیا ہے۔ ان میں سے بعض نے بحالت فنافی اللہ انا الحق کہا حالانکہ وہ درحقیقت خدا نہ تھے اور بعض اولیاء نے بحالت فنافی الرسول اپنے آپ کو نبی کہا حالانکہ وہ نبی نہ تھے صرف پیغمبروں کی صفات ان کے اندر عکسی رنگ میں جلوہ گر تھیں اگر لوہے کو آگ کے اندر ڈال دیا جائے تو وہ لوہا اپنے اندر آگ کی صفات پیدا کر لیتا ہے اگر اس وقت وہ لوہا یہ کہے کہ میں آگ ہوں تو یہ غلط نہیں حالانکہ وہ درحقیقت آگ نہیں" اس تمہید کے بعد آپ نے چند اولیاء کے ملفوظات سنائے۔

میر مدثر شاہ صاحب کے بعد مکرم مولینا عمر الدین صاحب شملوی نے "بہائیت کی حقیقت" پر ایک تقریر فرمائی جو وقت کی قلت کی وجہ سے نامکمل رہی آپ نے فرمایا کہ بہائی لوگ باب اور بہاء اللہ کو معیار رسالت پر پیش کرتے ہیں لیکن میں آپ کے سامنے اس بات کو ثابت کروں گا کہ بہاء اللہ معیار رسالت پر پورے نہیں اترتے چنانچہ مولانا موصوف نے اس نہایت مختصر وقفہ میں قطعی دلائل اور خود بہائی لٹریچر سے مختلف حوالے پیش کرکے ثابت کرکے فرمایا کہ باب اور بہاء اللہ معیار رسالت پر پورے نہیں اترتے اور تقریر کے اخیر میں آپ نے فرمایا کہ بہاء اللہ رسالت کا مدعی نہیں بلکہ الوہیت کا مدعی ہے اس لئے اسے معیار رسالت پر پرکھا نہیں جا سکتا۔

مولانا عمر الدین صاحب شملوی کے بعد سید امین گیلانی صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی انشاء اللہ ہم ان کے ایک مضمون کو جس کے اندر انہوں نے بہائیت کے متعلق اپنے خیالات کو کس حد تک تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اخبار کی کسی قریبی اشاعت میں درج کریں گے۔

سب سے آخر پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھ کر انسان کا سر خدا تعالیٰ کے آگے زیادہ جھکتا ہے اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر انعام فرمایا وہ جہاں تک میں دیکھتا ہوں وہ ہماری جماعت میں بےنظیر ہے جس دن میں نے ادارہ تعلیم قرآن کے لئے اپیل کی تو اس وقت میرا تخمینہ اس ادارہ کے لئے پچاس ہزار روپیہ تھا کہ اس سے اس ادارہ کی بنیاد رکھی جا سکے لیکن یہ خدا تعالیٰ کے خاص احسانات میں سے ہے کہ اس تحریک میں جو فرداً فرداً لوگوں نے حصہ لیا ہے وہ ایک لاکھ کے قریب ہے اور اس ایک لاکھ میں جو آٹھ ہزار کی کمی ہے وہ انشاء اللہ وہ لوگ پوری کر دیں گے جن کو اس جلسہ میں شمولیت کا موقعہ نہیں ملا —— اس تحریک کی یہ کامیابی بتاتی ہے کہ آپ کے دلوں میں قرآن کا عشق کس قدر ہے ہم سب کو اور بھی خدا کے حضور گرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو قرآن کی خدمت کی توفیق دی۔ اس کے بعد ہم دعا کرتے ہیں۔ دعا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے اولیاء اور مجددین اسی ہتھیار سے کامیاب ہوئے دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طاقت انسانوں کے اندر آ جاتی ہے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ قبولیت دعا کا بہترین وقت رات کا پچھلا حصہ ہے میں ساری جماعت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک شخص پچھلے پہر اٹھ کر خدا تعالیٰ کے حضور گرے اور دعا کرے کہ اے خدا اسلام کو دنیا میں غلبہ عطا فرما آؤ اس وقت بھی ہم اس غلبہ اسلام کے لئے مل کر بحیثیت جماعت کے دعا کریں ان چند فقرات کے بعد حضرت ممدوح نے جماعت کے ساتھ مل کر دعا فرمائی اور جلسہ ختم ہوا۔

(بقیہ خطبہ)

کہ اس وقت کو کسی بہتر کام پر لگا دیں انسان کا اپنے آپ کو بنانا اور بگاڑنا اس کے اپنے اختیار کی بات ہے اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر ایک بری عادت کو چھوڑتا چلا جائے اور نیک کام کو اختیار کرتا چلا جائے۔ اگر تبلیغ اچھا کام ہے تو لوگ کیوں اس کے لئے تیار نہیں ہوتے وہ اپنی معاش کا فکر بھی کر سکتے ہیں اور اس کام کو بھی کر سکتے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ اس کام کو کریں گے تو آپ اس کام کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے بہت ہی مفید پائیں گے۔

اس کام کو ایک ضابطہ اور قاعدہ کے مطابق کیا جائے گا۔ میں اس کام کو ایک

قاعدہ اور ضابطہ کے مطابق کرنا چاہتا ہوں وہ سو آدمی جو اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کریں گے ان کے نام باقاعدہ لکھے ہوئے ہوں گے اور انجمن ہر شخص کے متعلق فیصلہ کرے گی کہ آیا وہ اس کا اہل ہے اور اسے سب ضروری سامان مہیا کرکے دے گی اس لئے یہ ضروری ہے کہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و ممبران لاہور کا مقام حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

{قسط اول}

زبردست غیب پر مشتمل الہامات ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدسؑ کو چند الہامات ہوئے جن کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

(ا) "میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں۔ جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری ... ثابت نہ کرے ... ... اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء بروز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

بر مقام فلک شدہ یارب
گر امیدے دہم مدار عجب

بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالیٰ" (اربعین ۳ صلا حاشیہ)

(ب) بر مقام فلک شدہ یارب
گر امیدے دہم مدار عجب

(خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیری دعائیں اب آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں، تو عجب مت کر میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں) بعد ۱۱۔ انشاء اللہ (فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ گیارہ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ گیارہ کا دکھایا گیا ہے) پھر وحی ہوئی:۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ ان کو اطلاع دی جاوے نظیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہے گا۔ مگر مٹی رہے گی۔ سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔ سب مولوی ننگے ہو جائیں گے انا اللہ ذو المنن۔ انی مع الرسول اقوم"

(تذکرہ صہ ۳۷۵، صہ ۳۷۶)

الہامات مندرجہ بالا میں جو یہ الفاظ ہیں "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں" اس کی دوسری قرأت یہ بھی ہے" لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں" تذکرہ صہ ۳۷۵ ان الہامات میں غیب کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے جس خوبصورتی اور جس اختصار کے ساتھ جماعت احمدیہ پر آنے والے واقعات کا نقشہ ان الہامات میں کھینچا گیا ہے اسکو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور پھر یہ غیب بھی ایسا غیب ہے کہ جس کی طرف خود ملہم کا بھی نہ وہم جا سکتا تھا اور نہ ان الہامات کے نزول کے بعد وہ ان کے مفہوم کو کما حقہ سمجھ سکتا تھا چنانچہ " بعد ۱۱۔ انشاء اللہ" کے الفاظ کے متعلق تو ملہم نے لکھ بھی دیا کہ اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا ہے" حقیقت یہ ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کا ہی خاصہ ہے بیشک اس پر وہ اپنے فرستادوں کو مطلع کرتا ہے لیکن اکثر اوقات اس غیب نے جس طرح وقوع پذیر ہونا ہوتا ہے اس کا علم اپنے قبضے میں ہی رکھتا ہے الفاظ تو وہ اپنے فرستادہ کو بتلا دیتا ہے لیکن اس کے وقوع کی کیفیت پر اسے بھی مطلع نہیں کرتا تا کہ جس وقت وہ غیب کی خبر ظاہر ہو دنیا کو پتہ لگ جائے کہ یہ مدعی الہام کے دماغ کا اختراع نہیں بلکہ فی الحقیقت انسانوں سے بالا ایک ایسی ہستی ہے جس سے یہ ملہم الہام پاتا ہے جس کا علم ماضی حال مستقبل تینوں زمانوں پر محیط ہے آئندہ کی باتیں جو کلی طور پر پردۂ غیب میں ہیں ان کو صرف وہی ہستی جانتی ہے انسانی عقل و انسانی علم کی وہاں تک قطعاً رسائی نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے غیب پر مشتمل الہامات کا صحیح مفہوم اسی وقت کھلتا ہے جس وقت وہ خارج میں وقوع میں آتے ہیں اس سے قبل ان کے صحیح مفہوم کا علم اور کسی کو تو کیا خود ملہم کو بھی نہیں ہوتا ملہم دیانتداری کے ساتھ صرف الفاظ کو دنیا تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے قلب پر اس بالا ہستی کی طرف سے جیسے جیسے خدا چاہتے ہیں نازل ہوتے ہیں ان کو شائع کر دینے کے بعد اس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا بلکہ وہ خود پورا ہو کر ایک طرف تو اپنے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت دے دیتے ہیں اور دوسری طرف اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیتے ہیں کہ وہ شخص جس پر وہ نازل ہوتے تھے فی الحقیقت خدا کا فرستادہ ہے اور خدا سے اس کا گہرا تعلق ہے اور جس راہ پر وہ چلا ہے وہی درحقیقت خدا تک پہنچانے والی راہ ہے اور اسی کی پیروی سے ہی خدا سے تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے ـــــ اس کی دوستی خدا کے قریب کرتی اور اس سے دشمنی خدا سے دور کرتی ہے۔

چنانچہ الہامات مندرجہ بالا بھی جن آئندہ کی خبروں پر مشتمل ہیں وہ بھی اسی نوع کی ہیں جب تک وہ وقوع میں نہیں آئیں اس وقت تک وہ پردۂ غیب جو ان پر پڑا ہوا تھا نہیں اٹھ سکا اور اب جبکہ وہ وقوع میں آچکی ہیں ہر ایک انسان نہ صرف یہ کہ انہیں بآسانی سمجھ سکتا ہے بلکہ ان کے ذریعہ وہ خدا تعالیٰ پر اپنے ایمان کو مضبوط کر سکتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر اپنے یقین کو بڑھا سکتا ہے اور پھر وہ ان کی مدد سے اس اختلاف میں بھی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے جو جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں میں پایا جاتا ہے"

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کے بیان کردہ معنی لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس کی تفصیل بیان کروں اس معنی کی غلطی کو بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو ان الہامات کے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے کئے جاتے ہیں سو اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء نے ان تمام الہامات کی تشریح نہیں کی بلکہ صرف بعض کی کی ہے پہلے دو الہامات لیبی اور اس غرض کو بھی جس کے لئے یہ الہامات نازل ہوتے انہوں نے اپنی تشریح سے باہر رکھا ہے حالانکہ جس حصہ الہامات کی تشریح انہوں نے کی ہے اس کے ساتھ ان تینوں کا گہرا تعلق ہے ان کو سمجھے بغیر بقیہ حصہ سمجھ ہی نہیں آسکتا اور نہ ان کا صحیح مفہوم واضح ہو سکتا ہے بہرحال بقیہ حصہ الہامات کے متعلق جن خیالات کا انہوں نے اظہار کیا ہے ان کا ذکر بھی ضروری ہے تا احباب کو دونوں کے ذریعہ صداقت تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے۔

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ان الہامات میں سے الہام "لاہور میں ہمارے پاک ممبر یا پاک محب موجود ہیں" کا مصداق لاہور کے ان احمدیوں کو قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کر لی اور اسی طرح الہام "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" کو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن یہ دونوں تاویلیں ان کی اس قدر بھونڈی اور دور از حقیقت اور واقعات کے صحیح خلاف ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے کہ کس طرح اس بودی تاویل پر ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔

پہلا الہام بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ جناب میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے احمدیوں میں سے لاہور کے بیعت کنندگان کی کیا خصوصیت ہے کہ انہیں پاک ممبر یا پاک محب ٹھیرایا جائے کیا باقی شہروں کے وہ احمدی جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کی ہے آپ کے نزدیک ممبر یا پاک محب نہیں یا کیا کسی نے خصوصیت کے ساتھ لاہور کے ان احمدیوں کو جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کی ناپاک یا غیر محب ٹھیرایا ہے یہی دو وجہیں خصوصیت کے ساتھ ان کو پاک ممبر یا پاک محب کے لقب سے ملقب کرنے کی ہو سکتی ہیں اور جبکہ یہ دونوں وجہیں موجود نہیں یعنی نہ تو آپ باقی شہروں کے ان احمدیوں کو جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کی ہے ناپاک یا غیر محب سمجھتے ہیں اور نہ ہی کسی نے خصوصیت کے ساتھ لاہور کے احمدیوں کو ناپاک ممبر یا غیر محب قرار دیا ہے تو پھر اس الہام کے مصداق لاہور کے وہ احمدی کس طرح ہو سکتے ہیں جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کی ہے پھر اس الہام کے ساتھ تو لکھا ہے" ان کو اطلاع دی جائے" کیا اس امر کی اطلاع جناب میاں صاحب کی بیعت کرنے والے لاہوری احمدیوں کو کسی نے دی اگر کہو کہ خود میاں صاحب نے دی تو ان کی اطلاع کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ تو خود پارٹی ہیں اطلاع تو کسی غیر جانبدار کی طرف سے ہونی چاہیئے لیکن ایسا وقوع میں ہی نہیں آیا کہ اطلاع والا الہام ان کے حق میں پورا ہوا ہو۔ اس الہام کے وہ کس طرح مصداق ہو سکتے ہیں اس الہام کے مصداق تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کے پاک اور محب ہونے کی اطلاع ایسے غیر جانبدار شخص کی طرف سے دی جائے جس کا اطلاع دینا حضرت اقدسؑ کا اطلاع دینا قرار دیا جا سکے۔

پھر الہام میں "ممبر" کا لفظ بھی قابل غور ہے جناب میاں صاحب کے بیعت کرنے والے احمدی "ممبر" نہیں کہلاتے تمام احمدیوں کے لئے ممبر کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا نہ حضرت اقدسؑ کے وقت میں ان کے لئے لفظ "ممبر" مستعمل تھا اور نہ ہی اب ہوتا ہے الہام میں "ممبر" کا لفظ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ اس کے مصداق وہ احمدی ہیں جو ممبر کے نام سے نامزد ہوں گے لیکن الہام کا یہ لفظ بھی جناب میاں صاحب کی بیعت کرنے والے لاہوری احمدیوں کو الہام کا مصداق نہیں بننے دیتا اور "پاک" کا لفظ بھی خاص معنی رکھتا ہے یہ لفظ فریق مقابل کے خلاف ذہن میں پیدا کرتا ہے وہ کسی نے ناپاک کے معنی نہیں دے سکتا جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا کوشش کرنا لاہور کے ان احمدیوں کے متعلق جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کی لفظ پاک کی ضد یعنی ناپاک

نہیں کر سکتے اور نہ آج تک کسی نے ان پر ناپاک ہونے کا الزام لگایا ہے پس لفظ "پاک" بھی جناب میاں صاحب کی بیعت کرنے والے لاہوری احمدیوں کو اس الہام کا مصداق نہیں بننے دیتا۔

پھر تیسری علامت الہام میں یہ کہ یا تو ان کے متعلق دوسروں کو وسوسہ پڑ جائے گا یا یہ خود وسوسہ کا شکار ہو جائیں گے سو واقعہ یہ ہے کہ نہ تو خصوصیت سے جماعت لاہور کے ان احمدیوں کے متعلق جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت کی ہے کوئی وسوسہ کسی کو پڑا ہے اگر جناب میاں صاحب کے دل میں ان کے متعلق کوئی وسوسہ رہا ہو یا اب تک ہو تو اس کے متعلق وہ تو دبتلا سکتے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو کسی قسم کا وسوسہ دامنگیر ہوا ہے کم از کم لاہور کے ایسے احمدیوں نے آج تک اس کا کبھی اظہار نہیں کیا اگر ان کے دلوں میں جناب میاں صاحب کے متعلق کوئی وسوسہ ہو تو اسے خدا جانتا ہے پس یہ علامت بھی جناب میاں صاحب کے بیعت کنندہ لاہوری احمدیوں کو اس الہام کا مصداق نہیں بننے دیتی باقی رہی یہ بات کہ پھر اس الہام کے مصداق کون لوگ ہیں سو اس کی وضاحت انشاء اللہ ان الہامات کی تشریح کے وقت ہو جائے گی۔

دوسرا الہام دوسرا الہام جسے یہ لوگ حضرت امیر ایدہ اللہ پر نعوذ باللہ چسپاں کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں یہ ہے "سلسلہ قبول الہامات میں سے سب سے کچا مولوی تھا" جو شخص بھی انصاف اور دیانتداری کے ساتھ واقعات پر نظر ڈالے گا وہ ان لوگوں کی اس ناپاک کوشش پر نفرین بھیجے بغیر رہ ہی نہیں سکتا الہام کے الفاظ سے دو ہی مفہوم نکلتے ہیں یا تو یہ کہ اس الہام کا مصداق امت میں الہامات جاری رہنے کا منکر ہوگا اور یا یہ کہ وہ حضرت مسیح موعود کے الہامات کا قولاً یا عملاً انکار کرے گا اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا جناب میاں صاحب یا ان کے رفقاء میں سے کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے کبھی امت میں سلسلہ الہامات کے جاری رہنے کا انکار کیا ہو ان کی تو تفسیر قرآن اور دیگر کتب امت میں سلسلہ الہامات جاری رہنے کی تائید میں دلائل سے بھری پڑی ہیں ان کی طرف سے اور ان کے رفقاء کی طرف سے اکثر تقریریں ہوتی رہتی ہیں اور دلائل پر دلائل اسکی تائید میں دیئے جاتے ہیں اور اس امر کو اسلام کے لئے بطور امتیازی نشان کے بیان کیا جاتا ہے اور دنیا کو علی الاعلان بتلایا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مادیت کا زور تھا خدا کی طرف سے اس کے رد کے لئے خصوصیت سے سلسلہ الہامات کی ضرورت تھی اور اس ضرورت کو حضرت مرزا صاحب کے وجود کے ذریعہ پورا کیا گیا۔

ان حالات کی موجودگی میں حضرت امیر ایدہ اللہ پر جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا یہ الزام لگانا کہ وہ سلسلہ الہامات کے منکر ہیں کس قدر خلاف تقویٰ فعل کا ارتکاب ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کے دلوں میں سچائی کی محبت ڈالے۔

پھر اس الہام کے مفہوم کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت اقدس کے الہامات سے انکار کیا جائے سو جس طرح پہلا الزام خلاف واقعہ ہے اسی طرح یہ دوسرا الزام بھی خلاف واقعہ ہے کیا جناب میاں صاحب یا ان کے رفقاء میں سے کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے کبھی حضرت اقدسؑ کے الہامات سے انکار کیا ہو جبکہ آج تک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی حضور کے الہامات کا انکار نہیں کیا گیا بلکہ اس کے برعکس حضور کے الہامات کی صداقت پر آپ کی طرف سے دلائل دیئے جاتے رہے ہوں تو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی یہ بہتان تراشی کس قدر قابل افسوس ہے کہ حضرت امیر نعوذ باللہ اس الہام کے مصداق ہیں۔ مانا کہ جناب میاں صاحب اور ان کے بعض خاص رفقاء کے دل میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کے خلاف جذبات عداوت موجزن جوش مارتے رہتے ہیں لیکن ان جذبات میں اتنا بھی تو نہیں بہہ جانا چاہیئے کہ خلاف واقعہ امور آپ کی طرف منسوب کرنے شروع کر دیئے جائیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لایجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دو انصاف سے کام لیا کرو یہی تقوے کے زیادہ قریب بات ہے کاش جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اس ارشاد خداوندی کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ ہی اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کریں۔

یہ تو واقعات کی شہادت ہے جو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کے استدلال کو باطل ٹھہرا رہی ہے اگر اس کے ساتھ ہی الہام کے الفاظ "سب مولوی ننگے ہو جائیں گے" کو دیکھا جائے تو معاملہ بالکل ہی الٹ ہو جاتا ہے یہ واقع ہے کہ جماعت کے مولویوں اور مولوی طبع لوگوں نے انتقال کے وقت حضرت امیر ایدہ اللہ کا نہیں بلکہ جناب میاں صاحب کا ساتھ دیا پس جب اس طرف مولوی ہیں ہی نہیں تو ان کا ننگے ہونا کیا معنی رکھتا ہے اور حضرت امیر اس الہام کے کس طرح مصداق ہو سکتے ہیں اس الہام کا مصداق تو وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے ساتھ مولوی صاحبان ہوں پس اس لحاظ سے تو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ہی اس الہام کا مصداق ہو سکتے ہیں وضاحت انشاء اللہ تشریح کے وقت کر دی جائے گی۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ (باقی دارد)

متفرقات

طلبائے تبلیغ کا تعلیمی انتظام

ہمارے تبلیغی کلاس میں جو طلباء اس وقت تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے دو درجے ہیں۔ درجہ اول میں وہ گریجوایٹ داخل ہیں جو بیرونی ممالک میں تبلیغ کے لئے تیاری کر رہے ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے
(۲) شیخ محمد طفیل صاحب۔ ایم۔ اے
(۳) مولوی عبد الصمد صاحب بی۔ اے
(۴) مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب بی اے بی۔ ٹی۔

درجہ دوم کے طلباء جو گریجوایٹ نہیں ہندوستان میں تبلیغ کے لئے تیار ہو رہے ہیں ان میں سے چوہدری غفور احمد صاحب مولوی کا امتحان پاس کر چکے ہیں اور اب علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ مولوی عبد القدیر صاحب فاضل علوم عربیہ ہیں اور تحصیل علم دین میں مصروف ہیں۔ دو اور طالب علم ہیں جو ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

تعلیم کا انتظام خدا تعالے کے فضل سے خاطر خواہ ہے۔ مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے انچارج تبلیغی کلاس طلباء کو قرآن، حدیث اور علم ادب پڑھاتے ہیں، مولوی محمد حسین صاحب، مولوی فاضل زبان عربی اور صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب درجہ اول کے طلباء کو ہفتہ میں دو بار لیکچر دیتے اور انہیں بیرونی ممالک میں تبلیغ کے طریق بتاتے اور اپنے ذاتی تجربات سے مستفید فرماتے ہیں،

خود حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے، مولانا عبد الحق صاحب، اور بعض دیگر بزرگ علماء ہر اتوار کو مختلف علمی مسائل پر طلباء کو خطاب کرتے ہیں، یہ طریق تعلیم بہت ہی مفید اور طلباء کی علمی قابلیتوں کو چار چاند لگانے والا ہے۔ ہمارے ان نوجوان دوستوں کو جو علوم مروجہ کی تعلیم سے فارغ ہو چکے ہیں اور خدمت دین کی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہیں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور تبلیغی کلاس میں داخل ہو کر علم دین سے پورے طور پر بہرہ یاب ہونا چاہیئے۔ جو دوست باقاعدہ تعلیم حاصل کر سکتے ہوں وہ اگر اتوار کے لیکچروں کو بھی باقاعدگی کے ساتھ سن لیا کریں تو ان کے لئے بہت مفید ہوگا۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ عبد الرحمان مصری
انچارج شعبۂ تبلیغ

ضرورت رشتہ

(ا) ایک ۱۶ سالہ لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے تعلیم آٹھویں جماعت تک ہے۔ لڑکی دیندار، سلیقہ شعار امور خانہ داری سے خوب واقف ہے والد کرنال میں ڈاکٹر ہیں۔ صرف تعلیم یافتہ دیندار۔ احمدی نوجوان جو برسر روزگار ہوں خود یا ان کے لواحقین مفصل کوائف کیساتھ ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھیجیں۔

شیخ عبد الرحمن مصری
انچارج شعبۂ تبلیغ

(ب) ضلع شیخوپورہ کے ایک احمدی وکیل صاحب جن کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہیں نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں، اچھے صاحب جائداد اور صاحب اولاد ہیں عمر ساٹھ سال کے لگ بھگ ہے۔ مزید اولاد کی تمنا نہیں۔ اگر کوئی بیوہ جس کی عمر ۳۵-۳۶ سال ہو لیکن اولاد نہ رکھتی ہو، اس رشتہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دی جائے۔

شیخ عبد الرحمن مصری۔
انچارج شعبۂ تبلیغ

ایک ضروری اعلان

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر منتظمین جلسہ ہر ممکن سعی کرتے ہیں کہ احباب جماعت کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائیں۔ پھر بھی کئی کمیاں رہ جاتی ہیں انتظامی نقائص سے دوستوں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے۔ اس لئے تمام احباب جماعت سے جو ابھی ابھی جلسہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ تمام ایسے امور جن

رجسٹرڈ - ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لولئے ما پنہمہ سعید خواہد بود - ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ایڈیٹر - ایس - محمد آصف بی - اے - جائنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۶۵ ھ م - ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۴۶ ء | نمبر ۵

نجم اور کریم کے معنی

قرآن مجید کی فیض رسانی عام ہے

اسلام کا غلبہ کیسے لوگوں کے ذریعہ ہوا

اسلام اپنی روحانی قوت سے دنیا میں پھیلا

پاک دل لوگ قرآن کی فیض رسانی کو عام کرتے ہیں

مال کی محبت نکال کر دلوں کو پاک کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مؤرخہ ۱۱ رجنوری سنہ ۴۶

فلا اقسم بمواقع النجوم - وانہ لقسم لو تعلمون عظیم - انہ لقران کریم - فی کتب مکنون - لا یمسہ الا المطھرون - (الواقعہ)

نجم کے معنی — ستارہ طلوع کرتا ہے تو اسکو نجم کہا جاتا ہے اور کسی حصہ یا ٹکڑا یا قسط کو بھی نجم کہتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اس موقعہ پر قسم کھائی ہے نجوم کے مواقع کی یعنی قرآن مجید کے حصوں کے نزول کی اور وہ قسم اس بات پر کھائی ہے انہ لقرآن کریم یقیناً قرآن نفع پہنچانے والا ہے اور اس قسم کے متعلق فرمایا ہے وانہ لقسم لو تعلمون عظیم اور یقیناً وہ بھاری قسم ہے — شواہد قدرت کی جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے مگر اس کو یہاں بڑی بھاری قسم قرار دے کر یہ سمجھایا ہے کہ اس سے مراد شواہد قدرت نہیں بلکہ خود قرآن کریم کا نزول ہے اور قرآن کے ایک حصہ کو نجم کہتے ہیں چنانچہ سورۃ النجم کی ابتدا یوں ہوتی ہے - والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی - وما ینطق عن الھوی - ان ھو الا وحی یوحی - قرآن کا ہر حصہ گواہ ہے جب وہ اترتا ہے - تمہارا ساتھی گمراہ نہیں ہوا اور نہ وہ بہکا ہے اور نہ وہ اپنی خواہش نفس سے بولتا ہے یہ صرف وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

قرآن مجید کی فیض رسانی — فلا اقسم بمواقع النجوم سے بھی یہی مراد ہے اور مفسرین نے بھی بیان یہی معنی قرار دیئے ہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خود تم کو اس قرآن مجید کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو حصہ اس کا نازل ہوتا ہے وہ اپنے اندر انسانوں کے لئے نفع رساں اصول زندگی رکھتا ہے اور یہ عظیم الشان شہادت ہے کہ یہ قرآن کریم ہے - ہماری زبان میں بھی کریم سخی کے معنی میں بولا جاتا ہے اور عربی زبان میں کریم اسکو کہا جاتا ہے جس کی فیض رسانی عام ہو اللہ تعالےٰ کی صفات میں بھی کریم کا لفظ آتا ہے اور آنحضرت صلعم کو بھی کریم کہا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ قرآن اپنی فیض رسانی میں عام ہے - بہت بڑی اس کی فیض رسانی ہے - یہ ایسی فیض رسانی ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں - فی کتاب مکنون وہ ایسی کتاب کے اندر ہے جو پردہ میں رکھی گئی ہے محفوظ ہے - یوں بھی مکنون اسکو کہا جاتا ہے جس کے اوپر کوئی تغیر واقع نہیں ہو سکتا جس کے لئے حفاظت کا ایسا سامان رکھا گیا ہے کہ وہ اسکو ایسی باتوں سے جن سے تغیر واقع ہو محفوظ رکھ سکتا ہے - فرمایا کہ قرآن مجید اپنی فیض رسانی میں عام ہے مگر وہ ایک محفوظ کتاب کے اندر ہے۔

نہ چھونے سے کیا مراد ہے — لا یمسہ الا المطھرون اس کو چھوتے نہیں مگر وہی لوگ جن کو پاک کر دیا گیا ہے - نہ چھونے سے کیا مراد ہے ایک تو بڑے موٹے معنے یہ لئے گئے ہیں کہ قرآن کو چھونے کے لئے انسان کو حالت طہارت پر ہونا چاہیئے پاک ہونا چاہیئے لیکن اس سے ایک باریک مفہوم اور بھی ہے، یہ قرآن کے عجائبات میں سے ہے کہ اس کے الفاظ کئی کئی معنوں کو اپنے اندر رکھتے ہیں اور بڑی بڑی اعلیٰ درجہ کی لطائف اور حکمت کی باتیں اس کے اندر ہیں لیکن ان تک رسائی ان لوگوں کی ہو سکتی ہے جن کے دلوں کو ہر قسم کی نجاست سے پاک کر دیا گیا ہو مگر اس لحاظ سے کہ یہاں قرآن کی فیض رسانی کا ذکر ہے ان منافع کا ذکر ہے جو قرآن کے ذریعہ سے دنیا کو پہنچتے ہیں لا یمسہ الا المطھرون کے یوں بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ فیوض جو قرآن کے اندر رکھے گئے ہیں - جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ان تک رسائی ان لوگوں کی ہو سکتی ہے جن کو پاک کر دیا گیا ہے۔

قرآن کے فیوض کو عام کرنے والے کون لوگ ہیں — اسلام کی تاریخ میں یہ ایک عجیب بات نظر آتی ہے کہ قرآن کے ذریعہ سے دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والے وہی لوگ ہوئے ہیں جن کا خدا سے تعلق بہت بلند تھا اور فی الحقیقت وہی لوگ مطہر ہیں جن کا خدا سے تعلق ہو - قرآن کے فیوض کو دوسروں تک پہنچانے والے اسلام میں وہی لوگ ہوئے ہیں جو خدا تعالیٰ سے بلند تعلق رکھتے تھے - اس ابتدائی زمانہ سے لیکر جب حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہؓ نے قرآن کے فیوض کو دنیا تک پہنچایا صحابہؓ میں واقعی ہر ایک شخص اس بلند مرتبہ کو حاصل کر چکا تھا کہ اس کی تطہیر ہو چکی تھی اس وقت سے لیکر اب تک جو وقت - قرآنی فیوض دنیا کو پہنچے وہ صرف ان لوگوں کے ذریعہ پہنچے جو اس امت کے اندر اولیاء اللہ [illegible] موسوم ہیں - اسلام کی ساری تاریخ [illegible] آپ کو یہ بات نہایت واضح طور پر نظر آئے گی کہ قرآن اپنی قوت روحانی کی وجہ سے دنیا میں پھیلا اور مقبول ہوا ہے۔

اسلام کے غلبہ کے متعلق ایک مشہور مصنف کی رائے — ایک مشہور مصنف نے دوسرے مذاہب کیساتھ اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر ایک مذہب جو دنیا میں غالب آیا وہ اپنی مادی طاقت کی وجہ سے غالب آیا مثلاً وہ کہتا ہے کہ عیسائیت تین سو سال تک مغلوبیت کی حالت میں رہی یہاں تک بادشاہ نے اسے قبول کیا اور [illegible] عیسائیت قبول کرنے کی وجہ سے غالب آگئی، ایسا ہی بدھ مت کے غلبہ [illegible] بھی ایک بادشاہ ہے لیکن اسلام کے پھیلنے کی وجہ مادی طاقت نہیں بلکہ روحانی طاقت ہے، اسلام اپنی روحانی طاقت سے دنیا میں غالب آیا اور اس نے اپنے پیرووں کو دنیا کا بادشاہ بنا دیا اسلام پر اس کے پیرووں کا احسان نہیں کہ انھوں نے اسلام کو دنیا میں مادی قوت سے غالب کیا بلکہ یہ اسلام کا ان پر احسان ہے کہ اس نے ان کو دنیا میں غالب کر دیا - اور انہیں دنیا کا حکمران بنا دیا۔

قرآن مجید روحانی طاقت سے پھیلا — [illegible] قرآن گیا وہ کسی ایسے شخص کے ذریعہ گیا [illegible] خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا تھا - یہ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کی بادشاہت کی وجہ سے اسلام نہیں پھیلا - مسلمان بادشاہوں نے اسلام کو پھیلانے کی طرف کوئی توجہ نہیں [illegible] جس قدر اسلام پھیلا اپنی روحانی طاقت [illegible] پھیلا یہ بتاتا ہے اولیاء اللہ کے ذریعہ [illegible] پھیلا یا مطہرین کے ذریعہ سے پھیلا [illegible] لقرآن کریم قرآن کے اندر [illegible] فیوض ہیں جہاں کہیں کوئی ولی [illegible] ذریعہ سے اسلام پھیلنا شروع ہو گیا [illegible] خواجہ اجمیری کے متعلق لکھا ہے [illegible] صلعم کے روضہ پر تھے کہ [illegible] ہندوستان پہنچو اور اسلام [illegible] اسی طرح ہندوستان [illegible]

احادیث رسول — محامد خاتم النبیین

درثمین من احادیث رسول الامین

(۱) خیرکم خیرکم لاهله وانا خیرکم لاهلی ما اکرم النساء الا کریم وما اهانهن الا لئیم۔

(ابن عساکر عن علی)

تم میں سے بہترین وہ شخص ہیں جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں میں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل کے ساتھ نیکی کرنیوالا ہوں۔ شریف کریم انسان ہی اپنی عورتوں کا اکرام کرتے ہیں اور لئیم لوگ اپنی عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔

(۲) شر المجالس الاسواق والطرق وخیر المجالس المساجد فان لم تجلس فی المسجد فالزم بیتک۔

طبرانی کبیر عن واثلہ

بدترین نشست گاہیں بازار اور راستے ہیں اور بہترین نشست گاہیں مساجد ہیں اگر مسجد میں نہیں بیٹھتے تو گھر میں بیٹھو۔

(۳) التاجر الامین الصدوق مع النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین۔ (الترمذی)

امین اور راستباز تاجر نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحین کی صف میں ہوگا۔

(۴) من لم یسال الله یغضب علیه۔ (الترمذی)

جو خدا سے نہیں مانگتا خدا تعالےٰ اس پر غضب نازل کرتا ہے۔

(۵) طیبوا ساحاتکم فان انتن الساحات ساحات الیهود

(طبرانی فی الاوسط عن سعد)

اپنے گلی کوچوں کو پاک و صاف رکھو یقیناً سب سے گندے بدبودار محلے یہودیوں کے ہیں۔

محامد خاتم النبیین

(۱) خوشتر او دامن دل مے کشد
موکشانم مے برد زور آورے

اس کی خوبی میرے دل کے دامن کو کھینچ رہی ہے + اور ایک زوردار چیز مجھے گھسیٹے لئے جا رہی ہے۔

(۲) دیدہ ام کو ہست نور دیدہ ہا
در اثر مہرش چو مہرے انورے

میں نے دیکھ لیا ہے کہ وہی آنکھوں کا نور ہے + اس کی محبت تاثیر کے لحاظ سے آفتاب کی طرح ہے۔

(۳) تافت آنروئے کزاں رو سرتافت
تافتند آں دریاں کہ بگزیداں درے

اس شخص کا چہرہ روشن ہوا جس نے اپنا منہ اس کی طرف سے نہیں پھیرا + اور اس شخص نے شفا پائی جس نے اس دروازہ کو اختیار کر لیا۔

(۴) ہر کہ بے او زد قدم در بحر دین
کرد در اول قدم گم معبرے

جس شخص نے اس سے الگ ہو کر دین کے سمندر میں قدم مارا۔ اس نے پہلے ہی قدم میں جائے عبور کو گم کر دیا۔

(۵) اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود علم و حکمت میں بے نظیر + اس سے بڑھ کر (اس کی سچائی کی) اور کونسی روشن دلیل ہو سکتی ہے

(۶) شد عیاں از روئے علی الوجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے

جوہر انسان جو کہ (اس کی فطرت میں) پوشیدہ تھا اور اسی کے وجود باوجود سے اتم و اکمل طور پر نمایاں ہوا ہے۔

(۷) ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اُس کی ذات (پاک) پر آکر ہر کمال انسانی ختم ہو گیا + جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک پیغمبر کے دور (برکات اور فیوض) کا اختتام ہو گیا

(۸) آفتاب ہر زمین و ہر زمان
رہبر ہر اسود و ہر احمرے

ہر زمین (ہر ملک) اور ہر زمان کے لئے وہی آفتاب ہے۔ اور ہر سیاہ و سفید (ایشیا، افریقہ۔ امریکہ اور یورپ) کا وہی راہنما ہے۔

(۹) مجمع البحرین علم و معرفت
جامع الاسمین ابر و خاورے

وہ علم و معرفت کے سمندروں کا جائے اتصال ہے + ابر بھی (جو رحمت بن کر برستا ہے) اور مشرق بھی (جو دنیا کو منور کرتا ہے)

(۱۰) سالکاں را نیست غیر از او امام
راہرواں را نیست جز وے رہبرے

راہ سلوک کی منزلوں کو طے کرنیوالوں کا اس کے سوا کوئی امام نہیں + اور راہ روان سفر (سفر دنیا) کے لئے اس کے سوا کوئی راہنما نہیں۔

(۱۱) جائے او جائے کہ طیر قدس را
سوزد از انوار آں بال و پرے

اس کا مقام وہ (بلند) مقام ہے کہ اس کے انوار سے طائر قدس (فرشتے) کے وہاں جانے پر پَر جلتے ہیں۔ (انجام آتھم)

(از جناب شیخ غلام قادر صاحب)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نماز میں سوز پیدا کرو

(دعا میں) جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب کو بھونا جاتا ہے ایسے ہی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے جب تک دل بریاں نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا اور اصل یہ ہے کہ نماز اپنے سچے معنوں میں اس وقت ہوتی ہے۔ نماز میں یہ شرط ہے کہ وہ جمیع شرائط ادا ہو جب تک وہ ادا نہ ہو وہ نماز نہیں اور نہ وہ کیفیت صلوٰۃ میں پیدا ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے..... نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء و جوارح کی حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید اور تسبیح کرتا ہے اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثنا کے مناسب حال قیام ہی ہے بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں اور پھر تو ظاہری طور پر قیام رکھا ہی ہے اور زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑے ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضرور ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اسکو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے

معرفت کے دروازے صرف خدا کے کھولنے سے کھلتے ہیں

نہ ہمارے خود تراشیدہ خیالات خدا کے پُرزور اور پُرجلال اور پُر رعب حکم کی طرح جذبات نفسانی پر غالب آ سکتے ہیں اور نہ ہمارے مبعزا تصورات اور خشک تخیلات اور بے اصل توہمات ہم کو وہ سرور اور خوشی اور تسلی اور تشفی پہنچا سکتے ہیں کہ جو محبوب حقیقی کا دلآویز کلام پہنچاتا ہے تو پھر کیا ہم ایک اکیلی عقل کے پیرو ہو کر ان تمام نقصانوں اور زیانوں اور بدبختیوں اور بدنصیبیوں کو اپنے لئے قبول کر لیں اور ہزارہا بلاؤں کا اپنے نفس پر دروازہ کھول لیں۔ عاقل انسان کسی طرح اس مہمل بات کو باور نہیں کر سکتا کہ جس نے کامل معرفت کی پیاس لگا دی ہے اس نے پوری معرفت کا لبالب پیالہ دینے سے دریغ کیا ہے اور جس نے آپ ہی دلوں کو اپنی طرف کھینچا ہے اس نے حقیقی عرفان کے دروازے بند کر رکھے ہیں اور خدا شناسی کے تمام مراتب کو صرف فرضی ضرورت پر خیال دوڑانے میں محدود کر دیا ہے کیا خدا نے انسان کو ایسا ہی بدبخت اور بدنصیب پیدا کیا ہے کہ جس کامل تسلی کو خدا شناسی کی راہ میں اس کی روح چاہتی ہے اور دل تڑپتا ہے اور جس کے حصول کا جوش اس کی جان و جگر میں بھرا ہوا ہے اس کے حصول سے اسے دنیا میں بکلی یاس اور نا امیدی ہے کیا تم ہزارہا لوگوں میں سے کوئی بھی ایسی روح نہیں کہ اس بات کو سمجھے کہ معرفت کے دروازے صرف خدا کے کھولنے سے کھلتے ہیں، وہ انسانی قوتوں سے نہیں کھل سکتے:

(براہین احمدیہ جلد اول)

متفرقات

تبلیغ دین کیلئے ایک سو آدمیوں کی ضرورت
حضرت امیر ایدہ اللہ کی ایک نئی تحریک

۱۰ ر جنوری ۱۹۶۰ء کے "پیغام صلح" میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے اس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:-

" اس سال کم از کم ہم میں سے سو آدمی مختلف جگہوں پر رہنے والے اس بات کا عزم کر لیں کہ وہ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے "

اس ارشاد کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ :-

" جب میں یہ کہتا ہوں کہ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے تو میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی معاش کا فکر چھوڑ دیں گے وہ بیشک اپنی معاش کا فکر کریں مگر اس کے علاوہ ان کے پاس جس قدر وقت بچے وہ اس وقت کو تبلیغ پر صرف کریں ایسے ایک سو آدمیوں کے نام ہمارے پاس بھی ہونے چاہئیں، یہ سو آدمی یہ ارادہ کر لیں اور اس ارادہ میں ہم بھی ان کی مدد کریں گے اور ہر ممکن کوشش کریں گے کہ انجمن ان کو اس کام کے لئے پورا پورا سامان بہم پہنچائے اسی سلسلہ میں اس کام کی اہمیت کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا کہ

" یہ تبلیغ کا کام چاہے وہ سلسلہ کے متعلق ہو چاہے اسلام کے متعلق ہو ایک ہی چیز ہے یہ کام ادنیٰ کام نہیں بلکہ یہ وہ کام ہے جس کے لئے خدا کی طرف سے انبیاء دنیا میں مبعوث ہوتے رہے یہ وہ کام ہے جس کے لئے اس امت میں مجددین اور محدثین آتے رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اس شخص کی خوش قسمتی ہے جس کو اپنی معاش کے ساتھ یہ موقعہ میسر آئے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کا کام کر سکے "

پھر ارشاد فرمایا :-

" جو شخص یہ عہد کرے کہ وہ اپنے فارغ اوقات کو اس کام پر صرف کرے گا اس کو انجمن کی منظوری کے ساتھ ہر قسم کا لٹریچر پہنچانے کے لئے ہماری ذمہ داری ہوگی اس کام کی تفصیلات میں میں اس وقت نہیں جانا چاہتا میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جماعت کی توسیع کے لئے ایک سو مبلغ اس جماعت میں مختلف جگہوں پر کھڑا ہو جائے "

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس قابل ہے کہ جماعت کا ہر ہر فرد جس کو فکر معاش سے کچھ نہ کچھ فارغ وقت اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اس کی تعمیل کے لئے فوراً کھڑا ہو جائے، دین کی تبلیغ و اشاعت ہی وہ کام ہے جس کے لئے اس جماعت کا وجود عمل میں آیا ہے، اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس کام کے لئے اس نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ذریعہ سے ایسا لٹریچر ہمیں دے دیا ہے جس کے مطالعہ سے دلوں کے اندر نور ایمان پیدا ہو جاتا ہے اور اسلام کی صداقت و معقولیت دماغوں کے اندر آ جاتی ہے صرف تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے، صرف اپنے فارغ اوقات جو عموماً فضول اور لغو کاموں میں صرف ہو جاتے ہیں اس غرض سے وقف کرنے کی ضرورت ہے کہ اس دین کو اس روشنی اور نور ایمان کو جو اللہ تعالےٰ نے ہم کو عطا کیا ہے دوسروں کو بھی پہنچائیں اپنی بیویوں اور اولادوں، اپنے خویش و اقارب اپنے دوست و احباب اور جہاں تک ہماری پہنچ ہو سکے وہاں تک اس نور ایمان کو لے جائیں اور زبانی گفتگو یا تقسیم لٹریچر کے ذریعہ سے انہیں اسلام کی اس فوج کے اندر لانے کی کوشش کریں جو مجدد وقت امام الزمان مسیح دوران نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑی کی ہے، یہ آپ کے امیر ایدہ اللہ کا مطالبہ ہے جس کی طرف جلد سے جلد توجہ کی جانی ضروری ہے صرف ایک سو آدمیوں کی ضرورت ہے جو مختلف جگہوں پر تبلیغ دین اور توسیع جماعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنے اس پاک ارادہ کی اطلاع یہاں لکھ کر بھیج دیں امید ہے احباب اس طرف جلد توجہ فرمائیں گے۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری
انچارج شعبۂ تبلیغ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لبیک کہنے والے احباب

حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۱۰ ر جنوری میں تبلیغ دین کے لئے ایک سو آدمیوں کا جو مطالبہ کیا ہے اس پر حسب ذیل احباب نے لبیک کہا ہے اور بھی نام آ رہے ہیں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔

(۱) محمد اعظم صاحب۔ حلوی۔ ہیڈ کلرک دفتر انجمن۔
(۲) احمد صادق صاحب کلرک دفتر انجمن،
(۳) مستری الہ بخش صاحب قادیان
(۴) مستری محمد دین صاحب منڈی بہاؤ الدین
(۵) حکیم غلام مرتضیٰ صاحب متعلم طبیہ کالج لاہور۔
(۶) چوہدری محمد اسلم صاحب ... ساکن بدوملہی۔ حال لاہور۔
(۷) محمد یحییٰ صاحب بٹ سیالکوٹی۔ حال لاہور
(۸) ایم۔ اے صمد صاحب۔ سب جج گیا۔
(۹) ایم۔ اے صمد صاحب متعلم ایم۔ اے جبل پور۔
(۱۰) مقبول الٰہی صاحب سٹوڈنٹ ویٹرنری کالج لاہور
(۱۱) محمد اقبال صاحب کلرک دفتر انجمن
(۱۲) ڈاکٹر الہ بخش صاحب مسلم ٹاؤن لاہور۔

(شیخ عبدالرحمٰن مصری۔ انچارج شعبۂ تبلیغ)

ملک خدا بخش صاحب کا دورہ

ملک خدا بخش صاحب، لدھیانوی نے جلسہ سے قبل لدھیانہ۔ انبالہ چھاؤنی۔ سنگرور۔ مالیر کوٹلہ۔ پٹیالہ۔ راج پورہ سمانہ کا دورہ ختم کر لیا تھا آپ نے ان مقامات کی مردم شماری بھی کر لی ہے اور حسب شرح چندہ تجویز کر کے مفصل فہرست دفتر میں ارسال فرما دی ہے۔ ماہ حال میں آپ نے ساڈہورا۔ انبالہ شہر۔ موگا۔ جگراؤں کا دورہ کیا ہے اس ضمن میں آپ نے بعض دوسرے ضروری قومی کام بھی سرانجام دیئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ جنوری کے باقی ایام اور فروری میں آپ فیروز پور چھاؤنی۔ کپور تھلہ۔ جالندھر شہر اور ٹانڈہ۔ مرار اور امرتسر کا دورہ کریں گے احباب مطلع رہیں اور حتی الامکان ملک صاحب کی اعانت فرمائیں۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

ایک مخلص خاتون اور کتاب نیو ورلڈ آرڈر

نیو یارک امریکہ کی ایک احمدی خاتون نادرہ عثمان صاحبہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اغراض و مقاصد اشاعت اسلام و تحریک احمدیت میں بہت دلچسپی لیتی ہیں۔ گذشتہ ایام میں جو ستر کاپی "نیو ورلڈ آرڈر" کتاب حضرت امیر کی ان کو بھیجی گئی تھیں ان کے وہاں کے ڈاکخانہ سے وصول کرنے میں انکو بڑی جدوجہد کرنی پڑی اور کسٹم ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے کچھ خرچ بھی کرنا پڑا جو انھوں نے بڑی خوشی سے برداشت کیا۔ اور کتابیں حاصل کرنے کے بعد اپنے حلقہ اثر میں تقسیم کیں اور ان کو بذریعہ ڈاک مختلف جگہ بھیجکر بہت سی خط و کتابت کی۔ وہ اپنے پچھلے خط میں جو دسمبر میں یہاں پہنچا لکھتی ہیں کہ ہر وقت ان کے خیالات اپنی لاہور کی جماعت کے برادران و خواہران کی طرف رہتے ہیں اور وہ ان کے لئے اور تحریک احمدیت کی روئے زمین پر کامیابی کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ وہ یقین رکھتی ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس جماعت کو ان کی قربانیوں کی جزا ضرور دے گا اور ان کی کوششوں کو کامیاب کرے گا۔

احباب جماعت بھی ان کے لئے دعا کریں۔

عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

اعلان فسخ بیعت میاں محمود احمد صاحب و شمولیت جماعت احمدیہ لاہور

بخدمت شریف حضرت امیر المومنین جماعت احمدیہ لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت فسخ کر کے بمعہ اہل و عیال جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں اور جناب والا کو اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں۔

والسلام

خاکسار
محمد صدیق ولد رحیم بخش سکنہ سامانہ
نشان انگوٹھا

اعلیٰ تنقید اور نکتہ چینی میں فرق
اعلیٰ تنقید ایک رحمت ہے

جس قوم کے اندر اعلےٰ تنقید کرنے والے موجود ہوں وہ قوم خوش قسمت ہے اعلےٰ تنقید جماعت کی حرکی و تخلیقی اور تعمیری قوت کی آئینہ دار ہوتی ہے اعلیٰ تنقید میں معقولیت، ہمدردی اور خلوص کی صفات ہوتی ہیں۔ اس میں ادنیٰ جذبات کا شائبہ تک نہیں ہوتا . . . . اور سب سے بڑھکر اس میں تحمل ہوتا ہے ایسی تنقید کرنے والے فعال ہوتے ہیں اور ایسی تجاویز سوچتے ہیں جو جماعت کو بلند کرتی ہیں اور دنیا میں اس کے وقار کو قائم کرتی ہیں، اور سب سے بڑھکر وہ جو تجاویز پیش کرتے ہیں خود ان پر عمل کرتے ہیں۔ ادنےٰ درجہ کی نکتہ چینی دراصل ذہن کی آئینہ دار ہے، نکتہ چینی کرنیوالوں میں خلوص اور ہمدردی کا فقدان ہوتا ہے اور وہ اس تنقید کو ایک پراپیگنڈا کا رنگ دیتے ہیں جو یقیناً جماعت کیلئے مفید ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک انتشار کا باعث ہوتا ہے جس طرح اعلےٰ تنقید ایک تعمیری قوت ہے اس کے برعکس نکتہ چینی ایک تخریبی قوت ہے نکتہ چین وہی لوگ ہوتے ہیں جو خود عمل سے گریز کرتے ہیں اور دوسروں کا کام بھی انہیں نہیں بھاتا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت امام عصر حاضر نے جس جماعت کی بنیاد رکھی ہے اس میں نکتہ چینی کرنے والے پنپ نہیں سکتے اس جماعت کے مجاہدین کو اپنے بلند نصب العین ...

فلسطین اور یہود

(از مکرم جناب پروفیسر نظیر الاسلام صاحب پی ایچ ڈی)

دنیا بھر میں صرف ایک ہی قوم ایسی ہے جو اپنے ابتدائی ایام سے دنیا کے امن و امان کو برباد کرنے کی مرتکب ہوتی رہی ہے اس قوم کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جہاں کہیں انہوں نے قدم جمایا وہاں ہی فساد اور بدامنی قتل و غارت عام ہوئے۔ لاکھوں لوگوں کی جانیں ان کے ہاتھوں سے ضائع ہوئیں۔ یہ بادشاہوں کے درباروں میں اور امرا اور وزراء کی مجالس میں بحیثیت طبیب، فلاسفر اور عالم یا تاجر کے رہے اور انہی لوگوں کو ان کی رعایا یا ان کے دشمنوں کے ذریعہ تباہ کروایا بغداد کی ۱۲۵۸ء کی تباہی میں بھی یہودیوں کا ہاتھ تھا۔ مرحوم اتاترک کے خلاف جو کونسل اتحادیوں نے قائم کی تھی ان کے ممبروں میں بھی یہودی شامل تھے، غرضیکہ ہر فساد کی جگہ شیطان کی طرح یہ لوگ موجود ہوتے ہیں اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ قوم خدا کی درگاہ سے راندی ہوئی قوم ہے اور اسی کے متعلق قرآن پاک میں ذکر ہے" ولعن الذین کفروا علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم" داؤد علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام نے ان یہودیوں پر لعنت کی تھی۔ انجیل اس بات کی گواہ ہے۔ یہ ایک ناشکر گذار اور محسن کش قوم ہے۔ قرآن پاک میں اس کے متعلق صاف اور صریح الفاظ میں ارشاد ہے "ضربت علیھم الذلة والمسکنة وباؤ بغضب من اللہ"۔ ان پر خدا کی طرف سے ذلت اور مسکنت ہے اور یہ خدا کے غضب کے مورد ہیں۔ چنانچہ جس قوم کا اپنا وطن اور اپنی حکومت نہ ہو وہ ذلیل اور مسکین ہوتی ہے اور اگر وہ اپنی بدعملی سے باز نہ آئیں تو پھر غضب الٰہی ہمیشہ ان کے سر پر رہتا ہے جو حشر آج [illegible] قوم کا ہوا ہے وہ قرآن پاک کی صداقت کا ثبوت ہے۔ ہمیشہ ہر جگہ اس قوم کو ذلیل و خوار ہو کر نکلنا پڑا ہے۔ قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی ذکر ہے کہ یہود کا بغض مسلمانوں کے ساتھ قیامت تک رہے گا۔

ایسی قوم جو فطرتاً دشمن اسلام ہے اس کے ساتھ نرمی۔ اسلام کے ساتھ دشمنی کرنی ہے مسلمانوں کے لئے یہ ایک نہایت نازک مرحلہ ہے کیونکہ دنیا کی دو زبردست طاقتیں برطانیہ اور امریکہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے تمام وعدے پس پشت ڈال کر یہودیوں کی مدد پر تلی ہوئی ہیں۔

زمانہ حاضر کی سیاست انسان کو جھوٹا اور بے شرم بنا دیتی ہے۔ چنانچہ اس جنگ عظیم سے قبل فلسطین عربوں اور یہودیوں کے فساد اور جھگڑے کا مرکز بنا ہوا تھا اور برطانیہ بظاہر اپنی انتہائی کوشش ان جھگڑوں کو مٹانے کے لئے لگا رہا تھا مگر جھگڑے ختم ہونے میں نہ آتے تھے لیکن جونہی برطانیہ کو جرمنی کے خلاف جنگ میں کودنا پڑا اسی وقت فلسطین میں عرب اور یہود خاموش ہو گئے گو جیسا ہی جنگ کا بازار سرد ہوا اور برطانیہ کو اپنے گھر سے فرصت ہوئی اسی وقت سے پھر وہ ہڑبونگ فلسطین میں شروع ہو گئی اب تعجب صرف اس بات پر ہے کہ برطانیہ جب جنگ میں شامل تھا اس وقت تو عربوں اور یہودیوں کو کافی موقعہ تھا کہ آپس میں نپٹ لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ برطانیہ کا خود اس مسئلہ میں اپنا مقصد ہے ورنہ برطانیہ کو یا امریکہ کو یہودیوں کا کس نے ذمہ دار بنایا ہے اگر انہیں ان غریب الوطنوں کا بہت فکر ہے تو انہیں اپنے وطن میں جگہ دے دیں اور اگر انہیں یہ خیال ہے کہ یہودیوں کو ان کا وطن دلانا ہے (جو کہ ان کا نہیں) تو پھر خود اس معاملہ میں مثال قائم کریں اور فوراً ہندوستان سے باہر ہو جائیں۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بتلایا جاتا ہے ہم پوچھتے ہیں جرمن یہودی۔ پولینڈ کے یہودی۔ انگلستان اور امریکہ کے یہودی اور اسی طرح سے وہ یہودی جو کہ دوسرے ممالک میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی ان کی نسلیں گذر گئیں۔ انہیں فلسطین کے یہودیوں اور فلسطین سے کیا واسطہ سوائے اس کے کہ ان باہر کے یہودیوں کو یروشلم اور یہاں کی پاک جگہوں سے عقیدت ہو۔ نہ یہ کہ تمام دنیا کے یہودی یہاں ہجرت کر کے چلے جائیں اور وہاں اصلی باشندوں سے خواہ وہ مسلمان ہوں خواہ عیسائی اور خواہ یہودی ان کی زندگی تلخ کر دی جائے ہمارے خیال میں عربوں کو ان یہودیوں کے متعلق قطعاً کوئی اعتراض نہیں جو کہ اسی ملک کے بسنے والے ہیں کیونکہ ان کا بھی وہاں ویسا ہی حق ہے جیسا کہ عربوں اور عیسائیوں کا۔ مگر بے انصافی یہ ہے کہ دنیا بھر کے یہودی برطانیہ اور امریکہ کی مدد سے فلسطین میں اپنا گھر بنائیں اور امریکہ ہمیشہ ان سرمایہ داروں کی حفاظت کے لئے اپنے اڈے بنائے رکھے اور اس طرح عمر بھر کے واسطے ان مغربی اقوام کا غلبہ اسلامی ممالک اور اسلامی حکومتوں پر رہے۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے کہ اگر یہودیوں کا حق فلسطین پر ہے تو پھر مسلمانوں کو ہسپانیہ مل جانا چاہئے۔ ہے تھا کہ فلسطین پر یہودیوں کا اگر حق ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا؟ مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور قصہ نہیں تاریخ کا یا شہد و رطب کا

فی الواقعہ بات یہی ہے کہ فرنگی سیاست کی یہ ایک چال ہے جس کے ذریعہ یہ دو شکار ایک ہی وقت اور ایک ہی ضرب سے کرنا چاہتی ہے۔ مگر فلسطینی عرب کو ہم علامہ اقبال مرحوم کا ولولہ انگیز پیغام پہنچاتے ہیں کہ اسے برطانیہ اور امریکہ کی طرف سے نگاہ ہٹا کر ...... اپنی خودی کی طرف دیکھنا چاہئے اور اپنے وطن کی حفاظت اپنے زور بازو سے کرنی چاہیئے۔ علامہ مرحوم فرماتے ہیں:-

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے!
تیری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے!
سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذت نمود میں ہے!

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کا ورود وزیر آباد

ہماری خواہش پر جناب مرزا صاحب موصوف مورخہ ۱۷/۱/۴۶ کو وزیر آباد تشریف لائے۔

مورخہ ۱۸/۱/۴۶ کو آپ نے جمعہ پڑھایا۔ اور خطبہ جمعہ دیا جو کہ نہایت ہی عالمانہ اور حقائق و معارف سے پر تھا آپ نے جماعت کو بیش بہا نصیحتیں فرمائیں اور کہا کہ نماز تہجد ضرور پڑھا کرو۔ اور قرآن مجید کا علم حاصل کرو۔ غرضیکہ خطبہ نہایت پسند کیا گیا اور آپ نے قریباً ۱½ گھنٹہ خطبہ دیا۔

دوسرے روز مورخہ ۱۹/۱/۴۶ کو ہم نے جامع احمدیہ قبلہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم میں ایک پبلک جلسہ کیا جس کی اطلاع بذریعہ منادی اور مختلف احباب کو ملاقات کے ذریعہ پہنچائی گئی۔ جلسہ رات کے آٹھ بجے شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً سات آٹھ سو تھی جناب مرزا صاحب موصوف نے پاکستان کے موضوع پر تقریر فرمائی جو کہ بہت ہی پسند کی گئی اور لوگوں کی خواہش ہے کہ جناب مرزا صاحب موصوف کی ایک اور تقریر پبلک میں ہو۔ اور مسجد کے باہر ہو۔ آپ نے تقریر میں فرمایا کہ ہم نہ صرف پاکستان چاہتے ہیں۔ بلکہ ہمارا مقصد تو اس سے بہت بلند ہے۔ ہم تو تمام دنیا پر قرآن کی حکومت چاہتے ہیں۔ اور اسی کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ اور پاکستان کے ہم دل و جان سے حامی ہیں غرضیکہ آپ کی تقریر نہایت دلپذیر اور معلومات سے پر تھی جس کا سب نے اعتراف کیا۔ رات کے دس بجے یہ جلسہ بعد دعا بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(ایس عبید اللہ۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ وزیر آباد)

تاریخ اسلام کے مطالعہ کی اہمیت

(از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب)

تاریخ اسلام ایک ایسا بیش قیمت خزانہ اپنے اندر علم و عمل کا رکھتی ہے جس سے دوسری اقوام تہی دست ہیں ان کے پاس اپنی کوئی شاندار تاریخ نہیں اگر کچھ ہے تو اس کی حیثیت قصہ پارینہ سے زیادہ نہیں جس میں اخلاقی اور عملی پہلو بالکل مفقود ہے زردشت بدھ۔ کنفیوشس کی خیال آرائیاں بلند پروازی کا کمال ہے۔ ارسطو کی کتاب فلسفہ اخلاق کے تمام رموز و اسرار کو بے نقاب کر دیتی ہے لیکن تہذیب اخلاق اور تکمیل انسانیت کے عظیم الشان فریضہ سے محروم ہے۔

حلم و عفو صبر و تحمل کے نظریات بلاشبہ انسان کی قوت متخیلہ پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور اس کے شاعرانہ جذبات میں ایک ہیجان پیدا کر دیتے ہیں مگر یہ صرف اخلاق کے خیالی تصورات ہیں جن کو عالم کی نشو و نما۔ ترقی و تنزل عروج و زوال میں کچھ دخل نہیں تعمیر اخلاق میں صرف عمل ہی ایک ایسی برقی طاقت ہے جس سے اقوام عالم رواں دواں ہیں۔

....

اسلام نے تعمیر اخلاق انسانی میں علم و عمل دونوں طاقتوں کو بیک وقت مجتمع کر دیا ہے۔ ایک طرف جہاں قرآن مجید اور احادیث نبوی علمی پہلو کو نمایاں کرتے ہیں تو دوسری طرف رسول اللہ صلعم کا اسوۂ حسنہ اور آپ کے فیض اور تتبع سے اصحابہ کبار کے سیر دنیا کو درس عمل دیتے ہیں۔

زمانہ ماضی میں سیرت و سوانح کا فن علمی حیثیت رکھتا تھا لیکن آج جبکہ مسلمانوں میں مذہب کا اثر روز بروز کم ہوتا جاتا ہے۔ مذہبی روایات قصۂ پارینہ بن گئے ہیں۔ اور مغربیت نے جذبات ملی کے عنصر کو متزلزل کر کے قوم کی قوم کو ذلت و نکبت کے عمیق گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ سیرت و سوانح کا فن مذہبی حیثیت سے بھی اشد ضروری بن گیا ہے۔ تاکہ مسلمان قوم اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کرے تاریخ سلف ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں قوم کے چہرہ کا ہر خط و خال مکمل طور پر نظر آ سکتا ہے اصل بات یہ ہے کہ مسلمان قوم اپنی عظیم الشان روایات کو فراموش کر چکی ہے مسلمانوں کے ادبار کے اور کئی وجوہات ہیں اس کی ایک وجہ انکی اپنی تاریخ سے مجرمانہ غفلت بھی ہے۔ اسی خیال کی بنا پر میں نے سلسلہ تاریخ اسلام اخبار میں لکھنا شروع کیا تاکہ ہماری قوم جو از سر نو پیغام اسلام لے کر دنیا میں نکلی ہے اسلام کے ان درخشندہ جواہر یعنی توحید کے ان پہلے حاملین کے سوانح حیات سے روشناس ہو جنہوں نے اپنے وقت کی دنیا کو بدل دیا اور نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کر [illegible] قوم کے ہر فرد کے لئے [illegible]

محترم مصری صاحب کے مضمون کی مقبولیت

(ا) جناب محمد امین صاحب لیبارٹری سٹوڈنٹ ...... جنوبی ہند سے تحریر فرماتے ہیں:
مکرم و محترم جناب مصری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادیانی جماعت کے اندر بہت سی قابل ہستیاں ہیں کے دماغوں پر خلافت کی مہر کا قفل لگا ہوا ہے۔ جو بوقت ضرورت خلافت کے اشارہ پر ہی کھلتا ہے۔ الحمدللہ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اس قفل کو توڑنے کی توفیق بخشی ہے اور آپ کے دل اور مین مضامین کا قبولیت ہونے لگی۔ ہر ایک فکر کرنیوالے پر آپ کے سلسلۂ مضامین مندرجہ اخبار پیغام صلح در بارہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز واضح ہو جاتے گا۔ کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کی نگاہ میں کس مرتبت اور شخصیت کے مالک ہیں۔ افسوس ہے کہ قادیانی احباب کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام سے بغض وعناد ہے۔ اور یہی ان کو ہدایت کی طرف نہیں آنے دیتا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی محمد یمین صاحب مرحوم و مغفور داتوی ہزاروی سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے متعلق ذکر آیا۔ تو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے شائع کردہ اشتہارات مجھے بتائے۔ جو حضرت امیر کی نیکی و تقویٰ پرہیزگاری اور دیانتداری کا ثبوت تھے۔ اور ان میں تحریر تھا۔ کہ وہ یعنی حضرت امیر دنیاوی کاروبار کا حرج کر کے محض خدمت دین کیلئے قادیان میں مقیم ہیں۔ دیگر الہامات اور تحریرات بھی مجھے بتائے۔ مگر جب میں نے ازالہ اوہام کی یہ تحریر پڑھی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ میری فراست اس بات میں ہرگز خطا نہیں کرے گی۔ کہ جوان موصوف خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھلائے گا۔ جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے۔ اے خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ میرے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئی۔ اور حضرت امیر کی عزت و وقعت دل میں جاگزین ہو گئی۔ واقعی خدا کے مامور کی فراست نے خطا نہیں کی۔ اور مولانا محمد علی صاحب نے دین پر ثابت قدم رہ کر خدا تعالےٰ کی راہ میں ترقی کی ہے جسے دشمن بھی تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ اسی رسالہ کی ایڈیٹری کی برکت ہے، کہ اسلامی دنیا میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کا نام گرامی صف اول میں شمار کیا جاتا ہے گی۔ وکالت میں کیا تھا۔ اگر بہت ترقی کرتے تو ہائیکورٹ کے جج ہو جاتے۔ اس ترقی کو کیا نسبت ہے اس ترقی سے جو خدا کے مامور نے ان کے لئے پسند کی اور ان کے لئے آمین کی اور اللہ تعالےٰ نے اسے قبولیت بخشی۔

آخر پھر جس بات کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مولانا محمد یمین صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا۔ کہ اگر تم زیادہ رخصت پر آؤ۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و تحریرات کو جمع کرنے میں میری مدد کرو۔ کیونکہ اب لکھنا مجھ سے مشکل ہے۔ تو ایک رسالہ **المیزان** کے نام سے شائع کیا جائے جس میں محمد علی کی آمین۔ اور محمود کی آمین کا حضرت مسیح موعود کی تحریرات و الہامات کی روشنی میں موازنہ کیا جاوے۔ مگر افسوس کہ مجھے اس خدمت کا موقع نہ ملا۔ اور ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی خواہش کو آپ نے بطریق احسن انجام دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور قادیانی احباب کو اس کی طرف توجہ اور غور کا موقعہ دے۔ اور ان کی آنکھوں سے بغض وعناد کے پردہ کو دور فرمائے۔ آمین۔

(ب) جناب عبدالکریم صاحب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کیمبل پور والا تحریر فرماتے ہیں۔
مکرم معظم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
جناب مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (اللہ تعالےٰ ان کو زیادہ زور قلم دے کہ حق و باطل کے معرکہ میں وہ ہر مضمون ایک قطعی فیصلہ کن تحریر فرماتے ہیں) کا مضمون "حضرت مولوی محمد علی صاحب کا مقام" پیغام صلح میں چھپتا رہا ہے۔ وہ مضمون اپنی نوعیت اور زور استدلال کی وجہ سے اس قدر اہم ہے کہ اس کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا جائے۔ تاکہ ہر ایک قادیانی بھائی کے ہاتھ میں پہنچایا جائے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ بہت سی سعید روحیں اس سے مستفید ہو کر حضرت مولوی صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح مقام کو شناخت کر لیں گی۔ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے متعلق بہت غلط فہمیاں اور غلط بیانیاں قادیانی دوستوں میں پھیلائی جا چکی ہیں اور خواہ وہ احباب جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا زمانہ نہیں پایا اور بعد میں جناب میاں صاحب کی بیعت ہوئے یا جنہوں نے میاں صاحب کی خلافت کے وقت ہوش سنبھالا وہ تو قطعی ان حالات سے ناواقف ہیں اور کورانہ تقلید کے باعث حضرت مولوی صاحب کے متعلق سوء ظن رکھتے ہیں کیونکہ ان کو ایسا لٹریچر کبھی پڑھنے کا موقعہ نہیں دیا گیا جس میں کہ حضرت امیر کے مناقب و دیگر مدارج خود حضرت مسیح موعودؑ کے قلم اور زبان سے بیان ہوئے ہوں۔ اس ٹریکٹ کی قیمت اصل لاگت کے برابر رکھی جاوے۔ امید ہے میری عرض پر غور ہوگا۔ والسلام

کیا مامور اور نبی ہم معنی الفاظ ہیں؟

{از محترم جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری}

جناب میاں صاحب کا دماغ آئے دن ایسے عقائد ایجاد کرتا رہتا ہے جو صریح قرآن و حدیث اور کلام مسیح موعود ؑ کے خلاف ہوتے ہیں چنانچہ آجکل آپ نے اپنے خاص مصالح کے ماتحت اس بات کا اعلان کرنا شروع کیا ہے کہ مامور صرف نبی ہی ہوتا ہے غیر نبی پر مامور کا لفظ قطعاً اطلاق نہیں پا سکتا حالانکہ یہ عقیدہ نہ صرف یہ کہ حضرت اقدس کی تحریروں کے صریح خلاف ہے بلکہ خود میاں صاحب کی اپنی تحریروں کے بھی خلاف ہے چنانچہ ذیل کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں:-

(۱) ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے تریاق القلوب صفحہ ۳۲۶ آپ دیکھ لیں کہ اس تحریر میں کس وضاحت کے ساتھ محدثوں کو بھی مامور قرار دیا گیا ہے۔

(۲) اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے الخ
اس تحریر میں "یا اور کوئی مامور من اللہ" کے الفاظ صاف بتلاتے ہیں کہ حضور ؑ کے نزدیک نبی یا رسول کے علاوہ بھی مامور ہوتے ہیں اربعین نمبر ۴ صفحہ ۷ یہی مضمون اس کتاب کے صفحہ ۳ و صفحہ ۵ و صفحہ ۱۵ ، صفحہ ۱۸ و صفحہ ۲۰ و صفحہ ۲۱ پر بھی دہرایا گیا ہے۔
پھر تحفۃ الندوہ جو ۱۹۰۲ء کی کتاب ہے اس میں بھی یہ مضمون دہرایا گیا ہے غرضیکہ حضرت اقدس کا ہمیشہ یہی مذہب رہا ہے کہ محدثین امت بھی مامورین میں داخل ہیں۔
حضرت اقدس ؑ کی کتب کے حوالوں کے علاوہ خود جناب میاں صاحب کی اپنی تحریر بھی احباب ملاحظہ فرمائیں جناب میاں صاحب اپنی مشہور کتاب حقیقۃ النبوۃ جو ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی اس کے صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں
(۱) "اور سب ماموروں کی خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی مخالفت ضرور ہوتی ہے"
(۲) پھر صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں:
"مگر قرآن کریم میں لو تقول ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جھوٹے نبی کے لئے ہی یہ سزا مقرر نہیں فرمائی کہ وہ ہلاک کیا جاتا ہے بلکہ خواہ کوئی شخص صرف الہام کا دعوےٰ کرتا ہو اور مدعی ماموریت ہو تب بھی وہ ہلاک کیا جاتا ہے" جناب میاں صاحب کے معتقدین ان تحریروں کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کس صفائی کے ساتھ جناب میاں صاحب غیر نبیوں کو بھی ماموروں میں داخل کرتے رہے ہیں۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب ۱۹۱۵ء تک نہیں بلکہ دعویٰ مصلحیت تک تو کم از کم اس مسئلہ میں حضرت مسیح موعود ؑ کے نقش قدم پر ہی چلتے ہوئے پوری وضاحت کے ساتھ نبی اور غیر نبی دونوں کو مامور قرار دیتے رہے ہیں لیکن دعویٰ مصلحیت کے ساتھ ہی آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ حضور ؑ کے علم پر خط نسخ کھینچنے میں جو کسر باقی رہ گئی تھی اسے بھی پورا کر دیا کیوں نہ ہو مصلح موعود کے دعوےٰ کا تقاضا ہی یہ تھا کہ اپنی اصلاح کریں یا نہ کریں لیکن نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود ؑ کی غلطیوں کی اصلاح ضرور کی جائے کیا کوئی ہے جو جناب میاں صاحب کی اس بیباکی اور دلیری پر خشیت اللہ سے لبریز دل کے ساتھ سنجیدگی سے غور کرے؟

ایک ضروری اعلان

ایک غیر مستطیع احمدی بھائی جو اپنے وجود میں اللہ تعالےٰ کے پاک کلام کے حصول کی خاطر ایک آگ رکھتے ہیں اور مالی لحاظ سے بالکل غیر مستطیع ہیں۔ مندرجہ ذیل تین کتب کے مطالعہ کے لئے سخت مضطرب ہو رہے ہیں بیان القرآن جلد ۲ و ۳ ، فضل الباری تفسیر صحیح بخاری۔ اگر کوئی صاحب وسعت جماعت کا بزرگ یہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو ان کی قیمت جائنٹ سیکرٹری صاحب کی خدمت میں ارسال فرما دیوے۔ اگر ایک بزرگ اتنا بوجھ برداشت نہ کر سکے تو فرداً فرداً شمولیت فرما کر اس کار خیر میں حصہ لیں عظیم الشان نیکی ہوگی۔
بیان القرآن حصہ دوم و سوم ۱۰ روپے۔ فضل الباری مجلد ہر دو حصہ ۱۸ روپے قیمت ہوگی۔

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۵ھ م ۶ فروری سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۶

ایاک نعبد کا صحیح مفہوم

تذلل کیساتھ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنیکو عبادت کہتے ہیں

جب انسان کو ہر وقت خدا کے کام کی فکر ہو تو عبادت کا مفہوم کمال کو پہنچ جاتا ہے

یہی مفہوم ہر وقت ہمارے سامنے رہنا چاہیئے

ادارہ تعلیم قرآن اور تبلیغی مرکز قائم کرنے کا عزم

اس عزم کو بروئے کار لانے کا پروگرام

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء۔

عبادت کا مفہوم سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

یہ ایک دعا ہے جو ہم دن رات پڑھتے ہیں اس کے ایک جملہ ایاک نعبد کے متعلق میں اس وقت کچھ کہوں گا۔ بہت سے الفاظ ہیں جن کا مفہوم عام طور پر مسلمانوں نے غلط سمجھا ہوا ہے اور فی الحقیقت احکام قرآنی کی تعمیل نہیں ہو سکتی جب تک ہمیں ان لفظوں کا صحیح مفہوم معلوم نہ ہو۔ ایاک نعبد کے معنی ہیں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ عبادت کیا چیز ہے قرآن نے عبادت کا کیا مفہوم لیا ہے' یہ جو فعل ہے عبد یعبد، اس کا اسم مصدر دو طرح آیا ہے ایک عبودیت اور دوسرا عبادۃ یہ دو مصدر اس کے آتے ہیں اور اہل لغت نے ان دونوں لفظوں عبودیت اور عبادت کے مفہوم میں فرق یہ کیا ہے کہ عبودیت وہ تعلق ہے جو مالک یا مملوک یا آقا اور غلام کے درمیان ہے - اور عبادت وہ تعلق ہے جو عابد اور معبود کے درمیان ہے - آقا اور غلام کے درمیان کیا تعلق ہے غلام اپنے آقا کی فرمانبرداری کرتا ہے اس کا حکم مانتا ہے، عبودیت میں صرف اطاعت کا مفہوم ہے، لیکن عبادت کے لفظ کو اہل لغت نے مخصوص کیا ہے اس عبودیت سے جس کے ساتھ انتہا درجہ کا تذلل ہو۔ عبد جب آقا کا حکم مانتا ہے تو یہ عبودیت ہے اور جب اطاعت کے ساتھ حکم ماننے کے ساتھ انتہاء درجہ کا تذلل اختیار کرتا ہے تو یہ عبادت ہے پس عبودیت کے معنی ہوئے عبد بن جانا یا خادم بن جانا اور عابد (عبادت کرنے والے) کے معنے یہ ہوئے کہ جو عبد بھی بنے خادم بھی بنے اور ساتھ ہی اپنے معبود کے سامنے انتہاء درجہ کا تذلل بھی اختیار کرے تو اب جب ہم ایاک نعبد کہتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوا۔ اے خدا (جس کی صفات پہلے بیان ہو چکی ہیں) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی تیرے ایسے غلام ہیں تیرے ایسے خادم ہیں کہ تیرے سامنے انتہاء درجہ کا تذلل اختیار کرتے ہیں - کسی آقا اور کسی مالک کے سامنے تذلل کا اختیار کرنا جائز نہیں تذلل صرف خدا کے سامنے جائز ہے اور عبادت کا مفہوم پورا نہیں ہوتا جب تک عبد بننے کے ساتھ تذلل نہ ہو

عبادت کا غلط مفہوم ایک اور بات یاد رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ عبادت کا یہ جو مفہوم ہے کہ نماز پڑھ لی یا بہت نوافل پڑھ لئے اور عام طور پر لوگوں نے عبادت کا یہی مفہوم سمجھا ہوا ہے یہ درست نہیں خود قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کا مفہوم یہ نہیں سورہ یٰس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الم اعھد الیکم یبنی ادم ان لا تعبدوا الشیطن اے آدم کے بیٹو کیا میں نے حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرو۔ تو اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی شخص شیطان کی عبادت کرتا ہو یعنی جس طرح ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم خدا کی عظمت کا تصور باندھ کر اس کے سامنے کھڑے ہوتے اس سے دعا مانگتے اس کے سامنے جھکتے اور گرتے ہیں اسی طرح کوئی شخص شیطان کی عظمت کا تصور باندھ کر اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہو یا اس سے دعا کرتا ہو یا اس کے آگے جھکتا یا سجدہ کرتا ہو۔ یہ لوگ شیطان کی عبادت اس رنگ میں کرتے ہیں کہ وہ کلی طور پر اپنے آپ کو اس کا تابع کر دیتے ہیں اور جدھر وہ چلاتا ہے ادھر ہی چلتے ہیں اور اس کے سامنے انتہاء درجہ کا تذلل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ درحقیقت اپنی ہی خواہشات کی پیروی ہوتی ہے - جیسا کہ فرماتا ہے:- ارءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی حرص و ہوا کو معبود بنا لیتا ہے یہی مطلب ہے کہ اپنی خواہشات کی پیروی میں انتہاء درجہ کا تذلل اختیار کر لیتا ہے تو ایاک نعبد کے معنی ہوئے کہ ہم تیری اطاعت اور فرمانبرداری تذلل کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔

انتہاء درجہ کا تذلل اور انکساری عبادت صرف اس چیز کا نام رہ گیا کہ انسان یا کسی سے دعا مانگ لے جیسے لوگ بتوں سے مانگتے ہیں یا خدا سے مانگتے ہیں یا اس کی عظمت کا تصور دل میں جما لے جیسے بعض بتوں کی اور بعض خدا کی عظمت کا تصور جما لیتے ہیں [illegible] نام ہے اپنے آپ کو عبد یا خادم [illegible] جس کے ساتھ انتہاء درجہ کا تذلل [illegible] ملی ہوئی ہو انسان کے دل میں سرکشی [illegible] پیدا نہ ہو۔ عبودیت صرف اتنی ہے [illegible] کہ انسان اپنے آپ کو [illegible] بنا دیتا ہے اور عبادت [illegible] کہ اس کا خادم بھی بناتا ہے مگر [illegible] خادم بناتا ہے کہ اس کے ساتھ انتہاء [illegible] کا تذلل بھی اختیار کرتا ہے۔

عبادت کا مفہوم کمال کو کب پہنچتا [illegible]

[illegible] کا مفہوم یہ ہوا کہ [illegible] ہیں اور خدمت بھی [illegible] ساتھ کرتے ہیں۔ میں یہاں [illegible] بتا دوں کہ اطاعت کا [illegible] لیا جائے کہ حکم دیا کہ فلاں کام کرو [illegible] تو اطاعت کا مفہوم کمال کو نہیں [illegible] صرف اس شخص کو ہی اچھا سمجھا [illegible] جو آقا کے کام کے فکر میں [illegible] ہو جسے ہر وقت یہ فکر ہو کہ [illegible] کوئی کام بگڑ نہ جائے جب تک [illegible] نہ ہو اس وقت تک عبودیت [illegible] پیدا نہیں ہوتا عبادت کا مرتبہ [illegible] بہت بلند ہے تو معلوم ہوا کہ خدا [illegible] کی طرف سے اگر کوئی حکم آ جائے [illegible] کی اطاعت کر لی جائے [illegible] صرف [illegible] کر دینے سے عبادت کا مفہوم کمال [illegible] نہیں پہنچتا بلکہ حقیقت میں عبادت [illegible] اپنے کمال کو اس وقت پہنچتی ہے [illegible] انسان خدا کے کام کی فکر میں اپنے آپ [illegible] کو پورے طور پر لگا دے [illegible] پیدا ہوتا ہے کہ خدا کا کام کرنے [illegible] کام خدا کے دین کا کام ہے [illegible] نے فرمایا ہے کونوا انصار اللہ [illegible] فرماتا ہے ولینصرن اللہ من [illegible] خدا کی مدد کرنے [illegible] خدا کسی مدد کا محتاج نہیں [illegible] خدا کے دین کی مدد سے [illegible] یہ کہتے ہیں ایاک نعبد [illegible] ہم تیری عبادت کرنے [illegible] کمال کو اس وقت پہنچتی [illegible]

[illegible] مطبع الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام [illegible] شائع ہوا

پر خدا کے دین کی خدمت میں اپنے آپ کو لگا دیں۔

عبد کے دو معنے

عبد کا لفظ بھی قرآن کریم میں دو معنے میں آیا ہے محض اس کی مخلوق یا اس کا بندہ ہونے کے معنے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے بعثنا علیکم عبادًا لنا اولی بأس شدید۔ ہم نے تم پر اپنے سخت طاقت والے بندے اکٹھا کھڑے کئے۔ اور دوسرے معنے عبد کے وہ ہیں جب عبادت کا مفہوم کمال کو پہنچ جاتا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے انہ کان عبدًا شکورا۔ یقیناً وہ ایک شکر گزار بندہ تھا یعنی یہ وہ بندہ ہے جس نے خدا کی عبادت میں اپنے آپ کو پورے طور پر لگا دیا یا جیسے حضرت داؤد کے متعلق فرماتا ہے نعم العبد انہ اواب۔ یا سردار دو جہان محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق فرماتا ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تا کہ وہ تمام نسلوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔ یہاں بھی عبد کے یہی معنے ہیں کہ خدا نے اپنے اس بندے پر فرقان اتارا جس نے عبادت کو کمال تک پہنچا دیا اشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ میں بھی لفظ عبدہ اسی لئے سکھایا کہ آپ نے خدا کی عبادت کو کمال تک پہنچایا۔ اہل لغت نے لفظ عبد کے معنی عابد سے بڑھ کر کئے ہیں عابد کے معنی ہیں عبادت کرنے والا لیکن عبد کے معنی ہیں جس نے عبادت کو کمال تک پہنچا دیا۔

یہ مفہوم ہمیشہ ہمارے سامنے رہنا چاہیئے

تو میں کہتا ہوں لوگ لفظوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دین کو نہیں سمجھتے۔ عبادت کا پہلا مفہوم یہ ہے کہ تذلل اختیار کرتے ہوئے خدا کا عبد بن جائے اور اس کا کمال یہ ہے کہ ہمیشہ خدا کے دین کی خدمت میں اپنے آپ کو لگا دیں۔ ہمارے سامنے یہ مفہوم رہنا چاہیئے۔ آج کیوں مسلمانوں پر وہ انعامات نازل نہیں ہوتے جو پہلے مسلمانوں پر ہوئے اس لئے کہ عبادت کا صحیح مفہوم ان کے اندر نہیں بلکہ ایک فرضی مفہوم ان کے سامنے ہے ان پہلوں نے اپنے آپ کو کلیتًا خدا کے دین کی خدمت میں لگا دیا آج مسلمان خدا کے دین کی خدمت سے کورے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ نماز کو سنوار کر پڑھیں مگر یہ عبادت کا صرف ایک پہلو ہے۔ عبادت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اپنے آپ کو کلیتًا خدا کے دین کی خدمت میں لگا دیا جائے جب ایاک نعبد کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اے خدا میری زندگی تیرے دین کی خدمت میں کامل طور پر لگ جائے اور مجھے ہر وقت تیرے دین کی خدمت کی فکر ہو تو یہ تڑپ حقیقی طور پر ہی ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہونی چاہیئے اور جب یہ تڑپ پیدا ہو گی تو یہ توفیق بھی مل جائے گی

خدا کی طرف سے آنیوالوں کے سامنے دنیوی مقاصد نہیں ہوتا

اس وقت میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے جو عمارت بنائی اس کو اسی بلند مقام تک پہنچانا چاہیئے جو حضرت مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصد تھا ضرورت ہے کہ اس جماعت کے افراد کی زندگیاں خدا کے دین کی خدمت میں لگ جائیں یہ کام حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے سپرد کیا ہے اس کام میں کوئی دنیوی منافع نہیں۔ اپنی قوم کے لئے لوگ راج بناتے ہیں اور رفاہ عام کے کام کرتے ہیں اپنی قوم کی دنیوی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر جس مقام پر حضرت مسیح موعود ہم کو پہنچانا چاہتے ہیں یہ دنیوی مقاصد اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ دولت کو دیکھ کر انسان اندھا ہو جاتا ہے قارون کو دیکھ کر لوگوں کے منہ سے بے اختیار نکلا یلیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم اور آج یورپ کی دولت کو دیکھ کر مسلمان بھی زبان حال سے یہی کہتے ہیں کہ یورپ کی طرح ہم کو بھی دولت مل جائے ہر ایک کا مقصد زندگی یہی بن گیا ہے کہ اسے دولت بہت مل جائے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اپنی قوم کے لئے ایسی دولت چاہتے ہیں جیسی وہ دوسری قوموں کے پاس دیکھتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں بیشک وہ لوگوں کی دنیوی حالت کو بھی بہتر بنا جاتے ہیں مگر دنیا بنانا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔

آنحضرت صلعم کا مقصد دنیا کو دولت سے مالا مال کرنا نہ تھا

محمد رسول اللہ صلعم کا اصل مقصد یہ نہیں تھا کہ عرب کے لوگوں کو بادشاہ بنا دیں آپ کا مقصد ان کو روحانیت کی دولت سے مالا مال کرنا تھا اور یہی مقصد آپ نے ان کے سامنے رکھا۔ سورۃ الفرقان کو پڑھکر دیکھیں جس میں عباد الرحمٰن کا نقشہ کھینچا گیا ہے وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰما۔ والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما .... اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ جو رات بسر کرتے ہیں اس حال میں کہ اپنے رب کے آگے سجدہ کرنے والے ہوں اور کھڑے ہوں ــــ بیشک حضرت نبی کریم صلعم کو ماننے والے بادشاہ بنے لیکن وہ بادشاہ بھی عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا کا مصداق تھے ....

ہمارے سپرد اعلائے کلمۃ الحق کا کام ہے

حضرت مسیح موعود نے بھی آپ کو اسی مقام پر کھڑا کیا ہے اس لئے آپ کے سپرد اعلائے کلمۃ الحق کا کام ہے دنیا کو روحانیت کی طرف لانے کا کام ہے۔ مجھے بعض وقت تعجب ہوتا ہے جب لوگ کہتے ہیں قادیان کو دیکھو کہ وہ تمام انڈسٹری بن گیا بڑی بڑی تجارتیں وہاں قائم ہو گئیں ان کے ہر حال بعد آیا لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مسیح موعود کی زندگی اور مشن کا یہی مقصد تھا یہ بڑا غلط خیال ہے ہمارے سپرد درحقیقت اعلائے کلمۃ الحق کا کام کیا گیا ہے اور خدا کے دین کی خدمت کا کام ہی ہماری زندگی کا مقصد قرار دیا گیا ہے اور ہمیں چاہیئے کہ ہم خدا کے دین کی خدمت میں پوری طرح لگ جائیں۔

خدمت دین کی تین عظیم الشان بنیادیں

۱۹۴۶ء ہماری قوم کی تاریخ میں ایک نہایت اہم سال ہے۔ ہم نے لگاتار تین سالوں میں ۱۹۴۲ء ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء خدمت دین کی تین عظیم الشان بنیادیں رکھی ہیں مگر صحیح طور پر یہ بنیاد اس وقت رکھی جائے گی جب تمہاری ساری طاقت اس پر صرف ہو گی۔ محض منہ سے کہہ دینے سے کام نہیں بنتے کام اس وقت بنتے ہیں جب تمہارے دل میں جوش ہو کہ ہم نے اس پر اپنی ساری قوت لگا دینی ہے میں ان تینوں کاموں کو بار بار آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

اس سال ہم نے ادارہ تعلیم قرآن پر اپنی پوری قوت کو صرف کرنا ہے

ان میں سے تیسرا کام ادارہ تعلیم قرآن جس کی بنیاد ہم نے اس سال رکھی ہے اس کے متعلق میں اخبار میں بھی لکھ چکا ہوں اور احباب کو خطوط بھی لکھے ہیں جو اس وقت تک لوگوں کو پہنچ چکے ہوں گے۔ میں نے ابھی کہا کہ یہ سال بہت اہمیت رکھتا ہے اس سال ہم نے اپنی پوری قوت کو اس کام پر صرف کرنا ہے اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم لوگوں کو اپنے پاس رکھ کر ان کے دل میں قرآن کی محبت پیدا کریں خدا کا احسان ہے کہ جب میں نے یہ تحریک کی تو میری توقع سے بڑھکر کام ہو گیا۔ آپ کو یاد ہے کہ جب میں نے مسجد کے لئے اپیل کی تو میں نے اپنا اندازہ چھ ہزار لگایا سید بشیر حسین نے کہا کہ یہ مسجد میں بنا دوں گا اور اس کے بعد انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس مسجد پر اگر پندرہ ہزار روپیہ بھی خرچ کرنا پڑے تو میں کر دوں گا ہال کے لئے میرا اندازہ تین ہزار روپیہ تھا مگر چوہدری ظہور احمد صاحب نے پانچ ہزار کہہ دیا لیکن اگر آپ بڑا ہال بنانا چاہتے ہیں تو شاید اس پر دس بارہ ہزار روپیہ خرچ آ جائے۔ خدا چاہے گا تو اس کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ ہم اس وقت جو انتظام کرنا چاہتے ہیں وہ وسیع پیمانہ پر کرنا چاہتے ہیں میں نے اس وقت تک جو اس ادارہ قرآن کے لئے مانگا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے نام پر کمرے بنوا دیں بعض کمروں پر اڑھائی ہزار روپیہ خرچ آئے گا بعض پر ساڑھے بارہ سو روپیہ اور بعض پر پانچ سو روپیہ۔ اس کے لئے بہت سے لوگوں نے نام دیئے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس جماعت میں ان لوگوں سے پانچ گنا لوگ موجود ہیں جنہوں نے اپنے نام نہیں دیئے خدا چاہے گا تو وہ لوگ بھی اپنے نام دے دیں گے۔

بہتر جائداد

یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنے پیچھے اچھی جائداد چھوڑنا چاہتا ہے یہ جائداد عام جائداد کی طرح نہیں بلکہ حقیقی جائداد ہے جو اگر خدا چاہے تو قیامت تک رہے اور اس کے اندر قرآن پڑھایا جائے اور لوگ اس میں تعلیم حاصل کر کے دنیا میں خدا کا پیغام پہنچائیں اب تم خود غور کرو کہ ان جائدادوں میں سے کونسی جائداد بہتر ہے وہ جائداد بہتر ہے جس میں قرآن پڑھایا جائے گا یا وہ جائداد بہتر ہے جس میں معلوم نہیں تمہارے مرنے کے بعد کیا ہو اور اس سے کیسے کام لئے جائیں۔

پندرہ دن کی آمد کا مطالبہ

علاوہ ان کمروں کے میں نے پندرہ دنوں کی آمد مانگی ہے۔ میں آپ سے یوں نہیں لینا چاہتا کہ بار بار مانگتا رہوں یہ خدا کا کام ہے اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں اس کے لئے یاد دہانیوں کی ضرورت نہیں رہنی چاہیئے آپ اس کام کو یوں کریں کہ خدا پر ایمان کا آپ کو بھی مزا آئے اور ہمیں بھی مزا آئے انسان اگر یوں سوچنے لگے کہ میری آمد اتنی ہے کہ میں اس میں سے نہیں دے سکتا تو پھر وہ یہ کام نہیں کر سکتا۔

مرزا مظفر بیگ صاحب کا ایثار

میری جیب میں ایک خط موجود ہے ہمارے مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب راولپنڈی ہیں انھوں نے میری اس تحریک پر قوت ایمانی کا ثبوت دیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ جب تراجم قرآن فنڈ کی تحریک کی گئی تو اس وقت ان کی تنخواہ ستر روپیہ ماہوار تھی اس وقت دس دن کی آمد مانگی گئی تھی جو تیس روپے کے قریب بنتی تھی مگر اس وقت انہوں نے اس تحریک میں ۲۰۰ روپیہ دیا جو اقساط کے ساتھ انہوں نے ادا کر دیا اور اب دوسری تحریک پر پندرہ دن کی تنخواہ مانگی گئی ہے اب میری تنخواہ ۱۲۰ روپیہ ہے جس کے نصف ۶۰ روپے بنتے ہیں مگر میں ۲۶۰ روپیہ دیتا ہوں یہ روپیہ میری تنخواہ میں سے اقساط کے ساتھ وضع کر لیا جائے۔ سو میں کہہ رہا تھا کہ اگر انسان دینا چاہے تو خواہ کیسے حالات ہوں دے سکتا ہے اور خدا تعالےٰ اس کے لئے راستے بھی کھول دیتا ہے اور ہم

نہ دینا چاہے تو پھر اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا اس کے پاس لاکھوں بھی جمع ہوں تو نہ دے گا۔

زندگی کو آسودہ بنانیکا اصول

خوب یاد رکھو تمہارا روپیہ صرف وہی ہے جو تمہارے کام آجاتا ہے، اور جو تمہارا [illegible] سے بچ رہتا ہے وہ مٹی کا ڈھیر ہے جس کو تم اپنے ساتھ نہیں لے جاؤ گے جو تم ساتھ لے جاؤ گے وہی روپیہ ہے جو تم خدا تعالیٰ کے راستہ میں دیتے ہو، اگر تم اس راز کو سمجھ لو تو تمہاری زندگی صحیح معنوں میں خوشحال اور آسودہ ہو جائے گی ورنہ خوب یاد رکھو کہ مال اپنے ساتھ روح کا افلاس لاتا ہے جس سے انسان کے دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا مال دار کا دل ہمیشہ اندر سے جلتا ہے جس دل کے اندر مال کی محبت پیدا ہو گئی وہ دل ہمیشہ کے لئے دکھی ہو گیا اگر اپنے دلوں کو سکون پہنچانا چاہتے ہو تو اس اصول کو اپنی گرہ میں باندھ لو۔

دس تبلیغی مرکز قائم کرنیکا عزم

تراجم قرآن فنڈ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہو چکا ہے شاید اس تحریک میں دو لاکھ سے بھی زیادہ ہو جائے لیکن تیسری تحریک جو ۱۹۴۴ء میں کی گئی کہ دنیا میں دس مزید تبلیغی مرکز قائم کئے جائیں ان مشنوں کو قائم [illegible] ایک جماعت نے عزم کیا ہے لیکن یاد رکھو اگر تمہاری قوم کا عزم پورا نہ ہوا تو یہ قوم زندہ رہنے کی [illegible] نہیں معمولی انسان بھی [illegible] کوئی عزم کر لیتا ہے تو وہ بھی اپنے اس عزم کو پورا کر لیتا ہے لیکن اگر ایک جماعت عزم کرے اور وہ اس عزم کو پورا نہ کرے تو وہ دنیا میں زندہ رہنے کے قابل نہیں۔ اس تحریک کے متعلق میں [illegible] دو باتیں پیش کی تھیں کہ ہم ان دو طریقوں سے روپیہ جمع کر کے پانچ سالوں کے لئے پختہ انتظام کر لیں جن نوجوانوں نے اس کام کے لئے اپنی زندگیاں دے دی ہیں ان کو میں بہادر سمجھتا ہوں انھوں نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا ہے ہمیں بھی چاہیئے کہ انہیں ہر قسم کے مالی فکر سے یا معاش کے فکر سے آزاد کر دیں۔ ہم کو یہ انتظام کرنا چاہیئے کہ جو مشن بھی ہم قائم کریں اس کے لئے روپیہ کا پختہ انتظام ہو اتنا سرمایہ ہمارے ہاتھ میں ہو کہ کم از کم پانچ سال تک کام کے رک جانے کا کوئی فکر نہ ہو۔ اس کے لئے میں نے دس لاکھ روپیہ کی اپیل کی تھی جس میں سے پانچ لاکھ روپیہ وصیتوں کے ذریعہ سے اور پانچ لاکھ روپیہ چندوں کے ذریعہ سے جمع کرنے کے متعلق میں نے کہا تھا۔

تزکیہ نفس مالی قربانی سے ہوتا ہے

خوب یاد رکھو کہ تزکیہ نفس بغیر مال دینے کے نہیں ہو سکتا تقویٰ اور کیرکٹر پیدا نہیں ہو سکتا جب تک انسان مال کی قربانی نہ کرے ہم نے اپنی ہمت اور سمجھ کے مطابق اس کام کو کرنا ہے ہماری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ اس وقت اس کام کو کرنے کا یہی طریقہ ہے اگر ایک دفعہ جماعت اس تبلیغی مشینری کو حرکت میں لے آئے تو اس میں ایک Momentum پیدا ہو جائے گا اور اس کے بعد خود بخود اس کا انتظام ہوتا چلا جائے گا اور اس کے لئے خدا تعالیٰ بیشمار سامان پیدا کر دے گا۔

دس لاکھ روپیہ دو طریقوں سے جمع کرنا ہے

جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں اس دس لاکھ روپیہ کو دو طریقوں سے جمع کرنا ہے وصیتوں سے پانچ لاکھ اور پانچ لاکھ روپیہ چندوں سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری ساری جماعت وصیت کرنے پر آمادہ ہو جائے تو صرف وصیتوں سے ہی پچاس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔

دو گروہوں سے اپیل

وصیتوں کے متعلق میں خاص طور پر دو گروہوں سے اپیل کرتا ہوں ان بیٹوں کو اپیل کرنا چاہتا ہوں جن کے باپوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی وہ اپنے والدین سے کہیں کہ وہ وصیت کریں ہر ایک بیٹا جس کے دل میں اسلام کیلئے درد اور تڑپ ہے وہ اپنے باپ سے کہے کہ میں آپ کے مال سے نہیں لوں گا بلکہ خدا کے دیئے ہوئے مال سے لوں گا۔ بہت سے ہم میں سے زندگی کی آخری منزل [illegible] اور دوسری [illegible] کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

میں نے کوئی ایسی تحریک نہیں کی جس میں پہلے خود حصہ نہ لیا ہو

ہم ایک دوسرے کو اس طرف توجہ دلائیں اور دوسروں کو کہنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم خود اس کام کو کر کے دکھائیں۔ میرا اپنا اصول یہی رہا ہے میں نے کوئی تحریک کبھی نہیں کی جس میں پہلے خود حصہ نہ لیا ہو۔ جب میں نے وصیت کرنے کے متعلق جماعت کو اپیل کی تو اس وقت میں نے خود ایک تہائی کی وصیت کی اور جب میں نے یہ کہا کہ دوست اپنی زندگیوں میں ہی اس وصیت کو ادا کرنے کی کوشش کریں اس کے لئے میں نے بھی کوشش کی اور اس کے لئے بھی خدا نے انتظام کر دیا۔

ایک دوسرے کو اچھے اعمال کی ترغیب دو

بیٹوں کے علاوہ خاوند بیویوں سے اور بیویاں خاوندوں سے اپیل کریں کہ وہ وصیت کریں۔ خوب یاد رکھو باپ اور بیٹے، میاں اور بیوی آخرت میں بھی وقت ایک جگہ اکٹھے ہوں گے جب ان کے اعمال بھی اکٹھے ہوں سو ایک دوسرے کو ان اعمال کی ترغیب دو جن سے تم آخرت میں اپنے پیاروں کے ساتھ اکٹھے رہو۔

- - - - - - - -

ایک تہائی تک وصیت کو پہنچانے کی کوشش کرو

دوسرے میری یہ درخواست ہے کہ جن لوگوں نے دسویں حصہ کی وصیت کی ہے وہ اسے کچھ اور بڑھا دیں تیسرے چوتھے اور پانچویں حصہ تک جتنا وہ چاہیں وصیت کریں یہ وقت کام کا ہے اور خوب یاد رکھو خدا کسی کا لحاظ نہیں کرتا ترازو میں اعمال تلتے ہیں لفظ نہیں تلتے ایک تہائی تک وصیت کو پہنچانے کی کوشش کرو کیونکہ ایک تہائی تک وصیت کرنا شریعت کی حد ہے اور تیسرے یہ بھی میری گذارش ہے کہ وصیت کے مال کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ مگر میں اس مطالبہ کو وصیت کے حکم کی تعمیل میں روک نہیں بنانا چاہتا۔ جو اپنی زندگی میں ادا کر سکتا ہے کر دے اور جو نہیں کر سکتا وہ نہ کرے۔

ساڑھے تین لاکھ روپیہ اس سال چندوں سے جمع کرنا ہے

ایک آخری بات رہ گئی ہے وہ یہ کہ دوسرا حصہ اس تحریک کا یہ تھا کہ پانچ لاکھ روپیہ چندوں سے جمع کیا جائے اس میں پچاس ہزار انجمن نے ڈالا ہے اور اب ڈیڑھ [illegible] کے لگ بھگ وہ رقم ہو چکی ہے۔ چندوں کے ذریعہ اس رقم کا پورا کرنا سب سے مشکل کام ہے اس کو بھی ہمیں پورا کرنے کی [illegible] کوشش کرنی چاہیئے [illegible] سے اس سال کے اندر اندر جمع کرنا ہے آپ اپنی جیب سے بھی دیں اور دوسرے مسلمانوں سے بھی اسکو جمع کریں۔ ہمارے قادیانی دوستوں کی ہمت کو دیکھو کہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں مگر ان لوگوں سے چندے بھی مانگتے ہیں میں بھی اور تحریک کرتا ہوں کہ تم اپنوں سے بھی اور دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ جمع کرو یہ نیکی کا کام ہے تم نے اس کام کو اپنے نفس کے لئے نہیں کرنا بلکہ خدا کے دین کے لئے کرنا ہے، اگر تم اپنے نفس کے لئے اس کام کو کرو تو یہ ذلت کا مقام ہے لیکن اگر تم خدا کے دین کے لئے دست سوال دراز کرو گے تو یہ تمہاری عزت کا باعث ہو گا۔ ایک دفعہ مولوی یعقوب خاں صاحب کے دل میں سپین مشن کے لئے تحریک پیدا ہوئی انھوں نے اس کے لئے اپیل کی اور صرف اخبار کے ذریعہ سے سات ہزار روپیہ جمع کر دیا حالانکہ مشن قائم نہ ہوا تھا اور اب تو اس مشن کا انتظام ہو چکا ہے۔ برلن مسجد کے لئے مولوی صدر الدین صاحب باہر نکل گئے تھے اور خدا تعالیٰ نے اس کام کو بھی پورا کر دیا تھا میں بھی اسی تحریک میں کام کروں گا۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں مولوی صدر الدین صاحب، مولوی یعقوب خاں صاحب اور اپنے ذمہ ڈالتا ہوں باقی [illegible] دو لاکھ میں جماعت کے دو سو آدمیوں کے ذمہ ڈالوں گا۔ . . . .

- - - - - - - -

اگر جماعت عزم کرے تو اللہ اس کام میں برکت ڈالے گا

نہایت ضروری کام ہے جو آپ لوگوں [illegible] لوگوں کے نام انتخاب کروں گا [illegible] کرنا ہو گا اس کام کے لئے سید [illegible] اور دوستوں کو بڑی محنت اور [illegible] اس کام کو کرنا ہو گا میں آپکو یقین دلاتا [illegible] ہماری جماعت اس کام کو کرنے [illegible]

- - - - - - - -

آئندہ امتحان قرآن کریم

آخر مارچ ۱۹۶۱ء میں ہو گا

جس میں

سورۃ النساء کا امتحان لیا جائے گا

اور اس کے ساتھ

سیرت نبوی صلعم کے متعلق بھی امیر ایدہ اللہ کی کتاب محمد مصطفیٰ سے سوالات ہوں گے

اس امتحان کے متعلق امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

ہے کہ ممکن ہے کہ بعض احباب کا خیال ہو کہ انہیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں [illegible] میں بیٹھیں مگر امتحان تو محض ایک بہانہ ہے اس طرح قرآن کریم کے مطالعہ میں گہری نظر سے عبور کا موقع مل جائے گا اور شاید تعلم حاصل ہونے سے [illegible] بھی توفیق مل جائے اسلئے

حضرت ممدوح نے یہ ارشاد فرمایا

"جماعتوں میں جمعہ کے خطبوں [illegible] طور پر توجہ دلائی جائے مبلغین [illegible] علاقوں میں اس طرف توجہ دلا [illegible] وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں اس امتحان [illegible] سکولوں کی اوپر کی [illegible] کالجوں کے کل طالب علم شامل [illegible] جماعتوں کے سیکرٹری خطیب [illegible] اصحاب اور مبلغین خصوصیت [illegible] کریں"

شمولیت امتحان کی تمام [illegible] بخدمت جنرل سیکرٹری صاحب [illegible] اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس [illegible] آنی چاہئیں۔

پیغامِ صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۶

قادیانی پراپیگنڈا کے اصول

"الفضل" کے ایک مضمون کا جواب

الفضل مورخہ یکم فروری سنہ ۴۶ء میں مولوی علی محمد صاحب اجمیری کا ایک مضمون "غیر مبائعین نے ایک اور حدیث وضع کرلی" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کی تمہید "جھوٹ کیخلاف ایک فرمان نبوی" سے "انفاقی" کے عنوان سے [illegible] بات پر کیا ہے کہ لاہور والے جھوٹ [illegible] ہیں۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے اعلیٰ مقام کو احادیث سے ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث وضع کی اور اب لاہور والوں نے میاں محمود احمد صاحب کے دعوئے مصلح موعود کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک اور حدیث وضع کرلی ہے چنانچہ مکرمی مولوی فضل الرحمان صاحب قمر سامانوی کی جلسہ سالانہ کی ایک تقریر کا اقتباس درج کیا ہے "آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اس امت میں ہر مصلح جو آئیگا وہ صدی کے سر پر آئیگا لیکن ہمیں بتایا جانا چاہئے کہ میاں صاحب بحیثیت مصلح کس صدی کے سر پر آئے ہیں" اس اقتباس کو درج کرکے رقمطراز ہیں "ہماری طرف سے غیر مبائعین کے مستند علما کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کا ثبوت پیش کریں یا کوئی مرفوع متصل حدیث نہیں ضعیف روایت ہی سہی جس میں آنحضرت صلعم نے ہر مصلح کے لئے صدی کے سر پر آنا بیان فرمایا ہو"۔ پھر لکھا ہے کہ حدیث مجدد کو پیش کرنا بیسود ہوگا کیونکہ وہ حدیث صدی کے دوران میں کسی مصلح کے آنے کو مانع نہیں — اس کے علاوہ لکھا ہے، جن لوگوں نے بھرے مجمع میں الفاظ سنے اور خاموش رہے اور پھر انہیں بڑے فخر سے اپنے آرگن میں شائع کیا ان کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے۔ اس کے علاوہ تعلّی بھی ہے کہ ان کے انتقاد کے مقابلہ کا جماعت لاہور میں کوئی عالم نہیں —

ہم کسی کے متعلق اپنی رائے کے اظہار کو مناسب نہیں سمجھتے لیکن مولوی اجمیری صاحب نے انتہائی مغالطہ، علمی سطحیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے بیخبری کی بنا پر جماعت احمدیہ لاہور کے بعض حضرات پر جھوٹی حدیثیں وضع کرنے کا الزام لگایا ہے اور جھوٹ بولنے والے قرار دیا ہے اور ان کے قلم کے متعلق دنیا کو رائے قائم کرنے کی دعوت دی ہے اس لئے ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ مولوی اجمیری صاحب اور قادیانی پراپیگنڈا کی ٹیکنیک کے متعلق کچھ عرض کریں۔ قادیانی پراپیگنڈا کے بڑے بڑے اصول یہ ہیں۔ مسائل پر بحث کرتے ہوئے مغالطہ سے کام لو۔ جھوٹ دلیری سے بولو۔ اور کئی دفعہ اس کا اعادہ کرو کہ وہ دنیا کو سچ نظر آنے لگے اور جب کوئی بہت بڑا جھوٹ بولنا ہو تو [illegible] خیال ہو کہ دنیا اسے کسی صورت میں قبول نہیں کریگی تو اپنے جھوٹ کو پیش کرتے ہوئے اپنے مضمون یا خطبہ کی تمہید [illegible] سے اٹھاؤ اور اس کے بعد [illegible] جھوٹ بولو۔ اگر دیکھو کہ لوگوں پر اثر نہیں ہوا تو تعلّی کرو اگر اتنے پاپڑ بیلنے کے باوجود یہ خیال ہو کہ کامیابی نہیں ہوئی تو چیلنج کرو کہ لوگوں کے اعصاب کو مختل کرو اگر یوں احتمال واقع نہ ہو اور لوگوں کے دماغی توازن میں کوئی کیفیت پیدا نہ ہو تو انہیں خوابیں بیان کرکے پریشان کرو اگر یہ سب حربے ناکام ہوں تو انہوں کو منافق اور دوزخی [illegible] حقیقت کو [illegible]۔

اجمیری صاحب نے بھی بسیویں صدی کے ان سنہری اصولوں پر عمل کرنا شروع کردیا ہے۔ [illegible] اور ذہنی طبیعت میں ایک جھجک ہے اس لئے بعض ناگزیر حالات سے مجبور ہوکر ان اصولوں پر عمل کرنے لگے ہیں مغالطہ دیتے ہیں تعلّی کرتے ہیں خود جھوٹ بولنے سے پیشتر دوسروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے بھی ہیں لیکن ابھی ان کے جھوٹ میں وہ بیساختگی اور پختگی پیدا نہیں ہوئی جو قادیانی پراپیگنڈا کی ٹیکنیک پر پورا اترسکے۔ افسوس کا مقام ہے کہ بعض ذہین لوگ بھی قادیانی نظام کی افتاد سے مجبور ہوکر جھوٹ بولنے پر مجبور ہیں۔ ان کے دماغوں سے عامیانہ پراپیگنڈا کی سڑاندھ اٹھ رہی ہے۔

اس مضمون کے سیاق میں لکھا ہے کہ محترم مصری صاحب نے حضرت امیر جماعت احمدیہ کے اعلیٰ مقام کو احادیث سے ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث اپنی طرف سے وضع کی اس کا محترم شیخ صاحب کی طرف سے تسلی بخش جواب دیا جاچکا ہے اور آپ قادیانی مضمون نگاروں کے انعامی چیلنجوں کو قبول کرچکے ہیں لیکن وہ چیلنج دینے والے بالکل خاموش ہیں اور اپنی خاموشی سے اس بات کو ثابت کرچکے ہیں کہ محترم مصری صاحب نے جو کچھ لکھا وہ بالکل درست ہے اور جو کچھ قادیانی مضمون نگاروں نے لکھا وہ محض پراپیگنڈا کے طور پر تھا ورنہ اگر ان کے پاس صداقت ہوتی تو خاموش ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

دوسرے اس مذکورہ مضمون میں مولوی فضل الرحمن صاحب سامانوی کے اس فقرہ پر کہ "آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد ہے کہ اس امت میں ہر مصلح جو آئے گا وہ صدی کے سر پر آئے گا لیکن ہمیں بتایا جائے کہ میاں صاحب بحیثیت مصلح کس صدی کے سر پر آئے ہیں" یہ اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی کوئی حدیث پیش کی جائے جس میں آنحضرت نے ہر مصلح کے لئے صدی کے سر پر آنا بیان فرمایا ہو۔ حدیث مجدد کو یہاں پیش کرنا بیسود ہے کیونکہ صدی کے دوران میں کسی مصلح کے آنے کو یہ حدیث مانع نہیں ہے۔ ہمارے خیال اور عقیدہ کی رو سے حدیث مجدد کا مطلب بھی یہ ہے کہ امت محمدیہ میں آنحضرت صلعم کے بعد ہر مصلح جو آئے گا وہ صدی کے سر پر ہی آئیگا اور ہمارا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہے [illegible] ان پر اعتراض کرنا ہے درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فتح اسلام صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں:-

"ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے ...."

اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں:-

"نبی کی وفات یا اس کے روحانی قائم مقام کے [illegible] ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی قویٰ کے الوداع کی خبر دینے والا ہے گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا [illegible] سے [illegible] آسمانی [illegible] سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہوجاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لئے اندر ہی اندر تیار ہورہتے ہیں اس کی طرف اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شہر ...."

اگر مولوی اجمیری صاحب اس فقرہ کو "کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اس امت میں ہر مصلح جو آئیگا وہ صدی کے سر پر آئیگا" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مندرجہ بالا واضح ارشاد کی روشنی میں دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوجائیگا کہ انکے سطحی اعتراض کی زد کہاں پڑتی ہے معلوم دیتا ہے کہ انہوں نے حضرت صاحب کی کتابوں کو غور سے نہیں [illegible] ورنہ وہ حدیث مجدد کے حقیقی مطلب کو سمجھتے ہیں اور یا انھوں نے دیدہ دانستہ جھوٹ بولا ہے اگر انہوں نے واقعی دانستہ جھوٹ بولا ہے تو یہ بات بہت ہی افسوسناک ہے اس بہتان کو انہیں واپس لینا چاہیئے کہ جماعت لاہور نے کوئی حدیث وضع کرلی ہے اگر وہ حدیث مجدد کے حقیقی مفہوم کو نہیں سمجھے تو اس کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک عین حضرت مسیح موعود کے مذہب کے مطابق ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی ہر ایک مصلح اور مجدد کی بعثت کو لیلۃ القدر سے مخصوص فرمایا ہے اور لیلۃ القدر کی وضاحت فرماتے ہوئے مصلح کی بعثت اور صدی کے سر کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے کوئی مصلح حدیث مجدد کی حدود اور علامات سے بے نیاز ہوکر ظاہر نہیں ہوسکتا اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور جو لوگ صدی کے دوران میں کسی مصلح کی ضرورت اور بعثت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ درحقیقت آنحضرت صلعم کی اس پیشگوئی کے حقیقی منشاء کو فراموش [illegible]

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر [illegible] اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات [illegible] مصروف ہیں۔

درخواستہائے دعا (۱) [illegible] خدا بخش [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مکرم دوست سید عبدالمجید [illegible] بعارضہ فالج بیمار ہیں [illegible] عبدالغفور [illegible] صاحب بھی بعارضہ [illegible] بیمار [illegible] احباب کرام ان کے لئے دعا [illegible] فرمائیں۔

(۲) ڈاکٹر عبدالعزیز [illegible] کی صاحبزادی بھی بیمار ہے اس کے لئے دعا [illegible] فرمائی جائے۔

افسوسناک خبریں (۱) یہ خبر جماعت کے حلقوں میں افسوس کیساتھ سنی جائے گی کہ جناب محمد بخش صاحب آسٹریلیا والے جو جماعت کے نہایت مخلص رکن تھے آسٹریلیا میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ب) مکرم مرزا معصوم بیگ صاحب چمبہ سے تحریر فرماتے ہیں:- میری ہمشیرہ جو سخت بیمار تھی ...... وہ بیماری کل مورخہ ۲۸ جنوری کو اس دنیائے فانی کو چھوڑ گئی۔ دس مہینے تک ہم سب نے کوئی دقیقہ علاج کا نہ چھوڑا مگر کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ مرحومہ اپنے پیچھے چھ بچے چھوڑ گئی ہیں سب سے چھوٹے بچہ کی عمر تین سال ہے چھوڑ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا کرے"

ہمیں اس صدمہ میں مرزا صاحب موصوف سے گہری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ج) حکیم الٰہی بخش صاحب نو نخانہ بازار لاہور چھاؤنی سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ صاحبہ کچھ عرصہ بعارضہ تپدق بیمار رہ کر وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے حکیم صاحب اور جملہ لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آنحضرت صلعم کی صداقت اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر ایک چھوٹی سی آیت میں پچاس دلائل

(از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

معارف قرآن مجید اور حضرت مسیح موعودؑ

علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے حقائق اور معارف قیامت تک کھلتے رہیں گے یہ امر بھی ظاہر ہے کہ آیت لا یمسہ الا المطہرون کی نص صریح کی رو سے جس شخص پر ان معارف قرآنیہ کا کثرت سے انکشاف ہو وہ شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ امت مسلمہ کی ساری تاریخ ایسا شخص پیش کرنے سے قاصر ہے جو کثرت سے قرآن مجید پڑھتا اور جس کا وظیفہ زندگی محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت اور قرآن مجید کی حقیقت ایسے دلائل اور براہین سے ثابت کرنا ہو جس کی نظیر علماء سلف اور اس کے معاصر علماء میں نہ پائی جاتی ہو۔ ہمارے اس زمانہ میں بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم مرزا غلام احمد ہی وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ عشق کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنی سب سے پہلی تالیف براہین احمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر جو دلائل اور براہین قرآن مجید سے پیش کئے ہیں وہ معارف قرآنیہ کا ایک روشن باب ہے اس کے بعد بھی آپ نے اپنی دوسری کتب میں ان موتیوں کو جگہ جگہ بکھیرا ہے[1] مگر براہین احمدیہ میں یہ دعوے کہ ۳۰۰ دلائل اس قسم کے پیش کئے جائیں گے کسی مصلحت ربی سے پورا نہ ہوا دل کی بات زبان پر آ کے رک نہیں سکتی کہ براہین احمدیہ جیسی اعلیٰ پایہ کی کتاب کے چاروں حصص پڑھ لینے کے بعد کام و دہن اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ کاش اس قسم کی معرفت سے قدرے اور لطف اندوز ہوتے مگر ناقابل انکار حقیقت ہے کہ

عالم سوز و ساز میں وصل سے بڑھکر ہے فراق
وصل میں مرگ آرزو ہجر میں لذت طلب

اگر حضرت صاحب معارف قرآن مجید اور دلائل و براہین صداقت رسول اللہ صلعم کو ختم کر جاتے تو ہمیں تلاش و جستجو کی لذت سے محروم کر دیتے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہار عشق کی راہ بھی مسدود

---

[1] کاش مسلمان مخالف علماء کی کتب پڑھنے کی بجائے خود حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ کر کے ان کے بارہ میں انصاف کرتے کسی شئے پر مخالف زاویہ سے نظر کرنا اس کی اصلیت کو اوجھل کر دیتا ہے۔

کر جاتے۔ مگر یہ لوگ انسان کے غور و فکر پر مہر لگانے کے لئے نہیں بلکہ اسے زیادہ تیز اور مجلی کرنے کے لئے آتے ہیں۔

گذارش احوال واقعی

انجمن کے سالانہ جلسہ پر مجھے کسی نہ کسی موضوع پر تقریر کرنے کے لئے کہا جاتا ہے ان سالانہ تقاریر کو میں نے کبھی مرہون قلم نہیں بنایا۔ احباب کی متواتر فرمائشوں اور گلہ گذاریوں کے باوجود طبیعت اس طرف نہیں آتی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک مرتبہ تاکیداً فرمایا کہ قرآن مجید اور علوم جدیدہ پر میں ایک کتاب لکھوں پارسال گرمیوں میں عزیزی مرزا مظفر بیگ صاحب نے بڑے اصرار سے لکھا کہ آپ اس قسم کے مضامین جمع کر دیں اس کی طباعت و اشاعت کا تمام اہتمام ہم کریں گے مگر جو چیز مجھے روکتی ہے وہ اپنے علم کی کمزوری ہے لوگ ہر سال ان تقاریر کی تعریف کرتے ہیں پر جی یہ چاہتا ہے کہ اہل علم لوگ میری غلطیاں (۱) اس (۲) مزید برآں خود سائنس کی تاریخ درحقیقت انسانی عقل کی مسلسل غلطیوں کی داستان ہے اس لئے انکشافات کی بناء پر قرآن مجید کی تفسیر کرنا ایک خطرہ کو دعوت دینا ہے تاہم یہ امر مسلم ہے کہ نیچر میں کوئی غلطی اور نقص نہیں اس کے قوانین حق اور صداقت پر مبنی ہیں غلطی ہمارے فکر کی اور قصور ہمارے فہم میں ہوتا ہے اسی طرح قرآن مجید کی شان "لاریب فیہ" ہے غلطی ہمارے استنباط اور استدلال میں ممکن ہے خطرہ کے ان دو مرحلوں کے اظہار کے بعد موجودہ سائنس کی تحقیقات کی روشنی میں معارف قرآن کی ایک قسط جو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تنگی وقت کی وجہ سے ناتمام رہ گئی تھی ایڈیٹر صاحب کے اصرار کی تعمیل میں پیش ہے۔ وباللہ التوفیق۔

آیات قرآن مجید میں خوبیاں

حسن کلام بالعموم تین قسم کے زاویہ نگاہ سے پرکھا جاتا ہے۔

(ا):
الفاظ کی موزونیت معنوی خوبصورتی اور ترتیب کے لحاظ سے۔

(ب)
فلسفیانہ۔ سائنٹفک یا علمی اعتبار سے

(ج)
اخلاقی روحانی تاثر کے زاویہ نگاہ سے

کبھی ایک کلام اپنے الفاظ کی بندش اور جملوں کی ترتیب کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ معیار پر اترتا ہے مگر فلسفیانہ اور علمی اعتبار سے اس کے اندر کوئی خوبی نہیں پائی جاتی ایک اور کلام علمی اعتبار سے بلند ہو سکتا ہے مگر اس کے الفاظ کی ترتیب پراگندہ اور بے ربط ہوتی ہے اور اگر حسن اتفاق سے کسی کلام میں یہ دونوں خوبیاں جمع ہو جائیں مگر اس کلام کا اثر انسان کے اخلاق پر کچھ نہ ہو تو اس کی اخلاقی حیثیت صفر رہ جاتی ہے سب سے اعلیٰ درجہ کا کلام وہی ہو سکتا ہے جو ان تینوں خوبیوں کا جامع ہو قرآن مجید کی بیشمار تفاسیر لکھی گئی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی مگر اس کے مضامین کا استقصاء یا خلاصہ بیان کرنا نہایت مشکل امر ہے کیونکہ اس کے حقائق بے شمار اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم ہونے والے نہیں مگر سب سے اعلیٰ تفسیر وہی ہوگی جو انسان کے دل کے اندر اس کے کلام کی خوبصورتی۔ صداقت اور حسن اخلاق کا نور پیدا کرنے والی ہو گی۔

قرآن مجید کی جس آیت پر میں نے سالانہ جلسہ میں تقریر کی اس میں یہ تینوں خوبیاں باہم ہو کر بیان کی گئی ہیں آیت یہ ہے:۔

ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانها وغرابیب سود

(قرآن مجید ۳۵: ۲۵)

تجزیہ اور تشریح الفاظ

(۱) واؤ جو اس آیت کا پہلا حرف ہے اسے مفسرین نے واؤ مستانفہ لکھا ہے گویا اس آیت کا کوئی تعلق آیت ماقبل سے نہیں لیکن واؤ فی الحقیقت پہلے جملہ کے ساتھ دوسرے جملہ کا تعلق ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے اس لئے بالعموم واؤ عاطفہ ہوتی ہے جو دوسرے جملہ کو پہلے جملہ کی طرف لوٹاتی ہے یا سننے والے کو پہلے جملہ کی طرف توجہ دلاتی ہے یہاں بھی واؤ عاطفہ ہے جو اس آیت کو آیت ماقبل الم تر ان اللہ انزل من السماء الخ کی طرف لوٹاتی ہے اس بنا پر رنگوں کے متعلق ایسا فلسفیانہ مضمون ثابت ہوتا ہے جو موجودہ علمی تحقیقات کے عین مطابق ہے مگر آج سے سو سال پہلے دنیا کا کوئی فلاسفر اس علمی تحقیق سے واقف نہ تھا پس اس امر واقعہ کو زیر نظر رکھکر یہ ایک بسیط دلیل ہے اس امر کی کہ قرآن مجید فی الحقیقت عالم الغیب کا کلام ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔

(۲) اس آیت میں ایک دوسری واؤ جو بیض اور حمر (سفید رنگ اور سرخ رنگ) کے درمیان میں ہے وہ واؤ بھی عاطفہ ہے مگر اس میں عطف خاص علی العام ہے سفید اور سرخ دونوں رنگوں میں عام کا عطف خاص پر ڈالنے سے قرآن مجید نے فلسفہ رنگ سے ایک اور علمی انکشاف کا اظہار کیا ہے جو زمانہ حال کی تحقیقات کا ایک مستقل باب ہے

(۳) اس آیت میں تیسری واؤ بھی عاطفہ ہے مگر مغائرت کی واؤ کہلاتی ہے جس کی رو سے غرابیب سود (سیاہ رنگ) کو ... سے مستثنےٰ کر دیا گیا ہے اور یوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت پر ایک سائنٹیفک اور علمی برہان پیش کی ہے اس حقیقت کو عوام تو کیا اب بھی اہل علم ہی جانتے ہیں۔

(۴) من: حرف من قواعد عربیہ کی رو سے ابتداء الغایۃ کے لئے ہو تو بھی رنگوں کی جدید تحقیقات پر روشنی ڈالتا ہے اور اگر تبعیض یا تبیین کے لئے ہو تو بھی اللہ کی قدرت اور حکمت کو ظاہر کر کے بالواسطہ قرآن مجید کی صداقت علمیہ پر دلیل ہے

(۵) الجبال: جبال پہاڑوں کو بھی کہتے ہیں ان میں رنگوں کا نفوذ و اثر خاص ... کبھی جبال سے مراد کسی شئے کی کثرت اور تعظیم ہوتی ہے اس اعتبار سے ... شئے کی عظمت۔ قوت اور کثرت کو ظاہر کرتا ہے جو رنگوں کو لیکر آسمان سے اترتی ہے قرآن مجید میں جبال سے مراد بادل بھی ہیں جیسا کہ فرمایا وینزل من السماء من جبال فیها من برد (اور وہ) موٹی برفانی بادلوں کی تہ میں سے گزار کر ... پیدا کرنے والی شئے کی ٹھنڈک ... پہنچانا اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی کتنی حکمتیں اور دانائیاں پوشیدہ ہیں اسے موجودہ زمانہ کا ہیئت دان ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔

(۶) جدد: قطع ٹکڑے۔ طریق ... سریع السیر (تیز چلنے والے) ... معنی رنگوں اور روشنی کی تحقیق جدید پر روشنی ڈالتے ہیں۔

(۷) بیض:۔ سفید جمع کے صیغہ میں یہ لفظ عربوں کے احساس الوان کے کمال پر دلالت کرتا ہے اور عربی زبان کے کمال زبان اور محمد رسول اللہ صلعم کے امی نبی ہونے پر گواہ ہے۔

(۸) حمر: سرخ جمع کے صیغہ میں یہ بتانے کے لئے ہے کہ سرخ رنگ بھی ایک نہیں بلکہ اس کے بھی کئی درجے ہیں رنگوں کے سلسلہ میں اسے آخر پر رکھنے اور ... مختلف الوانها کو ختم کر دینے میں قرآن مجید نے ایک ایسے کمال کا اظہار کیا ہے جس سے اہل علم ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

(۹) مختلف الوانها: بلحاظ ... مختلف الوانها میں ها کی ضمیر بیض اور حمر دونوں کی طرف پھرتی ہے ... جاننے والے قرآن مجید کے اس اعجاز کو دیکھکر اس کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ... زوج زوج ہونے کی ... رنگوں کے متعلق حال ہی ...

ادارۂ تعلیم قرآن

ادارۂ تعلیم قرآن کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سالانہ جلسہ پر تحریک فرمائی حاضرین جلسہ نے بانشراح صدر اس کو لبیک کہا اور خدا کے فضل سے ایک مختصر مگر ایثار مجسم قوم نے آناً فاناً ایک لاکھ کے قریب عطیات کا وعدہ کر کے اپنی شاندار قومی روایات کا ثبوت دیا۔ قبل ازیں ایک فہرست ان اصحاب کی جنہوں نے ادارۂ تعلیم قرآن کے لئے مختلف قسم کے کمروں کا وعدہ فرمایا ہے شائع ہو چکی ہے۔ آج کی اشاعت میں مزید نام جنہوں نے کمروں کا یا نصف ماہ کی تنخواہ کا وعدہ کیا ہے درج کئے جاتے ہیں یہ فہرست ۲۶ رجنوری تک کی ہے اس کے بعد جو وعدے یا رقوم وصول ہوں گی وہ آئندہ اشاعت میں دی جائیں گی۔

مرتضیٰ خاں ۲۸/۱/۴۶

کمروں کے وعدے

(۱) مسز بشیرا نور صاحبہ معرفت جناب سید بشیر حسن شاہ صاحب	ایک کمرہ	۵۰۰
(۲) سیدہ صفیہ بیگم صاحبہ مسلم ٹاؤن لاہور	ایک کمرہ	۵۰۰
(۳) بابو علم دین صاحب آسن سول	ایک کمرہ	۵۰۰
(۴) بیگم صاحبہ شیخ ایزد بخش صاحب پشاور بشمولیت بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	ایک کمرہ	۵۰۰
(۵) خانصاحب میاں رحیم بخش صاحب ایم۔ اے	ایک کمرہ	۵۰۰
(۶) شیخ میاں شریف احمد صاحب امرتسر	ایک کمرہ	۲۵۰
(۷) قاضی عبدالعزیز صاحب لاہور چھاؤنی بوساطت مولانا مصری صاحب	ایک کمرہ	۵۰۰

پندرہ دن کی آمد کے وعدے

خطوط کا خلاصہ

(۱) شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں:۔

میں آپ کی اپیل کے جواب میں پندرہ دن کی آمدنی پیش کرتا ہوں اطلاعاً عرض ہے۔

(۲) ملک خدا بخش صاحب لدھیانوی تحریر فرماتے ہیں:۔

حضور کی اپیل دربارہ ادارہ تعلیم قرآن مجھے ملی۔ میں حضور کی اپیل پر لبیک کہتا ہوں۔ مبلغ پچاس روپے پندرہ دن کی آمد حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ جلدی بھیج دوں گا۔

(۳) شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں:۔

آپ کی اپیل کے جواب میں میرے والد محترم شیخ محمد لطیف صاحب نے اپنی پندرہ دن کی آمد دینے کا وعدہ کیا ہے جو ۲۷۵/۰/۰ روپے کی رقم بنتی ہے۔ با قساط ادا کریں گے۔

(۴) بابو ثناء اللہ صاحب امرتسر سے تحریر فرماتے ہیں:۔

بجواب اپیل حضور دربارہ ادارہ تعلیم قرآن سردست مبلغ ۲۰/۰/۰ روپیہ بندہ بھیج رہا ہے۔ بقایا مبلغ ۸۰/۰/۰ روپے ادا کروں گا۔

(۵) مرزا مظفر بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب نے پندرہ دن کی تنخواہ کا مطالبہ فرمایا ہے ۱۲۰/۰/۰ کا نصف ۶۰/۰/۰ بنتا ہے۔ مگر میں ۲۶۰/۰/۰ روپے پیش کرتا ہوں۔

(۶) چوہدری احمد علی صاحب مرار سے تحریر فرماتے ہیں:۔

جماعت مرار سے مندرجہ ذیل اصحاب نے حضرت امیر کی تحریک پندرہ دن کی آمدنی ادارہ تعلیم قرآن میں دینے کا وعدہ کیا ہے اور کچھ اصحاب کی طرف سے وصول بھی ہو چکے ہیں۔

(۱) چوہدری غلام محمد صاحب نمبردار (۲) چوہدری مراد علی صاحب (۳) احمد علی صاحب (۴) میاں ابراہیم صاحب (۵) منشی عبدالرحیم صاحب نمبردار فاجیوالہ (۶) بیوہ چوہدری امیر الدین صاحب مرحوم۔

(۷) خان عبدالعزیز خاں صاحب ملتان سے تحریر فرماتے ہیں

تحریک ادارہ تعلیم قرآن کے لئے خاکسار اپنی نصف ماہ کی آمد تقریباً ۵۰/۰/۰ روپے ماہوار اقساط میں ادا کرے گا۔ پہلے ہی وصایا فنڈ میں ۱۰۰/۰/۰ باقساط دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے جو ماہوار بندہ ادا کر رہا ہے۔

رقوم وصول شدہ

وصولی برجلسہ سالانہ	۴۳۸۲۳ ـــ ۱۳ ـــ ۶
میاں فضل حق صاحب امرتسر	۲۰
جناب مرزا مرتضےٰ بیگ صاحب ناندگاؤں	[illegible]
محترمہ صغرا بیگم صاحبہ بنت شیخ حفیظ اللہ صاحب	۱۰
جناب مرزا منظور احمد بیگ صاحب لاہور	۵
بیگم صاحبہ چوہدری محمد حیات صاحب چکوال	۵
محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب	۴
بیگم صاحبہ چوہدری علی گوہر صاحب سرگودھا	۵
بیگم صاحبہ چوہدری علی احمد صاحب جالندھر	۵
جناب باجی صاحبہ معرفت بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب	۵
بیگم صاحبہ خان بہادر شیخ دین محمد صاحب	۲۰
محترمہ حمیدہ حمید صاحب معرفت ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب	۵
سید دلاور شاہ صاحب کوٹ سیداں ضلع ملتان	۲۰
بیگم صاحبہ شیخ نثار احمد صاحب وزیرآباد	۵۰۰
شیخ انعام اللہ صاحب کوئٹہ	۲۵۰۰
ڈاکٹر ایں اے۔ خاں صاحب	۲
جناب سلیمان شاہ صاحب کوٹ سیداں (ملتان)	۱۰
بابو مشتاق احمد صاحب جڑانوالہ	۴
بیگم صاحبہ محمد عمر صاحب مرحوم بنہ سوجا	۲۵
شیخ نعمت اللہ صاحب سیالکوٹ	۳۹
بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب لاہور	۲۷
محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبہ شیخ غلام اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵۰۰
مولوی آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۱۰
میاں عطاء الرحمان صاحب پشاور	۱۵
میاں عبدالصمد صاحب جہلپور	۲۰
بابو ثناء اللہ صاحب امرتسر	۱۰۰
جناب محمد داؤد صاحب پٹواری بیدادی (ہزارہ)	۱۰
	۷۷۵۰ ـــ ۱۳ ـــ ۱
ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بقیہ (سابقہ وصول شدہ)	۱۲۵۱ ـــ ۸ ـــ ۰
میزان تا ۲۶/۱/۴۶	۹۰۰۲ ـــ ۵ ـــ ۱

ایک نیک سیرت خاتون کی وفات

بیگم صاحبہ جناب شیخ میاں محمد صاحب رئیس اعظم لائل پور کی وفات کی خبر پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے ان کے متعلق چند ایک باتوں کا ذکر ضروری ہے۔ بیگم صاحبہ مرحومہ ایک دولتمند خاتون تھیں لیکن باوجود اس دولت اور ثروت کے آپ اسلامی اخلاق اور سیرت کا نمونہ تھیں۔

(۱) مرحومہ میں دو بڑی نمایاں خوبیاں تھیں ایک عرصہ سے اس وقت تک جب تک وہ زیادہ بیمار نہیں ہوئیں تہجد کی نماز باقاعدہ ادا کرتی تھیں مخیر بھی بہت تھیں اور بہت سے غربا مساکین وغیرہ کی پرورش کا خیال رکھتی تھیں۔

(۲) الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے مسجد میں ان کے تجہیز و تکفین سے اگلے دن یہ اعلان فرمایا کہ مرحومہ کی جو جائداد بصورت مکانات و زمین وغیرہ ہے وہ مطابق حصص شرعی ان کے ورثا میں تقسیم ہوگی ان کی برادری میں پہلے یہ رواج نہیں کہ لڑکیوں کو بھی حصہ وراثت دیا جائے دوسرے یہ اعلان کیا کہ ان کی جائداد جو بصورت نقدی یا زیورات ہے۔ وہ خیراتی اغراض کے لئے اور تبلیغ اسلام کے لئے وقف ہوگی اور غالباً یہ رقم پچیس ہزار کے قریب ہوگی یا اس سے زیادہ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ادارہ تعلیم قرآن کے چندوں کے متعلق ضروری اعلان

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بعض احباب ادارہ تعلیم قرآن کے چندوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کب تک جانے چاہئیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض ابتدائی مراحل طے ہونے میں کچھ وقت لگ جائیگا لیکن چھ ماہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ لگ جائے لیکن احباب سے یہ التماس ہے کہ جن اصحاب نے وعدے کئے ہیں وہ انہیں جلد سے جلد یکمشت یا باقساط جیسے سہولت دیکھیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اس کام کے لئے رقم کا ہاتھ میں ہونا ضروری ہے۔ عمارت کا کام جب شروع ہوگا تو سارے روپے کی فوری ضرورت ہوگی۔

محمد علی

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بہائیت پر تحریری بحث

از جناب سید محمد امین صاحب گیلانی مولوی فاضل

(قسط نمبر ۲)

خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان نبی واسطہ ضرور ہے لیکن واسطہ خود خدا نہیں بن جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی توحید کو ان عوارض سے بلند و برتر جتلاتا ہے۔

"والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم"

پھر دوسری جگہ فرمایا:۔

"اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ و لا نوم لہ ما فی السموات والارض"

قرآن مجید کی ان آیات اور جناب بہاء اللہ کے اس ارشاد میں کہ "لا الٰہ الا انا المسجون الفرید" (بعد المشرکین سے) طراز ششم میں لکھا ہے:۔

"ان المبشر قال انہ ینطق فی کل شان اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا المھیمن القیوم"

اس حوالہ سے واضح ہے کہ جناب بہاء اللہ صاحب ہر شان میں متجمع جمیع صفات کاملہ کے الٰہ یعنی معبود ہے۔ اس کے بغیر کوئی ذات قابل پرستش نہیں۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ اسلامی توحید "لا الٰہ الا اللہ" اور بہائی توحید مندرجہ بالا میں کس قدر بعد ہے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ "یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم" پھر حکم ہوتا ہے کہ اس خدائے واحد کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ قرار دینا "فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون"۔ نیز جناب بہاء اللہ جو ارشاد فرماتے ہیں خدارا اسے بھی غور سے پڑھیں اور پھر بتلائیں کہ کیا یہی توحید ہے؟ اور کیا یہی وہ مذہب ہے جو کل ادیان عالم پر غالب آئے گا؟

"در اول بیان در ذکر من یظہرہ اللہ جل ظہورہ مے فرماید (مبشر مے فرماید۔ ناقل) الذی ینطق فی کل شان اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا رب کل شیء وان ما دونی خلقی ایای فاعبدون و ہمچنیں در مقام دیگر عند ذکر من یظہرہ مے فرماید اننی انا اول العابدین۔ حال باید در عابد و معبود تفکر نمود (مجموعہ شش الواح تجلی چہارم)

اس عبارت سے عیاں ہے کہ بہاء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے بارہ میں جناب باب نے فرمایا ہے کہ من یظہرہ اللہ رب ہوگا اور اس کے بغیر جو بھی ہے وہ اسی کی مخلوق ہے اور اس کا یہ بھی دعوٰے ہوگا کہ میری ہی عبادت کرو۔ یہاں پر حصر ہے۔ جیسا کہ ایاک نعبد میں بھی حصر ہے۔ پھر حضرت باب فرماتے ہیں کہ اگر میں من یظہرہ اللہ کے ظہور کے وقت ہوتا تو میں اس کا "اول العابدین" بنتا۔ بہاء اللہ لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے میرے ماننے والو! عابد اور معبود میں فرق کرنا کہیں مجھ کو عابد نہ سمجھ بیٹھنا۔ میں عابد نہیں ہوں بلکہ معبود ہوں اس کا خیال رہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی طور پر بہائی حضرات جناب بہاء اللہ کو معبود مانتے ہیں اور کیا بہاء اللہ شریعت بہائیہ کی قید بند سے آزاد تھا؟

پس اس کا فیصلہ بھی پہلے ہم جناب بہاء اللہ سے کرائیں گے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"ومنھا (من یظھرہ اللہ۔ ناقل) سلطنۃ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید والاختیار ولد ونہ ان یتمسک بما امر بہ من الشرائع والاحکام"

(فردوس ص ۵۸)

اس حوالہ میں صاف ہے کہ "ولدونہ ان یتمسک من الشرائع والاحکام" خود بہاء اللہ صاحب مستثنیٰ ہیں اور ان سے اس بارہ میں نہیں پوچھا جا سکتا۔ "لیس لاحد ان یعترض علیہ او یقول لم وبم" (فردوس ص ۵۸)

اب ہم بہائی حضرات کے عمل پر بھی ایک جھلکتی نگاہ ڈالتے ہیں آیا وہ بہاء اللہ کو کیا درجہ دیتے ہیں۔ ذیل تو بہائیوں کے ایک مایۂ ناز شاعر کا مستند اور مسلمہ دیوان ہے اس میں فرماتے ہیں:۔

(۱) جز خاکِ آستانِ تو مسجودِ خلق نیست
اے سجدہ گہ جہانِ روان روضۂ بہاء

(۲) گر دید انبیاء ہمہ ساجد بریں تراب
اے قبلہ گہ کرو بیاں روضۂ بہاء

(۳) اے مقصد و مقصود نہانی روضۂ ابہیٰ
اے معبد و معبود جہاں روضۂ ابہیٰ

(۴) اے مغنی اسرار نہاں روضۂ ابہیٰ
اے سجدہ گہ عالمیان روضۂ ابہیٰ

اب ہم اپنی توجہ ذرا جناب مفسر یعنی عبد البہاء کی طرف مبذول کر کے ان سے استصواب کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہائی شریعت کے مفسر ہیں اور جو اختیارات کلی انہیں حاصل تھے وہ ان کے بعد بہائی حضرات کے نزدیک اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ وہ فرماتے ہیں

"من عبد البہاء ہستم حضرت بہاء اللہ بے مثل و نظیر است کل باید توجہ بہاء اللہ نمایند در دعا این است مذہب عبد البہاء"

(بدائع الآثار جلد ۱ ص ۱۳۹)

بقول عبد البہاء۔ جناب بہاء اللہ صاحب "افق ابہیٰ" سے اس وقت بھی بہائی دنیا کو دیکھ رہے ہیں "جمال مبارک بنص صریح در کتاب وعدہ فرمود ند و نراکم من افق ابہیٰ"

(مکاتیب عبد البہاء جلد ۱ ص ۲۷۳)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا فی الواقع بہائی حضرات جناب بہاء اللہ کے جسم کے پجاری ہیں؟ ہر وہ آدمی جو بہائی لٹریچر سے آگاہ ہے۔ بخوبی جانتا ہے کہ بہاء اللہ اپنی زندگی میں جدھر جدھر پھرا اہل بہاء کا قبلہ بھی بہاء اللہ کے جسم کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا۔ آخر جب وہ وفات پا گئے تو بہائی قبلہ بھی بصورت قبر قرار پذیر ہوا۔ اسلامی تعلیم نے ہمیں سبق سکھلایا تھا "لعن اللہ الیھود والنصٰری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد"۔ لیکن بہائی تعلیم نے اس کے برعکس یہ تلقین فرمائی:۔

"اذا اردتم الصلوٰۃ فولوا وجوھکم شطری المقام المقدس الذی جعلہ اللہ مطاف الملاء الاعلٰی و مقبل اھل مدائن البقاء ...... وعند غروب الشمس الحقیقۃ والتبیان المقر الذی قدرناہ لکم انہ لھو العزیز العلام"

(اقدس)

صاحب دروس الدیانیہ نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"چنانچہ ذکر شد در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم اعظم باشیم زیرا کہ مناجات و راز و نیاز با او ست و شنوندۂ جز او نیست و اجابت کنندۂ غیر او نہ"

(دروس الدیانیہ ص ۲۵)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف واضح ہے کہ بہائی نمازوں کا مرجع صرف اور صرف بہاء اللہ ہے اور پھر بہاء اللہ ہے اور پھر بہاء اللہ نے اپنے آپ کو کامل خدائی صفات کا متحمل قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "قد ظھر من لا یعزب عن علمہ شیء" (اشراقات ص ۱۸) "و نفسی عندی علم ما کان ویکون" (اقتدار ص ۱۳)

وہ ہستی جو عالم کل ہے اور علم ما کان و ما یکون کی متحمل ہے اس سے بڑھ کر کون سی طاقت ہو سکتی ہے؟ پس اندریں حالات آپ کو اچھی طرح غور فرمانا چاہیئے کہ جس راستہ پر آپ گامزن ہو چکے ہیں وہ آپ کو کدھر لے جا رہا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

والسلام۔ آپ کا خیر اندیش
امین گیلانی حال وارد جبہ کدل سری نگر

چودھری صاحب کی طرف سے اس چٹھی کا جواب تا دم تحریر موصول نہیں ہوا۔ ما فاکتوبر ۱۹۵۹ء [illegible] مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل بہائی نے "معیار [illegible]" کے نام سے ایک رسالہ شائع فرمایا ہے جس میں انھوں نے جناب مولانا صدرالدین صاحب اور جناب مظہری صاحب کے بعض خطوط شائع فرما کر ناواقف لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے پاس بہاء اللہ کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ مولوی صاحب نے اسی رسالہ کے ص ۲۲ پر لکھا ہے کہ:۔

"جناب چودھری عبد الرحمٰن صاحب احمدی جو جماعت احمدیہ لاہور کے ممتاز ممبر ہیں اور جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب بھی لحاظ اپنے اصول تعلیمات کے حضرت بہاء اللہ کے مصدق ہیں۔ ان کے اس خط (جو کہ چودھری صاحب نے جماعت احمدیہ سری نگر کو لکھا تھا۔ ناقل) کے بعد جماعت احمدیہ اور مولانا صدرالدین صاحب خاموش ہیں"

حالانکہ میری مندرجہ بالا چٹھی کے بعد جب مولوی محمد عبد اللہ صاحب اور چودھری صاحب نے کوئی اصولی بحث نہ کی تو جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ایک پبلک جلسہ مسجد احمدیہ [illegible] میں منعقد ہوا۔ اور بہائی حضرات کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس موقعہ پر بہائی عقائد پر اصولی تنقید کی گئی۔ جس کا جواب بہائی حضرات نے نہ تحریری اور نہ تقریری دیا۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ مولوی صاحب ہم پر یہی الزام لگا رہے ہیں کہ گویا ہم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔

بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا غلط بیانی ہو سکتی ہے کہ مولوی صاحب۔ جناب مظہری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ "جناب چودھری [illegible] صاحب احمدی جماعت احمدیہ لاہور کے ممتاز ممبر ہیں"

چودھری صاحب کو مدت کا احمدیہ جماعت نے خارج کر دیا ہوا ہے۔ چودھری صاحب بجائے مکہ معظمہ کے عکا کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں۔ توحید کو خیر باد کہہ کر قبر پرستی کو اپنا لائحہ عمل بنا چکے ہیں نماز پنجگانہ کے بدلے "ادعیہ محبوب" پڑھتے ہیں۔ ماہ رمضان کو چھوڑ کر ماہ مارچ کے انیس روزوں پر یقین رکھتے ہیں خانہ کعبہ کی جگہ بغداد کی ایک بڑھیا کے کرایہ کے مکان (جس میں کہ ایک مدت تک بطور کرایہ دار بہاء اللہ صاحب بستے رہے) کو مرکز عالم بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ قرآن مجید کو آج سے ایک سو سال قبل کا منسوخ اور ناقابل عمل تسلیم کر چکے ہیں۔ خدارا غور فرمائیں کہ چودھری صاحب مندرجہ بالا عقائد رکھ کر جماعت احمدیہ کے ممبر کیونکر بن سکتے ہیں۔ احمدیہ جماعت کا تو عقیدہ ہی یہ ہے کہ:۔

ما مسلمانیم از فضل خدا۔ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست + بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام + دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام + ہر نبوت را بروشد اختتام

(از کلام امام الزمان)

ہمیں چودھری صاحب سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ بھی اس قدر بے اصول بن کر مولوی محمد عبد اللہ صاحب کی طرح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد آصف۔ بی اے۔ جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۹ ربیع الاوّل ۱۳۶۵ھ م۔ ۱۳ فروری ۱۹۴۶ء | نمبر ۷

عقائد احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
... او خیر الرسل خیر الانام
... را بروشد ختم تمام
کتاب حق کہ قرآن نام اوست
عرفان ما از جام اوست
... قدم دوری ازاں روشن کتاب
... کفر است و خسران و تباب

سورۃ فاتحہ کا درمیانی جملہ

محمد رسول اللہ صلعم نے جو انقلاب پیدا کیا اسکے ظاہری اسباب موجود نہ تھے

اس انقلاب کے متعلق مغربی مصنفین کی رائے

انگلستان سے آنحضرت صلعم کی مختصر سوانح حیات کا مطالبہ

اسلام یقیناً دنیا میں غالب آئے گا

دنیا اسلام قبول کرنے کیلئے تیار بیٹھی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ یکم فروری ۱۹۴۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سورہ فاتحہ کا درمیانی جملہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ سورۃ فاتحہ جیسی کوئی دوسری دعا کسی مذہب میں نہیں بلکہ قرآن مجید کی دعاؤں میں سے بھی یہ سب سے اعلیٰ درجہ کی دعا ہے اس کا درمیانی جملہ ہے ایاك نعبد وایاك نستعین اس جملہ کے پہلے حصہ ایاك نعبد کے متعلق میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں کچھ بیان کیا تھا اس خطبہ جمعہ میں اس کے دوسرے حصہ وایاك نستعین کے متعلق میں کچھ بیان کروں گا۔ ایاك نستعین کے معنی ہیں کہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم نے دعا کو ایک حقیقت بنا دیا یہ دنیا بظاہر اسباب کی دنیا ہے، جو نتیجہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہ کسی سبب سے ہی پیدا ہوتا ہے اور جب تک اس سبب اور ذریعہ کو اختیار نہ کیا جائے وہ نتیجہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا لیکن اس دنیا میں ہمیں سکھایا یہ گیا ہے کہ تم شب و روز خدا سے مدد مانگا کرو۔ اس میں شبہ نہیں کہ خدا کی مدد مختلف پیرایوں میں آتی ہے۔ کبھی وہ ایک کام کے لئے ذرائع اور سامان بھی مہیا فرما دیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی ذریعہ اور سبب نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس کام کو کر دیتا ہے، آج اس زمانہ میں بالخصوص اور شاید اس سے پہلے بھی دنیا کی تاریخ میں ایسے زمانے آتے رہے ہیں کہ جب خدا سے مدد مانگنا ایک افسانہ یا کہانی خیال کیا جاتا ہے۔ مادہ پرست دنیا کا ایک فقرہ ہے:۔

God is on the side of big battalions

خدا بھی بڑی بڑی فوجوں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی خدا کی مدد فی الحقیقت کوئی شئے نہیں جس کے پاس زیادہ طاقت ہوگی وہ جیت جائے گا لیکن جس چیز کو مادہ پرست دنیا ایک کہانی سمجھتی ہے محمد رسول اللہ صلعم نے اسے ایک حقیقت بنا کر دکھا دیا۔ خدا کی مدد جس پر دنیا کا اعتقاد نہیں اس کو ایک زبردست حقیقت بنا کر دکھا دیا۔

محمد رسول اللہ کے پیدا کردہ انقلاب پر آج دنیا خود حیران ہے کہ یہ انقلاب جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کیا یہ کس طرح پیدا ہوا۔ صرف ایسے لوگ ہی نہیں جو آپ کے پیرو ہوں یا آپ سے حسن ظن رکھتے ہوں کہ ان کے دل اس زبردست حقیقت کے سامنے جھکتے ہوں بلکہ ایسے لوگ بھی جو آپ کی مخالفت اور عناد کو اپنے دلوں کے اندر رکھتے ہیں وہ بھی اس بات کے کہنے پر مجبور ہیں کہ جو نتیجہ محمد رسول اللہ صلعم نے انقلاب پیدا کر کے دکھایا اس کے ظاہری اسباب ... موجود نہ تھے۔

میور جیسے متعصب شخص کی رائے میور جیسا متعصب شخص بھی جس نے آنحضرت صلعم کی سیرت اسلام کے بطلان اور عیسائیت کی تائید میں لکھی ہے اس کو بھی اس بات کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ کوئی ظاہری اسباب اور سامان اس انقلاب کو پیدا کرنے والے نظر نہیں آتے جو انقلاب محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کر کے دکھایا۔ وہ لکھتا ہے کہ بعض وقت جب ایک ایسا واقعہ لوگوں کو نظر آتا ہے جس کی وہ کوئی تشریح نہیں کر سکتے تو پھر وہ یوں کوشش کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے لئے کوئی فرضی اسباب بنائے جائیں ۔۔۔ اور کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ کی کامیابی کو جب لوگ دیکھتے ہیں تو یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ ثابت کریں کہ واقعی اس وقت عرب کے لوگ ایسے انقلاب کے لئے تیار ہو چکے تھے اور ان کے دلوں میں ایک ابال اس انقلاب کے لئے پہلے سے پیدا ہو چکا تھا لیکن اگر ہم ٹھنڈے دل سے گذشتہ تاریخ کو مطالعہ کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرضی نظریہ ایک افسانہ سے بڑھکر نہیں، بلکہ وہ لکھتا ہے کہ عرب کبھی اتنے اصلاح سے دور نہ تھے جتنے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں تھے۔

ایک دوسرا مصنف لکھتا ہے جب ایسے لوگ ظاہری اسباب کے فقدان کی تشریح نہیں کر سکتے تو ان میں سے کوئی اس کو یوں ادا کرتا ہے کہ یہ ایک معجزہ تھا اور وہ لوگ بھی جو معجزات کے منکر ہیں وہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کے اس معجزہ کو تسلیم کرتے ہیں ایک شخص لکھتا ہے کہ عرب ... بڑھ کر اس وقت کوئی پراگندہ آبادی نظر نہیں آتی تھی تک کہ ایک معجزہ رونما ہو گیا اور ... ایک آن کی آن میں متحد ہو گئے اور ... میں مبتلا لوگ ایک ہو گئے۔

فرانس کا ایک مصنف لکھتا ہے ... ہے جولین ویلرس اس نے ... پر ایک کتاب لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے ... کی تاریخ میں کوئی واقعات اتنے ... نہیں جتنے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ... نظر آتے ہیں۔ خواہ ہم اس عظیم الشان ... لے لیں اور خواہ اس کے وزراء اور ... ساتھ کام کرنیوالوں کو جو دنیا کی ... ہستیاں نظر آتی ہیں۔ مسیح کو خدا ماننے ... بھی ان واقعات کو دیکھ کر محمد رسول اللہ ... عظمت کے سامنے سر جھکا لیتا ہے ... سنا ہے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ... وہ مضمون نکال دیا گیا ہے جس میں ... تھا کہ تمام مذہبی شخصیتوں میں سب سے زیادہ کامیاب انسان محمد رسول اللہ صلعم ہیں ۔۔۔ ایک شخص لکھتا ہے کہ یہ انقلاب جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کیا وہ

... most complete, ... most sudden, ... most extraordinary

سب سے زیادہ مکمل سب سے زیادہ ... وقوع پذیر ہونے والا ... خارق عادت انقلاب ... جس کی وجہ سے یہ انقلاب ... کے کوئی ظاہری اسباب نظر نہیں ... اس شخص کی دعا کی استجابت تھی جو دل کی گہرائیوں سے ایاك نستعین کی دعا پھوٹ کر نکلی تھی۔

ہم اس لٹریچر کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے ... ہوتی ہے میں مسلمانوں کی ... میں اپنی جماعت کی حالت کو دیکھتا ... بعض وقت ہماری ہمتیں ... ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں وہ ... اس وقت دنیا کے سامنے پیش ... اشد ضرورت ...

عالمگیر الیکٹرک پریس ... باہتمام شیر محمد ... احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

شخصیت ہے جس کی عظمت کے سامنے دنیا کے سر جھک جاتے ہیں یہ لوگ اسلام کے خیرخواہ نہ تھے جنہوں نے یہ الفاظ مجبور ہو کر محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق لکھے ہیں ان کو یہ انقلاب ایک معجزہ نظر آتا ہے لیکن مسلمان سوئے پڑے ہیں ہم بھی ابھی اس بات کے لئے پورے تیار نہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعود نے توجہ دلائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایسا لٹریچر جس میں اسلام اور آنحضرت صلعم کی صحیح تصویر ہو وہ ان اقوام تک پہنچایا جائے ان کا سر یقیناً اس کے سامنے جھکے گا۔ واقعی یہ حقیقت ہے جن لوگوں کے سامنے اسلام اپنی حقیقی شکل میں آیا ان کا سر اس کے سامنے جھک گیا مگر افسوس ہے کہ ہم خود اس لٹریچر کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے ورنہ دنیا اس کے سامنے اپنا سر جھکانے کو تیار ہے۔

آنحضرت صلعم کی مختصر سوانح حیات کا مطالبہ

آپ کو یاد ہوگا کہ میں جب پچھلے سال ڈلہوزی میں تھا تو مجھ کو انگلستان سے ایک مطالبہ آیا تھا کہ میں آنحضرت صلعم کی ایک مختصر سوانح حیات لکھوں۔ میں نے مکمل کر کے اس سوانح حیات کا مسودہ انگلستان بھیجدیا۔

اس کتاب کے متعلق کمپنی کے منیجنگ ڈائرکٹر کی رائے

جب مولوی عبدالمجید صاحب امام ووکنگ نے اس مسودہ کو پبلشر تک پہنچایا ...کے منیجنگ ڈائرکٹر سر نیومین فلاور ...مولوی صاحب کو ایک چٹھی لکھی جو ...ع ہوتی ہے "میں نے اس کتاب کو ...رجہ کی خوشی سے پڑھا ہے۔ میں سمجھتا ...ہ پہلا لمبا باب جس میں پیغمبر (صلی اللہ ...وسلم) کی زندگی کا نچوڑ آگیا ہے بہت ...ند پایہ تصنیف ہے ......

Masterly piece of work

...ساری کتاب کو ہی دلچسپ پاتا ہوں" ...اب میں میں نے معمولی طور پر آنحضرت کے حالات زندگی اور ان اعتراضات ...ب دیئے ہیں جو تعدد ازدواج اور ...نسب کے ضمن میں آنحضرت صلعم پر کئے جاتے ہیں۔ اس شخص کا سر بھی محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس شخص نے اس کتاب کی زبان کے سامنے سر جھکا دیا ہے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کے ان کمالات اور خوبیوں کے سامنے سر جھکا دیا ہے جن کو اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ لوگ جن کے رگ و ریشہ میں آنحضرت صلعم کی مخالفت رچی ہوئی ہے خدا جانے وہ آنحضرت صلعم کو کیسا انسان سمجھتے ہیں اور کیا کیا باتیں آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کے سامنے جب آنحضرت صلعم کے صحیح حالات آتے ہیں تو ان کے سر جھک جاتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کے سامنے سر جھکانے کو تیار ہے مگر افسوس ہے لوگ اس کو پہنچانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر ہمارے پاس اتنے ذرائع ہوں کہ یورپ کے ہر ایک ملک میں ایک ایک آدمی بھیج سکیں کہ یہ لٹریچر ان تک پہنچا دے تو آپ یورپ میں انقلاب پیدا ہوتا ہوا دیکھ لیں گے۔

آنحضرت صلعم کا ایک کشف

لوگ مایوس ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یورپ کی اصلاح نہیں ہو سکتی میں ان کے سامنے محمد رسول اللہ صلعم کا کشف پیش کرتا ہوں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میرے سامنے دنیا کا نقشہ لایا گیا مجھے اس کی مشرقی سرزمینیں بھی دکھائی گئیں اور مغربی سرزمینیں بھی دکھائی گئیں اور مجھ کو بتایا گیا کہ میری امت کی بادشاہت ان تمام زمینوں تک پہنچے گی"۔ اس وقت جب آنحضرت صلعم کو یہ خواب دکھایا گیا اس وقت ابھی عرب میں بھی اسلام نہیں پھیلا تھا لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کس طرح مشرقی سرزمینوں میں اسلام پھیل گیا اور غالب آگیا تو ہم کیسے شبہ کر سکتے ہیں کہ وہ مغرب میں نہیں پھیلے گا۔ ایک بڑے مصنف نے اسلام کی موجودہ حالت پر بحث کرتے ہوئے احمدیت کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "احمدیت اپنی زبردست اخلاقی طاقت اور اپنے گہرے مذہبی احساسات کی وجہ سے ان حدود سے بہت آگے نکل کر اپنا اثر ڈال رہی ہے جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں"، اس کا مطلب صاف ہے کہ اسلام مشرقی ممالک تک محدود تھا اب احمدیت اس کا اثر مغرب پر ڈال رہی ہے یہ ایک غلط خیال ہے کہ اسلام صرف مشرق تک محدود رہنے کے لئے آیا تھا۔

اسلام یقیناً غالب آئیگا

آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یورپ تو بالکل وحشی تھا اس وقت مشرق متمدن تھا اسی کی طرف اسلام کا رخ پہلے ہوا مگر اب وقت آگیا ہے کہ مغرب میں بھی اسلام پھیلے یہ درست ہے کہ ہمارے پاس اس کے لئے سامان نہیں ہیں لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ ایاک نستعین کی دعا صرف محمد رسول اللہ صلعم تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپ نے ساری امت کو بھی یہ دعا سکھائی اور آج بھی ہم اس حربہ کو استعمال کر کے اسلام کے اس معجزہ کو دنیا میں پیدا کر سکتے ہیں اور دنیا کا سر محمد رسول اللہ صلعم اور اسلام کی عظمت کے سامنے جھکا سکتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام یقیناً غالب آئیگا۔ اس غلبہ کے متعلق قرآن مجید میں بھی بتایا ہے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین جس طرح ہم نے پہلی پیدائش شروع کی اسے پھر بنائیں گے یہ ہم پر وعدہ ہے ضرور ہم یہ کرنے والے ہیں اس میں اسلام کے بدء اور عود کی طرف بھی اشارہ ہے جیسا کہ اس کی وضاحت حدیث میں بھی ہے بدء الاسلام غریباً و سیعود کما بدء۔ اسلام غربت کی حالت میں ہو کر کمال کو پہنچا اور یہ دوبارہ اسی طرح ہوگا جس طرح پہلے ہوا یعنی غربت کی حالت میں ہو کر غلبہ حاصل کرے گا۔

خدا کی نصرت کب نازل ہوتی ہے

وہ کون سے سامان ہیں جو اسلام کو غالب کریں گے وہ صرف ایک فقرہ ہے ایاک نستعین بشرطیکہ ہمارا اس پر ایمان ہو خدا کی نصرت کے بڑے بڑے وعدے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اپنے ان وعدوں کو صرف اپنے رسولوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں کیا۔ یقیناً یقیناً خدا اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اگر تم خدا کے دین کے لئے ہاتھ بڑھاؤ تو وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں مدد کریں گے یاد رکھو یہ خدا کی مدد آج افسانہ ہو گئی ہے اور یہ پھر ایک حقیقت بن سکتی ہے مگر اس کے لئے وہ تڑپ درکار ہے جو پہلے لوگوں میں تھی۔ خدا کی نصرت کا ہاتھ آج بھی دنیا دیکھ سکتی ہے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا ایمان ہو کہ خدا ہماری مدد کرنے والا ہے جب بھی ہمیں کوئی مشکل پیش آئے تو ہمارا یہ پختہ ایمان ہو کہ ہم خدا کے دروازے سے اس چیز کو لے سکتے ہیں۔ دنیا کے لئے آپ جو کچھ مانگتے ہیں اس میں سے خدا کچھ دیتا ہے اور کچھ نہیں دیتا مگر دین کے لئے جو کچھ مانگو گے وہ خدا سارے کا سارا تمہیں دے گا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بشرطیکہ اس پر تمہارا ایمان ہو۔

یہ فقرہ کن لوگوں کے مونہوں سے نکل سکتا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ یہ فقرہ ایاک نستعین ان لوگوں کے منہ سے صحیح طور پر نکل سکتا ہے جو اپنے آپ کو ایاک نعبد کا مصداق بنائیں۔ جو اپنے آپ کو خدا کے دین کے غلام بنا دیں اور اپنے سارے قویٰ کو اس کے دین کی خدمت میں لگا دیں اور جن کے دل کی گہرائیوں سے ایک تڑپ کے ساتھ یہ دعا نکلے اے خدا ہم تیرے بندے ہیں تیرے نام کو دنیا میں قائم کرنے کی آرزو رکھتے ہیں جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے ہم کرتے ہیں لیکن بہت سی باتیں ہیں جو ہماری طاقت سے باہر ہیں اے خدا تو ان مشکلات کو دور کر کے یہ سامان ہمارے لئے مہیا فرما دے۔

انبیاء مشکلات کے وقت کیا کرتے تھے

انبیاء کی تاریخ کو پڑھو اور دیکھو کہ ان کو جب مشکلات پیش آتی تھیں تو وہ کیا کرتے تھے جس نبی کی تاریخ کو بھی دیکھو گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب اس کے سامنے ان ہونی باتیں آتی تھیں یا مصائب اور دکھ پیش آتے تھے تو وہ خدا کے دروازے پر گر جاتے تھے۔ حضرت ایوب کو جب تکلیف پہنچی تو ان کی دعا کا قرآن مجید میں ذکر ہے وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر و انت ارحم الرحمین اور ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بیشک تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ ایمان ہمارا ایسا پختہ ہونا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ تمہاری دعا کو بھی سنے گا

ہمیں خیال آتا ہے کہ وسیع پیمانہ پر تبلیغ کا کام کرنے کے لئے ہمارے پاس روپیہ کہاں ہے اور پہنچانے والے کہاں ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرو اور خدا کے دروازہ پر عاجزی کے ساتھ گرو تو روپیہ بھی تمہیں مل جائے گا اگر تمہارے پاس کام کرنے والے آدمی نہیں ہیں تو وہ بھی مل جائیں گے۔ دعا کرو اے خدا ہمیں وہ لوگ بکار ہیں جو تیرے دین کو دنیا میں پھیلا دیں تو یقیناً خدا تعالیٰ تمہاری دعا کو سنے گا اور ایسے آدمیوں کو مہیا کر دے گا سب کچھ مل جائے گا بشرطیکہ خدا کے دروازے پر گرو مگر ایاک نعبد کے بعد گرو۔

دعا کرنیوالے لوگ بکار ہیں

ان چیزوں کی حقیقت ہی کیا ہے لوگ روپیہ اور جائداد کو بڑی دولت سمجھتے ہیں اور اس زمانہ میں تو نوٹوں کو بھی دولت سمجھا جاتا ہے لیکن اگر ایک حکومت اس دولت کو ضبط کر سکتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ اس دولت کو ضبط نہیں کر سکتا۔ تمہاری دولت اتنی ہی ہے جتنی کہ تم استعمال کر لیتے ہو باقی مٹی کا ڈھیر ہے میں تم کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کی نصرت بھی اسی وقت نازل ہوتی ہے جب تم اپنے آپ کو پوری مستعدی کیساتھ اس کے دین کی خدمت میں لگا دو۔ دعا کرنے والے لوگوں کی ضرورت ہے مگر کیسے لوگ بکار ہیں جو پہلے یہ عزم کر لیں کہ اگر دین کے لئے ضرورت پیش آئے گی تو ہم اپنا سب کچھ خدا کے راستہ میں قربان کر دیں گے۔

دس تبلیغی مرکز قائم کرنیکا کام

ہمارے سامنے دس تبلیغی مرکز قائم کرنے کا ایک چھوٹا سا کام ہے لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اس چھوٹے سے کام کے لئے بھی ہم نے ابھی پوری طرح سے تہیہ نہیں کیا اس کام کو کرنے سے پہلے ہمیں جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا اس کام کے لئے ہمارے پاس سامان موجود ہیں اگر نہیں ہیں تو ان کو مہیا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں اور اگر کبھی تکلیف کا وقت آ جائے تو اس وقت کے لئے پیش از وقت ایسا سامان کر چھوڑیں کہ خدا کے کام کو نقصان نہ پہنچے اگر اس کے لئے ہمیں اپنی جائدادیں بھی دینی پڑیں تو دے دیں گے اور اس کے لئے ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کریں گے۔ خوب یاد رکھو خدا کا دین بغیر اس عزم کے نہیں پھیل سکتا

(باقی بر صفحہ ... کالم ...)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ | نمبر ۷

مغربی تہذیب کے رجحانات

"ہر چیز بشمول تہذیب فنا کے گھاٹ اترنے والی ہے"

انگلستان کا مشہور مصنف ایچ-جی-ویلز جو مؤرخ فلاسفر اور مغربی تہذیب کا مزاج دان ہے اس نے یورپ کی تہذیب کا نظر غائر سے مطالعہ کرتے ہوئے اس کے مستقبل کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں کیں ان میں سے بیشتر درست ثابت ہو چکی ہیں اس کی نظر بہت عمیق اور وسیع ہے۔ موجودہ جنگ کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں نے دنیا کے حالات کو غت پٹ کر دیا ہے اس سے مغربی مفکرین کی قوت متخیلہ مایوسیوں سے بھر گئی ہے۔ ایچ-جی-ویلز بھی ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا ایک تازہ مضمون میں موجودہ دنیا کے متعلق بعض مشاہدات کی بناء پر اس نے جس افسردگی اور قنوطیت کا اظہار کیا ہے اس سے مغربی تہذیب کے موجودہ رجحانات پر کافی روشنی پڑتی ہے وہ لکھتا ہے:-

"ہر چیز جسے ہم زندگی سے تعبیر کرتے ہیں عنقریب فنا کے گھاٹ اُترنے والی ہے اور اس کے خاتمہ کے وقت کو ٹالا نہیں جا سکتا حیات واضح طور پر اپنے کامل انجام اور خاتمہ کی طرف جا رہی ہے زندگی میں ایک دہشت انگیز سی رجعیت پیدا ہو گئی ہے یہاں تک کہ جو لوگ عام طور پر بے پروا اور اپنے ماحول سے غافل رہ کر زندگی بسر کر رہے تھے وہ بھی چونک کر ایک خاص قسم کا اضطراب اور گھبراہٹ ظاہر کر رہے ہیں گویا کوئی مفر اور پناہ ڈھونڈ رہے ہیں"

ایچ-جی-ویلز کی یہ پیشین گوئی قرآن مجید اور حدیث کی پیشگوئیوں سے مطابقت رکھتی ہے اور یوں معلوم دیتا ہے کہ یہ مغربی مفکر اپنی قوت فکر سے اس حقیقت کے قریب پہنچ گیا ہے جس حقیقت کو اس دنیا کے خاتمہ اور قرب قیامت کی علامات کے طور پر صحف مجید میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ ایک اور بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ان مفکرین کے ان خیالات کا محرک کوئی مذہبی اور روحانی جذبہ نہیں بلکہ یہ لوگ درحقیقت مغربی تہذیب کی موجودہ افتاد اور مزاج سے مایوس ہو چکے ہیں اس تہذیب کا ہر قدم تباہی اور بربادی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ مغربی اقوام نے عقلیت اور مادیت کی بنیادوں پر ایک جہان طلسمات بنایا تھا جو سخت ناپائدار ثابت ہوا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ قصر تعمیر ہی اس لئے ہوا تھا کہ تیزی کے ساتھ اس کے معمار اس کو برباد کر رہے ہیں اور مغربی دنیا کے پاس کوئی ایسی روحانی اور اخلاقی قوت نہیں جو ان کی اس تہذیب کو پائیداری بخش سکے اور مغربی تہذیب کی کشتی جو حوادث کی موجوں میں الجھ گئی ہے اس کو ڈوبنے سے بچا سکے۔ اس تباہی و بربادی کو دیکھ کر ان کے مفکرین کو صاف نظر آ رہا ہے کہ فنا اور خاتمہ کا وقت قریب ہے یہ وہ فقرات ہیں جو اضطراری طور پر ان کے مونہوں سے نکل رہے ہیں ۔۔۔ وہ حقیقی قیامت جس کا ذکر صحف مقدسہ میں ہے اس کے متعلق خدا تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ کب آئیگی لیکن اس میں مطلق شبہ نہیں کہ مغربی تہذیب کی قیامت قریب آ چکی ہے اور آج مغربی اقوام کے اعمال خون اور آگ سے بنے ہوئے ترازو میں تل رہے ہیں یہ لوگ خدا کے عدل سے بچ کر اس کرۂ ارضی سے بھاگ کر کہیں پناہ حاصل نہیں کر سکتے ان کی مادیت اور ان کے نظامہائے فکری ان کو اس قیامت سے نہیں بچا سکتے ان کی یہ تہذیب یقیناً ایک کامل انجام اور خاتمہ کی طرف جا رہی ہے ۔۔۔ ان کو اس تباہی اور بربادی سے جو چیز بچا سکتی ہے وہ اسلام ہے اسلام کے اندر ہی وہ اخلاقی اور روحانی طاقت موجود ہے جو مغربی تہذیب کی اس گرتی ہوئی عمارت کو برباد ہونے سے بچا سکتی ہے اگر یہ اقوام اپنی خوشی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ آئیں گی تو خدا انہیں مجبور کر کے اسلام کی طرف لائیگا تاکہ دنیا میں صحیح امن اور سلامتی قائم ہو جس کو حاصل کرنے کے لئے آج ساری دنیا ترس رہی ہے۔

مضمون نگار حضرات کیلئے ایک لمحہ فکریہ

گذشتہ ماہ ایک مقالہ افتتاحیہ میں مضمون نگار حضرات کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ وجودہ تحریکات اور موجودہ مسائل کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں اس مقالہ کو پڑھ کر ایک دوست نے خاکسار مدیر پیغام صلح کو ایک خط لکھا ہے جس میں ہمارے مضمون نگار حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے اس مکتوب کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:-

"بندہ نے ۳ جنوری کے پیغام صلح میں آپکا وہ ایڈیٹوریل پڑھا جس میں آپنے احمدی اہل قلم و مضمون نگاروں کو پیغام صلح میں مضمون بھجوانے کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے اور پیغام صلح کے مختلف سالوں کے حوالہ جات پیش کئے ہیں - آپکے اس ایڈیٹوریل کو پڑھ کر دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ کاش میں اچھا مضمون نگار ہوتا میری معلومات وسیع ہوتیں تو پیغام صلح کی بہتر سے بہتر خدمت کرتا مگر افسوس کچھ قابلیت نہیں پاتا خدا کرے آپکی آواز مضمون نگاروں کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے"

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

سانحۂ ارتحال جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی حزن و ملال سے سنی جائیگی کہ محترم جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد کی صاحبزادی جن کی علالت کے متعلق پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں خبر شائع ہوئی تھی کہ وہ بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہیں ان کے متعلق خبر موصول ہوئی ہے کہ وہ وفات پا گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ میں محترم شیخ نیاز احمد صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔

درخواست دُعا

(الف) محترم سید عبد المجید صاحب ریٹائرڈ جج کپور تھلہ کے متعلق پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ وہ بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ سید صاحب موصوف کے ایک تازہ مکتوب سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو اب افاقہ ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ سید صاحب کی مکمل شفایابی کے لئے اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں۔

(ب) جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب پشاور کی صاحبزادی ابھی تک بیمار ہیں احباب جماعت ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

حادثۂ جانکاہ بمبئی سے ایم-اے رشید صاحب نے اطلاع دی ہے کہ انکے بھائی لفٹنٹ محمد علی صاحب (بیرسٹر) اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برما میں تھے ۱۲ جنوری کو ڈاکوؤں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک قابل نوجوان اور مخلص مسلمان تھے ابھی چند ماہ ہی ہوئے کہ حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے تھے اور پچاس روپے ماہوار چندہ بھیجتے تھے ان کے بوڑھے والد صاحب کے لئے یہ بڑا صدمہ ہے اور انکی ہمشیرہ جو کانپور میں رہتی ہیں انکو بھی اس کا بڑا رنج و قلق ہے۔ احباب جماعت مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھکر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

دُرِّ ثمین از احادیث رسول الامین

(۱) لا تجتمع [illegible] فی مؤمن البخل و سوء الخلق۔ (الترمذی) مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں۔ ایک بخل دوسری بد خلقی۔

(۲) لعن عبد الدینار و لعن عبد الدرھم (الترمذی) بندۂ دینار و درہم ملعون ہے۔

(۳) ایکم مال وارثہ احب الیہ من مالہ قالوا یا رسول اللہ ما منا احد الا مالہ احب الیہ من مال وارثہ قال فان مالہ ما قدم و مال وارثہ ما اخر (البخاری والنسائی) تم میں سے ایسا کون شخص ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ محبت کرتا ہو (صحابہؓ نے) عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے تو کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہو۔ فرمایا۔ یاد رکھو۔ انسان کا مال وہی ہے جو اس کے آگے آگے چلا گیا (یعنے جو اس نے کار خیر پر صرف کیا) اور جو اس کے پیچھے رہا وہ اس کے وارث کا (مال) ہے۔

(۴) صحابہؓ کے درمیان بہترین مال کے تذکرہ پر آپؐ نے فرمایا۔ افضلہ لسان ذاکر و قلب شاکر و زوجۃ صالحۃ تعین المؤمن علی ایمانہ۔ الترمذی۔ سب سے اچھا (مال) یہ ہے کہ زبان خدا تعالےٰ کا ذکر کرنیوالی ہو (اعلائے کلمۃ اللہ) دل خدا تعالےٰ کا شکر گذار ہو اور بیوی ہو جو مومن کی اسکا ایمان (نیک تحریک سے قائم) رکھنے میں اس کی امداد کرے۔

(۵) ان المؤمن یری ذنوبہ کانہ قاعد تحت جبل یخاف ان یقع علیہ وان الفاجر یری ذنوبہ کذباب مر علی انفہ فقال بہ ھکذا ای بیدہ فذبہ عنہ (الشیخان والترمذی) مومن اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ اس پر گر پڑے اور بدکار شخص اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ایک مکھی اس کی ناک پر بیٹھی اور ہاتھ ہلانے سے اڑ گئی۔

(۶) المجاھد من جاھد نفسہ (الترمذی) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے (یعنے اپنے نفس کو سفلی خواہشات سے روکے اور اصلاح نفس میں ہر دم مشغول رہے)۔

ازدفتر تحصیل

ادارہ تعلیم قرآن

ادارہ تعلیم قرآن کی جو رپورٹ گذشتہ اشاعت پیغام صلح میں شائع ہوئی تھی، وہ ۲۶ 1/46 تک تھی۔ اب 1/46 ۲۷ سے 2/46 ۴ تک کی رپورٹ ذیل میں دی جاتی ہے۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

تفصیل رقوم وصول شدہ از 1/46 ۲۷ تا 2/46 ۴

وصولی سابقہ (جس کی اطلاع پہلے جا چکی ہے) ۔۔۔۔ ۹۰۰۲
میاں لال دین احمد صاحب ملتان ۔۔۔۔ ۵
شیخ جان محمد صاحب بہاولپور ۔۔۔۔ ۵
خالد ابیم شیخ صاحب ۔۔۔۔ ۲۰۰۰
ماسٹر محمد اسحٰق صاحب زیدہ ۔۔۔۔ ۱۵ ۔ ۴
اہلیہ صاحبہ قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم ۔ لاہور چھاؤنی ۔۔۔۔ ۵۰۰
بابو محمد دین صاحب ڈاڈر ۔۔۔۔ ۱۰
شیخ انعام اللہ صاحب کوئٹہ ۔۔۔۔ ۷۵
بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب ۔۔۔۔ ۵۰۰
بیگم صاحبہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ۔ لاہور ۔۔۔۔ ۲۰۰
مرزا منظور احمد بیگ صاحب ۔ لاہور ۔۔۔۔ ۵
جماعت مرار ۔۔۔۔ ۷۰
مرزا مظفر بیگ صاحب لائل پور ۔۔۔۔ ۱۰
چوہدری محمد سعید صاحب بھیرہ ۔۔۔۔ ۲
چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج ۔ لاہور ۔۔۔۔ ۱۰۰
جناب اسمٰعیل ابراہیم صاحب ۔۔۔۔ ۱۵
منشی غلام حسین صاحب راجپورہ ۔۔۔۔ ۴

میزان ۔۔۔۔ ۱۰۷۴۴ ۔ ۴ ۔ ۶

کمروں کے وعدے

موسیٰ خاں صاحب مانسہرہ ۔ ایک کمرہ ۔۔۔۔ ۵۰۰

پندرہ یوم آمد کے وعدے کرنیوالے اصحاب 1/46 ۲۷ تا 2/46 ۴

جماعت مرار

(۱) چوہدری غلام محمد صاحب ۔ مرار (آمد پندرہ یوم)
(۲) چوہدری مراد علی صاحب ۔ مرار " " "
(۳) چوہدری احمد علی صاحب ۔ مرار " " "
(۴) میاں ابراہیم صاحب ۔ مرار " " "
(۵) منشی عبدالرحیم صاحب فاجیوالہ " " "
(۶) بیوہ میاں امیر الدین صاحب " " "

جماعت کوسم سر

(۱) میاں علی محمد صاحب ۔۔۔۔ ۲۰
(۲) زینب بی بی زوجہ علی محمد صاحب (نصف سے زیادہ دے رہے ہیں تنخواہ ۳۷/- ہے) ۔۔۔۔ ۲۰
(۳) بشیر احمد صاحب عمر سات سال ۔۔۔۔ ۳
(۴) غلام فاطمہ عمر چار سال ۔۔۔۔ ۳
(۵) محبوب الٰہی عمر دو سال ۔۔۔۔ ۲
(۶) منور بی بی عمر تین ماہ ۔۔۔۔ ۲
(۷) چراغ دین صاحب (آمدنی پندرہ یوم) ۔۔۔۔ ۱۵
(۸) محمد دین صاحب (" " ") ۔۔۔۔ ۱۰
(۹) خوشی محمد صاحب " " " ۔۔۔۔ ۱۵
(۱۰) فاطمہ بی بی زوجہ خوشی محمد صاحب ۔۔۔۔ ۵
(۱۱) محمد اسلم صاحب ولد خوشی محمد صاحب عمر پانچ سال ۔۔۔۔ ۱
(۱۲) اجرہ بی بی وناظرہ بی بی دختران خوشی محمد صاحب ۔۔۔۔ ۲
(۱۳) محمد صادق عمر دو سال ولد خوشی محمد صاحب ۔۔۔۔ ۱
(۱۴) بیگم ۔ بنت خوشی محمد صاحب عمر ۲ سال ۔۔۔۔ ۱

میزان ۔۔۔۔ ۱۰۰

(۱) مولانا عبدالرحمٰن صاحب جالندھری ۔ آمد پندرہ یوم (سال رواں کے اندر) ۔۔۔۔
(۲) میاں محمد دین صاحب ڈاڈر والے ۔ آمد پندرہ یوم ۔۔۔۔ ۳۱
(۳) مولوی عبدالرؤف صاحب منڈی بہاؤالدین ۔ آمد پندرہ یوم) ۔۔۔۔ ۵۰
(۴) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ۔ آمد پندرہ یوم۔
(۵) خان عبدالاکبر خاں صاحب ۔ پندرہ یوم کی آمد ۔ ماہ مارچ میں ادا کریں گے۔
(۶) چوہدری دوست محمد خاں صاحب ۔ ہیڈ ماسٹر ٹانڈہ ۔ پندرہ یوم ۔۔۔۔ ۷۵

قابل قدر نمونے

ادارہ تعلیم قرآن میں اگرچہ بہت سے احباب حصہ لے رہے ہیں مگر جماعت کوسم سر نے جو قابل قدر نمونہ پیش کیا ہے وہ ہم سب کے لئے سبق آموز اور قابل رشک ہے۔ جماعت کا کوئی متنفس اس تحریک میں حصہ لینے سے مستثنیٰ نہیں رہا حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے، جن میں سے بعض کی عمر چھ سال سے زیادہ نہیں۔ بلکہ شیر خوار بچوں کی طرف سے بھی چندہ دیا گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میاں علی محمد صاحب کی صاحبزادی زینب بی بی جو معلمہ ہیں نصف ماہ کی آمد سے زیادہ رقم دی ہے جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ کوسم سر کی غریب جماعت صد آفرین کے قابل ہے۔ اور میاں علی محمد صاحب و خوشی محمد صاحب و چراغ دین و محمد دین صاحبان قابل شکریہ ہیں کہ وہ دینی کاموں میں اس قدر سرگرمی کا اظہار کرتے ہیں۔

اس ذیل میں جماعت مرار بھی قابل ذکر ہے اس جماعت کے تمام افراد سب تحریکوں میں بطیب خاطر حصہ لیتے ہیں۔ وصایا کی تحریک پر بھی بلا استثنیٰ سب نے حصہ لیا کیا بچے کیا بوڑھے کیا جوان کیا مرد اور کیا خواتین سب نے شرکت کی۔ ادارہ تعلیم قرآن کی تحریک پر بھی سب سے پہلے تمام جماعت نے اپنے اپنے چندے لکھوا دئے اور بعض نے ادائیگی بھی کر دی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ہماری دوسری دیہاتی اور شہری جماعتوں کو ان نیک نمونوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

ادارہ تعلیم قرآن

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری ارشاد

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل در بارہ ادارہ تعلیم قرآن تمام احباب کی خدمت میں بھیجدی گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اخبار میں بھی شائع ہو چکی ہے خدا کا شکر ہے کہ احباب کی طرف سے وعدے اور بعض صورتوں میں رقوم وصول ہو رہی ہیں مگر ابھی کثرت سے ایسے اصحاب ہیں جن کی طرف سے جواب نہیں آیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے کہ تمام شہروں اور دیہات کی جماعتیں جمعہ کے روز یا کسی اور دن جو مناسب ہو اپنا اپنا اجلاس منعقد کریں جس میں تمام احباب سلسلہ شامل ہوں اور سب دوست اپنے اپنے وعدے تحریر کرا دیں جو احباب کمروں کے لئے رقوم دے سکتے ہیں وہ کمروں کے لئے اپنے وعدے اور باقی احباب اپنی نصف ماہ کی آمد کا وعدہ لکھا دیں یہ فہرستیں بہت جلد دفتر میں یا براہ راست حضرت ممدوح کی خدمت میں ارسال کر دی جائیں کوئی صاحب اس تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہ رہیں۔ امید ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں سب جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور دوسرے بزرگ اصحاب فی الفور اپنی اپنی جگہ جلسوں کا انتظام کر کے اس کام کو بہت جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

ابھی تک صرف دیہات کی غریب جماعتیں خاص طور پر توجہ کر رہی ہیں اور اکثر نے اپنی اپنی جماعتوں کی فہرست بھیجدی ہے مگر عام طور پر شہروں کی جماعتوں میں ابھی تک کافی حرکت پیدا نہیں ہوئی اگرچہ فرداً فرداً بعض احباب نے وعدے بھیجے ہیں۔ سلسلہ کے مبلغین کرام

ایک مبارک تقریب

۲۶ر جنوری رات ۹ بجے اخویم شیخ محمد شریف صاحب انسپکٹر پولیس لائلپور کی صاحبزادی زہرہ سلطانہ بیگم کا نکاح عزیز محمد اسلم صاحب خلف الرشید سردار محمد اکبر صاحب آف جموں سے بعوض دس ہزار روپے حق مہر ہوا۔ برات جموں سے آئی تھی۔ اخویم شیخ محمد شریف صاحب کے برادر کلاں اخویم شیخ عبدالرحمٰن صاحب ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ سے تشریف لائے تھے۔ خطبہ نکاح راقم الحروف نے پڑھا طبیعت حاضر نہ تھی کہ آج جناب شیخ میاں محمد صاحب کی بیگم صاحبہ مرحومہ کی تدفین اسی روز عمل میں آئی تھی دل گہرے صدمے میں تھا۔ بہت مختصر وقت میں چند ضروری باتیں عرض کر کے خطبہ ختم کر دیا گیا۔ اخویم شیخ عبدالرحمٰن صاحب ڈسٹرکٹ جج نے پچاس روپے اس خوشی میں انجمن کے لئے عطیہ دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے اللہ کریم اس رشتہ کو فریقین کے لئے مبارک کرے آمین

(مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام لائلپور)

تاریخ اسلام

حضرت ابو درداءؓ انصاری کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب حمید بلڈنگس لاہور

عویمر نام - ابو درداء کنیت قبیلۂ خزرج کے خاندان عدی بن کعب سے ہیں بعثت نبوی کے زمانہ میں آپ تجارت کرتے تھے لیکن جب انہیں یہ خیال ہوا کہ تجارت عبادت میں خلل انداز ہوتی ہے تو اسے چھوڑ دیا۔

اسلام حضرت ابو درداء باوجود صاحب کمال ہونے کے اکابر انصار کے ایک سال بعد ۲ھ میں مشرف باسلام ہوئے بات یہ ہے کہ ان کا اسلام تقلیدی نہ تھا بلکہ اجتہادی تھا ممکن ہے کہ یہ ایک سال مزید غور و فکر اور تحقیق میں صرف ہوا ہو لیکن قبول اسلام میں یہ ایک سالہ تاخیر تمام عمر ان کے لئے تکلیف دہ رہی فرمایا کرتے تھے "ایک گھڑی کی خواہش نفس دیرپا غم پیدا کرتی ہے۔"

غزوہ بدر میں وہ مسلمان نہ تھے اس لئے شرکت نہ کی۔ غزوہ احد میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ آنحضرت صلعم نے انکی شجاعت دیکھ کر فرمایا۔ نعم الفارس عویمر یعنی عویمر کس قدر اچھے سوار ہیں۔

احد کے علاوہ دیگر غزوات اور مشاہد میں آنحضرت صلعم کے ساتھ شریک تھے حضرت سلمان فارسیؓ نے اسلام قبول کیا تو آنحضرتؐ نے ان کو ابو درداءؓ کا اسلامی بھائی تجویز فرمایا۔

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابو درداءؓ نے شام کے دارالحکومت دمشق کی سکونت اختیار کی۔ اس کی ایک وجہ تو اشاعت اسلام تھی دوسرے انہوں نے آنحضرت صلعم سے سن رکھا تھا کہ فتنہ کی آندھی میں ایمان کا چراغ شام میں محفوظ رہیگا (مسند صفحہ ۱۹۹ ج ۵) چنانچہ آگے چل کر مکہ اور مدینہ پر کئی دفعہ فوج کشی ہوئی۔

ترک وطن کے لئے حضرت عمرؓ انہیں اجازت نہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر حکومت کی کوئی خدمت قبول ہو تو اجازت مل سکتی ہے۔ مگر ابو درداءؓ نے حاکم بننا پسند نہ فرمایا اور کہا کہ میں حکومت کی بجائے لوگوں کو قرآن و حدیث سکھاؤں گا اور نماز پڑھاؤں گا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا البتہ یہ قبول ہے۔

دمشق میں ان کا وقت زیادہ تر درس و تدریس اور عبادت میں گذرتا تھا اگرچہ صحابہ کرام میں بعض ایسے بزرگ تھے جن کی زاہدانہ اور سادہ زندگی پر شام کی خصوصیات و تکلفات کا رنگ چڑھ گیا تھا لیکن حضرت ابو درداءؓ اپنی اصلی بے تکلفی اور سادگی پر قائم رہے۔ حضرت عمرؓ جب شام پہنچے تو یزید بن ابی سفیانؓ، عمرو بن عاصؓ اور ابو موسیٰؓ کے مکانوں پر شاہانہ ٹھاٹھ دیکھے۔ حضرت ابو درداءؓ کے گھر پہنچے تو یہاں تزک و احتشام، زینت و آرائش تو ایک طرف رہا مکان میں چراغ تک نہ تھا۔ کشور دین و ملت کا تاجدار تاریک مکان میں ایک کمبل اوڑھے پڑا تھا حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے پوچھا اس قدر عسرت میں زندگی گذارنے کا سبب کیا ہے؟ حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہم کو اتنا ساز و سامان رکھنا چاہیئے جتنا ایک مسافر کے لئے درکار ہے۔ آہ آنحضرت صلعم کے بعد ہم لوگ کیا سے کیا ہو گئے۔ اس پُراثر فقرہ نے یہ عالم کر دیا کہ دونوں بزرگوں نے روتے روتے صبح کر دی۔ (کنز العمال)

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں تمام اکابر صحابہ کے نقد وظائف مقرر کر دیئے تھے مجاہدین بدر کی سب سے بڑی تنخواہ تھی۔ حضرت ابو درداءؓ اگرچہ بدری نہ تھے تاہم حضرت عمرؓ نے ان کا وظیفہ بدریوں کے برابر مقرر کیا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں امیر معاویہؓ نے خلیفۂ وقت کی منظوری سے ان کو دمشق کا قاضی مقرر کیا۔ کبھی کبھی جب امیر معاویہ کو باہر جانے کی ضرورت پڑتی وہ ان کو اپنا قائم مقام بنا جاتے دمشق میں قضا کا یہ پہلا عہدہ تھا۔

حضرت ابو درداءؓ کے حبالۂ نکاح میں دو بیویاں تھیں اور دونوں اپنے فضل و کمال میں ممتاز تھیں پہلی کا نام ام درداء کبریٰؓ دوسری کا نام ام درداء صغریٰؓ تھا ام درداء کبریٰ مشہور صحابیہ اور نہایت فقیہ اور عبادت گذار بی بی تھیں اُن سے حدیث کی کتابوں میں بہت سی روایتیں مروی ہیں۔

فضل و کمال ابو درداءؓ کا شمار علماء صحابہ اور کبار رجال میں ہے صحابہ کرام ان کو نگاہ عظمت سے دیکھتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ دونوں باعمل عالموں کا کچھ ذکر کرو (معاذؓ اور ابو درداءؓ) یزید بن معاویہ کا قول تھا کہ ابو درداءؓ کا علم و تفقہ بہت سے امراض (جہل) کو شفاء بخشتا ہے۔ معاذؓ نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ ابو درداءؓ سے علم سیکھنا کیونکہ ان کے پاس علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے آپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ما حملت ورقاء ولا اظلت خضراء اعلم منک یا اباء الدرداء۔ یعنی زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے تم سے کوئی بڑا عالم نہیں۔ مسروق کہ بڑے جلیل القدر تابعی تھے اور اپنے زمانہ کے امام تھے کہتے ہیں کہ میں نے تمام صحابہ کا علم چھ شخصوں میں مجتمع پایا جن میں ایک ابو درداءؓ ہیں یہی سبب ہے کہ گو حجاز میں بھی بڑے بڑے صحابہ مسند امامت پر متمکن تھے تاہم وہاں سے بھی طالبین حق جوق در جوق اس آستانہ کا رخ کرتے تھے درس کے وقت تشنگان علم کا بڑا ہجوم رہتا تھا ایک روز شمار کرایا تو سولہ سو طالب علم حلقۂ درس میں نکلے آپ فجر کی نماز پڑھکر جامع مسجد میں درس کے لئے طالبعلموں کے حلقہ میں بیٹھ جاتے تھے اور دولت علم سے انہیں سرفراز فرماتے تھے۔

علم تفسیر کا سرمایہ جن صحابہ سے جمع ہوا اگرچہ حضرت ابو درداءؓ کا نام نامی ان میں شامل نہیں تاہم ان سے متعدد آیتوں کی تفسیریں مروی ہیں۔ ان کا قول تھا لا یفقه الرجل کل الفقه حتی یجعل للقرآن وجوھا یعنی انسان تاوقتیکہ قرآن میں مختلف پہلو پیدا نہ کرے فقیہ نہیں ہو سکتا مشکل آیتوں کے مطالب خود آنحضرت صلعم سے دریافت فرماتے تھے ایک روز دریافت کیا یارسول اللہ الذین آمنوا وکانوا یتقون ٭ لھم البشری فی الحیٰوة الدنیا وفی الاخرة ٭ (یونس ۶۲) سے کیا مراد ہے آنحضرتؐ نے فرمایا رویاء صالحہ خواہ خود دیکھے یا کوئی دوسرا شخص اس کے متعلق دیکھے (مسند ابو داؤد طیالسی)

خود ابو درداءؓ سے لوگ جب کسی آیت کی تفسیر کے متعلق استفسار کرتے تو وہ نہایت شافی جواب دیتے تھے ایک شخص نے سوال کیا کہ ولمن خاف مقام ربه جنتان۔ (الرحمان ۴۶) میں زانی اور سارق بھی داخل ہے؟ فرمایا کہ اپنے رب کا خوف ہوتا تو زنا اور چوری کیوں کرتا۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

عتل بعد ذالک زنیم لفظ عتل کے معنے مختلف مفسروں نے مختلف بیان کئے ہیں حضرت ابو درداءؓ اس کے معنے یوں کرتے ہیں کل رغیب الجوف وثیق الحلق اکول الشرب جموع للمال منوع له (بڑے پیٹ والا مضبوط حلق والا۔ کثیر الغذاء، کثیر الشرب، مال جمع کرنیوالا اور نہایت بخیل (کنز العمال بحوالہ ابن مردویہ)

سورہ طارق میں ہے یوم تبلی السرائر [illegible] سرائر کے معنے مطلقاً [illegible] کے ہیں (الاسرار خلاف الاعلان) [illegible] اور سرائر سریرة کی جمع ہے اور [illegible] کے معنے ہیں السر الذی [illegible] راز جس کو انسان چھپاتا ہے [illegible] ہیں عقاید۔ نیات۔ یا جوارح کے [illegible] کوئی قید نہیں۔ حضرت ابو درداءؓ [illegible] تعمیم میں کسی قدر تخصیص کر دی [illegible] فرمایا۔ خدا نے چار چیزوں کا بندہ [illegible] قرار دیا ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ [illegible] سرائر انہیں چیزوں کو کہتے ہیں۔ (کنز العمال بحوالہ بیہقی)

حدیث حضرت ابو درداءؓ [illegible] کو بہترین طریقہ سے [illegible] دیتے تھے خود صحابہ بھی ان کو [illegible] سمجھتے تھے۔ آپ کی تمام زندگی [illegible] اور حدیث نبوی کی تعلیم و اشاعت [illegible] ہوئی جس وقت روح مطہر عالم [illegible] عالم بقا کو پرواز کر رہی تھی رسول [illegible] کا یہ جلیل الشان صحابی اہل شہر کو [illegible] نماز کے متعلق آخری وصیت [illegible] جانشین نشستان نبوت [illegible] متعدد بزرگ ان کے حلقۂ [illegible] بھی مستفیض ہوئے جن کے نام [illegible] انس بن مالکؓ۔ فضالہ بن [illegible] ابوامامہ عبداللہ بن عمرؓ [illegible] بن عباسؓ۔ ام درداءؓ [illegible] میں سے اکثر اعیان و اجلا [illegible] کے شرف تلمذ سے بہرہ یاب [illegible] حضرت ابو درداءؓ کے [illegible] جو روایات احادیث میں مروی [illegible] کی تعداد ۱۷۹ ہے جن میں [illegible] میں ۱۳ اور مسلم میں ۸ متفق علیہ [illegible]

فقہ مسائل فقہ میں حضرت [illegible] کا ایک خاص درجہ [illegible] دور دراز مقامات طے کر کے [illegible] مسائل پوچھنے آتے تھے [illegible] نے استفسار کیا کہ میرے [illegible] دینار فی سبیل اللہ چھوڑے ہیں [illegible] کہ ان کا بہتر مصرف کونسا ہے [illegible] ابو درداءؓ نے جواب دیا کہ میں [illegible] مجاہدین سب سے بہتر ہیں [illegible]

اخلاق و عادات [illegible] مزاج اور صالح تھے [illegible] اس طلاق کو اور خالق [illegible] عبادات میں قیام [illegible] کے علاوہ تین چیزوں کے [illegible] پابند تھے۔ (۱) ہر ماہ میں تین [illegible] رکھتے تھے۔ وتر پڑھتے [illegible] میں چاشت کی نماز ادا کرتے [illegible] کے متعلق آنحضرت نے ان کو [illegible] فرمائی تھی (مسند) ان کی زندگی [illegible] ہوتی تھی وہ دنیا کے [illegible] اور عالم فانی کے تکلفات [illegible]

(باقی [illegible])

ہماری تبلیغی کوششیں
ماہ جنوری ۱۹۴۶ء میں ہمارے مبلغین کی سرگرمیاں

پٹیالہ سے مولوی محمد حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کے جلسہ میں مولوی فضل الرحمن صاحب سامانوی کا لیکچر اس موضوع پر ہوا کہ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" مولوی صاحب نے اپنا احمدی ہونا ظاہر کر دیا تھا لیکن تقریر اس قدر موثر اور مفید تھی کہ جو لوگ ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے ان کی تقریر سننا نہ چاہتے تھے وہ بھی سنکر اچھا اثر لیکر گئے، جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار بھی پڑھکر سنائے گئے جن کو سن کر لوگ وجد کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولوی فضل الرحمن صاحب کے لئے ہی یہ جلسہ ہوا تھا، خدا کے فضل سے مسلم لیگ والوں پر اور دیگر تمام مسلمانوں پر مولوی صاحب کی تقریر کا نہایت اچھا اثر ہوا یہ سب حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی دعا کا نتیجہ ہے کہ پٹیالہ میں تقریروں کے لئے اللہ تعالے نے راستہ کھول دیا ہے فالحمد للہ۔ اس کے علاوہ مولوی فضل الرحمن صاحب نے ماہ جنوری میں کئی ایک دیہات اور قصبات کا دورہ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام لوگوں کو پہنچایا اور قادیانیت کی اصل حقیقت کو قادیانی لوگوں پر واضح کیا، مولوی صاحب کے اثر سے اس سے پہلے بھی بعض قادیانی اصحاب تائب ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور بھی آنے کی توقع کی جاتی ہے۔

سرینگر (کشمیر) میں ہمارے نوجوان مبلغ عبد العزیز شورہ نہایت جوش اور تندہی کے ساتھ تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں انھوں نے ایک اپنا ہفتہ وار اخبار "[illegible]" کے نام سے جاری کر رکھا ہے جس میں [illegible] کشمیر کی عام بہبودی کی باتوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے اقتباسات شائع کئے جاتے ہیں اور جماعت کے کاموں کا خصوصیت سے تذکرہ ہوتا ہے اس کے علاوہ ہمارے یہ نوجوان دوست تقسیم لٹریچر اور ملاقات و تبادلہ خیالات کے ذریعہ سے بھی تبلیغ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالے ان کی ہمت میں برکت دے اور ان کی کوششوں کو بار آور فرمائے۔

ہبلی مشن کے انچارج مولوی محمد بڈھن صاحب اپنی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ کیرور ضلع بیجاپور سے مجھے وعظ سننے کے لئے بذریعہ تار بلایا گیا، پہلے دعوت نامہ آیا تھا تو میں نے بعض مقامی کاموں کی وجہ سے ماہ فروری میں پہنچنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن انھوں نے جلد پہنچنے کے لئے تار دیا۔ چنانچہ میں بذریعہ موٹر پہنچ گیا یہاں آکر عجب نظارہ دیکھنے میں آیا بستی کے تمام مسلمان سرخ اور سبز جھنڈے لیکر موٹر سٹینڈ پر استقبال کے لئے موجود تھے، وہ جلوس کے ساتھ شہر میں لے گئے، سب سے آگے بینڈ تھا اس کے پیچھے سکول کے لڑکے قومی ترانہ گاتے جاتے تھے اور اس کے پیچھے عام مسلمان اللہ اکبر اور مسلم لیگ زندہ باد اور "پاکستان لے کے رہیں گے" کے نعرے مارتے جا رہے تھے۔ بعد نماز مغرب میرا لیکچر ہوا، ہزارہا کا مجمع تھا، ایک تقریر کے بعد خود ہندوؤں نے [illegible] اور لیکچر کے لئے اعلان کر دیا، کل پانچ لیکچر وہاں ہوئے جن میں سے تین بازار کے چوک میں مسلمانوں نے کرائے اور جمعہ میں مسجد میں خطبہ کے علاوہ ایک خاص وعظ اردو میں ہوا۔ اسی شب کو ہندوؤں نے ایک عام وعظ اپنے دیول کے روبرو میدان میں کرایا جو بعد نماز مغرب شروع ہو کر رات کے دس بجے تک رہا" اس رپورٹ کے ساتھ مولوی صاحب نے چار اشخاص کے بیعت نامے ارسال کئے ہیں، یہ ہماری گدگ کی چھوٹی سی جماعت میں شامل ہوتے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک اللھم زد فزد۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی بڈھن صاحب نے قرآن کی تین سورتوں کا ترجمہ کنٹری زبان میں کیا ہے جس کو وہاں کی مقامی جماعت نے طبع کرایا ہے۔

سامانہ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی لکھتے ہیں کہ گورمکھی ترجمۃ القرآن کا کام بدستور جاری ہے ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء میں گیارھواں پارہ ترجمہ ہوا تھا اس ماہ میں بھی ایک پارہ ترجمہ ہو گیا ہے یعنی اب تک بارہ پارے کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ۹ جنوری کو مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے جنم دن پر [illegible] نے ایک جلسہ کیا تھا جس میں مجھے بھی تقریر کے لئے بلایا گیا اور میں نے اپنی تقریر میں گورمکھی ترجمۃ القرآن کا بھی ذکر کیا۔

مولوی محمد بڈھن عموماً کنٹری زبان میں لیکچر دیتے ہیں جو بہت موثر ہوتے ہیں۔

کوٹ سبزال ضلع ملتان میں آجکل ہمارے محترم بزرگ میر مدثر شاہ صاحب کچھ دنوں سے تشریف لے گئے ہوئے ہیں میر صاحب ممدوح کو اللہ تعالے نے تبلیغ دین کا جوش عطا فرمایا ہے وہ اس پیرانہ سالی میں روز افزوں ترقی پر ہے پشاور میں بھی آپ روزانہ اسی نیک کام میں مصروف تھے اور خود جا جا کر لوگوں سے ملتے ہیں۔ اب جس دن سے کوٹ سبزال گئے ہیں وہاں بھی یہی مشغلہ ہے وہاں کے مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے کئی مسائل پر تبادلہ خیالات ہو چکا ہے، کئی لوگوں سے ادارہ تعلیم قرآن کے لئے چندے وصول کئے، بعض بچوں کو چند دن میں قرآن کریم کا بہت سا حصہ پڑھا دیا، کئی مجالس میں ارکان اسلام کی فلاسفی، اور بیعت [illegible] احمدیت پر مذاکرہ ہوا، بعض اشخاص نے میر صاحب سے کہا کہ اگر آپ کچھ ماہ تک قیام کریں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ایک جماعت کھڑی کر دے۔

لدھیانہ کے ہمارے معزز بزرگ ملک خدا بخش صاحب آجکل مختلف شہروں اور مقامات کی جماعتوں میں پھر کر چندوں کی تحصیل اور ساتھ ساتھ تبلیغ کا کام بھی کر رہے ہیں۔ ملک صاحب کرم باوجود پیرانہ سالی کے تبلیغ و توسیع جماعت کے لئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور ہر قسم کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر محض دین کے لئے آنریری طور پر کام کرتے اور شہر بشہر پھر رہے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب پٹیالوی ان کی معیت میں ہیں اور اب تک کئی جماعتوں کا دورہ کر چکے ہیں اللہ تعالے ان کی ہمت و عزم میں برکت دے اور کامیاب فرمائے۔

لائلپور میں ہمارے مکرم دوست مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع تبلیغ و توسیع جماعت کے کام میں سرگرمی سے منہمک ہیں، مقامی احباب جماعت اور بعض زیر تبلیغ حضرات سے انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ تحصیل چندہ کا کام مرزا صاحب بڑی محنت سے کرتے ہیں چنانچہ ماہ زیر رپورٹ میں ---/---/۱۲۶۵ روپے مرکز میں بھجوائے، مساکین، غربا، بیوگان یتامیٰ کو مستطیع اصحاب سے وظائف بھجوائے اس کے علاوہ ہفتہ میں ایک بار جمعرات کو ایک قرآن کلاس لگتی ہے جس میں شہر کے معزز اصحاب اور سرکاری عہدہ دار شریک ہو کر قرآن کریم کے معانی و تفاسیر سنتے ہیں، مرزا صاحب اس میں درس دیتے ہیں یہ کلاس بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔

وزیرآباد کا بھی مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے ماہ جنوری میں دورہ کیا وہاں ایک بڑا کامیاب جلسہ ہوا جس کا سارے شہر پر اچھا اثر پڑا اور مقامی جماعت کی تقویت کا موجب ہوا، اس جلسہ کی رپورٹ اخبار میں جا چکی ہے۔

علی پور کی جماعت کے استحکام اور تنظیم کے لئے ماہ جنوری میں مولوی عبد القادر صاحب اور حافظ عبد الرشید صاحب باری باری وہاں تشریف لے گئے اور احباب جماعت کے لئے باعث تقویت ہوئے۔

جھنگ میں مولوی احمد گل صاحب تبلیغ اور توسیع جماعت کے کام پر متعین کئے گئے ہیں، آپ انفرادی ملاقاتوں اور تقسیم لٹریچر کے ذریعہ سے تبلیغ کرتے ہیں ان کی تحریک پر امتحان قرآن میں شمولیت کے لئے ایک مقامی دوست نے اپنا اور اپنی صاحبزادی کا نام بھیجا ہے۔

ایک نئے مبلغ کا اضافہ احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ مولوی شیر محمد صاحب سابق متعلم تبلیغی کلاس جو کچھ عرصہ بعض دوسرے کاموں میں منہمک رہے ہیں اب ۱۵ جنوری ۱۹۴۶ء سے شعبہ تبلیغ میں آ گئے ہیں اور انہیں ضلع سرگودھا میں تبلیغ و توسیع جماعت کے کام پر لگایا گیا ہے، مولوی صاحب موصوف سر دست فی الحال چک نمبر ۸۱ جنوبی میں وہاں کی جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے تشریف لے گئے ہیں، وہاں سے وہ ارد گرد دیہات اور بعض شہروں کا دورہ بھی کریں گے امید ہے کہ چک نمبر ۸۱ کے احباب بالخصوص اور دوسرے مقامات کے دوست بھی جن کے پاس مولوی صاحب جائیں ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور استحکام جماعت کے کاموں میں معاون و مددگار ہوں گے۔

آنریری مبلغین اور تبلیغی کلاس کی سرگرمیاں

مندرجہ بالا مبلغین کے علاوہ بعض آنریری مبلغین اور طلبائے تبلیغی کلاس بھی ہفتہ میں ایک دن لاہور کے مختلف حصص میں تبلیغ کے لئے جاتے ہیں، ان کاموں کی مفصل رپورٹ آئندہ دی جائے گی۔

آنحضرت صلعم کی صداقت اور قرآن مجید کے (قسط نمبر ۲)

کلام الٰہی ہونے پر ایک چھوٹی سی آیت میں پچاس دلائل

(از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

(۱۰) غرابیب سود: مختلف الوانہا (یعنی رنگوں) کا ذکر کر دینے کے بعد واضح طور پر سیاہ کو رنگوں سے الگ کر دینا اور پھر غرابیب سود کی ترکیب میں جو بصیرت موجود ہے اس میں علماء سائنس کے لئے ایک بہت بڑی دلیل موجود ہے جو نہ صرف سیاہ کو رنگ قرار نہیں دیتی بلکہ سیاہ کی بلیغ کیفیت بھی اس کے اندر مستور ہے جو قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر ایک روشن برہان ہے۔

ان حقائق عشرہ میں میں نے الفاظ کی خوبصورتی اور علمی بصائر کی طرف صرف اشارہ کیا ہے جس سے عیاں ہے کہ آیت میں Aesthetic view حسن الفاظ اور Philosophic مضامین کو باہم سمو دیا گیا ہے جو حسن کلام فلسفیانہ کی کامل تعریف ہے کیونکہ فلاسفہ کا کہنا یہ ہے کہ کلام کا ۹۰ فیصدی حصہ محض شعر اور ایسی دستی ہے جو Scientifically اور logically نہ just beautiful nonsense محض خوبصورت حماقت ہے۔

جس طرح ایک نغمہ کے الفاظ الٹ پلٹ کر دینے سے وہ ایک مکروہ عبارت بن جاتی ہے جسے سننا کسی کے کان گوارا نہیں کرتے اسی طرح غیر فلسفیانہ اور بیوقوفی کا جملہ عقل سلیم کے نزدیک نا قابل قبول بلکہ لائق استفراغ ہوتا ہے فلسفیانہ اور حسن الفاظ کے زاویہ نگاہ سے ان دس حقائق پر نظر کرنے کی دعوت دینے کے بعد اس آیت کا . . . . . ethical view اخلاقی پہلو بھی قابل غور ہے جس طرح بادی النظر میں بعض رنگ خوبصورت اور بعض ناپسند خاطر ہوتے ہیں بعض صحت افزا اور بعض دماغی امراض ہوتے ہیں اسی طرح ان رنگوں میں تین رنگ اخلاقی لحاظ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ سفید جو صلح، امن نیکی اور عزت کا رنگ ہے سرخ خطرہ اور جنگ کی علامت ہے اور سیاہ بدی اور جہالت کا رنگ ہے قرآن مجید میں نیکی کا رنگ سفید بتایا گیا ہے اور سرخ رنگ خطرہ اور جنگ کا رنگ ہے اور سیاہ بدی ذلت اور غم کا نشان ہے مگر اس آیت میں اخلاقی نکتہ نگاہ سے ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا ہے، قرآن مجید میں علماء کو بھی جبال کہا گیا ہے جن سے علم کی نہریں جاری ہونی حقائق کے چشمے پھوٹتے اور معارف کے دریا بہتے ہیں وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون مگر یہ نہریں ماء معین کی بیضاء لذۃ للشاربین نہایت سفید رنگ کی نیکی کی اور لذت بخش کی بھی ہو سکتی ہیں سرخ خطرہ اور خون کی بھی ہیں جو امن سے بھری ہوئی دنیا کو شعلہ زار بنا دیتی ہیں اس لئے اس آیت کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اسی طرح غرابیب علماء کا نام بھی ہے جن سے بدی کی سیاہ تحریکیں . . . . .

( ) فسق و فجور اور غلط گمراہ کن فلسفے اور ان کی وجہ سے اٹھتی ہیں یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوہہم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوہہم ففی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون۔ اس آیت سے پہلے یہود . . . سارے کا ذکر ہے اور مومنوں کے ساتھ . . . کا مقابلہ ہے جو لوگ نیکی اور بدی میں تمیز نہیں کر سکتے ان کا رنگ سیاہ ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو Colour blind people یعنی رنگ کے اندھے لوگ کہا جاتا ہے۔

ہستی باری تعالیٰ اور آنحضرت صلعم کی صداقت کے دلائل مشترک ہیں | قرآن مجید کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف الوان (رنگوں کا اختلاف) اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی قدرت اور حکمت پر ایک بہت بڑی دلیل ہے اس دلیل کا محمد رسول اللہ صلعم کی وحی مبارک میں اس وقت ذکر کیا جانا جبکہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا فلاسفر رنگوں کے اس فلسفہ کو نہ جانتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بہت بڑا نشان ہے ایک امی محض دنیا کے علوم سے ناواقف کا ایک ان پڑھوں کے ملک میں جو ہر قسم کی علمی روشنی سے محروم تھا ایسا فلسفہ بیان کرنا جو علماء سائنس کی بتدریج اور مسلسل تحقیقات سے آپ کے ایک ہزار سال بعد معلوم ہوا اور اس کے معلوم کرنیوالے کو علم و فضل کے انتہائی مرکز میں دنیا کا سب سے بڑا انسان خیال کر کے اس کی قبر پر یہ کتبہ کندہ کیا گیا ہو۔

"یہ اس شخص کی قبر ہے جو دنیا میں سب سے بڑا انسان تھا"

سر اسحاق نیوٹن وہ شخص تھا جس نے ۱۶۹۰ء میں سب سے پہلے اس راز کا انکشاف کیا کہ سفید روشنی جو آسمان سے بظاہر بے رنگ اترتی ہے (کیونکہ تمام زبانوں کا یہ محاورہ ہے کہ فلاں چیز رنگدار ہے یا سفید، اس کی زمین سفید ہے مگر اس پر فلاں رنگ کی بیل ہے وغیرہ وغیرہ) سارے رنگوں سے مرکب ہے نیوٹن نے منشور مثلثی میں سے رنگوں کو گذرتے اور رنگوں کا تجزیہ ہوتے دیکھ کر یہ معلوم کیا کہ سفید روشنی درحقیقت رنگوں کا ایک مرکب ہے منشور مثلثی میں سے گذرتے ہوئے روشنی سب سے پہلے گہرا نیلا رنگ ( ) دکھاتی ہے اس کے بعد ترتیب وار دوسرے رنگوں کی دھاریں نظر آتی ہیں اور بالآخر سرخ پر یہ رنگ ختم ہو جاتے ہیں اس تجربہ کی بناء پر یہ کہا گیا ہے کہ جب کسی پتھر وغیرہ شئے پر روشنی پڑتی ہے تو وہ شئے کچھ رنگوں کو جذب کر لیتی ہے اور کسی ایک رنگ کو وہ شئے جذب نہیں کرتی اور اس کی شعاعوں کو واپس لوٹا دیتی ہے یہی شعاعیں ہماری آنکھ کی پتلی کے ساتھ ٹکرا کر ہمیں اس شئے کا رنگ بتاتی ہیں مگر کامل تاریکی کے اندر کسی شے کا کوئی رنگ نظر نہیں آتا۔

اس میں جو امر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ رنگ فی الحقیقت روشنی کا لباس پہن کر آسمان سے اترتے ہیں یہ ایک ایسا خیال ہے جو سر اسحاق نیوٹن سے پیشتر کہا جاتا ہے کہ دنیا کو معلوم نہ تھا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو علم خدا کی طرف سے نازل ہوا اس میں عالم الغیب خدا کی ہستی پر ایک بین دلیل کے علاوہ علماء سائنس پر صداقت آنحضرت صلعم ظاہر کرنے کے لئے نیوٹن سے ایک ہزار سال پہلے اس علمی انکشاف کا اظہار کر دیا گیا نیوٹن نے تو صرف قرآن مجید کی سچائی کو اپنے سینٹیفک تجربہ سے ثابت کیا۔

سائنس محمد رسول اللہ صلعم کے قدم چومتی ہے | قرآن مجید کی جس آیت پر ہم غور کر رہے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں الم تر ان اللہ انزل من السماء فاخرجنا بہ ثمرات مختلفا الوانہا ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود۔

"کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اللہ بادلوں سے پانی اتارتا ہے پھر ہم اس کے ساتھ مختلف اقسام کے پھل پیدا کرتے ہیں آسمان اور بادلوں سے تیز رفتار لہریں نازل کرتا ہے جو سفید اور سرخ مختلف رنگوں کی ہیں اور نہایت سیاہ ہیں،،

(۱) آیت کو "الم تر" کے خطاب سے شروع کیا یعنی "کیا نے غور نہیں کیا" گویا اس میں بہت ہی قابل غور بات بیان کی گئی ہے مخاطب کو اس طرح متوجہ کرنے میں بتانا یہ مقصود ہے کہ آنکھوں کے سامنے کیسا ہی دلربا نظارہ ہو حقائق اور حکمتوں سے پُر خوبصورت منظر ہو دانائی اور دانشمندی کے دفتر ہوں مگر اندھی آنکھ اور بے نور دل کے لئے یہ سب کچھ بیکار ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کے لئے دراصل عالم دو ہیں ایک اس کے خارج میں ایک بیرونی دنیا ہے اور ایک اس کے اندر اس کے علم کی دنیا ہے اس خارجی دنیا اور اندرونی دنیا کے درمیان آنکھیں دروازے ہیں جن کے راستے خارجی دنیا اپنے حقائق اور معارف کے ساتھ ہمارے اندر داخل ہوتی ہے انسان کے لئے ان دروازوں کی اہمیت ظاہر ہے مگر ان کی قیمت صرف اسی وقت معلوم ہوتی ہے جب ان کے پیچھے انسانی ضمیر بھی بیدار ہو اور سب سے زیادہ قیمت اس وقت سمجھی جاتی ہے جب دماغ کے اندر علم کا خزانہ بھی موجود ہو۔ علم . کی روشنی سے کسی چیز کو دیکھنا ہی غور کرنا کہلاتا ہے ہر شخص اپنی زندگی سے اسی قدر فائدہ اٹھا سکتا ہے جتنا اس نے اپنے علمی خزانہ یا دماغی بینک میں جمع کر رکھا ہے۔ اس بینک سے . . . جمع شدہ رقم سے زیادہ نکلوانا قریبًا قریبًا محال ہے "الم تر" کے اصل مخاطب یہاں علماء سائنس ہیں جنہوں نے اپنے دماغ میں تجربات کے ذریعہ علم کا خزانہ جمع کر لیا ہے وہ علمی خزانہ کی مدد سے قرآن مجید کی اس آیت کا مطالعہ کریں گے تو ان کو سائنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومتی نظر آئے گی مگر کم علم جاہل اور غور و فکر نہ کرنے والے شخص کے لئے شاید اس میں کوئی حکمت اور خوبی نظر نہ آئے جس طرح اس شخص کو جو رنگ کا اندھا ہے دنیا کی ہر چیز سیاہ اور تاریک نظر آتی ہے کفر اور اسلام کبھی برابر نہیں ہو سکتے آیت مذکور پر اہل علم کو غور و فکر کی دعوت دینے کے بعد محمد رسول اللہ کے دل کو یوں تسلی دی ہے وان یکذبوک فقد کذب الذین من قبلہم الخ اگر کچھ احمق لوگ اپنی نابینائی، بے بصیرتی اور جہالت کی وجہ سے تجھے جھٹلاتے ہیں ان کے لئے تو یہی جواب مسکت ہے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ وہ ان کے پاس کھلے دلائل۔ صحائف اور روشن کتابوں کے ساتھ آئے تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم کے دل کو اور کسی مسلمان کے دل کو صرف اتنی بات سے تسلی نہیں ہو سکتی کہ پہلے بھی لوگوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اس لئے اس کے بعد کچھ سائنٹیفک دلائل دے کر فرماتا ہے "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" جاہل اگر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں بڑے بڑے علماء قرآن مجید کے ان سائنٹیفک دلائل کو دیکھ کر نہ صرف اسلام لائیں گے بلکہ معرفت اور خشیۃ اللہ کے مقام پر پہنچیں گے اور پھر اس کے بعد ان علماء کی تعریف یوں کی ہے "الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوۃ وانفقوا مما رزقنہم سرا وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور" (باقی آئندہ)

ادارۂ تعلیم قرآن کی تحریک

اشاعت اسلام کے لئے تین عظیم الشان بنیادیں

ہمیں چاہئیے کہ محنت اور کوشش کیساتھ تبلیغ دین کی ایک رو پیدا کریں

ادارۂ تعلیم قرآن کے قیام سے منشاء کیا ہے

ادارۂ تعلیم قرآن کی عمارت کا تخمینہ

اس ادارہ کی تعمیر میں حصہ لینے والے احباب

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء اجلاس دوم

{مرقومہ و مرتبہ محمد انعام الحق}

قٓ والقراٰن المجید ــــ انه لقراٰن کریم ــــ وانه لکتٰب عزیز ــــ ولو ان قراٰنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتٰی بل للّٰه الامر جمیعا ــــ لو انزلنا هٰذا القراٰن علٰی جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة اللّٰه وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون

عطائے فضل میں وسعت والی کتاب {قٓ والقراٰن المجید}

بزرگی والا قرآن گواہ ہے۔ "مجید" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اس کے معنی فضل کی وسعت کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ عطائے فضل میں جو اس سے خاص ہے وسعت والا ہے۔ یہی لفظ "مجید" قرآن کریم کی صفت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی عطائے فضل میں بہت وسعت والی ہے۔ انه لقراٰن کریم۔ ــــ یقیناً یہ قرآن نفع پہنچانے والا ہے۔ "کریم" بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ کریم اس کو کہتے ہیں جس کے انعامات بہت عام ہوں۔ یہ لفظ بھی قرآن کریم کے ساتھ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف بزرگی کا مالک ہی نہیں بلکہ اس کے ذریعہ دنیا کو بڑے بڑے انعامات بھی حاصل ہو رہے ہیں، اور اس کے انعامات کسی خاص زمانہ، ملک یا کسی خاص نسل و قوم تک محدود نہیں بلکہ یہ انعامات ساری دنیا اور ساری نوع انسانی کے لئے عام ہیں۔

قرآن مجید غالب آنیوالی کتاب ہے {انه لکتٰب عزیز۔ وہ یقیناً غالب آنے والی کتاب ہے۔}

"عزیز" بھی اسمائے الٰہی میں سے ہے، "عزیز" کا لفظ ہماری زبان میں تو معمولی معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن عربی زبان میں اس کے معنی اور ہیں۔ یہ "عزت" سے مشتق ہے عزت اس حالت کا نام ہے جو مغلوب ہونے سے بچاتی ہے لہذا عزیز وہ ہے جس پر کوئی غالب نہ ہو بلکہ وہ دوسروں پر غالب آجائے اس آیت میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ قرآن غالب آنیوالی کتاب ہے۔ کوئی اس پر غالب نہیں آ سکتا بلکہ یہی سب پر غالب آئے گی۔

ولو ان قراٰنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتٰی بل للّٰه الامر جمیعا۔

(الرعد ۱۳: ۳۱) اور اگر کوئی قرآن ایسا ہو سکتا ہے کہ جس سے پہاڑ دور کر دیئے جائیں اس کے ذریعہ سے زمین کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچا جائے، مردوں سے باتیں کی جائیں (تو وہ یہی ہے) یہ سب باتیں اللہ کے اختیار میں ہیں یعنی اس قرآن کے ذریعہ سے یہ سب کچھ ہو کر رہے گا مشکلات کے پہاڑ دور ہو جائیں گے یہ ساری روئے زمین پر پہنچ جائے گا۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک۔ اس کے ذریعہ سے مردے ...... کلام کرنے لگیں گے۔ یعنی زندہ ہو جائیں گے۔ جبال جبل کی جمع ہے یعنی پہاڑ۔ یہ لفظ عظیم الشان انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے مثلاً فلاں جبلٌ من الجبال وہ شخص پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ قوم کے سردار اور اس کے عالم کو بھی جبل کہا جاتا ہے الجبل سید القوم و عالمهم اس آیت میں بھی جبال سے مراد اکابر ہیں جو قرآن کریم کے مقابلہ پر ڈٹے کھڑے تھے تو فرمایا کہ سب مقابلے دور ہو جائیں گے اور قرآن روئے زمین کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچ جائے گا اور روحانی مردے زندہ ہو جائیں گے۔ آخری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو انزلنا هٰذا القراٰن علٰی جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة اللّٰه وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون (اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تو اسے اللہ کے خوف سے گرا ہوا پھٹا ہوا دیکھتا اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں) جن لوگوں نے قرآن کریم کو مغلوب کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی اور اس بارہ میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی ــــ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ قرآن کریم کو مغلوب کرنے کی اس قدر کوشش ہوئی کہ شاید اور کسی کتاب کو مغلوب کرنے کے لئے اتنی کوشش نہ کی گئی ہوگی۔ مگر قرآن انہی مخالفین کی آنکھوں کے سامنے غالب آیا جن کے سامنے قرآن کی حالت مغلوبیت و بیکسی کی تھی۔ قرآن نے دیکھتے ہی دیکھتے روکوں اور مخالفتوں کے پہاڑ اڑا دیئے۔ مردوں کو زندہ کر دیا۔ سخت زمین میں علوم و برکات کی نہریں چلا دیں ــــ بڑی زبردست طاقت کا مالک ہے قرآن کریم یہ دعوٰے کوئی ایسا دعوٰے نہیں کہ چونکہ ہم مسلمان ہیں قرآن کو مانتے ہیں اس لئے یہ دعوٰے کرتے ہیں، نہیں بلکہ یہ باتیں تاریخ سے ثابت ہیں اور دو اور دو چار کی طرح ثابت ہیں۔ دنیا پر قرآن کریم کے بڑے بڑے احسان اور افضال ہیں۔ اس کی غریب نوازی کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ غریب پس ماندہ لوگ جو کہ ذلت و پستی کی انتہائی گہرائیوں میں پڑے ہوئے تھے ــــ دنیا میں ان کی کوئی حیثیت و قدر نہ تھی ــــ کوئی انہیں جانتا تک نہ تھا۔ انہی لوگوں کو قرآن نے رہبر و معلم اور دنیا کے فاتح بنا دیا دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا اس کے آگے سرنگوں ہو گئی۔ ایک وقت وہ آیا کہ دنیا کی کوئی قوم قرآن کے ماننے والوں کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی قرآن کے غلبہ کا ایک نظارہ یہ تھا اور مسلمانوں نے اس نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور قرآن کے ذریعہ انھوں نے بڑی بڑی ترقیاں اور عظمتیں حاصل کیں

مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ رکھا ہے {مگر قرآن کریم میں ایک گر ہے}

یہ یوں بھی آیا ہے وقال الرسول [illegible] ان قومی اتخذوا هٰذا القراٰن مهجورا (الفرقان ۲۵: ۳۰) اور [illegible] نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز کی طرح [illegible] دیا)۔ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں [illegible] عملاً قرآن کریم کو چھوڑ رکھا ہے [illegible] قرآن کی عظمتوں اور اس کے ذریعہ [illegible] فلاح حاصل کرنے کے نظارے [illegible] باوجود چھوڑ رکھا ہے۔ شاید کوئی [illegible] مسلمانوں نے قرآن کو کہاں چھوڑا [illegible] تو اس کی بے حد تعظیم کرتے ہیں [illegible] خوبصورت غلافوں اور جزدانوں میں [illegible] اونچے مقامات پر رکھتے ہیں۔ اس کی [illegible] پیٹھ نہیں ہونے دیتے لیکن میں کہوں گا مسلمانوں نے عملاً قرآن کو چھوڑ رکھا [illegible] وہ اسے اونچے مقام پر نہیں بلکہ طاق [illegible] پر اور عملاً اپنی پیٹھ کے پیچھے ہی رکھتے ہیں ان کی زندگیوں میں قرآن کا کوئی دخل نہیں رہا [illegible] انھوں نے اپنے اعمال کے ذریعے [illegible] ترک کر دیا۔ اس کتاب الٰہی کے حسن [illegible] خوبصورتی کو چھپا دیا۔ کسی کو اس [illegible] اور اس کے حسن و خوبصورتی کے [illegible] کی فکر نہیں ہے۔ اس طرح گویا ایک [illegible] سے قرآن کریم مخفی ہو گیا ہے اور [illegible] حسن و خوبصورتی دنیا کی آنکھوں سے [illegible]

حضرت مرزا صاحب کا عشق قرآن

[illegible] مسلمانوں کی [illegible] اور [illegible] تک بڑھ گئی ہے کہ اس زمانے میں ایک [illegible] اٹھا جسے قرآن سے عشق تھا [illegible] میں قرآن کو پھیلانے اور اس کی [illegible] حسن و خوبصورتی کو نمایاں کرنے کا [illegible] جذبہ تھا۔ اس نے مسلمانوں کو [illegible] لئے پکارا۔ اس کی دعوت دل [illegible] اس کی آواز پر متوجہ نہ ہوئے بلکہ [illegible] اس کے مخالف اور دشمن [illegible] اس مرد خدا کے عشق قرآن اور [illegible] تڑپ کا اندازہ جو اس کے دل میں قرآن کے لئے تھا آپ اس کے اشعار [illegible] سکتے ہیں۔ جن میں سے چند میں آپ [illegible] ہوں۔ فرماتے ہیں [1]

دردا کہ حسن صورت فرقاں نہاں نماند
آں خود نہاں مگر اثر فازلیں [illegible]

بینم کہ ہر کسے بہ غم نفس مبتلا است
کس را غم اشاعت فرقاں [illegible]

یوسف شنیدہ ام کہ خندش [illegible]
ایں یوسفے کہ [illegible]

جانم کیا بہ شد ز غم ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود [illegible]

دانش اند کے مرا بخیالے [illegible]
امشب میر [illegible]

اے سید الورے مدد وقت نصرت است
در بوستاں سرائے تو کس [illegible]

---

[1] فریاد اہل اسلام [illegible]

صد بار رقصہا کنم از خورمی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

(ترجمہ) افسوس کہ قرآن مجید کی صورت کی خوبصورتی عیاں نہیں ہی - وہ خود تو عیاں ہے مگر اس کے پہچانتے والے نہیں رہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک اپنی جان کے غم میں مبتلا ہے۔ کسی کے دل میں اشاعت قرآن کا فکر نہیں ہے۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ ایک قافلہ یوسف کا مددگار ہو گیا تھا۔ مگر یہ وہ یوسف ہے جس کا کوئی قافلہ مددگار نہیں۔ میری جان اس کتاب پاک کے غم میں (جل کر) کباب ہو گئی ہے۔ (اس فکر میں) میں اتنا جلا ہوں کہ مجھے اپنی زندگی کی امید نہیں ہی۔ گذشتہ رات تھوڑا سا مجھے ایک خیال کی وجہ سے صبر رہا۔ مگر آج رات حال نہ پوچھو کیونکہ (صبر کی اب) طاقت نہیں رہی۔ اے سردار دو جہاں یہ وقت مدد کا ہے۔ تیرے باغ میں اب کوئی مالی نہیں رہا۔ سو دفعہ خوشی سے میں رقص کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید کا حسن دلکش پوشیدہ نہیں رہا۔

آخر پر فرماتے ہیں ؎

اے بیخبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ان اشعار سے حضرت مرزا صاحب کے اس درد اور تڑپ کا اندازہ ہو سکتا ہے جو آپ کے قلب میں قرآن کریم کے متعلق تھا اور اس رنج و غم کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے جو کہ آپ کے دل میں مسلمانوں کی قرآن سے غفلت و مہجوری کو دیکھ کر پیدا ہوتا تھا۔ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ شخص کافر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ کافر ہے تو ایمان کہاں سے آئیگا۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے یہ اشعار کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ اکثر شاعروں کی حالت يقولون ما لا يفعلون (وہ بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں) کے مصداق ہوتی ہے۔ لیکن اس مرد خدا نے جو کہا وہ کر کے دکھلا دیا۔ غور کیجئے قادیان جیسے معمولی اور الگ تھلگ گاؤں کا رہنے والا شخص اٹھتا ہے اور عین اس وقت جبکہ اس کی مخالفت میں ایک زبردست طوفان بپا ہے۔ ۲۰۰ علما اس پر کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ وہ ارادہ کیا کرتا ہے؟ اپنی کس تمنا کا اظہار کرتا ہے؟ اس تمنا اور خواہش کا کہ قرآن کا ترجمہ یورپین زبانوں میں کر کے اسے یورپ پہنچایا جائے پھر اس حالت میں جبکہ چاروں طرف خطرناک مخالفت کی آگ بھڑکی ہوئی تھی اس کام کی بنیاد بھی رکھ دی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے سامان مہیا کر دیئے۔ ان مردان خدا کی آرزوئیں اور خواہشیں معمولی انسانوں کی طرح نہیں ہوتیں جن کو کہ خدا پورا نہ کرے۔ بلکہ یہ آرزوئیں ضرور پوری ہو کر رہتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب ابتدا میں ظاہری ساز و سامان کے لحاظ سے انتہائی کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ اسی حالت میں اس آرزو کا اظہار اور اس کے لئے کام کا آغاز کیا گیا پھر کس طرح اس دور افتادہ اور الگ تھلگ گاؤں — قادیان میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سارے سامان جمع کر دیئے کام کرنیوالے بھی مل گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں سے اپنے دین اور قرآن کی خدمت کے بڑے بڑے کام لئے۔

ایک فوٹو میرا بھی لیا گیا میں کسی فخر کے طور پر نہیں بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ میں بالکل نوجوان تھا جبکہ حضرت مرزا صاحب کے قدموں میں پہنچا۔ جیسا کہ نوجوانوں کی حالت ہوتی ہے دنیا کی بہت سی امیدیں بھی ختم تعلیم پر میرے دل میں تھیں۔ اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو اپنی تصویر اتروانے کا خیال آیا چنانچہ ایک فوٹوگرافر قادیان بلوایا گیا۔ یہ تصویر کسی شوق یا نمائش کی خاطر نہیں اتروائی تھی۔ حضرت صاحب کی طبیعت میں تو اس قدر سادگی اور دنیاوی معاملات سے بے تعلقی تھی کہ انہیں اس قسم کی چیزوں کا بالکل شوق نہ تھا — جراب تک آپ کو اچھی طرح پہننی نہ آتی تھی۔ کوٹ کے بٹن تک درست طرح سے لگے ہوئے نہ ہوتے تھے ایک دفعہ کسی نے گرگابی لاکر دی تو اسے پہنتے وقت دایاں پیر بائیں میں اور بایاں دائیں میں ڈال لیتے — یہ فوٹو اس غرض سے اتروایا تھا کہ یورپ کے لوگ بہت قیافہ شناس ہوتے ہیں ایک شخص کے بشرے کو دیکھ کر اس کے متعلق اندازہ لگا سکتے ہیں۔ خیال تھا کہ یہ فوٹو تبلیغی اغراض سے یورپ بھیجا جائے مگر یہ عجیب بات ہے کہ حضرت صاحب کے ارشاد سے اس وقت ایک فوٹو میرا بھی لیا گیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ تو مجھے اب یاد نہیں ہے۔ ویسے میں بھی انہی لوگوں سے ہوں جنہیں فوٹو وغیرہ کا کوئی شوق نہیں۔ اس فوٹو کی ایک کاپی میرے پاس بھی پڑی رہی۔ گذشتہ دنوں میری نظر اتفاقاً اس فوٹو پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس فوٹو میں ایک ہاتھ میری دائیں جانب بڑھا ہوا ہے جس میں ایک کتاب ہے اور اس کتاب پر "قرآن شریف" لکھا ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس پر کبھی میری نظر نہ پڑی تھی — وہ ہاتھ کس کا تھا اور تصویر میں کیوں ظاہر ہوا؟ یہ ایک بھید ہے جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ جس وقت فوٹو اتروایا گیا ہے کسی شخص کو اس غرض کے لئے کھڑا نہیں کیا گیا اسکو ایک خدائی تصرف کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ دوسری طرف اس خدائی تصرف پر غور کیجئے تو گویا یہ میری طرف یا اس جماعت کی طرف ایک غیبی اشارہ تھا کہ خدمت قرآن اس جماعت کے ذریعہ ہوگی۔

میں آپکی جماعت کی روح ہوں میں کیا ہوں؟ آپ مجھے امیر جماعت کہتے ہیں لیکن دراصل میں آپ کی جماعت کی روح ہوں آپ کے اندر جو جذبات ہیں خدا مجھے ان کے ظاہر کرنے کی توفیق دے دیتا ہے یہ محض حضرت مسیح موعود کی دعاؤں اور تمناؤں اور آپ کی جماعت کی نیک خواہشات اور ارادوں کا اثر ہے کہ مجھ سے خدمت قرآن کا اس قدر کام ہو سکا۔ اگر میں حضرت مسیح موعود کے قدموں میں نہ پہنچا ہوتا تو کسی گوشہ تنہائی میں پڑا ہوتا۔ ظاہر میں کام کرتا میں نظر آتا ہوں۔ قرآن کریم کی تفسیر لکھی یہ کتاب لکھی وہ کتاب لکھی۔ دراصل یہ کام حضرت مجدد زمان اور آپ کی جماعت کا ہے جو کہ حضرت مسیح موعود کی جانشین اور وارث ہے۔ میں بجائے خود کوئی چیز نہیں ہوں۔ خدا کی مرضی اور نشان ہے وہ جس سے جو چاہے کام لے لے۔

ایک ولی اللہ کی دعا حضرت مولانا نورالدین رح نے ایک مرتبہ ایک بات سنائی تھی — کیوں اور کس موقعہ پر سنائی تھی؟ یہ اس وقت مجھے یاد نہیں۔ ایک ولی اللہ تھے وہ تیس سال تک ایک دعا کرتے رہے لیکن وہ قبول نہ ہوئی مگر وہ برابر اس دعا میں لگے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرما لیا۔ آج بھی ایسی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں اختلاف ہوا اور ہم بے سر و سامانی کی حالت میں قادیان سے یہاں چلے آئے۔ اس وقت سے ہی میں اس امر کے لئے کوشاں تھا کہ حضرت مسیح موعود کے دل میں قرآن کریم کے متعلق جو غم اور ارادے تھے وہ ہمارے ذریعہ سے ظاہر اور پورے ہوں۔ اس وقت میری عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ آج تیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے اور حیرت انگیز طور پر ایسا انتظام کر دیا جس کی بدولت خدمت و اشاعت قرآن کی ایک مضبوط بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اگر آپ نے اپنا قدم سست نہ کیا تو آیندہ نسلیں اس واسطے سے برکتیں اور افضال مانگا کریں گی اللہ تعالیٰ نے آج سے تیس سال پہلے کی دعاؤں کو قبول اور آرزوؤں کو پورا کیا اور ہم کو محض اپنے فضل سے خدمت و اشاعت قرآن کے ٹھوس کام کی توفیق دی۔

قرآن مجید کے تراجم اور تراجم قرآن فنڈ ۱۹۴۳ء میں آپکے ہاتھوں تراجم قرآن فنڈ کی بنیاد رکھی گئی بے شک اس سے قبل بھی تین چار زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم آپ کی جماعت کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں انگریزی ترجمہ قرآن کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں اردو تفسیر "بیان القرآن" شائع ہوئی ۱۹۳۵ء میں ڈچ زبان میں اور ۱۹۳۹ء میں جرمن زبان میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوگئے۔ لیکن یہ رفتار اپنے مقصد اور دنیا کی ضرورت دونوں لحاظ سے سست تھی۔ دنیا میں قرآن کریم کو بہت وسیع پیمانے پر پھیلانے کی ضرورت ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آپ کی چھوٹی سی قوم نے آج سے دو سال قبل ۱۹۴۳ء میں تراجم قرآن کے لئے دو لاکھ کا فنڈ قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ اب تک اس فنڈ میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب نقد روپیہ آچکا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ وعدے بھی ہیں۔ متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا کام اس وقت جاری ہے

تامل زبان میں بیس پارے تک
سندھی زبان میں دس پارے تک
گورمکھی میں بھی نو دس پارے تک

ترجمہ ہو چکا ہے، اس کے علاوہ بنگالی اور اطالوی زبان میں تراجم قرآن کا کام جلد شروع ہونیوالا ہے اس کا انتظام قریباً مکمل ہو چکا ہے۔ یہ سارا کام آپ کی چھوٹی سی قوم کر رہی ہے۔ آپ کی اس سعی سے انشاء اللہ آیندہ پانچ سال کے اندر دس زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تیار ہو کر دنیا میں پھیل جائیں گے — یہ کوئی معمولی سی کامیابی نہیں ہے آج آپ کے ذریعہ وہ غم کام کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود کے دل میں قرآن کے متعلق تھا

کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند
(اور)
در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

ایک قوم پیدا ہو گئی ہے جس نے قرآن کو دنیا میں پھیلانا اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا ہے۔ بعض وقت تحریکات کرتے وقت مجھے یہ خوف بھی ہوتا ہے کہ کس عمر کو پہنچا ہوا ہوں — مگر خدا بڑا دینے والا ہے بشرطیکہ اس سے کوئی مانگنے والا ہو۔ اس کا تو میں نے کئی تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ ۱۹۴۳ء میں قریباً ستر سال کی عمر میں تراجم قرآن فنڈ کے لئے میں نے تحریک کی کہ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر کے پھیلائے جائیں اللہ تعالیٰ نے اس میں کامیابی دی۔ قوم نے توقع سے بڑھکر اس میں حصہ لیا اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا یہ کام قابل اطمینان طریقہ سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اس کے عظیم الشان نتائج آپ بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

دس تبلیغی مرکز قائم کرنے کی بنیاد اس کے بعد خیال آیا کہ ٹھیک ہم نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تیار کر لئے لیکن آخر ان تراجم کو مختلف ملکوں، دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلائے گا کون؟ ان کے پھیلانے کے لئے بھی کوئی انتظام ہونا چاہیئے ۱۹۴۴ء کے آخر پر یعنی ۷۱ سال کی عمر میں ایک اور نئی بنیاد دس تبلیغی مراکز کے لئے رکھی گئی۔ یہ دس مراکز دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی تخم ریزی کریں گے اور قرآن کریم کے ان تراجم کو جو کہ تیار ہو رہے ہیں پھیلائیں گے — خدا کی شان اور اس کے افضال کو دیکھئے یہ قوم کیا ہے اور اس کی تعداد کیا ہے ایک بہت ہی چھوٹی سی قوم پھر غریب۔ کوئی امرا کی قوم نہیں خیر تو رہے ایک طرف خود ہمارے مخالف بھی دوست بار بار ہمیں قلت تعداد کا طعنہ دیتے ہیں — ہاں اسی قوم نے اس دفعہ جبکہ بنیاد رکھی ان دس تبلیغی مراکز کے لئے ایک سال کے اندر ۲۸۰۰۰۰ (اٹھائیس لاکھ)

اٹھائیس ہزار روپیہ) کے قریب جمع کر لیا۔ حالانکہ اس تحریک سے ایک سال قبل تراجم قرآن فنڈ کے لئے بہت بڑی رقم ہو چکی تھی۔ کیا آپ کو خبر ہے کہ اس فنڈ میں اس قدر رقم وصول ہو چکی ہے۔

وصایا کی تحریک

اس کے علاوہ وصایا کی تحریک تھی اب تک قریباً ۶۲۰۰۰ (باسٹھ ہزار روپے) کی رقم لوگوں کی وصیتوں کے ذریعہ آ چکی ہے ۱۵۰۰۰ (پندرہ ہزار) کے قریب کے وعدے ابھی اس مد میں قابل وصول ہیں۔ اس تحریک کی طرف ابھی بہت سے دوستوں بلکہ اکثر دوستوں نے توجہ نہیں کی۔ ورنہ اس تحریک کے ذریعہ وصول شدہ رقم سے بہت زیادہ روپیہ آ سکتا ہے۔ یہ سب روپیہ قرآن اور اسلام کی اشاعت کے لئے جمع ہو رہا ہے۔ کیا اس میں آپ کو خدائی نصرت کا ہاتھ نظر نہیں آتا؟ اللہ کے دین اور اس کی کتاب کی خدمت و اشاعت کے لئے آپ جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے قریباً پونے چار لاکھ روپے کا انتظام گزشتہ ایک سال کے اندر ہو گیا ہے اور ابھی جماعت کا ایک کافی حصہ ایسا باقی ہے جس نے ان تحریکات میں پوری طرح حصہ نہیں لیا بالخصوص وصایا فنڈ میں۔

کوشش کر کے ایک رو پیدا کریں

اس کے علاوہ میرا خیال ہے کہ دوستوں سے جو یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ چندہ ماہوار میں اپنی آمد کا دسواں حصہ دیا کریں۔ یہ مطالبہ بھی احباب کی توجہ کا مستحق ہے۔ اس طرح چندہ ماہوار کے ذریعہ جو رقم وصول ہوگی اس میں سے نصف ہم اغراض عامہ پر صرف کریں گے۔ باقی نصف ہم تبلیغی فنڈ میں ڈال دیا کریں گے۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ دس مشنوں کا خرچ یہ چھوٹی سی جماعت بخوبی برداشت کر لے گی۔ یہ بات بھی یاد رکھیے کہ جب آپ ایک مرتبہ کوشش کر کے ایک رو چلا دیں گے تو پھر لوگوں کو خود بخود شوق پیدا ہوتا چلا جائے گا اور سامان اپنے آپ مہیا ہوتے چلے جائیں گے لیکن ایک سوال ایسا ہے جس پر آپ کو خاص طور پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ (یہ تراجم قرآن فنڈ کے لئے انتظام ہو گیا) ۔ اس ڈیڑھ لاکھ روپے سے آپ تراجم کراتے چلے جائیں۔ جب یہ تیار ہو جائیں گے تو خدا ان کے چھپنے کا بھی کوئی انتظام کر دے گا۔ دس تبلیغی مراکز کے لئے بھی کچھ فنڈ جمع ہو گیا ہے۔ جس کے ذریعے مشنوں کے قیام اور ان کے ابتدائی اخراجات پورے ہو سکتے ہیں۔

بچوں اور نوجوانوں کیلئے تعلیم قرآن کا انتظام

لیکن ایک سوال ہمارے سامنے یہ پیش کیا گیا ہے جو واقعی قابل غور ہے کہ ہمیں ذرا اپنے گھروں کو دیکھنا اور سوچنا چاہیئے کہ وہ کونسے آدمی ہوں گے اور کہاں سے آئیں گے جو ان تراجم قرآن کو آپ کے تبلیغی مراکز کے ذریعہ دنیا میں پھیلائیں گے۔ میری اپنی عمر ستر سال سے اوپر ہو چکی ہے۔ میرے چار ساتھی اپنے مولا سے جا ملے۔ باقی بھی ہم میں ایسے ہیں جو اپنی عمریں کھا چکے ہیں۔ پیچھے ہماری جو پود ہے کیا اس میں یہ اہلیت موجود ہے کہ وہ اس کام کو جاری رکھ سکے؟ واقعی یہ ایک معقول اور قابل غور سوال ہے۔ میں اس سوال سے غافل نہیں ہوں۔ دراصل جس وقت یہاں اس تبلیغی کاروبار کی بنیاد رکھی گئی تھی اسی وقت سے یہ سوال میرے سامنے تھا کہ تبلیغ قرآن کے ساتھ جماعت کے بچوں کے لئے تعلیم قرآن کا بھی کوئی معقول انتظام ہونا چاہیئے میں اسے خوب اچھی طرح سے سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے بچے اور نوجوان قرآن کے عالم نہ ہوں گے، تبلیغ قرآن کا کام کسی طرح سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔ دیکھئے ایک ہوتے ہیں خدا کے مامور۔ ان کے لئے خدا یہ سامان پیدا کر دیتا ہے کہ کام کرنے والے خود بخود ان کے قدموں میں جا پہنچتے ہیں۔ لیکن ان کے بعد ان کی جماعتوں کو یہ سامان پیدا کرنے کے لئے خود تجویزیں سوچنی پڑتی ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت جس مسئلہ کو حل کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا انتظام ہو جائے جس سے خدمت دین و قرآن کا کام مستقل طور پر جاری رہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کام کو کرنے والے باقاعدہ مستقل طور پر تیار ہوتے رہیں۔ میں جانتا ہوں کہ موجودہ تبلیغی کاروبار بھی آپ کی قربانیوں اور ہمت سے ہی چل رہا ہے لیکن آئندہ کے لئے زیادہ وسیع پیمانہ پر آپ کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ بیشک آپ نے بہت بڑی ہمت دکھلائی ہے۔ لیکن آئندہ کے لئے اس سے زیادہ ہمت درکار ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کی قربانیاں

خوب یاد رکھیں کوئی قوم مسلسل قربانیوں کے بغیر اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے ایک بات پر میں شروع سے قائم ہوں۔ میں کسی کام کے لئے کوئی تحریک نہیں کرتا جب تک خود پہلے اس میں حصہ نہ لے لوں۔ میں نے آمد کا دسواں حصہ چندہ ماہوار دینے کی تحریک کی تو اس پر تیس سال سے عامل ہوں اب خود اس تحریک پر قائم ہونے کے بعد آپ سے مانگتا ہوں ——— آپ سے نہیں خدا سے مانگتا ہوں، خدا ہی ہے جو دلوں کو پھیرتا اور انسانوں کو نیک کاموں کی توفیق دیتا ہے۔ جب اھدنا الصراط الذین انعمت علیھم کی دعا میری زبان پر آتی ہے تو روح فوراً ڈر جاتی ہے اور میرا خیال فوراً اپنی جماعت کی طرف چلا جاتا ہے۔ خدا کے انعامات یونہی نہیں ہوتے بلکہ ان انسانوں اور جماعتوں پر ہوتے ہیں جو اپنا سب کچھ خدا کے راستے پر لگا دیتے ہیں ذرا غور کیجئے دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں آپ کو کیا خصوصیت حاصل ہے؟ صرف یہی کہ دوسرے مسلمان خدا کے راستے میں وہ قربانیاں نہیں کرتے جو آپ کرتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ ان قربانیوں کی توفیق آپ کو مل رہی ہے۔

جماعت قادیان کو خدمت قرآن کی توفیق نہیں ملی

آپ کی دوسری جماعت جو تعداد میں آپ سے بیس گنا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ شاید پچاس گنا ہو۔ اس میں بڑے بڑے مالدار بھی موجود ہیں، ان کا نظام بھی بڑا مضبوط کیا جاتا ہے۔ ان کا بجٹ بھی بہت زیادہ ہے ذرا سوچو ان تمام باتوں کے باوجود انکو خدمت قرآن کی یہ توفیق نہیں ملی اور آپ کو ملی کہ تین مغربی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کر کے دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ خدا کے نزدیک کس کے لئے کیا مقدر ہے۔ اول اختلاف ہوا۔ جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ پھر خدا جانے کیوں جماعت قادیان سے جو لحاظ تعداد بڑا حصہ تھا خدمت قرآن کی توفیق چھین لی۔ اب اشاعت قرآن کا غم اور جذبہ قادیانیوں کے دل میں پیدا نہیں ہوتا حالانکہ وہ اپنی تعداد لاکھوں کی بتلاتے ہیں اور ان کا بجٹ بھی کہا جاتا ہے تیس لاکھ روپیہ تک جا پہنچا ہے ——— قرآن کے متعلق یہ درد آپ ہی کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ قادیانی جماعت نے تیس سال ہوئے انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت کا وعدہ کیا تھا اور ایک پارہ ماہوار کے حساب سے ڈھائی سال میں اسکو مکمل چھاپ دینے کا اعلان ان کی طرف سے ہوا تھا۔ مدت تک خاموشی رہی۔ اب چند برس سے سال بسال اس وعدے کو دہرایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود ان سے صرف ایک انگریزی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ شائع نہ ہو سکا دراصل جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں یہ خدا کی توفیق پر منحصر ہے۔ لیکن انسان کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ عزم اور قربانی میں پیچھے نہ ہٹے۔

ہماری جماعت برباد نہیں ہو سکتی

میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ دو باتوں کو کر کے اس تیسری بات سے رک گئے اور اس میں ناکام رہے یعنی تراجم قرآن فنڈ اور دس تبلیغی مراکز فنڈ کے بعد اپنی آئندہ نسل کی تعلیم قرآن کا کوئی انتظام نہ کیا تو آپ کی مثال اس شخص کی ہوگی جو سیڑھی کی چوٹی سے گرتا ہے۔ اگر کوئی پہلے یا دوسرے زینے سے گر جائے تو اسکو زیادہ چوٹ نہیں آتی۔ لیکن جو سیڑھی کی چوٹی سے گرتا ہے اسکو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ بہت سے لوگ آپ کی قلیل جماعت کو برباد کرنے کے درپے ہیں اور اس بارہ میں انھوں نے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن میں کہتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی آپ کی جماعت کو انشاءاللہ تباہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر آپ نے اپنی نسل کی تعلیم قرآن کا کوئی بندوبست ابھی سے نہ کیا تو پھر یہ جماعت خود اپنے ہاتھوں تباہ ہو جائے گی۔ اس طرح آپ اپنے بلند مقام سے گر جائیں گے۔ خوب یاد رکھیں کہ خدا کو کسی کی پروا نہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس کے دین کے کام رک نہیں سکتے۔ اگر کوئی قوم دین کی خدمت سے غافل ہو جاتی ہے تو خدا اس کی جگہ دوسری قوم کھڑی کر دیتا ہے۔

ادارہ تعلیم قرآن کے قیام کا منشاء

اس سلسلہ گفتگو سے میری غرض یہ ہے کہ ہمیں ایک ادارہ تعلیم قرآن کے لئے بنانا چاہیئے۔ یہ ادارہ نہایت مضبوط اور منظم ہو تاکہ اس کے ذریعہ تراجم قرآن اور اشاعت قرآن کا کام نہایت باقاعدگی سے جاری رہ سکے۔ ان کاموں کے لئے اس ادارہ سے کارکن ملتے رہیں گے اس ادارۂ تعلیم قرآن سے میرا منشاء کیا ہے؟ میرا منشاء یہ ہے کہ ہم کوئی ایسا انتظام کریں کہ ہماری قوم کے بچے ایک اچھے ماحول میں رہ کر تعلیم قرآن اور اسلامی تربیت حاصل کر سکیں۔ کیا اس کے لئے ہمیں کوئی ایسا کالج کھولنا چاہیئے جس میں ہمارے بچے اور نوجوان باقی سب کاموں کو چھوڑ کر صرف تعلیم قرآن کے حصول کے لئے وقف ہو جائیں؟ ——— نہیں معاش کی فکر انسان کی فطرت کا خاصا ہے۔ اس کو اس سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے! اس بارہ میں میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔

تحریک دارالیتامیٰ

چند سال ہوئے میں نے ایک تحریک دارالیتامیٰ کے نام سے کی تھی اس کا مقصد تھا کہ ہم قوم کے قابل امداد یتامیٰ کی تعلیم و تربیت اور پرورش کا انتظام میں کوئی انتظام کریں۔ اس وقت حالات کے لحاظ سے اس کے لئے ایک معمولی سی اپیل بھی ہوئی تھی اس میں ہمارے تین محترم دوستوں:۔

(۱) حاجی شیخ میاں اسمٰعیل صاحب

(۲) خان بہادر میاں غلام رسول صاحب

(۳) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب

نے خاص طور پر حصہ لیا تھا۔ چند اور دوست بھی اس میں حصہ لینے والے تھے دارالیتامیٰ کے نئے عمارت کی تجویز ہو چکی تھی لیکن جنگ کی وجہ سے اس تجویز کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ خیال تھا کہ جنگ کے بعد تعمیر کے کام کو شروع کیا جائے گا۔

ڈاکٹر وزیر احمد صاحب کی رائے

ایک مخلص دوست ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی نے یہ خیال ظاہر کیا کہ دارالیتامیٰ کا نام بدل دینا چاہیئے اس سے بچوں میں ایک احساس کمتری پیدا ہوگا کہ ہم یتیم

کوئی نہیں اس لئے قوم کے چندے اور خیرات پر پل رہے ہیں۔ بچوں میں اس قسم کے احساس کمتری کا پیدا ہونا اچھا نہیں ہے ڈاکٹر صاحب کی یہ رائے مجھے پسند آئی کہ اس ادارہ کا نام بدل دیا جائے۔ دارالیتامی کی بجائے **دار الاقامہ** یعنی ہوسٹل بنانا چاہیئے اس میں قوم کے یتیم بچے بھی رہیں اور قوم کے دوسرے امراء و غرباء کے بچے بھی رہیں اس طرح یتیموں میں احساس کمتری پیدا نہیں ہوگا دوسرے یتیم خانوں میں جب باہر سے وٹیاں اور دوسری چیزیں جاتی ہیں تو وانجی وہاں کے بچوں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم صدقہ خیرات پر پل رہے ہیں۔ دارالاقامہ یا ہوسٹل میں سب قسم کے بچے ل کر رہیں گے۔

ادارہ تعلیم قرآن کا خیال کیسے پیدا ہوا

اس کے بعد میں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم دارالیتامی یا دارالاقامہ کی بجائے دار تعلیم القرآن بنائیں جب ہمیں قرآن کی خدمت کرنا ہے تو اس کے لئے قرآن کی تعلیم بھی ضروری ہے۔ جنہوں نے دنیا کمانی ہے ان کے لئے دوسرے بہت سے ذرائع اور سامان موجود ہیں دنیا کے طالبوں کو دنیا دوسرے طریقوں سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے کسی خاص قابلیت اور تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی بہت سے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی آپ نے دیکھے ہونگے جنہیں بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔

بمبئی کے ایک کروڑپتی کا واقعہ

میں نے بمبئی میں ایک کروڑپتی کا حال سُنا۔ دیکھنے میں یہ اول درجہ کا سادہ لوح انسان تھا۔ ابتدا میں یہ مزدوری کیا کرتا تھا۔ جھاڑو لگا کر سڑکوں پر پھرا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ کروڑپتی ہو گیا۔ مرتے وقت اس کے پاس ۲۴ کروڑ روپیہ تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے اس نے بڑے بیٹے کو چودہ کروڑ دیا اور چھوٹے بیٹے کو دس کروڑ روپیہ دیا۔ چھوٹے بیٹے نے اس غم و غصہ میں کہ مجھے دوسرے بھائی سے کم حصہ دیا گیا ہے خودکشی کر لی۔

یہ ادارہ کس جگہ قائم کیا جائے

سو مجھے اپنی قوم کی آئندہ نسل کے متعلق یہ فکر نہیں کہ یہ دنیا کس طرح کمائیں گے بلکہ یہ فکر ہے کہ یہ دین کس طرح سیکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے میں ادارہ تعلیم قرآن کی یہ تجویز پیش کر رہا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ادارہ کس جگہ قائم کیا جائے یہاں احمدیہ بلڈنگس میں تو اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے ۱۹۳۲ء میں جبکہ ہماری انجمن بہت سی مالی مشکلات میں مبتلا اور سخت مقروض تھی، اس وقت میں نے ایک تحریک "ارشاد الٰہی" کے نام سے کی تھی۔ اس وقت اتفاق سے اس تحریک کا یہ نام رکھا گیا۔ اس میں تمام دوستوں سے دس دس دن کی آمد مانگی تھی۔ گو اس تحریک میں سب دوستوں نے حصہ نہ لیا لیکن پھر بھی تیس چالیس ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ اس وقت انجمن قرضوں کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس روپیہ سے ہم نے اس جنگل کے اندر جو کہ مسلم ٹاؤن سے پرے واقع ہے ۲۰۰ کنال زمین خرید لی۔

زمین کا حصول اور چوہدری ظہور احمد صاحب کی کوشش

اس زمین کے حاصل کرنے میں ہمارے دوست چوہدری ظہور احمد صاحب نے خاص کوشش اور محنت کی تھی اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر دے۔ اگر چوہدری صاحب کوشش نہ کرتے تو ہم یہ زمین کبھی حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اس زمین کا کچھ حصہ بعد میں جماعت کے مختلف دوستوں نے لے لیا اور باقی انجمن کے پاس ۱۸۰ کنال ہے۔

اس زمین کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے

ہم نے اس کو ڈیڑھ دو سو روپے کنال کے حساب سے خریدا تھا اب خدا کی طرف سے ایسے حالات اور سامان پیدا ہو گئے ہیں کہ اس زمین کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور یہیں یونیورسٹی سنٹر بننے کی تجویز ہو رہی ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ جو جگہ دنیوی تعلیم کا مرکز بننے والی تھی اسی جگہ اب انشاء اللہ یہاں پر تعلیم قرآن کا مرکز بھی قائم ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے افضال اور اس کی نصرتیں ہیں۔ جس وقت یہ زمین خریدی گئی تھی اس وقت اس قسم کی کوئی امید اور خیال نہ تھا۔ آج ۱۸۰ کنال زمین اگر کوئی اس نواح میں لینا چاہے تو اسے چار ساڑھے چار لاکھ روپیہ صرف کرنا پڑے گا۔ جس وقت ہم نے اسے خریدا تھا اس وقت کسی کو خیال تک نہ تھا کہ چند سال کے اندر ہی یہاں زمین کی قیمتیں اس قدر بڑھ جائیں گی۔ اس وقت آپ کی صرف دس دس دن کی آمدنی سے جو تیس چالیس ہزار روپیہ جمع ہوا تھا اس سے یہ زمین لی گئی تھی گویا اس دس دس دن کی آمدنی کی حیثیت تین چار ماہ کی آمدنی کے برابر ہو گئی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس زمین کی قیمت جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں چار ساڑھے چار لاکھ روپیہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانی کو اس قدر قبولیت عطا فرمائی۔

تعلیم قرآن کا عظیم الشان مرکز

اب تجویز یہ ہے کہ اس جگہ ہم اپنی قوم کے بچوں کے لئے مکان بنائیں درحقیقت یہ آپ کی قوم کا گھر ہوگا۔ یہ وہ چیز ہوگی جس پر دنیا رشک کرے گی۔ اگر اس وقت آپ پہل اور تھوڑی سی ہمت کریں تو اس جگہ تعلیم القرآن کے لئے ایک عظیم الشان مرکز بن سکتا ہے خدا کے نزدیک یہ مقدر ہو چکا ہے کہ دنیا میں قرآن پھیلے۔ تمہارے لئے یہ موقع ہے کہ تم اس راستہ میں قدم بڑھا کر ایک بڑی سعادت حاصل کر لو۔ جو کوئی خدا کے کام کے لئے آگے بڑھتا ہے خوب یاد رکھو وہ ناکام نہیں رہتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم خدا کی طرف ایک قدم بڑھاؤ گے تو وہ تمہاری طرف دو قدم بڑھے گا۔ اگر تم چل کر خدا کی طرف جاؤ گے تو وہ تمہاری طرف دوڑتا آئے گا۔ اب زمین تمہارے پاس موجود ہے۔ اس ادارے یا مرکز کے لئے تمہیں صرف عمارت کی ضرورت ہے۔

جماعت کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا مرکز

میری تجویز یہ ہے کہ ہماری قوم کے وہ طالب علم جو یہاں مختلف کالجوں میں پڑھتے ہیں اور اکثر ان کے ہوسٹلوں میں رہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ جن کی تعلیم کا زمانہ بالعموم چھ سال ہوتا ہے۔ ہم ان کو اس مرکز یا دارالاقامہ میں رکھیں اور اس چھ سال کے عرصہ میں قرآن۔ حدیث اور تاریخ اسلام کی ضروری تعلیم ان کے فارغ وقت میں انہیں دیدیں۔ یہاں تعلیم کے علاوہ ان کی تربیت بھی اسلامی رنگ اور اسلامی ماحول میں ہوگی اور وہ موجودہ تہذیب کے ان مضر اثرات سے محفوظ رہیں گے جن سے وہ دوسرے ہوسٹلوں میں محفوظ نہیں رہ سکتے۔ کالج کے ہوسٹلوں میں خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے پھر وہاں کی رہائش سے ایسے خیالات نوجوانوں کے دماغوں میں رچ جاتے ہیں اور وہ ایسے خصائل و عادات کے پابند ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے نوجوانوں کی دینی و دنیوی حالت پر بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ آجکل کا زمانہ بہت نازک ہے۔ چاروں طرف شیطانی ترغیبات موجود ہیں۔ بہت سے دوست ایسے ہوں گے جو ان ہوسٹلوں میں اپنے بچوں کو بھیجکر افسوس کرتے ہوں گے۔ انشاء اللہ آپ کا یہ مرکز دارالاقامہ آپ کے بچوں کو ان مضر اثرات اور شیطانی ترغیبات سے محفوظ رکھے گا۔ غرضیکہ اس ادارہ میں ابتدائی عمر سے نوجوانوں کے لئے اپنے دیگر اشغال کے علاوہ تعلیم قرآن کا انتظام ہوگا۔

کئی رنگوں میں تعلیم قرآن کا انتظام کیا جائیگا

کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ترجمہ قرآن اور تبلیغ قرآن کی تحریکات اسی صورت میں سرسبز ہو سکتی ہیں کہ ان کے پیچھے ایک جماعت تعلیم قرآن کو حاصل کرنے والی ہو جس سے ترجمہ قرآن اور تبلیغ قرآن کے لئے بوقت ضرورت موزوں آدمی مل سکیں۔ اس ادارہ میں کوشش ہوگی کہ جماعت کے نوجوانوں کو جو معمولی تعلیم اپنے سلسلہ معاش میں حاصل کر رہے ہوں جہاں تک ممکن ہے قرآن کریم سے ابتدائی تاریخ اسلام سے اور قدرے حدیث سے واقف کرا دیا جائے اور ان کی تربیت ایسے طریق پر ہو کہ ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا ہو۔ لیکن اس کے علاوہ اور بھی کئی رنگوں میں یہاں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے والے ہوں گے اور ایسے لوگ بھی ہونگے جن کی زندگیاں ریسرچ میں گذریں گی اور وہ نئے نئے مسائل دنیوی کا حل اس کتاب پاک سے تلاش کر کے دنیا کی رہنمائی کرنے والے ہوں گے۔ دیگر طلباء کے علاوہ اس جگہ ہماری قوم کے یتامیٰ بھی رہیں گے یہاں ان نوجوانوں کے قیام کا انتظام بھی ہوگا جو وقتاً فوقتاً مختصر تبلیغی ٹریننگ کے لئے آتے رہیں گے۔ سردست ایک سو طلباء کی رہائش کے لئے انتظام کی تجویز ہے۔ اس وقت آپ کو چاہیئے کہ ان کمروں کی تعمیر کا بندوبست کر دیں۔ یہی وہ کام ہے جس کی طرف میں نے اپنی تقریر کی ابتدا میں اشارہ کیا تھا۔

صاحب جائداد لوگوں سے اپیل

سب سے پہلے اس بارہ میں میں ان دوستوں سے اپیل کروں گا جن کے اپنے ذاتی مکان موجود ہیں اور جو صاحب جائداد ہیں۔ وہ جس طرح ان سے ممکن ہو یہاں ایک ایک کمرہ بنوا دیں۔ میں چاہتا ہوں جس طرح لوگ ذاتی مکان بنواتے ہیں اور ان پر ان کے نام ہوتے ہیں فلاں منزل۔ فلاں منزل اسی طرح یہاں بھی آپ لوگوں کے نام پر کمرے بنیں۔ یہاں بھی کوئی کرم الٰہی منزل ہو۔ کوئی اسمٰعیل منزل ہو اور کوئی غلام رسول منزل ہو۔ مختلف دوستوں کے نام مختلف کمروں پر لکھے ہوئے ہوں جس طرح آپ اپنے اہل و عیال اور اپنے خاندانوں کے لئے مکان بنواتے ہیں اسی طرح آپ یہاں اپنی قوم کے لئے گھر بنوائیں اور درحقیقت یہی آپ کا اصلی گھر ہوگا جو یہاں آپ کے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے کام آسکے گا۔ اور دوسری دنیا میں بھی آپ کو اس کا اجر ملے گا۔ یہاں ہم میں سے بہت سے دوست ایسے ہیں جن کے پاس ضرورت سے زیادہ اپنی جسمانی آسائش کے لئے مکانات ہیں وہ سوچیں کہ اگر وہ ایک کمرہ اپنے نام پر تعلیم قرآن کے لئے بنوا دیں گے تو اس سے نہ صرف ان کا نام ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے گا بلکہ اس مکان میں ہمیشہ تعلیم قرآن کا سلسلہ جاری رہے گا اور ہر سال نئے نئے آدمی مختلف مقامات سے اس کے اندر آتے رہیں گے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر کے اگر خدا چاہے گا تو دنیا کو خدا کے نور سے بھر دیں گے۔ ہم جو مکان رہائش کے لئے یا بطور جائداد بنا کر اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے بعد ان کا کیا انجام ہوگا۔ لیکن اس ادارہ میں تو انشاء اللہ ہمیشہ تعلیم قرآن حاصل کرنیوالے آتے رہیں گے۔ ان میں سے بہت سے ایسے نیک لوگ ہوں گے جن کے دلوں میں اپنے کمرہ بنوانے والے کا نام دیکھ کر اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے درد دل سے دعا نکلے گی اور اس لحاظ سے یہ ہماری بہترین جائیداد ہوگی۔ جس طرح مسجد بنوانے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں گھر بنا دینے کا وعدہ کیا ہے۔ تعلیم قرآن کے لئے کمرہ بنوانے والے کے لئے بھی میں یقین

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۲۸

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد آصف۔ بی اے

جلد ۳۴ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ م ۶ مارچ ۱۹۴۶ء — نمبر ۱۰

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

تخفیف انکم ٹیکس

اور جماعت کے غرباء اور امراء سے اپیل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

نئے بجٹ میں حکومت نے ٹیکس کی شرح میں معقول تخفیف کر دی ہے۔ اور …… Excess profit Tax بالکل اڑا دیا ہے۔ اس موقعہ پر میں اپنے اکثر احباب کو جو طبقہ غرباء سے تعلق رکھتے ہیں اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دو یا تین نئے تبلیغی مرکز قائم کرنے کے لئے میں نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر یہ تحریک شروع کی تھی اور اس کے بعد بھی اسے کئی دفعہ دوہرا چکا ہوں کہ ان مشنوں کی مستقل آمد کے ذرائع میں سے ایک بڑا بھاری ذریعہ یہ ہوگا کہ اس جماعت کے سب افراد بجائے تین پیسہ یا ایک آنہ فی روپیہ اپنی آمدنیوں سے چندہ دینے کے اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ چندہ دیں۔ میں امید رکھتا ہوں اگر جماعت کی توجہ اس طرف ہو جائے تو خدا چاہے تو دو یا تین مشنوں کا مستقل خرچ اس ذریعہ سے نکل سکتا ہے۔

اس لئے اب جو انکم ٹیکس میں تخفیف کا اعلان ہوا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ہم ایک قدم اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اٹھائیں۔ اور وہ احباب جو اس وقت دسواں حصہ آمد کا نہیں دے رہے اور دسواں حصہ دینے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے وہ سب کم سے کم یہ قدم اس وقت اٹھائیں گے جس قدر حکومت کی طرف سے ٹیکس کم ہو جائے گا اس کے برابر وہ اپنے ماہوار چندوں میں مستقل اضافہ کر دیں اس طرح ان پر کوئی بوجھ بھی نہیں پڑے گا اور ایک عظیم الشان کام کی بنیاد پڑ جائے گی میں امید رکھتا ہوں کہ ہمارا یہ قدم اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کا خاص موجب ہوگا کہ حکومت کے ٹیکس کو ہم نے اپنی خوشی سے خدائی ٹیکس میں تبدیل کر دیا اور شاید اس پر دنیوی رنگ میں بھی اس کا فضل نازل ہو کہ حکومت تنخواہوں میں اضافہ کر دے۔

اس کے علاوہ ان امراء سے بھی جن کی آمدنیوں کا ۹۳ فی صدی حکومت بصورت ٹیکس لے جاتی تھی۔ جو Exaas prqilt Tax کہلاتا تھا یہ عرض کرونگا کہ اگر وہ کچھ حصہ اس کا خدمت دین کے لئے وقف کر دیں تو ان میں سے ایک ایک بزرگ ایک ایک مشن قائم کر سکتا ہے جو اسی کے نام پر ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری جماعت کے امراء کو یہ توفیق مل جائے تو وہ اپنے لئے آخرت میں بھی بہت بڑی دولت کے مالک ہوں گے۔ اور دنیا میں بھی ان کے نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائیں گے۔

محمد علی

امتحان قرآن کریم آخر مارچ کی بجائے آخر اپریل میں ہوگا

قرآن کریم کی سورہ نساء اور سیرت کی کتاب محمد مصطفےٰ کا جو امتحان آیندہ مارچ کے آخر میں ہونے والا تھا یونیورسٹی امتحانات کی وجہ سے آخر اپریل ۱۹۴۶ء میں کر دیا گیا ہے، احباب مطلع رہیں اور جن دوستوں نے ابھی تک اس امتحان کے لئے اپنے نام نہیں بھیجے وہ فوراً بھیجدیں۔ اس سے پہلے امتحان میں شرکت کرنے والے دوستوں میں سے بعض کے نام آیندہ امتحانات کے لئے آچکے ہیں لیکن بہت سے دوست شاید اس وجہ سے خاموش ہوں ان کے نام پہلے سے درج ہیں، ان سب کو بھی اپنے نام دوبارہ بھیجنے ضروری ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

چند دن سے ایک خیال میرے دل میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے …… ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے خیال میں محو ہوتا ہوں جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں میں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح اور تقوےٰ کے راستہ پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشاء پورا ہو پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے اپنے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ دلائل اور براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو گئے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے۔ لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے، اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے۔ اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھائے جا رہا ہے۔ اور یہ اس قدر غالب آ رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔"

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

آنحضرت صلعم کی صداقت اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر ایک چھوٹی سی آیت میں پچاس دلائل

(از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

قسط نمبر ۴

رنگ کی اندھی قومیں پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ اقوام عالم کی زبانیں ان کے ادوار تمدن و تہذیب کی آئینہ دار ہیں اور قومیں رنگوں کے علم کے لحاظ سے سات درجوں سے گذر چکی ہیں بعض زبانوں کے اندر رنگ کے لئے کوئی مخصوص نام نہیں چنانچہ عبرانی زبان کی لغت در بائیبل میں رنگ کے لئے کوئی لفظ نہیں (بائیبل کے انگریزی وغیرہ تراجم میں جس لفظ کا ترجمہ رنگ کیا گیا ہے اس میں رنگ کا مفہوم موجود نہیں چنانچہ سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں کلر کے زیر عنوان لکھا ہے

When a Hebrew writer wishes to compare one object with another in respect to its color he finds it necessary to use the word "Ayin" (عین) in the sense of appearance.

"عبرانی مصنف جب ایک چیز کا فرق بلحاظ رنگ دوسری شئے سے بیان کرنا چاہتا ہے تو وہ لفظ 'عین' استعمال کرتا ہے جس کے اصل معنی صرف ظاہری صورت کے ہیں"

نہ صرف رنگ کا مفہوم ظاہر کرنیوالا کوئی لفظ عبرانی زبان میں موجود نہیں، اشعاراتاً بھی صرف تین ہی رنگوں کا اشارہ بائیبل میں موجود ہے اس بناء پر عبرانی قوم کو "Colour blind people." امتیاز رنگ میں اندھی قوم کہا جاتا ہے۔

آنحضرت صلعم کی نبوت کے اچھوتے دلائل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اور خاتم الانبیاء رسول ہونے کی یہ بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کی زبان دنیا کی زبانوں میں ایک وسیع ترین زبان اور دنیا کی موجودہ ترقی یافتہ زبانوں کے بالمقابل بقول جرمن پروفیسر کرینکو "اس کی وسعت کی حد بندی فرشتوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا" عرب جن کے اردگرد عبری۔ ایرانی، کلدانی، اور مصری متمدن قومیں آباد تھیں جو تاریخ عالم کے اس مسلمہ کی رو سے کہ "علم ونقل نہ صرف ... قوم کو دنیوی ترقی کے سامانوں میں مالا مال کر دیتا ہے بلکہ اس کی زبان کو بھی الفاظ کی دولت سے سرفراز کر دیتا ہے" انکی زبانیں عربی کی نسبت زیادہ وسیع ہونی چاہیئے تھیں مگر عربی زبان کے متعلق یہ امر ایک عالم انسانیت کو حیرت میں ڈالنے والا ہے کہ ان تمام متمدن اقوام کی نسبت عربوں کی زبان نہایت وسیع زبان ہے۔ علاوہ ازیں اصول ارتقاء کی یہ اہم فرع کہ ہر چیز اپنے ماحول کے اثر کے ماتحت پیدا ہوتی ہے عربی زبان۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے متعلق ٹوٹی ہوئی نظر آتی ہے عربی زبان کا اپنی ہمسایہ زبانوں کی نسبت وسعت الفاظ میں بے پایاں ہونا محمد رسول اللہ صلعم کا امیوں کے ملک میں اپنی کتاب وحکمت کے اعتبار تمام انبیاء پر فائق ہونا ایک ایسا معجزہ ہے جس کی تشریح ارتقاء کے اصولوں کے ماتحت محال ہے کائنات کی ہر نوع مخلوق میں ارتقاء کا اصول کارفرما ہے مگر وہ امور جو عالم خلق سے نہیں بلکہ عالم امر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کو ارتقاء کی تخلیق اور نتیجہ نہیں بلکہ ارتقاء کے خالق اور علت سمجھنا چاہیئے وحی والہام اور نبوت کبھی ماحول کے اثر کا نتیجہ نہیں ہوتے اور یہ خدا کی ہستی کی بہت بڑی دلیل ہے الا لہ الخلق والامر وہ جہاں چاہتا ہے اصول ارتقاء کے ماتحت خلق کرتا ہے اور جہاں چاہتا ہے اپنے امر سے اس اصول کو توڑ بھی دیتا ہے۔

عربی زبان میں رنگوں کے متعلق وسیع ذخیرۂ الفاظ اس کے ثبوت کے لئے آپ عربی زبان ہی کو لے لیجئے۔ اس کی ہمسایہ زبانیں عبرانی، کلدانی، ایرانی اور مصری رنگوں کے متعلق گنگ ہیں (ع ہر) اپنے اگر اپنی زبان کے سوا دوسری زبانوں کو عجمی (گنگ) زبانیں کہا تو یہ تعصب کی وجہ سے نہ تھا بلکہ انسان کے نازک اظہار خیالات میں جب ان زبانوں کو قاصر پایا تو انہیں یہ معلوم ہوا کہ ان کی زبان کے بالمقابل یہ ساری زبانیں گنگ ہیں ان قوموں کا تمدن قدیم اور نہایت شاندار سہی مگر یونانی فلاسفر ارسطو بھی اپنے کمال علم اور شلی زبان رکھنے کے باوجود تین رنگوں سے زیادہ نہ جانتا تھا۔ سر اسحاق نیوٹن نے سترھویں صدی میں بھی رنگوں کی تعداد صرف سات بتائی ہے مگر عربی زبان میں زمانۂ قدیم سے رنگوں کے متعلق ایک وسیع ذخیرۂ الفاظ موجود ہے زیر بحث آیت میں اجمالی طور پر اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے جدد بیض و حمر مختلف الوانها "سفید اور سرخ کے بیشمار جدد ہیں پھر ان دونوں کے لاتعداد مختلف رنگ ہیں"، نہایت سیاہ تاریک رات میں جو ستاروں کی دھیمی سی روشنی ہے اس کی سفیدی سے لیکر ایک نہایت روشن دوپہر تک سفید کے بیشمار درجے ہیں جو قدم قدم پر لحظہ بہ لحظہ زیادہ سے زیادہ سفید ہوتے جاتے ہیں مگر سفیدی صرف دوپہر پر ہی ختم نہیں ہو گئی اس کے آگے پھر وہ تیز برقی شعاعیں ہیں جو سیسہ کی موٹی تہ کے سوا ہر چیز سے گذر جاتی ہیں سورج کی روشنی جو ہماری زمین تک پہنچتی ہے اس کا اصل رنگ کس قدر سفید ہوگا اس کا اندازہ کرنا نہایت مشکل کام ہے اور یہ سب جدد بیض اور اس کے مختلف الوانہا کے نیچے ہے اول تو لفظ بیض جمع کا صیغہ ہے یعنی سفید رنگ بیشمار درجات کے ہیں پھر مختلف الوانہا میں ھا کی ضمیر (س) کی طرف پھیر کر بتایا کہ تمام رنگ اسی کے ہیں یا اسی کے اندر جمع ہیں جو حمر یعنی مختلف سرخ رنگوں کے انتہائی رنگ پر ختم ہوتے ہیں اس کے بعد غرابیب سود "نہایت سیاہ کا درجہ ہے جو درحقیقت رنگ نہیں بلکہ وہ رنگوں کے غربیب غروب غائب یا معدوم ہو جانے کا نام ہے۔ رنگوں کے متعلق موجودہ علمی تحقیقات کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے گو اس کی تشریح اور تفسیر میں لاکھوں صفحات لکھے جا سکتے ہیں موجودہ علماء سائنس جو اس امر کے قائل ہیں کہ رنگ بیشمار ہیں وہ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ رنگوں کے علم کے بارہ میں اقوام عالم کی ترقی نہایت سست رہی ہے وہ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ عربی زبان میں شروع سے سفید اور سرخ وغیرہ رنگوں کے بیسیوں درجوں کے الگ الگ نام موجود ہیں۔ اس زبان کا ایک اور اعجاز یہ ہے کہ انگریزی سنسکرت اور فارسی وغیرہ زبانوں کی طرح رنگوں کے نام اشیاء کے نام پر نہیں رکھے گئے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قدیم زمانہ میں رنگ کی ہستی اشیاء سے الگ نہ سمجھی جاتی تھی عربی زبان میں ان کے لئے الگ الگ مستقل نام ہیں مثلاً انگریزی میں Orange نارنگی کو کہتے ہیں مگر اس کے رنگ کو بھی Orange نارنجی نام دیا گیا ہے جو فی الحقیقت ایک پھل کا نام ہے نہ کہ رنگ کا اسی سلسلہ میں عربی زبان کا تیسرا اعجاز یہ ہے کہ انگریزی سنسکرت اور دنیا کی دوسری زبانوں میں رنگوں کی شوخی اور دھیمے پن کو نہایت ہلکا اور پھیکا وغیرہ اشارات سے ظاہر کیا جاتا ہے مگر عربی زبان میں ہر درجہ کے لئے یہ اشارات گنگ استعمال نہیں ہوتے بلکہ ہر درجہ کا ایک مستقل نام ہے اس امر کو آسانی سے سمجھنے کے لئے آپ یوں سمجھئے کہ شیرینی اور مٹھائی کے بیشمار درجے زبان پر محسوس ہو سکتے ہیں آپ پانی کے گلاس میں ایک رتی شکر سے شروع کر کے زیادہ سے زیادہ مقدار شکر حل کر کے چکھتے چلے جائیے زبان الگ الگ مٹھاس کا اظہار کرتی چلی جائے گی مگر آپ نہایت خفیف میٹھا معمولی میٹھا اور نہایت شیریں کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں مگر کامل زبان ہر محسوس درجۂ شیرینی کا نام الگ الگ بتائے گی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر لامحدود کو ... محدود درجوں میں ہی تقسیم کر کے سمجھ سکتے ہیں اس لئے وسیع زبان بھی زیادہ سے زیادہ محسوس درجوں کے نام بتانے پر مجبور ہے عربی زبان کے اس اعجاز کو وضاحت سے ثابت کرنے کے لئے لغت عرب کی بہت زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے اس کی صرف دو تین مثالیں یہاں دی جا سکتی ہیں مثلاً عربی میں سفید رنگ کے درجے یوں بیان کئے گئے ہیں۔ ابیض ثم یقق ثم لهق ثم واضح ثم ناصع ثم هجان وخالص۔

یہ سات درجے سفید کے ہیں جو ظاہر اور معروف سفید رنگ سے شروع ہو کر انتہائی سفید رنگ ہجان یا خالص پر ختم ہوتے ہیں (سفید رنگ کے ان درجات کے علاوہ مرد عورت۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ بیل۔ گائے۔ گدھا بھیڑ۔ بکری۔ ہرن۔ کپڑا۔ چاندی۔ روٹی۔ انگور۔ شہد وغیرہ کے جن کا رنگ سفید ہو الگ الگ اسماء موجود ہیں مثلاً سفید رنگ کے مرد کو ازھر مگر عورت کو زھبوبہ کہتے ہیں اس کے بعد انسان کے سفید فام کے لحاظ سے درجہ بدرجہ کئی نام ہیں عربی میں گلاب کے پھول کو وَرد کہتے ہیں مگر یہی پھول اگر سفید ہو تو اسے اردو کی طرح سفید گلاب نہیں کہیں گے بلکہ اس کا نام وَتیر ہے۔ سفید پہاڑ کو نوع مگر سفید پتھر کو ... کہتے ہیں اسی طرح معدنیات درختوں پھلوں جانوروں کا جو سفید رنگ کے ہوں الگ الگ اسماء موجود ہیں ہر جانور کے ہر سفید عضو کے اعتبار سے جدا جدا نام ہیں اور اسی طرح باقی رنگوں کے) سرخ رنگ کے اعتبار سے سرخی کے تفصیل درج ذیل ہیں:۔

احمر۔ اَشقر۔ اَقشر۔ اَشکل۔ شرق۔ مذهَی۔ مدامی

جن کی تشریح نہایت وسیع ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا میں عرب ہی ایک قوم ہے جن کی زبان ہر لحاظ سے اپنے اندر اس قدر علمی وسعت رکھتی ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اللہ تعالےٰ کے آخری کلام کے لئے یہی زبان موزوں ہو سکتی تھی اس کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ ایک اور اعتبار سے رنگ کی اندھی آریہ اور عیسائی اقوام کا ذکر کیا جائے گا۔

(باقی ہوارد)

جلد ۳۴ | بروز چہار شنبہ مورخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱

عظیم الشان تحریکات

تراجم قرآن، تبلیغ قرآن اور تعلیم قرآن کا پروگرام

جماعت احمدیہ لاہور کے سامنے اس وقت تین عظیم الشان تحریکات ہیں اور ان تحریکات کی عظمت اس بات سے ہی ظاہر ہے کہ انہوں قرآن مجید سے متعلق ہیں اور ان کی اصل غرض قرآن مجید کی دنیا میں اشاعت ہے۔ پہلی تحریک تراجم قرآن کی ہے یعنی قرآن مجید کے تراجم مختلف مشرقی اور مغربی زبانوں میں کئے جائیں اور مختلف اقوام تک خدا تعالیٰ کے اس آخری پیغام کو پہنچایا جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کی بہتری اور بہبودی کے لئے نازل فرمایا۔ **دوسری تحریک** تبلیغ قرآن کی ہے جسے تبلیغ بلاد غیر اور دس مشنوں کے قیام کی تحریک سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ تراجم قرآن کو دنیا میں پھیلانے کے لئے تبلیغی مراکز کی ضرورت ہے جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا۔

"مانا ہم نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر لئے لیکن آخر ان تراجم کو مختلف ممالک، دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلائے گا کون؟ ان کے پھیلانے کے لئے بھی کوئی انتظام ہونا چاہیئے اس لئے ۱۹۴۴ء کے آخر میں ایک نئی بنیاد دس تبلیغی مراکز کے لئے رکھی گئی ہے یہ دس مراکز دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی تخم ریزی کریں گے اور قرآن کریم کے تراجم کو جو کہ تیار ہو رہے ہیں پھیلائیں گے"

ان دو تحریکات کے علاوہ **تیسری تحریک** تعلیم قرآن کی ہے۔ تراجم قرآن اور تبلیغ قرآن کے لئے کارکنوں کی ضرورت ہے۔ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو قرآن مجید کے معانی اور روح پر گہری نظر رکھتے ہوں۔ یہ کارکن اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتے جب تک ان کی تعلیم و تربیت کیلئے ایک خاص ادارہ نہ ہو جو انہیں خالص قرآنی اور اسلامی رنگ میں رنگین نہ کرے اور انہیں تراجم قرآن اور تبلیغ قرآن کے عظیم الشان کاموں کے لئے تیار نہ کرے پہلی دو تحریکات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیسری تحریک نہایت ضروری ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ پر فرمایا تھا۔ "ہمیں ایک ادارہ تعلیم قرآن کے لئے بنانا چاہیئے یہ ادارہ نہایت مضبوط اور منظم ہو تاکہ اس کے ذریعہ تراجم قرآن اور اشاعت قرآن کا کام نہایت باقاعدگی سے جاری رہ سکے ان کاموں کے لئے اس ادارہ سے کارکن ملتے رہیں گے"۔

یہ تین تحریکات اس وقت جماعت کے سامنے ہیں اور ان کو بروئے کار لانے کا اس جماعت نے عزم کیا ہے دنیا کی زندہ قوموں کا یہ دستور ہے کہ جب وہ کسی کام کا عزم کر لیتی ہیں اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ آج کل کی مغربی اقوام کو ہی ذرا دیکھیں کہ وہ اپنے باطل نظامات کی حفاظت اور اشاعت کے لئے کتنی قربانیاں کرتی ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بعض دفعہ اپنی ہستی کو بھی معرض خطر میں ڈال دیتی ہیں چنانچہ جرمنی، جاپان اور اٹلی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان کے علاوہ روس، برطانیہ اور امریکہ نے اپنی بقا اور حفاظت کے لئے اور اپنے اثر و اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے جتنی جد و جہد کی اور اس کے لئے جو قربانیاں دیں وہ کسی تشریح کی منت کش نہیں۔ یہ وہ اقوام ہیں جن کو ہم دجال اور یاجوج ماجوج کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور ان کے نظامات کو باطل سمجھتے ہیں لیکن ان باطل نظامات کو قائم رکھنے کے لئے ان قوموں کے اندر ایک بے پایاں جذبہ ہے ان کے بالمقابل وہ قوم جو دنیا میں خدا تعالیٰ کے دین کو پھیلانا چاہتی ہے اس کا عزم کتنا مضبوط ہونا چاہیئے اور اس کے اندر قربانی کا کس قدر عمیق اور قوی جذبہ ہونا چاہیئے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ جماعت اپنی تعداد کے لحاظ سے بہت مختصر ہے لیکن سوال دراصل تعداد کا نہیں بلکہ قوت عمل اور ایثار و خلوص کا ہے کہ یہ جماعت اپنی قلیل تعداد کے لحاظ سے اپنے قلب میں قربانی کا کتنا جذبہ رکھتی ہے اور اس کے عزم میں کتنی قوت ہے اور اس عزم کو پورا کرنے کے لئے وہ کیا کچھ کرنے کو تیار ہے کیونکہ دنیا میں وہی قومیں زندہ رہتی ہیں جو عزم کر کے اس عزم کو پورا کرنا جانتی ہیں۔ وہ قومیں جن کی قوت ارادی کمزور ہوتی ہے اور جن میں قوت عمل مفقود ہوتی ہے وہ صفحہ ہستی سے نابود ہو جاتی ہیں اسی لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔ "ان دس مشنوں کو قائم کرنے کا اس جماعت نے عزم کیا ہے لیکن یاد رکھو اگر تمہاری قوم کا عزم پورا نہ ہوا تو یہ قوم زندہ رہنے کے قابل نہیں۔ معمولی انسان بھی جب کوئی عزم کر لیتا ہے تو وہ بھی اپنے اس عزم کو پورا کر لیتا ہے لیکن اگر ایک جماعت عزم کرے اور وہ اس عزم کو پورا نہ کرے تو وہ دنیا میں زندہ رہنے کے قابل نہیں"۔

(پیغام صلح ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء)

یہ تحریکات دراصل جماعت احمدیہ لاہور کی زندگی اور قوت عمل کا امتحان ہیں۔ ان تحریکات سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اس جماعت میں کتنی قوت عمل اور کتنی زندگی ہے اسے اپنے نصب العین پر کتنا یقین ہے اور اس نصب العین کو بروئے کار لانے کے لئے وہ کس قدر قربانی کرنے کو تیار ہے اور اس کے اندر کتنی حرکی قوت ہے جس سے وہ دنیا کے موجودہ نقشہ کو تبدیل کر سکتی ہے اور یورپ کی مادی تہذیب کے رخ کو بدل سکتی ہے۔ سو تراجم قرآن، تبلیغ قرآن اور تعلیم قرآن کا پروگرام درحقیقت ایک عظیم الشان پروگرام ہے جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے زبردست قوت ارادی کی ضرورت ہے اور اس پروگرام کی عظمت کو سمجھتے ہوئے اس کے لئے قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت ہے اگر یہ تحریکات جو دراصل ایک ہی تحریک کے مختلف اجزا ہیں کامیاب ہو گئیں تو دنیا میں تبلیغ اسلام کی ایک زبردست رو پیدا ہو جائے گی اور قرآنی تعلیمات ایک قوت کے ساتھ اقوام عالم پر اثر انداز ہونی شروع ہو جائیں گی۔ یہ ایک عظیم الشان کام ہے جماعت کے ہر فرد کو اس کام کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے اور اپنے امیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کام کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

"اس کام کی اہمیت کو سمجھو اور اپنی خواہشات کو کم کرو اور خدا کے دین کے لئے اپنے اندر قربانی کے جذبات پیدا کرو اور اس کام پر اپنی پوری قوت کو صرف کرو جب آپ اس طرف اپنی پوری توجہ دیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ خدا کے افضال کس طرح نازل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کس طرح کامیابی کے سامان پیدا کرتا ہے"۔

آئینہ حق نما

بجواب ستیارتھ پرکاش چودھواں باب

محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اپنی بلند پایہ تصنیف آئینہ حق نما میں ستیارتھ پرکاش جیسی رسوائے عالم کتاب کے چودھویں باب کا دندان شکن جواب دیا ہے۔

ستیارتھ پرکاش میں مختلف مذاہب کے اعتقادات اور واجب الاحترام مسئلوں پر نہایت عامیانہ اور سوقیانہ اعتراضات کئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے خلاف آئے دن صدائے احتجاج بلند ہوتی رہتی ہے یہ کتاب تہذیب اور شرافت کے معیار سے اس قدر گری ہوئی ہے کہ یہ ہرگز ہرگز کسی مہذب قوم کی مذہبی کتاب کہلانے کی مستحق نہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آریہ سماج نہایت وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کر رہی ہے اس لئے ضرورت تھی کہ اس کتاب کے اس حصہ کا نہایت مدلل اور معقول جواب دیا جائے جس میں قرآن مجید اور اسلام کے خلاف گند اچھالا گیا ہے۔ مولانا عبدالحق صاحب نے اس اہم ضرورت کو پورا کیا اور اپنی بلند پایہ تصنیف آئینہ حق نما میں جو ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے جواب میں لکھی گئی ۱۵۹ اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دے کر ستیارتھ پرکاش کی سطحیت، عامیانہ پن اور مضحکہ خیزی کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے۔ قرآنی تعلیمات اور اسلامی معتقدات کی برتری اور صداقت کو نہایت معقول طریقہ سے ثابت کیا ہے یہ کتاب مولانا موصوف کے کئی سالہ مطالعہ کا نچوڑ ہے۔

ضرورت ہے کہ اس کتاب کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر کی جائے تاکہ ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا ازالہ ہو سکے جو آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش کی اشاعت سے دنیا میں پھیلائی ہیں۔ ہم جماعت کے متمول اصحاب کی خدمت میں پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو خرید کر وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کریں اور اسے ہندوستان کے طول و عرض میں مفت تقسیم کریں۔ کتاب کی اصل قیمت ۲/۱/۰

اخبار احمدیہ

— گذشتہ جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں ہی آپ نے جمعہ پڑھایا۔ شیخ عطاء اللہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے صاحبزادگان نے ادارہ تعلیم قرآن میں نمایاں حصہ لیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

— گذشتہ اتوار کو مسلم ٹاؤن کے بچوں کا جلسہ زیر صدارت شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے منعقد ہوا عزیزہ امتیاز نے تلاوت قرآن مجید کی۔ عزیزہ سلیم نے اپنا مضمون "فتح حلب" پڑھ کر سنایا۔ عزیزہ عبدالسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعض دلچسپ واقعات بیان کئے۔ بعض بچوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات میں سے بعض سبق آموز حالات پڑھ کر سنائے نوجوانوں میں سے عزیزم احمد صاحب، حامد صاحب و حمید صاحب قابل شکریہ ہیں کہ انھوں نے چائے وغیرہ کے انتظام میں نمایاں حصہ لیا۔

— ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پشاور کی صاحبزادی ایک عرصہ تک بیمار چلی آتی ہیں اور بہت کمزور ہو گئی ہیں ان کی

تاریخ اسلام

حضرت ابو ایوب انصاری کے مختصر حالات

(از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

نام و نسب } خالد نام۔ ابو ایوب کنیت قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تھے۔ ابو ایوبؓ اس خاندان کے رئیس تھے۔

اسلام } آپ بھی معہ دیگر بزرگان مدینہ عقبہ کی گھاٹی میں پہنچکر آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے مدینہ واپس آکر اپنے اہل و عیال، اعزہ و اقارب، اور دوست و احباب کو تبلیغ اسلام کی یہاں تک ان کی بیوی دولت ایمان سے سرفراز ہوئی۔

حامل نبوت کی میزبانی کا شرف } جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابو ایوبؓ انصاری کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا آنحضرت صلعم جب تک (تقریباً ۷ ماہ) ان کے مکان میں اقامت پذیر رہے عموماً انصار یا تو ابو ایوبؓ آپ کی خدمت میں روزانہ کھانا بھیجا کرتے تھے۔

مواخاۃ } آنحضرت صلعم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر اولین داعی اسلام (مدینہ میں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر داعی اسلام ہو کر تشریف فرما ہوئے تھے) کو حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا بھائی قرار دیا۔

غزوات } حضرت ابو ایوبؓ انصاری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ کی وفات کے بعد بھی ان کی زندگی کا بیشتر حصہ جہاد میں صرف ہوا۔ حضرت علی کے ساتھ بھی میدان میں تشریف لے گئے۔

عام حالات } حضرت علی رضؓ کو حضرت ابو ایوبؓ پر بسبب ان کی قابلیت و حسن تدبیر کے بہت اعتماد تھا حتیٰ کہ جب آپ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا تو مدینہ میں حضرت ابو ایوب رضؓ کو عہدہ امارت تفویض فرمایا۔ اس حسن خدمت کی وجہ سے جو حضرت ابو ایوبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی بجا لائے اور بسبب اس والہانہ محبت کے جو آپ کو آنحضرت صلعم سے تھی تمام صحابہ اور اہل بیت آپ سے محبت و عظمت سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت ابو ایوبؓ حضرت عباس رضؓ گورنر بصرہ کی ملاقات کو تشریف لے گئے تو ابن عباس رضؓ نے ان کے لئے اپنا مکان خالی کر دیا اور خود معہ اہل و عیال دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے۔

فضل و کمال } حضرت ابو ایوبؓ کے فضل و کمال کی یہ شان تھی کہ خود صحابہ ان سے مسائل دریافت فرماتے تھے حضرت ابن عباس رضؓ، ابن عمر رضؓ، براء بن عازب رضؓ، انس بن مالک رضؓ، ابو امامہ رضؓ، زید بن خالد جہنی رضؓ، مقدام بن معدی کرب رضؓ، جابر بن سمرہ رضؓ، عبد اللہ بن یزید خطمی رضؓ۔ اگرچہ آنحضرت صلعم کے تربیت یافتہ تھے باایں ہمہ ابو ایوبؓ کے فیض سے بے نیاز نہ تھے۔

تابعین میں سعید بن مسیب رضؓ، عروہ بن زبیر رضؓ، سالم بن عبد اللہ رضؓ، عطاء بن یسار رضؓ، ابو سلمہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ بڑے بلند پایہ لوگ ہیں تاہم وہ حضرت ابو ایوبؓ کے عام ارادتمندوں میں داخل تھے۔

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اسّی برس کی عمر میں بھی وہ مصر کی راہ سے بحر روم کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف تھے۔

فقہ و حدیث } ایک دفعہ ایک حدیث کے لئے مدینہ منورہ سے مصر کا سفر اختیار کیا اور حضرت عقبہ رضؓ سے ستر المسلم کی حدیث دریافت فرمائی اور کہا کہ اس وقت آپ کے سوا اس حدیث کا جاننے والا کوئی نہیں۔ حدیث سن کر واپس ہوئے اور سوار ہو کر مدینہ منورہ کا رخ کیا۔

حضرت ابو ایوبؓ نے فی الحقیقت علم و معارف کی جو تعلیم حاصل کی تھی یہ اسی کا اثر ہے کہ بستر مرگ پر بھی ان کی زبان اشاعت حدیث کا مقدس فرض ادا کر رہی تھی وفات سے قبل آنحضرت صلعم سے وہ حدیثیں روایت کیں جن کے سب ان کا پہلے کبھی تذکرہ نہ ہوا تھا۔ ان کی رحلت کے بعد عام اعلان کے ذریعہ سے وہ لوگوں تک پہنچائی گئیں (مسند احمد ج ۵ صفحہ ۴۱۴)

اجتہاد } غزوہ روم میں مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک مسلمان رومیوں کی پوری پوری صف سے معرکہ آرا ہو جاتا تھا کہ ایک مسلمان کے جوش کی یہ کیفیت تھی کہ رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا اندر گھس گیا۔ اس دلیری کو دیکھ کر عام مسلمانوں نے یک آواز کہا کہ صریح آیت قرآنی لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کے خلاف ہے ابو ایوبؓ انصاری آگے بڑھے اور فوج کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "لوگو تم نے اس آیہ شریفہ کے معنی سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ ہلاکت جہاد میں نہیں بلکہ ترک جہاد اور فراہمی مال میں ہے"

حب رسول } حب رسول کا جذبہ و شان بھی حضرت ابو ایوبؓ کی کوئی سمجھا نہیں سکتا تھا۔ ایک دفعہ مصر کے گورنر عقبہ بن عامر نے کسی ضرورت سے مغرب کی نماز میں دیر کر دی۔ حضرت ابو ایوب رضؓ نے اٹھ کر پوچھا ما ھذہ الصلوٰۃ یا عقبہ

عقبہ یہ کیسی نماز ہے۔ حضرت عقبہ رضؓ نے معذرت کی، ابو ایوب رضؓ نے فرمایا آپ صاحب رسول اللہ صلعم ہو۔ تمہارے اس فعل سے لوگ گمان کریں گے کہ شاید آنحضرت صلعم اسی وقت نماز پڑھتے تھے حالانکہ آنحضرت صلعم نے مغرب کے وقت تعجیل کی تاکید فرمائی ہے (مسند احمد ج ۵ صفحہ ۴۱۷)

عبد الرحمن بن خالد بن ولید رضؓ نے کسی جنگ میں چار قیدیوں کو ہاتھ پاؤں باندھ کر قتل کرا دیا حضرت ابو ایوب رضؓ کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس قسم کے وحشیانہ قتل سے آنحضرت صلعم نے ممانعت فرمائی ہے اور میں تو اس طرح مرغی کا مارنا بھی پسند نہیں کرتا۔ (مسند احمد ج ۵ صفحہ ۴۲۲)

غزوہ روم کے زمانہ میں جہاز پر قیدیوں کے کیمپ میں ایک عورت کو حضرت ابو ایوبؓ نے زار و نزار روتے دیکھ کر سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ اس کا بچہ چھین کر اس سے الگ کر دیا گیا ہے آپ نے بچے کا ہاتھ پکڑ کر عورت کے ہاتھ میں دے دیا امیر عسکر نے بازپرس کی تو آپ بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ستم کی ممانعت فرمائی ہے (مسند احمد ج ۵ صفحہ ۴۱۳)

حیا } حضرت ابو ایوب کے حیا کا یہ حال تھا کہ کنوئیں پر (کپڑا باندھ کر) نہلتے تو پھر بھی) چاروں طرف سے کپڑا تان لیتے (بخاری ج ۱ صفحہ ۲۴۸)

وفات } غزوہ روم کے دوران میں عام وبا پھیلنے کے سبب مجاہدین کی بڑی تعداد اس کے نذر ہوگئی حضرت ابو ایوب رضؓ بھی اسی وبا میں بیمار ہوئے یزید بن معاویہ سپہ سالار لشکر عیادت کے لئے گیا اور پوچھا کہ کوئی وصیت کرنی ہو تو فرمائیے تاکہ تعمیل کی جائے آپ نے فرمایا تم دشمن کی سرزمین میں جہاں تک جا سکو میرا جنازہ وہیں لے جا کر دفن کرو چنانچہ وفات کے بعد یہ اسّی سالہ مجاہد قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار مبارک اب تک زیارتگاہ خلائق ہے۔ اللھم صلی علی محمد و اصحاب محمد۔

(ملخص از سیر الانصار حصہ اول)

درس حدیث از احادیث رسول امین

(۱) اَلَا اُخبِرُکُم بِخَیرِ النَّاسِ وَ شَرِّ النَّاسِ اِنَّ مِن خَیرِ النَّاسِ رَجُلٌ عَمِلَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ عَلٰی ظَھرِ فَرَسِہٖ اَو ظَھرِ بَعِیرِہٖ اَو عَلٰی قَدَمِہٖ حَتّٰی یَاتِیَہُ المَوتُ وَاِنَّ مِن شَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ یَقرَاُ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَرعَوِی بِشَیْءٍ مِنہُ (النسائی)

(کیا میں تمہیں بتلاتا ہوں) کہ بہت اچھے اور بہت برے لوگ کون ہیں بہت اچھے لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہو کر یا پیادہ چل کر خدا کی راہ میں کوئی کام کرتا رہے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے اور برے لوگوں میں وہ شخص ہے جو خدا کی کتاب (قرآن شریف) پڑھے مگر اس پر اس کا کچھ اثر نہ ہو۔

(۲) سِیَاحَۃُ اُمَّتِی الجِھَادُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ (ابو داؤد)

میری امت کی سیاحت خدا کے راستہ میں جہاد ہے۔ (کیونکہ مومن اپنی سیر و سیاحت میں بھی اعلاء کلمۃ اللہ کرتا رہتا ہے)

(۳) عَینَانِ لَا تَمَسُّھُمَا النَّارُ عَینٌ بَکَت مِن خَشیَۃِ اللّٰہِ وَعَینٌ بَاتَت تَحرُسُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ (الترمذی)

دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی۔ ایک وہ جو خدا کے خوف سے پرنم ہوئی اور دوسری وہ جو خدا کی راہ میں نگاہبانی کے لئے کھلی رہی۔

(۴) مَن قَتَلَ مُعَاھِدًا مُتَعَمِّدًا فِی غَیرِ کُنھِہٖ حَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ الجَنَّۃَ۔ (ابو داؤد۔ والنسائی)

جس شخص نے ایسے غیر مسلم کو جس کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے عمداً بلا وجہ کافی قتل کر دیا خدا تعالےٰ نے جنت اس پر حرام کر دی۔

(۵) مَن جَھَّزَ غَازِیًا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَد غَزَا وَ مَن خَلَفَ غَازِیًا فِی اَھلِہٖ بِخَیرٍ فَقَد غَزَا۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی)

جس شخص نے خدا کی راہ میں کسی غازی کو سامان بہم پہنچایا۔ یا اس کے پیچھے اس کے متعلقین کی اچھی طرح خبر گیری کی اس نے بھی گویا جہاد کیا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ اور ممبران لاہور کا مقام
حضرت مسیح موعود کے الہامات کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)
(قسط نمبر ...)

ہماری انجمن کا قیام [illegible] گزشتہ قسط میں بیانات کیا گیا تھا کہ حضرت اقدس کے الہام زیر بحث میں قریباً ۱۲ پیشگوئیاں ہیں ان میں سے سب سے اول ایک ایسی باڈی کے قیام کی پیشگوئی ہے جس میں شامل ہونے والے دوست ممبر کہلائیں گے چنانچہ ۱۹۰۵ء کے آخر میں صدر انجمن احمدیہ کے وجود میں آنے سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی اس انجمن کا وجود اتفاقی طور پر عمل میں نہیں آیا بلکہ ضرورت حقہ اس کو وجود میں لانے کا باعث ہوئی ۱۹۰۵ء کے آخر میں حضرت اقدس کو اپنی وفات کے متعلق متواتر الہامات ہوئے جن سے آپ کو یقین ہو گیا کہ دین اسلام کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کا جو کام اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے لینا تھا وہ لیا جا چکا ہے اور آپ اب بہت جلد اپنے محبوب حقیقی سے ملنے والے ہیں باقی تکمیل اس کام کی اب اس جماعت کے ذریعہ ہوتی رہے گی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص منشاء کے ماتحت حضور کے ذریعہ قائم کرائی اور چونکہ اس کے لئے ایک زبردست مستحکم نظام کی ضرورت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کی توجہ کو اس طرف پھیرا کہ ایک انجمن بنائی جائے جس کے ممبر باہمی مشورہ سے اسلام کو دنیا میں پھیلانے وغیرہ کے متعلق جو حضور کی اغراض مقدسہ ہیں انہیں پایۂ تکمیل کو پہنچاتے رہیں چنانچہ حضور نے ایسی انجمن کے قیام کی غرض خود بدیں الفاظ بیان فرمائی ہے۔

"اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں"

"یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت [illegible] جائیں گے"

کو ہر اس نظام [illegible] فرماتے ہیں۔

"جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ان کا یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لائیں۔

جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو ان کی ہدایت کے تابع ہوں"

پھر اس انجمن کے فیصلوں کے قطعی اور واجب العمل ہونے کے متعلق فرمایا۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" اس انجمن میں جو دوست شامل کئے گئے یا آئندہ ہوں گے ان کے لئے حضور نے بھی "ممبر" کا لفظ ہی استعمال فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں"

"انجمن میں کم سے کم "دو ممبر" ایسے چاہئیں جو علم قرآن و حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں"

ہدایات مندرجہ بالا دینے سے جو حضور کی غرض تھی وہ بھی حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں واضح کر دی ہے فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح [illegible]

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء جنہوں نے اس نظام کو توڑا ہوا ہے وہ حضور کے مندرجہ بالا الفاظ پر غور کریں اس حقیقت کو انہیں کبھی بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیئے کہ ان کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ حضرت امام الزمان کی ہدایات کو اپنا مشعل راہ بنائیں انہیں یاد رہے کہ ان سے ادھر ادھر ہونا یقیناً ہلاکت کی راہ ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس سے بچائے آمین۔

اب ہر ایک اہل انصاف دیکھ سکتا ہے کہ وہ پیشگوئی جو ۱۹۰۱ء میں مجمل طور پر کی گئی تھی اور جس کو خود ملہم بھی اس وقت سمجھ نہیں سکا کس طرح اس کے پورے ہونے کے سامان پیدا ہوتے اور کس شان کے ساتھ وہ پوری ہوئی اور کس شان کیساتھ وہ پوری ہوتی چلی جا رہی ہے کیا یہ کسی انسان کے دماغ کا اختراع ہو سکتا ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے عالم الغیب ہونے پر زبردست دلیل نہیں کاش کوئی آنکھیں رکھنے والا اسے غور سے دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔

دوسری پیشگوئی } اس میں یہ تھی کہ ایسی انجمن کے ممبرات میں لاہور کے دوست بھی ہوں گے چنانچہ یہ عجیب بات ہے کہ اس انجمن کے لئے حضور نے ۱۴ دوستوں کو بطور ممبر منتخب کیا اور ان میں چار دوست لاہور کے تھے کسی اور شہر کو یہ عزت نہیں دی گئی کہ اس میں سے اتنے ممبر منتخب کئے گئے ہوں

تیسری پیشگوئی } یہ تھی کہ ۱۱ سال کے بعد حضرت اقدسؑ کی طرف دعویٰ نبوت اور مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا گندہ الزام پھر منسوب کیا جائے گا اور لاہور کے ممبران اس کی تردید کے لئے دہائی دیں گے چنانچہ ۱۹۰۱ء میں یہ الہام ہوا اور ۱۹۱۱ء میں جناب میاں محمود احمد صاحب نے ایک مضمون "مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے" لکھا اور اس میں حضرت مسیح موعود کو نبی بنانے اور روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی بنیاد رکھ دی اور یہ عجیب شان ایزدی ہے کہ سب سے پہلے اس جھوٹے الزام کے خلاف جس شخص نے آواز اٹھائی وہ لاہور کے پاک ممبروں میں سے ہی تھا یعنی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور اللہ تعالیٰ ان کی روح پر بےشمار برکتیں اور رحمتیں نازل کرے آمین اور پھر جب جناب میاں صاحب کا پیدا کردہ فتنہ بڑھنا شروع ہوا اور حضرت اقدسؑ کی صحیح اور اصلی پوزیشن مشتبہ ہونے لگی تو وہ لاہور کے ہی پاک ممبر تھے جنہیں اسے صاف کرنے کی طرف سب سے پہلے توجہ ہوئی چنانچہ انھوں نے اس غرض کے لئے ایک اخبار "پیغام صلح" نامی جاری کیا اور اس کے پرانے فائل اس پر شاہد ہیں کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضہ کے زمانہ میں ہی انھوں نے کس زور شور سے حضور کے اصلی مقام [illegible] شروع کر دیا

تھا پس پیشگوئی کے الفاظ کے [illegible] پورے ۱۱ سال بعد لاہور کے پاک ممبروں اور حضرت اقدس کے پاک محبوں کو [illegible] ان الزامات کی تردید دہائی دے دے کر کرنی پڑی جن کی تردید دہائی دیتے دیتے حضرت اقدسؑ اپنی زندگی میں کرتے رہے کیا اہل [illegible] کے لئے اس صفائی کے ساتھ اس [illegible] پیشگوئی کے پورا ہونے میں اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہستی، حضرت اقدس کی صداقت اور لاہور کے پاک ممبروں کے حق پر ہونے کے متعلق [illegible] نشان نہیں۔

باقی رہا یہ شبہ کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضہ نے جناب میاں صاحب کو اس مضمون کے شائع کرنے سے کیوں نہیں روکا سو اس کا جواب بھی خود حضرت مولوی صاحب کے الفاظ میں ہی سن لو وہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے روک رکھا ہے اور ہاں خدا نے روکا ہے اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں غلطیاں ہوتی ہیں مگر خدا نے چاہا ہے کہ خاموش رہوں" (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

چوتھی پیشگوئی } الہام کے الفاظ [illegible] یہ تھی کہ جماعت کا ایک گروہ لاہور کے ان پاک ممبروں اور پاک محبوں کے خلاف پراپیگنڈا شروع کرنے اور ان کے متعلق بدظنی پھیلانے میں مشغول ہو جائے گا کہ یہ لوگ پاک ممبر اور پاک محب نہیں ہیں چنانچہ یہ واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں جناب میاں صاحب اور ان کے زیر اثر لوگ بڑی سرگرمی سے اس بدظنی کے پھیلانے میں مصروف رہے اور نہ صرف جماعت کو ہی ان پاک ممبروں و پاک محبوں کے خلاف بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہے بلکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے دل میں بھی وقتاً فوقتاً ان کے متعلق بدظنی پیدا کرنے میں لگے رہے اور تمام عرصہ ان کی یہی کوشش رہی کہ کسی طرح حضرت مولوی صاحب ان دوستوں کو جماعت سے خارج کر دیں اور ان کے اس طرز کار سے حضرت مولوی صاحب اس قدر تنگ آئے ہوئے تھے کہ آخر ۱۹۱۲ء میں آپ نے لاہور میں ہی ایک تقریر کے دوران میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں اور میرے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک لاہور کے لوگ ڈالتے ہیں"

"اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے وہ لکھتا ہے کہ لاہور کی جماعت خلافت میں روک ہے میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں کہ یہ بدظنی ہے اسکو چھوڑ دو"

اب کوئی خوف خدا دل میں رکھنے والا شخص غور کرے کہ وہ لوگ جو [illegible] کے لئے باعث فخر تھے اور جن کو [illegible] پر بٹھلاتی تھی ان کے متعلق بھی [illegible]

موعود نبیؐ

نوٹ:- ۱۵ر فروری ۱۹۴۶ء کو مسلمانان جمبہ نے زیر اہتمام مسلم کانفرنس جامع مسجد میں جلسہ عید میلاد النبی منعقد کیا۔ جس میں پنڈت کالیداس صاحب اور پادری بی۔ رابسن صاحب اور ٹھاکر امرت سنگھ صاحب نے تقاریر کیں۔ مرزا معصوم بیگ صاحب بی۔ اے نے مندرجہ ذیل تقریر کی۔

حضرات۔ آج ہم اُس عظیم الشان انسان اُس مرد کامل کی پیدائش کا دن منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں جو تمام جہان کے لئے آفتاب رسالت بن کر آیا اور تمام بنی نوع انسان کے لئے زندگی بخش ہدایت لایا۔ جس نے نسل انسانی کو وحشت کے عمیق گڑھے سے اُٹھا کر انسانیت کے بلند ترین مقام پر پہنچایا اور ساری دنیا کو خدائے وحدہٗ لاشریک کے آستانہ پر گرا کر مساوات و محبت کا عالیشان سبق پڑھایا یعنی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
جس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
جس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

سیّد المرسلین

سید المرسلین۔ خاتم النبیین صاحب المعراج رشیوں اور رسولوں کا سرتاج۔ حضرت نبی کریم۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام کریم ہی وہ عظیم الشان انسان ہیں
حضرات۔ اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ حضرت نبی عربی کے ظہور سے پہلے اہل دنیا کی رشد و ہدایت کے لئے بے شمار رشی اور رسول۔ انبیاء اور اوتار۔ اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوئے۔ اگر بھارت ورش کی زمین پر بھگوان کرشن۔ شری رام چندر جی اور ویدک رشیوں کا ظہور ہوا۔ تو ملک چین میں حضرت کنفیوسشس اور ایران میں زرتشت نبی نے روحانیت کی شمع روشن کی۔ اور قوم اسرائیل کی راہنمائی کے لئے حضرت موسٰےؑ اور جناب عیسٰےؑ تشریف لائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب آسمانی چراغ تھے۔ روحانی روشنی کے مینار تھے جنہوں نے اپنے اردگرد خدا کے نور کا انتشار کیا اور ہر چیز کو جو ان کے دائرہ عمل میں آئی روشن اور منور کر دیا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آفتاب عالمتاب ہیں جنہوں نے عرب کے ریگستان سے طلوع کر کے تمام دنیا میں اُجالا کر دیا۔ حضور کی روشنی ہمہ گیر اور حضور کی تعلیم عالمگیر تھی۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے

روشنی از وے بہر قومے رسید
نور او خورشید بہر کشورے
آفتاب ہر زمین و ہر زمان
رہبرے ہر اسود و ہر احمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

دنیا کا سردار

سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام نے آنحضور صلعم کے عالی مقام کو اپنی قوم پر یوں واضح کیا "میں تم سے بہت سے باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے .... وہی تمہیں سب باتیں سکھلائیگا" (یوحنا باب ۱۴)

اور مہرشی ویاس جی نے بھوشیہ پران میں راجہ بھوج کی زبانی آنحضرت کی تعظیم ان الفاظ میں کی ہے ....

(ترجمہ) ہے پاربتی کے ناتھ یعنی اسے فخر نسل انسانی۔ عرب دیش کے رہنے والے۔ تری پُراسُر کے ناش کرنے کے لئے بہت سی مایا کے رچنے والے یعنی شیطان کو مارنے کے لئے بہت سی طاقت کے جتیا کرنیوالے۔ میں تیرے حضور اپنے سر کو جھکاتا ہوں۔

حضرت سلیمان نے بھی آنحضرت صلعم کی تعریف میں بہت سے گیت گائے ہیں ایک جگہ پر لکھتے ہیں "میرا محبوب سُرخ و سفید ہے۔ وہ دس ہزار میں ممتاز ہے ...... اس کا کلام شیریں ہے .... دی کل محمدیم یعنی وہ تعریف کے قابل محمدؐ ہے"

امتیازی نشانات

حضرات۔ پیغمبر اسلام۔ یعنی دنیا کے سب سے بڑے انسان کی آمد فی الحقیقت اتنا عظیم الشان واقعہ تھا کہ جس کی بشارت ہر نبی نے قبل از وقت اپنی اپنی قوم کو دی اور فرمایا۔ جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه۔ کہ اسے لوگو! جب تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے۔ تو تم نے ضروری اس پر ایمان لانا اور ضروری اس کی مدد کرنا۔ پس اس رحمۃ للعلمین کی شناخت کے لئے دو امتیازی نشانات بھی بتلا دیئے۔ اول یہ کہ ہر نبی نے اس کے آنے کی بشارت دی۔ اول

دوم یہ کہ وہ آکر تمام گذشتہ انبیاء کی تصدیق کرے گا۔ حضرات۔ آپ دنیا کی تاریخ چھان ماریں اور تمام قدیم نوشتوں کی ورق گردانی کریں۔ آپ کو صرف محمد رسول اللہ صلعم کی ایک ذات والا صفات ایسی ملے گی جو اس اصول پر پوری اُترتی ہے۔ حضور نے نہ صرف گذشتہ انبیاء کی تصدیق کی بلکہ ان پر ایمان لانا مسلمان کے لئے فرض قرار دیا اور فرمایا کہ خدا کے فرستادوں میں امتیاز نہ کرنا۔ لا نفرق بين احد من رسله۔

دوسری بات کہ انبیاء سابقین نے حضورؐ کے آنے کی بشارات دیں۔ یہ نشان بھی حضرت محمد رسول اللہ کی ذات بابرکات میں بدرجہ اتم پورا ہوا۔ اور حالانکہ قدیم نوشتے زمانہ کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے اور ان کے اندر جابجا رد و بدل ہو چکا ہے تاہم حضرت نبی عربی کی آمد کی بشارات آج بھی ان کے اندر موجود ہیں۔ پارسیوں کی ژند اوستا میں ــ ہندوؤں کے ویدوں اور پرانوں میں ــ عیسائیوں کی انجیل اور توراۃ میں۔ لقمان کے پُر حکمت کلمات میں غرضیکہ دنیا کی تمام کتب مقدسہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی آمد کی خوشخبریاں پائی جاتی ہیں۔ میں اس وقت صرف دو پیشگوئیوں کا ذکر آپ کے سامنے کروں گا جو ویدوں اور پرانوں میں موجود ہیں۔

بھوشیہ پران کی بشارت

پران تعداد میں اٹھارہ ہیں اور مہرشی ویاس جی کی تصنیف ہیں۔ ان میں بھوشیہ پران ایک بلند پایہ پستک ہے جس میں رشی نے آیندہ ہونیوالے واقعات کو بڑی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بھوشیہ کے معنی اگامی کال یعنی زمانہ مستقبل کے ہیں۔ اُس پرم برہم پرماتما نے حضرت نبی کریم کی آمد کا نظارہ مہرشی کو کشفی طور پر ہزاروں سال پیشتر دکھلا دیا جس کا ذکر وہ بھوشیہ پران کے پرتی سرگ پرو ۳ کے تیسرے کھنڈ میں بایں الفاظ کرتے ہیں ....

ایک ہندو پنڈت نے ان شلوکوں کا ہندی بھاشا میں یوں ترجمہ کیا ہے۔ "اتنے ہی میں ایک ملیچھ آچاریہ پدوی سے یکت محمدؐ نام سے پراسدھ (مشہور) اپنے چیلوں سمیت آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو کو پنچ گویہ سے یکت گنگا جل سے سشنان کرا کر تتھا چندن آدی سے اس کی پوجا کر کے من سے مہادیو کی ستتی کی۔ بھوج راجہ بولا عرب دیش کے واسی۔ پاربتی کے ناتھ۔ تجھے میرا نمسکار ہو۔ تری پُراسُر کو ناش کرنے کے لئے بہت سی مایا کو رچنے والے۔ تجھے میرا نمسکار ہو۔

حضرات۔ اس میں شک نہیں کہ لفظ ملیچھ آجکل اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا مگر جن معنوں میں یہ شبد ویدک زمانہ میں استعمال ہوتا تھا وہ بھی مہرشی ویاس جی کی زبانی سُن لیجئے۔ دبھوشیہ پران۔ پرتی سرگ پرو ۳ کھنڈ پہلا ادھیائے

چوتھا شلوک ۱۴) (ترجمہ) سداچار بدھی کی تیزتا۔ براہمن اور دیوتا دیوتاؤں کی پوجا۔ جو ملیچھ یہ کام کرتا ہے اس کو بُدھی مان ملیچھ کہتے ہیں"۔ یعنی نیک اعمال اور عقل کی تیزی اور روحانی عظمت اور دیوتاؤں کی عزت۔ جو شخص یہ کام کرتا ہے اس کو عقلمند ملیچھ کہتے ہیں۔

آگے چل کر مہرشی نے اس عرب آچاریہ کی شناخت کے لئے اور بھی کئی نشانات بتلا دیئے۔ فرمایا (..........)

مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت نے ان شلوکوں کا ترجمہ آسان اُردو میں کیا ہے "اس کا پیرو ختنہ کیا ہوا۔ بغیر چوٹی کے داڑھی والا۔ اور انقلاب پیدا کرنے والا اذان دینے والا۔ دھرم بگاڑنے والی قوموں لڑنے بھڑنے والے ہونے کی وجہ سے وہ مسلمان کہلائیں گے۔ یہ گوشت خور قوم کا مذہب مجھ سے ہی بنایا ہوگا یعنی الٰہی مذہب ہوگا"۔

میرے ہندو بھائیو! ان باتوں کو سُن کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اپنی مقدس کتابوں کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ آپ کو خوش ہونا چاہیئے کہ کس طرح سے آپ کے پوجنیہ رشی کی باتیں جو انھوں نے ہزاروں سال پیشتر ارشاد فرمائی تھیں پوری ہو رہی ہیں اور رشی کے صادق القول ہونے پر شہادت دے رہی ہیں۔

اتھروید کی شہادت

اب میں اتھروید کے صرف دو تین منتر پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کر دوں گا۔ یہ بیسویں کانڈ میں کنتاپ سوکت کے ابتدائی منتر ہیں (..........)

(ترجمہ) "اے لوگو! یہ بشارت ادب اور احترام سے سنو کہ نراشنس تعریف کیا جائے گا۔ نراشنس کے معنے ہیں تعریف کیا گیا جو عربی لفظ محمد کا عین ترجمہ ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہوا کہ محمد تعریف کیا جائیگا کورم کے معنے ہجرت کرنے والا" ساٹھ ہزار نوّے دشمنوں میں اس ہجرت کرنے والے کو ہم حفاظت میں لیتے ہیں" مکہ معظمہ ملک عرب کی ایک بہت بڑی تجارتی منڈی تھی جس کی آبادی ۶۰،۰۰۰ ہزار تھی۔ جب محمد رسول اللہ صلعم نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تو تمام اہل مکہ آپ کے خلاف ہو گئے اور آپ کے قتل کی سازش کی مگر اس قادر مطلق خدا نے اپنے رسول کی حفاظت کی اور ان دشمنوں میں سے نکال کر صحیح سلامتی سے مدینہ کی طرف لے گیا۔ "اس کی سواری میں خوبصورت اونٹنیاں ہوں گی" یعنی وہ شتر سوار رشی ہوگا۔ دھرم شاستر نے ہندوستان کے رشیوں کے لئے نہ صرف اونٹ کا گوشت اور دودھ حرام قرار دیا بلکہ اونٹ پر سواری کرنا بھی ممنوع قرار دیا۔ پس ظاہر ہے کہ وہ ہندوستان کا کوئی رشی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ

(باقی بر صفحہ [illegible])

اسلام اور نظامِ نو

{از محبوب عالم صاحب زبیرؔ}

دنیا میں آمریت اور اشتراکیت کے قائم کردہ نظام تو پہلے سے موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نظام یا تحریک آج تک مختلف نسلوں اور ممالک عالم کے گوناگون باشندوں کی شیرازہ بندی کرنے میں صریحاً ناکام رہی ہے اس لئے کہ ان میں سے بعض کی بنیاد محض نسلی امتیاز و تفاخر اور جغرافیائی حد بندی پر رکھی گئی ہے۔ بعض کا سنگ بنیاد ہستی باری تعالیٰ سے انکار، دہریت و مادیت کے تصور اور سرمایہ داری کے قلع قمع پر رکھی گئی ہے۔ ان تحریکوں میں سے ہر ایک تحریک اپنے زعم میں دنیا پر چھا جانے کا قصد رکھتی ہے۔ اگرچہ ان کے حصول مقاصد کے ذرائع مختلف ہیں۔ کچھ قومیں ایسی بھی ہیں کہ وہ اپنے ثقافتی اور سیاسی نظریہ کو دیگر اقوام پر مسلط کرنے کے لئے طاقت کا استعمال جائز سمجھتی ہیں۔ اور کچھ ایسی بھی ہیں جو نشر و اشاعت کے وسائل حاضرہ پر اکتفا کئے ہوئے ہیں۔

(۲) یہ کہ اقوام مذکورہ مقصد میں کامیاب ہو جائیں دنیا کو اس پر یقین نہیں رہا۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی اساس خطرات سے محفوظ نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے اصول غلط ہیں اور ان کے مقاصد ادنیٰ ہیں۔ نسلی غرور میں مخمور قومیں اہل جہان کو اخوت و مساوات کا سبق نہیں پڑھا سکتیں۔ بھلا جو ملک اپنی قومی توسیع کے لئے ہمسایہ اقوام کے حقوق آزادی غصب کر لینا اپنا جائز حق اور قومی نصب العین قرار دیں ان کے منہ پر دنیا میں نیا نظام بنانے کا دعویٰ کب سکتا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ کمزور اقوام کے حقوق سلب کرتے وقت انہیں بنی نوع انسان کے حال پر رحم نہیں آتا۔ یہی کہ یہ لوگ اخلاقیات و روحانیات سے قطعاً عاری ہیں۔ رہی یہ بات کہ پھر عیسائیت کا وہاں پر کیا اثر و نفوذ ہے تو اس کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اب صرف بائیبلوں میں شائع کرنے اور گرجاؤں میں رسمی وعظ کرنے کے لئے رہ گئی ہے اور بس! رہا اشتراکیت کا معاملہ سو وہاں تو خدا اور مذہب کو نعوذ باللہ پہلے سے ہی ملک بدر کیا گیا ہے۔ اور جہاں تک نظام سلطنت کا سوال ہے ان لوگوں نے اس ضمن میں تفریط کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ طبقۂ مزدور و غربا سرمایہ دار سے انتقام لینے پر تلا ہوا ہے اور اس طرح پر ایک فرقہ وارانہ جنگ خود اشتراکی روس میں نمودار ہو چکی ہے۔ اور امکان ہے کہ یہی کشمکش کبھی ایک عالمگیر مخاصمت کی صورت اختیار کرے۔

ایسے حالات میں عیسائیت تو ان مشکلات کا حل کرنے سے رہی۔ البتہ اسلام ان دونوں راہوں کے بین بین ایک راستہ پیش کرتا ہے۔

دین اسلام اگر ایک طرف یورپین نیشنلزم کا مخالف ہے تو دوسری طرف اشتراکی عقائد کا بھی روادار نہیں۔ قرآن نے ایک ایسا نظام پیش کیا ہے جس میں کسی ایک طبقہ کو زر اندوزی کی اجارہ داری میسر نہیں آسکتی ہے۔ دوسری طرف قرآن لوگوں کو ان کی نجی ملکیت سے محروم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

قرآن اور حامل قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دطنیت کے بت کو پاش پاش کر کے کل کائنات ارضی کو اللہ تعالیٰ کی میراث بتلا کر اور بندگان خدا کا مشترکہ حصہ قرار دے کر گویا ایک طور پر حریص و لالچی اقوام کو بیگانی ملکیت کی طرف بدنیتی کے ساتھ دست درازی کرنے سے روکا ہے۔ اور ناجائز جلب منفعت کو حرام ممنوع قرار دیا ہے۔

یہ بہت بڑی ضرب ہے جو قرآن نے زراندوزی پر لگائی ہے۔ غربا اور مساکین اور ابن السبیل کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے سارے قرآن مجید میں بہ تلقین تواتر کے ساتھ پائی جاتی ہے کہ مومن اور متقی وہ ہے جس نے اپنے اموال میں سے ایک معین حصہ مستقل طور پر مستحق طبقہ کی تالیف و تربیت کے لئے الگ رکھا ہے۔ علاوہ ازیں غربا کی پرورش کے لئے قرآن کریم نے صاحب ثروت لوگوں پر سالانہ ٹیکس (زکوٰۃ) عائد کیا ہو جس کی ادائیگی نماز کے بالمقابل بلکہ صلوٰۃ کی اساس کے طور پر فرض کر دی ہے۔ اور یہ خدشہ محسوس کر کے کہ مبادا مال ایک ہی طبقے کے پاس اکٹھا ہو کر غربا دیتامیٰ و بیوگان کی تباہی کا باعث نہ ہو فرمایا جو لوگ سونا چاندی (زر و مال) جمع کرتے ہیں اور اس میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے یہ سیم و زر اور یہ سکے گرم کر کے جمع کرنے والوں کی پیشانیوں پر اور پہلوؤں پر داغ دیئے جائیں گے تاکہ یہ لوگ خزانہ اندوزی کا مزا چکھ لیں۔ پھر فرمایا جو شخص ...... غیبت کرنے والا ہے سخت افسوس اس کی حالت پر کہ اس نے زراندوزی کی اور پھر اسے گن گن کر رکھا اور راہ مولا صرف نہیں کیا شاید اسے یہ گمان ہو گیا کہ اس کا مال و متاع دائمی اور لازوال ہے ہرگز نہیں فرمایا "ہم یقیناً اس کے سیم و زر کو جہنم کی آگ میں پھینکیں گے اور اے انسان تجھے کیا معلوم ہے حطمہ کیا چیز ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لگائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر جا کر بھڑکتی ہے اور آگ کے لمبے لمبے ستونوں کی شکل میں پگھلا لیتی ہے" (الھمزہ)

اللہ اللہ! جس دین متین کا حامل علیہ التحیۃ والصلوٰۃ ایسی پُر جلال کتاب لایا ہو جو غریبوں کی دنیا کو بدلنے کے لئے اتنے بڑے وعید اپنے اندر رکھتی ہو۔ کیوں نہ اس کا پیش کردہ نسخہ دنیا کے جملہ اخلاقی و روحانی امراض کا علاج ٹھہرے اور کیوں نہ حضرت کا پیش کردہ عملی نظام آج دنیا کے نظام کے لئے ایک قابل رشک نمونہ بنے۔

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

احباب کرام! قرآن میں تو اس قدر بیش بہا جواہرات بھرے پڑے ہیں لیکن جب ہم نامۃ المسلمین کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان پر دنیا کی زہروں میں آلودہ ہونے کی وجہ سے ایک غشی کی حالت طاری ہے ...... ان کی آنکھیں ہیں مگر بصیرت نہیں کان ہیں مگر وہ برحال ایشاں کہ دین کا دکھڑا سننے کے لئے تیار نہیں۔ تو کیا ایسی حالت میں اہل درد کو بھی مایوس ہو کر یہ کہہ دینا چاہیئے کہ جس قوم کے قوائے شل ہو چکے ایسی قوم کو تباہ ہونے دینا چاہیئے۔ نہیں بلکہ ہم لوگ جو نظام اسلام کو قائم کرنے کے لئے تجدید عہد کر چکے ہیں ان کو یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی پژمردگی اور بے حسی خدا کے مامور کو رد کرنے کی خطرناک سزا ہے۔ جو ہمیشہ سے ہی منکرین مامور کا حصہ رہا ہے۔ ہماری پوزیشن کچھ اور ہے ہم نے حضرت امام الملت حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ سے زندہ نبیؐ اور زندہ کتاب کے زندہ پیغام کو حاصل کیا۔ ہم نے دنیا میں نیا آسمان اور نئی زمین تعمیر کرنی ہے۔ اور صحیح معنوں میں دنیا کی رہنمائی کرنی ہے تبلیغی جد و جہد میں ہمیں اطمینان کر لینا چاہیئے کہ کسی صورت میں بھی چوبی چھکڑے کو گھوڑے کے آگے نہ لگایا جائے۔

قرآنی نظام کو غالب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنے آپ کو روحانی طور پر زندہ ثابت کرے۔ علم میں ایمان میں، زہد و تقویٰ میں، عادات و اطوار میں۔ قومی شعور اور کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ میں۔ ایسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ہم مذہبی مجالس میں تحریر اور تقریر میں ہر جگہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح پوزیشن کو واضح کرنے میں سستی نہ کریں۔ ہم نے دنیا میں کام کرنا ہے اس لئے کثرت پر بھروسہ چھوڑ دینا چاہیئے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله اللہ پر متوکل کبھی ناکام نہیں ہوتا ان حزب الله هم الغلبون۔ اس کے ساتھ احباب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمائے ہوئے نسخہ تہجد جس نے کئی عالم تسخیر کر ڈالے آزمائیں اور عمل میں لاویں ہماری اخلاقی اور روحانی کامیابی کے ساتھ ساتھ تمام فائز المرامیاں کھچی چلی آویں گی۔ اگر حضرت کی اس سنت پر عمل نہیں تو پھر یاد رکھو کہ فریضۂ تبلیغ جو "قول ثقیل" کی حیثیت رکھتا ہے اٹھایا نہیں جا سکتا۔ جب تک اس کے لئے شب خیزی کی برقی قوت نہ ہو۔ ہمارے سامنے دو کام ہیں (۱) قرآن کریم کی تعلیم کا حصول اور اس پر عمل (اعتصام بحبل اللہ) (۲) علم قرآن کی اشاعت۔

تتمہ مضمون } یہ امر یاد رہے کہ اس کے سوا ہمارا تیسرا کام کوئی نہیں ہے۔ جب بھی اس راستے سے اعراض کریں گے ناکام ہوں گے۔ ہمارے زوال و ذلت کے اسباب اخلاقی روحانی اور بنیادی ہیں جب تک یہ بنیاد استوار نہ ہوگی کبھی بھی نظام یا تنظیم کا ڈھانچہ مستحکم نہیں ہو سکتا۔

بقیہ از صفحہ ۷ (موعود نبی)

عرب کا سانڈنی سوار رشی ہے۔

۷ اینشور نے مامح رشی کو سو طلائی پالنے ہار۔ تین سو عربی گھوڑے۔ اور دس ہزار گائیں دیں۔" اس منتر میں رشی کا نام مامح بتلایا گیا ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام مذہبی دنیا میں کسی رشی یا رسول کا نام مامح نہیں۔ مامح اور محامد ہم معنے الفاظ ہیں جو مح دھاتو سے نکلے ہیں جس کے معنے ہیں عزت کیا گیا۔ تعریف کیا گیا۔ اور یہ عربی لفظ محمد کا عین لفظی ترجمہ ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لائے بہر سعید خواہد بود پندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ایس۔ محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ — لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ م ۱۳ مارچ ۱۹۴۶ء — نمبر ۱۱

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

درثمین از احادیث رسول الامین

از مکرم جناب شیخ غلام قادر صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ان لکل شیٔ شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فان صاحبھا سدد وقارب فارجوہ وان اشیر الیہ بالاصابع فلا تعدوہ اخرجہ الترمذی وصححہ۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کے لئے ایک جوش کا زمانہ ہے اور ہر ایک ایسے زمانہ کے ساتھ سستی ہے (یعنی جو باقی شخص کسی کام کو مستقل مزاجی سے نہیں کرتا) پس جو شخص میانہ روی اختیار کرے تو تم اس کی امید کرو (یعنی ایسا شخص منزل مقصود تک پہنچ جائے گا) اور اگر (جوشیلے آدمی کے) جوش کی وجہ سے لوگ اس کی جانب اشارہ کرنے لگیں تو تم اس کو کسی حساب میں شمار نہ کرو۔ ترمذی اس کے راوی ہیں اور اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قیل وکیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ۔ اخرجہ البخاری۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبکہ امانت ضائع ہونے لگے تب تم قیامت کے منتظر رہو سوال کیا گیا کہ امانت کا ضائع ہونا کیونکر ہوگا آپ نے فرمایا جبکہ کسی نالائق اور نااہل کو حکومت کا کام ملے۔

(۳) لاتحقرن احدًا من المسلمین فان صغیرالمسلمین عند اللہ کبیرًا۔ الدیلمی۔ ابوبکر

مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر مت جانو کیونکہ مسلمانوں کی معمولی آدمی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعوت الی اللہ کیلئے زندگیاں وقف کرو

میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کیلئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف نہیں کرتے رسول اللہ کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیجاتی تھیں یاد رکھو کہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کیلئے اس دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کو کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قل اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اس للہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے ..... میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مرو اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا ذوق ایک لذت کیساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہدیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی حیات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی میری موت میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور حضرت ابراہیم کی طرح اس کی روح بول اٹھے اسلمت لرب العلمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی نہیں پا سکتا۔

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کیلئے زندگی کا وقف میں اپنی اصل غرض سمجھتا ہوں پس تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو خدا کے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔ (الحکم جلد ۴ صفحہ ۳۱)

قرآن کریم و سیرت کا امتحان ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو ہوگا

گذشتہ پرچہ میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ قرآن کریم کی سورۃ النساء اور سیرت کی کتاب "محمد مصطفےٰ" کا امتحان بوجہ یونیورسٹی امتحانات آخر اپریل ۱۹۴۶ء میں ہوگا لیکن چونکہ میٹرک کا امتحان وسط مارچ میں ختم ہو جائیگا اور ایف۔ اے، بی۔ اے کے امتحانات ۲۴ اپریل سے شروع ہونگے اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ قرآن کریم اور سیرت کا امتحان ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو منعقد ہو، تمام امیدواران مطلع رہیں اور جن دوستوں نے اپنے نام اب تک نہیں بھیجے اور وہ امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً نام بھیجدیں۔ والسلام

خاکسار مسعود بیگ جنرل سیکرٹری

شاعری کا اسلامی نظریہ

{از جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے}

{قسط نمبر ۳}

حضرت مرزا صاحب تو اپنے آپ کو شاعر کہلوانا بھی پسند نہ فرماتے تھے کیونکہ ان کے کلام کا مقصد تفنن طبع نہ تھا بلکہ امر حق کو لوگوں تک پہنچانا تھا۔ اپنی نظموں میں بعض اوقات وہ بے ساختہ پنجابی کے الفاظ استعمال کر جاتے تھے۔ ایک موقعہ پر "قفل" کی بجائے انھوں نے لفظ "جندرے" استعمال کیا تو ساتھ ہی حاشیہ میں درج فرمایا۔

"جندرے سے مراد اس جگہ قفل ہے کیونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا مقصود نہیں اور نہ میں اپنا نام شاعر رکھنا اپنے لئے پسند کرتا ہوں اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کو لوگوں کے دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں"

(قادیان کے آریہ اور ہم)

آٹھویں۔ نویں۔ دسویں اور گیارہویں صدی کے صوفیائے کرام کے کلام پر مولوی عبدالحق صاحب معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو (ہند) تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ لوگ اپنی نظموں میں عروض و قافیہ اور نظم کے اصول و قواعد کی پرواہ نہیں کرتے اکثر مصرع کو کھینچ تان کر سکتہ کو پورا کر لیتے ہیں جیسے سر کو سیرا و فکر کو فکیر۔ ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن کر لینا ان کے ہاں کوئی بات نہیں .... بعض بزرگوں نے گرد کا قافیہ شرد (شرع) اور صحی (صحیح) کا قافیہ کوئی باندھ دیا ہے۔ وہ ان چیزوں کا اس لئے خیال نہیں کرتے تھے کہ انہیں اپنا کلام اور ہدایت عوام تک پہنچانی تھی......

.... ان کا مقصد اس زبان کی ترقی نہ تھی نہ اس کا انہیں کچھ خیال تھا۔ ان کی غایت ہدایت تھی" (اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام صفحہ ۶۸، ۶۹)

حضرت مرزا صاحب نے بھی "قادیان کے آریہ اور ہم" میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن ہندوستانی شاعری کا دامن راستی اور ہدایت کے بیان سے عام طور پر خالی ہے۔ ہمارے شاعر حضرات اس طرف متوجہ ہی نہیں۔ انہیں زلفوں کے خم و پیچ۔ اپنے محبوب کی کج ادائیوں اور ستم رانیوں کے بیان سے فرصت ملے تو کوئی اور بات کہیں اقبال مرحوم نے سچ کہا تھا ؎

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
ہائے بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار

بخلاف اس کے حضرت مرزا صاحب کی نظمیں باری تعالیٰ کی حمد اور قرآن و رسول کی محبت سے معمور ہیں۔ بے جا نہ ہو گا کہ میں ان کے کلام کے چند نمونے اس جگہ پیش کر دوں۔

عشق الٰہی

(۱) چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

(۲) غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

(۳) وہ لوگ جو معرفتِ حق میں خام ہیں
بت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

(۴) میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

(۵) قربان تست جان من اے یار محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

عشقِ قرآن

(۱) جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(۲) دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(۳) از وحیِ خدا صبحِ صداقت بدمیدہ
چشمیکہ ندید آں صحفِ پاک چہ دیدہ

(۴) درد اکہ حسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثرِ عارفاں نماند

علامہ اقبال مرحوم نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ رسول صلعم کے عشق میں تو بہت لوگوں نے گیت گائے لیکن فرقان حمید کی مدح میں اشعار لکھنا مرزا صاحب ہی کا حصہ ہے۔

عشق رسول

(۱) در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

(۲) عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

(۳) بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

حضرت صاحب حق تعالیٰ کی حمد کرتے اور رسول صلعم کی مدح کرتے ہوئے بھی شاعرانہ مبالغہ سے احتراز فرماتے ہیں۔ نیز ان کے کلام سے اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں اسلام اور پیشوائے اسلام کے متعلق کس قدر درد ہے اور ان کے شعر کہنے کا اصل مقصد کیا ہے۔

لیکن یہ امر قابل تعجب ہے کہ ان کے پیغام کی علت غائی کو نظر انداز کرتے ہوئے اکثر لوگ معمولی باتوں میں الجھ کر شناخت حق سے محروم رہتے ہیں اگر کہیں حضرت صاحب اردو زبان کے محاورہ کو کسی اور طریق سے باندھ دیا یا محاورہ زبان کا خیال ہی نہ رکھا تو یہ ان کے لئے ابتلاء کا باعث بن جاتا ہے اور اس بنا پر احمدیت کے دروازے ان کے لئے ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں سو مجھے امید ہے کہ آپ کے لئے یہ امر ٹھوکر کا باعث نہیں بنے گا۔

زبان تو انسانی جذبات و خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اس کے اصول انسان ہی کی تخلیق ہوتے ہیں اور انسان ہی انہیں رفتہ رفتہ بدل بھی دیتے ہیں۔ ایک لفظ جو ایک وقت رائج ہوتا ہے دوسرے وقت متروک سمجھا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات کئی مردہ الفاظ اور محاورہ جات یکلخت زندہ ہو جاتے ہیں۔ زبان کی فصاحت و بلاغت کا معیار بھی ہر زمانہ میں بدلتا رہتا ہے۔ بلکہ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر اس کا معیار مختلف ہو سکتا ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کی پرانی کشمکش کی طرف اشارہ کر دینا ہی کافی ہے

ایک اور امر جو قابلِ توجہ ہے وہ یہ ہے کہ کسی زبان کے بڑے سے بڑے شاعر کا کلام بھی کلی طور پر معیاری نہیں ہوتا انگریزی کے دو نامور شعرا کولرج اور ورڈزورتھ کی کتنی نظمیں معیاری اور بلند پایہ ہیں بلکہ ان کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ

"They were poetically dead by 1830."
(A Short History of English Literature P. 59. by Ifore Evans.)

بحیثیت شاعر وہ سنہ ۱۸۳۰ء کے بعد مر چکے تھے۔

آخر اردو زبان کا بھی کونسا ایسا فصیح البیان اور عظیم الفکر شاعر ہے جس کے کلام کو اغلاط سے پاک سمجھا گیا ہے۔

غالب کی خامیاں

ایک دنیا جانتی ہے کہ مرزا غالب کا اردو شعرا میں کیا درجہ ہے لیکن ان کے کلام میں بھی ادبی بدعتیں اور خامیاں پائی جاتی ہیں۔

غالب کے قصائد کے متعلق علامہ شبلی نعمانی شعر العجم حصہ پنجم صفحہ ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"مرزا غالب نے قصیدہ میں متوسطین اور قدما کی روش اختیار کی۔ اگرچہ اکثر قصائد میں متاخرین کی بدعتیں بلکہ خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن غرض سب کچھ پیچ نکل گئی اور بالکل اساتذہ کا رنگ آگیا"

وزن کی غلطی

دکھ جی کے پسند ہو گیا ہے غالب
دل رک رک کے بند ہو گیا ہے غالب
.... الخ

اس رباعی کے دوسرے مصرع میں دو حرف وزن رباعی سے زائد ہو گئے ہیں"
(شرح دیوان غالب از مولوی سید علی حیدر نظم طباطبائی)

بے معنی اشعار

مرزا غالب کے اشعار کو بھی لوگوں نے بے معنی کہا ہے جیسے ؎

اہل بینش نے بہ حیرتکدۂ شوخیٔ ناز
جوہرِ آئینہ کو طوطیٔ بسمل باندھا

....
....

(امیر العروض از برمی انصاری صفحہ ۱۱)

چراغ سخن

از مرزا یاس یگانہ میں بھی اس پر دلچسپ بحث ہے۔

غیر شاعرانہ الفاظ کا استعمال:-

بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیئے
مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیئے

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن

بھوں اور دھول دھپا غیر شاعرانہ الفاظ ہیں

نقص روانی

کہتے ہو نہ دیں گے دل ہم نے گر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

"شعر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور جب تک تمام ٹکڑوں کو ملا کر نہ پڑھا جائے مطلب نہیں نکلتا۔ (امیر العروض صفحہ ۱۳۲)

عیب قافیہ

دل اسکو پہلے ہی ناز و ادا سے دے بیٹھے
ہمیں دماغ کہاں حسن کے تقاضا کا

اس شعر میں "تقاضے کا" کی جگہ "تقاضا کا" محض بضرورت قافیہ رکھا گیا ہے اور بلاشبہ معیوب ہے"

(امیر العروض صفحہ ۸۳)

اس قسم کے اغلاط سے مومن۔ ذوق۔ حالی۔ داغ۔ علامہ اقبال غرض کوئی بھی محفوظ نہیں۔ طوالت کے ڈر سے ان کا ذکر نہیں کیا گیا بلاغت و عروض کی کوئی سی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو اس قسم کی مثالیں مل جائیں گی۔

اگر آپ کو حضرت مرزا صاحب کے کلام کا مطالعہ کرتے وقت پنجابی الفاظ نظر آئیں یا کہیں نقص روانی ہو یا ضعف تالیف یا عیب قافیہ تو آپ اس امر کو ذہن میں رکھیں کہ حضرت صاحب کا مقصد شعر و شاعری نہ تھا۔ بلکہ اس ڈھب سے امر حق لوگوں کو سمجھانا تھا۔ والسلام۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینیجر

پیغام صلح

جلد ۳۴ | مؤرخہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۱

سچی باتیں

مولینا عبدالماجد صاحب دریابادی کی اخلاقی جرأت

معاصر صدق لکھنؤ کا ایک مستقل عنوان ہے "سچی باتیں" اس عنوان سے مولینا عبدالماجد صاحب دریابادی نے جماعت احمدیہ لاہور کے جوش عمل اور توفیق خدمت قرآن کے متعلق ایک مختصر مقالہ لکھا ہے جس میں انھوں نے انتہائی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے۔ اس وقت احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے احمدیت کی شدید مخالفت کی جاتی ہے ایسی فضا میں وہ اشخاص جن کا مقصد دنیوی شہرت ہو وہ کبھی جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن کے متعلق کوئی کلمہ خیر کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے لیکن وہ بزرگ جن کے دل میں تبلیغ اسلام اور خدمت قرآن کے لئے حقیقی جوش ہے اور جو مسلمانوں کی موجودہ اجتماعی افتاد پر گہری نظر رکھتے ہیں اور جن کے قلوب میں اتنی اخلاقی قوت موجود ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کی غلط روی تساہل اور تغافل سے آگاہ کر سکیں انہیں سستی شہرت اور سطحی مخالفت کی کوئی پروا نہیں جس بات کو وہ صحیح سمجھتے ہیں اس کے اظہار میں انہیں مطلق باک نہیں انہی بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہستی مولینا عبدالماجد صاحب دریابادی ہیں باوجود جماعت احمدیہ لاہور سے اختلاف رکھنے کے انہوں نے خدمت قرآن کے ضمن میں اس مٹھی بھر جماعت کے ایثار و خلوص کا جس فراخ دلی سے اعتراف ہے وہ ان کے اس مختصر مقالہ سے واضح ہے جو ۱ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء کے صدق میں شائع ہوا جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں مولانا موصوف فرماتے ہیں:۔

"لاہور" احمدیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کا مرکز ہے۔ جماعت کی کل تعداد چند ہزار سے زائد نہ ہوگی۔ یہ اصل "قادیانیوں" سے الگ، اور مرزا صاحب کی نبوت کے منکر ہیں۔ ان کے امیر مولوی محمد علی ایم، اے ہیں۔ ان کی عمر اب ۷۰ سال سے کچھ اوپر ہے۔ حال میں انہوں نے اپنی ایک طویل تقریر میں بیان کیا ہے، کہ ان کی یہ چھوٹی سی جماعت اب تک

(۱) قرآن مجید کے ترجمے تین یورپین زبانوں (انگریزی، جرمن اور ڈچ) میں کر چکی ہے۔

(۲) تفسیر اردو اور انگریزی دونوں میں شائع کر چکی ہے۔

(۳) ہندوستان کی تین اور زبانوں تامل، ہندی اور گورمکھی میں ترجمہ جاری ہے، اور کسی میں دس اور کسی میں بیس پارے تک ہو چکا ہے۔

(۴) دو اور زبانوں، ایک ملکی یعنی بنگالی اور دوسری مغربی یعنی اطالوی میں ترجمہ کا کام عنقریب شروع ہونے والا ہے

(۵) ان کے امیر جماعت نے دو ڈھائی سال ہوئے ایک مستقل تراجم قرآن فنڈ کے لئے ۳ لاکھ کی اپیل کی اس میں سے ۲½ لاکھ کی رقم نقد وصول ہو چکی ہے اور کچھ کے لئے وعدے ہیں۔

(۶) اسی قدر نہیں، اور آگے سنیئے۔ انہیں امیر نے اپنی جماعت سے دنیا میں ان تبلیغی مرکزوں کے لئے چندہ کی اپیل کی تھی، اور اسی چھوٹی سی قوم نے ایک سال کے اندر اس مد میں ایک لاکھ ۸۲ ہزار کی رقم فراہم کر دی۔

ان احمدیوں کے تفصیلی عقاید کیا ہیں، یہاں اس سے بحث نہیں۔ بحث صرف اس سے ہے کہ ایک طرف ان کی مٹھی بھر تعداد کو رکھئے، اور ان کی ہمت، جوش عمل ایثار اور توفیق خدمت قرآن کو دیکھئے، اور دوسری طرف اپنی کثرت تعداد "سواد اعظم" کی آبادی کو رکھئے، اور پھر یہ دیکھئے کہ آپ نے اس مدت میں خدمت قرآن مجید کے سلسلہ میں کیا کیا؟ کتنی زبانوں تک اس پیام کو پہنچایا؟ دنیا کے کن کن حصوں میں اپنے تبلیغی مرکز قائم کئے!

—— آپ اپنے کو فخر سے "اہل حق" میں شمار کرتے ہیں، اور انہیں حقارت سے "اہل باطل" قرار دیتے ہیں۔ میدان عمل میں "اہل حق" اور "اہل باطل" کے درمیان یہی نسبت رہنی چاہیئے؟

چشم بد روے او بکشا بازبہ خویشتن نگر!
کیا سچا کہا، جب ان کے امیر نے انہی کو مخاطب کرکے اپنی اسی تقریر میں کہا:۔

" ذرا غور کیجئے، دوسرے مسلمانوں

(باقی برصفحہ ۴)

لاہور کا افسوسناک واقعہ

پیغام صلح ایک خالص مذہبی پرچہ ہے سیاسی معاملات اور واقعات کے متعلق کچھ لکھنا اس کے اغراض و مقاصد میں نہیں لیکن بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کے متعلق کچھ لکھنا ہی پڑتا ہے اور جن کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ چند دن پہلے لاہور میں جو افسوسناک واقعہ رونما ہوا وہ بھی اسی نوعیت کا ایک واقعہ ہے مورخہ ۹ مارچ کو لاہور کے مقامی کالجوں کے مسلم طلباء نے یونینسٹ پارٹی کی سیاسی موت کا دن مناتے ہوئے ایک جلوس نکالا جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ "وہ گورنر پنجاب کے غیر آئینی رویہ کے خلاف احتجاج کریں جس نے شکست خوردہ پارٹی کے لیڈر کو تشکیل وزارت کی دعوت دے کر انہیں اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ مسلمانوں پر حکومت کریں حالانکہ مسلمانوں کا اعتماد انہیں قطعاً حاصل نہیں،" یہ جلوس مختلف مراحل سے گذرنے کے بعد سناتن دھرم کالج کے سامنے پہنچا تو سناتن دھرم کالج کے ہندو طلباء نے "جے ہند" کے نعرے لگاتے ہوئے ان پر خشت باری شروع کر دی اور تیزاب پھینکا پولیس کی جمعیت جو ہمراہ تھی اس نے ان حالات پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن بعض پولیس کانسٹیبل بھی اس پتھراؤ سے محفوظ نہ رہ سکے بالآخر جب پولیس امن قائم کرنے میں بے بس ہو گئی تو اس نے گولی چلا دی —— اس ہنگامے میں سناتن دھرم کالج کے دو ہندو طلباء اور ڈیڑھ درجن کے قریب مسلم طلباء زخمی ہوئے ان زخمیوں میں سے اسلامیہ کالج لاہور کے ایک طالب علم مسٹر محمد مالک دراب ہو ہسپتال میں راہیئے ملک بقا ہو گئے مرحوم کے جنازہ میں قریباً ایک لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی جن میں مسلم لیگ کے عمائد اور لیڈر بھی شامل تھے —— یہ واقعہ اپنی نوعیت میں بہت ہی افسوسناک ہے کیونکہ یہ مظاہرہ بالکل پرامن تھا اور یہ جلوس شہر سے باہر تھا اس لئے اس کی وجہ سے کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہونے کے امکانات بہت ہی کم تھے اور دوسرے مسلم طلباء نے کوئی ایسی بات اور حرکت نہیں کی جس سے سناتن دھرم کالج کے طلباء میں اشتعال پیدا ہو لیکن باوجود ان پرامن حالات کے ہوتے ہوئے ہندو طلباء نے بغیر کسی وجہ کے خشت باری کی اور اس ضمن میں انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ سناتن . . . .

دھرم کالج والوں نے پہلے سے اینٹیں جمع کر رکھی تھیں اس واقعہ سے مسلمانوں میں ایک بحرانی اور ہیجانی کیفیت پیدا ہو چکی ہے لیکن مسلم لیگ کے لیڈروں نے بڑی مستعدی کے ساتھ مسلمان عوام کے جذبات پر قابو پا لیا ہے اور اس موقعہ پر مسلمان قوم نے صبر اور تحمل کا بے نظیر نمونہ دکھایا ہے —— اصل میں حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جذبہ آزادی اور پاکستان کے قیام کے لئے اور ہندو اور سکھ اقوام میں آزادی کے حصول کے لئے جو زبردست رو پیدا ہو گئی ہے اس عظیم الشان رو کو بعض فرسودہ طاقتیں فرقہ وارانہ فسادات میں بدلنا چاہتی ہیں تاکہ یہ رو بجائے تعمیر کے تخریب میں بدل جائے اور یہ سارا جذبہ ایک خانہ جنگی میں ختم ہو جائے لیکن مسلمانوں کے غیر معمولی اتحاد اور بے نظیر صبر و تحمل نے اس حقیقت کو واشگاف کر دیا ہے کہ اب یہ حربے کامیاب نہیں ہو سکتے خدا ان ہندو طلباء کے لیڈروں کی آنکھیں کھولے کہ وہ موجودہ حالات کا صحیح طور پر جائزہ لے سکیں اور ان پر یہ بات اچھی طرح روشن ہو سکے کہ اس وقت ایسے واقعات کا باعث بننا دراصل برٹش امپیریل ازم کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر آزادی کی مشترکہ رو کو کچلنا اور غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنا ہے اور جو بات بلکہ ہندوستان کی سیاست میں ایسی پیچیدگیاں پیدا کرنا ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے کسی صورت میں مفید ثابت نہیں ہو سکتیں

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ گذشتہ جمعرات کو حیدرآباد دکن تشریف لے گئے ہیں حضرت مولینا صدرالدین صاحب اور محترم مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی حضرت ممدوح کے ساتھ ہیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا نیا انتخاب } اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کشمیر اطلاع دیتے ہیں:۔

۱۹ فروری سنہ ۱۹۴۶ء کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ قلمدان پورہ سرینگر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا نیا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور ذیل کے عہدیداران منتخب ہوئے صدر۔ خانصاحب کھانڈے خاں انجینئر۔ نائب صدر۔ شیخ عبدالصمد صاحب سیکرٹری:۔ بابو نظام الدین صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری:۔ عبدالعزیز مشورہ خزانچی:۔ خواجہ علی محمد صاحب اکونٹنٹ:۔ منشی محمد رمضان صاحب

درخواست دعا } جناب شیخ عنایت صاحب از وزیرآباد دکھن ہیبک لٹ ہاؤس تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں اور ڈاکٹر سینی ٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین

مولود مسعود } ماسٹر عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت بھدرواہ اطلاع دیتے ہیں کہ خواجہ محمد صدیق صاحب مبلغ بھدرواہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

ادارۂ تعلیم قرآن

رپورٹ ادارۂ تعلیم قرآن از ۱۹/۲/۴۶ تا ۲۶/۲/۴۶ درج ذیل ہے۔
(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

وصولی از ۱۹/۲/۴۶ تا ۲۶/۲/۴۶

نام	رقم
سابقہ وصولی .. جناب صغرا بیگم صاحبہ بنت شیخ حفیظ اللہ صاحب محرر پیغام صلح	۱۴۱۸۱ — ۲ — ۶
مولوی عبدالباقی صاحب [illegible]	۵ — ۰ — ۰
خان عبدالعزیز خاں صاحب باغ (پونچھ)	۳۰ — ۰ — ۰
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۲۵۰ — ۰ — ۰
ماسٹر عبدالحفیظ صاحب بدوملہی	۲۰۰ — ۰ — ۰
جناب محمد اقبال صاحب بہاولپور	۲۰ — ۸ — ۰
چوہدری غلام باری خاں صاحب لائل پور	۵۰ — ۰ — ۰
مہر بخش احمد صاحب چک ۸۱ جنوبی	۳۰ — ۰ — ۰
فرزند مہر بخش احمد صاحب چک ۸۱ جنوبی	۲ — ۰ — ۰
ماسٹر عطاالٰہی صاحب برنالہ	۲۲ — ۰ — ۰
ماسٹر محمد اسحٰق صاحب رندہ	۵ — ۷ — ۰
[illegible] عبدالحی صاحب پشاور	۵ — ۰ — ۰
شیخ برکت اللہ صاحب سیالکوٹ	۵۰۰ — ۰ — ۰
شیخ حفیظ اللہ صاحب وزیرآباد	۹۲۰ — ۰ — ۰
شیخ محمد عبداللہ صاحب 〃 〃	۷۵ — ۰ — ۰
کل میزان	۲۰۹۵۶ — ۳ — ۶

وعدہ برائے کمرہ

حکیم مبارک عبداللہ صاحب دیگراں والے — ۵۰۰ — ۰ — ۰ ایک کمرہ یکمنزل

وعدہ آمد پندرہ یوم از ۱۹/۲/۴۶ تا ۲۶/۲/۴۶

نام	رقم / کیفیت
ماسٹر عبدالغنی صاحب مدرس بدوملہی	۵۲ — ۰ — ۰ پندرہ یوم کی آمد
جناب ریاض احمد صاحب بہاولپور	۲۰ — ۰ — ۰
مولوی عبدالباقی صاحب لاہور	۳۰ — ۰ — ۰ ۵/-/- وصول ۲۵/-/- باقی
معرفت مولینا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵ — ۰ — ۰
چوہدری فضل داد صاحب محصل	۱۶ — ۰ — ۰
محمد اقبال صاحب بہاولپور	۳۰ — ۹ — ۰ ۲۰/۸/۰ وصول بقایا ۱۰/۱/۰
شیخ محمد بخش صاحب دہلی	۱۰۰ — ۰ — ۰
شیخ عنایت الرحمان صاحب وزیرآباد	آمد پندرہ یوم
حکیم اللہ دتہ صاحب وزیرآباد	۱۵ — ۰ — ۰
منشی نواب دین صاحب وزیرآباد	آمد ایک ماہ
شیخ عبدالحمید صاحب وزیرآباد	پندرہ یوم کی آمد علاوہ ایک کمرہ ۵۰۰/-
اہلیہ صاحبہ شیخ رحمت اللہ صاحب راولپنڈی حال وزیرآباد	۷ — ۸ — ۰
مسعودہ بیگم صاحبہ معرفت شیخ عبیداللہ صاحب وزیرآباد	۲ — ۸ — ۰
اہلیہ صاحبہ شیخ عبیداللہ صاحب وزیرآباد	۵ — ۰ — ۰
والدہ صاحبہ شیخ عبیداللہ صاحب وزیرآباد	۳ — ۰ — ۰
سیمین بیگم و شمس بیگم صاحبہ وزیرآباد	۵ — ۰ — ۰
والدہ شیخ عزیزالرحمان صاحب وزیرآباد	۳ — ۲ — ۰
اہلیہ صاحبہ شیخ محمد یعقوب صاحب وزیرآباد	۲۵ — ۰ — ۰
فہمیدہ بیگم و اختر بیگم صاحبہ وزیرآباد	۲ — ۰ — ۰
بشیر بیگم و نذیر بیگم صاحبہ وزیرآباد	۲ — ۰ — ۰
ناصرہ بیگم صاحبہ وزیرآباد	۱ — ۰ — ۰
محترمہ بیگم صاحبہ حاجی شیخ مولا بخش صاحب مرحوم وزیرآباد	۵۰ — ۰ — ۰
چوہدری عبدالحق صاحب پٹواری وزیرآباد	۲ — ۰ — ۰

بقیہ لیڈر

کے مقابلہ میں آپ کو کیا خصوصیت حاصل حاصل ہے، صرف یہی کہ دوسرے مسلمان خدا کے راستہ میں وہ قربانیاں نہیں کرتے جو آپ کرتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ ان قربانیوں کی توفیق آپ کو مل رہی ہے۔ غصہ جتنا بھی چاہیے کر لیجئے، لیکن خدا کے لئے ٹھنڈے دل سے سوچ کر بتائیے، کہ واقعات کی تکذیب کیسے کی جائے؟

محترم مولانا نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں ہمارے مسلمان بھائیوں کیلئے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ غور فرمائیں کہ قرآن مجید اور اسلام کی طرف سے ان پر کیا فرض عائد ہوتا ہے مولانا کی فراخ دلی اس سے بلند ہے کہ ان کے مقالہ کو جماعت احمدیہ لاہور کا آرگن جلی عنوان کیساتھ شائع کرے اور دو چار تعریفی کلمات ان کی اس اخلاقی جرأت کے متعلق لکھدے اور جماعت احمدیہ لاہور کی بھی یہ غرض نہیں کہ وہ صرف ان اعترافات پر ہی خوشی محسوس کرے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ جملہ مسلمانوں میں تبلیغ اسلام اور خدمت قرآن کی ایک رو پیدا ہو جائے اور وہ اپنے اس فریضہ کی طرف پوری قوت کیساتھ توجہ دیں ہم مہتمم صاحب کو تنظیم اہل سنت کی خدمت میں بھی گذارش کرتے ہیں کہ وہ محترم مدیر صدق کی سچی باتوں کو گوش ہوش سے سنیں اور ٹھنڈے دل سے ان پر غور کریں اور صرف اشتعال انگیز مضامین کی نگارش پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اس جوش اور جذبہ کو تعمیری جذبہ بنائیں اور امت مسلمہ اور نوع انسانی کیلئے اس جذبہ کو مفید بنائیں اور ان تک خدا اور اس کے رسول کا پیغام پہنچائیں اپنی جذبات کی پست سطح سے اٹھ کر عمل اور کردار کی بلند سطح پر پہنچنے کی کوشش کریں اور دوسرے بھائیوں کو بھی پہنچانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فارن مشن فنڈ {تبلیغ بلاد غیر}

وصایا و عطیات۔ آمد ماہ جنوری ۱۹۴۶ء

نام	رقم	کیفیت
(۱) اہل خانہ حافظ محمد بخش صاحب چک ۲/۴۷	۱۰ — ۰ — ۰	قسط وصیت
(۲) مرزا مظفر بیگ صاحب سائنج	۷ — ۱ — ۰	〃 〃
(۳) حافظ محمد بخش صاحب چک ۲/۴۷	۱۰ — ۰ — ۰	〃 〃
(۴) جماعت بغداد بوساطت سید تصدق حسین صاحب	۲۲ — ۴ — ۰	عطیہ
(۵) شیخ نثار احمد صاحب بی اے وزیرآباد	۶۰ — ۰ — ۰	قسط وصیت
(۶) بابو محمد زبیر صاحب کمپونڈر کورم	۱۲ — ۰ — ۰	〃 〃
(۷) ڈاکٹر این اے خاں صاحب برہما	۱۰۰ — ۰ — ۰	عطیہ
(۸) مولینا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵ — ۰ — ۰	قسط وصیت
(۹) ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب	۱۰۰ — ۰ — ۰	〃 〃
(۱۰) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	۸۰ — ۰ — ۰	〃 〃
(۱۱) حافظ عبدالعزیز صاحب سوداگر چشمہ دہلی	۲۵ — ۰ — ۰	〃 〃
(۱۲) حضرت سید اسداللہ شاہ صاحب لدھیانوی	۱۲ — ۰ — ۰	〃 〃
(۱۳) بیگم صاحبہ خان محمد حسین خاں صاحب گوجرانوالہ	۱۶۹ — ۰ — ۰	قیمت زیور
(۱۴) میاں ہارون رشید و بیگم ہارون رشید صاحب	۲ — ۴ — ۰	عطیہ
(۱۵) بابا غلام حسین صاحب مؤذن مسلم ٹاؤن مسجد	۳ — ۰ — ۰	〃 〃
(۱۶) خان عبدالعزیز خاں صاحب ملتان	۱۰ — ۰ — ۰	قسط وصیت
میزان کل	۱۷۵ — ۱۲ — ۰	

	رقم
وصایا	۱۴۲۰ — ۱ — ۰
عطیات	۳۲۷ — ۲ — ۰
کل میزان	۱۷۵۷ — ۱۲ — ۰

نام	کیفیت
ماسٹر محمد اسلم خاں صاحب ہیڈ ماسٹر بدوملہی	آمد پندرہ یوم
ماسٹر محمد رضی الدین صاحب 〃	آمد پندرہ یوم
ماسٹر مولوی مسیح الزمان صاحب 〃	آمد پندرہ یوم
ماسٹر عبدالمجید صاحب 〃	آمد پندرہ یوم
ماسٹر عبدالغنی صاحب 〃	آمد پندرہ یوم
ماسٹر غلام حیدر صاحب 〃	آمد پندرہ یوم
ماسٹر غلام محمد صاحب 〃	آمد پندرہ یوم

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن

(از مکرم جناب ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب)

ہر سوچنے والے انسان کے دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہماری زندگی اور تگ و دو کا مطلب اور مقصد کیا ہے؟ جب سے نسل آدم شروع ہوئی ہے انسان کا یہی حال رہا ہے کہ وہ دنیا کے غم میں مبتلا نظر آتا ہے اسے اس دنیا کی ہر چیز سے ایک انس محبت اور عشق ہے جس کے واسطے وہ اپنی عزیز جان کو بھی اکثر قربان کر دیتا ہے۔ انسانی خمیر اور فطرت کے اندر ایک نمایاں چیز دکھائی دیتی ہے اور یہ چیز اس کا وہ جذبہ یا خاصہ ہے جو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہر ایک چیز اس کی ملکیت ہو یہ قبضہ اور ملکیت کا جذبہ ہی انسانی مصیبتوں اور دکھوں کا باعث ہے۔ اس Possession کے خاصے کو اگر کسی طرح انسان کے اندر سے نکال دیا جائے تو دنیا بیشک جنت بن سکتی ہے لیکن جب تک جذبہ ملکیت انسان کے اندر رہے گا دنیا میں بدامنی اور فساد کا رہنا لازم و ملزوم ہوگا۔ قرآن پاک نے متعدد دفعہ انسان کی توجہ اس حقیقت کی طرف منعطف کی ہے کہ ملکیت صرف مالک کی ہی ہو سکتی ہے جیسے "مالک یوم الدین" میں اشارہ ہے اور "اللھم مالک الملک" اور "الملک للہ" اور "تبارک الذی بیدہ الملک" اور ایسے ہی بے شمار جگہوں پر اس حقیقت کو دہرایا ہے اور ساتھ ہی انسان کو اس کے اپنے درجے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان کا صحیح درجہ "عبد" کا ہے "مالک" کا نہیں۔ انسان مصیبت کا شکار اسی وقت ہوتا ہے جب وہ اپنا درجہ بھول جاتا ہے اور غفلت یا جہالت کا شکار بن کر "مالک" بننے کی کوشش کرتا ہے۔ جونہی اس سے یہ غلطی سرزد ہوئی تو وہ مصیبت کے جنگل میں پھنسا اور ہلاکت اس کے لئے ضروری ہوئی۔ ایسے ہی انسان کو فرعون، شیطان وغیرہ کا لقب دیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنے اصل مرتبہ کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کر گیا ہے۔

لیکن "عبد" جو ہر گھڑی اپنے مرتبہ سے آگاہ رہتا ہے وہ اپنے "مالک" سے اس کام کے لئے جو اس "مالک" نے اس کے سپرد کیا ہے مدد مانگ سکتا ہے جیسے فرمایا "ایاک نعبد و ایاک نستعین" ہم تیرے ہی عبد ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ان حالات میں کبھی بھی "عبد" اور "مالک" میں ٹکر نہیں ہوتی کیونکہ کوئی کام بھی بلکہ کوئی بھی ارادہ "عبد" کا ایسا نہیں ہوتا بلکہ نہیں ہو سکتا جو "مالک" کے ارادہ سے باہر ہو جیسے "وما تشاؤن ان یشاء اللہ رب العلمین" سے ظاہر ہے اور ایسے ہی قرآن شریف کی ایک اور آیت کریمہ بھی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ "عبد" جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی کسی بھی چیز پر مکمل اختیار نہیں رکھتا اور جو بھی چیز یا کام اس سے ظہور میں آئے وہ اس کے "مالک" کی ملکیت ہے جیسے فرمایا "ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین" پس جب "مالک" اپنی کسی بھی چیز کو اپنی مرضی کے مطابق اس "عبد" سے واپس لے لیتا ہے تو "عبد" بلاچون و چرا بلکہ خوشی کے ساتھ وہ امانت "مالک" کے سپرد کر دیتا ہے اور بجائے لغو شور و شر کے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہکر اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کرتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کے اندر "مالک" اور "عبد" کا صحیح رشتہ بتلایا گیا ہے اگر انسان اور خدا کے درمیان "عبد" اور "مالک" کا رشتہ نہ ہوتا تو پھر واقعی خدا جابر اور ظالم ٹھہرتا اور اسے کوئی حق نہیں تھا کہ وہ کسی انسان کی کوئی بھی چیز چھین سکے لیکن ایسا نہیں دراصل وہ مالک الملک ہے اور "رب العالمین" اور لم یزل ہے وہ اپنے جہانوں کی تخلیق اور تربیت کر رہا ہے اس کی مخلوق میں سے ایک مخلوق انسان بھی ہے جس کے سپرد اس نے کچھ کام کر رکھے ہیں اس نے انسان کے اندر باقی مخلوقات سے ممتاز اور نمایاں خوبیاں رکھی ہیں اور اسی لئے اسے اشرف المخلوقات کا شرف دے کر اس جہان کی بیشمار چیزیں اس کے ماتحت کر دیں تاکہ اسے اپنی ڈیوٹی اور فرض ادا کرنے میں امداد مل سکے۔

انسان جو کہ باقی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے اس کی دو پوزیشنیں ہیں پہلی پوزیشن یہ ہے کہ انسان باقی مخلوقات کے اندر نہایت ہی ادنیٰ اور ناقابل اعتناء ہستی ہے۔ باقی مخلوق اتنی بڑی اور لاتعداد اور طاقتور ہے کہ انسان اس کے سامنے ہیچ اور نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ انسان ہر طرح کی مخلوق مرئی اور غیر مرئی دونوں کے سامنے بالکل عاجز اور بے چارہ ہے اس کی دوسری پوزیشن یہ ہے کہ "مالک" نے اسے یہ شرف بخشا ہے کہ اسے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ "انی جاعل فی الارض خلیفہ"۔ خلیفہ یا نائب سوائے چند ان باتوں کے کرنے کا اسے حکم نہیں باقی تمام باتوں میں وہ اپنے مالک کا صحیح جانشین اور نائب ہوتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا درجہ ہے جو باقی مخلوقات میں سے "مالک" نے انسان کو عطا کیا۔ انسان کے سپرد بے شمار کام کئے گئے "علم آدم الاسماء کلھا" فطرت انسانی کے اندر تمام وہ جوہر اور علوم ودیعت کر دیئے جن کی ضرورت جہان کی ترقی کے لئے تھی اور اس کے سپرد جہاں کی جہانبانی اور تربیت ہوئی۔ میرا خیال ہے ڈاکٹر اقبال مرحوم کا اپنے اس شعر سے

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

سے یہی مطلب تھا۔

تمام مخلوق میں سے انسان چنا گیا اور اسے "عبد" کا درجہ عطا ہوا کیونکہ باقی مخلوقات کے اندر "عبد" بننے کی اہلیت نہ تھی چنانچہ فرمایا "انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض فابین ان یحملنھا و حملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا"۔ واقعی یہ بہت ہی مشکل کام انسان نے اپنے ذمہ لیا۔ (باقی دارد)

سلسلہ میں شمولیت

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل افراد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت کی توفیق عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بھی توفیق دے۔ آمین

نام	مقام
۳۸۔ قاسم صاحب	ہیلی (دھاروار)
۳۹۔ محمد یوسف صاحب	"
۴۰۔ عبدالرشید صاحب بھاٹیہ	سلہٹ
۴۱۔ ایس۔ زیڈ۔ ایچ۔ نقوی	دہلی
۴۲۔ محمد شفیق الرحمان صاحب	راولپنڈی
۴۳۔ بدر النساء خانم	سلہٹ
۔ ۔ ۔	سلہٹ
۴۴۔ عبدالرحیم صاحب	مظفر گڑھ
۴۵۔ عبدالکریم صاحب ولد عادل محمد صاحب	"
۴۶۔ عبدالکریم صاحب ولد بشیر محمد صاحب	"
۴۷۔ مبارک احمد صاحب	"
۴۸۔ احمدی بیگم صاحبہ	"
۴۹۔ لعل خاتون صاحبہ	"
۵۰۔ چندن مائی صاحبہ	"
۵۱۔ ظہراں صاحبہ	"
۵۲۔ کریم بخش صاحب	"
۵۳۔ فیض بخش صاحب	"
۵۴۔ خان محمد عظیم خان صاحب	لائل پور
۵۵۔ محمد اسماعیل صاحب	"
۵۶۔ فیاض علی صاحب	سلہٹ

نام	مقام
بشیر احمد صاحب	بدولہی (سیالکوٹ)
۵۸۔ خیر النساء بی بی	چنیوٹ
۵۹۔ عنایت علی شاہ صاحب	[illegible]
(۶۰) رابعہ بیگم صاحبہ	اوکاڑہ
(۶۱) شریفہ بیگم صاحبہ	"
(۶۲) رشیدہ بیگم صاحبہ	[illegible]
(۶۳) نسیم اختر صاحبہ	[illegible]
(۶۴) حمیدہ بیگم صاحبہ	"
(۶۵) اختر بیگم صاحبہ	لاہور
(۶۶) صغیرہ بیگم صاحبہ	جموں
(۶۷) جہاں آرا بیگم صاحبہ	لائل پور
(۶۸) رشیدہ بانو صاحبہ	دہلی
(۶۹) نصیرہ بیگم صاحبہ	جموں
(۷۰) زاہدہ بیگم صاحبہ	لاہور
(۷۱) امۃ الحی صاحبہ	پشاور
(۷۲) خورشید بیگم صاحبہ	راولپنڈی
(۷۳) محمودہ بیگم صاحبہ	جالندھر
(۷۴) صفیہ بیگم صاحبہ	اوکاڑہ
(۷۵) امۃ العزیز صاحبہ	پشاور
(۷۶) محمد صدیق صاحب	[illegible]

ایک غلطی کی تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء میں محترم مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تصنیف آئینہ حق نما پر جو ریویو کیا گیا ہے اس میں ملنے کا پتہ غلط چھپ گیا ہے اصل پتہ یہ ہے:۔ جائنٹ سیکرٹری صاحبہ انجمن اشاعت اسلام۔ برانڈرتھ روڈ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

تاریخ اسلام

دمِ واپسیں

موت کے دو مختلف نظارے

(۱)

عبدالملک اموی بادشاہ کا بھائی بشر
شاعر اسنوا میں تھا

قد استوی بشر علی العراق

کے مصرعہ کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا ہے عبدالملک نے اس کو کوفہ کو فہ کے بعد بصرہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ لیکن اس پر بھی اس نے اپنے بادشاہ بھائی کو لکھا کہ :-

" امیرالمومنین آپ نے خاکسار کے صرف ایک ہی ہاتھ اور وہ بھی صرف بائیں ہاتھ کو کام میں لگا دیا ہے، لیکن میرا سیدھا ہاتھ تو ہنوز خالی پڑا ہوا ہے۔ اس سے کیا کام لوں سمجھ میں نہیں آتا "

بادشاہ بھائی نے جواب دیا۔

" امیرالمومنین نے تمہارے سیدھے ہاتھ کے لئے یہ شغلہ پیدا کیا ہے کہ مکہ مدینہ، حجاز و یمن کی گورنری بھی تمہیں تفویض کی جاتی ہے "

ابن عساکر کا بیان ہے کہ شاہی فرمان جس وقت بشر کے ہاتھ میں پہنچا کچھ ہی دیر کے بعد بشر کے سیدھے ہاتھ میں ایک پھوڑیا نمودار ہوئی۔ کلائی کے پاس ظاہر ہوئی تھی۔ درد کی شدت دم بدم بڑھتی جا رہی تھی۔ شبح ہوتے ہوتے دیکھا گیا کہ بڑھ کر پھوڑا بن گئی کہنی تک پھوڑا پہنچ گیا اور زیادہ وقت نہیں گزرنے پایا تھا کہ مونڈھے تک پہنچ گیا۔ اس حال نے بشر پر خوف کی ایسی کیفیت طاری کر دی کہ دماغ اس کا مختل ہو گیا۔ بادشاہ بھائی کے نام یہ معروضہ لکھوانے بیٹھا۔

اما بعد امیرالمومنین جس وقت یہ معروضہ لکھوا رہا ہوں دنیا کے لحاظ سے تو میرا یہ آخری دن ہے اور آخرت کا پہلا دن (اس کے بعد چند اشعار لکھے جن کا ترجمہ یہ ہے)

ایسی بیماری جس کا علاج کرنے والا اب کوئی نہیں ہے اللہ ہی کے پاس شکوہ کرتا ہوں۔

ایک کمزور ناتوان مسکین دل ہے، جو ایک ایسے ہاتھ کی مصیبت برداشت کر رہا ہے جس میں ہڈی کے سوا گوشت کا کوئی جزو باقی نہیں رہا ہے۔

مخلوقات خدا میں اس وقت جو سب سے بہتر اور بڑا ہے اسی کو خطاب کر کے کہتا ہوں (یعنی عبدالملک) کہ اگر میں مر گیا تو کیا پھر کسی ایسے بھائی کو ڈھونڈ لیجئے گا، جو میری طرح آپ کی خدمت گذاری کر سکتا ہو یعنی وہی آپ کا بھائی ہو جو بڑے سے بڑے دکھ سکھ ہر حال میں آپ کا ساتھ دیتا تھا اور آپ کی غمگساری کرتا تھا۔ ایسے وقت میں آپ کا ہمدرد بن جاتا تھا، جب کوئی دوسرا آپ کی غمخواری کے لئے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔

خط لکھوا کر، کہتے ہیں، کہ آنکھیں بشر نے بند کیں تو پھر نہ کھلیں، سرہانے جو بیٹھے ہوئے تھے، ان کا بیان ہے کہ آخری ہچکیوں میں ملی جلی جو آواز بشر کی کانوں میں آ رہی تھی وہ یہ تھی کہ :-

خدا کی قسم اس وقت میرا جی چاہتا ہے کہ میں کوئی حبشی غلام ہوتا صحرائی بدوؤں کے پاس بیچا کر لوگ بیچ دیتے۔ بدو میرا مالک ہوتا اس کی بکریاں چراتا ہوتا یہ حال میرا زیادہ بہتر ہوتا اس حال سے جسے چھوڑ کر اب مر رہا ہوں۔ اس امارت اور گورنری سے بدوؤں کی وہ غلامی کہیں بہتر تھی "

مشہور درویش حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ تک بھی لوگوں نے بشر کی اس آخری آرزو کی خبر پہنچائی سن کر فرمانے لگے :-

" شکر ہے اس خدا کا جس نے ان لوگوں کو اس حال تک پہنچایا کہ ہماری طرف آنے اور بھاگنے کی آرزو ان میں پیدا ہوئی لیکن الحمد للہ ہمارے اندر کبھی ایسی آرزو نہیں پیدا ہوئی کہ جس حال میں وہ تھے کاش وہی ہمارا حال بھی ہوتا۔ وہ ہماری طرف بھاگ گئے ہیں لیکن ہم ان کی طرف کبھی نہیں بھاگے۔ کیسی عجیب بات ہے۔ آج ہمیں دیکھ دیکھ کر وہ عبرت حاصل کر رہے ہیں اور ہم ان کو دیکھ کر اپنے اندر جو نمک پیدا کر رہے ہیں "

خواجہ حسن بصری کی زبانی لوگ نقل کرتے ہیں کہ بشر کے دربار میں میں بھی حاضر ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھا ہوا تھا، جس پر گدا بچھا ہوا تھا اتنا نرم و گداز کہ گویا بشر اس میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کی پشت پر ایک شخص ہاتھ میں تلوار پر ٹیک لگائے کھڑا تھا میں بشر کی عیادت کو گیا۔ دیکھا کہ زمین پر لوگ اسکو لٹائے ہوئے ہیں اور چاروں طرف سے اطباء گھیرے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ کیا ہوا معلوم ہوا کہ بیمار ہیں۔ صبح کو موت کی خبر اڑی۔ شاہی اصطبل کے گھوڑوں کی چوٹیاں کاٹ دی گئیں۔ جنازے میں بھی حاضر ہوا تھا قبر میں دفن کرنے کے بعد فرزدق شاعر آگے بڑھا اور ایک دردناک داغی قصیدہ بڑے پر کیف لہجہ میں اس نے سنایا مجمع رو پڑا۔ میں جنگل کی طرف مجمع سے الگ ہو کر چلا گیا۔ واپس لوٹا تو قبر پر کوئی نہ تھا میں نے چاہا کہ بشر کی قبر کو پہچانوں۔ لیکن اسی دن بشر ہی کے قریب ایک اور حبشی کو بھی لوگوں نے دفن کر دیا تھا اس لئے پتہ نہ چل سکا کہ دونوں قبروں میں بشر کی قبر کون سی ہے۔ مالک بن دینار بھی کہتے تھے کہ دفن ہونے کے تیسرے دن میں بھی بشر کی قبر کے سامنے سے گذر رہا تھا، پہلو میں اس کے لوگوں نے ایک حبشی غلام کو چونکہ دفن کر دیا تھا، اس لئے

فلم اعرف قبرا من قبر

میں ایک قبر کو دوسری قبر سے ممتاز نہ کر سکا۔

(ماخوذ از ابن عساکر $\frac{۲۵۳}{۳}$)

(۲)

جب تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھ کر پیٹنے والے کوڑوں سے پیٹ رہے تھے، جب منہ میں لگا کر مکہ کی گلیوں میں چابک مارتے ہوئے جانوروں کی طرح ہنکار رہے تھے، ڈالنے والے گائے کی کھال میں لپیٹ کر تیز دھوپ میں ڈال دیتے اوپر سے تازیانے لگاتے مسلسل لگاتے چلے جاتے تھے جس کے جواب میں کوڑے کی ہر آواز کے بعد " احد " " احد " سے فضا گونج اٹھتی تھی۔ تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جسے اسی وقت مر جانا چاہئے تھا، وہ زندہ ہی رہا، اور مارنے والوں کو ان میں سے ایک ایک کو اسی کے سامنے مرنا پڑا۔ پھر مکہ چھوڑ کر بسنے کے لئے آنے والے جب مدینہ آئے اور بخار نے ان میں سے اکثروں کو پکڑا تو موت کو اپنے چپل کے تسمے کے قریب پلتے ہوئے بھی ان لوگوں کو موت نہیں آئی۔ پھر ہتھیلیوں پر رکھ کر اپنی اپنی جانوں کو بدر کے میدان میں، احد کی قتل گاہ میں، خندق میں، الغرض جہاں جہاں جینے کے لئے یہ مرنے لے جاتے تھے، ان میں کسی مقام پر موت نہیں آئی۔ تیس راتیں تیس دنوں کے ساتھ مدینہ میں اس طرح گذریں کہ پیغمبر اور پیغمبر کے خادم کے کوئی ایسا کھانا میسر نہ ہوا جسے تر جگر والے کھا کر زندہ رہ سکتے۔

ہول الاشئی یواری ابط بلال

(لیکن بس اسی قدر جو بلال کی بغل میں سما سکتی ہو) اسی قدر غذا اس وقت بھی نہیں آئی جب

اذن بلال ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقبر فکان اذا قال اشہد ان محمدا رسول اللہ محمدا رسول اللہ انتحب الناس فی المسجد (ابن سعد $\frac{۱۶۸}{۳۸}$)

اذان دی بلال نے اس وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں ہوئے تھے تو اشہد ان محمداً رسول اللہ" کی آواز بلال کی زبان سے جوں ہی نکلتی مسجد میں جو بھی تھے چیخ اٹھتے تھے۔

اس وقت بھی جب ان میں سے ہر ایک مرنا چاہتا تھا موت نہ آئی کہ اس کا وقت نہیں آیا تھا۔

" تم نے ابو بکر اگر اس لئے دام دے کر مجھے آزاد کرایا تھا، تا کہ تمہارے ساتھ رہوں، تو خیر یہ دوسری بات ہے، لیکن اگر اللہ کے لئے آزاد کرایا تھا تو مجھے چھوڑ دو میں رسول اللہ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا "

یہ کہتے ہوئے کہ

" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مومن کے اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر عمل یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے "

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کر کے ہر اس میدان میں شریک ہوئے کہ جہاں مرنے کی تمنا پوری ہوتی ہے اور موت کا مشکل سوال حل ہو جاتا ہے، لیکن وہاں بھی موت نہیں آئی اور یوں ساٹھ اور ساٹھ سال سے بھی اوپر جینے کا موقعہ ان ہی حالات میں دیا گیا تا اینکہ جس کا انتظار تھا، وہ سامنے آ گیا۔ عزرائیل کی پیشانی طلوع ہوئی، تو جسے اس عہد کے سب سے بڑے بادشاہ کے دربار سے

سیدنا بلال حسنۃ من حسنات ابوبکر۔ میرے سردار بلال ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

یا، ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا بلالاً۔ ابو بکر میرے آقا نے آزاد کیا میرے آقا بلال کو

شاعر نے تعریف کرتے ہوئے کہا

بلال بن عبد اللہ خیر بلال

بلال اللہ کے بندے کا بیٹا بہترین بلال ہیں۔

فاروق اعظمؓ کے صاحبزادہ ابن عمر نے سنا تو فرمایا کذبت (غلط کہتے ہو) بلکہ سچ یہ ہے :-

بلال رسول اللہ خیر بلال

رسول اللہ کا بلال کتنا اچھا بلال ہے۔

لیکن یہ سب سن کر وہی کہے جاتا تھا کہ " ایک حبشی کے سوا میں کچھ نہیں ہوں کل ہی تو میں غلام تھا "

اس کہنے والے کے سامنے عزرائیل حکم کی تعمیل کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ حالت غیر ہوتی ہے۔ بی بی جن سے کوئی بچہ کبھی پیدا نہیں ہوا، دنیا سے اس اکیلے جانے والے کو دیکھ کر بلبلا اٹھتی ہیں

" یا ویلاہ یا ویلاہ۔ ہائے رے تباہی ہائے رے تباہی کی چیخ بے اختیار زبان سے نکل پڑتی ہے۔ لیکن حالت غیر تھی سنبھل جاتے ہیں۔ جواب میں

(کیا کہتے ہیں اس مسرت سے کیا کہتے ہیں اس خوشی کے) اور جب سب رو رہے تھے، اس وقت وہ گا رہے تھے:-

غدا القی الاحبۃ محمدا وحزبہ

" کل دوستوں سے ملاقات ہوگی، محمدؐ سے ملاقات ہوگی، محمدؐ کے ساتھیوں سے ملاقات ہوگی "، یہ گاتے گاتے چپ ہو گئے۔ آواز آئی مورخین نے جسے نوٹ کر لیا :-

توفی بلال سنۃ ثمانی عشرۃ و دفن عند الباب الصغیر بدمشق

وفات پا گئے (رسول اللہ کے) بلال سنہ ۱۸ھ

حضرت امیر ایدہ اللہ و ممبران لاہور کا مقام حضرت مسیح موعود کے الہامات کی روشنی میں

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری)

(قسط نمبر ۴)

گذشتہ قسط کا خلاصہ گذشتہ قسط میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ صدر انجمن کے بننے اور لاہور کے ممبروں کے انتخاب اور ان کے پاکیزہ اور محب ہونے کے بارے میں پبلک اعلان کے متعلق جو چار پیشگوئیاں الہامات زیر بحث میں تھیں وہ سب صفائی کے ساتھ پوری ہو گئیں اور اسی طرح یہ بھی ثابت کر دیا گیا تھا کہ وہ پانچویں پیشگوئی بھی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی جو ۱۱ سال بعد حضرت اقدس کی طرف از سر تو اپنوں کی طرف سے ہی دعوئے نبوت منسوب کرنے اور اس کی تردید کے لئے لاہور کے ممبروں کے کھڑا ہو جانے کے متعلق تھی اب ذیل میں بقیہ پیشگوئیوں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وساوس کا دور ہونا چھٹی پیشگوئی ان الہامات میں تھی کہ ۱۱ سال بعد لاہور کے ان پاک ممبروں اور پاک محبوں کے خلاف جماعت کے ایک حصہ کی طرف سے وسوسہ اندازی کا کام زور شور سے شروع کر دیا جائے گا۔ اس الہام آلہی کو پورا کرنے کے لئے دو طریق جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے اختیار کئے گئے ایک طرف تو ان کے متعلق جماعت کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی کہ یہ لوگ دل سے احمدی نہیں ہوئے تھے ان کی فطرت میں نفاق کی آمیزش تھی اور یہ لوگ حضرت اقدس کے دلی دشمن ہیں اور احمدیت کو برباد کرنا چاہتے ہیں یہ وہ وساوس تھے جو اس الہام کے ۱۱ سال بعد احمدیوں کے دلوں میں جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے لاہور کے ان پاک ممبروں کے متعلق پیدا کرنے شروع کر دیئے گئے اور یہ گندہ اور مکروہ پراپیگنڈا ۱۹۱۲ء سے لیکر اب تک جاری ہے اور دوسری طرف حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ کے دل میں ان پاک ممبروں اور پاک محبوں کے خلاف یہ وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی گئی کہ یہ لوگ دل سے آپ کے خلاف ہیں اور آپ کی خلافت کو مٹانا چاہتے ہیں اور اسی کے لئے دن رات ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب کے دل میں اس وسوسہ اندازی سے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی یہ غرض تھی کہ حضرت مولوی صاحب ان سے بدظن ہو کر ان کے متعلق جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیں تا آیندہ کے لئے جناب میاں صاحب کی خلافت کے لئے راستہ بالکل صاف ہو جائے لیکن جیسا کہ الہام آلہی نے قبل از وقت بتلا دیا تھا کہ "وسوسہ نہیں رہے گا" حضرت مولوی صاحب کے دل سے اس قسم کے تمام وساوس نکل گئے اور ان کی طبیعت ان پاک ممبروں اور پاک محبوں کے متعلق بالکل صاف ہو گئی چنانچہ جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں واضح کر چکا ہوں انھوں نے جون ۱۹۱۲ء میں بڑے پر زور الفاظ میں لاہور کے ممبروں کے متعلق اگر ایک طرف پاک مخلص اور حضرت اقدس کے محب ہونے کا پبلک جلسہ میں اعلان کر دیا تو دوسری طرف ان ممبروں کی مخالفت میں کھڑے رہنے والوں کے متعلق بھی بدکار ہو جانے اور مسیلمہ کذاب کے مثیل بن جانے کے بدانجام کی پیشگوئی کر دی۔ پس جس طرح ۱۹۱۲ء میں اس الہام نے حضرت مولوی صاحب کے دل سے وساوس کے دور ہونے کی شکل میں اپنا جلوہ دکھلایا اور اپنی صداقت کے لوہے کو دنیا سے منوا لیا اسی طرح ۱۹۱۴ء میں دوبارہ اس نے اپنی عظمت کا سکہ دلوں میں بٹھلا دیا اور پاک محبوں کے خلاف اس قدر پراپیگنڈا جماعت میں کیا گیا ہے اور ان کے خلاف اس قدر زہر دلوں میں بھرا گیا ہے اور جماعت کے دوستوں کو ان پر اس قدر بدظن کر دیا گیا ہے کہ کوئی احمدی بھی ان کو اپنے منہ نہیں لگائے گا لیکن ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب ۱۹۱۴ء میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی وفات پر جماعت میں اختلاف نمودار ہونے کے وقت جب انھوں نے دیکھا کہ جماعت کے کافی لوگوں کے دلوں سے وہ تمام وساوس یک لخت دور ہو گئے ہیں جن کو پیدا کرنے کے لئے انھوں نے کئی سالوں تک ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بظاہر ان وساوس کا جال اس قدر وسیع اور اس قدر گہرا پھیلا ہوا تھا کہ اس سے کسی احمدی کا بچ نکلنا بالکل دشوار نظر آتا تھا خصوصاً جبکہ ان پاک ممبروں کی طرف سے ان کو دور کرنے کے لئے کوئی کوشش بھی نہیں کی جا رہی تھی لیکن وہ خدا جس نے استنے سال قبل "وسوسہ نہیں رہے گا" کے الفاظ الہام کئے تھے وہ سب باتوں پر قدرت رکھتا ہے جس طرح زمین و آسمان کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت ہے اسی طرح دلوں پر بھی اسی کی حکومت ہے اسی نے ہی اپنے مامور کو بھیجا تھا اور اسی نے اپنے مامور کے مشن کی بالفاظ دیگر اسلام کی حفاظت کرنی تھی پس اس نے عین اس وقت جبکہ چاروں طرف سے ناامیدی کے بادل گھٹا ٹوپ چھا رہے تھے امید کا سورج چڑھا دیا اور خود ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہزاروں دلوں کے اندر سے ان پاک ممبروں کے متعلق وہ تمام وساوس جنکو پیدا کرنے کے لئے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء نے کئی سال صرف کئے تھے حرف غلط کی طرح اس طرح مٹا دیئے کہ گویا وہ کبھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب جیسا پاک اور عالم باعمل انسان انہیں بطور لیڈر کے عطا کر دیا اور ہزاروں سعید روحوں کو اس کے ارد گرد جمع کر کے اشاعت اسلام کے کام کو نہ صرف تباہ ہونے سے محفوظ کر لیا بلکہ نہایت مستحکم بنیادوں پر اسے از سر نو جاری کرا دیا اور اس طرح دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ مخلصوں کے اخلاص کی کیسی قدر کرتا ہے اور اسکو ضائع ہونے سے کس طرح محفوظ رکھتا ہے اور یہ کہ وہ اپنے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کے پورا کرنے پر کیسا قادر ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ اس واضح حقیقت پر پردہ ڈلوانے کے لئے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ آلہی تائید سے ہوتا تو جماعت کی کثرت ان پاک ممبروں کے ساتھ ہوتی اور قلت میاں صاحب کے ساتھ ہوتی لیکن واقعہ اس کے اُلٹ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تائید آلہی جناب میاں صاحب کے ساتھ ہے نہ کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور لاہور کے پاک ممبروں کے ساتھ سو اس قسم کا شبہ پیدا کرنے والوں کو یاد رہے کہ ازل سے ہی آلہی تقدیر میں یہ فیصلہ ہوا ہوا تھا کہ جماعت کا قلیل حصہ ہی حضرت مسیح موعود ؑ کے صحیح عقاید پر قائم رہے گا اور اللہ تعالےٰ اس قلیل حصہ سے ہی اپنے دین کی اشاعت کا کام لے گا جیسا کہ منصور والے کشف سے میں پہلے ثابت کر چکا ہوں اس کشف میں یہ صاف پیشگوئی موجود ہے کہ جس حصہ جماعت کا یہ منصور سردار ہوگا وہ حصہ قلیل التعداد ہوگا ہاں وہ قلیل التعداد حصہ الہام کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله " کے ماتحت اپنے کارناموں کی وجہ سے فئة کثیرة پر غالب ثابت ہوگا اشاعت اسلام کا جو کام اس کے ہاتھوں ہوگا وہ فئة کثیرة سے نہ ہو سکے گا سو واقعات نے ایسا ہی ثابت کر کے دکھا دیا ہے پس واقعات کی شہادت نے اس بات کو جبکہ حق الیقین تک پہنچا دیا کہ الہام میں فئة قليلة سے مراد جماعت کا وہی گروہ ہے جس میں لاہور کے پاک ممبر شامل ہیں تو اس شہادت سے منہ پھیرنا کسی اچھے انجام پر دلالت نہیں کرتا پس جبکہ ایک دوسرے الہام نے بھی الفاظ پیش از وقت یہ بتا دیا کہ پاک ممبروں والا گروہ قلیل التعداد ہی رہے گا تو اس شبہ کے پیدا ہونے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی علاوہ ازیں خود الہام زیر بحث میں بھی یہی اشارہ ہے کہ جماعت کا کثیر حصہ حضرت اقدس ؑ کے عقاید اور آپ کے مشن کو مشتبہ کر دے گا لیکن حقیقت اسی قلیل التعداد حصہ سے ہی دنیا پر ظاہر ہوگی جس میں لاہور کے پاک ممبر شامل ہونگے۔

میں نے تبلایا ہے کہ الہام "وسوسہ نہیں رہے گا" دو طرح پر تو پورا ہو چکا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس کے پورا ہونے کا دامن اور بھی وسیع ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ جناب میاں صاحب کے پیدا کردہ وساوس کو جماعت کے بقیہ لوگوں کے دلوں سے بھی دور کر دے اور اس کے آثار بھی اب نظر آنے لگ پڑے ہیں۔

ساتویں پیشگوئی چھٹی پیشگوئی کے ساتھ ہی ساتویں پیشگوئی ان الفاظ میں ہے "گرمی رہے گی" اس پیشگوئی کے پورے الفاظ یہ ہیں :۔ "نظیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی" وسوسہ کے دور ہونے کے بعد یہ ضروری تھا کہ ان پاک ممبروں کے فطرتی جوہر کے اعلیٰ درجہ کا ہونا بھی اتفاق سے ہی ثابت ہو سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح دنیا پر ثابت ہو چکا ہے کہ لاہور کے ان پاک ممبروں کو اسلام سے سچی محبت تھی اور وہ محبت اس کمال کو پہنچی ہوئی تھی کہ اس کے لئے وہ اپنی ہر عزیز سے عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار تھے ان بزرگوں نے اپنی پاکیزگی اعمال اور ان قربانیوں سے جو انھوں نے اپنے اموال اپنے اوقات اپنی تمام قوتوں کی اشاعت اسلام کے لئے کیں دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ ان کا فطرتی جوہر کس قدر روحانی تاثیروں کا مالک تھا اور اسلام کی صداقت اور رسول کریم صلعم کی رسالت کی حقیقت سے اس کا دل اس قدر لبریز تھا کہ اس کے پاس بیٹھنے والوں میں بھی وہ یقین سرایت کر جاتا تھا یہ یقین کی شراب تھی جس کے جام لبالب ان بزرگوں نے اپنے مرشد کے ہاتھ سے پئے اور اس سے سرشار ہو کر انھوں نے اپنا سب کچھ اشاعت اسلام کے لئے قربان کر دیا۔

یہ قربانی چونکہ دلی اخلاص کے ساتھ کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون انما يتقبل الله من المتقين کے ماتحت اسے قبول فرمایا اور

کام میں اس قدر برکت دی کہ ہزاروں سعید روحیں ان کے ساتھ اس مقدس کام میں شریک ہوگئیں اور ان کی مشترکہ محنت اور قربانیوں کے نتیجہ میں جو شاندار لٹریچر اسلام کی خوبیوں پر تیار ہوا اس نے نہ صرف اہل ہند کے دلوں پر ہی خوشگوار اثر پیدا کیا بلکہ اہل یورپ کے دلوں کو بھی اسلام کا گرویدہ بنا دیا یہاں تک کہ بعض نے تو سچے دل سے علی الاعلان اسلام قبول کر لیا اور بعض نے اعتراف کر لیا کہ دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل اگر ہے تو اسلام میں ہی ہے اور وہی کشتی جو اسلام نے تیار کی ہے اب دنیا کو ان کی موجودہ پیچیدگیوں کے بھنور سے نکال کر ساحل امن و اطمینان تک صحیح وسلامت پہنچا سکتی ہے پس ان بزرگوں اور اس جماعت کے جس نے ان کا ساتھ دیا یہ عظیم الشان کارنامے نہ صرف ان وساوس کو ھباءً منثوراً بنا رہے ہیں جو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء پیدا کرتے چلے آ رہے ہیں بلکہ ان کی مٹی کے لطیف ہونے پر بھی ایک بین اور واضح ثبوت کا کام دے رہے ہیں اور یہی الہام "مگر مٹی ہے" کا منشاء تھا جس نے روز روشن کی طرح پورا ہو کر دنیا پر واضح کر دیا کہ غیب کی عظیم الشان خبر خدائے برتر کی طرف سے ہی دی گئی تھی اور یہ کہ جس شخص پر ایسا غیب سے بھرا ہوا الہام نازل ہوا وہ یقیناً خدا کا پیارا بندہ اور اس کا سچا مامور تھا۔

آٹھویں نویں اور دسویں پیشگوئیاں } وہ ہیں جن کی طرف الہام کے الفاظ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں" صریح اشارہ کر رہے ہیں کہ اول جماعت دو حصوں میں منقسم ہو جائے گی ایک فریق وہ ہوگا جس کی طرف لاہور کے پاک ممبر اور پاک محب ہوں گے اور وہی فریق حق پر ہوگا۔ جیسا کہ الہامی الفاظ "پاک ممبر" "پاک محب" اور "لاہور" [illegible] کے ہیں اس امر پر صاف دلالت کر رہے ہیں وہ لوگ جو حضرت اقدس کے جسمانی خاندان کے کسی عقیدہ پر اتفاق کو اس عقیدہ کی سچائی کی دلیل گردانا کرتے ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ خدا نے حضور کے خاندان کے اتفاق کو تو کسی عقیدہ کی سچائی کی دلیل نہیں ٹھہرایا البتہ لاہور کے چار پاک ممبروں کے اتفاق کو ضرور ان کے عقیدہ کی صحت کی دلیل قرار دیا ہے اور خدائی فیصلہ کو چھوڑ کر انسانی قیاسات کی پیروی کرنے والا یقیناً ہلاکت کی راہ کو اختیار کرتا ہے اب کیا یہ الٰہی فضل و احسان کی علامت نہیں کہ یہ چاروں بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے جو آج جماعت لاہور کا عقیدہ ہے کیا فریقین کے درمیان یہ فیصلہ کن دلیل نہیں دوم "پاک" کا لفظ جو ممبر اور محب دونوں کے ساتھ خصوصیت سے الہام الٰہی میں لگایا گیا ہے نہ صرف فریق ثانی کے غلط راستہ پر ہونے

پر ہی دال ہے بلکہ اس بات کی طرف بھی کھلا اشارہ کر رہا ہے کہ ان کے اعمال کی پاکیزگی اور ان کے حضرت اقدس علیہ السلام کے محب ہونے کے دعوے کی پاکیزگی ہر دو ہی قرآن کریم کے قائم کردہ معیار پاکیزگی سے گری ہوئی ہوں گی چنانچہ اعمال کی پاکیزگی کے متعلق قرآن کریم نے یہ معیار رکھا ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی قوم کے لیڈر ہونے کا دعوٰی دار ہو اس کا فرض ہے کہ جب اس کے کیریکٹر پر کوئی حملہ ہو تو وہ یا تو واقعات سے اپنی صفائی پیش کرے یا حلف کے ذریعہ اپنی بریت ثابت کرے یا الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جناب میاں صاحب جو نہ صرف ایک بڑی قوم کے لیڈر اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ جیسے عظیم الشان مامور کے خلیفہ ہونے کے بھی مدعی ہیں اور خلیفہ بھی ایسے جن کی بیعت میں داخل نہ ہونا الا فاسق ہو جاتا ہے ان کے کیریکٹر پر متعدد مرتبہ الزام لگایا جا چکا ہے مگر نہ تو انہوں نے اس وقت تک واقعات سے ہی اپنی صفائی پیش کی ہے اور نہ ہی حلف کی طرف رخ کیا ہے اور نہ ہی الزام لگانے والوں کو مباہلہ کی دعوت دینے کی طرف کبھی توجہ کی ہے

دوسرا امر ان کی طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ صرف ان کو ہی امام الزمان اور مامور دوران کے ساتھ حقیقی محبت ہے اس دعوے کی پاکیزگی کے لئے بھی قرآن شریف نے یہی معیار مقرر کیا ہے کہ ایسے مدعی کو دیکھو کہ وہ اس مامور کے عقائد کے مطابق عقائد رکھتا اور اسکی تعلیم پر چلتا ہے یا نہیں سو اس قرآنی معیار پر بھی جب ہم جناب میاں صاحب کے دعوٰی محبت کو پرکھتے ہیں تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے اس دعوے کی پاکیزگی بھی اس معیار پر صحیح نہیں اترتی حضرت اقدس کی کتب سے بارہا نہیں یہ دکھایا گیا ہے کہ حضور نبیوں کے گروہ کے نہیں بلکہ اولیاء کے گروہ کے فرد ہیں لیکن وہ اپنے عقیدہ کی صفائی کرنے کی طرف آنے کا نام تک نہیں لیتے حضور کی کھلی کھلی تحریریں ان کے سامنے پیش کی گئیں کہ حضور کے محض دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا لیکن وہ محض دعوٰی کے انکار کی وجہ سے ہی کلمہ گو کو کافر کہنے پر مصر رہے حضرت اقدس کی واضح تحریرات ان کے سامنے پیش ہوئی کہ برا بھلا نہ کہنے والے خاموش غیر احمدی کا جنازہ احمدی کے لئے پڑھ لینا جائز ہے مگر وہ ابھی تک اس بات پر قائم ہیں کہ احمدیوں کے لئے کسی غیر احمدی کا جنازہ جائز نہیں۔ اسی طرح حضرت اقدس نے کھلے الفاظ میں لکھا کہ امتی اور نبی دو متباین الفاظ ہیں جو کبھی بھی ایک وجود میں جمع نہیں ہو سکتے لیکن میاں صاحب اسے تسلیم نہیں کرتے اسی طرح حضرت اقدسؑ

نے صاف الفاظ میں لکھا کہ نبی کبھی نبوت کو کسی کی پیروی سے حاصل نہیں کرتا وہ نبوت کے معاملہ میں مطیع ہو ہی نہیں سکتا لیکن میاں صاحب اس خیال کے آدمی کو نادان قرار دیتے ہیں اسی طرح حضرت اقدس نے لکھا کہ وحی رسالت اب قیامت تک بند ہے جبرائیل بپیرایہ وحی رسالت اب دنیا میں ایک لفظ لیکر بھی نازل نہیں ہو سکتا لیکن میاں صاحب اس عقیدہ کو ٹھکرا رہے ہیں اسی طرح حضرت اقدس نے واضح الفاظ میں لکھا کہ حضور پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے لیکن میاں صاحب اس کے بالکل الٹ یہ کہتے ہیں کہ وہ وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت ہے اسی طرح حضرت اقدس تو یہ فرماتے ہیں کہ حضور کو محدثوں والی جزوی ناقص نبوت دی گئی ہے لیکن میاں صاحب اس کے بالکل الٹ یہ کہتے ہیں کہ حضور کی نبوت نبیوں والی تامہ نبوت ہے اسی طرح حضور تو یہ فرماتے ہیں کہ حضور کو نبی محض لغوی معنی میں کہا گیا ہے اسلامی اصطلاح میں ہرگز نہیں کہا گیا لیکن میاں صاحب اس کے بالکل الٹ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو اسلامی اصطلاح میں نبی کہا گیا ہے۔ غرضیکہ میں کہاں تک لکھتا جاؤں جناب میاں صاحب کے عقائد بالعموم حضرت اقدس کے عقائد کے منافی ہیں کیا سچے محب کی یہی علامت ہوتی ہے کہ وہ مامور و مرشد کے عقائد کے منافی عقائد رکھا کرے اگر تو یہی علامت ہے تو پھر بے شک میاں صاحب کا دعوٰی محب ہونے کا درست ہے ورنہ نہیں۔

تیسری پیشگوئی الہامی الفاظ کے اندر یہ پائی جاتی ہے کہ ۱۱ سال کے بعد ایسا وقت آئیگا کہ لاہور کے پاک ممبروں والے فریق کے بالمقابل فریق کی طرف ایسے افعال منسوب کئے جائیں گے جو پاکیزگی کے منافی ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس کی صداقت اور آپ کے وجود کی پاکیزگی کو دنیا کی نظر میں مشتبہ کر دینے والے ہوں گے اور اس وقت اگر کوئی فریق حضرت کی طہارت قلبی اور صداقت دعوے کا ثبوت دے سکیگا تو وہی فریق ہوگا جس میں لاہور کے پاک ممبر شامل ہوں گے چنانچہ واقعات نے اس پیشگوئی کی سچائی بھی روز روشن کی طرح ثابت کر دی ہے

۱۴ / مارچ ۱۹۱۴ء کو جناب میاں صاحب خلافت کی گدی پر بیٹھتے ہیں لیکن ۱۹۲۵ء میں یعنی پورے گیارہ سال بعد جناب میاں صاحب کے کیریکٹر کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب آف مباہلہ کی طرف سے ایک آواز جماعت میں اٹھتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود جماعت کے اندر ہی چہ میگوئیاں شروع ہو جاتی ہیں پہلے تو جناب میاں صاحب کے بعض مریدوں کو ہی ابتلاء آتا ہے اور حضرت اقدسؑ کی صداقت ان کی نظر میں مشتبہ ہو جاتی ہے اس آواز کے دبانے کے لئے

جناب میاں صاحب نے انتہائی کوشش کی لیکن یہ دب نہ سکی بلکہ آہستہ آہستہ جماعت سے تجاوز کر کے دوسرے لوگوں تک پہنچنی شروع ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے جناب میاں صاحب سے صفائی کا مطالبہ کیا لیکن جناب میاں صاحب نے کوئی صفائی پیش نہ کی مولوی عبدالکریم صاحب آف مباہلہ نے مباہلہ کا چیلنج دیا جناب میاں صاحب نے اسے بھی رد کر دیا اس پر غیر احمدیوں نے نہ صرف جناب میاں صاحب کے کیریکٹر کو اشتباہ کی نظر سے دیکھنا شروع کیا بلکہ حضرت اقدسؑ کا کیریکٹر بھی ان کی نظر میں مشتبہ ہوگیا۔ جماعت احمدیہ غیروں کی نظر میں سخت بدنام ہوگئی۔ اسی طرح اس واقعہ کے پورے گیارہ سال بعد یعنی ۱۹۳۷ء میں دوبارہ اسی الزام کا اعادہ ہوا اور اس وقت اول کمشن کے ذریعہ تحقیق کا مطالبہ کیا گیا اس کو بھی رد کر دیا گیا پھر یکطرفہ حلف پر آمادگی ظاہر کی گئی اسکو بھی ٹھکرا دیا گیا پھر مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ چاہا گیا مگر اس طرف بھی رخ نہ کیا گیا جناب میاں صاحب کے اس رویہ نے پھر غیروں کی نظر میں نہ صرف میاں صاحب کے کیریکٹر کو ہی بلکہ حضرت اقدسؑ کی صداقت اور حضورؑ کے کیریکٹر کو بھی مشتبہ کر دیا اس کے بالمقابل جماعت لاہور کے بزرگوں کا کیریکٹر نہ صرف یہ کہ ہر قسم کے اشتباہ سے بالا رہا بلکہ اس کی پاکیزگی غیروں پر ہمیشہ صالح اثر پیدا کرتی رہی گویا ان بزرگوں کی پاکیزگی کیریکٹر و طہارت قلبی اور خدمت اسلام کا دلی جوش جناب میاں صاحب کی مسند خلافت پر بیٹھنے کی تاریخ سے گیارہ سال بعد ان تمام لوگوں کو جو جناب میاں صاحب کے رویہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر شک کرنے لگ پڑے تھے زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی پاک صحبت کا اثر ملاحظہ کرنا ہو تو جماعت لاہور کی طرف آؤ وہاں تمہیں تمہارا کھویا ہوا ملیگا۔ اللہ تعالیٰ کے راز بھی عجیب ہوتے ہیں اسی "بعد گیارہ" کے الفاظ پر غور کرو کیا یہ عجیب بات نہیں کہ احمدیت کی تاریخ میں دونوں فریقوں کے ساتھ تعلق رکھنے والا جو واقعہ پیش آتا ہے وہ بعد گیارہ ہی پیش آتا ہے۔ جناب میاں صاحب حضرت اقدس کی طرف دعوٰی نبوت اور تمام مسلمانوں کو کافر بنانیکا عقیدہ منسوب کرنیکی بنیاد الہام کے گیارہ سال بعد ہی رکھتے ہیں اس کے خلاف دہائی مچانیکا کام ۱۱ سال بعد ہی شروع ہوتا ہے جماعت لاہور کے پاک ممبروں کے خلاف جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی طرف سے پرزور پراپیگنڈا ۱۱ سال بعد ہی شروع ہوتا ہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی طرف سے ان کے مخلص اور حضرت اقدسؑ کے پاک محب ہونیکا اعلان گیارہ سال بعد ہی کیا جاتا ہے جناب میاں صاحب کا کیریکٹر اگر مورد الزام ٹھیرایا جاتا ہے تو گیارہ سال بعد ہی ٹھیرایا جاتا ہے اور پھر دوبارہ بھی اس کا اگر اعادہ ہوتا ہے تو گیارہ سال بعد ہی ہوتا ہے پھر جماعت لاہور کے بزرگوں اور پاک ممبروں اور حضرت اقدسؑ کے پاک محبوں کو فاسق [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ایس محمد احمد بی اے — جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی حمد کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

جلد ۳۴ — لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء — نمبر ۱۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قوم کے تمام افراد ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں

اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جائے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو و کرم کو عام کیا جائے اور تمام عادتوں پر رحم ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کیا جائے اور ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئیگی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جن کو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزوروں سے محبت کریں۔ میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا۔ بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے، محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کی جائے تو اس طرح بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے ۔۔۔ پردہ پوشی کی جائے۔ دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا، دلآزادی کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے، جس میں امیر، غریب، بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں۔ مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔

ضروری اعلان

کسی صاحب کے پاس اخبار پیغام صلح کے مکمل فائل شروع سے تا حال موجود ہوں اور قیمت دینا چاہتے ہوں۔ تو قیمت سے آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں۔

(آنریری جائنٹ سیکرٹری)

در ثمین از احادیث رسول الامین

(۱) ما نقص مال من صدقۃ وما زاد اللہ عبدا بعفو الا عزا ولا تواضع عبد للہ الا رفعہ۔

(مسلم و مالک و الترمذی)

خیرات دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور جو آدمی درگذر کرتا ہے خدا اس کی عزت میں افزونی کرتا ہے اور جو آدمی محض اللہ کی خوشنودی کے لئے تواضع کرتا ہے خدا اس کا رتبہ بلند کرتا ہے۔

(۲) من سرہ ان یبسط اللہ تعالیٰ لہ فی رزقہ وان ینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ۔ (البخاری)

جو شخص چاہے کہ خدا اس کا رزق دراز کرے اور اس کی عمر لمبی کرے تو اسے چاہئے کہ رشتہ داروں سے محبت رکھے۔

(۳) الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وعلی ذی الرحم اثنتان صدقۃ وصلۃ۔ (النسائی)

مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور قرابتی کو صدقہ دینا دو صدقے ہیں ایک تو اصل صدقہ کا اور دوسرا رشتہ داری کی نگہداشت کا ثواب۔

(۴) لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منہا خلقا رضی آخر۔ (مسلم)

ایماندار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے۔ کیونکہ اگر اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہو تو کوئی پسندیدہ ہوگی۔

شیخ غلام قادر۔
احمدیہ بلڈنگس لاہور

قرآن مجید اور سیرت کا امتحان ۳۱ مارچ کو منعقد ہوگا

جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے قرآن مجید (سورۃ النساء) اور سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کتاب محمد مصطفےٰ) کا امتحان ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ یہ تاریخ یونیورسٹی امتحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ مارچ، جون، ستمبر اور دسمبر میں یعنی ہر تیسرے مہینہ بعد امتحان ہوا کریگا اس لئے پہلے امتحان کا ۳۱ مارچ تک ہو جانا ضروری ہے۔

البتہ اگر کوئی دوست کسی خاص مجبوری کی وجہ سے اس تاریخ کو شامل امتحان نہ ہو سکیں تو ان کیلئے سپلیمنٹری امتحان کا انتظام کر دیا جائیگا تاکہ دوسری سہ ماہی کے امتحان سے پہلے پہلے وہ اول امتحان میں بھی شامل ہو جائیں۔ جو دوست ۳۱ مارچ کو شامل امتحان نہ ہو سکیں وہ سپلیمنٹری امتحان سے فائدہ اٹھا لیں جس کی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔ والسلام

خاکسار مسعود بیگ، جنرل سیکرٹری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر ۔۔۔ دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تاریخ اسلام

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بلڈنگس لاہور

اسلام } عام روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن رضؓ واقعہ فیل کے دسویں سال پیدا ہوئے تھے اس لحاظ سے بعثت نبویؐ کے وقت ان کا سن تیس سال سے متجاوز ہو چکا تھا صدیق اکبرؓ کی رہنمائی سے آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اس وقت تک صرف چند بزرگوں نے دعوت اسلام قبول فرمائی تھی۔

ہجرت } اسلام لانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بھی دیگر بلاکشان اسلام کی طرح جلاوطن ہونا پڑا۔ پہلے حبشہ تشریف لے گئے پھر وہاں سے واپس آئے تو سب کے ساتھ سرزمین مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے (طبقات ابن سعد جزو ثالث)

مواخات } مدینہ پہنچنے کے بعد آنحضرت صلعم نے حضرت سعد بن الربیع انصاری سے بھائی چارہ کرا دیا وہ انصار میں سب سے مالدار اور فیاض طبع تھے کہنے لگے۔ میں اپنا نصف مال و متاع تمہیں بانٹ دیتا ہوں۔ اور میری دو بیویوں میں سے جونسی پسند ہو اس کا نام لو تاکہ اسے میں طلاق دوں اور آپ عدۃ گزرنے کے بعد اسے اپنے نکاح میں لے لیں۔ ....

... لیکن حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کی غیرت نے منظور نہ کیا جواب دیا اللہ تمہارے مال و منال میں اور اہل و عیال میں برکت دے مجھے صرف بازار دکھا دو چنانچہ آپ نے تجارتی کاروبار باقاعدہ شروع کر دیا۔

غزوات } حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے قریباً تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ چنانچہ معرکہ بدر میں انہی کے اشارہ پر دو نوجوان انصاری لڑکوں نے ابوجہل کا کام تمام کیا۔ غزوہ احد میں جس جانبازی سے لڑے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کے بدن پر بیس سے زیادہ زخم شمار کئے گئے خصوصاً پاؤں میں ایسے کاری زخم لگے تھے کہ صحت کے بعد بھی ہمیشہ لنگڑا کر چلتے تھے (سیرت ابن ہشام)

سنہ ۶ھ دومۃ الجندل کی مہم پر حضور رسول کریم صلعم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کو اس طرح تیار کیا۔ دست اقدس سے عمامہ باندھا۔ پیچھے شملہ چھوڑا اور ہاتھ میں علم دے کر فرمایا بسم اللہ راہ خدا میں روانہ ہو جاؤ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و عصیان میں مبتلا ہیں ان سے جا کر جہاد کرو۔ لیکن کسی کو دھوکہ نہ دینا فریب نہ کرنا۔ بچوں کو نہ مارنا اور دومۃ الجندل پہنچ کر قبیلۂ کلب کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کریں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔ آپ نے دومۃ الجندل پہنچ کر اس خوبی سے دعوت اسلام کا فرض ادا کیا کہ قبیلۂ کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی جو مذہباً عیسائی تھے مع اپنی قوم کے اکثر لوگوں کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے حسب فرمان اصبغ کی لڑکی تماضر سے شادی کر لی چنانچہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن انہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

(طبقات ابن سعد ص ۶۴)

عہد صدیقی } رسول کریم صلعم کی وفات پر سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کی گتھی سلجھانے میں شریک تھے اور صدیق اکبر رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں حضرت عبدالرحمٰن کا تیسرا نمبر تھا۔ آپ عہد صدیقی میں ایک مخلص مشیر اور صائب الرائے رکن کی حیثیت سے ہر قسم کے مشوروں میں شریک رہے۔

عہد فاروقی } حضرت عمر رضؓ کے عہد خلافت میں حضرت عبدالرحمٰن رضؓ مجلس شوریٰ میں نہایت صائب الرائے پرجوش اور سرگرم رکن ثابت ہوئے بہت سے معاملات میں انہیں کی رائے پر آخری فیصلہ ہوا۔

جب حضرت عمر رضؓ عین نماز میں عجمی غلام کے ہاتھ سے متعدد زخموں سے گھائل ہوئے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے مصلیٰ پر کھڑا کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ ہی کی دانشمندی اور ایثار نفسی سے حضرت عمر رضؓ کی وفات پر خلافت کا معاملہ جو نازک صورت اختیار کر گیا تھا امن و سکون سے طے پایا اگرچہ آپ بھی خلافت کے لئے منتخب آدمیوں سے تھے لیکن آپ نے حضرت عثمان کو اپنے نفس پر اور دیگر امیدواروں پر ترجیح دی حضرت عثمان رضؓ سے کہا ہاتھ پھیلاؤ اور خود بڑھ کر بیعت کی ان کا بیعت کرنا تھا کہ تمام خلقت بیعت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑی۔ (بخاری باب الاتفاق علی بیعت عثمان)

علم و فضل } اگرچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے دیگر کبار صحابہ کی طرح بہت کم حدیثیں روایت کیں تاہم خلفاء راشدین (حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ) کو بہت اہم اور ضروری موقعوں پر اپنے معلومات سے فائدہ پہنچایا چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ کے عہد میں جب رسول اللہ صلعم کی وراثت کا جھگڑا چھڑا تو انہوں نے بلند آہنگی سے اس حدیث کی تصدیق کی کہ آنحضرت صلعم کے متروکہ میں وراثت نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت عمر رضؓ کے عہد میں جب ایران فتح ہوا اور انہیں فکر دامنگیر ہوئی کہ آتش پرستوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو اس وقت حضرت عبدالرحمٰن رضؓ ہی نے اس عقدہ کو حل کیا اور بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں کے ساتھ اہل کتاب کی روش اختیار کی تھی اور انہیں ذمی قرار دیا تھا (کتاب الخراج ص ۷۴ و مسند ص ۱۹۴)

سنہ ۱۸ھ میں جب عمواس میں طاعون پھیلا تو حضرت عمر رضؓ کے استفسار پر جبکہ سب صحابہ خاموش تھے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے حاضر ہو کر کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ جہاں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔ اگر تم پہلے سے طاعون زدہ مقام میں ہو تو وہاں سے نہ ہٹو۔ (بخاری باب الطاعون)

اخلاق و عادات } حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کا دامن فضل و کمال ... اخلاق جواہر پاروں سے مالامال تھا خصوصاً۔ خوف خدا۔ حب رسول۔ صدق و عفاف۔ ترحم۔ فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ ان کے نہایت درخشاں اوصاف تھے ان اوصاف میں سے ایک دو مثالیں بیان کرنا کافی ہیں۔

خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ ایک روز دن بھر کے روزہ کے بعد جب کھانا سامنے آیا تو بے اختیار مسلمانوں کا فقر و فاقہ یاد آ گیا بولے مصعب بن عمیرؓ مجھ سے بہتر تھے وہ شہید ہوئے تو کفن میں صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ اسی طرح حمزہ رضؓ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے لیکن آج دنیا ہمارے لئے کشادہ ہو گئی ہے اور ہمیں اس قدر دنیاوی نعمتیں مرحمت کی گئی ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید ہماری نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں ہو گیا۔ اس کے بعد اس قدر رقت طاری ہوئی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

(بخاری باب غزوہ احد)

ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات سو اونٹ صرف گیہوں وغیرہ سے لدے ہوئے تھے حضرت عائشہ رضؓ نے سنا تو فرمایا "میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ عبدالرحمٰنؓ جنت میں رینگتے ہوئے جائیں گے" حضرت عبدالرحمٰن رضؓ کو اطلاع ہوئی تو ام المومنین کے پاس حاضر ہو کر عرض کی" میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ پورا قافلہ مع اسباب و سامان بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہ خدا میں وقف کرتا ہوں۔

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۰۶)

وفات } حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عہد عثمانی میں وفات پائی وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۵ برس کی تھی۔ آپ کا انفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ آخری لمحۂ حیات تک قائم رہا چنانچہ وفات کے وقت بھی پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہ خدا میں وقف کئے نیز بدری صحابہ جو اس وقت بقید حیات تھے ان میں سے ہر ایک کے لئے چار چار سو دینار کی وصیت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت ایک سو اصحاب بدر زندہ تھے اور سب نے نہایت خوشی کے ساتھ اس وصیت سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ حضرت عثمان نے بھی حصہ لیا۔ امہات المومنین کے لئے بھی ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم پر فروخت ہوا۔

(ملخص از سیر الصحابہ حصہ اول)

پیغامِ صلح
جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۲

دعوتِ عمل

جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد کی خدمت میں درخواست

تراجم قرآن، تبلیغ قرآن، اور تعلیم قرآن کے پروگرام اور تحریکات کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ جو کچھ اپنے خطبات میں ارشاد فرما چکے ہیں ان کے ارشادات کا خلاصہ ہم پیغام صلح مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء میں درج کر چکے ہیں اور ان تحریکات کے پیش نظر جماعت احمدیہ لاہور پر جو فرض عاید ہوتا ہے اس کی بھی وضاحت کر چکے ہیں — ہر ایک احمدی دوست ان تحریکات کی تفصیلات اور اہمیت سے بخوبی واقف ہو چکا ہے — ان تحریکات کے متعلق ہم جملہ احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تحریکات ایک عظیم الشان دعوت عمل ہیں، سب احمدی دوستوں کا فرض ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس دعوت عمل پر اپنی ساری قوت عمل کو بروئے کار لائیں اور ایسی حرکی قوت کا اظہار کریں جو زندہ قوموں کا شعار ہے۔ دنیا کی زندہ قوموں کا یہ دستور ہے کہ جب وہ ایک نصب العین کو اپنے سامنے رکھ لیتی ہیں تو پھر اس نصب العین کے حصول کے لئے اپنی [illegible] کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ احمدی قوم کے سامنے جو نصب العین ہے اس میں تمام اقوام عالم کی زندگی پوشیدہ ہے مختلف معاشی، سیاسی اور بین الاقوامی پیچیدگیوں سے دنیا کو نجات اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی اصلی تعلیمات کو قبول کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں، ہم خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس بات پر جائز طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہر ایک احمدی اسلام اور قرآن مجید کے لئے ہر ایک ممکن قربانی کر سکتا ہے اور یہ شرف اور فخر اس زمانہ میں صرف احمدی قوم کو ہی حاصل ہے کہ وہ اس مادیت اور دہریت کے زمانہ میں اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور اپنی تبلیغی ایمانی اور عملی خصوصیات کی وجہ سے یہ مٹھی بھر جماعت سب مسلمانوں سے ممتاز ہے قادیانیوں سے بھی ممتاز ہے جو اس عظیم الشان جہاد کو پس پشت پھینک کر پیر پرستی اور آدم پرستی جیسے ادنیٰ افعال کے مرتکب ہو چکے ہیں لیکن اس امتیاز کو قائم رکھنے کے لئے ان مذکورہ خصوصیات کو پہلے سے بھی بڑھ کر اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ایثار وخلوص ہماری جماعت کو اس زبردست عمرانی حقیقت سے غافل کر دے کہ دنیا میں مسلسل جہاد سے ہی اقوام زندہ رہتی ہیں اور غلبہ حاصل کرتی ہیں اور ان کے خیالات اور عقاید دنیا میں پھیلتے ہیں اور وہ قومیں جو کسی ایک منزل پر پہنچ کر قناعت کر لیتی ہیں ان کی ترقی رک جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتی ہیں — اس موقعہ پر ہم جماعت کے نوجوانوں کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت کے معمر اور بزرگ حضرات تو حسب توفیق اپنے اس تبلیغی فریضہ کو سرانجام دے چکے ہیں اور نہایت احسن طور پر سرانجام دے چکے ہیں اب اس کام کی زیادہ تر ذمہ داری قوم کے نوجوانوں پر عاید ہوتی ہے کہ وہ اس کام کو ایک نئی قوت اور جوش کے ساتھ سرانجام دیں اور موجودہ خیالات اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر تبلیغ کا ایک نہایت موثر اسلوب پیدا کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی ان مذکورہ تحریکات میں ان کی اس جدوجہد کے لئے کافی میدان موجود ہے وہ عصر حاضر کی ضروریات کے مطابق قرآن مجید سے موجودہ مسائل کا حل پیش کریں قرآن مجید کے تراجم اس انداز اور اسلوب سے کریں کہ وہ تراجم دنیا کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوں اور قرآن مجید کی تبلیغ اس انداز سے کریں جو زیادہ موثر ہو اور ایک ایسے ادارہ تعلیم قرآن کے قیام کے لئے کوشش کریں جس میں قرآن مجید کی تعلیم اور ریسرچ کا کام وسیع پیمانہ پر انجام پا سکے۔ ہمارے نوجوان دوست، حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی ان شاندار تحریکات اور پروگرام کو نہایت مستعدی کے ساتھ عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ ان کی رگوں میں گرم گرم خون ہے۔ قواء میں تازگی قلوب میں جولانیاں ہیں اور دماغوں میں خیالات کا ہجوم ہے انہیں چاہیئے کہ اپنے قواء اور قوت کو اس جہاد پر صرف کریں اور اپنے عملی نمونہ سے اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ ایک زندہ قوم کے افراد اور فعال نوجوان ہیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس دعوت عمل پر اپنے قلب کی پوری قوت کے ساتھ لبیک کہنے کو تیار ہیں — ہمارے نوجوان دوستوں پر روشن ہونا چاہیئے کہ ان تحریکات کو کامیاب بنانے کے لئے ان کی قلبی اور روحانی حرارت درکار ہے۔ دعائے نیم شبی کی ضرورت ہے دنیا کی زندہ اقوام کے نوجوان کارہائے نمایاں کرتے ہیں محض رنگ ونسل کی بقا کے لئے اپنی زندگیاں قربان کر دیتے ہیں، صرف معاشی اور سیاسی مقاصد کے لئے آگ اور خون کا کھیل کھیلتے ہیں لیکن کیا ہمارے نوجوان ان مادہ پرست اقوام کے نوجوانوں سے کم ہیں؟ کیا ان کے [illegible] زندگی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اگر صمیم قلب سے یہ عزم کریں تو اسے اس شان سے عملی جامہ پہنائیں کہ دنیا ان کی سطوت عمل کو دیکھ کر دنگ رہ جائے ہمارے خیال میں احمدی نوجوانوں میں ایک زبردست قوت ہے وہ اگر متحد ہو کر ان تحریکات کو کامیاب بنانا چاہیں اور ان تحریکات کی کامیابی سے اقوام عالم کو متاثر کرنا چاہیں تو اسلام اور سلسلہ کی زبردست خدمت کر سکتے ہیں یہ ایک عظیم الشان نصب العین ہے ہم قرآن کی روحانی قوت سے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانا چاہتے ہیں یہ بہت بڑا کام ہے اس کے لئے زبردست قوت عمل درکار ہے۔ امید ہے ہمارے نوجوان دوست اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس طرف توجہ مبذول فرمائیں گے اور [illegible]

اخبار احمدیہ

— اخویم مکرم شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت مولینا صدرالدین صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ سکندرآباد اسٹیشن پر احباب ومعاونین جماعت اور متعدد اکابر ومعززین دکن نے استقبال کیا۔ راستہ میں کوئی قابل ذکر تکلیف نہیں ہوئی تمام بزرگ خوش وخرم ہیں۔

آمد واستقبال کی اطلاع مقامی اخبارات میں شائع ہونے کے علاوہ دکن ریڈیو نے بھی نشر کی"۔

— عبدالقیوم خاں صاحب واہ ضلع کیمبل پور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

یہاں ہمارے محترم دوست میاں بشیر احمد صاحب پنجاب سیمنٹ ورکس واہ کی اہلیہ صاحبہ دو تین روز سے سخت بیمار ہیں جس کی وجہ سے جناب بشیر احمد صاحب کو سخت تشویش ہے۔ انھوں نے مبلغ عہ۲ بطور صدقہ عطا فرمائے ہیں۔ جو کہ آج انجمن کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے تمام احباب جماعت کی خدمت میں اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا کی ہے"۔

احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ میاں بشیر احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

— جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت اور آسودگی کے لئے دعا فرمائیں۔

تمام جماعتوں اور احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

ماہوار چندوں کیساتھ بچت فنڈ اور آنہ فنڈ آنا ضروری ہے

بعض جماعتوں اور بعض احباب کی طرف سے جو ماہوار چندے وصول ہوتے ہیں ان کے ساتھ بچت فنڈ اور ایک آنہ فنڈ کی رقوم وصول نہیں ہوتیں۔ حالانکہ یہ ہر دو فنڈ ماہوار چندوں کے ضروری جزو اور [illegible] ہیں ہر گھر میں بچت فنڈ جمع ہونا چاہیئے۔ اور ہر ماہ چندہ ماہوار کے ساتھ مرکز میں بھیج دینا چاہیئے اسی طرح سے ایک آنہ فنڈ ہر احمدی کو ادا کرنا چاہیئے جہاں جماعتیں نہ ہوں اور احباب کو اپنا چندہ براہ راست بھیجنا پڑتا ہو تو اس صورت میں ہر ایک صاحب آنہ فنڈ اور بچت فنڈ اپنے ماہوار چندہ کے ہمراہ ارسال فرما دیا کریں۔ ان ہر دو فنڈز یعنے بچت فنڈ اور آنہ فنڈ کے ادا کرنے میں کچھ دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ مگر اس سے مجموعی طور پر بہت بڑی رقم حاصل ہو جاتی ہے جس سے بیسیوں کام سرانجام ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس طرف پوری پوری توجہ فرمائیں گے۔

مرتضیٰ خاں، اسسٹنٹ سیکرٹری

ملک خدا بخش صاحب کا دورہ

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ ملک صاحب بمعیت مولوی محمد حسین صاحب مبلغ نصف مارچ سے آخر مارچ تک دہلی۔ میرٹھ و علاقہ ملحقہ کا دورہ فرمائیں گے، احباب ان کے کام میں ہر طرح مدد کریں۔ مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

متفرقات

سرینگر میں عید میلاد النبی صلعم کے مبارک موقعہ پر سرگرمیاں

۱۷ فروری کو بعد نماز شام جماعت احمدیہ قلمدان پورہ سرینگر میں عید میلاد النبی صلعم کی مبارک تقریب پر ایک جلسہ شیخ عبدالصمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ غلام محی الدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز نے تلاوت قرآن پاک کی۔ ملک محمد مقبول صاحب نے نعت شریف پڑھی۔ پھر عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر روشنی سرینگر نے تقریر میں نبی کریم صلعم سے پہلے دنیا کی حالت از روئے تواریخ بیان کی۔ پھر کتب مقدسہ میں سے بہت ساری پیشگوئیاں سنائیں جو آنحضرت صلعم پر پوری ہوئیں۔ اس کے بعد اخلاق نبوی پر روشنی ڈالی۔ تقریر ہر لحاظ سے بہترین ثابت ہوئی۔

محمد عبدالرحمن صاحب نے "نسل انسانی کا نجات دہندہ" کے موضوع پر ایک دلپذیر تقریر کی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ جناب کرمانی صاحب [illegible] قرآن پاک میں شان نبی صلعم پر ایک [illegible] تقریر کی اور حضور نبی کریم کی سیرت پاک کے [illegible] حالات سنائے۔ [illegible] جناب شیخ عبدالصمد صاحب [illegible] "[illegible] کا پیغام" کے موضوع پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور حاضرین سے اپیل کی کہ وہ نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ پر چلیں۔ اسی طرح سے وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب ثابت ہوا۔ اور رات کے قریباً دس بجے ختم ہوا۔

ڈل گیٹ میں مجلس عید میلاد النبی صلعم

۲۱ فروری ۱۹۴۶ء کو ڈل گیٹ میں مجلس عید میلاد النبی صلعم زیر صدارت خواجہ احمد اللہ صاحب منعقد ہوئی۔ غلام حسن خانصاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔ محمد رمضان صاحب نے نعت [illegible] پڑھکر سنائی۔ عبدالعزیز صاحب نے "اقوام عالم کا موعود نبی" کے موضوع پر تقریر کی۔ غلام حسن خانصاحب نے تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت احمدیہ کے ان کارناموں کا تذکرہ کیا۔ جو اسلام اور بانئے اسلام کے منشاء کو پھیلانے کے لئے کئے گئے۔ شیخ عبدالصمد صاحب نے مسلمانوں کو ترویج و اشاعت اسلام کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنے کی تحریک کی۔ آخر میں صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور صدارتی ارشادات کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

شبان الاحمدیہ کا اجلاس

۲۴ فروری کو مجلس شبان الاحمدیہ کا اجلاس خصوصی مسٹر محسن کاشمیری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ غلام رسول صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔ محمد رمضان صاحب نے "پیغام احمدی" کے عنوان سے ایک موثر نظم خوش الحانی کے ساتھ سنائی۔ پھر عبدالعزیز کاشمیری صاحب ایڈیٹر روشنی سرینگر نے تقریر میں انقلاب کا صحیح مفہوم بیان کیا اور انقلابی لیڈر کی صحیح تعریف کی۔ اور واقعات و دلائل سے ثابت کیا کہ نبی کریم صلعم ہی صحیح معنوں میں انقلابی لیڈر تھے۔ جنھوں نے عالم نسواں میں انقلاب پیدا کیا۔ رنگ و نسل کے امتیازات کا خاتمہ کیا۔ بلال [illegible] کی طرف توجہ دلائی۔ غلامی کا خاتمہ کیا۔ اور لوگوں کے نظریہ۔ افکار اور طرز عمل غرضیکہ ہر شئے میں انقلاب پیدا کیا۔ ایک ایسا انقلاب جس میں دنیا کی نجات کا راز مضمر ہے۔

ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے قرآن پاک کی چند آیات کی تفسیر سنائی۔ محمد رمضان صاحب نے جماعت کے پروگرام پر روشنی ڈالی آخر میں صاحب صدر کے ارشادات کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

سیکرٹری

کتب مجدد اعظم

بہر سہ حصص

بذریعہ وی پی ارسال کرنے کے لئے ہمیں متعدد اصحاب سے چٹھیاں موصول ہوئی ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل امر ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا جملہ اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ جن کو کتب مذکور درکار ہوں اگر بذریعہ ڈاک پارسل منگوانا ہو تو ۹؎ اور اگر بذریعہ ریل پارسل منگوانا ہو تو ۸؎ بذریعہ منی آرڈر رقم کو ارسال کر دیں ریلوے اسٹیشن کا نام لکھدیویں۔ کتب ارسال کر دی جاویں گی۔ ورنہ عدم تعمیل سے معاف فرماویں۔ اکثر صاحب کی طرف سے وی پی واپس آنے کے باعث مجبوراً یہ لکھنا پڑا ہے

نوٹ:۔ ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور لکھیں۔

نیاز کیش۔ مینیجر محمد سعید
شیخ میاں محمد اسماعیل حاجی مولا بخش صاحبان
پوسٹ بکس ۱۲
ملز اونر۔ لائل پور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں

ادارۂ تعلیم قرآن

رپورٹ ادارہ تعلیم قرآن از ۲۷ فروری تا ۶ مارچ ۱۹۴۶ء
(مرتضیٰ خان۔ اسسٹنٹ سیکرٹری)

وصولی از ۲۷/۲/۴۶ تا ۶/۳/۴۶

نام	رقم
سابقہ وصولی	۲۰۹۵۶—۳—۶
چوہدری سید احمد صاحب بدوملہی	۲۵—۰—۰
چوہدری غضنفر علی صاحب "	۱۵—۰—۰
بیگم صاحبہ چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی	۱۵—۰—۰
مولوی دوست محمد صاحب لاہور	۱۰—۰—۰
مرزا منظور احمد بیگ صاحب لاہور	۶—۰—۰
ماسٹر عبدالحفیظ صاحب بدوملہی	۵۰—۰—۰
میاں غلام شبیر صاحب انبالہ	۱۰۰—۰—۰
مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع	۱۰—۰—۰
میاں محمد سعید صاحب بھٹہ	۲—۰—۰
میاں غلام محمد صاحب از مرار	۳۵—۰—۰
شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵۰۰—۰—۰
فاطمہ بی بی بیگم شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵۰۰—۰—۰
شیخ عظمت اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵۰۰—۰—۰
شیخ اکرام اللہ سیالکوٹ چھاؤنی	۷—۸—۰
شیخ ظفر اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵—۰—۰
خورشید جہاں آرا بیگم صاحبہ دختر شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ	۲۰—۰—۰
جناب محمد یحییٰ صاحب بٹ سیالکوٹ	۲۰—۰—۰
شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	۷۵—۰—۰
بابو بشیر احمد صاحب امرتسر	۱—۰—۰
میزان کل	۲۲۸۵۲—۱۱—۶

وعدہ آمد پندرہ یوم

نام	وعدہ
مولوی دوست محمد صاحب لاہور	آمد پندرہ یوم
کیپٹن عنایت حسن شاہ صاحب پونا	"
میاں محمد اقبال صاحب پونا	"

وصیت کرنے والے احباب کی خدمت میں

گذارش ہے کہ بعض احباب کی طرف سے وصیت کی اقساط باقاعدہ وصول نہیں ہو رہیں ایسے تمام اصحاب کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی ہر ماہ اپنی قسط مقررہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

ضروری اعلان

نوٹ:۔ چوہدری فضل داد صاحب محصل انجمن مندرجہ ذیل علاقوں کیلئے انجمن کی طرف سے محصل مقرر کئے گئے ہیں، احباب سلسلہ کی اطلاع کے لئے ان علاقوں کے نام شائع کئے جاتے ہیں۔ (مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری۔

(۱) سرگودھا (۲) چک ۸۱ جنوبی۔ (۳) بھلوال۔ (۴) بھیرہ (۵) لمبور۔ (۶) گجرات و ضلع گجرات۔ (۷) جھنگ مگھیانہ (۸) چنیوٹ (۹) احمد پور سیال۔ (۱۰) جہلم و ضلع جہلم۔ (۱۱) ضلع لائل پور۔ (۱۲) ضلع راولپنڈی۔ (۱۳) ضلع شیخوپورہ

بغداد میں عید میلاد النبی کا جلسہ

{از جناب سید تصدق حسین قادری بغداد}

موئرخہ ۲۲ر فروری کو یہاں "فیض حسینی" (بطرہ قوم کا مسافر خانہ) کی مسجد میں زیر صدارت محترمی جناب حافظ شریف حسین صاحب تاجر سید خیر البشر آفتاب رسالت کا یوم میلاد مبارک منایا گیا حاضرین حضرات کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب تھی جن میں عرب - ایرانی - انڈونیشین ہندوستانی مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ پارسی صاحبان بھی تشریف لائے تھے ہندوستانی فوجی دوست بھی شامل ہوئے جلسہ میں شمولیت کے لئے مخالفین سے بھی احباب آئے ہوئے تھے۔ جلسہ ہر لحاظ سے نہایت ہی کامیاب رہا۔ اخویم محترم جناب مستجاب الدین نے مسجد کو جھنڈیوں اور مختلف قسم کے قطعات سے خوب سجایا ہوا تھا بھائی اسماعیل محمود صاحب نے بجلی کی روشنی کا نہایت شاندار انتظام کیا تھا۔ ہندوستانی مٹھائی وغیرہ کا انتظام مسٹر ندا علی صاحب کے سپرد تھا۔ تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ سورۃ الاحزاب کی چند آیات شریفہ کی تلاوت خاکسار نے کی۔ اخویم عبد الرحمٰن صاحب نے رحمۃ للعالمین پر ایک موثر نظم سنائی فرزند عدنان اسماعیل نے عربی میں قصیدہ پڑھا۔ فرزند طالب انصاری عزیزم مجید - عزیزم صادق جعفر مدرس اور استاد عبد الستار صاحب نے عربی میں سبق آموز تقاریر کیں خلاصہ ان تقاریر کا یہ تھا کہ قرآن کریم ہی وہ واحد دستور العمل ہے جس پر چل کر مسلمان سربلند ہو سکتے ہیں اور دوسروں کے راہبر بن سکتے ہیں دنیا کی موجودہ مشکلات کا علاج رسول اعظم کے امن سے وابستہ ہونے ہی سے ہے اس کے بعد برادرم سید عمران رشادی انڈونیشی نے عربی میں مختصر مگر جامع تقریر کی آپ نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ آج عمل کا زمانہ ہے باتوں کا نہیں۔ بعد ازیں اخویم عبد الصمد صاحب برق نے محترم شیخ محمد رفیق صاحب انصاری مقیم مارگیل بصرہ کی ارسال کردہ نظم بعنوان لولاک لما خلقت الافلاک

اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سامعین وجد میں آگئے۔ پھر اخویم مکرم سید عابد علی صاحب نے انک لعلی خلق عظیم پر ایک عالمانہ تقریر فرماتے ہوئے بتلایا کہ آج عاشقان محمد صلعم کو [illegible] رنگین ہونے کی ضرورت ہے [illegible] حضرت محمد [illegible] عظیم [illegible]

برادر موصوف کی اس عالمانہ تقریر کے بعد خاکسار نے نسل انسانی کے محسن اعظم و اول المسلمین کے ان احسانات پر اظہار خیال کیا جو بنی نوع انسان پر آپ نے فرمائے اس سلسلہ میں بتلایا کہ آپ کی ولادت باسعادت کا دن تاریخ انسانی میں ایک عظیم الشان نقطۂ انقلاب ہے۔ قیام حکومت الٰہی۔ بنی نوع انسان کا ہر قسم کی غلامی سے آزادی۔ مساوات نسل انسانی وغیرہ امور پر روشنی ڈالی اور بتلایا کہ تاریخ آج پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی آج ویسی ہی ضرورت ہے جیسی آج سے چودہ سو برس پیشتر تھی اسوۂ رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے آج پھر انقلاب رونما ہونے کا وقت قریب آچکا غلبۂ اسلام یقینی ہے وکفی باللہ شہیدا کا وعدہ پورا ہونے کو ہے محکم ایمان ایثار و قربانی اور پیہم عمل کی حاجت ہے۔ اگر ہم نے کوتاہی کی تو یستبدل قوما غیرکم کے ذریعہ یہ انقلاب ہو کر رہے گا خاکسار کی تقریر کے بعد اخویم عبد الصمد صاحب برق نے سلام بحضور خیر الانام پڑھا۔ چائے نوشی کے بعد یہ مبارک جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا الحمد للہ۔

جلسہ کے تمام اخراجات جس کا تخمینہ ڈھائی سو روپے ہے اخویم عزیز جناب فیض محمد صاحب نے ادا فرمایا جزاہم اللہ خیرا خدا برادر عزیز کی عمر دراز کرے اور دین و دنیا کی دولت کی دولت سے مزید مالا مال کرے۔ آمین۔

تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۱۲؍۴ میں ادارہ تعلیم قرآن کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں کمروں کے وعدے کے عنوان کے نیچے ایم موسیٰ خاں صاحب کا پتہ مانسہرہ لکھا گیا ہے حالانکہ خانصاحب یہاں محض عارضی طور پر قیام فرما ہیں ورنہ آپکی مستقل رہائش موضع ہاجی شاہ ڈاک خانہ منگ ... کشمیر ہے۔ نیز پیغام صلح ۲۰؍۲ میں خانصاحب موصوف کے اسم گرامی کے ساتھ منشی کا لفظ لکھا گیا ہے اس کی بجائے ایم موسے خاں صاحب چاہیئے تھا عام طور پر آپکا نام مع ضروری کیفیت یوں لکھا جاتا ہے ایم موسے خاں صاحب منشی فاضل پنشنر محکمہ تعلیم کشمیر

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سکرٹری

اسلام و رسول اسلام

(جامعہ عثمانیہ میں جلسہ یوم میلاد النبیؐ میں ہندوستان کے نامور ترین سائنٹسٹ سر سی، وی، رامن کی تقریر)

صدر جلسہ کی درخواست پر سر سی، وی رامن نے انگریزی میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر انسان کسی عقیدہ کا قائل نہ بھی ہو تو سچے اور محسن انسانوں سے اس کی عقیدت لازمی ہوتی ہے ایک دفعہ بنارس میں جب میں نے مسز اینی بیسنٹ کے توسط سے اسلامی پیغام کے اس نقش قدم پر نظر ڈالی جہاں اخوت، رحمت اور محبت کا اظہار کیا گیا تھا تو باوجود سخت دلی کے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

اذان - اسلام کا اعلان میری تعلیم ناقص ہے میں نے سائنس کی جدید تعلیم پائی ہے اور سائنس دان مہلک آلات کثرت سے پیدا کر رہے ہیں۔ مذہبی معلومات سے عموماً ناآشنا ہوں میں اسلام کا بھی عالم نہیں ہوں لیکن اسلامی پیغام کا علم مجھے ہر سحر کم از کم بانگ اذان سے ہوتا ہے۔

عبادت سے فکر و تحقیق افضل ہے میرے مسلمان دوست مجھے اکثر اسلام اور سیرۃ کی کتابیں تحفۃً بھیجا کرتے ہیں۔ بعض میرا نام شاید غلط فہمی سے رامن کی بجائے "رحمٰن" سمجھتے ہیں۔ میری نظر سے رسول اسلام کا یہ قول گذرا کہ صفات حق کے ظہور اور کائنات میں غور و فکر ایک طویل مدت کی عبادت سے بھی افضل تر ہے رسول اسلام سے اس قول کو منسوب دیکھ کر میری حیرت و مسرت کی انتہا نہیں رہتی ہیں سائنسدان کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ خدا اگر ہے تو کائنات ہی میں حاضر و ناظر ہے اسی لئے عبادت پر تفکر کی فضیلت کے قول میں بہت بڑی حقیقت پوشیدہ ہے۔

الوہیت کا سائینٹیفک تصور رسول اسلام کی تعلیم میں توحید اور وحدت الوہیت کا سائینٹیفک اور تضاد سے پاک تصور بھی حیرت انگیز ہے۔ یوں تو ہم ہندو اور مسیحی بھی توحید کا دعوے کرتے ہیں لیکن مسیحیت بھی اس دعوے کے ساتھ بت پرستی کو شامل کرتی ہے۔ ہندومت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ متضاد عناصر اور افکار کو بھی اپنے میں سمو لیتا ہے۔ ایک منکر ایک موحد اور ایک انتہا درجہ کا مشرک سب ہندو بن سکتے ہیں۔ ہندو بھی بت پرستی کی مختلف تشریح اور توجیہ کرتے ہیں کم ازکم اسے توجہ کی مرکزیت کے لئے

ضروری بتاتے ہیں۔ لیکن میں ہرگز اس توجیہ کی مقبولیت کا قائل نہیں ہر خدائے واحد محیط اور تقدیس کے بجائے تجسیم (جسمانیت) پر قائم ہوتی ہے۔ رسول اسلام کی یہ عجیب کامیابی ہے انھوں نے کروڑہا عوام میں تمثیل اور تجسیم سے پاک خدا کی عبادت کا تصور پیدا کیا۔

شیطانی سائنس افسوس یہ ہے کہ مذہب ہمارے عمل میں کم پایا جاتا ہے مسجدوں، بتخانوں اور کلیساؤں کا وجود اور اصلی تعلیمات کی خلاف ورزی غلط ہے۔ یورپ کے سائنسدان کسی درجہ میں بھی مسیحی ہوتے تو ایک آن میں لاکھوں انسانوں کو تباہ کرنے والا ہتھیار ہرگز ایجاد نہ کرتے جدید سائنس مذہب و انسانیت کی منفی ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ نجات انسانی کے لئے سائنس سے زیادہ اہم تر ہماتما بودھ حضرت مسیح اور حضرت محمدؐ کی سی شخصیتوں کی تعلیمات اور سیرت کے نمونے ہیں۔ سائنس کی روح کائنات بے حجاب مطالعہ اور مشاہدہ میں ہے ایک سائنس داں زمان و مکان کی وسعتوں میں مبہوت رہجاتا ہے۔ لیکن سائنس کا صحیح استعمال ضروری ہے اگر خدا ہے تو کائنات ہی میں اس کا شہود اور شعور ہے اگر ایسا نہیں ہے تو ایسے خدا کی جستجو لاحاصل ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا عمل تعلیمی معیار کے مقابلہ میں حیوانی وراثت سے قریب تر ہے حیوانات سے ہمیں برتر کرنے والی ایسی ہی شخصیتیں اور سیرتیں ہوتی ہیں جن کا ہم آج ذکر کر رہے ہیں۔

کمیونزم سے نفرت میں کمیونسٹ نہیں ہوں اس کی بنیاد بھی مادیت اور حیوانیت ہی پر ہے۔ مجھے کمیونزم سے نفرت ہے۔ ہاں میں اسلام کے اخوت اسلامی کے اصولوں میں عقیدہ رکھتا ہوں رسول اسلام کی تعلیمات پچھلی انسانیت نواز تعلیمات کے پس منظر میں کامل ہے اور ان سے پوری طرح مربوط ہے

میں آج مومن ہوں مشکل ہی سے کہا جا سکتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ ہے لیکن آج کی صحبت میں میں اپنے آپ کو مومن تصور کرتا ہوں کیونکہ میں اس کے اصولوں میں اور اس بھی بڑھ کر اس بزرگ معلم کی شخصیت اور سیرت پر یقین رکھتا ہوں (رہبر دکن)

حضرت امیر ایدہ اللہ و ممبران لاہور کا مقام حضرت مسیح موعود کے الہامات کی روشنی میں

از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

قسط نمبر ۵

جناب میاں صاحب اور ان کے علماء کے ایک مغالطہ کا ازالہ

الہامات "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ ان کو اطلاع دی جاوے۔ نظیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا۔ مگر مٹی رہے گی" میں جس قدر پیشگوئیاں ہیں انہیں گذشتہ اقساط میں بیان کر دیا گیا ہے اور الہام بعد ۱۱ انشاء اللہ کا جو تعلق ان پیشگوئیوں کے ساتھ تھا وہ بھی واضح ہو چکا ہے اب میں الہامات کے بقیہ حصہ یعنی "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔ سب مولوی ننگے ہو جائیں گے انا اللہ ذو المنن انی مع الرسول اقوم" کی تشریح بعون اللہ عرض کرتا ہوں لیکن پیشتر اس کے کہ ان الہامات کی صحیح تشریح بیان کی جائے جناب میاں صاحب اور ان کے علماء کے ایک مغالطہ کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو ان لوگوں نے انتہاء درجہ کی بے باکی کو کام میں لاتے ہوئے اور تقویٰ اللہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے الہام "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" کا مصداق حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو قرار دیتے ہوئے اپنی جماعت کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اگر جناب میاں صاحب سے تعلق بیعت رکھنے والے احباب اس تعصب اور بغض و عناد کو جو ان کے دلوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف پیدا کر دیا گیا ہے دلوں سے نکال کر مندرجہ ذیل قرائن پر غور کریں گے تو وہ جلد اس فیصلہ پر پہنچ جائیں گے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے علماء نے اس معاملہ میں اگر مغالطہ دہی نہیں تو جلد بازی سے ضرور کام لیا ہے بہرحال وہ قرائن جن کی رو سے حضرت امیر ایدہ اللہ اس الہام کے مصداق ہرگز نہیں ہو سکتے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ کا تعلق لاہور کے پاک ممبروں سے ہے جن کی شان میں پاک محب۔ نظیف مٹی کے ہیں وسوسہ نہیں رہے گا مگر مٹی رہے گی وغیرہ الہامات وارد ہو چکے ہیں وہ شخص جس کو ایسے پاک لوگ اپنا امیر بنائیں جن کی پاکیزگی کے دوام پر الہام "مگر مٹی رہے گی" دلالت کر رہا ہو کیونکر الہام مذکورہ بالا کا مصداق ہو سکتا ہے۔

(۲) الفاظ "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" کے چار مفہوم ہو سکتے ہیں اوّل وہ شخص جسے الہام میں کچا قرار دیا گیا ہو امت محمدیہ میں الہامات کے جاری رہنے کا ہی قائل نہ ہو یہ بات بھی حضرت امیر ایدہ اللہ میں نہیں پائی جاتی دوم وہ شخص حضرت اقدس ؑ کے تمام الہامات چھوڑ کر کسی ایک الہام کا ہی منکر ہو اور جناب میاں صاحب اور ان کے علماء حضرت امیر ایدہ اللہ کے متعلق قطعاً یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے حضرت اقدس ؑ کے کسی ایک الہام کا بھی کبھی انکار کیا ہو پھر نہ معلوم کہ یہ لوگ کیوں آپ کو اس الہام کا مصداق قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں۔

سوم شریعت اسلامیہ نے جو معیار منجانب اللہ الہامات کے لئے مقرر کیا ہوا ہے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ شخص ایسے الہامات کو خدا کی طرف سے سمجھ لے جو اس معیار کے صریح خلاف ہوں مثلاً حضرت اقدس ؑ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم تمام الہامات پر مہیمن ہے یعنی قرآن کریم کے بعد جس قدر الہامات دنیا اللہ کو ہوں گے وہ اسی ایک شرط کے ساتھ قبول کرنے کے قابل ہوں گے کہ وہ قرآن کریم کے مطابق ہوں ورنہ وہ قابل رد ہوں گے پس الہامات کے قبول کرنے میں کچا وہ شخص ہو سکتا ہے جو خلاف قرآن الہامات کو بھی منجانب اللہ سمجھ لے اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلعم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے انک لا تھدی من احببت یعنی "تو ان کو ہدایت نہیں دے سکتا جنہیں تو ہدایت دینا چاہے، لیکن جناب میاں صاحب کو یہ الہام ہوتا ہے انک تھدی من احببت یعنی یقیناً تو ان کو ہدایت دے سکتا ہے جنہیں تو ہدایت دینا چاہے اب انصاف سے بتلاؤ کہ الہامات کے قبول کرنے میں کچا وہ شخص ہوگا جو اس خلاف قرآن الہام کو منجانب اللہ مان لیتا ہے یا وہ جو اسے خلاف قرآن پاک رد کر دیتا ہے یاد رکھو کہ اس بارے میں کچا وہ ہوگا جو الہامات کے متعلق سنت اللہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہر رطب و یابس الہام کو مانتا چلا جائے لیکن وہ شخص جو الہامات کے متعلق سنت اللہ سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہے وہ تو الہامات کو اس سنت پر پرکھے گا اگر وہ اس پر صحیح اتر آئیں تو انہیں منجانب اللہ سمجھے گا ورنہ رد کر دے گا سو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا قدم اس بارے میں معرفت کی مضبوط چٹان پر قائم ہے جیسا کہ انہوں نے اس وقت تک اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیدیا ہے، جناب میاں صاحب اور اس قسم کے دیگر مدعیان الہام کے الہاموں کو انہوں نے خلاف شریعت ثابت کر دیا ہے اس لئے ان کو سلسلہ قبول الہامات میں کچا قرار دینا حد درجہ کی نادانی کا ثبوت دینا ہے۔

(۳) تیسرا قرینہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس الہام کے مصداق نہ ہونے کا یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی یہ الفاظ ہیں "سب مولوی ننگے ہو جائیں گے" یہ الفاظ بتلاتے ہیں کہ کچا وہ ہے جس کے ساتھ مولویوں کی کثرت ہے اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اختلاف کے وقت جماعت کے مولویوں کی کثرت جناب میاں صاحب کے ساتھ رہی، حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور لاہور کے پاک ممبروں کے حصہ میں جماعت کے مولویوں کی کثرت نہیں آئی پس اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ دونوں جماعتوں میں سے حق پر کونسی جماعت ہے یہ بات علامت کا کام دے گی کہ جماعت کے مولویوں کی کثرت اختلاف کے وقت کس طرف تھی یہ الہام بتلاتا ہے کہ وہ فریق غلطی پر ہوگا جدھر مولویوں کی کثرت ہوگی باقی یہ مولوی کس طرح ننگے ہوگئے اس کا ثبوت انشاء اللہ اس الہام کی صحیح تشریح کرتے وقت دیا جائے گا۔

(۴) چوتھا قرینہ اس بات پر کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اس الہام کے مصداق نہیں الہام کے الفاظ "انا اللہ ذو المنن" ہیں جس کے معنی ہیں میں اللہ بہت احسانوں والا ہوں۔

الہام کے یہ الفاظ جس خوبصورتی اور وضاحت کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ اور لاہور کے پاک ممبروں کے حق میں پورے ہوئے ہیں اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جس نے واقعات سے آنکھیں بند کی ہوئی ہوں ۱۹۱۴ء میں جناب میاں صاحب خلافت کی گدی پر بٹھا دیئے جاتے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و لاہور کے پاک ممبران اس گدی سے قطع تعلق کر لیتے ہیں جماعت ان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے صرف چند آدمی جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں ان کے ساتھ رہ جاتے ہیں ثبوت مطلوب ہو تو الحکم کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

"اگر ان تحریروں نے کوئی برا اثر پیدا کیا تو اس کے لئے ذمہ وار اور جوابدہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند دوست ہوں گے" (الحکم ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء) اگر مزید ثبوت درکار ہو تو الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

"گو ہمیں ان بے دلیل باتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قلیل حصہ جماعت کا اس فریب میں آ گیا ہے تو مجبوراً ہمیں ان باتوں کے متعلق کچھ لکھنا پڑا"

اسی طرح الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء میں مندرجہ ذیل شعر کو ملاحظہ فرمائیں۔

قوم ساری مانتی ہے تم نہ مانو چار پانچ
ہے تمہاری جان بیجا آؤ جاگو مان لو

یہ شعر اس قصیدہ کا ہے جو میاں صاحب کے دربار خلافت میں ان کے روبرو پڑھا گیا اور جسے اس وقت بہت ہی پسند کیا گیا اگر اس میں حضرت امیر کے ساتھ والوں کی تعداد غلط دی گئی تھی تو کیوں نہ اس وقت اس کی اصلاح کر دی گئی، ان تمام تحریروں میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ اس وقت چند گنتی کے آدمی تھے گو اب جناب میاں صاحب کی خلافت کی تائید میں اس کے برعکس یہ دلیل دی جا رہی ہے کہ جماعت کا بیشتر حصہ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ تھا جو آہستہ آہستہ ان سے علیحدہ ہو کر میاں صاحب سے مل گیا ہے۔

اب ایک طرف اس حقیقت کو سامنے رکھیئے کہ مولوی محمد علی صاحب اختلاف کے وقت ایک دو آدمیوں کے ساتھ قادیان سے نکلتے ہیں اور لاہور کے پاک ممبروں کے پاس تشریف لاتے ہیں جماعت ساتھ چھوڑ چکی ہے نہ آدمی ہیں نہ روپیہ ہے بے بسی کا عالم ہے محض خدا کے توکل پر ہی خدمت دین کا کام شروع کر دیتے ہیں اللہ تعالےٰ اس کام میں اس قدر برکت ڈالتا ہے کہ ادھر اگر اس بے سروسامانی کی حالت میں اسلام کی حمایت میں کثرت کے ساتھ بے بہا لٹریچر تیار کر دیتے ہیں جو صدیوں تک مسلمانوں کے لئے رہنمائی کا کام دیتا رہے گا تو دوسری طرف اس لٹریچر کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اس مٹھی بھر جماعت کے سینوں کو اس قدر کھول دیتا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتی ہے۔ پھر صرف اتنے پر ہی بس نہیں بلکہ اس لٹریچر کو یوضع لہ القبول فی الارض کے تحت دنیا میں مقبول بنا دیتا ہے . . . . اور نہ صرف مسلمان ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ غیر مسلموں کے دل بھی اسکو پڑھکر اسلام کی صداقت کے قائل ہو جاتے ہیں اور اس کی قبولیت نہ صرف ہندوستان میں ہی پھیلتی ہے بلکہ یورپ بھی اس کے آگے ہتھیار ڈال دیتا ہے ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں یورپین حلقہ بگوش اسلام

ہوجاتے ہیں۔ اس لٹریچر کا نافع للناس ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ آخر ۳۰ سال کے بعد خود میاں صاحب کو بھی اقرار کرنا پڑا ہے کہ بغیر لٹریچر کے یورپ میں مبلغین کا بھیجنا بے سود ہے۔ اب کوئی اہل دل انصاف سے سوچے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی بارش اس شخص پر اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتی ہے۔ اگر خدمت دین کی توفیق ملنا ایک نعمت ہے اور یقیناً یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ تو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کو بلاشبہ اس نعمت سے ایک بڑا وافر حصہ ملا ہے۔

اب اس کے بالمقابل جناب میاں صاحب کی حالت پر غور کرو باوجود اس کے کہ ان کے ساتھ جماعت کی کثرت تھی روپیہ بھی وافر تھا جماعت سے روپیہ فراہم کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اسلام کی خوبیوں پر کوئی معتد بہ لٹریچر تیار کرنے کی توفیق نہیں ملی روپیہ آیا اور کثرت سے آیا لیکن اس کا بیشتر حصہ فضول کاموں پر ضائع ہوگیا حتیٰ کہ اب ان کو ایک لمبے تجربہ کے بعد اس لٹریچر کی کمی کا احساس ہوا ہے اور بجائے اپنی غلطی کا اقرار کرنے کے آپ مبلغین پر برس رہے ہیں۔ باقی رہا جناب میاں صاحب کے ساتھ جماعت کے اکثر حصہ کا مل جانا سو یہ نہ تو ان کی کامیابی کی دلیل ہے اور نہ اس بات کی کہ یہ تائید الٰہی کا نتیجہ ہے ثبوت میں حضرت اقدسؑ کی مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمایئے:۔

"ان امور میں جیسا کہ تصور کیا گیا بڑی مشکلات کا سامنا نظر آیا اور بہت خوفناک حالت دکھائی دی کیونکہ جبکہ میں نے اپنے تئیں دیکھا تو نہایت درجہ گمنام اور احقر من الناس پایا وجہ یہ کہ نہ تو میں کوئی خاندانی پیرزادہ اور کسی گدی سے تعلق رکھتا تھا تا میرے پر ان لوگوں کا اعتقاد ہوجاتا اور وہ میرے گرد جمع ہوجاتے جو میرے باپ دادے کے مرید تھے اور کام سہل ہوجاتا۔
(نصرۃ الحق صـ۵۲)

عبارت مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ باپ کے مریدوں کا لڑکے کے ہاتھ پر بیعت کر لینا لوگوں کی عام عادت میں داخل ہے اس لئے حضرت اقدسؑ کی اس تحریر کی روشنی میں ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جناب میاں صاحب کے ساتھ جماعت کے اکثر حصہ کا مل جانا میدان مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا مقابلہ تو خدمات دینیہ میں ہونا تھا سو اس میں حضرت مولوی صاحب بازی لے گئے اس لئے الہام "انا للّٰہ ذو المنن" اپنے حقیقی معنی میں آپ پر ہی چسپاں ہوتا ہے پس جس شخص پر خدا کے الہام صادق آ رہے ہوں وہ الہامات کے قبول کرنے میں کس طرح کچا ہوسکتا ہے۔

(۵) پانچواں قرینہ اس امر پر کہ حضرت مولوی صاحب کچا والے الہام کے مصداق نہیں الہام "انی مع الرسول اقوم" ہے اس کے معنی ہیں یقیناً میں بغیر کسی شک و شبہ کے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں ان الفاظ کا مطلب ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ رسول کی تائید و نصرت کے لئے اور اس کی عزت کو تمام نا واجب حملوں سے بچانے کے لئے اور اس کی تعلیم کو غلط بیوں سے محفوظ کرنے کے لئے میں سامان پیدا کر دیتا ہوں اب رسول سے مراد خواہ حقیقی رسول یعنی حضرت نبی کریم صلعم ہوں یا بروزی رسول یعنی حضرت مسیح موعود بحیثیت محدث کامل ہونے کے ہوں الہام کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ ان دونوں کی عزت پر حملہ ہوگا ان کی تعلیم میں غلط عقائد داخل کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کے سامان پیدا کرکے ان کی عزت کو بھی اور ان کی تعلیم کو بھی محفوظ کرلے گا سو اگر واقعات کا صحیح جائزہ لیں تو ہمیں صاف نظر آجائے گا کہ اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محمد علی صاحب اور لاہور کے پاک ممبروں اور جماعت لاہور کے افراد کو ہی کھڑا کیا اور انہی کے ذریعہ اس بات کا ثبوت دیا کہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ اپنے رسول مقبول صلعم اور اپنے مسیح موعود کی تائید میں کھڑا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے علماء اور ان کی تقلید میں ان کی جماعت نے جب ایک طرف آیہ خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کی نص صریح کی موجودگی میں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی اس صراحت کے ہوتے ہوئے کہ نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا نبی کریم صلعم کے بعد ایک نئی نبوت کی بنیاد رکھ کر امت محمدیہ کے اندر ایک خطرناک فتنہ کا باب کھول دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بند کرنے کے لئے حضرت مولوی محمد علی صاحب کو کھڑا کر دیا اور آپ نے اس فاسد عقیدہ کے قلع قمع کرنے کے لئے وہ زبردست دلائل عقلیہ و نقلیہ سے پُر لٹریچر تیار کیا کہ جس کے لئے امت مرحومہ ہمیشہ کے لئے آپ کی مرہون منت رہے گی۔

اس لٹریچر کے دلائل کی قوت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے بالمقابل جناب میاں صاحب اور ان کے علماء کی قلمیں ٹوٹ گئیں اور یہ لوگ باوجود ۳۰ سال کا لمبا عرصہ گذر جانے کے آج تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔

پھر دوسرا پہلو اس پیشگوئی کا یہ تھا کہ اسلام کی خوبیوں کو نمایاں کرکے غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی صداقت کا سکہ بٹھلایا جائے رسول کریم صلعم کا حقیقی چہرہ دنیا کو دکھلا کر اس کا عاشق لوگوں کو بنایا جائے اور حضرت مسیح موعود کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے کھینچ کر رکھدی جائے سو یہ سب کام بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے معاونین سے لئے پس خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت جو الہام کے الفاظ سے مترشح ہو رہی ہے وہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے وجود کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی پس ایسا شخص کس طرح سلسلہ قبول الہامات میں کچا ہوسکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ خاص طور پر نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود کی تائید کے لئے کھڑا کرے۔

(۶) چھٹا قرینہ اس بات پر کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کچا والے الہام کے مصداق نہیں وہ دو الہام ہیں جو ان الہامات کے چند دن بعد ہی ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قالوا ان التفسیر لیس بشیئ (۲) منعہ مانع من السماء

یعنی انھوں نے کہا کہ یہ تفسیر کچھ بھی نہیں آسمانی روک نے اسے روک دیا ہے اگرچہ یہ الہام ان دنوں میں ہوا تھا جبکہ حضور نے پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی لیکن الہامات میں بعض اوقات وسعت ہوتی ہے خواہ وہ ایک خاص موقع کے لئے نازل ہوں لیکن وہ اپنے مفہوم میں وسعت اور عمومیت رکھتے ہیں قرآن شریف میں اس کی بیشمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ الہامات مذکورہ بالا کے قریب ہی ان دو الہامات کا نازل ہونا ان الہاموں کے ساتھ ان کا تعلق بھی ضرور قائم کرتا ہے اور جماعت احمدیہ کے موجودہ اختلاف میں یہ دونوں الہام بھی بطور فیصلہ کن علامت کے ہیں یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ حضرت اقدس نے پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھی تھی سارے قرآن کی تفسیر حضور نے نہیں کی اور اس میں بھی شک نہیں کہ حضور کی خواہش تھی کہ سارے قرآن کی تفسیر لکھی جائے اور اسے انگریزی میں ترجمہ کرا کر یورپ میں بھیجی جائے جیسا کہ حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ سے واضح ہے۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس (اہل یورپ کے پاس ازناقل) بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"
(ازالہ اوہام صـ۷۷۳)

حضرت مولوی محمد علی صاحب سے متعلق الہامات کی تشریح میں بار ہا ثابت کرچکا ہوں کہ پیشگوئی کے مطابق اس تفسیر کا اختلاف کے معاً بعد لکھا جانا ضروری تھا اور جو شخص بھی پہلے لکھیگا وہی حضرت اقدسؑ کی اس خواہش کو پورا کرنے والا ہوگا اور وہی حضرت اقدسؑ کی شاخ اور حضور میں داخل قرار پائے گا اب یہ حقیقت ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی اس خواہش کو سب سے پہلے عملی جامہ پہنایا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تفسیر کا لکھنا تو نہیں لیکن پیشگوئی قالوا ان التفسیر لیس بشیئ کا پورا کرنا جناب میاں صاحب اور ان کے رفقا کے حصہ میں آیا جب سے حضرت مولوی صاحب کی تفسیر شائع ہوئی ہے اس وقت سے لیکر آج تک کس طرح یہ لوگ یہ تفسیر کچھ نہیں یہ تفسیر کچھ نہیں کی رٹ لگا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دوسری پیشگوئی ہے منعہ مانع من السماء اس کا مطلب حضرت اقدسؑ کے الفاظ میں ہی یہ ہے کہ "یعنی اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکیگا خدا نے مخالفین سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے"۔ اب دیکھئے کہ یہ پیشگوئی جناب میاں صاحب پر کس صفائی سے صادق آرہی ہے باوجود فرصت کے باوجود روپیہ کے وافر ہونے کے باوجود علم کی تعلّیوں کے باوجود غیرت پر غیرت دلائے جانے کے باوجود متعدد مرتبہ اعلان کرنے کے کہ اس سال تفسیر ضرور شائع کر دی جائے گی پھر جناب میاں صاحب کو تفسیر لکھنے کی توفیق نہیں ملتی اور آج تک نہیں ملی کیا اس میں صاف طور پر خدائی ہاتھ کام کرتا ہوا نظر نہیں آتا کیا یہ تمام باتیں صاف نہیں بتلاتیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان سے طاقت کو سلب کئے رکھا ہے تا حضرت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے احباب کے حق پر ہونے پر یہ واضح دلیل ہو۔

مندرجہ بالا قرائن کو اگرچہ میں نے قرائن لکھا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ قرائن نہیں بلکہ زبردست دلائل ہیں اس بات پر کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کو الہام سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا کا مصداق قرار دینا نہ صرف حد درجہ کی گستاخی ہے بلکہ اس بات کا کھلا کھلا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ ایسے کہنے والے خود اس الہام کے مصداق ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(باقی دارد)

تھوڑی مہلت والے

(از مکرم جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

کچھ دن ہوئے مجھے ایک امریکن میگزین میں ایک دلچسپ مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا جس کی سرخی انگریزی میں تھی اور اس کے معنے تھے۔

"تھوڑی مہلت والے"

ایک ادھیڑ عمر کا امریکن کسی جسمانی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے اسے ٹھونک بجا کر دیکھا اور سر ہلا کر کہا۔ [illegible] دل کا عارضہ [illegible] ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے تم اپنے کاروبار کا انتظام کر لو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آئندہ چند ماہ کے اندر اندر تم چل بسو گے"۔ ڈاکٹر کی اس رائے سے قدرتاً امریکن کو صدمہ ہوا۔ اس نے گھر جا کر اپنی وصیت لکھی اور اپنے کاروبار کا انتظام کسی اور کے سپرد کر کے خود کسی ایسی الگ تھلگ اور خوشگوار جگہ کی تلاش میں نکلا جہاں جا کر وہ اپنی زندگی کے آخری دن گذار سکے۔ واشنگٹن اسٹیٹ کے ایک گاؤں میں ایک غریب اور بوڑھے دہقان کے گھر میں اس نے اپنے لئے جگہ بنا لی اور خرچ خوراک رہائش مالک مکان کو دیتا رہا۔ یہ بوڑھا دہقان اور اس کی بیوی بھی کھیت میں کام کاج کرنے کے ناقابل تھے ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور زندگی کے آخری دن جوں توں کر کے کاٹ رہے تھے۔ ان کے مکان میں گنجائش کافی تھی۔ ان تینوں کو خیال آیا کہ ان جیسے اور بہتیرے ایسے لوگ ہوں گے جو مرنے کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے۔ کیوں نہ اخبار میں اشتہار دے کر ان کو بھی وہاں ہی بلا لیا جائے۔

چنانچہ ان کے اشتہار دینے پر بہت سی عرضیاں آئیں۔ ان میں سے انہوں نے حسب ضرورت ایسے لوگوں (مردوں، عورتوں اور بچوں) کو چن لیا۔ جن کو کوئی چھوت دار بیماری نہیں تھی۔ مگر جن کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔ عورتوں کو انہوں نے ایک بڑے کمرے میں علیحدہ کر دیا۔ اور بچوں کو اکٹھا ایک کمرے میں کر دیا۔ اور باقی کمرے آپس میں بانٹ لئے۔

مردوں نے باہر کے کام آپس میں بانٹ لئے۔ مگر جب کسی کی طبیعت ناساز ہوتی تھی تو دوسرا اس کی جگہ پر کام کرتا تھا اور اسی طرح عورتیں گھر کے اندر کا کام کھانا پکانا [illegible] وغیرہ کرتی تھیں۔ [illegible]

پڑھتے [illegible] کھیتی بھی تھے اور معمولی کاروبار [illegible] کر کے لوگ ان کی مدد بھی کرتے تھے ان کا سب سے بڑا اصول یہ تھا کہ ایک دوسرے کی [illegible] امکان مدد کی جائے اور ان کے آخری دنوں کو خوشگوار بنایا جائے۔ انہوں نے [illegible] مکان کے [illegible] [illegible]

ایک دن ایک چھوٹی لڑکی نے [illegible] ڈرتے ڈرتے [illegible] اندھیرے میں [illegible] دنیا سے اور تنبیہ [illegible] بولی۔ مگر تم روز [illegible] پہلے دعا مانگا کرتی تھیں کہ یسوع مسیح تم کو سلامت رکھے اور تمہاری حفاظت کرے۔ لڑکی بولی کہ کبھی تو میں دعا مانگ لیتی ہوں اور کبھی بھول جاتی ہوں مگر جب ڈر لگتا ہے تو یسوع مسیح یاد نہیں آتا۔ اس پر ایک بوڑھا مرد بولا۔ اس کا میں بندوبست کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے سفید دبیز کاغذ کی ایک صلیب کاٹی اور ایک سیاہ رنگ کے کپڑے کے ٹکڑے پر گوند سے چپکا دی اور پھر بازار سے [illegible] فاسفورس کا پینٹ لا کر اس صلیب پر مل دیا۔ اور اس کو اس چھوٹی لڑکی کے کمرے میں اس کی چارپائی کے سامنے دیوار پر آویزاں کر دیا۔ اب رات کے اندھیرے میں [illegible] فاسفورس کے پینٹ کی وجہ سے [illegible] چمکتی تھی جس سے اس لڑکی کو [illegible] ڈھارس بندھتی تھی اور پھر وہ کبھی نہیں ڈری۔

اس واقعہ [illegible] ان میں سے بعض کو خیال آیا کہ اس لڑکی کی طرح اور بھی بہت سے چھوٹے بچے سارے امریکہ میں ایسے ہوں گے جو کہ رات کو ڈرتے ہوں گے اور رات کو سوتے وقت کی دعا بھی [illegible] بھول جاتے ہوں گے۔ کیوں نہ اس قسم کی صلیبیں بنا کر بیچی جائیں۔ سب نے اس کی تائید کی کیونکہ اس کام میں بچے بھی شریک ہو سکتے تھے۔ اُن دنوں میں [illegible] انفلیشن کا زور تھا اور [illegible] اشتہار مفید ہوتے [illegible] لگے ہوئے [illegible] سے اشتہار [illegible] اور صلیبیں کاٹنی شروع کر دیں [illegible] بازار سے فاسفورس کی پینٹ [illegible] لائے اور [illegible] ٹکڑوں پر چپکا کر صلیبیں بنا بنا کر گاؤں میں اور آس پاس کے شہروں میں بیچنی شروع کر دیں۔ اخبار میں اشتہار دیا۔ دوسرے شہروں کے پادریوں نے اس خیال کو سراہا اور سینکڑوں صلیبوں کے آرڈر آنے شروع ہو گئے۔ کچھ مدت بعد یہ حالت ہو گئی کہ ہر کوئی اس کام میں لگا رہتا تھا اور آرڈر پورے نہ ہوتے تھے۔ روپیہ آنے سے ان لوگوں کی خوراک رہائش اور علاج بھی بہتر ہو گیا۔ اور چند ایک ان میں سے مر بھی گئے۔ مگر عام طور پر یہ بات دیکھی گئی کہ جنہوں نے [illegible] چند مہینے جینا تھا یعنی ڈاکٹروں کے خیال کے مطابق وہ سالوں جئے۔ اور چند ایک صحیح و تندرست بھی ہو گئے۔

اس سچے واقعہ سے ہمیں چند ایک سبق حاصل ہوتے ہیں۔ ان تھوڑی مہلت والوں نے باوجود ڈاکٹروں کی تشخیص اور حوصلہ پست کر دینے والی رائے کے (۱) اپنی ہمت نہیں ہاری۔ (۲) اپنی زندگی کو دوسروں کے لئے فائدہ مند بنایا (۳) ایک دوسرے کی مدد کرتے رہے (۴) اور کچھ نہ کچھ کام کاج کر کے نہ صرف اپنا وقت گزارنے کا معقول بندوبست کر لیا۔ بلکہ روزگار کا سلسلہ بھی پیدا کر لیا اور (۵) اپنے مذہبی خیالات پر نہ صرف قائم رہے۔ بلکہ ان کو ترقی دی۔

سچ پوچھئے تو انسان کی تمام زندگی ہی ایک تھوڑی سی مہلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے۔ انسان کو عقل و تمیز دی۔ اور جہاں اس کی دنیاوی زندگی کی نشوونما کے لئے اسباب پیدا کئے۔ وہاں اس کی روحانی زندگی کی تکمیل کے لئے بھی ہدایات دیں۔ اور پھر انسان پہ چھوڑ دیا کہ وہ اس بتائی ہوئی صراط مستقیم پر چل کر فلاح پائے انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملا۔ پھر دنیا کی عارضی زندگی کا آخرت سے مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا۔ وفرحوا بالحیوۃ الدنیا وما الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا متاع۔ پھر فرمایا المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔

دنیا عارضی سامان ہے اور اس کی زینت بھی وقتی ہے۔ باقی رہنے والی چیز اچھے اعمال ہی ہیں جو ہم اس دنیا کی زندگی میں کرتے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہیں۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضور ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کی بناوٹ کے نشان حضور کے جسم مبارک پر پڑے ہوئے ہیں حضرت عمرؓ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ تو دو جہان کے بادشاہ ہیں۔ مگر آپ کس حال میں رہ رہے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں تو اپنے آپ کو ایک مسافر کی طرح خیال کرتا ہوں۔ جو کہ ذرا آرام کرنے اور دم لینے کو ایک درخت کے سائے کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاتا ہے اور پھر اٹھ کر اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو جاتا ہے۔

جو آنحضرت صلعم کے نقش قدم پر چلتا ہے یا چلنے کا دعوے کرتا ہے۔ اس کو بھی اس دنیاوی زندگی کو ایک تھوڑی مہلت ہی سمجھنا چاہئے۔ اور اس دنیا کے ساز و سامان اور تعلقات پر ہی اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائے۔ بلکہ یوں سمجھے کہ اس تھوڑی مہلت کو جس نے اپنی منزل مقصود اور رضائے الٰہی کے حصول کی تیاری میں خرچ کرنا ہے۔ "تھوڑی مہلت والوں کی طرح" خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل اور نعمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اپنی زندگی کو کارآمد اور دوسروں کے لئے فائدہ مند بنانا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدمت دین سے غافل نہیں ہونا ہے۔

جو اصحاب ادھیڑ عمر کو پہنچ چکے ہیں اور اپنی اولاد کے فرائض سے سبکدوش ہو چکے ہیں یا ملازمت سے پنشن لے بیٹھے ہیں یا اپنے کاروبار کو دوسروں کے سپرد کر چکے ہیں ان کے لئے تو کوئی عذر بھی باقی نہیں رہا۔ ان کی تھوڑی مہلت اب قریب الاختتام ہے۔ چاہئے کہ اس قلیل وقت کو نیک مصرف میں لگائیں حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا ہے:

عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۳۴ لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ م ۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء نمبر ۱۳

درِ ثمین از احادیث رسول الامین

(۱) من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ قالوا وما جائزتہ یا رسول اللہ قال یومہ ولیلۃ والضیافۃ ثلثۃ ایام وما وراء ذالک فھو صدقۃ ولا یحل لہ ان یقیم عندہ حتی یوثمہ قال یقیم عندہ ولیس لہ شئی یقریہ بہ۔ اخرجہ الخمسۃ الا النسائی۔

جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کا اکرام کرے جو اس کا حق ہے لوگوں نے پوچھا کیسے حق ادا ہو سکتا ہے فرمایا پہلے رات اور دن مہمان کی خوب خدمت کرے اور ضیافت تین دن تک ہے اور بعد اس کے خیرات ہے اور مہمان کو نہ چاہیئے کہ اتنا قیام کرے حتیٰ کہ میزبان کو گنہگار کر دے گنہگار اس طرح کہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اس کے گھر اسے کھلانے کو کچھ نہ رہے۔

(۲) رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یغتسل بالبراز فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر۔ (ابوداؤد والنسائی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو منظر عام پر نہاتے دیکھا آپ ممبر پر چڑھے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حیادار ہے اور پردہ دار ہے اور وہ حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے پس جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ میں نہائے۔

(۳) من حمی مومنا من منافق بعث اللہ لہ ملکا یحمی لحمہ یوم القیامۃ من نار جہنم ومن رمی مسلما بشئی یرید شینہ بہ حبسہ اللہ یوم القیامۃ علی جسر من جسور جہنم حتی یخرج مما قال۔ (ابوداؤد)

اگر کوئی شخص ایک ایماندار مسلمان کو منافق سے بچائیگا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو متعین کرے گا جو قیامت کے دن اس کے جسم کو دوزخ کی آگ سے بچائیگا جو کوئی کسی مسلمان کی توہین کے ارادہ سے اس پر عیب لگائے تو وہ قیامت کے دن دوزخ کے کسی پل پر روکا جائیگا جب تک کہ اپنے قول ؟

تمام جماعتوں اور احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

ماہوار چندوں کیساتھ بچت فنڈ اور آنہ فنڈ آنا ضروری ہے

بعض جماعتوں اور بعض احباب کی طرف سے جو ماہوار چندے وصول ہوتے ہیں ان کے ساتھ بچت فنڈ اور ایک آنہ فنڈ کی رقوم وصول نہیں ہوتیں۔ حالانکہ یہ ہر دو فنڈ ماہوار چندوں کے ضروری جزو اور حصہ ہیں ہر گھر میں بچت فنڈ جمع ہونا چاہیئے۔ اور ہر ماہ چندہ ماہوار کے ساتھ مرکز میں بھیجدینا چاہیئے اسی طرح سے ایک آنہ فنڈ ہر احمدی کو ادا کرنا چاہیئے جہاں جماعتیں نہ ہوں اور احباب کو اپنا چندہ براہ راست بھیجنا پڑتا ہو تو اس صورت ہمراہ ارسال فرمایا کریں۔ ان ہر دو فنڈز یعنی بچت فنڈ اور آنہ فنڈ کے ادا کرنے میں کچھ دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ مگر اس سے مجموعی طور پر بہت بڑی رقم حاصل ہو جاتی ہے۔ جس سے بیسیوں کام سرانجام ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس طرف پوری پوری توجہ فرمائیں گے۔

مرتضیٰ خاں۔
اسسٹنٹ سیکرٹری

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کس طرح فتحمند ہو سکتی ہے

عزیزان بے خلوص و صدق نکشایند راہے را
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔ اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت کیساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اسکا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر عمل کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچکر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

(الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء)

تاریخ اسلام

حضرت زبیر بن العوامؓ مہاجر کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب زبیر نام - ابو عبداللہ کنیت حواری رسول اللہ لقب - والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہ تھا - حضرت زبیرؓ کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملجاتا ہے آپ کی والدہ حضرت صفیہ سرور کائنات کی پھوپھی تھیں اس طرح حضرت زبیرؓ رسول کریمؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اس کے علاوہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے تھے اور صدیق اکبرؓ کے داماد تھے، اس طرح انہیں ذات اقدسؐ کے ساتھ متعدد نسبتیں حاصل تھیں -

حضرت زبیرؓ ہجرت نبویؐ سے اٹھائیس سال قبل پیدا ہوئے - اپنی والدہ حضرت صفیہؓ کی کڑی نگرانی اور تربیت سے وہ جوان ہوکر بلند ہمت اور اولوالعزم ثابت ہوئے -

اسلام حضرت زبیرؓ جب مشرف باسلام ہوئے اس وقت آپ کی عمر صرف سولہ برس کی تھی آپ اگرچہ کمسن تھے لیکن بڑے جانباز اور بہادر تھے ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے آپ سنتے ہی وارفتگی کے عالم میں شمشیر بکف آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حالت میں دیکھ کر پوچھا - زبیر! یہ کیا ہے - عرض کی مجھے معلوم ہوا تھا کہ خدانخواستہ حضور گرفتار کر لئے گئے ہیں آپؐ نہایت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی - اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار تھی جو راہ فدویت و جانثاری میں ایک بچے کے ہاتھ سے برہنہ ہوئی - (اسد الغابہ تذکرہ زبیر بن عوامؓ)

ہجرت حضرت زبیرؓ بھی دیگر بلاکشان اسلام کی طرح مشرکین کے جور و ستم کے تختہ مشق بنے آپ کے چچا نے ان پر یہاں تک سختی شروع کی کہ وہ انہیں چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور اس قدر دھونی دیتا کہ دم گھٹنے لگتا - لیکن ان کی زبان سے یہی نکلتا کہ اب میں کافر نہیں ہو سکتا - (صحابہ تذکرہ زبیر) الغرض مصائب و مشکلات سے تنگ آکر وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور حبشہ کی راہ لی - پھر واپس آکر مدینہ کا رخ کیا -

مواخات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچکر حضرت زبیرؓ کا حضرت سلمہ بن سلامہ انصاری سے رشتہ اخوت قائم کیا جو کہ مدینہ کے ایک معزز بزرگ اور بیعت عقبہ میں شریک تھے -

مواخات غزوات میں حضرت زبیرؓ ممتاز حیثیت سے شریک رہے - چنانچہ غزوۂ بدر میں آپ نے نہایت جانبازی اور دلیری سے حصہ لیا - عبیدہ بن سعید سے مقابلہ پیش آیا جو سر سے پاؤں تک زرہ پہنے ہوئے تھا صرف دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں حضرت زبیرؓ نے تاک کر اس زور سے آنکھ میں نیزہ مارا کہ اس پار نکل گیا - اس کی لاش پر بیٹھ کر بمشکل نیزہ کو نکالا - پھل ٹیڑھا ہوگیا تھا - آنحضرت صلعم نے بطور یادگار حضرت زبیرؓ سے اس نیزہ کو لے لیا اس کے بعد پھر خلفاء میں تبرکاً منتقل ہوتا رہا یہاں تک خلیفۂ ثالث کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس پہنچا اور ان کی شہادت تک ان کے پاس موجود تھا -

غزوہ بدر میں اس بے جگری سے لڑے کہ ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے تھے تمام جسم زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا - ایک زخم ایسا کاری تھا کہ وہاں ہمیشہ کے لئے گڑھا پڑ گیا تھا - اس معرکہ میں آپ زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ملائکہ بھی اسی وضع میں آئے ہیں (کنز العمال ج ۶ ص ۴۰۲)

احد میں شمع نبوت کے گرد موجود صحابہ میں سے آپ بھی ایک تھے جو نہایت جانبازی سے جانثاری کا فرض ادا کر رہے تھے -

غزوہ خندق میں حضرت زبیرؓ اس حصہ پر مامور تھے جہاں عورتیں تھیں - (مسند ج ۱ ص ۱۶۴)

بنو قریظہ نے جب بدعہدی کی تو رسول کریم صلعم نے تین بار فرمایا "کون اس قوم کی خبر لائے گا" - ہر مرتبہ بڑھ کر عرض کی کہ "میں" آنحضرت صلعم نے خوش ہوکر فرمایا "ہر نبی کے لئے حواری ہوتے ہیں - میرا حواری زبیرؓ ہے" (بخاری کتاب المغازی غزوہ خندق)

اس نازک وقت میں حضرت زبیرؓ کی اس طرح بے خطر تنہا آمد و رفت سے آنحضرت صلعم اس قدر متاثر تھے کہ فرمایا "فداک ابی و امی" یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں (مسند ج ۱ ص ۱۶۴)

غزوہ خیبر جب مرحب یہودی رئیس خیبر مقتول ہوا تو اس کا بھائی یاسر غضبناک ہوکر ھل من مبارز کا نعرہ بلند کرتے ہوئے میدان میں آیا حضرت زبیرؓ نے بڑھکر اس کا مقابلہ کیا وہ اس قدر تنومند اور قوی ہیکل تھا کہ زبیرؓ کی والدہ حضرت صفیہؓ نے کہا یا رسول اللہ آج میرا لخت جگر شہید ہوگا - آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں زبیرؓ اسکو مارے گا چنانچہ تھوڑی دیر کے رد و بدل کے بعد یاسر واصل جہنم ہوا (بخاری کتاب المناقب مناقب زبیرؓ)

فتح مکہ رمضان ۸ھ میں دس ہزار قدوسیوں کیساتھ رسول کریم صلعم نے مکہ کا قصد کیا - فوج کے متعدد دستے بنا دیئے گئے تھے سب سے چھوٹا اور آخری دستہ وہ تھا جس میں خود سردار دو عالم موجود تھے حضرت زبیرؓ اس کے علمبردار تھے (بخاری باب غزوۃ الفتح)

الغرض حضرت زبیر نے غزوۂ یرموک اور فسطاط وغیرہ میں نہایت جانبازی اور بہادری کے جوہر دکھائے -

حضرت عمرؓ کی وفات اور خلیفۂ ثالث کا انتخاب ۲۳ھ میں خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ نے ایک مجوسی کے ہاتھ ناگہانی طور پر زخمی ہوکر سفر آخرت کی تیاری کی تو عہدۂ خلافت کے لئے چھ آدمیوں کے نام پیش کئے اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم آخر وقت تک ان سے راضی رہے تھے ان چھ بزرگوں میں سے حضرت زبیرؓ بھی تھے - لیکن تین دن کی مسلسل گفت و شنید اور بحث مباحثہ کے بعد مجلس شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کو اس مسند گرامی پر بٹھایا حضرت زبیرؓ نے بھی بے چون و چرا اس انتخاب کو تسلیم کر کے بیعت کر لی - (بخاری کتاب المناقب قصۃ البیعۃ)

۳۵ھ میں مصری مفسدوں نے جب بارگاہ خلافت کا محاصرہ کیا تو انھوں نے اپنے بڑے صاحبزادہ عبداللہ بن زبیرؓ کو امیر المومنین کی ساعدت و حفاظت پر مامور کیا - حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت زبیرؓ نے حسب وصیت پوشیدہ طریقہ پر رات کے وقت نماز جنازہ ادا کی اور مضافات مدینہ میں حش کوکب نامی ایک مقام میں سپرد خاک کیا -

حضرت علیؓ کی مسند نشینی کے بعد بھی جب مدینہ میں امن و سکون کی حالت شورش پسندوں کی وجہ سے پیدا نہ ہو سکی تو حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے اصلاح اور اقامت حدود کا مطالبہ کیا - انھوں نے جواب دیا بھائی میں اس سے غافل نہیں لیکن ایک ایسی قوم کیساتھ کیسے نپٹ سکتا ہوں جس پر میرا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خود مجھ پر حکمران ہے (تاریخ طبری ص ۳۰۸۰) غرض جب اس طرف سے بھی مایوسی ہوئی تو یہ دونوں خود عملاً اس شورش کو رفع کرنے کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہوگئے -

مکہ پہنچکر حضرت طلحہ اور زبیر ام المومنین حضرت عائشہؓ سے ملے جو کہ حج کے ارادہ سے مکہ آئی ہوئی تھیں ان کے سامنے ان دونوں نے مدینہ کی بدامنی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا -

انا تحملنا بقیتنا ھرابا من المدینۃ من غوغاء الاعراب وفارقنا قوما حیاری لا یعرفون حقا ولا ینکرون باطلا ولا یصنعون انفسھم -

(تاریخ طبری ص ۳۰۹۹)

ہم اعراب کے شور و شر کے خوف سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں اور ہم نے وہاں ایسی حیران قوم کو چھوڑا ہے جو نہ حق کو پہچانتی ہے نہ باطل سے احتراز کرتی ہے اور نہ اپنی جانوں کی حفاظت کرتی ہے -

چنانچہ اس شورش کو ختم کرنے کے لئے داعیان اصلاح کی ایک ہزار فوج نے جس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بھی تھیں بصرہ کا رخ کیا وہاں عثمانؓ والئے بصرہ نے ان کی مزاحمت کی اگرچہ بصرہ میں داعیان اصلاح کی بڑی جماعت موجود تھی، عثمان بن حنیف کا بیان تھا کہ جب طلحہ و زبیرؓ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے تو پھر انہیں علم بغاوت بلند کرنے کا کیا حق تھا - دونوں کا یہ جواب تھا کہ انھوں نے جبراً بیعت میں شرکت کی اور ہر حالت میں ہمیں مطالبۂ اصلاح کا حق حاصل ہے - چنانچہ اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے عثمان نے کعب کو مدینہ روانہ کیا انھوں نے جمعہ کے روز مسجد نبویؐ میں داخل ہوکر حاضرین سے بآواز بلند سوال کیا -

یا اھل المدینۃ انی رسول اھل البصرۃ الیکم أکرہ ھؤلاء القوم ھذین الرجلین علی بیعۃ علی ام اتیاھا طائعین -

اے اہل مدینہ میں اہل بصرہ کا قاصد بن کر آیا ہوں کیا واقعی اس قوم نے ان دونوں کو علیؓ کی بیعت پر مجبور کیا تھا یا وہ خوشی سے اس پر تیار ہوئے تھے -

مجمع میں تھوڑی دیر تک سناٹا رہا لیکن اسامہ بن زیدؓ سے نہ رہا گیا بول اٹھے "خدا کی قسم ان دونوں نے سخت ناپسندیدگی کے ساتھ بیعت کی تھی"، چند لوگ اسامہ پر ٹوٹ پڑے - صہیب بن سنانؓ ابو ایوبؓ اور محمد بن مسلمہؓ وغیرہ اکابر صحابہ نے موقعہ کی نزاکت دیکھ کر یک زبان کہا "خدا کی قسم اسامہؓ نے سچ کہا" غرض اس طرح اسامہ کی جان بچ گئی اور کعبؓ بصرہ واپس ہوگئے - دوسری طرف حضرت علیؓ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو انہوں نے عثمان کو لکھا کہ اولاً یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ وہ مجبور کئے گئے اگر یہ مان بھی لیا جائے تو قوم و ملک کی بہتری کے لئے ایسا ہونا ضروری ہے - میری معزولی کے لئے ان کے پاس معقول عذر نہیں ہاں اگر ان کا کوئی اور مقصد ہے تو اس پر غور ہو سکتا ہے -

(باقی بر صفحہ ۸)

پیغام صلح
جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۳

"سکھ اور مسلمان"

معاصر صدق کے ایک مضمون کا جواب

معاصر صدق لکھنؤ مورخہ ۱۵ دسمبر میں ایک مضمون "سکھ اور مسلمان" کے عنوان سے شائع ہوا جس میں لکھا گیا:- (ا) یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ سکتی ہے کہ مسلمان اور سکھ توحید ذات باری تعالیٰ کے مقصد میں بالکل برابر کے شریک ہیں مگر افسوس ہے کہ ہر دو موحد اقوام میں سے کسی نے اتحاد و اتفاق کی کوشش نہ کی ....

(ب) اگر دیگر اعمال معاشرت و تمدن میں غور کیا جائے تو سکھوں اور مسلمانوں کے کئی رشتے مودت کے موجود ہیں" ——

اس مضمون پر محترم مدیر صدق نے نوٹ لکھا (ج) سب سے بڑی چیز توحید کا اشتراک ہے افسوس ہے کہ خود ہمارے علماء اکابر نے بھی اتنے گہرے رشتۂ اتحاد ہونے کے باوجود بھی سکھوں کو اپنانے کی طرف توجہ نہ کی"

اس مضمون پر پیغام صلح مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء میں ایک نوٹ لکھا گیا جس میں یہ عرض کیا گیا کہ محترم مدیر صدق کے اس نوٹ پر ہمیں سخت تعجب ہے اور دوسرے یہ ثابت کیا گیا کہ صدق کے مضمون نگار کا یہ کہنا درست نہیں کہ ان ہر دو موحد اقوام میں سے کسی نے اتحاد و اتفاق کی کوشش نہیں کی حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس طرف سب سے پہلے توجہ امام عصر حاضر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مبذول فرمائی مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان توحید کے اشتراک کو واضح کیا اور اس موحد قوم میں تبلیغ کے لئے میدان تیار کیا اور بعد میں آپکے متبعین نے سکھوں میں تبلیغ اسلام کو عملی طور پر جاری رکھا اور مسلمانوں اور سکھوں کے توحید کے اشتراک کو نمایاں کیا چنانچہ معاصر صدق کے مضمون نگار نے جماعت احمدیہ کے پیدا کردہ لٹریچر سے ہی استفادہ کیا ہے اور ان کے مضمون کا سارا مواد اس لٹریچر سے مستعار ہے —— پیغام صلح میں اس نوٹ کو لکھنے . .

. . . .

کی وجہ یہ تھی کہ مضمون نگار صاحب نے اپنے مقالہ میں حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کی خدمات اور تبلیغی مساعی کو بالکل حذف کر دیا تھا اور انکے مضمون میں سکھوں میں تبلیغ اسلام کی اس پچاس سالہ تاریخ کی طرف ایک معمولی سا اشارہ تک نہیں تھا اور انھوں نے انتہائی جسارت سے واقعات سے آنکھیں بند کرتے ہوئے لکھ دیا کہ ہر دو اقوام میں سے کسی نے اتحاد و اتفاق کی کوشش نہیں کی لیکن اس کے برعکس معاصر صدق نے کمال وسعت قلبی اور اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا کہ پیغام صلح کے اس نوٹ کو شائع کر دیا۔ صدق میں اس نوٹ کے شائع ہونے کے بعد صدق کے مضمون نگار قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دارالاشاعت التبلیغ شمس آباد ضلع اٹک کا صدق مورخہ ۱۰ ۱۳ ار فروری ۱۹۴۶ء میں ایک نوٹ شائع ہوا جس میں آپ لکھتے ہیں:-

"میں فی الحال صرف اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ قطع نظر آپ کی تبلیغ کے دعوئے اسلامیت کے آپ نے ان بعض الظن اثم سے لاپرواہ ہو کر میرے متعلق فرمایا ہے کہ میرا مضمون آپ کی جماعت کے پیدا کردہ لٹریچر سے مستعار ہے۔ اسے مدلل فرماویں اور میرے مضمون کو حقائق کی روشنی میں واضح فرماویں کہ میرے مضمون کا ماخذ احمدیہ لٹریچر میں کونسا ہے؟

اس جواب کے بعد میں انشاءاللہ تعالےٰ یہ ثابت کر دوں گا کہ سکھوں کو اسلام کے قریب لانے کی تاریخ کیا ہے؟ اور احمدیت و قادیانیت کے لٹریچر کا ماخذ کیا ہے"، ہمیں اس نوٹ پر بھی حیرت ہے۔ قاضی صاحب کے پہلے مضمون میں عقیدۂ توحید اور بعض اعمال معاشرت اور تمدن کو مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان بطور قدر مشترک کے پیش کیا گیا تھا یہی وہ باتیں ہیں جن کو جماعت احمدیہ کے مبلغین عرصہ دراز سے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان بطور قدر مشترک کے پیش کرتے آئے ہیں اور اس ضمن میں انھوں نے اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کیا ہے۔ مضمون نگار صاحب فرماتے ہیں کہ حقائق کی روشنی میں واضح فرمایا کہ میرے مضمون کا ماخذ احمدیہ لٹریچر میں کونسا ہے؟ —— عقیدۂ توحید کے اشتراک کو حضرت مرزا صاحب نے گرونانک صاحب کے مسلمان ہونے پر قوی دلائل دے کر مدلل فرمایا چنانچہ آپکی تصانیف ست بچن اور چشمۂ معرفت میں یہ دلائل تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو چند احباب کی معیت میں حضرت مرزا صاحب سکھوں کے ...... خود تشریف لے گئے۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو پوتھی صاحب کی تحقیق کے لئے گرو ہر سہائے ضلع فیروزپور ایک وفد روانہ کیا اس وفد کی تحقیقات کو آپ نے اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں درج فرمایا چنانچہ آپ کی ان دو تصانیف نے حضرت بابا گرونانک صاحب کے مسلمان ہونے پر مہر لگا دی اور مسلمان مبلغین کے لئے سکھوں میں تبلیغ اسلام کے لئے راستے کھول دیئے چشمۂ معرفت کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد قادیان سے اخبار نور جاری ہوا جس کا مقصد سکھوں میں تبلیغ اسلام تھا اور محترم مدیر نور نے ایک درجن کے قریب سکھ مذہب کے متعلق کتب تصنیف کیں جس میں سکھوں کے اصول معاشرت اور تمدن کا تجزیہ کیا اور ان باتوں کو نمایاں کیا جو سکھوں اور مسلمانوں میں مشترک ہیں اور گورو نانک کے عقیدۂ توحید کو اجاگر کیا اور سکھوں کی مقدس کتابوں کی سند سے اس اشتراک کو شرح و بسط سے بیان کیا۔ ان دونوں قوموں کے اعمال معاشرت و تمدن میں رشتۂ مودت کا تو اخبار نور میں اتنی دفعہ اعادہ ہو چکا ہے اور مکرم شیخ محمد یوسف صاحب گرمکھی مبلغ اسلام لاہور انہیں اتنی دفعہ تقریر اور تحریر کے ذریعہ بیان کر چکے ہیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ نصف صدی کی ان تبلیغی مساعی اور حضرت مرزا صاحب کی کتب اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر کے ہوتے ہوئے اور اخبار نور کے تیس سالہ فائل کے ہوتے ہوئے ماخذ کا مطالبہ کرنا تعجب خیز ہی نہیں بلکہ مضحکہ خیز بھی ہے آخر وہ کونسی بات ہے جو احمدیہ لٹریچر میں نہیں اور اسے مضمون نگار صاحب نے پیش کیا ہو وہ ایک بات پیش کریں اور ہم ثابت کر دیں گے کہ انھوں نے اس بات کو جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے مستعار لیا ہے جب یہ خود مسلم ہے کہ ان دو موحد اقوام میں سے کسی نے اتحاد و اتفاق کی کوشش نہیں کی اور محترم مدیر صدق فرماتے ہیں کہ خود ہمارے علماء اکابر نے بھی اتنے گہرے رشتے اتحاد ہونے کے باوجود بھی سکھوں کو اپنانے کی طرف توجہ نہیں کی تو پھر مضمون نگار صاحب کے اس مضمون کا ماخذ یقیناً اس جماعت اور تحریک کا لٹریچر ہے جس نے سکھوں کو اسلام کے قریب لانے کی کوشش کی سکھوں میں تبلیغ اسلام کا میدان تیار کیا سکھوں کو اسلام کے قریب کیا اور متعدد سکھ افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا اور ان افراد کو صرف مسلمان ہی نہیں بنایا بلکہ مبلغ اسلام بنایا۔ ہم نے ہرگز ہرگز مضمون نگار صاحب پر بدظنی نہیں کی بلکہ انھوں نے اخفاء سے کام لیا ہے اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے احمدی مبلغین کے پیدا کردہ لٹریچر کے دلائل کو اپنے مضمون کیلئے مستعار لیا اگر انھوں نے احمدیہ لٹریچر سے استفادہ نہیں کیا تو کیا وہ ازراہ مہربانی بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے کہاں سے استفادہ کیا ہے؟ اپنے اس ماخذ کو بتانے کے بعد ہمیں امید ہے کہ وہ حسب وعدہ سکھوں کو اسلام کے قریب لانے کی تاریخ اور احمدیہ لٹریچر کے ماخذ پر بھی ضرور روشنی ڈالیں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت مولینا صدر الدین صاحب۔ محترم مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی خیریت سے حیدرآباد دکن سے لاہور واپس تشریف لے آئے ہیں۔

ولادت (ا) جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے تحریر فرماتے ہیں:- "خدا تعالیٰ کی مہربانی سے میرا تیسرا پوتا پیدا ہوا ہے اس کے والد شاہ عبدالحی صاحب نے ۔/۵ ادارہ تعلیم قرآن کے لئے دیئے ہیں جو ارسال ہیں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نو مولود کو نیک صالح اور لمبی عمر عطا فرمائے"

(ب) یہ خبر جماعت کے احباب کی خوشی کا موجب ہوگی کہ اخویم مرزا عبدالرحمن بیگ صاحب (خلف الرشید حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم) ڈپٹی انسپکٹر گورکھپور کے ہاں اللہ تعالےٰ نے ۲۴ مارچ کی رات کو صاحبزادی عطا فرمائی ہے۔ بچی کی پیدائش میموریل ہسپتال لدھیانہ میں ہوئی۔ جہاں مرزا صاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ بسلسلہ رخصت اس وقت مقیم ہیں۔ نوزائیدہ ہمارے مکرم دوست خان بہادر ڈاکٹر ...... صاحب کی نواسی ہے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو با عمر اور نیک نصیب کرے۔

درخواست ہائے دعا (ا) محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ...... لاہور کے صاحبزادہ سعید احمد صاحب جو فوج میں لفٹننٹ ہیں کو ایک فوجی ٹرک کے تصادم سے ...... شدید ضرب آئی ہے ان کے پیٹ کا اپریشن ہوا ہے اپریشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا احباب سعید احمد صاحب کی شفایابی کے لئے خلوص قلب سے دعا فرمائیں۔

(ب) محترم خان بہادر میاں غلام رسول تمیم رئیس جھنگ کی صاحبزادی بیمار ہیں ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔

(ج) میاں محمد دریام صاحب جھنگ ...... عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(د) حبیب الرحمان صاحب ...... ان کی

مکتوب بغداد

از محترم جناب سید تصدق حسین صاحب قادری

محترمی حضرت مولانا عزیز بخش صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

گرامی نامہ مرقومہ ۲۵ جنوری بحری ڈاک ارسال کردہ مورخہ ۸ فروری کو اور مکتوب مرقومہ ۲۰ فروری ہوائی ڈاک سے بھیجا ہوا مورخہ ۳ مارچ کو ملا۔ قبلہ خط و کتابت کے بند ہو جانے سے جو تشویش ہو گئی تھی الحمدللہ وہ دور ہوئی۔ ازراہ کرم آئندہ اپنی خیر و عافیت کی اطلاع ہمیشہ ہوائی ڈاک سے دیا کریں مبلغ ۸ / ۲۳۲ روپیہ کی رسید موصول ہوئی اخبار پیغام صلح کے پرچے ۲۶ تک اور دو پرچے لاٹ کے اور ۲۸ جنوری کو ارسال کردہ مفت لٹریچر کے اردو انگلش دو پیکٹ بھی موصول ہوئے بے حد شکریہ پیغام صلح میں سالانہ جلسہ کی مختصر روئیداد پڑھ کے بے حد مسرت ہوئی ادارہ تعلیم قرآن کے قیام کی تحریک کا حال معلوم ہوا۔ اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی مورخہ ۲ مارچ کو کراچی سے عراق کے لئے روانہ ہو چکے ہیں ان کی تشریف آوری پر تحریک مذکور احباب کے سامنے پیش کروں گا حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ کے دلوں کو گرما دینے والے خطبات عالیہ احباب اخبار پیغام صلح میں دیکھ رہے ہیں۔ تحریک کے پیش ہونے پر اللہ تعالےٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ احباب جماعت عراق دل کھول کر اس مقدس کام میں بھی حصہ لیں گے حضرت امیر محبوب کی دلی آرزو ہے۔ ہم ضرور پوری ہو کر رہے گی۔

اخبار پیغام صلح سے معلوم ہوا کہ ہمارے محترم امیر جماعت کی ترقی اور استحکام کے لئے سو افراد جماعت میں سے ایسے چاہتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیں۔ محترم قبلہ جماعت عراق کے تمام احباب سیدنا امیر کی اس مقدس پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں لے خدا ہمیں اپنے عہد پر قائم رہنے کی توفیق دے اور ثابت قدم رکھ۔ ویسے بھی احباب مفت تقسیم لٹریچر کا کام نہایت احسن طریق پر سرانجام دے رہے ہیں۔ عراق میں بغداد کے علاوہ مختلف شہروں مثلاً بصرہ۔ موصل کرکوک۔ حلہ۔ خالقین۔ حبانیہ میں بذریعہ ڈاک لٹریچر بھیجا جاتا ہے۔ جنگ سے قبل امریکہ جاپان۔ یورپ۔ چین۔ افریقہ اور بلاد عربیہ میں باقاعدہ لٹریچر ارسال ہوتا رہا لیکن اس وقت مصر اور فلسطین کو لٹریچر پہنچ رہا ہے جنوری میں ایک نسخہ منو ورلڈ آرڈر پاپائے روم کو بھی بذریعہ بھیجا گیا بغداد میں اکثر باہر سے آنے والے معزز مسلم و غیر مسلم احباب کو بھی لٹریچر پہنچایا گیا۔ مصر کے کئی ایک کبار اساتذہ جو بغداد میں قیام پذیر ہیں اور یہاں کے مدارس عالیہ میں مدرس ہیں۔ لٹریچر دیا گیا۔ اپنے دوستوں میں سے استاذ محمد جروک ناضح، استاذ تاریخ الادیان فی دارالمعلمین عالیہ اور استاذ مصطفیٰ کامل مدرس الحقوق نیو ورلڈ آرڈر کا عربی ترجمہ کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں کئی ایک تعلیمیافتہ نوجوان جو مغربی تہذیب و تمدن اور تحریکات باطلہ غربیہ کا شکار ہیں انہیں نہ صرف لٹریچر دیا جاتا ہے، بلکہ اکثر زبانی بھی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ ان میں سے کئی ایک نوجوان راہ راست پر بھی آ گئے ہیں قادیانی احباب جو فوجی ملازمت کے سلسلہ میں عراق میں آتے ہوتے ہیں انہیں بھی لٹریچر دیا جاتا رہا اور مجادلہ بطریق حسنہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ غرض اس تحریک سے پہلے کہ حضور کی اس ندا کے قبل بھی احباب جماعت بغداد اپنے پیارے امیر کی خواہش کو عملی رنگ میں پورا کر رہے تھے۔ اب انہیں مزید ہدایات کا انتظار ہے، اس مقدس ترین کام کے لئے حضور کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے سر نیاز خم ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

انجمن اصلاح المسلمین سامانہ کا جلسہ

{از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لائلپور}

۱۵-۱۶-۱۷ فروری کو انجمن اصلاح المسلمین سامانہ پٹیالہ کا جلسہ تھا۔ یہ جلسہ عید میلاد النبی صلعم کی تقریب پر کیا گیا۔ جلسہ کی مفصل رپورٹ تو سامانہ کے دوست لکھیں گے میں یہاں اپنے چند تاثرات کو پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ جلسہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کی طرف سے متفقہ طور پر کیا گیا تھا اور اس کے انتظامات میں نہ صرف سامانہ کے مسلمانوں نے حصہ لیا بلکہ گرد و نواح کے دیہات کے مسلمانوں نے بھی اس میں شرکت کی۔ اراکین جلسہ نے اگرچہ جلسہ کے انتظامات وسیع پیمانہ پر کر رکھے تھے تاہم حاضری کے لئے جلسہ گاہ مکتفی ثابت نہ ہوئی۔ ہزاروں مرد اور عورتیں اپنے پیارے آقا حضور سرور کائنات صلعم کی محبت میں جمع تھے۔ عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جگہ جگہ تقریریں ہوئیں اور نعت خوانی کی گئی۔

اراکین جلسہ کی طرف سے دیگر علماء کو بھی دعوت دی گئی اور اخراجات سفر کے لئے پیشگی رقوم بھی بھیجی گئی تھیں مگر عید میلاد النبی صلعم کا موقعہ تھا جگہ جگہ جلسے تھے اس لئے کوئی عالم سامانہ نہ پہنچ سکا۔ صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اخویم شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اخویم مولوی فضل الرحمن صاحب قمر اور خاکسار راقم الحروف تین مبلغ بولنے والے تھے۔ پبلک پر خوشگوار اثر ہوا سامانہ کے بزرگ سوندھے خانصاحب پریذیڈنٹ انجمن اصلاح المسلمین ایک ایسی بابرکت ہستی ہیں کہ سامانہ کے تمام مسلمان آپ کے وجود پر جمع ہو گئے ہیں۔ اور آپ کے زیر قیادت کام کر رہے ہیں۔ میں نے خانصاحب کو کہا کہ آپ سامانہ کے جناح ہیں جس طرح مسٹر جناح کے وجود پر تمام ہندوستان کے مسلمان جمع ہو گئے ہیں اسی طرح سامانہ کے مسلمان آپ کے وجود پر جمع ہیں۔ اور یہ کیفیت تکفیر المسلمین جیسی خطرناک مرض کو ختم کر دینے کیلئے خدا کی طرف سے پیدا ہوئی ہے۔ جلسہ کے اختتام پر بہت سے احباب نے جو فیراز جماعت تھے دعوتیں دیں۔ صبح کی چائے کہیں تو دوپہر کا کھانا کہیں اور پھر یہ نہیں کہ صرف مبلغین کی دعوت ہوتی بلکہ شہر کے تمام معززین کو مدعو کیا جاتا ہر ایک میزبان نے کمال اخلاص اور محبت کا ثبوت دیا۔ سامانہ میں آریہ پنڈتوں سے میرا کئی بار مقابلہ ہوا اور خدا نے محض اپنے فضل و کرم سے بڑی بڑی کامیابی عطا فرمائی جس کا مقامی مسلمانوں کے دلوں پر گہرا اثر ہے اور میں جب بھی سامانہ گیا مسلمانوں نے بڑی محبت کا ثبوت دیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء سامانہ کی اس خوشگوار فضا کے پیدا کرنے میں ویسے تو ہر مسلمان کا حصہ ہے مگر مندرجہ ذیل بزرگوں اور دوستوں کی خدمات خاص طور پر قابل صد ستائش ہیں۔ (۱) سوندھے خاں صاحب پریذیڈنٹ انجمن اصلاح المسلمین (۲) چوہدری نور محمد صاحب وائس پریذیڈنٹ (۳) محمد مہر خانصاحب جنرل سیکرٹری (۴) شیخ عنایت حسین صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری (۵) عبدالشکور خانصاحب سیکرٹری شعبہ تبلیغ (۶) مسٹر غلام نبی صاحب سیکرٹری اوقاف (۷) حکیم طفیل احمد صاحب محاسب (۸) امین الرحمن صاحب آڈیٹر (۹) خیر الدین صاحب خوانچی (۱۰) نواب سعید الدین خانصاحب مہتمم جلسہ (۱۱) نواب ظہور الدین خانصاحب معاون (۱۲) مرزا نور محمد صاحب (۱۳) مرزا الیاس بیگ صاحب پوسٹماسٹر (۱۴) مولوی رفیق محمد صاحب (۱۵) میاں اللہ بخش صاحب (۱۶) سید اقبال حسین صاحب نمبردار۔ علاوہ ازیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کے جملہ اراکین نے ہر طرح سے حصہ لیا بالخصوص مکرم مرزا عزیز بیگ صاحب پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام سامانہ اخویم مولوی فضل الرحمن صاحب قمر اور شیخ محمد شفیع صاحب کی خدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں قمر صاحب کو خدا نے سامانہ میں ایک خاص شہرت اور عزت عطا فرما رکھی ہے اور ہر طبقہ کے مسلمان خاص

باقی بر صفحہ ۸

فارن مشن فنڈ (تبلیغ بلاد غیر) وصایا و عطیات

آمد ماہ فروری

نام	روپے	آنے	پائی	مد
حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱۰	۔	۔	قسط وصیت
مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع	۷	۱۰	۔	"
شیخ نثار احمد صاحب بی اے۔ وزیر آباد	۶۰	۔	۔	"
بابو محمد دین صاحب ڈاڈر سینی ٹوریم	۱	۔	۔	"
لفٹننٹ محمد علی صاحب بمبئی	۵۰	۔	۔	عطیہ
حضرت مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	۔	۔	قسط وصیت
ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی	۱۵	۔	۔	"
ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سابق جنرل سکرٹری انجمن	۸۵۰	۔	۔	"
ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۵	۔	۔	"
چوہدری سید احمد صاحب بڈولہی	۲۵	۔	۔	"
مولانا عبدالہادی صاحب تنظیم کلہ	۱۰۰	۔	۔	"
حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب لدھیانہ	۱۲	۔	۔	"
ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب سابق جنرل سکرٹری انجمن	۱۵۰	۔	۔	"
حافظ محمد بخش صاحب چک ۲/۴ اوکاڑہ	۱۰۰	۔	۔	"
اہل خانہ حافظ محمد بخش صاحب چک ۲/۴	۳۰	۔	۔	"
کل میزان	۱۴۴۹	۱۴	۔	
وصایا	۱۳۹۹	۱۰	۔	
عطیات	۵۰	۴	۔	

اسلام اور کمیونزم کا عملی موازنہ

روس کے اشتراکیوں کا طرز عمل فاتح کی حیثیت میں!

زندگی کے کوئی دو نظام ہائے فکر و عمل کے درمیان فیصلہ کرنے کا ایک احسن طریقہ یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ وہ کس قسم کے انسان تیار کرتے ہیں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، ایک قدیم اور درست قول ہے۔

لیکن یہ ایک ایسا معیار ہے جس کے مطابق اسلام کا سامنا کرنے سے کمیونسٹ بہت کتراتے ہیں، کیونکہ وہاں ایک طرف تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جیسے برگزیدہ انسان ہیں جن کی پاکیزگیٔ نفس، طہارت قلب اور شرافت کردار کو پوری طرح بیان کرنے کے لئے زبان الفاظ ہی نہیں رکھتی اور دوسری طرف لینن اور سٹالن جیسے ابن الوقت لوگ ہیں، جن کے لئے نہ تو کوئی چیز حرمت والی ہے اور نہ ممنوع۔

اگر کسی کمیونسٹ کو یہ معیار استعمال کرنے پر مجبور کر دیا جائے، تو وہ اس تفاوت کو شخصی اختلافات اور مستثنیات سے تعبیر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح اس فیصلے سے بھاگتا ہے، جو اس کے خلاف صادر ہونے والا ہوتا ہے، لیکن ایک تفاوت کو جو اس قدر بدیہی ہو، اور جو بحیثیت مجموعی پیروانِ اسلام اور کمیونزم کے دلدادوں کے درمیان پایا جاتا ہو کس طرح محض شخصی اختلافات پر محمول کیا جا سکتا ہے،

اس جنگ میں جو حال ہی میں ختم ہوئی ہے، ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں، جن سے اسلام اور کمیونزم کے پیدا کئے ہوئے انسانوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، اس لحاظ سے کہ جب یہ فاتح کی حیثیت سے کسی مفتوح شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس وقت کس قسم کے اخلاق اور افعال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اس مضمون کے اخیر میں برطانیہ کے ایک نہایت ذمہ دار ماہنامہ کے ادارتی مقالے کے کچھ اقتباسات درج ہیں جن سے یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ شہر ڈینزگ سے پچھلے سال جبکہ جرمن وہاں سے پسپا ہو گئے تھے اور روسی فوجیں اس میں داخل ہوتی تھیں، تو کس قسم کے واقعات ظہور میں آئے، اس مضمون کے لکھنے والے کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس ان تمام باتوں کا جو لکھی گئی ہیں کافی اور تسلی بخش ثبوت موجود ہے جس میں بہت سے عینی گواہوں کی تحریری شہادتیں اور غیر جانب دار اشخاص کی تحریریں اور رپورٹیں ہیں۔

چند غور طلب باتیں ناظرین اس سرگذشت کو پڑھتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ سپاہی جن کے واقعات اور اعمال بیان کئے جا رہے ہیں سوویٹ روس کے سپاہی ہیں۔ جنہیں کمیونسٹ تمام دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کرتے اور جن کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے اور یہ بھی خیال رہے کہ اب کمیونسٹوں کے پاس وہ عذر بھی نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ انقلاب روس کے خونیں واقعات کی ذمہ داری کو ٹالنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ یعنی اس وقت روس کی اکثریت کمیونزم سے متاثر نہیں ہو چکی تھی، بلکہ اب یہ حالت ہے کہ جب سے روس میں کمیونزم سرکاری دین کی حیثیت سے قائم ہوا ہے، ایک پوری نئی نسل جوان ہو چکی ہے اور روس کی تمام آبادی اور بالخصوص سرخ فوج پر کمیونزم اپنا رنگ چڑھا چکا ہے اور یہ بھی یاد رکھئے کہ یہ ۱۹۴۵ء کے واقعات ہیں، جبکہ ویسٹ فیلیا کی صلح اور اس کے منظور کردہ قوانین کو صدیاں گذر چکی ہیں۔

اگر ہم ڈینزگ کی اس کہانی کا مسلمانوں کی شام اور عراق کی فتوحات کے ان واقعات کے ساتھ موازنہ کریں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، اور جو ویسٹ فیلیا سے نو صدی پہلے کے واقعات ہیں، جبکہ دنیا نے ابھی کسی ایسے قانون کا نام بھی نہیں سنا تھا، جو جنگ میں فریق غالب کے حقوق و اختیارات پر کسی قسم کی پابندی عاید کر سکتا تو کمیونسٹوں کو چیں بجبیں نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہاں بھی حالات عام سپاہیوں اور ان کے معمولی امیروں کے ہیں جنہوں نے مختلف شہروں پر فتح کے بعد قبضہ کیا۔ پھر وہاں بھی اسلام کے بحیثیت نظام کے قیام پر تقریباً ایک نسل کا زمانہ گذر چکا ہے نیز مسلمان بھی زبردست دشمنوں کے خلاف برسر پیکار ہیں، اس وقت اسلام کی جنگ بیک وقت دنیا کی دو عظیم ترین سلطنتوں روما اور ایران سے ہو رہی تھی۔

مسلمان فاتح کی حیثیت میں تاریخ بتلاتی ہے، کہ جس دن، اسلام کے یہ سپاہی کسی شہر پر قابض ہو جاتے تھے اس دن سے اہل شہر کی جان، مال اور عصمت اس سے کہیں زیادہ محفوظ ہو جاتی تھی جیسی کبھی اس سے پہلے ان کے اپنے ہم مذہبوں کی حکومت میں ہوتی تھی، ان مسلمان سپاہیوں کا طرز عمل اتنا پاکیزہ ہوتا تھا، کہ اہل شہر دعائیں مانگتے تھے، کہ کہیں ایسا نہ ہو جنگ کے کسی مدوجزر کی وجہ سے ان فوجیوں کو ان کا شہر خالی کرنا پڑے اور اگر کسی وقت کسی جنگی مجبوری کی بنا پر اس اسلامی فوج کو شہر سے نکلنا پڑتا تھا، تو بجائے، اس کے کہ ان کی جیبیں لوٹ مار کے مال سے بھری ہوں، وہ قانونی طور پر وصول کئے ہوئے محاصل بھی اہل شہر کو واپس کر دیتے تھے، کہ جب ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے، تو تمہارے مال کو کس طرح ہم رکھ سکتے ہیں، یہ مسلمان سپاہی مفتوح شہروں میں داخل ہوتے ہیں اور شہر کی عورتیں یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کس قسم کے انسان ہیں جن کی شجاعت اور خدا ترسی کے واقعات ان کے کانوں تک پہنچے ہیں اپنے گھروں سے باہر نکل آتی ہیں لیکن یہ سپاہی، یہ فاتح نگاہیں زمین میں گاڑ کر چل رہے ہیں، تاکہ غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنے سے اللہ کے قانون کی کسی شق کو توڑ نہ بیٹھیں، اور اس کی رضا کی بجائے جس کے حصول کے لئے وہ اس جہاد میں شامل ہیں کہیں اس کی ناراضگی کو نہ خرید بیٹھیں۔

اشتراکی غلبہ حاصل کر لینے کے بعد

اب وہ اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، اور جن سے معلوم ہوگا کہ روس کے شریف کمیونسٹوں نے مفتوحین کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

شہر ڈینزگ ۲۷ مارچ ۱۹۴۵ء کو روسیوں کے قبضے میں آیا اور لوٹا گیا۔۔۔ جرمنوں نے شہر چھوڑتے وقت عام حکم دیا تھا کہ تمام لوگ شہر سے نکل جائیں لیکن اہل ڈینزگ بالعموم اس بات پر یقین کئے بیٹھے تھے، کہ اتحادی پھر ان کے شہر کو آزاد ریاست کا مرتبہ دیدیں گے ۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے جرمنوں کے حکم کی تعمیل نہ کی اور شہر کی پناہ گاہوں میں چھپ کر روسیوں کی آمد کے منتظر رہے، ان کی تعداد مضافات کے پناہ گزینوں کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی تھی۔

"روسی ہر پناہ گاہ۔ ہر مکان اور ہر تہ خانہ میں داخل ہوئے اور انھوں نے گھڑیاں، انگوٹھیاں اور نقدی وغیرہ لوگوں سے حاصل کیں، تقریباً تمام عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور مظلومین میں ۶۰ حتی کہ ۷۵ برس تک کی سن رسیدہ عورتیں بھی تھیں اور پندرہ بلکہ بارہ سال کی عمر کی بچیاں بھی بہتوں کے ساتھ دس بیس بلکہ تیس دفعہ یہ فعل قبیح کیا گیا، جن سے یہ سلوک کیا گیا ان میں سے اکثر کو آتشک اور آتشکی امراض لاحق ہو گئے، شہر میں جتنے مکانات باقی رہ گئے تھے ان میں سے ایک ایک کو لوٹا گیا، ایک عینی شاہد کا بیان ہے، کہ روسیوں نے حکم دیا تھا، کہ تمام دروازے غیر مقفل رہیں، وائرلیس سیٹ فرنیچر، پیانو، سینے کی مشینیں اور اس قسم کا تمام سامان نکال لیا گیا"

روسی سپاہیوں میں شراب خوری کی وجہ سے نشے کی حالت عام تھی اور ان کے افسروں کا ان پر کسی قسم کا قابو معلوم نہیں ہوتا تھا۔ افسروں میں بھی بہت سے خود اس ظلم و تعدی میں حصہ لے رہے تھے، اگرچہ کچھ لوگ شہریوں کے حال پر ترس کھاتے اور سپاہیوں کو روکنے کی کوشش کرتے تھے، یہ حالات کئی دن تک جاری رہے، ان لڑکوں کو جو اپنی ماؤں کو بچانے کی کوشش کرتے تھے گولی مار دی جاتی تھی، خودکشی کے بہت سے واقعات ہوئے

"ڈینزگ کا کلیسا لوٹا گیا، اور اسے ناقابل بیان گندگی کی حالت میں چھوڑا گیا ۔۔۔۔۔"

"دوسرے شہروں میں بھی اس قسم کے حالات تھے۔ شہر آکویا میں روسی سپاہی جو تمام کے تمام شراب کے نشہ میں چور نظر آتے تھے۔ اپنے افسروں کے قابو سے بالکل باہر ہو گئے،۔۔۔۔ ایک روسی افسر مختلف پناہ گاہوں میں گیا اور لوگوں کو کلیسا میں پناہ لینے کا مشورہ دیا، اور یہ افراد وہاں ایک رات اور ایک دن محفوظ رہے، دوسری رات معبد پر بھی حملہ کیا گیا اور اس کے اندر ہر قسم کے فواحش کا ارتکاب کیا گیا۔۔۔۔۔ ان بچاروں نے وہاں سے بھاگ کر پادری کے مکان پر پناہ لی اور دو دن تک روسیوں کو ان کا علم نہ ہو سکا تیسرے دن پھر ان کی عصمت دری کی گئی، جن کے ساتھ یہ فعل کیا گیا، ان میں کئی سسٹر آف مرسی (راہبہ خواتین) اور تیرہ سال کی ایک لڑکی بھی تھی"

"ڈینزگ کا ہسپتال مکمل طور پر لوٹا گیا، اور وہاں ایک چیز بھی باقی نہ چھوڑی گئی، خواتین ڈاکٹروں اور نرسوں کی عصمت دری کی گئی"

"بہت سے لوگ گرفتار کر لئے گئے ایک عینی شاہد کا بیان ہے، کہ اسے اور تیس اور لوگوں کو ایک اصطبل میں محبوس کر دیا گیا، یہ لوگ پانچ روز تک وہاں سوائے اس پانی کے جو ایک متعفن نالی سے چلوؤں سے اکٹھا کر لیتے بالکل بے آب و دانہ رہے ۔۔۔۔۔ دوسرے ڈینزگ کے گرفتار شہریوں سے سوال کئے گئے کیا وہ کسی نازی جماعت کے رکن تو نہ تھے، اور اور ان کے انکار کرنے پر اس سختی سے مارا گیا، کہ وہ ہر چیز کا اقبال کرنے پر تیار تھے، بہتوں کو سزا کا ایک قیدیوں کے کیمپ میں بھیجدیا گیا۔ کمرے اتنا ٹھونس کر بھرے ہوئے تھے کہ سونے کے لئے لیٹا نہ جا سکتا تھا، ہر روز آٹھ دس آدمی

(باقی بر صفحہ)

...ں صاحب نے شائع کیا تھا اور جس پر بے حد ناز کیا جا رہا تھا گیا اس نے میاں صاحب کے الہاموں، خوابوں یا کشفوں کو حدیث النفس یا حدیث الشیطان ثابت کر دینے میں کوئی کسر اٹھا رکھی ہے جو مضمون نگار صاحب کو ان کے خوابوں وغیرہ کو زیر بحث لانے کی جرأت ہوئی ہے۔

چوتھی دلیل اس مضمون میں یہ دی گئی ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ایک دفعہ سعد اللہ لدھیانوی کے لڑکے کو نامرد لکھا تھا تو مولوی محمد علی صاحب نے حضور کو مشورہ دیا تھا کہ اس قسم کے الفاظ قانونی طور پر قابل گرفت ہیں اس سے مضمون نگار صاحب نتیجہ نکالتے ہیں کہ مولوی صاحب دل میں تو حضورؑ کے الہام ان شانئک ھو الابتر پر معترض تھے لیکن چونکہ ظاہر نہیں کر سکتے تھے اس لئے قانون کی آڑ لیکر اس کی اشاعت کو رکوانا چاہتے تھے اس دلیل کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی سر اہل انصاف و دانش خود ہی اندازہ کرے کہ اس دلیل میں کس قدر معقولیت و مضبوطی ہے اور کہاں تک یہ اصل دعوے کو ثابت کرنے والی ہے یہی وہ چار دلائل ہیں جو ۳۲ سال کی کاوش سے حضرت مولوی محمد علی صاحب کو الہام "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" کا مصداق ثابت کرنے کے لئے نکالے گئے ہیں، یہ دلائل خود ہی اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کے پاس حضرت امیر ایدہ اللہ کو اس الہام کا مصداق ثابت کرنے کے لئے ایک بھی دلیل نہیں اب جبکہ حضرت امیر اور آپ کے احباب اس الہام کا مصداق ثابت نہیں ہو سکتے تو لا محالہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کو صرف اسی دلیل پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ واقعات سے بھی اسکو پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ہوں وباللہ التوفیق۔

الہام قبول نہ کرنیکے چار مفہوم اور مولویوں کا کچا پن

میں نے گذشتہ قسط میں بتلایا تھا کہ الہام قبول نہ کرنے کے چار مفہوم ہو سکتے ہیں اول امت محمدیہ میں مطلق الہام کا انکار، سو حضرت اقدسؑ کے مقابلہ میں مولویوں نے اس مفہوم کے لحاظ سے بھی کچا پن دکھلایا یعنی وہ اس بات کے ہی منکر تھے کہ نبی کریم صلعم کے بعد امت میں کسی کو قطعی و یقینی الہام ہو سکتا ہے دوم حضرت اقدسؑ کے الہامات کا انکار، سو مولوی صاحبان اس کے بھی مرتکب تھے یعنی انھوں نے حضورؑ کے الہامات کو منجانب اللہ ماننے سے صاف انکار کر دیا حالانکہ ان کا منجانب اللہ ہونا سورج سے بھی زیادہ روشن دلائل سے ثابت تھا سوم قرآن شریف کے مقرر کردہ معیاروں کے خلاف کسی الہام کو سچا تسلیم کر لیا جائے چنانچہ ان مولوی صاحبان نے حضرت اقدسؑ کے الہامات کا تو انکار کیا جو قرآن شریف کے معیاروں کے بالکل مطابق تھے لیکن حضورؑ کے بالمقابل دوسرے جھوٹے ملہمین کے الہاموں کو سچا تسلیم کرنے کی طرف مائل ہو گئے، چہارم یہ کہ حضرت اقدسؑ پر جو علوم الہاماً کھولے گئے ان کا انکار کیا جائے چنانچہ مولوی صاحبان نے حضرت اقدسؑ کے لائے ہوئے علوم کا انکار کر کے اس مفہوم کو بھی اپنے اوپر وارد کر لیا۔ اب جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں الہام آپکی ہمیں بتلاتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی جماعت میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ان مولویوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر لیں گے اور حضرت اقدسؑ کے الہامات کا ان مندرجہ بالا مفہوموں کے لحاظ سے انکار کریں گے یہی وجہ ہے کہ اس الہام کے ساتھ ہی یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں "سب مولوی ننگے ہو جائیں گے" یہ الفاظ اگر ایک طرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ الہام زیر بحث کا مصداق جماعت احمدیہ کا وہ حصہ ہوگا جس کے ساتھ اختلاف کے وقت جماعت کے مولویوں کی کثرت ہوگی تو دوسری طرف اس امر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ وہ حضرت اقدسؑ کے انبیاء الہامات اور حضورؑ کی کھلی کھلی تعلیم کا انکار کر کے حضورؑ کے مخالف مولویوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں گے اور پھر ساتھ ہی ان الفاظ کے اندر یہ بھی پیشگوئی ہے کہ جماعت کے ان مولویوں کے ذلیل ہونے کے بھی سامان پیدا ہو جائیں گے۔

جناب میاں صاحب اور انکے علماء کی مولویوں سے مشابہت

ان چار مندرجہ بالا مفہوموں میں سے پہلے مفہوم کو چھوڑ کر باقی تینوں مفہوموں میں جناب میاں صاحب اور ان کے علماء اور ان کی تقلید میں ان کے عوام نے حضرت اقدسؑ کی مخالفت میں کمربستہ رہنے والے مولویوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر لی پس سلسلہ قبول الہامات میں کچے یا تو وہ مولوی تھے جنہوں نے خدا کے مسیح کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا۔۔۔ اور یا اب جناب میاں صاحب اور ان کے مرید ہیں جنہوں نے ان مخالف مولویوں کے نقش قدم پر چل کر ان سے مشابہت پیدا کر لی ذیل میں اہل انصاف احباب کے سامنے میں وہ دلائل رکھتا ہوں جو اس مشابہت کو ثابت کرتے ہیں۔

دلیل اول الہامات کے قبول کرنے میں کچا پنے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ علم جو اللہ تعالے کی طرف سے حضرت اقدسؑ پر کھولا گیا اس کا انکار کیا جائے سو اس مفہوم کے لحاظ سے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا کچا پن ثابت ہے سراج منیر کے صفحہ ۳۔۲ پر حضور نے تحریر فرمایا کہ:

"الہام اور حدیث نبوی میں مجھے نبی و رسول مجازی معنی میں کہا گیا ہے جو محدث کے مترادف ہے نبیوں والی نبوت کے مفہوم میں اب نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا یہ فرمایا ہے" یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔۔۔۔۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت (حقیقی نبوت سے مراد جناب میاں صاحب کی مزعومہ شریعت والی نبوت نہیں بلکہ نبیوں والی نبوت ہی مراد ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کو حقیقی نبی قرار دینے سے واضح ہے۔ از ناقل) کے دروازے خاتم النبیین صلعم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور"

تحریر مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل چھ علوم کھولے گئے۔

(۱) اسلامی اصطلاح میں حقیقی نبی وہ ہے جس پر وحی نبوت نازل ہو۔

(۲) حضرت مسیح علیہ السلام حقیقی نبی تھے کیونکہ ان پر وحی نبوت نازل ہوتی تھی۔

(۳) صاحب شریعت اور صاحب وحی نبوت مترادف الفاظ ہیں۔

(۴) صاحب وحی نبوت اب قرآن کریم کے بعد کوئی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا خاتم النبیین کے بعد ایسے شخص کے لئے دروازہ بکلی بند ہے۔

(۵) نبی تو نہیں لیکن محدث اس امت میں آئیں گے جو نبیوں کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے مجازاً نبی کہلائیں گے۔

(۶) جو لوگ ختم نبوت کے بعد نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے نئے یا پرانے کے لئے اس دروازہ کو کھلا رکھتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

مخالف مولویوں نے ان چھ ہی خدا کی طرف سے ملے ہوئے علوم کی مخالفت کی اور اب جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ان مولویوں کی پیروی میں ان چھ ہی علوم کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۱) جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ختم نبوت کے بعد وحی نبوت کے نزول کے قائل ہیں (۲) حضرت مسیح کو حقیقی نہیں بلکہ مجازی نبی مانتے ہیں (۳) صاحب شریعت اور صاحب وحی نبوت کو مترادف نہیں بلکہ ان کے مفہوم کو الگ الگ سمجھتے ہیں (۴) قرآن کریم اور خاتم النبیین کے بعد حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ صاحب وحی نبوت یقین کرتے ہیں (۵) حضرت اقدس کو محدث ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلامی اصطلاح میں حقیقی معنی میں نبی مانتے ہیں۔ (۶) ختم نبوت کے بعد پورے طور پر نبوت کے دروازہ کو بند نہیں مانتے اس مخالفت اور مخالف مولویوں کے ساتھ اس مشابہت کو پیدا کر لینے کے باوجود جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ابھی سلسلہ قبول الہامات میں پکے مولوی ہی ہیں سبحان اللہ اس پکے پن کا کیا کہنا۔ ابھی اور سنئے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ نے نبوت کا دعوے کیا ہے اس کے جواب میں ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱، ۴۲۲ پر فرماتے ہیں:۔

"نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اسکو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آ گیا"

مندرجہ بالا تحریر سے بھی عیاں ہے کہ آپ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی یہ کھولا گیا ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں ہاں نبی کا لفظ جو آپ کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے استعمال کیا گیا ہو تو وہ محض اس مفہوم میں ہے کہ محدث من وجہ نبی ہونے کی وجہ سے مجازی طور پر نبی کہلاتا ہے۔

اب جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء خدا کے دیئے ہوئے اس علم کو بھی رد کر رہے ہیں اور آج انھوں نے حضرت اقدسؑ کی حقیقۃ الوحی والی عبارت کو لی ہوئی ہے جس میں حضورؑ نے فرمایا کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں حالانکہ الا ہر دو عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہونے کے معنی بجز اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ جس طرز کے نبی ہونے کا حکم خدا نے مجھے دیا ہے میں اس طرز کا نبی ہوں اور وہ طرز انھوں نے خود بتلا دی ہے کہ محدث ہونے کی جہت سے جو شعبہ قویہ نبوت کا میں رکھتا ہوں اس کی وجہ سے مجھے اللہ تعالےٰ نے مجازی طور پر نبی کہا ہے اب مزید سنئے اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدسؑ کو الہام میں کہا الرحمان علم القرآن اس تعلیم قرآن کی روشنی میں حضورؑ نے مندرجہ

ذیل حقائق بیان کئے اس جگہ میں خوف طوالت سے حوالے نقل نہیں کروں گا بلکہ مفہوم کے بیان پر ہی اکتفا کروں گا (۱) آیت والشمس وضحاھا والقمر اذا تلاھا سے آپ نے استدلال کیا کہ دنیا میں سورج براہ راست خدا سے نور لیتا ہے اور چاند اس سے نور حاصل کرتا ہے اسی طرح انسانوں میں بھی ایک وہ لوگ ہیں جو براہ راست خدا سے نور حاصل کرتے ہیں اور انہیں نبی کہتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ جو ان سے اکتساب نور کرتے ہیں انہیں ولی کہتے ہیں ست بچن صفحہ ۹۷-۹۶۔

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء حضور کے اس علم کو بھی رد کر رہے ہیں یعنی باوجود اس کے کہ حضور نے اکتساب نور نبی کریم صلعم سے کیا آپ کو نبیوں کے زمرہ میں داخل کر رہے ہیں حالانکہ حضور کے اس علم کے ماتحت حضور ولیوں کے زمرہ میں ہی شمار ہو سکتے ہیں۔

(۲) آیت ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے حضور نے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی اپنی نبوت کے حاصل کرنے میں کسی کا مطیع نہیں ہو سکتا، لیکن جناب میاں صاحب اور ان کی تقلید میں ان کے علاوہ غیرہ نہ صرف اس علم کو رد کرتے ہیں بلکہ ایسا کہنے والے کو نعوذ باللہ نادان قرار دیتے ہیں۔

(۳) پھر حضور نے آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول میں تمام محدثین و مجددین کو داخل کیا ہے لیکن جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اس لفظ سے محدثوں اور مجددوں کو خارج کرتے ہیں۔

(۴) پھر حضور نے آیت خاتم النبیین سے استدلال کیا کہ جبرائیل بپیرایہ وحی رسالت اب دنیا میں قطعاً کسی شخص پر نازل نہیں ہو سکتا لیکن جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء حضور کے اس علم کا بھی کھلے طور پر رد کر رہے ہیں۔

(۵) پھر حضرت اقدس نے صاف فرمایا کہ اسلام کی اصطلاح میں جو نبوت ہے اس کے لئے شریعت کا لانا یا سابقہ شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرنا یا براہ راست خدا سے تعلق رکھنا لابدی ہے لیکن جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء حضور کے اس علم کا بھی واضح الفاظ میں انکار کر رہے ہیں۔

اب اس بات کا فیصلہ کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء حضور کے الہام "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا" کا مصداق ثابت ہوتے ہیں یا نہیں میں اہل انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(باقی دارد)

(بقیہ صفحہ ۲)

الغرض عثمان نے مزاحمت جاری کی داعیان اصلاح غالب آئے اور عثمان ذلت کے ساتھ بصرہ سے نکل گئے عثمان کی تذلیل پر طلحہ اور زبیر کو لوگوں کی یہ حرکت نہایت ناپسند ہوئی۔

کوفہ سے حضرت حسن نو ہزار کی جمعیت سے بصرہ کی طرف بڑھے اور حضرت علی کی فوج کے ساتھ مقام ذی قار پر مل گئے ادھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی فوج کو مرتب کر کے آگے بڑھایا چنانچہ دونوں فوجوں میں مٹ بھیڑ ہوئی چونکہ دونوں کا مقصد اصلاح حال تھا مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تنہا آگے بڑھے اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا "ابو عبداللہ! تمہیں وہ دن یاد ہے جبکہ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیئے آنحضرت صلعم کے سامنے سے گزرے تھے اور رسول کریم صلعم نے تم سے پوچھا تھا کیا تم اس کو دوست رکھتے ہو؟ تم نے عرض کی تھی ہاں یارسول اللہ۔ یاد کرو اس وقت تم سے حضور نے فرمایا تھا کہ ایک دن تم اسی سے ناحق لڑو گے (مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۶۶) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں اب مجھے بھی یاد آیا۔ اس بات نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قلب حق پرست میں ایک سخت تلاطم پیدا کر دیا تمام ارادے اور عزائم فسخ ہو گئے۔ سب جھگڑے چھوڑ چھاڑ کر آپ نے حجاز کا رخ کیا۔ راستہ میں ایک سنگدل ابن جرموز نے عین نماز کی حالت میں آپ کا کام تمام کیا۔ ابن جرموز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار اور زرہ لے کر بارگاہ مرتضوی میں حاضر ہوا۔ اور فخر کے ساتھ اپنا کارنامہ بیان کیا۔ جناب مرتضیٰ نے تلوار پر ایک حسرت کی نگاہ ڈالی اور فرمایا "اس تلوار نے بارہا رسول اللہ صلعم کے سامنے سے مصائب کے بادل ہٹائے ہیں۔ لے ابن صفیہ کے قاتل تجھے بشارت ہو کہ جہنم تیری منتظر ہے۔

(مسند جلد ۱ ص ۸۹)

وفات حضرت زبیر نے چونسٹھ برس کی عمر پائی اور سنہ ۳۶ھ میں شہید ہو کر وادی السباع میں سپرد خاک ہوئے۔

اخلاق و عادات حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا دامن اخلاقی زرو جواہر سے مالامال تھا۔ تقویٰ۔ پارسائی۔ حق پسندی۔ بے نیازی۔ سخاوت اور ایثار آپ کا شیوہ تھا۔ رقت قلب اور عبرت پذیری کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے معمولی واقعہ پر دل کانپ اٹھتا تھا۔

خشیتہ الٰہی جب یہ آیت نازل ہوئی انک میت وانھم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون الآیہ تو آنحضرت صلعم سے

(بقیہ صفحہ ۵)

کو سائبیریا بھیج دیا جاتا تھا۔

روسیوں نے شہر کے باقی ماندہ حصے کو آگ لگا دی، اور شہر کی تباہی کی تکمیل ہو گئی"

"روسیوں نے اعلان کر دیا تھا کہ تمام جرمن شہر بدر ہو جائیں اصلی جرمنوں اور اہالیان ڈینزگ کے درمیان کوئی تخصیص نہ کی گئی ..... جولائی کے پہلے نصف میں پولینڈ کی ملیشیا نے ڈینزگ کو اس کے شہریوں سے خالی کر دیا، اور کسی ضعیف بیمار اور بوڑھے کا بھی لحاظ نہ کیا گیا"

"یہ خاتمہ تھا، ڈینزگ والوں نے اس کے بعد [illegible] کر اس کے کھنڈرات کو بھی نہ دیکھا، بلکہ ریل گاڑیوں کشتیوں پر یا پیدل ہی اس بے خانماں ہجوم میں شامل ہو گئے جو ان علاقوں سے روساک، شٹیٹن، ہمبرگ اور برلن کی طرف رخ کئے ہوئے تھا۔

تاریخ کا ایک سبق یہ واقعات کسی قسم کے تبصرے کے محتاج نہیں ہیں، البتہ اتنا کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا عمل صرف کمیونسٹوں یا روسیوں یا پولوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ہر اس مقام پر دیکھا جا سکتا ہے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے سر عبودیت جھکانے سے انکار کرتا ہے، اور اس کی ہدایت و تعلیم سے جو اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے بھیجی ہے منہ موڑ کر انسانی زندگی کی عمارت کو اپنے ہی تصورات پر تعمیر کرنے کی کوشش کرتا ہے حق یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے احکام اور اس کے پیغمبر کے طریقے کا علم ہی ایسے واقع پر وحشی بننے سے انسان کو روک سکتے ہیں ۞ (کوثر)

بقیہ اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال نہایت رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اسسٹنٹ سرجن لیڈی ریڈنگ ہسپتال کی صاحبزادی ساترہ جو ایم بی بی کلاس تھرڈ ایر میں تعلیم حاصل کر رہی تھیں تین چار ماہ بیمار رہ کر مورخہ ۱۸ مارچ کو والدین اور اعزہ کو دائمی داغ مفارقت دے گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور والدین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف اور ڈاکٹر محمد الدین صاحب کھاریاں سے اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔

تمام احباب اپنی اپنی جگہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں ۞

(بقیہ صفحہ ۲)

احترام کرتے ہیں اور اپنے بعض معاملات میں انہیں بطور ثالث قبول کرتے ہیں ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ ۲۰ فروری میرا راجپورہ لیکچر تھا۔ اخویم شیخ محمد شفیع صاحب علوی کی معیت میں سامانہ سے رخصت ہوا پٹیالہ سے ہمارے مشہور بزرگ ماسٹر صادق علی صاحب بھی ہمسفر ہو گئے۔ راجپورہ اسٹیشن پر اخویم منشی غلام نبی صاحب و اخویم مولوی محمد حسین صاحب مبلغ اسلام موجود تھے۔ عصر کے وقت شہر کے چند معززین سے ملاقات کی۔ رات کو حضرت نبی کریم صلعم کے حالات پر میرا لیکچر ہوا۔ جلسہ اخویم منشی غلام صاحب کے کارخانہ کے احاطہ میں ہوا اور یہ جگہ شہر سے باہر ہے، دوری کے باوجود چند غیر مسلمین بھی شامل جلسہ ہوئے۔ حاضری مختصر تھی۔ ایک گھنٹہ حضور سرور کائنات کی زندگی کے متعدد پہلوؤں پر لیکچر ہوا سامانہ میں اخویم شیخ محمد شفیع صاحب علوی اور راجپورہ میں اخویم منشی غلام نبی صاحب کی میزبانی اور برادرانہ شفقت کا میرے دل پر خاص اثر ہے اللہ کریم جزائے خیر دے۔ آمین ۞

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ایڈیٹر: ایس محمد آصف۔ بی اے۔ جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۵ھ م ۳ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

آپس میں محبت کرو اور کسی سے بد خلقی نہ کرو

اپنی جماعت کے لوگوں کو باہم محبت کرنے اور روحانی کمزوروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم کرتے ہوئے اور اس درد کا اظہار کرتے ہوئے جو کہ آپ کو اپنی جماعت کی بہتری کے واسطے ہے فرمایا (میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور کچے لوگوں پر رحم کریں اُن کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کریں ان پر سختی نہ کریں اور کسی کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش نہ آئیں بلکہ ان کو سمجھائیں دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بعض منافق آکر مل جاتے تھے پر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے چنانچہ عبداللہ ابن ابی جس نے کہا تھا کہ غالب لوگ ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے چنانچہ سورہ منافقون میں درج ہے اور اس سے مراد اس کی یہ تھی کہ کفار مسلمانوں کو نکال دیں گے اس کے مرنے پر حضرت رسول کریمؐ نے اپنا کرتہ اس کے لئے دیا تھا میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں دعا کے ساتھ اپنی جماعت کی مدد کروں دعا کے بغیر کام نہیں چلتا دیکھو صحابہؓ کے درمیان بھی جو لوگ دعا کے زمانہ کے تھے یعنی مکی زندگی کے جیسی ان کی شان تھی ویسی دوسروں کی نہ تھی حضرت ابوبکرؓ جب ایمان لائے تھے تو انھوں نے کیا دیکھا تھا انھوں نے کوئی نشان نہ دیکھا تھا لیکن وہ حضرت رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اندرونی حالات کے واقف تھے اس لئے نبوت کا دعوےٰ سنتے ہی ایمان لے آئے اسی طرح میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اکثر یہاں آیا کریں اور رہا کریں گہرا دوست اور پورا واقف بن جانے سے انسان بہت فائدہ اُٹھاتا ہے معجزات اور نشانات سے ایسا فائدہ نہیں ہوتا، معجزات سے فرعون کو کیا فائدہ ہوا معجزات کے ہزاروں منکر ہوتے ہیں اخلاق کا منکر کوئی نہیں طالب ہو کر اصلی اور گھر کی حالات کو دریافت کرنا چاہیئے آریہ لوگوں نے حضرت رسول کریمؐ پر اس قدر اعتراض کئے ہیں لیکن اگر ان لوگوں کو آپکے اصلی حالات اور اخلاق کریمہ کے صحیح خبر مل جاتے تو یہ کبھی ایسی جرأت نہ کرتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کے دو پہلو دکھلائے ایک مکی زندگی جبکہ آپ کیساتھ صرف چند آدمی تھے اور کچھ قوت نہ تھی دوسرا مدنی زندگی جبکہ آپ فاتح ہو گئے اور وہی کفار جو آپ کو دکھ دیتے تھے اور آپ ان کی ایذا دہی پر صبر کرتے تھے اب آپ کے قابو میں آ گئے ایسا کہ جو چاہتے آپ ان کو سزا دے سکتے تھے مگر آپ نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر ان کو چھوڑ دیا سچا مسلمان وہ ہے کہ دوسروں کیساتھ ہمدردی سے پیش آوے میں دو باتوں کے پیچھے لگا ہوا ہوں ایک یہ کہ اپنی جماعت کے واسطے دعا کروں دعا تو ہمیشہ کی جاتی ہے مگر ایک نہایت جوش کی دعا جس کا موقعہ کبھی مجھے مل جائے اور دوم یہ کہ قرآن شریف کا ایک خلاصہ ان کو لکھ دوں قرآن شریف میں سب کچھ ہے۔

التجائے دُعا

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

آیندہ چند دن یا چند ہفتے ہندوستان کی تاریخ میں اگر خاص اہمیت رکھتے ہیں تو یہاں کے مسلمانوں کے لئے انہی ایام میں ان کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے کوئی شخص اس وقت نہیں کہہ سکتا کہ واقعات کیا رنگ اختیار کریں اور آیا اس ملک میں اسلام کا روشن مستقبل آسانی سے حاصل ہوسکے گا یا اس کے لئے مسلمانوں کو بڑی سے بڑی مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس نازک وقت میں میں اپنی جماعت اور دیگر مسلمانوں کو بھی ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس سے شاید اللہ تعالےٰ ہماری مشکلات کے حل کے کوئی اچھے رستے پیدا کردے اور وہ بارگاہ الٰہی میں جھک جانا ہے۔ مسلمان قوم کے پاس مادی سامان بہت ہی کم ہیں یہانتک کہ ہندوؤں کے مقابل یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہماری قوم بے سروسامان ہے پھر ان میں افسوسناک تشتت ہے خود غرضیاں ہیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے لوگوں کا قدم پھسل جاتا ہے لیکن ایک ہتھیار ہمیں ایسا دیا گیا ہے جس کے سامنے تمام مادی طاقتیں ہیچ ہو جاتی ہیں اور مشکلات کے پہاڑ اُڑ جاتے ہیں اور وہ ہتھیار دعا ہے، سو میں اپنے احباب سے بالخصوص اور جملہ مسلمانوں سے بالعموم یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب تک اس امر کا تصفیہ نہیں ہوجاتا وہ خدا کے آگے گریں دل اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ بڑے بڑے منصوبوں کو پاش پاش کرنے پر قادر ہے اگر ہم پوری عاجزی سے اس کے دروازے پر گریں تو وہ یقیناً ہماری مدد کے لئے ہاتھ بڑھائے گا۔ ادعونی استجب لکم۔

اندریں وقت مصیبت چارۂ ابیکساں چہ جز دعائے بامداد و گریہ اسحاد نیست

الگ الگ بھی دعا کریں اور جماعت میں بھی دعا کریں۔ خاکسار۔ محمد علی

تاریخ اسلام

حضرت انس رضؓ بن مالک کے مختصر حالات

(از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بیرسٹر ایٹ لا منٹگمری)

نام و نسب انس نام - ابو حمزہ کنیت - خادم رسول اللہؐ لقب قبیلہ نجار سے ہیں جو انصار مدینہ کا معزز ترین خاندان تھا - آپ کے والد کا نام مالک اور والدہ کا نام حضرت ام سلیم رضؓ تھا جو کہ رشتہ میں آنحضرت صلعم کی خالہ تھیں۔

آپ ہجرت نبوی سے دس سال پیشتر مدینہ میں ۶۱۲ء میں پیدا ہوئے آپ بمشکل آٹھ سال کے تھے کہ ان کے باپ مالک ان کی والدہ سے ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں فوت ہو گئے - ماں نے نکاح ثانی ابو طلحہ رضؓ سے کیا جو کہ مدینہ کے متمول اشخاص میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت انس رضؓ کی والدہ نے چونکہ عقبہ ثانیہ سے پیشتر دین اسلام قبول کر لیا ہوا تھا ابو طلحہ رضؓ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ اسلام قبول کریں چنانچہ ابو طلحہ رضؓ مکہ پہنچ کر عقبہ ثانیہ میں آنحضرت صلعم کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہو گئے۔

خدمت رسول جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت انس جو کہ دس سال کے تھے معہ دیگر خورد سال بچوں کے مدینہ کے بازاروں میں خوشی کے نعرے لگاتے پھرتے تھے جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ - اور جب جاء محمدؐ کی آواز کان میں پڑی مڑ کر دیکھتے (مسند احمد) کہ شاید کاروان قدس منزل مقصود پر خیمہ زن ہوا ہے لیکن گرد کارواں کے سوا کچھ نظر نہ آتا - اتنے میں گرد دور ہوئی اور نہایت شان و شوکت سے کوکب نبوت نمودار ہوا حضرت انسؓ کی عقیدتمند نگاہ رخ انور پر پڑی اور تصدیق قلبی سے صحابیت کا ممتاز شرف بارگاہ نبوت سے حاصل کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک روز ابو طلحہ رضؓ انس رضؓ کو لیکر حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ انس کو اپنی غلامی میں لے لیجئے - آنحضرتؐ نے منظور فرمایا اور حضرت انس رضؓ خادمان خاص کے زمرہ میں داخل ہو گئے - اس خدمت کو حضرت انس رضؓ نے نماز فجر سے پیشتر در اقدس پر حاضر ہوتے - دوپہر کو اپنے گھر واپس آتے - دوسرے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے نماز عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رخ لیتے - محلہ میں ایک مسجد تھی وہاں لوگ انکا انتظار کرتے جب آپ وہاں پہنچتے اس وقت وہاں نماز ہوتی تھی (مسند احمد) ان اوقات کے علاوہ بھی آپ آنحضرت صلعم کی تعمیل ارشاد کے لئے حاضر رہتے تھے۔

حضرت انس رضؓ آنحضرت صلعم کے تمام کام نہایت مستعدی سے بجا لاتے اور فرمانبرداری سے حضور کو خوش رکھتے تھے - آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال آنحضرت صلعم کی خدمت کی لیکن کبھی آپ خفا نہ ہوئے اور کبھی کسی کام کی نسبت نہ فرمایا کہ اب تک کیوں نہ ہوا - آنحضرت صلعم کو بھی ان سے خاص محبت ہو گئی تھی ان کو بیٹا اور کبھی کبھی پیار میں انیس کہکر مخاطب فرماتے تھے - کھانا موجود ہوتا تو کھانا تناول فرماتے۔

غزوات اگرچہ غزوہ بدر میں آپ کی عمر ۱۲ برس کی تھی تاہم مجاہدین اسلام کے پہلو بہ پہلو میدان جنگ میں موجود تھے - وہ آنحضرت صلعم کی خدمت گذاری کا فرض بجا لا رہے تھے - اس کے بعد آپ نے تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔

آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے حضرت انس رضؓ کو بحرین میں صدقات کا افسر بنانا چاہا حضرت عمر رضؓ سے مشورہ کیا حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ انس رضؓ بہت ہوشیار شخص ہیں اور میں آپ کے انتخاب کی تائید کرتا ہوں چنانچہ آپ بحرین کے عامل بنا کر بھیجے گئے۔

حضرت عمر رضؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت انس رضؓ کو تعلیم فقہ کے لئے ایک جماعت کے ساتھ بصرہ روانہ کیا - اس جماعت میں قریباً دس اشخاص تھے حضرت انس رضؓ نے مستقل طور سے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور زندگی کا باقی حصہ یہاں ہی گذارا۔

عہد مرتضوی میں جب آیا عظیم الشان فتنے نے بصرہ سے سر اٹھایا تو عجیب بات ہے باوجود ان کے خاص اثر و رسوخ کے اس فتنہ سے ان کا دامن بالکل آلودہ نہ ہوا وہ دیگر صحابہ کبار کی طرح گوشہ نشین رہے حضرت علی رضؓ کے بعد وہ عرصہ تک زندہ رہے اور انقلاب زمانہ کے عجیب و غریب مناظر ان کے سامنے سے گذرتے چلے گئے شہرت کی بوقلموں فریب کاریاں آپ کو دام تزویر میں نہ پھنسا سکیں بایں حضرت انس رضؓ عمال حکومت کے دست ستم سے محفوظ نہ رہ سکے چنانچہ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں حجاج بن یوسف ثقفی بصرہ آیا تو حضرت انس رضؓ کو بلا کر نہایت شدت سے تنبیہ کی اور انہیں مخاطب کر کے کہا یہ چال بازی! کبھی مختار کا ساتھ دیتے ہو کبھی ابن اشعث کا میں نے تمہارے لئے سخت سزا تجویز کی ہے حضرت انس رضؓ نے نہایت تحمل سے پوچھا خدا امیر کو صلاحیت بخشے کس کے لئے سزا تجویز ہوئی ہے؟ حجاج نے کہا تمہارے لئے - حضرت انس رضؓ خاموش ہو کر اپنے مکان پر تشریف لائے اور خلیفہ عبدالملک کو حجاج کے برخلاف ایک خط لکھا - عبدالملک نے خط پڑھا تو غصہ سے بیتاب ہو گیا اور حجاج کو ایک تہدید آمیز خط لکھا کہ حضرت انس رضؓ سے فوراً ان کے مکان پر جا کر معافی مانگو ورنہ تمہارے ساتھ بہت سخت برتاؤ کیا جائیگا حجاج معہ درباریوں کے خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور معافی مانگی اور درخواست کی کہ خوشنودی کا ایک خط خلیفہ کے پاس بھیج دیجئے چنانچہ حضرت انس رضؓ نے اس کی عرضداشت منظور کر لی اور دمشق ایک خط روانہ کیا۔

علم و فضل حضرت انس رضؓ نے علم حدیث کی بہت بڑی خدمت کی ہے

(۱) روایات کے بیان کرنے میں نہایت احتیاط کی (مسند احمد بن حنبل)

(۲) جن حدیثوں کے سمجھنے میں غلطی ہو سکتی تھی ان کو نہیں بیان کیا۔

(۳) جو حدیث صحابہ سے سنی تھی اور وہ جو آنحضرت صلعم سے بلا واسطہ سنی تھی ان میں امتیاز قائم کیا کان انس ابن مالک اذا حدث عن رسول اللہ صلعم حدیثاً ففرغ منہ قال او کما قال رسول اللہ صلعم - یعنی حضرت انس رضؓ حدیث بیان کرتے وقت گھبرا جاتے تھے اور اخیر میں کہتے تھے کہ اس طرح یا جیسا آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔

حضرت انس رضؓ نے ایسے وقت میں کہ جب تمام صحابہ میدان جنگ میں مصروف تھے جامع بصرہ میں اقوال رسول اللہؐ کا نغمہ دلکش سے لوگوں کو محظوظ کیا - آپ کے حلقہ درس میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور شام کے طلبا شامل ہوتے گویا کہ حضرت انس دنیائے علم کی کل سلطنت کے بلا شرکت ثانی خلیفہ تھے آپ کی روایات کا شمار ۱۲۸۶ تک ہے صحیح بخاری میں ان سے اسی حدیثیں منقول ہیں صحیح مسلم میں ایک سو ستر اور متفق علیہ روایات کی تعداد ایک سو اٹھائیس ہے۔

حضرت انس رضؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جن اصحاب سے اکتساب علم کیا ان کے نام گرامی یہ ہیں - حضرت ابوبکر رضؓ عمر رضؓ - عثمان رضؓ - فاطمہ زہرہ رضؓ - ابی بن کعب رضؓ - عبدالرحمن بن عوف - ابن مسعود رضؓ ابو طلحہ رضؓ - معاذ بن جبل رضؓ - عبادہ بن صامت رضؓ عبداللہ بن رواحہ رضؓ - ثابت بن قیس رضؓ مالک بن صعصعہ رضؓ - ام سلیم رضؓ (والدہ) ام حرام رضؓ (خالہ) ام الفضل رضؓ (زوجہ حضرت عباس رضؓ)

آپ کے دائرہ تلمذ میں اگرچہ ایک جہان داخل تھا مگر وہ بزرگ جو امام فن ہو کر نکلے وہ یہ ہیں:-

حسن بصری - سلیمان تیمی - ابو قلابہ اسحاق بن ابی طلحہ - ابوبکر بن عبداللہ مولیٰ قتادہ ثابت بنانی - حمید الطویل - ثمامہ بن عبداللہ جعد ابو عثمان - محمد بن سیرین انصاری انس بن سیرین - زہری - یحییٰ بن سعید انصاری - ربیعۃ الرائے - سعید بن جبیر - سلمہ بن وردان رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فقہ اس فن میں بھی حضرت انس رضؓ کو کافی دسترس حاصل تھی - چنانچہ

(۱) جوتے پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق فرمایا - جوتا پاک ہو نجاست آلودہ نہ ہو۔

(۲) قصر نماز کے متعلق فرمایا کہ میں جب کوفہ جاتا تھا تو قصر کرتا تھا - آنحضرت صلعم نے (جب سفر کے ارادہ سے نکلے) تین میل یا تین فرسخ کا راستہ طے کر کے قصر کیا تھا

(۳) مریض بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۴) لوگوں کے استفسار پر کہ آنحضرت صلعم عصر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے فرمایا کہ آفتاب خوب بلند اور روشن رہتا تھا۔

(۵) مرد کا جنازہ پڑھاتے وقت میت کے سرہانے کھڑے ہوتے اور عورت کا جنازہ آپ نے میت کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھایا سبب پوچھنے پر حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم ایسا ہی کرتے تھے اور کہا کہ اس طریقہ کو یاد رکھنا۔

اخلاق حضرت انس رضؓ بڑے بلند اخلاق انسان تھے - حب رسولؐ - اتباع سنت - امر بالمعروف - حق گوئی آپ کے خاص اوصاف تھے۔

حب رسول کا یہ عالم تھا کہ جب خواب میں رسول اللہ صلعم کی زیارت سے مشرف ہوتے تو صبح گریہ و زاری کا ایک طوفان بپا کر دیتے آنحضرتؐ کا ذکر کرتے وقت فرط محبت سے بیقرار ہو جاتے تھے - ایک دن آنحضرت صلعم کا حلیہ بیان کر رہے تھے ایک ایک خط و خال کا نقشہ زبان حقیقت بیان سے ایسے الفاظ میں ادا ہو رہا تھا کہ سننے والوں پر جو اثر ہوا سو ہوا خود تڑپ اٹھے سامنا وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا اور وہ وقت سعید کی یاد پھر تازہ ہو گئی جب مدینہ کے گلی کوچوں میں فرمان نبوی کی بجا آوری میں مستعدی سے گشت لگایا کرتے تھے حالت متغیر ہو گئی اور جذب محبت میں چلا اٹھے کہ "قیامت میں رسول اللہؐ کا سامنا ہو گا تو عرض کروں گا کہ حضور کا ادنیٰ غلام انس حاضر ہے"۔ الغرض حضرت انس رضؓ کی ہر مجلس آنحضرت صلعم کے ذکر خیر سے بریز ہوتی تھی - خود تڑپتے تھے دوسروں کو تڑپاتے تھے اثنائے ذکر میں ایک ایسی ٹیس اٹھتی تھی جس کا علاج طبیبوں کے اختیار سے باہر تھا آپ کے شاگرد بھی حب رسول میں استاد کے رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں ثابت نے ایک دن پوچھا کہ آپ نے کبھی آنحضرت صلعم کا ہاتھ چھوا تھا فرمایا ہاں

(باقی بر صفحہ ۱۰)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چهارشنبه مورخه ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۴

ایک اسلامی تعلیمی ادارے کا اولین مقصد کیا ہونا چاہیئے

مسلم ہائی سکول لاہور میں تقسیم انعامات کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۳۰ مارچ ۴۶ء کو نماز عصر کے بعد مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور میں زیر صدارت جناب راجہ غضنفر علی صاحب ایم۔ایل۔اے تقسیم انعامات کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں جماعت احمدیہ کے معززین، شہر کے مسلمان عمائد، طلباء کے گارڈین حضرات، مسلم ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء نے شمولیت فرمائی ——— سب سے پہلے محترم جناب مولینا یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے سکول کی سالانہ رپورٹ ۴۶-۱۹۴۵ء پڑھکر سنائی جس کی تمہید میں آپ نے موجودہ تعلیمی نصب العین اور تعلیمی نظام پر نہایت عالمانہ اور تخلیقی تنقید فرمائی اور آپ نے موجودہ دور کے مختلف مغربی نظامہائے تعلیم کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ تعلیم کا حقیقی مقصد نہ تو ذہنی عیاری ہے نہ آمریت کا بھوت اور نہ ہی جمہوریت کی نظر فریب بری تعلیم کا حقیقی مقصد انسانیت ہے انسان کو انسان بنانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ تعلیمی مہم کے اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یقیناً اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اس سوال کا جواب دے سکیں کہ ایک اسلامی تعلیمی ادارے کا اولین مقصد کیا ہونا چاہیئے؟ اس کا جواب دو الفاظ میں فوراً دیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمان کو مسلمان بنانا بالفاظ دیگر قوم کے بچوں کو انسانیت کے سانچہ میں ڈھالنا ——— مجھے کہنے کی اجازت دیجئے کہ یہی وہ بلند مقصد ہے جو ہم اس سکول کے اندر کام کرنے والے اپنے سامنے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ قوم کے بچوں کے جسمانی قواء کی پوری پوری نشو و نما ہو جہاں ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کے دماغی قواء تیز اور روشن ہوں ساتھ ہی ساتھ ہماری سب سے مقدم تمنا اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان بچوں کے قلوب پر اس عالمگیر انسانی اخوت، انسانی ہمدردی اور ان بلند اخلاق کے نقوش ثبت ہوں جو پیغام اسلام کا نچوڑ ہیں“ اس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف نے ذرا تفصیل کے ساتھ بتایا کہ وہ اپنے سٹاف کی معیت میں کس طرح سکول میں ایک اسلامی فضا، اسلامی وحدت پیدا کرتے ہیں جسمانی تربیت کس طرز پر کی جاتی ہے، عامہ تربیت کے لئے کیا ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں ان کو بیان کرنے کے بعد آپ نے مذہبی تعلیم کی اہمیت اور اسلامی درسگاہوں میں مذہبی تعلیم کی طرف سے تغافل کے متعلق کچھ فرمایا اور صاحب صدر کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنی رپورٹ کو ختم کیا ——— رپورٹ کے بعد جناب راجہ غضنفر علی صاحب نے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے اور تقسیم انعامات کے بعد اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا ”میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی اس رپورٹ کے دوران میں یوں محسوس کر رہا تھا کہ میں ہندوستان میں نہیں ہوں بلکہ ولایت کے کسی سکول کی سالانہ رپورٹ سن رہا ہوں ہمیں اس بات پر فخر ہے اور خوشی ہے کہ ہمارے اسلامی تعلیمی اداروں میں ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول جیسے قابل اور عمیق نظر رکھنے والے ہیڈ ماسٹر موجود ہیں۔۔۔۔۔۔۔ موجودہ طریق تعلیم پر آپ نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ موجودہ نصاب کو دیا سلائی کے سپرد کر دوں یہ تعلیم غلام پیدا کرتی ہے مذہبی تعلیم کو واضح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا پاکستان میں تمام مسلمان بچوں کے لئے قرآن پاک کی تعلیم لازمی اور جبری ہوگی ——— مذہبی تعلیم کے متعلق اسلامی درسگاہوں سے تغافل کا عمرانی تجزیہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اصل حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد مسلمانوں کو مغربی طریق تعلیم سے سخت نفرت پیدا ہو گئی اور ہندو قوم جو صدیوں کی غلامی کی وجہ سے اس بات کی خوگر تھی کہ ہر نئے حاکم کے ذہنی سانچے میں ڈھل جائے اور اس کے نظام تعلیم کو فوراً قبول کر لے اپنی اس افتاد طبیعت کے مطابق اس قوم نے انگریزی تعلیمی اداروں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا، مگر مسلمان بعض عمرانی وجوہ سے انگریزی تعلیم سے محروم رہے لیکن جب انہوں نے اس تعلیم کے حصول کی طرف توجہ کی تو جدید اسلامی تعلیمی اداروں میں مذہب کے خلاف ایک ردعمل پیدا ہوا کیونکہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کا خیال تھا کہ مذہب نے ہی انہیں اس نئی تعلیم کے استفادہ سے محروم کیا ہے لیکن کم اب مذہب کے خلاف ردعمل کا دور گذر چکا ہے مذہبی تعلیم کو پاکستان میں ضروری اور لازمی قرار دیا جائیگا“

مسلم ہائی سکول کا تقسیم انعامات کا یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا ہم اس کامیابی پر ہیڈ ماسٹر صاحب اور اساتذہ مسلم ہائی سکول کو مبارک باد دیتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی سالانہ رپورٹ تخلیقی، تعمیری اور بلند پایہ تھی، اور اس میں تحریک احمدیت کے خالص اسلامی، حرکی اور ترقی پسندانہ عناصر بدرجہ اتم موجود تھے، ہیڈ ماسٹر صاحب نے تعلیم کا جو اسلامی نظریہ پیش کیا ہے اور اس کے متعلق راجہ غضنفر علی صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس میں تمام اسلامی اداروں کے لئے ایک محرک فکر ہے۔ امید ہے یہ ارشادات تمام اسلامی تعلیمی اداروں میں ایک نیا طرز فکر پیدا کرنے کا باعث ہوں گے

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح آجکل بیرونی جماعتوں کا دورہ فرما رہے ہیں، اور عموماً نماز جمعہ مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نہیں پڑھاتے اس لئے کچھ عرصہ سے حضرت ممدوح کے بلند پایہ خطبات اخبار پیغام صلح میں شائع نہیں ہوتے ہے وہ دوست جو دریافت فرماتے ہیں کہ آجکل حضرت امیر کے خطبات اخبار میں کیوں شائع نہیں ہوتے ان کی اطلاع کے لئے یہ چند سطور لکھی جاتی ہیں۔

——— مکرم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی تحریر فرماتے ہیں:۔

”میرا بڑا لڑکا۔ احمد ظفر فاروقی۔ جو کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور کا سب سے بڑا پوتا ہے۔ وہ اس سال امتحان ایف ایس سی (پنجاب یونیورسٹی) دے رہا ہے اس کی صحت بھی کوئی خاص اچھی نہیں ہے۔ سب احباب اس کی صحت اور کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ مجھے تو بھی کچھ جسمانی عوارض لاحق ہیں۔ ان سے صحتیابی کے لئے بھی احباب دعا فرمائیں“

——— نثار احمد صاحب نیازی گارڈ [illegible] پسر مولوی عبداللہ جان صاحب نیازی کے ہاں اللہ تعالےٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین اس خوشی میں نثار احمد صاحب نے مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ انجمن کو ارسال فرمائے ہیں

——— مظفر احمد صاحب وہرم کوٹ رندھاوا سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ علاج کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے ہیں احباب سلسلہ ان کی صحتیابی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

——— میاں عبدالغنی صاحب بٹ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی والدہ محترمہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

——— جماعت کے متعدد احباب بیمار اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تمام جماعتوں اور احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

ماہوار چندوں کے ساتھ بچت فنڈ اور آنہ فنڈ آنا ضروری ہے

بعض جماعتوں اور بعض احباب کی طرف سے جو ماہوار چندے وصول ہوتے ہیں ان کے ساتھ بچت فنڈ اور ایک آنہ فنڈ کی رقوم وصول نہیں ہوتیں۔ حالانکہ یہ ہر دو فنڈ ماہوار چندوں کے ضروری جزو اور حصہ ہیں۔ ہر گھر میں بچت فنڈ جمع ہونا چاہیئے اور ہر ماہ چندہ ماہوار کے ساتھ مرکز میں بھیجدینا چاہیئے اسی طرح سے ایک آنہ فنڈ ہر احمدی کو ادا کرنا چاہیئے جہاں جماعتیں نہ ہوں اور احباب کو اپنا چندہ براہ راست بھیجنا پڑتا ہو تو اس صورت میں ہر ایک صاحب ار فنڈ اور بچت فنڈ اپنے ماہوار چندہ کے ہمراہ ارسال فرمایا کریں۔ ان ہر دو فنڈز یعنے بچت فنڈ اور آنہ فنڈ کے ادا کرنے میں کچھ وقت نہیں اٹھانی پڑتی مگر اس سے مجموعی طور پر بہت بڑی رقم حاصل ہو جاتی ہے۔ جس سے بہت سے کام سرانجام ہوتے ہیں۔ امید ہے احباب اس طرف پوری پوری توجہ فرمائیں گے۔

مرتضیٰ خان
اسسٹنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

آنحضرت صلعم کی صداقت اور قرآن مجید

کلام الٰہی ہونے پر ایک چھوٹی سی آیت میں پچاس دلائل

از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔

(قسط نمبر ۵)

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ رنگوں کے متعلق علم کی ترقی اکثر اقوام عالم میں نہایت سست رہی ہے یونان فلسفہ اور علم کا گہوارہ تھا۔ مگر ارسطو جیسا فلاسفر بھی تین رنگوں سے زیادہ کا علم نہ رکھتا تھا۔ چینیوں کو آرٹ اور رنگ میں کمال حاصل تھا۔ مگر رنگوں کے متعلق ان کا علم بھی ناقص تھا۔ ہندوؤں کے ویدوں میں سبز اور زرد نیلے اور سیاہ میں تمیز نہ کی گئی ہے آسمان کا ذکر ویدوں کے صدہا منتروں میں موجود ہے مگر اس کا رنگ نیلا نہیں بتلایا گیا بلکہ نیلے رنگ کو بھی سیاہ سے الگ نہیں بتایا گیا آگ اور دھوئیں کی سیاہی کو نیلے رنگ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ ویدوں میں نیلے اور سیاہ رنگ میں تمیز نہیں کی گئی۔

ویدوں اور شاستروں میں متعدد رنگوں کا ذکر ہے مگر رنگوں کے متعلق ان کی گواہی ایک اور رنگ میں ظاہر ہے۔

آریوں میں رنگ کی نابینائی

امر مسلم ہے کہ رنگوں کے اندھے دنیا میں صرف چند فی دس لاکھ ہیں مگر ذہنی اور دماغی اعتبار رنگ کے اندھوں کی تعداد بے شمار ہے قریباً سارے کا سارا یورپ اور ہندو آریہ اس وقت بھی ذہنی طور پر رنگ کے اندھے Mently colour blind ہیں۔ ان قوموں نے جسمانی اور مادی یا سفید اور سیاہ رنگ کو قوموں کی فضیلت ذات پات میں) اونچ نیچ کا نشان سمجھ لیا ہے حالانکہ انسان کے ظاہری رنگ کو اس کے دھرماتما (دیندار) اور ادھرمی (بے دین) یعنی خود اونچ نیچ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ویدوں کی زبان میں رنگ کو ورن کہا جاتا ہے مگر ورن جہاں رنگ کے معنی دیتا ہے وہاں ذات پات کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے لفظ ورن درحقیقت عربی لفظ لون کا مقلوب ہے سامی زبان کا لام آرین زبانوں میں اکثر اور بیشتر را سے تبدیل ہو جاتا ہے اور سنسکرت کے صدہا الفاظ عربی الفاظ کا مقلوب ہیں۔ ہندو قوم میں رنگ کی فضیلت اس قدر اہم ہے کہ اس کا کل لٹریچر وید سے لیکر شاستروں تک اس سے بھرا پڑا ہے ......

آریوں میں رنگ کی عزت

مثال کے طور پر ورن جا (ذات سے پیدا شدہ۔ ہمرنگ) (۲) ورن جیانس (ذات کے لحاظ سے اعلیٰ۔ خوش رنگ۔

(۳) ورن جیشٹھ (ذات کا نہایت افضل خوب رو)

(۴) ورن توا (دوسری ذات کا۔ غیر رنگ کا)

(۵) ورن دوشک (ذات بگاڑنے والا

(۶) ورن دیو (اپنی قوم کا خدا۔ برہمنوں کا اگنی۔ کشتریوں کا اندر۔ ویشوں کا وشو دیو)

(۷) ورن دھرم (اپنی ذات کا پیشہ)

(۸) ورن ناتھ (اپنی ذات کا خاص معبود)

(۹) ورن سنکر (ذات کا دوغلا)

(۱۰) ورن وستھا (ذات پات کی تقسیم)

(۱۱) سا ورن وواہ (اپنی ذات میں یا جائز شادی)

(۱۲) ورن سمیوگ (اپنی ذات میں یا جائز شادی)

(۱۳) ورن سنسرگ (غیر ذات میں یا ناجائز شادی)

اس قسم کی بیسیوں اصطلاحات ہیں جن میں رنگوں کی اہمیت بتائی گئی ہے۔

اسی طرح وید منتروں میں سفید رنگ کی فضیلت اور سیاہ رنگ کی تحقیر اور تذلیل کی گئی ہے۔ رگوید میں آریہ اور داس دونوں کا الگ الگ سفید اور سیاہ رنگ بیان کیا گیا ہے۔ رگوید منڈل ۲ سوکت ۲۰ منتر ۷ میں غیر آریوں کو کرشن یونیہ" کالی ذات یا کالی شرمگاہ والے کہا گیا ہے اور اندر دیوتا سے واجب القتل بتایا گیا ہے رگوید منڈل ا سوکت ۱۳۰ منتر ۸ میں توچم کرشنام" میں ان کو کالی چمڑی والے کہا گیا ہے اور اسے کچل کر فنا کرنے کا حکم ہے۔

زوکت ۱۲: ۱۳ تیتریہ ارنیک ۸:۵ ۱۲ میں تاکید ہے کہ کالی لڑکی سے شادی نہ کرے کیونکہ وہ کالی قوم ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور سائنٹیفک انکشاف

انسان کے اعمال اور اخلاق کا تعلق اس کے جسمانی رنگ کے ساتھ نہیں بلکہ اس کی روحانی اور آلہٰی صفات کے ساتھ ہے ظاہری رنگ کے اندھے دنیا میں چند فی دس لاکھ ہیں مگر روحانی اور ذہنی اندھوں

(باقی بر صفحہ ۵)

رفتار عالم

نوٹ۔ کچھ عرصہ پہلے اخبار پیغام صلح میں رفتار عالم کے عنوان سے ضروری اور اہم خبریں درج کی جاتی تھیں لیکن پیغام صلح کے وہ خریدار جو شہروں میں آباد ہیں انھوں نے بار بار لکھا کہ ہم روزنامہ میں یہ خبریں پیغام صلح سے بہت پہلے مطالعہ کر لیتے ہیں اس لئے انہیں شائع نہ کیا جائے ان دوستوں کے اصرار پر خبروں کے کالم حذف کر دیئے گئے لیکن پیغام صلح کے وہ خریدار جو دیہات میں آباد ہیں ان کی طرف سے مسلسل اصرار رہا کہ ہم روزنامے نہیں پڑھتے اس لئے ہماری معلومات کے لئے یہ خبریں ضرور شائع کی جائیں چنانچہ ان کا یہ اصرار آج تک جاری ہے کیونکہ پیغام صلح دیہات میں بھی جاتا ہے اس لئے ہم ان دوستوں کی معلومات کے لئے از سرنو اس عنوان کے نیچے ہفتہ بھر کی ضروری اور اہم خبریں ہر اشاعت میں درج کیا کریں گے (مدیر)

——نئی دہلی۔ ۲۸ مارچ۔ آج وزارتی وفد نے وائسرائے ہند اور صوبائی گورنروں سے ملاقات کی۔ بعد دوپہر کو وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس نے فوڈ ممبر سے ملاقات کر کے ان سے ہندوستان کی غذائی صورت حال کے سد باب کے متعلق تبادلہ خیالات کیا۔ آپ نے فوڈ ممبر کو یقین دلایا کہ ہندوستان کے متوقع غذائی قحط کے سد باب کے لئے حکومت برطانیہ ہر ممکن امداد کرے گی۔

——لندن ۲۷ مارچ۔ لارڈ چانسلر لارڈ جیوٹ نے پارلیمنٹ کے ایوان امرا میں بیان کیا کہ برطانی فوجیوں نے جولائی ۱۹۴۲ء سے لیکر ۱۹۴۵ء کے اخیر تک طلاق کی ساڑھے اڑتالیس ہزار درخواستیں دائر کیں۔ لارڈ منسٹر نے کہا کہ ہزارہا مقدمات طلاق کے انفصال میں تاخیر واقعہ ہو رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ارتکاب گناہ کے لئے جو تحریص و ترغیب ملا کرتی ہے اس کی مزاحمت ناممکن ہو گئی ہے۔

——مدراس ۲۸ مارچ۔ پچھلے مہینے ہنگامہ فساد کے دوران میں مدراس ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس سے۔ لے بائرز آئی سی ایس نے اپنے پستول سے دو گولیاں چلائی تھیں جن سے ایک لڑکے کی موت واقعہ ہو گئی تھی۔ اس لڑکے کی عمر سترہ سال تھی اور اس کی شناخت نہیں ہو سکی۔ پولیس کے ڈپٹی کمشنر اے۔ پی پیٹرو نے آج شام کو چھ بجکر دس منٹ پر جج صاحب کو گرفتار کر کے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے پیش کیا عدالت نے انہیں ضمانت پر رہا کر دیا۔

——لاہور۔ ۲۹ مارچ۔ حکومت پنجاب کی مجوزہ خوراک کمیٹی کے متعلق مسلم لیگ پارٹی کے رویہ کی وضاحت کرتے ہوئے سردار شوکت حیات خان نے کہا کہ ہماری پارٹی اس نازک مسئلہ پر حکومت کے ساتھ اس شرط پر تعاون کرنے پر تیار ہے کہ حکومت یہ یقین دلائے کہ یہ کمیٹی محض ایک مشاورتی کمیٹی نہیں ہو گی بلکہ اس کی تجاویز کو حکومت لازمی طور پر جامہ عمل پہنائے گی۔ اس موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے سردار صاحب نے فرمایا کہ مسلم لیگ پارٹی اپنے رائے دہندوں کے سامنے جواب دہ ہے، اس لئے یہ ایسا کوئی اقدام اختیار کرنے کو تیار نہیں جس پر بعد ازاں اسے کف افسوس ملنا پڑے۔

——لاہور ۲۹ مارچ اطلاع ملی ہے کہ حکومت نے نارتھ ویسٹرن ریلوے پنجاب اور سندھ کے تمام ریلوے بک سٹال جو مسٹر اے ایچ وہیلر اینڈ کو کے قبضہ میں تھے اور وہ پچاس سال سے ان کو چلا رہے تھے آیندہ کے لئے لاہور کے مشہور فرم منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور کو دے دیئے ہیں۔ یہ قدم اس لئے اٹھایا گیا ہے کہ ہندوستانیوں کی یہ خواہش کہ یہاں کے بک سٹال ہندوستانیوں کے قبضہ میں ہوں پوری کی جائے۔

——نئی دہلی ۲۹ مارچ آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری نوابزادہ لیاقت علی خاں نے اعلان کیا ہے کہ تمام ہندوستان کے مسلم لیگی ارکان اسمبلی کی مجلس مشاورت ۷، ۸، ۹۔ اپریل کو دہلی میں منعقد ہو گی اس مجلس کا پہلا اجلاس ۷ اپریل کو ۲½ بجے بعد دوپہر ہو گا۔ آپ نے ہندوستان کے تمام لیگی ارکان اسمبلی سے درخواست کی ہے کہ وہ اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کر کے اپنی آمد کے متعلق آل انڈیا مسلم لیگ کے دفتر کو ۵ اپریل تک اطلاع دیدیں۔

——نئی دہلی ۲۹ مارچ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۳۱ مئی تک ہندوستانی فوج کے سات لاکھ سپاہی غیر مسلح کر دیئے جائیں گے فروری میں ہندوستانی فوج کے ۵۴۳ یونٹ غیر مسلح کئے گئے۔ پچھلے ماہ کل ۲۷ ہزار افسروں اور سپاہیوں کو ملازمت سے سبکدوش کیا گیا۔

——نئی دہلی یکم اپریل۔ آج وزارتی مشن کے رکن سر سٹیفورڈ کرپس نے ایک پریس کانفرنس میں یہ رائے ظاہر کی کہ اگر اب ہندوستان کے مختلف سیاسی عناصر میں مفاہمت نہ ہو سکی تو ہندوستانی مسئلہ کو بین الاقوامی ثالثی سے اچھی طرح سلجھایا جا سکے گا۔ سر سٹیفورڈ کرپس نے بتایا کہ آج صبح ہندوستانی نمایندوں سے جو ابتدائی مذاکرات شروع ہوئے وہ آیندہ چند ہفتے جاری رہیں گے چنانچہ نیشنلسٹ مسلمانوں، کمیونسٹوں اور ہندو مہا سبھا کے نمایندوں کو بھی ملاقات کی دعوتیں روانہ کر دی گئی ہیں۔ سر سٹیفورڈ کرپس نے کہا کہ وزارتی مشن اپنے ساتھ کوئی خاص آئینی سکیم نہیں لایا۔ مشن کا واحد فریضہ یہ ہو گا کہ وہ ہندوستان

ادارہ تعلیم قرآن

رپورٹ ادارہ تعلیم قرآن از ۷ مارچ لغا ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء درج ذیل ہے۔
مرتضےٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

وصولی از ۷ مارچ تا ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء

نام	رقم
بقایا سابقہ جس کی اطلاع پہلے دی گئی ہے	۲۲۸۵۲—۱۱—۱
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور	۵۰۰—۰—۰
ملک خدا بخش صاحب لدھیانہ	۱۱—۰—۰
ماسٹر عبدالغنی صاحب بدوملی	۵۲—۰—۰
چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج لاہور	۱۰۰—۰—۰
چوہدری فضل داد صاحب محصل	۱۶—۰—۰
بشیر احمد صاحب پونہ	۶۶—۰—۰
والدہ محمد اقبال صاحب موچی دروازہ لاہور	۵۰—۰—۰
بابو عبدالعزیز صاحب گارڈ	۵—۰—۰
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی	۲۵۰—۰—۰
حکیم مبارک عبداللہ صاحب مانسہرہ	۱۰۰—۰—۰
ماسٹر محمد اسحٰق صاحب زیدہ	۴—۱۰—۰
حضرت مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۵—۰—۰
ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی	۱۵—۰—۰
منشی شکر دین صاحب راولپنڈی	۲۵—۰—۰
ملک خدا بخش صاحب لدھیانہ	۵—۰—۰
شیخ عبدالرشید صاحب بی کام - لاہور چھاؤنی	۴۰—۰—۰
ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب وزیر آباد	۲۵—۰—۰
چوہدری عبدالحق صاحب پٹواری وزیر آباد	۲۰—۰—۰
شیخ عبیداللہ صاحب وزیر آباد	۴۵—۰—۰
منشی نواب دین صاحب وزیر آباد	۵۰—۰—۰
مولوی اللہ دتا صاحب وزیر آباد	۵—۰—۰
مستری عبدالکریم صاحب وزیر آباد	۵—۰—۰
ناصرہ خانم صاحبہ وزیر آباد	۱۶—۰—۰
زبیدہ خانم صاحبہ وزیر آباد	۱۷—۰—۰
اہلیہ صاحبہ حاجی شیخ مولا بخش صاحب وزیر آباد	۵۰—۰—۰
اہلیہ صاحبہ محمد یعقوب راولپنڈی والے	۲۵—۰—۰
ضیا بیگم صاحبہ و شمسہ بیگم صاحبہ	۵—۰—۰
اہلیہ صاحبہ شیخ رحمت اللہ صاحب راولپنڈی والے	۷—۸—۰
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب وزیر آباد	۵—۰—۰
مسعودہ خانم صاحبہ دختر ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب	۲—۸—۰
زبیدہ خانم صاحبہ دختر ڈاکٹر شیخ محمد یوسف صاحب	۲—۸—۰
ستارہ بانو صاحبہ ایم۔ بی۔ مڈل سکول	۳—۰—۰
نشاط افضل صاحبہ	۲—۰—۰
انور شمشاد صاحبہ	۲—۰—۰
اختر بانو صاحبہ	۳—۰—۰
سعیدہ بیگم صاحبہ	۱—۰—۰
شمیم اختر صاحبہ	۲—۰—۰
عزیز بیگم صاحبہ	۲—۰—۰
نصرت بیگم صاحبہ	۲—۰—۰
اقبال بیگم صاحبہ	۲—۰—۰
عنایت بیگم صاحبہ	۱—۰—۰
نسیمہ بانو صاحبہ	۰—۸—۰
منزہ بانو صاحبہ	۳—۰—۰
عطارد صاحب	۴—۰—۰
سردار بیگم صاحبہ	۲—۰—۰
شمیم اختر صاحبہ	۲—۰—۰
عابدہ بانو صاحبہ	۳—۰—۰
نزہت سلطانہ صاحبہ	۱—۰—۰
ریحانہ بانو صاحبہ	۲—۰—۰
خانصاحب قاضی [illegible] صاحب لاہور	۲۰—۰—۰
میاں لال دین احمد صاحب ملتان	۱۰—۰—۰
خان عبدالعزیز صاحب ملتان	۲۱—۰—۰
محمد اسحٰق خاں صاحب ملتان	۶—۰—۰
اہلیہ صاحبہ شیخ محمد دین جان صاحب لاہور	۳۲—۲—۰
میزان	۲۴۵۰۱—۷—۶

کمروں کے وعدے

(۱) ملک غلام سرور خاں صاحب منڈی بہاؤالدین صاحب ۵۰۰ ایک کمرہ
(۲) مستری محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ ۵۰۰

وعدہ برائے پندرہ یوم آمد

(۱) مولوی احمد گل صاحب جھنگ ۱۸ روپے
(۲) محمد حسین صاحب جھنگ ۲۹
(۳) کپتان مختار احمد صاحب ۲۷۵
(۴) فضل احمد صاحب (آسام) ۱۸
(۵) ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ ۲۵
(۶) ماسٹر رحیم بخش صاحب ۲۰
(۷) بابو رحمت اللہ صاحب ۴۰
(۸) ماسٹر سیف الدین صاحب ۲۵
(۹) بابو محمد شریف صاحب دیوڑا ۱۰
(۱۰) محمد یعقوب عالم صاحب ۴۰
(۱۱) شیخ نور حسین صاحب ۱۰

(بقیہ صفحہ)

کی دنیا میں کثرت ہے قرآن مجید اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کیونکہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں، کہ یہ لوگ ظاہری سفید رنگ کو سیاہ رنگ سے افضل سمجھتے ہیں حالانکہ ہر چیز کا رنگ وہ نہیں جو نظر آتا ہے بلکہ یہ وہ رنگ ہے جو اس شئے نے قبول نہیں کیا اور واپس لوٹا دیا ہے گلاب کا پھول بیشک سرخ نظر آتا ہے مگر خالص سبز روشنی میں وہ ہرگز سرخ نظر نہیں آئیگا اور نہ تاریکی میں اس کا رنگ سرخ نظر آ سکتا ہے گلاب کا سفید پھول اپنی اندرونی کیمیاوی ترکیب کی وجہ سے روشنی کی سفید لہروں کو منعکس کر دیتا ہے مگر سرخ پھول سرخی کے سوا اور سب رنگ کی شعاعوں کو جذب کر لیتا ہے مگر سرخی کو منعکس کر دیتا ہے ہر شئے روشنی میں سے بعض رنگوں کو قبول کر لیتی ہے اور بعض کو واپس لوٹا دیتی ہے جو ہماری آنکھوں سے ٹکراتا اور رنگ کا احساس پیدا کرتا ہے جو شئے سفید نظر آتی ہے وہ بہت کم روشنی کی لہروں کو جذب کرتی ہے مگر جو چیز روشنی کی تمام لہروں کو جذب کر لیتی ہے اور کسی کو واپس نہیں لوٹاتی وہ ہمیں سیاہ نظر آتی ہے ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور "رنگوں کے متعلق یہ ایک دھوکا ہے جو انسان کے دل اور

دماغ کو لگا ہوا ہے آنکھ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ جس طرح رنگوں کے اس دھوکا میں دنیا مبتلا ہے اسی طرح روحانی اور اخلاقی طور پر بھی یہ قومیں رنگ کی اندھی ہیں۔

محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن مجید کا احسان عظیم انسان کی قیمت اور فضیلت کا کوئی تعلق انسان کے ظاہری رنگ کے ساتھ نہیں بلکہ اس کی قیمت اور فضیلت اس کے روحانی اور دماغی رنگ یا صفات کے ساتھ ہے قرآن مجید کا دنیا پر کس قدر احسان ہے کہ اس نے آیت میں رنگوں کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہی فرمایا ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانہ رنگ کی فضیلت کا ڈھونگ کر کے آل کیا گدھے۔ بیل اور بھیڑ تک سفید اور سرخ نہیں ہوتے کیا گوری قوموں کے اندر بعینہ بیوقوف۔ کم عقل [illegible] چلن کے لوگ نہیں ہوتے اگر گدھا سفید ہو کر گدھا ہی رہتا ہے تو ایک انسان بھی گورا ہو کر گدھا ہو سکتا ہے اور کالے میں تمیز کرنا اور کالی [illegible] حقوق پر ڈاکہ مارنا یہ ایک [illegible] کی ہے علماء اسی تمثلیت کی [illegible] کو کہا گیا ہے بلحاظ سائنٹفک انکشافات اور دنیوی علوم ان کی نگاہ نہایت [illegible] ہے مگر روحانی اور اخلاقی [illegible] یہ قومیں نابینا [illegible]

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لائلپور کا سالانہ اجلاس

"دی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لائلپور کی سالانہ میٹنگ ۱۴ر مارچ بروز اتوار زیر صدارت جناب میاں فضل احمد صاحب بی۔اے منعقد ہوئی۔ میٹنگ سے پیشتر ممبران کی چائے سے تواضع کی گئی۔

میٹنگ کی کارروائی کو جناب میاں ۔۔۔ صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے شروع کیا۔ ازاں بعد احمد حسن صاحب رونق نے نظم پڑھی اس کے بعد خاکسار نے سال گزشتہ کی جنرل رپورٹ ممبران کی خدمت میں پیش کی جس میں اس جمود کی طرف توجہ دلائی گئی جو گزشتہ سال حالات کی ناسازگاری سے پیدا ہوئے اور تمام ممبران کی خدمت میں گزارش کی کہ آیندہ سال ہمیں ایک بار پھر کمربستہ ہو کر کوشش کرنی چاہیئے تاکہ گزشتہ سال کی ناکامی کامیابیوں میں تبدیل ہو کر ہماری شرمندگی کو فخر میں بدلے۔ اس کے بعد مالی اور جانی جہاد پر زور دیتے ہوئے آیندہ سال کے پروگرام کا اجمالی نقشہ پیش کیا اور کہا کہ آیندہ سال ہمیں مفت لٹریچر کی تقسیم کرنے اور ٹریکٹس چھاپنے کی مدیں کھولنی چاہئیں۔ تاکہ جس مقصد کے لئے یہ ایسوسی ایشن بنائی گئی ہے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

اس کے بعد میاں حفیظ الرحمان صاحب نے ایک نظم پیش کی اور پھر جناب رشید احمد صاحب مسرت نے دو تجاویز پیش کیں اور ان کی تائید جناب رشید احمد صاحب فیاض نے پرزور الفاظ میں کی۔ تجاویز مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) "ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا یہ سالانہ اجلاس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ انجمن ایسوسی ایشن ہذا کو نہ صرف ٹریکٹس بلکہ قیمتی کتابیں بھی بلاقیمت دینے کا فیصلہ کرے جن کی ضلع لائلپور میں تقسیم کا ذمہ ایسوسی ایشن لیتی ہے۔"

(۲) ایک تجویز ایسوسی ایشن کے سنہ ۱۹۴۲ء کے اجلاس میں جناب میاں فضل احمد صاحب بی اے نے پیش کی تھی۔ جس کا ایک حصہ انجمن نے ایک رنگ میں پورا کر دیا تھا۔ لیکن دوسرے حصہ پر کوئی غور نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس تجویز کو منظور کرنا بھی بہت ضروری تھا۔ انجمن کے سنہ ۱۹۴۳ء کے سالانہ جلسہ پر اس تجویز کو تمام نوجوانوں کی ایک میٹنگ میں ہمارے ایک نمایندہ نے پیش کیا تھا۔ اور جس کو تمام حاضرین نے متفقہ طور پر منظور کر کے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے سپرد یہ کام کیا تھا کہ وہ تمام ایسوسی ایشنز کے سیکرٹری صاحبان کو چٹھیاں لکھ کر ایک دو ماہ میں ایسی تاریخ مقرر کر کے میٹنگ کریں جس میں اس تجویز پر عمل کرنے کے طریق سوچے جائیں۔ لیکن وہ میٹنگ نہ ہو سکی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ تجاویز متفقہ طور پر بغیر ووٹنگ کے منظور ہوئیں۔

اس کے بعد سالانہ الیکشن ہوا اور مندرجہ ذیل آفس ہولڈرز متفقہ طور منتخب کئے گئے۔

(۱) جناب میاں فضل حق صاحب۔ پریذیڈنٹ

(۲) جناب شیخ محمد شفیع صاحب وائس پریذیڈنٹ

(۳) حمید احمد صاحب ذوالفقار سیکرٹری

(۴) جناب میاں محمد ظفر صاحب فنانشل سیکرٹری

مندرجہ ذیل اصحاب کو مجلس منتظمہ کے ارکان پریذیڈنٹ صاحب نے چنا ہے۔

(۱) جناب میاں فضل احمد صاحب بی۔اے

(۲) شیخ بشیر احمد صاحب

(۳) جناب میاں رشید احمد صاحب فیاض

(۴) جناب میاں نثار احمد صاحب

(۵) جناب رشید احمد صاحب مسرت

آخر میں جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے مختصر سی تقریر کی اور اپنی قیمتی نصائح سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ اس کے بعد صاحب صدر نے ایسوسی ایشن کے مقاصد کو روبہ کار لانے کے لئے اپیل کی اور فرمایا کہ آج ہم سب کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ ہم سال گزشتہ کی ناکامیوں کو شاندار کامیابیوں میں تبدیل کریں گے۔ اور جب ہم اگلے سال جمع ہوں گے تو ہمارے چہرے پژمردہ نہ ہوں گے بلکہ ہم اپنی کامیابیوں پر نازاں ہوں گے۔ اس کے بعد ممبران سے ماہوار چندہ زیادہ کرنے کے لئے خاکسار نے اپیل کی جس پر سب ممبران نے لبیک کہا اور چوگنا چوگنا اور دوگنا دوگنا چندہ زیادہ کیا۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے آمین۔ اس کے بعد کارروائی کو ختم کیا گیا حاضری بہت تھی اور تمام ممبران نے میٹنگ کی کارروائی میں حصہ لیا۔ والسلام

سیکرٹری

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

دہلی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا ورود

(از جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب جالندھری)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور جناب مولانا صدرالدین صاحب اور جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی حیدر آباد جاتے ہوئے ۱۸ر مارچ بروز جمعہ چند گھنٹوں کے لئے دہلی میں تشریف فرما ہوئے۔ جماعت کے دارالمطالعہ (واقعہ اردو بازار متصل جامع مسجد) میں احباب جمع ہوئے اور حضرت امیر نے نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیت "ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ" تلاوت فرما کر ایک نہایت موثر اور پُر از معارف خطبہ پڑھا جس میں آپ نے احباب کی توجہ تبلیغ قرآن تراجم قرآن تعلیم قرآن اور وصایا کی طرف مبذول فرمائی اس خطبہ کا اثر سامعین پر نہایت اچھا ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت کی۔

(۱) شیخ عبدالرحمٰن صاحب برادر شیخ احمد علی صاحب ریٹائرڈ۔ ایس۔ ڈی۔ او۔ نئی دہلی۔

(۲) میاں محمد سعید صاحب بلیماراں۔ گلی سوداگراں دہلی۔

(۳) بابو عبدالرحیم صاحب مدہوش۔ دفتر کنٹرولر سپلائی اکونٹ نئی دہلی۔

۲۲ر مارچ بروز جمعہ حضرت امیر اور جناب مولانا صدرالدین صاحب اور جناب مولانا عبدالحق صاحب نے حیدر آباد سے لاہور واپس جاتے ہوئے ایک دن کے لئے دہلی میں قیام فرمایا۔ احباب سلسلہ دارالمطالعہ میں جمع ہوتے یہاں نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی اور قرآن کی آیت "الذین جٰھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" تلاوت فرما کر آپ نے جہاد فی سبیل اللہ پر نہایت ہی لطیف اور ایمان افروز خطبہ بیان فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد تھوڑا وقت احباب سے باتیں کر کے آپ حضرات جناب چوہدری شاہ دین صاحب ۔۔۔۔۔۔۔ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہاں چند احباب حاضر ہوگئے۔ نماز مغرب کے بعد مندرجہ ذیل احباب نے حضرت امیر کے دست مبارک پر احمدیت میں شمولیت کے لئے بیعت کی۔ رات کو فرنٹیئر میل سے آپ حضرات لاہور تشریف لے گئے۔

(۱) شیخ عبدالحمید صاحب (۔۔۔۔۔۔۔) نئی دہلی۔

(۲) شیخ عبدالحفیظ صاحب

دارالمطالعہ میں قرآن کریم کا درس شروع کر دیا گیا ہے۔ صبح کے وقت نماز باجماعت مرزا ایم اے نصیر صاحب پڑھاتے ہیں اور نماز کے بعد آپ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تفسیر بیان القرآن کا درس دیتے ہیں جس میں مندرجہ ذیل احباب شرکت فرماتے ہیں:-

خان عبدالرشید خاں صاحب۔ مرزا بلاول خاں صاحب۔ چوہدری سردار محمد خاں صاحب قاضی محمود حسین صاحب، شیخ عطا الٰہی صاحب۔

قرآن کریم کے درس کے بعد حدیث کا درس بھی جلد شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔

(بقیہ صہ ۲)

ثابت کے دل میں سوز محبت نے بیقراری پیدا کی حضرت انس رضہ سے کہا اپنا ہاتھ بڑھائیے میں اسے بوسہ دوں گا۔

حضرت انس رضہ ایسی ہی نماز پڑھتے جیسی کہ انھوں نے رسول اللہ صلعم کو پڑھتے دیکھا تھا حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں میں نے ابن ام سلیم (انس رضہ) سے بڑھکر کسی کو آنحضرتؐ کے مشابہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

حق گوئی و حق پسندی حضرت انس رضہ کے اوصاف میں بیحد نمایاں ہیں ایک مرتبہ دمشق سے ایسی پر فج الناقہ پہنچکر نماز عصر کا وقت آیا چونکہ سفر ابھی ختم نہیں ہوا تھا حضرت انس رضہ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے باقی تمام لوگوں نے دو اور بڑھا کر چار رکعتیں پوری کیں حضرت انس رضہ کو معلوم ہوا تو نہایت خفا ہوئے اور فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے اس کی اجازت دی ہے تو لوگ اس رعایت سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ ایک زمانہ میں لوگ دین میں بال کی کھال نکالیں گے۔ لیکن حقیقت میں وہ بالکل کورے رہیں گے۔

وفات حضرت انس رضہ نے سنہ ۹۳ھ میں ایک سو تین سال کی عمر پاکر انتقال فرمایا۔

آپ کی وفات سے لوگوں کو سخت صدمہ ہوا۔ مورق بولے افسوس! آج نصف علم جاتا رہا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا جو کہ ایک روز آپ نے حضرت انس رضہ کے حق میں فرمائی تھی "اللھم اکثر مالہ وولدہ وادخلہ الجنۃ" حضرت انس رضہ کثرت اولاد میں تمام انصار پر فوقیت رکھتے تھے آپ کے اسی لڑکے اور دو لڑکیاں [illegible]

اگر حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہوتے تو حضور کا نام اولیاء امت محمدیہ کی فہرست میں نہ ہوتا اسی طرح حضور ہم کو ایک الہام میں گورنر جنرل قرار دیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلعم جو عالم روحانی کے شہنشاہ ہیں حضور کی سلطنت روحانی میں مختلف دنیا و مختلف وقتوں اور مختلف جگہوں میں بطور گورنر مقرر ہو کر آتے رہے ہیں حضرت مسیح موعود تمام دنیا کے لئے بطور گورنر جنرل مقرر ہو کر آئے اور یہی معنی خاتم الاولیاء کے ہیں۔

تیسری قسم کے الہامات } وہ ہیں جن میں تمام کامل اولیاء امت کے لئے رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے سابق کامل اولیاء کے لئے لفظ "رسول" کا استعمال ایک طرف تو یہ بتلا رہا ہے کہ اولیاء سابقین کے لئے لفظ رسول کا استعمال جائز ہے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود کی نبوت کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے اس امر پر بھی روشنی ڈال رہا ہے کہ حضور کی نبوت محدثین والی نبوت ہی تھی جو درحقیقت نبوت نہیں ہوتی نہ کہ نبیوں والی نبوت جو حقیقتاً نبوت ہوتی ہے بہرحال وہ الہام یہ ہے تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لهم الشیطان جس کا ترجمہ حضور نے یہ لکھا ہے "ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے امت محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے پر شیطان نے ان کے توابع کی راہ کو بگاڑ دیا یعنی طرح طرح کے بدعات مخلوط ہو گئے اور سیدھا قرآنی راہ ان میں محفوظ نہ رہا" اب جناب میاں صاحب اور ان کے ہمنوا اس صریح الہام کا انکار ایک تو اس طرح کر رہے ہیں کہ پہلے کسی ولی کے لئے لفظ رسول کا استعمال جائز ہی نہیں سمجھتے اور دوسرا اس طرح کہ اس صریح الہام کے خلاف حضرت اقدس کی نبوت کو نبیوں والی نبوت قرار دے رہے ہیں جناب میاں صاحب نے اسی الہام سے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۹۹ پر حضرت اقدس عم کے رسول ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن یہ جناب میاں صاحب کو بھول گیا کہ اس الہام کی بنا پر حضور عم اسی قسم کے رسول ثابت ہوتے ہیں جس قسم کے دیگر اولیاء ثابت ہوتے ہیں۔

چوتھی قسم کے الہامات } وہ ہیں جن میں آپ کو جماعت اولیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا گیا ہے کہ اگر ایک طرف آپ کو الہامات میں رسول اور نبی کہا گیا تو دوسری طرف ولی بھی کہا گیا تاکہ آپ کی رسالت و نبوت اسی قسم کی سمجھی جائے جس قسم کی اولیاء کی ہوتی ہے مثلاً زمین نے اگر کتنا آپ کو یا نبی اللہ کنت لا اعرفک کہکر پکارا تو ساتھ ہی یا ولی اللہ کنت لا اعرفک کہکر بھی پکارا اسی طرح اگر خدا نے ایک طرف آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا تو دوسری طرف انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیہ کے الفاظ بڑھا کر یہ بتا دیا کہ محدث کا لفظ الہام میں محض لغوی معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ شرعی اصطلاح میں استعمال ہوا ہے چنانچہ حضور فتح اسلام میں تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ اپنے استعاروں سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو ابراہیم کے دل کے موافق دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ابراہیم ہے اور جو عمر فاروق کا دل رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک عمر فاروق ہے کیا تم یہ حدیث پڑھتے نہیں کہ اگر اس امت میں بھی محدث ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو وہ عمر ہے اب کیا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ محدثیت حضرت عمر پر ختم ہو گئی ہرگز نہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمر کے موافق ہو گی وہی ضرورت کے وقت محدث ہو گا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارہ میں الہام ہوا تھا فیک مادۃ فاروقیہ۔"

اب کسی نبی کے متعلق ثابت کیا جائے کہ اسے الہام الٰہی میں لغوی نہیں بلکہ شرعی اصطلاح میں محدث یا ولی کے لفظ سے پکارا گیا ہو اگر نہیں تو حضور کے الہامات سے احترام کرتے ہوئے حضور کو جماعت اولیاء کا فرد ہی رہنے دیں۔

پانچویں قسم کے الہامات } وہ ہیں جن میں اس غرض کے لئے یہ طریق اختیار کیا گیا کہ کثرت سے الہامات میں ولی کا لفظ آپ کے لئے استعمال کیا گیا اور یہ اس لئے کیا گیا تا نبی کا لفظ کسی کو دھوکہ میں نہ ڈال دے چنانچہ وہ الہامات یہ ہیں (۱) فتح الولی فتح (۲) کتاب الولی ذوالفقار علی (۳) لا تخاط اسرار الاولیاء (۴) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون (۵) یا ولی اللہ کنت لا اعرفک (۶) من عادی ولیا لی فقد اذنته للحرب (۷) اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اچھا نتیجہ اچھا نہیں (۸) انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقته اس الہام میں شیخ امت میں آپ کو داخل کیا ہے (۹) تو ہم سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے از مسیح موعود) یہ الہام حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا ہی ترجمہ ہے اور یہ مسلم ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت رکھنے والے علماء انبیاء نہیں بلکہ اولیاء ہیں۔ یہ تمام الہامات جو حضرت اقدس عم کے جماعت اولیاء کا فرد ہونے پر صریح دلالت کرتے ہیں جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء ان کا بھی عملاً انکار کر رہے ہیں اور یومنون ببعض ویکفرون ببعض کا مصداق بن کر صرف ان الہاموں کو ہی پیش کرتے رہتے ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آتا ہے اور ان تمام الہاموں کو چھپا کر رکھتے ہیں جو حضور کی رسالت اور نبوت کی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ یہ نبوت و رسالت وہی ہے جو بروزی طور پر اولیاء امت کو ملتی رہی ہے۔

چھٹی قسم کے الہامات کا انکار } الہامات مندرجہ بالا کے علاوہ بعض دیگر الہامات کا بھی یہ لوگ عملاً انکار کر رہے ہیں مثلاً حضور کو نبی کریم صلعم کے متعلق الہام ہوا صل علی محمد و آل محمد سید ولد آدم و خاتم النبیین پھر ہی کے ذریعہ خاتم النبیین کے معنی آپ پر کھولے گئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں اوحی الی ان الدین هو الاسلام وان الرسول هو المصطفی السید الامام رسول امی امین فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک معہ وانه خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ دین صرف اسلام ہی ہے اور رسول ہمارے مصطفی صلعم ہی ہیں پس جس طرح ہمارا رب ایک ہی ہے وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے پس اسی طرح ہمارا رسول مطاع محمد صلعم اکیلا ہی نبی ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ آپ کے ساتھ کوئی شریک ہے اور یہ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

اب جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اس وحی الٰہی کا صریح انکار کر کے خاتم النبیین کے یہ معنی کر رہے ہیں کہ آپ کے بعد نبی آ سکتا ہے بلکہ آ گیا ہے اور وہ آپ کے ساتھ اسی طرح شریک ہے جس طرح حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ شریک تھے انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی طرح الہام مسلماں را مسلماں باز کردند تو مسلمانوں کو مسلمان ہی قرار دے رہا ہے لیکن جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اسی الہام الٰہی کے خلاف سب ان مسلمانوں کو جو حضرت اقدس کو نہیں مانتے کافر قرار دے رہے ہیں۔

غرضیکہ اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کا انکار مولویوں کی طرح جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کر رہے ہیں لیکن خوف طوالت سے میں انہی چند الہامات کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اب واقعات مندرجہ بالا کی روشنی میں ہر عقلمند خود ہی فیصلہ کر لے کہ سلسلہ قبول الہامات میں سب سے بڑا مولوی کون ثابت ہوتا ہے جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء یا حضرت امیر ایدہ اللہ اور آپ کے احباب۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

سپاس تعزیت

میری لڑکی عزیزہ سائرہ کے انتقال پرملال پر بزرگان قوم اور احباب جماعت اور اعزہ و اقارب نے جو تعزیت کے تار اور خطوط ارسال فرمائے اور اسی طرح دیا عدہ میں مجھ سے اظہار ہمدردی اور دلسوزی فرمایا میں ان کی اس نوازش کا تہ دل سے مشکور ہوں، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

نیز جن بہنوں نے والدہ سائرہ کو تعزیت نامے لکھے اور ہمدردی کا اظہار فرمایا اور بعض نے غریب خانہ پر بھی تشریف لا کر ہمارے غم میں شرکت کی ان سب کا مرحومہ کی والدہ بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً جواب دینا میرے لئے ناممکن تھا اس لئے بذریعہ اخبار یہ چند سطور بطور سپاس تعزیت لکھی گئی ہیں۔

عبد العزیز
اسسٹنٹ سرجن ریڈنگ ہسپتال

تاریخ اسلام

اَصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت طلحہؓ مہاجر کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت طلحہ رضؓ ہجرت نبویؐ سے پچیس برس پہلے پیدا ہوئے۔ انہیں بچپن ہی سے تجارت سے دلچسپی تھی اور اسی سلسلے میں جوان ہو کر آپ نے لمبے لمبے سفر اختیار کیے۔

اسلام } سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں جبکہ آپ بصرہ میں کاروباری سلسلہ میں مقیم تھے ایک راہب نے انہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بشارت دی۔ بعد ازاں جب مکہ واپس تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضؓ کی فیض صحبت سے دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ چنانچہ آپ آٹھویں شخص ہیں جنہوں نے خلعت اسلام سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل کی۔

مواخات } مکہ میں آنحضرت صلعم نے ان کا رشتہ اخوت حضرت زبیر رضؓ کے ساتھ جوڑا۔

ہجرت } حضرت طلحہ بھی دیگر بلاکشان محبت کی طرح کفار کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنے جس وقت آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لا رہے تھے راستہ میں حضرت طلحہ رضؓ شام سے واپس ہوتے ہوئے ان سے ملے کچھ شامی کپڑے پیش کئے اور کہا اہل مدینہ نہایت بے چینی سے آپ کے منتظر ہیں۔

مکہ پہنچکر حضرت طلحہ رضؓ اپنے تجارتی کاروبار سے فرصت حاصل کر کے حضرت ابوبکر رضؓ کے اہل و عیال کو لے کر مدینہ پہنچے یہاں آپ حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھیرے اور بحکم رسول صلعم حضرت ابی بن کعب سے بھائی چارہ کیا (طبقات ابن سعد)

غزوات } غزوۂ بدر میں حضرت طلحہ رضؓ شرکت نہ فرما سکے کیونکہ آپ کسی خاص مہم پر تشریف لے گئے ہوئے تھے تاہم آپ کو بدری صحابہ کا شرف حاصل تھا (اسد الغابہ)

غزوۂ احد میں حضرت طلحہ نے وہ کارہائے نمایاں دکھائے کہ آنحضرت صلعم نے ان کی بے مثل جانبازی اور شجاعت کے صلہ میں "خیر" کا لقب مرحمت فرمایا حضرت ابوبکر رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ یوم احد طلحہ رضؓ کا مخصوص دن تھا حضرت عمر رضؓ انہیں صاحب احد کہا کرتے تھے طلحہ رضؓ کو بھی اس قابل رشک کارنامہ پر بڑا ناز تھا۔ واقعہ احد کے وہ تفصیلی حالات جن کا تعلق حضرت طلحہ رضؓ سے ہے یہ ہیں:-

جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے جن میں حضرت طلحہ رضؓ بھی شامل تھے، کفار کا ہر طرف سے زور تھا، تیروں کی بارش تھی اور تلواریں بجلیاں گرا رہی تھیں، اس نازک وقت میں حضرت طلحہ رضؓ حضرتؐ کے آگے پیچھے دائیں بائیں لڑ کر کفار کے اس بے پناہ ریلے کو پیچھے دھکیل رہے تھے۔ تیروں کی بوچھاڑ کو ہاتھوں پر لیتے تلوار اور نیزہ کے سامنے اپنے سینہ کو سپر بناتے جب نرغہ زیادہ ہو جاتا تو شیر کی طرح گرج کر دشمن پر ٹوٹ پڑتے اسی اثنا میں کسی نابکار نے ذات اقدسؐ پر تلوار سے وار کیا حضرت طلحہ رضؓ نے اس وار کو پھرتی سے اپنے ہاتھ پر لیا انگلیاں اڑ گئیں تو آہ کی بجائے زبان سے نکلا "حسن" یعنی خوب ہوا۔ حضور پر نور نے فرمایا کہ اگر "حسن" کی بجائے بسم اللہ کہتے، تو ملائکہ آسمانی تمہیں سر پر اٹھاتے۔

الغرض جب دوسرے صحابہ بھی پہنچ گئے اور کفار کا زور کم ہوا تو حضرت طلحہ رضؓ رسول صلعم کو اپنی پشت پر سوار کر کے محفوظ مقام پر لے گئے (طبقات ابن سعد) حضرت طلحہ رضؓ کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم شمار کئے گئے حضرت طلحہ فتح مکہ تک متفرق غزوات میں شریک رہے بیعت رضوان کی بھی سعادت حاصل کی۔ غزوۂ حنین میں آپ نے معہ چند ثابت قدم بہادروں کے بہت بے جگری سے داد شجاعت دی۔

۹ھ میں جب آنحضرت صلعم نے قیصر روم کے حملہ کی خبر سن کر سامان حرب خریدنے کے لئے صدقہ کی ترغیب فرمائی تو حضرت طلحہ رضؓ نے بیش قرار رقم حاضر کر کے دربار نبویؐ سے فیاض کا لقب حاصل کیا (اسد الغابہ) اسی اثنا میں منافقین مدینہ نے کچھ فاصلہ پر سویلم یہودی کے مکان پر مسلمانوں میں شرارت پھیلا کر انہیں بددل کرنے کی تجاویز پر غور و خوض کرنے کے لئے اجتماع کیا۔ حضرت رسول کریم صلعم نے یہ خبر پا کر حضرت طلحہ رضؓ کو اس خانہ برانداز گروہ کی تنبیہ پر مامور فرمایا انھوں نے چند آدمیوں کو ساتھ لیکر بڑی مستعدی سے سویلم کے مکان کا محاصرہ کیا اور اس میں آگ لگا دی۔ ضحاک وغیرہ مکان کی پشت سے کود کر بھاگ گئے۔

حضرت طلحہ رضؓ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے۔ حج سے واپسی پر جب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو رسول کریم صلعم نے انتقال فرمایا تو آپ صدمہ کی تاب نہ لا کر کسی گوشہ تنہائی میں جا کر گریہ و بکا میں مصروف ہو گئے۔

عہد صدیقی } عہد صدیقی میں حضرت طلحہ رضؓ امور مہمہ میں رائے اور مشورہ کے لحاظ سے ہمیشہ جانشین رسولؐ کے دست و بازو ثابت ہوئے۔ مرض الموت میں جب حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو خلافت کے لئے نامزد کیا تو حضرت طلحہ رضؓ نے بھی چند کبار صحابہ کی طرح اس پر آزادانہ نکتہ چینی کی جس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا "میں خدا تعالیٰ سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر مقرر کیا جو ان میں سب سے بہتر تھا۔"

عہد فاروقی } الغرض حضرت طلحہ رضؓ عہد فاروقی رضؓ میں مجلس شوریٰ کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور اہم امور میں نہایت مخلصانہ مشورہ دیا اختلافی مسائل میں ہمیشہ فاروق اعظمؓ کا ساتھ دیا۔ ایک دفعہ عہد فاروقی میں ممالک مفتوحہ کے مجاہدین میں تقسیم ہونے کا سوال پیدا ہوا اور ایک بڑی جماعت اس کی موید ہو گئی اور صرف حضرت عمر رضؓ اور چند دوسرے صحابہ کو اس سے اختلاف تھا دیر تک بحث ہوتی رہی حضرت طلحہ رضؓ نے زور سے اس مسئلہ میں حضرت عمر رضؓ کی تائید فرمائی حتیٰ کہ انہی کی رائے پر فیصلہ ہوا کہ مفتوحہ ممالک سٹیٹ کی ملکیت ہیں۔

۲۳ھ میں حضرت عمر رضؓ نے سفر آخرت کی تیاری کی تو خلافت کے لیے چھ آدمیوں کو منتخب فرمایا جن میں حضرت طلحہ رضؓ بھی تھے لیکن انھوں نے نہایت فراخ حوصلگی اور ایثار نفسی کے ساتھ حضرت عثمان کو اپنے اوپر ترجیح دی چنانچہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضؓ کی کوشش اور حضرت طلحہ رضؓ کی تائید سے وہی خلیفہ منتخب ہوئے۔

عہد عثمانی } عہد عثمانی کے پہلے چھ سال تو امن و سکون سے گذر گئے مگر آخری چھ سالوں میں ہر طرف سے فتنہ نے سر اٹھایا حضرت طلحہ رضؓ نے خلیفہ رسولؐ کو مشورہ دیا کہ شورش کے اسباب کی تفتیش و تحقیق کے لئے تمام ممالک میں وفود روانہ کئے جائیں چنانچہ اس رائے کو پسند کیا گیا ۳۵ھ میں محمد بن مسلمہ رضؓ، اسامہ بن زید رضؓ عمار بن یاسرؓ اور عبد اللہ بن عمر رضؓ ملک کے مختلف حصص میں روانہ کئے گئے واپس آ کر ان بزرگوں نے اپنی تحقیقات کا جو نتیجہ پیش کیا اس پر ابھی عمل درآمد نہ ہوا تھا کہ مفسدین نے بارگاہ خلافت کا محاصرہ کر لیا اور اسی دوران میں حضرت عثمان رضؓ ان فتنہ پردازوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

عہد مرتضوی } حضرت طلحہ رضؓ نے بھی حضرت زبیر رضؓ کی طرح بادل ناخواستہ حضرت علی رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعد ازاں حضرت زبیر رضؓ کے ساتھ مل کر اصلاح حال کی کوشش کی بالآخر حضرت زبیر رضؓ کے جنگ سے برداشتہ خاطر ہونے پر جیسا کہ آپ حضرت زبیر رضؓ بن العوام کے حال میں پڑھ چکے ہیں حضرت طلحہ رضؓ نے بھی جنگ سے کنارہ کش ہونے کی رائے قائم کر لی۔ مروان نے جو حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے معاملہ میں ان سے بدظن تھے ان پر ایک تیر رسید کیا اگرچہ یہ تیر حضرت طلحہ کے پاؤں میں لگا تاہم ان کے لئے تیر قضا ثابت ہوا۔ لوگوں نے تیر نکالنے کی کوشش کی فرمایا چھوڑ دو یہ تیر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام اجل ہے۔

اخلاق و عادات } حضرت طلحہ رضؓ کا اخلاقی پایہ نہایت ارفع و اعلیٰ تھا خشیت الٰہی اور رسول اللہ صلعم کی محبت سے ان کا پیمانہ قلب لبریز تھا۔ احد اور دیگر غزوات کے مصارف میں اپنا مال نذر کرنے کا عہد کیا تھا اور جیسے یا بندی سے ادا کیا حتیٰ کہ آپ ایسے لوگوں کی مدح میں قرآن شریف کی یہ آیت نازل ہوئی۔

رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبہ۔ الآیہ

یعنی کچھ آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اسے سچ کر دکھایا پس ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کی۔

حضرت طلحہ رضؓ اقلیم سخاوت کے بادشاہ تھے فقرا و مساکین کے لئے ان کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ قیس بن ابی حازم کا بیان ہے کہ میں نے طلحہ رضؓ سے زیادہ کسی کو مطلب کی بخشش میں پیش پیش نہ دیکھا (فتح الباری) ایک دفعہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اپنی جائداد سات لاکھ درہم میں فروخت کی اور سب مال راہ خدا میں صرف کر دیا۔

تمول } ذریعہ معاش تجارت تھا۔ ایک دفعہ امیر معاویہ رضؓ نے موسیٰ بن طلحہ رضؓ سے پوچھا کہ تمہارے والد نے کس قدر دولت چھوڑی انہوں نے جواب دیا "بائیس لاکھ درہم۔ دو لاکھ دینار علاوہ ازیں نہایت کثیر مقدار میں سونا اور چاندی جائداد غیر منقولہ قیمتی تین کروڑ درہم اس کے علاوہ تھی

وفات } حضرت طلحہ رضؓ نے چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت حاصل کی اور اسی میدان جنگ کے گوشہ میں دفن ہوئے چونکہ یہ زمین نشیب میں تھی اسلئے اکثر غرق آب رہتی تھی ایک شخص نے مسلسل تین دفعہ حضرت طلحہ کو خواب میں فرماتے سنا کہ میری لاش کو اس قبر سے منتقل کرو حضرت ابن عباس رضؓ نے خواب کا حال سنا [illegible]

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۵

پارلیمنٹری مشن اور ہندوستان کا سیاسی مستقبل

مسلم لیگ کا نہایت معقول مطالبہ

ہندوستانی سیاست میں یہ دور خاص اہمیت رکھتا ہے۔ پارلیمنٹری مشن ہندوؤں اور مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے ہندوستان میں آیا ہوا ہے — کانگریسی لیڈروں نے اس وزارتی مشن سے ملاقاتوں کے دوران میں متحدہ ہندوستان کا نظریہ پیش کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جائے جو ہندوستان کی سیاسی وحدت کو تباہ کر دے — مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح اور دوسرے مسلم لیگی لیڈروں نے نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے مطالبہ کو پیش کر دیا ہے کہ کسی عارضی حکومت کی تشکیل کے اعلان سے پہلے پاکستان عطا کرنے کا فیصلہ کر دیا جائے — کانگریس اور مسلم لیگ کے یہ دو مطالبے وزارتی مشن کے سامنے پیش ہو چکے ہیں۔

کانگریس قریباً نصف صدی سے جس نیشنلزم اور ہندوستان کی سیاسی وحدت کا پرچار کر رہی ہے اور آزادی کی جدوجہد میں جس نظریہ کو پیش کرتی چلی آئی ہے ایک طویل سیاسی تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ نظریہ ہندوستان میں کامیاب نہیں ہو سکتا اس اکھنڈ ہندوستان اور نیشنلزم کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہندوستان میں ہندو راج کی بنیادیں استوار کی جائیں اور جمہوریت کے پردہ میں ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت پر دائمی طور پر مسلط کر دیا جائے کانگریس کی یہ سیاسی جدوجہد ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کا ایک خطرناک منصوبہ ہے ہندو کانگریسی ہو یا مہاسبھائی کمیونسٹ ہو یا لیبرل اس کا نصب العین صرف ہندو امپیریلزم ہے اور مسلمانوں کو سیاسی اقتدار و اختیار سے محروم کرنا اور معاشی لحاظ سے اپنا دست نگر بنانا ہے — لیکن مسلمان قوم اب بیدار ہو چکی ہے وہ ہندوؤں کے اس بھرے میں نہیں آ سکتی اور نہ ان کے اس سیاسی دام میں پھنس سکتی ہے۔ عرصہ دراز تک مسلمانوں نے جنگ آزادی میں ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو نبرد آزمائی کی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ ہندو ذہنیت اور کانگریس کے (کانگریس کی سیاست پر دائیں)

ہندو راج کے منصوبوں سے بیزار ہو کر مسلمان کانگریس سے علیحدگی کرتے رہے اور بتدریج یہ بیزاری اور بیداری ایک زبردست سیاسی تحریک بن گئی جسے ہم آج ہم مسلم لیگ، اور پاکستان کی شکل میں دیکھتے ہیں مسٹر برنارڈ شا نے ٹھیک کہا تھا کہ پاکستان کا مطالبہ طبعی اور قومی ہے حقیقت یہ ہے کہ کانگریس اور اس کا نیشنلزم بالکل بے نقاب ہو چکا ہے اور مسلمانوں نے متحدہ طور پر تقسیم ہندوستان کا جو نظریہ پیش کیا ہے اس کے علاوہ اس مسئلہ کے حل کی اور کوئی صورت نہیں مسلمانوں پر کانگریس اپنی سکیم کو جبراً نافذ نہیں کر سکتی اور مسلمانوں کے حقوق خود مختاری کو پامال کرنے کی کوئی کوشش بار آور ہو سکتی ہے اور نہ وہ فرسودہ دلائل کارگر ہو سکتے ہیں جو کانگریسی لیڈر "نیشنلزم" کی تائید میں دیتے رہتے ہیں دس کروڑ مسلمانوں کی ۹۸ فیصدی آبادی عملی طور پر اس "نیشنلزم" سے بیزاری کا اظہار کر چکی ہے اب اس مسئلہ کا صحیح حل یہی ہے کہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو منظور کر لیا جائے۔ مسلم لیگ اپنی مجوزہ آزاد پاکستان ریاست کے مطالبہ سے کسی صورت میں بھی دستبردار نہیں ہوگی اور مسٹر جناح نے حکومت کو آگاہ کر دیا ہے کہ "اگر تم نے ہندوؤں کی دھمکیوں سے متاثر ہو کر مسلمانوں کے قومی مطالبہ کو پس پشت ڈال دیا تو مسلمان اس صورت کو ہرگز خاموشی سے برداشت نہیں کریں گے بلکہ ہر قسم کے خطرات اور قربانیوں کا مقابلہ کریں گے —" اب پارلیمنٹری مشن جو ہندوستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے آیا ہے اس پر کیا ذمہ داری عاید ہوتی ہے وہ ان مذکورہ حالات اور واقعات سے عیاں ہے اگر اس مشن کا مقصد واقعی اعلیٰ اور تعمیری ہے تو اس کے سامنے سوائے اس کے کوئی اور صورت نہیں کہ وہ مسلم لیگ کے مطالبہ کو منظور کر لے تاکہ ہندو اور مسلمان "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کے سنہری اصول پر عمل کرتے ہوئے صلح اور امن کی زندگی بسر کر سکیں۔

شذرات

مذہب کا مستقبل

مشہور انگریز جرنلسٹ اور مفکر آرتھر مور سابق ایڈیٹر روزنامہ اسٹیٹسمین، اسی انگریزی روزنامہ کی ۱۳ فروری سنہ ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں یوں رقمطراز ہیں۔

"یہ جواب تک ہم نے اپنا مقصد زندگی قومی ترقی اور ذاتی فلاح کو رکھا، اور اس سے دنیا کے معاملات پر قابو نہ پا سکے ان تجربوں کے بعد میرا اندازہ یہ ہے کہ اب دنیا مذہب کی طرف پھر لوٹے گی مذہب سے میری مراد ہے خدا پر ایمان و اعتقاد، نہ کہ کلیسائیت۔ کلیسائی اقتدار اور پیشہ ورانہ مذہبی مقتدائی کا زوال بدستور جاری رہے گا البتہ اسلام ایک بڑی حد تک اس مصنوعی مذہبیت کے زوال سے محفوظ رہے گا، جس میں کوئی پیشہ ورانہ مقتدائی ہے ہی نہیں، اور جس کے علماء صرف ماہرین ہی ہوتے ہیں، نہ کہ خدا اور بندے کے درمیان واسطے"۔ (صدق)

اس اقتباس سے قرآن مجید کے اس دعوے کی صداقت کس قدر عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے خدا کا آخری پیغام ہے تمام مذاہب مٹتے رہے ہیں اور مٹتے چلے جا رہے ہیں اور جہاں مذہب کے عود کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے وہاں مغربی مفکر بھی یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اسلام ایک بڑی حد تک اس مصنوعی مذہبیت کے زوال سے محفوظ رہے گا۔

غلامانہ ذہنیت اور خلیفہ صاحب

الفضل مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۴۶ء میں [illegible] ایک طویل مضمون "پارلیمنٹری مشن اور ہندوستان [illegible] فرض" کے عنوان سے شائع ہوا ہے [illegible] صاحب تبلیغ مذہب کے متعلق ہندوؤں اور [illegible] نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible]

"تبلیغ مذہب اور مذہب [illegible] ہندوستان کے اساس میں شامل کر لیا [illegible] اور اس طرح اس تنگ نظری کا خاتمہ کر دیا [illegible] جو ان کی سیاست پر ایک داغ ہے۔ [illegible] کو کوئی آزاد شخص بھی برداشت نہیں کر [illegible] تک ملک کی ذہنیت غلامانہ ہو [illegible] گی لیکن جب حریت کی ہوا لگ [illegible] غلط نظریوں کے خلاف نفرت کے [illegible] بھڑک اٹھیں گے۔ تبدیلی تو ہو کر [illegible] لیکن جو لوگ اس تنگ نظری [illegible] وہ ہمیشہ کے لئے اپنی اولاد کی [illegible] میں ذلیل ہو جائیں گے"

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ قول [illegible] کانگریس اور ہندوؤں کے لئے ہی [illegible] پر بھی اس پر عمل کرنے کی ذمہ داری عاید ہوتی [illegible] جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغ کو روکنے کے [illegible] انھوں نے استعمال کئے ہیں [illegible] کا انھوں نے ثبوت دیا ہے [illegible] ساتھ انھوں نے جماعت لاہور کو قادیانی [illegible] میں بدنام کیا اور قادیانی جماعت کے [illegible] نفرت کے جذبات پیدا کئے ہیں [illegible] ہوتے ہوئے انہیں کوئی حق نہیں [illegible] دوسروں کو نصیحت فرمائیں اگر [illegible]

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ ہالینڈ کے متعلق تازہ اطلاع

حال ہی میں برلن سے مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ کے ذریعہ انجمن کو مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے دو خطوط موصول ہوئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مرزا صاحب موصوف گزشتہ جنگ کی خون آشامیوں اور ہولناکیوں سے بچ گئے لیکن ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اس جنگ کی ناگزیر پریشانیوں کی وجہ سے جسمانی اور دماغی لحاظ سے بہت مضمحل ہیں احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے اس دور افتادہ بھائی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور آیندہ بھی ان کی حفاظت فرمائے [illegible]

درخواست دعا — اخویم مکرم جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب کا گزشتہ دنوں [illegible] ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا ہے [illegible] تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوا [illegible] صاحب موصوف سلسلہ کے نہایت قیمتی [illegible] ہیں احباب سلسلہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

سانحہ ارتحال — مکرمی حافظ عبد الرشید صاحب مبلغ سندھ اطلاع دیتے ہیں یہ خبر جماعت کے حلقوں میں نہایت ہی غم و افسوس سے سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بھائی [illegible] صاحب کے والد ماجد میاں [illegible] عرصہ دو سال بیمار رہنے کے بعد عالم فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نہایت ہی نیک [illegible] سے تھے۔ انجمن کے ساتھ [illegible] کی سچی تڑپ رکھتے تھے [illegible]

یہ خلیفہ صاحب کی پالیسی اور نظام پر بھی [illegible] جماعت کو آزادی کا [illegible] ہو جائے گا [illegible]

ہماری تبلیغی کوششیں

ماہ فروری میں ہمارے مبلغین کی سرگرمیاں

(از دفتر تبلیغ)

کلکتہ میں انجمن نے گزشتہ دو تین سال سے ایک تبلیغی مشن قائم کر رکھا ہے، جس کے انچارج آج کل مولوی امیر علی صاحب بنگالی ہیں مولوی صاحب موصوف مشن ہاؤس میں اکثر اوقات نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے، اور لوگوں سے فرداً فرداً ملاقاتیں کر کے انہیں اسلام کی دعوت دیتے اور سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی ضرورت ان پر واضح کرتے ہیں، گزشتہ سال ان کے ذریعہ سے چند نفوس جماعت میں شامل بھی ہوئے مشن ہاؤس میں نماز جمعہ بھی مولوی صاحب موصوف پڑھاتے ہیں۔ اور عام تحریکات اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ کلکتہ کے علاوہ اپنے گاؤں میں بھی مولوی صاحب موصوف مسلمانوں کی اصلاح کا کام کرتے اور ان کی خانہ جنگی کو روکنے اور تعلیمی و اقتصادی حالت کو سنوارنے میں مدد دیتے ہیں اللہ تعالےٰ ان نیک کاموں میں ان کا حامی و مددگار ہو اور ان کی کوششوں کو کامیاب فرمائے۔

کندکوٹ (سندھ) سے ہماری انجمن کے مبلغ حافظ عبدالرشید صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جیکب آباد میں فوج کے چند معزز مسلمانوں سے ملا اور انہیں سلسلہ عالیہ میں شمولیت کی دعوت دی اور معلومات بہم پہنچائیں ایک صاحب محمد رفیق نائیک جماعت میں داخل ہوئے۔ کندکوٹ میں مجلس میلاد النبی صلعم تھی خاکسار نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کی غرض و غایت بیان کی اور بتایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ لاہور ہی آنحضرت صلعم کے اصل مشن پر کاربند ہے میری تقریر میں ایک شخص منتھو جو ہندو تھا مشرف باسلام ہوا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا کندکوٹ سے چار میل کے فاصلہ پر ہمارے ایک دوست غلام رسول شاہ صاحب رہتے تھے جو ہمارے سلسلہ میں شامل تھے، فوج میں ملازم تھے، ان کے متعلق اطلاع آئی کہ وہ جاپان کی جنگ میں مارے گئے ہیں ان کے مکان پر پہنچ کر ان کے اعزہ و اقربا سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کیا گیا۔ دو دوستوں جان محمد صاحب، میر محمد خاں صاحب سے ملاقاتیں کیں اور انہیں سلسلہ حقہ میں شمولیت کی دعوت دی جس کا نتیجہ امید ہے اچھا اثر پڑا۔ پھر کسی وقت ان سے ملاقات ہو گی۔

جھنگ میں مولوی احمد گل صاحب تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں اور ملاقاتوں اور تقسیم لٹریچر کے ذریعہ سے لوگوں کو سلسلہ حقہ کی دعوت دیتے اور ان کے اعتراضات اور شکوک رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے علاوہ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کی نو تعمیر مسجد کی امامت کراتے اور ایک دوست اور ان کی صاحبزادی کو قرآن کریم کے آیندہ امتحان کی تیاری کراتے ہیں

ڈیرہ غازی خاں اور اس کے گرد و نواح میں مولوی عبدالقادر صاحب نہایت تندہی کے ساتھ مصروف تبلیغ ہیں، اپنی تازہ رپورٹ میں انہوں نے لکھا ہے، کہ روہلانوالی میں جا کر ختم نبوت پر تقریر کی اور لوگوں کو بتایا کہ خاتم النبیین کے بعد نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔ اس تقریر کا اختتام حضرت مسیح موعود کے اس قول پر ہوا کہ وحی نبوت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی اسی سلسلہ میں مولویوں کے شغل تکفیر کا ذکر کرتے ہوئے یہ مثال دی کہ ہماری زبان میں کمہار اسے کہتے ہیں جو برتن بناتا ہو، اور جو شخص بنے ہوئے برتنوں کو توڑتا پھرے وہ کمہار نہیں بلکہ پاگل کہلاتا ہے اسی طرح علماء کا کام تو یہ ہے کہ کفار کو مسلمان بنائیں، جو مولوی مسلمانوں کو کافر بنانے کے شغل میں مشغول ہیں انہیں پاگل ہی کہنا چاہیئے۔

ایک سجادہ نشین سید قلندر شاہ صاحب جو اچھی علمی قابلیت رکھتے ہیں ڈیرہ غازی خاں میں ہماری لائبریری میں آئے اور وفات و حیات مسیح پر گفتگو شروع کی منصف مزاج آدمی تھے مان لیا کہ واقعی اس مسئلہ میں جماعت احمدیہ حق بجانب ہے۔

مولوی عبدالقادر صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ایک گریجوایٹ اچھی قابلیت رکھتے ہیں ہماری لائبریری کی اکثر کتب مطالعہ کر کے احمدیت پر مستحکم ہو چکے ہیں لیکن اپنے والد کی مخالفت کے خوف سے اعلان نہیں کر سکتے، احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام رکاوٹوں اور مشکلات کو دور فرمائے۔

حیدرآباد دکن میں ہمارے مکرم دوست شیخ انعام الحق صاحب بڑی محنت اور تندہی سے تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں ہر روز کئی کئی میل کا چکر کاٹ کر لوگوں سے ملاقاتیں کرتے اور انہیں سلسلہ حقہ میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں تبلیغ اسلام کے لئے کافی عطیات ان کی معرفت وصول ہوتے ہیں، گزشتہ فروری میں انہوں نے ریاست حیدرآباد کے ایک مقام محبوب نگر کا دورہ کیا اور وہاں ایک قادیانی وکیل صاحب اور کئی سرکاری افسروں سے ملاقاتیں کیں، ان سے مذہبی گفتگوئیں ہوئیں، انہیں لٹریچر دیا، اور اس طرح حضرت مسیح موعود کے صحیح مقام، سلسلہ حقہ کی اصل پوزیشن اور جماعت احمدیہ لاہور کی اسلامی خدمات سے انہیں واقف کیا، اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی کوششوں کو بارآور فرمائے

بھدرواہ (ریاست کشمیر) میں ہمارے عزیز دوست خواجہ محمد صدیق صاحب تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں اور باوجودیکہ مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ پر بائیکاٹ کی صورت میں طرح طرح کے ظلم و ستم کئے جا رہے ہیں ہمارے یہ نوجوان دوست لوگوں کے گھروں پر جا کر بازاروں میں دوکان بہ دوکان پھر کر وعظ و تبلیغ کرتے ہیں اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیتے ہیں۔ گزشتہ ماہ نہ صرف بھدرواہ میں انہوں نے اپنے تبلیغی فرائض پورے شوق اور تندہی سے سرانجام دیئے بلکہ محض دوستوں کی دعوت پر دور دراز کے برفانی پہاڑ عبور کر کے علاقہ نیلی میں تبلیغ کے لئے گئے وہاں آریہ لوگ ایک مسلم خاتون کو اغوا کر رہے تھے جس سے مسلمانوں میں بہت بے چینی اور جوش پیدا ہو گیا تھا۔ خواجہ محمد صدیق صاحب نے اسلام کی صداقت و عظمت اور آریہ مذہب کی غلط تعلیمات پر دو تین لیکچر دیئے اور لوگوں کو صبر و استقامت اور دلائل کے ساتھ باطل کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی جس سے لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہوا اور بھی کئی مقامات کا دورہ کر کے جماعت احمدیہ کا پیغام انہوں نے لوگوں کو پہنچایا۔

سامانہ میں گزشتہ ماہ انجمن اصلاح المسلمین نے ایک جلسہ سیرت النبی منعقد کیا جس میں ہمارے قابل دوست مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو بھی دعوت دی گئی مرزا صاحب وہاں تشریف لے گئے اور ان کی دو تقریریں وہاں ہوئیں۔ ان تقریروں کی وجہ سے شہر میں احمدیت کا وقار قائم ہو گیا۔

اس کے علاوہ مولوی فضل الرحمن صاحب نے ضلع ہوشیار پور کے سات دیہات کا دورہ کیا اور کم و بیش دو ہزار نفوس تک پیغام حق پہنچایا ایک مولوی عبدالغنی صاحب سے وفات مسیح پر مناظرہ ہوا ضلع کرنال کے پندرہ دیہات کا دورہ کیا جس میں حسب موقعہ تبلیغ اور مذہبی تبادلہ خیالات ہوتا رہا، مولوی شریف الرحمن دیوبندی، مولوی عبدالحلیم دیوبندی اور مولوی عبدالرحیم عثمانپوری سے مناظرانہ رنگ میں وفات مسیح، کفر و اسلام اور جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام پر گفتگو ہوتی رہی،

امرتسر میں مولانا احمد یار صاحب، ہر جمعہ نماز پڑھانے کے لئے جاتے ہیں، اور خطبات میں جماعتی تحریکات اور صداقت مسیح موعود پر زور دیتے ہیں، مولوی صاحب نے دو غیراز جماعت دوستوں کو بھی تبلیغ کی اور انہیں معاون بنا لیا، فجزاہ اللہ۔

سرینگر سے عبدالعزیز شورہ صاحب لکھتے ہیں کہ ۲۱ فروری کو مسجد احمدیہ قلمدانپورہ سرینگر میں عید میلاد النبی صلعم کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی یہ تقریر تین حصوں پر منقسم تھی:-

(۱) آنحضرت صلعم سے پہلے ملک کی حالت۔

(۲) کتب مقدسہ میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں۔

(۳) سیرت و فضائل نبوی، تقریر میں متعدد مورخین کے حوالے دیئے گئے غیرمسلم اور مسلمان سامعین اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور احباب نے پر زور اصرار کیا کہ اس تقریر کو شائع کیا جائے میں کوشش کروں گا کہ یہ تقریر ٹریکٹ کی صورت میں یا اخبار "روشنی" میں شائع ہو جائے، اخبار روشنی جو میلاد النبی کے موقعہ پر نکالا اس کی ایک سو کاپیاں مفت تقسیم کیں، ایک یورپین مسٹر کیپٹن ولبرٹ کو نیو ورلڈ آرڈر کی ایک کاپی دی اس نے اسے شوق سے مطالعہ کرنے کا یقین دلایا، ۲۱ فروری کو شیخ عبدالعماد صاحب کی دوکان پر ایک غیر احمدی مسٹر احد اللہ کی صدارت میں مجلس میلاد النبی صلعم منعقد ہوئی، میں نے کاشمیری زبان میں تقریر کی اور کتب سابقہ میں آنحضرت صلعم کے متعلق متعدد پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ حضور صلعم تمام انبیاء کے موعود ہیں آخر میں حضرت امام عصر علیہ السلام کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کیا، تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا اور سب غیر احمدی حضرات بہت خوش ہوئے صاحب صدر نے اعتراف کیا کہ احمدی اسلام اور مسلمانوں کا درد دل میں رکھتے ہیں، انفرادی طور پر

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگانِ سلسلہ کا دورۂ دکن

سفر اور قیام حیدرآباد کی مختصر کیفیت

نامہ نگار پیغامِ صلح کے قلم سے

احباب معاونین دکن کی عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ چند علماء سلسلہ کی معیت میں دوبارہ حیدرآباد تشریف لائیں۔ حضرت ممدوح جب ۱۹۴۲ء میں پہلی مرتبہ دکن تشریف لائے تھے تو بہت اچھا اثر ہوا اور گرانقدر تبلیغی و دینی فوائد حاصل ہوتے تھے۔ گذشتہ برسوں میں دو تین بار حضرت ممدوح نے حیدرآباد کا ارادہ بھی فرمایا لیکن بعض غیر متوقع موانعات پیش آجانے کی وجہ سے یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا۔ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ آخر احباب معاونین کی یہ تمنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہ مارچ ۱۹۴۶ء میں پوری ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمعیت حضرت مولانا صدرالدین صاحب و مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی عالی جناب ملک التجار خان بہادر عبدالکریم بابو خاں صاحب سکندرآباد کی دعوت پر ۱۰ مارچ کو دکن تشریف لائے اور ۲۰ مارچ کی شام تک قیام فرمایا۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی معیت کی وجہ سے احباب و معاونین دکن کی خوشی میں بہت اضافہ ہوگیا۔

لاہور سے روانگی اور دہلی میں مختصر قیام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رفقاء سمیت ۷ مارچ کی شام کو لاہور سے روانہ ہوئے۔ ۸ مارچ (جمعہ) کی صبح کو دہلی پہنچے جہاں ریلوے اسٹیشن پر متعدد احباب استقبال و ملاقات کے لئے موجود تھے حضرت ممدوح نے نماز جمعہ دہلی میں پڑھائی اور اسی روز سہ پہر بعد [illegible] دکن گرانڈ ٹرنک ایکسپریس میں سوار ہوگئے۔

سکندرآباد کے ریلوے اسٹیشن پر استقبال ۱۰ مارچ (اتوار) کو یہ قافلہ بخیریت منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ یہاں بہت سے اصحاب بالخصوص متعدد غیر از جماعت دوستوں کا اصرار تھا کہ معزز مہمانوں کا حیدرآباد کے ریلوے اسٹیشن پر مثل سابق شاندار پبلک استقبال کیا جائے۔ لیکن حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کو احباب کی تکلیف کے خیال سے پسند نہ فرمایا اور تاکید کے ساتھ اس سے روک دیا گیا تھا۔ دوسرے ٹرین مسلسل کئی روز سے بہت زیادہ لیٹ آرہی تھی اس لئے مجبوراً پبلک استقبال کا خیال ترک کرنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود سکندرآباد کے اسٹیشن پر متعدد اصحاب استقبال کے لئے جمع ہوگئے۔ جن میں سے جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خاں صاحب جناب ناظر یار جنگ بہادر صاحب۔ ملک باغ علی صاحب سیالکوٹی کنٹریکٹر سکندرآباد مولوی عبداللطیف صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول۔ میر ولایت علی صاحب صدر انجمن اتحاد نوجوان اعظم پورہ۔ حکیم حبیب حسین صاحب جعفری صدر الافاضل یونیورسٹی اور حکیم عبدالحمید صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ قابل ذکر ہیں۔

قیام گاہ مثل سابق قیام سکندرآباد میں جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خاں صاحب کے دولتکدہ ہی پر ہوا۔ عالی حوصلہ میزبان نے جملہ انتظامات اعلیٰ پیمانہ پر کئے تھے۔ معزز مہمان ریلوے اسٹیشن سے سیدھے قیام پر تشریف لائے۔ مختلف خیالات طبقات کے متعدد اصحاب بھی وہاں جمع ہوگئے۔ سارا دن ملاقاتیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو بھی سارا دن یہ سلسلہ جاری رہا اور بیشتر وقت ملاقاتوں میں صرف ہوا۔ متعدد اکابر و علماء بھی تشریف لائے۔

دعوت اسی روز شب کو جناب میر لائق علی صاحب منیجنگ ڈائرکٹر دی سر پور پیپر ملز نے اپنے ایک عزیز کی تقریب شادی کے سلسلہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و حضرت مولانا صدرالدین صاحب کو مدعو کیا اس تقریب پر بھی متعدد اکابر دکن سے ملاقاتیں اور تبادلہ خیالات ہوا۔

۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء کو بھی دن کا کافی حصہ ملاقاتوں اور تبادلہ خیالات میں صرف ہوا بہت سے اصحاب تشریف لائے۔ چند محمودی نوجوان بھی آئے۔

جلسۂ عام آج شام کو انجمن فیض عام سکندرآباد کے زیر اہتمام بصدارت جناب نواب مقصود جنگ بہادر ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ نواب صاحب موصوف حیدرآباد کے مشہور طبیب اور عالم ہیں۔ افسر الاطبا اور ناظم طبابت یونانی کے ذمہ دار عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ طویل خدمات کے بعد نہایت نیک نامی سے پنشن لی ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام تاجدار دکن و برار ان پر بہت اعتماد فرماتے ہیں۔

اس جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے "قرآن کریم ام الکتاب اور جامع ہے" کے موضوع پر حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے "دنیا کا کامیاب ترین انسان" کے عنوان سے سیرت نبوی پر اور جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے "اسلام کی تعلیم غیر مذاہب کے متعلق" کے موضوع پر نہایت بلند پایہ اور بصیرت افروز تقریریں فرمائیں۔ ان تقریروں کو حاضرین نے نہایت توجہ و شوق سے سُنا اور بہت متاثر ہوئے اس مقام پر حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی یہ پہلی تقریر تھی جسے بے حد پسند کیا گیا۔

محمودی نوجوانوں کی ناشائستہ حرکت جلسہ میں چند محمودی نوجوان بھی آئے ہوئے تھے جو سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی طرف سے ان کے نام نہاد مطالبہ حلف کے سلسلہ میں ایک نیا مطبوعہ اشتہار ساتھ لائے تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پرمعارف تقریر میں سیٹھ صاحب کے مطالبہ حلف کی مغالطہ آمیز اور پر فریب حیثیت کو خوب اچھی طرح واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اور جماعت لاہور کے دیگر بہت سے قدیم و ذمہ دار اراکین حلف اُٹھا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میں اب بھی خلیفہ صاحب قادیان سے اختلافی مسائل پر مناظرہ و مباہلہ کے لئے تیار ہوں بار بار ان کو اس کی دعوت دے چکا ہوں لیکن جناب خلیفہ صاحب قادیان اور ان کی جماعت کے اکابر خاموش ہیں۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کو چاہیے کہ وہ مغالطہ آمیز اشتہار بازی کو چھوڑ کر اپنے خلیفہ کو میدان میں لائیں اور انہیں جماعت لاہور کے مقابلہ پر حلف و مباہلہ پر آمادہ کریں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا چونکہ یہ بیان نہایت صاف اور باطل شکن تھا۔ اس سے سیٹھ صاحب مذکور کے مطالبہ حلف اور جماعت قادیان اور ان کے خلیفہ صاحب کی پوزیشن خوب اچھی طرح واضح ہوگئی تھی۔ اس لئے محمودی حاضرین اسے برداشت نہ کرسکے اور مقامی محمودی مبلغ مولوی عبدالمالک صاحب اور ان کے چند نوجوان ساتھیوں نے اسلامی اخلاق اور آداب محفل کو پیرپرستی کے اندھے جوش میں دیوانہ وار نظر انداز کرکے شور مچانے کی ناکام کوشش کی۔ جس کو محترم صدر جلسہ نے سختی سے روک دیا۔ اس پر یہ نوجوان صاحب صدر سے حجت بازی کرنے لگے لیکن اس میں بھی وہ ناکام و نامراد رہے۔ سنجیدہ اور باخبر حاضرین جلسہ نے محمودی نوجوانوں کی اس ناشائستہ حرکت کی بہت مذمت کی۔ محمودیوں کی اس نازیبا حرکت اور جاہلانہ طریق عمل کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ بہت سے لوگ محمودی اخلاق اور محمودی ذہنیت سے خوب واقف ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ محمودیوں کو ہدایت دے۔

عشائیہ ڈنر اس روز محترم میزبان جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خاں صاحب نے صدر جلسہ اور متعدد اکابر و علما کو عشائیہ (ڈنر) پر مدعو کیا۔

۱۳ مارچ ۱۹۴۶ء کو بھی سارا دن مختلف اصحاب جوق در جوق آتے رہے اور سارا دن دینی و علمی چرچے رہے۔

عصرانہ اس روز معزز مہمانوں کے اعزاز میں جناب خان بہادر اشتیاق احمد صاحب معتمد باب حکومت نے ایک پر تکلف عصرانہ (ٹی پارٹی) ترتیب دیا تھا جس میں حیدرآباد کے اکابر اور عہدیداروں کی ایک معقول تعداد مدعو تھی۔ یہ ایک نہایت پاکیزہ علمی اجتماع تھا۔

مولوی عبداللطیف صاحب کا عشائیہ اسی روز ہماری جماعت حیدرآباد کے معزز رکن مولوی عبداللطیف صاحب نے معزز مہمانوں کو نظامیہ ہوٹل میں عشائیہ (ڈنر) دیا جس کے انتظامات نہایت وسیع پیمانے پر کئے گئے تھے۔ اس عشائیہ میں بھی اکابر اہل علم کی ایک معقول تعداد مدعو تھی۔ کھانے کی میز پر دیر تک دینی و علمی گفتگو رہی حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے ارشادات سے اہل محفل بہت متاثر و محظوظ ہوئے۔ مولانا موصوف نے اس موقع پر سلسلہ کے عقائد اور ہندوستان و یورپ میں جماعت احمدیہ کی شاندار تبلیغی و دینی خدمات کو خوبصورتی سے نہایت موثر و دلنشین پیرایہ میں بیان فرمایا اور اسی ضمن میں بہت سے اعتراضات اور غلط فہمیوں کو بھی دور کر دیا۔ اس اجتماع میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھی چند سوالات و شکوک پیش کئے گئے جن کے معقول و اطمینان بخش جوابات دیئے گئے۔

(باقی آئندہ)

ادارۂ تعلیم قرآن

رپورٹ ادارۂ تعلیم قرآن از ۲۴ مارچ تا ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء درج ذیل ہے

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

نام	رقم
سابقہ میزان	۲۴۵۰۱ — ۷ — ۶
غلام مرتضیٰ بیگ صاحب نانگاؤں	۱۲
شیخ عبدالصمد صاحب سرینگر	۲۵
مستری محمد دین صاحب جموں	۱
شیخ عظمت اللہ صاحب جموں	۱۲
اہلیہ صاحبہ مستری محمد دین صاحب جموں	۵
دختر شیخ عظمت اللہ صاحب جموں	۱
فرزند " " "	۲
پروفیسر محمد فاضل صاحب اسلامیہ کالج پشاور	۱۰۰
صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب نارخوست	۵۰
میاں محمد اقبال صاحب بہاول پور	۱۰
ملک کندل خاں صاحب سفید ڈھیری	۱۰
اہلیہ صاحبہ چوہدری سید احمد صاحب بدوملی	۲۵
جناب فضل احمد صاحب ہیلی	۵
مولانا عبدالباقی صاحب لاچی	۵
جناب ڈاکٹر محمد زبیر صاحب صدکورم	۱۵
جناب بخشی کرمان صاحب رام پور	۳۰
بابو کرم الٰہی صاحب ملکوال	۲۰
نعمان محبوب خان صاحب	۱۵
حکیم مرغوب عالم صاحب سیالکوٹ	۲۰
شیخ علی شاہ صاحب " "	۱۰
سید محمد حسین شاہ صاحب " "	۵
بیگم صاحبہ مسٹر عنایت اللہ صاحب	۱۰۰
محمود احمد صاحب ملنگ شیخ محمدی	۱۴ — ۸
جناب نسرین خاں صاحب	۲
جناب فردوس خاں صاحب	۱
میزان	

وعدہ آمد پندرہ یوم

نام	رقم
شیخ بشارت احمد صاحب	۱۰ "
محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ	۵ "
مولوی عبدالقادر صاحب ڈیرہ غازیخاں	۲۴ — ۸ "
شیخ رحمت اللہ صاحب جموں	۱۲ "
اہلیہ صاحبہ شیخ رحمت اللہ صاحب جموں	۵ "
صاحبزادہ " " "	۲ "
صاحبزادی " " "	۱ "
ماسٹر عبدالرزاق صاحب سنگاپور	۴۰ "
جناب رشید احمد صاحب امرتسر (آمد پندرہ یوم)	
چوہدری سردار محمد خاں صاحب دہلی	۱۰
مولانا عبدالحق صاحب دہلی	۱۱۵
منشی احمد علی صاحب دہلی	۲۵
مرزا منیر احمد صاحب "	۵۰
بیگم صاحبہ عنایت اللہ صاحب سیالکوٹ	۱۰۰
جناب فضل احمد صاحب سیالکوٹ	۵۰
سید محمد حسین شاہ صاحب	۵
میاں عبدالکریم صاحب زرگر	۵
شیخ علی شاہ صاحب	۱۰
سید محمد حسین شاہ صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ چونگی	۵

(باقی آئندہ)

متفرقات

تین تحریکیں

تراجم قرآن فنڈ[1] - تبلیغ قرآن فنڈ[2] - تعلیم قرآن فنڈ[3]

آپ تراجم قرآن میں خود بھی عطیات مرحمت فرمائیں اور دوسروں سے بھی وصول کریں۔ تبلیغ قرآن فنڈ کے لئے آپ وصیت کریں یا عطیات دیں۔ تعلیم قرآن فنڈ یعنی ادارہ تعلیم قرآن فنڈ میں آپ پندرہ یوم کی آمد عنایت فرمائیں۔ یہ ہر سہ ضروری تحریکات ہیں جن میں آپ کی شمولیت اشد ضروری ہے۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

مکتوب بغداد

بخدمت شریف حضرت قبلہ مولینا عزیز بخش صاحب۔

تحریک ادارۂ تعلیم القرآن کے چندہ کی فہرست کھول دی گئی ہے۔ اب تک جن دوستوں نے حصہ لیا۔ ان کے اسماء اور چندہ کی رقم درج ذیل ہے۔ فہرست کھلی ہوتی ہے۔ ایک نقل اخویم ابراہیم صاحب کے ہاتھ بصرہ بھی بھجوا دی ہے۔ اللہ کا کام ہے وہی کارساز ہے۔ (تصدق حسین قادری)

	روپے	آنے	پائی
(۱) از جناب ابراہیم آدم صاحب سچوانی بر موقعہ جلسہ ایک کمرہ	۱۲۵۰	—	—
(۲) تصدق حسین قادری و اسماعیل محمود صاحب ایک کمرہ	۵۰۰	—	—
(۳) از جناب عبدالصمد صاحب برق آمد پندرہ روز	۱۰۰	—	—
(۴) از جناب عبدالرحمان صاحب انصاری آمد پندرہ روز	۱۴۰	—	—
(۵) از جناب سید عابد علی صاحب۔ آمد پندرہ روز	۴۲	—	—
(۶) از جناب فیض محمد صاحب۔ آمد پندرہ روز	۵۰۰	—	—
(۷) از جناب محمد شیر گل صاحب آمد پندرہ روز	۵۰۰	—	—
(۸) از جناب عبداللطیف اسماعیل صاحب تعلیم دچک لف ہذا ارسال خدمت ہے	۱۳۳۳	۵	—
کل میزان	۴۵۲۳	۵	۴

ضرورت رشتہ

نصتوی (جزائر فجی میں جو جنوبی امریکہ میں واقع ہو) ہمارے ایک دوست ساہو خاں ہیں جو بہت بڑے تاجر ہیں اور صاحب جائداد ہیں، ایک لاکھ روپیہ کی ملکیت رکھتے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے حبیب ساہو خاں کے لئے جنہوں نے نیوزی لینڈ میٹریکولیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد دو سال کمسٹری کورس نیوزی لینڈ میں مکمل کیا اور پھر ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور گذشتہ سال ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا، رشتہ کی ضرورت ہے عمر ۲۸ سال ہے، یہ اپنے باپ کے چھوٹے لڑکے ہیں، تمام دوسرے بھائی گریجوایٹ وکیل بڑے سرکاری عہدوں پر ہیں، ایک بھائی فجی کی کونسل کا ممبر بھی ہے حبیب ساہو خاں اس وقت نیوزی لینڈ ہسپتال میں ملازم ہیں اپنا علیحدہ مکان بنانے کے لئے انھوں نے زمین بھی خرید لی ہے، ان کا خیال ہندوستان میں کسی ایسی لڑکی سے شادی کرنے کا ہے جو تعلیم یافتہ ہو، اپنی جماعت کی ہو، تعلیم میٹریکولیشن سے کم نہ ہو، مذہب کی پابند ہو اور اسلامی جوش رکھتی ہو۔

ہمارے ایک دوست ماسٹر محمد عبداللہ صاحب جو ایک مدت سے جزائر فجی میں مقیم ہیں ڈاکٹر حبیب ساہو خاں کی قابلیت شرافت اور نیکی کی تعریف کرتے ہیں جو دوست اس رشتہ کے خواہشمند ہوں وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجدیں،

ڈاکٹر حبیب ساہو خاں کا فوٹو بھی آیا ہوا ہے جو درخواست کنندگان کو برائے ملاحظہ بھیجا جاسکتا ہے۔

شیخ عبدالرحمان مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(ب) بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ کے ایک نوجوان عمر ۲۲ سال کے لئے جو جلد سازی کا کام کرتا ہے اور اوسطاً ساٹھ روپیہ ماہوار کی آمد ہے رشتہ کی ضرورت ہے قومیت افغان ہے لیکن رشتہ کے لئے کسی قوم کی شرط نہیں۔ درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اقتباسات

نسخۂ اتحاد

لاہور کے ایک ہندو کانگرسی اخبار میں مسٹر جناح کے متعلق ذیل کی عبارت شائع ہوئی ہے:-

"آپ لڑنے کے دعوے کر رہے ہیں۔ گذارش ہے کہ مت لڑیئے۔ آپ کی زبان میں بچھو کی سی کاٹ ہے۔ لیکن آپ بچھو نہیں۔ آپ کے سر کے بال جنگلی چوہے کے کانوں کی طرح کھڑے رہتے ہیں لیکن آپ جنگلی چوہے نہیں۔ آپ کا لباس سانپ کی طرح دیدہ زیب ہے۔ لیکن آپ سانپ نہیں۔ آپ کی ننھی سی جان مچھر سے بھی کمزور ہے لیکن آپ مچھر نہیں۔ آپ بھڑ نہیں۔ کنکھجورے نہیں۔ آپ سپاہی ہیں نہ سپاہی زادے آپ کے پاس ایٹم بم ہے نہ ٹینک نہ توپ ہے نہ ہوائی جہاز۔ تلوار اٹھانے کی کوشش کریں تو کمر میں سو بل پڑیں۔ . . . . آپ کو واسطہ ہے قلم دوات اور کاغذ سے۔ لکھئے بیان۔ بیان۔ اور بیان"

مسٹر جناح سے کانگرس کو ہزار اختلاف ہو۔ ہندوؤں کو ان سے ہزار شکایت ہو لیکن مسلمانوں میں ان کو جو ہر دلعزیزی حاصل ہے، کیا اس کی موجودگی میں اس قسم کی عبارتیں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات کو خوشگوار بنا سکتی ہیں۔ ان ہندوستانیوں کو کیا ہو گیا ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں عمل میں اس کی بالکل مخالفت کرتے ہیں۔

اب مسلمان اخبار اٹھیں گے اور گاندھی جی کے لے ڈالیں گے: ورہندو اخبار شکایت کریں گے کہ ہمارے مہاتما کی بے عزتی ہو گئی ہے (کوثر)

کمانڈر انچیف کی انگریز فوجیوں کو نصیحت

ہندوستان کے موجودہ کمانڈر انچیف سر کلاڈ آکنلیک جیسا ہندوستانیوں کا خیر خواہ کمانڈر انچیف شاید آج تک کبھی بھی ہندوستان کو نصیب نہیں ہوا اور اس کے متعلق کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مثلاً آپ نے کچھ عرصہ ہوا ایک کانفیڈنشل سرکولر اپنے جرنیلوں اور دوسرے افسروں کے نام بھیجا کہ جو لوگ ایمانداری کے ساتھ ہندوستان کے خیر خواہ نہیں وہ اس ملازمت سے مستعفی ہو کر واپس انگلستان چلے جائیں انڈین نیشنل آرمی پر کھلی عدالت میں مقدمات چلانے کی جرأت صرف آپ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اب تک فوجی عدالتیں رازمیں ہی عدالتیں کرتیں پردہ میں شہادتیں لیتیں کانفیڈنشل طور پر حکم سناتیں اور بغیر کسی کو اطلاع دیئے "باغیوں" کو گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا سر کلاڈ کی نیک دلی کے سلسلہ میں آپ کا تازہ پیغام جو آپ نے ہندوستان کے برطانوی افسروں اور سپاہیوں کے نام دیا ہے وہ اور بھی دلچسپی اور شکر گذاری کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ آپ اس پیغام میں فرماتے ہیں:-

"نئے ہندوستان کی اسی طرح خدمت کرو جس طرح آج تک وفاداری سے کرتے چلے آ رہے ہو عین اسی طرح آج تک تمہارے ہندوستانی ساتھی آج تک موجودہ حکومت کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اپنے ملک اور ملٹری کی طرف سے تم پر فرض عاید ہوتا ہے کہ تم اپنے تمام فوجی تجربات اپنے ان ہندوستانی ساتھیوں تک پہنچاؤ۔ جو تمہارے بعد ہندوستانی فوج کی تمام ذمہ داریاں سنبھالنے والے ہیں تاکہ وہ بھی تمہاری طرح اپنے ملک اور اپنی فوج کی ایمانداری اور سچائی سے خدمت کر سکیں۔ اسی میں ہندوستانی فوج کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

ہم اس وقت ہندوستان کے ایک تاریخی دور میں سے گذر رہے ہیں ہم بہت جلد پرامن طور پر پرامن ہندوستان ہندوستانیوں کے حوالے کرنیوالے ہیں۔ اس دور میں شرارت پسند لوگ بھی ہیں جو ہمارے کام میں رکاوٹ ڈالیں گے اور جھگڑے پیدا کریں گے جھگڑوں کو دور کرنا پولیس کا کام ہے اگر پولیس حالات پر قابو نہ پا سکے تو پھر ملٹری کو اس کی مدد پر جانا چاہیئے ہندوستانی فوج کے تمام ہندوستانی و برطانوی سپاہیوں و افسران کو موجودہ اور آنیوالی حکومت کا وفادار رہتے ہوئے ڈسپلن کا پابند رہنا ہوگا۔ ہندوستانی فوج اپنا پہلا مقصد یعنی بیرونی حملہ آور کو شکست دے کر پورا کر چکی ہے ملٹری کا دوسرا فرض ملک کے اندر امن و امان قائم رکھنا ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج کے تمام ہندوستانیوں و انگریزوں کو اپنا یہ فرض بھی وفاداری سے ادا کرنا چاہیئے اسی میں ہندوستان کی فلاح ہے"

اگر سر کلاڈ آکنلیک جیسے نیک دل، فرض شناس اور ہندوستان کے خیر خواہ انگریز کی سپرٹ دوسرے انگریزوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ تو ہندوستان برطانیہ کو یقین دلا سکتا ہے کہ ہم برطانیہ کے دشمن نہیں بلکہ دوست ثابت ہوں گے اور برطانیہ و ہندوستان دونوں ایک دوسرے کی امداد پر بھروسہ کر سکتے ہیں (ریاست)

رفتارِ عالم

— بمبئی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ مشہور سرمایہ دار سیٹھ ڈالمیا نے انگریزی اخبار "ٹائمز آف انڈیا" کے بہت بڑے حصے کو خرید لیا ہے۔ اگرچہ اخبار کے انگریز مالکوں نے خریداروں کا نام ظاہر نہیں کیا تاہم یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سیٹھ راما کرشن ڈالمیا نے کوئی دو کروڑ روپیہ بینٹ کول مین کمپنی کو ادا کر دیا ہے: یہ کمپنی "ٹائمز آف انڈیا" "السٹرڈ ویکلی" اور "ایوننگ نیوز" کی پبلشر ہے۔ اس کمپنی کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے صدر مسٹر ای۔ جی پیرسن نے اس خبر کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ کمپنی کے حصے فروخت کر دیئے گئے ہیں۔ مگر خریدار کا نام ادا شدہ روپیہ اور حصوں کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔

— نئی دہلی ۴۔ اپریل۔ بھنگیوں کی نوآبادی یعنی بستی میں رہنے والے بھنگی کل شام کی پرارتھنا کے بعد گاندھی جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اپنے ساتھ ل کر کھانے کی دعوت دی گاندھی جی نے فرمایا جو روپیہ تم میری ضیافت پر خرچ کرو گے بہتر ہے کہ اسے کسی ہریجن بچے کی تعلیم پر خرچ کیا جائے۔ آپ نے بھنگیوں سے اپیل کی کہ شراب جوا اور زنا کی لعنتوں سے مجتنب رہنے کا عہد کریں۔

— نئی دہلی ۵ر اپریل۔ کانگرسی لیڈروں نے رسمی یا غیر رسمی ملاقاتوں میں اپنا جو نظریہ وزارتی مشن کے سامنے رکھا ہے۔ اس میں سارا زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ہندوستان کو متحد و اکھنڈ رکھا جائے حلقہ وار اسمبلی ایک ہو۔ اور عارضی مرکزی حکومت فی الفور معرض وجود میں آ جائے، مسلم لیگ کے بطل جلیل مسٹر محمد علی جناح سندھ کے مسلم لیگی رئیس الوزارت سر غلام حسین ہدایت اللہ اور اسمبلیوں کی مسلم لیگ پارٹیوں کے لیڈروں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ ہم پاکستان کا مطالبہ منظور کرا کے رہیں گے۔ اور وزارتی مشن سے یہ الفاظ صریح کہہ دیا ہے کہ کسی عارضی حکومت کی تشکیل کے اعلان سے پہلے اس اہم ترین مسئلہ کا فیصلہ کر دیا جائے مسلم لیگ کے رہنما نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ پاکستان عطا کرنے کا نہ صرف فیصلہ کر دیا جائے بلکہ اس امر کا یقین بھی دلا دیا جائے کہ پاکستان نافذ العمل کر دیا جائے۔

— لاہور ۵۔ اپریل۔ مسلم لیگ کے دیرینہ خادم پنجاب کے سب سے بڑے ماہر قانون اور پنجاب اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے ممتاز رکن ملک برکت علی نے آج صبح گیارہ بجے داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملک صاحب برما فراڈ کیس کی سماعت کرنے والے [illegible] انٹی کرپشن ٹریبونل میں ملزموں کی طرف سے بحث کر رہے تھے کہ آپ کے دل کی حرکت یکایک بند ہو گئی۔ اور آپ کرسی پر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنا سر میز پر رکھ دیا اور دومنٹ کے اندر اندر جنت کی طرف سدھار گئے۔

— نئی دہلی ۲۰ر اپریل۔ یو۔ پی۔ لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر چوہدری خلیق الزمان نے فسادِ علی گڑھ کے متعلق یو۔ پی۔ کے کانگرسی مسلمان وزیر مسٹر رفیع احمد قدوائی کے اخباری بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسلمان علی گڑھ یونیورسٹی کے امور میں کانگرسی حکومت کی مداخلت کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ کانگرسیوں کو چوہدری صاحب نے مشورہ دیا ہے کہ وہ علیگڑھ یونیورسٹی سے اپنے ہاتھ دور رکھیں چوہدری صاحب نے کہا ہے کہ ایک معمولی واقعہ کو بڑھا چڑھا کر افسانہ بنا دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی دکانوں، مکانات اور جائداد کی تباہی کا ہندو اخبارات میں ذکر نہیں کیا گیا [illegible] رویہ سخت جانبدارانہ اور منتقمانہ ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کانگرس مسلم اقلیت کے [illegible] اپنے اڑھائی سالہ دور حکومت کا سبق فراموش کر چکی ہے [illegible] مطالبہ پاکستان [illegible] دورِ حکومت کا نتیجہ ہے۔

— نئی دہلی ۷ر اپریل۔ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے مسلم ارکان کا کنونشن آج اینگلو عربک کالج کے احاطے میں شروع ہوا یہ اجلاس تین روز جاری رہے گی۔ صدارت کے لئے نواب سر محمد اسمٰعیل خان نے مسٹر جناح کا نام پیش کیا۔ نواب صاحب ممدوٹ نے اس کی تائید فرمائی۔

مسٹر جناح نے فرمایا۔ اسلامی ہندوستان کا عزم صمیم یہ ہے کہ ہندوستان [illegible] ایک آزاد مملکت پاکستان معرض وجود میں لائی جائے گی ہم واحد حلقہ وار اسمبلی کی تجویز کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔ اس کے علاوہ [illegible] کا اصول تسلیم ہو جانے سے پہلے عارضی حکومت کے کسی کانسٹی ٹیوشن کو تسلیم نہیں کیا جائے گا مسلمانوں کے نزدیک اکھنڈ ہندوستان کا نظریہ ناقابل قبول ہے۔ لیکن اگر اس [illegible] کو ہم پر جبراً ٹھونس دیا گیا تو ہم ہر طریقے سے اس کی مزاحمت کریں گے اور اس مزاحمت پر سب کچھ خرچ کر دیں گے۔ ہم اپنا سب [illegible] قربان کر دینے پر آمادہ ہیں اور ہم کسی ایسی حکومت کو قبول نہیں کریں گے۔ جو ہمارے مشورے کے بغیر معرض تشکیل میں لائی [illegible]

— لاہور ۱۰ر اپریل پنجاب کے سابق گورنر سر [illegible] کے سی۔ ایس آئی۔ سی۔ [illegible]

قادیانی خلافت

از مکرم جناب ابوعبدالحق صاحب پنشنر جہلم

کسی سید احمد علی صاحب مولوی فاضل سیالکوٹی کا ایک مضمون بعنوان "غیر مبائعین کو انتباہ" پرچہ فرقان بابت ماہ جنوری ۱۹۴۶ء میں چھپا ہے میں نے اسکو غور سے پڑھا ہے اور انھوں نے قرآن مجید کی سورۃ الحجرات رکوع ۱ کا حوالہ دے کر اپنے مضمون کو شروع کیا ہے۔ مسلمانوں میں کون ایسا شخص ہے جو قرآن مجید کے احکام کے آگے گردن نہ جھکائے۔ مگر وہی جو کہ فاسق ہو اور کسی غلطی کا علم ہونے پر اپنے رویہ پر نادم اور پشیمان نہ ہونیوالا ہو۔ چونکہ اس مضمون کا آغاز اس سرخی سے کیا گیا ہے۔ کہ "مصری صاحب اور مسئلہ خلافت" اور اس پر کچھ طبع آزمائی کی ہے۔ ہم خدا کے فضل سے سیدھے سادھے اور صاف دل احمدی مسلمان ہیں۔ اور خدا کا خوف ہر وقت اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور ایک معقول بات کو سن کر اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر کسی غلطی میں مبتلا ہوں تو جب بھی وہ غلطی ظاہر ہو جائے یا کھل جائے تو اس کی اصلاح کر دیتے ہیں اور اپنی غلطی پر استغفار پڑھتے ہوئے خدا سے معافی طلب کرتے ہیں اور آیندہ کے لئے اس غلطی سے اجتناب کرتے ہیں۔ میں اصل مسئلہ خلافت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور سید احمد علی صاحب موصوف کی توجہ ذیل کی چند سطور کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ اور بطور تنبیہہ ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر ان پر ذرا غور فرمائیں۔ اور اپنی ضمیر کو حاضر و ناظر کر کے اپنی غلطی کو محسوس کریں اور توبہ کریں اور استغفار پڑھیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ دین کے معاملہ میں شوخی اور چالاکی اچھی چیز نہیں۔ آخر خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہاں تمام شیخی اور شوخی بھول جاوے گی اور پچھتانے سے بھی سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ روسیاہی ہوگی۔ میں نے بھی ۱۹۱۴ء میں میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کی تھی اور کچھ عرصہ تک بیعت میں رہا مگر افسوس جوں جوں زمانہ گذرتا گیا عجیب عجیب حالات کھلتے گئے آخر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ بیعت فسخ کرنی پڑی جس نیک نیتی سے بیعت کی تھی اسی نیک نیتی سے بیعت فسخ کر دی جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جو خلافت قائم کر رکھی ہے۔ اور جس کا ڈھنڈورا آپ لوگ پیٹ رہے ہیں ذرا توجہ سے حضرت صاحب کی تمام کتاب الوصیت اور ضمیمہ الوصیت غور سے پڑھ جائیں۔ سوائے اس انجمن کے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تجویز فرمایا تھا۔ اور جس مسلک پر اپنی جماعت کو اپنے بعد چلانا چاہا تھا اس نظام اور مسلک پر انجمن اور جماعت کو اپنی زندگی میں اپنے سامنے اڑھائی برس تک چلا کر دنیا سے رخصت ہوئے اور وقتاً فوقتاً اس کے قواعد و ضوابط جو تجویز ہوتے تھے ان پر نظر ڈال کر خود منظور فرماتے رہے۔ اور وقتاً فوقتاً انجمن کے اختیارات کی بھی خود تشریح فرماتے رہے۔ مگر اس امر کو اپنی ذات تک محدود رکھا اور بعد میں سب کچھ انجمن کے سپرد کر دیا۔ اب ایک سوال یہاں پیدا کیا جاتا ہے کہ یہ انجمن مقبرہ بہشتی کے لئے بنائی گئی تھی وبس۔ یہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت صاحب کی ذیل کی تحریر مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی طرف توجہ کریں:۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جاوے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جاوے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر زیادہ میں لکھنا پسند کرتا ہوں۔ کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جاوے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہ کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

اور بتاؤ کہ کیا یہ تحریر مقبرہ بہشتی کے متعلق تھی یا کسی اور معاملہ کے متعلق تھی اسی کے متعلق چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے پچھلے سال ایک بہت لمبا چوڑا مضمون فرقان میں شائع فرمایا۔ جس کو میں نے غور سے پڑھا۔ سوائے وکلا کی ایچا پیچی کے اس میں کچھ نہ تھا۔ اور اس کی مثال وہی تھی کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا اور وہ بھی مرا ہوا۔

میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتا ہوں کہ سید احمد علی صاحب موصوف ذرا ریزولیوشن نمبر ۱۹۸ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۱۴ء کا ملاحظہ فرماویں

او شتاب خدا کے لئے غور کریں۔ فکر کریں اور کچھ اپنے دل میں شرم کریں کہ حضرت مرزا صاحب کی کس ہدایت کے مطابق میاں محمود احمد صاحب کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہوا۔ اور جرأت ہوئی کہ الفاظ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاٹ کر ان کی بجائے الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی" درج کئے جاویں

ریزولیوشن نمبر ۱۹۸ حسب ذیل ہے:۔

"ریزولیوشن نمبر ۱۹۸ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۱۴ء، قرار پایا کہ قواعد صدر انجمن کے قاعدہ نمبر ۱۸ میں الفاظ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بجائے الفاظ" حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی" درج کئے جاویں لہذا یہ قاعدہ اس طرح ہوگا:۔

"ہر ایک معاملہ میں مجلس معتمدین یا مجالس اگر کوئی ہوں اور صدر انجمن احمدیہ اور اس کی کل شاخہائے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا"

کیا تحریف اور تبدیل کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ یہی تو تحریف تبدیل ہے اور یہی تو ایک مثال نہیں۔ ذرا غور کرو بس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لعنت قرار دیں یہ آپ ہی لوگوں کا کام ہے کہ آپ اس کو اپنے لئے رحمت سمجھیں۔ میرا مطلب اس سے عقیدہ در بارہ تکفیر اہل قبلہ سے ہے کیا یہ عقائد میں کھلی تبدیلی نہیں تمہاری حالت پر انا للہ ہی پڑھنی پڑتی ہے اور خدا جانے مسلمانوں کی آیندہ نسلیں تم لوگوں کو کن الفاظ سے یاد کریں گی تم خود ہی سوچ لو اب بھی وقت ہے کہ تم اپنی اصلاح کر لو۔ اس بناوٹی خلافت کی سب سے بھاری لعنت کا ٹیکہ قادیانیوں نے اپنے ماتھے پر لگا لیا ہے جو مرنے کے بعد بھی ماتھوں پر سے نہیں مٹے گا وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی سرے سے جواب دے دیا۔

یہ تو اس بناوٹی خلافت کے کرشموں میں سے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے ورنہ اس قسم کی کارروائیاں افترا بازیاں تحریف و تبدیل اور عقائد کی ایچا پیچیاں اور دیگر معاملات جو شیطان کی آنت کی طرح آپ لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں ان کا خدا ہی حافظ ہے۔ ورنہ آپ نے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی ایسا ہی حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کو صاف لفظوں میں کہ جب تک مسیح موعود کی نبوت پر ایمان نہ لایا جاوے آدمی ایک مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جواب دے دیا گیا ہے۔ یا یوں کہئے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ مجھے بعض وقت یہ شبہ پڑتا ہے کہ شاید یہ سب کچھ کسی خاص مصلحت کے ماتحت ہو رہا ہے جیسا کہ میاں صاحب نے خود ایک خطبہ میں تحریر بھی فرمایا تھا۔ مگر آپ لوگ یاد رکھیں کہ تمہیں انجام ایسا نہ ہو جیسا کہ اصحاب فیل کا ہوا تھا۔ میں اس جگہ مولانا مولوی محمد علی صاحب کا از حد مداح قرار مداح کیا بلکہ شکر گذار ہوں کہ قادیان کے موجودہ گندمیں سے پاک روحوں کو بڑی کوشش سے کھینچ کھینچ کر باہر نکالا ہے اور نکال رہے ہیں۔ آپ لوگ خوب زور لگا کر جماعت احمدیہ شاخ لاہور کے امیر اور اس کے رفقاء کا اور ایسا ہی ان کے کام کا غور سے مطالعہ کریں اور جانچ پڑتال کریں۔ اور پھر اپنے خلیفہ اور اپنی حالت کو دیکھیں کیوں تمہاری قوت فیصلہ معطل ہو گئی۔ اور کیوں تم میں سے ایک شخص کو ابھی جرأت بھی نہ ہوئی کہ مباہلہ والے مولوی عبد الکریم صاحب کا معاملہ ہی اپنی جماعت کی پبلک کے سامنے پیش کر کے میاں محمود احمد صاحب سے جواب طلب کرتے معلوم ہوتا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کرتے ہی سب سے پہلے اخلاقی جرأت۔ انصاف۔ خدا ترسی اور قوت فیصلہ مفقود ہو جاتی ہے

(باقی دارد)

چربہ اڑ گیا ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد اسلم ۔ بی ۔ اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ ۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۶۵ ھ م ۔ ۱۷ ۔ اپریل ۱۹۴۶ ء ۔ نمبر ۱۶

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

دُرِ ثمین از احادیث رسول الامین

(۱) اذا دخلتم علی مریض فنفسوا لہ فی اجلہ فان ذالک یطیب نفسہ (الترمذی)

جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس کی درازیٔ عمر کے واسطے دعا کرو کیونکہ اس سے اس کا دل خوش ہوتا ہے۔

(۲) لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ (بخاری و مسلم)

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ رہے۔

(۳) من ضار ضار اللہ بہ و من شاق شاق اللہ علیہ (ابو داؤد)

جو شخص (ہمسایہ کو) ضرر پہنچائے گا اسے اللہ ضرر پہنچائے گا اور جو اسے مشکل میں ڈالے گا اللہ تعالےٰ اسے مشکل میں ڈالے گا۔ نوٹ:۔ ہمسایہ اقوام بھی اس میں شامل ہیں۔

(۴) من رای عورۃ و سترھا کان کمن احیی موءودۃ (ابو داؤد)

جس نے عیب دیکھا اور اسے چھپایا گویا اس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو (قبر سے) نکالا۔

(۵) لا یستر عبد عبداً فی الدنیا الا سترہ اللہ تعالیٰ یوم القیمہ (مسلم)

ایسا نہیں ہوگا کہ انسان دوسرے انسان کی پردہ پوشی کرے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی نہ کرے۔

غلام قادر

ممبران مجلسِ معتمدین سے ایک درخواست

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مجلس معتمدین کے عموماً تین اجلاس سال میں ہوتے ہیں۔ ایک انتخاب عہدیداران وغیرہ کے لئے اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں ایک اکتوبر کے آخری بجٹ کے لئے۔ اور ایک سالانہ اجلاس جو سالانہ جلسہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ ان میں سے سالانہ اجلاس میں تو کافی تعداد ممبران کی موجود ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن باقی دو اجلاسوں میں بہت کم دوست آتے ہیں جو بہت دور کے رہنے والے ہیں وہ تو اس بارے میں ایک حد تک معذور ہیں لیکن دہلی اور پٹیالہ اور ملتان تک کے احباب کو جو مجلس معتمدین کے ممبر ہیں باقی دونوں اجلاسوں میں بھی شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جن اصحاب کو کوئی جماعت یا انجمن اپنا ممبر یا معتمد منتخب کرتی ہے۔ ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ تکلیف برداشت کر کے مجلس معتمدین کے اجلاسوں میں بھی شامل ہوں۔ بالخصوص اس وقت جب انجمن کے کام کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے تمام معتمدین اور عہدیداران پر ایک نیا فرض عائد ہوگیا ہے کہ وہ پہلے سے بڑھکر انجمن کے کاروبار کی طرف توجہ دیں، ان اجلاسوں میں جو معاملات فارملی آتے ہیں وہ خود اپنی جگہ پر بڑے اہم ہوتے ہیں لیکن اس کے علاوہ کئی ایک امور پر اس موقعہ پر انفارملی بھی مشورہ ہو جاتا ہے اور کارکنوں میں ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے میں تمام احباب سے جو مجلس معتمدین کے ممبر ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ جنرل کونسل کے اجلاس میں شامل ہونے کی پوری پوری کوشش کریں۔ قومی کام اسی وقت تک درست رہتے ہیں جب وہ لوگ جن پر ان کاموں کا دارومدار ہے ان میں پوری پوری دلچسپی لیں اور اپنے وقت اور مال اور آسائش کو ان کے لئے قربان کریں۔

محمد علی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں قرآن کریم کی اشاعت کیلئے مامور ہوں

پس میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ کی طرح یہ نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھ کر قال اللہ وقال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ بلکہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو پہنچایا ہے۔ اس سب پر ایمان لاتا ہوں۔ صرف عاجزی اور انکسار کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ قرآن کریم بیک وجہ سے احادیث پر مقدم ہے اور حدیث کی صحت و عدم صحت پرکھنے کے لئے وہ محک ہے اور مجھ کو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی اشاعت کے لئے مامور کیا ہے تا میں جو ٹھیک ٹھیک منشاء قرآن کریم کا ہے لوگوں پر ظاہر کروں اور اگر اس خدمت گذاری میں علمائے وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور مجھ کو فرقہ ضالہ نیچریہ کی طرف منسوب کریں تو میں ان پر کچھ افسوس نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ سے چاہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ وہ بصیرت انہیں عطا فرمائے جو مجھے عطا فرمائی ہے نیچریوں کا اول دشمن میں ہی ہوں اور ضرور تھا کہ علماء میری مخالفت کرتے۔ کیونکہ بعض احادیث کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء اس کی مخالفت کریں گے۔ اسی کی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے آثار القیامہ میں اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو علمائے وقت اس کو اہل الرائے کہیں گے یعنی خیال یہ کریں گے کہ یہ حدیثوں کو چھوڑتا ہے اور صرف قرآن کا پابند ہے۔ اور اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے۔ والسلام۔ علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

الحق مباحثہ لدھیانہ

ضروری اعلان

کسی صاحب کے پاس اخبار پیغام صلح کے مکمل فائل شروع سے تا حال موجود ہوں اور قیمت پر دینا چاہتے ہوں تو قیمت سے آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں۔

عزیز بخش۔ جائنٹ سیکرٹری۔

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم -

حضرت انس بن نضر کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب } انس نام والد کا نام نضر۔ آپ حضرت انس بن مالک کے چچا تھے اور اپنے خاندان کے رئیس تھے۔

اسلام } عقبہ ثانیہ میں مشرف با سلام ہوئے۔

غزوات } غزوہ بدر میں کسی سبب سے شرکت نہ فرما سکے بخاری کتاب الجہاد والسیر میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر رض بدر کی لڑائی سے غیر حاضر رہے تو عرض کیا یا رسول اللہ میں پہلی لڑائی میں (بدر) جو آپ کی مشرکین سے ہوئی غیر حاضر رہا اگر اللہ نے مجھے مشرکوں کی لڑائی میں شریک کیا تو اللہ دیکھ لے گا جو میں کروں گا جب احد کا دن ہوا اور مسلمان پیچھے ہٹ گئے تو میرے چچا (انس بن نضر) نے کہا اے اللہ میں اس سے تیرے حضور معذرت کرتا ہوں جو انھوں نے کیا مراد اپنے ساتھی تھے اور تیرے حضور اس سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں جو انھوں نے کیا مراد اس سے مشرک تھے پھر آگے بڑھے تو سعد بن معاذ سامنے آئے تو کہا اے سعد بن معاذ میں جنت چاہتا ہوں نضر کے رب کی قسم میں اس کی خوشبو احد کے پاس پاتا ہوں سعد نے کہا یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انس رض نے کیا۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں ہم نے ان پر تلوار۔ برچھے اور تیر کے اسی سے زیادہ زخم دیکھے اور ہم نے انہیں مقتول پایا اور مشرکوں نے ان کے ساتھ مثلہ (ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹ دینا) کیا تھا تو کسی نے انہیں نہ پہچانا سوائے ان کی بہن نے (جس نے انہیں) انگلیوں کے پوروں سے پہچان لیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں ہم سمجھتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسوں کے بارہ میں اتری ہے۔

من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ الی آخر الآیۃ (الاحزاب ۲۳) (بخاری کتاب الجہاد والسیر)

مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنھوں نے اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا سچا کر دکھایا آخر آیت تک۔

تمام روایتوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احد میں جب آنحضرت صلعم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو

(۱) کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انھوں نے مدینہ سے ادھر رخ نہ لیا۔

(۲) کچھ لوگ یہاں پر گفتگو کرتے رہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد جینا بیکار ہے۔

(۳) بعضوں نے مایوس ہو کر سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

حضرت انس بن نضر دوسرے گروہ میں اور حضرت عمر رض تیسرے گروہ میں تھے۔ علامہ طبری نے مفصل جو بہتے روایات ابن حمید سلمہ بن محمد بن اسحاق قاسم بن عبدالرحمن بن رافع ... کی ہے کہ اس موقعہ پر جب انس ... نے حضرت عمر رض اور چند ... انصار کو دیکھا کہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ تو پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو شہادت پائی انس بولے رسول اللہ صلعم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ تم بھی انہی کی طرح لڑ کر مر جاؤ۔ قاضی ابو یوسف صاحب نے خود حضرت عمر رض کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم پر کیا گذری میں نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوئے۔ انس رض نے کہا۔ اگر محمد شہید ہوئے تو کیا ہوا رب محمد تو زندہ ہے تم بھی اسی امر پر لڑو جس امر کے لئے محمد نے لڑ کر شہادت حاصل کی (کتاب الخراج ص ۲۵ وابن اثیر ج ۲ ص ۵۹) یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی اور اس شدت سے لڑے کہ ... کے پرے کے پرے الٹ دیئے اور اسی لڑائی میں شہادت کی سعادت حاصل کی۔

اخلاق } انس بن نضر کی بلندی اخلاق کا آئینہ واقعات احد ہیں

توکل علی اللہ } آپ کے توکل کا اندازہ اس روایت سے کرنا چاہیئے جو بخاری کتاب الجہاد والسیر میں حضرت انس بن مالک سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی بہن (انس بن نضر کی ...) نے کسی عورت کا دانت ... تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص ... کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم ... نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو وہ (فریق مخالف) دیت پر راضی ہو گئے اور قصاص چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالے کے بھروسہ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالے اسے پورا کر دیتا ہے۔

نوٹ ۱- انس رض کا قسم کھا کر رسول اللہ صلعم سے کہنا مقابلہ کے لئے نہ تھا بلکہ ان کے دل کی تڑپ تھی کہ جب شریعت دیت کی اجازت بھی دیتی ہے تو کیوں دیت پر فیصلہ نہ ہو اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بعض وقت اللہ تعالے اپنے بندوں کی قسم کو پورا کر دیتا ہے ٭

مسلمان بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم کس طریق سے دینی چاہیئے

از جناب فہمیدہ سلطانہ صاحبہ سیکرٹری احمدیہ خواتین وزیر آباد

دنیاوی تمدن کے ساتھ ساتھ ہمیشہ مذہب سے بے پرواہی ہر قوم ہر ملک میں دیکھنے میں آئی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر مذاہب کے اصول بعض اوقات اس قدر پیچیدہ اور عقل سے مبرا ہوتے ہیں۔ کہ ان سے روگردانی ایک امر مجبوری بن جاتا ہے۔ لیکن ہمارا دین فطرت کے مطابق ہے اور اس کے اصولوں پر ہر زمانہ میں نہایت آسانی کے ساتھ عمل ہو سکتا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید تمام علوم کا سرچشمہ ہے تمام احکام و فرائض کچھ ایسے اندازہ سے مقرر کئے گئے ہیں کہ ان سے انحراف دراصل قانون فطرت سے انحراف ہے اور اس کے فوائد بیشمار اور زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان میں اس مقدس کتاب کی طرف کوئی التفات نہیں۔ مسلمانوں نے اپنی آسمانی کتاب کو فقط ایک خیالی عظمت دے رکھی ہے۔ اور روایتی رسم و رواج کے مطابق اپنے بچوں کو کسی نیم ملا سے ناظرہ پڑھا دینے ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔ کس قدر حیرت ہوتی ہے کہ مغرب کے عقلیت پرست اور مادہ پرست اپنی آسمانی کتابوں کو اسکولوں میں ابتدا ہی سے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ذہن نشین کرا دیتے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ اس حقیقی تعلیم پر اپنا روپیہ اور وقت خرچ کرنا نہیں چاہتے (اور دانستہ لاپروائی سے۔ ملاؤں سے غلط سلط قرآن شریف بچوں کو پڑھا کر انتہائی تغافل کا ثبوت دیتے ہیں۔ عام طور پر چار سال کی عمر میں بچوں کی بسم اللہ کرائی جاتی ہے اس کے بعد دو سال کے اندر یا چار سال کی مدت میں ملا جی بچوں کو قرآن مجید کی پوری

تعلیم ختم کرا دیتے ہیں۔ اب بتلایئے کہ اتنی چھوٹی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم کبھی مکمل ہو سکتی ہے۔ لیڈر اور ریفارمر روتے ہیں کہ اب وہ مسلمان نہیں رہے مگر میں عرض کرتی ہوں۔ کہ وہ مسلمان بن ہی نہیں سکتے۔ جب تک کہ ان کو کلام الہی نہ سمجھایا جائے عموماً آٹھ یا نو سال کی عمر میں بچوں کو اسکول میں داخل کیا جاتا ہے۔ اس وقت نصاب کی کتابوں کو رٹنے کے بعد قرآن مجید پڑھنے کی فرصت ہی کم ملتی ہے یا یوں سمجھئے قرآن مجید پڑھنے کی فرصت ہی نہیں مل سکتی لہذا اس دور اندیشی کے پیش نظر چار سال سے لے کر چھ یا آٹھ سال تک اس کو پہلے ہی ختم کرا دیا جاتا ہے تاکہ ان کی اسکول کی پڑھائی میں کچھ حرج نہ ہو۔ مگر اس بے سمجھے بوجھے طوطے کی طرح رٹ لینے سے حاصل؟ میرے خیال میں عمر کے یہ چار سال فضول برباد ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کی بجائے اکابر قوم اور ذی اثر حضرات قرآن مجید کی تعلیم کو باقاعدہ سلسلہ وار دسویں جماعت تک تقسیم کر کے اور نصاب میں شامل کرا کے پڑھانے کا انتظام فرمائیں تو اس طرح بچے قرآن مجید کو اچھی طرح تحصیل کر لیں گے۔ اور رفتہ رفتہ عالم اور حقیقی قرآن خواں ہوں گے۔ اور وہ اسی طرح ممکن ہے۔ کہ انہیں قرآن مجید معنی کے ساتھ سمجھا کر پڑھایا جائے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ احکام الہی کیا ہیں جن پر عمل کرنا ہر مسلم اور مسلمہ کا فرض ہے۔ کیتھولک اسکولوں میں انجیل مقدس کی تعلیم جماعت در جماعت باقاعدہ دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان کو مذہبی تعلیم سے کافی واقفیت ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بے شمار مسلمانوں کے لڑکے لڑکیاں بھی جن کو والدین شستہ انگریزی بول چال۔ اور اعلیٰ معاشرت سکھانے کی غرض سے انگریزی اسکول میں داخل کرتے ہیں۔ انجیل کی تعلیم پورے طور پر حاصل کر کے قرآن مجید سے زیادہ اس کی قدر کرنے لگتے ہیں اسلئے کہ اس میں جو کچھ پڑھتے ہیں۔ وہ سمجھ کر پڑھتے ہیں اور جس چیز کو ہم سمجھ سکیں گے وہی ذہن نشین بھی ہو گی۔ اس کو پڑھنے کا لطف بھی آئے گا لیکن جب مذہب سے حقیقی واقفیت ہی نہیں ہو گی تو مذہب کے پیرو کہاں تک اس کے پرستار ہو سکتے ہیں۔ اسکولوں کے نصاب میں خواہ دسویں جماعت تک ہو خواہ ساتویں تک قرآن مجید کے تیسوں پاروں کو کئی حصوں میں تقسیم

(باقی بر صفحہ ۹)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | بروز چہارشنبہ مورخہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۶

اسلام اور ہندو دھرم میں بنیادی اختلاف

مسلم لیگی ممبروں کی کنونشن کی قرارداد

ہندوستان کے موجودہ مسائل گو بظاہر سیاسی نوعیت کے ہیں لیکن درحقیقت انکی حیثیت عمرانی، ثقافتی اور مذہبی ہے یہ دو ایسی قوموں کے مسائل ہیں جو بنیادی اصولوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں کانگرس کا نیشنلزم ان دونوں قوموں کو جمع کرنے کا ایک مصنوعی طریقہ تھا جو کامیاب نہیں ہو سکا اور زمانہ نے ثابت کر دیا کہ ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل متحدہ قومیت اور اکھنڈ ہندوستان نہیں بلکہ دو مختلف قوموں کو تسلیم کرنے کا اصول اور پاکستان ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دن بدن ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی چلی جا رہی ہے اور اب ان کے مسائل کا حل ان کو ملانے میں نہیں بلکہ ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے میں پوشیدہ ہے یہ دونوں قومیں اپنے ثقافتی اور مذہبی مزاج میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور ان کو کسی مصنوعی طریقہ سے متحد نہیں کیا جا سکتا چنانچہ حال ہی میں دہلی میں جو ہندوستان بھر کے مسلم لیگی اسمبلی کے ممبروں کی کنونشن کا انعقاد ہوا ہے اس میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:-

"اس برّاعظم میں ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان ایک ایسے مذہب کے علمبردار ہیں۔ جو ان کی زندگی کے ہر شعبے (تعلیمی، سماجی۔ اقتصادی اور سیاسی) پر حاوی ہے۔ وہ محض روحانی فلسفہ اصول اور رسومات تک ہی محدود نہیں۔ وہ ہندو دھرم اور ہندی فلسفہ سے بالکل مختلف ہے۔ ہندو دھرم ہزاروں سالوں سے ذات پات کی قیود کو سخت سے سخت تر کرتا چلا جا رہا ہے جس سے آٹھ کروڑ بنی نوع انسان اچھوت بن کر رہ گئے ہیں۔ مختلف انسانوں کے مابین غیر فطری روکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور ہندوستان کی کثیر آبادی۔ سماجی اور اقتصادی آزادی سے محروم ہو کر رہ گئی ہے مسلمانوں، عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کو بھی یہ خطرہ درپیش ہے۔ کہ وہ اس مذہب کے زیر اثر سماجی اور اقتصادی لحاظ سے غلام اور بے بس بنا دیئے جائیں۔ اسلام جس نیشنلزم، مساوات، جمہوریت اور دوسرے بلند اصولوں کا علمبردار ہے۔ ہندو ذات پات کا نظام ان اصولوں کو ختم کر دیتا ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مختلف تاریخی پس منظر، روایات، کلچر، سماجی، و اقتصادی نظام نے یہاں ایک ہندوستانی قوم کو معرض وجود میں لانا ناممکن بنا دیا ہے"

کنونشن کی یہ قرارداد وہ آواز ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کے قلوب کی انتہائی گہرائیوں سے بلند ہوئی ہے جس نے ہندوستان کی حقیقی سیاسی کیفیت کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ اس ملک میں دو تمدن اور دو مذاہب ہیں اور دو قومیں آباد ہیں جن کے تاریخی پس منظر، روایات کلچر کو نظرانداز کرتے ہوئے کسی ایک متحدہ ہندوستانی قوم کو معرض وجود میں نہیں لایا جا سکتا اب ان مسائل کا صحیح حل صرف یہ ہے کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور اس کے علاوہ اور کوئی صورت ممکن نہیں ہندوؤں کے ارباب حل و عقد کے لئے بھی امن اور سلامتی کا یہی راستہ ہے کہ مسلمانوں کے اس نہایت معقول مطالبہ کو منظور کر کے پارلیمنٹری مشن کے راستہ سے روکیں دور کر دیں تاکہ یہ مشن ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے لئے کوئی ایسا فیصلہ صادر کر سکے جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے مفید ثابت ہو ورنہ اگر اس وقت لیگ اور کانگرس میں کوئی اعلیٰ تفہیم پیدا نہ ہوئی تو اس کے نتائج دونوں قوموں کے لئے مضر ثابت ہوں گے۔ ان خطرناک حالات اور خانہ جنگی سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ لیگ اور کانگرس کے درمیان کوئی اعلیٰ درجہ کا سمجھوتہ ہو جائے اور کانگرسی لیڈر مسلم لیگ کے نہایت معقول مطالبات کو تسلیم کر کے وزارتی مشن کے لئے ساز گار فضا پیدا کر دیں جس سے یہ مذکورہ مشن کوئی اعلیٰ فیصلہ صادر کرنے کے قابل ہو جائے۔ وزارتی مشن اپنے پروگرام کے تیسرے حصہ میں داخل ہو گیا ہے اور فیصلے کا آخری وقت بالکل قریب ہے اور آئندہ چند دنوں کے اندر ہندوستان کے مستقبل کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— اخویم محمود احمد صاحب ملنگ پشاور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۹/۳/۴۶ بروز جمعہ جماعت احمدیہ پشاور کا جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدہ داران منتخب ہوئے:

صدر:- خان بہادر جناب غلام صمدانی خاں صاحب۔

نائب صدر:- میر مدثر شاہ صاحب گیلانی

〃 〃 :- مولوی عبد اللہ جان صاحب فرزند اکبر مولانا غلام حسن خاں صاحب مرحوم

سیکرٹری و محاسب:- جناب دلاور خاں صاحب سابق سیکرٹری۔

نائب سیکرٹری:- محمود احمد ملنگ

نائب محاسب:- شیخ نظام جان صاحب

— شیخ عبد العظیم صاحب واسکو ڈے گاما سے تحریر فرماتے ہیں کہ انھوں نے مقامی کالج سے سائنس کے پہلے سال کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اس خوشی میں انھوں نے مبلغ ۵/- روپے بطور عطیہ انجمن کو ارسال کئے ہیں۔

— مکرمی ملک غلام سرور صاحب کنجاہ کی ہمشیرہ صاحبہ سخت بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

درخواست دعا

جناب عبد القیوم خان صاحب [illegible] سے تحریر فرماتے ہیں کہ قبل ازیں اہلیہ صاحبہ میاں بشیر احمد صاحب کی علالت کی خبر اخبار میں شائع ہو چکی ہے جن کے لئے درخواست دعا بھی کی گئی تھی۔ چونکہ ابھی تک وہ بیمار رہی ہیں اس لئے احباب ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں اور جماعت کے بزرگ احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تاکیداً عرض کیا جاتا ہے"

— بشارت احمد صاحب راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی صحت یابی کے لئے احباب سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں۔

جماعت کے بہت سے دوست مالی مشکلات میں مبتلا اور بیمار رہیں۔ ان کے لئے احباب حضور قلب سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ [illegible]

فصلانہ چندہ دینے والی جماعتیں فوری توجہ فرماویں

فصلانہ چندہ دینے والی جماعتیں مثلاً بدوملہی۔ مراڑہ۔ چندر کے منگولے۔ کوٹلی نتھول۔ جہتہ سوجا۔ فاجے والا۔ چک نمبر ۸۱ جنوبی۔ چک نمبر ۹ ... گورالی۔ دہرم کوٹ بگہ۔ چک نمبر ۳۰۳۔ چک نمبر ۱۷/۱۱۔ چک نمبر ۵۶۶۔ کالی صوبی۔ کسم سر۔ چک نمبر ۲۱/۴۔ چک نمبر ۲۳/۸۔ چونکہ آجکل فصل کا موقعہ ہے۔ لہٰذا فصلانہ چندہ ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں مندرجہ بالا جماعتیں فوری توجہ فرمائیں۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب باجوہ کا المناک واقعہ قتل

دفتر پیغام صلح میں یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی ہے کہ جناب چوہدری نصر اللہ خاں صاحب باجوہ سکنہ کوٹ باجوہ جو ہماری جماعت کے رکن تھے اور علاقہ کے بہت بڑے آدمیوں میں سے تھے مورخہ ۶ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کو ظالم بھتیجوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ایک دوست نے لکھا ہے کہ یہ نہایت دردناک اور بہت ہی اندوہناک نظارہ تھا۔ قاتل مرحوم و مغفور چوہدری صاحب کے حقیقی بھتیجے نہیں تھے ان کے چچا زاد بھائی کے لڑکے تھے۔ یہ افسوسناک واقعہ قریباً دن کے دس بجے پیش آیا اور قاتلوں نے قتل کے دوران میں انتہائی بربریت درندگی اور سفاکی کا ثبوت دیا اور قتل کا ایسا طریقہ اختیار کیا جو انتہائی درجہ کی سفاکی اور انسانیت [illegible] ننگ ہے اس واقعہ کے بعد بڑی مشکل سے چوہدری صاحب کو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پہنچکر انہوں نے بمشکل بیان دیا اور اس کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ چوہدری صاحب مرحوم نہایت ہی دیندار بزرگ تھے اپنے علاقہ میں ہردلعزیز تھے گذشتہ سال آپ جماعت احمدیہ لاہور میں داخل ہوئے تھے اس سے پہلے آپ قادیانی تھے اور جماعت لاہور میں شامل ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی ناراضگی کا باعث بنے رہتے تھے۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے صاحبزادگان چوہدری نذیر احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ چوہدری بشیر احمد صاحب، چوہدری نصر اللہ خاں صاحب اور چوہدری رشید احمد صاحب سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ تمام بیرونی جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ [illegible]

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ کا دورۂ دکن

سفر اور قیام حیدرآباد کی مختصر کیفیت

(نامہ نگار پیغام صلح کے قلم سے)

قسط نمبر ۲

۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء آج کا دن بھی حسب معمول ملاقاتوں میں گزرا۔ شام کے وقت معزز مہمان ایک معزز رکن حکومت کے دولتکدہ پر چائے پر مدعو تھے۔

مولوی عبد الباسط صاحب کا عشائیہ آج رات کا کھانا معزز رکن جماعت جناب مولوی عبد الباسط صاحب انجنیئر کے دولتکدہ واقع طلاپلی پر تھا۔ انہوں نے بھی اعلیٰ پیمانہ پر انتظامات کئے تھے۔ دیگر متعدد اصحاب بھی مدعو تھے۔ اس جگہ بھی دینی و علمی مسائل پر پرلطف گفتگو رہی۔

جلسہ عام اس روز شب میں محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ میں بصدارت جناب ڈاکٹر نواب ناظر جنگ بہادر بار ایٹ لا ایک جلسہ عام منعقد۔ نواب صاحب ممدوح دکن کے بلند پایہ اکابر اور قانون دانوں میں سے ہیں۔ سلطنت آصفیہ میں مختلف ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔ اپنی دیانت و اصول پسندی اور قانونی قابلیت کی بناء پر حیدرآباد ہائی کورٹ کے رکن بنے اور اسی عہدہ سے نہایت نیک نامی سے پنشن لی۔ اب ان کا سارا وقت دینی، علمی اور قومی کاموں میں صرف ہوتا ہے۔ جامعہ عثمانیہ کی مجلس انتظامی کے بھی یہ رکن ہیں۔ ممدوح اپنے خلوص۔ اصابت رائے۔ اصول پسندی۔ معاملہ فہمی اور خیرخواہی ملک و مالک کی اعلیٰ خدمات کی وجہ سے حیدرآباد کے ہر طبقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے "قرآن کریم کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب" کے موضوع پر۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے "نسل انسانی کا سب سے بڑا محسن" کے موضوع پر اور مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی نے "قرآن کریم کے علمی کمالات" کے موضوع پر تقریریں کیں۔ اس مقام پر بھی حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی یہ پہلی تقریر تھی جسے بہت پسند کیا گیا۔ معزز مقررین کا تعارف حیدرآباد کے مشہور مفسر مولانا عبد الرحیم صاحب نے کرایا۔ مولانا موصوف نے اپنی تعارفی تقریر میں اور صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں ساری دنیا میں قرآن کریم کی اشاعت کی ضرورت و اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ لاہور کی خدمت قرآن کو بہت قابل قدر قرار دیا۔ صدر محترم نے فرمایا کہ بعض مسائل میں اختلاف کے باوجود حضرت مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن کو میں دیگر تمام تراجم سے اعلیٰ و مفید مانتا ہوں۔ یہ ترجمہ قرآن کریم کے مفہوم و مطالب کو نسبتاً سب سے بہتر طریق پر واضح کرتا ہے۔ تبلیغی مقاصد کے لحاظ سے بھی یہ ترجمہ بہترین ہے۔ اس جلسہ میں حیدرآباد کے مشہور شاعر مولوی عبد القیوم خان صاحب باقی استاد ادبیات اردو، جامعہ عثمانیہ نے سیرت نبوی پر اپنی ایک بلند پایہ نظم بھی سنائی۔

اس شب بلدہ حیدرآباد میں مسجد ڈرچ پلی کے قضیہ کی وجہ سے بہت اضطراب تھا۔ مختلف محلوں میں اسی معاملے کے متعلق اجتماعات ہو رہے تھے۔ ان حالات میں کسی جلسہ کا انعقاد ناممکن تھا لیکن بہت سے اصحاب بالخصوص اہلیان محلہ اعظم پورہ کو معزز مہمانوں کی تقریر سننے کا بے انتہا اشتیاق تھا۔ اس لئے ان کے اصرار و اشتیاق کے پیش نظر جلسہ ملتوی نہ کیا گیا ورنہ حالات انعقاد جلسہ کے موافق نہ تھے۔ لیکن اس شب کے خاص حالات و مصروفیات اور شہر میں اضطرابی کیفیت کے باوجود جلسہ میں حاضری خاصی رہی۔ مردوں سے زیادہ تعداد خواتین کی تھی جن کے لئے پردہ دار نشست کا انتظام تھا۔ جلسہ گاہ کے قریب کے بعض مکانات بھی اس وقت خواتین کے لئے خالی کر لئے گئے تھے۔ یہ جلسہ ہمارے حیدرآباد مشن کی طرف سے تھا۔ اس کے انتظامات میں اہل محلہ بالخصوص انجمن اتحاد نوجوانان اعظم پورہ اور طلبائے مدرسہ انیس الغرباء نے خاص حصہ لیا۔ یہ سب شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس جلسہ میں بھی چند محمودی نوجوان تشریف لائے تھے جن سے بارہا اضطرابی حرکات ظاہر ہو رہی تھیں لیکن اس جگہ بھی سیالکوٹ کی طرح انہوں نے کسی ناشائستہ فعل کا ارتکاب نہ کیا۔

۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء آج صبح سے ایک بجے تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد طعام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ معہ رفقاء مولانا عبد الرزاق صاحب صدر جماعت حیدرآباد کے مکان واقعہ نگر باولی پر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔

نماز جمعہ خطبہ جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس میں سورہ فاتحہ کی نہایت پُر اثر و ایمان افروز تفسیر بیان کی۔ بعد نماز کافی دیر مختلف دینی مسائل پر گفتگو رہی۔ اس جگہ صاحب خانہ مولانا عبد الرزاق صاحب اور آپ کے صاحبزادوں کی طرف سے حاضرین کی خوراکیات اور ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی۔

قائد ملت مرحوم کی ڈیوڑھی میں نگر باولی سے حضرت امیر مع رفقاء قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر مرحوم کی تعزیت کے لئے ان کی ڈیوڑھی واقعہ بیگم بازار میں تشریف لے گئے۔ . . . .

دردناک منظر یہ منظر بہت ہی دردناک پُر رقت تھا۔ گذشتہ مرتبہ جب حضرت امیر حیدرآباد تشریف لائے تھے تو نواب صاحب مرحوم نے نہایت خلوص و گرم جوشی سے حضرت ممدوح کا استقبال فرمایا تھا۔ ایک جلسہ کی مرحوم نے صدارت بھی کی تھی جس میں قریباً دس ہزار کی حاضری تھی۔ اس جلسہ کی وجہ سے مرحوم نے اپنا ایک نہایت ضروری سفر ملتوی فرما دیا تھا۔ پھر اسی ڈیوڑھی میں حضرت ممدوح کو مرحوم نے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ آج مکان موجود تھا۔ اس کا سامان اور لوازم موجود تھے لیکن نکیں ہوکہ اسلامی ہند کی بہت بڑی متاع اور مسلمانان دکن کی سب سے زیادہ محبوب شخصیت تھی موجود نہ تھا۔ معزز مہمانوں کے پرغم چہرے۔ حاضرین کی نم آلود آنکھیں پردہ نشین بیگم کی پُر درد اور رقت بھری آواز اور مسلسل سسکیاں دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھیں۔

عصرانہ آج معزز مہمانوں کے اعزاز میں شیخ انعام الحق صاحب انچارج حیدرآباد مشن کی طرف سے یہاں کے مشہور ہوٹل "عزیز کمپنی" میں عصرانہ ترتیب دیا گیا تھا جس میں بہت سے اصحاب مدعو تھے۔ ڈیوڑھی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر اصحاب یہاں تشریف لے آئے۔ چائے نوشی کے بعد دیر تک دلچسپ تبلیغی و علمی گفتگو ہوتی رہی۔

لیکچر ملتوی آج بعد نماز مغرب مقامی تھیاسوفیکل سوسائٹی کے زیر اہتمام اس کے ہال واقع محلہ ہنومان ٹیکری میں حضرت مولانا صدر الدین کا ایک انگریزی لیکچر بعنوان

Islamic Theology

مقرر تھا۔ اشتہار کے علاوہ اردو و انگریزی اخبارات اور مقامی ریڈیو کے ذریعے بھی اس کا اعلان ہو چکا تھا۔ حیدرآباد کے اہل علم اس لیکچر کے مشتاق تھے۔ لیکن آج دوپہر مسجد ...ٹپلی کے سلسلہ میں ایک افسوسناک ہنگامہ ہو گیا جس کی تفصیلات دکن کے علاوہ شمالی ہند کے روزناموں میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ان سے اخبار بین طبقہ بخوبی واقف ہے۔ اس کی وجہ سے شہر میں غیر معمولی تشویش و اضطراب محسوس کیا جا رہا تھا۔ بعد مشورہ اس لیکچر کا التواء مناسب سمجھا گیا اور نہایت افسوس کے ساتھ اعلان التواء کیا گیا۔

۱۶ مارچ کو اسی مقام پر سوسائٹی مذکور کے زیر اہتمام ہی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک لیکچر بعنوان

The Role of Islam in the new world.

مقرر تھا اسے بھی ملتوی کر دیا گیا۔ اعلان التواء کے بعد معزز مہمان اپنی قیام گاہ پر سکندرآباد تشریف لے گئے۔ مذکورہ بالا ہنگامہ اور شہر کی اضطرابی کیفیت کے باوجود آبادی کے دور و نزدیک کے مختلف حصوں سے لوگ لیکچر سننے کے لئے پہنچے جنہیں التواء کی خبر سنکر بہت افسوس ہوا۔

علاوہ ازیں بعض معززین نہایت اعلیٰ پیمانہ پر راجہ پرتاب گرجی کی کوٹھی میں ایک جلسہ منعقد کرنا چاہتے تھے۔ بعض خواتین نے جن میں محترمہ بیگم صاحبہ نواب بہادر یار جنگ مرحوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں ایک زنانہ جلسہ کے انعقاد کا خیال بھی ظاہر کیا جس کے ابتدائی انتظامات بھی شروع ہو چکے تھے۔ چند مقامی درسگاہوں کی طرف سے بھی معائنہ و لیکچر کی دعوت آ چکی تھی۔ لیکن مذکورہ بالا ہنگامے کی وجہ سے ان سب کو ملتوی کرنا پڑا۔ اس التواء کا اہل حیدرآباد کو بہت دنوں تک افسوس رہے گا۔

۱۶، ۱۷ اور ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء

جلسوں کا پروگرام تو جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے ترک کر دیا گیا تھا۔ ان تین ایام میں بھی زیادہ تر وقت ملاقاتوں اور تبلیغی گفتگوؤں میں صرف ہوا۔ دن بھر ہر طبقہ و خیال کے لوگ آتے اور مختلف شکوک و سوالات اور مسائل پیش کرتے جن کے شافی جوابات دیتے جاتے۔

عشائیہ ۱۸ مارچ کی شام کو معزز مہمانوں کو دکن کے مشہور ماہر تعمیرات جناب نواب علی نواز جنگ بہادر نے عشائیہ (ڈنر) پر مدعو فرمایا۔

۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے عثمانیہ یونیورسٹی کے آرٹس کالج، کتب خانہ اور مختلف دار الاقاموں کا معائنہ فرمایا۔ آجکل امتحانات ہو رہے ہیں لیکن اس کے باوجود متعدد پروفیسر صاحبان اور طلباء نے معزز مہمانوں کا نہایت احترام سے استقبال کیا اور ضروری چیزیں دکھلائیں۔ اس کے بعد جامعہ عثمانیہ کے دار الترجمہ اور عربی کتب کی اشاعت کا مشہور عالم ادارہ دائرۃ المعارف دیکھا گیا۔ یہاں

(باقی بر صفحہ ۸)

ہماری تبلیغی کوششیں

ماہ فروری میں ہمارے مبلغین کی سرگرمیاں!

قسط نمبر ۲

پشاور } پشاور سے میر مدثر شاہ صاحب لکھتے ہیں میری پشاور سے غیر حاضری پر حاجی محمد عمر خاں صاحب نے کئی مرتبہ میری آمد کے متعلق دریافت کیا اسلئے واپس آکر ان کے بالاخانہ پر گیا کئی مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی، مولوی روشن خاں صاحب سے بمبر بازار وفات مسیح پر گفتگو شروع ہوئی بڑا ہجوم ہوگیا اور بحث کو بند کر دیا گیا موضع تہکال بالا میں ایک بڑے مخلص دوست کا لڑکا فوت ہوگیا۔ قرب و جوار کے مواضعات کے قریباً تمام احباب جماعت اس کے جنازہ پر جمع ہو گئے۔ خاکسار نے جنازہ پڑھایا خوشی کی بات ہے کہ سب غیر احمدیوں نے ہمارے ساتھ جنازہ پڑھا یہ ہمارے احمدی دوست کے نیک اخلاق کا اثر ہے جو بفضل خدا ایک صالح شخص ہے۔

شیخ محمدی } موضع شیخ محمدی ضلع پشاور میں ہماری جماعت کے چند مخلص اور سرگرم نوجوان ہیں جنہوں نے باقاعدہ درس قرآن اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، میر مدثر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب چالیس آدمی ہمارے درس میں آنے لگے تو گاؤں کے ایک غیر احمدی امام مسجد نے ہمارے مقابل میں درس شروع کر دیا اور ہمارے دوستوں نے کہا کہ وفات مسیح پر میرے ساتھ بحث کی جائے، گاؤں کے دوست میرے پاس آئے اور میں ظہر کے وقت ان کے ساتھ اس گاؤں گیا جو پشاور سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں بعد از شام ہم سب جمع ہو کر اس غیر احمدی امام کی مسجد میں گئے تو وہاں بھی مسجد لوگوں سے پر تھی، بڑی گفتگو کے بعد اس نے کہا کہ میرا علم اتنا نہیں ہے کہ میں آپ سے بحث کر سکوں میں کبھی باہر سے کسی عالم کو طلب کروں گا تین بجے رات تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا صبح چھ بجے پھر نماز کے لئے اٹھے اور گیارہ بجے دن تک لوگ آتے رہے اور میں بفضل خدا ان کے سوالات کے جواب دیتا رہا جو خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے ازدیاد ایمان اور غیر احمدیوں کی تسلی کا موجب ہوا اس کوفت اور شدت سرما کی وجہ سے میں کئی روز تک مضمحل رہا اللہ تعالےٰ آپ کی صحت میں برکت دے آمین۔ اسی گاؤں میں گذشتہ ۱۰ مارچ کو ہماری جماعت کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شمولیت کے لئے مولٰنا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور اور مولوی فضل الرحمٰن صاحب عمر سا ماتوی تشریف لے گئے اس جلسہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے وفات مسیح پر پشتو زبان میں تقریر کی عمر صاحب نے اردو میں اور آخر میں مولوی یعقوب خاں صاحب نے بزبان پشتو تقریر فرمائی، ان تقاریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔

باقی مبلغین کرام کی تبلیغی مساعی کی روئداد آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

طلبائے تبلیغی کلاس کی سرگرمیاں

لاہور میں طلبائے تبلیغ دو دو مل کر شہر کے مختلف حصوں میں ہر اتوار کو تبلیغ کے لئے جاتے ہیں۔ ان میں سے شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ گذشتہ اتوار (۱۷ فروری) کو ایک دوست کو جو مجددیت کے دعوے اور مقام کو شک کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے مکتوبات امام ربانی کا حوالہ دکھایا جس میں انھوں نے اپنے آپ کو مجدد الف لکھا ہے اور اپنے توسط سے فیوض کا ملنا ظاہر فرمایا ہے (مکتوبات امام ربانی جلد دوم مکتوب ۴) اور قرآن مجید سے عیسائی اقوام میں تبلیغ کی اہمیت کو بیان کیا (الکہف رکوع ۱) اور حضرت صاحب کے متعلق چند اور باتیں ہوئیں، ایک دوسرے دوست سے ملاقات ہوئی لاٹ کا پرچہ انہیں دیا اور دریافت کیا کہ ٹیچنگز آف اسلام کہاں تک مطالعہ کی ہے انھوں نے بتایا دو باب پڑھے ہیں ایک اور صاحب جو حضرت صاحب کے شاعر ہونے پر معترض تھے ان کو پیغام صلح کا وہ تازہ پرچہ دیا جس میں اس بارہ میں مفصل بحث کی گئی ہے نماز عصر کے بعد دو قادیانیوں سے مسئلہ کفر و اسلام پر بحث ہوئی دو صاحب میرے کمرے میں ملنے کے لئے آئے ان سے میرے دوست غلام ربانی صاحب دیر تک سلسلہ کے متعلق باتیں کرتے رہے۔

اپنی ایک اور رپورٹ میں شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں کل اتوار کو بعد از نماز ظہر خاکسار اور محمد ادریس صاحب تبلیغ کے لئے ایک ہوسٹل میں گئے وہاں کے دو طالب علموں سے قریباً پون گھنٹہ گفتگو ہوئی ان میں سے ایک نے جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی مساعی کا اعتراف کیا وہاں سے اٹھ کر ہم منڈی کی مسجد کے ایک مولوی کے پاس گئے انھوں نے جو سلوک کیا اس کا نقشہ حالی مرحوم نے خوب کھینچا ہے تفصیل کی ضرورت نہیں ان کو اسی غیظ و غضب کی آگ میں جلتے ہوئے چھوڑ آئے، اور ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص کو "دعوت عمل" دے آئے۔

اس کے علاوہ ہمارے دفاتر کے عملہ کے دو دوست محمد اعظم صاحب علوی اور احمد صادق صاحب، شاہدرہ ہر اتوار تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہاں اچھا اثر پیدا ہو رہا ہے۔

آنریری مبلغین کی خدمت میں

ہمارے بہت سے دوست جنہوں نے اپنی خدمات آنریری مبلغین کے زمرہ میں پیش کی ہوئی ہیں اور اپنی اپنی جگہوں پر کچھ نہ کچھ سلسلہ تبلیغ انھوں نے جاری کر رکھا ہے، اپنی سرگرمیوں کی روئداد مرکز میں بھیجنے میں بہت کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔ ایسے تمام دوستوں سے التماس ہے کہ اپنی تبلیغی مساعی کی مختصر روئداد کم از کم مہینہ میں ایک مرتبہ ضرور لکھکر بھیجا کریں تاکہ اخبار میں درج ہو کر جماعت کے لئے دلچسپی اور فائدہ کا موجب ہو سکے۔ والسلام۔

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری

انچارج شعبہ تبلیغ

ہندوستان بھر کے مسلم ممبران اسمبلی میں لٹریچر کی تقسیم

{ از جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے }

دہلی میں ۷، ۸، ۹ - اپریل کو مسلم لیگ کا کنونشن تھا۔ اس سلسلہ میں تمام ہندوستان کے صوبوں سے مسلم لیگ کے منتخب شدہ ممبر وہاں مقیم تھے ان تک اپنا لٹریچر پہنچانے کے لئے انجمن کی طرف سے مجھے اور مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل کو دہلی بھیجا گیا۔ اس سفر کے کوائف نہایت اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ حسب ذیل لٹریچر ہمارے پاس تھا (۱) نیو ورلڈ آرڈر (۲) آئینہ حق نما۔ (جواب ستیارتھ پرکاش) (۳) احمدیہ جماعت کے قیام کا مقصد (انگریزی) (۴) اسلامائزیشن آف یورپ اینڈ امریکہ (انگریزی)

۸ اپریل کی صبح کو "ونڈسر پیلس" گئے صوبہ مدراس کے کچھ لوگ وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارا لٹریچر لے کر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت امیر کی خدمت میں اپنا سلام پہنچانے کے لئے کہا۔ قریب ہی کانپور کے چند ممبران [illegible] مقیم تھے ان سے کافی دیر تک مسلم لیگ، پاکستان، جماعت احمدیہ۔ بانئ سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ وہ جماعت کی تبلیغی کوششوں کے بہت مداح تھے بلکہ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ہم اگر اسلام پر قائم ہیں تو اس کا ایک بڑا سبب جماعت کا لٹریچر ہے خصوصاً خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی کتب۔ حیدر آباد اور بہار کے ممبران تک بھی اپنا لٹریچر پہنچایا۔ عبدالغنی خان صاحب (کانگریسی) اپنی قیامگاہ پر موجود نہ تھے انکی بیگم صاحبہ کو کتابیں دے دیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی طبیعت ناساز تھی اس لئے انھوں نے کہلا بھیجا کہ ان کے سیکرٹری کو کتب مذکورہ دے دی جائیں۔ آصف علی (کانگریسی) کو بھی لٹریچر دیا۔ محمود آباد۔ راجہ سلیم پور۔ سر ضیاء الدین، چوہدری خلیق الزمان، مولانا جمال میاں، اعزاز رسول (یو۔پی) غرضیکہ کئی دیگر ممبران جو بمبئی۔ یو۔پی۔ سی۔پی سے تشریف لائے ہوئے تھے ان تک بھی اپنے ٹریکٹ پہنچا دیئے۔

۹ اپریل کو لودھی روڈ گئے جہاں بہت سے ممبران کیمپ میں ٹھہرے ہوئے تھے اتفاق ایسا ہوا کہ ہم صبح چائے کے وقت پہنچے اسلئے تھوڑے وقت میں بہت سے لوگوں تک رسائی ہو گئی۔ قریباً بنگال کے لوگ یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ [illegible] مدراس اور سندھ کے اکثر ممبران یہیں تھے ناگپور کے ایک ایم ایل اے نے ہمارے لٹریچر میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور [illegible] لیتے اپنے دوستوں کے نوٹ کرائے خود بھی لٹریچر کی تقسیم کے لئے کام کیا۔ شام کو چھوٹے پمفلٹ کنونشن کے جلسہ میں تقسیم کئے۔ ۱۰ اپریل صبح کو "ویسٹرن کورٹ" اور امپیریل ہوٹل میں لٹریچر تقسیم کیا۔ سر فیروز خان نون، [illegible] سردار شوکت حیات خان وغیرہ [illegible] ان مقامات میں کئی معزز انگریز بھی ٹھہرے ہوئے تھے ان کو بھی [illegible] گاہے اپنی کتب دے دیتے تھے۔ [illegible] دام لیلا گراونڈ میں گاندھی جی [illegible] کے لئے آتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر اور آئینہ حق نما کی ایک کاپی ان کے [illegible] کو ان تک پہنچانے کے لئے [illegible]

آنحضرت صلعم کی شخصیت تاریخ عالم میں

{از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب}

انسانی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے قدیم سے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ وقتاً فوقتاً مختلف زمانوں میں اپنے رسول اور ہادی بھیجتا رہا ہے جنہوں نے اپنی زبان اور اپنے عمل۔ اپنے قول اور اپنے فعل سے حق اور صداقت کا راستہ دکھایا۔ لیکن انسان اکثر اس احسان کا بدلہ ظلم اور تعدی اور تشدد کی صورت میں ہی دیتا رہا۔ یہ تمام رہنما محض انسانی فلاح اور بہبود کو مدنظر رکھ کر مخلوق خدا کی ہمدردی میں مستغرق ہو کر کام کرتے رہتے ہیں لیکن انسان انہ کان ظلوماً جہولاً کے مطابق ان حقیقی اور بے لوث رہنماؤں اور ہمدردوں سے ہی نوع انسان ہمیشہ ظلم اور استبداد سے ہی پیش آتا رہا ہے اور یہ ظلم دو رنگ میں ان کے ساتھ برتا گیا ایک تو اس طرح کہ یہ صرف اس پیغام کا انکار کیا اور ان کی دعوت کو رد کر دیا بلکہ ان کے مقابل پر ڈٹ گئے اور ان پر تکالیف اور مظالم کے وہ وہ پہاڑ ڈھائے کہ انسان ان کو پڑھ کر حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ رہنما یاں انسانیت اس قدر بے لوث۔ بنی نوع انسان کے حقیقی خیر خواہ اور محسن ہیں کہ اس سے بڑھ کر ہمدردی اور خیر خواہی کا تصور ہی ناممکن ہے لیکن دوسری طرف بے پناہ مصائب کے پہاڑ اور مظالم اور تکالیف جو ان کو پہنچائی جاتی ہیں ان کو سن کر بلکہ ان کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ لا اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ لیکن ان کے مخالفین ہیں کہ ان کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں اور وہ محض اس وجہ سے کہ ان یقول ربی اللہ۔ لیکن یہ صرف ایک قسم کا ظلم ہے جو ان کے مخالفین کی طرف سے ان کے خلاف برتا جاتا ہے اور اکثر ان ہادیوں کی زندگیوں تک محدود رہتا ہے۔ ظالمین اور مخالفین ان ہادیوں کی زندگیوں میں ان کے قتل کے بھی منصوبے کرتے ہیں لیکن جب وہ اپنی طبعی موت کے بعد اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں تو ان مخالفین کا زور تو اکثر کم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اب یہ کام ختم ہو گیا ہے لیکن بدقسمتی سے ان کی زندگیوں کے بعد ایک اور قسم کا ظلم ان کے خلاف برتا جاتا ہے جو صدیوں تک چلتا رہتا ہے اور یہ دوسری قسم کا ظلم ان کے مخالفین کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کے اپنے متبعین اور ماننے والوں کی طرف سے روا رکھا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ ان ہادیوں اور رہنماؤں کا اصل مقصد بندوں کا خدا تعالیٰ سے حقیقی اور زندہ تعلق قائم کرنا ہوتا ہے۔ اور خدا کی حکومت کو دلوں پر قائم کرنا ہوتا ہے اور اس تعلق باللہ کے اولین مظہر وہ خود ہوتے ہیں اور اس تعلق باللہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے ایسا خارق العادت سلوک کرتا ہے اور ایسے نشانات اور کرامات ان سے ظاہر کرواتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد خود ان کے متبعین ان کو خدا اور خدائی صفات کا مظہر کامل بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب خود ان کے متبعین اور ماننے والے ان کو یہ مقام اور رتبہ دے دیتے ہیں تو دنیا ان کی حقیقی اور اصلی پوزیشن کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتی ہے بلکہ مرور زمانہ سے ان کا اصلی مقام دنیا کی نظروں سے بالکل اوجھل ہو کر تاریخ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ہستی محض ایک افسانہ یا قصہ کی شکل میں رہ جاتی ہے۔

اصل دقت یہ ہے کہ انسان نے خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے اپنی ان مخفی اور پوشیدہ قوتوں کو نہیں پہنچانا جو اس کے اندر ودیعت کی گئی ہیں یعنی یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق لگا کر اور کلیتہً کلیتہً اسی کا ہو کر اور اس چشمہ ہدایت سے سیراب ہو کر ملائکہ مقربین سے بھی بلند اور ارفع مقام حاصل کر سکتا ہے جب کبھی انسان نے اپنے ہی ہم جنسوں میں سے کسی ایک کو اس مقام عالیہ (فنا فی الرسول) پر دیکھا تو اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ ہم جیسا انسان ہے اس کے عالی رسیدہ ہونے سے یا تو انکار کر دیا اور یا اس کو الوہیت یا ابن اللہ کا مقام اور مرتبہ دے دیا اور اسے خدا کی صفات کاملہ کا کامل مظہر بلکہ مالک بنا دیا۔

ہم دنیا کے کسی پیشوا کو لے لیں یہی نظر آئے گا کہ اگر مخالفین نے اس کے پیغام اور اس کی دعوت سے انکار کر دیا تو اس کے متبعین اور معتقدین نے جو ظلم اس پر کیا وہ بہت ہی بڑھ کر تھا۔ اس پیشوا کی اصلیت آنکھوں سے بالکل اوجھل ہو گئی۔ اس کی ہر بات میں فوق الفطرت کیفیت کر دی گئی۔ اس کی ولادت میں جدت سے کام لیا گیا۔ اس کی طفولیت میں عجب کیفیت۔ اس کی جوانی اور اس کے بڑھاپے میں نرالی بات اس کی موت میں خارق العادت نظریہ ....

غرضیکہ ابتدا سے انتہا تک ایک ایسا افسانہ نظر آتا ہے اور یہ سب اس پیشوا کے اپنے متبعین اور معتقدین کا خود ساختہ ہوتا ہے مثال کے طور پر گوتم بدھ، رام چندر جی، سری کرشن جی مہاراج کے حالات و واقعات کا مطالعہ پیش کیا جا سکتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں نے تو اس کو کمال تک پہنچا دیا۔

ان مختلف پیشواؤں اور رہنماؤں کی شخصیتوں پر جتنے افترا اور بہتان کے غلاف چڑھائے گئے ہیں ان کی اصل وجہ یہ ہے کہ اکثر بزرگوں نے اپنے پیچھے کوئی ایسی کتاب نہیں چھوڑی جس میں ان کی تعلیمات اور خود ان کی شخصیت کے متعلق تمام ضروری امور درج ہوں۔ اور اس طرح ان کی اپنی پوزیشن کی اصلیت کا علم ہو سکے۔ یا اگر کسی نے کوئی ایسا صحیفہ اپنے پیچھے چھوڑا بھی جس میں یہ تمام ضروری امور بوضاحت بیان کر دیئے گئے ہوں تو پھر اس کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ اس لئے ان کی وفات کے بعد خود ان کے ماننے والوں نے بھی اور غیروں نے بھی تحریف و ترمیم شروع کر دی اور اصل اور جعل میں فرق کرنا ناممکن ہو گیا۔ اور صرف افسانے ہی افسانے رہ گئے۔

اگر ہم دنیا کی مذہبی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں صرف ایک ذات اس ظلم اور انسانی دسترس سے مستثنٰے نظر آتی ہے اور وہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات ہے۔ انسان کی اوہام پرستی اور اعجوبہ پسندی سے بعید نہ تھا کہ وہ اس برگزیدہ ہستی کو بھی۔ جو کمال انسانی کے تمام منازل اور مراحل طے کر گئی اور کمال کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئی افسانہ بنا کر الوہیت اور ابنیت سے متصف کروائے اور اس کے متبعین اور معتقدین اس کے اسوۂ حسنہ اور تعلیم کی پیروی کرنے کی بجائے محض ایک ہستی کو عبادت اور پرستش کا موضوع بنا لیتے لیکن اللہ تعالیٰ کو بعثت انبیاء کے آخری مرحلہ میں ایک ایسے ہادی اور رہنما کو بھیجنا منظور تھا جس کی ذات انسانیت کے لئے دائمی نمونہ اور عالمگیر سرچشمہ ہدایت ہو۔ آنحضرت صلعم کی تاریخی شخصیت اس قدر مضبوط ہے کہ اس کا افسانہ بننا یا بنانا ناممکن ہے کیونکہ آپ کے اقوال و افعال۔ ارشادات و تعلیمات شمائل و خصائل کو تاریخ نے اس طرح محفوظ کر رکھا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے جزئیات تک موجود اور محفوظ ہیں اور یہ تمام تفصیلات بلا شائبہ مبالغہ اس طرح موجود ہیں کہ تاریخ عالم دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ رسول عربی آج سے ۱۳۵۰ سو سال کے عرصۂ دراز کے بعد بھی اتنے قریب نظر آتے ہیں جتنے کہ اپنے عہد کے لوگوں کو نظر آتے تھے۔ لیکن اگر کتب حدیث اور کتب سیر کا ایک ورق بھی باقی نہ رہ جائے اور صرف قرآن کریم ہی باقی ہو (جس کا وجود بلا تحریف و ترمیم کیا بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ زبانی حفظ ہونے کے حتمی اور یقینی ہے) تب بھی آپ کی مقدس ذات اور شخصیت بغیر کسی آمیزش اور ملونی کے دنیا کے پاس محفوظ رہے گی۔ میں اس موضوع پر انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں روشنی ڈالوں گا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کر کے عمروں کی مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے ابتدائی سالوں میں کم اور بڑے درجوں میں زیادہ سپارے ذہن نشین کرا کے پڑھانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اور دوسرے مضمونوں کے امتحانوں کی طرح قرآن مجید کا بھی امتحان ہونا چاہیئے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کہاں تک بچوں نے سمجھا ہے۔ قرآن مجید وہ نعمت غیر مترقبہ ہے جس کو ہمارے رسول مقبول صلعم نے عمل کرنے کے لئے چھوڑا ہے۔ یہ مقدس کتاب سردار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور آپ نے اپنی امت کے لئے قرآن مجید کو بطور ہادی اور رہنما کے چھوڑا مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس مقدس کتاب کی رہنمائی سے گریز کرتے ہوئے اور اس کی تعلیم سے انتہائی تغافل اور تساہل کا ثبوت دیتے ہوئے حرب عقاید اور فرقہ وارانہ فروعی اختلافات کا شکار ہو گئے اور علم و حکمت کی ان بلندیوں سے محروم ہو گئے جن پر خدا اور اس کے رسول نے ان کو قائم کیا تھا ہم پھر انہی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں بشرطیکہ ہم قرآن مجید کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا رہنما بنائیں اور اس کی تعلیم کا خاص اہتمام کریں۔

بقیہ از صفحہ ۵

کا ایک سٹ ان کے سکرٹری کو بھی دیا۔ وہ پوچھنے لگے کہ یہ کس کی طرف سے ہے ہم نے کہا احمدیہ انجمن کی طرف سے ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر اردو پارک میں گئے جہاں مسلم لیگ کا کھلا اجلاس تھا۔ یہاں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ تقسیم کئے اس تقسیم میں دہلی کے دیگر نوجوانوں نے بھی شرکت فرمائی۔

۱۱ اپریل کو مسلم لیگ کی خواتین کا جلسہ تھا۔ اپنی چھوٹی ہمشیرہ کشور سلطانہ

اقتباسات

سلطان ابن سعود اور مسئلہ فلسطین

سلطان ابن سعود جزیرۃ العرب کے مقتدر ترین حکمران۔ عربوں کے ممتاز رہنما اور عالم اسلام میں نہایت ذی اثر شخصیت ہیں۔ آپ نے وقتاً فوقتاً مسئلہ فلسطین کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس سے ساری دنیا اس مسئلہ میں عربوں کے حقیقی جذبات کا اندازہ کر سکتی ہے۔ ایک دفعہ آپ نے روزویلٹ سے ملاقات کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اگر فلسطین میں یہود کا داخلہ نہ روک دیا گیا۔ تو میں اپنی اور اپنے لڑکوں کی جانیں جہاد فی سبیل اللہ میں قربان کر دوں گا۔ اب فلسطین کے متعلق برطانیہ اور امریکہ کا مشترکہ کمیشن بیٹھا۔ تو اس کے اجلاس کے دوران میں سلطان ابن سعود نے سر جان سنگلٹن سے صاف کہہ دیا۔ کہ "داخلہ یہود کو برداشت کرنے سے تو موت زیادہ آسان ہے اور

اگر برطانیہ انصاف کے رستے سے منحرف ہونا چاہتا ہے اور اپنے عہد کو بھول جانے کا ارادہ رکھتا ہے، تو میں مسلمانوں کے سامنے اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آؤ۔ مجھے قتل کر دو مجھے تخت سے اتار دو۔ میں اسی انجام کا مستحق ہوں۔ کیونکہ تمہیں اس مصیبت میں پھنسانے کا ذمہ دار میں ہی ہوں۔

ان الفاظ سے کس قدر درد، خلوص اور عزم کا اظہار ہوتا ہے۔ اور پھر یہ الفاظ کسی عام سیاسی لیڈر کے نہیں۔ بلکہ ایک ذمہ دار اور مقتدر حکمران اور خادم حرمین شریفین کے الفاظ ہیں حقیقت میں وہ اپنی ذمہ داری محسوس کر رہا ہے برطانیہ نے اسے ہمیشہ یہی یقین دلایا۔ کہ فلسطین میں عربوں کی اکثریت اور حکمرانی محفوظ رکھی جائے گی۔ اور وہ آگے دنیائے اسلام کو یقین دلاتا رہا۔ کہ برطانیہ کی نیت بری نہیں ہے۔ اب سلطان اپنے آپ کو دنیائے اسلام کے آگے جوابدہ تصور کر کے برطانیہ سے ایفائے عہد کا تقاضا کر رہا ہے۔ برطانیہ کو چاہیئے کہ اپنے اس دوست اور حلیف کے جذبات کا احترام کرے۔

(انقلاب)

غریب کی بھوک

۱۱ر مارچ بمبئی۔ آج آغا خاں کی سالگرہ یہاں بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ آغا خاں کے مریدوں نے ایک لاکھ کی تعداد میں جمع ہو کر آتشبازی و روشنی وغیرہ سے رنگ رلیاں منائیں۔ اور کھانے کی دعوت اتنے زبردست پیمانہ پر اور ایسی نفیس تو شاید کبھی بھی نہ ہوئی ہو۔ سر آغا خاں کو ہیروں سے تولا گیا، جن کی مالیت کوئی ۸۰ لاکھ کی ہوگی"۔ (خبر)

جس رات کو ایک لاکھ آدمیوں نے یوں دادِ خوش خوری دی، اسی رات کو خود بمبئی میں کتنے ہزار بلکہ کتنے لاکھ انسانوں نے فاقہ کر کے یا نیم فاقہ ہی کی حالت میں بسر کی! ——— لیکن تنہا آغا خانیوں کو مجرم قرار دینے میں عجلت نہ کیجئے۔ ہم آپ سب، کون اس جرم سے بچا ہوا ہے؟ کس کو اپنے رنگارنگ کے کھانوں، گرما گرم خوشبودار پلیٹوں کے آگے غریبوں کی بھوک یاد رہتی ہے۔

(صدق)

برنرڈ شا اور پاکستان

جارج برنرڈ شا سے کسی اخبار نویس نے سوال کیا کہ پاکستان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ برنرڈ شا نے جواب دیا "پاکستان" غیر معقول سہی لیکن میرے وطن کے مسئلہ السٹر کی طرح یہ مطالبہ قومی اور طبعی ضرور ہے۔ اس کے متعلق لڑنے اور جھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے اسکو آزما کے دیکھو۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان بالآخر باقی ملک کے ساتھ متحد ہو جائے گا۔ اور میری پیشگوئی السٹر کے متعلق بھی یہی ہے میں پیدائشی طور پر پراٹسٹنٹ ہوں۔ جس طرح جناح پیدائشی طور پر مسلمان ہیں۔ لیکن ان سے پوچھو۔ کیا وہ انگریز کہلانا پسند کریں گے"؟

جو لوگ اتحادِ ہند کے قائل ہیں، ان کو یہ نفسیاتی حقیقت مدنظر رکھنی چاہیئے کہ اگر پاکستان کے متعلق مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کر لیا جائے اور مسلمان اپنے علاقوں میں خود مختار رہ کر آزادی کی فضا میں سانس لینے لگیں، تو وہ تلخی بہت جلد دور ہو سکتی ہے جس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی خلیج کو وسیع کر رکھا ہے۔ اور ان دونوں میں اتحاد کی کوئی نہ کوئی شکل ممکن ہو سکتی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

پیغام صلح میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیں۔

رفتارِ عالم

——— نئی دہلی۔ ۹ر اپریل مسلم لیگی ارکان مجالس وضع آئین کے کنونشن کا کھلا اجلاس آج صبح منعقد ہوا جس میں اصل قرارداد پر بحث کی گئی۔ اس قرارداد کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کو لازمی قرار دیا جائے، اور پاکستان اور ہندوستان کے لئے دو الگ الگ دستور ساز اسمبلیاں ہوں مسٹر حسین شہید سہروردی (بنگال) نے اس قرارداد کو پیش کیا اور چودھری خلیق الزمان سر غلام حسین ہدایت، سندھی محمد سعداللہ اور سید رؤف شاہ نے اس کی تائید میں تقریریں کیں۔ دو گھنٹے کے بعد اجلاس برخواست ہوا۔ دوسرا کھلا اجلاس رات ساڑھے آٹھ بجے ہوا۔ ابتدا ہی میں ایوان نے ملک برکت علی کی موت پر قرارداد تعزیت منظور کی۔ اس قرارداد کو صدر اجلاس مسٹر جناح نے پیش کیا۔

——— نئی دہلی۔ ۱۰ر اپریل۔ آج دہلی میں آل انڈیا لیگ کونسل کا اجلاس قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت میں تین گھنٹے جاری رہا۔ اس اہم اجلاس میں انڈونیشی عوام کی جنگ آزادی، اینگلو امریکن فلسطینی کمیشن اور جنوبی افریقہ کے ایشیائی اقوام کے خلاف مجوزہ قانون کے متعلق مسلم لیگ کی پوزیشن واضح کی گئی۔ کونسل نے غذائی صورت حال۔ آزاد ہند فوج، آسام کے لائن سسٹم اور فوجی ملازمت سے سبکدوش ہونے والے سپاہیوں کو دوبارہ ملازمت دلانے کے مسائل پر بھی قراردادیں منظور کی گئیں۔

——— پیرس ۱۱ر اپریل۔ سابق وزیر ہند مسٹر ایمری نے پیرس میں فرانسیسی نامہ نگاروں کو بتایا کہ برطانیہ میں ہر شخص اس چیز پر متحد و متفق ہے کہ ہندوستان کی مکمل آزادی کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے مابین اختلافات کے باعث پیدا شدہ مشکلات کا ذکر کرنے کے بعد مسٹر ایمری نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہندوستان آزاد اور مساوی حیثیت میں برطانوی کامن ویلتھ سے کسی نہ کسی شکل میں اپنا تعلق قائم رکھے۔ .... مسٹر گاندھی کے متعلق مسٹر ایمری نے کہا کہ وہ دنیا کی نہایت ہی دلچسپ شخصیت ہیں۔ وہ بیک وقت سادھو، راہب اور گہرے سیاست دان ہیں۔ لیکن دل کی انتہائی گہرائیوں میں وہ آمرانہ ذہنیت کے مالک ہیں۔ مسٹر ایمری نے کہا۔ کہ کانگریس پارٹی کی آمریت نے مسلمانوں کو مشتعل کیا۔ اسی لئے آج ہندوستان کے لئے ایک آئین مرتب کرنے میں سخت رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔ مسٹر ایمری نے آخر میں یہ امید ظاہر کی کہ ہندوستانی قحط سے بچ جائے گا۔

——— طہران ۱۱۔ اپریل آج یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ روسی فوج کا [illegible] سے رخصت ہو چکا ہے [illegible] صوبہ آذربائیجان کا [illegible] فوجی کالج اور چند دوسری عمارتوں [illegible] تھوڑی تھوڑی روسی فوج ابھی [illegible] ہے۔ روسی فوج جس کے ہمراہ [illegible] تھا۔ درشت سے پہلوی کی طرف [illegible] ہو چکی ہے جو بحر قزوین کی بندرگاہ [illegible] روسی طیاروں نے اس فوج کے [illegible] ہوتے ہی اشتہار پھینکے جن کا مضمون [illegible] تھا۔ دوستو۔ خدا حافظ! آج ہم [illegible] وطن سے رخصت ہو رہے ہیں۔

——— نئی دہلی ۱۲ر اپریل۔ لارڈ پیتھک لارنس نے قائداعظم محمد علی جناح کو [illegible] اپریل کو گیارہ بجے ملاقات کی دعوت دی ہے وزارتی مشن سے قائداعظم [illegible] کی یہ دوسری ملاقات ہوگی۔

——— واشنگٹن ۱۲ر اپریل۔ آج صدر [illegible] ایک پریس کانفرنس میں تقریر کرتے [illegible] کہا۔ کہ دنیا کی غذائی حالت اب بدتر [illegible] امید ہے کہ تین ماہ میں غذائی قلت بالکل [illegible] ہو جائے گی۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان میں بارش ہو جانے کی وجہ سے [illegible] ہو گئی ہے۔ فرانس میں بھی غذائی حالت اطمینان بخش ہے۔ امریکہ میں اس [illegible] غذائی حالت نہایت ہی اچھی ہو گئی ہے۔

——— نئی دہلی ۱۵ر اپریل۔ [illegible] مندرجہ ذیل حضرات وزارتی مشن کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

صبح ۱۰ سرکاوس جی جہانگیر [illegible] جناح۔

——— لاہور ۱۵ر اپریل۔ [illegible] گزٹ کے نمائندہ خصوصی نے نئی دہلی سے مندرجہ ذیل اطلاع اپنے اخبار کو ارسال کی ہے:-

کشمیر سے مراجعت فرمانے [illegible] کے بعد وزارتی مشن ایک بیان شائع کرے گا جس میں اس گفت و شنید کے نتائج مذکور ہوں گے۔ جو مشن آج تک مختلف لیڈروں کے ساتھ کر چکا ہے مشن کے ارکان ۱۹ر اپریل کو دہلی [illegible] کشمیر روانہ ہو جائیں گے اور [illegible] کو واپس آ جائیں گے۔ اس کے [illegible] وہ دو دن کے اندر اندر اپنا [illegible] پیش کر دیں گے۔ اس اثنا میں [illegible] جماعتوں کے زعیم مشن کی تجویز کے مطابق ایک قابل قبول فارمولا تیار کرنے کی کوشش کریں گے۔

——— نئی دہلی ۱۴ر اپریل۔ نئی دہلی سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جزائر شرق الہند کے [illegible] راہنما ڈاکٹر شہریار نے ہندوستان کو [illegible] لاکھ ٹن گندم کی پیش کش کی ہے [illegible] ہے اس صورت میں فائدہ اٹھایا جا سکتا [illegible]

قادیانی خلافت

از قلم جناب بابو عبد الحق صاحب پنشنر جہلم

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ عیسائی قوم میں سے ایک شخص پولوس نام نے کس قدر مخلوق خدا کو تقریباً دو ہزار برس سے ذلت کے گڑھے میں گرا رکھا ہے۔ لاکھوں انسانوں کو بلا وجہ فسق و فساد کی مصیبت میں ڈالا۔ جناب سید مولوی [illegible] صاحب سنئے۔ حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے الفاظ باپ اور بیٹا یقیناً یقیناً مجاز کے طور پر نکلے تھے اور حضرت مسیح سے پہلے انبیاء علیہم السلام اسی قسم کے استعارات اور مجازات کو استعمال کرتے رہے تھے۔ خواہ وہ الفاظ وحی الٰہی کے ذریعے ان کی زبان مبارک سے نکلوائے گئے لیکن وہ ہرگز ہرگز حقیقت پر محمول نہ تھے۔ لاکھ سر پھوڑو۔ ان لوگوں کی عجیب قسم کی سمجھ ہے کہ مجاز اور حقیقت کا فرق ان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ باوجودیکہ عرصہ دراز سے ان کی غلطی ظاہر کی جا رہی ہے۔ مگر عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے نہیں مانتے اور اس لئے کہ ان کے استاد حضرت پولوس نے فارمولا ہی ایسا سمجھایا کہ حل ہی نہ ہوسکا۔ ہزار سمجھاؤ۔ ملامت کرو شرمندہ کرو کبھی اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کریں گے۔

دیکھئے پچاس جگہ مختلف مواقع پر مختلف پیرایوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے لفظ نبی کا اطلاق مجازی، بروزی اور ظلی رنگ میں ظاہر فرمایا۔ مگر آفرین ہے ان مثیل پولوس کی دانائی پر۔ علم پر جو ماننے میں نہیں آتے۔ ہزار ہا طریقوں سے ان کو سمجھایا گیا، کہ بھئی مجاز اور حقیقت میں بڑا فرق ہے، مگر نہیں مانتے۔ میرے خیال میں یہ اس وقت تک رٹ لگانے سے باز نہ آئیں گے اور نہ آسکتے ہیں جب تک کہ کوئی مرد خدا خداوند تعالےٰ کی طرف سے جلال کے ساتھ اور روح القدس کی تائید سے مامور نہ ہو۔ یا خود ان میں ہی رفتہ رفتہ ایسا مواد پیدا ہو جاوے جو یاجوج ماجوج کے مواد کی طرح بہ نکلے۔ اور انکو اپنی غلطی کی سمجھ آجاوے۔ ورنہ موجودہ حالات نہایت خطرناک شکل اختیار کر رہے ہیں اور اصلاح ناممکن ہو رہی ہے۔ قادیانی دوستو میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں کہ خدا کے لئے توبہ کرو اور استغفار کثرت سے پڑھو تاکہ خدا تم پر فضل کرے اور خداوند تعالےٰ کے آگے آپ لوگوں کی سرخروئی ہو اگرچہ بظاہر آپ سے کوئی امید نہیں۔ ۳۰ برس کا عرصہ کوئی تھوڑا عرصہ نہیں ہے۔ کس قدر لٹریچر جماعت لاہور نے لکھا تم تک پہنچایا اور اب تک پہنچا رہے ہیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ تم میں سے شاید ہی کوئی ایسا مرد ہو جو ان رسالہ جات اور اشتہارات کو پڑھنے کی کوشش کرے اگر ۳۰ برس کے عرصہ تک یہی طریقہ اور طرز عمل حضرت پولوس کے وقت میں کیا جاتا جس قدر اس سندی قوم کے ساتھ کیا گیا ہے تو یقیناً آج دنیا کا موجودہ عیسائی مذہب کسی اور رنگ کا مذہب ہوتا اور ان کا بڑا حصہ ان تمام مصیبتوں سے بچا رہتا جس پر کہ وہ آج کل مبتلا ہے۔ بالآخر میں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ اگر بالفرض محال جناب مصری صاحب نے کبھی کسی وقت میاں محمود احمد صاحب کی موجودہ خلافت کو تسلیم کر بھی لیا تھا۔ تو اب انہی مصری صاحب نے اسی خلافت کو غلط قرار دے دیا ہے یہ مصری صاحب کی دلیری اور جرائت قابل تحسین ہے اور ان کے زہد و تقویٰ پر ایک کھلی دلیل ہے کہ انہوں نے وہ جرائت کی ہے کہ جماعت قادیان میں سے کسی ایک فرد کو بھی ایسی جرائت دکھلانے کا حوصلہ نہیں پڑا۔ اسی کا نام تو قوت فیصلہ ہے جو مومن کے اندر ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے بھی۔ مصری صاحب کا یہ فعل جس پر تمہاری طرف سے اتنی لے دے کی جا رہی ہے عقل کے اندھو۔ مصری صاحب کی یہ جرائت داناؤں اور خدا کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ نہ کہ قابل الزام۔ مصری صاحب کا یہ فعل خدا کے نزدیک ایک بڑی بھاری نیکی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ کئی اور لوگوں کے لئے باعث ہدایت ہوگی مضمون کے عنوان کے یہ الفاظ "غیر مبائعین کو انتباہ"، بھی قابل غور ہیں جناب سید احمد علی صاحب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ قادیانیوں کو انتباہ کرتے کہ کہیں اُن میں سے کوئی مصری صاحب کی جرائت کی تقلید نہ کر بیٹھے اور خلافت محمود احمد صاحب کو جواب نہ دے بیٹھے۔

قادیانیوں کے مضامین کی معقولیت تو عیاں ہے مگر سرخیاں بھی عجیب عجیب جماتے ہیں۔ اے قادیانیو خدا کا خوف کرو اور حق کو چھپانے کی کوشش نہ کرو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو کم از کم معقول بات ہی سننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی نیکی کی توفیق دے۔

(بقیہ از صفحہ ۲)

بھی معزز مہمانوں کا احترام وگرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ بعد میں بلدہ حیدرآباد میں یہاں کی سرکاری لائبریری کتب خانہ آصفیہ اور مشہور محبوبیہ کارخانہ جلدسازی کا معاینہ ہوا۔

عشائیہ شب میں معزز میزبان جناب خان بہادر عبد الکریم بابو خاں صاحب نے حیدرآباد کے متعدد اکابر اور عہدہ داروں کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔

۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء آج معزز مہمانوں کے قیام دکن کا آخری دن تھا۔ سارا دن مختلف اصحاب رخصتی ملاقات کے لئے آتے رہے۔

واپسی شام کو آٹھ بجے کی ٹرین سے روانگی عمل میں آئی۔ اسٹیشن پر خان بہادر عبد الکریم بابو خاں صاحب موصوف کے معزز خاندان کے متعدد اصحاب اور احباب جماعت خدا حافظ کہنے کے لئے موجود تھے۔

دہلی میں ۲۲ مارچ جمعہ کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مع رفقاء ____ بجے دہلی پہنچے نماز جمعہ دہلی میں پڑھی گئی۔ اسی روز رات بذریعہ فرنٹیر میل روانہ ہو کر تینوں بزرگ ۲۳ مارچ کی صبح کو لاہور پہنچ گئے۔ اس طرح یہ طویل سفر اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دکن کے اخبارات کا تعاون حیدرآباد و سکندرآباد کے اردو۔ انگریزی اور تلگو زبانوں کے مسلم و غیر مسلم روزناموں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور ان کے رفقاء کی آمد اور تقریروں وغیرہ کی خبروں اور اعلانوں کو مناسب طریق پر شائع کیا۔ مقامی نشرگاہ سے بھی اس سلسلہ میں اکثر خبر شائع ہوتی رہیں۔ مقامی خبررساں ایجنسیوں نے بھی حیدرآباد کی روایات مہمان نوازی شایان شان رواداری کا ثبوت دیا۔ یہ سب ہماری جماعت کے اراکین و معاونین کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کاش پنجاب کے اخبارات اور خبررساں ادارے بھی اسی رواداری اور احساس ذمہ داری کا ثبوت دیں۔

شکریہ ویسے تو حیدرآباد کے تمام احباب جماعت اور بہت سے غیر از جماعت اصحاب بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تشریف آوری دکن کے متمنی تھے اور بار بار انھوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس تشریف آوری کا سب سے بڑا باعث محترم میزبان جناب خان بہادر عبد الکریم بابو خاں صاحب کی محبت و اصرار بھری دعوت ہی تھی۔ خان بہادر موصوف نے فرائض میزبانی کو اپنے معزز خاندان کی اسلامی روایات کے مطابق نہایت عالی حوصلگی سے ادا کیا۔ قیام و طعام اور سواری کے انتظام پر نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کمال سیرچشمی سے کام لیا گیا تھے جو شہرہ عالم حیدرآبادی مہمان نوازی کا ایک معیاری نمونہ تھے خان بہادر موصوف ایک کثیر المشاغل اور عدیم الفرصت انسان ہیں بہت وسیع کاروبار کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ان پر ہے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے معزز مہمانوں کی خاطر اپنا کافی بیش قیمت وقت صرف کیا اور یہ سب کچھ انھوں نے خدمت دین اور اخوت اسلامی کے پاک جذبہ کے تحت کیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

خان بہادر موصوف کے برادر زادے اور متعدد قریبی عزیز بھی کاروباری مصروفیات کے باوجود اپنا کافی وقت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سعید و صالح نوجوانوں کو دینی و دنیوی ترقیات عطا کرے اور اپنے بہترین انعامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اس روئیداد کو خان بہادر موصوف کے مکرر شکریہ پر ختم کیا جاتا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد اسلم ۔ بی ۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۷

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا نعرہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر نجات چاہتے ہو

تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائیگا۔ دنیا کی خوش حالی کی شرطوں سے خدا کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ ایک حق خالق کا تم پر ہے چاہیئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جائے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کیلئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو خداتعالیٰ کے حکموں کو بےقدری سے نہ دیکھو موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔ سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش کی جا سکتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خداتعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ عزیزو اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

احادیث رسول الامین

(۱) من اخذ شبراً من الارض بغیر حق خسف بہ یوم القیامۃ الیٰ سبع ارضین۔ بخاری۔

جو شخص (کسی کی) بالشت بھر زمین پر ناحق قبضہ کرے گا وہ قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک دھنسایا جائیگا۔

(۲) لا یدخل الجنۃ قتات (نمام) (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ مالک) چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۳) ثلاث من کن فیہ نشر اللہ علیہ کنفہ وادخلہ الجنۃ رفق بالضعیف والشفقۃ علی الوالدین والاحسان الی المملوک۔ (ترمذی) جس میں تین چیزیں پائی جائیں گی اللہ تعالےٰ اس پر اپنا سایہ پھیلائے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا (۱) کمزور کی مدد کرنا (۲) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور (۳) غلام پر احسان کرنا (اسے آزاد کر دینا)

(۴) من اکل طیباً و عمل فی سنۃ وامن الناس بوائقہ دخل الجنۃ (ترمذی)

جو شخص طیب رزق کھائے (جس میں بیگانے حق کی آمیزش نہ ہو) میرے طریق عمل پر چلے اور خلق خدا کو اپنے شر سے محفوظ رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۵) العبادۃ فی الھرج کھجرۃ الیّ۔ (مسلم والترمذی)

فتنے اور اختلافات کے موقع پر عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

غلام قادر

آنریری تبلیغ میں حصہ لینے والے حضرات

حضرت امیر ایدہ اللہ کی نئی تحریک برائے یکصد آنریری مبلغین پر جن دوستوں نے اب تک لبیک کہا ہے انکی تعداد ۶۲ تک پہنچ چکی ہے، ویسے تو جماعت کا کثیر حصہ آنریری طور پر تبلیغ کا کام اپنے فارغ اوقات میں کرتا ہی رہتا ہے لیکن ایک منظم تحریک میں شامل ہو کر اس کام کو کرنا زیادہ ثواب اور برکت کا موجب ہوتا ہے، اس وقت تک جن دوستوں کے نام آ چکے ہیں ان کو کچھ لٹریچر برائے تبلیغ اور ضروری ہدایات بھیجی جا چکی ہیں ان میں سے ۳۳ دوستوں کے نام اس سے پیشتر شائع ہو چکے ہیں، باقی نام حسب ذیل ہیں :-

(۳۴) مرزا خلیل الرحمٰن صاحب لاہور۔ (۳۵) محمد عبدالرحمٰن صاحب متعلم بی۔ ایس۔ سی سرینگر (۳۶) منشی احمد دین صاحب برقی پونچھ کشمیر (۳۷) شیخ عبدالصمد صاحب ہیڈ ماسٹر سرینگر۔ (۳۸) محمد اکمل خاں صاحب بی۔ ایس۔ سی لاہور (۳۹) ڈاکٹر شمس الدین صاحب شاہ آباد۔ (۴۰) شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد۔ (۴۱) مستری یعقوب علی صاحب جموں (۴۲) بابو جلیل احمد صاحب لاہور (۴۳) چوہدری فضل داد صاحب جہلم (۴۴) میاں برکت علی صاحب ضلع سنکاری ریاست جموں۔ (۴۵) شیخ عبدالعزیز صاحب بہاولنگر (۴۶) محمد احمد صاحب ذوالفقار لائل پور (۴۷) مرزا مرتضیٰ بیگ صاحب نانڈ گاؤں برار (۴۸) شیخ غلام حسین صاحب راجپورہ (۴۹) ایم ثناء اللہ شاہ صاحب سرینگر۔ (۵۰) منشی محمد بخش صاحب لنگر و ٹھ شرقی ضلع ڈیرہ غازی خاں (۵۱) بابو عبدالحق صاحب جہلم (۵۲) بابو عبدالرب صاحب جہلم (۵۳) بابو فضل رب صاحب جہلم (۵۴) سید محمد آفاق صاحب شہرہ گوبند (۵۵) مولوی دوست محمد صاحب لاہور (۵۶) منشی فضل دین صاحب لاہور (۵۷) شیخ نور الدین صاحب لاہور (۵۸) سید اسد حسین صاحب سلم ٹاؤن لاہور۔ (۵۹) مرزا ایم۔ اے نصیر صاحب تیمور دہلی (۶۰) ملک ... خاں صاحب وزیر آباد (۶۱) ایم محمد یوسف صاحب تاثیر یاری پورہ کشمیر (۶۲) شیخ عبدالرحمٰن صاحب اکاؤنٹ ایسٹ فورس۔

والسلام۔ خاکسار۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تاریخ اسلام

حضرت عائشہ صدیقہ رض کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب } عائشہ نام۔ صدیقہ اور حمیرا لقب و ام عبداللہ کنیت۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کی صاحبزادی والدہ کا نام زینب تھا۔

نکاح } حضرت ابوبکر رض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر حضرت عائشہ کا نکاح بمقابلہ پانچسو درہم حق مہر رسول اللہ صلعم سے کر دیا۔

عام حالات } غزوات میں شرکت غزوہ احد میں حضرت عائشہ رض کی شمولیت کا پتہ چلتا ہے۔ بخاری میں حضرت انس سے منقول ہے کہ میں نے عائشہ اور ام سلیم کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

غزوہ مصطلق میں جو کہ ۵ھ میں ہوا واقعہ افک پیش آیا چونکہ اس واقعہ کے متعلق قرآن شریف میں مذکور ہے "جب تم نے اسے سنا تھا کیوں نہ مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے لوگوں پر نیک ظن کیا اور کہا یہ صریح جھوٹ ہے" (النور۔ ۱۲) لہذا اسے تفصیل کے ساتھ بیان درج کرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عائشہ کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ آپکے حجرہ کو آنحضرت صلعم کا مدفن بننا نصیب ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ رض ۴۸ سال زندہ رہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سال بعد سایہ شفقت پدری بھی اٹھ گیا یعنے حضرت ابوبکر صدیق رض بھی انتقال فرما گئے۔

حضرت ابوبکر رض کے بعد حضرت عمر رض نے آپ کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں "ابن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے" (مستدرک حاکم ج ۴ صفحہ ۸)

حضرت عثمان رض کی وفات کے بعد حضرت علی سے جنگ پیش آئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے یہ جنگ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رض کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ جب بھی یہ آیت پڑھتیں "وقرن فی بیوتکن" یعنے اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں بیٹھو تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔

فضل و کمال } علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رض باستثنائے حضرت عمر رض۔ حضرت علی رض اور ابن مسعود تمام صحابہ پر عام فوقیت رکھتی تھیں اور بڑے بڑے صحابہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ جامعہ ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ "ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہ رض سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملے ہوں"۔ امام زہری جو اکابر تابعین میں سے تھے فرماتے ہیں "عائشہ رض تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے (مسائل) پوچھا کرتے تھے" (طبقات ابن سعد) امام زہری کی ایک اور شہادت ہے "اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم وسیع تر ہوگا" (مستدرک حاکم) عروہ بن زبیر کا قول ہے "قرآن۔ فرائض۔ حلال و حرام۔ فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہ رض سے بڑھکر کسی کو نہ دیکھا" (طبقات ابن سعد)

علم حدیث } حضرت عائشہ صدیقہ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں ۱۷۴ متفق علیہ (بخاری و مسلم) ہیں۔ بخاری نے ان سے ۵۴ حدیثیں منفرداً روایت کی ہیں، اور ۶۸ حدیثوں میں مسلم منفرد ہیں۔

حضرت عائشہ سے تمام اکابر تابعین نے روایت کی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے قاسم آپ کے بھتیجے عروہ آپ کے بھانجے اور عمرۃ آپ کی آغوش پروردہ سے بڑھکر آپ کی روایات کا کوئی عالم نہ تھا۔

قاسم } کا علمی حیثیت سے اتنا بڑا درجہ تھا کہ امام مالک انہیں اس امت کا فقیہ کہتے تھے۔ بخاری میں سفیان بن عیینہ کے ان کی نسبت یہ الفاظ مروی ہیں کان افضل اھل الزمانہ یعنے وہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔

عروہ } مغازی و سیر کے بہت بڑے عالم تھے۔

عمرۃ سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقاید یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں۔ قرآن مجید کی ترتیب، نزول۔ مدینہ منورہ میں اسلام کی کامیابی کے اسباب غسل جمعہ۔ قصر نماز کی علت صوم عاشورہ کا سبب۔ حج کی حقیقت۔ اور ہجرت کی فلاسفی کے متعلق ان کی تشریحات پائی جاتی ہیں۔

علم کلام } علم کلام کے متعدد مسائل انھوں نے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ رویت باری، علم غیب۔ عصمت انبیا۔ معراج۔ ترتیب خلافت اور سماع موتی کے متعلق ان کی دقت نظر کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رض معراج روحانی کی قائل تھیں۔ رویت باری کے متعلق بخاری میں مسروق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے سوال کیا۔ "والدہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالےٰ کو دیکھا؟"

جواب } من حدثک ان محمداً رائی ربہ فقد کذب جس نے کہا کہ محمد صلعم نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا ہے اس نے جھوٹ بولا اور پھر قرآن شریف سے یہ آیات پڑھیں

لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (الانعام۔ ۱۰۴)

وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا ومن وراء حجاب (الشوریٰ ۵۱)

علم غیب کے متعلق آپ نے فرمایا "ومن حدثک انہ یعلم ما فی غد فقد کذب۔ جو شخص تجھے کہے کہ وہ کل کے ہونیوالے واقعات کا علم رکھتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر (لقمٰن۔ ۳۴) اور کوئی شخص نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اللہ جاننے والا خبردار ہے اور کہا "من حدثک ان محمداً رای ربہ فقد اعظم الفریۃ یعنے جو تجھے کہتا ہے کہ محمد صلعم نے اللہ تعالےٰ کو دیکھا وہ مفتری اعظم ہے (تحفہ کاشانہ مطبوعہ قادیان)

خطابت } خطابت میں حضرت عمر رض اور حضرت علی رض کے سوا آپ کا کوئی ہمپایہ نہ تھا۔ نمونتاً جنگ جمل کی تقریر جو جوش اور زور اور قوت بیانی میں اپنا جواب نہیں رکھتی درج ذیل ہے:۔

"لوگو خاموش۔ خاموش۔ تم پر میرا مادری حق ہے اور مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے۔ سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار نہیں ہے مجھ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ آنحضرت صلعم نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی۔ آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مومن اور منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب سے تمہر اللہ تعالےٰ نے تیمم کا حکم (غزوہ مصطلق) میں نازل فرمایا پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے۔ غار حرا میں دو میں سے دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے ملقب ہوا۔ آنحضرت صلعم نے اس سے خوش ہو کر اس کی خلافت کی (اشارۃً) داغ بیل رکھ کر وفات پائی۔ اس کے بعد جب رشتہ اسلام میں جنبش ہوئی تو میرا ہی باپ تھا جس نے دونوں سرے تھام لئے جس نے (اسپ) نفاق کی باگ روک دی۔ جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا۔ جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی۔ تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے غدر و فتنہ کے منتظر تھے اور شور و غوغا پر گوش برآواز تھے اس نے خلیج کو پر کیا۔ بیکار کو کار آمد بنایا۔ گرتوں کو سنبھالا۔ دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا۔ جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو تھان تک پہنچایا۔ جو پیاسے تھے ان کو گھاٹ پر لے آیا۔ اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہل شرک کی آتش جنگ کے شعلے سرد کر چکا۔ اور تمہارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو اللہ تعالےٰ نے اسے اٹھا لیا ....

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور تمام حجت کے لئے (عقد الفرائد و سیر الصحابیات)

اخلاق و عادات } حضرت عائشہ رض بہت بلند اخلاق تھیں۔ قانع۔ غیبت سے محترز۔ احسان کم قبول کرنے والی تھیں۔ خودداری شجاعت اور دلیری ان کا خاص وصف تھا جود و سخا میں بے نظیر تھیں ایک دفعہ امیر معاویہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دئے نہایت خاشع متضرع اور عبادت گذار تھیں۔

وفات } ۵۸ھ (۶۷۸ء) کی عمر ۶۷ برس کی تھی امیر معاویہ کے آخری زمانہ خلافت ۵۸ھ میں وفات پائی۔

پیغام صلح

جلد ۳۴ | لاہور یوم چہار شنبہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۷

ہندو قوم کی خصوصیات

مسلمانوں کی بیداری کا سبب

بمبئی کے روزنامہ "ھلال" نے کچھ عرصہ ہوا اپنے ایک مقالۂ افتتاحیہ میں لکھا تھا:-

" ان کو دیکھی کانگرسی مسلمانوں کی مسلم لیگ کے اقتدار میں اپنی زبان اپنا مذہب اپنا تمدن اپنی عزت سب خطرہ میں نظر آتی ہے ۱۹۰۵ء سے پہلے مسلمانوں کی دشمن اکیلی برطانیہ تھی لیکن اس کے بعد مسلمانوں کے اندر برطانوی سامراج نے ایک فرقہ ایسا پیدا کیا جو اندر اندر مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرتا جائے ان کے ذہن غیر اسلامی بنا دیئے اور ان کی عقل پر ایسے پردے ڈال دیئے کہ وہ اچھے برے دوست دشمن کی تمیز نہ کر سکیں حکومت نے جس ارادہ سے یہ درخت ۱۹۰۵ء میں لگایا تھا مسلم لیگ نے اسکو پیدا کر دکھایا اور اس وقت مسلمانوں کے بڑے گروہ کی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے ایسے راستہ کی طرف لے جا رہی ہے جو تباہی کا راستہ ہے جو اقتدار سے محروم کرنیوالا راستہ ہے۔"

تاریخی اور عمرانی لحاظ سے یہ بالکل غلط دعوٰے ہے کہ مسلم لیگ اور اس کے اقتدار کو برطانوی سامراج نے پیدا کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ کے عروج اور مطالبۂ پاکستان کو ہندو ذہنیت اور ہندو قوم کی خصوصیات نے پیدا کیا ہے۔ کانگرسی مسلمانوں کی یہ غلط فہمی ہے جس نے انہیں مسلمانوں کے سواد اعظم سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا ہے۔

تاریخ کا ہر ایک طالب علم اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ہندو قوم اور اس کی ثقافت کا مزاج کسی دوسری قوم کی موجودگی کو برداشت نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ اصلاحی اور عمرانی تحریکات جو اس قوم اور ثقافت کے جمود کو توڑنے کیلئے پیدا ہوئیں ان کو بھی رفتہ رفتہ اس قوم نے صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا بدھ مت ہندو قوم کی ذات پات کے غیر فطری بندھنوں کے خلاف ایک زبردست ردعمل کے طور پر پیدا ہوا لیکن رفتہ رفتہ وہ پھر ہندو مذہب میں جذب ہو گیا ــــ بھگتی مومنٹ، جو عقیدہ توحید، جذبۂ عبودیت اور مساوات نسل انسانی کے بلند اصولوں کو لیکر کھڑی ہوئی تھی وہ ہندو مت سے الگ ہو کر پھر اسی میں جذب ہو گئی سکھ مذہب اسی بھگتی مومنٹ کی ایک شاخ ہے وہ بھی آہستہ آہستہ ہندو مت میں جذب ہو رہا ہے اگر سکھوں نے ثقافتی طور پر اپنے آپ کو ہندوؤں سے بالکل علیحدہ نہ کرا لیا تو وہ بھی یقیناً ایک دن ہندوؤں میں جذب ہو جائیں گے یہ ہندو قوم کی فطرت اور اسکا مزاج ہے کہ وہ کسی ایسی قوم اور تحریک کی موجودگی کو برداشت نہیں کر سکتی جو بنیادی اصولوں کے لحاظ سے اس کے ساتھ مطابقت نہ رکھتی ہو ــــ

ــــ تقریباً نصف صدی سے کانگرس جس نیشنلزم اور اکھنڈ ہندوستان کے تصور کو پیش کر رہی ہے اس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہندوستان میں ہندو راج کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے اور ہندو اکثریت کو دائمی طور پر مسلم اقلیت پر مسلط کر دیا جائے اور ہندو کلچر اور تمدن کے اثر سے مسلمانوں کے تمدن اور مذہب کو بالکل نابود کر دیا جائے اور آہستہ آہستہ انہیں ذات پات کی قیود میں جکڑ کر اچھوتوں کے درجہ تک پہنچا دیا جائے کیا اس علم سائنس کے زمانہ میں بھی آٹھ کروڑ انسان ہندوؤں کی ذات پات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں ان کا وجود ہزاروں سال کے سیاسی مد و جزر کا ہی نتیجہ ہے ــــ

ان تاریخی حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مسلمانوں کی موجودہ بیداری کا سبب برطانوی سامراج ہے غلط فہمی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس بیداری کی ایک وجہ تو ہندو ذہنیت ہے اور دوسری مثبت وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک زبردست انقلابی، روحانی اور تمدنی تحریک ہے اور ایک ایسی عظیم الشان ڈائنامک قوت ہے جو اپنے مزاج میں بنیادی طور پر ہندو دھرم سے مختلف ہے اسلام مسلمان کے ہر سماجی شعبے پر حاوی ہے اسلئے مسلمان ہندو مت کے تسلط کو برداشت نہیں کر سکتا ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات برطانوی سامراج کے پیدا کردہ نہیں بلکہ گزشتہ نصف صدی کے تلخ تجربات کا نتیجہ ہیں ہندوؤں کے تعصب اور تنگ نظری کا نتیجہ ہیں اور مسلم لیگ کا اقتدار اور پاکستان کا مطالبہ ایک تاریخی اور عمرانی رو کا آئینہ دار ہے جس نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ہندوستان میں دو تمدن اور دو مذاہب ہیں اور اسلام بدھ مت اور بھگتی مومنٹ کی طرح ہندو مت میں جذب نہیں ہو سکتا بلکہ اپنی ہستی کو ہر قیمت اور ہر قربانی پر برقرار رکھے گا اور بجائے اثر پذیر ہونے کے متاثر کریگا کیونکہ یہ نوع انسانی کی طرف خدا کا آخری پیغام ہے اور باطل کی کوئی سیاسی اور ثقافتی قوت اسکو دبا نہیں سکتی۔ کانگرسی مسلمانوں کو نظر غائر سے تاریخی حقائق اور موجودہ حالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور اس کے بعد مسلمانوں کی موجودہ بیداری کے متعلق فتوے صادر کرنا چاہیئے۔

شذرات

جھوٹا پروپیگنڈا

اپریل ۱۹۴۶ء کا فرقان لکھتا ہے:-

" اکابر غیر مبائعین (اکابر جماعت احمدیہ لاہور۔ ناقل) خلافت ثانیہ سے برگشتہ ہوئے تو انہوں نے لاہور جاتے ہوئے یہ الفاظ منہ سے نکالے کہ قادیان کے تعلیم الاسلام سکول پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا اور یہاں اُلّو بولیں گے۔"

ہم رسالہ فرقان کے مدیران سے دریافت کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے وہ کون اکابر تھے جن کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے؟ اور جماعت قادیان کے وہ کون اکابر ہیں جنہوں نے یہ الفاظ ان کے مونہوں سے نکلتے ہوئے سنے تھے؟ رسالہ فرقان کو چاہیئے کہ اپنی آئندہ اشاعت میں ان کا ثبوت پیش کرے اگر وہ ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے تو اسے چاہیئے کہ ایسے جھوٹے پروپیگنڈا سے باز آئے ــــ یہ محض جھوٹ ہے جس میں صداقت کا شائبہ تک نہیں اور ایسے سفید جھوٹ پر پراپیگنڈا کی بنیاد رکھتے ہوئے فرقان کے شذرات نگار کو شرم آنی چاہیئے۔

دنیا تباہی سے کیسے بچ سکتی ہے

مشہور چینی مفکر اور نقاد ڈلینو ٹنگ کی حال ہی میں ایک کتاب ...... (Between tears and laughter) کے نام سے شائع ہوئی ہے جو تیئیس مضامین پر مشتمل ہے جس میں اس چینی مبصر نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا کی موجودہ ابتری کا باعث کیا ہے اور موجودہ خرابیوں کو دور کیسے کیا جا سکتا ہے اس میں سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی ہے کہ انسانی معاملات میں سائنس کے غلط استعمال اور فرائیڈین نفسیات نے انسانی اقدار کو اپنے گذشتہ اثر و نفوذ سے محروم کر دیا ہے جب تک ان انسانی اقدار کو بحال نہ کیا جائے گا اس وقت تک انسانیت تباہی اور بربادی سے محفوظ نہیں ہو سکتی۔

مغرب اور مشرق کے سب مفکرین کے گذشتہ چند سالوں میں جو بیانات شائع ہوئے ہیں ان سب میں ایک بات بطور قدر مشترک کے ہے یعنی وہ سب اخلاقی اور روحانی اقدار کی بحالی پر ہی زور دیتے ہیں اور موجودہ تباہی سے حفاظت کی یہی ایک صورت متعین کرتے ہیں ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کا مزاج بدل چکا ہے صرف عقلیت اور سائنس کو موجودہ مشکلات کے حل کیلئے کافی خیال نہیں کیا جاتا بلکہ دنیا ایک ایسی روحانی اور اخلاقی قوت کی تلاش میں ہے جو موجودہ معاشی اور الجھنوں کو سلجھا سکے یہ دور ایک تاریخی نقطہ ہے تاریخ نے دنیا کا رخ بدل دیا ہے ایک عظیم الشان روحانی اور اخلاقی تحریک کے لئے فضا بالکل سازگار ہو چکی ہے اور دنیا ایک ایسے مذہب کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے جو اس کی موجودہ معاشی، سیاسی اور اخلاقی مشکلات کا نہایت بہتر حل پیش کر سکے اور یہ واضح بات ہے کہ اس وقت دنیا میں صرف اسلام ...... ہی ان مشکلات کا نہایت معقول حل پیش کر سکتا ہے ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اسلام کو اقوام عالم تک پہنچایا جائے اور اسکو پہنچانے کیلئے بہتر سے بہتر طریق کو اختیار کیا جائے۔

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

ہم پیغام صلح میں متواتر کئی سالوں سے گذارش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ جماعت کے مضمون نگار حضرات موجودہ تحریکات اور موجودہ مسائل کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری یہ پیہم گذارشات صدا بصحرا ہیں اور ہمارے دوست اس طرف اس قدر توجہ مبذول نہیں فرماتے جتنا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر انہیں اس طرف توجہ مبذول فرمانی چاہیئے۔ آجکل ادارہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ پیغام صلح کے معیار کو بلند رکھے اور جسقدر ممکن ہو سکتا ہے اخبار کو متنوع بنائے لیکن ابھی اسکے لئے مزید دلسوزی اور دوستوں کے تعاون کی ضرورت ہے ہم پھر ایک دفعہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں ...

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ــــ قدسیہ رحمٰن صاحبہ بنت جناب منشی فضل الرحمٰن صاحب نے امسال یو۔پی بورڈ سے ہائی سکول کا امتحان دیا ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کی کامیابی کیلئے حضور قلب سے دعا فرمائیں

ایک ضروری اعلان | جماعت کے جو نوجوان دوست اس دفعہ یونیورسٹی امتحانات میں شامل ہوئے ہیں ہم ان کی اطلاع کیلئے یہ لکھا جاتا ہے کہ وہ دفتر اخبار پیغام صلح میں اپنے نام بھجوائیں تاکہ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں ان کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی جائے اور کامیابی کے بعد بھی اطلاع دیں تاکہ ان کے نام اخبار میں شائع کئے جائیں۔

سانحۂ ارتحال | جناب مولوی علا بخش صاحب ... بنارس کینٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ صاحبہ چھوٹے بچے چھوڑ کر راہی ملک عدم ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ...

یورپ اور حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کا اقرار

حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیم کا بنیادی پتھر

محمد رسول اللہ صلعم کی کامیابی کا راز

خدا کی تسبیح اور تحمید بلند مقامات پر پہنچاتی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور مورخہ ۱۹؍ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کا اقرار

واقعات ایسی چیزیں ہیں کہ سخت سے سخت انسانوں کو بھی ان کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے۔ ایک امر آج بطور ایک امر واقعہ کے ساری دنیا میں مسلم ہو چکا ہے یہاں تک کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ جو اسلام کے اشد ترین دشمنوں میں سے تھے ان میں ایک دو کی تعداد میں نہیں بلکہ بیسیوں لوگ آج ان میں ہیں جو اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے برابر دنیا میں کوئی کامیاب انسان نہیں ہوا اور نہ کسی نے اتنا بڑا انقلاب دنیا میں پیدا کیا ہے لیکن اب ایک دوسرا مرحلہ باقی ہے۔ اس امر کو تسلیم کر لینے کے بعد کہ آنحضرت صلعم کے برابر کوئی دنیا میں کامیاب انسان نہیں ہوا چاہئیے یہ تھا کہ آپ کے سامنے ان لوگوں کے سر جھک جاتے مگر ظاہر ہے ایسا نہیں ہوا ابھی تک ان لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کے سامنے جیسا کہ حق تھا سر نہیں جھکایا۔

آنحضرت صلعم کی کامیابی کے متعلق مختلف خیالات

اب یہ لوگ تلاش میں ہیں کہ معلوم کریں کہ حضرت محمد صلعم کی اس عظیم الشان کامیابی کا راز کیا ہے کہ کس طرح ایک شخص کو اتنی شاندار کامیابی میسر آئی جس کے لئے ظاہر حالات نظر نہیں آتے وہ راز انہیں ابھی تک معلوم نہیں ہوا اس کے متعلق اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے کہتے ہیں اس کا راز یہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت زبردست تھی۔ آپ کی باتوں میں اس قدر اثر تھا کہ اردگرد کے لوگ ان سے متاثر ہو جاتے تھے اس کا انہیں صحیح طور پر علم نہیں صرف یہ بات کہہ کر چھٹکارا نہیں ہو جاتا کہ آپ کی شخصیت زبردست تھی آخر وہ کیا شے تھی جس نے آپ کے کلام میں یہ اثر پیدا کیا؟

سورۃ فاتحہ کا ایک جملہ

ایک جملہ سورۃ فاتحہ کا ہے جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے یہ فقرہ اس راز کو بتاتا ہے کہ کیسے آپ کے کلام میں اور آپ کی ذات میں یہ اثر پیدا ہوا کہ لوگوں کے سر آپ کے سامنے جھک گئے ——— الحمد للہ رب العلمین یہ جملہ دن رات آپ پڑھتے ہیں۔ اس کے اندر کیا طاقت اور قوت ہے اور اس کا حقیقی منشاء کیا ہے؟ اس کے معنی تو اس قدر ہیں سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تعریف ہم کس کی کرتے ہیں؟ تعریف کسی خوبی پر کی جاتی ہے تو الحمد للہ کا در اصل مفہوم یوں ہوا کہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کی ذات میں جمع ہیں اس لئے وہ سب تعریفوں کا مستحق ہے۔ یہ جملہ الحمد للہ رب العلمین تعلیم قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کا بنیادی پتھر ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کو تمام محامد کا مصداق ٹھہرا کر اس بات کو واضح کیا ہے کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کی ذات میں جمع ہیں۔ کس شخص کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے؟ اس وقت دنیا کی حالت کیا تھی؟ اس وقت خدا کا نام دنیا سے بالکل مٹ چکا تھا چہ جائیکہ یہ بلند مقام خدا کو دیا جاتا کہ اس کی ذات تمام خوبیوں کو جمع کرنے والی ہے۔ جب خدا کا نور دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو اس وقت دنیا تاریکی کے اندر ہوتی ہے اس تاریکی کے زمانہ میں دنیا کے ایک تاریک کونے میں ایک شخص اٹھتا ہے جس کی تعلیم کی بنیاد اس بات پر ہے الحمد للہ رب العلمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرنے والی خدا تعالےٰ کی ذات ہے۔

دو اہم باتیں

یہ فقرہ کتنی دفعہ خود حضرت نبی کریم صلعم کی زبان پر آتا تھا ان لوگوں کی زبان پر آتا تھا جو آپ سے تعلیم پاتے تھے۔ دن میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کی کئی کئی رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں یہ فقرہ سب سے پہلے منہ سے نکلتا ہے۔ الحمد للہ تمام خوبیوں کو جمع کرنے والی اللہ کی ذات ہے۔ یہ دو باتیں خدا تعالےٰ کے متعلق ایسی ہیں کہ ان کو ہر مسلمان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئیے اور یہی دو باتیں ہیں جو فی الحقیقت خدا تعالےٰ کے ساتھ سچی محبت اور عشق پیدا کرتی ہیں جس کی وجہ سے انسان میں انقلاب پیدا ہوتا ہے اور وہ دو باتیں کیا ہیں؟ ایک کو ہم تسبیح کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور دوسری کو تحمید کہتے ہیں تسبیح کرنا یہ ہے کہ ہم اس ذات کو بے عیب سمجھتے ہیں اور تحمید کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس ذات کو تمام خوبیوں کا جامع سمجھتے ہیں۔

نماز کے ذریعہ سے مسلمانوں کی تربیت

یہ باتیں اللہ تعالےٰ کی ذات کے متعلق ایک مسلمان کے دل میں بٹھائی جاتی ہیں ذات باری تمام عیبوں سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے اس کا حسن ایسا ہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں اور وہ ایسا کامل حسن ہے کہ کوئی خوبی کی بات نہیں جو اس میں نہ پائی جاتی ہو ان سب سے بڑھ کر مسلمان کی تربیت نماز کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور نماز کی ابتدا الحمد للہ سے ہوتی ہے مگر اس کی تحمید کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدا تعالیٰ کو اپنا محبوب بنا لیا جس قدر کوئی ذات عیوب سے پاک ہوگی اور خوبیوں کی جامع ہوگی اسی قدر اس سے محبت بڑھتی جائے گی اور جس قدر زیادہ ذات باری کا حسن انسان کے دل پر جلوہ گر ہوتا جائے گا اسی قدر زیادہ وہ اس کی طرف کھنچتا چلا جائیگا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ سے محبت بڑھاتا چلا جائے گا اس کے اندر بھی خدا کا حسن اور اس کا نور جلوہ گر ہوتا چلا جائے گا ——— نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد انسان جھکتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی العظیم پھر اور جھکتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ وہ خدا کے بے عیب حسن کو بھی دیکھتا ہے اور اس کی عظمت کو محسوس کر کے اس کے سامنے جھک جاتا ہے پھر وہ خدا کے بے عیب حسن کو دیکھتا ہے اور اس کی علو شان اس قدر اس پر اثر انداز ہوتی ہے کہ وہ اس کے سامنے گر پڑتا ہے

آنحضرت صلعم کی تعلیم کا امتیاز

غور کیجئے کہ خدا تعالےٰ کے حسن کے بے عیب ہونے کو کتنی دفعہ دہرایا ہے اور کتنا اس امر پر زور دیا ہے کسی اور نبی کی تعلیم میں آپ یہ باتیں نہیں پائیں گے۔ یہ ایک چیز ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کو تمام مذہبی تعلیمات سے ممتاز کرتی ہے کسی پیغمبر نے خدا کی تسبیح اور تحمید پر اتنا زور نہیں دیا جتنا محمد رسول اللہ صلعم نے دیا ہے۔ ہر نماز میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اس بات کو دس دس دفعہ دہرایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی ذات تمام عیبوں سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے پھر صبح انسان نیند سے بیدار ہوتا ہے سب سے پہلے اس کا کام کیا ہے کہ خدا کے حسن کی تعریف کرے اور اس کا تمام عیوب سے پاک ہونا بیان کرے اس کے بعد وہ کام میں مشغول ہو جاتا ہے پھر دوپہر کے وقت اس طرف دوڑا آتا ہے کہ وہ خدا کی تسبیح اور تحمید بیان کرے اس کے بعد دو گھنٹے گذرتے ہیں تو وہ پھر عصر کے وقت خدا کی تسبیح اور تحمید کرتا ہے پھر شام کے وقت خدا کی تسبیح اور تحمید کرتا ہے اور اس کے بعد بستر پر لیٹنے سے پہلے پھر ایک دفعہ خدا کی تسبیح اور تحمید کرتا ہے اور یہ سب کچھ خدا تعالےٰ سے عشق و محبت کا سامان ہے کیونکہ حسن ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تو جو انسان بار بار خدا کے حسن کے گیت گاتا ہے خدا اس کا محبوب بن جاتا ہے۔

تہجد کے متعلق تاکید

اس بات پر غور کیجئے کہ خدا کی تسبیح اور تحمید کے راز کو کس قدر محمد رسول اللہ صلعم نے سمجھا دن کی نمازوں کے علاوہ رات کو بھی اٹھتے ہیں اور خدا کی تسبیح اور تحمید کرتے ہیں کوئی چیز ہے جو رات کو تڑپا کر بیدار کر دیتی ہے وہ کیا ہے وہ خدا کے حسن کا جلوہ ہے قرآن مجید میں بار بار رات کے اٹھنے اور خدا کی تسبیح اور حمد پر زور دیا گیا ہے ومن الیل فتہجد بہ وسبحہ لیلا طویلا قم الیل الا قلیلا جب تک خدا کے ساتھ انسان کا عشق پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک انسان کا ایمان مردہ ایمان ہوتا ہے اس زندہ ایمان کو پیدا کرنے کے لئے یہ تربیت ایک مسلمان کی کی جاتی ہے۔

ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے

خود محمد رسول اللہ صلعم کو خدا کی ذات اتنی بے عیب اور خوبیوں کی جامع نظر آتی ہے کہ دن رات اس کی توصیف کرتے تھکتے نہیں اس کے حسن کے بیان کرنے میں آپ کو وہ لذت ملتی ہے کہ اس سے بہتر اور کوئی شغل آپ کا نہیں ہی نہیں بلکہ آپ کو دنیا کی ہر چیز خدا کی حمد کے گیت گاتی نظر آتی ہے قرآن اس سے بھرا پڑا ہے کہ دنیا میں ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض ایک ایک ذرہ خدا کی تسبیح کرتا سنائی دیتا ہے بادل کڑکتا ہے تو اس میں بھی آپ کو خدا کی تسبیح اور تحمید کی آواز سنائی دیتی ہے ویسبح الرعد بحمدہ پہاڑ بھی خدا تعالےٰ کی تسبیح کرتے ہیں وسخرنا

۴۵ سبحنک اللھم وبحمدک۔ اے خدا تیری ذات تمام عیبوں سے پاک ہے اور تمام خوبیاں تیری ذات کے اندر جمع ہیں۔ خوب یاد رکھئے جس کو یہ دو باتیں نظر آگئیں کہ میرا خدا [illegible]

مع داود الجبال یسبحن والطیر

آنحضرت صلعم کو خدا سے عشق تھا

بات کیا ہے یہ فی الحقیقت محمد رسول اللہ صلعم کا خدا تعالےٰ کے ساتھ عشق تھا جس نے آپ کے اندر یہ کمال پیدا کیا یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کہ محمد اپنے رب پر عاشق ہوگیا ہے۔ عشق کیا ہے؛ عشق وہ کیفیت ہے جب انسان اپنے محبوب کے لئے سب کچھ بھول جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج تک دنیا میں کوئی ایسا عاشق پیدا نہیں ہوا جس نے اپنے محبوب سے اتنی محبت کی جتنی محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے خدا سے کی۔ جانتے ہو کن حالات میں یہ جملہ الحمد للہ رب العلمین محمد رسول اللہ صلعم کے منہ سے نکلتا تھا آپ پر ظلم کیا جاتا ہے گالیاں دی جاتی ہیں جدھر جاتے ہیں پتھر پڑتے ہیں آپ کے دوستوں کو وطنوں سے نکالا جاتا ہے اور ان پر ہر قسم کے ستم توڑے جاتے ہیں لیکن ان تمام مصائب کے باوجود آپ خدا تعالےٰ کے حضور میں گرتے ہیں اور کہتے ہیں الحمد للہ رب العلمین بات یہ ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ سے حقیقی عشق نہ ہو اس وقت تک یہ جملہ پوری قوت کے ساتھ منہ سے نہیں نکل سکتا اور یہ چیز ہمیں صرف محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی میں نظر آتی ہے وہ دنیا میں کس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں اور خدا کے حضور گرتے ہیں اور دن اور رات میں ہزاروں مرتبہ اس بات کو دہراتے ہیں کہ اے خدا تیری ذات عیوب سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔

انبیاء مصائب میں خدا کے حضور گرتے ہیں

اگر آپ برگزیدہ لوگوں کے حالات کو غور سے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب ان کو تکلیف پہنچتی ہیں تو یہ خدا تعالےٰ کے حضور گرتے ہیں اور اس کی تحمید اور تسبیح کرتے ہیں۔ ان کو حسن صرف خدا تعالےٰ کی ذات میں نظر آتا ہے جو ان کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اتنا کھینچ لیتا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ان کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی حضرت ایوب علیہ السلام کے ذکر میں آتا ہے وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین اور ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنے والا ہے۔ حضرت ایوب کو خدا نے نبی بناکر بھیجا اور ان کو اتنی تکلیفیں پہنچیں کہ ان کے چاروں طرف دکھ اور مصائب چھاگئیں یہاں تک کہ اپنوں نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔ لیکن ان کے منہ سے یہی نکلتا ہے کہ تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے اور حضرت ذوالنون کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ اپنی قوم سے ناراض ہوکر چلے گئے اور مشکلات میں پھنس گئے تو اس وقت ان کے منہ سے نکلتا ہے لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین۔

پیغمبر میں خدا کا نور جلوہ گر ہوتا ہے

یہ کیا چیز ہے جو پیغمبر کو اس مقام پر کھڑا کرتی ہے یہ خدا تعالےٰ سے عشق ہے جو اس کے اندر یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ نماز جو ہم سے پڑھائی جاتی ہے اس کا مقصد صرف خدا سے عشق پیدا کرنا ہے دنیا کے محبوبوں میں نقائص اور عیوب ہوتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کی ذات میں کوئی عیب نہیں خوب یاد رکھئے یہ راز ہے محمد رسول اللہ صلعم کی کامیابی کا یہ آپ کے دل میں خدا تعالےٰ کا عشق تھا جس نے آپ کی شخصیت میں کشش اور جذب پیدا کر دیا تھا جو خدا سے عشق پیدا کرتا ہے خدا کا نور اس کے اندر جلوہ گر ہوتا ہے خدا کی الوہیت اس کے اندر ظاہر ہوتی ہے محبت کرنیوالے کے دل میں محبوب کی صفات جلوہ گر ہوجایا کرتی ہیں۔ خدا کے عشق نے خدائی طاقتوں کا اتنا بڑا جلوہ آپ کے اندر پیدا کیا تھا کہ مخلوق خدا آپ کے قدموں میں گر گئی۔ پھر یہی عشق اور محبت آپ نے اپنے پیروؤں کے دلوں میں بھی پیدا کر دیا۔

خدا کی محبت اور خدا سے عشق کا پیدا ہوجانا راز تھا محمد رسول اللہ صلعم کی کامیابی کا مگر یہ راز آپ کی ذات سے مخصوص نہ تھا بلکہ اس راز سے آپ نے نسل انسانی کو آگاہ کر دیا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے کلام میں تاثیر ہو وہ خدا محبت اور عشق کی کیفیت پیدا کرے خدا کی محبت انسان کو بلند سے بلند مقامات پر پہنچا دیتی ہے مگر یہی محبت جب انسان اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرتا ہے اور جو معاملہ خدا اس سے کرتا ہے اس پر اس کے قلب میں شکایت پیدا نہیں ہوتی خواہ اس کی اور اس کے عزیزوں کی جان ہی لے لی جائے۔

خدا کے عشق سے دنیا میں انقلاب پیدا ہوسکتا ہے

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت میں ایک گروہ ہے جس نے خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانا ہے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اچھی تقریروں سے دنیا کی اصلاح نہیں ہوسکتی خدا کے عشق سے دنیا میں اصلاح اور انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ اس مقام پر پہنچکر خدا تعالےٰ کی محبت اپنے قلوب میں پیدا کرو اور اس کے راستہ میں ہر ایک تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرو اس وقت تم کو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے اور دنیا میں انقلاب بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ باتیں تھیں جن سے محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا میں اتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کیا اور آپ کو اتنی شاندار کامیابی ہوئی کہ جس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی اور اب دنیا میں کوئی محمد رسول اللہ صلعم جیسا انسان نہیں پیدا ہوسکتا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ سے کوئی شخص بڑھ سکتا ہے وہ بکواس کرتا ہے۔

فنا فی الرسول کا مقام کیا ہے؟

دیکھئے اگر میں آپ کے سامنے نہایت اعلیٰ درجہ کا شیشہ رکھ دوں تو اس میں سے آفتاب تمہیں نظر آئے گا یہاں تک کہ اس کی تیز روشنی کے سامنے تمہاری نظریں نہیں ٹھہر سکیں گی مگر پھر بھی شیشہ آفتاب نہیں یہ ظلی نبوت نبوت نہیں یہ صرف محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا عکس ہے اور فنا فی الرسول کا مقام کیا ہے جیسے ایک قطرہ سمندر میں مل جائے محمد رسول کا حقیقی مقام ہے وہ اب کسی کو نہیں مل سکتا لیکن اس کے فیض سے تم برکتیں حاصل کر سکتے ہو مگر اس مقام پر انسان کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

نماز خدا کی حمد کا ایک گیت ہے

نماز پڑھو اور اس بات کو یاد رکھو جب تک تمہارے اندر محبت کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک تم صحیح معنوں میں خدا کی تحمید اور تسبیح نہیں کر سکتے خدا کی حمد اور تسبیح وہ ہے جو دل کے جوش سے پھوٹ کر نکلے جس طرح ایک گانے والا ایک خاص کیفیت سے سرشار ہوکر گاتا ہے اسی طرح تمہاری نماز خدا کی حمد اور تسبیح کا ایک گیت ہو جو خدا کے حسن کو تم پر ظاہر کر دے جب تم اس کے حسن پر صحیح معنوں میں فریفتہ ہوجاؤ گے تو تمہارے محبوب کے حسن کا کچھ رنگ تمہارے اندر بھی ظاہر ہوگا اس سے تم قلوب کی اصلاح کر سکتے ہو۔ یہ راز ہے محمد رسول اللہ صلعم کی کامیابی کا اور اس راز کو سمجھ کر آج بھی دنیا میں کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ ایک عیسائی مصنف کہتا ہے کہ اگر آج بھی محمد صلعم کی باتوں کو پڑھو تو ان کے اندر آج بھی وہی کشش اور جذب موجود ہے۔

ہم دنیا میں کیسے انقلاب پیدا کر سکتے ہیں؟

مگر افسوس ہے کہ ہم ان کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہمارے مبلغ بھی اور دوسرے لوگ بھی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں خوب یاد رکھو ہم دنیا میں اس وقت انقلاب پیدا کر سکتے ہیں جب ہم پہلے اپنے دلوں کے اندر وہ انقلاب پیدا کریں کہ خدا کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہوجائے۔

بجٹ فنڈ اور آنہ فنڈ کے متعلق اپیل

پیغام صلح کے گذشتہ پرچوں میں بجٹ فنڈ اور ایک آنہ فنڈ کے سلسلہ سے گذارش کی گئی تھی کہ ماہوار چندہ کے ساتھ ان ہر دو فنڈوں کا بھی ضروری ہے۔ اخبار کے علاوہ بڑی جماعتوں کو خطوط بھی لکھے گئے خدا کا شکر ہے ہماری یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی بلکہ بعض بیرونی جماعتوں نے اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائی

(الف) ان جماعتوں میں سے سب سے پہلے جس جماعت نے اس طرف عملی قدم اٹھایا ہے وہ سیالکوٹ کی جماعت ہے جس کے لئے ہم شیخ غلام حسین صاحب سکرٹری جماعت اور سید محمد حسین شاہ صاحب نائب جماعت کے شکر گذار ہیں۔ سکرٹری صاحب نے جمعہ کے روز بڑے زور سے بجٹ فنڈ کے لئے تحریک کی اور نائب صاحب ہر گھر سے بجٹ فنڈ وصول کر رہے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(ب) جماعت سیالکوٹ کے بعد جس جماعت نے میری گذارش دربارہ بجٹ فنڈ پر غور فرمایا ہے وہ جماعت دہلی ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب جو جماعت دہلی کی روح رواں ہیں تحریر فرماتے ہیں اکہ میں نے احباب میں تحریک کر دی ہے چندہ کے ہمراہ بجٹ فنڈ اور آنہ فنڈ کی جمع شدہ رقم آپ کی خدمت میں بھیجا کرونگا" فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(ج) امرتسر سے ہمارے محترم و مکرم دوست جناب بابو ثناء اللہ صاحب جو جماعت کے سیکرٹری اور سرگرم اور مخلص کارکن ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ امرتسر کی جماعت میں بجٹ اور ایک آنہ فنڈ کے متعلق تحریک کی جارہی ہے اور دوستوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس پر عمل پیرا ہوجائیں گے چنانچہ اس ماہ سے چندہ ماہوار سالانہ کے علاوہ فنڈ بھی ارسال ہوتے رہیں گے اس ضمن میں شیخ کریم اللہ صاحب اور خواجہ عبدالحمید صاحب بالخصوص قابل شکریہ ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(د) راولپنڈی کی جماعت خدا کے فضل سے ہماری منظم جماعتوں میں سے ایک اعلیٰ جماعت ہے۔ یہاں سیکرٹری جماعت جناب محمد عبداللہ صاحب بی اے بڑی سرگرمی سے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ بجٹ فنڈ کی تحریک کے متعلق انہوں نے حوصلہ افزا جواب مرحمت فرمایا ہے اور امید ہے کہ وہ اپنی جماعت کے اندر بجٹ فنڈ کو از سر نو زندہ کرکے مستقل شکل بخشیں گے

(مرتضیٰ خان۔ اسسٹنٹ سیکرٹری)

آنحضرت صلعم کی شخصیت تاریخ عالم میں

{ازمحترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب}

قسط نمبر ۲

سابقہ قسط میں میں نے بتایا تھا کہ تاریخ عالم میں آنحضرت صلعم ہی ایک ایسی ہستی ہیں جن کے حالات بغیر کسی آمیزش اور ملونی کے دنیا کے پاس آج تک من وعن محفوظ ہیں اور تاقیامت محفوظ رہیں گے کیونکہ آنحضرت نے اپنے پیچھے ایک ایسی کتاب چھوڑی ہے جس میں آپ کی ذات شخصیت اور اصل پوزیشن اور مرتبہ کے متعلق بوضاحت تمام امور متعلقہ درج ہیں اور پھر یہ ایک ہی آسمانی کتاب ہے جو آج تک بغیر کسی تغیر و تبدل اور تحریف اور ترمیم کے محفوظ و موجود ہے۔ اور تاقیامت محفوظ رہنے کا بڑا زبردست انتظام موجود ہے۔ اب ہم اس کتاب مقدس ...... کی روشنی میں آنحضرت صلعم کی شخصیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

رسول کی بشریت بمقابلہ الوہیت

تمام دنیا کا عقیدہ قبل نزول قرآن یہ تھا کہ انسان کبھی اللہ کا رسول یا نائب یا خلیفہ نہیں بن سکتا بلکہ خود خدا ہی انسانی شکل و صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے یا فرشتے بھیجتا ہے جو صفات الٰہیہ کے مظہر کامل مظہر ہوتے ہیں بلکہ وہ ان صفات کاملہ کے اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور جتنے لوگ دنیا کی اصلاح کے لئے آئے وہ فوق البشر ہستیاں تھیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی دنیا کے اس عقیدہ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کہا گیا:-

ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ولو شاء اللہ لانزل الملائکۃ ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین۔

ترجمہ:- یہ شخص ہماری طرح محض بشر ہے البتہ ہمارے اوپر کوئی فضیلت حاصل کرنی چاہتا ہے۔ ورنہ اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔ یہ انوکھی بات تو ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنی۔

اس طرح حضرت ہود جب اپنی قوم کی طرف پیغام ربانی لیکر آئے تو یہی اعتراض ہوا۔

ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون۔ ولئن اطعتم بشراً مثلکم انکم اذاً لخاسرون

یعنی یہ (رسول) تمہاری طرح بشر ہے اور (اس بشریت کا ثبوت یہ ہے) کہ تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے۔ اگر تم اپنی طرح کے بشر کی اطاعت کرو گے تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے۔

یہی پیشتر حضرت موسیٰ و ہارون کے متعلق کہی گئی:-

انؤمن لبشرین مثلنا

کیا ہم اپنے جیسے بشر انسانوں پر ایمان لائیں۔

ان تمام باتوں سے یہ کہنا مقصود ہے کہ اللہ کا رسول یا نائب ہماری طرح بشر نہیں ہونا چاہیئے جو بشریت کے تمام تقاضوں اور لوازمات سے متصف ہو بلکہ کوئی فوق البشر ہستی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ جب ایک اُمی انسان نے چالیس برس کی خاموش اور بے لوث زندگی بسر کرکے یہ اعلان کیا کہ:-

"یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔"

تو لوگوں کو یہ اعلان عجیب سا معلوم ہوا اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آسکی کہ ایک شخص جو ہماری طرح ہاتھ پاؤں اور جسم رکھتا ہے اور ہماری طرح سودا سلف لاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے اور ہماری طرح اہل و عیال رکھتا ہے کیونکر اللہ کا رسول ہوسکتا ہے۔ چنانچہ وہ حیران ہوکر پوچھتے ہیں:-

ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منھا۔

ترجمہ:- یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نہ اس پر کوئی فرشتہ اترا تاکہ اس کے ساتھ ہوکر لوگوں کو ڈراتا۔ تاکم ازکم کوئی خزانہ ہی اپنے ساتھ لاتا اور کوئی باغ اس کے پاس ہوتا جس کے پھل یہ کھاتا۔

پس اللہ تعالے نے سب سے پہلے اس عقیدہ کی بیخ کنی کی اور دلائل کے ساتھ بتایا کہ انسان کی ہدایت کے لئے انسان ہی موزوں ہوسکتا ہے کیونکہ نبی کا مقصود صرف تعلیم ہی دینا نہیں بلکہ خود عمل کرکے بھی دکھانا ہے اور تقلید اور پیروی کے لئے ایک نمونہ پیش کرنا ہے۔ اگر فرشتہ یا کوئی اور فوق البشر ہستی بھیجی جاتے جس میں بشری خصائص اور کمزوریاں اور نقائص اور انسانی خواہشات و جذبات موجود نہ ہوں تو انسان کہہ سکتا ہے کہ اس کا عمل ہمارے لیئے کیونکر قابل تقلید نمونہ ہوسکتا ہے جبکہ وہ ہماری طرح نفس اور نفسانی خواہشات اور جذبات ہی نہیں رکھتا۔ اس کی فطرت میں وہ وسوسے ہی نہیں جو انسان کو گناہ اور بدی اور نافرمانی کی طرف راغب کرتے ہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کا ذکر بھی قرآن کریم نے کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے لو کان فی الارض ملٰئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا۔ یعنی اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے آباد ہوتے تو ہم یقیناً ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے فرشتے ہی بھیجتے۔

پھر صاف طور پر تصریح فرما دی کہ پہلے تمام انبیاء اور ہادی انسان ہی تھے۔ اور وہ اسی طرح بشر تھے اور حوائج بشری ان کے اندر موجود تھے۔

ما ارسلنا قبلک الا رجالاً نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق

پھر اسی طرح ان کی بیبیاں اور بچے بھی تھے

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لھم ازواجاً وذریۃ۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم کو صاف حکم دے دیا کہ بشر ہونے کا صاف اعلان کردو۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد*

جناب سیٹھ عبداللہ دین صاحب کے نام کھلی چٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مکرمی جناب سیٹھ عبداللہ دین صاحب سکندرآباد دکن۔ السلام علیکم۔ آپ کے دو ٹریکٹ انعامی چیلنج نقد ایک لاکھ روپیہ اور احمدیت کے متعلق پانچ سوالات پہنچے جواب میں عرض ہے:-

(۱) اسلام میں تین قسم کے لوگ آپ نے دکھلے ہیں میں بھی اتفاق رکھتا ہوں۔ مگر ضالین جو آپ جماعت احمدیہ لاہور کو لکھتے ہیں یہ صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ضالین نصاریٰ کو فرمایا۔ پس نصاریٰ کی صفت لوگ جو اپنے امام کو خدا یا نبی کہیں گے۔ ضالین ہونے چاہئیں اور یہ مشابہت قادیانی جماعت میں موجود ہے۔ ۲۲ ہزار کا انعام تو مولوی صاحب کو دیجیے۔ مگر میں دو ہزار کے انعام کا ذکر کرتا ہوں جو میرے لئے پیش کیا گیا ہے کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور میں بفضلہ تعالیٰ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تمام دعووں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو امتی۔ ظلی۔ بروزی۔ مجازی نبی اور رسول مانتے ہیں در آنحالیکہ ان کے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں خاطی و گنہگار ضرور ہوتا ہے اب اگر آپ اس پر حضرت مولوی صاحب سے حلف اٹھوانا چاہیں تو دو ہزار روپیہ لے کر تشریف لایئے۔ میں حضرت مولوی صاحب سے حلف مؤکد بعذاب اٹھوا دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ رہا آپ کے امیر المومنین کا قسم کھانا۔ محض دھوکا ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ امتی نبی تھے۔

بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
روح انصاف و خدا ترسی کہ ہے دیں کا مدار

ورنہ (۲) آپ اپنے امیر المومنین سے قسم کھانے کو کہیں کہ وہ اس قسم کے ساتھ لکھیں کہ حضرت صاحب ایسے نبی تھے کہ جن کے انکار کی وجہ سے مسلمان بلاواسطہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

(۳) دائرۂ اسلام کے اندر مسلمان انسان مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر بقول آپ حضرات حضرت مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اب آپ بتلایئے کہ خارج شدہ مسلمان کیا کہلائیگا اگر فرمائیں کافر مسلمان یا نام کا مسلمان تو لفظ مسلمان سے وہ پھر دائرہ کے اندر ہے۔ غیر مسلم تو آپ لوگ کہتے ہیں لیکن بفرض محال اگر فرما دیں غیر مسلم تو حضرت حکم عدل مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے لکھتا ہوں کہ اس لفظ نبی کو کٹا ہوا سمجھیں۔ یعنی ان کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور آپ کے امیر صاحب بھی مسلمان ہی لکھتے ہیں۔ غرض وہ دائرہ کے اندر ہے۔ ....

(۴) جناب سیٹھ صاحب اپنے مصلح موعود کو آمادہ کریں کہ وہ مولوی عبدالکریم آف مباہلہ سے یا جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سے یا حکیم عبدالعزیز صاحب قادیانی سے اپنے الزامات پر مباہلہ کریں یا ان کی عبارت میں حلف اٹھائیں۔

دیکھیں آپ اپنی اخیر عمر میں کیا جواب دیتے ہیں۔ واتقوا اللہ لعلکم ترحمون۔

گستاخی معاف فرماویں حق کا اظہار کردیا گیا۔

آپ کا دیرینہ خادم
خاکسار شمس الدین۔ آنریری مبلغ جماعت احمدیہ لاہور۔

رپورٹ ادارہ تعلیم قرآن

از یکم اپریل تا ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء درج ذیل ہے

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

سابقہ وصولی	٦	٧	٢٥٠٤٥
خان مطیع اللہ خاں صاحب مانسہرہ	٠	٠	٥٠٠
غلام احمد صاحب پونچھ	٠	٠	٢٠
احمد دین صاحب	٠	٠	١٠
میاں محمد عبد اللہ صاحب	٠	٠	١٠
مرزا منظور احمد بیگ صاحب لاہور	٠	٠	٥
خواجہ عبد الغنی صاحب سرینگر	٠	٠	١٠
معرفت عبد الشکور صاحب	٠	٠	١٠
بیگم صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بفہ	٠	٠	١٠
عبد اللطیف صاحب بغداد	٢	٥	١٣٤٣
عبد الودود صاحب بازید خیل	٠	٠	٢٢
چوہدری نظام الدین صاحب چک ۲/۴ اکاڑہ	٠	٠	٢٩٩
محمد اسلم صاحب ڈیرہ دون	٠	٠	٢٠
عبد الرؤف صاحب منڈی بہاؤ الدین	٠	٠	٥
معرفت جماعت حیدرآباد دکن	٢	١٣	٤٢
عملہ انتظامی صدر دفتر انجمن	٠	٠	١٣
میزان :-	٠	١٠	٣٠٠٩١

وعدے

میاں محمد عبد اللہ صاحب	٠	٠	١٠
رعایت خاں صاحب	٠	٠	٥
غلام احمد صاحب پونچھ	٠	٠	٢٠
منشی احمد دین صاحب پونچھ	٠	٠	١٠
مسز رحمٰن صاحبہ امام پور	٠	٠	٥
عزیزہ ذکیہ رحمٰن صاحبہ	٠	٠	٢
عزیزہ قدسیہ رحمٰن صاحبہ	٠	٠	٣
عزیز داؤد رحمٰن صاحب	٠	٠	٢
عزیزہ مبارکہ ثریا صاحبہ	٠	٠	٢
عزیزہ فریدہ ناز	٠	٠	١
برائے ایصال ثواب منشی عبد الرزاق صاحب مرحوم منجانب منشی خلیل الرحمٰن صاحب امام پور	٠	٠	١٥
مفتی عبد الحی صاحب جموں	٠	٠	٢٠
جناب عبد الغنی صاحب احمدی سرینگر	٠	٠	٧٠
جناب مولوی عبد السلام صاحب حیدرآباد دکن	٠	٠	١٠٠

ایک آنہ والی رسید بکیں

کچھ عرصہ ہوا اخبار میں تحریک کی گئی تھی کہ دفتر میں ایک آنہ، چار آنہ اور ایک روپیہ کی مطبوعہ رسیدیں موجود ہیں احباب کو چاہیئے کہ ان رسید بکوں پر چندہ حاصل کیا کریں۔ ایسے دوستوں میں سے جنہوں نے اس تحریک پر لبیک کہا ایک ہمارے نوجوان اور صالح دوست سلیم اللہ خاں صاحب راولپنڈی ہیں جو ہمارے مرحوم دوست ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کے فرزند ہیں۔ آپ ایک آنے والے رسید پر چندہ وصول کر کے ہر ماہ باقاعدہ چندہ بھیج رہے ہیں۔ جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں اور ان کے لئے دست بدعا ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ان کا یہ نمونہ دوسرے نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہے

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جماعت احمدیہ بدوملہی کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۴ اپریل گیارہ بجے جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے اپنے مسحور کن انداز بیان میں جس کا اہالیان بدوملہی غیر معمولی اشتیاق رکھتے ہیں مخاطب کیا۔ قرآن شریف کی ابتدائی آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ رب العلمین کا عکس اپنے اندر پیدا کریں تا کہ پاکستان جو کہ مسلمانوں کا اس وقت محبوب ترین نصب العین بن چکا ہے۔ اس سے ہمسایہ قوموں کو کوئی ... خطرہ نہ ہو حضرت مولانا کے بعد مولانا احمد یار صاحب ایم اے نے اپنے دلکش انداز میں مسلمانوں کو احمدیہ جماعت کے امتیازات و بنیادی مسائل پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ احمدی جماعت کے سامنے مسلمانوں اور اسلام کی بہتری کے سوا اور کوئی مقصد نہیں۔ گذشتہ انتخابات میں باوجودیکہ احمدیہ جماعت کا کوئی امیدوار کھڑا نہیں ہوا تھا لیکن چونکہ وہ علیٰ وجہ البصیرت سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کا توحید کے جھنڈے تلے جمع ہو جانا ہی ان کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے اس لئے ہماری جماعت نے مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح سے بدل و جان تعاون کیا۔ یہی نہیں بلکہ ہر اس آواز پر جو تکفیر المسلمین۔ تفرق و تشتت یعنی علماء سوء کے خلاف بلند ہوگی لبیک کہتی ہوئی تیار رہتی ہے۔ اور یہ وہ مقام ہے جہاں ہمیں امام زمان نے خود کھڑا کیا ہے پہلا اجلاس اس پر ختم ہوا۔

۴ تاریخ کو پانچ بجے شام دوسرا اجلاس ہوا جس میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے ثابت کیا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس کی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے۔ حاضرین نہایت محظوظ ہوئے اور ان پر ایک روحانی وجد و کیفیت طاری تھا۔ جو خارج از بیان ہے۔

دوسرے دن صبح دس بجے مولانا مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی نے ایک محققانہ اور بصیرت افروز تقریر فرمائی، آغاز تقریر میں مولانا صاحب نے وید مقدس کے پانچ نسخے پیش کئے جن میں دو کی عبارت باقی تین نسخوں کی عبارت سے مختلف تھی۔ جو تحریف وید کی واضح دلیل ہے۔ بعد ازاں وید سے ایک بہت تعریف کئے گئے (محمد صلعم) رشی کی آمد ان کے اہم سوانح حیات مثلاً ۱۰۰۰۰ دشمنوں سے بچایا جانا (یہ آبادی اس وقت مکہ شریف کی تھی) ۱۰۰ سونے کے سکوں کا ملنا (مہاجرین حبشہ کی تعداد) ۱۰ گلدستے (عشرہ مبشرہ) ۳۰۰ گھوڑے (اصحاب بدر) اور ۱۰۰۰۰ انسان [illegible] گائیوں یعنی فتح مکہ کے وقت حضور صلعم کے ساتھیوں کا وضاحت سے ذکر فرمایا نیز اسلام کی عالمگیر تعلیم کے خلاف میں اہل ہنود کا خود یہ رویہ کہ وہ شیر امکے [illegible] ہو سے قانون طلاق حاصل کرنا اور ذات پات توڑ کر منڈل کا قیام ہے۔ [illegible] بتایا کہ وید کی تعلیم ہرگز عالمگیر نہیں بلکہ اس کی تعلیم ہرگز ہندوستان سے باہر نہیں گئی۔ اگر بالفرض محال کبھی باہر گئی بھی تو فیل ہو کر پھر ہندوستان [illegible] سکڑ کر دہ گئی۔

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے اپنے نہایت موثر اور مخصوص انداز میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نیز حضرت امام زمان کا پیغام اور جماعت میں شمولیت کی دعوت نہایت ہی خوبصورت اور موثر پیرایہ میں حاضرین کے سامنے پیش کی۔ حضرت [illegible] آب حیات تھا جس نے لوگوں کی روحانی تشنگی کا سامان بہم پہنچایا۔

[illegible] علاوہ ازیں غیر از جماعت احباب نے نماز جمعہ میں شرکت اختیار کی اور بعد فراغت [illegible] ۱۵ نفوس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے شمولیت کی۔

اس کے بعد مولوی فضل الٰہی [illegible] قمر سابق ہنوی نے مصلح موعود کے موضوع پر تقریر فرمائی کاش کہ قادیانی دوست اس تقریر کو سنتے اور فائدہ حاصل کرتے۔ جماعت بدوملہی نے جلسہ کو کامیاب بنانے اور انتظام کرنے میں نہایت محنت اور خلوص سے کام کیا۔ خدا سب کو اجر عظیم دے۔ آمین۔

(نامہ نگار)

احمدیہ سرکولیٹنگ لائبریری راولپنڈی

راولپنڈی میں احمدیہ سرکولیٹنگ لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اس لائبریری میں سلسلہ کے تمام ٹریکٹ رسائل اور کتب رکھے جاویں گے نیز سلسلہ کے اخبار لائٹ، اور پیغام صلح اور روشنی لائبریری میں رکھے جاویں گے تاکہ ہر خاص و عام آ کر مطالعہ کر سکے اور اگر گھر پر مطالعہ کے لئے کتب یا اخبار لے جانا چاہیں تو واپسی کی شرط پر لے جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اور قادیانی بھائی اس لائبریری سے فائدہ اٹھائیں گے والسلام۔

سلیم اللہ انچارج
احمدیہ سرکولیٹنگ لائبریری
کمیٹی محلہ۔ راولپنڈی

اقتباسات

ہنود اور یہود ہنود اور یہود دونوں قومیں اپنی بعض ذہنی خصوصیات میں یکساں ہیں۔ روپے کی حد سے بڑھی ہوئی محبت، سود خوری، کنجوسی۔ حرص و آز، اپنی مظلومی کے اعلان کا شوق اور اپنے آپ کو تکلیف دے کر دوسرے کے دل میں رحم پیدا کرنے کی کوشش یہ تمام باتیں دونوں قوموں میں پائی جاتی ہیں۔ آجکل فلسطین میں یہودی وہی کچھ کر رہے ہیں۔ جو ہندوستان میں گاندھی جی کے زیر سیادت ہندوؤں نے بارہا کیا ہے۔ اٹلی کے مقام "لاسپیزیا" میں ہزار بارہ سو یہودی اس لئے جمع ہیں۔ کہ جہاز میں سوار ہو کر فلسطین پہنچ جائیں۔ حالانکہ ان کا داخلہ ممنوع ہی ہے۔ حکومت فلسطین ان لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتی لیکن یہ تلے ہوئے ہیں۔ کہ جانیں دے دیں گے لیکن فلسطین کے ساحل پر ضرور اتریں گے۔

فلسطین کے یہودی اپنے ان بھائیوں کی ہمدردی میں ہڑتالیں کر رہے ہیں اور تیرہ ممتاز یہودیوں نے "مرن برت" رکھ لیا ہے جب پہلے دن انھوں نے کچھ نہ کھایا۔ تو شام کو خبر آئی۔ کہ بھوک ہڑتالی فاقے کی تکلیف محسوس کر رہے ہیں تیسرے دن یہ اطلاع موصول ہوئی۔ کہ یہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔

یعنی تین ہی دن میں حالت خراب ہو گئی حالانکہ یہاں ہمارے "تپاتما" اور ان کے چیلے ہفتوں برت رکھ کر بھی پڑھتے لکھتے اور چرخہ کاتتے رہتے ہیں۔ لیکن آخر گاندھی جی اس معاملے میں دنیا بھر کے گرو ہیں۔ جو طریقے ان کو یاد ہیں۔ وہ یہودیوں کو کہاں معلوم۔

اگر یہودی "بھوک ہڑتالی" بھی خوب پانی پئیں، سوڈا بائیکارب اور گلوکوز استعمال کریں۔ ایک ایک پاؤ بادام روغن کی مالش روزانہ کرائیں تو ان کی مشکل بھی بڑی حد تک آسان ہو جائے۔ لیکن اگر انھوں نے گرو کا راستہ اختیار نہ کیا۔ تو یونہی حرام موت مر جائیں گے یا ہٹ چھوڑنا پڑے گا۔

(انقلاب)

انسان کا سجدہ انسان کو!

ٹائمس (لندن) ہفتہ وار ایڈیشن ۱۰ر اکتوبر ۴۵ء کا پیش نظر ہے۔ صفحہ ۸ کے اوپر جو شائع کرتے ہیں تقریب فتح کے موقع پر کچھ تصویریں تنجور (جنوبی ہند) کے دیہات میں ایک بڑے پنڈت کی درج ہیں، جو فتح کی خوشیاں منا رہے ہیں اور چند عورتوں کو کھلا رہے ہیں۔ ایک تصویر میں ہز ہولی نس (تقدس مآب) بڑے جاہ و حشم کے ساتھ ایک کرسی پر رونق افروز ہیں۔ سامنے ہریالی ہوئی ہے۔ دائیں بائیں اور پیچھے معتقدین با ادب کھڑے ہیں اور سامنے ایک اچھوت پورے قد سے اوندھا لیٹا ان کے پیروں پڑ رہا ہے۔ اس کے بعد اسے تقدس مآب کھانے کو دیں گے! —— یہ سلام [illegible] رہا ہے [illegible] انسان کو ایک [illegible] کرا —— [illegible] اس [illegible] کے وسط میں بھی شریک ہیں اور انسان پرستی کی بڑی گہری انسانیت کے اندر پیوست ہیں۔

([illegible] ق)

تیس ہزار سال پہلے کے انسانوں کے ڈھانچ

لندن ۲۰ر اپریل۔ قدیم ترین انسانوں کے ڈھانچ اس وقت لندن میں موجود ہیں۔ جن کے متعلق اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ آج سے تیس ہزار سال پہلے کے ہیں۔ انہیں عجائب خانہ فلسطین، زمانہ تاریخ سے پہلے لوگوں کے متعلق تحقیق و تفتیش کرنیوالے امریکن سکول اور لندن کے رائل کالج برائے فاضلان تشریح میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان ڈھانچوں کو ڈاکٹر ڈاروتھی گیرڈ صاحبہ نے ۱۹۳۲ء میں کرمل کی پہاڑی کے اندر سے برآمد کیا تھا جو فلسطین میں واقع ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ کیمبرج کی اولین خاتون پروفیسر ہیں۔ یہ ڈھانچے ایک چٹان میں مدفون تھے اور انہیں بحفاظت تمام باہر نکالنے کے لئے بہت بڑے چٹانی رقبہ کو انگلستان میں منتقل کر لینا پڑا تھا۔ انہیں چٹان سے باہر نکالنے کے لئے ماہر فن دندان سازی کے آلات کے ساتھ تین سال مصروف کار رہے۔

چوہدری فضل داد صاحب محصل کے متعلق اطلاع

چوہدری فضل داد صاحب محصل انجمن بوجہ بیماری ایک ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں وہ اپنے حلقہ میں ایک ماہ تک دورہ نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے احباب براہ راست اپنا چندہ مرکز میں ارسال فرماویں۔ چوہدری صاحب کی آمد کا انتظار نہ کریں

مرتضیٰ خاں۔ سیکرٹری تحصیل۔

رفتار عالم

—— نئی دہلی ۱۷ر اپریل۔ ڈاکٹر گووند دیش مکھ کا مشہور مسودہ قانون آج کونسل آف سٹیٹ میں پیش ہو گیا۔ اس قانون کی رو سے ہندو عورت حسب ذیل حالات میں اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکے گی۔ (۱) اگر پتی صاحب کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہوں اور وہ بیماری انہیں اس دھرم پتنی سے نہ لگی ہو۔ (۲) اگر وہ اس کو ظلم یا تشدد کا مرتکب ہو رہا ہو جس سے اس عورت کی زندگی معرض خطر میں پڑ جائے یا ازدواجی زندگی تلخ ہو جائے (۳) اگر وہ دوسری شادی کر لے (۴) اگر وہ مفقود الخبر ہو جائے یا عورت کو معلق چھوڑ دے (۵) اگر وہ ہندو دھرم سے ترک ہو کر کوئی اور دھرم قبول کر لے (۶) اگر وہ اپنے گھر میں کوئی داشتہ رکھے یا تو کسی داشتہ کے ہاں رہے (۷) دیگر مناسب وجوہ۔

—— نئی دہلی ۱۸ر اپریل۔ سر سٹیفورڈ کرپس آج صبح گاندھی جی کی فرودگاہ پر گئے اور کوئی ایک گھنٹہ ان سے بات چیت کرتے رہے۔

—— نئی دہلی ۱۸ر اپریل۔ گاندھی جی آج وزیر ہند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک گھنٹہ باتیں کرتے رہے۔ بات چیت کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد دونوں اکٹھے باہر نکلے اور گاندھی جی کی کار کے سامنے دونوں نے گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا اور گاندھی جی کار میں سوار ہو گئے۔

—— نئی دہلی ۱۹ر اپریل۔ ڈیلی گزٹ کراچی کے خصوصی نمایندہ کو جو یہاں موجود ہے معلوم ہوا ہے کہ اسمبلیوں کے مسلم لیگی ممبروں کا کنونشن ختم ہو جانے کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے ایک پروگرام تیار کیا۔ اگر مطالبہ پاکستان کو منظور نہ کیا گیا تو اس پروگرام کو جامہ عمل پہنایا جائے گا اس پروگرام کی رو سے:-

(۱) مسلمان تمام اعزازات سرکار واپس کر دیں گے۔

(۲) مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے مسلم لیگی ارکان تمام کے تمام مستعفی ہو جائیں گے۔

(۳) بنگال اور سندھ کی مسلم لیگی وزارتیں مستعفی ہو جائیں گی

(۴) اگر ضرورت ہوئی تو مناسب علاقوں میں عدم ادائے محصول کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

(۵) انگریزوں اور ہندوؤں کی مصنوعات کا زبردست بائیکاٹ کیا جائے گا۔

یہ معاملہ بھی زیر غور ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں تمام کے تمام مسلم سرکاری ملازم مستعفی ہو جائیں گے۔ مگر اس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

—— لاہور ۲۰ر اپریل۔ لاہور کارپوریشن میں مختلف فرقوں کی نمایندگی کے مسئلہ نے حکومت پنجاب کے وزرا میں سخت اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ چوہدری وزیر سنگھ غیر مسلم وفود کے ساتھ جو دعوے کر چکے ہیں ان کی بنا پر وہ اس بات پر مصر ہیں کہ ان کے مطالبات کو مان لیا جائے۔ اکالی وزیر سردار بلدیو سنگھ اور دوسرے کانگرسی وزیر لالہ بھیم سین سچر بھی غیر مسلموں کی حمایت کر رہے ہیں ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ چوہدری لہری سنگھ نے وزیر اعظم خضر حیات ٹوانہ کو دھمکی دی ہے کہ اگر غیر مسلموں کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے۔ تو کانگرس پارٹی کے لئے تعاون کا سلسلہ قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ اب یہ معاملہ ہمارے وقار کا سوال بن گیا ہے۔ دوسرے وزیر ملک خضر حیات خان ٹوانہ نواب مظفر علی خاں قزلباش اور میاں محمد ابراہیم برق یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب میں فرقہ وار توازن کی جو پالیسی مدت سے کار فرما چلی آتی ہے اور جس کا اعتراف ۲۰ر دسمبر ۱۹۴۵ء والے سرکاری اعلان میں ہو چکا ہے۔ اسے علیٰ حالہا برقرار رکھا جائے۔

—— قاہرہ ۱۹ر اپریل۔ امریکہ کے سابق رئیس مسٹر ہربرٹ ہوور نے دنیا بھر کی غذائی صورت حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر چار ماہ کے اندر اندر کم از کم ایک کروڑ دس لاکھ ٹن اناج و روغنیات بہم نہ پہنچائے گئے تو یورپ اور ایشیا کے پندرہ کروڑ انسان فاقہ کی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

—— کلکتہ ۲۲ر اپریل۔ مسٹر حسین شہید سہروردی وزیر اعظم نے آج صبح ارکان وزارت کی فہرست ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال کے حوالے کر دی ہے جو حسب ذیل ہے۔ (۱) مسٹر سہروردی چیف منسٹر و ہوم منسٹر (۲) مسٹر احمد حسین وزیر زراعت (۳) خان بہادر عبدالغفار وزیر سول سپلائی (۴) خان بہادر محمد علی وزیر حفظان صحت عامہ و بلدیات (۵) خان بہادر معظم الدین حسین وزیر تعلیم و مالیات (۶) خان بہادر اے ایف ایم عبدالرحمٰن وزیر امداد باہمی و آب رسانی (۷) مسٹر شمس الدین احمد۔ وزیر تجارت لیبر و صنعت (۸) مسٹر جے۔ این منڈل رفاہ عامہ تعمیرات۔ پہلے سات وزیر مسلم لیگی اور آٹھویں اچھوت ہیں۔

—— مدراس ۲۲ر اپریل۔ مدراس اسمبلی کی کانگرس پارٹی کا اجلاس آج منعقد ہوا۔ ایک سو پچہتر (۱۷۵) ارکان موجود تھے۔ مسٹر ٹی پرکاشم ۸۲ ووٹوں کی حمایت سے لیڈر منتخب ہوئے دوسرے امیدوار مسٹر ٹی۔ این شکھو نگا مدلیار کو ۶۹ ووٹ ملے۔

جلد ۴۴ | تاریخ اشاعت چہارشنبہ مورخہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ م ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۸

احادیث الرسول الامین

(۱) فقیہٌ واحدٌ اشدُّ علی الشیطان من الف عابد۔ الترمذی۔ (۲) فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھمًا ولکن ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔ (ابو داؤد والترمذی)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور عالم نبیوں کے وارث ہیں۔ اور انبیاء کی میراث نہ دینار ہے نہ درہم ان کی میراث علم تھی پس جس نے وہ حاصل کیا اس نے بہت سا حصہ حاصل کیا۔

(۲) واللہ لان یھدی بک رجل واحدٌ خیرٌ لک من حمر النعم۔ (ابو داؤد)

اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم ایک آدمی کو ہدایت کرسکو تو وہ تمہیں ایک سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔

(۳) ثلاثة حق علی اللہ عونھم المجاھد فی سبیل اللہ والمکاتب الذی یرید الاداء والناکح الذی یرید العفاف۔ (الترمذی والنسائی)

تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے (۱) اس کی جو اللہ کے واسطے جہاد کرے (۲) اس دستاویز کے لکھنے والے کی جو اپنے عہد کے پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور (۳) اس کی جو پرہیزگاری کی غرض سے نکاح کرے۔

(۴) ما یصیب المومن من وصب ولا نصب ولا سقم ولا حزن حتی الھم یھمہ الا کفر اللہ بہ من سیاٰتہ۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی

ایماندار شخص کو کوئی دکھ۔ تکلیف۔ بیماری اور غم نہیں پہنچتا جس کی وجہ سے وہ فکر جو اسے اندیشے میں ڈالے اس سے اس کے گناہ دور نہ ہوں۔ یعنی تکالیف اور مصائب مومن کے لئے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔

(غلام قادر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بیعت کی غرض

ہر ایک شخص جو میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی بیعت کی کیا غرض ہے آیا وہ دنیا کے لئے بیعت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بیعت سے ایسے بدقسمت انسان ہوتے ہیں کہ ان کی بیعت کی غایت اور مقصود فقط دنیا ہوتی ہے اور بیعت سے ان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اور وہ حقیقی یقین اور معرفت کا نور جو حقیقی بیعت کے نتائج اور ثمرات ہیں ان میں پیدا نہیں ہوتا ان کے اعمال میں کوئی خوبی اور صفائی نہیں آتی، نیکیوں میں ترقی نہیں کرتے گناہوں سے بچتے نہیں ایسے لوگوں کو جو دنیا کو ہی اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ :۔

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔

یہ چند روزہ دنیا تو بہرحال گذر ہی جاوے گی خواہ تنگی میں گذرے خواہ فراخی میں مگر آخر کار معاملہ بڑا سخت معاملہ ہے وہ ہمیشہ کا مقام ہے اور اس کا انقطاع نہیں ہے۔ پس اگر اس مقام میں وہ اسی حالت میں گیا کہ خدا سے اس نے صفائی کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل پر مستولی تھا اور وہ معصیت سے توبہ کر کے ہر ایک گناہ سے جس کو اللہ تعالیٰ نے گناہ کر کے پکارا ہے بچتا رہا تو خدا کا فضل اس کی دستگیری کرے گا اور وہ اس مقام پر ہوگا کہ خدا اس سے راضی ہوگا اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ لاپرواہی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی تو پھر اس کا انجام خطرناک ہے اس لئے بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بیفائدہ ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کے لئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری امید کی جاتی ہے جو بیعت سے حاصل ہوتے ہیں بیعت سے انسان کو دو بڑے فائدے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کثافت سے پاک ہونیوالے ہیں۔ توبہ حقیقت میں ایسی شئے ہے کہ وہ اپنے حقیقی لوازم کے ساتھ کی جاوے تو اس کے نتائج اس کے اندر ایک پاکیزگی کا بیج بو دیتی ہے جو اسکو نیکیوں کا وارث بنا دیتی ہے یہ باعث ہے جو آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ توبہ سے پہلے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سے پہلے جو کچھ بھی حالات سے اور جو پہلے برکات اور اعتدالیاں اس کے چال چلن میں پائی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیساتھ ایک نیا عہد باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔ پس اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی ہے تو اسے چاہیئے کہ اب اس کا نیا حساب ڈالے اور پھر اپنے پہلے کو ناپاکی سے آلودہ نہ کرے بلکہ جد و جہد اور دعاؤں کے ساتھ اپنی طہارت کی طرف متوجہ رہے اور خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر میں لگا رہے اور پہلی زندگی کے حالات پر نادم اور شرمسار رہے کے زمانہ سے پہلے گذر چکے

تمام جماعتوں اور احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

ماہوار چندوں کیساتھ بچت فنڈ اور آنہ فنڈ آنا ضروری ہے

بعض جماعتوں اور بعض احباب کی طرف سے جو ماہوار چندے وصول ہوتے ہیں ان کے ساتھ بچت فنڈ اور ایک آنہ فنڈ کی رقوم وصول نہیں ہوتیں۔ حالانکہ یہ ہر دو فنڈ ماہوار چندوں کے ضروری جزو اور حصہ ہیں ہر گھر میں بچت فنڈ جمع ہونا چاہیئے اور ہر ماہ چندہ ماہوار کیساتھ مرکز میں بھیجدینا چاہیئے اسی طرح سے ایک آنہ فنڈ ہر احمدی کو ادا کرنا چاہیئے جہاں جماعتیں نہ ہوں اور احباب کو اپنا چندہ براہ راست بھیجنا پڑتا ہو تو اس صورت میں ہر ایک صاحب آنہ فنڈ اور بچت فنڈ اپنے ماہوار چندہ کے ہمراہ ارسال فرمایا کریں ان ہر دو فنڈز یعنے بچت فنڈ اور آنہ فنڈ کے ادا کرنے میں کچھ دقت اٹھانی پڑتی ہے مگر اس سے مجموعی طور پر بہت بڑی رقم حاصل ہو جاتی ہے جس سے بیسیوں کام سرانجام ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس طرف پوری پوری توجہ فرمائیں گے

مرتضیٰ خاں

اسسٹنٹ سیکرٹری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام مسٹر محمد مختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم

فاروق اعظم کی سیرت سے ایک ورق

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

سیرت فاروق رضؓ تاریخ اسلام کا ایک وسیع و زرین باب ہے آج اس عظیم الشان ہستی کی سیرت کے اس باب سے ایک ورق ہدیہ ناظرین ہے۔

مسلمانوں کی اخلاقی تربیت حضرت عمرؓ نے اپنی وسیع سلطنت کے مختلف گورنروں کے نام ایک سرکولر جاری کیا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"یاد رکھو میں نے تم کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تمہاری تقلید کریں تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زدوکوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں ان کی بے جا تعریف نہ کرو کہ غلطی میں پڑیں ان کے لئے اپنے دروازے بند نہ کرو کہ زبردست کمزوروں کو کھا جائیں ان سے کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہ دو کہ یہ ان پر ظلم کرنا ہے" (الفاروق)

ایک دفعہ حضرت ابی بن کعب رضؓ جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے مجلس میں اٹھے تو آپ کے تلامذہ ادب اور تعظیم کے خیال سے ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمر رضؓ راستہ میں مل گئے یہ حالت دیکھ کر ابی بن کعبؓ کو ایک کوڑا لگایا ان کو نہایت تعجب ہوا اور کہا خیر تو ہے؟ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اوما تری فتنۃ للمتبوع و مذلۃ للتابع (مسند دارمی) تم نہیں دیکھتے (جانتے) کہ یہ امر متبوع کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے ذلت ہے۔

غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق بخاری سے عمرو بن میمون کی روایت کا ایک حصہ:۔

" اور میں اس (آپ کے بعد ہونے والا خلیفہ) خدا اور اس کے رسول صلعم کے عہد کی (حفاظت) کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کا عہد پورا کرو اور کہ ان کی حفاظت کے لئے لڑائی کی جائے اور کہ ان پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالا جائے" ذمۃ اللہ وذمۃ الرسول، کہہ کر غیر مسلم رعایا کو کس قدر عزت دی ہے حضرت عمر رضؓ کی بستر مرگ پر یہ وصیت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

قواعد عدالت مجرموں کو ہدایات:۔ " اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد قضا ایک ضروری فرض ہے لوگوں کو اپنے حضور میں اپنی مجلس میں اپنے انصاف میں برابر رکھو تا کہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو اور زور آور کو بے جا رعایت کی امید نہ پیدا ہو۔ جو شخص دعویٰ کرتا ہے اس پر بار ثبوت ہے اور جو شخص منکر ہو اس پر قسم صلح جائز ہے بشرطیکہ اس سے حرام حلال اور حلال حرام نہ ہونے پائے کل اگر تم کسی فیصلہ پر پہنچے ہو تو آج غور کے بعد اس سے رجوع کر سکتے ہو جس مسئلہ میں شبہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نہ ہو اس کی مثالوں اور نظیروں پر خیال کرو پھر قیاس لگاؤ اور جو شخص ثبوت پیش کرنا چاہے اس کے لئے ایک میعاد مقرر کرو اگر وہ ثبوت دے تو اس کا حق دو ورنہ مقدمہ خارج مسلمان سب ثقہ ہیں باستثناء ان اشخاص کے جن کو حد کی سزا میں درے لگائے گئے ہیں یا جنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہو یا ولا اور وراثت میں مشکوک ہوں۔ (الفاروق)

احتساب کے متعلق عام اعلان "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کا مواخذہ وحی کے ذریعہ سے ہوتا تھا لیکن اب وحی منقطع ہو چکی ہے اس لئے ہم صرف ظاہری اعمال کی بناء پر مواخذہ کریں گے جو شخص بھلائی ظاہر کرے گا ہم اس کو مامون سمجھیں گے اور مقرب بنائیں گے اگرچہ اس کے باطن کا حال ہم کو معلوم نہیں اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہو گا۔ اور جو برائی ظاہر کرے گا ہم نہ اس کو مامون سمجھیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے اگرچہ وہ یہ کہے کہ میرا باطن اچھا ہے۔ (بخاری کتاب الشہادات)

حضرت عمر کا خشیۃ اللہ حضرت عمر اکثر تمام رات خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے صبح کی نماز کے لئے گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وامر اہلک بالصلوٰۃ نماز میں اکثر ایسی سورتیں پڑھا کرتے تھے جن میں قیامت کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا پڑھتے پڑھتے اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ باوجودیکہ میں پچھلی صف میں ہوتا لیکن حضرت عمر رضؓ کے رونے کی آواز سنتا تھا جب یہ آیت پڑھتے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ تو چیخ مار کر رو دیتے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

حضرت امام حسن رضؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ دوران نماز میں جب اس آیت پر پہنچے۔ ان عذاب ربک لواقع ۵ ماله من دافع ۵ (الطور ۷) "تیرے رب کا عذاب آ کر رہے گا اسے کوئی روکنے والا نہ ہوگا" تو بہت متاثر ہوئے اور روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔

ایک دفعہ اس آیت پر واذا القوا منہا مکانا ضیقا مقرنین دعوا ہنالک ثبورا (الفرقان ۱۴) "اور جب وہ اس تنگ جگہ میں جکڑے ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہاں ہلاکت کو پکاریں گے"، تو آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی گویا روح جسد عنصری سے پرواز کرنے کو ہے۔ ایک دفعہ صبح کی نماز میں سورہ یوسف شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے "وابیضت عینٰہ من الحزن فہو کظیم (یوسف ۸۴) اور اس کی آنکھیں غم سے ڈبڈبا گئیں پس وہ (غم کو) دباتے تھے۔" تو زار و قطار رونے لگے یہاں تک سورۃ ختم کر کے رکوع پر مجبور ہو گئے (کنز العمال ج ۴ ص ۳۲۷) وخلفائے راشدین۔

ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے حضرت عمر رضؓ نے دوران گفتگو

ارادے

ہم راہ خدا میں تن، من، دھن ہر چیز لٹا کر چھوڑیں گے
جیسے بھی ہو اپنے روٹھے ہوئے خالق کو منا کر چھوڑیں گے

کاشانۂ دل میں الفت کے فانوس جلا کر چھوڑیں گے
بچھڑے ہوئے انسانوں کو آپس میں ملا کر چھوڑیں گے

منجدھار میں امیدوں کی کشتی گر آن پھنسی ہے پھنسنے دو
موجوں کے تھپیڑے خود ہی اک دن ساحل سے لگا کر چھوڑیں گے

آثار و قرائن کہتے ہیں یہ دور بدلنے والا ہے
مظلوم کے نالے خوابیدہ محشر کو جگا کر چھوڑیں گے

طاغوت سے رشتہ توڑ چکے اللہ سے رشتہ جوڑ چکے
ہم جسم میں جب تک جان ہے یہ عہد نبھا کر چھوڑیں گے

دنیا سے یہ شرک و بدعت کی گھنگھور گھٹائیں چھٹ جائیں
ہر شخص کو ہم جرعاتِ مئے توحید پلا کر چھوڑیں گے

آفات کی ماری دنیا کو پیغامِ سکوں پہنچائیں گے
گرتوں کو اٹھا کر چھوڑیں گے، سوتوں کو جگا کر چھوڑیں گے

منزل کی طرف بڑھنے سے ہمیں اب روک نہیں سکتا کوئی
رستے میں ہمالہ بھی ہو اگر ٹھوکر سے ہٹا کر چھوڑیں گے

ایمان کے لئے تیزاب ہی ہے یہ فلسفۂ الحاد فرنگ
مخلوق کے دل پر قرآں کا ہم نقش بٹھا کر چھوڑیں گے

جمہوریت و پاپائیت سب ابلیس کے گورکھ دھندے ہیں
ایوان شہنشاہیت کی بنیاد ہلا کر چھوڑیں گے

ایمان و عمل کے ساتھ اگر اللہ کی نصرت شامل ہو
باطل کی حکومت دنیا سے اک روز مٹا کر چھوڑیں گے

اصنام ہیں سنگ و گل کے کہیں اور قوم و وطن کے بت ہیں کہیں
ان سارے بتوں کی پوجا سے انساں کو ہٹا کر چھوڑیں گے

زنجیروں میں جکڑے جائیں یا کوہ مصیبت ٹوٹ پڑے
حماد مگر ہر حال میں ہم حق بات سنا کر چھوڑیں گے   (کوئٹہ)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ

خلیفہ صاحب قادیان کا معاندانہ پروپیگنڈا

خلیفہ صاحب کے تازہ "ارشادات"

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان پروپیگنڈا کے فن میں بڑے ماہر ہیں انھوں نے اپنے نظام کی بنیاد پروپیگنڈا پر رکھی ہے وہ اپنی جماعت کے اندر اپنی "دگستاپو" کے ذریعے سے اپنے لوگوں کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرنے سے گریز نہیں کرتے دوسرے لوگوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہوئے ان سے کسی اخلاقی ضابطے کی توقع رکھنا عبث ہے ان کے پروپیگنڈا کی تکنیک ... ابو مسلم خراسانی اور فرقۂ باطنیہ کے داعیوں سے ملتی جلتی ہے یا اس زمانہ میں گوئبلز نے جرمنی میں اس فن کو کمال تک پہنچایا۔ اس طرز کا پراپیگنڈا کرنا سیاسی لوگوں کا شیوہ قدیم ہے وہ اپنے خالص دنیوی مقاصد کے لئے اسی اوچھے ہتھیاروں سے کام لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی سیاست کی بنیاد اخلاق پر نہیں رکھتے بلکہ ہتھکنڈوں پر رکھتے ہیں لیکن مذہبی لیڈر جو دنیا میں اخلاق اور روحانیت کے علمبردار ہوں انہیں ایسے طریق سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

الفضل ۱۷ اپریل میں خلیفہ صاحب کی جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی تقریر شائع ہوئی ہے جس کی تمہید اس بات سے اٹھائی ہے کہ جس قسم کے اعتراضات آنحضرت صلعم کے دشمن آپ پر کرتے تھے اسی قسم کے اعتراضات حضرت مسیح موعود کے دشمن آپ پر کیا کرتے تھے "جو اعتراض ابوجہل کرتا تھا جو شخص ان اعتراضوں کو دہراتا ہے وہ مثیل ابوجہل ہے اور جس شخص پر یہ اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس ہر زمانہ میں مومنوں اور کافروں کی پہلے مومنوں اور کافروں سے مشابہت ہوتی چلی آئی ہے لیکن دنیا ہمیشہ اس بات کو بھول جاتی ہے اور جب کبھی نیا زمانہ آتا ہے تو نئے سرے سے لوگوں کو یہ سبق دینا پڑتا ہے اور اس اصول کو دنیا کے سامنے دہرانا پڑتا ہے"
...... پھر فرماتے ہیں جب میں نے مصلح موعود ہونیکا اعلان کیا ہے مولوی محمد علی صاحب نے ویسے اعتراض کرنے شروع کر دیئے ہیں جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب کیا کرتے تھے میں خواب یا الہام سناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اعلام کی بنا پر اعلان کرتا ہوں اور مولوی محمد علی صاحب تو مقابل پر کوئی خواب یا الہام پیش کرتے ہیں اور نہ ہی وہ پیش کر سکتے ہیں ...... اس کے بعد فرماتے ہیں مولوی صاحب اس کے قرب سے بہت دور ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام نہیں کیا یعنی سچائی کے مقابلہ میں ابتداء سے انکار ہوتا رہا ہے یہ سلسلہ ابتدا سے چلتا آیا ہے اور چلتا جائے گا"

—— خلیفہ صاحب کے اس سارے بیان میں ایک مغالطہ ہے اور وہ مغالطہ صرف حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی جماعت میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ خلیفہ صاحب سے جب کوئی شخص دریافت کرتا ہے کہ آپ نبی ہیں تو کہتے ہیں میں نبی نہیں اور جب کوئی پوچھتا ہے کہ آپ مامور ہیں تو کہتے ہیں میں مامور نہیں، جب میاں صاحب مامور نہیں تو ان کے الہامات کو دوسرے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے بطور معیار اور حجت کے کیسے پیش کیا جا سکتا ہے اور آپ سے اختلاف رکھنے والوں کی مشابہت انبیاء اور ماموروں کے دشمنوں سے کیسے قائم ہو سکتی ہے؟ لیکن دن کی روشنی میں یہ مغالطہ دیا جاتا ہے اور کوئی میاں صاحب سے پوچھنے والا نہیں کہ آپ بر خلاف دیگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء اور دوستوں کو بدنام کیوں کرتے ہیں ان کے خلاف نفرت اور عداوت کے جذبات کیوں پھیلاتے ہیں کیا حضرت صاحب کے عظیم المرتبت رفقاء کی مشابہت ابوجہل سے قائم کرنا شرمناک پراپیگنڈا نہیں اور یہ بات ایک مذہبی لیڈر کے شایان شان ہے کہ وہ اپنے باپ کے رفقاء کے خلاف ایسا عامیانہ اور معاندانہ پراپیگنڈا کرے اور جن خوابوں کی بناء پر خلیفہ صاحب ایسا کرتے ہیں ان کے چیتھڑے تو اب فضائے آسمانی میں اڑ رہے ہیں اب وہ موسیو شاہ اور ملکہ شاہی اور مسٹر اریسن والے خواب کہاں گئے ذرا انہیں دنیا کے سامنے اسی تحدی سے پیش کریں تو دیکھیں قدر عافیت معلوم ہو جائے گی۔

پھر اسی تقریر میں حضرت مولینا سید محمد احسن صاحب امروہی مرحوم جیسے عظیم الشان انسان کے متعلق گوہر افشانی فرمائی ہے کہ حضرت مولینا مرحوم نے خلیفہ صاحب کو رشوت دینے پر مجبور کیا۔ مولینا محمد احسن صاحب امروہی مرحوم پر اس قسم کے الزام لگانے کے لئے پتھر دل کی ضرورت ہے حضرت مولینا امروہی صاحب نے محض صداقت کے لئے ترک روزگار کیا تھا اور یہاں کو ملازمت پر ترجیح دی تھی اور ملازمت چھوڑ کر حضرت امام عصر حاضر کی خدمت میں تشریف لائے تھے اور ان کے متعلق حضرت مسیح موعود کا الہام ہے:-

از برائش محمد احسن را — تارک روزگار می بینم

ایسے شخص کے متعلق جو یہاں کے مقابلہ میں دنیا کی ذرا پرواہ نہ کرتا ہو یہ کہنا کہ انھوں نے خلیفہ صاحب کو رشوت دینے پر مجبور کیا ناپاک پراپیگنڈا نہیں تو اور کیا ہے یہ ناپاک پراپیگنڈا صرف اس لئے کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت مولینا الحاج جماعت لاہوریں سے تھے ——

اس کے علاوہ اور سنئے ۲۵ اپریل کے الفضل میں خلیفہ صاحب کی ایک مجلس کی کیفیت شائع ہوئی ہے اس میں لکھا ہے "ایک صاحب نے دریافت کیا کہ مولوی محمد علی صاحب بھی صحابی ہیں۔ حضور نے فرمایا (یعنی خلیفہ صاحب نے فرمایا) کہ ان کی صحابیت تو ایک واقعہ ہے اس کا کس طرح انکار ہو سکتا ہے بطور واقعہ تو عبداللہ بن ابی بھی صحابی تھا"۔ اسی مذکورہ مجلس کی کیفیت میں یہ بھی لکھا ہے "ایک صاحب نے پوچھا کہ آیا پیغامیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ مسئلہ کی وضاحت کے لئے ان کے بارے میں میں نے گوبھی کے چھلکوں کا لفظ استعمال کر دیا تھا وہ آج تک اس پر شور مچاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ مثال صرف بات سمجھانے کے لئے تھی۔ ان کے پیچھے نماز اسی طرح جائز ہے جس طرح مٹی میں گرے ہوئے آٹے کا استعمال جائز ہے"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مشابہت نعوذ باللہ ابوجہل اور منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سے قائم کرنا اور جماعت احمدیہ لاہور کو گوبھی اور شلجم کے سڑے ہوئے چھلکوں اور مٹی ملے ہوئے آٹے سے تشبیہ دینا [illegible] درجہ کا معاندانہ پراپیگنڈا نہیں تو [illegible] اس میں ہمارے ان دوستوں [illegible] بھی لمحہ فکریہ اور غیرت کا مقام ہے جو اسی وجہ سے خلیفہ صاحب اور ان کے مریدوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اس طرز [illegible] صاحب اپنے پراپیگنڈا کی تشہیر [illegible] کرتے ہیں اور ان کے صحافی ان کی [illegible] سمجھتے ہوئے انکار جماعت لاہور اور احمدیہ لاہور کے خلاف کیچڑ اچھالتے [illegible] یہ کھیل گذشتہ تیس سال سے [illegible] جا رہا ہے لیکن ہم عرض کرتے ہیں کاٹھ کی ہنڈیا کب تک چڑھے گی [illegible] صاحب کب تک یہ ظلم ڈھاتے اور ستم توڑتے رہیں گے۔ یہ باطل پراپیگنڈا کا قصر بالآخر [illegible] سے خود بخود منہدم ہو جائے گا ایک وقت [illegible] جب اصل حقیقت لوگوں پر واضح ہو جائے گی صداقت کو مصنوعی طریقوں سے دبایا [illegible] حق و باطل میں آخری فیصلہ خدا تعالیٰ [illegible] اور وقت کے تازیانے نے [illegible] اس فیصلہ کی طرف سنڈول فرماتا [illegible] سمجھدار لوگ عقل خداداد سے [illegible] بھی اس پراپیگنڈا کی اصلیت سے [illegible] ہیں کہ اس میں کیسے مقاصد [illegible] کار فرما ہیں ایسا پراپیگنڈا کرنیوالے [illegible] کچھ خدا کا خوف ہو یا وہ روحانی اقدار کا [illegible] درحقیقت پکا دنیا دار ہی اور [illegible]

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

—— جماعت کے مندرجہ ذیل نوجوان دوستوں نے یونیورسٹی کے امتحانات دیئے ہیں، بزرگان سلسلہ اور احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان نوجوانوں کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو امتحان میں کامیابی عطا فرمائے اور کامیابی کے بعد دین کو دنیا پر مقدم کرنیکی بھی توفیق عطا فرمائے۔

نام طالب علم	جس امتحان میں شامل ہوئے
(۱) شیخ نصیر احمد صاحب خلف محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری	بی اے
(۲) شیخ رفیق احمد صاحب خلف محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری	ایف اے
(۳) ماسٹر ظفر اللہ خاں صاحب احمدی راولپنڈی	منشی فاضل
(۴) میاں قمر الدین احمد صاحب راولپنڈی	بی اے
(۵) خلیل اللہ صاحب تسنیم عرفانی راولپنڈی	ایف اے
(۶) ملک عبدالمجید صاحب جموں	ایف اے

نوٹ: ان دوستوں کے علاوہ جو نوجوان دوست یونیورسٹی کے امتحانات میں شامل ہوئے ہیں از راہ مہربانی وہ بھی اپنے اسماء سے مطلع فرمائیں۔

سانحۂ ارتحال

چک ۵۶۶ ... [illegible] چوہدری محمد عبداللہ صاحب ساکنہ ... کو حکیم غلام احمد صاحب مورخہ ۲۲ ... ۱۹۴۶ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

شکریہ

حیدرآباد دکن سے ... عطیات ۱۹۴۵ء میں شیخ ... صاحب کے ذریعہ وصول ہوئے ... میں درج کی جاتی ہے اور ... کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

(۱) جناب مولینا مولوی عبدالرزاق ... ۱۰۰۰ روپیہ بد وصیت

(۲) جناب مولینا مولوی عبدالباری ... انجینیر ۵ ... ۲ ... صدقہ جاریہ

(۳) جناب مولینا مولوی عبدالسلام ... نگر باؤلی ... ۲ ...

اشاعت لٹریچر مرتضیٰ اقبال
اسسٹنٹ سیکرٹری ...

مذہب پر اعتراضات

لوگ مذہب کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتے

صبغۃ اللہ کے بغیر خدا پرستی بے معنی ہے

محبت سے دنیا میں انقلاب پیدا ہو سکتا ہے

سلسلۂ احمدیہ خدا کی محبت پر قائم ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء

صبغۃ اللہ ج ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون (البقرہ)

مرزا رفیق بیگ صاحب کا ایثار کل اتفاق سے مرزا رفیق بیگ صاحب مجھے ملے تو انھوں نے جو باتیں کیں ان کی وجہ سے مجھے اس مضمون کے بیان کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ مرزا صاحب سے آپ میں سے اکثر لوگ واقف ہیں وہ بہت سے عجائبات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم میں سے موجودہ حالات میں شاید ہی کوئی شخص ہو جس نے احمدیت کی طرف منسوب کیا جانے کی وجہ سے اس قدر اذیت برداشت کی ہو جس قدر مسٹر مرزا رفیق بیگ صاحب نے کی۔ دوسری طرف ان کے دینی خلوص کا ایک اور رنگ بھی ہے اور وہ مالی امداد کا رنگ ہے میں سمجھتا ہوں جس قدر مرزا رفیق بیگ صاحب اپنی حیثیت کے لحاظ سے انجمن کی مالی مدد کرتے ہیں وہ شاید اپنی حیثیت کے لحاظ سے اس رنگ میں بہت سے احمدیوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ ابھی چند روز ہوئے میں نے دفتر میں لکھا تھا کہ میں چند ان دوستوں کے نام چاہتا ہوں جو مالی امداد کے لحاظ سے سب سے آگے ہیں تو مجھے اس فہرست کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ ان میں ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب کا جو تھا نمبر ہے وہ فوج میں کپتان ہیں اور کپتان کی بہت بڑی تنخواہ نہیں ہوتی مگر ان کا چندہ ایک سو روپے ماہوار کے حساب سے آتا رہا ہے ان کو تبلیغ کا بھی شوق ہے اور اس سلسلہ میں انھوں نے مجھ سے باتیں کیں میں نے ان کے اندر عجائبات جمع ہونے کا ذکر کیا ہے باوجود اس کے کہ احمدیت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ان جیسی تکلیف کسی نے نہیں اٹھائی اور باوجود اس کے کہ مالی قربانی میں وہ چوٹی کے آدمیوں میں ہیں مگر اصطلاحی لحاظ سے وہ احمدی نہیں ہیں کیونکہ وہ باقاعدہ طور پر ابھی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔

خدا کی ہستی پر اعتراض ان کا تعلق فوج کے ساتھ رہا ہے اور وہیں ان کو تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا ہے فوجیوں میں شاید کچھ اچھے لوگ ہوں جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہو مگر فوجیوں کے کثیر حصہ کو یہ باتیں بے حقیقت نظر آتی ہیں کہ خدا ہے اور نیکی کوئی چیز ہے۔ وہ ایسے لوگوں میں تبلیغ کرتے رہے ہیں اس تبلیغ کے ذکر میں مجھے انھوں نے سنایا کہ بڑے بڑے اعتراضات جو ان کے سامنے آئے ان میں سے ایک اعتراض یہ تھا اور انھوں نے مجھے بتایا کہ عام طور پر ان کی تبلیغی گفتگو کا جواب یہ ہوتا تھا خدا ہے تو ہو ہمارا اس سے کیا تعلق۔ خدا ایک ہو دو ہوں چار ہوں ہمیں اس سے کیا واسطہ۔ کوئی خدا کے سامنے ایک دفعہ سر جھکائے تو کیا دو دفعہ جھکائے تو کیا پانچ دفعہ سر جھکائے تو کیا اور نہ جھکائے تو کیا یعنی مذہب کی کوئی حقیقت اور وقعت ان کی نگاہ میں نہیں البتہ یہ ان کی زبان سے بھی نکل جاتا تھا کہ اچھے اعمال کی ضرورت ہے۔

مذہبی طبقہ کی حالت مذہب کے متعلق یہ نظریہ کہ خدا ہے تو ہو ہمیں اس سے کیا میں سمجھتا ہوں یہ صرف اسی طبقہ سے مخصوص نہیں جو فی الواقعہ مذہب سے بیزار ہے بلکہ اس طبقہ کی بھی حالت ہے جو مذہبی طبقہ کہلاتا ہے۔ رسم و رواج کے طور پر شاید وہ بعض مذہبی عبادات کو کر لیتے ہوں مگر دلوں کی حالت یہ ہے کہ انہیں لمبا چوڑا تعلق مذہب سے نہیں اگر وہ لوگ قرآن مجید کے بھی پیرو ہیں تو انہیں اس بات سے کوئی واسطہ نہیں کہ قرآن مجید میں کیا ہدایات ہیں اور محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے عمل سے اخلاق اور اعلیٰ اعمال کا کیا نمونہ پیش کیا ہے۔

مذہب سے بیزاری کی وجہ عام طور پر مذہب سے جو بیزاری ہے اور دینی پہلو سے لاپروائی ہے اس ضمن میں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں ہم مذہب کے پیروؤں کی بھی بہت سی ذمہ داری ہے لوگ جب مذہب کے پیروؤں کے اعمال کو اس سے بھی بدتر پاتے ہیں جو خدا کے منکروں کے اعمال ہیں تو ان کے دلوں میں اس حالت کو دیکھ کر یہ خیال کس طرح پیدا ہو کہ خدا کے ماننے سے فائدہ ہے۔ جب تک مذہب انسان کی زندگی میں ایک نمایاں اثر پیدا نہیں کرتا اس وقت تک مذہبی آدمی بجائے اس کے کہ لوگوں کے لئے جذب و کشش کا موجب ہوں وہ لوگوں کو مذہب سے بیزار کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

خدا کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ہے صبغۃ اللہ ج ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون۔ اللہ کا رنگ اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ جب تک خدا کا رنگ انسان پر نہیں چڑھتا اس وقت تک خدا پرستی بے معنی چیز ہے۔ خدا کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ اس سے بہتر رنگ اور کوئی نہیں ہوگا۔ یہ تاریخی بات ہے محمد رسول اللہ صلعم پر خدا کا رنگ چڑھا اور انھوں نے اپنے صحابہ پر یہ رنگ چڑھایا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی دنیا میں نمایاں شخصیت نظر آتی ہے اور صحابہ کی دنیا میں ممتاز جماعت نظر آتی ہے ہم لوگوں کی یہ کوتاہی ہے کہ ہم خدا کے رنگ کو اپنے اوپر نہیں چڑھاتے۔

لوگ بالکل حیوان بن گئے ہیں دوسری طرف میں یہ بھی کہوں گا کہ لوگ اس زمانہ میں فسق و فجور ظلم و تعدی پر راضی ہو گئے ان کو یہ چیزیں بری معلوم نہیں ہوتیں۔ زناکاری شراب خوری جوئے بازی اور مال دنیا کی ہوس میں غرق ہوتے جانا یہ باتیں بہت عام ہو گئی ہیں دل میں یہ خیال تک پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی اچھا رستہ اختیار کیا جائے۔ جس عزیز دوست کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے انھوں نے مجھے ایک واقعہ بتایا کہ ایک فوجی افسر میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار تھا میں نے کہا کہ اس وقت خدا کا خوف ہونا چاہیئے اس نے میری بات کو ہنسی میں اڑاتے ہوئے شراب کا ایک پیالہ چڑھایا اور کہا خدا کا خوف!۔۔۔ آج ہی میں نے اخبار میں پڑھا کہ امریکن فوج میں ایک ہزار میں سے چار سو تائیس کیس آتشک کے ہیں۔ یہ لوگ بالکل حیوان بن گئے ہیں۔ خوب یاد رکھئے کہ آج دنیا میں انسان انسان بن کر نہیں رہتا بلکہ درندہ بن کر رہتا ہے خدا نے انسان میں وہ طاقتیں رکھیں جو فرشتوں میں بھی نہیں مگر آج انسان درندے بن گئے ہیں خوب یاد رکھئے جب تک خدا پر ایک زندہ ایمان نہیں پیدا ہوتا انسان درندگی کی طرف بڑھتا چلا جائے گا بحر و بر خواہ کتنی فتح حاصل کرتا چلا جائے مگر خدا پر ایمان کے بغیر درندگی کی حالت سے باہر نہیں نکل سکتا۔

دو باتیں دو باتوں کو یاد رکھئے کہ خدا کے بغیر دنیا کی نجات نہیں اور دوسری یہ ہے کہ خدا پر ایمان جب تک انسان اپنے اوپر خدا کا رنگ نہیں چڑھاتا اس وقت تک یہ دنیا کے لئے ایک دھوکہ ہے اور مذہبی آدمی اس رنگ کے بغیر دنیا کے لئے زیادہ ٹھوکر کا موجب ہیں۔

آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت وہ زمانہ جب ہمارے نبی کریم صلعم دنیا میں ظاہر ہوئے وہ انتہائی فسق و فجور کا زمانہ تھا۔ ظلم و عدوان کا زمانہ تھا ان دنوں کا ملک عرب کا نقشہ قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام میں کھنچا ہوا موجود ہے لیکن اس زمانہ کی دنیا کے کسی ملک کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان بالکل وحشیانہ اور درندگی کی حالت کو پہنچ گیا تھا انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر نفرت اور بغض پیدا ہو گیا تھا کہ قوم قوم کو قبیلہ قبیلے کو خاندان خاندان کو اور بھائی بھائی کو تباہ کرنے پر تیار تھے اس کا نقشہ قرآن مجید نے کھینچا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے محبت کی بنیاد رکھی حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کا ایک عظیم الشان پہلو ہے کہ اس وقت جب ایک دوسرے سے [illegible] عداوت رکھنا انسانوں کی داخلی کیفیت ہو چکی تھی اس وقت آنحضرت صلعم ایک نئی بنیاد رکھتے ہیں وہ نئی بنیاد کیا ہے بغض کی جگہ محبت کی بنیاد جو خدا کی محبت پر مبنی ہے پہلے دلوں کے اندر خدا کی محبت پیدا کی اور اس کے ذریعہ نسل انسانی کی محبت کا جذبہ دلوں کے اندر پیدا کیا جب دنیا تباہی اور آگ کے گڑھے پر کھڑی تھی محبت کا جذبہ دلوں سے بالکل نکل چکا تھا اور نفرت کا جذبہ دلوں پر حکمران تھا تمام دماغوں پر اس کا تسلط تھا اس کے بالمقابل ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور سب کو بغض و عداوت اور دشمنی سے نجات دلا کر آپس میں بھائی بھائی بنا دیتا ہے لوگ کہتے ہیں خدا کہاں ہے؟ میں کہتا ہوں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کو پڑھو اس سے خدا نظر آ جائے گا دنیا وحشت اور بربریت کی پستیوں میں گر چکی ہے اللہ ایک شخص اٹھاتا ہے اور خدا کی محبت کا جذبہ دلوں میں پیدا کرتا ہے اور اس محبت سے نسل انسانی سے محبت کے جذبے کو پیدا کرتا ہے۔

یہ محبت کس طرح پیدا کی؟ اور یہ خدا سے محبت کس طرح پیدا کی، یہ دکھا کر خدا میں تمام خوبیاں اور حسن ہے اور اس کا انسان کے ہر فعل کے ساتھ تعلق ہے وہ ہر بُرے فعل پر سزا دیتا ہے اور ہر نیک عمل پر جزا دیتا ہے پہلے خدا کی محبت دلوں میں پیدا کی اور اس محبت کے ساتھ انسان کے دل میں انسان کے متعلق ایسے جذبات پیدا کر دیئے کہ وہ ایک دوسرے کے خیرخواہ بن گئے۔ عرب کے لوگ اپنے اندر محبت اور اتفاق کا بیج بو کر تمام دنیا میں محبت کا بیج بونے کے لئے نکل گئے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ ہر ایک مذہب کے اندر صداقت ہے ہر ایک قوم میں خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا گذرا ہے یہ دنیا میں محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے جب آپ کسی قوم کے پیشوا کو عزت سے یاد کرتے ہیں تو وہ قوم خودبخود آپ کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔

دنیا کے بہتر نظامات اور اسلام آج بہتر سے بہتر نظام جو ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس کی خصوصیات یہی ہیں غریبوں سے ہمدردی کی جائے یتیموں کی پرورش کا انتظام ہو مظلوموں کو اُٹھایا جائے یہ تمام چیزیں اسلام کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جس ملک میں مسلمان جاتے ہیں لوگوں کو ان کی یہ باتیں نظر آتی ہیں خدا کی عبادت کرتے ہیں اور خدا کی مخلوق کی ہمدردی کرتے ہیں۔

انقلاب پیدا کرنے کیلئے جماعت کی ضرورت آج بھی دنیا اس حالت میں ہے جو نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تھی اس کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے اس لئے خدا نے اپنے ایک مامور کو اُٹھایا کہ وہ لوگوں کے دلوں میں خدا کی محبت پیدا کرے جس سے انسانوں کے دلوں میں محبت کے جذبات پیدا ہوں جب تک ایک جماعت اپنے اندر یہ رنگ پیدا نہیں کر لیتی اس وقت تک محض تعلیم دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی خوب یاد رکھو کہ آج ایک جماعت کی ضرورت ہے جس کے اندر انسانوں کے لئے محبت کے جذبات ہوں۔ یہ چیز محنت چاہتی ہے اگر ہم لاپرواہ رہیں گے تو یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

غیبت اور تجسس سے کیوں روکا گیا ہے۔ اسلام میں جہاں باتوں سے منع کیا گیا ہے کہ غیبت مت کرو دوسروں کے حالات کا تجسس مت کرو اس لئے ہے تاکہ آپس میں بجائے نفرت کے جذبات پھیلنے کے محبت کے جذبات پیدا ہوں۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے حضرت عمرؓ رات کو گشت فرمایا کرتے تھے غالباً کسی شخص کو شراب کی تعریف میں شعر پڑھتے سنا اس کو بلایا اور اس سے دریافت کیا اس نے کہا کہ آپ کو بھی تو خدا نے یہ حکم دیا تھا کہ لا تجسسوا۔ خوب یاد رکھو ایک دوسرے کی پیٹھ کے پیچھے باتیں کرنا ایک دوسرے کے حالات کا تجسس کرنا یہ سب باتیں بغض پیدا کرنے والی ہیں ان باتوں سے محبت کے جذبات نہیں پیدا ہو سکتے ان باتوں کو چھوڑ دو ایک دوسرے کی غیبت کرنا چھوڑ دو جن باتوں کو تم کسی شخص کی پیٹھ کے پیچھے کہتے ہو اس سے تو یہی بہتر ہے کہ تم اس کے منہ پر اسے کہہ دو کہ شاید وہ بھی گناہ سے بچ جائے اور تم بھی ایک گناہ کے مرتکب نہ ہو۔

خدا کا رنگ کس طرح چڑھتا ہے خوب یاد رکھو آپ کا سلسلہ خدا کی محبت پر قائم ہے وہ خدا کی محبت کا رنگ کس طرح چڑھتا ہے صبغۃ اللہ ج ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون۔ ہم خدا کی پرستش کرتے ہیں اس سے خدا کا رنگ ہم پر چڑھتا ہے اگر ہماری نمازیں ایک شوق کے ساتھ ادا ہوں تو یہ ہمارے اندر ایک انقلاب پیدا کر سکتی ہیں اس لئے پہلے مرحلے کو طے کرنے کے لئے میں آپ سے یہ کہوں گا خدا کی عبادت کا شوق اپنے اندر پیدا کرو۔

اولاد کی دینی تربیت سے غفلت۔ مجھے لوگوں نے کہا ہے کہ بعض بزرگ اس لئے اپنی اولادوں کو دینی تلقین نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ ان کے بچے سمجھدار ہیں تعلیم ان کو ملا دی ہے وہ اپنا بُرا بھلا سوچ سکتے ہیں وہ چاہیں نماز پڑھیں اور چاہیں نماز نہ پڑھیں لیکن میں بتا چکا ہوں یہ بڑی غلطی ہے آپ اپنے دنیوی معاملات کو اپنے بچوں کی مرضی پر نہیں چھوڑتے بلکہ آپ طرح طرح کے طریقوں سے ان کی رہنمائی کرتے ہیں اور اپنے دنیوی معاملات میں انہیں نقصان کرنے سے بچاتے ہیں۔ خدا کا رنگ چڑھانے کے لئے اپنے بچوں کو ہمیشہ تلقین کرتے رہو۔ ان چیزوں کی عادت اپنے بچوں کو ڈالو یہ تو پہلا مرحلہ ہے نماز کی عادت اپنے بچوں کے اندر پیدا کرو اپنے اندر پیدا کرو۔

مذہب کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہمارے آدمی نمازوں میں سست ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ خدا تعالےٰ کی نماز اگر نہ پڑھی جائے تو وہ گردن مروڑ کر رکھ دے گا مجھے اس سے واسطہ نہیں وہ رحیم کریم ہے وہ جسے چاہے معاف کر دے ہم نے اپنا فرض ادا کرنا ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی اولادوں کو نیکی کی طرف لائیں۔ بہرحال یہ چند باتیں ہیں جو اس وقت میرے دماغ میں آئیں کہ لوگ جو اس وقت مذہب کی طرف توجہ نہیں کرتے اس کی وجہ کیا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ گندوں میں مبتلا ہیں ان کے دلوں سے یہ احساس مٹ چکا ہے کہ وہ کدھر جا رہے ہیں سوائے خدا پر ایمان کے بدی سے کوئی چیز روکنے والی نہیں۔ باقی یہ کہ لامذہبوں کے اندر بھی نیک خیال رکھنے والے ہوتے ہیں وہ کس حالت میں ہوتے ہیں جب تک ان کو خود کوئی دنیوی نقصان نہ پہنچے مگر سچائی سے محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب خدا پر ایمان ہو اس وقت انسان دنیا کی خاطر نیکی نہیں کرتا نیکی کی خاطر نیکی کرتا ہے ایمان انسان کو ہر بدی سے بچاتا ہے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ خدا کو کوئی شخص مانے یا نہ مانے برابر ہے اور خدا کو ماننے اور نہ ماننے والوں کے اعمال برابر ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی قوم نکال کر دکھائی جائے جس نے محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ کا نمونہ دکھایا ہو آہستہ آہستہ زمانہ نبوی کے بعد ایمان کمزور ہوتے چلے گئے اور پھر نیکی کی وہ طاقت نہ رہی۔

دنیا کی اصلاح کا طریق جوں جوں آپ خدا پر ایمان کو پیدا کریں گے توں توں آپ اس کے رنگ کو اپنے اندر جذب کریں گے اور اسی چیز سے دنیا کی اصلاح ہو سکتی ہے اگر اپنے بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے نرمی سے سمجھاؤ ایسا رستہ اختیار کرو جس سے تم اپنے بھائی میں نیکی سے محبت پیدا کرو اور اپنے بھائی سے محبت بڑھاؤ کیونکہ بیشک آپ سے خلاف اور بغض کے جذبات پیدا ہیں لیکن اگر آپ محبت کا کام لے کر نکلیں گے تو وہ بغض بھی محبت سے بدل جائے گا۔ یہ چیز ہے جس سے دنیا میں انقلاب پیدا ہو گا اور یہ چیز ہے جس سے ہم کو بالآخر کامیابی حاصل ہو گی اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس چیز کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۱۰ اپریل جو ادارہ تعلیم قرآن کی [illegible] شائع ہوئی ہے اس میں چوہدری سردار [illegible] صاحب دہلی کے مبلغ -/۱۰/- روپے [illegible] گئے ہیں۔ حالانکہ جناب چوہدری [illegible] کا وعدہ -/۱۰/۸ روپے کا تھا۔ احباب صحت فرمائیں۔ والسلام

خاکسار مرتضیٰ خان

اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ

درخواست دعا

[illegible] ضلع شاہ پور اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں میرا لڑکا عزیزم نثار احمد [illegible] سال [illegible] دے رہا ہے میرا اور [illegible] میں بزرگان سلسلہ کی خدمت میں کامیابی کے دعا کی درخواست کی جاتی ہے [illegible] کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ نثار احمد کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

فارن مشن فنڈ (تبلیغ بلاد غیر) وصایا و عطیات

آمد ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء

(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب۔ اوکاڑہ [illegible]
(۲) جناب شیخ نثار احمد صاحب بی اے وزیر آباد [illegible]
(۳) جناب بابو محمد دین صاحب ڈاڈر [illegible]
(۴) حضرت مولانا عزیز بخش صاحب لاہور [illegible]
(۵) اہلیہ صاحبہ چوہدری فضل حق صاحب لاہور [illegible]
(۶) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ [illegible]
(۷) جناب محمد داؤد صاحب ٹھیکیدار [illegible] ہزارہ [illegible]
(۸) جناب ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی [illegible]
(۹) جناب ملک خدا بخش صاحب لدھیانہ [illegible]
(۱۰) جناب خان عبدالعزیز خان صاحب ملتان [illegible]
(۱۱) بیگم صاحبہ پروفیسر عبدالرحمان صاحب لاہور [illegible]
(۱۲) بیگم صاحبہ داروغہ نبی بخش صاحب مرحوم لاہور [illegible]
(۱۳) جناب مولوی عبدالباقی صاحب لاچی [illegible]
(۱۴) جناب محمد زبیر صاحب [illegible] کورم [illegible]
(۱۵) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب [illegible] [illegible]

میزان کل [illegible]

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد علیہ الرحمۃ کی مبارک زندگی کا ایک سبق آموز پہلو

{ از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ }

لا تقول لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا - بل احیاء عند ربھم یرزقون۔

ترجمہ :- جنہوں نے خدا کی راہ میں جد و جہد کرتے ہوئے جان دیدی ان کو مردہ مت کہو - وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

مندرجہ بالا ارشاد الٰہی ہر مسلمان کے لئے ایک مژدہ ہے جو دنیا کے حقیقی نجات دہندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا۔ جس سے ہم نے جان لیا کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی یہیں تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ حیات ناپائیدار ایک بیج کی طرح ہے جو آیندہ عالم میں ایک تناور درخت بن کر ہمارے لئے نتائج کی حقیقت کو واضح کر دے گی۔ کمزور و عاجز انسان اس بلند و بالا مقصد کو پانے کے لئے کسی ایسے راہبر کو چاہتا ہے جو مشعل عمل سے اس کی راہنمائی کرے۔ اس کی بے بسی اور بیچارگی کو دیکھ کر خدا کی رحمت نے جوش مارا، سو دنیا کو وہ صاحب خلق عظیم عطا کیا کہ جس کا اسوۂ حسنہ قیامت تک دعوت عمل دیتا رہے گا۔ اور جس کی قوت قدسی ایسے ایسے نفوس طیبہ پیدا کرے گی کہ جن کی زندگی کا ہر پہلو پیچھے آنے والوں کے لئے بطور نمونہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چودھویں صدی کے مجدد اور مصلح کے منصب عالی پر اسلئے مامور نہ ہوئے تھے کہ معمولی پیروں کی طرح کوئی نذر و نیاز حاصل کرنے کا طریقہ سمجھا جائیں یا ایک ایسی گدی پیچھے چھوڑ جائیں کہ جس پر لوگ اپنی عقل و ہوش کی بھینٹ چڑھاتے رہیں۔ بلکہ وہ تو وہ بھولا ہوا سبق یاد دلانے آئے تھے جو محمد رسول اللہ صلعم نے پڑھایا تھا۔ اور وہ راہ دکھانے آئے تھے جو انسان کو اس کے رب سے ملا دے۔ کیا وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے ہرگز نہیں وہ کامیاب ہوئے اور اس کا ثبوت وہ لوگ ہیں جن کی زندگی بتا رہی ہے اولٰئک ھم المفلحون۔ اسی مبارک گروہ میں سے ایک زندہ جاوید ہستی بشارت احمد کی ہے کہ جس کو اپنے مالک حقیقی سے ملے ہوئے تین سال ہو گئے۔ مگر اس کا نقش پا آج بھی چشم بصیرت رکھنے والوں کو درس عمل دے رہا ہے۔

ان کی درخشاں زندگی کے صرف ایک سبق آموز پہلو کی طرف اشارہ کرتی ہوں اور وہ ہے عشق قرآن و خدمت قرآن یوں تو افراد سلسلہ میں سے بیشتر لوگ ان کے تبحر علمی اور فہم قرآن کے قائل ہیں اور ابھی ان کے درس قرآن کو بھولے نہ ہوں گے۔ مگر کبھی کسی نے یہ بھی سوچا کہ یہ سعادت اُن کو ملی کیسے۔ کیا انہوں نے علماء کے سامنے باقاعدہ زانوئے شاگردی تہہ کیا۔ یا عربی لغت کی گردانیں رٹیں۔ یا دنیا کے فرائض سے قطع تعلق کر کے تسبیح ہاتھ میں لیکر پیروں کی گدی سنبھالی نہیں یہ نہیں ہوا۔ اور یہی وہ نکتہ ہے جو آپ کی توجہ کو چاہتا ہے۔ مجھ سے سنیئے یہ کیسے ہوا۔ آپ متعجب ہونگے کہ یہ کلام اللہ کا عاشق اور عالم اپنا بچپن ایک مشن سکول میں گذارتا ہے۔ اس کی جوانی میڈیکل کے لامذہب نوجوانوں کی صحبت میں آنکھ کھولتی ہے۔ اور اس کی تمام زندگی اپنے اور متعلقین کے پیٹ پالنے کے لئے اپنے قوت بازو سے رزق طیب پیدا کرنے میں بسر ہوتی ہے۔ تو پھر یہ فہم قرآن کیونکر ملا۔ کیا فرشتوں نے گھول کر پلا دیا تھا۔ شاید یہ بھی ممکن ہو مگر اس کے لئے پیدا ہونی چاہیئے جو علم و معرفت کے جام کو ہونٹوں تک کھینچ لائے۔ آیئے میں یہ راز بتاؤں اور اس کے سمجھانے کے لئے میں اس عالم قرآن کی اس تڑپ کو دکھانا چاہتی ہوں جو اس کو یہ نعمت یعنے علم قرآن حاصل کرنے کے لئے تھی۔ اُن کی آغوش شفقت سے ہوش سنبھالتے ہی میں نے دیکھا کہ وہ شب کے آخری حصے میں اپنے رب کے سامنے سربسجود اور رو رو کر خدا کی رضا و علم قرآن اور خدمت دین کی اہلیت حاصل کرنے کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اور پھر علی الصبح ناشتے سے پہلے کلام مجید سامنے کھلا رکھا ہے حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمت کے درس قرآن کے نوٹ رکھے ہیں۔ ایک آدھ تفسیر کی کتاب کھلی ہوئی ہے۔ مخالفین کے اعتراض بھی پیش نظر ہیں اور آپ نہایت انہماک سے اپنی نوٹ بک میں کچھ لکھ رہے ہیں قریباً آدھ گھنٹہ یا کم و بیش صرف کرنے کے بعد یہ طالب علم قرآن اب اپنے دنیاوی فرائض میں مشغول ہے ناشتہ کیا۔ پھر اپنی ملازمت کے دھندے میں لگ گئے۔ اس وقت کی حالت دیکھ کر کون قیاس کر سکتا تھا کہ یہ شخص صبح ہی صبح کتنے انمول موتی اپنی جیب میں ڈال چکا ہے۔ شام کو صحبت احباب ہے یا گھر میں اپنے بچوں میں مصروف ہیں۔ اور پھر رات کے پچھلے حصے میں وہی بندہ اپنے محبوب کی درگاہ میں سربسجود ہے کہ "رب اشرح لی صدری" یہ محنت بارآور ہوئی اور کچھ مدت بعد درس قرآن شروع ہو گیا۔ وہی انمول موتی جن سے صبح دامن بھرا شام کو لٹا دیئے جاتے۔ دن بدن علم و فہم میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور وہ زمانہ بھی آ گیا کہ یہ تشنۂ علم خود ایک ایسا چشمۂ فیض بن گیا کہ جس سے سینکڑوں بندگان خدا سیراب ہوئے اور محبت الٰہی کا رنگ اس قدر گہرا ہوا کہ ماسوا سب ہیچ نظر آنے لگا۔ اللہ تعالےٰ کسی کی محنت اور سعی کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے بندوں کی دلی تڑپ سے نکلی ہوئی دعاؤں کو سنتا اور ضرور سنتا ہے اور اس کا روشن ثبوت ڈاکٹر بشارت احمد علیہ الرحمۃ کا وجود ہے کہ جس نے خدا سے علم قرآن مانگا اور خدا نے اسکو بامراد کیا۔ اس بیّن فرق اور اس نیک انجام پر غور کیجئے کہ ہزاروں انسان ہر روز اس دنیائے فانی سے چل بستے ہیں کروڑہا خزائن کے مالک۔ محلات میں رہنے والے اور بلند ترین پوزیشن پر فائز کہ جنہوں نے اپنے وقت پر لوگوں کی قسمتوں کی باگ ڈور سنبھالی۔ مگر انجام آج وہ بے نام و نشان ہیں۔ ان کی چمک جھوٹی اور ان کی خوشیاں عارضی تھیں۔ آج انکو کوئی جانتا بھی نہیں۔ مگر خدا سے تعلق رکھنے والا اور اس کی رضا چاہنے والا کبھی نہیں مرتا اس کا اجر کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ آنے والی نسلیں اس کو خراج عقیدت ادا کرتی رہتی ہیں۔

ہر آدمی پر زندگی کے مختلف دور آتے رہتے ہیں۔ اور وہ وقت بھی آتا ہے کہ ملازمت سے ریٹائر ہونا پڑتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بعض ایسے بھی ہیں جن کی ہوس ابھی ختم نہیں ہوتی اور وہ ھل من مزید کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔ مگر خدا کے مقبول بندے جنہوں نے اس آنیوالے وقت کی تیاری کی تھی اب بقیہ زندگی ایسے کاموں میں صرف کرتے ہیں جو ابدی زندگی میں کام آئے انہی مقبول بارگاہ الٰہی بندوں میں سے ایک ڈاکٹر بشارت احمد تھے کہ جس نے جوانی میں اور ملازمت سے پنشن پانے کے بعد اپنے دن رات مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے وقف کر دیئے۔ خدا نے اسے نوازا اور اس سے وہ عظیم الشان کام لیا جو اسے ہمیشگی کی زندگی دے گیا۔ وہ علم قرآن کے موتی بکھیرنے والا وہ عاشق رسول وہ مجدد اعظم کا مؤلف نہیں مرا اور نہ کبھی مرے گا۔ اس کی حیات سر راہ رو کے لئے ایک مشعل ہے جو ہمیشہ روشن رہے گی۔ "بل احیاء عند ربھم یرزقون"

احمدی کہلانے والے بچے جو سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ نوجوان۔ جو کالجوں میں جد و جہد میں۔ جوان۔ جو دنیا کے جھمیلے میں سرگردان ہیں۔ اور وہ جو دنیاوی فرائض سے عنقریب سبکدوش ہونے والے ہیں یہ سب میرے اس مضمون کو پڑھکر فراموش نہ کر دیں کہ اس میں ان کے لئے درس عمل ہے وہ بھی اپنے وقت کا ایک حصہ دین کے علم حاصل کرنے کے لئے وقف کریں وہ ضرور دنیا کا علم حاصل کریں۔ کالجوں میں پڑھیں۔ ملازمتیں کریں۔ تجارتیں چلائیں مگر نیم شبی دعاؤں کو نہ بھولیں جو قبولیت کے دروازے کھول دیتی ہیں۔ یہی دعائیں اُن کے دنیا کے کام بھی سنوار دیں گی اور اخلاق کو سدھار کر ان کو قوم کا بہترین نامور فرد بنا دیں گی۔ اور وہ چند منٹ جو ہر روز علم قرآن حاصل کرنے میں خرچ ہوں گے جمع ہو کر آخری عمر میں ایک بیش بہا خزانہ بن جائیں گے جو کبھی ضائع نہیں ہوگا اور ابدی زندگی میں کام آئے گا۔ ہر شخص کو خدا نے [illegible]

بعدالت جناب سردار چودھری طفیل احمد صاحب ڈسٹرکٹ جج صاحب سیالکوٹ

اشتہار

لوٹا و ملا پسران رولیا اقوام ماچھی سکنائے چوک مدعیان اپیلانٹ۔

بنام

کریاں و کیمن و امام الدین پسران بوٹا اقوام ماچھی چوک۔ سلیمان ولد وڈا۔ محمدا ولد فتا۔ ابراہیم و اسماعیل و نورالدین و حیات پسران ملو جھنڈو ولد جان کہلایا بالغ حاکم قاسم علی وغیرہ وغیرہ مدعاعلیہم رسپانڈنٹس

اپیل بنارا مئی فیصلہ عدالت سب جج صاحب چوک ۱۷ دسمبر [illegible] کی رائے دعوے مدعیان [illegible] خارج کیا گیا۔

مقدمہ ہذا میں کریاں و کیمن و امام الدین پسران بوٹا اقوام ماچھی چوک سلیمان ولد رو ڈا۔ محمدا ولد فتا۔ جھنڈو ولد مان۔ کملا بالغ حاکم علی قاسم علی کا نابالغان پسران جھلو لولا بنت کملا برادر حقیقی خود ماچھی چوک جیونا ولد علیا و شیرو غیبو۔ خوشی پسران دیتا۔ قدی۔ علی۔ چند۔ حیاتوں پسران گمو فرید اماچھی چوک رسپانڈنٹان عذر صدر میں تعمیل اطلا عنامہ معمولی طریق پر نہ ہو سکی۔ وہ پوشیدہ اور روپوش ہو رہے ہیں۔ اور عدم پتہ ہیں۔

لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مذکوران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ مورخہ ۳ [illegible] یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر [illegible] صبح ہو کر پیروی مقدمہ کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ [illegible]

مہر عدالت دستخط حاکم

چک نمبر ۸۱ جنوبی میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

ایک غیر احمدی مولوی سے کامیاب مناظرہ

گذشتہ ۱۰ و ۱۱ اپریل کو چک ۸۱ جنوبی ضلع سرگودھا میں جماعت احمدیہ لاہور کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شمولیت کے لئے لاہور سے مولینا احمد یار صاحب اور مولوی فضل الرحمٰن صاحب قمر ساماوی تشریف لے گئے۔ مولوی شیر محمد صاحب مبلغ انجمن نے جو اس علاقہ میں تھوڑے عرصہ سے نہایت محنت شاقہ اور جدوجہد سے تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس جلسہ کی مختصر رپورٹ لکھ کر بھیجی ہے جو درج ذیل ہے:۔

یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ چک ۸۱ جنوبی میں بہت عرصہ کے بعد جلسہ منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا اس جلسہ کے پراپیگنڈا کے لئے خاکسار نے ۷ اپریل کی رات کو چک ۸۱ جنوبی کے چوک میں ایک جلسہ کیا جس میں تمام احمدیوں اور غیر احمدیوں کو مدعو کیا خاکسار کے پاس جتنے احمدی نوجوان لڑکے پڑھتے ہیں ان سب نے اس جلسہ میں مختلف قسم کی نظمیں اور مضامین سنائے آخر میں خاکسار نے "اتحاد" پر ایک تقریر کی جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ جلسہ پر تمام احمدیوں میں ایک جوش نظر آتا تھا۔ غیر احمدی اس نظارہ کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ دوران تقریر میں لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ ۹ اور ۱۰ اپریل کو ہمارا یہ جلسہ ہوگا اور مبلغ صاحبان تشریف لاویں گے براہ مہربانی ہر آدمی دوسروں تک پیغام پہنچادے۔

مورخہ ۸ اپریل ۱۹۴۶ء کو بوقت دوپہر ہمارے مبلغین مولینا مولوی احمد یار صاحب اور مولینا فضل الرحمٰن صاحب قمر ساماوی کا بخیریت چک ۸۱ میں ورود ہوا مبلغین کی آمد کی خبر آناً فاناً بجلی کی طرح چک میں پھیل گئی وہ جماعت جس پر بالکل جمود اور سکون طاری تھا اس میں یکایک حرارت کی لہر دوڑ گئی احمدیوں کے گھروں میں بے انتہا خوشیاں منائی گئیں۔ تمام احمدی جو چک کے باہر دور فاصلے پر اپنے اپنے ڈیروں پر کاموں میں مشغول تھے مبلغین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چوہدری فیض احمد صاحب نے کھانے کا انتظام کیا کھانا کھانے کے بعد مبلغین صاحبان نے بوجہ کوفت سفر آرام فرمایا۔ شام کی نماز کے بعد تمام احباب اکٹھے ہونے شروع ہو گئے اور کچھ دیر تبادلہ خیالات ہوتا رہا اتنے میں مولوی اکبر صاحب جو یہاں کے ایک اچھے زمیندار ہیں اور ہمارے سلسلہ کے سخت مخالف ہیں تشریف لائے اور اعتراضات کرنے شروع کئے۔ مقابل میں مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے اسکو وہ دندان شکن جواب دئے کہ اس کے ہوش و حواس اڑا دئے مولوی صاحب کو علی الاعلان تسلیم کرنا پڑا کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور آنے والا مسیح جو ہے وہ مسیح ناصری نہیں بلکہ مثیل مسیح ہوگا۔ بہت رات تک گفتگو ہوتی رہی جس کا بہت اچھا اثر ہوا چونکہ رات کا بہت حصہ گذر چکا تھا اس لئے سب لوگوں کو آرام کرنے کے لئے کہا گیا۔ بعد نماز صبح مولوی احمد یار صاحب نے درس قرآن دیا۔ تمام دن غیر احمدیوں اور ایک قادیانی دوست کو تبلیغ کرنے اور تبادلہ خیالات میں گذر گیا شام کی نماز کے بعد مولوی اکبر صاحب پھر تشریف لائے پھر اعتراضات کا سلسلہ ہوا مقابل پر مولوی فضل الرحمٰن صاحب قمر تھے انھوں نے اس شان سے حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور صداقت ثابت کی کہ وہ مبہوت رہ گیا غیر احمدیوں نے مولوی اکبر کو احمدیوں کے ساتھ مناظرہ کو کہا، چونکہ وہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب سے زور آزمائی کر چکا تھا اسکو اپنے مغلوب ہو جانے کا کامل یقین تھا اس لئے اس نے انکار کر دیا۔ چونکہ رات کا بہت سا حصہ گذر چکا تھا اس لئے تمام احباب کی خدمت میں آرام کرنے کی درخواست کی گئی اور گفتگو ختم ہوئی پھر دوسرے دن بھی تبلیغ اور تبادلہ خیالات میں دن گذرا شام کے بعد مورخہ ۱۰ اپریل کو چوک میں جلسہ کیا گیا لیکن تمام چک ۸۱ کے مرد اور عورتیں لڑکے اور لڑکیاں بڑے اشتیاق سے شامل ہوئے مولوی محمد رمضان صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کی ابتدا کی بعد ازاں دو نوجوانوں محمد حیات اور بشارت احمد نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں خوش آوازی سے پڑھیں۔ اس کے بعد خاکسار نے صداقت مسیح موعودؑ پر ایک تقریر کی، بعد ازاں مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے صداقت مسیح موعود پر مکمل و مدلل تقریر فرمائی اس کے بعد مولینا مولوی احمد یار صاحب نے اسلام کی صداقت اور حضرت مسیح موعود کی صداقت اور دجال اور یاجوج و ماجوج کے متعلق تقریر فرمائی جس کا لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا جلسہ دعا پر ختم ہوا اور سب احباب نے آرام کیا پھر دوسرا سارا دن بھی تبلیغ اور تبادلہ خیالات میں گذرا اور دوپہر کے وقت مولوی اکبر صاحب نے مولینا احمد یار صاحب پر اعتراضات کئے جن کے دندان شکن جواب دیئے گئے شام کی نماز کے بعد پھر چوک میں جلسہ شروع ہوا تلاوت قرآن مجید اور حضرت مسیح موعودؑ

(باقی بر صفحہ ۸)

اخبار بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری نے ہوائی ڈاک سے ۔ ۔ ۱۰ ۔ ۱۴۸۲ روپے کا چیک انجمن کو بھیجا ہے جس میں جماعت عراق عرب کی طرف سے ذیل کی رقوم ہیں:

(۱) ادارۂ تعلیم قرآن

جناب فیض محمد صاحب ۔۔ ۵۰ — ۰ — ۰

(۲) تبلیغ بلادِ غیر و دس اسلامی مشن

سید تصدق حسین صاحب ۔۔ ۵۰۰ — ۰ — ۰
اکبر علی صاحب ۔۔ [illegible] — ۰ — ۰
عبدالصمد صاحب ۔۔ ۱۳ — ۵ — ۰
سید امیر حسین شاہ صاحب ۔۔ ۱۲ — ۹ — ۰
میزان:۔ ۵۴۶ — ۱۱ — ۰

(۳) ادارۂ تعلیم قرآن

از موسیٰ ابراہیم کفتانی صاحب ۔۔ ۲۰۰ — ۰ — ۰
اہلیہ صاحبہ قادری صاحب ۔۔ ۳۰ — ۰ — ۰
صادق صاحب، داماد قادری صاحب ۔۔ ۲۰ — ۰ — ۰
نور النساء صاحبہ بنت قادری صاحب ۔۔ ۲۰ — ۰ — ۰
اہلیہ صاحبہ اسماعیل محمود صاحب ۔۔ ۱۳ — ۶ — ۰
حمید صاحب ابن اسماعیل صاحب ۔۔ ۱۳ — ۵ — ۰
ابراہیم صاحب ابن قادری صاحب ۔۔ ۱۰ — ۰ — ۰
میزان:۔ ۳۰۶ — ۱۱ — ۰

(۴) بحساب دار الکتب اسلامیہ

منجملہ ۶—۴—۵۴۵ روپے از ۱۶ تا حال ۴۰ ۔۔ ۱۳۷ — ۴ — ۰

(۵) چندہ ماہوار

ابراہیم آدم سجوانی صاحب ۔۔ ۲۶ — ۱۱ — ۰
محمد شبر گل صاحب ۔۔ ۲۰ — ۰ — ۰
اسماعیل محمود صاحب ۔۔ ۲۰ — ۰ — ۰
سید تصدق حسین صاحب قادری ۔۔ ۲۰ — ۰ — ۰
سید مظفر علی صاحب ۔۔ ۱۳ — ۵ — ۰
عبدالصمد صاحب ۔۔ ۳ — ۵ — ۰
میزان:۔ ۱۰۳ — ۵ — ۰

(۶) دار الاقامہ

اہلیہ صاحبہ سید عابد علی صاحب ۔۔ ۲۶ — ۱۱ — ۰
اہلیہ صاحبہ قادری صاحب ۔۔ ۴ — ۰ — ۰
نور النساء صاحبہ بنت قادری صاحب ۔۔ ۲ — ۰ — ۰
۳۳ — ۱۱ — ۰

(۷) یتیم فنڈ

ابراہیم آدم سجوانی صاحب ۔۔ ۱۱ — ۱۰ — ۰
سید تصدق حسین صاحب قادری ۔۔ ۱۰ — ۱۰ — ۶
میزان ۲۱ — ۵ — ۰

(۸) اخبار پیغام صلح

سید مظفر علی صاحب ۔۔ ۱۰ — ۰ — ۰
محمد شبر گل صاحب ۔۔ ۸ — ۰ — ۰
میزان ۱۸ — ۰ — ۰

(۹) سپین فنڈ

اسماعیل محمود صاحب ۔۔ ۲ — ۲ — ۰
سید تصدق حسین صاحب قادری ۔۔ ۲ — ۲ — ۰
ابراہیم آدم سجوانی صاحب ۔۔ ۲ — ۲ — ۰
محمد شبر گل صاحب ۔۔ ۱ — ۱۰ — ۰
میزان:۔ ۸ — ۰ — ۰

(۱۰) تعلیمی وظائف ۔ از سید تصدق حسین صاحب قادری: ۔۔ [illegible]
(۱۱) آنہ فنڈ:۔ ۔۔ ۲ — ۱۰ — ۶
میزان:۔ ۱۴۸۲ — ۱۰ — ۰

نیز اپنی ڈائری تبلیغ کے تین ورق نمبر ۴ تا ۶ بابت ۷ تا ۱۳ اپریل ۱۹۴۶ء بھیجی ہے جو [illegible] میں بھیجی گئی ہے۔ اور مزید مفت لٹریچر طلب کیا ہے جو دفتر مفت اشاعت بھیجا جاویگا۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشند

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی۔ اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ ۔ ۸ مئی ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۹

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

احادیثِ رسول الامین

(۱) ان للشیطٰن لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق و اما لمۃ الملک فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق فمن وجد من ذالک شیئاً فلیعلم انہ من اللہ تعالیٰ فلیحمد اللہ تعالیٰ و من وجد الاخریٰ فلیتعوذ باللہ من الشیطان ثم قرأ الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء الآیۃ اخرجہ الترمذی۔ فرمایا کہ انسان میں ایک شیطانی اثر ہے اور ایک ملکی اثر ہے ۔ شیطان کا تو یہ اثر ہے کہ بری باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور سچی باتیں جھوٹی معلوم ہوتی ہیں اور ملکیت کا اثر یہ ہے اچھی باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور سچی باتیں سچی معلوم ہوتی ہیں جب کوئی شخص اپنی طبیعت میں ملکی اثر کی کیفیت پائے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھنا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد کرنی چاہیئے اور جب کوئی شخص اپنی طبیعت میں شیطانی اثر کی کیفیت پائے تو اسکو باستمداد الٰہی شیطان سے پناہ مانگنا چاہیئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء آخر آیت تک

(۲) وعن عدی بن حاتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المغضوب علیھم الیھود والضالین النصاریٰ ۔ اخرجہ الترمذی ۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں (غلام قادر)

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

سانحۂ ارتحال یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے مکرم دوست حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات کے والد محترم مورخہ ۲۷ اپریل کو اس دار فانی سے عالم بقا کو سدھار گئے دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ ہمیں اس صدمہ میں مکرم حافظ محمد حسن صاحب اور جملہ افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے سب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

— مکرمی کندل خاں صاحب موضع سفید ڈھیری پشاور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے کبنۂ عبد الباری صاحب نے بی۔ اے کا امتحان دیا ہے تمام بزرگان و احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ عبد الباری صاحب کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں کامیاب کرے۔

— مکرمی دوست محمد صاحب ایم۔ اے ٹانڈہ اُڑمڑ سے تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) میری لڑکی اختر النساء بیگم پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی میں شامل ہو رہی ہے اس کی کامیابی کے لئے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

(ب) میرا چھوٹا بھائی نیاز محمد خاں عرصہ سے بیمار ہے بزرگان سلسلہ سے اس کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے"۔ اس کے علاوہ بعض معاندین اور مفسدین بھی ان کے درپے آزار ہیں احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دوست محمد خاں صاحب کو ان کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

— جماعت کے بعض احباب بیمار اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کی صحت اور آسودگی کے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نفس کی تین قسمیں ۔ نفس امارہ ۔ لوامہ ۔ مطمئنہ

فرمایا نفس کو تین قسم پر تقسیم کیا گیا ہے نفس امارہ ۔ نفس لوامہ ۔ نفس مطمئنہ ۔ ایک نفس زکیہ بھی ہے بچپن کی حالت ہے جب گناہ ہوتا ہی نہیں ۔ اسلئے اس نفس کو چھوڑ کر بلوغ کے بعد تین نفسوں میں سے نفس امارہ کی وہ حالت ہے جب انسان شیطان اور نفس کا بندہ ہوتا ہے اور نفسانی خواہشوں کا غلام ہو جاتا ہے ۔ جو حکم کرتا ہے اسکی تعمیل کیلئے اس طرح تیار ہو جاتا ہے جیسے ایک غلام دست بستہ حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوتا ہے اس وقت یہ نفس کا غلام ہو کر جو وہ کہے یہ کرتا ہے وہ کہے زنا کر ، چوری کر غرض جو کچھ بھی کہے سب کے لئے تیار ہو جاتا ہے کوئی بدی کوئی برا کام کہے یہ غلاموں کی طرح کر دیتا ہے یہ نفس امارہ کی حالت ہے اور یہ وہ شخص ہے جو نفس امارہ کے ماتحت ہے

اس کے بعد نفس لوامہ ہے ۔ یہ ایسی حالت ہے کہ گناہ تو اس سے بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر وہ کبھی کبھی کرتا رہتا ہے اور اس تدبیر اور کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے گناہ سے نجات مل جاوے جو نفس لوامہ کے ماتحت ہوتے ہیں وہ ایک جنگ کی حالت میں ہوتے ہیں یعنی شیطان اور نفس سے لڑتے رہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس غالب آ کر لغزش ہو جاتی ہے کبھی خود نفس پر غالب آ جاتے ہیں یہ لوگ نفس امارہ والوں سے ترقی کر جاتے ہیں نفس امارہ والے انسان کو ذرا بھی ڈر نہیں ہوتا ۔ جیسے کتا یا بلی جب کوئی برتن ننگا دیکھتے ہیں تو فوراً جا پڑتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ وہ کس کا ہے اسی طرح پر نفس امارہ کے غلام انسان کو جب کسی بدی کا موقعہ ملتا ہے تو فوراً اسے کر بیٹھتا ہے اگر چار روپے پڑے ہوں تو فی الفور انکے اٹھانیکو تیار ہو جاویگا اور نہیں سوچیگا کہ اسکا حق ہے یا نہیں ۔ مگر لوامہ والے کی یہ حالت نہیں وہ حالت جنگ میں ہے جس میں کبھی نفس غالب ہی ہو اور کبھی نہیں ہوئی ، مگر تیسری حالت ، جو نفس مطمئنہ کی حالت ہے یہ وہ حالت ہے جب سب لڑائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور کامل فتح ہو جاتی ہے اس لئے اس کا نام نفس مطمئنہ رکھا ہے ۔ یعنی اطمینان یافتہ ۔ اس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے وجود پر سچا ایمان لاتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ واقعی خدا ہے نفس مطمئنہ کی آخری حالت ہوتا ہے کیونکہ کامل اطمینان اور تسلی اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہو ۔

یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا پر ایمان لانا ہے جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالح میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات کاملہ کیساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے خدا پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضا کو کاٹ دیتا ہے دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جاویں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا اور ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جاویں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے ہوتے ہیں کیونکر کر سکتا ہے ؟ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضا کاٹے جاتے ہیں اس کی ان ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت طاری ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اٹھا سکتا یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے ۔

یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہیئے اور ہماری جماعت کو اسی کی ضرورت ہے اور اطمینان کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمان کامل کی ضرورت ہے پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں ۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام منیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا ۔

تاریخ اسلام

حضرت خدیجہؓ کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب خدیجہؓ نام۔ ام ہند کنیت طاہرہ لقب۔ باپ کا نام خویلد قصی پر پہنچکر آپ کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے والدہ کا نام فاطمہ بنت زائد تھا۔

رسول کریم صلعم سے نکاح کی تقریب باپ اور خاوند کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ کو اپنے تجارتی کاروبار کے لئے دقت محسوس ہوئی بالآخر اپنے کاروبار کے بطور احسن چلانے کے لئے آپ کی نگاہ انتخاب رسول کریم صلعم پر پڑی۔ فوراً پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت شام لیکر جائیں دوسروں سے بڑھکر آپ کو معاوضہ دیا جائے گا"۔ آنحضرت صلعم نے قبول فرمایا اور مال تجارت لیکر میسرہ (غلام خدیجہ) کے ہمراہ بصرہ تشریف لے گئے اس سال کا نفع سالہائے گذشتہ سے مضاعف تھا چونکہ حضرت خدیجہؓ کی دولت و ثروت اور اعلیٰ اخلاق کا شہرہ عام تھا بڑے بڑے قریش ان سے نکاح کے خواہاں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ کچھ اور تھا آنحضرت صلعم کے شام سے لوٹنے پر حضرت خدیجہ رضؓ نے آپ کی خدمت میں شادی کا پیغام بھیجا نفیسہ بنت نبیہ اس خدمت پر مقرر ہوئیں حضور نے منظور فرمایا (طبقات ج ۱ صفحہ ۸۶) تاریخ معین پر ابوطالب اور تمام رو ساء خاندان جس میں حضرت حمزہؓ بھی تھے حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے مجلس نکاح میں حضرت خدیجہ رضؓ کے خاندان کے لوگ بھی حاضر تھے جن میں آپ کے چچا عمرو بن اسد اور چچازاد ورقہ بن نوفل بھی شامل تھے۔ عرب کی قدیم رسم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ابوطالب نے اور حضرت خدیجہ رضؓ کی طرف سے ورقہ بن نوفل نے خطبات نکاح پڑھے۔ ابوطالب کے خطبہ میں ۲۰ شتر حق مہر کا ذکر ہے مگر ورقہ بن نوفل کے خطبہ میں چار ہزار مثقال سونے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے بیس شتر کی قیمت چار ہزار ...

اس مبارک تقریب سے مدت پہلے حضرت خدیجہ رضؓ ایک رات خواب دیکھ چکی تھیں کہ آفتاب آسمان سے زمین پر اتر کر آپ کے مکان میں داخل [illegible] اس قدر ضیاباری کی کہ [illegible] منور ہوگئے۔ چنانچہ اس خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضؓ نے ورقہ بن نوفل سے کیا ورقہ نے کہا کہ آپ کو پیغمبر سے نکاح کی سعادت حاصل ہوگی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بوقت نکاح ۲۵ سال کی تھی جبکہ حضرت خدیجہ رضؓ اپنی عمر کی چالیس منزلیں طے کر چکی تھیں۔

اسلام پندرہ برس بعد جس وقت رسول کریم صلعم منصب نبوت پر سرفراز ہوئے تو حضرت خدیجہ رضؓ نے سب سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہا چنانچہ بخاری سے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے اس مضمون پر ایک روایت کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے:۔

"حضرت عائشہ رضؓ ام المومنین سے روایت ہے انھوں نے کہا پہلے جو وحی آنحضرت صلعم پر شروع ہوئی وہ حالت خواب میں سچا رؤیا تھا سو آپ جو خواب دیکھتے صبح کی روشنی کی طرح اس کی سچائی ظاہر ہو جاتی۔ پھر آپ کو تنہائی پسند ہوئی آپ حرا کی غار میں تنہا رہتے اور وہاں عبادت کرتے کئی کئی راتوں تک اور تحنث کے معنے عبادت کرنا ہیں۔ قبل اس کے کہ اپنے اہل کی طرف آتے اور اس کے لئے توشہ لے جاتے پھر حضرت خدیجہ کے پاس لوٹ کر آتے اور اسی کے مطابق توشہ لے جاتے یہاں تک کہ حق آپ کے پاس آیا اور آپ غار حرا میں تھے سو آپ کے پاس (وحی کا) فرشتہ آیا اور کہا پڑھ تو فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا تو اس نے مجھے پکڑا اور بھینچا یہاں تک کہ پورا زور مجھ پر لگایا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا پھر اس نے مجھے پکڑا اور دوبارہ بھینچا یہاں تک کہ پورا زور مجھ پر لگایا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرمایا پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا:۔

اقرا باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربك الاكرم (سورۃ العلق ۱-)

اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا رب بڑی عزت والا ہے۔

پس، رسول اللہ صلعم ان (آیات) کے ساتھ لوٹ آئے در آنحالیکہ آپ کا دل کانپ رہا تھا آپ خدیجہ رضؓ بن خویلد کے پاس آئے اور کہا مجھے کپڑا اڑھا دو سو انھوں نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا آپ نے خدیجہ سے کہا اور سب ذکر ان سے کیا کہ مجھے اپنے نفس پر خوف ہے۔ خدیجہ رضؓ نے کہا اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور جن کے پاس کچھ نہیں انہیں کما کر دیتے ہیں۔ اور مہمان نوازی کرتے ہیں، اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ رضؓ آپ کو ساتھ لیکر چلیں یہاں تک کہ آپ کے ساتھ ورقہ بن نوفل بن عبدالعزیٰ کے پاس پہنچیں جو خدیجہ رضؓ کے چچا کا بیٹا تھا اور وہ ایک شخص تھا جو جاہلیت میں عیسائی ہو گیا تھا اور وہ عبرانی لکھتا تھا سو عبرانی میں انجیل کو لکھتا جو اللہ نے چاہا کہ لکھے اور وہ بہت بوڑھا تھا اور نابینا ہو گیا تھا سو خدیجہ رضؓ نے اُسے کہا چچا کے بیٹے اپنے بھائی کے بیٹے کی بات سن تب ورقہ نے کہا اے بھائی کے بیٹے آپ نے کیا دیکھا تو رسول اللہ صلعم نے اسے خبر دی جو دیکھا تھا پس ورقہ نے آپ سے کہا یہ وہ رازدار فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسےٰ پر اتارا تھا۔ اے کاش میں اس زمانہ میں جوان ہوتا۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے اس نے کہا کوئی شخص کبھی اس کی مثل نہیں لایا جو آپ لائے ہیں۔ مگر لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اگر آپ کا زمانہ مجھے پائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا پھر ورقہ نے بہت زمانہ نہ پایا کہ وفات پا گیا اور وحی کا سلسلہ رک گیا (بخاری باب کیف کان بدء الوحی)

رسول کریم صلعم اور حضرت خدیجہ رضؓ عرصہ تک خفیہ نوافل پڑھتے رہے مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخدیجة یصلیان سراً ماشاء اللہ (طبقات ج ۸ صفحہ ۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رضؓ ایک عرصہ تک خفیہ نماز پڑھتے رہے جیسا اللہ نے چاہا

حضرت خدیجہ رضؓ نے نہ صرف سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی بلکہ آنحضرت صلعم کی اپنے فرض نبوت کی ادائیگی میں ہمیشہ مددگار رہیں۔ یہاں تک کہ کفار مکہ کچھ مدت آنحضرت صلعم کو کھلم کھلا اذیت پہنچنے سے محفوظ رہے۔ بعد ازاں جب کبھی رسول کریم صلعم کو مشرکین کی مخالفت سے صدمہ پہنچتا تو حضرت خدیجہ رضؓ آپ کے لئے اطمینان کا موجب ہوئیں جیسا کہ فکان لا یسمع من المشرکین شیئاً یکرھہ من رد علیہ وتکذیب له الا فرج اللہ عنه بها تثبته و تصدقه و تخفف عنه و تهون علیه ما یلقی من قومه (طبقات ج ۸ صفحہ ۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا اسے اللہ تعالےٰ حضرت خدیجہ کی تصدیق سے دور کر دیتا وہ مشرکین کے معاملہ کو (ہمیشہ) آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔

مصیبت میں ثابت قدمی وهی عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معه فی الشعب (سیرۃ ابن ہشام) اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شعب ابوطالب میں (محصور) تھیں

فضائل مناقب بخاری اور مسلم سے ابوہریرہ رضؓ کی روایت کا ترجمہ:۔

جبرائیل حضرت رسول کریم صلعم کی خدمت میں آئے کہا یا رسول اللہ یہ خدیجہ رضؓ آئی ہیں اور ان کیساتھ کھانے کا برتن ہے۔ جب وہ آپ کے پاس پہنچیں ان کو رب کی طرف سے سلام کہنا اور ان کو بشارت دینا بہشت میں ایسے گھر کی جو موتی کا ہے نہ اس میں شور و غل ہے نہ تکلیف۔

(۲) بخاری مسلم اور ترمذی سے عائشہ صدیقہ رضؓ کی روایت کا ترجمہ:۔

مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر رشک نہیں آیا جو مجھے خدیجہ رضؓ پر رشک آیا اور حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن حضرتؐ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور اکثر بکری ذبح کرتے پھر اس کی رانیں کاٹ کر خدیجہ رضؓ کی مصاحب عورتوں کے پاس بھیجتے اور میں اکثر آپ سے کہتی کہ شاید ان کے برابر دنیا میں کوئی عورت نہیں ہے۔ تو حضرت فرماتے یقیناً خدیجہ ایسی تھیں یعنی ان میں بہت خوبیاں تھیں اور میری اولاد بھی انہیں سے ہوئی عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ ان کے مرنے کے تین برس بعد مجھ سے (رسول کریم صلعم نے) نکاح کیا۔

(۳) بخاری مسلم اور ترمذی سے حضرت علی رضؓ کی روایت کا ترجمہ:۔

علی رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اپنے زمانہ میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں سے افضل ہے اور اس زمانہ میں خدیجہ رضؓ خویلد کی بیٹی سب عورتوں سے افضل ہے اور راوی نے زمین و آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنے تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہے)

سیرۃ ابن ہشام میں ہے وکانت له وزیر صدق علی الاسلام۔ وہ اسلام کے متعلق آنحضرت صلعم کی سچی مشیر کار تھیں۔

اولاد آنحضرت صلعم سے چھ بچے ہوئے دو صاحبزادے قاسم رضؓ اور عبداللہ رضؓ اور چار صاحبزادیاں۔ زینبؓ۔ رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہ زہراؓ۔

وفات حضرت خدیجہ نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان سنہ ۱۰ نبوی (ہجرت سے ۳ سال پیشتر) انتقال فرمایا وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی۔

(ملخص از سیر الصحابیات۔ حیات فرکائنات فارسی۔ بخاری اور تلخیص الصحاح ج ۵)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۹

ایک اخبار کا مقالہ افتتاحیہ

اشتعال انگیز مضامین لکھنا ملک اور قوم کی خدمت نہیں

معاصر شیر پنجاب لاہور مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۴۶ء میں ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا جس کا عنوان ہے "خونی انقلاب کی دھمکیاں" اس مقالہ میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف خوب مشتعل کیا گیا ہے مثلاً لکھا ہے:- "یہ ایک عجیب نفسیاتی معمہ ہے جو اب تک کسی کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ ہندو انگریز سے لڑلیتا ہے، پھانسی پر ہنستا ہنستا چڑھ جاتا ہے قید کاٹتا ہے اور کسی مصیبت سے ڈرتا نہیں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ ڈٹ نہیں سکتا،" پھر لکھا ہے:- "ہندو بھی سکھوں سے لڑ پڑتے ہیں مگر مسلمانوں کے سامنے وہ دم نہیں مار سکتے۔ مسٹر جناح نے جب سے پاکستان کا مطالبہ کیا ہے کسی بھی قابل ذکر ہندو لیڈر نے انہیں اینٹ کا جواب پتھر میں دینے کی جرأت نہیں کی"۔ اس کے علاوہ لکھا ہے:- "انگریز بھی تاڑ گئے ہیں کہ ہندو ہمارے سامنے تو نہیں دبتا اسے قابو کرنا ہو تو کسی مسلمان کو اس کے سامنے کھڑا کر دو چنانچہ انھوں نے ہمیشہ ایک نہ ایک مسلمان کو ہندوؤں کے سامنے کھڑا رکھا اور جس شخص کو سب سے پہلے ہندو کے مقابلہ پر کھڑا کیا گیا وہ سرسید احمد تھے اور آخری برطانوی پہلوان مسٹر جناح ہیں اور اب مسٹر جناح کے ساتھ انگریز کے کئی اور پٹھو بھی مل گئے ہیں،" مزید لکھتے ہیں:- "مسلم لیگیوں کی ذہنیت اس قدر خراب اور وطن فروشانہ ہے کہ یہ بالکل اغلب ہے کہ وہ روس کو ہندوستان بلاکر ہندو دشمنی کے جوش میں اپنا بیڑہ بھی غرق کرلیں اور ہندوستان کو غلام بنا دیں ان کی غداری اور ہندو دشمنی کی کوئی حد نہیں وہ پاکستان پیچھے قائم کریں گے اور ہندوستان سے جنگ کی تیاری پہلے انہیں ہندوؤں کی کمزور ذہنیت نے بجد دلیر بنا دیا ہے،" اس مقالہ کی آخری حصہ میں لکھا ہے:- "پاکستان دیکر بھی ہندو خونریزی سے اپنے آپ کو نہیں بچاسکتے اس لئے اگر خدا انہیں عقل دے اور حوصلہ بھی دے تو وہ اب بھی ڈٹ جائیں"۔

ہندوستان کی سیاسی فضا میں اس وقت ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو چکی ہے اب اشتعال انگیز مقالات لکھکر دو قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا خوبی اور دانشمندی کی بات نہیں اور خصوصاً وہ اخبار جو نیم مذہبی ہوں ان کے لئے یہ اسلوب اختیار کرنا تو کسی صورت میں بھی موزوں نہیں مسلم لیگی اور کانگرسی اخبارات میں بعض دفعہ ایسے مضامین شائع ہو جاتے ہیں جو حد اعتدال سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض لیڈروں کے منہ سے بعض دفعہ ایک دوسرے کے خلاف ایسے فقرات بھی نکل جاتے ہیں جو عام معتدل حالات میں نہیں نکلنے چاہئیں۔ اگر بعض مسلم لیگی لیڈروں نے کانگرس کو دھمکیاں دی ہیں تو کانگرسی لیڈروں نے بھی مسلم لیگ کو دھمکیاں دی ہیں اس وقت دونوں طرف ایک جوش ہے اور اس جوش کی حالت میں یہ باتیں نکل رہی ہیں ایسے نازک وقت میں اشتعال کی چنگاریاں پھینکنا ملک کی خدمت نہیں بلکہ ملک سے انتہائی دشمنی کا ثبوت ہے مذہبی اور نیم مذہبی اخبارات کا اس وقت یہ فرض ہے کہ وہ ملک میں صلح اور آشتی کے جذبات پھیلائیں کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈروں کو اعتدال اور معقولیت کیساتھ اپنے مطالبات کو پیش کرنے اور معاملات کو سلجھانے کی تلقین کریں۔ شیر پنجاب بھی ایک نیم مذہبی پرچہ ہے اور اس میں سکھ مذہب کی حمایت میں ہمیشہ مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور غیر مذہبی رجحانات کے خلاف آواز بھی اٹھائی جاتی ہے ایسے پرچہ میں اشتعال انگیز سیاسی مقالات کا شائع ہونا یقیناً ملک اور قوم کی خدمت نہیں۔ ہندوؤں کو یہ کہکر ابھارنا کہ وہ مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور ان کے سامنے دم نہیں مار سکتے اور یہ لکھنا کہ مسٹر جناح نے جب سے پاکستان کا مطالبہ لیا ہے کسی بھی قابل ذکر ہندو لیڈر نے انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی جرأت نہیں کی۔ یہ سارا اسلوب کیا ظاہر کرتا ہے۔ شیر پنجاب کی اسی اشاعت میں سنٹرل اکالی دل کا جو میمورنڈم شائع ہوا ہے اور جو غالباً ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب کا ہی لکھا ہوا ہے اس میں ایک مطالبہ یہ بھی پیش کیا گیا ہے "ہندوستان کو مذہبی یا فرقہ وارانہ طور پر تقسیم نہ کیا جائے بلکہ اس کی وحدت کو برقرار رکھا جائے۔ وحدت کے بغیر اس کی آزادی کے کوئی معنی نہیں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو جانے سے تمام ملک کمزور اور اس کے تمام حصوں کی آزادی غیر محفوظ ہو جائے گی"، ایک طرف معاصر شیر پنجاب ہندوستان کی سیاسی وحدت کا قائل ہے اور دوسری طرف اس وحدت کو توڑنے کے لئے اشتعال انگیز مقالات بھی لکھے جارہے ہیں اشتعال انگیزی سے یہ سیاسی وحدت کبھی معرض وجود میں نہیں آسکتی، محبت صلح اور آشتی کے جذبات کو ابھارنے سے ہی یہ وحدت پیدا ہوگی شیر پنجاب کی ایک ہی اشاعت میں یہ تناقض ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا اگر کہا جائے کہ اس مقالہ کے لکھنے کی وجہ مسلم لیگی لیڈروں کی دھمکیاں ہیں تو کانگرسی لیڈروں نے بھی دھمکیاں دی ہیں انکے خلاف شیر پنجاب کو کچھ لکھنے کی توفیق کیوں نہیں ملی انصاف اور صداقت کا یہ تقاضا تھا کہ کم از کم ان کے خلاف دو چار فقرے تو لکھدئے ہوتے یا ان دھمکیوں کے متعلق کچھ اشارہ ہی کر دیا ہوتا اور یہ دھمکی تو سنٹرل اکالی دل کے مذکورہ میمورنڈم میں بھی موجود ہے جس میں لکھا ہے:-

"اگر اس صوبہ کو خالص اسلامی حکومت کے حوالے کر دیا گیا تو سکھ قوم ہر طریقہ [illegible] کی مزاحمت کرے گی اور یہاں خانہ جنگی ہو جائے گی،"

کیا یہ خانہ جنگی کی دھمکی خونی انقلاب [illegible] دھمکی نہیں ہے۔ اپنے لئے ایک بات [illegible] رکھنا اور دوسرے فریق میں وہی بات [illegible] دیکھکر ملک میں اشتعال پھیلانا کہاں کا [illegible] ہے! یہ تو انتہاء درجہ کی خود غرضی [illegible] معاصر شیر پنجاب معقولیت اور خلوص [illegible] ساتھ بھی ان باتوں پر روشنی ڈال سکتا [illegible] اور اس طریقہ سے موجودہ فضا کو بہتر [illegible] کی کوشش کر سکتا تھا۔ مسلم لیگ کی [illegible] کو خراب اور وطن فروشانہ کہنا بھی [illegible] شیر پنجاب کا حصہ ہے اور گذشتہ [illegible] سیاسی کشمکش کو نظرانداز کرنا ہے۔ کانگرس [illegible] سیاسی جدوجہد کا مقصد سوا اس کے [illegible] کچھ نہیں کہ ہندوستان میں ہندو راج [illegible] کیا جائے مسلمانوں نے متحدہ [illegible] منصوبے کے خلاف آواز اٹھائی [illegible] انگریز کی غلامی کے بعد ہندو کی غلامی میں [illegible] رہنا چاہتے وہ پاکستان کے مطالبہ [illegible]

سیاسی طبقوں میں تقسیم لٹریچر

(از جناب سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی۔ از دہلی)

وزارتی مشن، اور کانگرس و مسلم لیگ کی سرگرمیوں اور غیر معروف سیاسی پارٹیوں کی ہنگامہ خیزیوں کے باعث جماعت دہلی باوجود ارادہ کے اپریل میں جلسہ سالانہ نہ کرسکی۔ کیونکہ سب سے پہلا سوال جلسہ گاہ کا تھا اور کوئی بھی میدان ایسا نہ تھا جہاں پیہم جلسے نہ ہو رہے ہوں، مگر گذشتہ ماہ میں خاموشی سے سیاسی حلقوں میں تقسیم لٹریچر کا موقعہ ملتا رہا، فاونڈر آف دی احمدیہ موومنٹ، نیو ورلڈ آرڈر وغیرہ کی کچھ کاپیاں مسلم لیگ اجتماعات کے موقعہ پر باہر سے آئے ہوئے ممبروں میں تقسیم کی گئیں۔ لاہور سے اخویم شیخ محمد طفیل صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کچھ لٹریچر لائے جن میں خصوصیت سے "آئینہ حق نما" کی چند کاپیاں تھیں جو ان کی قیام گاہ سے حاصل ہوسکیں اور خاص خاص اصحاب میں تقسیم ہوئیں۔ کانگرسی حلقہ اکثر ہماری کوششوں سے محروم رہا ہے اس لئے خاص طور پر اس مرتبہ اس طرف توجہ کی گئی اور اپنا لٹریچر پہنچایا گیا۔ ۳۰ اپریل کو صبح کے وقت خان عبد الغفار خاں کے جھونپڑے واقع ہریجن بستی میں خان عبد الغفار خاں شیخ محمد عبد اللہ (آف کشمیر) اور بعض اور اصحاب سے ملاقات ہوئی اور انہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کی تالیف نیو ورلڈ آرڈر (نیا نظام عالم) کے نسخے دئے گئے مسٹر جے پرکاش نرائن (کانگرس سوشلسٹ لیڈر) مسٹر پیارے لال (گاندھی جی کے پرائیویٹ سیکرٹری) اور بعض ممبران آشرم سے بھی ملاقات ہوئی، شام کو جب [illegible]

اور گاندھی جی سے ملاقات ہوئی۔ جب [illegible] نیو ورلڈ آرڈر کے نسخے پیش کئے گئے گاندھی جی نے شکریہ سے کتاب قبول کرتے ہوئے [illegible] کیا کہ حضرت مولانا محمد علی کی دیگر تالیفات [illegible] ترجمہ قرآن بھی انھوں نے مطالعہ کیا ہے [illegible] اس سوال پر کہ جس آزاد ہندوستان کے [illegible] آپ کوشش کر رہے ہیں کیا اس میں [illegible] شخص کو اپنی مرضی سے اپنا مذہب بدلنے کی اجازت ہوگی یا نہیں۔ گاندھی جی [illegible] چند اور بالتفصیل ذکر کئے جن میں [illegible] بیٹے رام داس گاندھی کا بھی ذکر [illegible] اسلام قبول کیا تھا، ان تفصیلات کا [illegible] یہاں بےسود ہے، مگر جو کچھ گاندھی جی [illegible] بطور نتیجہ بیان کیا، وہ یہ تھا کہ اگر آزاد [illegible] میں ایک شخص کو ضمیر کی آزادی نہ ہوگی اور [illegible] اپنی مرضی سے جس مذہب کو پسند کرے [illegible] نہ کر سکے گا تو ہندوستان کی آزادی [illegible] ہو جاتی ہے، میرے خلاف [illegible] ہے کہ میں کسی کی تبدیلی مذہب کو [illegible] گاندھی جی سے ملاقات کے بعد [illegible] نمایندہ نے مجھ سے ملاقات کی اور [illegible]

چاہنے کے بعد ان خیالات کی اشاعت [illegible] چاہی اسے بھی نیو ورلڈ آرڈر کی ایک [illegible] دی گئی، شام کی ملاقات میں میرے [illegible] الحاج علی احمد خاں صاحب انجنیئر [illegible] صبح کی ملاقاتوں میں میرے ساتھ [illegible] رشدی تھا

مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

خدا پر ایمان کا پتہ معاملات سے چلتا ہے

صحیح معنوں میں احمدی کون ہے

ہماری ساری قوت کام پر خرچ نہیں ہو رہی

دس مشنوں کے قیام کیلئے ایک تجویز

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور مورخہ ۳ رمئی ۱۹۴۶ء

ما قدروا اللہ حق قدرہ ....

خدا کی ہستی کا اقرار باوجود اس کے کہ اس زمانہ میں مادیت کا بہت زور ہے خدا کا انکار کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ بہت بڑا حصہ دنیا کا ایسا ہے جن کی زبانوں پر خدا کا لفظ آتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس زمانہ کے سیاسی لوگ جنہوں نے جھوٹ اور فریب میں کمال حاصل کیا ہوا ہے ان کی زبانوں پر بھی خدا کا لفظ آتا ہے اور آخر کبھی ان کے دل میں بھی خدا کا خیال آتا رہتا ہوگا جو ان کی زبانوں پر یہ لفظ آتا ہے کہ سوائے خدا کے ساتھ صلح کرنے کے جسے ہم اپنی اصطلاح میں تعلق باللہ کہتے ہیں اس دنیا کی بیماریوں کا کوئی علاج نہیں ——

خدا کی قدرت کاملہ پر ایمان کا فقدان خدا کی ہستی کا اقرار زبان سے اب بھی دنیا کا بہت بڑا حصہ کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے ہیں ما قدروا اللہ حق قدرہ لوگوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جس طرح اسکو پہچاننے کا حق تھا یعنی انسان خدا کی قدر نہیں کرتا جو حق ہے اس کی قدر کرنیکا یہ بات ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو خدا کا انکار کرتے ہیں بلکہ ان کے متعلق ہے جو خدا کے قائل ہیں مگر جو خدا کے قدر کرنے کا حق ہے ایسی خدا کی قدر نہیں کرتے گویا فی الحقیقت زبانوں پر خدا کا لفظ ہے لیکن دلوں پر خدا کی حکومت نہیں، خدا کے اقتدار پر اس کی قدرت کاملہ پر ایمان نہیں یہ دنیا کی عام حالت ہے خدا کے ماننے والوں کی حالت ہے

مسلمانوں کی حالت جب مسلمانوں کی حالت پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو وہاں بھی یہی حالت ہم کو نظر آتی ہے باوجود اس کے کہ اسلام میں خدا کی ہستی کو یاد دلانے اور خدا کے سامنے سر جھکانے کا بڑا عظیم الشان نظام ہے یہ ہماری نماز اور روزے جو عبادات اسلام نے مقرر کی ہیں یہ درحقیقت اسی غرض کے لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا تخیل انسان کے دل پر غالب آ جائے اور اس کے اندر خدا تعالیٰ کی ہستی کا احساس پیدا ہو جائے۔

خدا کو ماننے کا پتہ کیسے چلتا ہے یہ بات کہ خدا کو ایک شخص فی الواقع مانتا ہے اس کا پتہ قول سے نہیں لگ سکتا بلکہ اس کا پتہ معاملات سے چلتا ہے معاملے میں انسان پرکھا جاتا ہے کہ آیا وہ فی الحقیقت خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ انسان بعض دفعہ اپنے آپ کو دھوکہ دے لیتا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے مگر عمل میں اس کا اظہار نہیں کرتا یہی مطلب ہے اس کا کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ ——

ایک اور رنگ میں بھی ہم مسلمانوں کی حالت کو دیکھتے ہیں وہاں بھی ہمیں یہی کیفیت نظر آتی ہے مسلمان اپنی دنیوی حالت کی بہتری کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور اس جدوجہد کا نتیجہ بھی دیکھتے ہیں۔

اسلام پھر دنیا میں ابھر رہا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ خدا کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ ایک نشان ہے کہ مسلمان زوال کی حالت کو پہنچکر پھر ابھر رہے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ عیسائی دنیا نے سمجھ لیا تھا کہ اسلام کو ہم نے مٹا دیا مگر اس حالت کے بعد غور کیجئے کہ کس طرح اسلام اٹھا اسلام کی صداقت دن بدن نمایاں ہونے لگی اور وہی لوگ جو سمجھتے تھے کہ اسلام رہ گیا ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے ملکوں میں اسلام نے ایک اثر پیدا کر کے دکھا دیا اور ملکی اقتدار کے لحاظ سے بھی خدا نے اس زمانہ میں یہ نشان دکھایا ہے کہ وہ کس طرح اسلام کو اٹھا رہا ہے مگر اب بھی مسلمانوں کے دل میں خدا کی وہ قدر نہیں جو خدا کی قدر کرنے کا حق ہے، وہ اپنی دنیا کو سنوارنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں مگر خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کرتے۔

تبلیغ اسلام اور ہندوستان میں اپنا نقطۂ خیال آپ کو بتاتا ہوں ہم لوگ بھی یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی ایک حکومت یہاں قائم ہو اگر غور سے آپ دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اگر تبلیغ اسلام کا کوئی خیال ہے تو وہ صرف ہندوستان کے اندر ہی باقی اسلامی ممالک میں نہیں افغانستان میں نہیں ایران میں نہیں مصر اور ترکی میں نہیں اگر اس وقت اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو موقعہ دے کہ وہ ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس سے تبلیغ اسلام کے نصب العین کو بھی قوت ملے گی گو اس میں شبہ نہیں کہ مسلمان حکومتیں اس فریضہ سے غافل رہی ہیں لیکن تاہم تبلیغ اسلام کو اس سے تقویت ضرور ملے گی۔

کہیں ہم بھی تو اس الزام کے نیچے نہیں میں اس وقت اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کہیں ہم بھی تو اس الزام کے نیچے نہیں ہیں کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کرنے کا حق ہے —— دو باتیں ظاہر ہیں ایک یہ کہ ہماری آنکھوں کے سامنے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے سامنے بہت بین نشان ظاہر ہوئے ہیں نشان کی حیثیت دیکھنے والے پر ہوتی ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اسلام کی صداقت حضرت مسیح موعود کی صداقت کے اتنے بین نشان ظاہر ہوئے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ ان نشانوں سے اس طرح پر خدا کا وجود نظر آتا ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں نظر آگیا البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ کسی درمیانی زمانہ میں خدا کی تجلی اس قدر زبردست نہیں ہوئی جیسی کہ اس زمانے میں ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کتنے نشان ہیں جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں یہ بہت لمبی باتیں ہیں اس تھوڑے سے وقت میں میں ان کو بیان نہیں کر سکتا لیکن ایک بات کو میں پھر دہراؤں گا کہ کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو پڑھو کہ یاجوج ماجوج یہی یورپ کی اقوام ہیں۔ یہ ایک دوسرے کو برباد کرنے کی کوشش کریں گی اور آخری جنگ انگریزوں اور روسیوں کے درمیان ہوگی۔ بڑے زبردست الفاظ ہیں اس زمانہ میں کون کہہ سکتا تھا کہ ایسا ہوگا جب یہ الفاظ کہے گئے اس وقت روسیوں اور انگریزوں کی آویزش کے قرائن موجود نہیں تھے لیکن آج اس میں شبہ نہیں کہ اس کی بنیاد دنیا میں پڑ چکی ہے اور سیاسی لوگ تمام کے تمام دیکھ رہے ہیں کہ اب وہ زمانہ آ رہا ہے جب یہ جنگ ہو

اپنی جماعت سے ایک سوال ایک یہ بات ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانوں کو دیکھا اور دوسری بات جو بالکل واضح بات ہے وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آنے کی ایک ہی غرض بتائی ہے کہ مجھے قرآن کی اشاعت کے لئے مامور کیا گیا ہے مجھے خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور اسی کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت بنائی لیکن میں اپنی جماعت سے پوچھتا ہوں کہ اتنے عظیم الشان نشانات کو دیکھ کر ہماری بھی وہی حالت تو نہیں ہے ما قدروا اللہ حق قدرہ کہ ہم نے بھی خدا کی وہ قدر نہ کی ہو جو اس کی قدر ہمیں کرنی چاہیئے تھی کیا ہم نے اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے جو کہ کرنی چاہیئے تھی میں کہتا ہوں کہ جماعت کی قوت کا دسواں حصہ بھی اس کام پر صرف نہیں ہوا حضرت مسیح موعود نے اقرار لیا تھا دین کو دنیا پر مقدم کرونگا اس کا مطلب یہی تھا کہ خدا کے دین کے لئے وہ کوشش کروں گا جو اپنی دنیا کے لئے کوشش نہیں کروں گا جو خدا کو پہچاننے کا حق ہے اسے پورے طور پر ادا کروں گا۔ لیکن فی الحقیقت جماعت کی حیثیت مجموعی طور پر یہ نہیں ہے ہماری قوت کا شاید چالیسواں حصہ بھی خدا کے کام پر لگا ہوا نہیں اور بہت سے ہماری جماعت کے افراد ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں وہ بات پوری قوت کے ساتھ نہیں اتری جتنی کہ اترنی چاہیئے تھی اور وہ دین کے لئے وہ کوشش نہیں کرتے جو اپنی دنیا کے لئے کرتے ہیں۔

احمدی کون ہے میں واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں میں نے پچھلے جمعہ میں بھی کہا تھا کہ میرے سامنے ایک چھوٹا سا نقشہ آیا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ جماعت کی قوت کس حد تک اعلائے کلمۃ الحق پر صرف ہو رہی ہے میں نے اس وقت بھی ایک دوست کے متعلق کہا تھا مجھے اس وقت بھی کہتے ہوئے شرم آتی اور اس بات کو دہراتے ہوئے بھی شرم آتی ہے میں نے کہا تھا کہ مصلحتی لحاظ سے وہ دوست احمدی نہیں ہیں مگر ان دوست نے حق اور صداقت کے لئے حضرت مرزا صاحب کی خاطر مجدد اور مسیح کی خاطر وہ دکھ اور تکلیفیں اٹھائی ہیں کہ ان لوگوں کا دسواں حصہ بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے بعد آئے ہیں اور اپنے مالی ایثار کے لحاظ سے بھی وہ بہت بلند پایہ رکھتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ کیا احمدی صحیح معنوں میں وہ شخص ہے جو منہ سے تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کرے مگر اس کے عمل میں دنیا دین پر مقدم ہو یا وہ شخص ہے جو منہ سے بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کرتا ہے اور عملی طور پر بھی دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے اگر میں یہ کہوں کہ صحیح معنوں میں احمدی وہی ہے جو عمل میں بھی دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے تو یہ بالکل صحیح ہوگا۔

ہمارے پاس آدمیوں سے کام لینے کے سامان نہیں ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم اس وقت اپنی طاقت کا کتنا حصہ اس کام پر صرف کر رہے ہیں مجھے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آدمی کافی نہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ آدمی ہمارے پاس بہت ہیں یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ کچھ نوجوان لوگ اس کام کے لئے نکلنے

چلے آتے ہیں کسی مہینے میں ایک اور کسی مہینے میں دو نکل آتے ہیں لیکن میں پوچھتا ہوں کیا ہمارے پاس ان آدمیوں سے کام لینے کے سامان موجود ہیں ظاہر ہے کہ ہمارے پاس اتنے سامان نہیں کہ ہم ان بہت آدمیوں سے کام لے سکیں ـــــ ابھی کل کا ذکر ہے کہ ہمارے نوجوان دوست چودھری محمد اسلم صاحب بی اے بدوملہی کے ہیں اور گورنمنٹ کے ملازم ہیں انھوں نے مجھے لکھا کہ میں سب کچھ چھوڑ کر دین کی خدمت کرنیکو تیار ہوں۔ یہ لوگ تو موجود ہیں مگر ہم نے ان کے لئے انتظام نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

میں نے کہا کہ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوت کا کتنواں حصہ تبلیغ اسلام پر صرف ہو رہا ہے؟ تبلیغ اسلام کو اس رنگ میں لو کہ حضرت صاحب کا یہ کام تھا اور انھوں نے اسے اپنی جماعت کے سپرد کیا کہ وہ دنیا میں اسلام کو پھیلائے اور دنیا کو بربادی اور ہلاکت سے بچائے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ہلاکت سے بچے مگر خوب یاد رکھو صرف زبانوں پر خدا کا نام آنے سے دنیا ہلاکت سے نہیں بچ سکتی دلوں میں خدا کے اترنے سے دنیا بچ سکتی ہے اگر ہم صرف رسمی طور پر نمازیں پڑھ لیں اور ہمارے دل میں وہ کیفیت پیدا نہ ہو جو درحقیقت نماز کا مقصد ہے تو ایسی حالت میں ہم دین کو دنیا پر مقدم نہیں کر سکتے اور نہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا مال درحقیقت خدا کا مال ہے ـــــ اس زمانے میں خدا کا مامور آیا وہ رفاہِ عام کے کام کرنے نہیں آیا حالانکہ یہ بھی ایک اچھا کام ہے وہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے نہیں آیا بلکہ مجدد وقت صرف اس کام کے لئے آیا ہے تاکہ خدا کے نام کو دنیا میں پھیلائے۔

ہماری ساری قوت اس کام میں نہیں لگی

ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری جماعت کی قوت کا کتنا حصہ اس کام پر صرف ہو رہا ہے میں دو چار باتیں آپ کو اس ضمن میں بتاتا ہوں میں نے دفتر سے نقشہ منگوایا تاکہ میں اس امر کا اندازہ کر سکوں اور اس نقشہ میں میں نے اندازہ کیا کہ ہماری جماعت کی ساری قوت ابھی اس کام پر نہیں لگی جب جماعت کی قوت کے نو حصے ضائع ہو رہے ہوں اور ایک حصہ کام کر رہا ہو تو اس کو ساری قوت کا اس کام پر صرف ہونا نہیں کہتے۔

ہماری جماعت کے چار آدمیوں کا مجموعی چندہ

ہماری جماعت کی آمدنی کے اس وقت جتنے ذرائع ہیں ان میں سے ایک بنیادی ذریعہ ماہوار چندے کا بھی ہے ہماری جماعت میں چار آدمی ہیں ان کا ذکر میں اس وقت کرتا ہوں اس لئے نہیں کہ میں ان کی تعریف کرنا چاہتا ہوں بلکہ صرف جماعت کو یہ بتانے کے لئے کہ ان چار آدمیوں کا چندہ جماعت کے مجموعی ماہوار چندے کا ساتواں حصہ ہے وہ آدمی کون کون سے ہیں (۱) میاں نصیر محمد صاحب فاروقی ان کا ماہوار چندہ دو سو روپیہ آتا ہے (۲) چودھری نظام الدین صاحب و برادران۔ اوکاڑہ میں ایک چک ہے جس میں وہ دو چار مربعوں کے مالک ہیں پونے دو سو روپے ماہواران کا چندہ ہے (۳) ایک اور دوست ہیں جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے ۱۴۰ روپیہ ماہواران کا چندہ ہے (۴) ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب فوج میں کپتان ہیں کپتان کی تنخواہ بہت زیادہ نہیں ہوتی ۱۰۰ روپیہ ماہوار ان کا چندہ ہے ـــــ

ہماری جماعت میں اس حیثیت کے سو آدمی ہیں۔

میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ کہ کیا ان چاروں کی حیثیت کے اور لوگ جماعت میں نہیں؟ میرا خیال ہے کہ ان چار آدمیوں کی حیثیت کے بلکہ ان سے بہت بڑھ کر ایک سو آدمی ہماری جماعت میں ہیں غور کر کے دیکھ لیجئے اگر ایک سو آدمی اس قوت سے کام کرنیوالا ہو تو کیا آپ کو فکر ہوگی کہ ہم ان آدمیوں کو کیسے کام پر لگائیں، یہ فکر آپ کی دور ہو جائے گی۔

دین کیلئے مانگنے کا کام

مجھ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسکو ہاتھ پھیلانے کی عادت ہے اور یہ ہمیشہ کہتا ہے لاؤ اور لاؤ اگر میں اپنی ذات کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہوں تو کمینوں سے بدتر ہوں اور اگر خدا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہوں تو پھر یہ وہ کام ہے جو محمد رسول اللہ صلعم نے کیا۔

قرآن مجید میں ایمان اور انفاق کو ایک ہی جگہ رکھا گیا ہے

خدا تعالیٰ نے ایمان اور انفاق کو ایک جگہ رکھا ہے فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ اور اس سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے فالذین اٰمنوا منکم وانفقوا لھم اجر کبیرا سو جو لوگ تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کے لئے بڑا اجر ہے ومالکم لاتؤمنون باللہ اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم اور رسول تمہیں بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ بار بار ایمان کا لفظ انفاق کی جگہ کہا ہے۔۔۔

- - - - - - - - - - - وقد اخذ میثاقکم ان کنتم مومنین اور وہ تمہارا عہد لے چکا ہے اگر تم مومن ہو یعنی تم سے اقرار بھی لیا ہے کہ تم اس مال کو اپنا مال نہ سمجھو گے اور خدا کے راستہ میں اسکو خرچ کرو گے ـــــ ومالکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموات والارض اور تمہارا کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کا ورثہ ہے۔ یہ مال خدا کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ یہ مال خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے اور زمین بھی دفن ہو سکتا ہے۔ پھر فرماتا ہے من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ ولہ اجر کریم۔ کون ہے جو اللہ کے لئے قرض دے تو وہ اس کے لئے بڑھاتا ہے اور اس کے لئے عزت والا بدلہ ہے پھر فرماتا ہے یوم تری المومنین والمومنٰت جس دن تو مومن مرد اور مومن عورتوں کو دیکھے گا یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم ان کا نور ان کے آگے دوڑ رہا ہوگا اور ان کے دائیں بشرٰکم الیوم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ذالک ھو الفوز العظیم آج تمہارے لئے خوشخبری ہے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں انہی میں رہو گے یہی بھاری کامیابی ہے یہ نور بھی انفاق ہے کیونکہ آگے منافقوں کے متعلق فرماتا ہے یوم یقول المنفقون والمنفقٰت للذین اٰمنوا جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں انہیں کہیں گے جو ایمان لائے انظرونا نقتبس من نورکم ہمارا انتظار کرو ہم بھی تمہارے نور سے روشنی لیں۔ قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورا۔ کہا جائیگا اپنے پیچھے کو لوٹ جاؤ اور نور تلاش کر دیکھو یہ نور دنیا میں ملتا ہے اور انفاق مال سے ملتا ہے فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب۔ پس ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی اس کا ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہے اور اس کے باہر کی جہت سے عذاب ہے ینادونھم الم نکن معکم انہیں پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے قالوا بلیٰ ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی کہیں گے ہاں لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور انتظار کرتے رہے اور شک میں پڑے رہے اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ میں رکھا حتیٰ جاء امر اللہ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا وغرکم باللہ الغرور اور بڑے دھوکہ باز نے تمہیں دھوکہ میں رکھا۔ سارے قرآن کو پڑھتے جایئے قرآن کے نزدیک ایمان اور انفاق ایک ہی چیز ہیں حضرت مرزا صاحب نے اس پر زور دیا ہے کہ خدا کا رزق روحانی جس کے بغیر دنیا زندہ نہیں رہ سکتی آج اس روحانی رزق کو دنیا تک پہنچانے کے لئے تمہاری تھوڑی تھوڑی کوششوں کی ضرورت ہے

چندہ کی عام شرح

ہماری جماعت کے چندے کا یہ اصول ہے جو بہت غریب لوگ ہیں ان کی اصطلاح میں انہیں ادنیٰ [illegible] دو دو پیسے فی روپیہ دیں [illegible] ہے کہ چندہ دیتے وقت مالدار لوگ [illegible] لحاظ سے ان ادنیٰ لوگوں سے بھی [illegible] بن جاتے ہیں اور پھر ان لوگوں [illegible] جو پچاس سے اوپر تنخواہ لیتے ہیں [illegible] ار فی روپیہ کے حساب سے چندہ لیا [illegible] ہے یہ چندہ کی عام شرح ہے۔

دس مشنوں کے لئے ایک تجویز

خدا کے نام کو [illegible] میں پھیلانے [illegible] موجودہ حالات [illegible] لحاظ سے میں آپ کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ دس مشن جو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں یا در [illegible] کی سخت سبکی ہوگی اگر آپ ان مشنوں [illegible] نہ کر سکے اور اس تجویز کو عمل میں نہ لا [illegible] اس کو عمل میں لانے کے لئے میں آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں [illegible] لوگ جن کی آمدنیاں تھوڑی ہیں ان [illegible] ار فی روپیہ چندہ کافی ہے مگر [illegible] جو چار سو یا اس سے زیادہ کما [illegible] دسواں حصہ اپنی آمدنیوں کا [illegible] انجمن کا چندہ تین چار سال پیشتر [illegible] بیس ہزار روپیہ سالانہ تھا میں آپکو [illegible] دلاتا ہوں اگر ہماری جماعت کے [illegible] دسواں حصہ اپنی آمدنیوں کا دیں [illegible] ہزار روپیہ سالانہ بیس ہزار [illegible] ہو جائے گا ہمارے پاس حکومت [illegible] ہے ہم محبت سے چندہ لیتے ہیں [illegible] غفلت کی طرف توجہ دلا کر چندہ لیتے ہیں [illegible] کی طرف سے جو تحریک ہو اس تحریک [illegible] سنانا ساری جماعت کے لئے ضروری [illegible] قبل اس کے ہم اور قدم اٹھائیں [illegible] طرف میں آئندہ توجہ دلاؤں گا [illegible] گھر کی فکر کرنی چاہیئے پہلے اپنی فکر [illegible] تمہاری پوری توجہ اس کام کی طرف [illegible] تو پھر آپ دوسروں کو کیا کہہ سکیں [illegible] فی روپیہ چندہ اس انجمن کا حکم [illegible] مسیح موعود کی جانشین ہے گویا یہ [illegible] مسیح موعود کا حکم ہے اور میں [illegible] کی ہے کہ چار سو سے اوپر آمد والے [illegible] کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے [illegible] کا دسواں حصہ دیں یہ میں اس [illegible] ضرورت کے لحاظ سے تحریک کر [illegible]

ابھی لوگوں کو اس طرف توجہ نہیں ہوئی

[illegible] اکیلے آدمی ہیں اور کوئی آدمی [illegible] حیثیت کے نہیں اگر ان [illegible] ہوں گے تو پچاس آدمی [illegible] دس مربعوں کے مالک [illegible] سے بڑھ کر ہیں [illegible] نصیر احمد صاحب اور مرزا [illegible] ہی جماعت کے مخلص آدمی ہیں [illegible] میں کوئی ایسے کی حیثیت [illegible]

دں جماعت میں سینکڑوں آدمی ہیں جن کی
مدنیاں معقول ہیں مگر انہیں ابھی اس طرف
ذجہ نہیں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود کو قبول
رنے سے انھوں نے اپنے اوپر کس قدر
بجھ کر لیا ہے۔

جاب جماعت سے پرزور اپیل میں ان سب لوگوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ آؤ اور
پنے فرض کو سر انجام دو، خدا کے راستہ
ں قربانی کرنے سے تم لوگوں میں سے
ئی غریب نہیں ہوگا اور میں باقی لوگوں کو
ی اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ وہ بھی سب
ں کر خدا کے راستہ میں کوشش کریں اور
حباب جماعت میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
ہ سے کوئی مانگنے آئیگا تو میں دوں گا یہ
ی عادت نہ ہے جس فرض کو اپنے ذمہ
یا ہے نہایت ذمہ داری سے اسکو ادا
رو۔ اگر جماعت میں سے سو آدمی بھی ایسا
یدا ہو جائے جو یہ قربانی کرے تو کس قدر
جماعت دنیا میں کام کر سکتی ہے جس قدر
پ خدا کے راستہ میں قربانی کریں گے
ی قدر خدا کے افضال بھی آپ پر نازل ہونگے

ین کو دنیا پر مقدم کرو اس وقت تم نے دنیا میں
بلیغ کی ایک زبردست بنیاد رکھدی ہے
بسا نہ ہو تمہاری سستی کی وجہ سے وہ
یاد ضائع ہو جائے میں فرداً فرداً بھی لوگوں
خط لکھوں گا کہ خدا کا دین اس وقت مشکلات
ں ہے ان مشکلات کو دور کرنے کے
لئے قربانی اور جد و جہد کی ضرورت ہے
بسا نہ ہو کہ ہم پر بھی وہی بات وارد ہو جائے
ہم نے خدا کی قدر نہیں کی جو اس کی
رکرنے کا حق تھا دین کو دنیا پر صحیح معنوں
ں مقدم کرو دنیا کی ضروریات تو کبھی
ری نہیں ہوتیں ہم نے پانچ ہزار ماہوار
انے والے بھی دیکھے ہیں ان کا پیٹ
ھی نہیں بھرتا دس ہزار ماہوار کمانیوالے
ی دیکھے ہیں ان کا پیٹ بھی نہیں بھرتا
ور اگر بھرنے لگتا ہے تو دس پندرہ
وپیہ ماہوار میں بھی بھر جاتا ہے یہ تو
ل کا سوال ہے۔ جماعت میں اور
ھی لوگ ہیں جو اپنی آمد کا دسواں حصہ
یتے ہیں میں نے صرف چار آدمیوں کا
س لئے ذکر کیا ہے کہ اگر مالی لحاظ سے
س معمولی حیثیت کے لوگ انجمن کی معمولی
مد کا ساتواں حصہ دے سکتے ہیں تو اگر
ساری جماعت اپنی پوری قوت صرف
رے تو کتنا کام ہو سکتا ہے۔

یہ اسلام کو پھیلانے کا وقت ہے میں جہاں کوشش کروں گا کہ لوگوں کو اس طرف توجہ
لاؤں میں آپ سے بھی درخواست کرتا
ہوں کہ آپ بھی اپنی جگہ اپنے عزیزوں
اور دوستوں کو سمجھائیں کہ اس وقت
خدا کے دین کو ان قربانیوں کی ضرورت
ہے اگر ہم نے اس وقت سستی سے

آنحضرت صلعم کی شخصیت تاریخ عالم میں (قسط نمبر ۳)

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

ربوبیت کے بعد یہ امر قابل غور ہے کہ
کیا انبیاء علیہم السلام غیر معمولی طاقتوں کے
مالک ہوتے ہیں۔ کیا خدائی کارخانہ میں ان
کو خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ کیا جزا و سزا
میں ان کا کوئی دخل ہوتا ہے۔ کیا انکو علم غیب ہوتا
ہے۔ نفع و ضرر پر ان کا کوئی اقتدار اور تصرف
ہوتا ہے۔ کیا لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے
ان کی مرضی اور صلاح مشورہ سے ہوتے
ہیں۔ کیا وہ خیر و شر کے مالک ہوتے ہیں۔
بالعموم انبیاء اور مرسلین کے متعلق ان کے
اپنے معتقدین اور متبعین ان امور کا جواب
اثبات میں دیتے رہے ہیں لہذا لوگوں نے
آنحضرت صلعم سے بھی عجیب غریب مطالبات
کئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے

وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا
من الارض ينبوعاً او تكون لك
جنة من نخيل وعنب فتفجر
الانهار خللها تفجيراً۔ او
تسقط السماء كما زعمت علينا
كسفاً او تاتي بالله والملئكة قبيلا
او يكون لك بيت من زخرف
او ترقى في السماء۔ ولن نؤمن
لرقيك حتى تنزل علينا كتاباً
نقرؤه۔ قل سبحان ربي هل
كنت الا بشراً رسولا۔

ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے
یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے
چشمہ نہ بہا دے یا تیرا کھجوں اور انگوروں
کا باغ ہو پھر تو اس کے اندر نہریں بہا دے
یا تو آسمان کو جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے ہم پر گرا دے یا تو اللہ اور
فرشتوں کو سامنے لے آئے یا تیرا سونے
کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے لیکن ہم تیرے
چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے یہاں تک کہ تو ہم
پر کتاب اتارے جسے ہم پڑھ لیں۔ کہو
تیرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک انسان
رسول ہوں۔

نبی کو بغیر اذن الٰہی دوسروں کو ضرر
سے بچانا تو درکنار خود اپنے آپ سے بھی
ضرر دفع کرنے کی قدرت نہیں۔ چنانچہ
قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :۔

ان يمسسك الله بضر فلا كاشف
له الا هو۔ وان يمسسك بخير
فهو على كل شئ قدير۔ یعنی اللہ
اگر تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو اس کے
سوا کوئی اسکو دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ
تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر
قادر ہے۔ دوسری جگہ فهو على كل
شئ قدير کی جگہ فلا راد لفضله

کے الفاظ آتے ہیں۔ یعنی حقیقی نفع و نقصان
پہنچانے والی وہی ذات یکتا ہے۔

پھر قرآن کریم نے یہی الفاظ آنحضرت
صلعم کے منہ سے کہلوا کر صاف بتلا دیا کہ
نفع و نقصان کے پہنچانے میں آنحضرت
صلعم کا بھی کوئی اختیار نہیں۔ قرآن کریم
ارشاد فرماتا ہے :۔

قل لا املك لنفسي ضراً ولا
نفعاً الا ما شاء الله

قل لا اقول لكم عندي خزائن
الله ولا اعلم الغيب ولا اقول
لكم اني ملك۔ ان اتبع الا ما
يوحى الي۔

یعنی قرآن کریم کی اتباع آنحضرت صلعم
پر اسی طرح واجب اور فرض ہے جس طرح
کسی دوسرے مسلم پر۔ بلکہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا انا اول المسلمين یعنی میں ہی
ان احکام کو سب سے پہلے ماننے والا ہوں۔

پھر نبی علم غیب نہیں رکھتا۔ چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے ولو كنت اعلم الغيب
لاستكثرت من الخير وما
مسني السوء ان انا الا نذير وبشير
لقوم يؤمنون۔ یعنی اگر میں (یعنی
آنحضرت صلعم) علم غیب رکھتا تو اپنے
لئے بھلائی ہی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے
کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن واقعات بتاتے
ہیں کہ آنحضرت صلعم کو تکالیف بھی پہنچیں
اور بڑے بڑے مصائب بھی برداشت کرنے
پڑے جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کو
علم غیب حاصل نہ تھا۔ اور آپ کی پوزیشن
بدی اور نافرمانی کے بد انجام اور سزا سے
ڈرانا اور نیکی اور فرمانبرداری کے نیک انجام
اور جزا کی بشارت اور خوشخبری دینا ہے
نبی کا حساب و کتاب اور جزا و سزا
میں بھی کچھ دخل نہیں۔ اس کا کام صرف
پیغام پہنچانا ہے۔

ما عليك من حسابهم من شئ
وما من حسابك عليهم من شئ
فانما عليك البلاغ وعلينا الحساب
یعنی نبی کا کام صرف پیغام کا پہنچانا ہے
حساب لینا اللہ کا کام ہے۔ فذكر
انما انت مذكر لست عليهم
بمصيطر ۔۔۔۔۔۔۔ ان الينا
ايابهم ثم ان علينا حسابهم۔
اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے
۔۔۔۔۔۔۔ ما انت عليهم بوكيل
انك لا تسمع الموتى ولا تسمع
الصم الدعاء اذا ولوا مدبرين۔
وما انت بهدى العمى عن ضلالتهم

ترجمہ:۔ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ
بہروں تک آواز پہنچا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ
پھیر کر لوٹ جائیں اور نہ تم اندھوں کو
گمراہی سے نکال کر سیدھے راستہ پر
ڈال سکتے ہو۔

اس قسم کی بیشمار آیات پائی جاتی ہیں جن
سے معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلعم کا رتبہ
اور اعلیٰ مقام اس وجہ سے نہیں کہ ان کی
ذات یا شخصیت کو اللہ تعالیٰ سے کوئی خاص
تعلق ہے بلکہ اس وجہ سے کہ انھوں نے
اس وحی کی بدرجہ کمال اور اتم پیروی کی
جو آپ پر نازل کی گئی۔ ملاحظہ ہوں مندرجہ
ذیل آیات۔

ولئن اتبعت اهواءهم
من بعد ما جاءك من العلم انك
اذاً لمن الظالمين۔

ولئن اتبعت اهواءهم بعد
الذي جاءك من العلم ما لك
من الله من ولي ولا نصير

۔ پھر یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس
وحی اور حکم الٰہی کی نافرمانی کروں تو میں خود
عذاب عظیم سے ڈرتا ہوں :۔

قل ما يكون لي ان ابدله من
تلقاء نفسي ان اتبع الا ما يوحى
الي۔ اني اخاف ان عصيت ربي
عذاب يوم عظيم۔ (باقی دارد)

ایک ضروری تصحیح (پیغام صلح مورخہ)

۱۰-اپریل سنہ ۶۶ء میں ادارہ تعلیم قرآن کی
رپورٹ میں بجائے خان فضل الرحمان
خان صاحب پشاور اسلامیہ کالج کے نام
کے پروفیسر محمد فاضل صاحب کا نام
غلطی سے لکھا گیا ہے یہ -/۱۰۰ روپے
کی رقم ادارہ تعلیم قرآن میں خان
فضل الرحمن خان صاحب کی طرف سے
شمار ہونی چاہیئے۔ احباب اپنے اپنے
پرچہ میں اس کی صحت فرمالیں۔ ہم
خان صاحب موصوف سے معافی چاہتے
ہیں کہ ان کے معاملہ میں ہم سے غلطی ہوگئی
اور ان کی بجائے دوسرا نام تحریر میں آگیا۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

۴ کام لیا تو آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں
ملامت کریں گی اور جب ہم خدا کے حضور
حاضر ہوں گے تو اس وقت ہم کیا جواب
دیں گے ایسا نہ ہو کہ اس وقت ہمیں
شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑے۔ یہ
وقت ہے دنیا میں اسلام کو پھیلانے
کا اس وقت تمہارا کوئی خیراتی کام
اتنا ضروری نہیں جتنا کہ خدا کے کلام کو
دنیا میں پھیلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم
سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین۔

ہماری تبلیغی کوششیں

ہمارے آنریری مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر آنریری مبلغین پر جن اصحاب نے لبیک کہا ہے انھوں نے اپنے فارغ اوقات میں عملاً تبلیغی کام شروع کر دیا ہے یا کم از کم جو دوست پہلے سرگرم عمل تھے انھوں نے دفتر تبلیغ کی درخواست پر اپنی سرگرمیوں کی مختصر روئدادیں بھیجنی شروع کر دی ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے:۔

گیا (بہار) میں ہمارے ایک دوست ایم۔ اے صمد صاحب ایم اے سب جج ہیں، ان کو تبلیغ کا بہت شوق ہے بکسد آنریری مبلغین میں انھوں نے اپنا نام دیا ہوا ہے گذشتہ ماہ انھوں نے اپنے فارغ اوقات میں جو کام کیا اس کی رپورٹ درج ذیل ہے:۔

یکم مارچ سے ۱۰ر مارچ تک بمقام ٹکاری رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں انگریزی کتب اسکول کی لائبریری میں دی گئیں اور ہندی پمفلٹ ہندوؤں میں تقسیم کئے۔ اردو پمفلٹ مسلمانوں میں تقسیم کئے اور بذریعہ گفتگو ان غلط فہمیوں کو جو عوام میں آج ہیں اور جن کو قادیانیوں نے اور بھی مستحکم کر دیا ہے دور کرنے کی کوشش کی گئی اور کامیابی ہوئی بفضلہ حضرت امیر کے نام گرامی سے اسلام کی خدمت کے باعث دیہاتوں میں بھی لوگ واقف ہیں اور انگریزی دان احباب نے اور دیگر انگریزی پمفلٹ کو بخوشی لیا۔ اور دلچسپی کا اظہار کیا۔

(۲) ۱۶ر مارچ کو اورنگ آباد جانیکا موقعہ ملا۔ اور بذریعہ گفتگو تبلیغ کا موقعہ ملا

(۳) ۲۴ر مارچ کو بسلسلہ تقریب شادی .... بمقام اللہ گنج گئے اور کل واپس آئے۔ اس تقریب میں معزز احباب تشریف لائے تھے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے سلسلہ گفتگو میں مذہب کا ذکر کیا کہ آج کل لوگ مذہب کو چھوڑ رہے ہیں اس سلسلہ میں احمدیت کا تذکرہ بھی نکل آیا۔ ہم نے اردو پمفلٹ ان لوگوں کو دیا کہ پہلے پڑھیں اور پھر اعتراض کریں۔ پمفلٹ دیکھنے کے ساتھ ہی ایک صاحب نے کہا کہ آپ بھی قادیان والی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ سب گدی نشینی ہے ہم نے کہا اس پمفلٹ میں سے پہلے آپ میاں بشیر الدین صاحب کے نام کھلی چٹھی پڑھیں تب ہمیں قادیانی تبلیغ کا ذمہ دار ٹھہرائیں چنانچہ ان لوگوں نے دلچسپی سے پڑھا۔ لوگوں کی تشفی ہوئی کہ اصل احمدیت وہ نہیں جو قادیانی پیش کرتے ہیں صرف

ان میں سے ایک شخص کو دوسرے کمرے میں یہ کہتے سنا کہ کتابیں بڑی چالاکی سے لکھی گئی ہیں۔ ان کے خیال میں ہم سن نہیں رہے تھے۔ مگر میں نے انہیں جواب دیا کہ افسوس ہے کہ آپ الزام لگاتے ہیں اور ہمارے جواب کو سن کر یہ کہتے ہیں کہ غلط کہتے ہیں۔ شریعت کے رو سے آپ کو یہ حق نہیں کہ زبردستی کہیں کہ ہمارے دل میں کچھ اور ہے اور ہم کہتے کچھ اور ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ زیادہ لوگ جو اچھے ہیں اور اس غلط فہمی کا شکار تھے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اب سمجھ گئے کہ یہ غلط ہے۔ ایک گدی نشین صاحب نے جو بہت معمر ہیں صاف طور سے کہدیا کہ جزوی نبوت کا دعوےٰ صوفیوں نے بھی کیا ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ کفر کا فتوےٰ دیا جائے۔ رات کو ایک مجلس تھی جس میں یہ غزل سنائی گئی جس کا ایک مصرع تھا ؎

نبی اب دوسرا دنیا میں پیدا ہو نہیں سکتا

مجلس ختم ہونے کے بعد ہم نے مسیح موعود کا یہ شعر سنایا:۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

اس کے بعد اور اشعار بھی پڑھے جس نے انھوں نے کہا بزمن ہیستم رسول نیاوردہ ام کتاب بفضلہ اچھے دماغ والوں پر اچھا اثر ہوا۔

سری نگر میں ہمارے ایک پرجوش نوجوان محمد عبد الرحمٰن صاحب متعلم بی۔ ایس سی ہمیشہ سرگرم تبلیغ رہتے ہیں، ان کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تعلیم یافتہ دوست کو انھوں نے دین پر کاربند ہونے اور خدمت دین بجا لانے کی دعوت دی جس پر ان سے مسئلہ جہاد اور علیحدہ جماعت بنانے کے مسائل پر کافی گفتگو اور تبادلۂ خیالات ہوا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے لٹریچر کے مطالبہ پر انہیں دو کتابیں دی گئیں انھوں نے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اس کے علاوہ ۶ر فروری کو مجلس شبان الاحمدیہ میں "حضرت مرزا صاحب اور ان کا مشن" کے موضوع پر ایک طویل تقریر کی اس تقریر میں ۵، ۶ غیر از جماعت اور ایک قادیانی دوست بھی موجود تھے ایک دہریہ سے ہستی باری تعالیٰ اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر بحث ہوئی، محلہ کی مسجد میں مسئلہ معراج، وفات مسیح اور مسیح کی قبر پر کافی لوگوں کے مجمع میں جن میں اہل سنت اور اہل حدیث جمع تھے روشنی ڈالی گئی، اور ان کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے کئی لوگ وفات مسیح کے قائل ہو گئے کالج کے پانچ دوست زیر تبلیغ ہیں، ان سے ※

※ کسی نہ کسی مسئلہ پر بات چیت ہوتی رہتی ہے پچھلے دنوں تحریک احمدیت کے آغاز اور مسئلہ نبوت مسیح موعود اور قادیانی جماعت کے غلو پر بات چیت ہوئی، ایک ایم اے ہندو جو کسی بیرونی کالج کی پروفیسری چھوڑ کر فقیر ہو گیا ہے، اس سے حضوری باغ میں ملاقات ہوئی وہ ہستی باری تعالیٰ کا قائل نہیں اس موضوع پر اس سے گفتگو ہوئی، لیکن اس نے زیادہ دیر بات نہ کی اور عدیم الفرصتی کے بہانہ سے چھٹکارا حاصل کیا۔ تاہم خیال ہے کہ وہ کم از کم خدا کے بکلی انکار کے دائرہ سے نکل کر ممکنات کے عالم میں پہنچ گیا ہے وہاں کچھ اور دوست بھی تھے جن کا ایمان قرآن پر تازہ ہو گیا، کالج کے طلباء میں دن بدن احمدیت کی طرف رغبت بڑھ رہی ہے، ایک دوست نے پوچھا کوئی نسخہ بتاؤ جس سے تعلیم میں دل لگ جائے اسکو دعا کی طرف توجہ دلائی اور ضمناً حضرت مسیح موعودؑ کے زندہ ایمان اور عظیم الشان کام کا ذکر کیا جس کو اس نے توجہ سے سنا اور تسلیم کیا کہ حضرت مرزا صاحب بہت عظیم الشان انسان اور ولی اللہ تھے، عموماً اسی قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور طلباء کہتے ہیں کہ جونہی مذہب کا نام آتا ہے تم شیر کی طرح گرجتے ہو، خدا کے فضل سے سری نگر میں ہمارا قدم ترقی کی طرف جا رہا ہے

الفضل کے جھوٹے اور جعلی اعلان کی تردید

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۸ر اپریل کے الفضل میں جناب والد صاحب اور خاکسار کی طرف سے دو علیحدہ علیحدہ معافی نامے شائع ہوئے ہیں آج تک کسی قادیانی بزرگ نے تو وہ اخبار ہمیں نہیں دکھایا کیونکہ اس سے ان کی راستبازی کا اظہار ہوتا تھا۔ میں الفضل اور اس کے صادق مضمون نگار کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس کے پاس خاکسار کی کوئی تحریر موجود ہے تو وہ اس کا فوٹو شائع کرے ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید سے ڈرے خدا گواہ ہے کہ میں نے قطعاً کوئی تحریر نہیں لکھی نہ کسی سے لکھوائی نہ کسی تحریر پر دستخط کئے نہ کسی قادیانی نے مجھ سے کوئی بات اس معاملہ میں کی نہ میں نے کسی کو اس کے متعلق کوئی اجازت دی ہے پیغام صلح میں شائع ہونیوالے دونوں اعلانات ہمارے تھے جو جناب والد صاحب قبلہ نے اپنے قلم سے لکھے تھے اور میرے اعلان پر میرے دستخط تھے جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب قمر کی اس میں کوئی شرارت نہ تھی نہ ہے اور نہ وہ اس طرح شرارت کر سکتے ہیں جس طرح الفضل اور اس کے نامہ نگار نے کی ہے یہ بھی جھوٹ ہے کہ جناب والد صاحب کا اخراج لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کے ساتھ کرنے کی وجہ سے ہوا اگر اس وجہ سے اخراج ہوتا تو اس وقت ہوتا جب انھوں نے اپنی بڑی لڑکی کا رشتہ پائل غیر احمدی سے کیا تھا اس وقت خلیفہ [illegible] یہی تھے سب نے نکاح میں شمولیت کی کھانا کھایا اور نکاح پڑھا۔ علاوہ ازیں وزیر علی سقہ۔ ابرتی سقہ محمود پور ماڑی کے بیسیوں لوگوں نے اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو دیں اور اب تک [illegible] رہے ہیں سیکرٹری صاحب مروڑ ہی نے تین لڑکیاں غیر احمدیوں کو دیں ان میں سے کسی کا آج تک اخراج نہیں ہوا۔ اگر ہوتا ان جماعتوں کے نام ہی رہ جاتیں آدمی شاید ہی کوئی نظر آئے اس سے ثابت ہوا کہ محض رشتہ کی وجہ سے نہ امیر جماعت کسی کو خارج کرتا ہے اور نہ خلیفہ صاحب کسی کو خارج کرتے ہیں اخراج کا شوشہ صرف اس شخص کے خلاف چلایا جاتا ہے جو ان پر سچے اعتراض کرے یا ان کے اندرونی حالات سے آگاہ ہو جائے یہ بھی بالکل غلط ہے کہ جناب قمر صاحب نے لڑکے سے کوئی جعلی تحریر اس کے احمدی ہونے کی لکھوائی وہ تحریر بعینہ نامہ تھی جو ہمارے پاس موجود ہے اس میں لڑکے کے احمدی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق کوئی ذکر نہیں یہ طریقہ انہی لوگوں کا ہے جو آج تک اس پر عمل کر رہے جس کی تازہ مثال ابراہیم کی تیسری لڑکی کا نکاح ہے کہ چند روز پیشتر بیعت کا خط لکھوایا اور پھر نکاح کر دیا۔ قادیانی کذب بیانیوں کی طرح اس میں بھی ایک [illegible] نہیں کہ میری ہمشیرہ کا رشتہ کرنے میں [illegible] اور محرجنج کا دخل تھا ان میں سے کوئی [illegible] بھی لڑکے یا اس کے کسی رشتہ دار سے [illegible] وہ لڑکا میرا ماموں زاد بھائی ہے رشتہ داری کی وجہ سے ہم نے خود یہ رشتہ کیا تھا مگر اس [illegible] سے ہمارا اخراج نہیں ہوا یہ اخراج کا [illegible] ہمارے اعلانات کے بعد امیر جماعت نے ایک ناقابل ذکر واقعہ کے خلاف اظہار کرنیکی وجہ سے بنایا گیا مضمون ہذا سے جناب والد صاحب کا بھی اتفاق ہے اس لئے انھوں نے اپنے قلم سے لکھا ہے اور ان کے دستخط ہیں۔ فقط تحریرہ ۲۰ اپریل

بقلم خود حبیب احمد کاتب تحریر ہذا۔ [illegible] سامانہ۔ یہ تحریر ہمارے سامنے لکھی گئی اور دستخط ہوئے

گواہ شد۔ اللہ دیا حمار حنفی۔ گواہ شد [illegible]

(نشان انگوٹھا)

گواہ شد۔ محمد الیاس سقہ (نشان انگوٹھا)

اقتباسات

ہندوستانیوں کی بے قیمت زندگی

امریکہ کو ایک وفد غذائی صورت کو بہتر کرنے کے۔ لئے ہندوستان سے گیا تھا۔ اس وفد کے ایک ممبر مسٹر منی لال نیناوتی نے امریکہ سے روانہ ہونے وقت ایک بیان میں فرمایا۔ "میں امریکہ سے مایوس لوٹ رہا ہوں۔ امریکہ کا کچھ ایسا خیال معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آبادی زیادہ ہے۔ اگر کچھ آدمی مر بھی گئے تو کوئی حرج نہیں۔ مشترکہ غذائی بورڈ ہمارے ۱۴ لاکھ ٹن کے مطالبہ کو مان گیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ جون تک یہ مقدار دی جاسکے گی۔ بورڈ نے پھر یہ کہا کہ فیصلہ نہیں ہے۔ امریکہ ہندوستان کے مقابلہ میں یورپ اور جاپان کا زیادہ ہمدرد نظر آتا ہے زراعتی سیکرٹری امریکہ کا بیان میں یہ کہنا کہ ہندوستان کی حالیہ بارش سے خوراک کی حالت بہتر ہو گئی ہے، عجب بات معلوم ہوتی ہے وہ زراعتی ماہر ہو کر یہ نہیں جانتے کہ اب اپنج بارش سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایسے ذمہ دار لوگ بھی ایسی باتیں کر سکتے ہیں"

اس بیان میں سب سے مزیدار بات یہ ہے کہ امریکن پبلک کے خیال میں اگر ہندوستان کے لوگ آئندہ قحط میں مر بھی جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس ملک کی آبادی زیادہ ہے۔

امریکن لوگوں کے اس خیال کی موجودگی میں اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ جن کے لئے ہم نے جنگ میں قربانیاں کیں اور جن کو جاپان کے سفاک ہاتھوں سے بچایا۔ ہماری زندگی کی کیا قیمت سمجھتے ہیں۔ اور ہم ان سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟

ریاست

اخباروں کے کاغذ کا کوٹا

چھ سال تک لوگ اس توقع میں رہے کہ جنگ ختم ہو گی۔ تو ہماری مصیبتیں بھی ختم ہو جائیں گی خوراک پوشاک کی چیزیں قبل جنگ کی طرح آزادانہ ملنے لگیں گی۔ اور کنٹرول موقوف ہو جائے گا۔ اخبارات اس امید میں تھے کہ جنگ کے بعد غیر ملکوں سے اخباری کاغذ آنا شروع ہو جائے گا اور ہماری مشکلات آسان ہو جائیں گی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اصل مصیبتوں کا سلسلہ جنگ کے بعد شروع ہونیوالا ہے آج سے چھ ماہ قبل یہ کہا جاتا تھا کہ مارچ اپریل یا زیادہ سے زیادہ جون تک کاغذ کا کنٹرول ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ملک میں کاغذ کی قلت کے پیش نظر اخباروں کا کوٹا پچیس فی صدی کم کر دیا گیا ہے۔ اس سے قبل اخبارات اپنی اشاعت میں اضافہ کرنے کے بجائے اس کو گھٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور اب تو یہ کیفیت ہے کہ "غزازی فہرست" اور "تیا دلہ" کے پرچے بھی بند نہیں کئے جا رہے ہیں بلکہ بعض ایجنٹوں کو بھی لکھا جا رہا ہے کہ آئندہ آپ کو پہلے کی نسبت نصف پرچے مل سکیں گے۔ یہ ممکن تھا کہ پچیس فیصدی تخفیف کو بھی کسی نہ کسی طرح برداشت کر لیا جاتا۔ لیکن تازہ قصہ یہ ہے کہ کاغذ کے تاجروں نے صاف لکھ دیا ہے کہ بحالات موجودہ ان کے پاس اتنا کاغذ بھی موجود نہیں کہ ۲۵ فیصدی کم کر کے مہیا کر سکیں بلکہ وہ اس میں مزید پچاس فیصدی کی کمی کر دیں گے تا آنکہ ان کے پاس کاغذ آجائے یعنی جس اخبار کو چار ٹن کاغذ ملتا تھا اسکو حکومت نے ۲۵ فیصدی تخفیف کے تحت تین ٹن کا کوٹا دیدیا۔ اور اب تاجر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ تین ٹن میں سے ہم صرف ڈیڑھ ٹن دے سکتے ہیں خیال فرمایئے اخبارات کی دشواریاں کس ناقابل برداشت حد تک پہنچ چکی ہیں، اب معلوم نہیں کیا ہو گا ناشے کئے جائیں گے یا اخباروں کے صفحے کم کئے جائیں گے یا ایجنسیاں بالکل بند کر دی جائیں گی بہرحال یہ چند سطور اپنے قارئین کی اطلاع کے لئے لکھنا ضروری تھا تاکہ وہ ہماری مجبوریوں کو پیش نظر رکھیں، اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائیں۔ (انقلاب)

(بقیہ اداریہ ص۳)

کرکے ہندو کے تسلط سے بچنے کی کوشش رہ کر ہیں یہ تسلط ہر رنگ میں ان کے مذہب اور ان کے کلچر کے لئے خطرناک ہے مسلمانوں کے اس متحدہ جذبہ کو قوم فروشی اور ہندو دشمنی کا نام دینا واضح حقائق سے آنکھیں بند کرنا ہے۔ اگر سکھ قوم نے مسلم لیگ نے اس مطالبہ کی صحیح روح کو سمجھنے کی کوشش نہ کی تو اس کے لیڈروں پر اچھی طرح واضح ہونا چاہیئے کہ یہ قوم بھی ہندو قوم کے سیاسی تسلط سے محفوظ نہیں رہے گی اور اس کا مذہب بھی ہندو مت میں جذب ہو جائے گا۔ یہ وقت اشتعال انگیزی کا نہیں اور نہ سطحی اور عامیانہ باتوں میں الجھنے کا وقت ہے بلکہ معاملات کو صحیح طور پر سمجھنے کا وقت ہے مسلم لیگ کی موجودہ سیاسی کشمکش میں سکھ قوم کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور سکھوں کی اقلیت کی سیاسی بقا اور حفاظت کا سامان بھی اس میں موجود ہے کاش کہ وہ عامیانہ باتوں سے ہٹ کر اس پر غور کریں اور اس انقلابی دور میں اپنے لئے کوئی صحیح راستہ معین کریں جو بالآخر اس قوم کی زندگی اور اس مذہب کی بقا کے لئے مفید ثابت ہو۔

رفتار عالم

—— شملہ ۴ رمئی معلوم ہوا ہے کہ تین پارٹیوں کی کانفرنس قصر وائسرائے کی نچلی منزل کے اسی کمرے میں ہو گی جس میں وائرلیس لگا ہوا ہے یہ کمرہ اس کمرہ سے بالکل علیحدہ ہے جہاں ۱۹۴۵ء میں کانفرنس ہوئی تھی۔ اخباری فوٹو گرافروں کو کانفرنس میں شامل ہونیوالوں کی کیفیت اجتماع کا فوٹو لینے کی اجازت ہو گی۔

—— شنگھائی ۴ رمئی۔ امریکہ کی قحط ایمرجنسی کمیٹی کے صدر مسٹر ہربرٹ ہوور نے آج رات اخباری نمائندوں کو بتایا کہ اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ لاکھوں چینی بھوک سے تڑپ تڑپ کر جانیں دے رہے ہیں۔ اگر قحط زدہ غذائی علاقوں کو امداد نہ ملی تو غالباً چند ہفتوں کے اندر تمام دیہات میں لوگ بھوک سے لقمہ اجل ہو جائیں گے۔

آپ نے فرمایا ملک کے اندرونی حصوں میں وسائل نقل و حمل کی قلت کا مسئلہ نازک صورت اختیار کر لیا ہے۔ مسٹر ہوور نانکنگ میں جنرل چیانگ کائی شیک اور امریکہ کے خاص ایلچی جارج مارشل کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد ہفتہ کی صبح کو کوریا روانہ ہو گئے

—— شملہ ۴ رمئی۔ آج جونہی مسٹر جناح یہاں تشریف لائے نوجوان مسلم لڑکیوں جو پاکستان کے نعرے لگا رہی تھیں اور متعدد مسلم خواتین کا ایک جلوس ان کا خیر مقدم کرنے کے لئے ان کی جائے سکونت پر پہنچا مسٹر جناح باہر تشریف لاتے اور ان سے چند منٹ تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد یہ جلوس منتشر ہو گیا۔

—— نیویارک ۳ رمئی۔ ایک بیمہ کمپنی نے اندازہ لگایا ہے کہ اس جنگ میں دوال متحارب کے کوئی ایک کروڑ جوان ہلاک ہو چکے ہیں ان میں سے ۶۲ لاکھ محوریوں کے اور ۳۸ لاکھ اتحادیوں کے ہیں۔ جنگی میدانوں میں ساڑھے تیس لاکھ جرمن کام آئے۔ آج تک کسی ایک قوم کے اتنے افراد میدان جنگ میں کبھی کام نہیں آئے تھے۔ جاپانی مقتولین کی میزان ۱۵ لاکھ ہے جرمنی کی حلیف اقوام کے ۲ لاکھ ۵۴ ہزار نوجوان ہلاک ہوئے ان میں رومانیہ کے ایک لاکھ ہنگری کے ۷۵ ہزار اور فن لینڈ کے ۵۰ ہزار شامل ہیں بلغاریہ کا نقصان جان بہت کم ہوا۔ روس کے تیس لاکھ جوان مارے گئے۔ یہ اتحادیوں کے کل مقتولین کا ۴/۳ حصہ ہے سلطنت برطانیہ کے مقتولین کی تعداد پونے چار لاکھ کے درمیان ہے امریکہ کے سوا تین لاکھ جوان ہلاک ہوئے۔

—— شملہ ۴ رمئی مسلم لیگ کے قائد اعظم محمد علی جناح کے ورود شملہ کے بعد گورا مکر کانفرنس میں شامل ہونے والے سب لیڈر پہنچ گئے ہیں۔ قائد اعظم۔ نواب زادہ لیاقت علی خاں۔ اور سردار عبد الرب نشتر آج موٹر کے ذریعہ ایک بجے شملہ پہنچ گئے۔ دہلی سے انبالہ تک یہ لیڈر ہوائی جہاز کے ذریعہ آئے تھے۔ قائد اعظم کی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح آپ کے ہمراہ تھیں کارٹ روڈ پر مسلمانان شملہ نے قائد اعظم کا پر جوش خیر مقدم کیا۔ قائد اعظم "یار وز" میں تشریف لے گئے "یارو ز" سیسل ہوٹل کے بالکل قریب ایک وسیع کوٹھی ہے سر تیج بہادر سپرو۔ سر بی۔ ایل متر۔ سر علی امام۔ سر محمد شفیع اور سر این۔ این سرکار (حکومت ہند کے سابق لاممبر) اس کوٹھی میں رہ چکے ہیں اس کوٹھی میں رہنے والے آخری انگریز کونسلر سر فیروز خان نون تھے

مسٹر گاندھی۔ پنڈت نہرو، اور راشٹرپتی آزاد بھی شملہ پہنچ چکے ہیں۔ گول میز کانفرنس کل شروع ہو گی۔

گفت و شنید کی بنیاد وہی سکیم ہو گی جس کے اہم نکات وزیر ہند نے اپنے اس خط میں بیان کر دیئے ہیں جو لارڈ پیتھک لارنس نے صدر مسلم لیگ اور صدر کانگرس کو لکھے۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ دہلی کی گفت و شنید محض تمہیدی تھی اور اس سے صرف یہی فائدہ حاصل ہوا ہے کہ وزارتی مشن کو دونوں پارٹیوں کے لیڈروں سے مل کر بالمشافہ ان کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

—— شملہ ۶ رمئی بدھ تک شملہ کانفرنس کے التواء کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے اب یہ کانفرنس بدھ کو تین بجے بعد دوپہر منعقد ہو گی۔ تاکہ دونوں پارٹیوں کو ان مسائل پر سوچ بچار اور بحث و تمحیص کا موقعہ مل سکے جو کانفرنس میں زیر غور تھے۔ آج رات مسٹر گاندھی نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ پنڈت نہرو اور راشٹرپتی آزاد آج کا اجلاس ختم ہونے سے ۲۵ منٹ بعد بھی وائسریگل لاج میں ٹھہرے رہے۔

آج کانفرنس کے دو اجلاس منعقد ہوئے پہلا اجلاس صبح ساڑھے گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ دوسرا اجلاس ۴ بجے شام سے چھ بجے شام تک جاری رہا۔

—— طہران ۴ رمئی۔ آقائے کریم رشتی کو آج گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے خلاف وہی الزام لگائے گئے ہیں جو سابق چیف آف جنرل سٹاف، جنرل عارفہ۔ زمانہ قبل از جنگ کے وزیر اعظم سید ضیاء الدین ان کے بھائی طباطبائی پر لگائے گئے تھے۔ آقائے کریم رشتی شاہ ایران کے مشیر ہیں۔

جنرل عارفہ کے خلاف یہ الزام بھی عائد ہوا تھا کہ وہ انگریزوں کے حامی ہیں۔

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۳ رجمادی الثانی ۱۳۶۵ھ م - ۱۵ مئی ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۰

احادیث الرسول الامین

(۱) من احتکر فھو خاطئی۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ والترمذی۔

جو شخص اس غرض سے غلہ جمع کرکے روک رکھے کہ نرخ بڑھنے پر بیچے تو وہ خطا کار ہے۔

(۲) نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتلقی الجلب فمن تلقی فاشتراہ فاذا اتی سیدہ السوق فھو بالخیار اخرجہ البخاری۔ والمسلم وابوداؤد، والنسائی والترمذی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ سے آگے جاکر (شہر سے باہر) ملنے سے منع فرمایا ہے (کیونکہ قافلہ کو منڈی کے بھاؤ کا علم نہیں) اور جو شخص آگے جاکر قافلہ سے مل کر خرید و فروخت کرے پھر جب مالک بازار (منڈی) میں آئے (اور اسے بھاؤ کا علم ہوجائے) تو اس کو اختیار رہے (کہ بیع فسخ کردے یا قائم رکھے)

(۳) نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع الرجل طعاماً حتی یستوفیہ قال طاؤس قلت لابن عباس کیف ذالک قال ذالک دراھم بدراھم والطعام مرجاء۔ بخاری۔ مسلم۔ ابوداود۔ ترمذی نسائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کی ایسی بیع سے منع فرمایا (جو قبل قبضہ کے وقوع میں آئے (سٹہ بازی) طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ یہ کیوں (ناجائز ہے) انھوں نے کہا اس لئے کہ یہ تو گویا روپیہ کو روپیہ کے ساتھ بیچنا ہے۔ کیونکہ غلہ تو بہت دیر کے بعد ہاتھ آئیگا۔

(۴) وعن حکیم بن حزام رضؓ قال قلت یا رسول اللہ ان الرجل لیاتینی فیرید منی البیع ولیس عندی ما یطلب افابیع منہ ثم ابتاعہ من السوق قال لاتبع ما لیس عندک۔ بخاری۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ مالک

حکیم ابن حزام رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم بعض اشخاص میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے خریدنے کا ارادہ کرتے ہیں حالانکہ وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی جو ان کو مطلوب ہے تو کیا میں ایسی شئے کا سودا کرلوں۔ پھر بازار سے خرید کر ان کو دے دوں) آپ نے فرمایا کہ تم ایسی چیز کا سودا نہ کرو جو تمہارے پاس (سٹاک میں) موجود نہ ہو۔

غلام قادر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت کو ہدایات

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی ... کے ایسے قائل ہوجاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب ... اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور ... اس کے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ ... تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل ... تصنع دور ہوجائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے ... تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہوجائے کہ جیسے ... بچہ اپنی ماں سے محبت رکھتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے۔ اس آیت ... یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے ... ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنا چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کے آزار کے عوض میں تو اس کو راحت پہنچاوے اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ کہ تو جو ... اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی ... کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے ... ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے ... یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا ... درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے ... بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر کسی پیش نہاد رکھنے کسی قسم کے شکر گذاری یا ... قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے باستثنا اس شخص ... کہ بعد اس کے خدا تعالےٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور ... کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہوگیا ... اس کو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی ... یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا یا وساوس و حرکات ... عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے ... کی پروا نہ کرو۔ چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نظر آوے ... تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے۔ اور خدا تعالےٰ کی بزرگی تم میں قائم ... اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول مت کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور ... پابند ہوجاؤ اور اپنے مولےٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور ... کے لئے سارے دکھ اٹھالو۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

شکریہ مخدوم و محترم خان بہادر جناب عبدالکریم بابو خاں صاحب مدظلہ العالی سکندرآباد دکن کی طرف سے مبلغ -/۲۵۰ سکہ عثمانیہ عطیہ بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۴۶ء وصول ہوئے جزاہم اللہ احسن الجزاء یہ رقم سکہ انگریزی میں -/۲۱۴ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ خانصاحب موصوف کو بہت بہت جزائے خیر دے کہ آپ نہایت فراخدلی سے انجمن کی امداد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

اسی ضمن میں ہم اپنے مکرم دوست شیخ محمد انعام الحق صاحب کے بھی شکر گذار ہیں کہ آپ ... اور ماہوار چندوں کے متعلق بہت سعی سے کام لیتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

(مرتضےٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری)

ضروری اعلان کسی صاحب کے پاس اخبار پیغام صلح کے مکمل فائل شروع سے تاحال موجود ہوں اور قیمت پر دینا چاہتے ہوں تو قیمت ... سے آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ... لاہور کو ... فرمائیں۔

(... بخش۔ جائنٹ سیکرٹری)

... مطبع ... محمد اختر پرنٹر پبلشر ... اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تاریخ اسلام

اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اھتدیتم

سیرت صدیق اکبرؓ کا ایک ورق

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب حمید بلڈنگز لاہور

صدیق اکبرؓ تاریخ اسلام میں باستثناء نبی کریم صلعم ایک اہم ترین ہستی ہیں آپ کا عہد خلافت ایک اہم اور نازک ترین دور ہے آج اس صحبت میں اس عظیم الشان شخصیت کی سیرت کے بسیط و پر حکمت باب سے ایک ورق پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ صاحب تدبیر عاقبت اندیش صاحب بصیرت اور مستقل مزاج واقعہ ہوئے تھے ایثار کا یہ عالم تھا کہ راہ خدا میں جان و مال اور دنیوی وجاہت سب نثار کر دی۔

ثبات قدم وفات نبویؐ کے موقعہ پر جہاں صحابہ رضؓ اور مقربین دیوانہ وار ہو گئے اور فاروق اعظم جیسے جری اور بہادر کے پاؤں اکھڑ گئے وہاں ہمیں ایک اور صرف ایک ہستی نظر آتی ہے یعنی صدیق اکبر رضؓ جس کے پائے ثبات میں ذرا جنبش نہ آئی آپ نے سب لوگوں کو اکٹھا کر کے اس طرح مخاطب فرمایا۔

"جو لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے تھے (تو جان لیں کہ) بیشک وہ مر گئے اور جو لوگ محمدؐ کی عبادت کرتے تھے تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے وہ حی و قیوم ہے زندہ ہے کبھی نہ مرے گا" پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ اور محمدؐ صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے تمام رسول (اس دار فانی سے) گذر چکے ہیں۔

یہ تقریر ایسی پر اثر تھی کہ وارفتگان محبت (نبوی) کی نگاہوں سے پردہ اٹھ گیا اور وہ مطمئن ہو گئے (بخاری باب الدخول علی المیت بعد الموت)

سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضؓ کے جانے کی غرض حضرت عمر رضؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے خانہ مبارک میں بیٹھے تھے کہ دفعۃً دیوار کے پیچھے سے ایک آدمی نے آواز دی کہ ابن خطاب باہر آؤ میں نے کہا چلو ہٹو ہم لوگ آنحضرت صلعم کے بندوبست (تجہیز و تکفین) میں مشغول ہیں اس نے کہا کہ ایک حادثہ پیش آیا ہے یعنی انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں (خلافت کے انتخاب کے لئے) اکٹھے ہوئے ہیں اس لئے جلد پہنچکر ان کی خبر لو ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ ایسی بات کر بیٹھیں جس سے لڑائی چھڑ جائے (میں دفن میں) نے ابوبکر رضؓ سے کہا چلو (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۳ - انصاری؟)

خلافت کے دعویدار حضرت عمر رضؓ کی روایت کا ایک حصہ اس پر روشنی ڈالتا ہے فرماتے ہیں۔ "ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلعم کو وفات دیدی البتہ انصار نے ہماری مخالفت کی اور سارے بنی ساعدہ کی بیٹھک میں جمع ہوئے اور حضرت علی رضؓ اور زبیر رضؓ اور جو ان کے ساتھ تھے ہماری مخالفت کی اور مہاجرین حضرت ابوبکر کی طرف اکٹھے ہوئے (بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلےٰ)

امام مالک کی روایت میں ہے "اور علی رضؓ اور زبیر رضؓ جو لوگ ان کے ساتھ تھے وہ حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں ہم سے الگ ہو کر جمع ہوئے (فتح الباری شرح حدیث مذکور)

ایک اور روایت اور حضرت علی رضؓ بنو ہاشم اور زبیر اور طلحہ نے بیعت (ابوبکر) کی مخالفت کی اور زبیر رضؓ نے کہا کہ جب تک علی رضؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے میں تلوار کو میان میں نہ ڈالوں گا (ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۲۵-۱۲۴)

بخاری کی روایت کا ایک اور حصہ "عباس نے حضرت علی رضؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے کہا .... اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ رسول کریم صلعم عنقریب اپنی اس بیماری سے وفات پا جائیں گے ...... آؤ ہم رسول اللہ صلعم کے پاس چلیں اور آپ سے پوچھیں کہ یہ امر (خلافت) کن میں ہوگا .... تو حضرت علی رضؓ نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ بات رسول کریم صلعم سے پوچھیں تو آپ خلافت ہم سے روک دیں تو آپ کے بعد لوگ ہرگز ہمیں نہیں دیں گے اور میں تو اللہ کی قسم یہ بات رسول کریم صلعم سے نہیں پوچھوں گا (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی)

ان تمام روایات سے یہ صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کے دعویدار تین گروہ تھے مہاجرین حضرت ابوبکر رضؓ بنو ہاشم حضرت علی رضؓ اور اکثر انصار عبادہ رضؓ کے ساتھ تھے۔

ادھر اگر حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ سقیفہ میں گئے تو ادھر حضرت علی رضؓ نے بھی رسول کریم صلعم کو چھوڑ کر حضرت فاطمہؓ کے گھر اجتماع کیا۔

الغرض حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے کہ منظم حالت قائم کرنے کے لئے خلافت کا قیام نہایت ضروری تھا جو حضرت ابوبکر رضؓ کی دانشمندی سے احسن طور پر طے پایا۔

مشکلات جو حضرت ابوبکر رضؓ کو وفات نبویؐ پر پیش آئیں جن کا مقابلہ آپ نے نہایت دانشمندی اور جرأت ایمانی سے کیا۔ ابوالقاسم البغوی اور ابوبکر الشافعی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد۔ اور انصار الگ ہو گئے بس (مشکلات) کا پہاڑ میرے باپ کے سر پر ٹوٹ پڑا یہاں تک کہ (ان کی) استخوان پیسکر رکھدیں اور صحابہ جس بات میں اختلاف رکھتے تھے وہ انہیں اس امر کے فضائل و فوائد بتا دیتے تھے صحابہ نے کہا رسول اللہ صلعم کہاں دفن کئے جائیں ہمارے ہاں کوئی ایسا شخص نہیں جسے اس بات کا علم ہو پس حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ کوئی نبی نہیں فوت ہوا جو اسی مقام پر دفن کیا گیا ہو جہاں اس نے وصال فرمایا حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر آپ کی میراث کے متعلق اختلاف پیدا ہوا صحابہ رضؓ نے اپنے پاس کوئی شخص نہ پایا جس کو اس کا علم ہو پس حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے۔ ہم نبیوں کے گروہ ہیں۔ ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے اس کا کوئی وارث نہیں" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۹-۱۰۰)

صدیق اکبرؓ کی فقید المثال شجاعت فوج اسامہ کی روانگی پر تمام صحابہ نے حالات پیش آمدہ کو مدنظر رکھکر مخالفت کی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ میں اگر اتنا بڑا سناٹا بھی چھا جائے کہ درندے آکر میری ٹانگیں نوچ کھائیں تب بھی میں اس مہم کی روانگی کو نہیں روکوں گا جس کے بھیجنے کے لئے رسول کریم صلعم نے حکم دیا تھا۔ غرض انہی حالات میں فوج روانگی اور خود بنفس نفیس پاپیادہ اسے رخصت کرنے کے لئے مدینہ کے باہر تک نکلے ابن اثیر لکھتے ہیں اسامہ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلعم آپ ضرور سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلئے ورنہ مجھے سواری چھوڑ کر پاپیادہ ہونا پڑے گا پس ابا بکر رضؓ نے فرمایا "قسم ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نہ تو پاپیادہ ہوگا اور نہ میں سوار ہوں میں چاہتا ہوں کہ ایک ساعت کے لئے ہی میرے پاؤں تمہاری معیت میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں یقیناً غازی کے ہر قدم پر جو وہ اٹھاتا ہے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، سات سو درجات اس کا مقام بلند ہوتا ہے اور سات سو گناہ اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دیئے جاتے ہیں"۔ (ابن اثیر ج ۲ صفحہ ۱۲۷)

بعد ازاں فوج کو مخاطب کر کے فرمایا۔ خیانت نہ کرنا۔ مال نہ چھپانا۔ بیوفائی سے بچنا۔ مثلہ نہ کرنا۔ بوڑھوں۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ ہرے بھرے اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا کھانے کے علاوہ جانوروں کو بے ضرورت ذبح نہ کرنا

حضرت ابوبکر رضؓ کا بیعت عامہ میں خطبہ پس تمام حمد و ثنا اللہ تعالےٰ ہی کے لئے سزاوار ہے اما بعد اے لوگو۔ میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں درآنحالیکہ میں تم سے بہتر نہیں اگر میں ایسا کام کروں (جو مفید ہو) تو میری اطاعت کرو اگر خطا کروں تو مجھے سیدھا کرو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ ایک خیانت ہے تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اسے نہ دلا دوں اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہانتک کہ میں دوسروں کا حق اس سے حاصل نہ کر لوں تم میں سے کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے یقیناً جس قوم نے جہاد ترک کر دیا اللہ تعالےٰ نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔ اگر میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں اپنی نمازوں کو سنوار کر اپنے وقت پر پڑھو۔ (ابن اثیر ج ۲ صفحہ ۱۲۶)

طبقات میں ایک فقرہ اور ہے۔ "جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ تعالےٰ اسے عام مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے"

آپ کا ایک اور خطبہ حضرت ابوبکر رضؓ بہت بڑے خطیب تھے آپ کے خطبات اصلاح اخلاق اور تعمیر قومی کے لئے زریں اصول پر مشتمل ہوتے تھے فصاحت و بلاغت متانت و سنجیدگی گویا اس طلا پر سچے موتی جڑ دئے گئے تھے چنانچہ ایک خطبہ آپ کا آئندہ اشاعت میں پیش کیا جائیگا۔ (باقی دارد)

بچت فنڈ اور ایک آنہ فنڈ

ہمارے محترم بزرگ ملک خدابخش صاحب لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک آنہ فنڈ اور بچت فنڈ کے متعلق بھی جماعتوں میں تاکید کر رہا ہوں اور مقامی جماعت لدھیانہ میں بھی یہ سلسلہ شروع کر دیا ہے پہلی قسط ماہوار چندہ کے ہمراہ دفتر میں بھیجدی ہے اور اب انشاءاللہ بدستور سلسلہ جاری رہیگا فکر نہ کریں۔"

اللہ تعالیٰ ملک صاحب کو بہت بہت جزائے خیر دے مرکز کی کوئی تحریک ہو ملک صاحب اس کی تعمیل کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں اور

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۰

فلسطین اور فتنۂ یہود

عالم اسلامی میں اضطراب کی لہر

رومیوں کے ساتھ سو سالہ تسلط کے بعد ۶۳۷ء میں سرزمین فلسطین مسلمان عربوں کے قبضہ میں آئی اور قریباً نو سو سال تک یہ علاقہ عربوں کے زیر نگیں رہا اور عربوں نے اس سرزمین کو اپنا وطن بنایا اور تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کے فلسطین میں داخلہ سے قریباً ایک ہزار سال قبل کنعانی عرب اس ملک میں آباد ہو چکے تھے اور قریباً پانچ ہزار سال سے یہ ملک عربوں کا وطن ہے۔ یہودی عربوں کے بعد فلسطین میں داخل ہوئے اور اس کے بعد متعدد مرتبہ یہودیوں کو بہت لمبے لمبے وقفوں کے لئے اپنی مرضی سے اور بعض دفعہ اپنی مرضی کے خلاف فاتحین کے قبضہ واقتدار میں آنے کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا الغرض عربوں کے مقابلہ میں یہود کو اس ملک پر زیادہ سے زیادہ تین سو اسی برس تک حکومت کرنیکا موقعہ ملا اور یہودیوں کے بالمقابل عربوں کا دور اقتدار بہت ہی طویل ہے۔ عربوں کے عہد حکومت کے بعد ۱۵۱۷ء میں فلسطین پر ترک قابض ہوئے اور چار سو سال تک اس ملک پر حکومت کرتے رہے۔ عثمانی تسلط نے عربوں اور ترکوں کے درمیان تعلقات کو بہت ناخوشگوار بنا دیا۔ باوجود اس کے کہ یہ دونوں قومیں مسلمان تھیں لیکن ان میں دن بدن کشیدگی بڑھتی چلی گئی۔ حاکم ومحکوم کے درمیان ایسی کیفیت کا پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے۔ ترکوں اور عربوں کے درمیان تعلقات اور جذبات کی یہ حالت تھی کہ گذشتہ جنگ عظیم شروع ہو گئی جسمیں ترکوں نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ انگریز مدبروں کو زریں موقعہ ہاتھ آیا انھوں نے عربوں کو ترکوں کے خلاف ابھارا اور انہیں یقین دلایا کہ انہیں ترکوں کی غلامی سے آزاد کر کے ایک عرب سلطنت کا مالک اور مقتدر بنا دیا جائے گا اس طریقہ سے عربوں اور ترکوں کے تعلقات کو منقطع کیا گیا اور . . . . . . عرب ترکوں کے اقتدار سے نکل کر انگریزوں کے قبضہ میں آ گئے اور انگریزوں نے ایک عرب سلطنت قائم کرنے کی بجائے اپنے مفاد کو تقویت پہنچانے کے لئے وطن یہود کا فتنہ کھڑا کیا یہودیوں کو فلسطین میں آباد کرنا شروع کیا اور اس فتنہ سے عربوں کی قومی زندگی کو معرض خطر میں ڈال دیا عرب ایک طرف انگریزی اقتدار اور دوسری طرف یہودیوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو گئے یہ فتنہ پردازیاں اور ریشہ دوانیاں جاری تھیں کہ ۱۹۳۹ء میں عالمگیر جنگ شروع ہو گئی اس جنگ میں انگریزوں کو عربوں کی مدد کی ضرورت تھی اور ویسے بھی جرمنی کی یورش کے پیش نظر اس علاقہ میں امن وسکون پیدا کرنے کی ضرورت تھی اس لئے یہ اعلان کیا گیا کہ فلسطین میں یہودیوں کا داخلہ بند کر دیا جائے گا لیکن جب یہ بحران دور ختم ہو گیا تو برطانوی سیاست پھر اپنے اصلی روپ میں جلوہ گر ہوئی اور فلسطین کے سیاسی مسائل کی تحقیقات کے لئے برطانیہ اور امریکہ کی ایک متحدہ کمیٹی مقرر ہوئی۔ اس مشترکہ کمیٹی نے ایسی سفارشات پیش کیں جس نے فلسطینی عربوں کو انتہائی سیاسی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا اور ایسے حالات پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے فلسطینی عرب برطانوی اقتدار اور فتنۂ یہود کا دائمی طور پر شکار ہو گئے ہیں اور ان کے لئے زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو گیا ہے فتنۂ یہود کو روکنے اور ان کے داخلہ کو بند کرنے کی ہر عملی تدبیر کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور فلسطین کے اس موجودہ فتنہ سے سارے ہمسایہ عرب ممالک کے لئے بیشمار خطرات پیدا ہو گئے ہیں جس سے تمام عالم اسلامی میں بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور ہندوستان میں بھی جہاں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی آباد ہے ایک اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور اینگلو امریکن کمیشن کے اس مذکورہ فیصلہ کے خلاف پر زور احتجاج کیا گیا ہے اور حکومت برطانیہ کے ارباب حل وعقد کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ مسلمانان عالم اور خصوصاً سلطنت برطانیہ کے مسلمانوں کے ملی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں اور فلسطین میں یہودیوں کے داخلے کو بند کر دیں اور فلسطین پر عربوں کے حقوق کو نظر انداز کرتے ہوئے کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے تمام عالم اسلامی مشتعل ہو جائے اور مشرق وسطیٰ میں بعض ایسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں جو کہیں ایک تیسری ہولناک عالمگیر جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔ عرب قریباً پانچ ہزار سال سے اس ملک میں آباد ہیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے قریباً نو سو برس تک اس ملک پر حکمرانی کی ہے ان کے ان تاریخی حقوق کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے ورنہ یہ بے انصافی کسی لحاظ سے بھی حکومت برطانیہ کے لئے مفید ثابت نہ ہوگی اور نہ اس کے پیش نظر مسلمانوں کے سیاسی تعلقات حکومت برطانیہ سے خوشگوار رہ سکتے ہیں۔ امید ہے کہ برطانوی مدبر مسلمانوں کے اس احتجاج پر خاص توجہ مبذول فرمائیں گے اور اپنے گذشتہ وعدوں کا پاس کرتے ہوئے فلسطینی عربوں اور ان کے ساتھ تمام مسلمانوں کو امتحان اور مشکلات میں [illegible]

شذرات

اغیار تیز گام

معاصر صدق لکھنؤ روزنامہ انقلاب کے حوالہ سے رقمطراز ہے:۔

"پنجاب کی آریہ پرتی ندی سبھا نے ابھی اپنی شصت سالہ جوبلی منائی ہے اس موقعہ پر آریہ سماج نے اپنے لئے یہ پنج سالہ پروگرام بنایا ہے:۔

(۱) ۵ لاکھ نئے ممبر بھرتی کئے جائیں۔

(۲) ہر ہر گاؤں میں آریہ سماج قائم کی جائے اور مندر تعمیر کئے جائیں۔

(۳) ستیارتھ پرکاش کے نسخے ۵ لاکھ کی تعداد میں تقسیم کئے جائیں۔

(۴) آریہ ویر دل (اکھاڑہ) کے لئے ۵ لاکھ والنٹیر بھرتی کئے جائیں۔

(۵) ہر ہر گاؤں میں ایک ویدک شفا خانہ کھولا جائے۔

چنانچہ ان مقصدوں کے لئے چندہ بھی ۸ لاکھ جمع ہو گیا!"

مسلمانوں کی ایک ہمسایہ قوم کا یہ پروگرام ہے اور یہ وہ قوم ہے جو معاند اسلام بھی ہے اور اسلام کے خلاف اس قوم کی جدوجہد کسی تشریح کی منت کش نہیں اس کے پروگرام کے رفاہ عام کے حصہ سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف پانچ لاکھ نئے ممبروں کی بھرتی، ستیارتھ پرکاش جیسی رسوائے عالم مذہبی کتاب کے پانچ لاکھ نسخوں کی تقسیم اور آریہ ویر دل (اکھاڑہ) کے لئے ۵ لاکھ والنٹیروں کی بھرتی کے پروگرام کو لیجئے ہم اس پروگرام کے پیش نظر مسلمان بھائیوں سے سوال کرتے ہیں کیا تبلیغ دین اشاعت اسلام اور تنظیم ملت کا ایسا پروگرام ان کے سامنے بھی ہے؟ کیا انھوں نے وسیع پیمانہ پر تبلیغ دین کرنے کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا ہے اور قرآن مجید جیسی عظیم الشان مذہبی کتاب کی اشاعت کے لئے بھی کوئی پروگرام تیار کیا ہے اور موجودہ سیاسی حالات کے پیش نظر انھوں نے بھی تنظیم ملت کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا ہے یا ان کی تمام کوششیں حرب عقاید اور تکفیر بازی تک ہی محدود ہیں۔ آریہ پرتی ندی سبھا کے اس پروگرام میں مسلمانوں کے لئے فکر کا کافی سامان موجود ہے کہ اغیار کس قدر تیز گام ہے اور مسلمان اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں کس قدر سست ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں بجائے تخریبی کاموں کے تعمیری کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

ہم پیغام صلح میں متواتر کئی ماہ سے گذارش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ جماعت کے مضمون نگار حضرات موجودہ تحریکات اور موجودہ مسائل کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں مگر افسوس ہے ابھی تک ہماری یہ پیہم گذارشات صدا بصحرا ہیں، اور ہمارے دوست اس طرف اتنی توجہ مبذول نہیں فرماتے جس قدر کہ موجودہ حالات کے پیش نظر انہیں اس طرف توجہ مبذول فرمانی چاہیئے۔ آج کل ادارہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ پیغام صلح کے معیار کو بلند کرے اور جس قدر ممکن ہو سکتا ہے اخبار کو دلکش بنائے لیکن ابھی اس کے لئے مزید کوشش اور دوستوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم پھر ایک دفعہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں اور اپنے قومی اخبار میں اپنے بلند پایہ مضامین بھیج کر ممنون فرمائیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مکرمی منصور احمد صاحب احمد پارک لاہور سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اس سال ایم۔ ایس سی ٹیکنیکل کا امتحان دے رہے ہیں بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی کامیابی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

— مسٹر ایم۔ اے حمد صاحب جبل پور نے جو ہماری جماعت کے ان پرجوش نوجوانوں میں سے ہیں جنہیں تبلیغ دین کا خاص شوق ہے امسال ایم۔ اے کا امتحان دیا ہے احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی کامیابی کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— مکرمی مولوی احمد گل صاحب مبلغ اسلام مگھیانہ جھنگ سے تحریر فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل طلباء یونیورسٹی کے امتحانات میں شریک ہوئے ہیں احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(۱) میاں نذیر احمد صاحب مگھیانہ منشی فاضل
(۲) مشتاق حسین صاحب " بی۔ اے
(۳) ظفر حسین صاحب " میٹرکولیشن

سورۃ العصر میں انسانی زندگی کیلئے اصولی تعلیم

تبلیغ اسلام کیلئے صبر کی ضرورت

قرآن مجید میں صبر کی مختلف اقسام کا بیان

صبر ہی سے انسان کامیابی حاصل کرسکتا ہے

اختلافات کے باوجود اچھے کاموں کو جاری رکھو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق ۵ وتواصوا بالصبر۔ (العصر)

سورۃ العصر کے متعلق امام شافعی کا ارشاد یہ قرآن مجید کی بہت چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورت ہے۔ تین آیات کی بعض نے ان کو چار آیات بھی بتایا ہے۔ مگر یہ چھوٹی سی سورت انسانی زندگی کے لئے اس قدر اصولی تعلیم اپنے اندر رکھتی ہے کہ امام شافعی سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اور کوئی سورت نازل نہ ہوتی تو یہ سورت ہی لوگوں کی رہنمائی کے لئے کافی تھی۔ صحابہ رضی کی نظر قرآن کریم پر جس قدر گہری تھی وہ خصوصیت شاید بعد میں بہت کم لوگوں کو میسر آئی ہے۔ روایات میں آتا ہے دو صحابی جب باہم جدا ہوتے تھے تو اس سورت کو پڑھکر الگ ہوتے تھے۔

اس سورۃ کا حقیقی مفہوم والعصر۔ گذرتا ہوا وقت گواہ ہے ان الانسان لفی خسر۔ کہ انسان نقصان میں ہے۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں، وتواصوا بالصبر اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں ان تین یا چار آیتوں کا مضمون کیا ہے۔ پہلی آیت والعصر سے قسم کھائی ہے زمانے کی شہادت میں پیش کیا ہے زمانے کو۔ باقی دونوں آیتیں یا تینوں آیتیں جواب قسم ہیں۔ اس وقت میں صرف اس سورت کے آخری حصے کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بظاہر اس کے دو ٹکڑے ہیں۔ ایک ٹکڑا وہ ہے جس میں بتایا کہ ایمان اور اعمال صالح کے بغیر انسان کا قدم نقصان کی طرف ہے یہ اس کے اپنے نفس سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا ٹکڑا وہ ہے کہ انسان کا صرف ایمان لے آنا اور اعمال صالح کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں تک بھی بعض باتوں کو پہنچائے وہ اس وقت تک نقصان میں رہے گا جب تک یہ بات اس میں نہ پائی جائے کہ حق بات یہ صرف خود ہی عامل نہ ہو بلکہ دوسروں تک بھی حق بات کو پہنچائے پھر ایک اور بات کا اضافہ کیا ہے کہ وہ اس وقت تک نقصان میں ہے جب تک کہ صبر کی دوسروں کو تلقین نہیں کرتا یوں تو اس کے دو حصے ہوئے خود ایمان لائے اچھے عمل کرے دوسرے لوگوں کو کچھ پہنچائے جن لوگوں نے اسے تین آیتیں بتایا ہے انھوں نے آخری حصہ وتواصوا بالصبر سے پہلے چھوٹا نشان آیت کا دیا ہے اور جنہوں نے چار آیتیں بتایا ہے انھوں نے بھی اس آخری حصہ کو ایک آیت بتایا ہے۔

حق بات کو پہنچانے کے لئے صبر کی ضرورت ہے گویا پہلے حصہ میں تو ایمان اعمال صالح اور حق بات کے پہنچانے کو رکھا اور دوسرے حصہ میں صرف صبر کی تلقین کو رکھا۔ حق بات کو پہنچانے کے لئے ضرورت ہے صبر کی تکالیف کو برداشت کرنے کی اور فی الحقیقت حق بات کو پہنچانے کا اہل وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے اندر ایک برداشت کی طاقت مصائب کو برداشت کرنے کی ہو۔ ایک ہمارے دوست تھے جو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ عیسائی مشنریوں میں ایک خوبی ہے جو مسلمان مبلغین میں نہیں پائی جاتی۔ عیسائی مشنریوں نے بڑے بڑے دکھ اٹھائے ہیں ایسے ملکوں میں پہنچے ہیں جہاں کے لوگ بالکل وحشی اور درندے تھے، بیماروں اور جذامیوں کے اندر رہ کر انھوں نے رہائش اختیار کی ہے ۔۔۔ اگر غور کیا جائے تو قرآن کریم نے اپنے اصول میں اس بات کو داخل کر دیا ہے کہ حق بات کو دنیا میں پہنچانا صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو دکھ اور تکلیف برداشت کرنے والے ہوں اسلام کی ابتدائی تاریخ کو دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے تبلیغ حق کے لئے مسلمانوں نے کس قدر دکھ اور تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ایک حدیث کو معلوم کرنے کے لئے لوگوں نے ایک ایک مہینہ کا سفر کیا صرف اس لئے کہ اس شخص کے منہ سے اس حدیث کو سن لیں جس نے اسے آنحضرت صلعم کے منہ سے سنا۔

۔۔۔ صبر کیا چیز ہے لغت میں اس کے معنی ہیں الصبر علی الطاعۃ والصبر عن المعصیۃ اچھی بات پر اپنے آپ کو روک رکھنا بری بات سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو روک رکھنا لیکن قرآن مجید کا یہ بھی کمال ہے کہ وہ لغت پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

ابن حزم اور وفات مسیح مجھے کل بڑا لطف آیا پشاور میں ہمارے **ایک دوست** ہیں جو لائبریرین ہیں ایک ڈیڑھ ماہ کے عرصہ سے میری ان سے خط و کتابت ہے وہ میری کتاب فضل الباری کا انڈکس تیار کر رہے ہیں اپنے آخری خط میں وہ لکھتے ہیں:-

"حدیث الاسری میں حاشیہ پر حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر جو آپ نے کیا ہے اسے پڑھکر ایک حوالہ یاد آگیا جو تھوڑا عرصہ ہوا مجھے ملا ہے اور جسے میں نے آج تک احمدیہ لٹریچر میں نہیں دیکھا۔ ممکن ہے کہیں درج ہو اور میری نظر سے نہ گذرا ہو۔ ابن حزم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) کی کتاب المحلی ۱۱ اجزاء میں بمقام مصر ۱۹۲۸ء میں چھپی ہے اس کی جزو اول ص۲۳ پر مسئلہ نمبر ۴۲ عیسی لم یقتل ولم یصلب کے متعلق ہے جو اس طرح لکھا ہے "عیسی لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاہ اللہ ثم رفعہ الیہ ۔۔۔۔۔۔۔ الوفاۃ قسمان نوم وموت فقط۔ ولم یرد عیسی بقولہ (فلما توفیتنی) وفاۃ النوم فصح انہ انما عنی وفاۃ الموت"

یعنی اس مذکورہ بالا کتاب میں ابن حزم لکھتے ہیں عیسی لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاہ اللہ ثم رفعہ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ صلیب پر مارا گیا تو پھر کیا ہوا اللہ نے ان کو وفات دی اور وفات دے کر اپنی طرف اٹھا لیا۔ یہ اس کے مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعیسی انی متوفیک ورافعک الی اور اس کے آگے لکھتے ہیں الوفاۃ قسمان وفات کی دو قسمیں ہیں نوم و موت فقط یا نیند کے طور پر ہوتا ہے یا موت کے وقت ہوتا ہے یہ بھی قرآن کریم سے لیا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا پھر آگے لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اپنے قول فلما توفیتنی کے مطابق اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ نے ان کو سلا دیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو موت دے دی حضرت عیسیٰ کی موت کے سوال کو کس قدر صاف کیا ہے ۔۔۔ قرآن کریم کی بیان کردہ لغت کے مطابق کیا ہے

مسلمانوں نے قرآن مجید پر تدبر چھوڑ دیا تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کو لوگ تدبر سے نہیں پڑھتے ابتدا میں مسلمان قرآن مجید کو بہت غور سے پڑھتے تھے لیکن آج یہ تدبر بالکل مفقود ہے۔ آج کل بائیبل کی یہ حالت ہے کہ جس حد تک لوگوں نے اس پر غور کیا اس حد تک اس سے متنفر ہوتے چلے گئے لیکن قرآن کریم میں ایک کمال ہے کہ جس قدر آپ اسے غور سے پڑھیں گے اسی قدر آپ کو اس کی خوبیاں نظر آئیں گی لیکن افسوس ہے آج مسلمانوں نے قرآن مجید پر تدبر کرنا چھوڑ دیا ہے۔

صبر اور کامیابی اس صورت العصر کو لیجئے۔ ایمان۔ اعمال صالحہ۔ حق کا دنیا میں پہنچانا ایک حصہ ہے اور صبر اور صبر کی تلقین دوسرا حصہ ہے اس کو الگ کر کے بتا دیا کہ صبر اصل چیز ہے جو انسان کو کامیاب بنا سکتی ہے۔ دنیا میں بھی صبر ہی کامیاب کرتا ہے دین میں بھی صبر ہی کامیاب کرتا ہے۔ جس ایمان کے ساتھ صبر نہیں۔ جس عمل صالح کے ساتھ صبر نہیں جس تبلیغ حق کے ساتھ صبر نہیں اس میں کامیابی نہیں۔

صبر کی قسمیں صبر کیا ہے؟ قرآن مجید نے اس کی تمام قسموں کو جمع کر دیا ہے تکلیف دہ باتوں کا سننا ان پر بھی ایک صبر ہے ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور تم اہل کتاب سے اور ان سے جو مشرک ہوئے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے سو تکلیف دہ باتوں کو سن کر ان کو برداشت کر لینا بھی صبر ہے ۔۔۔ رسولوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ولنصبرن علی ما اذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون، اور ضرور ہم اس پر صبر کریں گے جو تم ہمیں ایذا دیتے ہو اور چاہیئے کہ بھروسہ کرنے والے اللہ پر ہی بھروسہ کریں۔ رسولوں کو ہر رنگ میں ایذا پہنچائی جاتی، دکھ دیئے جاتے۔ مگر ان کو یہ ہدایت ہے کہ وہ ان ایذا رسانیوں کو ان مصائب کو برداشت کریں ۔۔۔ تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنا اور ایذا رسانیوں پر صبر کرنے کے علاوہ بھی صبر کے کئی موقعے بیان فرمائے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون۔ اور صبر کرنے والے

تنگی اور تکلیف میں اور مقابلہ کے وقت یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا اور یہی متقی ہیں۔ یعنی بھوک فاقہ اور بیماریوں اور دکھوں میں صبر کرتے ہیں اور جب دشمن کے مقابلہ میں نکلتے ہیں اس وقت بھی صبر کرتے ہیں اور دوسری جگہ فرمایا کہ قضا و قدر کی طرف سے تم پر طرح طرح کی تکلیفیں آئیں گی جو ان تکلیفوں پر صبر کریں انہیں بھی خوشخبری دو ــــ قوت برداشت اصل چیز ہے جو انسان کو کامیاب بناتی ہے خوب یاد رکھئے جس انسان کے اندر قوت برداشت پیدا ہو گئی وہ کامیاب ہو گیا۔ پھر ایک جگہ خدا تعالےٰ رسول کریم صلعم کو فرماتا ہے واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه .... اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک رکھ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اسی کی رضا کو چاہتے ہیں یہ طاعت پر صبر ہے ۔ اچھے کام پر صبر ہے یا کسی کام پر صبر ہے یہ کام کی قوت ہے ۔ ان مذکورہ بالا آیات میں صبر کی تمام قسمیں آ گئیں۔ تکلیف دہ باتوں کو سننا اور ان کو برداشت کرنا دشمن کی ایذا رسانی کو برداشت کرنا بھوک فاقہ دکھوں اور بیماریوں اور قضا و قدر کی تکلیفوں کو برداشت کرنا کام کو صبر اور استقلال سے سر انجام دینا یہ سب صبر کی مختلف قسمیں ہیں۔

جس شخص نے صبر کی قوت پیدا نہیں کی وہ گھاٹے میں ہے

ایک چھوٹی سی آیت کے حصہ میں دو لفظوں میں تواصوا بالصبر کس قدر مستحکم اصول زندگی بتا دیا ایمان کے باوجود بھی نقصان ہے اعمال صالح کے باوجود بھی نقصان ہے جب تک تم خود صبر نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی صبر کی نصیحت اور تلقین نہیں کرتے جس شخص نے ایک اچھا عمل کرنے کے لئے صبر کی قوت پیدا نہیں کی وہ گھاٹے میں ہے جو دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا وہ گھاٹے میں ہے جو تبلیغ کے لئے نکلتا ہے اور صبر نہیں کر سکتا وہ گھاٹے میں ہے۔

دنیوی مفاد کے لئے خدا کی عبادت کرنا غلطی ہے

اس زمانہ میں لوگوں کی عجیب حالت ہے دین کے معاملات میں لوگوں میں دکھ برداشت کرنے کی طاقت نہیں دنیوی معاملات میں لوگوں کو تکلیفیں پہنچتی ہیں لیکن لوگ ان معاملات کو چھوڑتے نہیں لیکن دین کے معاملہ میں ذرا دکھ پہنچا تو خدا اور رسول کو بھی جواب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من يعبد الله على حرف فان اصابه خير اطمان به وان اصابته فتنة انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة ذالك هو الخسران المبين - اور لوگوں میں سے کوئی ایسے ہوتے ہیں جو کنارہ پر رہ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے سو اگر اسے کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو اسی پر مطمئن رہتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے منہ پر الٹا پھر جاتا ہے دنیا اور آخرت دونوں میں گھاٹے میں رہا یہی کھلا گھاٹا ہے۔

دکھوں کو برداشت کرنے کے بغیر کامیابی مشکل ہے

خوب یاد رکھو یہ بہت خطرناک مقام ہے خدا کی عبادت اس امید پر نہ کرو کہ ہماری دنیا اچھی ہو جائے گی یہ سخت غلطی ہے کیا ہم سے پہلے لوگوں نے خدا تعالےٰ کے راستہ میں دکھ اور تکلیفیں نہیں اٹھائیں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما ياتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تمہیں ان لوگوں کی سی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان کو سختی اور دکھ پہنچے اور وہ سخت مصائب میں ڈالے گئے یہاں تک کہ رسول اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی سنو اللہ کی نصرت یقیناً قریب ہے خوب یاد رکھو بغیر دکھوں اور تکلیفوں کے برداشت کرنے کے ہم کبھی دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ خدا تعالےٰ کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

معرفت الٰہی کے ذرائع

آپ حضرت صاحب کے اس لیکچر کو پڑھیں جو جلسہ دھرم مہوتسو کے موقعہ پر دیا گیا جو اسلام کی تعلیم کا نچوڑ ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ خدا کی معرفت کے کیا ذرائع ہیں اس میں پہلا ذریعہ عقل کو بتایا دوسرا ذریعہ وحی اور الہام کو قرار دیا ہے مگر کمال کر دیا کہ فرمایا کہ آخری اور سب سے بڑا ذریعہ معرفت الٰہی کا مصیبتوں اور تکلیفوں میں پڑنا ہے۔ خوب یاد رکھئے محبت کے بغیر خدا کو پہچانا نہیں جا سکتا۔ مگر خدا کی محبت ایک بھٹی ہے جب تک کہ انسان اپنے آپ کو اس میں ڈال نہیں دیتا پختہ نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص بڑا بے خبر ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ ایک اینٹ بغیر بھٹے کی آگ میں پڑنے کے پک جائے گی۔ خوب یاد رکھو انسان بھی بغیر دکھوں کی آگ میں پڑنے کے پختہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحب نے آخری ذریعہ معرفت الٰہی کا یہ قرار دیا ہے کہ انسان دکھوں میں کچلا جائے ....

ایک دوست کے لئے دعا کی تحریک

ہمارے ایک دوست ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ہیں جس زمانے میں وہ اچھی حالت میں تھے تو وہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں بہت مالی ایثار کرتے تھے لیکن وہ آج کل سخت مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں میں نے اس لئے ان کا نام لیا ہے کہ آپ ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے مگر یاد رکھو کہ خدا کی راہ میں ایثار کرنیوالا - خدا کی راہ میں دینے والا بھی کبھی دکھوں اور تکلیفوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جب ایسے شخص کو تکلیف پہنچتی ہے وہ خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے مصائب

زندگی کی اصل غرض عیش و آرام نہیں بلکہ دکھوں میں پڑھکر خدا کو پہنچنا ہے۔ صحابہ رضہ کو دیکھو کہ ان کو کیسی کیسی مصائب پیش آئیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عثمان آپ کے تیسرے خلیفہ ہیں مگر وہ نقلی خلیفوں کی طرح لاڈلا خلیفہ نہیں کہ اسے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ بلکہ سخت ترین امتحان میں انہیں ڈالا جاتا ہے وہ باغیوں کے قبضہ میں ہیں مسجد تک نہیں آ سکتے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر انھوں نے کہا کہ میں نے فلاں موقعہ پر اسلام کی یہ خدمت کی اور فلاں نازک موقعہ پر اسلام کی یہ مدد کی یہ انھوں نے احسان جتانے کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ ان لوگوں کو بتانے کے لئے جو ان کے دشمن تھے اور ان پر قابض ہو گئے تھے کہ میں خادم اسلام ہوں حضرت عثمان ان لوگوں میں محصور ہو گئے انھوں نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں اور بالآخر آپ کے مکان کی دیوار پھاند کر آپ کو شہید کر دیا۔

صحابہؓ کے اختلافات

پھر حضرت نبی کریم صلعم کے بعد صحابہ رضہ کے اور جھگڑے چلتے ہیں۔ حضرت طلحہ رضہ حضرت زبیر رضہ۔ حضرت علی رضہ اور حضرت عائشہ رضہ اور حضرت معاویہ رضہ ان سب میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک بات پر غور کیجئے کہ باوجود ان اختلافات اور آپس کے جھگڑوں کے ان لوگوں کا اسلام کے متعلق کیا خیال ہے حضرت معاویہ رضہ کو قیصر روم کے متعلق خبر پہنچی کہ وہ مسلمانوں کے ان اختلافات کو دیکھ کر اسلامی مملکت پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے تو آپ نے قیصر روم کو پیغام بھجوایا کہ ہمارے آپس کے جھگڑوں سے غلط اندازہ نہ کرو اگر اسلام اور کفر میں مقابلہ ہوا تو معاویہ پہلا شخص ہوگا جو علی کا جرنیل ہو کر کفر کے خلاف جنگ لڑے گا۔

بیرونی جماعتوں کو نصیحت

میں نے یہ واقعات اسلئے بیان کئے ہیں کہ میں جماعتوں کے جھگڑوں کو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص سے روٹھ جاتا ہے تو مسجد [illegible] کر دیتا ہے، یعنی روٹھے انسان سے چھوڑ دیا مسجد کو وہ اپنے بھائی سے [illegible] روٹھتا وہ خدا سے روٹھتا ہے خدا [illegible] نام سے روٹھتا ہے خدا کے دین کی [illegible] سے روٹھتا ہے۔ خوب یاد رکھو اگر خدا سے عشق ہو تو یہ آپس کے جھگڑے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور نہ یہ جھگڑے [illegible] کام میں روک پیدا کر سکتے ہیں جہاں [illegible] ہوں گے وہاں یہ آپس کے جھگڑے تو پیدا ہوتے ہی رہیں گے لیکن ان [illegible] خدا کے کام کو نقصان نہیں پہنچانا [illegible] میرا نماز روزہ خدا کے لئے ہے میں اگر اپنے بھائی سے ناراض ہوں تو میں نماز اور روزہ کو کیوں چھوڑ دوں میرا تبلیغ دین میں حصہ لینا خدا کے لئے ہے [illegible] بھائی سے ناراض ہوتا ہوں تو تبلیغ دین [illegible] کام کو کیوں چھوڑ دوں ہمیں ان [illegible] پر صبر کا ثبوت دینا چاہیئے اور ثابت قدم [illegible] اپنے کام کو سر انجام دینا چاہیئے۔

انگریزوں نے قوت برداشت سے فتح پائی ......

جس [illegible] میں [illegible] اور برداشت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے اس [illegible] دنیا میں کامیابی یقینی ہے آج ہمارے [illegible] کے سامنے کیا ہوا ہٹلر یورپ پر چھا گیا [illegible] پر حملہ کی تیاریاں ہیں مگر بالآخر انگریز [illegible] صبر و استقلال اور قوت برداشت [illegible] اپنی زندگی میں تجربہ کر کے دیکھ لو تمہیں [illegible] صبر ہی سے کامیابی حاصل ہو گی۔

کمزوریوں کی وجہ

یہ جتنی ہماری لڑ[illegible] ہیں ان کی [illegible] ہے کہ ہماری محبت میں حقیقی تڑپ پیدا [illegible] ہوتی۔ آپ نے عشاق کی داستانیں سنی [illegible] کہ وہ اپنے محبت کے جذبہ [illegible] بہالاتے تھے اسی طرح خوب یاد رکھو کہ [illegible] کے عاشق کے لئے مصائب کو برداشت نہ کرنا بزدلی ہے۔ خدا کے راستہ میں [illegible] اٹھاؤ اور صبر سے کام لو خدا تمہیں [illegible] کامیاب کرے گا ــ میں اس [illegible] اس حصہ کو یہیں ختم کرتا ہوں اس [illegible] کے متعلق میں آئندہ جمعہ کے خطبہ میں [illegible] کروں گا۔

جماعت قادیان سے ہمارے اختلافات کی نوعیت

[illegible] ساتھ ہمارا اختلاف ہے لیکن اس [illegible] کو مٹانے کے لئے نہیں ہم ان کی [illegible] کو سراہتے ہیں ہمارا ان سے اصولی اختلاف ہے وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں [illegible] صاحب کے اس مذہب کو مانتے [illegible] تک تھا لیکن اگر وہ سمجھتے [illegible] صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنے [illegible] کو دربارہ نبوت بدل لیا تھا تو [illegible] اس بات پر یعنی تبدیلی عقیدہ [illegible] بحث کر لیں یا مباہلہ کر لیں [illegible]

آنحضرت صلعم کی شخصیت تاریخ عالم میں

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

{قسط نمبر ۴}

پھر قرآن کریم کی رو سے آنحضرت صلعم کوئی نئی اور انوکھی چیز نہیں لائے بلکہ جماعت انبیاء کے ایک فرد ہیں اور یہ سلسلہ تمام زمانوں اور تمام قوموں کے اندر جاری رہا۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

ہر گروہ انسانیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نافرمانی کے سلسلہ میں ڈرانے والے آتے رہے ہیں۔ ولکل قوم ھاد یعنی ہر قوم کے لئے ہادی اور رہنما آتے رہے ہیں۔

ھذا نذیر من النذر الاولیٰ۔ یعنی آنحضرت صلعم جماعت انبیاء کے ایک فرد ہیں اور کوئی انوکھا پیغام نہیں لائے بلکہ تمام رسولوں کی تعلیم ایک ہی تھی ملاحظہ ہو قرآن کریم کا ارشاد:۔

"ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت" یعنی ہر رسول نے یہی تعلیم دی کہ خدائے واحد کی عبادت کی جائے یعنی اس خالق حقیقی کی جو انسان کی زندگی کا اصل مطلوب و مقصود ہے اور جس کے تمام احکام کی پوری پوری فرمانبرداری سب کے لئے سزاوار ہے اور اس کے علاوہ تمام معبودان باطلہ۔ تمام خواہشات نفسانی اور سرکش طاقتوں سے بکلی اجتناب کیا جائے۔

مندرجہ ذیل آیات کریمہ بھی اسی حقیقت کا اظہار کر رہی ہیں انک لمن المرسلین یعنی آنحضرت رسولوں میں سے ایک رسول ہیں پھر آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ کہلوائے جاتے ہیں۔ ما کنت بدعا من الرسل۔ یعنی میں رسولوں کی ابتدا کرنے والا نہیں ہوں۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنی آنحضرت صلعم انبیاء سابقہ کی طرح موت کے شکار ہوئے اور "وما کانوا خالدین" کے مطابق وہ ہمیشہ اس دنیا میں نہ رہ سکتے تھے آنحضرت صلعم کی دعوت بھی وہی ہے جو سابقہ انبیاء کی تھی اسکو اگر پہلے مجملاً بیان فرمایا ہے تو مندرجہ ذیل آیۃ کریمہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ

مسلمون۔

پھر آنحضرت صلعم کی بعثت کی غرض و غایت کو صاف اور غیر مبہم الفاظ میں بیان فرما دیا۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ ....

یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات و ارشادات کا من وعن سنا دینا اور پھر لوگوں کے قلوب کی اصلاح کرنا۔ ان کی اخلاقی اور روحانی حالت کی نشو و نما کرنا۔ ان کو تمام بری رسومات سے پاک و صاف کر کے ان کے اندر اخلاق فاضلہ۔ اوصاف حمیدہ اور خیالات پاکیزہ کو پیدا کرنا۔ پھر کتاب و حکمت کا سکھانا یعنی کتاب الٰہی کے صحیح منشا اور مدعا کو لوگوں کو سمجھانا اور ان کے اندر ایسی بصیرت اور فراست کا پیدا کرنا تاکہ وہ کتاب کی اصل روح اور حکمت کو پہنچ سکیں۔ رسول کی بعثت کی غرض کو کس قدر عیاں اور صاف الفاظ میں بیان فرما دیا ہے۔ پھر ایک اور غرض یہ بیان کی ہے کہ رسول عربی نافرمانوں کو ان کی نافرمانی کے برے انجام سے ڈرائے اور فرمانبرداروں کو رحمت الٰہی کی خوشخبری دے۔ ملاحظہ ہو:

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً۔ پھر آپ کا پیغام آخری پیغام ہے اور آپ سلسلہ انبیاء کے آخری پیغمبر ہیں۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً + ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ + ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

. . . .

اب میں آنحضرت صلعم کے ان ذاتی کمالات اخلاقی کا مختصراً ذکر کروں گا جن کو قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ قرآن کریم اگرچہ آنحضرت صلعم کی سوانح حیات کی کتاب نہیں لیکن تاہم آپ کے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ کا مجملاً اور مختصراً ذکر کرتا ہے تاکہ آپ کی اخلاقی خصوصیات ظاہر ہوں اور اس چیز کا علم ہو سکے کہ اس بابرکت وجود میں بنی نوع انسان کے لئے بہترین خصائص موجود ہیں حضرت عائشہ صدیقہ کے الفاظ "کان خلقہ القرآن" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ کی زندگی قرآن کریم کی عملی تصویر تھی چنانچہ قرآن کریم نے مجموعی طور پر آپ کے اخلاق عظیم کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

" وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ یعنی اے محمدؐ! یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ سے اعلیٰ اور بلند سے بلند اخلاق پر ہو۔

آنحضرت صلعم بڑے ہی فراخ دل انسان تھے۔ اور آپ کی فراخ دلی کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ جنگ احد میں جب چند تیر اندازوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی (اور یہ غلطی بھی اجتہاداً تھی عملاً نہ تھی) اور اس کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں کو بڑا بھاری نقصان پہنچا بلکہ خود آنحضرت صلعم زخمی ہو گئے تو اس وقت کے الفاظ آپ کے دل کی حالت کا جو نقشہ پیش کرتے ہیں وہ کسی دوسرے مصلح کی زندگی میں قطعاً نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔

ترجمہ:۔ سو اللہ کی رحمت سے تو ان کے لئے نرم ہے۔ اور اگر تو سخت دل ہوتا تو تیرے ارد گرد سے لوگ بکھر جاتے (ان الفاظ میں ایک یہ سبق بھی دیا ہے کہ نرمی اور رحمدلی سے ہی انسان لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع کر سکتا ہے) پس ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے استغفار کرو اور کام میں ان سے مشورہ لیتے رہو........

اللہ اللہ کیا معافی، عفو، رحیمیت اور نرمی کا بلند نمونہ ہے، جنگی مجرموں کا آج کل کورٹ مارشل کیا جاتا ہے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ نہ صرف انکو دل سے معاف کیا جاتا ہے اور آیندہ ان سے گناہ سرزد نہ ہونے کے لئے دعا کی جاتی ہے بلکہ قومی معاملات میں ان سے مشورہ لیتے رہنے کا حکم ہے کیا تاریخ عالم اس سے بڑھکر عفو و درگزر، معافی اور رحمدلی کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی مومنوں کے ساتھ کمال درجہ کی نرمی اور شفقت اور محبت کا برتاؤ اور سلوک کرتا ہے۔

پھر بتایا ہے کہ آپ کو اپنی امت اور ماننے والوں سے بے حد محبت تھی اور اگر اپنے کسی متبع کو تکلیف پہنچتی تھی تو آپ کا دل کڑھتا تھا۔ ملاحظہ ہو:۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

ترجمہ:۔ تمہارے پاس خود تم ہی سے ایک ایسا رسول آیا جسے ہر وہ چیز شاق گذرتی ہے جس سے تم کو تکلیف ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی اور بہبودی کے لئے حد درجہ کا حریص ہے اور ایمانداروں کے ساتھ نہایت شفیق اور رحیم ہے۔

پھر صرف اپنی امت اور اپنی قوم کے لئے ہی رحمت اور شفقت کا کامل نمونہ نہیں بلکہ تمام دنیا، عالم کے لئے مجسم رحمت ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔

اپنی حفاظت گناہ اور بنی نوع انسان کی خاطر راتیں عبادت اور استغفار میں بسر کر دینے والا انسان محمد الرسول اللہ ہی ہیں، اگر ایک طرف حکم کے رنگ میں ارشاد موجود ہے کہ رات کا نصف یا کم و بیش حصہ عبادت الٰہی میں بسر کرو تو دوسری طرف یہ شہادت بھی موجود ہے کہ:۔ ان ربک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ" یعنی تمہارا رب جانتا ہے کہ تم رات کو تقریباً دو تہائی حصہ تک اور کبھی نصف اور کبھی ایک تہائی حصہ تک عبادت الٰہی میں کھڑے رہتے ہو۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی اپنی وحی من جانب اللہ ہونے پر کس قدر زبردست اور محکم اور یقینی اور زندہ ایمان ہے۔ انسان رات کی اس قدر طویل عبادت تصنع اور بناوٹ سے نہیں کر سکتا۔

پھر آنحضرت صلعم عملی اور علمی دونوں رنگوں میں کمالات انسانی کو حاصل کئے ہوئے تھے۔ نہ عقاید میں کوئی غلطی تھی اور نہ کوئی عملی زندگی میں سقم یا کمزوری تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیۃ سے عیاں ہے۔

ما ضل صاحبکم وما غویٰ، وما ینطق عن الھویٰ۔ نیز آپ کا کامل اور قابل تقلید نمونہ ہر شعبۂ زندگی کے لئے

(بقیہ خطبہ صفحہ ۵)

(بقیہ خطبہ ص ۵)

کرنا اور اس کے لئے منصوبے کرنا اور قدم اٹھانا خوبی کی بات نہیں۔ جب ہمارا ان سے اختلاف ہوا اس وقت ہماری کیا تعداد تھی قادیان والے کہتے تھے دو چار آدمی ہیں جو واپس آجائیں گے مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے دیکھو کہ اگر اس کثیر جماعت کا بجٹ گیارہ لاکھ ہے تو اس جماعت کا بجٹ جو قادیانی جماعت کے دسویں حصہ کے برابر بھی نہیں اس کے بجٹ کے نصف سے کم نہیں ـــــ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں باوجود اختلافات کے اچھے کاموں کو جاری رکھنا چاہیئے اور اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات پر اصل کام کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اختلافات کو برداشت کرتے ہوئے اس کام کو پوری قوت کیساتھ انجام دینا چاہیئے۔

ہماری تبلیغی کوششیں

ہمارے آنریری مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں

(قسط نمبر ۲)

جبل پور میں ہمارے ایک نوجوان دوست ایم اے صمد صاحب رہتے ہیں جن کو مذہبی مسائل سے گہری دلچسپی ہے اور انگریزی مضمون نویسی کا خاص ملکہ حاصل ہے مدت سے ان کی خط و کتابت حضرت امیر ایدہ اللہ سے تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اسلام اور عیسائیت میں ایسے رستہ کی تلاش کر رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کو پانے اور گناہوں سے چھڑانے میں ان کا ممد و معاون ہو ۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ میں انہیں شمولیت کی دعوت دی گئی اور وہ جلسہ میں شامل ہوئے یہاں کے نظارہ کو دیکھکر اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی باتیں سن کر اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں مطالعہ کرنے سے انہیں یقین ہو گیا کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں انسان خدا تعالےٰ کو پا سکتا ہے اس کے بعد وہ جماعت میں شامل ہو گئے اور گذشتہ جنوری میں جب حضرت امیر ایدہ اللہ نے یکصد آنریری مبلغین کے لئے اپیل کی تو انھوں نے بھی اپنا نام پیش کیا اور لکھا کہ میں ایم اے کی تیاری کر رہا ہوں جو اپریل ۱۹۴۶ء میں ہوگا اس کے بعد میں پورا وقت تبلیغ کے لئے دینے اور مستقل مبلغ بننے کے لئے تیار ہوں فجزاہ اللہ خیراً۔ اس وقت سے اب تک بطور آنریری مبلغ جو تبلیغی کام انھوں نے کیا ہے اس کی مختصر رپورٹ انھوں نے انگریزی میں بھیجی ہے جو حسب ذیل ہے :۔

(۱) چند ماہ ہوئے ایک اینگلو انڈین دوست ...... نے ہمارے نبی کریم صلعم کے کیریکٹر پر ایک چبھتا ہوا ریمارک کیا۔ میں جانتا تھا کہ یہ اس کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے میں نے فوراً اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحیح واقفیت بہم پہنچائی میں نے دیکھا کہ وہ اس میں بہت دلچسپی لیتے ہیں اور اس سے بڑھکر مجھے یہ معلوم ہوا کہ چند مسیحی معتقدات کے متعلق انہیں اطمینان حاصل نہیں اسی وقت میں ان کے ساتھ اسلام اور مسیحیت کی متقابلہ خوبیوں پر گفتگو کرتا رہا انجمن اور ووکنگ مشن کی متعدد کتابیں اور پمفلٹ انہیں دیئے خدا کا شکر ہے کہ اب وہ اسلام کی فضیلت اور صداقت کے قائل ہو گئے ہیں لیکن اپنے والدین کے جو راسخ الخیال عیسائی ہیں جذبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فی الحال علانیہ اسلام قبول کرنے کو تیار نہیں۔ مسٹر ایچ نے مجھ سے کچھ کتابیں اور پمفلٹ لیکر ایک خاتون مسز ...... کو دیئے وہ کہتے ہیں کہ اس خاتون کا دل بھی مسیحی معتقدات کے متعلق شبہات سے بھرا ہوا ہے پچھلی دفعہ جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ مطالعۂ اسلام میں ترقی کر رہی ہیں اور اسلام کے متعلق ہمدردانہ خیالات ان کے دل و دماغ میں پیدا ہو گئے ہیں میں نے ان دونوں کو اسلامک ریویو کا خریدار بنا دیا ہے۔

(۲) دو مقامی گرجوں کے پادریوں کو بھی میں نے تبلیغ کی ان میں سے ایک ایونجلیکل چرچ کا پادری ہے اور دوسرا یونیٹیرین فرقہ سے تعلق رکھتا ہے جس کو Jehova's Witnesses کے نام سے پکارا جاتا ہے مؤخر الذکر پادری صاحب اندھی تقلید کرنے والے اور کسی قدر گرم مزاج واقع ہوئے ہیں انہیں قابل اعتراض الفاظ استعمال کرنے کا بہت شوق ہے اس لئے دوسری ملاقات کے بعد میں نے ان کو ترک کر دینے کا فیصلہ کیا۔ اول الذکر پادری صاحب عقل کی بات ماننے کے لئے کھلا دل رکھتے ہیں اور متحمل مزاج اور صحیح بات کو تسلیم کرنیوالی فطرت کے مالک ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ ایک ایک مسیحی عقیدہ کے متعلق یکے بعد دیگرے بحث کی، اور جب میں نے ان معتقدات کو باطل ثابت کر دیا تو انھوں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ میرے پیش کردہ نتائج کو قبول کیا میں نے انہیں اسلام کے متعلق کچھ پمفلٹ دیئے ہیں اور انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے مطالعہ کے لئے وقت نکالیں گے۔

(۳) ان کے علاوہ میں نے حسب ذیل خواتین کو بھی کتابیں، پمفلٹ اور اسلامک ریویو کی کاپیاں دیں (یہاں سات بڑے بڑے عیسائیوں کے نام لکھے ہیں جن کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناقل)

(۴) چونکہ میں اس جگہ جماعت احمدیہ لاہور کا ایک ہی اکیلا آدمی ہوں اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ تبلیغ اسلام کے اس عظیم الشان کام کے لئے کچھ اور سپاہی بھرتی کروں، جن دوستوں سے میں نے اپنے مشن اور حضرت مسیح موعود کی شاندار خدمات کا ذکر کیا ہے ان میں سے چند حسب ذیل ہیں :۔ (یہاں چار نام لکھے ہیں جن کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناقل)

یہ تمام دوست ہمارے کام سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں، اور مسٹر ...... نے جو ایک مقامی سکول میں ٹیچر ہیں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سکول کے دیگر اساتذہ سے میرا تعارف کرا دیں گے اور اگر ممکن ہوا تو اپنے سکول میں میرے لیکچر کا بھی بندوبست کریں گے۔

(۵) مجھے افسوس ہے کہ میں ایم اے کے آخری امتحان کی تیاری میں مصروف ہونے کی وجہ سے گذشتہ ماہ کچھ زیادہ کام نہیں کر سکا تاہم کچھ دوستوں سے جو میرے ساتھ ہی امتحان میں بیٹھنے والے ہیں گفتگو کرتا رہا اور ان میں سے دو نے انگریزی ترجمۃ القرآن کے مطالعہ کا وعدہ کیا ہے ان میں سے ایک مسٹر ...... کے پاس سیل کا ترجمہ قرآن موجود ہے، میں نے انہیں بتایا کہ سیل نے قرآن کا ترجمہ کرنے میں کچھ بد نیتی اور غلط بیانی سے کام لیا ہے اور ان سے حضرت مولینا محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن مطالعہ کرنے کی سفارش کی۔

(۶) مقامی رابرٹسن کالج کا ایک مسلمان طالب علم مسٹر ...... مسیحیت اور آزاد خیال دہریوں کے ملے جلے اثرات سے متاثر تھا، وہ بھی سیل کا ترجمہ قرآن پڑھ رہا تھا، میں نے ان کو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی کتاب اسلام اور سویلیزیشن مطالعہ کے لئے دی ہے فی الحال وہ باہر گئے ہوئے ہیں لیکن جونہی واپس آئیں گے پھر ان سے ملاقات کروں گا۔

مولوی اللہ دتا صاحب قادیانی کی خاموشی

ازجناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی

جولائی ۱۹۴۴ء میں مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب قادیانی کو میں نے اپنا دوسرا پرچہ مباحثہ بھیجا تھا جس میں بدلائل روشن یہ ثابت کیا کہ قادیان کی طرف سے جس قدر دلائل تبدیلئ تعریف نبوت کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

کے مصداق ہیں اور مولوی اللہ دتا صاحب کے غیر متعلقہ دلائل کو بھی واضح دلائل سے توڑ کر رکھدیا گیا تھا۔ اس پرچہ کا جواب حسب شرائط ایک ماہ کے اندر آنا چاہیئے تھا مگر آج جبکہ دو سال کے قریب مدت ہو چکی ہے قادیان کی طرف سے خاموشی ہے۔ میں نے شروع دسمبر ۱۹۴۵ء میں مولوی صاحب کو یاددھانی تو اس وقت اپنے سالانہ جلسہ پر آنیوالے قادیانیوں کو دکھانے کے لئے الفضل میں چھاپ دیا کہ جواب لکھا جا چکا ہے جلسہ کے بعد کاپی کرا کر بھیجدیا جائیگا۔ میں نے فروری میں مولوی صاحب سے دہلی میں زبانی تقاضا کیا تو مولوی صاحب نے کہا کہ ۱۴ مارچ تک آپ کو پرچہ ...... بھیجدیا جائے گا میں نے اپریل میں خط لکھا کہ کیا وجہ ہے پرچہ نہیں آیا۔ مولوی صاحب خاموش ہیں اس لئے بذریعہ پیغام صلح آخری مرتبہ تقاضا کرتا ہوں کہ مولوی صاحب اپنا پرچہ سوم جلد سے جلد بھیجدیں۔ دو سال کی بہت لمبی مہلت وہ پہلے ہی زبردستی لے چکے ہیں۔ اور ان کو شرم آنی چاہیئے کہ وہ اس قدر وعدہ خلافی کرتے ہیں اور بہانہ سازی سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنی کمزوری کو خدا تعالےٰ کی حکمت عملی قرار دیتے ہیں۔ اور معمولی انسانی اخلاق کو نظرانداز کرتے ہوئے خط کا جواب تک نہیں دیتے۔ دراصل مولوی صاحب ختم ہو چکے ہیں ؏

وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

کاش دوسرے قادیانی ہی مولوی صاحب کو جگائیں مگر

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

مزید انعام چونکہ مولوی صاحب نے آج تک جواب نہیں دیا اور ایک ماہ کی بجائے دو سال کے قریب مدت گذر چکی ہے اس لئے میری طرف سے دوسرے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے۔

قادیانیت سے توبہ

بحضور سیدی حضرت امیر المومنین جماعت احمدیہ لاہور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

خاکسار جناب میاں محمود احمد صاحب کے مریدوں میں شامل تھا۔ ناقابل ذکر حالات سامنے آنے کی وجہ سے عملی رنگ میں تین چار سال سے میاں صاحب سے عقیدت کم ہو گئی تھی۔ درمیان میں ایک دفعہ عزیز مستری جمیل الرحمن صاحب نے بھی کوشش کی مگر خاکسار کا انشراح صدر نہ ہوا۔ برخوردار جلال الدین سلمہ اور اس کی والدہ نے بذریعہ جناب مولوی محمد حسین صاحب مبلغ کی معرفت عرصہ چار سال سے حضور کی بیعت کر چکے ہیں اب خاکسار معہ اپنے پانچ بچوں کے میاں صاحب کی بیعت فسخ کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں اور حضور کو اپنا امیر تسلیم کرتا ہوں۔ عاجزہ کے لئے دعا فرمائیں اور میرا اعلان اخبار پیغام صلح میں جلدی شائع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار نظام الدین ٹھیکیدار گولہ لکڑی۔ محلہ مدکانہ۔ سامانہ۔ پٹیالہ

(نشان انگوٹھا)

اقتباسات

لکھنؤ یونیورسٹی کا تجربہ

لکھنؤ - ۲۵ اپریل - لکھنؤ یونیورسٹی کورٹ کے سامنے ۳۰ اپریل کو ایک بڑا اہم مسئلہ پیش کیا پرشاد شکل حسب ذیل رزولیوشن کی صورت مخلوط تعلیم کے خلاف پیش کرنے والے ہیں :-

"ہرگاہ اس ایوان کی رائے میں اس یونیورسٹی میں لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے خصوصاً مرد استادوں کی نگرانی میں افسوسناک نتائج پیدا کئے ہیں، حکام بالا کے سامنے یہ تجویز پیش کرنی مناسب ہے کہ مخلوط تعلیم کا خاتمہ جلد سے جلد کر دیا جائے۔ یہ تجویز بھی پیش کی جاتی ہے کہ موجودہ زنانہ کالجوں میں سے کسی ایک کو یونیورسٹی اپنے اہتمام میں لے لے، ورنہ اپنا ایک مستقل زنانہ کالج قائم کرے۔" نیشنل ہیرلڈ - ۲۶ اپریل سنہ ۴۶ء

تجویز کا حشر جو کچھ بھی ہوا ہو، سردست اس سے بحث نہیں، کہنا صرف یہ ہے کہ ایک یہ لکھنؤ یونیورسٹی ہے جہاں سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس مخلوط تعلیم کے نتائج کو ناقابل برداشت پا کر اس کے خاتمہ کی تجویز ایک ہندو ممبر پیش کر رہا ہے اور ایک آپ کی عثمانیہ یونیورسٹی ہے جہاں ایک مسلمان ممبر صاحب اس فتنہ کو لانے اور چلانے کی فکر میں ہیں! — خوب کہہ گئے ہیں بوڑھے حالی ع

خندہ زن ہے اس مسلمانی پہ کفر!

(صدق)

مسٹر چرچل کے فرسودہ نعرے

مسٹر چرچل دنیا کے حالات حاضرہ سے بہت مضطرب ہو رہے ہیں اور چونکہ نہایت راسخ العقیدہ قدامت پسند واقع ہوئے ہیں اس لئے دنیا کو پھر وہیں لانا چاہتے ہیں۔ جہاں کسی زمانے میں قدامت پسندوں نے اس کو پہنچا دیا تھا۔ مثلاً لندن کے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ کہ برطانیہ اور امریکہ کو متحد ہو کر روسی حمایت حاصل کرنی چاہیئے جبھی دنیا کا کام چلے گا۔ "ہندوستان چھوڑ دو" اور "فلسطین چھوڑ دو" کے نعرے فضول ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے، تو ہندوستان کی حالت بالکل وہی ہو جائے جو آج کل یورپ کی ہو رہی ہے۔ پھر جب پارلیمنٹ میں مصر سے برطانوی فوجوں کے ہٹانے کا مسئلہ پیش کیا گیا اس وقت بھی مسٹر چرچل نے بہت غیظ و غضب کا اظہار کیا اور مسٹر اٹیلی کی حکومت سے کہا کہ تم امپائر کی مصلحتوں کے بالکل خلاف کر رہے ہو تمہیں اپنی حماقت پر شرم آنی چاہیئے۔ اگر مصر سے فوج ہٹالی گئی تو نہر سویز کی حفاظت کون کرے گا جو ہماری قلمرو کے لئے شہرگ کا حکم رکھتی ہے۔ غرض دنیا تو تیز رفتاری سے ترقی کر رہی ہے لیکن مسٹر چرچل حقائق کا سامنا کرنے کے بجائے تسمہ اندہی کے گنبد میں پڑے رہنا چاہتے ہیں۔ اور اس زمانے میں بھی قوموں کے حق آزادی کے قائل نہیں لیکن ان کی چیخ و پکار بالکل بے اثر ہے مثلاً پارلیمنٹ میں مصر سے برطانوی فوجوں کے اخراج کے مسئلہ پر ووٹ لئے گئے تو ۱۵۸ کے مقابلے میں ۳۲۷ کی اکثریت نے مسٹر اٹیلی کی حکومت کے حق میں رائے دی۔ اس کے باوجود مسٹر چرچل برابر سرپیکار چلے جاتے ہیں۔ (انقلاب)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ریزولیوشن

لاہور - ۱۰ رمئی اشاعت اسلام لاہور کا اجتماع اینگلو امریکن کمیشن کے اس فیصلہ کے خلاف جس کی رو سے ایک لاکھ یہود کو فلسطین میں داخلے کی اجازت دی گئی ہے پر زور احتجاج کرتا ہے اور حکومت برطانیہ کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ عربوں کے ساتھ اپنے سابقہ مواعید کے پیش نظر اس فیصلہ پر فوراً نظرثانی کریں ورنہ مسلمانان عالم نے غم و غصہ میں اگر کوئی خطرناک اقدام کیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہوگی۔ یہ جلسہ وائسرائے ہند سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلمانان ہند کے جذبات کو حکومت برطانیہ تک پہنچا کر اس فیصلہ کی تبدیلی کے لئے سعی کریں"

۲- قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقل بذریعہ تار ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اور نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو بھیجی جائے اور اخبارات کو بھی بغرض اشاعت ارسال کی جائے۔

درخواست دعا

چوہدری فضل الٰہی صاحب کھاریاں سے اپنے صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کے لئے امتحان میٹرک میں کامیابی کے لئے دعا کے خواستگار ہیں

رفتار عالم

— کراچی ۸ رمئی - توقع ہے کہ ۱۲ رمئی کو آسٹریلیا سے ایک اور جہاز جس میں دس ہزار ٹن گندم بار ہے کراچی پہنچ جائیگا۔ یہ گندم ہندوستان کے ان صوبوں میں جہاں اناج کم پیدا ہوتا ہے تقسیم کر دی جائے گی۔

— شملہ ۸ رمئی - حکومت پنجاب کے دفاتر جو ۴ رمئی کو لاہور میں بند ہوئے تھے، آج یہاں کھل گئے ہیں۔

حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری مسٹر ایچ ڈی کھبوٹ اور ہوم سیکرٹری مسٹر اے ۱۰ ے میکڈانلڈ اپنے دفاتر میں تشریف لے گئے۔

— شملہ ۹ رمئی - آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری اچاریہ کرپلانی نے . . . حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے :-

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی صدارت کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل اور مسٹر کرپلانی کے نام تجویز کئے گئے تھے۔ انتخاب ۱۶ رمئی کو ہونا تھا مگر سردار پٹیل اور مسٹر کرپلانی نے اپنا نام واپس لے لیا۔ اس لئے پنڈت جواہر لال نہرو بلا مقابلہ صدر منتخب ہو گئے۔

— شملہ ۹ رمئی - آج شملہ کانفرس کے سلسلہ میں دو اہم ترین واقعات یہ ہیں۔ کہ کمانڈر انچیف اور وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے ارکان نے ملک معظم اور وائسرائے کو اپنے استعفے پیش کر دیئے اور کانفرنس کے اجلاس میں پنڈت نہرو اور قائد اعظم نے علیحدہ گفتگو کی۔ جس کے لئے اجلاس کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرنا پڑا قائد اعظم نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس کل چھ بجے شام بلایا ہے۔

— قاہرہ ۱۰ رمئی - یوم فلسطین کے سلسلہ میں آج سارا دن ہڑتال رہی سات آٹھ ہزار مسلمانوں کا جم غفیر نماز جمعہ سے فارغ ہو کر جامعہ الازہر کی مسجد سے نکل رہا تھا کہ پولیس کے ساتھ اس کا تصادم ہو گیا کئی بیس افراد جن میں دو پولیس والے بھی شامل ہیں مجروح ہوئے، پولیس لوگوں کو بڑے بڑے گروہ بنا کر چلنے سے روک رہی تھی اس پر لوگوں نے پولیس پر پتھر پھینکے۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ اور ہوا میں فائر کئے۔ پچاس گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

آج مصر کے طول و عرض میں مسجدوں کے اندر برطانی امپیریلزم کے خلاف احتجاجی تقریریں ہوئیں۔

— شملہ ۱۰ رمئی - نوابزادہ لیاقت علی خاں آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے مندرجہ ذیل اخباری بیان جاری کیا ہے [illegible] "ڈان" میں اس مضمون کی اطلاع شائع ہوئی ہے کہ ہندوؤں نے ایک خفیہ انجمن منظم کر رکھی ہے۔ جس کا نام "راشٹریہ سیوا سنگھ" ہے۔ اور جس کے سپرد وطن کے بہی خواہوں کو سامان خوراک بہم پہنچانے کا کام کیا گیا ہے تعجب ہے کہ حکومت نے اس قسم کی انجمن کو معرض وجود میں آنے کی اجازت دیدی ہے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ قانون اور ضابطے کی ذمہ دار ہے اور حکومت کا تختہ الٹ دینے والی جو تحریک بھی نمودار ہوتی نظر آئے اسے سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ دبا دینا اس کی روایات میں شامل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت کے ان دعاوی اور ان ذمہ داریوں کے باوجود ہندوستان کے امن عامہ کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کی سلامتی کے لئے بالخصوص یہ خطرہ موجود ہے۔ اور ظاہر ہو رہا ہے کہ اس نے کافی نشوونما حاصل کر لیا ہے ابھی پانی سر سے نہیں گذرا حکومت کا فرض ہے کہ ایسی تدابیر فی الفور اختیار کرے جو اس جماعت کو کسی واردات کے ارتکاب سے روک سکے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے ارادے اور تدابیر اختیار کریں جو ان کے لئے حفاظت خود اختیاری کے کفیل ہو سکیں۔ انہیں خود مرکزی حکومت یا صوبائی کانگرسی حکومتوں پر ہرگز نہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ ان حکومتوں سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اس قسم کی کسی ہندو انجمن کے مقابلے پر مسلمانوں کی امداد کا کوئی سامان مہیا کریں گی۔ ملک کے طول و عرض میں مسلم لیگ کی تمام جماعتوں اور تمام اسلامی تحریکوں کو چاہیئے کہ وہ اس سنگھ کی سرگرمیوں میں فی الفور مداخلت کریں۔ اس معاملے میں انفرادی اور مشترکہ دونوں قسم کا طریق کار اختیار کر لینا چاہیئے مسلمانوں کو اپنے دفاع کا انتظام کر لینا چاہیئے۔ تاکہ اس سنگھ کے سورما مسلمانوں پر بے خبری کے عالم میں [illegible] نہ کر سکیں مسلمانان [illegible] سے ... پر درخواست ہے کہ وہ ہوشیار اور [illegible] رہیں۔ اگر مسلمانوں کی قومی [illegible] کے خلاف کوئی معاندانہ کارروائی ہو تو اسے [illegible] تدبیر سے ناکام بنا کر رکھ دیا جائے

یہ خطرہ حقیقی ہے۔ اور یہ [illegible] کہ اس کا مقابلہ موثر انداز میں کیا جائے۔

— شملہ ۱۱ رمئی - آج صبح قائد اعظم اور نہرو میں $\frac{1}{2}$ ۱ گھنٹہ ملاقات رہی [illegible] دوپہر تین بجے سہ جماعتی کانفرنس شروع ہوئی جو پونے چھ بجے تک جاری رہی۔ کانفرنس کے متعلق جو سرکاری اعلان جاری ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کانفرنس کا آئندہ اجلاس کل شام چھ بجے منعقد ہوگا ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع مظہر ہے کہ ابھی تک دیر پا سمجھوتہ کے لئے تمام کوششیں ناکام رہی ہیں۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ ابھی تک کانفرنس کی ناکامی کا اعلان نہیں ہوا

احادیث الرسول الامین

(۱) اذا کانت امراؤکم خیارکم واغنیاؤکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کانت امراؤکم شرارکم واغنیاؤکم بخلاءکم وامورکم الیٰ نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا۔ (الترمذی)

جب تم سے بہترین اشخاص تمہارے امیر ہوں اور تم میں سے جو غنی ہوں وہ سخی ہوں اور تمہارے کام باہم مشورے سے ہوں تو زمین کا باہر اس کے اندر سے تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی تم زندہ رہنے کے قابل ہو) اور جب تم سے بدترین اشخاص تمہارے امیر ہوں۔ تم میں سے جو غنی ہوں بخیل ہوں اور تمہارے کاروبار عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا اندر اس کے باہر سے تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی ایسی قوم ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے لہذا اس کی زندگی سے اس کی موت بہتر ہے)

(۲) ان السعید لمن جنب الفتن ولمن ابتلی فصبر فواھا (ابو داؤد)

تحقیق نیک بخت وہ شخص ہے کہ دور کیا گیا فتنوں سے اور نیک بخت وہ شخص ہے کہ مبتلا کیا گیا فتنے میں پس (اس نے) صبر سے کام لیا پس حسرت ہے اس کے لئے کہ دور نہ ہوا فتنے سے اور صبر نہ کیا۔

(۳) لن یشبع مومن من خیر یسمعہ حتیٰ یکون منتھاہ الجنۃ (الترمذی)

ایماندار آدمی نیک باتیں سننے (دیکھنے) سے سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کا انجام جنت ہوتا ہے (مومن انسان مرتے دم تک طلب حکمت میں مشغول رہتا ہے)

(۴) نضر اللہ امرأ سمع منا شیئاً فبلغہ کما سمع فرب مبلغ اوعیٰ سامع۔ (الترمذی)

اللہ تعالےٰ اس شخص کی نصرت فرماتا ہے جس نے ہم سے کوئی بات سُنی پھر اسی طرح (بلا کم و کاست) آگے سُنا دی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلے سننے والے سے اس کی وساطت سے دوسرا سننے والا (حدیث کو) زیادہ یاد رکھتا ہے (یعنی مبلغ روایت کو بہتر محفوظ رکھتا ہے)

(۵) ان رجالاً یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلھم النار یوم القیٰمۃ۔ (البخاری والترمذی)

جو لوگ اللہ کا مال (صدقات وغیرہ) بے دردی سے لوٹتے ہیں (دیکھئے ہے ج ۴ ص ۱۵)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مکفر علماء اور حضرت امامِ عصر حاضر

تمام علما نے مکفرین پر یہ افسوس ہے کہ انھوں نے بلا تفتیش و تحقیق بٹالوی صاحب کے کفرنامہ پر مہریں لگا دیں اور اول سے آخر تک میری کتابیں نہ دیکھیں اور بذریعہ خط و کتابت مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ اگر وہ نیک نیتی سے مہریں لگاتے تو ان کا نور قلب ضرور ان کو اس بات کی طرف مضطر کرتا کہ پہلے مجھ سے دریافت کرتے اور میرے الفاظ کی حل معانی بھی مجھ سے ہی چاہتے پھر اگر بعد تحقیق وہ کلمات درحقیقت کفر کے کلمات ہی ثابت ہوتے تو ایک بھائی کی نسبت افسوسناک دل کیسا تھ کفر کی شہادت لکھ دیتے اگر وہ ایسا کرتے اور عجلت سے کام نہ لیتے تو ان الزاموں سے بری ٹھیرتے، جو عند اللہ ایک تکفیر کے شتاب باز پر عاید ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ جیسی ایک بھیڑ دوسری بھیڑ کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کھانے لگتی ہے اسی پر یہ بھی دانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں ہمارے بعض علماء نے بھی اختیار کر لیا فما اشکوا الا الی اللہ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ ایک مسلمان موحد اہل قبلہ کو کافر کہدینا نہایت نازک امر ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان بارہا اپنی تحریرات و تقریرات میں ظاہر کرے کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ اور رسول اور ملائکہ جلشانہ کے ملائک اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور بعث بعد الموت پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اللہ جلشانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم میں ظاہر فرمایا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ ان تمام احکام صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی ہوں جو اللہ اور رسول صلعم نے بیان فرمائے ہیں تو ایسے مسلمان کو کافر قرار دینا اور اس کا نام اکفر اور دجال رکھنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کا شعار تقوےٰ اور خدا ترسی سیرت اور نیک ظنی عادت ہو۔

اگرچہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ بات تو سچ ہے کہ قدیم سے علماء کا یہی حال رہا ہے کہ مشائخ اور اکابر اور آئمہ وقت کی کتابوں سے جب بعض بعض حقائق اور معارف اور نکات ان کی ان کو سمجھ نہیں آئے اور ان کے زعم میں وہ خلاف کتاب اللہ اور آثار نبویہ گئے تو بعض نے علماء دین سے ان اور آئمہ کو دائرہ اسلام سے خارج اور بعض نے نرمی کر کے کافر تو نہ کہا لیکن اہل سنت والجماعت سے الگ کر دیا۔ پھر جب وہ زمانہ گذر گیا اور دوسرے قرن کے علماء پیدا ہوئے تو خدا تعالےٰ نے ان پچھلے علماء کے سینوں اور دلوں کو کھول دیا اور ان کو وہ باریک باتیں سمجھا دیں جو پہلوں نے نہیں سمجھی تھیں۔ تب انھوں نے گذشتہ اکابر اور اماموں کو ان تکفیر کے فتووں سے بری کر دیا۔ اور نہ صرف بری بلکہ ان کی قطبیت اور غوثیت اور اعلےٰ مراتب ولایت کے قایل بھی ہو گئے اور اسی طرح علماء کی عادت رہی اور ایسے سعید ان میں سے بہت ہی کم نکلے جنھوں نے مقبولان درگاہ الٰہی کو وقت پر قبول کر لیا امام کامل حسین رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک یہی سیرت اور خصلت ان ظاہر پرست اہلیان علم کی چلی آئی کہ انھوں نے وقت پر کسی مرد اخذ کو قبول نہیں کیا۔

آئینہ کمالات اسلام
(صفحہ ۱۲۹۶ - 1292)

(بقیہ احادیث)

مصرف میں لاتے ہیں۔ قومی بیت المال کی ایسی پرواہ نہیں کرتے جیسے اپنے مالوں کی) وہ قیامت کے دن آگ میں ہونگے۔

(غلام محادرہ)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے

گذشتہ جمعۃ کی شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے سب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ آیندہ سے مندرجہ ذیل پتہ پر حضرت ممدوح سے خط و کتابت کریں:۔

دار السلام ۔ ڈلہوزی ۔ ضلع گورداسپور

یونیورسٹی امتحانات میں شامل ہونیوالے نوجوان دوست توجہ فرمائیں

وہ نوجوان دوست جو اس دفعہ یونیورسٹی کے امتحانات میں شامل ہوئے ہیں ان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ نتائج نکلنے پر اپنی کامیابی کی اطلاع دفتر اخبار پیغام صلح میں ضرور دیں تاکہ ان کے نام اخبار میں شائع کئے جاسکیں۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

حضرت ابوبکرؓ کے دو خطبات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب حنیف الحمید بلڈنگس لاہور

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا۔

"تمام تعریفوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمام عالموں کو پیدا کیا اس کی ربوبیت فرمائی۔ میں اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ بعد الموت اسی سے بزرگی اور شرف کا خواہاں ہوں (اے لوگو) میری اور تمہاری موت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی لائق پرستش نہیں اور نہ کوئی اس کا شریک کار ہے محمد صلعم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ بشیر و نذیر اور سراج منیر بنا کر بھیجا تا ایسے لوگوں کو جو زندہ ہیں (روحانیت کے لحاظ سے) ڈرائیں اور منکرین حق پر حجت قائم کریں جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے نافرمانی کی وہ کھلی کھلی گمراہی میں گرفتار ہو گیا۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی ثابت قدمی سے پیروی کرو کلمہ اخلاص کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امیر کے احکام کو قبول کرنا اور اس کی اطاعت کرنی ہے یقیناً وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور ایسے امیر کی اطاعت کرتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کرتا ہے وہ فلاح پا گیا اور جو حقوق اس کے ذمہ تھے اس نے ادا کر دیئے۔ اتباع نفس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو جس شخص نے اپنے آپ کو اتباع نفس۔ طمع خام۔ اور مغلوب الغضب ہونے سے بچایا وہ (مقصد حیات کو) پا گیا۔ فخر سے بچو (بھلا سوچو تو سہی) وہ شخص کیا فخر کر سکتا ہے جس کی پیدائش ہی مٹی سے ہے اور مٹی میں ہی لوٹ کر اسے جانا ہے جہاں وہ کیڑے مکوڑوں کا طعمہ بنے گا اگرچہ آج وہ زندہ ہے مگر کل اسے موت کا سامنا کرنا ہوگا۔ پس اپنی زندگی کا ایک ایک دن اور ایک ایک لمحہ اعمال صالحہ میں گزارو۔ آہِ مظلوم سے ڈرتے رہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔ صبر و استقامت اختیار کرو کیونکہ صبر و استقامت سے ہی ہر کام پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے حزم و احتیاط سے قدم رکھو (کیونکہ صبر و استقامت اور حزم و احتیاط سے قدم اٹھایا ہوا ہی نفع دے سکتا ہے عمل صالح بجا لاؤ صرف عمل صالح ہی قبول کیا جاتا ہے۔ ان باتوں سے پرہیز کرو جن کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں عذاب سے ڈرایا ہے اور اس کار خیر کی طرف سبقت کرو جس کے بجا لانے پر اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنی رحمت کا وعدہ کیا ہے (لوگوں پر اس حقیقت) کو واضح کرو۔ اور خود اسے مد نظر رکھو۔ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ان باتوں کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ تمام باتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں جن کی وجہ سے اس نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کیا اور جن کی وجہ سے تم سے پہلی قومیں نجات پا گئیں۔ یقیناً اس نے اپنی کتاب میں حلال و حرام کو اور ان اعمال کو جسے وہ محبت رکھتا ہے اور جس سے اسے نفرت ہے واضح کر دیا ہے۔ پس میں تمہیں اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے اس کی مدد کے بغیر کسی میں نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی طاقت نہیں۔ جان لو کہ اگر تم اخلاص سے (محض) اللہ تعالیٰ کے لئے اعمال صالح بجا لاؤ گے تو تم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اپنے حصہ (فرائض) کی حفاظت کی اور قابل رشک بن گئے اور تم اپنے حساب میں جو کبھی نیکی زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہو نوافل سے حاصل کرو تاکہ تمہارے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو۔ صدقہ و خیرات اپنی غریبی کے زمانہ میں دو جبکہ تم خود حاجتمند ہو۔ پس اے اللہ کے بندو اپنے بھائیوں اور دوستوں کے معاملہ میں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں غور و فکر کرو جو انہیں پیش آنا تھا آچکا وہ اس پر قائم ہو گئے موت کے بعد جو بھی بدبختی یا سعادت ان کے حصہ میں تھی انہیں مل چکی۔ اللہ تعالیٰ لاشریک ہے اور قائم بالذات ہے اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان کوئی نسبی تعلق نہیں جس کی وجہ سے مخلوق خدا خیر حاصل کر سکتی ہے یا بدی کو دور کر سکتی ہے (بلکہ) طاعت اور امر حق کی پیروی سے ہی لوگ افاضۂ خیر اور دفع شر کر سکتے ہیں وہ بھلائی بھلائی نہیں جس کا انجام دوزخ ہو اور وہ برائی برائی نہیں جس کا نتیجہ جنت ہو۔ بس میں یہی کہنا چاہتا تھا میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت مانگتا ہوں اور تمہارے نبی پر صلوٰۃ اور سلام بھیجتا ہوں والسلام علیہ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۹۹-۱۰۰)

دوسرا خطبہ

حاکم اور بیہقی نے عبداللہ بن حکیمؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعریف کی جس کا وہ اہل ہے اس کے بعد فرمایا (میں تم کو وصیت کرتا ہوں) کہ تمہارا مقام (ایمان) بیم و رجا کے درمیان ہو یقیناً اللہ تعالیٰ نے ذکریاؑ اور آپ کے اہل بیت کی تعریف فرمائی ہے پس یہ آیت تلاوت فرمائی انھم کانوا یسارعون فی الخیرات و یدعوننا رغبًا و رھبًا و کانوا لنا خاشعین (الانبیاء رکوع ۶) یہ وہ لوگ تھے کہ نیک کاموں میں سبقت کرتے تھے ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنیوالے تھے۔ سو اے اللہ کے بندو اس بات کا تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ تمہاری جانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں مرہون کر لیا ہے اور اس پر تم سے پختہ عہد لیا ہے (الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا۔ (الاعراف ع ۲۱) اور تم سے فنا ہونے والی قلیل چیز کو باقی رہنے والی کثیر چیز کے بدلے خرید لیا ہے اور یہ جو تمہارے پاس کتاب ہے (قرآن شریف) اس کا نور کبھی نہیں بجھے گا اور نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے تم اپنے آپ کو اس نور سے منور کر لو اور اس کتاب سے اپنے لئے نصائح کا خزانہ جمع کر لو جو تمہارے لئے تاریکی کے زمانہ میں مشعل راہ ہو پس یقیناً اس نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین مقرر فرما دیئے ہیں جو تمہارے اعمال سے خوب واقف ہیں۔ اللہ کے بندو یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ تمہارا ہر قدم موت کی طرف اٹھ رہا ہے جس کا علم پردۂ غیب میں ہے جہاں تک ہو سکے ایسا کرو کہ موت تمہیں ایسے وقت آپکڑے جبکہ تم اعمال صالح میں مشغول ہو (بیشک) یہ بات سوائے امر الٰہی کے تمہیں میسر نہیں ہو سکتی مہلت کے وقت پیشتر اس کے کہ موت تمہیں آئے نیکی میں سبقت کرو ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم بدیوں میں مصروف ہو کیونکہ تم سے پہلے ایسی قوم ہو گذری ہے جس نے اپنے فرائض کا ذمہ دار دوسروں کو سمجھا اور نفسوں کو بھلا بیٹھے تھے پس میں تمہیں منع کرتا ہوں اس سے کہ ان کی مثل بنو۔ جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ بچو۔ بچو۔ موت نہایت قریب دوڑتی چلی آرہی ہے جبکہ مہلت بہت کم ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۰۰)

احمدی اور غیر احمدی میں فرق

نوٹ:۔ شبان الاحمدیہ کی مسلم ٹاؤن کی شاخ کا اجلاس زیر صدارت چوہدری منصور احمد صاحب بی اے، مورخہ ۲۶-اپریل کو منعقد ہوا، اور ہماری جماعت کے ایک کمسن رکن سلیم احمد جو ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے صاحبزادے ہیں نے باوجود اپنی کمسنی کے احمدی اور غیر احمدی کا فرق بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا۔ جس کی وجہ سے وہ یقیناً تحسین کے مستحق ہیں۔ ان کا مضمون احمدی بچوں کے مطالعہ کے لئے درج ذیل ہے۔

(سید اسد حسین سکرٹری)

احمدی جماعت کا مذہب دین اسلام ہے۔ نبی حضرت محمد رسول اللہ ہیں اور قرآن کتاب ہے، حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے اس بات کو بہت مرتبہ بیان کیا ہے کہ اسلام کا دین کامل اور زندہ مذہب ہے سب دوسرے مذہبوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جن کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل ہدایت کی کتاب ہے اور اس کے سارے حکم قیامت تک جاری ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ آپ اس چودھویں صدی کے مجدد اور اسلام کے مسیح ہیں یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے اور اس لئے کہ تا دوسرے دینوں پر دین اسلام کو غالب کیا جائے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت کا دعوے نہیں نہ ہی آپ کوئی نیا مذہب و دین منواتے ہیں بلکہ اسلام کے مذہب کی خدمت کرنا حضرت محمد رسول اللہ کی پیروی کرنا اور قرآن کریم کے حکموں پر چلنا آپ کی تعلیم ہے۔ احمدی وہ ہے جس نے یہ عہد کیا ہو کہ وہ اسلام پر چلے گا اور اس دین کو دوسرے مذہبوں پر غالب کرنے میں کوشش کرے گا۔ حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ سے یہ خبر پائی ہے کہ اس زمانہ میں دین اسلام کا غلبہ آپ کے اور آپ کی جماعت کے ذریعے سے مقدر ہو چکا ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ احمدی جماعت کا نمونہ اور عمل اسلام کے مطابق ہو اور پھر یہ جماعت دوسرے ملکوں میں قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرے۔ احمدی بننا آسان بات نہیں نہ ہی صرف منہ سے یہ کہدینے سے کہ میں احمدی ہوں کوئی شخص سچے معنوں میں احمدی بن سکتا ہے بلکہ احمدی وہ ہے جو اپنی زندگی میں دین اسلام پر چلنے والا ہو۔ نیز اپنے مال اور اپنے وقت کو اسلام کے پھیلانے اور جماعت احمدیہ کو بڑھانے میں لگاتا ہو۔ اس لئے میرے دوستو اور بھائیو آؤ ہم بھی سچے دل سے یہ وعدہ کریں کہ ہم خود دین اسلام کو صحیح طور پر سمجھیں گے۔ قرآن کریم کو پڑھیں گے۔ اسے سمجھیں گے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے یعنی پہلے خود سچے مسلمان بنیں گے دوسرے مسلمانوں یعنی غیر احمدیوں کو بھی اچھے مسلمان بننے کی دعوت دیں گے اور دین اسلام

پیغامِ صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یومِ وصال

حضرت امامِ عصرِ حاضر کی سیرت کے چار نمایاں پہلو

۲۶ مئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال ہے۔ اس موقعہ پر مرکزی اور بیرونی جماعتیں جلسے منعقد کیا کرتی ہیں اور ان جلسوں کے ذریعہ حضرت صاحب کی صحیح پوزیشن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس دفعہ بھی ہم تمام جماعتوں کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ حسب معمول جلسے منعقد کریں اور حضرت امام عصر حاضر کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو دنیا کے سامنے پیش کریں ــــ حضرت امام زمان کی زندگی کے چار نمایاں پہلو ہیں (الف) بعثت (ب) صحیح مقام (ج) خالص اسلامی سیرت (د) اور آپ کا کام ــــ

حضرت صاحب کی بعثت کو پیش کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی ان پیشگوئیوں کو پیش کرنا چاہیئے جو مسیح اور مہدی کی آمد سے متعلق ہیں اور دلائل سے ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ پیشگوئیاں کس وضاحت کے ساتھ حضرت صاحب کی ذات میں پوری ہوئیں، اس ضمن میں قتل دجال کسر صلیب، یاجوج ماجوج کا دنیا کی سربلندی سے ظاہر ہونا اور غلبۂ اسلام ان جملہ باتوں پر روشنی ڈالنی چاہیئے ــــ حضرت صاحب کے مقام اور مرتبہ کو پیش کرتے ہوئے اس بات کو نہایت زوردار الفاظ میں پیش کرنا چاہیئے کہ آپ کا اصل مقام مجددیت اور ولایت ہے، ظلی بروزی اور مجازی نبوت ولایت کا ہی دوسرا نام ہے حضرت نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا اور یہ حضرت امام عصر پر ایک بہتان عظیم ہے کہ آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا اور آپ کے دعوے کے انکار سے روئے زمین کے کروڑ ہا مسلمان کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں اس ضمن میں قادیانی پراپیگنڈا کی غلطیوں کو واشگاف کرنا چاہیئے ــــ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کو پیش کرتے ہوئے اس بات کو خاص طور پر پیش کرنا چاہیئے کہ آپ شریعت محمدیہ پر کاربند تھے اور دنیا کو اس پر کاربند ہونے کی تلقین فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی سیرت اسلامی اخلاق کا نمونہ تھی اور اس خالص اسلامی رنگ کو دیکھ کر ہی ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنے ایک خطبۂ علیگڈھ میں اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی اخلاق کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں دیکھو اس ضمن میں آپ کی خانگی اور جماعتی زندگی کے تمام پہلوؤں کو پیش کیا جا سکتا ہے

ــــ چوتھا پہلو حضرت صاحب کی حیات طیبہ کا آپ کا کام ہے۔ اس کام کی عظمت کو ثابت کرنے کے لئے آج سے نصف صدی پیشتر کے حالات اور کوائف کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے ان حالات کا تجزیہ کرنا چاہیئے جن میں آپ تشریف لائے اس وقت اسلام اور مسلمانوں کی کیا حالت تھی مسلمانوں کی ملی زندگی پر کس قسم کی افسردگی اور پژمردگی چھائی ہوئی تھی اور وہ کس حد تک مغلوب ہو چکے تھے عیسائیت اور آریہ سماج اسلام پر حملہ آور تھے اور مسلمانوں میں اخلاقی، روحانی اور عمرانی زوال کی وجہ سے تاب مقابلہ نہ تھی ایسے نازک دور میں آپ نمودار ہوتے ہیں اور سب حملہ آوروں کو دندان شکن جواب دیتے ہیں اور اسلام کی صداقت کو براہین اور اپنے روحانی تجربہ سے ثابت کرتے ہیں اس عظیم الشان مدافعت سے عالم اسلامی میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور احساس مغلوبیت کم ہو کر قلوب میں اسلامی غلبہ کے ولولے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں ــــ ان حملوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک حملہ یورپ کی مادیت اور عقلیت کا ہے۔ مغرب کے اثر و نفوذ سے مرعوب ہو کر مسلمان مفکر بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں چنانچہ سر سید احمد مرحوم یورپ کی عقلیت سے جس قدر مرعوب اور متاثر تھے اس کے لئے کسی تشریح کی ضرورت نہیں مغربی طریقہ تعلیم نے جس قدر لوگوں کو مذہب سے بیزار کیا اس پر بھی روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مغربی علوم کی خالص عقلی اور مادی افتاد کی وجہ سے خدا، وحی اور حیات بعد الموت کا انکار کیا جانے لگا اس مادیت عقلیت اور الحاد کے حملوں کے جواب میں آپ نے اپنا روحانی تجربہ پیش کیا جس سے یورپ کے قیاسی فلسفہ کی کمزوری بالکل عیاں ہو گئی ــــ آپ کے کام کا ایجابی پہلو نظام تبلیغ اور علم کلام ہے جو آپ نے پیدا کیا آپ نے اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی اور ایک زبردست تبلیغی نظام قائم کیا چنانچہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد تبلیغی میدان میں جو کامیابی تحریک احمدیت کو ہوئی موجودہ دور میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں پیش کی جا سکتی چنانچہ جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی خدمات کا اعتراف تو مخالفین کو بھی ہے اور خود مغربی تنقید نگار بھی جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی مساعی اور تبلیغی میدان میں اس جماعت کی کامیابی کا بارہا اعتراف کر چکے ہیں ــــ حضرت صاحب کی زندگی کے یہ چار نمایاں پہلو ہیں جن کو اس موقعہ پر پیش کرنا چاہیئے اگر ہمارے دوست یوم وصال کے جلسے منعقد کریں اور ان باتوں کو لوگوں تک پہنچائیں تو یہ یقیناً احمدیت اور اسلام کی ایک زبردست خدمت ہوگی اور اس سے اس جماعت کو تقویت ملے گی جو اس وقت اعلائے کلمۃ الحق کے لئے غیر معمولی ایثار اور قربانی کا ثبوت دے رہی ہے۔ ان جلسوں سے حضرت امام عصر حاضر اور احمدیت کے متعلق پھیلی ہوئی متعدد غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا اور ان غلط فہمیوں کی وجہ سے تبلیغ اسلام کے راستہ میں جو روکیں پیدا ہو چکی ہیں وہ دور ہو جائیں گی ؛

سانحۂ ارتحال

ہم [illegible] تے [illegible] درج کی جاتی ہے کہ شیخ عبید اللہ صاحب [illegible] وزیر آباد کا چھوٹا بچہ عزیز [illegible] بعارضہ ٹائیفائڈ اور نمونیہ بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں [illegible] میں شیخ عبید اللہ صاحب سے [illegible] ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور جلد نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

ہم پیغام صلح میں متواتر کئی سالوں سے گذارش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ جماعت کے [illegible] حضرات موجودہ تحریکات اور موجودہ مسائل کے [illegible] مضامین ارسال فرمائیں مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری یہ پیہم گذارشات صدا بصحرا ثابت ہوئی ہیں اور ہمارے دوست اس طرف اتنی توجہ مبذول نہیں فرماتے جس قدر کہ موجودہ حالات کے پیش نظر [illegible] اس طرف توجہ مبذول فرمانی چاہیئے [illegible] اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ [illegible] کے معیار کو بلند رکھے اور جس قدر ممکن ہو [illegible] اخبار کو متنوع بنائے لیکن ابھی اس کے لئے [illegible] دلسوزی اور دوستوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم پھر ایک دفعہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں اور اپنے قومی اخبار میں [illegible]

اخبارِ احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلانِ نکاح — ۱۱ ماہ مئی کو بمقام وزیر آباد مندرجہ ذیل نکاحوں کی تقریب عمل میں آئی۔

(۱) شیخ شریف احمد صاحب ولد شیخ محمد جان صاحب سیالکوٹی کا عقد فہمیدہ سلطانہ صاحبہ ہمشیرہ شیخ عبد الرحمان صاحب ناظر آئی۔ٹی۔او سے حق مہر ۵۰۰/- پر ہوا

(۲) شیخ محمد سلیم صاحب ولد شیخ محمد جان صاحب سیالکوٹی کا عقد اختر سلطانہ صاحبہ ہمشیرہ شیخ عبد الرحمان صاحب آئی۔ٹی۔او سے بعوض حق مہر ۵۰۰/- پر ہوا

خطبہ نکاح محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے پڑھا احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

ــــ حافظ عبد الرشید صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ دلیہ نصرت میں بھائی کرامت حسین صاحب کے والد ماجد میاں نور الدین صاحب کی فوتیدگی پر وہ تشریف لے گئے جناب کرامت حسین صاحب نے مبلغ پانچ روپیہ بغرض ایصال ثواب تبلیغ [illegible] مرحمت فرمائے ہیں۔ ایک صاحب [illegible] صاحب سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے [illegible]

ــــ جماعت کے بعض دوست بیمار [illegible] اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کی صحت اور آسودگی کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

ــــ جماعت کے طلباء کے نام درج کر کے اخبار میں تحریک کی گئی تھی کہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں یونیورسٹی کے سالانہ امتحانات میں کامیاب کرے [illegible] بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دوبارہ درخواست ہے کہ ان جملہ طلباء کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں یونیورسٹی امتحانات میں کامیاب کرے اور ان کی کامیابی کو سلسلہ کی تقویت کا موجب بنائے

ــــ خانصاحب میاں رحیم بخش صاحب [illegible] اسسٹنٹ کلکٹر سنٹرل [illegible] دس روپے اخبار پیغام صلح کی مدد میں [illegible] بھیجے ہیں کہ ان کے تین بچے [illegible] اور ایک آٹھویں میں اعلیٰ نمبروں [illegible] سکولوں میں پاس ہوئے ہیں۔ [illegible] عوض کسی مستحق کے نام اخبار جاری [illegible] ان کے لئے دعا کی جائے کہ [illegible] انہیں دین و دنیا کے [illegible]

مسئلہ فلسطین
قرآن مجید اور بائیبل کی روشنی میں

از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

نوٹ:- عنوان بالا پر میں نے ایک خطبہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر دیا تھا اس وقت واقعات ابھی پردۂ راز میں تھے اب ان کا انکشاف ہوگیا ہے اس لئے اس مضمون کے مطالعہ کرتے ہیں مزید لطف آئیگا۔ عبدالحق

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کے حقائق ومعارف قیامت تک کھلتے رہیں گے اس میں نہ صرف سابقہ ملل اور ادیان کے پردۂ اخفاء میں گم شدہ اور مٹے ہوئے آثار ونقوش کا از سر نو انکشاف کیا گیا ہے بلکہ آیندہ آنیوالے اذکار وحوادث کا ذکر بھی موجود ہے اللہ تعالیٰ نے خود اس کتاب کو ذکر مبارک "جس کی برکت کبھی ختم ہونے والی نہیں" فرمایا ہے بلکہ مخبر صادق نے بھی نہایت افصح الفاظ میں فرمایا "فیہ خبر ما بعدکم" اس میں وہ اخبار موجود ہیں جو تمہارے بعد آنیوالے ہیں اور جمہور علماء اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے۔ دوسرا امر جو یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے کہ قرآن مجید میں جن مذاہب اور اقوام کا ذکر ہے بعض امور میں ان اقوام کا اپنا ایک نقطۂ نگاہ ہے مسلمان مفسر اس کی تفسیر اسلامی نقطۂ خیال سے کرتا ہے اس سے وہ لطف نہیں اٹھا سکتا جو ایک عالم تورات وانجیل اٹھا سکتا ہے قرآن مجید کی آیت جس پر ہم آج کی صحبت میں بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اسی قسم کی ایک آیت ہے فرمایا وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون عالم کتاب جانتا ہے کہ تورات میں اور یہودی مذہب میں مابعد الموت زندگی یا جنت اور دوزخ کا ذکر شاذ ہے اس میں یہود کو جس جنت کا وعدہ دیا گیا ہے وہ عبری بائیبل میں گن عدن - گن ایلوھیم، گن یہوواہ کہلاتا ہے گن عدن کی بگڑی ہوئی صورت گارڈن (garden) ہے جو عربی میں جنت عدن ہے اسی جنت میں خداوند نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا - حضرت ابراھیم علیہ السلام اور آپ کی ذریت کو اسی جنت میں آباد رکھنے کا وعدہ دیا گیا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم اسرائیل نے مصر سے چل کر اسی موعود جنت کو حاصل کرنے کے لئے بے اندازہ تکالیف اٹھاکر جہاد کیا اور یہود نے ہمیشہ ہمیشہ اسے فتح کرنے کے لئے جنگیں کیں اسی جنت میں خداوند یہوواہ رہتا اور صبح وشام سیر کرتا ہے پھر یہی وہ جنت ہے جس میں بمفوائے کلام لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون (۵: ۸۰) اس میں ناشکرگذاری کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کو اس سرزمین سے بے دخل کر دیا گیا چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں پھوٹ پڑگئی اور ایک دوسرے کے خلاف الگ الگ دو مرکز قائم ہوگئے اور آپ کی وفات کے بعد صرف دو فرقے اس دین پر قائم رہ گئے اور دس قبائل مشرکین کے ساتھ مل کر دین ابراھیم سے ہمیشہ کے لئے کٹ گئے انھوں نے بیت المقدس کی بجائے اپنا مرکز سماریہ کو جا بنایا بالآخران پر اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہوا اور داؤد علیہ السلام کی بد دعا اپنا رنگ لائی ۷۲۲ سنہ قبل مسیح میں اسیریا کی حکومت نے ان کا تیا پانچا کر دیا اور بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے نینوا لے گئے اور بہت سے لوگ بھاگ کر دوسرے ممالک میں جا آباد ہوئے۔

دوسری حکومت کو جو رصبعام ابن سلیمان علیہ السلام کے زیر نگیں تھی بنی اسرائیل کی آئے دن کی خرمستیوں کی وجہ سے بخت نصر شاہ بابل نے سنہ ۵۸۶ قبل مسیح میں تاراج اور برباد کر دیا اور بیت المقدس کو جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے آباد کیا تھا جلا کر راکھ کر دیا اور بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل میں لے گیا اور ایک بہت بڑا حصہ ان کا قید کر دیا گیا اس کے بعد یونانیوں اور رومیوں کی طرف سے ان پر مظالم ہوتے رہے پہلی صدی مسیحی میں رومن بھیڑیے نے اسرائیلی گلہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ یہودی دنیا میں پراگندہ اور منتشر ہوگئے دوسری صدی مسیحی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی لعنت ان پر یوں برسی کہ قیصر ہیڈریان نے ان کا قلع قمع کر دیا پانچ لاکھ یہود قتل ہوئے اور یروشلم کے کھنڈروں میں بھی ان کو داخل ہونے کی ممانعت کر دی بچے کھچے یہودی تتر بتر ہوگئے کیونکہ مسیحی حکمران ان کے خون کے پیاسے تھے۔

اس کے بعد مکہ معظمہ میں رحمۃ للعالمین کا ظہور ہوا اور حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں شام کا ملک فتح ہوکر مسیحی بادشاہوں کے ظلم سے یہود کو نجات ملی مسلمانوں کا عہد یہود کے لئے سب سے مبارک ثابت ہوا اور ان کو مکمل شہری اور مذہبی آزادی مل گئی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد پہلی مرتبہ اپنے تمام دینی شعائر میں آزاد اور اپنے قومی ومعاشرتی امور میں مختار ہوگئے متعدد یہودی مورخوں نے تسلیم کیا ہے کہ اگر اسلام کی سیاسی قوت غالب نہ آجاتی تو یہودی قوم دنیا سے مٹا دی جاتی مگر اسلامی قوت کے زوال کے ساتھ ہی مسیحیت نے پھر قوت پکڑلی اور یہود پر پھر ہلاکت چھا گئی ہر ملک میں ان کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا ان کے مدارس بند کر دیئے گئے ان کی انجمنیں توڑ دی گئیں ان کے دینی صحیفے جلا دیئے گئے ان کے علماء دار پر لٹکا دیئے گئے انہیں مجبور کیا گیا کہ یا تو اپنا دین چھوڑ کر مسیحیت اختیار کریں یا قتل ہونا منظور کریں۔ بالآخر یہودی قوم پر مصائب کی یہ تاریک رات بھی گذر گئی یورپ میں تہذیب نو کا دور شروع ہوا اور اسرائیل کی مردہ لاش نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کیا اور ایک وقت کے لئے زندگی کے آثار شروع ہوئے رفتہ رفتہ یورپین ممالک میں انکو دینی اور قومی آزادی مل گئی مگر آزادی کا یہ دن بھی بہت چھوٹا نکلا۔ مسیحی ممالک نے ان کی اجتماعی اور اقتصادی ترقی کو دیکھکر ان سے سیاسی خطرہ محسوس کیا اور از سر نو ان پر ظلم شروع کر دیا۔ انیسویں صدی کے آخر تک یہودی ہر ملک میں اسی سیاسی تعصب کا شکار ہے مگر آزادی کی اس مختصر سی فرصت میں یہود نے یورپین یونیورسٹیوں میں گھس کر سائنس کے ہر شعبہ میں مہارت پیدا کرلی اور اقتصادی قوت کے بل بوتہ پر علم کی ہر شاخ میں ترقی کرلی مسیحی تعصب کے باوجود یہودی مفکرین بھی ہوشیار ہوچکے تھے انھوں نے نہایت دانشمندی سے اپنی ظاہری قومی خصوصیات زبان، لباس، اور معاشرت کو ہر ملک کی وضع قطع میں تبدیل کر لیا تاکہ مخالفین آسانی سے ان کا پتہ لگا کر ظلم نہ کرسکیں مگر یہ تجویز بھی ایک مغضوب قوم کے لئے زیادہ مفید ثابت نہ ہوئی چنانچہ روس وغیرہ ممالک میں ان کا قتل عام جاری رہا یہاں تک کہ آسٹریلیا کے ایک روشن خیال یہودی اخبار نویس ڈاکٹر تھیوڈور ہرٹسل کو اپنی آزادی کی ایک نئی تجویز سوجھی جو وقت کے سازگار ہونے کی وجہ سے نہایت کامیاب نکلی اس نے سنہ ۱۸۹۶ء میں "یہودی سلطنت" کے نام سے ایک کتاب شائع کی اور دلائل سے یہ ثابت کیا کہ "یہودی مسئلہ کا واحد حل یہی ممکن ہے کہ تمام یہودی ایک ملک میں جمع ہوجائیں اور تمام حکومتیں ان کے ملک کی خودمختاری کو تسلیم کرلیں" یہ دعوت دنیا بھر کے یہود نے تسلیم کی اور سنہ ۱۸۹۷ء میں اپنی پہلی کانفرنس شہر "بال" میں منعقد کی اس سے پہلے روسی مظالم کی وجہ سے یہود میں ہجرت کی تحریک ہوچکی تھی اور فلسطین میں "صیہونی انجمن" دنیا کے یہودیوں کو ہجرت کی دعوت دے چکی تھی اس انجمن کے مقاصد یہ تھے:۔

(۱) یہودی کاشتکاروں اور کاریگروں کو فلسطین کی طرف ہجرت کی ترغیب دی جائے

(۲) دنیا کے تمام یہود کی شیرازہ بندی کی جائے۔

(۳) قومیت کا جذبہ تمام یہودیوں میں پیدا کیا جائے

(۴) عثمانی حکومت کو یہودی وطن کی تجویز قبول کر لینے پر آمادہ کیا جائے۔

اس آخری مقصد میں باوجود متعدد بار کی کوشش کے کامیابی نہ ہوئی تو ڈاکٹر ہرٹسل نے برطانیہ سے خط وکتابت کی اور دوسری طرف قوم کو مضبوط کرنے کے لئے "یہود نوآبادی بینک" اور یہودی بیت المال قائم کیا۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں یورپ میں جنگ عظیم کی توپ چلی تو یہود نے سوچا کہ جرمنی اور ترکی وغیرہ اتحادیوں کی فتح میں ان کا فائدہ نہیں بلکہ الٹا نقصان ہوگا اس لئے انھوں نے برطانیہ کا ساتھ دیا اور اپنی دولت کا دریا اس طرف بہا دیا - ۲ نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کا دن یہود کی موجودہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا اس دن برطانیہ نے فلسطین میں ان کے قومی وطن کی تجویز کو منظور کر لیا اس وقت لارڈ بالفور برطانیہ کے وزیر خارجہ تھے انھوں نے اس دن مشہور یہودی ساہوکار لارڈ راتھشیلڈ کے نام یہ سرکاری اعلان بھیجا:۔

"میں انتہائی مسرت کیساتھ حکومت برطانیہ کی جانب سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہز مجسٹی کی حکومت فلسطین میں یہودی قومی وطن کا قیام پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرے گی مگر یہ ظاہر ہے کہ برطانیہ کوئی ایسی بات نہیں کرسکتی جو فلسطین کے غیر یہودی باشندوں کے دینی یا شہری حقوق کے خلاف ہو میں ممنون ہوں گا اگر آپ میری یہ تصریح صیہونی انجمن تک پہنچا دیں"

اس معاہدہ کو اٹلی، جاپان اور امریکہ نے فوراً تسلیم کر لیا اور یہودیوں نے فوراً عملی کارروائیاں شروع کر دیں۔

اس یہودی انجمن کی دنیا کے مختلف ممالک میں سینکڑوں شاخیں قائم کی گئیں اس کی مرکزی کمیٹی کے دس ممبر بنائے ۵ ہمیشہ لنڈن میں رہتے اور ۵ بیت المقدس میں ان کا کام یہود کی تمام اقتصادی اور سیاسی مسائل کو حل کرنا ہے اس انجمن کے پاس بے اندازہ روپیہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جمع ہے انھوں نے فلسطین میں ایک نیا تجارتی مرکز قائم کیا ہے جس سے انھوں نے قلاش اور جاہل عربوں کی تمام اعلیٰ درجہ کی زراعتی زمینیں اور باغات زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر خرید لئے اور پھر اپنی حسین وجمیل عورتوں کے ذریعہ حسن پرست دل پھینک عربوں سے روپیہ بھی واپس لے لیا ہے اور ان کو مفلس اور قلاش بنا کر اپنا محتاج بنا لیا ہے عرب سردار اور امیر برطانیہ کے ہاتھ میں پہلے ہی اسیر اور غلام ہیں۔ (باقی آئندہ)

ے خدا کا باغ جس کی حدود اربعہ دجلہ فرات اور دریائے جیحوں سیحوں بتائی گئی ہے۔

یہ پراسپکٹس نہیں صرف اعلان ہے

اعلان

گورنمنٹ آف انڈیا سے اس اجراء کے لئے ڈیفنس آف انڈیا رول A-۹۴ کے ماتحت منظوری حاصل کرلی گئی ہے۔ اور اس منظوری کی چھٹی کی نقل کمپنی کے دفتر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا اس منظوری دینے سے کسی سکیم یا کسی بیان اور کسی رائے کے صحیح ہونے کی ذمہ دار نہیں ہے۔

حصہ جات کی فہرست بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۲۴ مئی ۱۹۴۶ء صبح دس بجے کھول دی جاوے گی۔ اور ڈائرکٹران کی مرضی پر منحصر ہے۔ جب اسے چاہیں بند کر دیں لیکن یکم جون ۱۹۴۶ء سے قبل فہرست کو بند کرنیکے مجاز نہ ہونگے۔

دی پنجاب ویجیٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ لاہور

(انکارپوریٹڈ زیر کمپنیز ایکٹ ۱۹۱۳ء)

منظور شدہ سرمایہ ۲۵،۰۰،۰۰۰ روپیہ جو کہ مندرجہ ذیل حصوں میں منقسم ہے:-

ا- ۲۴۷۵۰ - اے کلاس معمولی حصہ جات مالیتی -/۱۰۰ فی حصہ - ۲۴۷۵۰۰۰

ب- ۲۵۰۰۰ - بی کلاس معمولی حصہ جات مالیتی -/۱ فی حصہ - ۲۵۰۰۰

موجودہ جاری شدہ حصہ جات مالیتی -/۱۲۵۰۰۰۰ روپیہ جو مندرجہ ذیل طریقہ پر منقسم ہے۔

۱۲۲۵۰ - اے کلاس معمولی حصہ جات مالیتی -/۱۰۰ فی حصہ: -/۱۲۲۵۰۰۰

۲۵۰۰۰ - بی کلاس معمولی حصہ جات مالیتی -/۱ فی حصہ: -/۲۵۰۰۰

ان جاری شدہ حصہ جات میں سے مندرجہ ذیل حصہ جات کمپنی کے پروموٹرز ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے خرید ے۔ اور خریدنے کا وعدہ کیا۔

معمولی اے کلاس حصہ جات ۴۲۵۰ مالیتی -/۱۰۰ فی حصہ: -/۴۲۵۰۰۰ روپیہ

معمولی بی کلاس حصہ جات ۲۵۰۰۰ مالیتی -/۱ فی حصہ: -/۲۵۰۰۰ روپیہ

میزان -/۴۵۰۰۰۰ روپیہ

بقایا ۸۰۰۰ - اے کلاس معمولی حصہ جات مالیتی -/۱۰۰ فی حصہ برائے فروختگی پبلک کے پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ درخواست بھیجنے والے صاحبان -/۲۵ فی حصہ درخواست کے ساتھ بھیجیں اور -/۲۵ فی حصہ الاٹمنٹ کی اطلاع پر ادا کرنا ہوگا۔ باقی رقم (-/۵۰ فی حصہ) کو دو اقساط میں ۴ ماہ کے اندر حسب مرضی ڈائرکٹران ادا کرنا ہوگا۔

ڈائرکٹران

(۱) شیخ میاں محمد صاحب (چیئرمین)

پروپرائٹر - ا- دی پریمیئر فلور ملز لائل پور

" " ب - دی پریمیئر آئل ملز لائل پور

" " ج - دی پریمیئر کاٹن جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹریز لائل پور

" " د - دی کرسٹل آئس فیکٹری لائلپور۔

" " ہ - سوپ ملز لائل پور۔

مزید برآں آپ پریذیڈنٹ آف میونسپل بورڈ لائل پور بھی ہیں۔

(۲) شیخ میاں اللہ بخش صاحب

مینیجنگ پارٹنر - ا- دی ملتان آئل ملز ملتان۔

" " ب - دی پریمیئر کاٹن جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹریز میاں چنوں

" " ج - دی پریمیئر آئل ملز میاں چنوں۔

کمشن ایجنٹس اینڈ فوڈ گرین کنٹریکٹرز ملتان۔

(۳) شیخ میاں رؤف احمد صاحب۔

پروپرائٹر - ا- دی کاٹن جننگ پریسنگ اینڈ آئل ملز تاندلیانوالہ

" " ب - میسرز رؤف احمد رشید احمد گورنمنٹ کنٹریکٹرز

" " رجسٹرڈ فوڈ گرین ڈیلرز پنجاب (لائل پور)

کمپنی مذکور کو شیخ میاں محمد صاحب (چیئرمین کمیٹی) کی سرپرستی اور لیڈری کا فخر حاصل ہے۔ جن کا اسم گرامی تمام پنجاب بلکہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں محتاج تعارف نہیں شیخ میاں محمد صاحب کی فرم بنام شیخ میاں اللہ بخش نے دیگر مختلف انڈسٹریز کے علاوہ لائلپور میں سب سے پہلی آئل ملز تیار کی۔

مینیجنگ ایجنٹس

میسرز شیخ میاں محمد اینڈ سنز ۲۶ دی مال لاہور

لیکن مینیجنگ ایجنٹس نے اپنی خدمات بغیر معاوضہ مندرجہ ذیل طریق اور عرصہ کے لئے آفر کی ہیں۔

ا- یہ کہ معاوضہ بمطابق آرٹیکلز آف ایسوسی ایشن جس کے وہ کمپنی کے اجراء سے ہی حقدار ہیں۔ نہ لیں گے۔ تا وقتیکہ فیکٹری کی بلڈنگ شروع نہ ہو

(ب) یہ کہ ان کا لاہور والے دفتر۔ سٹاف ٹیلیفون۔ بجلی۔ پانی وغیرہ استعمال بعوض برائے نام معاوضہ مبلغ -/۲۵۰ روپیہ فی ماہ ہوگا۔ تا وقتیکہ بلڈنگ کا کام شروع نہ ہو۔

بینکرز

(۱) دی سینٹرل بنک آف انڈیا لمیٹڈ

(۲) دی پنجاب نیشنل بنک آف انڈیا لمیٹڈ

(۳) دی امپیریل بنک آف انڈیا لمیٹڈ

آڈیٹران

میسرز مہرہ کھنہ اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکونٹنٹس چیمبرلین روڈ لاہور

رجسٹرڈ دفتر

۲۶ دی مال لاہور۔

کمپنی کے مقاصد اور مستقبل

کمپنی کا مقصد یہ ہے۔ کہ بڑھیا تیل۔ بناسپتی گھی۔ صابن اور دیگر متعلقہ اشیاء کی تیاری کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر اپ ٹو ڈیٹ سائنٹیفک طریقہ سے کارخانہ جات جاری کرے۔ پنجاب میں بناسپتی گھی کی لاگت بکثرت ہے۔ آئل سیڈز کے بافراط دستیاب ہونے کی وجہ سے بناسپتی گھی کی تیاری پر خرچ بھی کم ہوگا۔ بچوں کے لئے دودھ کی اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہوجاتا ہے۔ کہ گھی کا کوئی نعم البدل مہیا کیا جاوے۔ بناسپتی کی غذائی طاقت کی وجہ سے اس کی مانگ اور بھی بڑھ رہی ہے۔ اس لئے کمپنی کو پوری امید ہے۔ کہ اس کے مال کی لاگت کے لئے پنجاب میں کافی گنجائش ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مینیجنگ ایجنٹس کو پنجاب میں کارخانہ لگانے کی اجازت دی جاچکی ہے۔ لاہور میں شالامار باغ کے نزدیک بذریعہ امپرومنٹ ٹرسٹ نئے صنعتی رقبہ میں زمین کا انتظام کیا جاچکا ہے۔ اس طرح سے کمپنی کو پنجاب کی سب سے بڑی منڈی پر کنٹرول حاصل ہوگا اور ریلوے سائیڈنگ۔ Drainage روشنی۔ کھلے میدان اور بنکوں کی وجہ سے تمام قسم کی سہولت ہوگی۔ لیبر کو مصفا اور آرام دہ رہائش گاہ ملنے کی وجہ سے کام میں خاص دلچسپی ہوگی۔ کارخانہ ۱۰ ٹن سے ۱۲½ ٹن روزانہ بناسپتی گھی تیار کرے گا جس کے واسطے لاہور امرتسر اور دیگر منڈیوں میں فوری مانگ موجود ہے۔ پنجاب میں آئل سیڈز اور مختلف تیلوں کی بافراط موجوگی میں گھی تیار کرنے میں خرچ کم ہوگا جس وجہ سے پنجاب سے باہر بھی مال بھیجا جاسکے گا۔ مشینری کے واسطے انگلستان کی مشہور فرم میسرز Bamagg Co کو آرڈر دیا جاچکا ہے۔ اور ایڈوانس روپیہ بھی ان کو ادا کر دیا گیا ہے۔ مشینری بہت جلد آنے کی امید ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے بناسپتی گھی کی پیداوار بڑھانے کے لئے علاقہ وار سسٹم پر کارخانہ جات لگانے کی اجازت دے دی ہے۔ اور صرف اُن فرموں کو اجازت اور لائسنس دیئے ہیں۔ جو کہ اس لائن میں کافی تجربہ رکھتی ہیں۔ اس طریقہ سے فالتو پیداوار اور ناواجب مقابلہ کا خطرہ بالکل دور ہو چکا ہے۔ پنجاب میں اس وقت صرف ایک ہی ایسا کارخانہ ہے۔ جو کہ پنجاب کی بڑھتی ہوئی سپلائی کو پورا نہیں کرسکتا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہر قسم کی امداد متعلقہ لوہا سٹیل اور دیگر میٹریل برائے بلڈنگ دے گا۔

دلالی

کمپنی منظور شدہ بروکرز کو ۲ فیصدی دلالی ان اے کلاس حصص پر ادا کرے گی۔ جو کہ ان کی معرفت فروخت ہوں۔ اور ڈائریکٹران کی طرف سے منظور ہوں۔

حصص کی منظوری

ڈائریکٹران کو خرید حصص کی کسی درخواست کو منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور وہ ایسا کرنے کے لئے کسی وجہ کے بتانے کے پابند نہ ہوں گے۔ حصص کی منظوری ڈائریکٹران کی مرضی پر منحصر ہوگی۔ اور ان کو اختیار ہوگا۔ کہ درخواست کے مطابق تمام یا اس میں سے کچھ حصص دینا منظور کریں۔

خرید حصہ جات کیلئے درخواست مجوزہ فارم پر ۲۵/- فی حصہ کے ساتھ آنی چاہیئے (اگر باہر کے بنک کے چک ہوں۔ تو یہ رقم ۲۵/۱ فی حصہ ہونی چاہیئے) مجوزہ فارم درخواست خرید حصص کمپنی کے رجسٹرڈ دفتر یا سنٹرل بنک پنجاب نیشنل بنک اور امپیریل بنک کے بڑے دفاتر سے مل سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل فارم یا اس کی ٹائپ شدہ نقل پر درخواست دی جاسکتی ہے۔

نمونہ درخواست مجوزہ

رجسٹرڈ نمبر ——— الاٹمنٹ نمبر ——— سرٹیفکیٹ نمبر ———

فارم درخواست خرید حصص

دی پنجاب ویجیٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ

رجسٹرڈ دفتر دی ۲۶ مال لاہور

بخدمت ڈائریکٹر صاحبان دی پنجاب ویجیٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ لاہور۔

جناب من۔ کمپنی ہذا کو   روپے جو کہ ۲۵/- فی حصہ کے حساب سے   حصص مالیتی ۱۰۰/- فی حصہ کے لئے بطور ڈیپازٹ ارسال ہے۔ درخواست ہے کہ   حصص یا اس سے کم حصص کمپنی کے میمورنڈم اور آرٹیکلز کی رو سے الاٹ کئے جاویں۔ اور میں آپ کو اختیار دیتا ہوں۔ کہ میرا نام کمپنی کے حصہ داروں کے رجسٹر میں بطور حصہ دار درج کرلیا جائے۔ میں وعدہ کرتا ہوں (ہم وعدہ کرتے ہیں) کہ الاٹمنٹ پر ۲۵/- روپے فی حصہ ادا کر دوں گا (ادا کردیں گے) اور اس کے بعد بقایا اقساط کو حسب ارشاد کمپنی ادا کر دوں گا (کردیں گے)

نام ———————

ولدیت ———————

پیشہ ———————

پتہ ———————

تاریخ ———————

عام دستخط ———————

گواہ ——————— پتہ ———————

نتیجۂ امتحان سورۃ النساء، سیرت محمد مصطفیٰ صلعم

نمبر شمار	نام و پتہ امیدواران	قرآن درجہ اول نمبر ۱۰۰	سیرت درجہ اول نمبر ۵۰	قرآن درجہ دوم نمبر ۱۰۰	سیرت درجہ دوم نمبر ۵۰	ضروری ریمارکس
۱	محمد یحییٰ بٹ صاحب سیالکوٹی حال مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور	۸۰	×	۸۲	×	سیرت کا پرچہ نہیں دیا
۲	محمد وریام صاحب بھٹی راجپوت چک ۴۲۰ جھنگ مگھیانہ	۶۰	۳۸	×	×	
۳	مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب بی۔اے ماندگاؤں ضلع امراؤتی (برار)	۶۲	۳۷	×	×	
۴	ستارہ بیگم صاحبہ دختر مولانا عبدالہادی صاحب عظیم کلہ جدید بنوں	۲۸	۲۶	×	×	
۵	چوہدری محمد اسلم صاحب بی۔اے (ملٹری) ڈیرہ دون	۵۹	۳۲	×	×	
۶	ماسٹر برکت علی صاحب موضع سنکاری کشمیر	۶۳	۳۹	×	×	
۷	بشارت احمد صاحب بقا دفتر سی ایم اے۔ راولپنڈی	۹۳	۴۹½	×	×	
۸	معز اللہ خان صاحب موضع عظیم کلہ جدید بنوں	۴۸	×	×	×	سیرت کا پرچہ نہیں آیا
۹	ماسٹر اصغر علی صاحب انگلش ٹیچر مڈل سکول راولپنڈی	۷۶	۴۶	×	×	
۱۰	عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ مصری شاہ لاہور	۶۶	۳۶	×	×	
۱۱	شیخ میاں عطاء اللہ صاحب میاں چنوں	۸۱	۴۵	۸۴	۴۶	
۱۲	شیخ محمد حفیظ اللہ صاحب کلرک دفتر پیغام صلح	۸۳	۳۷	×	×	
۱۳	چوہدری اللہ داد صاحب پنشنر ضلعدار محلہ حمزہ فورٹ کلاں سیالکوٹ	۵۸	۳۹	×	×	
۱۴	سلطان محمد طالبعلم جماعت ششم ڈاڈر	۱۰	×	×	۲۴	
۱۵	میاں حمید احمد صاحب ذوالفقار پرنٹر فلور ملز لائل پور	۷۰	×	[illegible]	×	سیرت کا پرچہ نہیں آیا
۱۶	میاں رشید احمد صاحب مسرت پرنٹر فلور ملز لائل پور	۶۵	×	×	×	سیرت کا پرچہ نہیں آیا
۱۷	فخرالدین احمد صاحب۔ چھاچھی محلہ راولپنڈی	۵۲	۴۹	×	×	
۱۸	عبدالباقی خان صاحب انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز۔ لاچی ضلع کوہاٹ	۷۱	۳۸	×	×	
۱۹	اللہ دتہ شاہ صاحب مقام چوہان تحصیل چکوال ضلع جہلم	۵۱	۳۹	×	×	
۲۰	گل زمان صاحب ڈاڈر	×	۳۱	۳۷	۳۱	
۲۱	علی بہادر خان صاحب ڈاڈر	×	۲۴	۴۹	×	
۲۲	ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک اعجاز الٰہی صاحب ملتان	×	۴۹	۸۸	×	
۲۳	عبدالحی طالب علم جماعت ششم ڈاڈر	×	۱۸	۲۷	×	
۲۴	عبدالحکیم طالب علم جماعت ہفتم ” ”	×	×	۸۱	۳۰	
۲۵	محمد بشیر انور صاحب سیکرٹری اسلامیہ سکول ورک ڈاکخانہ اٹھوال ضلع گورداسپور	×	×	۶۹	۴۲	
۲۶	سید محمد آفاق صاحب ٹیچر شہر گونڈہ۔ یو۔پی	×	×	۷۲	۳۸	
۲۷	سجاد احمد صاحب صدیقی بہاولنگر	×	×	۷۶	×	سیرت کا پرچہ نہیں آیا
۲۸	نور جہان بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی احمد گل صاحب جھنگ	×	×	۵۹	۴۰	
۲۹	رب نواز صاحب بھٹی چک ۴۲۰ ضلع جھنگ	×	×	۸۵	۳۴	
۳۰	میاں عبدالرؤف صاحب منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات	×	×	۷۱	۴۴	
۳۱	میاں فخرالدین احمد صاحب چھاچھی محلہ راولپنڈی	×	×	۸۱	۴۶	
۳۲	شیخ محمد عبید اللہ صاحب وزیرآباد	×	×	۸۲	۴۰	
۳۳	بلقیس فاطمہ صاحبہ دختر محمد حسین صاحب کلرک ڈی۔سی آفس جھنگ	×	×	۷۶	۴۰	
۳۴	شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی بہاولنگر	×	×	۸۶	۴۶	
۳۵	محمد حسین خان صاحب کلرک۔ ڈی سی آفس جھنگ	×	×	۵۷	۴۰	
۳۶	مولوی محمد طاہر صاحب عزیز سکنہ ورک ڈاکخانہ اٹھوال ضلع گورداسپور	×	×	۵۰	۳۲	
۳۷	محمد یوسف صاحب طالب علم جماعت ہشتم ڈاڈر	×	×	۱۴	۲۷	-

ضروری نوٹ ۱۔ کل ۶۲ امیدواروں کے نام آئے تھے، جن میں سے تین امیدواروں نے تیاری نہ ہونے کی وجہ سے شمولیت امتحان سے انکار کیا، باقی ۵۹ امیدواروں کو سوالات کے پرچے بھیجے گئے، ان میں سے صرف ۳۷ نے جواب لکھکر بھیجے باقی ۲۲ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۲۔ مندرجہ بالا نتیجہ میں پانچ امیدواروں نے سیرت کے دونوں پرچوں میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا ان میں سے دو نے قرآن درجہ اول اور قرآن درجہ دوم کے پرچوں کا جواب دیا۔

شیخ میاں عطاء اللہ صاحب میاں چنوں نے قرآن درجہ اوّل و دوم اور سیرت درجہ اول و دوم کے چاروں پرچوں کے جواب لکھکر بھیجے۔

بشارت احمد صاحب بقار راولپنڈی قرآن درجہ اول میں، ناصرہ بیگم صاحبہ (مسز اعجاز الٰہی ملتان) قرآن درجہ دوم میں اول آئے ہیں۔ چار خواتین امتحان میں شامل ہوئیں جن میں سے ایک نے قرآن درجہ اول کا امتحان دیا لیکن نمبر تعالیٰ سے کم $\frac{28}{100}$ آئے باقی تین نے قرآن اور سیرت درجہ دوم کا امتحان دیا ان میں سے $\frac{26}{50}$ نمبر لئے ناصرہ بیگم صاحبہ نے سیرت درجہ اول میں $\frac{49}{50}$ اور باقی دو نے $\frac{40}{100}$ نمبر لئے۔

ایک خاتون درجہ اول میں اور ایک مرد قرآن درجہ اول میں فیل ہوا۔

پانچ سوالوں کا جواب

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نوٹ۔ پشاور سے ایک نوجوان دوست کے ذریعہ سے ایک غالی قادیانی بزرگ کے پانچ سوال حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موصول ہوئے ہیں جن کے جوابات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درج ذیل ہیں۔ (مدیر)

سوالات

(۱) کیا آپ حضرت مرزا صاحب کی اولاد کو نیک اور صالح خیال کرتے ہیں یا نہیں؟

(۲) کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی شخص بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ جنت میں جائے گا؟

(۳) کیا مولوی محمد علی صاحب غلطی کے ازالے والی کتاب پر پورا ایمان رکھتے ہیں؟

(۴) کیا مولوی محمد علی صاحب میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

(۵) کیا مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ تھے؟

جوابات

(۱) نیک اور صالح ہونا اپنے نیک اعمال سے ہے کسی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے خود اپنے کسی بیٹے کو عاق کیوں کیا تھا۔

(۲) بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط میں سے ہے کہ وہ متقی اور صالح ہو۔ یہ علم خدا کو ہے انسان کو نہیں۔ ہم ظاہر پر حکم لگا کر ایک بات کہہ دیتے ہیں اس کی حقیقت کا علم خدا کو ہے۔

(۳) میں ازالہ اوہام ایک غلطی کے ازالہ سب کو درست مانتا ہوں۔ یہ ایما نداری نہیں کہ خود تو حضرت مسیح موعود کی دو تہائی کتابوں کی منسوخی کے قائل ہوں اور لوگوں سے سوال کرتے پھریں۔

(۴) میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

(۵) یہ عقیدہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا ہی تھا میں نے جو کچھ لکھا ہے اُنسے دریافت کر کے لکھا ہے۔

محمد علی

ادارۂ تعلیم قرآن

رپورٹ ادارۂ تعلیم قرآن از ۱۲ ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء تا ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء درج ذیل ہے۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

(وصولیات)

نام	رقم
سابقہ وصولی	۳۰۰۹۱ — ۱۰ — ۰
جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب مدراس	۵۰۰
جناب شیخ غلام مصطفےٰ صاحب پسر شیخ الٰہی بخش صاحب بدوملہی	۱۰
جناب چوہدری عبدالمجید صاحب اوکاڑہ	۱۵
جناب نبی بخش صاحب " "	۱۰
خانصاحب جناب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور	۲۰
جناب سید سلطان علی شاہ صاحب لاہور چھاؤنی	۱۰
حضرت مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۵
جناب ایس اے رشید صاحب بی۔کام لاہور چھاؤنی	۶۰
جناب قاضی عبدالرشید صاحب مانسہرہ	۲۵
جناب بادشاہ اللہ صاحب امرتسر	۲۱ — ۸
جناب میاں عنایت خاں صاحب سیالکوٹ	۵
جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب " "	۵
جناب خان ابراہیم صاحب سیالکوٹ	۲
جناب ملک خدابخش صاحب لدھیانہ	۱۵
جناب ایم موسےٰ خاں صاحب مانسہرہ	۱۰۰
جماعت بغداد معرفت سید تصدق حسین شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ	۸۴۱ — ۶
جناب مولوی عبدالباقی صاحب لاچی	۵
جناب میاں عبدالمجید صاحب تابجے والا	۸
جناب میاں فضل الٰہی صاحب راولپنڈی	۲ — ۱۱
جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب لاہور	۵
جناب چوہدری دوست محمد خاں صاحب ٹانڈہ	۱۰
جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب پٹیالہ	۳
جناب شیخ عبدالرحمان صاحب گارڈ جموں والے	۱۰۵
جناب خواجہ عبدالکبیر صاحب بھدرواہ	۱۰
جناب میاں محمد عبداللہ صاحب پونچھ	۵
جناب چوہدری عبدالحق صاحب برنالہ	۲۵
جناب قاضی فضل حق صاحب موماں ضلع سیالکوٹ	۹
جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب زیدہ	۳ — ۹
جناب ملک عبدالمجید صاحب جموں	۲۴
جناب ڈاکٹر۔ این اے خانصاحب برما	۴۸
جناب منشی نواب دین صاحب وزیرآباد	۳۰
محترمہ بیگم صاحبہ ایس عبیداللہ صاحب وزیرآباد	۵
محترمہ والدہ صاحبہ ایس عبید صاحب " "	۴
محترمہ والدہ صاحبہ عزیز الرحمان صاحب وزیرآباد	۳ — ۱۲
جناب شیخ عزیز الرحمان صاحب	۱۰
جناب چوہدری سردار محمد خاں صاحب دہلی	۱۸
جناب شیخ احمد علی صاحب دہلی	۲۰
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ستکوہی	۱۰
جناب مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ	۳
جناب مولوی احمد گل صاحب مبلغ	۴ — ۸
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ	۲
میزان	۳۲۱۱۰

(۲) کمروں کے وعدے

نام	رقم
خان اکرام اللہ خانصاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی	۵۰۰
خان اکرام اللہ خاں صاحب بنام بیگم صاحبہ و صاحبزادہ احسان اللہ صاحب دہلی	۵۰۰
میزان	۱۰۰۰

دفتر تحصیل کی معروضات پر احباب کی طرف سے جوابات

(۱) حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ انجمن اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"کراچی میں جماعت کی تنظیم کرکے ہر ایک صاحب کا چندہ مقرر کر دیا گیا ہے وصولی زکوٰۃ کے سلسلہ میں حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔ آپ نے ۔/۲۰۰ روپے کا مطالبہ کیا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ۔/۱۰۰ روپیہ آپ کو دوں گا۔ جمعہ فنڈ اور بجٹ فنڈ کے لئے دو صندوقچیاں بھجوا دیں"۔

اللہ تعالےٰ حافظ صاحب کو جزائے خیر دے ہم نے ان کے ذمہ ۔/۲۰۰ روپے کی فراہمی ڈالی تھی مگر انہوں نے ۔/۱۰۰ روپے کا وعدہ فرمایا ہے، حافظ صاحب تبلیغ کے ساتھ تحصیل کا کام بھی بڑی تندہی سے کرتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۲) برادرم جناب بابو محمد دین صاحب صاحب سیکرٹری جماعت ڈاوڈر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"آپ کا گرامی نامہ بجٹ فنڈ کے متعلق موصول ہوا۔ اس مد میں جماعت ڈاوڈر سے انشاء اللہ ۔/۳ اور ۔/۴ روپیہ کے درمیان رقم ہر ماہ ارسال کرنے کا انتظام ہو جائیگا اپریل کے چندہ کے ہمراہ ۔/۳ ارسال کئے گئے ہیں"۔

رقم پہنچ گئی ہے اللہ تعالیٰ بابو صاحب موصوف اور تمام برادران ڈاوڈر کو جزائے خیر دے کہ مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہیں جزاہم احسن الجزا۔

(۳) برادرم مرزا غلام مرتضےٰ بیگ صاحب بی۔اے۔ رئیس ٹانڈہ گاؤں سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ مرسلہ دو رسید بکوں کے ملنے کی اطلاع دے چکا ہوں رسید بک مجوزہ اشاعت اسلام مبلغ دس روپے وصول کئے گئے ہیں وہ ارسال خدمت ہیں آئندہ جوں جوں رقم وصول ہوگی ارسال ہوگی۔

اللہ تعالےٰ مرزا صاحب کو اس نیک کام کے لئے بہت بہت اجر دے۔ آپ ہماری جماعت کے آنریری مبلغ بھی ہیں اور اس کے ساتھ تحصیل کا کام بھی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب مذکور فضل سے اپنے علاقہ میں ایک بڑی حیثیت کے مالک ہیں خدا کے دین کے لئے وہ تکلیف اُٹھانے میں خاص حظ محسوس کرتے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(مرتضیٰ خاں سیکرٹری تحصیل)

ماہوار چندوں کی شرح

حضرت میر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

قابل توجہ احباب جماعت

"خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے...... آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں۔ وہ لوگ جن کی آمدنیاں تھوڑی ہیں ان کے لئے ایک روپیہ چندہ کافی ہے۔ مگر وہ لوگ جو چار سو یا اس سے زیادہ کماتے ہیں وہ دسواں حصہ اپنی آمدنیوں کا دیں"۔ (خطبہ جمعہ پیغام صلح ۸ مئی)

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

ضرورت رشتہ

چنیوٹ کے رہنے والے شیخ خواجہ برادری کے ایک نوجوان کے لئے جن کا کاروبار تجارت اپنے باپ کے ساتھ کلکتہ میں ہے نکاح ثانی کی ضرورت ہے پہلی بیوی جو بنگال کی رہنے والی ہے بہت کمزور اور دائم المریض ہے، اس سے ایک لڑکی بھی ہے جس کی عمر دو سال ہے، نوجوان مذکور کی عمر پچیس تیس سال ہے اور ماہانہ آمدنی قریباً چار یا پانچسو روپیہ ماہوار ہے۔ کنواری اور صحت مند امورِ خانہ داری سے واقف لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کیجئے:۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری
انچارج شعبۂ تبلیغ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

(۳) رقوم کے وعدے

نام	رقم	کیفیت
شیخ غلام مصطفےٰ صاحب پسر شیخ الٰہی بخش صاحب بدوملہی	۱۵	دس روپے وصول ہو گئے ہیں
قاضی فضل حق صاحب موماں ضلع سیالکوٹ	۱۵	نو روپے وصول ہو گئے ہیں
صاحبزادہ قاضی فضل حق صاحب موماں ضلع سیالکوٹ	۱۰	
اہلیہ صاحبہ قاضی فضل حق " " "	۳	
دختر صاحبہ قاضی فضل حق " " "	۲	
عبدالرحمان صاحب الٰہی بخش ٹیچر لورہ ضلع ہزارہ	۲۱ — ۸	

وزارتی مشن کی سکیم اور مسلمان

وزارتی مشن کی تجاویز کا جو خاکہ پیش کیا گیا ہے اس کے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہو گیا ہو گا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا مطالبہ منظور نہیں کیا گیا۔ لیگ اسلامی اکثریت والے صوبوں کا استقلال چاہتی تھی اور ایک آل انڈیا مرکز کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ لیکن مجوزہ نقشے میں مرکز کو قائم رکھا گیا ہے اگرچہ اس کے پاس صرف تین محکمے چھوڑے گئے ہیں۔ اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلامی اکثریت والے صوبوں کو استقلال مل گیا ہے یا لیگ کا مطالبہ پورا ہو گیا ہے۔

اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ مجوزہ سکیم مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے پہلی تمام سکیموں کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات مل گئے ہیں اور مرکز کے پاس کم سے کم شعبے رہ گئے ہیں، لیکن مسلم لیگ کا مطالبہ صوبوں کی کامل آزادی اور مرکز کے کلی حذف پر مبنی تھا، ظاہر ہے کہ یہ مطالبہ پورا نہیں ہوا۔ مشن نے پاکستان سے اختلاف کے لئے جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ ہمارے نزدیک سراسر بودی ہیں۔ مثلاً اعداد شمار کی بنا پر ثابت کیا گیا کہ تقریباً پونے پانچ کروڑ غیر مسلم پاکستانی علاقوں میں موجود ہیں کے لہذا پاکستان بنا دینے سے اقلیتوں کا فرقہ وارانہ مسئلہ حل نہیں ہو گا نیز:۔

پنجاب، بنگال اور آسام کے جن اضلاع میں غیر مسلموں کی آبادی زیادہ ہے، انہیں آزاد پاکستان میں شامل رکھنے کے لئے کوئی وجہ جواز نظر نہیں آتی،

لیکن سوال یہ ہے کہ وزارتی مشن کو یہ بات کس وجہ سے جائز معلوم ہوتی کہ مسلم اکثریت والے صوبوں کے چھ سات کروڑ مسلمانوں کو ہندوستان کی ساری اسلامی آبادی کا دو تہائی حصہ ہیں، دائمی اور غیر متبدل ہندو اکثریت کے دامن سے باندھ دیا جائے،

نیز بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے دونوں حصے سرحدوں پر واقع ہیں جن پر باہر سے ہر وقت حملہ ہو سکتا ہے، اور حفاظتی تدابیر کا تقاضا ہے کہ دور دور تک مورچہ بندی کا انتظام کیا جائے پاکستانی علاقوں کا رقبہ وسیع حفاظتی مورچہ بندیوں کے لئے ناکافی ہو گا۔

یہ استدلال ہمارے نزدیک بالکل مہمل ہے۔ یورپ کے ایک دو نہیں متعدد ملک پنجاب و بنگال کے چند اضلاع کے برابر ہیں لیکن کیا دفاع کی مصلحتوں کے پیش نظر انہیں دوسرے بڑے ملکوں میں شامل کرنے کی کوئی تجویز پیش ہوتی ہے؟ یورپ سے باہر بیسیوں ملک ایسے بتائے جا سکتے ہیں جو بہ اعتبار رقبہ ہر پاکستانی علاقہ سے کم تر ہیں لیکن ان کو دوسرے ملکوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ پھر پاکستانی علاقوں کے حق آزادی کے سلسلے میں یہ عذر کس وجہ سے قابل سماعت سمجھا جا سکتا ہے؟

اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف اقوام کی متحدہ انجمن بنائی جا رہی ہے تاکہ دنیا سے رزم و پیکار کا سلسلہ بالکل ختم کر دیا جائے اور کسی چھوٹے یا بڑے ملک کو کشت و خوں کا خطرہ نہ رہے، دوسری طرف پاکستان کے مطالبے کو اس بناء پر نامنظور کیا جاتا ہے کہ جو علاقے پاکستان میں شامل ہیں، ان پر حملے کا خطرہ رہے گا،

ان علاقوں پر حملہ کہاں سے ہو گا؟ افغانستان و ایران یا چین و برما کی طرف سے نہیں ہو گا، اس لئے کہ یہ تمام ممالک ہندوستان کے گہرے دوست اور بہی خواہ ہیں اور قرنوں سے مقاصد امن عالم کے پابند چلے آتے ہیں۔ اگر روس کی طرف سے حملے کا خطرہ ہے تو اس کا انسداد انجمن اقوام کے ذمے ہے، نیز ہوائی طاقت کے موجودہ عہد میں رقبے کی وسعت یا تنگی کس لحاظ سے قابل توجہ سمجھی جا سکتی ہے؟

سب سے آخر میں یہ کہ حملے کا خطرہ پاکستان کو ہو سکتا ہے، مسلمان اس خطرے کے انسداد کی ذمہ داری خود قبول کریں گے، ہندوستانی علاقوں کے لئے وزارتی مشن کیوں مضطرب ہے؟ ان کی خاطر ہمارے حق آزادی سے انحراف کی کونسی وجہ ہے؟ کیا ہمیں اس وجہ سے ہندو اکثریت کے دامن سے وابستہ رہنا چاہیئے کہ ہندو اکثریت والے علاقوں کو باہر سے حملے کا خطرہ ہے؟ اس تجویز کی تہ میں ہمیں تو صرف یہ نظر آ رہا ہے کہ ہندو اور انگریز دونوں روس کی طاقت سے خوف زدہ ہیں، اور اسی خوف نے انہیں ہم آہنگ و ہم آواز بنا دیا ہے یہ خوف صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اس کے انسداد کی تشویش میں ہمارے حقوق آزادی پر پابندی عائد کرنا کسی لحاظ سے بھی جائز و بجا نہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں مجوزہ سکیم میں صوبوں کو یقیناً زیادہ اختیارات مل گئے ہیں، اور مرکز کی پوزیشن قطعاً وہ نہیں رہی جس کے لئے کانگرس اور ہندو مسلسل سے کوشاں تھے لیکن یہ اس سکیم کی ایک سلبی خوبی ہے ایجابی خوبی نہیں ہے۔ ہمیں تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ہمارا مطالبہ منظور نہیں ہوا اور اس واقعہ پر رنج بدیں وجہ کم نہیں ہو سکتا کہ کانگرس اور ہندوؤں کا مطالبہ بھی اس شکل میں نہیں مانا گیا جس کے وہ طلبگار تھے،

حکومت کی سب سے اہم اور حد درجہ ضروری شقیں دو ہیں۔ اول فوج۔ دوم امور خارجہ۔ یہ دونوں شقیں، اور وسائل حمل و نقل مرکز کی تحویل میں ہوں گے مرکز ان امور کے لئے حسب خواہش روپیہ فراہم کر سکے گا۔ اس کے بعد صوبوں کے اختیارات کتنے ہی وسیع ہوں لیکن ان کی حیثیت بالکل معمولی رہ جاتی ہے ۲۵

ممکن ہے بعض لوگ صوبوں کی یکجائی کی سکیم کو خاص اہمیت دیں یا اس سے متاثر ہوں لیکن یہ یکجائی دستور سازی کے سلسلے میں ہو گی اس کے بعد صوبے اکٹھے رہیں یا الگ رہیں لیکن جب تک مرکز فوج اور امور خارجہ میں کامل اقتدار کے ساتھ قائم رہے گا عام حالات میں کونسے تغیر کا امکان ہے؟

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں اب تک یہ معلوم نہیں کہ عارضی عبوری حکومت میں مسلمانوں کا تناسب کیا ہو گا؟ اگر لیگ اس حکومت میں شامل ہو گی تو کن کن صیغوں کو سنبھالے گی؟ عبوری دور گذر جانے کے بعد جب مستقل مرکز بنے گا تو اس میں ہماری نمائندگی کا تناسب کیا ہو گا؟ جب تک ان سوالات کا جواب سامنے نہ آئے۔ مجوزہ سکیم کی عام حیثیت کا بھی صحیح اندازہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

(انقلاب)

رفتارِ عالم

— راولپنڈی ۱۳ مئی۔ یہاں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کامونکی اور گوجرانوالہ کے درمیان ایک یورپین عورت کو قتل اور اس کی رفیق سفر کو گھائل کر دیا گیا۔ یہ دونوں عورتیں بمبئی سے پشاور جانیوالی ایکسپریس ٹرین کے سکنڈ کلاس میں سفر کر رہی تھیں کہ تین اشخاص جن کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ وہ سکھ تھے۔ ان کے کمرے میں گھس گئے۔ ایک کو گلا گھونٹ کر مار دیا گیا اور ڈبے سے باہر پھینک دیا گیا دوسری گھائل ہو جانے کے بعد بے ہوش ہو گئی۔ پولیس کو اس واردات کی اطلاع اس وقت ملی جب ٹرین وزیر آباد پہنچی۔ پولیس نے نعش کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ زخمی عورت کو فوجی ہسپتال میں پہنچا دیا گیا، ارتکاب جرم کے اسباب وعلل اور مجرموں کی شناخت ابھی ہو نہیں سکی۔ پولیس کی تفتیش جاری ہے۔

— نیو یارک۔ ۱۳ مئی۔ متحدہ صیہونی انجمن کے صدر ڈاکٹر لوئی آتمان نے آج بیان کیا کہ ہماری جماعت فلسطین میں عارضی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ اگر ضرور ہوا تو اس حکومت کی مسلح فوج بھی ہو گی۔ پریس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا اس عارضی حکومت کا اولین مقصد یہ ہو گا کہ دس لاکھ یہودیوں کو فلسطین میں بسائے یہودیوں کے متعلق برطانیہ پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی تھیں برطانیہ نے ان تمام کو توڑ ڈالا ہے اس لئے اب انگریزوں کو فلسطین میں حکومت کا سلسلہ جاری رکھنے کا کوئی اخلاقی یا آئینی حق نہیں تشدد ہی ایک ایسی زبان ہے جو برطانوی حکومت کو سمجھ میں آ سکتی ہے۔

— لندن ۱۴ مئی، ٹیگور سوسائٹی کے سیکرٹری نے جارج برنارڈ شا کو دعوت دی کہ اس جلسہ ضیافت میں جو ٹیگور کے جنم دن کی تقریب کے سلسلے میں منعقد ہو رہا ہے امتیازی مہمان کی حیثیت سے شامل ہوں برنارڈ شا نے معذرت کی اور کہا۔ میں بہت بڈھا ہو گیا ہوں اس لئے کسی سالگرہ کے جلسہ ضیافت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس موقعہ پر میرا پیغام یہ ہے۔ کہ ہندوستان کو لازماً آزاد کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے نظم ونسق کا دھندا خود چلا سکے۔ اگر ہندوستانی یہ پسند کریں کہ ان کا ملک پچاس پاکستانوں میں تقسیم ہو جائے اور وہاں پچاس خانہ جنگیاں ہوں تو یہ ان کا کام ہے ہمارا کام نہیں ہے۔

— دہلی۔ ۱۶ مئی۔ وزیر ہند نے برطانوی حکومت کے مشورہ کے بعد برطانوی وفد کے متعلق جو طویل بیان جاری کیا ہے اس میں مطالبۂ پاکستان پر معاندانہ اور کڑی نکتہ چینی کرنے کے بعد کانگرس کی پیش کردہ سکیم کو جھٹکے سے کاملاً مسترد کر دیا گیا ہے اوارڈ کے مطابق سارے ہندوستان کے لئے ایک یونین قائم کی جائے گی جس کے ماتحت دفاع۔ امور خارجہ اور رسل و رسائل کے محکمے ہوں گے۔ باقی سب محکمے اور اختیارات صوبوں کے پاس ہوں گے۔ پنجاب، سندھ اور سرحد کے صوبوں کو اپنا علیحدہ گروپ بنانے کا حق حاصل ہو گا اسی طرح شمال مشرقی پاکستان کے صوبوں بنگال اور آسام کو علیحدہ گروپ بنانے کا حق حاصل ہو گا۔

سرحدی کمیشن مقرر نہیں کیا جائے گا

پورا پنجاب مغربی پاکستان فیڈریشن میں اور پورا بنگال و آسام شرقی پاکستان فیڈریشن میں شامل ہوں گے۔ دستور ساز اسمبلی کے لئے نمائندوں کا انتخاب مسلمانوں کے لئے موجودہ صوبائی اسمبلیوں کے مسلمان ممبر اور ہندوؤں کے لئے ہندو ممبر کریں گے۔

دستور ساز اسمبلی کے تین حصے ہوں گے۔ ایک حصہ شمال مغربی پاکستانی صوبوں کا آئین۔ دوسرا حصہ شمال مغربی پاکستانی صوبوں کا آئین اور تیسرا حصہ ہندو اکثریت کے صوبوں کا آئین مرتب کرے گا۔

دس سال بعد صوبوں کو آئین پر نظر ثانی اور یونین سے علیحدگی کا حق حاصل ہو گا۔ یونین اسمبلی کسی فرقہ کے متعلق کوئی ایسا فیصلہ نہ کر سکے گی جسے اس فرقہ کے ممبروں کی اکثریت کی تائید حاصل نہ ہو۔

(نوائے وقت)

— شکاگو ۱۸ مئی۔ دیکس ٹرومین کے خصوصی غذائی ایلچی مسٹر ہربرٹ ہوور نے گزشتہ شب ایک براڈ کاسٹ میں بتایا کہ اسی (۸۰) کروڑ انسانوں کے فاقہ کش ہو جانے کا خطرہ اٹل ہے۔ یہ تعداد دنیا کی انسانی آبادی کے ایک ثلث سے زیادہ ہے۔ مسٹر ہوور خوراک کی صورت حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے ۳۵ ہزار میل کی سیاحت کر چکے ہیں اور آپ نے اپنی رپورٹ دیکس ٹرومین کے حوالے کر دی ہے آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اپنی قوم کے [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید تواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں نام ما باشند

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر:- ایس محمد آصف بی اے۔ جائنٹ ایڈیٹر:- شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ — یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ - ۲۹ مئی ۱۹۴۶ء — نمبر ۲۲

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا است
او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

احادیث الرسول الامین

(۱) ما یزال البلاء بالمومن والمومنۃ فی نفسہ وولدہٖ ومالہٖ حتی یلقی اللہ وما علیہ خطیئۃ ۔ مالک والترمذی۔

ایمان دار مرد اور ایمان دار عورت اپنی ذات اور اولاد اور مال کے متعلق ہمیشہ (کسی نہ کسی) مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں حتیٰ کہ مرکر اللہ تبارک و تعالےٰ سے جا ملتے ہیں (یعنے مومن مرد اور مومن عورت مصائب اور مشکلات میں صبر اور شکر سے نیکی میں ایام زندگی گذاریں تو حال یہ ہوتا ہے کہ گندے کپڑے کی طرح بھٹی پر چڑھ کر) گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔

(۲) ما منکن امرأۃ تقدم ثلٰثۃ من ولدھا الا کان لھا حجابًا من النار فقالت امرأۃ یا رسول اللہ واثنین قال واثنین لھا حجابًا من النار۔ بخاری و مسلم وفی اخریٰ للترمذی اثنان و واحد۔

عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تم میں سے کسی عورت کے اگر تین لڑکے آگے چلے گئے ہوں (مر گئے ہوں) تو وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ اگر دو ہوں فرمایا وہ بھی پردہ بن جائیں گے ترمذی کی روایت میں ہے دو یا ایک بچہ کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۳) یود اھل العافیۃ یوم القیامۃ حین یعطی اھل البلاء الثواب ان لو کانت جلودھم قرضت فی الدنیا بالمقاریض۔ اخرجہ الترمذی۔

فرمایا قیامت کے دن جب مصیبت والوں کو ثواب ملے گا تو عافیت اور آرام والے لوگ آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے۔

غلام قادر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روحانی بارش

غرض اے بھائیو۔ اس زمانہ میں وہ زہرناک ہوا اندرونی اور بیرونی طور پر چلی ہے کہ جس کا استیصال انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ اس خدائے حی و قیوم کے اختیار میں ہے جو موسموں کو بدلتا اور وقتوں کو پھیرتا ہے اور خشک سالی کے بعد باران رحمت نازل کرتا ہے اور جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ گرمی کی شدت آخر بارش کو کھینچ لاتی ہے اس طرح پر کہ جب گرمی کمال کو پہنچتی ہے اور اس درجہ کے قریب اپنا قدم رکھنے لگتی ہے جس سے قریب ہے کہ بنی آدم ہلاک ہو جائیں تب اس صانع قدیم کی حکمت کاملہ سے ایک تیز اثر سمندروں پر پڑتا ہے اور بوجہ شدت گرمی کے سمندروں میں سے بخارات اٹھتے ہیں تب سمندروں کی ہوا جو کہ سرد اور بھاری اور امساک کی قوت اپنے اندر رکھتی ہے ان بخارات کو اپنے میں جذب کر کے ایک حاملہ عورت کی طرح ان سے بھر جاتی ہے اور قدرتی طور پر متحرک ہو کر اس کو دھکیلتی اور حرکت میں لاتی ہیں۔ اور خود واسطہ بارش کی بات کے لئے موجب ٹھیرتی ہیں۔ کہ تا وہ ہوا بادلوں کی صورت میں ہو کر اپنے تئیں اسی زمین کی طرف لاتے جہاں کی ہوا اس کی نسبت زیادہ گرم اور لطیف اور کم وزن اور کم تر ہو، تب اسی قدر کے موافق بارش ہوتی ہے کہ جس قدر گرمی ہوتی ہے۔ یہی صورت اسی روحانی بارش کی بھی ہے۔ جو ظاہری بارش کی طرح قدیم سے اپنے موسموں پر برستی چلی آتی ہے یعنی اس طرح پر کہ خشک سالی کے ایام میں جب کہ خشک سالی اپنے کمال اور انتہا کو پہنچ جاتی ہے یک دفعہ مستعد دلوں کی گرمی اور طلب اور خواہش کی حرارت نہایت جوش میں آجاتی ہے تب وہ گرمی رحمت کے دریا تک جو ایک سمندر ناپیدا کنار ہے اپنے التہاب اور سوز کو پہنچا دیتی ہے۔ تب دریائے رحمت اس کے تدارک کے لئے توجہ فرماتا ہے اور فیض بے علت کے نورانی بخارات نکلنے شروع ہو جاتے ہیں تب وہ مقرب فرشتے جو اپنے نفس کی جنبش اور جوش سے سرد پڑے ہوئے اور نہایت لطیف اور یفعلون ما یؤمرون کا مصداق ہیں ان فیوض کو قبول کر لیتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں سے تعلق رکھنے والی طبیعتیں جو انبیاء اور رسل اور محدثین ہیں اپنے حقانی جوشوں سے ان کو حرکت میں لاتی ہیں اور خود واسطہ بن کر ایسے محل مناسب پر برسا دیتے ہیں جو استعداد اور طلب کی گرمی اپنے اندر رکھتا ہے یہ صورت ہمیشہ اس عالم میں بوقت ضرورت ہوتی ہی رہتی ہے ہاں اس بھاری برسات کے بعد جو عہد مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکی ہے بڑی بڑی بارشوں کی ضرورت نہیں رہی اور وہ مصفا پانی اب تک ضائع بھی نہیں ہوا۔ مگر چھوٹی چھوٹی بارشوں کی ضرورت ہے تا زمین کی عام سرسبزی میں فرق نہ آجائے سو جس وقت خداوند حکیم و قدیر دیکھتا ہے کہ زمین پر خشکی غالب آگئی ہے اور اس کے باغ کے پودے مرجھائے جاتے ہیں تب ضرور بارش کا سامان پیدا کر دیتا ہے یہ قدیم قانون قدرت ہے جس میں تم فرق نہیں پاؤ گے۔ اس کے موافق ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ ان دنوں میں بھی اپنے عاجز بندوں پر رحم فرماتا۔ زمانہ کی حالت کو دیکھو۔ اور آپ ہی ایمانًا گواہی دو کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں الٰہی مددوں کی دین اسلام کو ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں جو دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے اور جس قدر شریعت ربانی پر حملے ہوئے ہیں اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات گرامی

(۱) ماہوار چندوں کے متعلق

"خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ..... آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں وہ لوگ جن کی آمدنیاں تھوڑی ہیں ان کے لئے ایک آنہ فی روپیہ چندہ کافی ہے مگر وہ لوگ جو چار سو یا اس سے زیادہ کماتے ہیں وہ دسواں حصہ اپنی آمدنیوں کا دیں"

(پیغام صلح ۶ فروری ۱۹۴۶ء)

(۲) وصایا کے متعلق

"میں ان بیٹوں کو اپیل کرنا چاہتا ہوں جن کے باپوں نے ابھی وصیت نہیں کی۔ وہ اپنے والدین سے کہیں کہ وصیت کریں ہر ایک بیٹا جس کے دل میں اسلام کے لئے درد ہے وہ اپنے باپ سے کہے کہ میں آپ کے مال سے نہیں لوں گا بلکہ خدا کے دئیے ہوئے مال سے لوں گا ...... بیٹوں کے علاوہ خاوند بیویوں سے اور بیویاں خاوندوں سے اپیل کریں کہ وہ وصیت"۔

(پیغام صلح ۶ فروری ۱۹۴۶ء)

(۳) ادارہ تعلیم القرآن کے متعلق

"جو احباب کمروں کی تعمیر کے شکل پر اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ان سے اس کام کے لئے پندرہ پندرہ ان کی امداد مانگتا ہوں" (پیغام صلح ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء)

(مرتضےٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری ..)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد ... طبع ہو کر دفتر ...

اقتباس از ڈائری السید تصدق حسین صاحب قادری تاجر بغداد

۱۵ جمادی الثانی مطابق ۱۵ مئی سنہ ۱۹۴۶ء } عصر کے وقت استاذ محمد بروک نافع استاذ تاریخ الادیان فی دار المعلمین عالیہ دکان پر تشریف لائے۔ آپ اگلے مہینہ جون میں قاہرہ تشریف لے جانے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ قاہرہ جا کر مینوئل آف حدیث کی شرح کا عربی میں ترجمہ کروں۔ ہمارے پاس عربی میں احادیث موجود ہیں لیکن وہ شرح موجود نہیں جو حضرت مولینا محمد علی صاحب کے قلم سے نکلی ہے۔ آج اس شرح کی جیسے غیر مسلموں کو ضرورت ہے ایسے ہی اہل عرب کے لئے بھی ضروری ہے۔

۱۶ جمادی الثانی مطابق ۱۶ مئی سنہ ۱۹۴۶ء } لجنۃ النشر للجامعین مصر سے خط مرقومہ ۸ مئی سنہ ۱۹۴۶ء ملا جس میں لکھا ہے کہ کتاب "الاسلام ونظام العالم الجدید" (ترجمہ عربی نیو ورلڈ آرڈر) اور ماہ جون کے ابتدائی ایام میں وزع کی جاوے گی۔ آپ کے سو نسخے المکتبۃ العصریہ بغداد کی معرفت ارسال ہوں گے۔"

۱۷ جمادی الثانی مطابق ۱۷ مئی سنہ ۱۹۴۶ء } گذشتہ سالانہ جلسہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کی تحریک 'دارۃ تعلیم القرآن' میں جماعت بغداد کا حصہ واقعی قابل نمونہ ہے۔ خدا اپنے فضل وکرم سے احباب بغداد پر بے شمار رحمتیں نازل کرے۔ میں نے اس تحریک میں صرف نصف ماہ کی آمدنی مبلغ ۔۔۔۔ ۱۰۵ روپیہ سے حصہ لیا ہے جو کہ پچھلے ماہ بھیج چکا ہوں آپ احباب دعا کریں دینی تحریکوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکوں۔ خدا مجھے توفیق دے اور میں دین کے کام آسکوں۔ فی الحال میں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کی تحریک اعزازی مبلغین میں حصہ لیتے ہوئے اپنا نام ارسال کر دیا ہے۔ آپ میرے لئے دعا جاری رکھیں۔

عبد الصمد صاحب برق کی ڈائری

عراق عرب میں سید تصدق حسین صاحب قادری کی تقلید کرتے ہوئے بعض دیگر احباب نے بھی اپنی تبلیغی ڈائری رکھنی شروع کر دی ہے۔ ذیل میں عبد الصمد صاحب برق کی ڈائری میں سے چند فقرے نقل کئے جاتے ہیں:۔

۷ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء کو محمد رؤف صاحب دوکان پر تشریف لائے دوران بات چیت میں میں نے موصوف سے دریافت کیا کہ سنائیے مجدد اعظم حصہ سوم کا کہاں تک مطالعہ کیا اس پر وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں مجدد اعظم پڑھ رہا ہوں میں نے عرض کیا کہ قبلہ سید تصدق حسین صاحب کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ان کی تبلیغی مشاغل والی ڈائری سے ہر جمعہ بعد از نماز جو دوستوں کو سنائی جاتی ہے ہفتہ بھر کی کارروائی کا پتہ لگ جاتا ہے بعد ازیں مسلمانوں کی دربارہ تبلیغ بے حسی اور لاپروائی پر گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے کہا کہ جب میں بمبئی میں تھا میں نے اپنے حلقۂ اثر میں بہت کوشش کی اور ایک انجمن بھی قائم کی مگر نتیجہ صفر ہی رہا۔ جاتے وقت انہیں مغرب میں تبلیغ اسلام" پر ٹریکٹ دیا۔

۱۴ مئی سنہ ۱۹۴۶ء کو عبد الخالق صاحب فرزند محمد شیر گل صاحب دوکان پر تشریف لائے عزیز کو بروز جمعہ نماز جمعہ کی دعوت دی آپ وعدہ فرما گئے گئے ۱۷ مئی کو عزیزم محمد علی فرزند

سید شاہد علی صاحب دوکان پر آئے انہیں ایک انگریزی ٹریکٹ "مرزا غلام احمد" دیا اور ساتھ ہی اس کا عربی ترجمہ کرنے کی تاکید کی۔

اخویم عزیز شیخ عبد الرحمن صاحب گارڈ حال ایسٹ اپنے خط میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

" آپ نے اخبار جلدی یا بدیر موصول ہو جاتے ہیں اور اس طرح سلسلہ کی کارگذاری سے کما حقہ واقفیت ہوتی رہتی ہے جناب شیخ مصری صاحب کے مضامین واقعی آئینہ حقیقت ہیں اور خود پڑھنے کے بعد ان کو مولوی ذکاء اللہ صاحب اور دوسرے احباب جماعت قادیان کو برائے مطالعہ دے دیا کرتا ہوں۔"

ضرورت رشتہ } ایک ۲۷ ۲۸ سالہ تعلیم یافتہ احمدی خاتون کے لئے جو بی اے بی ٹی پاس ہے اور ایک گورنمنٹ سکول میں ٹیچر ہے بحیثیت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دیندار احمدی رشتہ کی ضرورت ہے، ملازمت شادی کے بعد ترک بھی کی جا سکتی ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ارسال کی جائیں:۔ شیخ عبد الرحمن مصری۔ انچارج شعبۂ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

نوٹ:۔ یہ نظم برادرم محمد اعظم صاحب علوی کارکن انجمن نے یوم وصال کے مرکزی جلسہ میں پڑھی لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے پوری نظم نہ سنائی جا سکی۔ یہ نظم بہت پسند کی گئی احباب سلسلہ کے مطالعہ کیلئے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (مدیر)

چمن میں آج وہ صورت کش بہار نہیں
نگاہِ دیدۂ نرگس میں وہ خمار نہیں
نہیں وہ نور مجسم کہ جس سے محفل میں
دعائیں برق بداماں تھیں گوشۂ دل میں
بنائی گلشنِ ہستی میں جس نے راہِ ثبات
اُلجھ رہا تھا ستاروں سے جس کا تارِ حیات
مسیح ومہدئ دوراں کلیمِ ربِ جلیل
ہوئے تھے جس کی صداقت پہ مہر وماہ دلیل
جہانِ رنگت وبو سے نسیم وار گیا
قرار دینے کو آیا تھا بیقرار گیا
مگر فضاؤں میں اب تک ہے گونجتی یہ صدا
"منم مسیحِ زمان ومنم کلیم خدا"
کلام حضرت مہدی کی دیکھو رعنائی
"زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی"
کیا ہے اس نے ہی اعداء دیں کو خوار وذلیل
"اگرچہ تیغ نہ دارد مگر بہ تیغِ دلیل"
فضائے مشرق ومغرب میں اک تلاطم ہے
چراغدانِ کلیسا اسی سے برہم ہے
فرنگیوں کے دعاوی جو تھے وہ خواب ہوئے
قلعے سب ان کے بنائے ہوئے سراب ہوئے
سلام اے مہ کامل دلیلِ راہ ہدیٰ
سلام تجھ پہ ہو دینِ مبیں کے راہنما
ترے پیام کا فیضان اب بھی جاری ہے
ترا غلام ہزاروں پہ آج بھاری ہے
ترے اسیر ہیں ہر ایک قید سے آزاد
ہیں ان کے سینے بھی نور ایمان ویقیں سے آباد
جہاں میں آج کسی کے نہیں وہ دست نگر
کہ ہیں جو جادۂ صدق وصفا پہ گرم سفر
کسی دلیل کی اب ان کو احتیاج نہیں
امامِ وقت کے دامن میں ہیں پناہ گزیں
مٹا سکیگا نہ دل سے یہ نقش دورِ زماں
مسیح وقت کا یہ شعر ہے جو وردِ زباں
"لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ٭ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد"

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ ۲۷ رجمادی الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۲

مسلمانوں کی جملہ تحریکات اور پاکستان

اخلاقی اور روحانی قوت کی ضرورت

زوال کے جمود کو توڑنے اور مسلمانوں کو زندہ کرنے کے لئے متعدد تحریکات عالم اسلامی میں پیدا ہوئیں اور ہر ایک تحریک نے کسی خاص طریقہ کو اپنا بنیادی تصور قرار دیا۔ مہدی سوڈانی کی تحریک جہاد نے فوجی طاقت سے مسلمانوں کے کھوئے ہوئے غلبہ کو حاصل کرنا چاہا۔ سید جمال الدین افغانی کی تحریک پین اسلام ازم نے مسلمانوں میں سیاسی شعور اور زوال زدہ مسلمان حکومتوں میں ایک وحدت قائم کرنے کی کوشش کی۔ سرسید مرحوم نے مغربی علوم کی ترویج سے مسلمانوں کے جمود کو توڑنا چاہا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب جہالت ہے جب تک جہالت دور نہ ہوگی اس وقت تک جمود نہیں ٹوٹ سکتا۔ مہدی سوڈانی کی تحریک جس حربے کو لیکر اٹھی تھی اسی حربے سے ختم ہوگئی۔ پین اسلام ازم کی تحریک قومیت پرستی کے سیلاب کا شکار ہوگئی اور سرسید کی علمی تحریک کا نتیجہ عقلیت پرستی اور تشکیک کے سوا کچھ نہ نکلا۔ ان جملہ تحریکات کی جزوی افادیت سے انکار نہیں انھوں نے مسلمانوں میں ایک تحرک ضرور پیدا کیا لیکن مسلمانوں کو ایک خاص مقام سے اوپر نہ اٹھا سکیں اور مسلمانوں کی حقیقی خصوصیات کا احیا کرنے سے قاصر رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی عظمت اور شوکت کا راز نہ فوجی قوت میں ہے نہ سیاسی وحدت میں ہے اور نہ احیاء علوم میں ہے بلکہ ان کی ترقی کا راز صرف اسلام میں پوشیدہ ہے۔ علامہ مصطفےٰ مراغی شیخ الازہر نے ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے بالکل درست فرمایا تھا:۔

"فرزندان اسلام کو آج جن مصائب کا سامنا ہے اس کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہٹ گئے ہیں اسلام کو جن لوگوں نے صحیح طور پر اختیار کیا وہ چشمے کی طرح ابھرے سمندر کی طرح موجزن ہوئے اور آسمان عظمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے وہ تیز رفتار دریاؤں کی طرح اور امواج سمندر کی طرح پھیلے اور دنیا کے ہر گوشہ پر چھا گئے۔......

آج سوال یہ ہے کہ مسلمان پریشان کیوں ہے ان کو اطمینان قلب کیوں حاصل نہیں اور جواب یہ ہے کہ وہ اسلام سے دور ہیں قرآن سے دور ہیں رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ سے دور ہیں وہ زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں مگر دل و جان سے خدا کی فرمانبرداری نہیں کرتے جس دن یہ جدائی مٹ گئی جس دن وصال کی نعمت حاصل ہو جائے گی اس دن دنیا دیکھ لے گی کہ اسلام کی تاثیر کیا ہے۔"

علامہ مصطفےٰ مراغی کا یہ ارشاد سو فیصدی درست ہے جب تک مسلمان قرآن اور اسلام سے دور ہیں اس وقت تک ان میں زندگی کی صحیح علامات پیدا نہیں ہوسکتیں اور نہ وہ اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرسکتے ہیں۔ تحریک پاکستان بھی ایک سیاسی اور ثقافتی تحریک ہے جس کا مقصد وحید ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی آزادی اور ثقافتی زندگی کا تحفظ ہے اور مسلمان کو انگریز اور ہندو کے استبداد سے بچانا ہے یہ تحریک ہندوستان میں اپنے پورے زور پر ہے مسلمانوں کا بچہ بچہ اس تحریک سے متاثر ہے پاکستان کے تصور پر سارے ہندوستان کے مسلمان متحد ہوچکے ہیں لیکن اس تحریک میں قوت اور پائیداری پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی اساس اسلام اور قرآن پر ہو صرف سیاسی تنظیم سے ہی مسلمانوں کو برسر اقتدار لانے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ سب سے پہلے ضروری ہے کہ مسلمان کو مسلمان بنایا جائے اور اس کے سینے میں اسلام کی روحانی اقدار پر ایک غیر متزلزل ایمان پیدا کیا جائے

گذشتہ اسلامی تحریکات کی ناکامی کا باعث صرف یہ تھا کہ انھوں نے مسلمانوں کی ظاہری زندگی کے بعض پہلوؤں پر زور دیا لیکن وہ مسلمانوں کے حقیقی عارضہ کی تشخیص نہ کرسکیں مسلمان قوم اپنے مزاج عقلی میں دوسری اقوام عالم سے بالکل مختلف ہے مسلمانوں کی عالمگیر برادری کی بنیاد دین اسلام کے بلند تصور پر ہے جب تک اس تصور کو زندہ نہ کیا جائے گا اس وقت تک یہ برادری بھی زندہ نہیں ہوسکتی اور نہ دنیا میں قوت پکڑ سکتی ہے اس امت کی زندگی اسلام کے احیاء سے وابستہ ہے۔ اسلام ہی مسلمانوں کے قلوب میں تزکیہ نفس اور ضبط نفس کی اعلےٰ خصوصیات پیدا کرسکتا ہے جس سے یہ امت اس قابل ہوسکتی ہے کہ زندگی کے ہر گام پر مشکلات اور مخالف قوتوں کا مقابلہ کرسکے آج پاکستان کا نصب العین مسلمانوں کے سامنے ہے اس کے حصول میں مسلمانوں کو بہت سی دشواریاں پیش آرہی ہیں ایک طرف انگریز کا امپیریلزم ہے اور دوسری طرف ہندو قوم کی سیاسی قوت اور عزائم ہیں۔ ان تمام دشواریوں کا مقابلہ مسلمان صرف اس وقت ہی کرسکتے ہیں جب ان کے اندر غیر معمولی اخلاقی اور روحانی قوت پیدا ہو جائے اور وہ روحانی اور اخلاقی قوت مسلمانوں میں صرف اسلام ہی پیدا کرسکتا ہے۔ سیاسی تصور اور ثقافتی جذبہ یہ قوت پیدا نہیں کرسکتا چنانچہ آج تحریک پاکستان میں جو زندگی ہمیں نظر آتی ہے وہ بھی صرف مذہب کی وجہ سے ہے مسلمانوں میں سیاسی اور ثقافتی بیداری دین اسلام کے نام پر پیدا کی گئی ہے۔

وزارتی مشن نے شملہ کانفرنس کے بعد جو سفارشات پیش کی ہیں ان میں پاکستان کے خلاف نہایت بودی اور کچی دلیلیں دے کر مطالبۂ پاکستان کو رد کر دیا گیا ہے لیکن اس مطالبہ کی بنیاد کو درست تسلیم کیا گیا ہے وزارتی مشن کا یہ فیصلہ تضاد اور الجھاؤ کا مجموعہ ہے جس نے مسلمانوں کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کر دی ہیں اس فیصلہ کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے اس نصب العین کو حاصل کرنے میں شاید بہت سی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑے اس بحرانی اور مجبوری دور میں سے گذرنے کے لئے روحانی اور اخلاقی قوت کی ضرورت ہے یہ قوت اور زندگی صرف ضبط نفس سے پیدا ہوسکتی ہے اور یہ ضبط نفس اسلام پیدا کرسکتا ہے۔ مسلمانوں کی [illegible] تحریکات کی مجموعی ناکامی میں مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ بغیر اسلام کے مرکزی تصور کے عالم اسلامی کے اندر کوئی تحریک پروان نہیں چڑھ سکتی اس لئے ضرورت ہے کہ تحریک پاکستان کو صرف سیاسی اور ثقافتی احساس تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کی بنیاد دین اسلام پر استوار کی جائے تاکہ یہ تحریک صرف ہندوستانی مسلمان کی ترقی اور بقا کا موجب نہ ہو بلکہ سارے عالم اسلام کے لئے ایک حرکی قوت بن جائے اور مسلمان پھر اپنی عظمت رفتہ کو بھی حاصل کریں [illegible] اسلام سے اس دور کے [illegible] کا استیصال کریں اور تہذیب و تمدن کی گرتی ہوئی عمارت کو سنبھالیں اور [illegible] برباد ہونے سے بچالیں جس طرح [illegible] نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر انسانیت کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا تھا۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں حضرت ممدوح سے خط و کتابت کا پتہ درج ذیل ہے:۔

دارالسلام۔ ڈلہوزی

بیرن عمر صاحب کی رہائی

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ مشہور آسٹرین نومسلم بیرن عمر صاحب جنگ کی وجہ سے قریباً پانچ سال کی نظربندی کے بعد رہا ہو کر گذشتہ ہفتہ میں لاہور تشریف لائے۔ مرکز سے چند دوست ان کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر پہنچے اور انہیں احمدیہ بلڈنگس میں حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے مکان پر اُتارا گیا محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے بیرن عمر صاحب کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی جس میں حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب حضرت مولٰنا عزیز بخش صاحب محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ مولوی آفتاب الدین احمد صاحب۔ مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سیکرٹری انجمن اور بعض دوسرے دوستوں نے بھی شمولیت فرمائی۔ بیرن عمر صاحب چند دن احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام فرما کر کچھ عرصہ کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

یوم وصال کا جلسہ

مؤرخہ ۲۶ رمئی بعد از نماز مغرب مرکزی مسجد میں یوم وصال کا جلسہ زیر صدارت محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب منعقد ہوا جس میں شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مولوی مصطفےٰ خاں صاحب اور مولوی آفتاب الدین احمد صاحب نے تقاریر فرمائیں مولوی دوست محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کا ایک نہایت موثر اور بصیرت افروز اقتباس پڑھکر سنایا اور غلام ربانی صاحب نے ایک علمی مقالہ پڑھا جلسہ [illegible] کافی تھی جلسہ کامیاب رہا جلسہ بہت ہی کامیاب رہتا اگر پروگرام مرتب کرنے والے دوست پروگرام میں مقدم و مؤخر کا خیال رکھتے اور پروگرام کو اس موقعہ اور محل کے مطابق مرتب فرماتے۔

مسئلہ فلسطین
قرآن مجید اور بائیبل کی روشنی میں

از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۲)

یہودی انجمن کے بیت المال کی ماہوار آمدنی پچاس لاکھ روپیہ سے کم نہیں ۱۹۲۹ء تک فلسطین میں ... ۵۰ یہودی باہر سے جاکر آباد ہوچکے تھے یہود کی کل آبادی اس وقت پانچ لاکھ اور عربوں کی دس لاکھ تھی مگر اب پس پردہ کارروائیوں کی وجہ سے یہود کی آبادی چھ لاکھ کردی گئی ہے یہود کا مطالبہ امریکہ اور برطانیہ سے ہے کہ ہمیں کم از کم عربوں کے برابر آباد ہونے کی اجازت دی جائے امریکہ اس مطالبے سے متفق ہے مگر برطانیہ اپنے عرب دوستوں اور مسلمانوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا مگر یہود سے روپیہ ملنے کی حرص ان سے بھی بگاڑ نہیں چاہتی اس لئے برطانیہ کے اکثر اراکین ......

سلطنت اور امریکہ یہودیوں کے غیر مشروط حامی کے حق میں ہیں یہودیوں نے فلسطین میں آباد ہوکر عرب کو تباہ و برباد کرنے کی جو سکیم سوچی اس کا علم ابتداءً لوگوں کو نہیں ہوا مگر اب جبکہ وہ ہلاکت کے پھندے میں پھنس چکے ہیں تو وہ اپنی رہائی اور آزادی کے لئے شور مچا رہے ہیں مگر ان کی شنوائی نہ برطانیہ کے دربار میں ہوتی ہے اور نہ امریکہ اور روس ان کی فریاد سنتے ہیں ترکوں کے ساتھ شام اور حجاز کے مقابلہ میں عربوں نے جو غداری کی تھی اس کی وجہ ترک بھی باوجود مسلمان ہونے کے خاموش ہیں۔

ان حالات سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ فلسطین میں عرب کس طرح اپنے وطن میں ہی غلام بنائے جا رہے ہیں اور ان کے خلاف ایک زبردست پروپیگنڈا یورپین اخبارات و رسائل اور سیاستدانوں کے ذریعہ کیا جارہا ہے ان حالات کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو قرآن مجید کی اس زبردست پیشگوئی کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور دس لاکھ عرب مسلمانوں کو اس دام تزویر سے چھڑانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تین قسم کی جنت کے ٹھیکیدار } قرآن مجید فرماتا ہے

وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی یعنی یہود و نصاریٰ کا دعویٰ اور نصب العین یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے علاوہ اور کوئی قوم اس جنت میں ہرگز داخل نہیں پاسکتی۔ جنت کے متعلق مسلمانوں کا اپنا ایک اعتقاد اور ایمان ہے مگر بعد الموت جنت ملنے کا جو خیال مسلمانوں میں ہے یہود اور نصاریٰ کے نزدیک وہ ایک ثانوی اور مبہم خیال ہے ان کی کوشش اور اعتقاد زیادہ تر دنیوی جنت تک محدود ہیں وہ کہتے ہیں آدم کو جنت

یہی شام کا ملک کنعان اور فلسطین تھا حضرت ابراہیم کے ساتھ خداوند نے اسی جنت کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت موسٰی کا جہاد اسی جنت کے لئے تھا۔

پیدائش ۲ : ۱۵ میں ہے آدم کو پیدا کرکے جنت عدن میں رکھا ۳ : ۲۳ اسی جنت عدن سے اسے بطور سزا نکال دیا ۲ : ۱۰ تا ۱۴ اس کی حدود اربعہ جیحوں سیحوں اور دجلہ فرات کے دریا ہیں۔

حزقیل ۲۸ : ۱۳ صور کا بادشاہ جنت عدن اور خدا کی جنت میں رہا کرتا تھا دوسری جنت مصر کا ملک ہے حزقیل ۳۱ : ۲-۱۸

قل ھاتوا برھانکم : برہان عربی زبان میں نہایت مضبوط دلیل کو کہتے ہیں اور وہ لامحالہ سچی دلیل ہوتی ہے قرآن مجید کا ان کے اس دعوے پر دلیل عقلی اور دلیل نقلی دونوں لانے کا مطالبہ ہے۔

بائیبل میں ان دونوں ممالک پر حکمرانی خدا کے وعدہ کے ساتھ وابستہ تھی بنی اسرائیل نے یہ سمجھ لیا کہ یہ ہماری موروثی جائداد ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ ملک ان سے چھین کر مسلمانوں کو دے دیئے اور ثابت کر دیا کہ حکومت صرف اعمال کیساتھ وابستہ ہے قوم کے ساتھ وابستہ نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا تعلق انہی دو ممالک مصر اور شام کے ساتھ تھا یہ دونوں ملک مسلمانوں کو ملے مگر کب؟ جب مسلمانوں کا عمل صحیح تھا۔

ان کنتم صادقین - ان الفاظ میں ان دونوں قوموں کی جھوٹی پالیسی کی طرف اشارہ ہے کوئی وجہ معقول فلسطین پر اپنے قبضہ یا دخل کی نہیں بتا سکتے مدعی کو اگر وہ سچا ہے تو پہلے اپنا دعویٰ ثابت کرنا چاہیئے۔

بلٰی : اثبات ان کی نفی کے خلاف ہے ان کے پاس دلیل نہیں ہاں ہم دلیل دیتے ہیں۔

من اسلم وجھہ للہ : فرمانبرداری سے جنت ملتی ہے فتح اور دخل سلامتی اور صلح یا اداءِ حقوق پر منحصر ہے۔ رعایا کے حقوق کی حفاظت دماغ اور فکر کی سلامتی سے پیدا ہوتی ہے۔

وھو محسن : خدا کے نزدیک حکومت کا مستحق وہ ہے جو اپنے فکر کو خدا کی مخلوق کی بہتری میں لگا دیتا ہے اور اپنی تمام تر توجہ مفاد ذاتی سے ہٹا لیتا ہے۔ جیسے ابراہیم یعقوب اور یوسف علیہم السلام مسلمان تھے ویسے ہی ہوجاؤ تو تمہارا دخول

یقینی ہوسکتا ہے۔ احسان کی صفت یہود و نصاریٰ دونوں میں نہیں۔ روپیہ کی قوت سے غربا کی زمین خرید کر انہیں مفلس بنا دینا قحط ڈال کر لوگوں کو قابو کرلینا۔ لوگوں کے دماغ کو غلط فلسفہ سے پامال کردینا روٹی چھین کر تہذیب جدید کے نشہ میں مدہوش کردینا۔ یہ احسان کے خلاف ہے۔ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے اور مسلمانوں کے محسن ہو ہی نہیں سکتے ان میں باہم کس قدر حسد اور دشمنی ہے وہ صرف اس مثال سے ظاہر ہے کہ جناب مسیح کے ساتھ ایک براباؔ نامی ڈاکو اور قاتل بھی گرفتار ہوا پلاطس رومی گورنر نے یہود کو پوچھا عید کی خاطر دونوں میں سے کسے چھوڑوں براباؔ کو یا مسیح کو تو انہوں نے چلا کر کہا براباؔ کو براباؔ کو انسانی دل کی کجی کی کتنی بڑی مثال ہے کہ مشہور ڈاکو کی رہائی کا مطالبہ ہے اور ایک نبی معصوم کی جان لینے پر ضد ہے اور بعینہٖ یہی حالت آج عربوں کے ساتھ ہے یہود کی حمایت اور اسلام سے دشمنی! پولوس نے اپنے رومیوں کے خط میں یہود کے متعلق لکھا ہے :-

"انھوں نے پسند نہ کیا کہ خدا کی معرفت کو نگاہ میں رکھیں، خدا نے بھی ان کو عقل کی بے تمیزی میں چھوڑ دیا تاکہ نالائق کام کریں وے سب طرح کی ناراستی حرامکاری بدخواہی لالچ بدذاتی سے بھر گئے حسد جھگڑا دغابازی بدخوئی سے پُر ہوئے کاناپوسی کرنے والے تہمت لگانے والے خدا سے عداوت رکھنے والے طعن کرنے والے گھمنڈی اور لاف زن بدیوں کے بانی ماباپ کے نافرمانبردار بے امتیاز۔ بدعہد۔ بے درد۔ کینہ ور بے رحم ہوئے۔ اگرچہ وے خدا کا حکم جانتے کہ ایسا کام کرنے والے قتل کے لائق ہیں نہ فقط وے آپ وہی کام کرتے بلکہ کرنے والوں کی تعریف بھی کرتے"۔

(رومیوں ۱ : ۲۸ - ۳۲)

برطانیہ اور امریکہ جو مذہبًا عیسائی ہیں وہ مسیح علیہ السلام کے قاتلوں یہود کے حمایتی کیوں ہوگئے اور نصاریٰ و یہود باوجود ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے عربوں کے خلاف کیوں متحد ہیں اور لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ یہود کا وکیل کیونکر بن گیا اور اس بات پر زور کیوں دیا جارہا ہے کہ

لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی۔ یہود اور نصاریٰ کا ہی وہاں دخل اور اختیار ہونا چاہیئے اس کو آپ ایک لطیفہ کے ذریعہ سمجھئے ایک عیسائی لڑکے کی انگلی کو نجاست لگ گئی وہ ایک مسلمان لوہار کے پاس پہنچا اور اسے انگلی دکھا کر کہنے لگا اسے کاٹ دو اس کو گند لگ گیا ہے لوہار نے کہا بیٹا کاٹ دینے سے درد ہوگا اس نے

کہا نہیں اس کو گند لگ گیا ہے جلدی کاٹ دو نہیں درد نہیں ہوتا تم کاٹ دو لڑکے کے ضد کرنے پر لوہار نے کہا بہت اچھا اہرن پر رکھو میں کاٹ دیتا ہوں لڑکے نے انگلی اہرن پر رکھدی لوہار نے ایک لکڑی اٹھا کر اس کی انگلی پر ضرب لگائی لڑکے نے درد کے مارے گندی انگلی اپنے منہ میں ڈال لی اور کہا نہیں نہیں اسے نہ کاٹنا۔

تو مسلمانوں کے ساتھ ضد اور حسد کی وجہ سے یا اسلامی طاقت اور اتحاد کو منتشر کرنے اور توڑنے کے لئے شام اور فلسطین میں یہود کا گھر بنایا جارہا ہے اور عربوں کی آبادی سے یہود کی آبادی کو اس بہانہ پر بڑھایا جارہا ہے کہ عربوں کی برکت ریٹ یا شرح پیدائش یہودیوں سے بڑھکر ہے ان بہانوں سے فلسطین کو یہود کا گھر بنانے کی امریکہ اور برطانیہ تائید کررہا ہے،

تیسری جنت علم اور حکمت کی جنت ہے یا تیسرے معنے جنت کے علم و حکمت ہیں ہر شخص جانتا ہے جتنے دکھ ہیں وہ جہالت کے ساتھ وابستہ ہیں اور تمام راحتیں علم و حکمت پر منحصر ہیں مگر اس میں بھی موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ یہ جنت میٹریل سائنس کی جنت ہے بلاشبہ اس علم نے دنیا کو بے اندازہ آرام جسمانی پہنچایا ہے لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا کی تباہی اور بربادی کا سبب بھی یہی میٹریل سائنس ہے اس سائنس میں یہود و نصاریٰ دونوں پیش پیش ہیں اسی سائنس نے کارل مارکس یہودی کا شاگرد روس کو بنایا آئنسٹائن بھی یہودی ہے جس کی برطانیہ اور امریکہ بڑی قدر کررہا ہے۔ (باقی آئندہ)

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

ہم پیغام صلح میں متواتر کئی سالوں سے گذارش کرتے چلے آرہے ہیں کہ جماعت کے مضمون نگار حضرات موجودہ تحریکات اور موجودہ مسائل کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری یہ گذارشات صدا بصحرا ہیں اور ہمارے دوست اس طرف اتنی توجہ مبذول نہیں فرماتے جس قدر کہ موجودہ حالات کے پیش نظر انہیں اس طرف توجہ مبذول فرمانی چاہیئے آجکل ادارہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کررہا ہے کہ پیغام صلح کے معیار کو بلند رکھے اور جس قدر ممکن ہوسکتا ہے اخبار کو متنوع بنائے لیکن ابھی اس کے لئے دردمند دلسوزی اور دوستوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم پھر ایک دفعہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں اور اپنے قومی اخبار میں اپنے بلند پایہ مضامین بھیجکر ممنون فرمائیں۔

ہمارے مسیحا

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس

نوٹ: "ہمارے مسیحا" کے عنوان سے محترم جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے پیغام صلح میں نہایت موثر اور بلند پایہ مقالات کا ایک سلسلہ لکھا تھا جو بیحد پسند کیا گیا۔ اب محترم شیخ غلام قادر صاحب نے اسی مذکورہ عنوان سے ایک مضمون پیغام صلح میں شائع کرنے کے لئے ارسال کیا ہے اس مضمون کو درج کر کے ہم بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس عنوان کے ماتحت حضرت امام عصر حاضر کے متعلق اپنے مقالات ارسال فرمائیں جو نہایت شکر گذاری کیساتھ پیغام صلح میں میں درج کئے جائیں گے۔ (مدیر)

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد
منم مسیح بیانگ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

آج اس صحبت میں زمانۂ حاضرہ کی عظیم الشان شخصیت کے متعلق جس نے خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان۔ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق۔ قرآن کریم سے کامل محبت حفاظت و اشاعت اسلام کا ولولہ اپنے متبعین میں پیدا کیا مختصر طور پر لکھا جاتا ہے آیندہ اشاعت سے سلسلہ سیر الصحابہ باقاعدہ جاری رکھا جائے گا۔

نام و نسب } نام غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطا محمد بن گل محمد آپ مغل قوم کے برلاس خاندان میں سے تھے۔ قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اور یہاں ہی اپنی زندگی کا اکثر حصہ گذارا۔

سنہ ولادت } آپ کا سنہ ولادت اغلباً ۱۸۳۵ء معلوم ہوتا ہے۔ آپ توام پیدا ہوئے تھے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت رکھا گیا اور جو پیدا ہوتے ہی فوت ہو گئی۔

طفولیت } حضور کی طفولیت کا زمانہ ایک معجزنما زمانہ تھا آپ کے پیدا ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد پنجاب میں سکھوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مسلمانوں کو اس دور تشدد و ابتلا سے نجات حاصل ہوئی اور مدت کے بعد مسلمانوں نے مذہبی آزادی کا سماں دیکھا۔ گھر میں عسرت اور تنگی فراخی اور راحت میں بدل گئی۔

تعلیم } چھ سات سال عمر کے گذرنے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم کا انتظام کیا اور ایک فارسی خوان معلم کو جن کا نام فضل الٰہی تھا اس خدمت پر مامور کیا جنہوں نے آپ کو قرآن شریف اور فارسی کی چند کتابیں پڑھائیں دس سال کی عمر میں آپ عربی خواں مولوی صاحب کے سپرد کئے گئے جن کا نام مولوی فضل احمد تھا جو مولوی مبارک علی صاحب کے والد ماجد تھے اور بہت متقی انسان تھے ان سے حضرت صاحب نے صرف کی بعض کتابیں اور نحو کے چند قواعد پڑھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کے لئے ایک اور مولوی صاحب جن کا نام سید گل علی شاہ صاحب تھا تعلیم کے لئے مقرر کئے گئے آپ نے ان سے علم نحو، منطق اور حکمت وغیرہ کے علوم مروجہ حاصل کئے۔ فن طبابت آپ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کیا جو کہ ایک بہت بڑے طبیب حاذق تھے درسی کتب کے علاوہ قرآن شریف صحیح بخاری فتوح الغیب۔ مثنوی مولانا روم دلائل الخیرات تذکرۃ الاولیاء اور سفر السعادت اور دیگر کتب اکثر آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔

تبتل الی اللہ } آپ ہمیشہ خلوت میں رہ کر یاد الٰہی اور مطالعہ قرآن کریم میں مستغرق رہتے تھے قرآن شریف پڑھتے وقت آپ پر خشیت اللہ اس قدر طاری ہوتا کہ زار و نزار روتے تھے۔

مکالمات الٰہیہ کے شروع ہونیکا زمانہ } حضرت صاحب نے اپنی پاکیزہ زندگی کے مختلف ادوار سے گذرتے ہوئے جب ۷۹-۱۸۶۸ء میں قدم رکھا تو سلسلہ الہام شروع ہو گیا اور اس طرح مکالمۃ الٰہیہ کا سلسلہ آپ کے والد ماجد کی وفات کے بعد ۱۸۷۶ء میں بہت زور شور سے شروع ہوا۔

براہین احمدیہ کی اشاعت کا سبب } حضرت مسیح موعود کا عشق قرآن محبت رسول اللہ صلعم اور غیرت دینی براہین احمدیہ کی تصنیف کا باعث تھی اسلام پر چہار طرف سے حملے ہو رہے تھے عیسائی اپنی قوت اور دولت سے اسلام کو کچل دینا چاہتے تھے اور آریہ سماج والوں نے انہی عیسائی پادریوں کی کاسہ لیسی کی اور ان تمام اعتراضات کو لے کر اپنے رنگ میں نہایت طعن و تشنیع کی صورت دے کر شائع کرنے شروع کر دیئے ادھر مسلمان علماء کا یہ حال تھا کہ آپس میں چند چھوٹے چھوٹے مسائل پر تکفیر بازی میں سرگرم عمل تھے روشن خیال مسلمان نیچریت کی تحریک سے متاثر ہو کر وحی متلو اور دعا کی قبولیت سے منکر ہو گئے تھے دہریت اور مادہ پرستی نے سرے سے مذہب کا ہی قلع قمع کرنے کا تہیہ کر لیا تھا الغرض اسلام کو ایسی نازک اور خطرناک حالت میں پا کر حضرت صاحب نے باقاعدہ فیصلہ کن قلمی جہاد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور تمام مذاہب باطلہ کی تردید اور مدلل طور پر تائیدات سماوی اور شواہد آسمانی کے ذریعہ صداقت اسلام ظاہر کرنے کے لئے ایک مبسوط کتاب لکھنے کا عزم کر لیا جو براہین احمدیہ کے نام سے شائع ہوئی آپ نے اس قدر زبردست دلائل اور براہین قاطع قرآن مجید میں سے اس کتاب میں جمع کئے کہ حضور کو ان دلائل اور براہین کی قوت اور استحکام کا اتنا زبردست یقین تھا کہ ان دلائل کو رد کرنے والے کو اپنی ساری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دے دینے کا وعدہ کیا۔ اس معرکۃ الآرا تصنیف کی پہلی اور دوسری جلد ۱۸۸۰ء میں طبع سے نکلی تیسری جلد ۱۸۸۲ء اور چوتھی جلد ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔

دعوےٰ مجددیت کا اعلان } براہین احمدیہ میں آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا خاص طور پر اعلان ۱۸۸۵ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ کیا جو بیس ہزار کی تعداد میں اردو انگریزی دونوں زبانوں میں طبع ہوا اور مشتہر کیا گیا۔ حضرت مسیح سے بشدت مماثلت کا اظہار بھی براہین میں فرمایا اگرچہ اس وقت آپ کو یہ علم نہ تھا کہ میں وہی مسیح ہوں جس کے آنے کا اس امت کو وعدہ دیا گیا ہے۔

اعلان دربارہ بیعت } آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے اور ایک جماعت تیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے متعلق اپنا الہام بھی شائع فرمادیا فاذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا و وحینا یعنی خدا پر بھروسہ رکھ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر کشتی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ اس سے مراد جماعت ہے۔

دعوےٰ مسیحیت } ۱۸۹۰ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کے ذریعہ سے ایک زبردست انکشاف ہوا اور وہ یہ کہ مسیح ابن مریم ؑ فوت ہو گئے اور آنے والے مسیح آپ ہی ہیں۔ الہام "مسیح ابن مریم فوت ہو گیا وجعلناک المسیح ابن مریم"، اس مضمون کی ۱۸۹۱ء میں فتح اسلام اور توضیح مرام لدھیانہ سے شائع ہوئیں۔

زمانہ کی حالت مسیح موعود کی متقاضی تھی } اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت کا نقشہ حالی نے اپنی مسدس میں خوب کھینچا ہے۔ حضرت صاحب فتح اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:

یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی اخلاقی پاکیزگی سے مہجوری اور لالچ اور بخل اور حب دنیا سے معموری اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہیں جیسے حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ پس جیسے یہودی لوگ اس زمانہ میں [illegible] سے بے خبر ہو گئے تھے [illegible] کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اس کے [illegible] امانت اور اندرونی صفائی اور [illegible] میں سے بالکل اٹھ گئی تھی سچی [illegible] سے رحم کا نام و نشان نہیں رہا تھا [illegible] اقسام کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لے لی تھی ایسا ہی اس زمانہ میں [illegible] بلائیں ظہور میں آگئی ہیں حلال [illegible] اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا حرام کے ارتکاب سے [illegible] کراہت اور نفرت باقی نہیں رہی خدا [illegible] کے بزرگ حکم تاویلوں کے ساتھ ٹال [illegible] جاتے ہیں۔ زمانے اکثر علماء بھی اہل [illegible] فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں مچھر [illegible] اور اونٹ نگل جاتے ہیں ...... منبروں پر بیٹھ کر بڑی رقت آمیز [illegible] ہیں مگر ان کے اندرونی کام اور ہی [illegible] ...... اسی طرح یہودیت کی خصلتیں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں ...... ایمانی [illegible] نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے ...... پس خدا تعالیٰ نے ان کے [illegible] لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا [illegible] اپنی قدرت کاملہ سے معبود [illegible] والا تھا یہی ہے جا ہو تو قبول کرو جس [illegible] کان سننے کے ہوں سنے یہ خدا تعالیٰ کا [illegible] کام ہے اور لوگوں کی نظر میں [illegible]

مخالفت کا طوفان } [illegible] اعلان کے بعد ایک نہایت زبردست مخالفت کا [illegible] اٹھا اور وہ لوگ جو پہلے آپ کے [illegible] اور آپ کی تعریف میں رطب اللسان [illegible] آپ کے دشمن بن گئے۔ جنہوں نے [illegible] کی بیعت کی تھی ان میں سے [illegible] سے الگ ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود کے علمی کارنامے } حضرت [illegible] تائید اسلام [illegible] اثبات [illegible] ہزارہا صفحات لکھ ڈالے۔ [illegible] ایک سائنٹفک کے رنگ میں دنیا کے [illegible] پیش کیا۔

(۱) قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ [illegible] کا ابطال کیا۔

(۲) قرآن شریف اپنے دعاوی [illegible] سے مؤید کرتا ہے۔ اور دیگر [illegible] اس سے محروم ہیں۔

(۳) قرآن شریف کو حدیث [illegible] حاکم مانا اور ہر اس حدیث [illegible] کو جسے قرآن شریف سے خلاف [illegible] کرنے کے قابل سمجھا۔

(۴) جہاد کا صحیح نظریہ قائم [illegible]

(۵) سنت کو حدیث پر [illegible]

اخلاق و عادات } حضرت [illegible] اخلاق واقع ہوئے تھے آپ [illegible] اور مصفا لباس زیب تن فرماتے [illegible]

(باقی بر [illegible])

فارن مشن فنڈ (تبلیغ بلاد غیر) وصایا و عطیات

آمد ماہ اپریل ۱۹۴۶ء

نام	رقم	کیفیت
(۱) حافظ عبدالعزیز صاحب دہلی ..	۵۰ — ۰ — ۰	قسط وصیت
۲- حافظ محمد بخش صاحب اکاڑہ	۱۰ — ۰ — ۰	" "
۳- بیگم صاحبہ میاں ہارون الرشید صاحب پشاور	۲ — ۴ — ۰	عطیہ
۴- شیخ ثناء احمد صاحب بی۔ اے وزیرآباد	۶۰ — ۰ — ۰	قسط وصیت
۵- مسٹر خلیل الرحمان صاحب دیب گرائی	۲۵ — ۰ — ۰	عطیہ
۶- جناب محمد زبیر صاحب کمیو ڈر حدہ کورم	۱۲ — ۰ — ۰	قسط وصیت
۷- ماسٹر محمد اسلم صاحب بی لے ہیڈ ماسٹر بدوملہی	۹ — ۰ — ۰	" " "
۸- مولانا عزیز بخش صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۲۵ — ۰ — ۰	" " "
۹- مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع "	۸ — ۵ — ۰	" " "
۱۰- چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ ..	۱۳ — ۱ — ۰	" " "
۱۱- مسز ایف رشید منجانب محمد علی صاحب مرحوم	۵۰ — ۰ — ۰	عطیہ
۱۲- سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد	۵۰۰ — ۰ — ۰	" " "
۱۳- جناب اکبر علی صاحب عراق عرب	۲۰ — ۰ — ۰	" " "
۱۴- جناب عبدالصمد صاحب " "	۱۳ — ۵ — ۰	" " "
۱۵- سید امیر حسین شاہ صاحب "	۱۳ — ۶ — ۰	" " "
۱۶- جناب مسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۵ — ۰ — ۰	قسط وصیت
۱۷- مولوی عبدالباقی صاحب لاچی	۵ — ۰ — ۰	" " "
۱۸- خانصاحب قاضی سمیع اللہ خانصاحب لاہور بصورت تمسک	۱۰۰۰ — ۰ — ۰	" " "
کل میزان	۱۸۲۱ — ۵ — ۰	
وصایا	۱۱۹۷ — ۵ — ۰	
عطیات	۶۲۴ — ۰ — ۰	

مرتضیٰ خاں سیکرٹری تحصیل

سلسلہ میں شمولیت

نوٹ:- مندرجہ ذیل اشخاص نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے دعا ہے، اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مدیر)

۷۷- چوہدری عنایت اللہ صاحب۔ سیالکوٹ
۷۸- محی الدین صاحب سوداگر۔ دھارواڑ
۷۹- ہاشم علی صاحب .. .. گدگ
۸۰- شیخ محبوب صاحب .. .. "
۸۱- ہٹیل صاحب .. .. "
۸۲- رسول خاں عبداللہ خاں صاحب "
۸۳- محبوب شاہ .. .. دھارواڑ
۸۴- حضرت صاحب " "

(حال ہبلی)

۸۵- بڈھن صاحب ولد حسین صاحب دھارواڑ
۸۶- بڈھن صاحب ولد دستگیر صاحب " "
۸۷- نبی بخش صاحب کیور تقلہ
۸۸- غلام احمد ککاک .. سری نگر (کشمیر)
۸۹- راجہ محمد صابر صاحب۔ راولپنڈی
۹۰- محمد رفیق صاحب حیدرآباد (سندھ)
۹۱- شمس الرحمان صاحب .. .. مردان
۹۲- کریم دین محمد بلکن صاحب امریکہ
۹۳- حافظ محمد غوث صاحب مظفرگڑھ
۹۴- محمد عبدالواحد صاحب بہاولپور حال لاہور
۹۵- محمد صاحب ولد باپو صاحب دھارواڑ
۹۶- محمد حسین صاحب ہبلی (دھارواڑ)
۹۷- فاطمۃ النساء بیگم صاحبہ مدراس
۹۸- محمد احمد صاحب .. .. مدراس
۹۹- النصری بیگم صاحبہ .. .. مدراس
۱۰۰- احمد حسین صاحب .. .. پٹیالہ
۱۰۱- گلاب شاہ صاحب۔ شیخ محمدی (پشاور)
۱۰۲- جلاد خاں صاحب۔ " " "
۱۰۳- یعقوب خانصاحب " " "
۱۰۴- محمد شریف خاں صاحب شیخ محمدی (پشاور)
۱۰۵- عبدالبصیر صاحب سنت دجنوبی (افغانستان)
۱۰۶- کریم بخش صاحب .. .. کرنال
۱۰۷- شریفن صاحبہ .. .. "
۱۰۸- محمد سید الرحمان صاحب .. .. جسور
۱۰۹- احمد جو۔ بجبرواہ (ادہم پور)
۱۱۰- رستم .. .. " " "
۱۱۱- تابہ بیگم صاحبہ " " "
۱۱۲- صغرا بیگم صاحبہ۔ بجبرواہ (ادہم پور)
۱۱۳- اسداللہ صاحب " "
۱۱۴- سرسیہ بیگم صاحبہ " "
۱۱۵- مصرا بیگم صاحبہ " "
۱۱۶- عبداللہ جو " "
۱۱۷- تابو زوجہ عبداللہ " "
۱۱۸- عبدالغنی صاحب " "
۱۱۹- سمینہ بیگم صاحبہ " "
۱۲۰- سارہ بیگم صاحبہ " "
۱۲۱- خانہ بیگم صاحبہ " "
۱۲۲- منور دین صاحب " "
۱۲۳- شاہانی بیگم صاحبہ " "
۱۲۴- حبلہ ولد رجب " "
۱۲۵- ماہ بیگم صاحبہ " "
۱۲۶- رحمت اللہ صاحب " "
۱۲۷- لکھے خاں .. اوکاڑہ منٹگمری

تفصیل چندہ

منجانب جماعت حیدرآباد دکن بوساطت شیخ محمد انعام الحق صاحب

نمبر شمار	اسمائے گرامی و پتہ	رقم روانہ کردہ	مد	نام سکہ
۱	جناب مولوی ظہیر الدین صاحب مگر باولی حیدرآباد دکن	۲ — ۰ — ۰	چندہ ماہوار۔ دسمبر ۱۹۴۵ء و جنوری ۱۹۴۶ء	عثمانیہ
۲	محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ایم اے مگر باولی حیدرآباد دکن	۲۰ — ۰ — ۰	چندہ ماہوار اگست ۱۹۴۵ء تا نومبر ۱۹۴۵ء	"
۳	جناب حکیم عبدالحمید صاحب کاغذ نگر سرپور ریاست حیدرآباد دکن	۲۰ — ۰ — ۰	چندہ ماہوار ماہ مارچ تا دسمبر ۱۹۴۵ء	"
۴	جناب مولوی ضیاء الدین صاحب انصاری پروفیسر انجنیئرنگ کالج جامعہ عثمانیہ حیدرگوڑہ حیدرآباد دکن۔	۱۰ — ۰ — ۰	چندہ ماہوار	انگریزی
۵	جناب مولوی عبداللطیف صاحب صدر مدرسہ چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن	۱۵ — ۰ — ۰	چندہ ماہوار ستمبر ۱۹۴۵ء	عثمانیہ
۶	جناب مولوی عبدالسلام صاحب شوگر فیکٹری سودھن ریاست حیدرآباد دکن	۵۰ — ۰ — ۰	قسط ادارہ تعلیم قرآن	عثمانیہ
۷	جناب مولوی عبدالباسط صاحب انجنیئر حیدرآباد دکن	۱۲۰ — ۰ — ۰	چندہ ماہوار دسمبر ۱۹۴۳ء تا مارچ ۱۹۴۵ء	انگریزی
	" " " "	۱۰ — ۰ — ۰	جلسہ فنڈ	

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

(بقیہ از صفحہ ۵)

سادہ اور طیب آپ کی غذا تھی۔ بی بی سے نیک سلوک۔ گھر کا کام خود کر لیا کرتے تھے۔ پردہ شرعی کے قائل تھے۔ گھر کے خادموں اور دوستوں پر اعتبار تھا آپ ہمیشہ غض بصر ملحوظ رکھتے تھے صبر و حلم کے پیکر تھے۔ مہمان نواز تھے تصنع اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ آپ کو کسی کی دل شکنی گوارا نہ تھی، دوستوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے تھے۔ دوستوں کو ہمیشہ اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ دشمنوں سے رواداری برتتے تھے حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ لکھتے ہیں کہ ایک روز حضور نے فرمایا:۔

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالےٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمسار ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے نہ اکھاڑ سکا۔

محبت الٰہی ایک دفعہ آپ نے جالندھر کے مقام پر فرمایا ابتلاء کے وقت میں ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض منیعف دلوں کا ہوتا ہے میرا حال تو یہ ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقعہ نہ ہوگی اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں پھر یہ پڑھا ہل تعلم لہ سمیا

وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمقام لاہور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کے مکان واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حضرت صاحب اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

علمائے سلف کا اخلاق

نوٹ:۔ رسالہ معارف مئی ۴۶ء میں ایک مضمون "علمائے اسلام کا اخلاق" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں علمائے سلف کی اخلاقی فضیلت کو واقعات کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے یہ مضمون بہت دلچسپ اور پر از معلومات ہے اس مضمون کو ہم قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (مدیر)

جس طرح ایک بیج سے ایک درخت پیدا ہے، پھر اس درخت سے سینکڑوں شاخیں اور ان شاخوں سے سینکڑوں پھول پھل پیدا ہوتے ہیں، بعینہ اسی طرح محاسن اخلاق کا حال بھی ہے کہ انسان میں پہلے ایک اخلاقی فضیلت پیدا ہوتی ہے، پھر اس سے سینکڑوں اخلاقی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اسی اخلاقی نظریہ کے مطابق ہم علمائے سلف کی اخلاقی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ علمائے قدیم میں استغنا و قناعت کی جو اخلاقی فضیلت اسلامی تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام کی خلاقی و معاشرتی زندگی کے اتباع و تقلید نے پیدا کر دی تھی، اس نے ان کو سراپا اخلاق بنا دیا تھا لیکن ان جزئیات اخلاق کا زیادہ تر تعلق ان کے استغنا و قناعت سے تھا اس بنا پر ہم ان کی دوسری اخلاقی خوبیوں کو چھوڑ کر صرف ان کے استغنا و بے نیازی کے موثر واقعات پیش کرتے ہیں، تاکہ علمائے قدیم کا یہ اخلاقی وصف دور جدید کے علماء میں بھی پیدا ہو اور علمائے قدیم کا اخلاقی وقار دوبارہ قائم ہو جائے۔

امام طاؤس بن کیسان (المتوفی ۱۰۶ھ) میں امیر یمن نے پانچسو اشرفیاں بھیجیں لیکن انھوں نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

امام ابو حنیفہ (المتوفی ۱۵۰ھ) بادشاہ کے عطیہ کو قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ ان کا ذریعۂ معاش صرف تجارت تھا۔

حضرت سالم بن عبداللہ (المتوفی ۱۰۶ھ) نہایت زہد پیشہ تھے، پشمینہ پوش رہتے تھے اور اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے لیکن استغنا کا یہ حال تھا کہ ایک بار سلیمان بن عبدالملک نے ان کو خانہ کعبہ میں دیکھا تو کہا کہ مجھ سے اپنی ضرورتیں طلب فرمائیے بولے میں خدا کے گھر میں خدا کے سوا کسی اور سے سوال نہیں کرتا۔"

داؤد بن نصیر ابو سلیمان الطائی (المتوفی ۱۶۵ھ) سخت زہد پیشہ بزرگ تھے، ان کے پاس صرف تین سو درہم تھے، جن پر انھوں نے بیس سال تک گذر اوقات کی، لیکن باوجود افلاس استغنا کا یہ حال تھا کہ ایک بار خلیفہ ہارون رشید کوفہ میں آیا اور وہاں کے فقراء کی ایک فہرست مرتب کی اور ہر ایک کو دو دو ہزار درہم دلوائے، انہی میں داؤد طائی کا بھی نام تھا، اس نے ان کا نام لیکر پکارا تو معلوم ہوا کہ ان کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی حکم دیا کہ یہ رقم ان کے پاس بھیجدو۔ ابن سماک اور حماد بن ابی حنیفہ اس رقم کو لے کر روانہ ہوئے تو ابن سماک نے راستہ میں حماد بن ابی حنیفہ سے کہا کہ اس کو ان کے سامنے بکھیر دو، کیونکہ آنکھ سے دیکھنے کا اثر دل پر پڑتا ہے، ایک نادار آدمی کے لئے دو ہزار درہم کا حکم ہوتا ہے کیا وہ اس کو واپس کر دے گا؟ ان لوگوں نے پہنچکر درہم ان کے آگے بکھیر دیئے، تو انھوں نے کہا کہ یہ چالیں تو بچوں کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور یہ کہکر ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ایک بار محمد بن قحطبہ کوفہ میں آیا اور کہا کہ مجھے اپنی اولاد کی تعلیم کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو قرآن، حدیث، فقہ، نحو اور شعر کا ماہر ہو، لوگوں نے کہا کہ ان تمام علوم کے جامع صرف داؤد طائی ہیں اس نے ۱۰ ہزار درہم کا توڑا ان کی خدمت میں بھیجدیا کہ اپنی ضروریات میں صرف فرمائیے لیکن انھوں نے اس کو واپس کر دیا، پھر اس نے اپنے دو غلاموں کے ہاتھ دو توڑے بھجوائے اور کہا کہ اگر انھوں نے ان کو قبول کر لیا تو تم دونوں آزاد کر دیئے جاؤ گے لیکن انھوں نے ان کو قبول کرنے سے بھی انکار کیا، غلاموں نے کہا کہ اگر آپ ان کو قبول کریں گے تو ہم آزاد ہو جائیں گے، لیکن انھوں نے کہا کہ ان کے واپس کرنے سے دوزخ کی قید و بند سے میری آزادی ہو جائے گی۔

ایک بار قاضی ابو عبداللہ محاملی نے مدینہ میں عید کی نماز پڑھی اور مسجد سے نکل کر داؤد ظاہری (المتوفی ۲۷۰ھ) کے پاس مبارکباد دینے کے لئے آئے، عید کا دن تھا، لیکن ان کو دیکھا کہ چوکر بھگو کر کھا رہے ہیں وہاں سے نکل کر ایک فیاض شخص کے پاس آئے اور کہا۔ آپ جیسے فیاض شخص کے پڑوس میں داؤد جیسا عالم رہتا ہے اور آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں، اس نے کہا کہ داؤد میں رکھائی بہت پائی جاتی ہے، میں نے ان کے پاس کل شام کو ایک ہزار درہم بھیجے، لیکن انھوں نے واپس کر دیئے اور میرے غلام سے کہا کہ ان سے کہدو کہ تم نے مجھ کو کس آنکھ سے دیکھا ہے اور میری کس ضرورت اور احتیاج کا حال تم کو معلوم ہوا کہ تم نے میرے پاس یہ درہم بھیجے اب قاضی ابو عبداللہ محاملی نے کہا لائیے درہم مجھ کو دیجئے، میں ان کے پاس لے کر جاؤں گا، اب اس نے ایک ہزار درہم اور دیئے اور وہ دو ہزار درہم لے کر ان کے پاس آئے اور ان کے سامنے رکھدیئے لیکن انھوں نے کہا کہ یہ بدلہ اس شخص کو دیا جا رہا ہے، جس نے اپنے اندرونی حالات کا تم کو امین بنایا، میں نے عالم سمجھ کر تم کو اپنے پاس آنے دیا تھا، اب واپس جاؤ مجھ کو ان درہموں کی ضرورت نہیں، قاضی صاحب کا بیان ہے کہ میں واپس چلا تو دنیا میری آنکھوں میں نہایت حقیر معلوم ہوتی تھی میں نے اس فیاض شخص کو اس کی اطلاع دی تو اس نے کہا کہ میں تو ان درہموں کو خدا کی راہ میں نکال چکا اب ان کو اپنے خزانے میں داخل نہیں کروں گا۔ اب آپ ان کو مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیجئے۔

امام حربی (المتوفی ۲۸۵ھ) زہد و ورع میں امام احمد بن حنبل کے ہم پلہ خیال کئے جاتے تھے، ایک بار خلیفہ معتضد نے ان کی خدمت میں دس ہزار درہم بھجوائے لیکن انھوں نے ان کو واپس کر دیا، پھر بھجوائے پھر واپس کر دیا۔

عبیداللہ بن الحسین بن دلال (المتوفی ۳۴۰ھ) نہایت فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے آخر عمر میں ان پر فالج گرا تو ان کے تلامذہ نے سیف الدولہ بن حمدان کی خدمت میں ان کی مالی مدد کے لئے لکھا ان کو معلوم ہوا تو رو پڑے اور دعا کی، کہ خداوندا میرا ذریعہ معاش وہی بنا جس کا تو نے مجھے خوگر بنا رکھا ہے، یہ دعا مقبول ہوئی اور قبل اس کے کہ سیف الدولہ کا عطیہ جس کی تعداد دس ہزار درہم تھی ان کے پاس پہنچے انتقال کر گئے۔

ایک بار خطیب بغدادی جامع صور میں تھے کہ اسی حالت میں ان کے پاس ایک علوی بزرگ آئے جن کی آستینوں میں اشرفیاں تھیں اور کہا کہ اس کو اپنی ضروریات میں صرف فرمائیے انھوں نے ترشروئی سے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں علوی نے کہا کہ شاید آپ اس کو کم سمجھتے ہیں، یہ کہکر ان کے سجادے پہ آستین جھاڑ دی اور کہا کہ یہ تین سو اشرفیاں ہیں، خطیب نے سجادہ اٹھایا اور چلتے ہوئے اس واقعہ کے راوی کا بیان ہے کہ مجھ کو ان کے اٹھ جانے کی یہ عزت، اور علوی کی وہ خفت جب وہ اشرفیوں کو اکٹھا کر رہے تھے نہیں بھولتی۔

حافظ ابو موسیٰ مدینی (المتوفی ۵۸۱ھ) نہایت زہد پیشہ تھے، تھوڑی سی معاش پر قناعت کرتے تھے، کسی کا عطیہ قبول نہیں کرتے تھے، بہت سے لوگوں نے ان کے لئے مالی وصیتیں کیں، لیکن انھوں نے اس مال کو واپس کر دیا، ان سے کہا جاتا تھا کہ اس مال کو لیکر جس شخص کو مناسب سمجھئے دے دیجئے لیکن وہ اسکو بھی منظور نہیں کرتے تھے۔

ابو سعد بغدادی (المتوفی ۵۴۰ھ) ایک زہد پیشہ محدث تھے، ایک بار انھوں نے ایک شخص سے دس اشرفیاں قرض لیں، اس کے بعد وہ شخص سلطان مسعود بن محمد کی خدمت میں آیا اور اس سے واقعہ کو بیان کیا اس نے اس [illegible] اشرفیاں بھجوائیں وہ نہایت مسرت [illegible] ان اشرفیوں کو ان کے پاس لایا [illegible] انھوں نے اس کے لینے سے انکار [illegible]

امام محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) جو بہت بڑے محدث اور مفسر تھے ایک بار خلیفہ مکتفی نے ان سے ایک کتاب لکھوائی اور اس کا صلہ دینا چاہا انھوں نے صلہ کے لینے سے انکار کر دیا لوگوں نے کہا کہ ضروریات کے لئے کچھ تو لے لیجئے بولے امیر المومنین سے درخواست کرو کہ جمعہ کے دن سوال کرنے کی ممانعت [illegible] چنانچہ اس نے اس کی ممانعت کر دی [illegible] کے اثر سے ایک محدود پیمانے پر گداگری [illegible] انسداد ہوا۔

اسی طرح ایک وزیر نے ان سے فقہ کی ایک کتاب لکھوائی اور اس کے [illegible] میں ان کے پاس ہزار اشرفیاں بھجوائیں لیکن انھوں نے ان کو واپس کر دیا۔

اس قسم کی مثالیں اگرچہ اسلام کی ابتدا میں زیادہ ملتی ہیں، تاہم بعض علماء نے اخیر دور میں بھی اس اخلاقی [illegible] کو قائم رکھا ترکی دور سلطنت میں [illegible] علاؤ الدین الایدینی (المتوفی [illegible]) زہد پیشہ عالم تھے، جو ہمیشہ درس و تدریس اور ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے ان کے درس میں ہر شخص شریک ہوتا اور بعض اوقات ایک ایک دن میں [illegible] سبق پڑھاتے تھے، لیکن [illegible] سے اجرت لیتے تھے نہ وظیفہ قبول [illegible] تھے ان کے استاد مولیٰ قاضی زادہ ان کو دربار سلطانی میں اس غرض سے [illegible] چاہتے تھے، کہ ان کو کوئی عہدہ مل جائے لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے اور کہا کہ میں نے [illegible] سے عہد کر لیا ہے کہ کوئی عہدہ قبول نہ کروں گا۔"

شیخ شمس الدین احمد (المتوفی [illegible]) نے عمر بھر کسی بادشاہ کا وظیفہ قبول نہیں کیا ان کا ذریعہ معاش ان کی کتابت کی [illegible] اور شاگردوں کے ہدیے تھے، [illegible] جھوٹا کپڑا پہنتے تھے اور معمولی معاش پر قناعت کرتے تھے۔

معارف

ایک ضروری اعلان

پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت [illegible] اشتہار "یہ پراسپکٹس ہمیں [illegible]" کے عنوان سے شائع ہوا ہے [illegible] تمام دوستوں کو اطلاع دی جاتی [illegible] دی پنجاب ویجیٹیبل گھی اینڈ [illegible] لاہور کے فارم درخواست خرید [illegible] سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت [illegible] لاہور سے بھی طلب کی جا سکتی [illegible] کو ضرورت ہو وہ جنرل سیکرٹری [illegible] منگوا سکتے ہیں۔

مسٹر جناح کا بیان
وزارتی مشن کی سکیم کے نقائص

مسٹر جناح نے اپنے بیان میں وزارتی مشن کی دستوری سکیم کے تمام نقائص کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ اس کے مطالب کو دوہرانے کی ضرورت نہیں نہ ان کا کوئی حصہ تشریح و تفصیل کا محتاج ہے۔ اس کا خلاصہ چند لفظوں میں یہ ہے کہ مشن نے مسلمانوں کے مطالبۂ استقلال یا مطالبۂ پاکستان کی بنیادی احساس کو درست تسلیم کر لیا۔ یعنی یہ مان لیا کہ وحدتی نظام حکومت میں ہندوؤں کو خاص اقتدار حاصل ہوگا اور اس لئے مسلمان اپنی ثقافتی، سیاسی اور معاشرتی زندگی کے لئے جن خطرات کا اظہار کرتے ہیں، وہ بالکل بجا ہیں۔ اس اعتراف کا لازمی اور طبعی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ مسلمانوں کے مطالبے کو مان لیا جاتا۔ لیکن پیش نظر سکیم کا ہر حصہ محض کانگریس کی دلجوئی اور دلداری کے لئے وقف ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے جو تحفظات تجویز کئے ہیں وہ یا تو مبہم ہیں یا محض نمائشی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کی عملی حالت پر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ تحفظات بالکل بے کار اور بے سود ثابت ہوں گے۔

شملہ میں لیگ کی طرف سے کم سے کم مطالبات کی جو فہرست پیش کی گئی تھی اسے بھی منظور نہ کیا گیا۔ مجوزہ یونین کے لئے اگرچہ صرف تین محکمے رکھے گئے تھے لیکن ان کے متعلق امکانی طریق عمل کے جس نقشے پر مسٹر جناح نے اپنے بیان میں روشنی ڈالی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یونین کی حقیقی حیثیت اس سے بالکل مختلف ہوگی جس کا تصور ابتدا میں مختلف لوگوں نے سرسری طور پر قائم کیا تھا۔

پھر دستور ساز اسمبلی کے ۲۹۶ ممبروں میں سے (بہ شمول نمایندگان اجمیر و دھلی و کورگ و بلوچستان) زیادہ سے زیادہ ۷۹ مسلمان ہوں گے ان میں سے ۹۳ نمایندے دیسی ریاستوں کے شامل ہو جائیں گے تو مسلمانوں کا تناسب اور بھی گھٹ جائیگا۔

یہ اسمبلی اپنا صدر اور دوسرے عہدیدار خود چنے گی اور اقلیتوں کے لئے مشورتی مجلس کی ترتیب کا اختیار بھی اسی کو ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کے تناسب کی کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیسے امید ہو سکتی ہے کہ اس انتخاب و ترتیب میں اسلامی آواز کو کوئی قابل ذکر حیثیت حاصل ہوگی؟

بیشک سکیم میں ایک دفعہ رکھی گئی ہے کہ اسمبلی میں پیش ہونے والے جس معاملے کو "بڑا فرقہ وار معاملہ" قرار دیا جائے گا اس کے ضمن میں ہندو اور مسلم نمایندوں کی الگ الگ اکثریت کا اتفاق ضروری ہوگا۔ لیکن یہ تحفظ اس وجہ سے بے کار ہو جاتا ہے کہ کسی معاملے کو "بڑا فرقہ وار" قرار دینا صدر اسمبلی کے اختیار میں ہوگا۔ بیشک وہ فیڈرل کورٹ سے بھی مشورہ لے گا لیکن آخری فیصلے کا مجاز وہی ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وزارتی مشن نے اگر کسی قابل ذکر تحفظ کا انتظام کیا بھی تو عمل میں اس کی حقیقی حیثیت زائل کر دی۔

مسٹر جناح نے فی الحال وزارتی مشن کی سکیم کے قبول یا عدم قبول کا فیصلہ نہیں کیا بلکہ اس فیصلے کو لیگ کی مجلس عاملہ اور لیگ کونسل کے صوابدید پہ چھوڑ دیا ہے، جن کے اجلاس بالترتیب ۳ جون اور ۵ جون کو ہوں گے لیکن بیان میں، جو کچھ آ چکا ہے اسے درست تسلیم کر لینے کے بعد لیگ کی مجلس عاملہ یا لیگ کونسل کے جلسوں کا انتظام کم از کم ہمارے نزدیک بالکل بیہودہ ہے۔ مجلس عاملہ یا کونسل کے کس ممبر کو وزارتی مشن کی سکیم کے ان نقائص سے اختلاف ہو سکتا ہے جن کی تشریح مسٹر جناح نے کی ہے؟ کونسا ممبر پاکستان کے مطالبے سے خفیف سے انحراف کی بھی جرأت کر سکتا ہے؟ یا ان نقائص کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ سکیم کو بے توقف قبول کر لینا چاہیئے حالانکہ یہ نقائص جزدی نہیں بلکہ اصولی ہیں فروعی نہیں بلکہ بنیادی ہیں۔

مسلمان یونین کو قبول کر سکتے ہیں بشرطیکہ

(۱) یونین میں پاکستانی صوبوں اور ہندوستانی صوبوں کو مساوی نمایندگی حاصل ہو۔

(۲) یونین کا اختیار فوج اور معاملات خارجہ کے علاوہ وسائل حمل و نقل میں سے صرف ان لائنوں اور سڑکوں وغیرہ تک محدود ہو جو براہ راست دفاع سے متعلق ہوں۔

(۳) اس کے لئے قانون ساز مجلس کا معاملہ طے نہ کیا جائے بلکہ اس معاملے کو دستور ساز اسمبلی کے صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔

(۴) یونین کے لئے روپے کے انتظام کا معاملہ بھی دستور ساز اسمبلی ہی کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے۔ لیکن یہ بنیادی امر ابھی سے طے کر دینا چاہیئے کہ یونین کو براہ راست محاصل عائد کرنے کا قطعاً اختیار نہ ہوگا۔

(۵) ہر صوبے کو اختیار حاصل ہوگا کہ دس سال کے بعد چاہے تو یونین سے الگ ہو جائے۔

(۶) یونین اختلافی امور کے متعلق اس وقت تک کوئی قانون بنانے یا انتظامی قدم اٹھانے کی مجاز نہ ہوگی جب تک ممبروں کا $\frac{3}{4}$ حصہ اس پر رضامندی کا اظہار نہ کر دیگا۔

اگر یونین ہی کو ہندوستان کی وحدت بحال رکھنے کا ذریعہ بنانا منظور ہے تو لازم ہے کہ ان مطالبات کو تسلیم کیا جائے۔ اور ان میں سے کوئی مطالبہ بھی ایسا نہیں ہے جو اصولاً ہر اعتبار سے درست اور محکم نہیں ہے لیکن اگر یہ مطالبات منظور نہیں ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ مسلمان اس سکیم کو قبول نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کی رائے مسٹر جناح کے بیان کی شکل میں سامنے آ گئی۔ لیگ کی مجلس عاملہ اور لیگ کونسل کے اجلاسوں میں غور و فکر کے بعد ان نقائص میں اضافہ کی گنجائش بیشک ہے کمی کی کوئی گنجائش نہیں اور جب ان نقائص کا وجود مسلم ہے تو سکیم کو قبول کرنا خارج از بحث ہے۔

(انقلاب)

رفتار عالم

——شملہ۔ ۲۲ مئی۔ ہندوستان کے آئینی مستقبل کے بارے میں وزارتی مشن نے جن تجاویز کا اعلان کیا تھا۔ ان کے سلسلہ میں قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے دو ہزار الفاظ پر مشتمل ایک بیان جاری کیا ہے جس میں قائد اعظم نے بتایا ہے کہ مسلم لیگ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ دس سال کے ابتدائی عرصہ کے بعد پاکستان گروپ کو یونین سے علیحدگی کا حق دیا جائے اور کانگرس کو بھی اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ لیکن وزارتی مشن نے مسلم لیگ کی طرف سے پیش کردہ اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔ اور دس سال بعد صرف یونین کے آئین کی شرائط پر نظرثانی کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

قائد اعظم نے افسوس ظاہر کیا ہے کہ وزارتی مشن نے پاکستان کی کامل آزاد و خود مختار ریاست کے مطالبے کو مسترد کر دیا۔ انھوں نے اعلان کیا کہ ہماری پختہ رائے اب بھی یہی ہے کہ آزاد و خود مختار پاکستان کا قیام ہی ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا واحد حل ہے۔ اور نہ صرف ہندوستان کی دو بڑی اقوام کی فلاح کا ضامن ہے بلکہ اس بر اعظم کی جملہ اقوام فلاح و بہبود کا کفیل ہے۔

——لاہور۔ ۲۴ مئی۔ مسٹر شام لال کول سیکرٹری کشمیر پبلسٹی کمیٹی لاہور تحریر فرماتے ہیں کہ کل ۲۳ مئی کو سری نگر سے مندرجہ ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ یہ تازہ ترین اطلاعات ہیں۔

اننت ناگ میں مظاہرہ کنندہ خواتین پر فوج کی آتشباری کی اطلاعات کے علاوہ مختلف مرکزوں سے موصول شدہ خبریں مظہر ہیں کہ اب تحریک نے اور زیادہ وسعت اختیار کر لی ہے اور وہ سری نگر سے باہر کے رقبہ جات میں بھی پھیلتی جاتی ہے سرینگر اننت ناگ۔ بج بہار۔ ماتاں۔ سوپور۔ بارہ مولا۔ ہندواڑہ۔ باندی پورا اور پانپر میں بدستور مکمل ہڑتال جاری ہے۔

یہاں خبروں کی تصدیق ہو چکی ہے کہ حکومت کشمیر کے سرکاری اعلان میں جس قدر ظاہر کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ صفا کدل اور سری نگر میں مظاہرین سے عین تصادم کے وقت فوج کی فائرنگ سے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

اس جابرانہ حکومت کے خلاف اظہار غم و غصہ کے لئے جو جلوس نکلا اور جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں۔ اس پر اننت ناگ میں گولی چلی۔ ۱۰ عورتیں اور ۲ مرد وہیں جاں بحق ہو گئے اور ۲۰ سے زیادہ گولی لگنے سے شدید زخمی ہوئے۔ مظاہرہ کنندہ خواتین کے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج یا کوئی اور زیادہ نرم طریقہ اختیار نہیں کیا گیا اور یہ بات خود سرکاری کمیونک سے ثابت ہے۔

تمام فیکٹریوں کے مزدور جن میں گورنمنٹ سلک فیکٹری، سلک ویونگ فیکٹری اور کرم سنگھ وولن ملز بھی شامل ہیں۔ ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ شہر سری نگر کے جاروب کشوں نے بھی ہڑتال کر رکھی ہے۔ تانگے اور بسوں کا ٹریفک بالکل معطل ہے۔

——لاہور ۲۵ مئی۔ سول ملٹری گزٹ کے خصوصی نمایندہ نے نئی دہلی سے اطلاع دی ہے کہ وزارتی مشن ۱۵ جون کو ہندوستان سے رخصت ہو جانے کی تجویز پر غور کر رہا ہے اس اطلاع کی تصدیق سرکاری حلقوں سے ابھی نہیں ہو سکی۔ معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ عارضی حکومت جون کے تیسرے ہفتے میں مرتب ہو جائے اور اسے ان عناصر کی امداد سے جو تعاون پر آمادہ ہوں مکمل کر لیا جائے۔ توقع ہے کہ مسلم لیگ اور کانگرس کے آخری اور قطعی جواب ۱۰ جون تک موصول ہو جائیں گے۔ اس لئے وزارتی مشن کو یہ موقع مل جائے گا، کہ وہ روانگی سے پہلے اپنے فیصلے کا اعلان کر سکیں جب تک مسلم لیگ اور کانگرس مشترکہ طور پر کسی تبدیلی کا مطالبہ نہ کریں یہ غیر اغلب ہے کہ وزارتی مشن اپنی تجاویز میں کوئی ادل بدل کرنے پر آمادہ ہو سکے۔

——واشنگٹن ۲۴ مئی۔ امریکہ کے محکمہ خارجہ نے ایک طویل سرکاری بیان جاری کیا ہے جس میں ان بیانات کو غلط قرار دیا گیا ہے کہ امریکہ ہندوستان کو غلہ بھیجنے میں ناکام رہا ہے۔

اس بیان میں بتایا گیا ہے کہ سن ۱۹۴۶ء کے پہلے چار مہینوں میں ایک لاکھ پانچ ہزار ٹن اجناس خوردنی اور ۲۳ ٹن امریکہ سے ہندوستان بھیجے گئے مئی میں کل انسٹھ ہزار پانسو ٹن اناج بھیجا جائے گا۔

مسٹر موریسن کے امریکہ آنے سے پہلے حکومت امریکہ کا ارادہ تھا کہ مئی کے مہینے میں کل ۲۰ ہزار ٹن اناج ہندوستان بھیجا جائے۔ اور مذکورہ مقدار اس سے کافی زیادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ☆ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی۔ اے۔ جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق۔
جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۴۔ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۵ھ م۔ ۵ ؍ جون سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۳

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

احادیث الرسول الامین

(۱) ما اکل احدٌ طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدہٖ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہٖ البخاری ان اولادکم من کسبکم۔ الترمذی ابوداؤد والنسائی۔

اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے کوئی روزی بہتر نہیں ہے داؤد نبی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اپنی روزی کماتے تھے (بخاری) تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔

یعنے والدین کو اپنی اولاد کی کمائی کھانے میں اس بات کا کوئی وہم نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ہمارے ہاتھ کی نہیں۔

(۲) احق ما اخذتم علیہ اجراً کتاب اللہ تعالیٰ۔ البخاری۔

جن کاموں کی تم اجرت یا مزدوری لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب (قرآن پڑھانے) کا زیادہ حق ہے (یعنے قرآن پڑھانے کی اُجرت لے لیا کرو)۔

(۳) من کان لنا عاملاً فلیکتسب زوجۃً وان لم یکن لہ خادمٌ فلیکتسب خادماً وان لم یکن لہ مسکنٌ فلیکتسب مسکناً قال ابوبکرؓ اخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من اتخذ غیر ذالک فھو غالٌ اوسارقٌ اخرجہ ابوداؤد۔

جو شخص عامل (یعنے کسی قومی خدمت پر مقرر ہو) اسے چاہیئے کہ (تنخواہ لے) بیوی رکھے اگر اس کے پاس خدمتگار نہ ہو تو (حسب ضرورت) خدمتگار بھی رکھے اور اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان بھی لے ابوبکر صدیق رضی نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کے سوائے کچھ لیوے وہ خائن ہے یا چور ہے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک عہدہ دار جو اپنا وقت قومی خدمت میں لگاتا ہے اسے تنخواہ لینی چاہیئے)

(۴) ام کلثوم بنت عقبۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس بالکذاب الذی یصلح بین الناس فیقول خیراً اوینمی خیراً۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ مالک۔ ابوداؤد

ام کلثوم بن عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح کرا دے کہ نیک بات کہے اور نیک بات پہنچا دے۔

یعنے نزاع رفع کرنے کے واسطے ایسی باتیں جو فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف صلح کرنیوالے کے سامنے کہی تھیں اگر ان کا ذکر نہ کرے کہ وہ صلح میں حارج ہونگی تو وہ جھوٹا نہیں ہے۔

غلام قادر
احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر ایک صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک قائم مقام نبی پیدا [illegible]

اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہر یک نئی دنیا کے لئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر ایک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے اور تمام [illegible] کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کے رو سے ملزم کرتا ہے۔ سچائی کے رو سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لائے پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا اور اس کی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کا حل کر کے دکھلا دیتا ہے اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے۔ اور پردہ دری کے رو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پردے پھاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے بیوقوف اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت اور تاریکی میں گرنے والے اور جناب الٰہی سے دور و مہجور ہیں۔ اس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمہ الٰہیہ کا خلعت پا کر آتا ہے اور [illegible] مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور نہایت صفائی سے ان باتوں کو ثابت کر کے دکھلا دیتا ہے کہ خدا ہے اور وہ قادر اور بصیر اور سمیع اور علیم اور مدبر بالارادہ ہے اور در حقیقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اہل اللہ سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں پس صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ آپ ہی معرفت الٰہیہ سے مالا مال ہے بلکہ اس کے زمانہ میں دنیا کا ایمان عام طور پر دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور وہ تمام خوارق جن سے دنیا کے لوگ منکر تھے اور ان پر ہنستے [illegible] کو خلاف فلسفہ اور نیچر [illegible] ہدت زنی کرتے تھے تو [illegible] اور کہانی کے ان کو ملتے [illegible] اس کے آنے سے اور [illegible] عجائبات ظاہر ہونے [illegible] قبول ہی کرتے بلکہ اپنی پہلی [illegible] روتے اور تاسف کرتے کہ [illegible] نادانی تھی جس کو ہم عقلمندی [illegible] اور وہ کیسی بیوقوفی [illegible] حکمت اور قانون قدرت [illegible] غرض وہ خلق اللہ پر [illegible] ہے اور سب کو کم و بیش [illegible] مختلفہ اپنے رنگ میں [illegible] اوائل میں آزمایا جاتا اور [illegible] جاتا ہے، اور لوگ [illegible] کو دیتے اور طرح [illegible] حق میں کہتے ہیں [illegible] کے طریقوں سے اس [illegible] کی ذلت کو ثابت کرنا [illegible] چونکہ وہ برہان حق [illegible] اس لئے آخر ان [illegible] اس کی سچائی کی کرنیں [illegible] میں پھیلتی ہیں اور [illegible] کہ زمین اس کی صداقت [illegible] تب آسمان والوں کو حکم کرتا [illegible] دیں۔ سو اس کے لئے ایک [illegible] خوارق کے رنگ میں [illegible] کے رنگ میں اور حقائق [illegible] رنگ میں آسمان سے [illegible] گواہی بہر دیں اور گونگوں [illegible] پہنچتی ہے اور بہتیرے [illegible] حق اور سچائی کی طرف [illegible] مگر مبارک وہ جو پہلے [illegible] ہیں کیونکہ ان کو بوجہ نیک [illegible] کے صدیقوں کی شان [illegible] اور یہ اس کا فضل ہے جس [illegible]

(آئینہ کمالات اسلام [illegible])

امتحان سورۂ مائدہ

احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ ۳۰ ؍ جون سنہ ۴۶ء کو سورہ مائدہ کا امتحان ہوگا۔ اگرچہ اس امتحان میں صرف ایک مہینہ ہے لیکن سورۃ مائدہ کوئی زیادہ لمبی سورۃ نہیں صرف سولہ رکوع ہیں ایک رکوع روزانہ مطالعہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں، اگر ہمارے احباب اس اعلان کے دیکھتے ہی تیاری میں لگ جائیں تو بآسانی اس امتحان کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

(مفصل اعلان آئندہ پرچہ میں کیا جائے گا)

(جنرل سکرٹری)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شبیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس [illegible] سے شائع ہوا

متفرقات

خریداران پیغام صلح سے ضروری گذارش

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ اخبار پیغام صلح مندرجہ ذیل تاریخوں تک ختم ہو چکا ہے ڈاک خانہ سے چونکہ وی پی فارم نہیں ملتے اس لئے دوست وی پی کا انتظار نہ کریں۔ اور اپنا حساب ملاحظہ فرما کر رقم چندہ خود بخود بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (مینیجر)

خریداری نمبر ۳۴۳ چوہدری محمد اسلم صاحب بی اے بدوملہی $\frac{۳}{۴۹}$ ۲۵ تک بقایا ۔۔ ۴

خریداری نمبر ۳۳۲ ایس۔ ایم بشیر الدین صاحب کالی کٹ مالابار $\frac{۲}{۴۹}$ ۔ اتک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۳۹ شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد برائے پبلک لائبریری وزیر آباد $\frac{۱}{۴۹}$ ۱۸ تک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۳۸ اہلیہ صاحبہ بابو عمر الدین صاحب بیت الخلیل گڑھی شاہو۔ لاہور

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۳۷ بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب احمد پارک ماڈل ٹاؤن۔ لاہور $\frac{۱}{۴۹}$ ۱۸ تک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۳۳ محمد زمان صاحب زیدہ ضلع مردان $\frac{۷}{۴۹}$ ۲۶ تک ۔۔ ۸ ۔ ۱

خریداری نمبر ۳۲۷ شیخ رحیم بخش صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل لیڈر ملتان شہر $\frac{۳}{۴۹}$ ۱۴ تک ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۱۲

خریداری نمبر ۳۱۹ محمد انور اینڈ کو۔ سورج کنڈ روڈ ملتان شہر $\frac{۲}{۴۹}$ ۲۲ تک ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۶

خریداری نمبر ۳۱۷ مخدوم محمد افضل صاحب ریٹائرڈ سیشن جج $\frac{۸}{۴۹}$ ۸ تک ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۱۲

خریداری نمبر ۳۱۸ بابو بشارت احمد صاحب پنشنر۔ محلہ شبہ۔ سیالکوٹ شہر $\frac{۱}{۴۹}$ ۱۸ تک بقایا

۲ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۱۶ قاضی عبد المجید صاحب فرد ۳۱۱۵ راولپنڈی

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۱۵ چوہدری احمد دین صاحب بی اے ایل ایل۔ بی چک نمبر ۱۸ L C - ۱ براستہ رینالہ خورد منٹگمری $\frac{۲}{۴۹}$ اتک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۱۴ خان محمد سلطان خاں صاحب جھوڑی۔ مانسہرہ ہزارہ $\frac{۲}{۴۹}$ ۸ تک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۱۳ چوہدری عبد الرحمن صاحب نمبردار چک نمبر $\frac{۳۰}{۱۱}$ ڈاک خانہ چک نمبر $\frac{۱}{۱۱}$ ضلع منٹگمری $\frac{۱۲}{۴۹}$ ۳۱ تک دو سال ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۱۲

خریداری نمبر ۳۱۱ ایس۔ ایم قطب الدین صاحب مصری شاہ رحیم روڈ۔ لاہور $\frac{۱}{۴۹}$ تک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۰۶ چوہدری فتح محمد صاحب عزیز وکیل گجرات $\frac{۱}{۴۹}$ تک ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۶

خریداری نمبر ۳۰۱ کالج لائبریری ۔ ایم۔ این لیڈر کمپنی ۲۱ پیرلین پی او بکس نمبر ۸۶۷ کلکتہ $\frac{۱}{۴۹}$ ۴ تک

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۳۰۰ حاجی اللہ بخش صاحب لائٹ ہاؤس رشید بلڈنگ نمبر ۴۲ کولوٹولہ سٹریٹ کلکتہ $\frac{۳}{۴۹}$ ۲ تک ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۶

خریداری نمبر ۲۹۴ ڈاکٹر عشاق حسین طلاق محل کانپور

۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔

خریداری نمبر ۲۸۹ فضل حسین صاحب سوٹ لیدر ورکس بمبئی $\frac{۱۱}{۴۹}$ ۱۶ ۔۔۔ ۔ ۔۔۔ ۶

ایک احمدی امریکن خاتون کی تبلیغی مساعی

نیویارک کی خاتون نادرہ عثمان بیت عرصہ سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں یہ خاتون عربی زبان سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتی ہیں اور حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کا ایک مبسوط انڈکس تیار کر رہی ہیں ان کو تبلیغ اسلام اور توسیع سلسلہ کا بڑا شوق ہے چنانچہ ان کی کوشش سے حال ہی میں pensylvania کے ایک نومسلم جن کا نام:۔ Keith Meekan ہے اور جو سکاچ خاندان میں سے ہیں اپنا نام کریم دین حال ہی میں اختیار کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنا ... pledge حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجکر علیحدہ خط میں لکھا ہے کہ وہ یقین کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کا ایک اور نومسلم دوست جو Ohio کا رہنے والا ہے عنقریب اپنا ... pledge بھیجیگا۔ اور امریکہ کے اور مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے اور pledge forms منگوائے ہیں انھوں نے لائٹ اخبار اپنے نام جاری کرا کے دو سال کا چندہ بھی پیشگی بھیجدیا ہے اور دار الکتب اسلامیہ سے رقم پیشگی بھیجکر انگریزی ترجمہ قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ مشکوٰۃ شریف و دیگر کتب منگوائی ہیں۔

حضرت امیر و ممبران جماعت احمدیہ کی خدمت میں سلام بھیجتی ہیں اور سلسلہ کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(عزیز بخش)

پیغام صلح پر اشتہار دیکر فائدہ اٹھاویں۔

مسلم ٹاؤن میں جلسہ یوم وصال

مورخہ ۲۶ مئی شبان الاحمدیہ مسلم ٹاؤن کا جلسہ یوم وصال زیر صدارت مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی منعقد ہوا۔ سب احمدی بچے اور نوجوان شامل ہوئے۔ عزیز رشید احمد نے تلاوت قرآن کی۔ عزیز آفتاب احمد نے حضرت مسیح موعود کی تعریف میں نظم پڑھی۔ اس کے بعد عزیزان امتیاز احمد، وسیم احمد، عبد العزیز و رشید احمد خاں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بعض ضروری واقعات بیان کئے۔ نوجوانوں میں سے سید اسد حسن صاحب اور محمد حامد صاحب نے تقریریں کیں۔ سید اسد حسن صاحب نے حضرت صاحب کے فضائل بیان کئے اور محمد حامد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نشانات پر ایک موثر تقریر کی۔ اخیر پر مولینا عبد الحق صاحب صدر نے حدیث مجدد کا قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیوض و برکات کا ذکر فرمایا اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود کی آمد سے اسلام دوبارہ زندہ ہوا۔ ورنہ آپ کی بعثت سے قبل معاندین اسلام مسلمانوں پر چھائے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مبعوث فرما کر دشمنان اسلام کا ناطقہ بند کر دیا اور آج نہ صرف ہندوستان میں بلکہ یورپ و امریکہ میں اسلام نہایت ہی عزت و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کی صداقت دلوں کے اندر گھر کرتی جاتی ہے۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی وجہ سے ہے۔

(نامہ نگار)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی قرار دادیں

۱۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجتماع خان بہادر میاں امیر دین صاحب کو لاہور کارپوریشن کا میئر منتخب ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو قوم اور وطن کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرماوے اور ان کی مساعی بابرکت کرے۔

(۲) یہ جلسہ میاں محمد اسمٰعیل بٹ جو نولکھا وارڈ کے منتخب ممبر ہیں کے رویہ کے خلاف جو انھوں نے مسلم لیگ سے بدعہدی کے رنگ میں ظاہر کیا ہے دلی نفرت کا اظہار کرتا ہے اور میاں محمد اسمٰعیل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کارپوریشن کی ممبری سے الگ ہو جائیں کیونکہ انھوں نے اہالیان وارڈ ہذا سے محض مسلم لیگ کے نام پر ووٹ حاصل کئے تھے اور اب انھوں نے بدعہدی کر کے اور مسلم لیگ کے ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو قوم کی نمائندگی کا اہل ثابت نہیں کیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

(مینیجر)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات گرامی

(۱) ماہوار چندوں کے متعلق

"خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے .... آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں وہ لوگ جن کی آمدنیاں کھوڑی ہیں ان کے لئے ایک آنہ فی روپیہ چندہ کافی ہے مگر وہ لوگ جو چار سو یا اس سے زیادہ کماتے ہیں، وہ دو سواں حصہ اپنی آمدنیوں کا دیں" (پیغام صلح ۲ فروری ۱۹۴۶ء)

(۲) وصایا کے متعلق

"میں ان بیٹوں کو اپیل کرنا چاہتا ہوں جن کے باپوں نے ابھی وصیت نہیں کی۔ وہ اپنے والدین سے کہیں کہ وصیت کریں ہر ایک بیٹا جس کے دل میں اسلام کے لئے درد ہے وہ اپنے باپ سے کہے کہ میں آپ کے مال سے نہیں لوں گا بلکہ خدا کے دیئے ہوئے مال سے لوں گا .... بیٹوں کے علاوہ خاوند بیویوں سے اور بیویاں خاوندوں سے اپیل کریں کہ وہ وصیت کریں" (پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۴۶ء)

(۳) ادارہ تعلیم قرآن کے متعلق

جو احباب کمروں کی تعمیر کی شکل میں اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ان سے اسی کام کے لئے پندرہ دن کی آمد مانگتا ہوں" (پیغام صلح ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء)

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

سورۃ العصر میں نسل انسانی کیلئے ایک پیغام ہے

عالمگیر جنگ کے عذاب سے بھی دنیا کی آنکھیں نہیں کھلیں

اقوام عالم کی گردنیں آنحضرت صلعم کے سامنے جھکیں گی

۲۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ چندہ دینے والے دوستوں کی تعداد

اعلائے کلمۃ الحق کے کام کو اپنی پوری قوت کیساتھ سرانجام دو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۴۶ء

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق ۵ وتواصوا بالصبر۔ (العصر)

قرآنی سورتوں کی ترتیب میں اعجاز

اس وقت میں کھڑے ہونے کے لئے کافی طاقت نہیں پاتا اس لئے بیٹھ کر چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ یہ وہی سورت ہے جو میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں پڑھی تھی اور میں نے کہا تھا کہ اس سورت کے پہلے حصہ کے متعلق آیندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔

قرآن کریم کے عجائبات کئی رنگ میں ہیں ایک تو بطور خود یہ سورۃ ایسا جامع مضمون اپنے اندر رکھتی ہے جس کا کچھ بیان پچھلے خطبہ میں میں نے کیا تھا اور دوسرا رنگ قرآن مجید کے اعجاز کا اس کی سورتوں کی ترتیب ہے۔ قرآن کے آخر میں چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں کسی کی اس طرف توجہ نہیں گئی کہ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے لیکن اگر ہم ان چھوٹی چھوٹی سورتوں پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ الگ الگ نہیں ہیں بلکہ ایک ہی مضمون مسلسل چلتا ہے فرماتا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر۔ گذرتا ہوا وقت گواہ ہے کہ انسان نقصان میں ہے اور اس نقصان سے جو چیز نکال سکتی ہے وہ یہ ہے الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق ۵ وتواصوا بالصبر۔

خسران سے بچانے والی چیزیں

چار چیزیں ہیں جو انسان کو اس خسران سے بچا سکتی ہیں اول ایمان جس میں تمام عقاید صحیحہ آجاتے ہیں دوسرے اعمال صالحہ، تیسرے ایک دوسرے کو حق کا پہنچانا اور چوتھے صبر کی ایک دوسرے کو تلقین کرنا۔

انسانی زندگی کے مقصد سے غفلت

سورۃ العصر سے پہلے اور بعد میں دونوں سورتیں ایک ہی مضمون کی ہیں۔ العصر سے پہلی سورۃ ہے التکاثر جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الھکم التکاثر۔ حتی زرتم المقابر۔ دولت مال اور اولاد کی خواہش نے تمہیں غافل کر دیا ہے ظاہر ہے کہ یہاں غافل کر دینے سے مراد انسانی زندگی کے صحیح مقصد سے غافل کرنا ہے۔ انسان کی زندگی کے اصل مقصد سے جو چیز غافل کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ تم مال اور اس کے حصول کی خواہش میں اس قدر محو ہو جاتے ہو کہ تمہاری اس طرف توجہ نہیں جاتی کہ انسانی زندگی کی اصل غرض کیا ہے اور اس قدر اس کے پیچھے مست رہتے ہو کہ جب موت آتی ہے اس وقت تمہاری آنکھیں کھلتی ہیں ہماری آنکھوں کے سامنے کا نظارہ ہے کہ کثرت دولت کی خواہش آج دنیا کے لئے ایک لعنت بنی ہوئی ہے اور اصل مقصد زندگی سے دنیا کی توجہ ہٹ گئی ہے اور اس طرف لوگوں کی توجہ نہیں جاتی اور یہ نہیں کہ صرف یورپ کے دہریوں کی اس طرف توجہ نہیں جاتی جو خدا سے آگاہ نہیں ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود قرآن کے پیرووں کی حالت بھی یہی ہے اور وہ بھی التکاثر کی بیماری میں مبتلا ہیں اور زندگی کے اصل مقصد سے بے خبر ہو کر کثرت مال و دولت کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں لیکن مال دنیا کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش سے انسان کبھی فلاح نہیں پا سکتا اور نہ حقیقی مقصد زندگی کو حاصل کر سکتا ہے اور اس کے متعلق فرماتا ہے کلا سوف تعلمون۔ ثم کلا سوف تعلمون۔ نہیں تم جان لو گے پھر نہیں تم جان لو گے یعنی یہ حقیقت تم پر ظاہر ہو جائے گی اور اس بات کا تم کو علم ہو جائے گا ایک علم اس دنیا میں ہو جاتا ہے اور ایک موت کے بعد اس لئے دو دفعہ سوف تعلمون فرمایا۔

مال کی محبت ایک آگ ہے

یہ تو سورۃ العصر سے پہلی سورۃ ہے۔ اصل غرض انسانی زندگی کی ہے ایمان اور اعمال صالحہ اور دوسروں کو حق کی نصیحت کرنا اور صبر کی تلقین کرنا لیکن اس غرض سے انسان بے خبر ہو جاتا ہے اور مال و دولت کی کثرت کی خواہش انسان کو اصل مقصد زندگی سے غافل کر دیتی ہے گویا یہی غفلت اور بے خبری کا علم انسان کو بالآخر ہو جاتا ہے۔ العصر کے بعد کی سورۃ ہے الھمزۃ پیٹھ کے پیچھے عیب چینی کرنے والا لمزۃ سامنے بھی طعن کرنے والا۔ یہ کون ہے یہ بیماری ان کو لگتی ہے جو مال جمع کرتے رہتے ہیں الذی جمع مالا و عددہ جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گنتا رہتا ہے کہ آج اتنا ہے اور کس طرح بڑھ سکتا ہے یحسب ان مالہ اخلدہ۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا کلا لینبذن فی الحطمۃ نہیں، وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ وما ادرٰک ما الحطمۃ اور تجھے کیا خبر ہے کہ حطمہ کیا ہے۔ نار اللہ الموقدۃ۔ التی تطلع علی الافئدۃ۔ انھا علیھم موصدۃ فی عمد ممددۃ۔ اللہ کی جلائی ہوئی آگ ہے جو دلوں پر محیط ہو جاتی ہے اور ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی۔ اس سورت میں تو بالکل صاف کر دیا ہے کہ مال کی محبت ایک آگ ہے جو انسان کے دل پر چھا جاتی ہے۔

سورۃ العصر میں پیغام

اب ان دونوں سورتوں کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ العصر صرف اپنے اندر ایک اصول زندگی ہی نہیں رکھتی بلکہ نسل انسانی کے لئے بڑا بھاری پیغام اپنے اندر رکھتی ہے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر۔ گذرتا ہوا وقت گواہ ہے کہ انسان نقصان میں ہے۔ اس سے مراد زید بکر۔ عمر نہیں بلکہ نسل انسانی گھاٹے میں ہے۔ اس سورت کے آگے اور پیچھے دونوں سورتوں میں کثرت مال و دولت کی خواہش کو رکھا کر جس کے پیچھے نسل انسانی دوڑتی ہے ساری انسانیت کو یہ پیغام دیا جس قدر چاہو دولت جمع کرتے چلے جاؤ لیکن ہم تمہیں ایک بات بتاتے ہیں کہ جس کو تم نفع سمجھتے ہو یہ نقصان ہی نقصان ہے یہ نسل انسانی کے لئے ایک پیغام ہے اور جس وضاحت سے اس پیغام کی صداقت اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہے اس طرح شاید کبھی ظاہر نہیں ہوئی۔ آج مغربی قومیں ساری دنیا کا مال جمع کرنے پر بھی گھاٹے میں ہیں بے شک آپ غور کر لیں اور دیکھیں کہ کثرت مال نے کس قوم کو فائدہ پہنچایا ہے

حضرت عمرؓ کا ایک فقرہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جنگوں کی وجہ سے جب مال کثرت سے آیا اور ایران کے پشتوں کے جمع شدہ زر و جواہر مدینہ میں لائے گئے تو اس وقت حضرت عمرؓ کے منہ سے ایک فقرہ نکلا بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا بالسراء فلم نصبر۔ ہمیں دکھوں سے آزمایا گیا ہم نے ان کو برداشت کیا اب مال کا دور آتا ہے مال اور دولت پر اس قوم میں صبر کی طاقت نہیں پائی جائے گی جو دکھوں اور تکلیفوں میں اس قوم پائی گئی۔"

امام مسجد ووکنگ کا مکتوب

آج مال و دولت سے تمام دنیا بھر گئی ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کے تمام ممالک کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس دولت کے باوجود کھانے کو روٹی نہیں ملتی اور پہننے کو کپڑا نہیں ملتا۔ مولوی عبدالمجید صاحب جو ووکنگ مسجد میں آج کل امام ہیں ان کو لکھا گیا کہ برلن مسجد کی حالت دیکھ آئیں۔ وہ برلن گئے اور وہاں سے آکر انھوں نے خط لکھا ہے اس خط کو پڑھ کر کوئی سنگدل آدمی ہوگا جس کی آنکھوں سے آنسو نہ نکلیں وہ جرمن قوم جس کی رات اتنی روشن ہوتی تھی کہ دن کو مات کرتی تھی وہاں آج تاریکی ہی تاریکی ہے اور محلات کی جگہ کھنڈرات ہیں سو میں ایک مکان کھڑا نظر نہیں آتا۔ کہتے ہیں ملبہ کو اٹھانے کے لئے بھی پچاس سال بکار ہیں یہ ایک ملک کی حالت نہیں بلکہ یورپ کے بہت سے ممالک کی یہی حالت ہے۔

ہماری آنکھیں بھی نہیں کھلیں

یہ بہت بڑا عذاب ہے جو دنیا پر آیا لیکن اس سے دنیا کی آنکھیں نہیں کھلیں اور سچ بات یہ ہے کہ آنکھیں ہماری بھی نہیں کھلیں۔ یہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم بڑے نقصان میں ہو جب تک کہ تم حق دوسروں تک نہیں پہنچاتے لیکن کیا ہم نے اس کام کو جد و جہد سے سرانجام دیا ہے جس سعی اور محنت سے اس کام کو کرنا چاہیئے تھا کیا ہم نے جو مسیح موعود کی جماعت کہلاتے ہیں حق کو دنیا میں پہنچانے کے لئے وہ زور لگایا جو ہم لگا سکتے تھے۔

محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے دنیا کی گردن جھکے گی۔

آج آپ مقابلہ کر کے دیکھ لیں کسی بڑے آدمی کی لائف کو پڑھ کر دیکھ لیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ یہ تمام بڑے انسان آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں پیونٹیوں کی حیثیت رکھتے ہیں بوجہ اس بے نظیر انقلاب کے جو آپ نے دنیا میں پیدا کیا اس لئے مجبور ہو کر ان لوگوں کو کہنا پڑا کہ دنیا کا سب سے زیادہ کامیاب انسان محمد صلعم ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں جن لوگوں کے منہ سے یہ بات نکلتی ہے انکی گردنیں ایک دن محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے جھکیں گی خوب یاد رکھو محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت وہ ہے جس کے سامنے ایک دن ان کی گردنیں جھک جائیں گی۔

ہم نے بھی حق ادا نہیں کیا

لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا

آپ نے محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت کو دنیا تک پہنچایا ہے ، زیادہ سے زیادہ ہم نے کیا کیا ہے کوئی قرآن مجید کا ترجمہ کر دیا کوئی سیرت لکھ دی جس کی اشاعت چند ہزار آدمیوں تک محدود رہی لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت کو ہم نے دنیا تک نہیں پہنچایا۔ مسلمانوں نے اسے نہیں پہنچایا خود ہماری جماعت بھی اس کے اندر آتی ہے ہم نے بھی محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت کو دنیا تک پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا ہے۔

بیس روپیہ ماہوار سے زیادہ چندہ دینے والے اصحاب

میں نے آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ سنایا تھا کہ میں نے دفتر سے ان لوگوں کا نقشہ منگوایا جو سب سے زیادہ اس کام میں حصہ لیتے ہیں۔ چار اشخاص کا میں نے پہلے خطبہ میں ذکر کیا تھا ان کو ملا کر کل ۲۴ آدمیوں کی فہرست آئی ہے جن کا چندہ بیس روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے کیا اس جماعت میں کل ۲۴ آدمی ایسے ہیں جو بیس روپے ماہوار چندہ دے سکتے ہیں ان چوبیس میں بھی وہ لوگ ہیں جو اگر دو سو روپے ماہوار بھی دیں تو جو خدا نے ان کو دیا ہے اس کا حق ادا نہیں کر سکتے میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلعم ضرور دنیا کو فتح کریں گے مگر یہ ان لوگوں کے ذریعہ نہیں ہوگا جو محمد رسول اللہ صلعم کے فرمانبردار نہیں ہیں - جو شخص اس کام پر اپنا پورا زور صرف نہیں کرتا وہ محمد رسول اللہ صلعم کا فرمانبردار نہیں ہے میں کہتا ہوں آپ مرزا غلام احمد کا نام لیکر چھٹکارا نہیں پا سکتے جب تک آپ پہلے محمد رسول اللہ صلعم کے دامن کو نہیں پکڑتے اور اس کام کو کرنے کا تہیہ نہیں کرتے صرف چوبیس آدمیوں کا چندہ قریباً تیرہ سو روپیہ ماہوار ہے فرمائیے اگر ان چوبیس کی طرح جماعت کے دوسرے لوگوں کے دل میں بھی یہی جوش پیدا ہو جائے تو اس چندہ کا بیس گنا ہو جانا بغیر جماعت کی ترقی کے بھی ممکن ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ جماعت کو ترقی دو اور جماعت کو بڑھاؤ لیکن اگر جو لوگ پہلے جماعت میں موجود ہیں وہی کام نہیں کرتے تو تعداد کے بڑھ جانے سے کیا مقصد حاصل ہوگا صرف یہ کہ ہم بہت ہیں مگر بہت نکموں سے تھوڑے کام کرنے والے اچھے ہیں۔

جماعت میں ۲۴۰ آدمی ایسے ہیں جو اتنا چندہ دے سکتے ہیں

یہ ۲۴ ہی نہیں بلکہ ۲۴۰ آدمی ایسے ہیں جو اسی طرح کام کو کر سکتے ہیں اور ان کے تیرہ سو روپیہ ماہوار چندہ کو تیرہ ہزار روپیہ ماہوار چندہ کیا جا سکتا ہے تیرہ ہزار ماہوار ان کا اور تین ہزار ماہوار باقی جماعت کا چندہ آ سکتا ہے اور جب ہم یہ کام کرنے کی قوت اپنے اندر پیدا کر لیں گے تو دو تین مشنوں کی جگہ پچاس ساٹھ مشن چلا سکیں گے جب انسان خدا کے رستہ میں قدم اٹھاتا ہے تو خدا اس میں ایسی برکت ڈالتا ہے کہ جو اس کے وہم میں بھی نہیں آ سکتی خود حدیث میں آتا ہے کہ اگر انسان ایک قدم خدا کی طرف آئے تو خدا دس قدم اس کی طرف آتا ہے اگر انسان چل کر آئے تو خدا دوڑ کر آتا ہے۔ خوب یاد رکھو اس وقت دنیا کو محمد رسول اللہ صلعم کی رہنمائی کی بہت ضرورت ہے دنیا کو اس وقت صرف محمد رسول اللہ صلعم کی روحانیت ہی بچا سکتی ہے۔ اٹھو اور اس کام کو تندہی سے کرو میں سمجھتا ہوں کہ اس جماعت میں ایسے آدمی ہیں کہ اگر وہ اس کام کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہوار خرچ کریں یا دو ہزار روپیہ ماہوار خرچ کریں تو یہ ان پر بار نہیں۔

یہ وقت قدم اٹھانے کا ہے

میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ بڑے چھوٹوں کو اور چھوٹے بڑوں کو اس کام کے لئے اٹھائیں اور سب مل کر اس کام کے لئے قدم اٹھائیں۔ ہم سب کا پہلا فرض موجودہ جماعت کو ایک کارکن جماعت بنانا ہے آخر کب تک ہم باتیں کرتے رہیں گے یہ وقت قدم اٹھانے کا ہے خواہشات پر غالب آنے کی کوشش کرو مال کی خواہش آپ کو بلند مقام پر نہیں پہنچا سکتی جو شخص دنیا میں بڑا بننا چاہتا ہے خدا اس کو بڑا بنا دیتا ہے من کان یرید الدنیا نوتہ منہا لیکن زندگی کا حقیقی مقصد روپیہ کمانا اور روپیہ جمع کرنا نہیں ہے بلکہ خدا کے راستہ میں جہاد کرنا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جن کو خدا نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے وہ خدا کے رستہ میں دیتے ہوئے تکلیف محسوس کرتے ہیں ان کے سینے تنگ ہو جاتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ کس آیت کے ماتحت آنا چاہتے ہیں وہ الھٰکم التکاثر اور الذی جمع مالا و عددہ کے ماتحت آنا چاہتے ہیں یا الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کے ماتحت آنا چاہتے ہیں غور کرو تنہائی میں بیٹھ کر سوچو کہ تم اپنے آپ کو کس آیت کے ماتحت لانا چاہتے ہو۔

جماعت کا ۹/۱۰ حصہ بیکار پڑا ہوا ہے

حضرت مرزا صاحب نے پانچ سو آدمیوں کو اشاعت کلمۃ الحق کے لئے کھڑا کیا تھا مگر ہماری جماعت کے ۹/۱۰ حصہ کی حالت بھی عام مسلمانوں سے بہتر نہیں جب جماعت کا ۹/۱۰ حصہ بیکار پڑا ہو وہ کیا کام کر سکتی ہے میں قادیان کی جماعت کو بھی دیکھتا ہوں باوجود نظام کے ڈھول کے ان کی حالت ہماری جماعت سے بھی بہت بری ہے وہ دس لاکھ ہیں یا پانچ لاکھ ہیں وہ گیارہ لاکھ سالانہ کے بجٹ پر فخر کرتے ہیں اگر وہ گیارہ لاکھ ماہوار بھی دیں تو تھوڑا ہے میں کہتا ہوں جب تک ہم اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی پیدا نہیں کریں گے تو مسیح موعود کا نام لے لینے سے ہمیں کیا حاصل ہوگا جب آنحضرت صلعم کا بھی صرف نام لینے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

۴۰۰ روپیہ ماہوار سے اوپر والے اپنی آمد کا دسواں حصہ دیں

اٹھو اور اس کام کے لئے قربانی کر دیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جماعت میں ایسے آدمی موجود ہیں کہ اگر وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ دے دیں تو ماہوار چندہ آسانی سے موجودہ چندہ سے دس گنا ہو سکتا ہے تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کے پاس پہنچے اور اسے اس کام کی تلقین کرے وہ لوگ جن کی آمد معقول ہے چار سو روپے ماہوار سے اوپر ہے وہ اپنے اوپر جبر کر کے بھی اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ اس کام کے لئے ضرور دیں اور ہم سب کا فرض ہے کہ ایک دوسرے کو اس کام کے لئے تیار کریں ایک دوسرے کو خدا کی راہ میں صبر کی تلقین کریں تکلیف اٹھانے کی نصیحت کریں۔

دس مشنوں کے قیام کیلئے دس لاکھ روپیہ کی ضرورت

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دس مشنوں کے قیام کے لئے ہمیں دس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے ہماری جماعت میں سے زیادہ نہیں اگر ۱۰۰ آدمی بھی ایسا ہو جن کا اثر آسودہ حال مسلمانوں پر ہے اور وہ اس اثر کو کام میں لا کر اس مقصد کے لئے ان سے روپیہ جمع کریں اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عزم کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے ۱۰ لاکھ روپیہ انجمن کے خزانے میں آ سکتا ہے۔

برلن مسجد کی مرمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے

اس کے علاوہ برلن مسجد کی مرمت کے لئے بھی ایک لاکھ روپیہ درکار ہے ... صاحب جو برلن جا کر مسجد کی حالت ... ہیں انھوں نے لکھا ہے کہ ان گرمیوں ... گنبد کی مرمت نہ ہوئی تو نتیجہ یہ ... برسات میں یہ مسجد زمین کے ... میں اسکو خدا کی قربانی سمجھتا ہوں ... صاحب وہاں گئے اور انھوں نے ... کی اور ان کی اس کوشش سے ... مان لیا ہے کہ اگر ... ان کو ... دیا جائے تو وہ گنبد کی مرمت کر دیں ... یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ اس وقت ... فوراً بھجوا سکتے ہیں اگر اپیل کر کے جمع کر ... تو شاید چار یا پانچ ماہ اسی کام میں لگ جا ... وقت ہاتھ سے نکل جاتا اور پھر اس ... خرچ کر کے یہ کام ہوتا۔

اس کام کو پوری قوت کیساتھ کرو

... لئے پوری کوشش درکار ہے کوشش کرو اور سال ... اختتام سے پہلے دس لاکھ روپیہ ... جب تک ہم پوری قوت کیساتھ اس کام ... یہ کام سرانجام نہیں پا سکتا اس کام کیلئے ... پاس پہنچو اور ان سے اپیل کرو ... خزانے کی مانند ہیں ان کو کھولنے کی ... کرو کھل جائیں گے ایک دفعہ اگر تم اس کام کو ... تہیہ کر لوگے تو اس سے اعلائے کلمۃ اللہ ... زبردست قوت پہنچے گی اور خدا تم پر بھی ... نازل فرمائیگا اس کام کو اپنی پوری قوت ... خدا سے دعا بھی کرو کہ وہ تمہیں اس کام ... اور ہم اس کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک ...

چوبیس اصحاب کی فہرست درج ذیل ہے :- (مدیر)

نام چندہ دہندگان	رقم چندہ سالانہ وصول شدہ از اپریل ۵۱ء تا مارچ ۵۲ء	اوسط ماہوار
۱- میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کراچی	۲۳۴۳/۱۲/-	-/-/-
۲- چوہدری نظام الدین صاحب چک ۲/۱۴ برادران	۲۰۶۶/۱۰/-	[illegible]
۳- معلوم الاسم	۱۳۶۷/۳/۹	[illegible]
۴- کیپٹن مرزا رفیق بیگ صاحب کوئٹہ	۱۱۹۴/۰/-	[illegible]
۵- میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	۷۲۰/۰/-	[illegible]
۶- ڈاکٹر لفٹنٹ کرنل میجر بشیر حسین شاہ صاحب الہ آباد	۹۳۰/۰/-	[illegible]
۷- ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور	۶۰۰/۲/-	[illegible]
۸- ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب گھوڑا گلی	۵۹۸/۸/-	[illegible]
۹- حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر قوم	۵۹۴/۷/۹	[illegible]
۱۰- خواجہ محمد اصغر صاحب سیالکوٹی حال لاہور	۵۴۰/۰/-	[illegible]
۱۱- الحاج شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب لائلپور	۴۸۰/-/-	[illegible]
۱۲- " " " مولا بخش صاحب " "	۴۸۰/-/-	[illegible]
۱۳- بابو علم دین صاحب آسٹریلیا	۴۲۰/۰/-	[illegible]
۱۴- خان محمد یعقوب خاں صاحب لاہور	۳۷۸/۱۲/-	[illegible]
۱۵- شیخ ایزد بخش صاحب پشاور	۳۲۸/۹/۰	[illegible]
۱۶- خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب ڈیرہ ڈر	۳۱۰/۲/-	[illegible]
۱۷- خانصاحب میاں رحیم بخش صاحب	۳۰۳/-/-	[illegible]
۱۸- شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	۳۰۰/-/-	[illegible]
۱۹- ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب لاہور	۳۰۰/-/-	[illegible]
۲۰- مسٹر محمد احمد صاحب خلف حضرت امیر قوم	۳۰۰/-/-	[illegible]
۲۱- خانصاحب جمعدار آزاد خاں صاحب گلگت	۳۰۰/-/-	[illegible]
۲۲- شیخ عبدالعلی صاحب انبالہ	۲۹۹/-/-	[illegible]
۲۳- میاں غلام شبیر صاحب انبالہ	۲۷۵/-/-	[illegible]
۲۴- مولوی عبدالباسط صاحب حیدرآباد دکن	۲۷۰/-/-	[illegible]

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت ابو سعید خدری انصاری کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب } سعد نام ابو سعید کنیت۔ خاندان خدرہ سے ہیں۔ باپ کا نام مالک ابن سنان والدہ کا نام انیسہ۔

اسلام } حضرت ابو سعید خدری کے والدین اسلام لا چکے تھے لہذا آپ نے مسلمان ماں باپ کے دامن میں تربیت پائی۔

غزوات } غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں حضرت ابو سعید خدری بوجہ کم سن ہونے کے حصہ نہ لے سکے غزوۂ احد کے وقت آپ صرف ۱۳ برس کے تھے۔

باپ کی شہادت پر آپ کا عظیم الشان توکل علی اللہ } غزوۂ احد میں حضرت ابو سعید خدری کے والد نے جانبازانہ لڑکر شہادت حاصل کی۔ باپ کے انتقال کے بعد آپ پر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کیونکہ باپ نے کوئی جائداد نہ چھوڑی تھی فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی والدہ کے کہنے سے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں استمداد کے لئے حاضر ہوئے کیونکہ آپ نے محتاجوں کی مدد کا بارہا اعلان فرما رکھا تھا۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور خطبہ فرما رہے ہیں۔

من یستغن یغنہ اللہ ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یتصبر یصبرہ اللہ۔ جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے اور لوگوں کی محتاجی سے بے نیاز کر دے اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اسے پرہیزگار بنائے اللہ تعالیٰ اسے پرہیزگار بنا دیتا ہے اور جو شخص صبر اختیار کرتا ہے۔ دکھوں تکلیفوں کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر دے دیتا ہے یعنی قوت مقابلہ عطا فرما دیتا ہے، اور نیکی پر قائم رہنے اور بدی سے بچنے کی توفیق دیتا ہے۔“

یہ سنکر معاً آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب میرے پاس ایا قوت (اونٹنی کا نام) موجود ہے پھر مانگنے کی کیا ضرورت ہے کلمات طیبات پر عمل کی ضرورت ہے گھر واپس لوٹ آئے (اور سعی پیہم سے) اس رزاق عالم نے آپ کے توکل علی اللہ کو پسند فرمایا اور رزق کے دروازے آپ پر کھول دیئے حتیٰ کہ دولت و ثروت میں تمام انصار پر سبقت لے گئے

(اصابہ ۸۵ ج ۳ و مسند ۹۰، ۱۱ج ۳)

حضرت ابو سعید خدری نے بارہ غزوات میں شرکت فرمائی (بخاری ج ۱)

عام حالات } عہد نبوی کے بعد مدینہ میں ہی قیام رہا۔ عہد فاروقی و عثمانی میں فتویٰ دیتے تھے

عہد مرتضوی میں حضرت ابو سعید خدری نے جنگ نہروان میں نہایت جوش سے حصہ لیا (مسند ص ۵۶)

سنہ ۶۰ھ میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا ہولناک واقعہ پیش آیا۔ مدینہ چھوڑنے سے حضرت امام رضؓ کو منع کرنے والوں میں ابو سعید خدری بھی تھے۔

(مسند ۳۳)

سنہ ۶۱ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کی۔

سنہ ۶۳ھ میں عبداللہ بن حنظلہ انصاری سے جس نے یزید کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے بیعت کی۔ شامی لشکر نے عبداللہ کو شہید کیا اور مدینہ میں قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مدینہ کے گلی کوچے خون سے لالہ زار تھے مکان لوٹے جا رہے تھے حضرت ابو سعید نے پہاڑ کی کھوہ میں پناہ لی۔ اسی اثنا میں ایک شامی بلاسبب درمان کی طرح تلوار کھینچے ہوئے پہنچ گیا۔ حضرت ابو سعید نے مقابلہ کے لئے تلوار اٹھاکر پھر رکھدی اور کہا ”بوء باثمک“ (اپنے گناہ کی سزا پاؤ) شامی نے پوچھا کیا آپ ابو سعید خدری ہیں آپ نے فرمایا ہاں تو شامی نے کہا آپ صحابہ رسول صلعم ہیں میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت مانگئے

(اصابہ ۸۵ ج ۳)

مدینہ میں عام دار و گیر کے موقعہ پر حضرت ابو سعید رضؓ نے یزید کی خلافت پر بیعت کرلی۔ عبداللہ بن عمر رضؓ کو معلوم ہوا تو ان کے مکان پر پہنچکر حقیقت حال دریافت فرمائی۔ حضرت سعید رضؓ نے کہا کہ کیا کرتا آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ انسان کے شب و روز کسی امیر کی بیعت میں گذرنے چاہئیں۔ ابن عمر رضؓ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن میں دو امیروں کی بیعت (پہلے عبداللہ بن زبیر رضؓ اور پھر یزید کی بیعت) پسند نہیں کرتا (مسند ص ۲۹)

علم و فضل } حضرت ابو سعید خدری رضؓ اپنے عہد کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ حدیث، و فقہ صحابہ رسول اللہ صلعم سے سیکھی تھی۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی رضؓ اور زید بن ثابت رضؓ سے روایتیں کیں مرویات کی تعداد ۱۱۷۰ ہے۔ آپ ہمیشہ درس دیتے تھے اور حلقۂ درس تلامذہ سے ہر وقت معمور رہتا تھا (مسند ۳ ج ۳)

فن حدیث پر کثرت روایت کے علاوہ قوت و ضعف روایت کے کئی الفاظ استعمال کئے۔

ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضؓ نے کسی حدیث کے متعلق دریافت فرمایا کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ صلعم سے سنی؟ ابو سعید رضؓ نے کہا بصر عینی و سمع اذنی یعنے میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا۔

(مسند ص ۴۷)

جس حدیث کے الفاظ پر اعتماد نہ ہوتا اس کے بیان میں احتیاط کرتے۔

اخلاق و عادات } نہایت حق گو تھے فرمایا کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلعم کو اس کی تاکید کرتے سنا تھا لیکن کاش نہ سنا ہوتا۔

(مسند ۵ ج ۳)

ایک مرتبہ حق گوئی کے متعلق حدیث کا ذکر آیا تو رو کر کہا کہ حدیث تو ضرور سنی لیکن عمل بالکل نہ ہو سکا (مسند ص ۶۱)

ایک مرتبہ امیر معاویہ رضؓ کے دربار میں حاضر ہوئے اور انہیں وہ باتیں بتائیں جو دین میں نئی نئی پیدا کی گئیں اور تمام خرابیاں گوش گذار کیں۔

(مسند ص ۱۲۴)

مروان سے فضیلت صحابہ رضؓ کی حدیث بیان فرمائی۔ بولا کیا جھوٹ بولتے ہو۔ زید بن ثابت اور رافع بن خدیج بھی اس کے تخت پر بیٹھے تھے۔ فرمایا ان سے پوچھو لیکن یہ کیوں بتائیں گے ایک کو صدقہ کی افسری سے معزول ہونے کا خوف ہوگا دوسرے کو یہ ڈر ہوگا کہ جنبش لب سے ریاست قوم چھنتی ہے۔ مروان نے مارنے کے لئے درہ اٹھایا تھا کہ دونوں بزرگوں نے حضرت ابو سعید کی تصدیق فرمائی

(مسند ج ۳ ص ۲۲)

آپ کی مزاج میں بردباری اور تحمل تھا۔ سادگی اور بے تکلفی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔

وفات } سنہ ۷۴ھ میں جمعہ کے دن حضرت ابو سعید خدری رضؓ نے انتقال فرمایا بوجہ مس ہونے کے ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا تھا۔ وفات کے وقت ۸۶ برس کی عمر تھی۔

(ملخص از سیر الانصار جلد ۱ و اصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۳)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(بقیہ از صفحہ ۲)

رکھی کہ صفحہ بصفحہ، سطر بسطر۔ لفظ بلفظ حرف بحرف اسکو ایک احمدی کاتب سے نقل کروایا۔ اور مجھ سے کہا کہ اب ہم نے یہ کام کرلیا ہے اب آپ کا کیا جواب ہے میں نے کہا کہ میں بھی اس کے چھپوانے میں تمہارا مددگار رہوں ہیں اس کی سو دو سو کاپیاں خرید لوں گا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ اپنے خلاف فیصلہ کو چھپوانے میں کیوں یہ مدد کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ فیصلہ لاہوری جماعت کے حق میں ہے نہ کہ قادیانی جماعت کے حق میں یہ تو مولوی عبدالحق صاحب لاہوری کی اپنی غلطی ہے کہ وہ اس فیصلہ کو قبول نہیں کرتے یا اس سے ناراض ہیں۔ ورنہ فیصلہ بالکل درست ہے۔ جب تم اس فیصلہ کو چھپوالو گے تب تمہیں میں بتاؤں گا۔

وہ فیصلہ چھپوا کر میرے پاس لائے تو میں نے اس میں سے جب یہ نکال کر دکھایا کہ ثالث محمد عمر کیل صاحب نے (خدا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے) تو یہ فیصلہ دیا ہے کہ:۔

”حضرت مرزا صاحب نے اپنا جو مذہب مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ یہی ان کا مذہب آخر تک رہا ہے اسے انھوں نے نہیں بدلا لہذا میں بھی اپنے فیصلہ مسئلہ کفر و اسلام کے اس حصہ کو بدل نہیں سکتا۔“

یہ دیکھکر دونوں منکر و نکیر حیران ہو گئے۔ اور الحمدللہ کہ اب تو ان دونوں میں سے ایک تو جناب لیتے یعنے مجھ سے اس مسئلہ میں متفق ہو گیا ہے۔ اور دوسرا گو ابھی تک حیران ہے مگر قائل وہ بھی ہو گیا ہے۔

یہ حقیقت ہے نئے مناظر صاحب کے اس اعتراض کی جو مباحثہ شملہ کے حوالہ سے انھوں نے کیا ہے۔

(باقی دارد)

تبدیلیٔ تعریف نبوت پر بحث
مولوی اللہ دتہ صاحب کی خاموشی

{از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی}

پیغام صلح مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۴۶ء میں جو مولوی اللہ دتا صاحب کی بہت لمبی خاموشی کا میں نے ذکر کرتے ہوئے دوسرے قادیانی علماء کو مزید انعام کے وعدہ پر میدان مقابلہ میں آنے کی دعوت دی اسے ایک قادیانی صاحب نے قبول کر لیا ہے ان کی قبولیت، دعوت مقابلہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"میں آپ کے اس چیلنج کو لیتا ہوں اور قبول کرتا ہوں"

دستخط مولوی محمد گوپال قریشی (لدھیانہ)

مجھے افسوس ہے کہ میں ان صاحب سے واقف نہیں ہوں۔ یہ صاحب جناب میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود مگر غیر مامور مانتے ہیں۔ اور اپنے خط میں چیلنج قبول کرتے ہوئے نبوت کے متعلق بحث بھی کرتے ہیں جس سے مجھے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ صاحب کچھ سلسلہ کے لٹریچر سے زیادہ واقف نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ یہ صاحب کچھ دماغی عارضہ میں بھی مبتلا ہوں جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو کسی جدید تحریک کے بانی اور خود کو ملہم ربانی خیال کرتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ وہ تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"میرا عقیدہ ہے کہ وحی نبوت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور آنحضرت صلعم پر ختم ہوئی"

اب جو شخص وحی نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم مانتا ہے لازماً [illegible] نبوت کو بھی وہیں ختم مانتا ہے پھر تعریف نبوت میں تبدیلی کا سوال کہاں اور کیسے پیدا ہو سکتا ہے آدم سے لیکر خاتم صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ انبیاء مستقل یا غیر امتی نبی تھے اور قادیانیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ مستقل ہونا یا غیر امتی ہونے کی شرط تعریف نبوت میں سے نکال دی گئی، اگر جملہ انبیاء غیر امتی اور مستقل تھے اور ان کا سلسلہ خاتم النبیین صلعم پر آ کر ختم ہو چکا تو اب یہ کہنا کہ نبی کے لئے غیر امتی ہونا یا مستقل ہونا شرط نہیں یہ کہنا ان انبیاء کے متعلق جو مستقل انبیاء تھے بالکل بے معنی بات ہے۔ اب رہا یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم کے بعد جو ظلی نبوت کا سلسلہ جاری ہے جس سے مراد کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے جس میں بکثرت امور غیبیہ ہوں اس کے لئے غیر امتی ہونا شرط نہیں یہ بھی حماقت ہے کیونکہ ظلی نبوت تو دوسرے لفظوں میں ولایت ہی کا نام ہے۔ اور ظل اپنے اصل کا امتی نہ ہو تو اس کی نبوت ظلی نبوت کہلا ہی نہیں سکتی۔ اور ظلی نبوت جسے محدثیت بھی کہتے ہیں یا جو محدثیت کا دوسرا نام ہے وہ آدم سے لیکر خاتم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اور پھر آج تک غیر انبیاء کا حصہ رہا ہے اور اس کے پانے والے ہمیشہ امتی ہی ہوتے ہیں پھر تعریف نبوت میں تبدیلی کہاں ہوئی مستقل انبیاء کی تعریف نبوت آج تک یہی ہے کہ وہ براہ راست وحی نبوت پانے والے ہیں اور وہ کسی کے امتی نہیں اور غیر مستقل یا ظلی انبیاء کی تعریف آج تک یہی ہے کہ وہ رجال یکلمون من غیر ان یکون انبیاء اللہ ہیں یعنی وہ امتی ہیں جن سے انبیاء اللہ کی طرح مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حقیقی انبیاء کی تعریف نبوت میں کبھی تبدیلی نہ ہوئی نہ ہو سکتی ہے اور نہ مجازی انبیاء کی تعریف نبوت میں تبدیلی ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ تمام قادیانی بمعہ ان کے پیر و مرشد صاحب کے اس وجہ سے غلطی میں مبتلا ہیں کہ وہ مجازی نبوت کی تعریف کا حقیقی نبوت کی تعریف سے مقابلہ کرتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اپنی اپنی جگہ الگ الگ دو قسم کے مختلف افراد کی تعریفیں ہیں اور ان میں تبدیلی ممکن ہی نہیں کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری نہیں اور اس شرط کو مستقل انبیاء پر لگائیں تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ جملہ انبیاء سابقین کا غیر امتی ہونا ضروری نہیں حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب غیر امتی ہیں اس لئے لازماً یہ فقرہ کہ "نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری نہیں"، مستقل انبیاء کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔ پس مستقل انبیاء کی تعریف میں جو یہ ہے کہ وہ غیر امتی ہوتے ہیں اور براہ راست وحی نبوت پاتے ہیں۔ یہ شرط لاتبدیل ہے۔

اسی طرح ظلی بروزی نبی کی تعریف ہمیشہ سے یہ ہے کہ وہ کامل امتی ہوتے ہیں اور نبی متبوع کے فیض سے وحی ولایت پاتے ہیں۔ آج بھی یہی حق ہے اس میں بھی تبدیلی غیر ممکن ہے۔ اور ایسے لوگوں کی تعریف میں یہ شرط پیش کرنا کہ "نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری نہیں"، محض جہالت ہے۔ وہ تو ہیں ہی امتی ان کے لئے یہ فقرہ بولنا ہی غلطی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے شروع سے لیکر آخر تک (۱۸۸۲ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک) اپنی جملہ تصانیف میں مستقل انبیاء یا حقیقی انبیاء کو براہ راست بلا استفادہ کسی دوسرے نبی کے وحی پانے والے غیر امتی لکھتے رہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کی نہ کی جا سکتی ہے اور غیر مستقل انبیاء یا ظلی نبیوں کو جنہیں اصطلاح اسلام میں محدث کہتے ہیں ہمیشہ نبی متبوع کے ذریعہ وحی پانے والے اور امتی لکھتے رہے اور یہی حقیقت ہے اس لئے تعریف نبوت میں تبدیلی نہ ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ صرف قادیانی غلو نے مجاز کو حقیقت کا درجہ دے دیا ہے اور یوں مثیل نصاریٰ بن گئے ہیں۔ نصاریٰ نے مجازی ابن کو حقیقی ابن بنایا اور مثیل نصاریٰ نے مجازی نبی کو حقیقی نبی بنایا۔

مولوی اللہ دتہ صاحب کا عجز } مولوی اللہ دتہ صاحب نے اس وقت تک اپنے دونوں پرچوں میں ایک بھی دلیل اس امر پر پیش نہیں کی کہ تعریف نبوت میں تبدیلی ہوئی وہ یونہی قیاسات سے کام لے رہے ہیں انہیں ۱۸۸۹ء کی جامع و مانع تعریف نبوت کے خلاف کوئی حوالہ ملتا ہی نہیں اسلئے وہ خدا کا خوف مدنظر رکھکر ایمانداری سے کام لیں تو بحث ختم ہو چکی ہے۔ مگر مولوی اللہ دتہ صاحب ایسی اسامی نہیں جو سیدھے طور پر حق کو قبول کر لے۔ اس لئے وہ دو سال سے اس ادھیڑبن میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر وہ ساری عمر میں بھی تمام قادیانی علماء سمیت دیگر بھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے مجھے اگر ان مولوی صاحب کی اس غیر منصفانہ چال بازی کا علم ہوتا تو میں کبھی ان سے مباحثہ ہی نہ کرتا۔ مگر چونکہ اب تین سال سے سلسلہ بحث چل رہا ہے اور اب ان کا تیسرا پرچہ باقی ہے جس کے بعد انہیں کسی مزید دلیل کے پیش کرنے کا کوئی موقعہ ہی نہیں اس لئے جہاں دو سال انتظار کیا ہے اور تھوڑا انتظار کر دوں گا مگر یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ جو مکر چاہیں کریں خدا ان کے سب مکروں کو باطل کر دے گا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

مباحثہ شملہ } میدان مباحثہ میں آنے والے نئے قادیانی مباحث صاحب نے مجھے شملہ کے اس مباحثہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس میں یہ عاجز قادیان کی جماعت کی طرف سے لاہوری جماعت کے مقابل مناظر تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس فیصلہ کو کبھی غور سے پڑھکر سوچا نہیں کہ یہ فیصلہ کس کے حق میں ہے۔

فیصلہ کیا ہے } فیصلہ ہو تا [illegible] یہ ہے کہ "حضرت مرزا صاحب ظلی بروزی مجازی نبی ہیں ان کا [illegible] نہیں۔ تریاق القلوب [illegible] ہے کہ میرے دعوے [illegible] سے کوئی شخص کافر نہیں [illegible] حضرت مرزا صاحب اسی پر آخر [illegible] قائم رہے"۔

مسئلہ نبوت پر فیصلہ بھی پڑھ لو اور [illegible] کفر و اسلام میں بھی فیصلہ پڑھ لو [illegible] خلاصہ وہی ہے جو اوپر لفظوں میں [illegible] عبارت ہے۔

لطیفہ } جس زمانہ میں جناب [illegible] موعود صاحب نے [illegible] جھوٹے الزامات کی بناء پر مجھے [illegible] قادیان سے خارج کر دیا اور میرا عذر [illegible] بغیر مجھے اپنی جماعت سے علیحدہ کر [illegible] جس کا مجھے بہت صدمہ تھا۔ اور [illegible] باوجود تحریراً معقول معذرت [illegible] بھی مولوی عبدالکریم صاحب [illegible] سے بدلہ لینے کی خاطر معافی [illegible] بہت غیر معقول شرط انہوں نے پیش [illegible] جسے میں نے رد کر دیا اور میں [illegible] چلا آیا۔ اور میں اسی غم میں [illegible] اور کہتا تھا خدایا میں تو میاں صاحب [illegible] سچی محبت رکھتا ہوں اور وہ [illegible] جا رہے ہیں آخر میں کہ مر جاؤں [illegible] اور کبھی اس غم کی حالت میں [illegible] میں یہ شعر پڑھتا تھا۔

بسے سہل است از دنیا بریدن
بحسن و یاد احسان [illegible]

میں اسی حالت میں تھا کہ خدا [illegible] حضرت امیر مولانا محمد علی رضی اللہ تعالیٰ [illegible] دل میں تحریک کی اور انہوں نے [illegible] خدمت اسلام کے لئے اپنی جماعت [illegible] شامل ہو کر کام کرنے کی دعوت [illegible] میں نے خوشی سے قبول کیا۔

مباحثہ کفر و اسلام کا دوبارہ چھپنا } اب [illegible] میں میرے [illegible] ایک نئی [illegible] ہوئی اور دہلی کی جماعت کے ایک [illegible] اور مخلص احمدی کو یہ خیال آیا کہ [illegible] یہ خاکسار ان سے گفتگو [illegible] تو مسئلہ کفر و اسلام پر وہ ہماری [illegible] کو تنگ کرتا ہے اس لئے [illegible] کو دوبارہ چھپوا کر تقسیم کریں [illegible] سے محبت رکھتے تھے اور [illegible] جماعت کے مجھ سے ملاقات [illegible] مجھ سے ملتے تھے اور ان [illegible] دوسرے احمدی قادیانی بھائی [illegible] بھی آیا کرتے تھے اور [illegible] کی طرح میرے سب بھائی [illegible] اب تک مجھ سے محبت کرتے [illegible] رہتے ہیں اور میں ان کی محبت کی قدر [illegible] ہوں۔ انہوں نے میری ایک [illegible] مسئلہ متعلقہ کفر و اسلام کو [illegible] ایک مجلد میں سے نکال کر چھپوا [illegible] کیا۔ اور دوبارہ چھپوا [illegible]

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم [illegible])

اقتباسات

تہذیب حاضرہ کا اخلاق

چند دن ہوئے جواہرلال نہرو نے امریکنوں کے سائیکلوں اور ہوائی جہازوں کو تباہ کرنے کا واقعہ بیان کیا تو سرکاری افسروں نے دبی زبان سے کہدیا کہ یہ غلط پروپیگنڈا ہے۔ لیکن سندھ کی قانون ساز مجلس کے ایک ذمہ دار رکن مسٹر آر کے سدھوا نے اپنا ایک عینی مشاہدہ بیان کرکے اتحادی اقوام کے کارناموں کی فہرست میں ایک اور تازہ کارنامے کا اضافہ کیا ہے وہ اپنی آنکھوں دیکھی بات بیان کرتے ہیں کہ کروڑوں روپیوں کی مالیت کے جنگی ذخیرے کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور اس شان کے ساتھ کہ غذا سے بھرے ہوئے ٹن الیکٹرک پنکھوں اور ضروریات زندگی سے لدے ہوئے یارہ اسپٹ فائر ہوائی جہاز دھڑا دھڑ جل رہے تھے ـــــ جب ذمہ دار اشخاص سے اس کے اسباب دریافت کئے گئے تو نہایت اطمینان سے فرمایا گیا کہ امریکہ کو یہ خوف ہے کہ کہیں اس کی تجارت کا بازار ٹھنڈا نہ پڑ جائے اور اس کے کارخانوں کے دروازے بند نہ ہو جائیں"

یہ وہی امریکہ ہے جو الا اللہ کا نعرہ مار کر جنگ میں کود پڑا تھا تاکہ دنیا کو بھوک ... اور ... سے نجات دلائے لیکن اتحادی اقوام کی محافظ امن عالم کی نگران اور کمزوروں کی "دکھشک" قوموں کی نمایات گرامی کا اخلاقی حال یہ ہے کہ چھ سال تک خون کی ہولی ـــــ جس میں ہندوستان کا خون بھی کافی شامل ہے۔ کھیلنے کے بعد امریکہ کے دردمند آج کروڑوں کی مالیت کی اشیائے خورد و نوش کو بربادی کے الاؤ میں جھونک رہے ہیں حالانکہ اس میں ہزاروں ہندوستانی فاقہ زدوں کے لئے سامان حیات موجود تھا۔ یہ ہے تہذیب حاضرہ کا اخلاق۔ (کوثر)

زمین دھکتا ہوا سیارہ بن جائیگی

سٹاک ہالم ۳۰ مئی ـ مشہور سائنسدان ڈاکٹر بان ہینڈن برگ نے کل رات ناروے اور ڈنمارک کے سولہ انجینیروں کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اٹامک بم کے تجربے اسی طرح جاری رہے تو ایک دن زمین ایک دھکتا ہوا سیارہ بن جائے گی ڈاکٹر موصوف نے کہا کہ خطرہ ہے کہ جب سمندر میں اٹامک بم پھٹیں گے تو سمندر کی ہائیڈروجن سورج کی فضا میں پائی جانے والی ہیلیم نامی گیس میں منتقل ہو جائے گی۔

یہ بات ابھی معلوم کرنی ہے کہ ہم اٹامک طاقت کو کس طرح استعمال کریں کہ دنیا میں تباہی نہ آئے۔ آپ نے کہا کہ حقیقی خطرہ یہ ہے کہ جب سمندر میں اٹامک بم پھٹیں گے تو اس قدر حرارت پیدا ہو جائے گی کہ سمندر میں ہائیڈروجن کی جو بھاری مقدار ہے۔ وہ ہیلیم بن جائے گی جس سے دنیا بھسم ہو کر رہ جائے گی (اے پ - امریکہ)

دنیا گرم ہو رہی ہے

واشنگٹن یکم جون۔ موسمی حالات بتانے والے محکمہ نے اعلان کیا ہے کہ پچاس سال سے دنیا آہستہ آہستہ زیادہ گرم ہو رہی ہے۔ لیکن یہ توقع بھی ہو سکتی ہے کہ گرمی انتہا تک پہنچ چکی ہے اور اب اس کا زور کم ہوتا چلا جائے گا۔

قائد اعظم کا مجسمہ

پچھلے دنوں اخباروں میں کسی منچلے نے یہ تجویز پیش کر دی کہ کراچی یا بمبئی میں کسی موزوں مقام پر قائد اعظم محمد علی جناح کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے ملاحظہ فرمایئے۔ لادینی سیاست مسلمانوں کو کدھر لے جا رہی ہے۔ اسی لئے ہم نے گزشتہ سات آٹھ سال میں بیسیوں دفعہ مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ "پاکستان" بالکل صحیح "قائد اعظم" بالکل مناسب اور مسلم لیگ سبحان اللہ لیکن دین سے جو تغافل برتا جا رہا ہے۔ وہ نقصان پہنچائے بغیر نہ رہیگا۔ چنانچہ دیکھئے بعض فرنگی زدہ مسلم لیگیوں کو مسٹر جناح سے اظہار عقیدت اور ان کی یادگار قائم کرنے کا کوئی اور رستہ نہیں سوجھا۔ سوائے اس کے۔ کہ فرنگیوں کی طرح ان کا ایک بت کہیں نصب کر دیا جائے حالانکہ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ کہ مشاہیر کے مجسمے وغیرہ قائم کرنا ہمارے مذہبی و ملی شعار کے منافی ہے۔ اور عامۃ المسلمین اس قسم کی تجویزوں کو کافرانہ سمجھتے ہیں۔ قائد اعظم نے قوم کی ×

سپاس تعزیت

میرے لڑکے عزیز نثار احمد کی وفات حسرت آیات پر جماعت کے جن بزرگان اور احباب کی طرف سے متعدد خطوط ہمدردی کے وصول ہوئے ہیں ان سب بزرگان اور احباب جماعت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس صدمہ میں مجھ سے اظہار ہمدردی کیا ہے اور از حد خلوص و شفقت کا ثبوت دیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین۔ اور ہم کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں ان سب بزرگان اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

فقط ـ خاکسار

ایس عبید اللہ عفی عنہ ـ وزیر آباد

رفتار عالم

ـــــ لاہور ۳۱ مئی۔ لاہور کے شہری نظام کی باگ ڈور پونے دس سال کے بعد آج اہل شہر کے حوالے کر دی گئی ہے اور کارپوریشن ایکٹ کی منشاء کے مطابق جو کارپوریشن (بلدیہ) معرض تشکیل میں آئی ہے اس کا افتتاحی اجلاس آج ظہر کے بعد دو بجے کارپوریشن ہال میں منعقد ہوا۔ ۶۸ کے ۶۸ ارکان حاضر تھے۔ خان بہادر میاں امیرالدین لاہور کارپوریشن کے میئر منتخب ہو گئے۔

ـــــ قاہرہ ۲۸ مئی۔ عرب کے دو حکمرانوں کے درمیان ربع صدی سے جو جھگڑا چلا آرہا تھا اسے آج ختم کر دیا گیا شرق اردن کے فرمانروا جلالت الملک عبداللہ اور شاہ عراق کے سربراہ امیر عبدالالہ جلالت الملک عبدالعزیز (آل سعود) کے سب سے بڑے فرزند امیر سعود کے ساتھ دسترخوان پر اکھٹے بیٹھے اور مل کر کھانا کھایا جلالۃ الملک عبداللہ شریف حسین کے بیٹے اور امیر عبدالالہ آخرالذکر کے بھتیجے ہیں اس ہاشمی خاندان کو جلالت الملک ابن سعود نے مکہ مکرمہ کی مسند امارت سے بے دخل کرکے نکال دیا تھا شریف حسین تو جزیرہ قبرص میں راہیئے ملک عدم ہو گئے مگر ان کے بیٹے امیر عبداللہ کو شرق اردن کی امارت اور بڑے بیٹے فیصل کو عراق کی بادشاہی مل گئی۔ اس خاندان کے دل میں آل سعود کے خلاف غم و غصہ بلکہ انتقام کا جذبہ برسوں سے موجود چلا آتا تھا جو عربی اتحاد کے مفاد کے منافی تھا۔ مصر کے جوان سال فرمانروا جلالت الملک فاروق نے اپنی جاگیر میں جو قاہرہ کے قریب واقع ہے، دونوں خاندانوں کے اکابر کو جلسہ ضیافت میں بلایا اور صلح کرا دی عربی دنیا میں یہ عظیم الشان سیاسی کارنامہ ہے، اور جلالت الملک فاروق اس کے لئے مستحق مبارکباد ہیں۔

ـــــ امرتسر ۳۱ مئی۔ کل شام کے ساڑھے آٹھ بجے بازار کٹڑا صاحب میں بعض بدمعاشوں نے پولیس کے ایک کانسٹیبل کو چھرے سے وار مار کر گھائل کر دیا۔ حکام نے اسے اسی وقت ہسپتال پہنچا دیا جہاں وہ زخموں کی وجہ سے مر گیا۔

ـــــ بنارس ۳۰ مئی۔ تین سال ہوئے کسی کسان کا لڑکا گھر سے چلا گیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد کسان کو اطلاع ملی کہ لڑکا مر گیا ہے کسان نے ہندو دھرم کے مطابق تمام رسمیں ادا کیں اور رو دھو کر بیٹھ گیا۔

لڑکا مرا نہیں تھا بلکہ زندہ تھا اگلے دن وہ گھر آیا۔ مگر کسان نے اسے بڑی طرح بید ردی سے پیٹا اور یہ کہکر گھر سے نکال دیا کہ میرا لڑکا مر چکا ہے تم میرے بیٹے نہیں بلکہ آسیب ہو۔

ـــــ انقرہ۔ یکم جون۔ مشرقی ترکی میں کل علی الصبح زبردست بھونچال آیا۔ ایک چھوٹے سے قصبہ دادتوا(؟) میں مکانات منہدم ہو گئے۔ ۴۷ افراد ہلاک ہوئے اور ۲۲ مجروح ہوئے

ـــــ لاہور۔ یکم جون۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ملازموں کی یونائیٹڈ یونین کے جنرل سکرٹری مسٹر عطا حسین بٹ نے اس ریلوے کے جنرل مینجر کو مندرجہ ذیل نوٹس دیا ہے نارتھ ویسٹرن کے ملازمین کی طرف سے آپ کو اس نوٹس کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر آپ نے مندرجہ ذیل مطالبات کو منظور نہ کیا تو یہ ملازم ۲۷ر جون ۱۹۴۶ء کو رات کے بارہ بجے کو ہڑتال کر دیں گے۔ (۱) کوئی تخفیف نہ کی جائے (۲) تنخواہوں کے سکیلوں کی نظرثانی بطریق ذیل کی جائے:۔

(ا) غیر ہنرور سٹاف ۴۶ ـ ۳ ـ ۳۶
(ب) نیم ہنرور سٹاف ۸۰ ـ ۴ ـ ۴۰
(ج) ہنرور ماتحت اور انتظامی عملہ ۶۰ ـ ۵ ـ ۱۰۰ ـ ۱۰ ـ ۲۰۰

(د) دوسرے اعلیٰ ماتحت سکیلوں میں اسی طرح اضافہ کیا جائے (۳) راؤ کورٹ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق کافی مہنگائی الاؤنس دیا جائے۔ (۴) جن ملازموں کی ماہوار تنخواہ ۲½ سو روپیہ یا اس سے کم ہو انہیں تین تین ماہ کی تنخواہ بطور بونس عطا کی جائے۔

ـــــ کراچی ۳۱ مئی۔ حکومت سندھ نے ضوابط دفاع ہند کے ماتحت اس کتاب کی فروخت و اشاعت ممنوع قرار دے دی ہے جس کے نام ستیارتھ پرکاش پر پابندی ہے۔ اور جسے آریہ پرتی ندھی سبھا کے نائب صدر کیشو رام نے لاہور میں چھپایا ہے۔ حکم نامے میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب میں ایسا مضمون موجود ہے جو امن عامہ پر بری طرح اثر انداز ہو سکے اس کی کاپیاں ترجمے اور اقتباس بحق ملک معظم ضبط شدہ قرار دیئے گئے ہیں۔

ـــــ نئی دہلی ۲ جون۔ برطانوی وزارتی مشن نے جو کام اس ملک میں کیا ہے توقع ہے کہ اس کا آخری نتیجہ غالباً گیارہ یا بارہ جون کو واضح ہو جائے گا مشن کے ارکان کانگرس مسلم لیگ اور والیان ریاست جو نظریے مشن کی تجاویز کے متعلق قائم ہیں مشن غالباً انہیں ۱۰ جون کو حاصل کر لے گا اس کے بعد اس معاملہ کو کوئی قطعی صورت دے دی جائے گی

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

× جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں ان کی قدر اور یاد کے لئے مدارس کالج۔ کتب خانے۔ شفا خانے اور علمی ادارے قائم کئے جا سکتے ہیں۔ جو خیر جاری کا حکم رکھیں گے۔ مجسمہ خلاف شعار ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود خندئہ فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ابن محمد آصف بی۔اے — جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ م ۱۲ جون ۱۹۴۶ء — نمبر ۲۴

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نیا ہو یا پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

احادیث الرسول الامین

(۱) عن عائشۃ رضی قالت دخلت اسماء بنت ابی بکر رض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا وقال یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن تصلح ان یری منہا الا ھذا وھذا واشار الیٰ وجہہ وکفیہ۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا اسماء بنت ابوبکر رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں ان پر کپڑا باریک تھا آپ نے ان سے اپنا منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ اے اسماء عورت کو جب ایام ماہواری آنے لگیں (یعنی وہ بالغ ہو جاتی ہے) تو جائز نہیں کہ اس کا بدن دیکھا جائے۔ سوائے اس کے اور اس کے اور اشارہ اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف کیا۔

(۲) لیس المومن بطعان ولا فاحش ولا بذی۔ (الترمذی)

طعن کرنے والا۔ فحش بکنے والا۔ اور بدزبان شخص ایماندار نہیں۔

(۳) قیل یا رسول اللہ ادع اللہ علی المشرکین ولعنہم فقال انی انما بعثت رحمۃ ولم ابعث لعانا۔ (مسلم)

کسی نے کہا یا رسول اللہ مشرکوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی حضور بددعا کیجئے اور ان پر لعنت بھیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تو رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ لعنت کرنے کے واسطے نہیں آیا۔

(۴) یقول اللہ تعالیٰ یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املاء صدرک غنیً واسد فقرک وان لا تفعل ملأت یدیک شغلاً ولم اسد فقرک۔ (الترمذی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان (سب باتوں سے) فارغ ہو کر میری عبادت کر (یعنے اپنی نفسانی خواہشات پر میرے احکام کو ترجیح دے) میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا (تو کسی کا محتاج نہیں رہے گا) اور تیری تنگدستی (فقر و فاقہ) کو دور کر دوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دونوں ہاتھ کام کاج میں مصروف کر دوں گا اور تیری محتاجی کو بھی نہیں مٹاؤں گا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود احیائے اسلام کیلئے مبعوث ہوئے

اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقوےٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ سو اے حق کے طالبو سوچکر دیکھو کہ یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی۔ کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے رد کے لئے کتابیں لکھی گئیں۔ اور دنیا میں شائع کی گئیں۔ سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرورت تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو رد مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم صلعم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ذرا نظر اٹھا دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑ ہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے۔ یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکہ اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق و فجور کا طوفان، یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان، یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہم میں سے غافل ہیں کو بڑھکر ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو، اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو اور ایمانا کہو کہ حضرت آدم سے لیکر تا ایندم اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیر نہیں تو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنی کرو جو ہو سکتے ہیں واقعات موجودہ کو نظرانداز مت کرو تا تم پر کھل جائے کہ یہ عام ضلالت وہی سخت دجالیت ہے جس سے ہر یک نبی ڈراتا آیا ہے، جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدد وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی امت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۲-۲۱۳)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات گرامی

(۱) ماہوار چندوں کے متعلق: "خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے .... آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں وہ لوگ جنکی آمدنیاں تھوڑی ہیں ان کے لئے ایک آنہ فی روپیہ چندہ کافی ہو مگر وہ لوگ جو چار سو یا اس سے زیادہ کماتے ہیں وہ دسواں حصہ اپنی آمدنیوں کا دیں" (پیغام صلح ۶ رفروری ۱۹۴۶ء)

(۲) وصایا کے متعلق: "میں ان بیٹوں کو اپیل کرنا چاہتا ہوں جن کے باپوں نے ابھی وصیت نہیں کی وہ اپنے والدین سے کہیں کہ وصیت کریں ہر ایک بیٹا جس کے دل میں اسلام کے لئے درد ہے وہ اپنے باپ سے کہے کہ میں آپکے مال سے نہیں لونگا بلکہ خدا کے دیئے ہوئے مال سے لونگا .... بیٹوں کے علاوہ خاوندبیوں سے اور بیویاں خاوندوں سے اپیل کریں کہ وہ وصیت کریں" (پیغام صلح ۶ رفروری ۴۶ء)

(۳) ادارہ تعلیم قرآن کے متعلق: جو احباب کمروں کی تعمیر کی شکل میں اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ان سے اس کام کے لئے پندرہ دن کی آمد مانگتا ہوں علا پیغام صلح مورخہ ۲۰ فروری ۴۶ء)

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

یونیورسٹی امتحانات میں شامل ہونیوالے نوجوان دوست توجہ فرمائیں

وہ نوجوان دوست جو اس دفعہ یونیورسٹی کے ایف اے اور بی اے کے امتحانات میں شامل ہوئے ہیں ان کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ نتائج نکلنے پر اپنی کامیابی کی اطلاع دفتر اخبار پیغام صلح میں ضرور دیں تاکہ ان کے اسماء اخبار میں شائع کئے جا سکیں۔

تاریخ اسلام

آسمانِ وحدت کے درخشندہ ستارے

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بلڈ نگس لاہور۔

آج اس صحبت میں سلف صالحین میں سے چند مردان خدا کے اعلیٰ اخلاق کی چند قابل تقلید امثال پیش کی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان مستان بادۂ عرفان الٰہی کی اقتداء کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

صاف گوئی کے جرم میں سعید بن جبیر کی شہادت

عبدالملک اور اس کے بیٹے خلیفہ ولید اوّل کے زمانہ میں حجاج بن یوسف کوفہ اور عراق کا ایک نہایت ظالم گورنر تھا۔ سعید بن جبیر جو اعلےٰ درجہ کے مفسر اور محدث تھے اسی ظالم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بڑا طویل ہے اور چونکہ اس کے لفظ لفظ سے راستی صبر، استقلال، حق گوئی اور حریت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا کچھ خلاصہ درج کیا جاتا ہے:۔

حجاج ۔ تم محمد رسول اللہ صلعم کے بارہ میں کیا کہتے ہو؟

سعید ۔ وہ رحمۃ للعلمین امام الہدیٰ ہیں۔

حجاج ۔ حضرت علی جنت میں ہیں یا دوزخ میں۔

سعید ۔ جب تک جنت میں جاکر تمام لوگوں کی شناخت نہ کرلوں۔ اس کا جواب کس طرح دے سکتا ہوں؟

حجاج ۔ تمہارے علم میں سابقہ خلفاء میں کون اچھا تھا۔ اور موجودہ خلیفہ کیسا ہے؟

سعید ۔ وہی اچھا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کو خوش رکھا۔

حجاج ۔ تمہارے علم میں کس نے اللہ اور اس کے رسول کو خوش رکھا؟

سعید ۔ اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور وہی غیب دان ہے۔

حجاج ۔ (جواہرات منگا کر) دیکھتے ہو یہ جواہرات ہیں۔

سعید ۔ ہاں جواہرات ہیں۔ اگر یہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے جمع کئے گئے ہیں تو خیر ورنہ اس دن کی گھبراہٹ اور مصیبت سے بچہ جب عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھی فراموش کر دیگی۔

حجاج ۔ بتاؤ میں کس طریق سے تم کو قتل کروں۔

سعید ۔ جو حیثیت تم اپنے لئے پسند کرو کیونکہ جس حیثیت سے تم قتل کرو گے اسی حیثیت سے خود بھی قتل کئے جاؤ گے۔

حجاج ۔ کیا تم معافی کی درخواست کرنا چاہتے ہو؟

سعید ۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں معافی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

حجاج نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ سعید مجلس سے ہنستے ہوئے باہر نکلے۔ حجاج نے پھر بلایا اور کہا یہ وقت رونے کا ہے یا ہنسنے کا اور ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا تیرے تکبّر اور اللہ تعالےٰ کے تحمل اور اس کی بے نیازی پر تعجب آیا۔ آخر اس ظالم نے آپ کو شہید کرادیا۔

حجاج بن یوسف سے ایک لڑکے کا دلیرانہ کلام

حجاج اپنے محل کے دریچہ میں بیٹھا تھا۔ عراق کے بعض سردار بھی حاضر تھے۔ ایک لڑکا جس کے بال اس کی کمر تک لٹک رہے تھے آیا۔ فلک نما عمارت کو غور سے دیکھا۔ دائیں بائیں نظر کی اور باواز بلند کہا۔ کیا اونچی اونچی زمینوں پر نشان بناتے ہو بیفائدہ اور مضبوط قلعے بناتے ہو اس خیال سے کہ ہمیشہ جیتے رہو گے۔

حجاج تکیہ لگائے بیٹھا تھا یہ سنکر سیدھا ہو گیا اور کہنے لگا لڑکے تو مجھے عقلمند اور ذہین معلوم ہوتا ہے ادھر آ وہ آیا اور اس سے کچھ باتیں کرنے کے بعد کہا کچھ پڑھ، لڑکے نے پڑھنا شروع کیا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجا۔ یعنی شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جبکہ خدا کی مدد اور فتح آئی اور تو دیکھے کہ لوگ خدا کے دین سے فوج در فوج نکلے جا رہے ہیں۔

حجاج ۔ یدخلون پڑھو یعنی داخل ہوتے ہیں۔

لڑکا ۔ بیشک داخل ہی ہوتے تھے مگر تیرے عہد حکومت میں تیرے ظلم و ستم کی وجہ سے یہ بات نہیں رہی۔

حجاج ۔ تم جانتے ہو کس شخص سے مخاطب ہو؟

لڑکا ۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ ثقیف شیطان سے مخاطب ہوں۔

حجاج ۔ تو دیوانہ ہے اور قابل علاج۔ اچھا امیرالمومنین کے بارہ میں تم کیا کہتے ہو۔

لڑکا ۔ خدا ابوالحسن (حضرت علی رضؓ) پر رحمت کرے۔

حجاج ۔ میری مراد عبدالملک بن مروان سے ہے۔

لڑکا ۔ اس نے تو اتنے گناہ کئے ہیں کہ زمین و آسمان میں نہیں سما سکتے۔

حجاج ۔ ذرا ہم بھی سنیں وہ کون کون سے گناہ ہیں۔

لڑکا ۔ ان گناہوں میں گناہ عظیم تو یہ ہے کہ اس نے تجھ جیسے ظالم کو حاکم بنا دیا تو وہ ہے کہ غریب رعایا کا مال مباح اور خون حلال سمجھتا ہے۔

حجاج نے مصاحبوں کی طرف دیکھا اور کہا اس گستاخ لڑکے کے بارہ میں کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا اس کی سزا قتل ہے کیونکہ یہ اطاعت پذیر جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔

لڑکا ۔ اے امیر تیرے مصاحبوں سے تو تیرے بھائی فرعون کے مصاحب اچھے تھے جنہوں نے حضرت موسےٰؑ اور ان کے بھائی کے متعلق فرعون کو کہا تھا ارجہ واخاہ۔ یعنی اس کے (موسےٰ کے) اور اس کے بھائی کے معاملہ کو توقف میں ڈال دو یہ کیسے مصاحب ہیں کہ (محض خوشامد کی وجہ سے) بغیر سوچے کے میرے قتل کا فتوےٰ دے رہے ہیں۔ حجاج نے یہ سوچکر کہ ایک معصوم لڑکے کے قتل سے ممکن ہے شورش ہو جائے نہ صرف قتل کا ارادہ ملتوی کیا بلکہ دھمکیوں کی بجائے نرمی سے کام لینا شروع کیا اور کہا اے لڑکے تہذیب سے گفتگو کر اور زبان کو بند کر۔ جا میں نے تیرے واسطے چار ہزار درہم کا حکم دے دیا ہے (اس کو لے کر اپنی ضرورتیں پوری کر)

لڑکا ۔ مجھے تیرے درہم و دام کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا تیرا منہ سفید اور تیرا ٹخنہ اونچا کرے۔

حجاج نے اپنے مصاحبوں سے کہا سمجھے ہو اس کا کیا مطلب ہے؟ سب نے کہا امیر ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ حجاج نے کہا اس نے اس فقرہ سے کہ خدا تیرا منہ سفید کرے میرے لئے برص کی مرض کی دعا کی ہے اور ٹخنہ اونچا ہونے سے سولی پر لٹکانا مراد ہے۔

دارمہ کی معاویہ سے صاف گوئی

امیر معاویہ نے ایک مرتبہ موسم حج میں بنی کنانہ کی ایک عورت کو جو مدینہ کے قیام کرنے کی وجہ سے دارمہ حجونیہ کے نام سے مشہور تھی۔ بلوایا اور پوچھا دارمہ جانتی ہو تجھ کو کیوں بلایا گیا ہے

دارمہ ۔ غیب کا علم خدا ہی کو ہے۔

معاویہ ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ تو علی رضؓ کے ساتھ محبت رکھتی تھی۔ اس میں تو نے مجھ سے کیا برائی دیکھی۔

دارمہ ۔ علی رضؓ سے مجھے اس لئے محبت تھی کہ وہ رعیت کے ساتھ انصاف کرتا تھا سب کو استحقاق کے موافق حقوق دیتا تھا۔ مسکینوں سے محبت رکھتا تھا اور دینداروں کی تعظیم کرتا تھا اور تجھ سے بغض کی یہ وجہ تھی کہ تو اپنے سے افضل کے ساتھ لڑا اور جس کا تو مستحق نہ تھا اس حالت کا طالب ہوا۔ تو نے خونریزی کرائی فیصلوں میں ناانصافی اور ہوائے نفس کے موافق حکومت کی۔ اسکو تیری طرح حکومت نے فتنہ میں نہیں ڈالا اور دولت نے تیری طرح اسکو غافل نہ کیا۔

امیر ۔ تو نے اسکا کلام بھی سنا؟

دارمہ ۔ کیوں نہیں خود اس کی زبان سے اس کا کلام تاریکی سے دلوں کو اس طرح جلا کرتا تھا جیسے تیل برتن کا زنگ چھڑا دیتا ہے۔

امیر ۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو بیان کر میں تیری کھری باتوں سے بہت خوش ہوں۔

دارمہ ۔ مجھے سو اونٹنیاں سرخ رنگ کی درکار ہیں جن کے ساتھ ان کے ساربان بھی ہو۔

امیر ۔ اگر میں سو اونٹنیاں تجھ کو دے دوں تو پھر تیرے دل میں علی رضؓ کے برابر میری جگہ ہو گی یا نہیں۔

دارمہ ۔ سبحان اللہ یہ آرزو؟

امیر نے جواب میں دو شعر پڑھے

اذا لم اعد انا لحلم منی علیکم
فمن ذالذی بعدی یوتل للحلم
خذیہا ھنیئا واذکری فعل ماجد
جزاک علی حرب العداوۃ بالسلم

یعنی اگر میں تمہارے ساتھ فراخ حوصلگی سے پیش نہ آؤں تو پھر کون ہے میرے بعد جس سے اس کی امید کی جائے۔ یہ اونٹنیاں تجھ کو مبارک ہوں اور یاد رکھ اس شخص کو جس نے تیرے ساتھ عداوت کی جگہ صلح کا سلوک کیا۔

اس کے بعد امیر نے کہا واللہ اگر علی رضؓ زندہ ہوتا تو ان حالات میں تجھے ایک اونٹنی بھی نہ دیتا۔

دارمہ ۔ واللہ یہ سچ ہے۔ اونٹنی تو اونٹنی وہ بال کا بچہ تک بھی مسلمانوں کے مال سے دینے والا نہ تھا۔

(تاریخ حریت اسلام)

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش

ہم پیغام صلح میں متواتر کئی سالوں سے گذارش کرتے چلے آرہے ہیں کہ جماعت کے مضمون نگار حضرات موجودہ تحریکات اور موجودہ مسائل کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری یہ پیہم گذارشات صدا بصحرا ہیں اور ہمارے دوست اس طرف اتنی توجہ مبذول نہیں فرماتے جس قدر کہ موجودہ حالات کے پیش نظر انہیں اس طرف توجہ مبذول فرمانی چاہیئے۔ آجکل ادارہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ پیغام صلح کے معیار کو بلند رکھے اور جس قدر ممکن ہو سکے اخبار کو متنوع بنائے لیکن ابھی اس کے لئے مزید دلسوزی اور دوستوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم پھر ایک دفعہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں اور

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ رجب ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۴

کشمیر کی تحریک آزادی

ڈوگرہ حکومت کے انسانیت سوز مظالم

۱۸۴۶ء کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے گورنر جنرل نے کشمیر جیسے خطۂ جنت نشان کو ایک بیعنامہ کے ذریعہ سے نانک شاہی ضرب کے پچھتر لاکھ روپے کے عوض راجہ گلاب سنگھ کے پاس فروخت کیا یہ بیعنامہ تاریخ میں معاہدہ امرتسر کے نام سے موسوم ہے دنیا کی ایک خوبصورت وادی اور اس کے چالیس لاکھ باشندوں کی یہ خرید و فروخت تاریخ انسانی کا نہایت افسوسناک واقعہ ہے۔ اس وقت سے لیکر آج تک کشمیر کے چالیس لاکھ باشندے جن میں ۳۲ لاکھ مسلمان ہیں ڈوگرہ حکومت کے انسانیت سوز مظالم کے تختۂ مشق بنتے چلے آرہے ہیں اور ریاست کے مسلمانوں سے خصوصاً بھیڑوں اور بکریوں جیسا سلوک ہوتا رہا ہے انہیں گاؤ کشی پر گیارہ اور چودہ سال تک کی سزا دی جاتی رہی ہے اور تبدیلیٔ مذہب پر ان کے لئے ضبطی جائداد کی تعزیر مقرر رہی ہے مسلمانوں کے علاوہ ریاست کشمیر کے دوسرے باشندے بھی ڈوگرہ راج کے ظلم و عدوان سے محفوظ نہیں رہے — اس استبداد کا رد عمل ۱۹۳۱ء میں کشمیر کی تحریک آزادی سے شروع ہوا۔ آل جموں و کشمیر مسلم پولیٹیکل کانفرنس کی طرف سے شیخ محمد عبداللہ شیر کشمیر کی لیڈرشپ میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے زبردست جدوجہد شروع ہوئی لیکن اس کے بعد جلد ہی "شیر کشمیر" کانگرس کے دام تسخیر میں گرفتار ہو گیا اور ۱۹۳۹ء میں انھوں نے مسلمانوں کی نمایندہ انجمن کی جگہ نیشنل کانفرنس قائم کی۔ خیر اس وقت ہمیں ان گذشتہ واقعات کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہم اس نہایت مختصر مقالہ میں کشمیر کے موجودہ حالات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ اس وقت جبکہ ہندوستان کی آزادی کا معاملہ درپیش ہے اور سارے ہندوستان میں ایک بحرانی کیفیت پیدا ہو چکی ہے کشمیر کے مظلوم باشندوں نے بھی اپنے لیڈروں کی سرکردگی میں آزادی کا نعرہ بلند کیا اور "کشمیر خالی کر دو" کے نام سے انھوں نے ایک تحریک جاری کی اور شیخ محمد عبداللہ صاحب نے نہایت جرأت کے ساتھ اپنے نقطۂ نگاہ کو پیش کرتے ہوئے کہا "تاریخ عالم میں ایسی مثال کہیں ڈھونڈے سے نہیں ملے گی کہ چالیس لاکھ باشندوں کو گایوں اور درختوں کی مانند ۷۵ لاکھ نانک شاہی روپوں کے عوض فروخت کیا گیا ہو کیا ہم اس قدر ذلیل اور بھیڑ بکریوں کی مانند تھے کہ ہمیں اس طرح فروخت کیا گیا انگریزوں کو کیا حق حاصل تھا کہ انھوں نے ہمیں فروخت کیا چونکہ انگریز خود ہندوستان کو آزادی دے رہے ہیں اس لئے معاہدہ امرتسر جس کی رو سے کشمیر کو فروخت کیا گیا منسوخ ہونا چاہیئے اور کشمیر کو آزادی ملنی چاہیئے" شیخ محمد عبداللہ کے سیاسی افکار خواہ کچھ ہوں لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ ان کا یہ مطالبہ بالکل درست اور عین تقاضائے انسانیت کے مطابق ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی اس تحریک آزادی میں کشمیر کے ہندو مسلمان اور سکھ سب شامل ہیں اور ان کی اس تحریک کو مسلم کانفرنس کا عملی تعاون بھی حاصل ہے۔ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اس تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کشمیر کی ڈوگرہ حکومت نے ایسے ذرائع استعمال کئے ہیں جو قرون وسطیٰ کے جابر اور جابر حکمرانوں کے خونین اقدامات کو بھی مات کرتے ہیں اس تحریک آزادی کے سلسلہ میں شیخ محمد عبداللہ مرزا افضل بیگ سابق وزیر ترقیات، سردار بدھ سنگھ، پنڈت شام لال صراف، درگا پرشاد اور جانکی ناتھ زتشی وغیرہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کے علاوہ عوام پر ہر ممکن سختی کر کے حکومت اس تحریک آزادی کو دبا رہی ہے اور ایسے انسانیت سوز مظالم کئے جاتے ہیں کہ جن کو بیان کرتے ہوئے خامہ خونچکاں ہے اب تک بیسیوں آدمی مارے جا چکے ہیں اور بیسیوں زخمی پڑے ہیں اور متعدد عورتیں بھی حکومت کی اس سفاکی کا شکار ہو کر موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں لیکن اس ظلم کے باوجود کشمیر کے در و دیوار سے "کشمیر چھوڑ دو" "بیعنامہ امرتسر کو توڑ دو" "ڈوگرہ راج مردہ باد" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور یہ تحریک آزادی عوام میں پھیلتی چلی جا رہی ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ریاست کشمیر کے ارباب حل و عقد اس عمرانی حقیقت سے بالکل غافل ہیں کہ کسی تحریک کو ظلم و ستم اور غارتگری سے دبایا نہیں جا سکتا جو حکمران روح انسانی کے تند و خطرناک جذبات سے غافل ہو کر طاقت اور تلوار سے ایسی تحریکات کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں وہ خود بھی اسی تلوار سے ہلاک ہو جاتے ہیں ایک طوفان مصائب اُٹھتا ہے جو ان کے اقتدار کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتا ہے خون کا ایک دریا اُبلتا ہے جو انہیں اچھال کر نیستی کے سمندر میں پھینک دیتا ہے اگر کشمیر کے ارباب حکومت بصارت سے محروم نہیں ہیں تو انہیں چاہیئے کہ آنکھیں کھول کر موجودہ حالات کی اصلاح کریں اور آہنی پنجے سے تحریک آزادی کو دبانے کی کوشش نہ کریں بلکہ تدبر سے کام لیتے ہوئے موجودہ پیچیدگی کو سلجھانے کی سعی کریں اور مطلق العنانیت کی جگہ دستوری اور آئینی حکومت رعایا کو دیں کیونکہ اس مسئلہ کا یہی بہترین حل ہے۔ مطلق العنانیت روح عصر کے خلاف ہے۔ یہ زمانہ اقتدار مطلق کا متحمل نہیں دنیا کی سب اقوام بیدار ہو چکی ہیں اور اپنی آزادی کے لئے غیر معمولی جدوجہد کر رہی ہیں اس زمانہ میں لوگوں کو اختیار مطلق کی زنجیروں میں جکڑنا بہت مشکل ہے اور جو حکومت ایسا کرنا چاہتی ہے وہ سخت ناعاقبت اندیش ہے وہ زیادہ دیر تک دنیا میں قائم نہیں رہ سکتی زمانے کا دھارا اسے بنیادوں سے اکھاڑ کر پھینک دے گا آج وہی نظام حکومت قائم رہ سکتا ہے جو اس زمانے کے مزاج کے مطابق ہو اور متحرک ہو اور حالات کے مطابق ڈھلنے کی اس میں لچک موجود ہو۔ مہاراجہ کشمیر اور ان کے وزراء کو چاہیئے کہ اس دور کے تقاضا کو سمجھ کر کوئی قدم اٹھائیں اور "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کے اصول ...

برلن مسجد کی مرمت کیلئے عطیہ

جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۵ جون ۱۹۴۶ء کے مطالعہ سے احباب کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ برلن مسجد کی مرمت پر قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ اس مرمت کے لئے چوہدری ظہور احمد صاحب مسلم ٹاؤن لاہور نے مبلغ دو صد روپیہ انجمن کو بطور عطیہ دیا ہے جزاکم اللہ خیرا۔ چوہدری صاحب موصوف کا یہ اقدام جماعت کے دوسرے مخیر دوستوں کے لئے قابل تقلید ہے امید ہے جماعت کے وہ احباب جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا ہے وہ اس کار خیر میں نمایاں حصہ [illegible] عنداللہ ماجور ہوں گے۔

شکریہ

عالی جناب خان بہادر نقیب الکریم خان صاحب سکندر آباد کا عطیہ مبلغ ۱۲۵ (سکہ عثمانیہ) بابت ماہ اپریل [illegible] بوساطت برادرم شیخ محمد انعام الحق [illegible] وصول ہو گیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ۱۲۵ سکہ عثمانیہ کے ۱۰۷/۱ انگریزی سکہ کے بنتے ہیں۔

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری

سانحۂ ارتحال

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی کہ جناب سید عبدالجبار شاہ صاحب (تحصیل شاہ صوابی) کا جوان صاحبزادہ شاہ رسول جو عرصہ سے تپ دق میں بیمار تھا یکم جون ۱۹۴۶ء کو بمقام ایبٹ آباد اس دار فانی سے انتقال کر گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم شاہ رسول نہایت مہذب [illegible] اور خوبرو نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے والدین اور جملہ اعزہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادے۔ ہمیں اس صدمہ میں جناب باوا صاحب ان کے فرزندان سید اکبر حسین اور شاہ ابراہیم اور جملہ عزیزوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے احباب جماعت سے جنازہ غائب کی درخواست ہے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں معروف ہیں۔

— احباب سلسلہ کو یہ خبر سن کر بہت خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے سید اختر حسین صاحب گیلانی کو دہلی یونیورسٹی کے امتحان ایم۔ اے میں فرسٹ کلاس میں کامیاب کیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف کی اس کامیابی کو دنیا و آخرت کی حسنات کا موجب بنائے آمین۔

— شیخ اکرام الحق صاحب خلف الرشید محترم جناب شیخ عبدالحق صاحب نے امسال دہلی یونیورسٹی سے بی اے آنرز کا امتحان پاس کیا ہے۔ آنرز کا مضمون انگلش لٹریچر تھا۔ احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کامیابی کو ان کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

— رشیدہ طاہرہ صاحبہ بنت شیخ عبدالحق صاحب نے امسال مولوی کا امتحان دیا ہے اس میں کامیابی انشاءاللہ یقینی ہے نتیجہ اگست میں نکلے گا احباب سلسلہ کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

— مکرم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب گھوڑا گلی [illegible] نے امتحان دینیات کے درجہ چہارم کے [illegible] قرآن کریم کا امتحان پاس کر لیا ہے [illegible] میں ۷۰ نمبر حاصل کئے ہیں احباب سلسلہ [illegible] فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں برکت دے۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں [illegible] سے سنی جائے گی کہ حبیب الرحمٰن صاحب صادق کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بچی [illegible] فرمائی ہے۔ بچی کا نام حضرت [illegible] اسد اللہ شاہ صاحب نے ثمرہ جمند بانو [illegible] احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور صالح بنائے اور عمر [illegible] فرمائے۔ آمین!

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یکم جون ۱۹۴۶ء۔

برادران محترم۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہماری جماعت کے سامنے جو اہم کام ہے اس کے لئے لاہور میں میں اپنے خطبات میں احباب کو کم و بیش توجہ دلاتا رہتا ہوں ڈلہوزی میں وہ سلسلہ قائم نہیں رہتا اس لئے کہ خطبہ کا لکھنا بڑا مشکل کام ہے اس کام کو شیخ محمد آصف صاحب نے نہایت خوبی سے نباہا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء صانہ اللہ من الآفات۔ اس لئے اس دفعہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ بذریعہ خطوط احباب کو اس کام کی طرف توجہ دلاتا رہوں۔ اگر صحت نے اجازت دی، تو کوشش کروں گا کہ ہر ہفتہ ایک خط لکھتا رہوں۔

ہمارے کاموں میں نقص ہیں اور کوئی انسانی کام بھی نقصوں سے خالی نہیں ہوتا مگر قوم کا قدم اس وقت تک ترقی کی طرف اُٹھتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے نقصوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرتی رہے لاہور میں جو آخری خطبہ میں نے دیا اس میں میں نے اپنے احباب کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ہماری جماعت کا ۹/۱۰ حصہ صحیح معنوں میں کام نہیں کر رہا اور اس کے لئے میں نے جماعت کے ماہوار چندوں کا ایک چھوٹا سا نقشہ بطور نمونہ پیش کیا تھا۔ اس کے علاوہ جماعت کے نظام میں اور بھی کئی نقص ہیں بہت جگہ نماز با جماعت کا انتظام نہیں۔ بہت جگہ ہفتہ وار احباب کے میل ملاقات کا انتظام نہیں۔ بعض جگہ ایسی بھی ہونگی جہاں جمعہ کا انتظام نہیں۔ اکثر مقامات پہ قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام نہیں، کچھ باہمی ہمدردی کی کمی ہے۔ ایک دوسرے کی مصیبت اور تکلیف کے وقت کام آنے کا وہ نمونہ نہیں پایا جاتا جو اخوت اسلامی کا تقاضا ہے۔ جنازوں تک میں بعض جماعت کے احباب شامل نہیں ہوتے ان میں سے اکثر باتوں کی تہ میں دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دینی معاملات میں آرام طلبی بڑھتی جا رہی ہے اپنی دنیوی اغراض کے لئے تو ہم ہر طرح کی تکالیف اور مصیبت اُٹھا لیتے ہیں اور ہمیں دکھ معلوم نہیں ہوتا مگر اپنی رہ جانیت کو قائم رکھنے کے لئے یا اسے ترقی دینے کے لئے ہمیں تکلیف اُٹھانا ایک پہاڑ کی طرح نظر آتا ہے۔ اسی طرح دینی اغراض کے لئے بھی ہم اپنے آرام اور اپنی آسائش کو قربان کرنا نہیں چاہتے۔

اس سے بھی زیادہ غور کیا جائے تو ہمارے سب نقصوں اور ہماری سب بیماریوں کی تہ میں ایک چیز ہے اور وہ ہے اس کام کے لئے محبت اور عشق کا نہ ہونا جو ہماری زندگی کی اصل غرض ہے اس کی جگہ مال کی محبت اور ذاتی اغراض کی محبت نے لے لی ہے۔ مختصر یہ کہ خدا کی محبت کی جگہ دنیا کی محبت نے لے لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرف توجہ دلائی ہے ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ یہ اس گروہ کا ذکر ہے جو دنیا پر جھکا ہوا ہے جو اخلد الی الارض کا مصداق ہے جس کے سامنے مال کمانے کے سوائے کوئی غرض نہیں۔ جس کی نظر ان بلند مقامات کی طرف نہیں اُٹھتی جو خدا نے انسان کے لئے بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کے مقابل پر اپنی محبت کا محل چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بنا لیا ہے جو ختم ہو جانے والی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے گروہ کا ذکر کیا ہے جو اہل دین کا گروہ ہے جن کی زندگیوں کا مقصد بلند ہے۔ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ، مومنوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے ایسی ہوتی ہے جو اشد حباً کا مصداق ہے۔ سخت ترین محبت ہے وہ محبت ہے جسے عشق کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے۔ خدا سے، خدا کے دین سے خدا کے رسول سے محبت اور عشق سے زندگی ملتی ہے اس محبت اور عشق کے نہ ہونے کا نام موت ہے۔ ہم نے موت اور زندگی کے مفہوم کو صحیح نہیں سمجھا۔ زندگی خدا کی محبت کا نام ہے موت دُنیا کی محبت کا نام ہے۔ ہم نے موت کو زندگی اور زندگی کو موت قرار دے رکھا ہے۔ دجال کی بہشت اور دوزخ کی طرح کہ جو اس کی بہشت ہے وہ درحقیقت دوزخ ہے اور جو اس کی دوزخ ہے وہ درحقیقت بہشت ہے کسی نے اچھا کہا ہے ؎ ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق، اس شخص پر کبھی موت نہیں آتی جس کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ تو حقیقی زندگی خدا کی محبت کا نام ہے

حضرت امام جن کی جماعت ہم کہلاتے ہیں ہم مسیح موعود بھی کہتے ہیں مہدی بھی کہتے ہیں، مجدد بھی کہتے ہیں اور ہمارے غالی بھائی نبی بنا کر محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن آپ کا سب سے بڑا مقام درحقیقت اشد حباً للہ کا ہے ؎

زعشاق فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

آپ کا دل خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کے عشق سے روشن تھا۔ وہ عشق اتنا زبردست تھا کہ جو آپ کی صحبت میں بیٹھے ان کے دل میں بھی خدا اور رسول کا عشق پیدا کر دیا اور عشاق الٰہی کی ایک فوج پیدا کر دی اس فوج کے آپ سپہ سالار ہیں۔

ہم میں سے بہتوں نے آپ کے ان الفاظ کو پڑھا ہوگا۔ مگر شاید ان کی حقیقت پر کبھی غور نہ کیا ہو۔

"میرا حال تو یہ ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آجائے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس عشق اور محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی"

اور میرے کان تو اس آواز سے بھی آشنا ہیں کہ اگر مجھے یہ آواز بھی آجائے کہ تبلیغ دین کا جو کام تم کر رہے ہو اس کی وجہ سے تمہیں آگ میں ڈالا جائے گا تو بھی میں اس کام کو ترک نہیں کر سکتا۔ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ صرف یہ کہ مجھے تبلیغ دین کے کام سے اس قدر محبت اور عشق ہے کہ کوئی دکھ کوئی مصیبت کوئی ناکامی مجھ سے یہ کام چھڑا نہیں سکتی۔ اس حقیقت کے اظہار کے لئے آپ کی یہ مناجات بارگاہ الٰہی میں ہے ؎

خواہی بقہرم کن جدا، خواہی بلطفم رو نما
خواہی بکش یا کن رہا، کے ترک آں داماں کنم

خواہ تو اپنے غضب سے مجھے دور پھینک دے اور خواہ اپنے لطف اور مہربانی سے مجھے اپنا چہرہ دکھا دے، خواہ مجھے مار ڈال خواہ مجھے رہا کر دے میں دونوں حالتوں میں تیرے دامن کو ترک نہیں کر سکتا۔ اس محبت اور عشق کے پایان کو کون پہنچ سکتا ہے کہ اے خدا اگر تو بھی مجھے چھوڑ دے تو میں پھر بھی تجھے نہیں چھوڑ سکتا تو اپنی نصرت کا ہاتھ ہٹا لے تو میں کام تیرا ہی کرتا رہوں گا تو مجھے سزا بھی دے تو بندہ تیرا ہی رہونگا۔

اے میرے دوستو! جنہوں نے اس عاشق خدا کا دامن پکڑا ہے۔ اگر تمہارا مذہب کچھ اور ہے تو تم اس کے پیرو نہیں کام کم کرو یا زیادہ، خدا کی راہ میں تھوڑا دو یا بہت مگر تمہارا اصول تو وہی ہونا چاہیئے جو تمہارے سپہ سالار کا اصول ہے ورنہ تم اس کی فوج نہیں جس طرح چاہو اپنے دل کو خوش کر لو۔ اپنے نفس کو دھوکہ دے لو۔ دوسروں کو دھوکہ دے لو۔ مگر احمدی وہی ہے جو عشق الٰہی کے اس مقام پر آجائے جس پر اس کا امام کھڑا ہوا تھا۔ محبت اور عشق کے امتحان ہوتے ہیں خدا بھی بعض وقت اپنی نصرت کے دروازے بند کر دیتا ہے، سب اس کی مخلوق ہے وہ دشمن کو بھی کبھی خوش کر دیتا ہے۔ دوست بھی کبھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ انسان بعض وقت ایسا محسوس کرتا ہے کہ خدا نے بھی اس کی بات نہیں سنی اور اس کی پروا نہیں کی۔ مگر محبوب اگر ناراض بھی ہو جائے تو اس کا حق ہے، عاشق اگر ناراض ہو جائے تو وہ عاشق نہیں۔ اپنی بیماری کو پہچانو۔ وہ بیماری خدا سے اور خدا کے دین سے تمہارے عشق اور محبت کی کمی ہے اس لئے تم کو ایک دوست سے تکلیف پہنچتی ہے تو تم کہہ دیتے ہو ہم خدا کا کام نہیں کریں گے معلوم ہوا تم خدا کا کام پہلے بھی نہیں کر رہے تھے تم اس کا کام کر رہے تھے جس سے ناراض ہو کر تم نے خدا کا کام چھوڑ دیا ہے عشق اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس راستے میں جو دکھ پہنچے اس سے قلب میں راحت پیدا ہو ایک لذت حاصل ہو۔ دل میں سرور حاصل ہو کہ یہ تکلیف مجھے اپنے محبوب کی راہ میں پہنچی ہے۔

ہم میں بہت سے لوگ ہیں جو ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ بعض خیال کرتے ہیں کہ ہم راتوں کو اُٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں۔ خدا کی عبادت میں ہمیں خضوع و خشوع حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ہم خدا سے محبت کرتے ہیں اور خدا ہم سے راضی ہے۔ عبادت کیا ہے وہ تو ہمارا ایک تصور ہے ایک بت پرست ایک بت کے لئے وہی تصور دل میں جما لیتا ہے اور اسے بت کی پرستش میں وہی لذت حاصل ہوتی ہے جو ایک خدا کے پرستار کو خدا کی عبادت میں حاصل ہوتی ہے۔ عشق اور محبت کا امتحان عبادت میں لذت سے نہیں ہوتا یہ امتحان عمل سے ہوتا ہے یہ امتحان دکھوں سے آزمائے جانے میں ہوتا ہے جس نے دکھ پہنچنے پر قدم آگے بڑھایا وہ محبت کے امتحان میں کامیاب ہو گیا جس نے دکھ پہنچنے پر قدم پیچھے ہٹا لیا وہ محبت کے امتحان میں ناکام ہوا۔ بعض خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا سے دنیا کی ترقی مانگتے ہیں تو وہ دیدیتا ہے اس لئے وہ ہم پہ خوش ہے ہماری جائدادیں بڑھتی جا رہی ہیں اس لئے خدا ہم سے راضی ہے۔ اگر دنیا کا مال اور جائداد بڑھنے سے خدا راضی ہوتا تو وہ کافروں پر سب سے بڑھ کر راضی ہوتا جن کے قبضہ میں دنیا کا سارا مال ہے۔ کسی کا خیال ہے کہ میں نے خدا سے یوں دعا کی تو اس نے مجھے مالا مال کر دیا بس وہ مجھ سے راضی ہے ان دعاؤں پر ناز کرنا ایک غلط حرکت ہے وہ تو بغیر دعا کے بھی مالا مال کر دیتا ہے اگر یہی معیار ہے تو پھر جسے بغیر خدا سے دعا کے مل گیا اس پر تو خدا بہت راضی ہوگا۔ یاد رکھو یہ سب باتیں نفس کے دھوکے ہیں۔ خدا کسی کو دعا سے مالا مال کر دے یا بغیر دعا کے مالا مال کر دے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خدا اس پر راضی ہے اور وہ خدا کی محبت کے مقام پر کھڑا ہے مال ابتلاء کے طور پر آتا ہے اصطفاء کے طور پر نہیں اصطفاء کے لئے تو اسے خدا کی [illegible]

نکالنا ہوتا ہے۔ خدا خوش اس سے ہوتا ہے جو اپنے مال کو خدا کی راہ میں قربان کرتا ہے۔ خدا سے محبت کرنے والا وہ ہے جو اپنے مال کو خدا کے لئے گھٹاتا ہے گو خدا سے کھینچے نہیں دیتا۔ جس کے دل میں خدا کے رستے میں دے کر لذت پیدا ہوتی ہے مال لیکر لذت تو کافر، مومن سب کو مل جاتی ہے مگر خدا کے رستے میں دے کر لذت پیدا ہو تو وہ خدا سے نسبت کا مقام ہے۔ کوئی شخص اپنے وطن کے لئے دیتا ہے اسے وطن سے محبت ہے۔ کوئی اپنی قوم کے لئے دیتا ہے اسے قوم سے محبت ہے۔ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دیتا ہے اور دے کر لذت حاصل کرتا ہے وہی ہے جو خدا کی محبت کے مقام پر کھڑا ہے۔

خوب یاد رکھو خدا کی محبت ایک آگ ہے اور یہ آگ دنیا کے مال کو جلانے سے پیدا ہوتی ہے جس بھٹی میں دنیا کا مال نہیں جلا اس میں خدا کی محبت کی ایک چنگاری بھی پیدا نہیں ہوتی۔ خدا کی محبت ایک کھیتی ہے اور اس کھیتی کی کھاد تمہاری قربانیاں ہیں، عزت کی قربانیاں ہیں آرام و آسائش کی قربانیاں ہیں۔ جان کی قربانیاں ہیں جس بیج کو کھاد نہیں ملتی وہ نشو و نما نہیں پاتا۔ سو خدا کی محبت کی آگ سے اپنے دلوں کو روشن کرنا چاہتے ہو تو دنیا کے مال کو اس کا ایندھن بناؤ۔ خدا کی محبت کے بیج کو نشو و نما دینا چاہتے ہو تو مالی اور جانی قربانیوں کی اسے کھاد دو۔ اپنے عشق اور محبت الٰہی کا اندازہ اس سے نہ کیجئے کہ تمہارے خدا نے تمہاری دعاؤں کو سن کر کس قدر مال تمہیں دے دیا وہ دعا کرنے والے کو اور انکار کرنے والے کو اور گالیاں دینے والے کو بھی کو دیتا چلا جاتا ہے ہاں خدا سے محبت اور عشق کا اندازہ اس سے کیجئے کہ تم نے اپنا کس قدر مال خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے خرچ کیا ہے اور کس قدر خرچ کرنے کے لئے تیار ہو۔ غرباء کے لئے یہ امتحان آسان ہے۔ انہیں خدا نے تھوڑا دیا ہے اور وہ اس تھوڑے میں سے دیتے چلے جاتے ہیں امراء کے لئے یہ امتحان بہت کڑا ہے وہ لیتے وقت خوش ہو کر لیتے چلے جاتے ہیں مگر دیتے وقت ان کے دل سخت تنگ ہو جاتے ہیں وہ محبت اور عشق کے مقام سے دور ہیں وہ خدا سے بھی دور ہیں خدا کے بندوں سے بھی دور ہیں وہ مسیح موعود کے پیرو نہیں انہیں مال سے محبت ہے خدا سے محبت نہیں۔

غرض ہماری سب بیماریوں کی جڑ خدا کی محبت کی کمی ہے اس لئے قبل اس کے کہ میں آپ لوگوں کو ان نقصوں کی طرف توجہ دلاؤں جن کی وجہ سے ہمارا قدم خدا کے رستے میں سست ہو رہا ہے۔ ان ٭

٭ سب بیماریوں کی جڑ کی طرف توجہ دلاتا ہوں پہلے اپنے دلوں میں خدا سے خدا کے کلام سے خدا کے پیغمبر سے خدا کے دین سے محبت پیدا کرو۔ وہ عشق پیدا کرو جو سب مشکلوں کو آسان کر دے خدمت دین کے لئے ایک جنون پیدا کرو جس دن یہ پیدا ہو جائے گا سب بیماریوں کا علاج آسان ہو جائیگا۔

خاکسار

محمد علی

ادائیگی زکوٰۃ کے لئے اپیل

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق میں آپ کو دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اوّل یہ کہ بیت المال کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔

اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان زکوٰۃ ادا بھی کرتے ہیں مگر سنت نبوی پر پھر بھی عمل نہیں کرتے۔ کچھ گداگر زکوٰۃ کا مہینہ آنے پر گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ایک ایک دولت مند کے پاس پہنچکر حصہ رسدی کچھ پیسے وصول کر لیتے ہیں۔ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی۔ حالانکہ زکوٰۃ اس چیز کا نام نہیں جو فقیروں کو دی جائے بلکہ زکوٰۃ وہ ہے جو بیت المال میں جمع کر کے وہاں سے خرچ کی جائے۔ جو لوگ اپنے طور پر زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں وہ قوم میں گداگری پیدا کرنے والے اور بدکاری کے جرم کی اعانت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں صریح ہدایت موجود ہے کہ امام کے عامل زکوٰۃ وصول کریں یہاں تک کہ ان عاملوں کو مد زکوٰۃ میں سے تنخواہ دینا بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے ضروری مصارف میں سے قرار دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا کوئی شخص اس بات کا مجاز نہ تھا کہ یہ کہے کہ میرے پاس بہتیرے زکوٰۃ مانگنے والے آجاتے ہیں۔ یا میرے رشتہ دار بہتیرے مستحق ہیں۔ میں بیت المال میں نہیں دیتا۔ آپ کی وفات کے بعد جب بعض قوموں نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم اپنی زکوٰۃ کو بیت المال میں داخل نہیں کرتے اپنے طور پر خرچ کریں گے تو آپ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی۔ نماز اگر کوئی شخص نہیں پڑھتا یا اکیلا گھر میں پڑھ لیتا ہے اور مسجد میں نہیں آتا تو وہ گنہگار تو ہے مگر نقصان اپنی جان کا کرتا ہے مگر جو شخص اپنی زکوٰۃ کو بیت المال میں ادا نہیں کرتا وہ گنہگار بھی ہے اور اس کے گناہ سے ساری قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جو چندہ ماہوار تبلیغ اسلام کے لئے دیتے ہیں وہ زکوٰۃ نہیں بلکہ جہاد ہے اور زکوٰۃ اور جہاد اسلام کے دو الگ الگ رکن ہیں۔ ایک کے ادا کرنے سے دوسرا ادا نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے زکوٰۃ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے ایک شخص زکوٰۃ دیتا ہے چندہ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے البتہ احباب کی سہولت کے لئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک تہائی تک زکوٰۃ کے متعلق کو اختیار ہے کہ وہ اپنے طور پر خرچ کر لے۔ اپنے کسی غریب رشتہ دار کو دے دے یا کسی محتاج کو دیدے۔ یا اس کا کچھ لٹریچر منگوا کر اپنے طور پر تقسیم کر دے اور اس کی بناء ایک حدیث پر ہے جس میں آتا ہے کہ تم جب زکوٰۃ کا اندازہ کر لو تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔ امام شافعی رحؒ کہتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تا ایک شخص خود اپنے ہمسایوں یا غریبوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہوں خرچ کر سکے۔ لیکن جو لوگ ساری زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں وہ خدا کے حکم کے خلاف چلتے ہیں۔ اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اس کی ایک تہائی زکوٰۃ سے زیادہ کے کوئی اس کے قریبی حقدار ہیں تو وہ ان کے لئے انجمن میں لکھ سکتا ہے اس طرح وہ اپنے حسب منشا امداد بھی دے سکتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی۔ اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے

(۱) نقدی۔ خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں۔ اپنے پاس جمع ہو یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنائے گئے ہوں خواہ استعمال کے لئے خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں خواہ رکھے رہتے ہوں ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں تو نگینوں وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔ نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے۔ صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس میں لگا ہوا ہے بشرطیکہ باون روپے یا اس سے زیادہ مالیت کا ہو یا ۷½ تولہ یا اس سے زائد سونے پر زکوٰۃ ہے۔

(۲) تجارت پر لگا ہوا مال اور انڈسٹری کی صورت میں لگا ہوا سرمایہ، مکان یا زمین یعنی جائداد غیر منقولہ سے زیادہ مشابہ ہے ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس نفع پر ہونی چاہیئے جو تجارت یا کارخانے سے اٹھایا گیا ہے۔ یعنی ضروری اخراجات کو ادا کر لینے کے بعد جو اس کی آمدنی ہو اس میں سے اڑھائی فی صدی دیا جائے انکم ٹیکس وغیرہ لازمی اخراجات میں سے شمار ہوں گے۔

(۳) زمینوں کی پیداوار میں عشر ادا ہو سکے عصر کا طریق اس لئے قابل عمل نہیں کہ حکومت مالکان زمین سے مالیہ الگ لیتی ہے اس صورت میں زکوٰۃ زمین کے منافع پر ہو گی۔ یعنی اس کی آمدنی میں سے ضروری اخراجات کو جن میں معاملہ آبیانہ اور دیگر اخراجات شامل ہیں نکال کر جو رقم باقی رہے اس پر اڑھائی فیصدی زکوٰۃ ہے۔

(۴) مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ۔ مکانات کے کرایہ پر ایک سال کی آمدنی کرایہ بعد منہائی لازمی اخراجات باون روپے سے زیادہ ہو۔ تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہو گی۔ اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کرایہ وصول نہیں ہوتا کوئی زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح جو زمین صرف کسی کے اپنے گزارہ کے لئے ہے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں۔

(۵) بالآخر تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عموماً اور برادران جماعت کی خدمت میں بالخصوص التماس ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف میں غرباء اور مساکین کی امداد کے علاوہ سب سے بڑا اور سب سے اہم خرچ تبلیغ اسلام ہے اور یہ سب کام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک وسیع پیمانے پر کر رہی ہے۔ اس نے نہ صرف ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر یورپ وغیرہ ممالک میں متعدد اسلامی مشن کھولے ہوئے ہیں بلکہ قرآن کے تراجم انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں سیرت نبوی کے تراجم اور تعلیم پر رسالے ہزاروں کی تعداد میں مفت غیر مسلموں تک پہنچائے جاتے ہیں اور اس کے بیت المال سے ایک خاص تعداد غرباء اور مساکین کی بھی فائدہ اٹھاتی ہے اس لئے سب بھائی اپنی زکوٰۃ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجکر ممنون فرمائیں۔ والسلام۔

خاکسار

محمد علی

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور

متفرقات

خریداران پیغام صلح سے ضروری گذارش
(فہرست نمبر ۲)

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ اخبار پیغام صلح مندرجہ ذیل تاریخوں تک ختم ہو چکا ہے ڈاکخانہ سے چونکہ وی پی فارم نہیں ملتے اس لئے دوست وی پی کا انتظار نہ کریں اور اپنا حساب ملاحظہ فرما کر رقم چندہ خود بخود بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔
(مینیجر)

خریداری نمبر ۵ بابو دلاور خانصاحب جہانگیر پورہ پشاور ۱/۴۷ تک ——— ٦
" " نمبر ۱۱ سید امجد علی شاہ صاحب ۱۲/۴٦ ۲ تک " ——— ٦
" " نمبر ۱۲ چوہدری فتح خانصاحب ۲/۴۷ ۱۲ تک " ——— ٦
" " نمبر ۱۳ ایم احمد بادشاہ صاحب مدراس ۱/۴۷ ۳۱ تک ——— ٦
" " نمبر ۱۹ ڈاکٹر حسن علی خانصاحب گوجرانوالہ ۵/۴۷ ۳۱ تک ——— ٦
" " نمبر ۲۱ مرزا غلام ربانی صاحب راولپنڈی ۱/۴۷ ۱ " " ——— ۱۸
" " نمبر ۳۱ راجہ غلام محمد خانصاحب پنشنر ۲/۴۷ ۲۸ تک " ——— ٦
" " نمبر ۳۴ مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے مسلم ٹاؤن ٦/۴٦ ۳۰ تک ——— ۱۲
" " نمبر ۳۵ ایس۔ ایم حیات صاحب کوٹھی نمبر 152/B ماڈل ٹاؤن لاہور ۲/۴۷ تک ——— ٦
" " نمبر ۳۷ شیخ عبد العلی صاحب ای۔ اے سی۔ انبالہ ۱/۴۷ ۳۱ تک ——— ٦
" " نمبر ۳۸ چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ بی اے، ایل۔ بی وکیل گجرات ۵/۴۷ ۲۹ تک ——— ٦
" " نمبر ۳۹ مولوی عبد اللہ خانصاحب نیازی نمبر ۲۸۳ جہانگیر پورہ پشاور ۵/۴۷ ۲ تک ——— ۱۲
" " نمبر ۴۰ خان عبد العزیز خانصاحب ملتان چھاؤنی ۱۲/۴٦ ۳۰ تک ——— ٦
" " نمبر ۴۵ شیخ عبد الصمد صاحب سیکرٹری سرینگر ڈل گیٹ سرینگر ۴/۴۷ تک ——— ٦
خریداری نمبر ۴۸ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب سول سرجن ڈاور ۱۲/۴٦ ۳ تک ——— ٦
" " نمبر ۵۰ حافظ حکیم محمد حسن صاحب زبدۃ الحکماء مسلم بازار گجرات ۴/۴٦ ۳ تک ——— ٦
" " نمبر ۵۱ مستری فضل دین صاحب احمدی مالک کارخانہ چڑائی و سرخی وغیرہ لاہور ۳/۴۷، ۳ تک ——— ٦
" " نمبر ۵۲ محمد فضل قادر صاحب اگریکلچرل اسسٹنٹ زراعتی کالج لائلپور ۲/۴۷ ۲۸ تک ——— ٦
" " نمبر ۵۴ حافظ محمد بخش صاحب نمبردار چک ۲/۴۷ اوکاڑہ ۱۲/۴٦ ۲ تک ——— ٦
" " نمبر ۵۷ ملک عزیز احمد صاحب فرٹ کمشنر بہادر انبالہ ۱/۴۷ ۳۱ تک ——— ٦
" " نمبر ۵۹ شیخ عبد الحق صاحب ڈائریکٹر کوارٹرز نمبر ۱۱ نئی دہلی ۴/۴٦ ۱۳ ——— ٦
" " نمبر ٦٦ ماسٹر غلام رسول صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر سکول باغ پونچھ ۵/۴۷ ۳۱ تک ——— ٦
" " نمبر ٦۳ ڈاکٹر وزیر احمد خانصاحب قریشی ہیلتھ اینڈ ایپڈیمک آفیسر سرینگر کشمیر ۱۲/۴٦ ۳۱ تک ——— ٦
خریداری نمبر ٦۹ چوہدری فضل داد خانصاحب کلرک زمیندارہ بنک جلالپور جٹاں گجرات ۱/۴۷ ۳۱ تک ——— ٦
" " نمبر ۷۰ شیخ عبد الرحمن صاحب سیشن جج سیالکوٹ شہر ۱/۴۷ ۱ تک ——— ٦
" " نمبر ۷٦ مسٹر امام الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر محلہ علی بھٹہ بھیرہ ۲/۴۷ ۲۸ تک ——— ٦
" " نمبر ۷۸ میاں اللہ دتہ صاحب عبد اللہ خان صاحبان کلاتھ مرچنٹ۔ پشاور ۵/۴۷ ۳۰ تک ——— ٦
خریداری نمبر ۸۰ منشی رحیم بخش صاحب ہیڈ ماسٹر محلہ دہزیاں سامانہ پٹیالہ ۱۲/۴٦ ۲۹ تک ——— ٦

وصایا کے متعلق ضروری یاد دہانی

جن احباب نے دو سال کے اندر اندر زر وصیت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب دوسرا سال گذر رہا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اب براہ مہربانی کل رقم ادا کر دیں یا اس کی قسط اس طریق سے شروع کریں کہ آخیر سال تک کل رقم وصیت ادا ہو سکے۔

سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں ضروری گذارش

جماعتوں اور سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ دفتری ضرورت کے لئے اعلیٰ عہدوں، بی اے انگریزی خواں اصحاب۔ تجار۔ صاحب حیثیت اور متمول زمینداروں کے پتے درکار ہیں۔

براہ کرم اپنے اپنے شہر یا گاؤں کی ایک فہرست مرتب فرما کر دفتر میں ارسال فرمائیں۔ یہ ایک ضروری کام ہے امید ہے کہ احباب بطیب خاطر یہ تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق گذارش

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مطبوعہ چٹھی درباره زکوٰۃ تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ سیکرٹری صاحبان کے علاوہ حضرات مبلغین کرام اور محصلین اور بعض دوسرے احباب کی خدمت میں بھی بھیجی گئی ہے۔ تمام احباب سے استدعا ہے کہ براہ مہربانی ادائے زکوٰۃ کی طرف خود بھی توجہ مبذول فرمائیں اور اپنی اپنی جماعت میں تحریک کر کے اس کی فراہمی کا پورا پورا اہتمام کریں۔ کوئی صاحب نصاب گھر ادائے زکوٰۃ سے محروم نہ رہے۔ ہر ایک جماعت کے سیکرٹری صاحب کی خدمت میں کافی تعداد میں یہ چٹھیاں بھیجی گئی ہیں۔ یہ گھروں کے اندر ہی مدفون نہ پڑی رہیں بلکہ سیکرٹری صاحبان پوری پوری کوشش سے ان کو تقسیم کریں اور جمعہ کے روز بالخصوص جماعتوں کے خطیب زکوٰۃ کی اہمیت پر زور دیں اور اس کی فراہمی کا اہتمام کر کے رقم مرکز میں بھجوا دیں۔ حافظ عبد الرشید صاحب نے حسب وعدہ -/۱۰۰ سے زائد رقم اس وقت تک مد زکوٰۃ میں ارسال فرما دی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

مرتضیٰ خاں۔
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

یوم وصال کا جلسہ

۲٦ر مئی ۱۹۴٦ء۔ یوم وصال مسیح موعود کے موقع پر جماعت جھنگ کی طرف سے مسجد احمدیہ میں بعد از نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا۔ نظم اور تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے سامعین کے سامنے حدیث مجدد پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ چودھویں صدی کے مجدد اور اس سے پہلی صدیوں کے مجددین میں بلحاظ کام اور فرائض ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ پہلے مجددین کی طرح حضرت اقدس مرزا صاحب کو صرف مسلمانوں کے اندر ہی پیدا شدہ بدعات اور رسومات کو دور کرنا مدنظر نہ تھا بلکہ آپ کے زمانہ میں کئی ایک فتنے پیدا ہو چکے تھے جن کو مناسب ہتھیاروں اور دلائل سے فرو کرنا بھی آپ کا فرض تھا جن میں سے ایک طرف پرانا فتنہ عیسائیت اور دہریت اپنے نئے ہتھیاروں اور مددگاروں سے اسلام پر حملہ آور تھے تو دوسری طرف فتنہ آریہ سماج۔ بہائیت اور نیچریت نے بھی کوئی کمی اٹھا نہ رکھی تھی۔ الغرض اس صدی میں جس قدر اپنے لوازمات کے ساتھ زبردست فتنے نمودار ہوئے اسی قدر خدا تعالےٰ نے ایک زبردست روحانیت کے مجدد کو بھی کھڑا کر کے اپنے دین اسلام کی مدد کے لئے سامان مہیا کر دیئے اور تمام دنیا پر اسلام کی صداقت ظاہر کر دی۔

اس کے بعد جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم نے ایک مؤثر اور دلپذیر تقریر فرمائی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کے خصوصی کارنامے نمایاں بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے مخالفین اسلام کے سامنے اسلام کو پیش کرتے ہوئے صرف دلائل و براہین سے ان پر اتمام حجت نہیں کیا، بلکہ اپنے آپ کو ایک تجربہ کار اور بطور مشاہدہ بھی پیش کیا ہے، اور حیرت انگیز تحقیق و تفتیش کے بعد ہر باطل مذہب کی جڑ پر تبر رکھ کر بطور حجت ملزمہ اس کے بطلان کو ثابت کر دیا۔ عیسائیت کو یا تو اس کے بنیادی عقیدہ ابن اللہ اور کفارہ کو بیخ و بن سے اس طرح اکھاڑا کہ حضرت عیسیٰ کی تربت تاریخی واقعات سے کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں ثابت کر دی۔ اور جب آریہ سماج سے مقابلہ ہوا تو پنڈت لیکھرام کی موت بطور حجت ان کے سامنے رکھ کر اسلامی شوکت کو بڑھایا۔ اور جب سکھ مذہب کی طرف توجہ کی تو باوا صاحب کی پوتھی اور چولہ کی تحقیق میں حیرت انگیز واقعات کا انکشاف کرتے ہوئے ثابت کر دیا کہ باوا صاحب مسلمان ہونے کے علاوہ ان کی پوتھی قرآن کریم تھی اور ان کے چولے پر تمام قرآنی آیات منقش تھیں۔

جناب میاں صاحب نے آخر پر حضرت اقدس مرزا صاحب کا عشق بالقرآن اور اشاعت اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جن یورپین ممالک میں قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کی گندی سے گندی تصویر کھینچی جاتی تھی مجدد زمان اور ان کے مریدوں نے خیالات کو بدل کر رکھ دیا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں انگریز مسلمان ہو کر اسلام کی صداقت کے قائل ہو چکے ہیں۔ تقریر کے اختتام پر آپ نے جلسہ کو دعا پر ختم کیا۔

خاکسار۔ احمد گل
مبلغ اسلام۔ مگھیانہ جھنگ۔

ایک غلطی کی اصلاح

پیغام صلح ۱۸ میں فہرست چندہ تبلیغ بلا دغیرآمدہ از بغداد میں جو -/۵۰۰ کی رقم سید تصدق حسین صاحب کے نام کے سامنے درج ہے اس میں اسمٰعیل محمود صاحب بھی شریک ہیں سہواً سید تصدق حسین صاحب کے نام کیا گیا ہے اسمٰعیل محمود صاحب کا نام بھی درج کیا جانا چاہیئے تھا
(مدیر بغداد)

تبدیلی تعریف نبوت پر بحث
مولوی اللہ دتہ صاحب کی خاموشی

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(۲)

علامہ اقبال ایک طالب مباحثہ قادیانی بزرگ نے یہ بھی لکھا ہے کہ :-

" علامہ اقبال ملک الشعراء لاہور نے فیصلہ دیا تھا۔ کہ اس مسئلہ میں قادیانی جماعت حق پر ہے "

مجھے یہ تو علم ہے کہ علامہ اقبال کو جناب میاں محمود احمد صاحب کی وجہ سے احمدیت سے دشمنی پیدا ہو گئی تھی اور ان کے آخری ایام اسی دشمنی میں گذرے اور چونکہ وہ ایک طرف ملک الشعراء تھے اور دوسری طرف فلسفی بھی تھے حالانکہ دونوں صفات باہم کچھ متضاد سی ہیں۔ شاعر ہنگامی واقعات سے متاثر ہو کر ماحول کے اثر میں بہہ نکلتا ہے جیسا کہ شاعر کے ساتھ کبھی ہوا کبھی وہ کچھ کہتے اور کبھی کچھ۔ اور فلسفی اشیاء کی ماہیت پر نگاہ ڈالتا ہے اور اس کا مدعا علت غائی کی تلاش ہوتا ہے ہنگامہ آرائی جو شاعر کی فطرت ہے۔ علامہ فلسفی ہوتے ہیں حقیقتاً اہل مغرب کے شاگرد تھے اور کمتر درجے کے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ فلسفہ اسلامی سے خالی ہونے کی وجہ سے مسلمات اسلامی کو اور قرآن و حدیث سے ثابت شدہ حقیقتوں کو بھی ٹھکرا دیتے تھے نیز اس لئے کہ ان کو قادیانی خلافت سے مخالفت تھی۔ بہرحال اگر قادیانی حضرات کو علامہ اقبال کے اس فیصلہ پر کہ مسئلہ نبوت میں قادیانی جماعت حق پر ہے۔ ناز ہے۔ تو وہ سوچ لیں کہ یہ فیصلہ اس نے انکو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کے لئے ہی دیا تھا۔ ورنہ اس کے مقابل علم دین میں ان سے بہت بڑھے ہوئے مولانا ابو الکلام آزاد نے صاف لکھ دیا تھا کہ یہ قادیانی غلو ہے اور حضرت مرزا صاحب کا دامن پاک ہے، جس کی شہادت میں انھوں نے لاہوری جماعت کو پیش کیا تھا۔

کسی کے فیصلہ پر دین کا انحصار نہیں ہو سکتا اس لئے میرے نزدیک تو یہ بحث ہی بیکار ہے کہ علامہ اقبال نے قادیانیوں کو حق پر قرار دیا ہے، یا لاہوریوں کو۔ اور اگر قادیانی اس شاعرانہ فطرت کے فلسفی مزاج علامہ کے فیصلہ ہی کو کچھ سمجھتے ہیں تو میں بھی اسی کا فیصلہ جو قادیانیوں کے متعلق ہے پیش کرتا ہوں، سنئے علامہ موصوف فرماتے ہیں :-

" جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے "

(الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۱۷ء)

قادیانیوں کی عجیب حالت ایک دفعہ ایک قادیانی صاحب جو دہلی میں جج تھے ان کی کوٹھی پر گیا وہاں ایک یو۔ پی کے نواب صاحب ایک قادیانی ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج تھے علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی جاری تھا۔ بیمار کو نبوت سمجھ نہیں آتی تھی۔ وہاں ایک لاہوری جماعت کے حکیم صاحب کا جو گذر ہوا وہ ان نواب صاحب کے جاننے والوں میں سے تھے انھوں نے صورت حالات دیکھ کر نواب صاحب کی طرف سے مجھے بلوایا۔ وہاں جو میں نے اصل حقیقت بیان کی تو علامہ اقبال صاحب کے فیصلہ کو جج صاحب نے میرے سامنے پیش کیا۔ مجھے علم نہ تھا کہ وہ جج صاحب علامہ اقبال کے بھتیجے ہیں۔ اس لئے میں نے بے دھڑک کہہ دیا کہ اقبال ایک شاعر ہے اور شاعر کی عادت سر وادی میں ٹکریں مارنا ہوتی ہے۔ اور اقبال کا لکھنا کہ قادیانی حق پر ہیں بالکل بے معنے ہے اور اس سے اقبال صاحب کی قابلیت کا انکشاف ہو جاتا ہے اور اگر اقبال ہی کوئی بڑی اتھارٹی ہے تو سنو وہ یہ کہتا ہے اگر قادیانی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نبی ہیں اور ان کا انکار مستلزم کفر ہے تو قادیانی جماعت کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب اس کا جواب تو جج صاحب کے پاس کچھ نہ تھا۔ بڑے غصہ اور جوش میں مجھ پر برس پڑے اور فرمانے لگے کہ اگر تم یہاں نہ ہوتے تو میں یہ کرتا وہ کرتا میں نے کہا کہ یہ کورٹ نہیں ہے جہاں آپ ہتک کورٹ کا جرم لگا کر کسی کو سزا دے سکیں گے۔ یہاں تو مساوی حیثیت ہے۔ جج صاحب گرم بہت ہوتے لیکن جب یہ دیکھا کہ میری گرمی کو فریق مخالف خاک میں ملا دیگا تو خاموش ہو گئے۔ پس قادیانی حضرات کو علامہ اقبال کے فیصلہ کی صحت پر یقین ہے تو وہ مہربانی کر کے از سر نو مسلمان ہو جائیں۔

قادیانی مدمقابل اب جو قادیانی مدعا جناب مولوی اللہ دتہ صاحب کی خاموشی کی وجہ سے مباحثہ کے لئے تیار ہیں اور چیلنج منظور کر چکے ہیں وہ ایک دفعہ پھر ہمارے بیان کو غور سے پڑھ لیں۔ مولوی اللہ دتہ صاحب سے میرے دونو پمفلٹ میکر مطالعہ کر کے جواب لکھدیں پھر میں ان کا جواب الجواب لکھدونگا۔ فیصلہ کے لئے علامہ اقبال کے بھتیجے اعجاز احمد صاحب جج کو ہی مقرر کر لیں۔ اور دو اور غیر جانب دار جج مقرر کر لئے جائیں۔

میں نے خط کے ذریعے قادیانی مباحث کو جواب لکھدیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ اب یہ صاحب بھی خاموشی اختیار کریں گے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

امتحان سورۃ مائدہ

امتحان مطالعہ قرآن کریم کے سلسلہ میں قبل ازیں سورۃ بقرہ۔ آل عمران اور النساء کے امتحانات ہو چکے ہیں۔ اور ان کے نتائج بھی احباب کی نظروں سے گذر چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان امتحانات میں شامل ہونے والے دوستوں اور خواتین نے قرآن کریم کے سمجھنے میں کافی محنت اور دلچسپی سے کام لیا ہے، اور انکو کلام الٰہی کے ساتھ اچھا شغف ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

افسوس ہے کہ اس سال کی دوسری سہ ماہی کے امتحان کا اعلان جلدی نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی احباب یونیورسٹی کے امتحانات دے رہے تھے، اب تمام دوسرے امتحانات ختم ہو چکے ہیں اس لئے یہ سلسلہ پھر شروع کیا جاتا ہے اور احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ ۳۰ جون ۱۹۴۶ء کو سورہ مائدہ کا امتحان ہوگا اگرچہ اس امتحان میں صرف ایک مہینہ ہی ہے لیکن سورۃ مائدہ کوئی زیادہ لمبی سورۃ نہیں صرف ۱۶ رکوع ہیں ایک رکوع روزانہ مطالعہ کرنا کوئی مشکل امر نہیں، اگر ہمارے احباب اس اعلان کے دیکھتے ہی تیاری میں لگ جائیں تو باسانی اس امتحان کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

امید ہے ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے اور اپنے نام امتحان کے لئے فوراً بھیجدیں گے، جو دوست گذشتہ امتحانات میں شامل ہوئے اگر ان میں سے کوئی کسی مجبوری کی وجہ سے اس آئندہ امتحان میں شامل نہ ہونا چاہے تو وہ مہربانی فرما کر ذیل کے پتہ پر اطلاع دے دیں ورنہ پرچہ امتحان ان سب کو اور دوسرے دوستوں کو جو اپنے نام بھیجیں۔ گے حسب دستور سابق تاریخ امتحان سے ایک دو دن پہلے پہنچ جائے گا۔ اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ سلسلہ امتحانات ابتداً کالجوں اور سکولوں کی اعلیٰ جماعتوں کے طلباء کے لئے تجویز ہوا تھا لیکن اب تک بہت کم طلباء نے اس میں حصہ لیا ہے، اب جبکہ یونیورسٹی کے امتحانات ختم ہو چکے ہیں سب طلباء کو کافی فراغت حاصل ہے اور وہ اس امتحان کی تیاری باسانی کر سکتے ہیں، امید ہے وہ اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

یہ بھی اس جگہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ بعض دوستوں نے گذشتہ امتحان کے موقعہ پر اپنی کسی نہ کسی معذوری کا اظہار کرتے ہوئے یہ خواہش کی تھی کہ کسی دوسرے موقعہ پر سپلیمنٹری امتحان لیا جائے۔ اگر ایسے دوست تیار ہوں تو اس کا بھی انتظام ہو سکتا ہے امید ہے اس بارہ میں دوست بہت جلد اپنے ارادہ سے راقم الحروف کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سابقہ امتحانات میں دیکھا گیا ہے کہ بعض دوست امتحان کی مقررہ تاریخ پر پرچہ لکھکر اسی دن واپس نہیں بھیجتے بلکہ کئی کئی دن بعد پرچے بھیجتے ہیں یہ صحیح طریق نہیں جو دن امتحان کے لئے مقرر ہوا اسی دن سوالات کے جوابات لکھ کر واپس بھیجنے چاہئیں۔ والسلام

خاکسار۔ مسعود بیگ

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضرورت رشتہ

صوبہ سرحد کے دیہاتی علاقہ کے ایک احمدی نوجوان بعمر تیس سال کو جو بمبئی میں ۱۴۰/- روپیہ ماہوار تنخواہ پر ملازم ہیں نکاح ثانی کی ضرورت ہے، پہلی بیوی ایک لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گئی، لڑکے کی عمر اس وقت ۳½ سال ہے اور وہ اپنے وطن میں اپنی دادی کی تربیت میں ہے، نوجوان مذکور ۲۵ / ۲ ہزار روپیہ کی زرعی جائداد کا مالک ہے سکنی جائداد اس کے علاوہ ہے جو پانچ مکانات پر مشتمل ہے تعلیم نویں جماعت تک ہے ایک سال انجمن کی تبلیغی جماعت میں دینی تعلیم حاصل کر چکا ہے رشتہ ۲۵ سال عمر سے زیادہ کا نہ ہو بیوہ ہو یا کنواری، امیر ہو یا غریب اس میں مضائقہ نہیں لیکن دیندار دینیات سے واقف ہو اور تبلیغی کام سے دلچسپی رکھتی ہو درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجیں۔

شیخ عبد الرحمان مصری

انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اقتباسات

کشمیر کی تحریک اور ہندو اخبارات

کشمیر کی موجودہ تحریک "کوئٹ کشمیر" جس کا مقصد یہ ہے کہ وہاں مطلق العنانی کا خاتمہ ہو۔ اور جمہوری حکومت قائم کی جائے۔ میں حصہ لینے والے ہندو بھی ہیں۔ مسلمان بھی ہیں اور سکھ بھی ہیں۔ چنانچہ اس تحریک کے سلسلہ میں جن لیڈروں کی گرفتاریاں ہوئیں۔ ان میں شیخ عبداللہ۔ اور مرزا افضل بیگ سابق وزیر ترقیات کے علاوہ سردار بدھ سنگھ۔ پنڈت شام لال صراف۔ پنڈت درگا پرشاد اور مسٹر جانکی ناتھ زتشی وغیرہ سکھ اور ہندو اصحاب بھی ہیں۔ یعنی اس تحریک کے ساتھ تعلق صرف مسلمانوں کا ہی نہیں بلکہ اس میں سکھ اور ہندو بھی شامل ہیں۔ مگر یہ کس قدر کوتاہ بینی۔ خود غرضی اور ناعاقبت اندیشی ہے کہ بعض ہندو اخبارات اس تحریک کو بھی ہندو مسلم سوال کا ذریعہ بنا رہے ہیں اور اس تحریک کی مخالفت صرف اس لئے کی جا رہی ہے کہ مہاراجہ ہندو ہیں۔ گویا اگر ایک ہندو راجہ ظلم کرتا ہے تو اس کے ہندو ہونے کے باعث اس کے مظالم بھی ثواب ہیں۔ اور اگر مسلمان آزادی و حریت کی تحریک میں حصہ لیں۔ تو یہ تحریک بھی ان ہندو اخبارات کے خیال میں ہمدردی و امداد کی مستحق نہیں۔

ان ہندو اخبارات کی یہ پالیسی نہ صرف آزادی و حریت کے دامن پر ایک سیاہ داغ ہے بلکہ اسے بے انصافی اور ناعاقبت اندیشی بھی قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ آج اگر کشمیر میں ہندو مہاراجہ ہونے کے باعث ریاست کشمیر کی مطلق العنانی ہندو پریس کی امداد کی مستحق ہے تو آیندہ جب کبھی ریاست حیدرآباد میں آزادی کی تحریک شروع ہو تو مسلم پریس کو بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ حیدرآباد کی مطلق العنانی کی لعنت کو ڈیفنڈ کریں۔ کیونکہ وہاں کا حکمران مسلمان ہے۔

مہاراجہ کشمیر کو ڈیفنڈ کرنے والے ہندو اخبارات کو چاہیئے کہ وہ اپنی غلط پالیسی پر سنجیدگی سے غور کریں۔ والیان ریاست نہ ہندو ہیں نہ مسلمان اور نہ سکھ۔ یہ سب ہی آ ہنی ... اپنی رعیت کے لئے برے اور کند لئے سامنے ہیں اوران کی مطلق العنانی کو جتنی جلدی بھی اور جس قیمت پر بھی ممکن ہو ختم کر دیا جانا چاہیئے تاکہ ریاستوں کے مظالم کا خاتمہ ہو۔ اور ہندوستان کے اس تاریک حصہ میں بھی انصاف و انسانیت کا علم بلند ہو سکے۔ (ریاست)

اچھوتوں کا معقول مطالبہ

بمبئی میں آل انڈیا اچھوت فیڈریشن کے ایک اجلاس نے دو ہزار الفاظ کی ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں اس امر پر بے حد غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے کہ دستورساز اسمبلی میں اچھوتوں کی نمایندگی کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ حالانکہ سکھوں کو جو اچھوتوں کے مقابلے میں بلحاظ تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتے چار نشستیں دے دی گئی ہیں۔ فیڈریشن کی مجلس عاملہ نے اعلان کیا ہے کہ اگر ان کے لئے علیحدہ نمایندگی کا بندوبست نہ کیا گیا تو وہ میدان عمل میں اتر آئیں گے اور اپنی بقاء کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے پر آمادہ ہوں گے۔

حق انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ان کروڑوں انسانوں کو جو ہزارہا سال سے "اونچی جاتیوں" کے مظالم کا شکار بنے ہوئے ہیں علیحدہ نیابت کا حق دیا جائے اگر ہر قوم کو دس لاکھ پر ایک نمایندہ دستورساز اسمبلی میں بھیجنے کا حق ہے تو کیا وجہ ہے کہ سات کروڑ اچھوتوں کو ستر نشستیں نہ دی جائیں۔ موجودہ حالات میں انہیں ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دستورساز اسمبلی میں شاید ہی کوئی ایک آدھ اچھوت شامل ہو سکے۔ باقی ساری کی ساری قوم محروم نیابت رہ جائے گی۔ ہم اچھوتوں کے اس مطالبہ کی پوری پوری حمایت کرتے ہیں۔ (انقلاب)

ووکنگ مسلم مشن

رسالہ اشاعت اسلام لاہور، انگریزی ماہنامہ اسلامک ریویو (لندن) کے اردو ایڈیشن کا نام ہے۔ اسکا مارچ نمبر اظہار رائے کی فرمائش کے ساتھ خاص طور پر موصول ہوا ہے۔ انگلستان اور خاص نواح لندن میں یہ اسلامی مشن خواجہ کمال الدین مرحوم کا قائم کیا ہوا آج ۳۲-۳۳ سال سے تبلیغ کا کام بڑی ہمت و سرگرمی سے کر رہا ہے۔ خواجہ مرحوم عقیدۃً احمدی (لاہوری) فرقہ سے تعلق رکھتے تھے انکی تحریروں، تقریروں اور مسلسل تبلیغی جدوجہد نے ایک خاص فضا اسلام کی موافقت میں برطانیہ میں بلکہ اس کے باہر بھی دُور دُور پیدا کر دی۔ اور یہی نہیں کہ لارڈ ہیڈلے اور سر ہیوبرٹ رنکن جیسے با اثر افراد باقاعدہ مسلمان ہو گئے اور سر آرچیبالڈ ہملٹن وغیرہ اسلام سے بہت ہی قریب آ گئے بلکہ ہزاروں مسیحی قلوب سے قرآن اور پیغمبر کے متعلق بدگمانیاں دُور ہو گئیں اور تعصب کے بادل بہت کچھ چھٹ گئے۔ ووکنگ مسلم مشن ایک باقاعدہ ٹرسٹ کے زیر انتظام کام کر رہا ہے اور ٹرسٹ کے ارکان علاوہ احمدی حضرات کے غیر احمدی بھی ہیں۔ یہاں ارکان اور کارکن جو بھی ہوں، دیکھنے کی بات درحقیقت یہ ہے کہ کام کیسا ہو رہا ہے، اور کام نتائج کے اعتبار سے الحمد للہ کافی اچھا ہو رہا ہے جو ہم مسلمانوں کو زیب دیتا ہے۔

رفتار عالم

—— نئی دہلی ۵ جون۔ مسٹر جناح نے اپنی تقریر میں وزارتی مشن کے اس سلوک کو مذموم قرار دیا جو اس نے مطالبۂ پاکستان کیساتھ روا رکھا۔ آپ نے کہا یہ بہت بڑی تباہی خیز حرکت ہے جو وزارتی مشن نے کر دکھائی ہے مجھے آپ کو بتا دینا چاہیئے کہ جب تک یہاں پورا مکمل اور خود مختار پاکستان نہ قائم ہو جائے۔ اسلامی ہندوستان کی تسلی ہرگز نہیں ہو سکتی (پرزور تالیاں اور "لے کے رہیں گے پاکستان" کے نعرے) جن دلائل سے اور جس انداز میں اور جن وجوہ کی بنا پر وزارتی مشن نے حقائق کو مسخ اور محرف کیا ہے۔ میں پورے زور اور پوری طاقت کے ساتھ جو مجھ میں موجود ہے۔ اس کی مذمت کرتا ہوں۔ اس کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ کانگرس کو خوش اور کانگرسیوں کے غصہ کو ٹھنڈا کیا جائے جو وہ پورے سر چڑھا کر بولے۔ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے۔ پاکستان کی بنیاد اور اساس ارکان وفد کے اپنے بیان میں موجود ہے (نعرے اور تالیاں)

وزارتی مشن نے جو شکر چڑھی ہوئی گولی پیش کی، کانگرس اور ہندو اخبارات نے اس پر بغلیں بجائیں لیکن انہیں بہت جلد اس حقیقت کا بھی احساس ہو گیا کہ شکر کی مقدار اس قدر کم ہے کہ گولی "گولی منفی شکر" ہے (قہقہہ)

مسٹر جناح نے خوراک کی صورت حالات جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی حیثیت شرق الہند اور کشمیر کے واقعات کا ذکر کیا کشمیر کے متعلق آپ نے فرمایا ہمارے پاس متضاد اطلاعات پہنچ رہی ہیں۔ جب تک مسلم کانفرنس کشمیر کے نمایندوں سے کوئی قرارداد موصول نہ ہو اس معاملے پر اظہار رائے کرنے سے مجتنب رہوں گا یہ نمایندے اس غرض کے لئے کشمیر پہنچ چکے ہیں۔ مگر سنیئے! میں ایک لفظ بسلسلہ انتباہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کشمیر کے مہاراجہ صاحب، اور وزیر اعظم اور ریاستی حکام کان کھول کر سن لیں کہ ہم ہرگز یہ برداشت نہیں کریں گے کہ کسی معصوم مسلمان کا بال بھی بیکا ہو، اور کسی ناکردہ گناہ مسلمان کو دھر گھسیٹ کا گنہگار بنایا جائے اس معاملہ میں انتہائی احتیاط کی سخت ضرورت ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو مجھے مسلمانوں سے کہنا پڑے گا کہ وہ بھی اس چپقلش میں کود پڑیں۔

—— نئی دہلی۔ ۶ جون آج شام کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ختم ہو جانے کے بعد نوابزادہ لیاقت علی خاں نے نمایندگان جرائد سے فرمایا کہ ہم نے وزارتی مشن کی تجاویز کو قبول کر لیا ہے کونسل کی قرارداد کا متن آپ سب کو حوالہ جرائد کر دیا جائیگا۔

—— نئی دہلی ۶ جون۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے آج جو قرارداد منظور کی اس میں وزارتی مشن کی سکیم کو منظور کر لیا گیا۔ اور دستورساز اسمبلی میں شریک ہونے پر آمادگی کا اظہار کیا مگر یہ کہا گیا کہ صوبوں یا گروپوں کو یونین سے علیحدہ ہو جانے کا جو موقع اور حق مشن کی تجاویز میں دیا گیا ہے۔ مسلم لیگ اسے پیش نظر رکھے گی۔

مسلم لیگ کے قطعی طرز عمل کا انحصار دستورساز اسمبلی کی کارگزاری کے آخری نتیجے پر ہوگا۔ مسلم لیگ یہ بھی دیکھے گی کہ دستورساز اسمبلی اپنے تین سیکشنوں میں جو کانسٹی ٹیوشن علیحدہ علیحدہ اور مشترکہ طور پر تیار کرتی ہے ان کی آخری شکل کیا ہے۔ اس آخری شکل پر مسلم لیگ کے قطعی طرز عمل کا انحصار ہوگا۔

اس قرارداد میں جس پالیسی اور جس طرز عمل کا فیصلہ کیا گیا ہے مسلم لیگ اس میں کسی قسم کی ترمیم یا تغیر و تبدل کا حق اپنے لئے محفوظ رکھتی ہے۔ دستورساز اسمبلی کی سرگرمیوں کے دوران میں یا اس کے بعد اگر واقعات کی رفتار نے تقاضا کیا تو مسلم لیگ کو اس کے مطابق اپنا فیصلہ بدل دینے یا اس کی نظرثانی کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ مجوزہ عبوری یا عارضی مرکزی حکومت کے متعلق آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے مسٹر جناح کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ وائسرائے سے بات چیت کر کے کوئی ایسا فیصلہ یا طرز عمل اختیار کر لیں جو ان کے نزدیک صحیح اور مناسب ہو۔

—— لندن ۶ جون۔ جنگ میں برطانیہ کا جو نقصان جان ہوا ہے اس کے نقصان جان کی کیفیت ایک قرطاس ابیض میں شائع ہوئی ہے کل ۳ لاکھ ۷ ہزار ایک سو سولہ افراد مارے گئے اور ۳ لاکھ ۹ ہزار دو سو ساٹھ مجروح ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ کا نقصان جان اس کا صرف ایک ثلث تھا۔

—— انقرہ ۸ جون۔ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ مشرقی ترکی میں گذشتہ شنبہ کو جو زلزلہ آیا تھا اس سے ۱۹۱ مکانات تباہ ہو گئے۔ ۸۳۲ افراد ہلاک اور ۴۲ مجروح ہوئے۔

—— واشنگٹن ۷ جون۔ مسلم لیگ نے برطانوی وزارتی مشن کی تجاویز کو قبول کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے امریکہ کے تمام سیاسی حلقوں نے اس پر بے پناہ مسرت کا اظہار کیا ہے۔

—— لندن۔ ۸ جون مسلم لیگ نے وزارتی مشن کی تجاویز کو قبول کر لینے کا جو فیصلہ کیا ہے اسے یہاں "فہم عام کی فتح" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دارالعوام کے تمام حلقوں نے مسلم لیگ کے فیصلہ کا خیرمقدم کیا ہے ان میں ٹوری پارٹی کے بہت سے ارکان بھی شامل ہیں اور اب بہت حد تک یقین کیا جاتا ہے کہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔

صحیح ہدایت تو قرآن مجید نے یہ دی ہے کہ کام اگر اچھا اور نیکی کا ہے تو اس میں شریک ہو جاؤ۔ اور کام اگر بُرا اور گناہ کا ہے تو اس سے الگ ہو جاؤ۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر - ایس محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۶۵ھ م ۱۹ جون سنہ ۱۹۴۶ء نمبر ۲۵

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

احادیث الرسول الامین

(۱) الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ ۔ مسلم ونسائی۔

دنیا فائدے حاصل کرنے کی چیز ہے اور اس کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔

(۲) الا اخبرک بخیر ما یکنز المرأۃ الصالحۃ اذا نظر الیہا سرتہ واذا امرھا اطاعتہ واذا غاب عنہا حفظتہ۔ (ابو داؤد)

فرمایا کیا میں تمہیں ایسے خزانہ سے مطلع نہ کردوں جو سب سے اچھا ہے؟ اور وہ نیک عورت ہے۔ کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے (یعنے ہر وقت محبت اور خندہ پیشانی سے ملتی ہے) اور ہر کام (امر معروف) میں جو وہ کہے اس کی تابعداری (تعاون) کرتی ہے اور جب وہ باہر جاتا ہے اس کے گھر کی حفاظت کرتی ہے (مال- اولاد اور عصمت)

۳- تنکح المرأۃ لاربع خصال لمالہا ولحسبہا ولجمالہا ولدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک - بخاری ومسلم ونسائی مالک - ابو داؤد -

عورت سے اس کی چار خوبیوں کے لئے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کا مال۔ (۲) اس کا حسب نسب (شرافت)۔ (۳) اس کا حسن اور اس کا دین۔ بس تو دین والی عورت کو حاصل کر (ہم مذہب ہمخیال) (ورنہ) تیرے ہاتھ خاک آلود ہیں (یعنے عورت جو تیرے مذہبی رجحانات سے متفق نہیں وہ تیرے لئے وبال جان ہے اور تربیت اولاد میں ناقص)

۴- نہٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ حتی یترک الخاطب قبلہ او یاذن لہ بخاری- مسلم- مالک - ترمذی- نسائی ابو داؤد -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بات سے) منع فرمایا کہ کوئی مرد نکاح کا پیغام اپنے بھائی کے پیغام پر بھیجے جب تک کہ پہلے پیغام بھیجنے والا پیشتری (اپنا خیال) نہ چھوڑ دے یا دوسرے کو (پیغام بھیجنے کی) اجازت نہ دے۔

(۵) الایم احق بنفسہا من ولیہا والبکر تستاذن فی نفسہا واذنہا صماتہا ۔ مسلم نسائی - مالک - ابو داؤد - ترمذی۔

بیوہ عورت (نکاح ثانی کے معاملہ میں) اپنی جان کا اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے (یعنی اپنے نکاح کے متعلق خود فیصلہ کرسکتی ہے) کنواری عورت سے بھی (نکاح کے وقت) اجازت لینی چاہیئے اور اس کی خاموشی (جو اکثر حجاب کی وجہ سے اختیار کرنی پڑتی ہے) اس کی طرف سے اجازت ہے۔

(۶) ان جاریۃ بکرا ذکرت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اباھا زوجہا وھی کارھۃ فخیرھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ابو داؤد)

ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میرے باپ نے میرا (جبراً) نکاح کر دیا حالانکہ (وہ مرد) مجھے پسند نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا (چاہے نکاح کی پابند رہے، یا اسے فسخ کر دے)

(غلام قادر)

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں - (مینیجر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انبیاء کیوں آتے ہیں؟

ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لادیں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعوے نہیں ہے وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو مسیح موعود کا دعوے اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جب اس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی - اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں صرف مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعوے اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔ اور اس دعوے سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے تو کیا اس دعوے کے تسلیم کرلینے کیلئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعوے میں عوام کا قدیم شیوہ ہے۔ ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد یہ ہیں۔ کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے۔ اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی کیلئے کوئی مشکل امر ہے؟

مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقائد پر کچھ مخالفانہ اثر پہنچتا تو بے شک ایک ہولناک بات تھی لیکن دیکھنا چاہیئے کہ میں نے اس دعوے کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے کون سے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے۔ ہاں ایک پیشگوئی کے وہ معنے کئے گئے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کھولے ہیں۔ اور قرآن کریم ان معنوں کی صحت کے لئے گواہ ہے اور احادیث صحیحہ بھی ان کی شہادت دیتی ہیں پھر نہ معلوم کہ اس قدر کیوں شور و غوغا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۵، ۲۷۶)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق ضروری درخواست

زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کے متعلق پیغام صلح کے ایک مقالہ افتتاحیہ میں حضرت امام عصر حاضر کا ارشاد پیش کرکے توجہ دلائی جاچکی ہے پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں حضرت امیرایدہ اللہ تعالےٰ کی ایک پر زور اپیل بھی شائع ہوئی ہے اب ہم اس نوٹ کے ذریعہ سے پھر اس درخواست کا اعادہ کرتے ہیں کہ سلسلہ کے احباب جن پر زکوٰۃ فرض ہے وہ زکوٰۃ کے روپیہ کو جلد مرکزی اور قومی بیت المال میں بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں اور اس کی ادائیگی میں تساہل نہ فرمائیں بلکہ اس طرف جلد توجہ مبذول فرمائیں۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تاریخ اسلام۔ اصحابی کالنجوم فبای ھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت براء بن عازب رضؓ انصاری کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب } براء نام۔ ابو عمارہ کنیت خاندان حارثہ سے ہیں

اسلام } چونکہ آپ کے ماموں عقبہ میں بیعت کر چکے تھے اور باپ نے بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لیا تھا حضرت براء نے دونوں خاندانوں سے تربیت پذیر ہو کر خدام اسلام کی صف اوّل میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی

عام حالات و غزوات } حضرت براء بن عازب رضؓ نے مُصعب بن عمر رضؓ اور ابن مکتوم سے دینی احکام و مسائل کی تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید باقاعدہ پڑھتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سبحِ اسم ربک الاعلیٰ کی سورت زیر درس تھی۔

غزوۂ بدر میں اگرچہ آپ نے شامل ہونے کے لئے درخواست کی مگر رسول کریم صلعم نے بوجہ کمسنی انہیں اجازت نہ دی (بخاری ج ۱)

غزوات احد۔ خندق حدیبیہ۔ خیبر میں شرکت فرمائی۔ غزوہ حنین میں نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔ ایک شخص نے پوچھا حنین میں تم بھاگ گئے تھے؟ فرمایا بہرحال میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم نے پیٹھ نہیں پھیری۔ جلد باز لوگ البتہ دور دور تک پھیل گئے تھے۔ (بخاری) الغرض حضرت براء رضؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ۱۵ غزوات میں شرکت فرمائی۔ (مسند ج ۴ صفحہ ۲۹۲)

سنہ ۲۴ھ عہد فاروقی میں رے فتح کیا۔ غزوۂ تستر میں حضرت ابوموسےٰ اشعریؓ کے ہمراہ تھے۔ عہد مرتضوی میں تمام لڑائیوں میں حضرت علی رضؓ کی طرف سے شرکت فرمائی۔

آپ نے کوفہ میں ایک مکان بنایا اور وہیں سکونت اختیار فرمائی۔

فضل و کمال } حضرت براء فضلاء صحابہ میں سے تھے حدیث کی نشر و اشاعت میں خاص طور پر مشغول رہتے تھے۔ آپ نے ۳۰۵ حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے ۲۲ متفق علیہ ہیں (بخاری و مسلم)

اپنی روایتوں کی نوعیت ایک دفعہ اس طرح بیان فرمائی۔

ما کل الحدیث سمعناہ من رسول اللہ کان یحدثنا اصحابنا عنہ کانت تشغلنا عنہ رعیۃ الابل (مسند ج ۴ ص ۲۸۳)

یعنی جتنی حدیثیں میں بیان کروں ضرور نہیں کہ سب رسول اللہ صلعم سے سنی بھی ہوں۔ ہم اونٹ چرایا کرتے تھے بہت سی حدیثیں میں صحابہ رضؓ سے روایت کرتا ہوں۔

آپ نے اکثر حدیثیں حضرت ابوبکرؓ علی رضؓ۔ ابو ایوب رضؓ۔ بلال رضؓ اور عازبؓ سے روایت کی ہیں۔

ابن ابی لیلیٰ۔ عدی بن ثابت۔ ابو اسحاقؓ معاویہ رضؓ۔ ابن سوید بن مقرنؓ۔ ابو بردہ رضؓ۔ ابوبکر پسران ابو موسیٰ اشعریؓ ایسے اکابر تابعین کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

مجلس میں بحث و تحیص کا سلسلہ جاری رہتا اور مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی چنانچہ ایک شخص نے پوچھا "لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" یعنے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ میں مشرکین پر بوقت جنگ حملہ کرنا داخل ہے یا نہیں فرمایا یہ تو انفاق فی سبیل اللہ کے بارہ میں ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ راہ خدا میں صرف کرنے سے ہم تباہ ہو جائیں گے۔ جہاد کے لئے تو اللہ تعالےٰ نے خود آنحضرت صلعم کو حکم دیا ہے۔ فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک (خدا کی راہ میں جہاد کرو) تم اپنے نفس کے مکلف ہو

ایک متنازعہ مسئلہ اور اس کا حل } عبدالرحمٰن بن مطعم (ابو منہال) کے ساتھی نے بازار میں کچھ درہم ایک مدت معینہ تک کے لئے فروخت کئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کیا یہ درست بھی ہے۔ بولا ہاں۔ میں نے اس سے پہلے بھی بیچے لیکن کسی نے برا نہ کہا۔ یہ لوگ براء بن عازب کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا "آنحضرت صلعم جب مدینہ تشریف لائے ہم لوگ اسی طرح خرید و فروخت کرتے تھے۔ حضرت براء نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہو اس میں مضائقہ نہیں لیکن ادھار ناجائز ہے مزید اطمینان کے لئے زید بن ارقم سے جاکر دریافت کرو۔ وہ ہم سب میں بڑے تاجر تھے۔ عبدالرحمٰن زید بن ارقم کے پاس گئے۔ انھوں نے براء کی تائید کی (بخاری ج ۱ ص ۲۹۱)

صحابہؓ کا آپس میں برتاؤ } روایت مذکورہ سے صحابہ رضؓ کا آپس میں خلوص و محبت اور اعتماد باہم صاف نمایاں ہے۔ برخلاف اس کے ہمارے زمانہ کے معاصرین ایک دوسرے سے بغض و عناد حسد و کینہ اور جدال و قتال میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔

اخلاق و عادات } اتباع و سنت حُبِ رسول۔ اور انکسار و تواضع آپ کے حسن اخلاق کے نمایاں خط و خال تھے۔ اتباع سنت کا یہ حال تھا کہ نماز کا ایک ایک رکن رسول اللہ صلعم کی نماز سے مشابہ تھا ایک روز گھر والوں کو جمع کر کے کہا کہ آج جس طرح رسول اللہ صلعم وضو کرتے اور نماز پڑھتے تھے تم لوگوں کو دکھا دو خدا معلوم میری زندگی کب تک ہے وضو کر کے ظہر کی جماعت قائم کی پھر عصر۔ مغرب اور عشاء سب اسی طرح پڑھائیں (مسند ج ۴ ص ۲۸۸) ایک روز آنحضرت کے سجدہ کی نقل کر کے بتائی (مسند ص ۳۰۳ ج ۴)

ابو داؤد ملاقات کو آئے تو خود سلام کیا اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر خوب ہنسے پھر فرمایا جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ آنحضرت صلعم نے میرے ساتھ ایک مرتبہ ایسا ہی کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جب دو مسلمان اس طرح (خندہ پیشانی) سے ملیں اور کوئی ذاتی غرض درمیان نہ ہو تو دونوں کی مغفرت کی جاتی ہے (مسند ج ۴ ص ۲۸۹)

صف نماز میں داہنی طرف کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے حضرت براء داہنی طرف کھڑا ہونا پسند فرماتے تھے (مسند ج ۴ ص ۳۰۴)

محبت رسولؐ } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان و مال سے زیادہ تھی اور اس کا اثر ہر بات میں نمایاں تھا۔ آنحضرت صلعم کا حلیہ بیان کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک لفظ چشمۂ محبت سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے فرماتے آنحضرت صلعم سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ میں نے سرخ چادر اوڑھے دیکھا تھا جتنی آپ پر کھلتی تھی کسی پر نہ کھلتی تھی (بخاری ج ۱ ص ۵۰۳)

ایک مرتبہ کسی نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلعم کا چہرہ (چمک میں) تلوار کی مانند تھا فرمایا نہ بلکہ چاند کی طرح۔

انکسار } انکسار کا یہ عالم تھا کہ باایں ہمہ کہ برسوں رسول کریم صلعم کی شرف صحبت سے مشرف رہے تھے اپنے کو نہایت ناچیز سمجھتے تھے۔

کبر و نخوت سے نفرت } ایک شخص نے آکر کہا کہ تو خوش بختی مبارک! آپ رسول اللہ صلعم کے صحابی ہیں اور بیعت الرضوان میں بھی شرکت کا شرف حاصل کیا ہے فرمایا برادر زادے تمکو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہم نے کیا کیا؟ (بخاری ج ۲ ص ۵۹۹)

نکات

از محمد اعظم صاحب علوی

چمن انتظار یار و یاراں اب بھی ہوتا ہے ٭ نسیم صبح میں رنگ بہاراں اب بھی ہوتا ہے

نشاط انگیز یا محتاج ہیں غنچے تبسم کی ٭ مرے سینے میں داغوں سے چراغاں اب بھی ہوتا ہے

امید و حسرت و ارماں دل میں اب بھی رہتے ہیں ٭ تخیل عرش سے دست و گریباں اب بھی ہوتا ہے

ابھی تک بزم ہستی ہمکنار خواب مستی ہے ٭ اگرچہ امتیاز کفر و ایماں اب بھی ہوتا ہے

رہ وحدت سے کٹ کر سینکڑوں راہیں تو چلتی ہیں ٭ مگر ہر ایک میں فرق نمایاں اب بھی ہوتا ہے

سکوں انگیز ساحل کے مناظر اب بھی قائم ہیں ٭ نہاں ہر موجہ دریا میں طوفاں اب بھی ہوتا ہے

جبین شوق روداد محبت اب بھی کہتی ہے ٭ رواں دامان تر سے عرق عصیاں اب بھی ہوتا ہے

نہ جانے کس قدر بیباکیاں کیں اہل گلشن نے ٭ شفق کے رنگ میں خون شہیداں اب بھی ہوتا ہے

دل مسلم کے گرمانے کے ساماں اب بھی ہوتے ہیں ٭ مگر یہ شیر خوابیدہ تن آساں اب بھی ہوتا ہے

جہاں محتاج ہے حُسن عمل خلق مجسّم کا ٭ یہ مانا اہتمام نور و ایقاں اب بھی ہوتا ہے

مری دنیا مرے دم سے ہی نغمہ زار ہے علوی
مگر بربادیوں کا ساز و ساماں اب بھی ہوتا ہے

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۸ رجب ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۵

پریس کی اہمیت

اخبار آزاد نوجوان اور اخبار روشنی سرینگر

اس زمانہ میں پریس ایک زبردست قوت ہے جس جماعت اور قوم کا پریس کمزور ہو وہ اپنے خیالات سے دنیا کو متاثر نہیں کر سکتی اور نہ اپنی صحیح پوزیشن کو دنیا پر واضح کر سکتی ہے جماعت احمدیہ لاہور ایک تبلیغی جماعت ہے اور دنیا کو موجودہ مصائب اور مشکلات سے نجات دلانے کے لئے اس کے پاس اسلام کا روحانی پیغام ہے لیکن یہ پیغام پوری قوت کے ساتھ دنیا تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہمارا پریس مضبوط نہ ہو اس وقت مرکز سے "پیغام صلح" اور "لائٹ" شائع ہوتے ہیں اور تبلیغ اسلام کے بلند فریضہ کو سرانجام دیتے ہیں ان مرکزی پرچوں کے علاوہ مدراس کے دور افتادہ مقام سے ایک پرچہ ہفتہ وار "آزاد نوجوان" شائع ہوتا ہے جس کی تدوین ہمارے دوست مسٹر کریم اللہ صاحب اور ان کے والد ماجد مولوی عزیز اللہ صاحب فرماتے ہیں جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کے ارشادات اور خطبات کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں اور علاوہ سیاسی مضامین کے مفید مذہبی اور اسلامی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ مدراس جیسے شہر سے اردو میں کسی اخبار کو جاری کرنا اور اس کے ذریعہ سے اسلامی خیالات کا پھیلانا جوئے شیر کا لانا ہے وہاں کے حالات اردو اخبار کے اجراء اور کامیابی کے لئے نہایت ناسازگار ہیں لیکن خدا تعالے کے فضل سے ان نامساعد حالات کے باوجود محض توفیق اور استعداد، آزاد نوجوان کا ادارہ نہایت کامیابی کے ساتھ کئی سالوں سے اس پرچہ کو چلا رہا ہے اور اسے تبلیغی لحاظ سے مفید بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ آزاد نوجوان کے علاوہ ہفتہ وار "روشنی" سرینگر کشمیر سے ہمارے دوست عزیز کاشمیری صاحب کی ادارت میں شائع ہوتا ہے پرچہ نہایت محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے، اخبار کی سرخیاں جاذب نظر ہوتی ہیں اس پرچہ میں حضرت امام عصر حاضر کے ملفوظات بھی شائع کئے جاتے ہیں اور کشمیری مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے نہایت سنجیدگی اور معقولیت سے مقالات اور نوٹ لکھے جاتے ہیں ان دو پرچوں کے مجمل سے ذکر کے بعد ہم جماعت کے دوستوں کی خدمت میں پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اپنی قوم کے ان دو پرچوں کے لئے خریدار مہیا فرمائیں اور ان دو پرچوں کے کارپردازان کو اس قابل بنائیں کہ وہ ان پرچوں کو پہلے سے بھی بڑھ کر اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے مفید بنا سکیں۔ روشنی کشمیر کا سالانہ چندہ پانچ روپے ہے، آزاد نوجوان کا چندہ بھی معمولی ہے جماعت کے وہ دوست جو اس زمانہ میں پریس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کی قوت سے واقف ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنی فوری توجہ اس طرف مبذول فرمائیں اپنے جماعتی پریس کو مضبوط کرنا درحقیقت قوم کو ہی مضبوط کرنا ہے اور تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کو تقویت پہنچانا ہے۔ تفصیلات کے متعلق خط و کتابت ایڈیٹر صاحب آزاد نوجوان مدراس، اور ایڈیٹر صاحب روشنی سرینگر کشمیر سے کی جائے۔

امید ہے ہماری یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہیں ہو گی اور جماعت کے تمام حلقوں میں اس گذارش کو نہایت توجہ سے پڑھا جائیگا اور جماعت کے مخیر اور ایثار پیشہ دوست مدراس اور کشمیر میں تبلیغی مساعی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے مذکورہ اخبارات کے مدیران کرام کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے اور ان کی ہر ممکن طریق سے مدد کریں گے۔

درخواست دُعا

جناب مولانا عبدالرزاق صاحب مد جماعت حیدرآباد دکن کی بڑی صاحبزادی والدہ ظہیر الدین صاحب گذشتہ چند ماہ سے علیل ہیں۔ دو تین ہفتے سے تکلیف زیادہ ہے، موصوفہ ایک نہایت دیندار اور قابل احترام خاتون ہیں، ان کے دونوں بچے جماعت کے مخلص رکن ہیں۔ میں تمام بزرگان سلسلہ و قارئین "پیغام صلح" سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس محترم خاتون کے لئے جو کہ نیک والدین کی نیک بیٹی اور نیک بچوں کی ماں ہیں خاص طور پر دعائے صحت کریں۔

محمد انعام الحق

از حیدرآباد دکن

مرزا ابو سعید صاحب کا افسوسناک واقعہ قتل

مرزا ابو سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ریلوے کو ایک سکھ کانسٹیبل نے نہایت سفاکی کے ساتھ مورخہ ۱۱ رجون کو ریلوے پولیس کے صدر دفتر لاہور کے سامنے گولی کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا یہ واقعہ اتنا اندوہناک ہے کہ اسکو بیان کرتے ہوئے انگلیاں فگار اور خامہ خونچکاں ہے مرزا صاحب مرحوم جماعت قادیان سے تعلق رکھتے تھے لیکن اپنے معتقدات اور عمل میں نہایت اعتدال پسند تھے اور ہماری جماعت کے معزز رکن جناب مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب ریٹائرڈ ڈی-ایس-پی گجرات کے خلف الرشید تھے۔ راقم سطور ہذا کو انہیں قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے، خوش اخلاقی، رفق و ملائمت ایثار اور خلوص آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں اور ان جملہ اخلاقی محاسن کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے اور باوجود پولیس کی ملازمت کے آپ کا اخلاقی معیار بہت بلند تھا۔ اس افسوسناک واقعہ قتل کی جو وجہ بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سکھ کانسٹیبل نے تبدیلی اور ترقی کے لئے درخواست کی تھی تبدیلی تو ہو گئی مگر ترقی کی درخواست معقول وجوہ کی بناء پر ملتوی کر دیا گیا اس التواء پر وہ سکھ کانسٹیبل دماغی توازن کھو بیٹھا اور اس نے مرزا صاحب کو غصہ میں آکر گولی کا نشانہ بنایا اور موت کے گھاٹ اتار دیا، ہر عقل عام رکھنے والا شخص اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ معمولی سی بات وجہ قتل نہیں ہو سکتی یہ قتل یقیناً کسی سازش کے ماتحت ہوا ہے اور قرائن سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ سکھ کانسٹیبل نے معمولی اشتعال پر اقدام قتل نہیں کیا بلکہ کسی سازش کے ماتحت ایک مسلمان افسر کو قتل کیا ہے۔ یہ واقعہ ریلوے پولیس کے صدر دفتر کے سامنے دن کی روشنی میں رونما ہوا اور کسی نے قاتل کو موقعہ واردات پر گرفتار کرنے کی معمولی سی کوشش نہیں کی۔ کانسٹیبل مذکور ڈیوٹی سے فارغ ہو چکا تھا تو اس کے پاس بندوق کیوں تھی؟ ہم ریلوے پولیس کے حکام اعلیٰ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس واقعہ قتل کی پوری ذمہ داری اور احتیاط سے تحقیقات فرمائیں کیونکہ جہاں یہ واقعہ محکمہ پولیس کے وقار پر کاری ضرب ہے وہاں یہ دامن انسانیت پر بھی ایک بدنما داغ ہے حکام اعلےٰ کا فرض ہے کہ وہ تحقیقات کر کے اصل سازش کا پتہ چلائیں ورنہ اگر اس واقعہ کو ایک اتفاقی حادثہ سمجھ کر تحقیقات کی گئی تو آئندہ اس محکمہ میں ایسی سازشوں کے پنپنے کے لئے ایک زہریلی اور خطرناک فضا پیدا ہو جائے گی اور پولیس کے ہر افسر کی زندگی معرض خطر میں پڑ جائے گی اس محکمہ کو افراتفری سے بچانے کے لئے اور ایسی حرکات اور سازشوں کو روکنے کے لئے جو ضبط اور نظام کے منافی ہیں اشد ضروری ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات خاص احتیاط اور توجہ سے کی جائے

—— اس افسوسناک واقعہ قتل پر ہم ملین مرحوم مرزا ابو سعید صاحب . . . کے والد ماجد جناب مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب اور بیگم صاحبہ مرزا ابو سعید اور مرحوم کے خلف الرشید برادرم مرزا احمد سعید صاحب اور جملہ افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے اللہ تعالے مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت سے سنی جائے گی کہ ڈاکٹر حاجی محمد الدین صاحب کھاریاں کو خدا نے پوتا عطا فرمایا ہے جو مکرم مولانا مرتضےٰ خانصاحب کا نواسہ ہے احباب سلسلہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

— پشاور سے عبدالوحید صاحب ولد ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے فسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی صاحبزادی نے بھی اس سال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

— کھاریاں سے فضل الرحمن صاحب ولد مسٹر عبدالرحمن صاحب ایس۔ ڈی۔ او نے سکنڈ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔

— مولوی احمد گل صاحب مبلغ اسلام علاقہ گنگ مکھیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے دوست حاجی عمر حیات صاحب کے والد بزرگوار فوت ہو گئے ہیں احباب سلسلہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

— ہماری جماعت کے نہایت ہی مخلص دوست میاں لال دین احمد ملٹری ڈائری فارم ملتان چھاؤنی عرصہ سے بیمار ہیں نہایت ہی نیک سیرت انسان ہیں اور سلسلہ کیساتھ انکو گہرا تعلق ہے ہر تحریک میں ضرور حصہ لیتے ہیں اب ڈیڑھ ماہ کی رخصت بیماری حاصل کر کے اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں جملہ احباب سے درخواست دعا

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

(۲)

دارالسلام ڈلہوزی - ۱۰ر جون ۱۹۴۶ء

برادران محترم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اپنے پچھلے خط میں میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ خدا کی، خدا کے کلام کی، خدا کے رسول کی محبت ہماری سب ترقیات کی جڑ ہے اور اسی کی کمی سے ہمارے کاموں میں نقص پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بھی بتایا تھا کہ خدا کی محبت ایک آتش ہے جس کا ایندھن دنیا کا مال اور دنیا کی اغراض ہیں اور یہ ایک بیج ہے جس کی نشو ونما کے لئے مالی اور جانی قربانیوں کی کھاد کی ضرورت ہے اس کھاد کے بغیر یہ پودا سرسبز نہیں ہوسکتا نہ ترقی کرسکتا ہے۔ اس خط میں میں آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے نہ تو دنیا سے الگ ہونے کی ضرورت ہے نہ زیادہ زہد وتعبد کی ضرورت ہے بلکہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی کے روزانہ پیش آنے والے واقعات سے خدا کی محبت کی آگ کو اپنے سینوں میں روشن کرسکتے ہیں اور یہی واقعات جو قدم قدم پر پیش آتے ہیں ہماری خدا سے محبت کو جانچنے کے لئے امتحان بنجاتے ہیں۔

بعض باتوں کی طرف میں نوجوانوں کو بالخصوص توجہ دلانا چاہتا ہوں اس لئے کہ عمر کے ساتھ بعض عادات پختہ ہوجاتی ہیں اور پھر ان میں تبدیلی پیدا کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ پانچ سات دن کی بات ہے میں بیرن صاحب کے ساتھ سیر کو نکلا رستے میں ایک جگہ ایک مزدور جس کے کپڑے بہت ہی میلے اور پھٹے ہوئے تھے مٹی اور گرد سے بھری ہوئی بوریوں کو ایک اونچی جگہ پر رکھکر اپنے سر پر اُٹھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر چونکہ بنڈل وزنی بھی زیادہ تھا اور بیڈھب بھی تھا اس لئے دو تین دفعہ کوشش کے باوجود اسے اُٹھا نہ سکا اتنے میں ہم اس کے قریب پہنچے تو بیرن صاحب فوراً اس کی طرف لپکے اور دوسری طرف کھڑے ہوکر اس بوریوں کے بنڈل کو دوسری طرف سے سہارا دے کر اس کے سر پر اُٹھوا دیا۔ ایک یوروپین شاید اپنی قوم کے کسی آدمی کے ساتھ اس طرح پیش آتا تو بعید نہ تھا مگر ایک میلے ہندوستانی کے ساتھ یہ سلوک میں سمجھتا ہوں یقیناً اسلامی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ اس خیال کا نتیجہ تھا کہ یہ بھی میرے خدا کا ایک بندہ ہے رب العالمین کی ایک مخلوق ہے۔

اس واقعہ کو دیکھ کر میری توجہ اس طرف پھری کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت الٰہی میں ترقی کے کیسے کیسے سبق ہم کو دیئے تھے جن کی طرف ہم آج نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کیا پاک تعلیم تھی اور آج وہ ہمارے عملدرامد سے کس طرح نکلی ہے۔ فرمایا:-

"کل سلامی علیہ صدقۃ کل یوم یعین الرجل فی دابتہ یحاملہ علیھا او یرفع علیھا متاعہ صدقۃ والکلمۃ الطیبۃ وکل خطوۃ یمشیھا الی الصلوٰۃ صدقۃ ودل الطریق صدقۃ"

انسان کے ہر جوڑ کا اس کی اُنگلیوں کی ایک ایک ہڈی کا ایک صدقہ ہے جب وہ ایک شخص کو مدد دے کر سواری کے جانور پر سوار کرا دیتا ہے یا اس کے سامان کو اُٹھانے میں مدد دے کر اس کے اوپر اُٹھوا دیتا ہے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کو ایک اچھی بات کہہ دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے اور ہر ایک قدم جو اُٹھا کر نماز کیلئے جاتا ہے یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اور کسی کو رستہ بتا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اس کی محبت الٰہی کی ترقی کا موجب ہوسکتا ہے۔ کسی دوسرے کا سامان اُٹھانے میں مدد دی، اسے سواری کے جانور پر چڑھنے میں مدد دی یہ کیوں صدقہ بن گیا اس لئے کہ ایک انسان نے دوسرے انسان کو خدا کی مخلوق سمجھ کر حالانکہ اسکا اور کوئی تعلق اس سے نہیں اپنے اوپر ایک تکلیف وارد کی۔ خدا کے لئے تکلیف اس نے اس لئے نہیں اُٹھائی کہ یہ اس کا ہم قوم تھا یا ہموطن تھا، اس لئے بھی نہیں اُٹھائی کہ اس کے بھائی نے اسے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا اس کے دل میں ایک جوش اُٹھا اسے اس میں ایک لذت آئی کہ یہ بھی میرے خدا کی ایک مخلوق ہے فی الحقیقت اس نے خدا کے لئے ایک تکلیف اُٹھا کر ایک لذت حاصل کی۔ یقیناً اس سے خدا کی محبت میں ترقی ہوئی۔ ایک بے نماز کا گھر میں پڑھ لینا یہ تو عبادت ہے لیکن ایک سے نماز کے لئے چل کر جانا چاہے انسان مسجد کو جائے یا کسی اور مقررہ جگہ کی طرف جائے یہ ہے اس عبادت کے لئے تکلیف اُٹھانا یہ ایک صدقہ بن گیا۔ یقیناً بغیر اس کے کہ انسان کے دل میں اس سے لذت پیدا ہو وہ تکلیف نہیں اُٹھا سکتا۔ دوسرے کو رستہ بتا دینا یہ ہے اپنے علم کو اپنے وقت کو دوسرے کی بھلائی کے لئے خرچ کرنا یہ بھی ایک صدقہ بن گیا۔ فی الحقیقت ہر صدقہ ایک قربانی ہے جو خدا کی راہ میں کی جاتی ہے۔

اب اس چھوٹی سی حدیث کی طرف توجہ کیجئے کہ آپ کی زندگی میں روزانہ کتنے اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں جو آپ کے لئے صدقہ کا حکم رکھتے ہیں محبت میں ترقی کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں مال کا دینا بھی ایک صدقہ ہے گویا خدا کی خاطر ہر ایک تکلیف کے اُٹھانے کو صدقہ کہا ہے گویا اپنی طاقتوں کو خدا کی رضا کے لئے لگانا بھی ایک صدقہ ہے۔ صدقہ صدق سے نکلا ہے جس کے معنے ہیں سچائی، ثابت قدمی یہ خدا سے وفاداری کا نام ہے، انسان اسے اپنے ہر فعل میں دکھا سکتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اگر ایک شخص کے پاس مال نہ ہو تو وہ صدقہ کس طرح دیگا فرمایا خدا نے اسے ہاتھ دیئے ہیں طاقتیں دی ہیں وہ کوئی کام کرے اور کمائے اس میں سے اپنے نفس پر بھی خرچ کرے اور اس میں سے کچھ دوسروں کو دے جو اس سے زیادہ حاجتمند ہیں۔ آج لوگوں کی عجیب حالت ہے ہر شخص یہ سمجھ رہا ہے کہ میں محتاج ہوں اور میرا دوسروں پر حق ہے حالانکہ یہ وہ چیز ہے جس سے آنحضرت صلعم نے منع فرمایا یعنی یہ کہ انسان دوسرے کے مال کی طرف دیکھے یا ان سے مانگے۔ اور دوسروں کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتے حالانکہ ہر محتاج سے زیادہ محتاج بھی دوسرا دنیا میں موجود ہے۔ انسان ذرا سی تکلیف آنے پر چلا اُٹھتا ہے کہ ہائے مجھ پر یہ مصیبت آگئی اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس سے بڑھکر بہت بڑھ کر مصائب دوسرے انسانوں پر بھی آرہی ہیں۔ ایک شخص اپنی چھوٹی چھوٹی مصیبتوں پر رونے میں منہمک ہوجاتا ہے کہ اس کو دوسروں کی بڑی سے بڑی مصائب نظر نہیں آتیں اپنی چھوٹی چھوٹی حاجتوں کے لئے اس قدر مضطرب رہتا ہے کہ دوسروں کی بڑی سے بڑی حاجتیں اسے دکھائی نہیں دیتیں۔

پھر لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اگر اسے کام نہ ملے تو فرمایا کسی محتاج کی کسی اور رنگ میں مدد کردے پھر پوچھا کہ اگر ایسا محتاج بھی اسے نہ ملے تو فرمایا خود اچھے کام کرے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے سے رکا رہے یہ بھی صدقہ ہے اور ایک حدیث میں آتا ہے

کل معروف صدقۃ وان من المعروف ان تلقی اخاک بوجہ طلق وان تفرغ من دلوک فی اناء اخیک۔ ہر ایک اچھا کام صدقہ ہے اور اچھے کاموں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی کو کشادہ پیشانی سے ملو۔ اور تو اپنے ڈول کا پانی اپنے بھائی کے برتن میں ڈالے۔ آج یہ حالت ہے کہ ایک شخص دوسرے سے ناراض ہوا تو میل ملاقات تک بند ہوجاتی ہے کشادہ پیشانی رکھنا تو ایک طرف رہا۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک زانیہ عورت کو اس لئے بخش دیا گیا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس سے مرنے کے قریب ہے تو اس نے اپنے دوپٹہ میں اپنا موزہ باندھ کر پانی نکالا اور کتے کو پلایا اور اس کے بعد فرمایا کہ ہر جاندار پر رحم کرنے پر اور اس کی خاطر تکلیف اُٹھانے میں ایک اجر ہے۔

یہ تو چند مثالیں ہیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھئے کہ کتنے موقع آتے ہیں کہ ہم رضائے الٰہی کے لئے دوسروں کی خاطر ایک تکلیف اُٹھا کر خدا کو خوش کرسکتے ہیں خدا کی محبت میں ترقی کرسکتے ہیں مگر یہ سب موقعے ہم اپنے ہاتھ سے گنواتے چلے جاتے ہیں۔ ایک بھائی بیمار ہوتا ہے ہم اس کی عیادت کے لئے دس قدم چلنے یا چار پیسے خرچ کرنے کی تکلیف نہیں اُٹھا سکتے۔ ایک بھائی کے ہاں موت ہوجاتی ہے ہم جنازہ کے لئے چند قدم چل کر نہیں جا سکتے۔ اس لئے نہیں کہ فی الواقع کوئی روک تھی بلکہ اس لئے کہ کون تکلیف اُٹھائے آرام سے اپنے گھر میں بیٹھے رہو۔ یہ سب موقعے وہ ہیں کہ انسان خدا کی محبت کے امتحانوں میں ناکام ہوتا چلا جاتا ہے اور اپنی ناکامی پر کبھی واویلا نہیں کرتا۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ دوسرے اس کی خاطر تکلیف اُٹھائیں مگر خود دوسروں کی خاطر تکلیف نہیں اُٹھانا چاہتا۔ میں نے ایسے بزرگوں کو بھی دیکھا ہے کہ ان کا کوئی عزیز بچہ فوت ہوگیا اور لوگ کثیر تعداد میں جمع نہیں ہوئے تو ناراض ہوگئے اور خود کسی بھائی کے جنازہ میں سوائے اس کے کہ اس سے کوئی خاص تعلقات ہوں آنے کی پروا نہیں کرتے ہمارے بعض احباب کے ایسے افعال سے بڑے بڑے مخلصوں کو ٹھوکر لگی ہے۔

اسی طرح دیکھا جاتا ہے کہ بہت احباب ہیں جو اس بات کی تو خواہش رکھتے ہیں کہ ہماری کوئی مسجد ہو لیکن جہاں مسجد بنی ہوئی ہیں وہاں دیوار بدیوار گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور چار قدم مسجد میں جانے کے لئے نہیں اُٹھاتے حالانکہ کسی دوست کی ملاقات کے لئے ایک میل بھی چل کر پہنچ جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے؟ اس دوست سے محبت ہے۔ خدا سے محبت نہیں یا مسجد نہیں ویسے اکٹھے ہوکر نماز پڑھنے کا بندوبست کیا گیا ہے مگر صرف اس لئے وہاں تک نہیں پہنچتے کہ دس قدم چل کر جانے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جماعت کے نظام کے لئے دینی امور میں ترقی کرنے کے لئے ہفتہ وار اجتماع کا

انتظام ہوتا ہے۔ مگر لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں وہاں تک جانے کی تکلیف نہیں کرتے۔ یہ سب مردگی کے نشان ہیں۔

میں اپنے نوجوان دوستوں سے بالخصوص یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے ابھی وقت ہے کہ وہ اپنی عادت کی اصلاح کریں ورنہ یہ باتیں دن بدن پختہ ہوتی چلی جائیں گی اور پھر ایک نیکی کی طرف قدم اُٹھانے کی خواہش بھی پیدا ہوگی تو وہ پوری نہ ہو سکے گی۔ خدا کے لئے تکلیف اُٹھانا اور اس تکلیف کو بوجھ نہ سمجھنا بلکہ اس سے لذت حاصل کرنا یہ وہ چیز ہے جسے ہر نوجوان کو اپنی زندگی کا بلند مقصد سمجھنا چاہیئے اپنی روٹی کمالینا اپنے آرام کا سامان کرلینا یہ ایک ادنےٰ مقصد ہے بلند مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے قرآن کریم کے امتحان کا انتظام کیا تھا۔ اس میں اگر صرف چالیس پچاس نوجوان اتنی بڑی جماعت میں سے شامل ہوتے ہیں تو یہ ایک واضح علامت ہے کہ قرآن کی محبت نے ابھی دلوں میں گھر نہیں کیا۔ مجھے اس بات کا بھی افسوس ضرور ہے کہ دفتر کو بھی اس طرف کافی توجہ نہیں کافی تحریک نہیں ہوتی یا بے وقت ہوتی ہے۔ سورہ مائدہ کے امتحان کا اعلان اب ہوا ہے جب صرف بیس دن باقی رہ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ اسے زیادہ وقفہ کر دیا جائے مگر جماعتوں کو اس طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے تاکہ چالیس پچاس نہیں بلکہ چار پانچ سو نوجوان اس میں شامل ہو سکیں۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کو تحریک کرنے کی عادت کم ہو گئی ہے اور یہ اچھی عادت نہیں۔ ہماری جماعت قرآن کی حامل ہے ترجمہ قرآن کی تبلیغ قرآن کی تعلیم قرآن کی سو میں ان دوستوں کو جو دفتروں یا سکولوں میں ملازم ہیں خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس امتحان میں شامل ہوں اور کالجوں اور سکولوں کے طالبعلموں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جہاں مبلغین ہیں وہ اپنی اپنی جگہ پُر زور تحریک کریں اور نوجوانوں کو ان امتحانات میں شامل کرنے کے لئے پورا زور لگائیں یہ بہت محنت نہیں چاہتا آدھا گھنٹہ روزانہ بھی دے دیا جائے تو کافی ہوگا اس طرح انہیں قرآن سے محبت بڑھے گی۔ اور جس شخص کی قرآن سے محبت بڑھتی ہے اس کی خدا سے بھی محبت بڑھے گی۔

ہماری جماعت کے سامنے ایک عظیم الشان کام ہے قرآن کا دنیا میں پہنچانا، اسلام کا دنیا میں پھیلانا، خدا کی ہستی پر یقین اور ایمان پیدا کرنا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تو اپنی دنیا میں غرق رہیں گے یا غفلت اور لاپرواہی میں پڑے رہیں گے اور یہ کام خود بخود ہو جائے گا۔ نہیں اس کے لئے ایک جماعت بکار ہے اور جماعت بھی ایسے لوگوں کی بکار ہے جو خدا کے کام کے لئے دیوانگی کا جوش اپنے اندر رکھتے ہوں جنہیں خدا کی راہ میں تکلیف اُٹھا کر خوشی ہو۔ جسم کو تکلیف پہنچے اور دل لذت سے بھر جائے۔ اس مقام سے جماعت ابھی بہت دُور پڑی ہوئی ہے اور کامیابی کی منزل مقصود بھی اتنی ہی دور ہے جوں جوں جماعت اس مقام کے قریب ہوتی جائے گی کامیابی اس سے قریب ہوتی جائے گی۔ میرے دوستو! وقت ہاتھ سے نکل رہا ہے ہماری زندگیاں ختم ہو رہی ہیں اور ابھی ہم نے جماعت کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا جہاں کھڑی ہو کر یہ حامل قرآن بن سکتی ہے یہ کام میرے وعظ و نصیحت سے بھی نہیں ہو سکتا کسی کے بھی وعظ سے اور لیکچروں سے نہیں ہو سکتا۔ میں وعظ کی بجائے خدا کے آگے روتا ہوں کہ اس جماعت میں بلند کاموں کے لئے ہمت کیوں پیدا نہیں ہوتی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے کے باوجود اس کا اتنا بڑا حصہ ابھی دنیا پر کیوں گرا ہوا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی اور پست باتوں پر کیوں گر رہی ہے۔ اسے ایک دوسرے کی نکتہ چینی اور عیب شماری میں کیوں لذت آتی ہے اس کی بجائے یہ اپنے بھائی کی کوئی خدمت کر کے لذت کیوں حاصل نہیں کرتے۔ سو میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اُٹھیں اپنے آپ کو تبلیغ قرآن کے بلند کام کا اہل بنائیں چھوٹی چھوٹی اور پست باتوں کو پاؤں تلے روندیں۔ اپنے بھائیو کی تکلیف پر آپ کے دل میں درد اُٹھے۔ بیماروں کی خبر گیری میں اور تکلیف زدہ کی تکلیف کو دور کرنے میں آپ کو لذت آئے کوئی بھائی فوت ہو جائے تو آپ سمجھ لیں کہ اس وقت آپ کا سب سے مقدم کام اسکے جنازہ میں شامل ہونا ہے امام وقت کے جھنڈے کے نیچے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے دیوانہ وار جد و جہد کریں نصیحت سے منت سے زور ڈال کر بھی کام لیں تاکہ اعلائے کلمۃ اللہ کا کام زیادہ وسیع پیمانہ پر ہو سکے۔ میں نے ایک تحریک کی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ ایک سو کے قریب آدمیوں نے اس پر لبیک کہا کہ وہ اپنے فارغ اوقات کو تبلیغ پر لگائیں گے مگر فی الحقیقت تو جماعت کے ایک ایک فرد کو اس پر لبیک کہنا چاہیئے

بالآخر میں تمام جماعتوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ اپنے نقصوں کی اصلاح کے لئے اپنے کام میں قوت پیدا کرنے کے لئے فوراً ایک خاص اجتماع کا انتظام کریں اور دیکھیں کہ وہ کس کس رنگ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو قوت پہنچا سکتے ہیں اور جو کچھ تجاویز اس کے لئے سوچیں ان سے مجھے بھی اطلاع دیں پھر ان تجاویز پر سہ ماہی کے بعد یا زیادہ سے زیادہ ہر ششماہی کے بعد غور کریں کہ کس حد تک ہم نے عملدرآمد کیا اور کن باتوں میں ہم ناکام رہے ہیں اور اس ناکامی کو کس طرح دور کر سکتے ہیں میں آپ کو خدا کے کلام سے خوشخبری سناتا ہوں۔ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا، خدا کے لئے جو جد و جہد کرے گا خدا اس کے لئے رستہ کھول دے گا۔ ہماری جد و جہد میں بہت کمی ہے ایک جماعت کا رنگ بہت لوگوں پر طاری ہے اُٹھو اور دوسروں کو بھی اُٹھاؤ۔ اگر ایک جماعت میں ایک بھی خدا کے کام سے عشق رکھنے والا موجود ہے تو وہ اس ساری جماعت کی کایا پلٹ سکتا ہے وہ بعض بھائیوں کی غفلت و لاپرواہی کو دیکھ کر بد دل نہ ہو بلکہ دیوانہ وار کام کرتا چلا جائے اور وہ جلد دیکھ لے گا کہ خدا اس کی کوششوں میں کس قدر برکت دیتا ہے۔

خاکسار
محمد علی

خریداران پیغام صلح سے ضروری گذارش (قسط نمبر)

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ اخبار پیغام صلح مندرجہ ذیل تاریخوں تک ختم ہو چکا ہے ڈاکخانہ سے چونکہ وی۔پی فارم نہیں ملتے اس لئے دوست وی پی کا انتظار نہ کریں اور اپنا حساب ملاحظہ فرما کر رقم چندہ خود بخود بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں (مینجر)

- خریداری ۹۲ خانصاحب میاں غلام حیدر صاحب اچھرہ لاہور ۳۱/۵/۴۹ تک
- ۹۳ ایم عبدالرحیم خاں صاحب بی۔اے ڈیرہ غازی خاں ۲۹/۱۱/۴۸ تک
- ۹۵ ڈاکٹر چوہدری عبدالمجید صاحب پشاور ۲۱/۵/۴۹ تک
- ۱۰۳ سید الف شاہ صاحب گورالی ۲۸/۲/۴۹ تک
- ۱۰۶ جناب شیخ محمد اسمٰعیل حاجی مولا بخش صاحبان
- ۱۰۷ ملک خدا بخش صاحب پنشنر لدھیانہ
- ۱۰۸ منشی غلام نثار صاحب جھنگ ۳۰/۱/۴۹ تک
- ۱۰۹ شیخ نذیر احمد صاحب نیپیئر ہوٹل لاہور ۳۱/۳/۴۹
- ۱۱۰ شیخ ضیاء الرحمٰن صاحب
- ۱۱۲ محمد عبداللہ صاحب بریلی ۲۹/۱۱/۴۸
- ۱۲۹ بیگم صاحبہ میر بختیاور علی صاحب لاہور ۲۹/۲/۴۹
- ۱۳۱ ملک عبدالکریم خاں صاحب ضلع ملتان ۱۴/۵/۴۹
- ۱۳۲ محمد شبیر خاں صاحب شیر ماسٹر مڈل ایسٹ فورس ۲/۱۲/۴۹
- ۱۴۰ عبدالرزاق خاں صاحب سنگرور ۵/۵/۴۹
- ۱۴۱ چوہدری نذیر احمد صاحب شکارپور ۲۹/۵/۴۹
- ۱۴۲ ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن صاحب انبالہ ۲۷/۲/۴۹
- ۱۴۵ بابو محمد صادق خاں صاحب جالندھر ۳۱/۱۲/۴۸

(باقی آئندہ)

قادیان مشن فنڈ۔ وصایا و عطیات۔ آمد ماہ مئی ۱۹۴۹ء

۱۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائلپور ۸ — ۵ — ۰ قسط وصیت
۲۔ جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ مبلغ اسلام سیالکوٹ ۴ — ۱۲ — ۰
۳۔ جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ ۱۰ — ۰ — ۰
۴۔ جناب محمد شیر گل صاحب بغداد ۵۰ — ۰ — ۰ عطیہ
۵۔ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب لاہور ۲۵ — ۰ — ۰ قسط وصیت
۶۔ جناب بابو محمد الدین صاحب ڈاوڑ ۱۰ — ۰ — ۰
(۷) جناب بابو محمد زبیر صاحب کمپونڈر بمقام کورم ۱۲ — ۰ — ۰
(۸) جناب مرزا غلام مرتضےٰ بیگ صاحب ناندگاؤں ۱۰ — ۰ — ۰ عطیہ
(۹) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ ۵ — ۰ — ۰ قسط وصیت

میزان ۵۸۵ روپے — ۱ — ۰
وصایا ۸۵ — ۰ — ۰
عطیہ ۵۱۰ — ۱ — ۰

امریکہ میں خدا اور مذہب کا تصور

(از مسز پرل بک)

نوٹ:۔ مسز پرل بک مشہور اہل قلم امریکن خاتون ہیں جن کے ناول انگریزی خواں طبقہ میں بہت شوق سے پڑھے جاتے ہیں مشرق سے ان کو غیر معمولی ہمدردی ہے ان کے ایک مضمون کا ترجمہ "امریکہ میں خدا اور مذہب کا تصور" کے عنوان سے اخبار کوثر میں شائع ہوا ہے درج ذیل ہے جس میں مصنفہ نے امریکہ والوں کے مذہبی تصورات کو پیش کیا ہے۔

(مدیر)

ہمارے بہت سے مسائل میری قوم کے مذہبی عقائد کے محور پر گھومتے ہیں اور مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں امریکہ والوں کی زندگی پر ان کے مذہب اخلاقیات اور ادب کے لحاظ سے گفتگو کروں۔ میں ان سب کو ایک جگہ جمع کر رہی ہوں کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جن سے دنیا کے ہر مقام پر مردوں اور عورتوں کی روحانی زندگی بنتی ہے۔ میری نصف زندگی چین میں گذری اور میں مشرق کے مذاہب اور نیز عیسائیت کے متعلق کافی واقفیت رکھتی ہوں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اپنی قوم کو جانچنے کے لئے میرے پاس ایک خاص نقطۂ نظر ہے، اور یہ نقطۂ نظر ایک حد تک چینی ہے۔ چین میں مذہب اس سے مختلف ہے جو وہ ہندوستان میں ہے اور ایک عام مرد اور عورت کی زندگی میں اس کا مقام بھی مختلف ہے، اس فرق کو سادگی کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک چینی تو زیادہ تر اخلاقیات پر زور دیتا ہے اور ایک ہندوستانی مذہب پر۔ اخلاقیات اور مذہب میں فرق سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ آدمی اور آدمی کا تعلق کیا ہے۔ ایک مذہبی قوم بندے اور خدا کے تعلق کو زیادہ اہم سمجھتی ہے کیونکہ اس کے اخلاقی ضوابط اس کے مذہب سے نکلتے ہیں، ایک غیر ہندی قوم جیسے کہ چینی ہیں، بندوں کے آپس کے تعلقات پر زیادہ زور دیتی ہے اور خدا اور بندے کے تعلق کو افراد پر چھوڑ دیتی ہے جو زیادہ تر صوفی خیال کے ہوتے ہیں پرانی قوموں میں جیسا کہ ہندوستان اور چین میں ہے اس قسم کے تصورات نے ایک باقاعدہ شکل اختیار کر لی ہے لیکن امریکہ جیسی نئی قوم میں ان کی کوئی معین صورت نہیں ہے اور اخلاقیات اور مذہب کا تعلق بہت ہی مبہم سا ہے ہر ملک میں مذہب کا اثر کیا ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے تاریخ کے اوراق کو کھنگالنا چاہیئے

ہمارے اکثر آبا و اجداد اس ملک میں مذہب کی آزادی کی خاطر آئے تھے یہ آزادی زیادہ تر احتجاجی تھی ایک قسم کی بغاوت کیتھولک چرچ کے خلاف جو یورپ میں نہایت منظم اور طاقتور تھا

اس آزادی سے مقصد صرف خدا کو اپنی مرضی کے مطابق پوجنے کا حق حاصل کرنا تھا بلکہ ایسی آزادی بھی جس کے ذریعے براہ راست خدا سے تعلق پیدا کیا جائے۔ سادہ انفرادی دعاؤں اور عبادت میں اور بائیبل کے مطالعے میں نا کہ پادریوں کے واسطہ سے بلکہ یہ آزادی اس سے بھی زیادہ تھی۔ ٹامس جیفرسن کے الفاظ میں اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی شخص مذہب سے مطلق بے نیاز بھی ہو جانا چاہے تو اسکو اس کی بھی آزادی ہونی چاہیئے۔ مختصر یہ کہ فرد کے لئے مذہب اور اپنی رسوم اختیار کرنے یا ہر قسم کے مذہب اور ہر قسم کی رسوم کو رد کر دینے کا اختیار رہو۔ اس قسم کی آزادی کا اثر لازماً ہماری قومی زندگی پر بھی پڑا ہے۔ ہم اس خیال کے بہت گہرے عادی ہو گئے ہیں کہ گرجا اور حکومت کو الگ الگ رہنا چاہیئے اور کسی گرجا کو کسی قسم کی سیاسی طاقت حاصل نہیں ہونی چاہیئے سیاسی طور پر قائم کئے ہوئے مذہب سے آزاد رہنے کے اصول کو ہم مانتے چلے آئے ہیں اور اب بھی اسکو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اسلئے تم یہاں ہر قسم کے مذہب پاؤ گے ہر قسم کی رسوم و عبادات ملیں گی اور تمہیں ایک کثیر تعداد ایسے آدمیوں کی نظر آئیگی جن کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور کوئی عبادت نہیں کرتے۔ مذہب یہاں ایک شخصی اور نجی معاملہ ہے کیتھولک گرجے کے علاوہ یہ مسئلہ تمام ایسا ہی ہے کیونکہ یہ قدیم گرجا ہمیشہ اپنے ارکان پر پوری طرح مسلط رہا ہے۔ اور وہ اس معاملے میں حکومت پر بھی غالب رہا ہے اور کئی غیر کیتھولک آدمیوں میں اس کے خلاف بڑا تعصب پایا جاتا ہے۔ یہ تعصب بعض نے اپنے آبا و اجداد سے ورثہ میں پایا ہے جنہوں نے یورپ کو کیتھولک چرچ کے تشدد سے بچنے کے لئے چھوڑا چنانچہ مجھے اس بات میں شبہ ہے کہ آج بھی کوئی کیتھولک آدمی ہمارے ملک کا پریزیڈنٹ ہو سکتا ہے پوپ نے حال ہی میں جو تقریریں کی ہیں ان سے بھی کیتھولک کلیسا کے خلاف شکوک و شبہات میں اضافہ ہوا ہے ایک عام امریکی مذہب کی اخلاقی قیمت کا اس لحاظ سے معترف ہے جبکہ اسے افراد پر استعمال کیا جائے لیکن اسے ایک ایسے منظم پادریانہ نظام کے خلاف شدید نفرت ہے اور اندیشہ ہے جو اس کی روح اور اعمال پر بھی حکم چلائے۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے ہاں کیتھولک لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ دوسرے ملکوں کے کیتھولک لوگوں کے مقابلے میں ان کے اندر ایک آزادی تو ہے جو مکمل تو نہیں مگر پھر بھی نمایاں، مثلاً میری ایک پڑوسن کیتھولک ہے، اس کا خاوند دائم المریض ہے اور اسی خاتون کو گھر والوں کی معاش بھی حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اس کے پانچ بچے ہیں، اور کیتھولک تعلیمات کے اعتبار سے ضبط تولید کے طریقے اختیار کرنا معصیت ہے جب ایک روز اس نے اپنے پادری کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ گھر والوں کی ضروریات کی کون کفالت کرے گا جبکہ اس کی گود میں اور بچے ہوں گے تو اس نے اس کو جواب دیا کہ ان معاملات کو خدا پر چھوڑ دے، اس نے جواب کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ایک مدت کے لئے اس نے چرچ کو چھوڑ دیا بہ نسبت اس کے کہ وہ اس چیز کو چھوڑتی جس کو وہ ایک اہم نجی آزادی سمجھتی تھی اس قسم کی آزاد منشی میں نے ایک اور سہیلی میں پائی جو کیتھولک ہے جبکہ اس کا اکلوتا بیٹا لڑائی میں ہلاک ہو گیا۔ اس غمزدہ ماں کو تسکین اور حوصلہ کی ضرورت تھی اور وہ اپنے گرجے کے پادری کے پاس جانے کی بجائے دوسرے کے پاس چلی گئی۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ دوسرا پادری زیادہ ذہین اور اسکی نصیحت کرنے کا زیادہ اہل ہے۔ ہمارے آزاد منش کیتھولک بلکہ پراٹسٹنٹ بھی جب اپنے پادریوں کا امتحان لیتے ہیں تو مجھے بڑا لطف آیا کرتا ہے ہمارے ملک میں ایک پادری کی یہ مجال نہیں کہ محض اپنے منصب کی بناء پر وہ لوگوں پر حکم چلائے۔ اگر وہ اپنے پیشہ کے مطابق زندگی بسر کرنے میں غفلت کرتا ہے تو اس کی کمزوریوں پر علانیہ نظر رکھی جاتی ہے اور ان پر بحث کی جاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کی برخاستگی کا مطالبہ کر دیا جائے یہ بات ہماری روایات کے بالکل مطابق ہے بلاشبہ اس قسم کی انتہائی آزادی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں کوئی ایک نظام مذہب نہیں ہے اور چونکہ ایک نظام نہیں ہے اس لئے ہمارے ہاں بہت سے فرقے ہیں اور چونکہ بہت سے فرقے ہیں اس لئے کوئی مذہبی وحدت نہیں ہم سمجھتے ہیں یہ ایک اچھی بات ہے ہمیں کسی ایسے نظام کی ضرورت نہیں جو ہماری قوم کی عادات اور زندگی پر اپنے ٹھوس فولادی قوانین نافذ کر سکے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی مذہب اگر اچھا ہے تو اس کا اثر اس فرد پر ضرور پڑے گا جو اس پر ایمان لایا تو ہم عام طور پر مذہبی اخلاص کی قدر کرتے ہیں اور ریاکارانہ مذہب سے سخت نفرت رکھتے ہیں ہم تو نہایت بیہودہ مذہبی فرقوں کو بھی برداشت کرتے ہیں جن کی تعداد ہمارے ہاں کافی ہے، جنگ کے زمانے میں جب فوجی بھرتی لازمی تھی تو جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہتھیار اٹھانا ہمارے مذہب کے خلاف ہے ان کو میدان جنگ میں فوجی خدمت سرانجام دینے سے مستثنا کر دیا گیا، ان کو کچھ دوسرے فرائض دیئے گئے بلاشبہ وہ بہت سخت تھے مگر ان کو اجازت دی گئی کہ ان کو اپنے ضمیر کے مطابق ادا کریں۔

خدا کا مبہم اعتقاد!

اب سوال یہ ہے کہ پھر ایک عام امریکی کے خدا اور مذہب کے بارے میں احساسات کیا ہیں۔ میں کہوں گی کہ خدا کے بارے میں اس کے دل میں ایک مبہم سا احترام ہے جس میں اس کی ہستی کے بارے میں کچھ شک بھی ملا ہوا ہے تاہم یہ شک عام طور پر عملی الحاد کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ اس کا استدلال اس طرح ہوتا ہے کہ چونکہ یہاں بہت سے گرجے ہیں اور نیز بہت سے آدمی ہیں جو خدا کو مانتے ہیں تو غالباً اس قسم کی کوئی ہستی ضرور ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہی اسکو اس امر کا بھی یقین نہیں کہ کسی ایک پہلو کو ثابت کیا جا سکتا ہے اور بحیثیت مجموعی وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ خدا میرے ادراک سے ماوراء ہے اور اس لئے مجھے اس بارے میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن ایک متوسط آدمی کے لئے مذہب کا ایک جز ہی خدا سے متعلق ہے۔ مذہب کا باقی حصہ اس کے نزدیک یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نیک بننے کی تلقین کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی تائید کرنی چاہیئے بلاشبہ ایک عام آدمی اس لحاظ سے چرچ کا رکن نہیں ہے کہ اسے خدا پر محکم اعتقاد ہے بلکہ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے مذہب بحیثیت مجموعی لوگوں کو بہتر بناتا ہے۔ خاص طور پر اس کا اعتقاد یہ ہے کہ بچوں کو کچھ مذہبی تعلیم ہونی چاہیئے تاکہ ان کے عادات و اطوار اچھے ہو جائیں میرے نزدیک مذہب کے بارے میں اس کا احساس اس سے زیادہ گہرا نہیں ہے البتہ اس کی بیوی غالباً کچھ زیادہ حسن اعتقاد رکھتی ہے۔ اچھا اب کلیسا کا ہماری زندگی پر کیا اثر ہے۔ میں کہوں گی حیرت انگیز طور پر بہت تھوڑا۔ کلیسا نے بہت سی بڑی بڑی اصلاحات میں کبھی رہنمائی نہیں کی مثلاً حبشیوں کے خلاف ایک طویل اور ظالمانہ امتیازی سلوک کے بعد اسی سال پراٹسٹنٹ کلیسا ایک معین اعلان لے کر نمودار ہوا ہے کہ گرجوں میں حبشیوں کے خلاف کوئی امتیاز نہیں

ہونا چاہیئے۔ چونکہ یہ صرف ایک عام پالیسی کا اظہار ہے اس لئے ہمیں اس کی توقع ابھی نہیں کرنی چاہیئے کہ عمل میں کوئی بڑا تغیر رونما ہوگا کچھ برس میں نے اپنا کافی وقت اپنے ملک میں اس نسلی مساوات کے مسئلہ پر صرف کیا ہے اور ایک ایسا سادہ طریقہ جاری کرنے کی کوشش کی ہے جس کے رو سے ہر فرقہ اپنے نسلی مسائل کو حل کر سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ہر فرقے کے مذہبی رہنماؤں کو ایک جگہ جمع کروں تاکہ وہ اخوت انسانی کا عملی نمونہ پیش کریں جس کو گرجوں کے ممبروں سے اتنی بلند آہنگی سے پیش کرتے ہیں۔ کیتھولک پادریوں کو ان کے افسروں نے دوسرے مذہبی رہنماؤں کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنے سے منع کر دیا ہے اس لئے مجھے ان سے کوئی امداد نہ ملی۔ بجز اس کے چند پادریوں نے خفیہ طور پر میری اعانت کی اور اپنے افسروں کی ملامت کا نشانہ بننے کے خطرے کو انھوں نے مول لیا لیکن جس چیز پر مجھے سب سے زیادہ حیرت ہوئی وہ یہ ہے کہ پراٹسٹنٹ پادری بھی دل سے اس قسم کی کوششوں کا ساتھ نہیں دیتے ان کے دلوں میں بھی اپنے فرقہ کے تعصبات جاگزین ہوتے ہیں اور اگرچہ کچھ لوگ جوش اور محنت سے کام کرتے ہیں۔ دوسرے محسوس کرتے ہیں کہ انسانی مساوات کے اشکالات میں انہیں نہیں الجھنا چاہیئے۔ دوسرے لفظوں میں میں نے اپنے مذہبی لوگوں میں کوئی قیادت نہیں پائی۔ بلاشبہ بحیثیت مجموعی جنگ کے خلاف بھی انھوں نے کوئی قائدانہ اقدام نہیں کیا۔ اور اب اس زمانے میں جب کہ ایٹم بم کا ہولناک فساد سامنے ہے وہ عملی طور پر کوئی رہنمائی کرنے کے لئے تیار نہیں ایسا کیوں ہے؟ اس کی تحقیقات کرنے پر مجھے معلوم ہوا اور پادریوں نے اس طرح اعتراف کیا کہ وہ اپنے گرجے میں آنے والوں کے خیالات کے خلاف وہ کوئی کام نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں اپنے منصب سے الگ کر دیا جائے گا اور ان کے گھر والے بھوکے مر جائیں گے اس طرز عمل سے ایک آدمی بھی اس پر نہیں آمادہ ہوتا کہ مذہب کی جیسا کہ ہمارے ملک میں بے قدر و منزلت کرے زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی خطرے کی بات نہ ہو تو ہماری مذہبی جماعتیں اور مذہبی رہنما نیکوکاری کے حامی ہیں!

اقتباس از ڈائری سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد

استاد عبدالستار صاحب نے آکر خبر دی کہ مصر کے الرسالہ العدد ۶۷۱ مورخہ ۱۳ر مئی سنہ ۱۹۴۶ء میں استاذ الاکبر عباس محمود العقاد کا ایک مقالہ تحت عنوان "من الدعوۃ الهندیۃ" شائع ہوا ہے جس میں استاذ موصوف نے تحریک احمدیت پر سیر کن بحث فرمائی ہے۔ آپ نے بانی سلسلہ احمدیہ کی پوزیشن اس میں واضح فرمایا ہے۔ آپ نے ہر دو جماعتوں کا لٹریچر مطالعہ کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کا لٹریچر تو انہیں خاکسار بھیجتا رہا اور محمودی جماعت کا لٹریچر دمشق سے منیر الحصنی صاحب سے انہیں پہنچا۔

۱۳ر اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کے الفضل میں جناب میاں صاحب کا خطبہ فرمودہ ۲۹ر مارچ سنہ ۱۹۴۶ء شائع ہوا ہے عنوان ہے "یاد رکھو جھوٹ ایک کیڑا ہے جو قوم کے رگ و بار کو کھا جاتا ہے اور اسے بڑھنے نہیں دیتا" اس میں اپنی جماعت کے ان لوگوں کو جو جھوٹ کے عادی ہو چکے ہیں، ناصحانہ انداز میں تنبیہہ فرماتے ہوئے ایک جگہ یوں گوہر افشاں ہیں۔

"اگر ہمارے کارکن سچائی کے پابند ہو جائیں تو ہمیں معاملات کی حقیقت سمجھنے میں وہ مشکلات پیش نہ آئیں جو اب ہمیں پیش آتی ہیں . . . .

جن لوگوں نے میرا وقت ضائع کیا اور سچ نما جھوٹ بولنے کی کوشش کی وہ قریباً سارے واقف زندگی ہیں جو اور بھی قابل افسوس امر ہے۔ جھوٹی عزت کی خاطر انھوں نے میرے سامنے جھوٹ بول دیا"

یہ جھوٹ کا پودا تو خود محترم میاں صاحب ہی کا لگایا ہوا ہے۔ جو اب درخت کی شکل میں جماعت کے اندر نمودار ہو رہا ہے۔ جناب میاں صاحب محترم نے اپنے مقدس باپ اور ہمارے جان سے عزیز امام علیہ السلام کی طرف ایسے جھوٹ کو منسوب کیا ہے۔ جس کی مثال تاریخ انسانی میں مشکل سے مل سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرمائیں کہ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰ مقابل میں جناب میاں صاحب محترم کا ارشاد ملاحظہ ہو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر فرماتے ہیں کہ

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" پھر غریب مریدوں کا کیا قصور جناب میاں صاحب محترم کو آیت شریفہ لم تقولون ما لا تفعلون کی طرف توجہ کرنی چاہیئے!

رپورٹ ادارۂ تعلیم القرآن بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۴۶ء

سابقہ وصولی

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائل پور
جناب مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ ڈیرہ غازیخان
جناب مولوی احمد گل صاحب مبلغ جھنگ —۸—
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھیرہ
محمد اعظم صاحب ۱/- ۵ - محمد اقبال صاحب ۱/- ۲ - محمد فاضل صاحب ۱/- ۲ - مولوی دوست محمد صاحب ۳/-
جناب شیخ عبدالرحیم صاحب انجنیئر لاہور
جناب فضل احمد صاحب بیگی
جناب بابو عبدالحمید صاحب دہلی
معلوم الاسم صاحب
جناب ابراھیم صاحب سچوانی بغداد
منجانب سکول سٹاف بدوملہی
جناب قربان علی صاحب معرفت حاجی ڈاکٹر محمد دین صاحب کھاریاں
جناب بابو رشید احمد صاحب امرتسر
جناب کیپٹن عنایت شاہ صاحب پونہ
جناب چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج لاہور
جناب ملک غلام قادر صاحب راولپنڈی
جناب مولوی محمد حسین صاحب پٹیالہ
جناب قاضی عبدالعزیز صاحب لاہور چھاؤنی
جناب قاضی محمد اسلم صاحب لاہور چھاؤنی
جناب سید سلطان علی شاہ صاحب
جناب قاضی بشیر احمد صاحب لاہور چھاؤنی
جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور
جناب بابو محمد دین صاحب ڈاوڑ
جناب فضل احمد صاحب سیالکوٹ
جناب بابو رحمت اللہ صاحب سیالکوٹ
جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب —۸—
جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب
معلوم الاسم صاحب
حضرت مولینا عزیز بخش صاحب لاہور
شیخ غلام مصطفیٰ صاحب خلف شیخ الہی بخش صاحب بدوملہی
متفرق احباب جماعت سرینگر معرفت شیخ عبدالصمد صاحب
خان بہادر جناب محمد قلی خانصاحب پشاور
جناب چوہدری غلام قادر صاحب جموں
خان بہادر جناب غلام ربانی خانصاحب مانسہرہ
جناب سید سلطان علی شاہ صاحب
جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب زیدہ —۱۲—
جناب حاجی محمد علی شاہ صاحب معرفت محمد مسعود صاحب صدیقی
جناب ملک خدا بخش صاحب لدھیانہ
جناب چوہدری دوست محمد صاحب ٹانڈہ
جناب مولوی عبدالرحمان صاحب دہلی
جناب بابو محمد بخش صاحب دہلی
جناب خان اکرام اللہ خان صاحب
جناب خانصاحب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور
محترمہ والدہ صاحبہ محمد اقبال موچی دروازہ لاہور
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پشاور

میزان ۰ — ۱۳ — ۵۷۰

۰ — ۱۳ — ۵۷۰

اقتباسات

اسلامی حکومتیں

مسلمان مدت سے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ اسلام سے دور، قرآن سے بیگانہ اور شریعت سے لاپروا اس لئے ہو گئے ہیں کہ غالب و قہار طاقتوں نے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیئے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ اگر اقتدار ان کے ہاتھ میں آجائے تو وہ زمین کے سینے میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں اور اسلامی حکومت علیٰ منہاج النبوت قائم کر دیں حالانکہ یہ خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس جنت الحمقاء میں بسنے والے واقعات کی دنیا کی ایک جھلک دیکھنے سے بھی کتراتے ہیں کہ مبادا انکی خیالی جنت حقائق کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔

ڈاکٹر ناظم صاحب (محکمہ آثار قدیمہ لاہور) حال ہی میں ایران و عراق کے سفر سے واپس ہوئے ہیں انھوں نے ان "اسلامی حکومتوں" کی اسلام دوستی کو مولانا سید سلیمان ندوی کے سامنے اس طرح بیان فرمایا:-

"ان دونوں ملکوں کے مسلمانوں اور مسلمان ہوٹلوں کے لئے اب شراب اور خنزیر گویا حرام ہی نہیں۔ انا للہ"

یہ ہیں مسلمانوں کی اسلامی حکومتیں! جن کے صدر مسلمان ہیں اور جن کے کارندے سارے کے سارے مسلمان۔ جو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہیں اور جن کے ہاتھوں میں دولت، اقتدار اور وہ سب کچھ ہے جن کی حسرت میں ہندوستانی مرے جا رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اقتدار کے حاصل ہوتے ہی وہ شاہراہ اسلام پر سرپٹ دوڑنے لگیں گے یہی وہ عظیم اکثریت والی مسلمان آبادیاں ہیں جو قرآن پر ایمان رکھتی ہیں اور پھر اسلام کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کئے جا رہی ہیں۔ اس حقیقت کی موجودگی میں صحیح طرز عمل یہی ہو سکتا ہے کہ آزادی و غلامی سے قطع نظر اقامت دین کی جد و جہد کی جائے کہ اس راہ میں جو قدم بھی اٹھ جائے گا کامیاب ہے اور اللہ پر اس کا اجر ہے لیکن افسوس کہ یہی وہ بات ہے جس پر ہمارے علمائے اسلام بھی توجہ نہیں کرتے۔ (کوثر)

فلسطین کے نازک حالات

سمجھ میں نہیں آتا کہ فلسطین کا کیا انجام ہوگا۔ اینگلو امریکن کمیشن کے فیصلوں سے عربوں کو سخت اختلاف ہے۔ سارے عرب میں شورش برپا ہے۔ عرب ممالک کے سلاطین۔ وزراء۔ نمایندگان جمہور اخبارات سب کے سب متفق ہیں۔ کہ اب ایک یہودی کو بھی فلسطین میں داخل نہ ہونے دیا جائیگا۔ برطانیہ کی حکمت عملی نہایت کمزور اور بے معنی ہے۔ وہ بیک وقت یہودیوں کو خوش کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہے اور عربوں کو بھی دوستی کے جال میں الجھائے چلا جاتا ہے۔ امریکہ کی پالیسی صاف اور واضح ہے پریزیڈنٹ ٹرومین صاف کہہ چکے ہیں کہ ہم ضرور ایک لاکھ مزید یہودیوں کو فلسطین میں آباد کر کے رہیں گے۔ یہود کے احسانات حکومت امریکہ پر ہیں اور امریکہ کے احسانات برطانیہ پر ہیں۔ اگر برطانیہ امریکہ کا زیر بار احسان اور زیر اثر نہ ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ اسلامی دنیا اور عرب ممالک کے متفقہ مطالبہ کے آگے جھک جاتا۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اسے ہر بات میں امریکہ کے اشارے اور نقش قدم پر چلنا پڑتا ہے۔ یہی احتیاج ہے جس نے بیشتر برطانیہ کو روباہ مزاج بنا رکھا ہے۔ اور اسی میں عربوں کے لئے بہت بڑا خطرہ پوشیدہ ہے۔

یہودیوں اور عربوں کے درمیان اب تک کوئی قابل ذکر تصادم نہیں ہوا یہود البتہ حکومت فلسطین کے خلاف مار دھاڑ کے طریقے اختیار کرتے رہتے ہیں۔ لیکن حالات بے حد نازک ہو رہے ہیں۔ امریکہ کے اصرار نے عربوں کو مشتعل کر رکھا ہے۔ عرب سلاطین اور لیڈر اپنی کانفرنسوں اور متفقہ فیصلوں سے عوام کے لئے اطمینان کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن جس دن یہ اطمینان دہی کا سلسلہ ٹوٹا فلسطین میں بلوہ و فساد کی قیامت برپا ہو جائے گی۔ اور بندگان خدا کا خون رائیگاں بہے گا۔

تعجب ہے کہ امریکہ کو اس صورت حالات کی نزاکت کا احساس نہیں ہوتا۔ اگر مغربی جمہوریتوں کی حکمت عملی مشرق قریب میں کامیاب نہ ہوئی۔ اگر یہودیوں کی اکثریت کا خطرہ بالکل حقیقی صورت میں عربوں کے سامنے آگیا۔ اگر امریکہ نے یہودیوں کی مدد کی۔ اور برطانیہ عربوں کی مدد سے عاجز رہ گیا۔ تو پھر عربوں اور روسیوں کے اتحاد میں کوئی چیز حائل نہ رہے گی اور ممکن ہے کہ تیسری جنگ عظیم مشرق قریب ہی میں شروع ہو جائے۔ حالات بیحد خراب ہیں اور مصر سے فوجیں ہٹا لینے کا وعدہ۔ شرق اردن کی آزادی کا اعلان لیبیا اور سیرانیکا کو اٹلی کے حوالے نہ کرنے کا وعدہ اور اس قسم کی دوسری مؤلف قلوب حرکات اس خطرے کو ہرگز دور نہیں کر سکتیں جو عربوں کو فلسطین میں درپیش ہیں۔ برطانیہ و امریکہ کو اس مسئلہ پر حقیقت بینی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔

(انقلاب)

رفتار عالم

— روم۔ ۱۰ ر جون۔ اطالیہ کی سپریم کورٹ نے آج اعلان کیا کہ اطالیہ میں ملوکیت کے متعلق استصواب رائے ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ۲۷ ہزار ۷ سو ۴۶ ووٹ جمہوری حکومت کے حق میں ہیں ایک کروڑ ۷ لاکھ ۸۸ ہزار ۹ سو ۵ ملوکیت کی حمایت میں۔ جو حضرات سپریم کورٹ میں موجود تھے انھوں نے اس اعلان کو سن کر نعرہ ہائے مسرت بلند کئے اٹلی کے بیس نہایت ہی مشہور مجسٹریٹ ووٹ جمع کرنے کے کام میں مسلسل لگے رہے ملوکیت پسند یہ کہہ رہے ہیں کہ ووٹ شماری میں جعلسازی ہوئی ہے یہ تصریح جمہوریت کے لئے خطرناک ہے۔

خاندان سوائے کے دوسرے اور آخری فرمانروا شاہ امبرٹو آج رات فرمان جاری کریں گے اور جلاوطنی کی زندگی گذارنے کے لئے اٹلی سے رخصت ہو جائیں گے۔

— قاہرہ ۱۰ ر جون۔ گذشتہ شب موثق ذرائع سے اطلاع ملی کہ فلسطین میں یہود کی درآمد کے متعلق اینگلو امریکن نے جو سفارشات پیش کی ہیں حکومت برطانیہ اسکو منظور نہیں کریگی۔

— لندن ۱۲ ر جون۔ مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کا سب سے بڑا فوجی اڈا فلسطین میں بنے گا غازہ کے جنوب مغرب میں زمین کے بڑے بڑے ٹکڑے خرید لئے گئے ہیں۔ یہ اڈا نہر سویز سے ۱۲۰ میل دور ہوگا اور اس پر دس لاکھ پاؤنڈ خرچ آئے گا۔

— لاہور ۱۲ ر جون۔ کشمیر پبلسٹی کمیٹی کے سیکرٹری کو اطلاع ملی ہے کہ بڈگام (کشمیر) آلوچی باغ کے ایک اور پل کو جلا دیا گیا ہے اس سلسلے میں متعدد گرفتاریاں ہوئی ہیں یہ پل ہوائی اڈے اور بٹ مالو کی چھاؤنی کو جانے والی سڑکوں پر واقع ہیں اب اس علاقہ کے لئے فوجی دستے بھیجدئے گئے ہیں۔

پلوں کو آگ لگانے والوں کا سراغ لگانے کے لئے ڈوگرہ فوج لوگوں کو انواع اقسام کے تشدد کا نشانہ بنا رہی ہے۔

— حیدر آباد سندھ ۱۴ ر جون۔ یہاں سے ۱۸ میل دور موضع سیری کے قریب کل اشتہاری مجرم حروں اور رائفل بردار پولیس والوں میں زبردست معرکہ ہوا۔ آٹھ حر اور ایک پولیس والا مارا گیا۔ حروں کی ٹولی مشتبہ حالت میں سیری کے تھانہ کے قریب منڈلاتی دیکھی گئی۔ محافظوں نے جو ڈیوٹی پر تھے پولیس کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع بھیجی جنھوں نے اسی وقت رائفل بردار جوان جمع کئے اور موقع پر پہنچ کر حروں کو للکارا پورے سات گھنٹے معرکہ آرائی ہوئی۔

— کلکتہ ۱۴ ر جون۔ مشہور برطانوی فلاسفر لارڈ برٹرانڈ رسل نے ایک انٹرویو میں یہ پیشگوئی کی کہ آیندہ ایک سو سال کے اندر ایشیا کو عالمگیر معاملات میں ماضی کی نسبت بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوگی

— بورنے موتھ۔ انگلستان۔ ۱۳ ر جون لیبر پارٹی کانفرنس کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر ارنسٹ بیون وزیر خارجہ برطانیہ نے کہا اگر ہم ایک لاکھ یہودیوں کو کل فلسطین میں داخل کر دیں تو میرے لئے یہ بھی لابدی ہو جائے گا کہ وہاں برطانوی فوج کا ایک اور ڈویژن رکھا جائے۔ جس کے لئے میں تیار نہیں ہوں۔ میرے خیال میں ہمیں یہودیوں اور عربوں دونوں سے کہہ دینا چاہیئے "براہ نوازش اپنی اپنی توپیں اٹھا کر پرے لے جاؤ" مجھے یقین ہے کہ اگر دونوں قومیں غیر مسلح ہو جائیں تو امن کی بحالی اور ترقی کی رفتار کو قائم رکھنے کا کام بہت زیادہ آسان ہو جائے گا۔ برطانیہ پہلے ہی ٹیکسوں کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اب اخراجات فلسطین کی مد میں مزید بیس کروڑ پاؤنڈ کا مزید زیر بار ہو جانا ناممکن ہے۔ مجھے توقع ہے کہ آیندہ ہم میں سے کوئی بھی ان لوگوں سے ذومعنی یا مبہم وعدے نہیں کرے گا جن کی تاویل مختلف ہو سکتی ہو۔ ہم فلسطینی عربوں کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جمعیت اتحاد عرب ایک حقیقت بن چکی ہے اور ہم اسے نظرانداز نہیں کر سکتے۔

— لندن ۱۵ ر جون۔ اخبار مانچسٹر گارڈین رقمطراز ہے کہ دہلی کی بات چیت کا ٹوٹ جانا بہت ہی افسوسناک ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ سمجھوتہ بالکل یقینی معلوم ہوتا تھا یہ اخبار لکھتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات ایسے نہیں ہیں کہ مسلمانوں کو کانگرس کی اکثریت کے رحم و کرم پر زندگی گزارنے پر آمادہ کیا جائے۔

— نئی دہلی۔ ۱۵ ر جون۔ آج متعدد لیگی لیڈروں نے کانگرس سے اپیل کی ہے کہ وہ سیاسی تدبر کا ثبوت دے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے ممبر مسٹر سید عبدالرحیم ایک بیان میں رقمطراز ہیں کہ مسلم لیگ نے وزارتی مشن کی تجویز منظور کر کے انتہائی تدبر کا ثبوت دیا اسے ہندوستان کے مسلمانوں ہی نے پسند نہیں کیا بلکہ دنیا بھر میں اس کی تعریف کی گئی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ کانگرس اپنے گزشتہ تجربہ سیاسی دانش اور دور اندیشی سے کام لے کر ایسا فیصلہ کرے گی جس سے ملک کا فائدہ ہوگا۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور بہار اسمبلی کے حزب مخالف کے لیڈر مسٹر ایس۔ ایم لطف الرحمن نے کانگرس سے اپیل کی ہے کہ وہ عقل سے کام لے اور مسلمانوں کے خدشات غلط ثابت کر دے۔ آپ نے افسوس ظاہر کیا کہ کانگرس اس وقت اعصابی جنگ لڑ رہی ہے۔

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۶۵ ھ م ۲۶ جون ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۶

اَحَادِیث الرَّسُول الاَمِین

(۱) ان سرک اللحوق بی فلیکفک من الدنیا کزاد الراکب وایاک ومجالسة الاغنیآء ولا تستخلفی ثوباً حتیٰ ترقعیه۔ (الترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے فرمایا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ تعلق رکھنا پسند ہے تو دنیا (کے اس قدر سامان ہی) پر گذارہ کرو جس قدر کہ سوار کے پاس زاد راہ ہوتا ہے۔ دولتمند لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔ اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر مت اتار پھینکو جب تک اسے پیوند نہ لگالو (دولتمندوں کی صحبت سے غریب کے دل میں مایوسی حسرت اور آخر کار حسد پیدا ہوتا ہے۔

(۲) ابغونی فی ضعفآء کم فانما تنصرون وترزقون بضعفآء کم (النسائی، الترمذی۔ ابو داؤد)

مجھے غریبوں (مزدوروں) میں تلاش کرو کیونکہ غریبوں کے ذریعے ہی تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شمولیت سے طبقۂ غرباء (مزدور) کو سرفراز فرمایا ہے۔ اس حدیث میں سرمایہ داروں کیلئے لمحۂ فکریہ ہے مزدور سوسائٹی کا کار آمد حصہ ہے جس کے بغیر نظام عالم چل نہیں سکتا۔ آئے دن کی ہڑتالیں اسی وجہ سے ہیں کہ سرمایہ دار مزدور کے حقوق بیدردی سے پامال کر رہا ہے)

(۳) مر رجل علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لرجل عندہ ما رأیک فی ھذا فقال رجل من اشراف الناس ھذا واللہ حری ان خطب ان ینکح وان شفع ان یشفع فسکت صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیک فی ھذا فقال رجل من فقراء المسلمین ھذا واللہ حری ان خطب لا ینکح وان شفع لا یشفع وان قال لا یسمع لقولہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ھذا خیر من ملء الارض مثل ھذا۔ بخاری۔ مسلم۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کہ اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے عرض کیا یہ ایک شریف آدمی ہے اور واللہ اس قابل ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو مان لیا جائے اگر کوئی سفارش کرے تو وہ بھی مان لی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص کا گذر ہوا آپؐ نے فرمایا اسے کیسا سمجھتے ہو؟ اس نے عرض کیا یہ ایک مسلمان فقیر ہے اور واللہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو منظور نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو وہ بھی قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر پہلے شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جائے تو یہ بہت اچھا ہے (فقیر سے گداگر اور خرقہ پوش مراد ہے)۔

۴۔ حبب الی الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلوٰة (النسائی) خوشبو اور عورت کے واسطے میرے دل میں محبت پیدا کی گئی ہے۔ اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔

خوشبو تو ایک ایسی چیز ہے کہ جہاں اور جس شئے سے آئے خواہ گل و گلزار ہو یا مشک و قرنفل کردار ہو بہرحال پسند خاطر ہے۔ عورت انسانی سوسائٹی کا ایک اہم جزو لاینفک ہے بغیر اس کے نظام عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ عورت بحیثیت میں تعمیر قومی کا ایک بے مثال معمار ہے۔ اس کی متبرک گود میں جہاں انبیاء، اولیاء رشیوں اور منیوں نے پرورش پائی وہاں بڑے بڑے سیاستدانوں، فلاسفروں سائنسدانوں اور سپاہیوں نے اسی یونیورسٹی (آغوش مادر) سے درس اولین کا شرف حاصل کیا عورت سرتاپا محبت ہے اور ایثار نفسی کا بیش بہا خزانہ اپنے اندر رکھتی ہے وہ قوم تباہ و برباد ہوئی جس نے عورت کی قدر و قیمت کو نہیں جانا رسول کریم صلعم نے عورت کو بڑا مقام دیا ہے۔

مَلفُوظات حَضرت مسیح موعود عَلَیہِ السَّلام

اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا کس مصلحت پر مبنی ہے

اس بات کو بھی سوچنا چاہیئے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعوےٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے، اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے۔ جس نے ایسا دعوےٰ کیا ہو اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو، اس کا نام منجانب اللہ ہو خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسےٰ ہو۔ یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں مثیل موسیٰ ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلشانہٗ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے، یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں اسلام میں موسیٰ۔ عیسیٰ۔ داؤد سلیمان، یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں۔ اس تفاول کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دیکر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھدے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔

اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے، دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں۔ جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔ اور جیسے میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے عیسیٰ مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو ان پر اس زمانہ میں کئے گئے ... مثالی نزول کے لئے شدید جوش میں تھی، اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتے تھے کہ اس وقت مثالی طور پر اس کا نزول ہو، سو خدا تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا۔

یہ ایک سر اسرار الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت ... کے فوت ہو جانے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اس کی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو ... بیہودہ اور بے جا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ناحق کا افترا کر کے یہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں اور تہمتوں کو دور کرنے کے لئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے، تب اس نبی کی روح تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۲، ۲۴۸)

خلود کتاب ... ت وقت ...

تاریخ اسلام

آسمانِ وحدت کے درخشندہ ستارے

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

آج اس زریں سلسلہ کی دوسری کڑی پیش خدمت ہے۔ امید ہے قارئین کرام اپنی زندگی کا پروگرام مرتب کرتے وقت ان اخلاقی بلندیوں کو مدنظر رکھیں گے جنہیں ہمارے سلف صالحین نے اپنے اعلیٰ کردار سے عبور کیا اور تاریخ کے صفحات کو مزین فرمایا۔

بکارہ کی حق گوئی اور امیر معاویہ رضؓ کا حلم و بردباری

بنی ہلال کے قبیلہ کی ایک عورت بکارہ نام امیر معاویہ رضؓ کے دربار میں حاضر ہوئی عمر رسیدہ تھی بینائی میں بھی فرق آ گیا تھا اور بدن میں رعشہ طاری تھا۔ معاویہ رضؓ نے سلام کا جواب دیا اور کہا افسوس زمانہ نے تمہارا حال دگرگوں کر دیا۔ بکارہ بولی بے شک اس کی گردشیں ایسی ہی ہیں۔ مروان نے کہا امیر المومنین ہنسنے اسکا کلام بھی سنا ہے وہ کہتی ہے

نولی ابن الھند للخلافۃ مالکا
ھیھات ذاک وان اراد بعید
ملتک نفسک فی الخلاء ضلالتا
اغراک عمرو انشقاق وسعید

یعنی کیا ہم ابن ہند (معاویہ رضؓ) کو خلافت کا مالک بنیں یہ بعید از قیاس ہے اور اگر وہ ایسا چاہے تو اس کے مرتبہ سے بالا تر ہے اے معاویہ تیرے نفس نے گمراہی سے یہ آرزو تیرے دل میں ڈالی ہے اور عمرو بن العاص اور سعید بن العاص نے تجھ کو بدبختی کے لئے ورغلایا ہے۔

مروان کے بعد سعید بن العاص نے یہ تین شعر بکارہ کے معاویہ رضؓ کو سنائے۔

قد کنت اطمع ان اموت ولا اریٰ
فوق المنابر من امیہ خاطبا
فاللہ اخر مدتی فتطاولت
حتیٰ رائیت من الزمان عجائبا
فی کل یوم الزمان خطیبھم
بین الجمیع لآل احمد عائبا

یعنی میری آرزو تھی کہ میں مر جاؤں اور بنی امیہ میں سے کسی کو منبر پر خطبہ پڑھتے نہ دیکھوں مگر اللہ تعالیٰ نے میری رسی دراز کی یہاں تک کہ زمانہ کے عجیب و غریب کرشمے میری نظر سے گذرے اور میں برابر ان خطیبوں سے آل احمد کی برائیاں سنتی رہی۔

بکارہ نے کہا اے معاویہ۔ مکر سے کچھ حاصل نہیں جھوٹ سے کچھ فائدہ نہیں اور مجھے خوشامد کی عادت نہیں۔ ان دونوں صاحبوں نے جو کچھ پڑھا وہ میرا ہی کلام ہے لیکن جو کلام ان کو معلوم نہیں ہے انھوں نے نہیں پڑھا وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے معاویہ رضؓ نے ہنسکر کہا مگر یہ بیکس برام تمہاری حاجت براری سے مجھے مانع نہیں ہو سکتا تم اپنی حاجت بیان کرو میں فراخ دلی کیساتھ اسے پورا کروں گا۔ غیرت مند عورت نے جواب دیا اس بے لطفی کے بعد اظہار حاجت نامناسب ہے یہ کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ کی جرأت ایمانی اور حق پرستی کی نصیحت

عبدالملک کی خلافت اور حجاج کی گورنری کے زمانہ میں عبداللہ بن زبیر نے (جن کی بیعت اہل حجاز و عراق نے کر لی تھی) مکہ میں پناہ لی حجاج نے محاصرہ کر لیا اور کعبۃ اللہ پر گولے چلائے عبداللہ بن زبیر رضؓ کے اکثر ساتھی جب انکو چھوڑ گئے تو وہ اپنی والدہ کے پاس آئے اور اپنی مجبوریوں کا اظہار کیا کہ میں اس وقت بے یار و مددگار ہوں۔ چند آدمی ابھی تک ہمراہ ہیں اور وہ بھی زیادہ عرصہ تک تکالیف کا مقابلہ نہ کرسکیں گے ماں بڑی ثابت قدم تھیں وہ مجبوریوں اور مصلحتوں کو ایمان و اسلام اور حق و صداقت کے مقابلہ میں بالکل ہیچ سمجھتی تھیں انہوں نے جواب دیا "اگر تو اپنے آپ کو حق پر جانتا ہے تو اظہار حق میں جو مصائب بھی آئیں انہیں مردانہ وار برداشت کر اور باطل کا مقابلہ کر یہاں تک کہ تو اور تیرے ہمراہی اظہار حق کے لئے قربان ہو جائیں اگر تجھے صرف حب جاہ اور دنیاوی جاہ و جلال سے غرض ہے تو جس قدر جلدی تیری ہستی مٹ جائے بہتر ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ نے کہا مجھے اظہار حق کے لئے قربان ہونے میں کچھ خوف نہیں صرف اندیشہ یہ ہے کہ میرے قتل کے بعد میری لاش کی بے حرمتی نہ کی جائے ماں نے جواب دیا اے فرزند بکری جب ذبح ہو جاتی ہے تو اسکو لٹکانا اور اسکا چمڑا وغیرہ اتارنا اسکو کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ آخر عبداللہ بن زبیر جاں بکف ہو کر لڑے اور شہید ہو گئے یہ واقعہ ۷۳ھ کا ہے۔

(کتاب الفخری)

ایک گیارہ سالہ لڑکے کی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ سے نکتہ رس گفتگو

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلافت ملی تو اطراف اکناف سے لوگ مبارکباد کے لئے آئے ان میں ایک حجازی لڑکا بھی تھا جو بے ریش بروت اور بالکل نوعمر تھا۔ خلیفہ نے کہا اے لڑکے کسی اپنے سے بڑی عمر والے کو گفتگو کرنے کے لئے موقع دے۔

لڑکا۔ امیر المومنین جب خدا تعالیٰ بندے کو زبان گویا، دل ذاکر عطا کرے تو یہ کلام کا مستحق ہوتا ہے اور اے امیر المومنین، اگر عمر کا لحاظ ہوتا تو اس وقت امت میں جو آپ سے بڑی عمر والے ہیں وہ خلافت کے زیادہ مستحق ہوتے۔

امیر المومنین۔ اے لڑکے تو کیا کہنا چاہتا ہے۔

لڑکا۔ ہم مبارکباد عرض کرنے آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ جیسا عادل و منصف خلیفہ ہم پر مقرر کیا ہے۔

امیر المومنین۔ اے لڑکے کوئی اور بات

لڑکا۔ بہت سے ایسے بادشاہ گذرے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حلم پر مغرور ہو گئے اور نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کی لاٹھی میں بھی آواز ہوتی ہے (عذاب دینے سے پہلے متنبہ کرتا ہے) خوشامدی مصاحبوں نے ان کو رعایا کے حالات سے غافل کر کے لغو بیہودگی میں پھنسا دیا۔ بیشک ایسے لوگ جلتی ہوئی آگ کا ایندھن ہیں۔ اے امیر المومنین ہماری دعا ہے کہ آپ ایسے لوگوں میں داخل و شامل نہ ہوں بلکہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے نیک لوگوں کے ساتھ آپکا حشر کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضؓ نے اس لڑکے کی عمر پوچھی تو معلوم ہوا صرف گیارہ سال کی ہے نسب پوچھا تو وہ لڑکا حسین ابن علی ابن ابی طالب کی اولاد سے نکلا۔

ابوحازم اور سلیمان بن عبدالملک

سلیمان بن عبدالملک مدینہ گیا تو ابوحازم رضؓ کو بلا بھیجا اور کہا کیوں ابوحازم ہم لوگ کیوں موت سے ڈرتے ہیں۔ ابوحازم نے کہا چونکہ تمہاری دنیا آباد اور آخرت برباد ہے اس لئے تم کو آبادی چھوڑ کر ویرانہ میں جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

خطیط بن زیات اور حجاج بن یوسف

حجاج بن یوسف نے خطیط بن زیات کو اپنے دربار میں بلا بھیجا اور کہا تم مجھ کو کیسا سمجھتے ہو خطیط نے کہا دشمن خدا۔ حجاج نے کہا اور امیر المومنین عبدالملک بن مروان؟ خطیط نے کہا اصل تو وہی ہے تو اس کی فرع ہے حجاج نے اس پر نہایت بیدردی اور بے رحمی سے طرح طرح کے عذاب دیکر ان کو قتل کرا دیا لیکن انھوں نے اُف تک نہ کی۔ (تاریخ حریت اسلام)

احمدیہ انجمن خواتین پشاور کا قیام

جماعت احمدیہ اور خاصکر خواتین سلسلہ کو معلوم کر کے خوشی ہو گی کہ احمدیہ خواتین پشاور نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ مستورات میں اسلام اور سلسلۂ احمدیہ سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے باقاعدہ کوشش کی جائے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے مستورات نے اس بات انتظام کیا ہے کہ وہ سب نماز جمعہ اکٹھی ہو کر باجماعت ادا کیا کریں۔ چار پانچ جمعوں سے باقاعدہ نماز جمعہ ادا ہوتی ہے اور جماعت کے ایک بزرگ امامت فرماتے ہیں۔ اسی سلسلے میں ایک میٹنگ بمکان مولوی عبداللہ جان صاحب نیازی مورخہ ۷ رجون بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوئی جس میں قرار پایا کہ احمدیہ انجمن خواتین پشاور کی ایک ایسوسی ایشن بنائی جائے جس کے ماہوار جلسے ہوا کریں، میٹنگ میں مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب ہوا:۔

پریذیڈنٹ:۔ بیگم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب
وائس پریذیڈنٹ:۔ بیگم مولوی عبداللہ جان صاحب نیازی۔
سیکرٹری:۔ بیگم عبدالحلیم صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری:۔ تحمم ایزدبخش
خزانچی:۔ شیریں دختر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب

تمام جماعت سے بالعموم اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بالخصوص عرض ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں استقلال و برکت ڈالے۔

زکیہ ایزد بخش۔ پشاور

اخبار احمدیہ

... کی صاحبزادی عزیزہ نجمہ، دہلی میں بعارضہ خسرہ بیمار ہے، دعائے صحت فرمائی جائے۔

(ج) حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ اسلام نواب شاہ سندھ لکھتے ہیں کہ محترم غلام ربانی صاحب کے بڑے بھائی کیپٹن مرزا کفایت علی صاحب پونہ میں سائیکل کی ٹکر کی وجہ سے زخمی ہو گئے ہیں۔ ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور گردن پر بھی زخم آئے ہیں۔

احباب سے التماس ہے کہ کیپٹن صاحب کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ والسلام

بیرونی جماعتیں توجہ کریں

آجکل پنجاب اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستیں تیار ہو رہی ہیں بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں جماعت کے وہ اشخاص جنہیں ازروئے قواعد ووٹ دینے کا حق پہنچتا ہے انکے نام اس فہرست میں خاص احتیاط سے درج کرائیں اور اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے پوری توجہ اور محنت کیساتھ اس کام کو سرانجام دیں۔ (جنرل سیکرٹری)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | لاہور چہار شنبہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۷

"فریضۂ تبلیغ اور اس کی تدابیر"

ایڈیٹر رسالہ برہان اور مدیر ایمان کی تبلیغی تجاویز

اخبار ایمان دار [illegible]

"فریضۂ تبلیغ اور اس [illegible]

سے مدیر ایمان [illegible]

یہ مقالہ در [illegible] مولوی [illegible]

لے ایڈیٹر برہان نے ایک

مضمون پر تنقید ہے [illegible] مولانا سعید احمد صاحب

کے مضمون کے چند اقتباسات درج کئے ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ تبلیغ اسلام کی دو بنیادیں

صرف دو ہیں:-

(الف) مبلغین کی اپنی زندگی انبیاء الٰہی کے نقش قدم پر ہو۔

(ب) مبلغین کا طریقہ تبلیغ انبیاء الٰہی کے مطابق ہو۔

ان دونوں اصولوں کی آپ نے تشریح کی ہے اور تشریح کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

"ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ تم میں سے ایک خاص جماعت ہونی چاہئے جو خیر کی طرف بلائے امر معروف کرے اور منکر سے روکے۔

اصل ضرورت یہی ہے کہ حکم قرآن کے مطابق مطلوبہ تبلیغی جماعت قائم کی جائے تاکہ وہ تمام گمراہیوں کا استیصال کرکے ہر گوشۂ عالم میں کلمۂ حق کو فروغ دینے کا کام کر سکے"

ایسی جماعت کو قائم کرنے کے لئے آپ نے ایک پروگرام بھی پیش کیا ہے جس کو پیش کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

(۱) ایک درسگاہ قائم کی جائے جس میں طلباء کی تعداد بہت محدود ہو، ان طلباء کا انتخاب مدارس عربیہ اور انگریزی کی قومی تعلیمگاہیں، دونوں سے ہو سکتا ہے۔

(۲) ان طلباء سے عہد لیا جائے کہ وہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد نہ کوئی ملازمت کریں گے، نہ کسی ریاست کا وظیفہ قبول کریں گے، نہ امراء اور رؤساء سے نذرانے اور تحائف لیں گے، اور ان کی پوری زندگی اتباع سنت کا نمونہ ہوگی،

(۳) ان طلباء کو اسلامی علوم و فنون پڑھائے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی کوئی غیر ملکی زبان انگریزی، جرمنی، روسی یا فرانسیسی اس درجہ تک سکھائی جائے گی کہ وہ اس میں بے تکلف لکھ پڑھ سکیں، اور تحریر و تقریر کرسکیں۔ پھر ساتھ ہی فلسفۂ جدیدہ اور پولیٹیکل سائنس کی بھی ان کو تعلیم دی جائے گی۔

(۴) فارغ التحصیل ہونے کے بعد ادارہ ان

کی صلاحیتوں کے مطابق ان کے لئے تبلیغ کا کوئی ایک خاص [illegible] اور ہر ایک کو [illegible] زبان [illegible] ہو۔

(۵) ادارہ ان کی معاش کے لئے [illegible] مقرر کرے گا، انہیں بہ حال اسی میں گذر بسر کرنا ہوگا، کسی اور ذریعہ سے ایک پیسہ زائد بھی وہ حاصل نہ کرسکیں گے۔

(۶) مبلغین کا یہ کام صرف تحریر و تقریر اور کتابوں اور رسالوں کی تصنیف و تالیف تک ہی محدود نہ ہوگا، بلکہ وہ اس بات کی کوشش بھی کریں گے کہ جہاں کہیں کوئی نظام باطل برسر اقتدار ہے وہ اسکو شکست دے کر اس کی جگہ نظام حق کی حکومت قائم کریں،"

ایڈیٹر برہان کے مضمون کے اقتباسات کو درج کرکے مدیر ایمان رقمطراز ہے:-

" یہ ساری باتیں قریباً وہی ہیں، جنہیں ہم ہمیشہ تبلیغی یونیورسٹی کی بحث میں بیان کرتے ہیں البتہ ایک بات میں ضرور فرق ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ مرکزی ادارہ مبلغین کی معاش کے لئے جو کچھ مقرر کر دے، وہ اسی میں گذر کریں، ہم یہ کہتے ہیں کہ مبلغین کو جدید قسم کے کسب فن بھی سکھائے جائیں، تاکہ وہ تاجر بنیں یا کارخانہ دار اور اپنی ہر حالت میں وہ صحیح مبلغ ثابت ہوسکیں۔ ہمارے [illegible] اصلی مشکل اسکیم اور پروگرام کی نہیں ہے، بلکہ اصلی مشکل یہ ہے کہ ہم میں کہنے والے اور لکھنے والے تو ہزاروں ہیں، مگر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اصلی قابل بحث بات یہ ہے کہ پروگرام شروع کون کرے؟ کس طرح شروع ہو؟ پہلا قدم کیا ہو؟ کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے؟ اور یہ ضرورت کس طرح پوری ہو؟ اگر ہم عملی کام نہیں کرتے، تو پھر ہماری تمام اصولی بحثیں بالکل بیکار ہیں"

تبلیغ اسلام کا یہ نظریہ اور عملی تدابیر کا یہ پروگرام ہمارے سامنے ہے اسلام کے لئے درد دل رکھنے والے مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ تبلیغ اسلام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تبلیغ کرنے والوں کی اپنی زندگیاں انبیاء الٰہی کے نقش قدم پر ہوں اور ان کا طریقہ تبلیغ انبیاء الٰہی کے مطابق ہو اور تبلیغی پروگرام کو بروئے کار لانے کے لئے قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق ایک تبلیغی جماعت قائم کی جائے یہاں تک ہمیں ان سے اتفاق ہے اور تبلیغ کا یہی وہ تصور ہے جسے تحریک احمدیت نے پیش کیا

ہے لیکن اس جماعت کو تیار کرنے کے لئے الفاظ میں جو پروگرام پیش کیا ہے اس میں [illegible] کیونکہ وہ اسلام کی گذشتہ روایات اور انبیاء الٰہی کے سلسلوں کے مطابق نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ درسگاہ یعنی تبلیغی یونیورسٹی کے ذریعہ ایسی جماعت پیدا کی جائے۔ مدیر ایمان اس پروگرام میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مبلغین کی معاش پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان مبلغین کو [illegible] فن سکھائے [illegible] تاکہ وہ تاجر اور کارخانہ دار بنیں اس پروگرام میں بنیادی نقائص ہیں، ایسی درسگاہ کے قیام سے طلباء اسلامی علوم و فنون میں مہارت پیدا کرلیں گے لیکن ان کے قلوب میں تبلیغ اسلام کے لئے وہ جذبہ کیسے پیدا ہوگا جس سے وہ انبیاء کرام کے نقش قدم پر زندگیاں بسر کرسکیں اور انبیاء کے طریق تبلیغ کو اختیار کرسکیں یہ جذبہ پیدا کرنے کے لئے ایسے اساتذہ کی ضرورت ہے جو انبیاء کے رنگ میں رنگین ہوں وہ اساتذہ کہاں سے آئیں گے؟ ایسے اساتذہ کے بغیر طلباء پر یہ رنگ نہ چڑھ سکے گا اور ان کے قلوب میں تبلیغ اسلام کے لئے سرفروشانہ جذبہ نہ پیدا ہو سکے گا اور یونیورسٹی کی تعلیم و تدریس سے تھوڑا بہت جو اسلام سے تعلق پیدا ہوگا اسکو وہ انڈسٹریلزم ختم کردے گا جسے مدیر ایمان اس تبلیغی پروگرام میں شامل کرنا چاہتے ہیں، انڈسٹریلزم کے وہ تمام عواقب اس یونیورسٹی میں پیدا ہوجائیں گے جو آج ہمیں یورپ میں نظر آتے ہیں ہمارے خیال میں تبلیغی جماعت کو تیار کرنے کا کام یونیورسٹیاں نہیں کرسکتیں بلکہ اس کام کو وہ آئمہ اور مجددین

سرانجام دیتے ہیں جن کو [illegible] ہر صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ [illegible] احیاء اسلام اور تبلیغ اسلام کے لئے مبعوث فرماتا ہے یہ انبیاء کا کام ہے اور اس کام کو انبیاء کے جانشین اور قائم مقام ہی کرسکتے ہیں جو خود انبیاء کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں اور جس جماعت کو وہ اپنے گرد جمع کرتے ہیں اسے بھی اس رنگ میں رنگین کردیتے ہیں چنانچہ اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق اللہ تعالےٰ نے جس مجدد کو مبعوث فرمایا اس نے انبیاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور انہی کے طریقہ تبلیغ کو اختیار کرتے ہوئے ایک جماعت تیار کی اور اس جماعت نے تبلیغی میدان میں جو کام کیا وہ کسی اور اسلامی جماعت سے نہیں ہوسکا کئی دفعہ ایسے تبلیغی پروگرام اور سکیمیں پیش کی گئیں مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا پھر انہی پروگراموں کا اعادہ کیا جارہا ہے لیکن یہ تبلیغی تحریکات بھی اس وقت تک کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکیں گی جب تک کہ یہ وہ ذریعہ اختیار نہ کریں جو [illegible] تحریک کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس رنگ میں رنگین نہ ہوں جس میں رنگین ہونا فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے از حد ضروری ہے اور یہ خصوصیات اس وقت پیدا ہوسکتی ہیں جب یہ تحریکات حضرت امام عصر حاضر سے تعلق پیدا کریں جس کو خدا نے اس کام کے لئے مبعوث فرمایا ہے یہ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے اور واقعات بھی اس پر شہادت دے رہے ہیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں تشریف رکھتے ہیں اور بدستور خدمات دینی میں مصروف ہیں

اعلان نکاح جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی ایم۔ اے نے چوہدری [illegible] صاحب اسسٹنٹ جیلر پشاور کا نکاح [illegible] بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر شمس الدین صاحب سے پندرہ سو روپیہ مہر پر اور چوہدری غلام حیدر صاحب بن چوہدری غلام محمد صاحب (کھاریاں) کا نکاح امۃ النصیر بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر شمس الدین صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر بتاریخ ۱۳ ماہ جون ۱۹۴۷ء بمقام شاہ آباد (کرنال) پڑھا۔

اس موقعہ پر محترم ڈاکٹر محمد الدین صاحب (کھاریاں) اور مکرم کیپٹن حاجی احمد خانصاحب ایاز نے پندرہ پندرہ روپے بغرض اشاعت اسلام دیئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو بابرکت ثابت کرے۔

امتحان میں کامیابی قدسیہ رحمٰن صاحبہ بنت جناب ایم کے رحمٰن صاحب لائلپور سے تحریر فرماتی ہیں:-

" الحمدللہ کہ میں نے امسال یو۔پی بورڈ سے میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اس خوشی میں میں اپنے جیب خرچ سے پانچ روپے کی حقیر رقم انجمن کے فنڈ میں ارسال کر رہی ہوں، بزرگان سلسلہ کی نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے اپنی دعاؤں میں یاد کیا اور میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ بھی ہماری بہتری اور بہبودی کے لئے ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد کرتے رہیں گے،"

درخواست ہائے دعا

(الف) ہمارے محترم دوست خان [illegible] خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت دہلی کی پوتی جس کی عمر قریباً پانچ سال ہے، بعارضہ ٹائیفائڈ تکلیف میں ہے، اور اس کی تکلیف سے انہیں بہت پریشانی ہے خان صاحب بزرگان سلسلہ اور احباب سے مسلسل دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو شفائے کامل عطا فرمائے۔

(ب) محترم خواجہ صلاح الدین احمد صاحب

ہماری تبلیغی کوششیں

ہمارے آنریری مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں

(از دفتر تبلیغ)

دہلی } سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندھری تحریر فرماتے ہیں۔

میں روزانہ دارالمطالعہ میں قریباً پانچ گھنٹہ کے لئے بارہ بجے سے پانچ بجے تک آتا ہوں گاہے گاہے کوئی صاحب تشریف لاتے ہیں تو ان سے بات چیت ہو جاتی ہے ٹریکٹ کے دینے کی ضرورت ہو تو ٹریکٹ دے دیتا ہوں کوئی صاحب بطور مہمان تشریف لاویں تو ان سے ملاقات ہو جاتی ہے جماعت کی حرکت کیلئے دارالمطالعہ روزانہ کھلنا بہت ضروری ہے ہر مہینہ میں قریباً چودہ پندرہ دفعہ میں احباب کے مکان پر فراہمی چندہ کے لئے جاتا ہوں اس طرح سے چندہ بھی وصول ہو جاتا ہے اور احباب سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے مکان پر جا کر چندہ وصول کرنے کے سوائے دوسرا کوئی طریقہ فراہمی چندہ کے لئے کامیاب ثابت نہیں ہوا، اتوار کے دن سب احباب دارالمطالعہ میں جمع ہوتے ہیں اس لئے ایسے احباب سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے سلسلہ کے متعلق کوئی نئی تحریک ہو تو وہ بھی ان کے گوش گذار کر دی جاتی ہے۔

جبل پور } میں ہمارے نوجوان دوست ایم اے صمد صاحب ایم اے نہایت جوش و خلوص کے ساتھ تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے میری کوششیں اس امر کی طرف مبذول رہی ہیں کہ ایک قرآنک سٹڈی سرکل بنایا جائے الحمدللہ کہ میں اپنی مساعی میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اس کا پہلا جلسہ ۱۲ مئی کو میرے مکان پر ہوا ابتدائی تقریر میں میں نے قرآن کریم کو ٹھیک طور پر سمجھنے اور اسے دنیا میں پہنچانے کی ضرورت اہمیت پر زور دیا، میں نے بتایا کہ اس صدی میں صرف حضرت مسیح موعود ہی ایک شخص ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو سب سے آگے رکھا اور ہم میں یہ روح پھونکی کہ اس کتاب الٰہی کی مدد سے ہم دنیا کو فتح کر سکتے اور تمام پیش آمدہ مسائل کو حل کر سکتے ہیں میرے بعد ایک بہت بڑے سرکاری افسر نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ مذہب کے متعلق اہل مغرب روز افزوں دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں یہ ایک بہت خوشگوار علامت ہے اور اب وقت ہے کہ اسلامی اصولوں کو تمام دنیا میں پھیلایا جائے کیونکہ اسلام کے سوائے کوئی دوسرا مذہب قابل قبول نہیں ان تقاریر کے بعد میں نے قرآن کریم کی پہلی سورۃ الفاتحہ کا درس دیا اور مکمل تفسیر بیان کی، اس مجلس میں سول اور پولیس کے بعض بڑے بڑے مسلمان افسر شامل تھے، دوسری مجلس ۱۹ مئی کو منعقد ہوئی جس میں ہم نے دوسری سورت البقرہ کے پہلے رکوع کا مطالعہ کیا، ایک خطرناک بات یہ ہے کہ جبل پور کے مسلمان نوجوانوں میں دہریت کی سپرٹ دن بدن ترقی کر رہی ہے میں نے ایسے لوگوں سے ملنے اور انہیں اسلام میں واپس لانے کی کوشش شروع کر دی ہے اس ماہ میں جماعت احمدیہ میں لوگوں کو شامل کرنے کا مجھے بہت خیال رہا اور مجھے بہت خوشی ہے کہ اس جد و جہد میں ایک صاحب جو ایک بہت بڑے سرکاری افسر کے بھائی ہیں حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لے آئے ہیں، اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی ضرورت و اہمیت کو انھوں نے پورے پورے طور پر سمجھ لیا ہے وہ مجھ سے بیعت فارم بھی لے گئے ہیں امید ہے کہ چند دنوں میں وہ اپنے فیصلہ سے آپ کو اطلاع دیں گے، اور بھی متعلق بڑے بڑے لوگوں سے اس بارہ میں گفتگو ہوئی وہ سب حضرت مسیح موعود کی خدمات اسلام اور جماعت احمدیہ کے شاندار کارناموں کے قائل اور معترف ہیں، لیکن بعض مخالف لوگوں کی کتابوں سے متاثر ہونے کی وجہ سے انہیں امام ماننے کے لئے تیار نہیں، ان کے تاثرات کو دور کرنے کے لئے مجھے حضرت مسیح موعود کی سیرت کی ضرورت ہے جو میں ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

رپورٹ کے آخر میں برادر موصوف نے یہ خوشخبری بھی سنائی ہے کہ

" آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میں اپنی توقعات کے خلاف امتحان ایم۔ اے میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہوں اس کامیابی کو میں کسی اور بات کا نتیجہ قرار نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ یہ اللہ تعالےٰ کا ایک خاص فضل مجھ پر نازل ہوا ہے اور یہ سب جماعت کے بزرگوں اور دوستوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

بہاولنگر } بہاولنگر سے شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی اطلاع دیتے ہیں کہ ایک عیسائی پروفیسر صاحب کو وہ کچھ عرصہ سے تبلیغ کر رہے ہیں کئی انگریزی اسلامی کتابیں ان کو پڑھنے کے لئے یکے بعد دیگرے دی گئیں جن سے وہ بہت متاثر ہوتے ہیں اور اعلانیہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرتے اور تبدیل مذہب کے ارادہ کا اظہار بھی کر دیتے ہیں مگر پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا شوق ظاہر کرتے ہیں اور تعطیلات گرما میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں، انھوں نے ایک دیوبندی مولوی صاحب سے اپنی اسلامی واقفیت کا اظہار کیا تو وہ بہت خوش ہوئے مگر جب مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ یہ واقفیت آپ نے کس طرح حاصل کی تو انھوں نے مذکورہ بالا کتابوں کے نام لئے اور ان کے مصنفین کی بہت تعریف کی، جس پر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اگر آپ ان لوگوں کی کتابوں کو پڑھیں گے تو آپ کو صحیح اسلام نصیب نہیں ہوگا، ان کتابوں کو بالکل مطالعہ نہ کریں، ورنہ قبول اسلام کے بعد بھی جمہور اسلام آپ کو تسلیم نہیں کریں گے مولوی صاحب کی اس گفتگو سے وہ گھبرا گئے اور مجھ سے مولوی لوگوں اور جماعت کے اختلافات کے متعلق استفسارات کرنے شروع کر دئے جس پر میں نے جواب دیا کہ آپ مولوی صاحب کو لکھیں کہ وہ اصلی امر صحیح اسلام کے متعلق آپ کو لٹریچر مہیا کر دیں پھر خود بخود آپ پر ظاہر ہو جائے گا غالباً انھوں نے مولوی صاحب سے لٹریچر طلب کیا ہوگا مگر وہاں سے انگریزی لٹریچر کیا آنا تھا۔

منٹگمری } سے پروفیسر سعد اختر صاحب لکھتے ہیں کہ جب سے یہاں آیا تبلیغی کام جاری رکھا لیکن ناواقفیت اور جماعت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی نمایاں کام نہ کر سکا، ایک ماہ کے بعد چودھری نذیر احمد صاحب مرحوم تحصیلدار کے بھتیجے نثار احمد طالب علم فسٹ ایر کا علم ہوا یہ احمدی نوجوان بورڈنگ میں اپنی احمدیت کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھا میرے مشورہ پر ایک بیٹھک میرے مکان کے سامنے لے لی اور ہم دونوں نے ایک دن کتب مسیح موعود کا درس رکھا بعد میں امتحان قرآن کریم میں شرکت کی غرض سے سورۃ النساء کا درس شروع کر دیا چھ رکوع ختم کئے تھے کہ میرا تبادلہ ریسالہ خورد ہو گیا دو ماہ بعد پھر واپس آیا ہوں اور پھر اس سلسلہ کو شروع کر دیا ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سرگرم کار رکھے اور خدمت دین کا موقعہ دے کالج کے ایک اور طالب علم سے بھی مذہبی گفتگو ہوتی رہتی ہے اسے سلسلہ کا لٹریچر اور اسلامی اصول کی فلاسفی دی گئی، ایک دن شام کو ہم باہر بیٹھے تھے تو ایک نوجوان سے جو گڑھ سے عربی فارسی کی تعلیم پاتے ہوئے ہے اور محلہ کی مسجد میں امام ہے، ملاقات ہوئی اور اس نے مجھے مسجد میں نماز پڑھنے کی دعوت دی، میں نے کہا کہ پہلے آپ مسجد میں اعلان کریں کہ حضرت مرزا صاحب کافر نہیں مسلمان ہیں، اس نے کہا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ اور قادیانیوں کا حوالہ پایا میں نے تردید کی اور حضرت مرزا صاحب کی کتب پڑھنے کے لئے کہا اور اسکو حمامۃ البشریٰ اور سر الخلافہ پڑھنے کے لئے دی اور کچھ ٹریکٹ بھی دیئے، دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے اُلم وقت کی شناخت عطا کرے۔

چمبہ } چمبہ میں ہمارے دو آنریری مبلغ غلام نبی صاحب ہومیو اور محبوب عالم زبیر صاحب نہایت تندہی کیساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں، مختلف اصحاب سے زبانی گفت و شنید، خط و کتابت، تقسیم لٹریچر اور مختلف مساجد میں تقاریر ان کی تبلیغ کے ذرائع ہیں ان دونوں اصحاب کے علاوہ ہمارے فاضل دوست مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے بھی کوئی تبلیغی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ان کے آریوں وغیرہ بحث و مناظرات کی روئیدادیں قارئین کرام کی نظروں سے وقتاً فوقتاً گذرتی رہتی ہیں۔

بغداد } میں ہمارے مکرم بزرگ سید تصدق حسین قادری صاحب جس محنت و جانفشانی اور جس ذوق و شوق کے ساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، احباب کرام ان کے تبلیغی کارناموں کی رپورٹیں وقتاً فوقتاً ان کالموں میں ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے اپنی تبلیغی ڈائریوں کی جو نقلیں ارسال کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ایک قلمی دوست اور قابل اصحاب کو نیو ورلڈ آرڈر اور بعض انگریزی اور اردو ٹریکٹ انھوں نے بھیجے جن کے پڑھنے سے ان لوگوں کو جماعت احمدیہ کی علمی و اسلامی خدمات کا اعتراف کرنا پڑا برطانیہ کے تجارتی وفد کے صدر لارڈ ڈیوڈسن کو جو بغداد آئے ہوئے تھے نیو ورلڈ آرڈر آپ نے بھیجی اور ایک خط بھی لکھا، کئی قادیانیوں کو بھی سلسلہ کے اختلافی مسائل کے متعلق ٹریکٹ بھیج کر انہیں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی کہ حضرت مسیح موعود کا حقیقی مذہب اور آپ کا اصل کام جماعت احمدیہ لاہور کے پاس ہے۔ تحریک ادارہ تعلیم قرآن میں شمولیت کیلئے مختلف اصحاب کو دعوت دی گئی اور انھوں نے اپنے اپنے حسب استطاعت اس تحریک میں حصہ لیا، حضرت صاحب الفخامۃ السید طہ الہاشمی سابق وزیر اعظم بغداد کو نیو ورلڈ آرڈر پیش کی اور بعض کئی اور کو یہ کتاب دی گئی جنہوں نے اس کی خوبیوں کا اعتراف کیا، السید محمود حلمی مالک دار الکتب العربیہ سے معلوم ہوا کہ ان کی معرفت وزارۃ المعارف بغداد نے قاہرہ سے کتاب محمد رسول اللہ عربی ترجمہ "محمد دی پرافٹ" تالیف حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ بڑی تعداد میں مدارس کے لئے طلب کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتب عالم عرب میں بڑی پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں اور یہ سب سید تصدق حسین صاحب کی توجہ اور کوشش کا نتیجہ ہے، آپ نے

(باقی بر صفحہ ۹)

حضرت امام الزمان کی صداقت کا عملی ثبوت

از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب

اللہ تعالے نے ابتدائے دنیا سے ہی یہ قاعدہ اور قانون مقرر کر رکھا ہے کہ اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مختلف اوقات اور مختلف اقوام میں اپنے نبی اور رسول بھیجتا رہا ہے اور اس کیساتھ ایک کتاب یا ہدایت نامہ بھی اس پیغامبر کو عطا کرتا رہا ہے تاکہ یہ دونوں مل کر بنی نوع انسان کی حقیقی رہنمائی کر سکیں۔ کتاب یا ہدایت نامہ میں حق و صداقت کی تمام باتیں درج ہوتی ہیں جن پر اس کتاب یا ہدایت نامہ کے لانے والا عامل ہو کر دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ جس ہدایت نامہ کو لایا ہے وہ اس زمانہ کے لئے قابل عمل ہے۔ اوراق تاریخ سے یہ بھی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ ہدایت نامہ اور اس کی تعلیم کسی خاص قوم اور کسی خاص زمانہ کے لئے مختص تھی تو اس نبی یا انبیاء کی وفات کے بعد یہ تعلیم خود بخود فراموش ہو جاتی تھی اور اس کتاب کا فیض اور نور مختص زمانہ کے گذر جانے کے بعد بند ہو جاتا تھا۔

قرآن کریم کا فیض اور نور اور اسکا پیغام عالمگیر حیثیت رکھتا ہے اور یہ کسی خاص زمانہ یا قوم یا ملک کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ اس کا دائرہ عمل تمام دنیا کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اور اگرچہ اس کے لانے والے کی اتباع اور پیروی سے جو برکات اور انوار مل سکتی ہیں وہ تا قیامت ملتی رہیں گی اور اس لحاظ سے آنحضرت صلعم ایک زندہ نبی ہیں لیکن تاہم آپ کے جسد عنصری کی وفات کے بعد ایک ایسے عملی اور زندہ نمونہ کی ضرورت رہتی ہے جو نہ صرف اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آنحضرت صلعم کی کامل اتباع اور پیروی سے وہ تمام فیوض اور انوار اور برکات اب بھی ہم دیکھتے ہیں اور حاصل ہو سکتے ہیں جن کا وعدہ دیا گیا ہے اور اس طرح یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ آنحضرت صلعم ہی کامل اور زندہ نبی ہیں بلکہ اس امر کا بھی ثبوت مل جائے کہ یہ ہدایت نامہ اس زمانہ میں بھی اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح کہ اس کے لانے والے کے وقت تھا۔ اور موجودہ اقوام عالم کے لئے بھی اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح ان اقوام کے لئے تھا جو اس کی اولین مخاطب تھیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم آخری کتاب ہے اور آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں اور جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو محرف و مبدل ہونے سے محفوظ رکھا تاکہ یہ ہدایت نامہ تا قیامت دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کا کام دے وہاں اس امر کا بھی انتظام فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے جو عملی نمونہ دنیا کے سامنے اپنی زندگی میں پیش کیا وہ بھی آپ کے کامل متبعین اور فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچے ہوئے انسان وقتاً فوقتاً اس دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں تاکہ قرآن کریم کی تعلیمات کو اساطیر الاولین کہکر نہ رد کر دیا جائے۔ آج مسلمانوں کے اندر ہی کتنے انسان موجود ہیں جو اس خیال کے منکر ہو رہے ہیں کہ وحی و الہام فی الواقعہ کوئی خارجی چیز ہے۔ اور خدا اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے لہذا اس چیز کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالے نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر کم از کم ایک ایسا مرد کامل مبعوث ہوتا رہے جس کا وجود خدا نما ہو، جو اللہ تعالے کا حی و قیوم ہونا اپنے وجود سے ثابت کر سکے جو اپنے نبی متبوع کی زندگی کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر سکے اس سلسلہ کو مجددین کا سلسلہ کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ اس حد تک تو چلے جاتے ہیں کہ مجددین کا آنا درست تسلیم کر لیتے ہیں لیکن اس امر کے خلاف ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر کوئی الگ جماعت بنائی جائے۔ اور یہ حضرت مجدد زمان پر ایک اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک الگ جماعت کیوں بنائی۔ سو عرض ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ اعتقادی اور عملی زندگی اس امر کی مقتضی ہے کہ حقیقی اور کامل مسلمانوں کو رسمی اور اسمی مسلمانوں سے الگ کیا جائے تاکہ وہ اپنے اعتقاد اور عملی نمونہ سے دنیا پر واضح کر سکیں کہ اسلام قرآن اور آنحضرت صلعم کے نزدیک ایک مسلمان کیا ہوتا ہے۔ پھر ایسی جماعت بنانے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ وہ کام جو مسلمانوں کے سپرد کیا گیا تھا اسکو از سر نو دنیا میں جاری کیا جائے اور قائم رکھا جائے۔ میں انشاء اللہ اس امر کا تجزیہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان کس حد تک حقیقی اور سچے مسلمان ہیں اور کس حد تک محض اسمی اور رسمی اور پھر حضرت مجدد زمان نے حقیقی اور سچے مسلمانوں کو الگ کر کے کونسا عظیم الشان کام اپنے سامنے رکھا۔

اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ موجودہ مسلمانوں کے اندر جو اخلاقی اور عملی کمزوریاں پائی جاتی ہیں وہ اس بناء پر ہیں کہ مسلمانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر حقیقی ایمان نہیں رہا بلکہ محض رسمی اور زبانی ایمان ہے۔ اس حقیقی اور زندہ ایمان کو پیدا کئے بغیر مسلمانوں کے اندر ایک اعلیٰ سیرت صحیح کردار۔ اخلاق فاضلہ پیدا کرنا ناممکن ہے۔ اس اخلاقی اور روحانی پہلو کے فقدان کا مرثیہ مدت سے مسلمان قوم کے اندر اس کے ادیب اور شعراء پڑھتے آئے ہیں۔ لیکن محض مرثیہ خوانی سے وہ چیز پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ مرض کی صحیح تشخیص بھی کچھ مفید نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا اصل علاج پیش نہ کیا جائے۔ حضرت مجدد زمان کا یہ ایک بڑا بھاری اور عظیم الشان کارنامہ ہے کہ انھوں نے نہ صرف مسلمانوں کی اصل مرض کو تشخیص کیا بلکہ اسکا صحیح اور میں سمجھتا ہوں واحد علاج بھی تجویز کیا۔ اور وہ تھا اللہ تعالے کی ذات اور اس کی صفات کاملہ پر زندہ۔ زبردست اور حقیقی ایمان۔ آنحضرت صلعم کی رہنمائی اور پیشوائی پر اس رنگ کا ایمان کہ اب تا قیامت دنیا کی نجات اور رہنمائی صرف اور صرف اس آخری نبی کے جھنڈے کے نیچے آنے سے ہو سکتی ہے اور قرآن کریم کے ہر لفظ ہر حرف اور ہر حکم کا من جانب اللہ ہونے پر یقین کامل رکھنے اور عمل پیرا ہونے سے مل سکتی ہے۔

حضرت مسیح زمان ارشاد فرماتے ہیں "ہمارے پاس آنحضرت صلعم کی حیات کا ثبوت بھی موجود ہے۔ کیونکہ زندہ نبی وہ ہے جس کی برکات اور فیوض ہمیشہ جاری ہوں۔ سو اللہ تعالے نے مسلمانوں کو کبھی ضائع نہیں کیا بلکہ ہر صدی کے سر پر ایسے آدمی بھیجتا رہا ہے جو مناسب حال اصلاح کرے،، پھر موجودہ رسمی توحید پرستی کے متعلق لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "اس وقت توحید صرف زبان پر رہ گئی ہے سچا موحد کوئی نظر نہیں آتا۔ ہر ایک دل دنیا کی محبت میں غرق ہو رہا ہے کسی کو دین کے واسطے ذرہ برابر کام کہا جاتا ہے تو سوچ بچار میں پڑ جاتا ہے۔ اس وقت دین غریب۔ بیکس اور یتیم ہو رہا ہے۔ یہ کلمہ نہایت موزوں سچا اور بابرکت ہے کہ "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" دنیا کی محبت ہر بدی کی ابتدا ہے۔ اکثر لوگ دنیا ہی سے محبت کے سبب ہلاک ہو رہے ہیں،،

آنحضرت صلعم کا طرز عمل کم از کم مسلمانوں کے لئے تو اسوہ حسنہ ہونا چاہیئے لیکن موجودہ مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" اے نبی تو کہ دے کہ اگر تم اللہ تعالے سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ کیا موجودہ مسلمان آنحضرت صلعم کی متابعت کرتے ہیں۔ کیا ان کی طرح آنحضرت صلعم سود لیتے تھے یا مداہنہ کرتے تھے یا غفلت کرتے تھے یا نفاق کرتے تھے یا دنیا کو [illegible] کرتے تھے۔ یہ سب باتیں جو [illegible] کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور [illegible] وہ نہیں رہیں جو آنحضرت صلعم کے [illegible] ہوا کرتی تھیں۔ چاہیئے کہ جس طرح [illegible] صلعم زندگی بسر کرتے تھے اسی طرح بسر کریں تب سچے مسلمان ہو [illegible] صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ [illegible] ان سے پیار کرتی تھی اور [illegible] سے پیار کرتے تھے"

چونکہ تمام اخلاق فاضلہ اور [illegible] کا دار و مدار خشیۃ اللہ اور حقیقی ایمان [illegible] پر ہے لہذا حضرت مرزا صاحب [illegible] موضوع پر تحریر فرماتے ہوئے ارشاد [illegible] ہیں: "آج کل لوگوں کی یہ حالت ہے [illegible] تین تین آنہ کے واسطے جھوٹی گواہی دیتے پھرتے ہیں۔ کیا وکلاء [illegible] ہیں کہ وہ عدالتوں میں سچ بولتے [illegible] سچ کی پیروی کرتے ہیں وہ [illegible] پہلو بچا کر جھوٹ سچ جو کچھ ہو [illegible] جاتے ہیں۔ کیا یہی دین ہے [illegible] نے یہی حکم دیا ہے کہ تم مطلق [illegible] اور جھوٹ کو ایسا مادر کی طرح [illegible] جھوٹ کو شرک کے ساتھ ملا کر [illegible] ہی جگہ ممانعت فرمائی ہے۔ [illegible] کو چھوڑ کر کوئی شخص بت کے سر جھکاتا ہے وہ خیال کرتا [illegible] اسی کے ذریعہ پار ہو جاؤں گا۔ یہ کس [illegible] خرابی کی بات ہے خدا تعالے [illegible] نہیں کہ وہ گذارہ چلاتا ہے [illegible] اور عدالتوں میں جو جھوٹ بولا [illegible] اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد [illegible] ہیں" بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں مقدمہ میں سچا تھا لیکن پھر بھی [illegible] سزا پائی اصل بات یہ ہے کہ [illegible] طرح سزا پاتے ہیں وہ درحقیقت جھوٹ کی سزا پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ [illegible] ہاں ایک سلسلہ حساب ہوتا ہے [illegible] فلسفہ ہے اور بدی اور جھوٹ [illegible] کا بے نظیر نسخہ ہے۔ [illegible] اس وقت مسلمانوں کے اندر [illegible] وہ دنیا کی محبت ہے۔ اس لئے مجدد زمان نے بوقت بیعت [illegible] یہ کہا کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں [illegible] حضرت صاحب ارشاد فرماتے ہیں [illegible] خود کمزوری دکھلاتے ہیں اور [illegible] دیتے ہیں۔ نیکی کو جتلانا گستاخی [illegible] "مخلصین لہ الدین" بنا [illegible] دنیا دار تو خیرات بھی کرتا ہے [illegible] آفرین چاہتا ہے اگر ریا نہ ہو [illegible] لوگ تھوڑے دلوں میں ملی [illegible] جو شخص خدا کا ہوتا ہے خدا [illegible] مگر جو شخص ناقص اعمال سے [illegible] دھوکا دینا چاہتا ہے وہ خود [illegible] ہے۔ دنیا میں ایک مغلق انسان [illegible] دھوکے میں نہیں آتا تو خدا [illegible]

کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جو اس وقت مسلمانوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے وہ یہی دنیا کی محبت ہے !!

پھر جماعت بنانے کی غرض اور اپنی بعثت کی غرض کو جن الفاظ میں بیان فرمایا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ کا ارشاد ہے:۔

"میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح اور تقویٰ کے راستہ پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعے دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشاء پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو سارا کام رائیگاں گیا"

یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ دنیا میں کوئی اصلاحی اور تبلیغی جماعت قطعاً کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اس کے اپنے افراد کے اندر وہ اصلاح اور کیریکٹر اور اعلیٰ سیرت اور پاکیزہ اخلاق نہ ہوں جنکی نہ صرف نشر و اشاعت بلکہ ان کا قائم اور رائج کرنا اس مصلح جماعت نے اپنا نصب العین اور مقصد قرار دیا ہے۔

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ غیر المسلمین حضرت مجدد زمان پر الگ جماعت بنانے کا اعتراض پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں اور رسمی اور آبائی مسلمانوں سے راسخ العقیدہ اور دین کا ضروری اور صحیح علم و شعور رکھنے والے حقیقی مسلمانوں کو الگ کر کے ایک جماعت تیار کی جائے جس کے افراد پہلے خود اپنا تزکیہ اور اصلاح کرنے پر سر دھڑ کی بازی لگا کے بیٹھے ہوں اور پھر اس پیغام حق کو دنیا میں پہنچانے اور قائم کرنے کے لئے دنیا و مافیہا کی ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے بکلی تیار ہوں۔

اب میں مختصراً ایک ایسی تحریک کا ذکر کرتا ہوں جو حال ہی میں پنجاب میں اٹھی ہے اور جس نے عامۃ المسلمین سے ایک الگ جماعت بنام "جماعت اسلامی" قائم کی ہے۔ موجودہ اسمی اور رسمی مسلمانوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے اس جماعت اسلامی کے ایک رکن تحریر فرماتے ہیں "اسلام اپنے ماننے والوں سے جس طریق زندگی اور اقامت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جس جدوجہد کا مطالبہ کرتا ہے وہ پورا نظام "طول امد" اور بعض دوسرے اسباب کی وجہ سے درہم برہم ہو چکا ہے اور بلحاظ اسباب اس وجہ سے عملی دنیا میں اسلام جاہلیت سے مغلوب ہو رہا ہے۔ "طول امد" توٹ دیا ہے کہ اس سے مصطفائی علیہم الامد فقست قلوبھم کی طرف اشارہ ہے) اس کے بعد "جماعت اسلامی" کے قیام اور ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ان لوگوں کے سامنے اس وقت دو کام ہیں۔ ایک اپنی اصلاح اور اپنی زندگی کا تزکیہ اور دوسرے لوگوں تک یہ پیغام پہنچانا"

کیا اس میں اور حضرت مجدد زمان کے طریق کار اور طرز عمل میں کوئی فرق ہے ؟ حضرت صاحب نے یہی لکھا ہے کہ میں کوئی نیا دین نہیں لایا کوئی نیا کلمہ رائج کرنے نہیں آیا۔ میں حضرت مجدد ہوں "تجدید ایمان اور تجدید دین" کی خاطر آیا ہوں۔ لیکن بعض معترضین نے ان الفاظ کے استعمال پر بھی اعتراضات کئے جن کا جواب حضرت صاحب نے دیا لیکن شاید تعصب اور ضد کی وجہ سے لوگ ان کے جواب کو قابل قبول نہ سمجھیں لہذا میں "جماعت اسلامی" کے لٹریچر سے اس کا جواب پیش کرتا ہوں کیونکہ "جماعت اسلامی" کے دستور میں بھی "تجدید ایمان" اور "تازہ ایمان" وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کسی معترض کے جواب میں تحریر ہوتا ہے "بعض حضرات ... لفظ "تجدید ایمان" سے بھی شبہ پیدا کرتے ہیں لیکن چونکہ یہ ایک عام اور معروف دینی اصطلاح ہے جس سے لوگوں کو واقف ہونا چاہیئے اس لئے ہم نے اسکو بدلنا اچھا نہ سمجھا۔ "تجدید ایمان" کا لفظ تو خود "ایمان سابق" کا پتہ دیتا ہے۔ اور اگر سر نو ایمان کے الفاظ تو "تجدید ایمان" کا ترجمہ ہی پیش کرتے ہیں"

(باقی آئندہ)

ہماری تبلیغی کوششیں

(بقیہ صفحہ) قاہرہ کے "الرسالۃ" کو جس نے نیو ورلڈ آرڈر پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے متعلق بعض غلط خیالات کا اظہار کیا تھا قاہرہ آفت دی احمدیہ موومنٹ بھیجا ہے تا کہ اس کی غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے۔ نماز جمعہ سید صاحب کے مکان پر ہوتی ہے۔ جہاں بعد نماز سب دوست مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ سید صاحب اور بعض دوسرے دوست اپنی تبلیغی ڈائریاں سناتے ہیں۔ اگر کوئی دوست نماز میں نہ آسکے تو اس کے گھر جا کر نہ آنے کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔ تقسیم لٹریچر میں بعض دوسرے دوست بھی سید صاحب کی امداد کرتے ہیں۔ مثلاً عبدالصمد صاحب برق، سید عابد علی صاحب، ابراہیم آدم سجوانی صاحب، ... محمود صاحب۔ ۱۵ر مئی کی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ استاد محمد مبارک نافع استاذ تاریخ الادیان فی دار العلمین العالیہ دکان پر تشریف لائے آپ اگلے مہینہ یوان میں قاہرہ تشریف لے جانے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ قاہرہ جا کر مینول آف حدیث کی شرح کا عربی میں ترجمہ کروں ہمارے پاس عربی میں احادیث موجود ہیں لیکن وہ شرح موجود نہیں جو حضرت مولنا محمد علی صاحب کے قلم سے نکلی ہے آج اس شرح کی ... غیر مسلموں کو ضرورت ہے ویسے ہی اہل ... کے لئے بھی ضروری ہے" سید صاحب کی ۱۷ر مئی کی ڈائری سے یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے کہ "نیو ورلڈ آرڈر" کا عربی ترجمہ لجنۃ النشر للجامعیین نے چھپوا لیا ہے" اپنی ڈائری میں سید صاحب نے اخویم عبدالصمد صاحب برق کی ڈائری بھی نقل کی ہے جس میں ذیل کے نو وارد احباب کی دلچسپی کا موجب ہوں گے لکھا ہے کہ

"مورخہ ۹ر مئی معالی السید توفیق بیگ تشریف لائے آتے ہی فارسی زبان میں گفتگو شروع کر دی، میں نے پچھلے ہفتہ آپ کو ایک ... ورلڈ آرڈر کی بدیۃ دی تھی فرمانے لگے کہ میں نے اپنی عمر میں مولینا محمد علی کو پہلا شخص پایا ہے جو اس نازک دور میں اسلام کی حمایت دشمنان اسلام کی گود میں بیٹھے ... رہا ہے جس جرأت ایمانی سے اسلام ... قوانین قرآن کی فضیلت اور فوقیت دیگر تحریکات جدیدہ و ادیان باطلہ پر بیان فرمائی ہیں اس کی مثال عصر حاضرہ میں نہیں ملتی خدا اس قیمتی وجود کو تا دیر سلامت رکھے"

یہ سید صاحب کی تبلیغی ڈائری از ۲۸ر مارچ تا ۱۷ر مئی کا خلاصہ ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش دینی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

(باقی آئندہ)

وصایا کے متعلق ضروری یاددہانی

جن احباب نے دو سال کے اندر اندر زر وصیت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب دوسرا سال گذر رہا ہے احباب کو چاہیئے کہ اب براہ مہربانی کل رقم ادا کر دیں یا اسکی قسط اس طریق سے شروع کریں کہ اخیر سال تک کل رقم وصیت ادا ہو سکے۔

مرتضیٰ خان
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات گرامی

(۱) ماہوار چندوں کے متعلق

"خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ..... آپ کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں، وہ لوگ جن کی آمدنیاں تھوڑی ہیں ان کے لئے ایک آنہ فی روپیہ چندہ کافی ہے مگر وہ لوگ جو چار سو یا اس سے زیادہ کماتے ہیں وہ دسواں حصہ اپنی آمدنیوں کا دیں"

(پیغام صلح مورخہ ۶ر فروری ۱۹۴۶ء)

(۲) وصایا کے متعلق

"میں ان بیٹوں کو اپیل کرنا چاہتا ہوں جن کے باپوں نے ابھی وصیت نہیں کی وہ اپنے والدین سے کہیں کہ وصیت کریں، ہر ایک بیٹا جس کے دل میں اسلام کے لئے درد ہے وہ اپنے باپ سے کہے کہ میں آپ کے مال سے نہیں لوں گا بلکہ خدا کے دیئے ہوئے مال سے لوں گا . . . . بیٹوں کے علاوہ خاوند بیویوں سے اور بیویاں خاوندوں سے اپیل کریں کہ وہ وصیت کریں"

(پیغام صلح مورخہ ۶ر فروری ۱۹۴۶ء)

(۳) ادارۂ تعلیم قرآن کے متعلق

"جو احباب کمروں کی تعمیر کی شکل میں اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ان سے اس کام کے لئے پندرہ پندرہ دن کی آمد مانگتا ہوں"

(پیغام صلح مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء)

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

سیکرٹری صاحبان کیجد متمیں ضروری گذارش

جماعتوں اور سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ دفتری ضرورت کے لئے اعلیٰ عہدوں والے انگریزی خواں اصحاب، تجار، صاحب حیثیت اور متمول زمینداروں کے پتے درکار ہیں۔ براہ کرم اپنے اپنے شہر یا گاؤں کی ایک فہرست مرتب فرما کر دفتر میں ارسال فرماویں۔ یہ ایک ضروری کام ہے امید ہے کہ احباب بطیب خاطر یہ تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

مرتضیٰ خان
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

مسلمان کون ہے

جملہ شیعہ، سنی، وہابی اور قادیانی صاحبان کا فیصلہ ہے کہ جو شخص صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا طیبہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے اور ایک غیر مسلم کو کلمہ شریف پڑھا کر ہی مسلمان کیا جاتا ہے۔ کلمہ شریعت کے معنے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اب صدق دل سے پڑھنے والے کا امتحان اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آج گھروں میں بیوی بچے معبود۔ دھن دولت معبود۔ کاروبار معبود، رسم و رواج معبود برادری معبود اور حاکم یا پیر و مرشد معبود۔ پس کس منہ سے انسان کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہاں وہ کہہ سکتا ہے جو ان شرکوں سے نکلے اور اللہ تعالےٰ کے لئے غیرت دکھلائے کہ جب خدا کا حکم سامنے آئے اور وہ فوراً ان معبودوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ نیز وہ اللہ کے لئے غیرت رکھتا ہو کہ مشرکین کو جا کر سمجھائے کہ بھائیو اللہ تعالیٰ ہی واحد معبود ہے شرک مت کرو۔ اس کے بعد محمد اللہ کے رسول ہیں۔ وہ شخص صدق دل سے اقرار کرتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لئے محبت اور غیرت رکھتا ہو۔ یعنی جو کام جناب رسول اللہ صلعم نے کیا وہ بھی کرے یعنی قرآن مجید خود پڑھے اس پر عمل کرے اور دوسروں تک پہنچائے۔ پس اے مسلمانو! آج آسمان پر وہ شخص حقیقی مسلمان ہے جو شرک نہیں کرتا اور شرک سے دوسروں کو بچنے کی ترغیب دیتا ہے خود شریعت پر عمل کرتا ہے اور اس نور کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ وہ ہے جو صدق دل سے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پڑھتا ہے ورنہ بہت سے غیر مسلم بھی زبان سے پڑھ لیتے ہیں۔ مگر وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مبلغ ہی مسلمان ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر کلمہ گو مسلمان کو عمل کی توفیق بخشے اور آسمان پر بھی مسلمان بنائے آمین۔

خاکسار۔ شمس الدین۔ شاہ آباد

مینول آف حدیث کی مقبولیت

حوالدار بخت ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مینول آف حدیث اپنے کمان افسر صاحب کو دی جو کہ فارغ ہو کر ولایت جا رہے ہیں وہ لے کر بہت خوش ہوئے اور مصنف کے کام اور اخلاص کی بہت تعریف کی اور کال آف اسلام، پرافٹ آف اسلام اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی وغیرہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں نے ان کی کمپنی کے مسلمانوں میں بہت دلچسپی پیدا کر دی ہے اور انگریز افسران کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مذہب اسلام اور عیسائیت میں اتنا فرق نہیں ہے جتنا عیسائیت اور ہندو مذہب میں ہے۔ یہ صاحب اپنی کمپنی میں تقسیم کرنے کے واسطے بہت سا لٹریچر اردو، انگریزی، بنگالی طلب فرماتے ہیں جو ان کو بھیجا جا رہا ہے۔

قائد اعظم محمد علی جناح پر مکمل اعتماد

سری نگر، ۷ جون کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا ایک خصوصی اجلاس مسجد احمدیہ قلمدان پورہ سرینگر میں منعقد ہوا۔ جہاں یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا یہ اجلاس قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور وزارتی مشن کی سفارشات کے بارے میں ان کے فیصلہ اور اقدام پر اظہار خوشنودی کرتا ہے۔

اسسٹنٹ سیکرٹری

اشتہار

زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان فیروز خان

ایم۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

سب جج صاحب بہادر ضلع سبی بلوچستان

مقدمہ نمبر ۱۹ دیوانی ۱۹۴۶ء

گوردہند دراں ولد بھوجہ مل ہندو سکنہ سبی۔

بنام شاہل ولد کھوئیل ذات اند بلوچ سکنہ سبی بلوچستان۔

دعوی مالیتی ۱۹۵ روپے

بنام شاہل ولد کھوئیل ذات اند بلوچ سکنہ سبی بلوچستان مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ صدر میں شاہل مدعا علیہ کے نام سمنات کئی بار عدالت ہذا سے جاری ہو چکے ہیں۔ جن پر تعمیل اصالتاً نہیں ہوئی۔ چونکہ مدعا علیہ صدر تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ لہٰذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کر کے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲/۷/۴۶ بمقام سبی اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج مورخہ ۱۴/۶/۴۶ بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا

مہر عدالت

دستخط حاکم

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشہور انگریزی رسالہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" (اسلام مذہب انسانیت) اور اسکے تلگو، مرہٹی تراجم پر معاصر "آزاد نوجوان" مدراس کا ریویو

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ مفسر قرآن کریم، امیر جماعت احمدیہ لاہور کا مشہور انگریزی رسالہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی"

Islam the Religion of Humanity

ایک نہایت مفید رسالہ ہے۔ اس میں اسلام کے محاسن اور اس کے بنیادی اصول وغیرہ نہایت معقول و دلنشین انداز میں پیش کئے گئے ہیں یورپ و امریکہ کے علاوہ ہندوستان مصر وغیرہ کے انگریزی خواں طبقہ میں یہ رسالہ بہت مفید و مقبول ثابت ہوا ہے۔

(جماعت احمدیہ لاہور کی) حیدرآبادی آبادی مشن کی طرف سے اس رسالہ کا انگریزی زبان میں پانچواں ایڈیشن شائع کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ تلگو اور مرہٹی زبانوں میں اس کے تراجم چھاپ دئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنوبی، مغربی اور وسطی ہند میں بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں

مرہٹی اور تلگو زبانوں میں ہو بہو انگریزی ایڈیشن کے مطابق مضمون ہے۔ صرف حضرت مولانا (محمد علی صاحب) اور لارڈ ہیڈلے مرحوم کے مختصر حالات اضافہ کر دئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ اختصار کے باوجود نہایت جامع اور مدلل ہے۔ اس کا انداز بیان بیحد معقول و دلنشین ہے۔ یورپ امریکہ کے علاوہ افریقہ مصر اور ہندوستان میں سینکڑوں اعلیٰ تعلیمیافتہ غیر مسلم اس کے مطالعہ سے اسلام کے قریب آ گئے ہیں۔ اس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات اور مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اختلافی و فروعی مسائل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بلند پایہ مسلم و غیر مسلم اکابر و اخبارات نے اس رسالہ کو بے حد پسند کیا ہے اور اس پر اعلیٰ درجہ کے ریویو لکھے ہیں۔ متعدد مشرقی و مغربی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

تلگو اور مرہٹی زبانوں میں اس کا ترجمہ ایسے اصحاب سے کرایا گیا ہے جو ان زبانوں کے مسلمہ ادیب ہیں۔ زبان کی صحت و خوبی کے لحاظ سے بھی یہ تراجم بہت بلند پایہ ہیں [illegible] کے اعتبار سے بھی یہ ترجمے بہت [illegible] ہیں۔ مرہٹی ترجمہ تو ظاہری شکل و [illegible] کے لحاظ سے بھی بے حد دیدہ زیب [illegible]

تلگو اور مرہٹی ہندوستان کی وسیع اور [illegible] یافتہ زبانیں ہیں۔ تلگو ریاست حیدرآباد [illegible] سی۔ پی اور ریاست میسور کے متعدد اضلاع [illegible] بولی یا سمجھی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اس [illegible] بولنے اور سمجھنے والے سیلون [illegible] اور افریقہ میں بھی موجود ہیں۔ کروڑوں [illegible] کی یہ مادری زبان ہے۔ مرہٹی زبان [illegible] حیدرآباد کے متعدد اضلاع کے علاوہ [illegible] سی۔ پی اور صوبہ بمبئی کے بہت [illegible] میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مرہٹوں کی [illegible] قومی زبان ہے اس کے بولنے والوں کی تعداد بھی کئی کروڑ ہے۔

تمام برادران اسلام کو چاہیئے [illegible] کا مفید و صالح لٹریچر بکثرت [illegible] پہنچا کر اپنے تبلیغی فرائض سے [illegible]

قیمت فی رسالہ ۴؍ (چار آنے) [illegible] اصحاب یا جو اسلامی بھائی [illegible] غیر مسلموں میں تقسیم کرنا چاہیں [illegible] فی کاپی کے حساب سے ٹکٹ [illegible] محصول بھیجکر مفت منگا سکتے [illegible]

(آزاد نوجوان۔ مدراس

جون ۱۹۴۶ء)

ملنے کا پتہ

(۱) اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب [illegible] انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ [illegible]

(۲) محمد انعام الحق [illegible] (اے کلاس) المنظم پورہ [illegible] حیدرآباد دکن۔

بجلی کے پنکھے

ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست نے باغبانپورہ لاہور میں بجلی کے پنکھوں کا ایک کارخانہ جاری کیا ہے ان کے تیار کردہ چھت کے اے۔ سی پنکھے سائز ۴۸/۵۶ انچ بالکل ولایتی سیٹ کے ہیں دونوں طرف ولایتی بال بیرنگ بہت اعلیٰ درجہ کی سپیڈ، بغیر آواز کے چلنے والے کم خرچ کرنے والے۔ گارنٹی ۲ سال قیمت مقابلتہً کم ہے [illegible] جماعت کے جن دوستوں [illegible] پنکھوں کی ضرورت ہو وہ [illegible] لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و [illegible]

پتہ:۔

[illegible] Electric Works

[illegible] Road

Baghban Pura

Lahore

تعداد چونکہ بہت کم ہے [illegible] ضرورت کو ترجیح دی جائے گی

(خط و کتابت کرتے وقت پیغام صلح کا حوالہ دیں) [illegible]

اقتباسات

عرس اور تیرتھ

۱۷ر جون ۱۹۴۶ء کے سنڈے لیڈر میں ایک ہندو مقالہ نگار کا مضمون درگاہ سید سالار مسعود غازی رح (بہرائچ) پر نکلا ہے مضمون نگار کا بیان ہے کہ:۔

(۱) جہاں اب درگاہ ہے، یہاں سورج دیوتا کا ایک بہت مشہور مندر تھا، لوگ دور دور سے یاترا کے لئے آیا کرتے تھے اور یہاں کے تالاب بلارک کنڈ میں نہا کر اور غوطہ لگا کر جلدی امراض سے شفا پاتے تھے، اس کنڈ اور بلارک تیرتھ کا ذکر مہابھارت اور دوسرے پرانوں میں موجود ہے۔

(۲) یہاں جیٹھ کے مہینہ میں جو گرمی کے انتہائی شباب کا زمانہ ہوتا ہے انہیں سورج دیوتا کا میلہ لگتا تھا۔ لوگ بجز ایک لنگوٹی کے باقی برہنہ جسم ہو کر آتے تھے، اور شفا پاتے تھے۔

(۳) گوتم بدھ بھی یہاں آئے اور اس کے بعد سے ان کے قدموں کے نشان کی بھی یہاں پوجا ہونے لگی۔ بودھ نے یہاں آنکھوں کے کسی مریض کو اچھا کر دیا، اور اس وقت سے، آنکھوں کے مریض بھی یہاں آنے لگے۔

(۴) غازی مسعود کی شہادت ۱۰۲۱ء میں یہاں نہیں بلکہ ضلع گونڈہ میں دریائے کوٹیلا کے کنارے واقع ہوئی تھی۔ محمد سلطان فیروز تغلق نے تین سو برس کے بعد ۱۳۵۴ء میں آپ کا مزار یہیں تعمیر کرایا۔ بلارک دیوتا کی مورت مٹا کر ٹھیک اسی جگہ درگاہ بنوا دی غازی مسعود کا نام بالے میاں مشہور کر دیا اور جیٹھ کے مہینہ کا میلہ بدستور قائم رکھا ——— ہندو تیرتھ اب دم کے دم میں عرس شریف اور میلہ ہو گیا اور گوتم بدھ کے آثار قدم جو وشنو پدی کے نام سے پج رہے تھے ان کا نام "قدم رسول" پڑ گیا، اور سفید رنگ کا اونچا جھنڈا جو بلارک دیوتا کی پوجا کا نشان تھا اب بالے میاں کا جھنڈا "بن گیا"۔

یہ داستان اگر صحیح ہے تو فرزندانِ توحید کے لئے کتنی عبرتیں اپنے اندر رکھتی ہے، اور کتنے اسلامی میلوں اور عرسوں کی تاریخ کا اعادہ ہے! (صدق)

یہودیوں کی خرمستیوں کی انتہا

یہودیوں نے فلسطین میں قیامت مچا رکھی ہے۔ انھوں نے دریائے اردن کے کوئی دس پل توڑ دیئے اور فلسطین اور شرق اردن کو بالکل منقطع کر دیا۔ پانچ افسروں کو تل ابیب کے آفیسرز کلب سے دن دہاڑے گرفتار کر کے لے گئے۔ دو انگریز افسروں کو گولی چلا کر زخمی کر دیا۔ حیفا کے ریلوے کارخانوں میں آگ لگا دی اور ہر جگہ بندوقوں ریوالوروں، مشین گنوں، ٹامی گنوں اور دستی بموں سے مار دھاڑ میں مصروف ہیں۔

انگریزی حکومت کی پولیس دہشت انگیزوں کی تلاش اور پکڑ دھکڑ میں مصروف ہے۔ ناجائز طور پر داخل ہونے والے یہودی گرفتار کئے جا رہے ہیں لیکن دہشت انگیزی برابر جاری ہے، یہودیوں کا ایک خفیہ ریڈیو "صدائے اسرائیل" شب و روز حکومت کی تشددآمیز تیاریوں کا ذکر کر کے یہودیوں کو خبردار کر رہا ہے اور اٹیلی اور بیون کو کھلم کھلا گالیاں دیتا ہے۔

حکومت انگریزی کئی مہینے سے محض پولیس پر اکتفا کر کے یہودیوں کی دہشت انگیزی کا مقابلہ کر رہی ہے۔ حالانکہ اگر کوئی اور ملک ہوتا تو مسلح بغاوت کی سرکوبی کے لئے مدتوں پیشتر فوج طلب کر لی گئی ہوتی۔ فلسطین میں کم و بیش ۲ لاکھ برطانوی فوج موجود ہے لیکن اس کے باوجود یہودیوں کی مسلح جماعتیں بے تکلف امن شکنی اور قتل و خون میں مشغول ہیں اور تل ابیب اور دوسرے یہودی مرکزوں کو فوج کے حوالے نہیں کیا جاتا۔ مسلح بغاوتیں محض پولیس کی دوڑ دھوپ سے فرو نہیں ہوا کرتیں۔ مشین گن کا جواب ہتھکڑی سے نہیں، مشین گن سے دینا چاہیئے۔ جب تک حکومت سخت تدابیر اختیار نہیں کرے گی یہودیوں کی خرمستیاں برابر جاری رہیں گی۔ (انقلاب)

خدا کا تخت

گاندھی جی اپنے خیالات و افکار اور اعمال و افعال کے اعتبار سے ایک طرفہ معجون ہیں بعض اوقات وہ ایک لطیف حقیقت کا اظہار کر جاتے ہیں لیکن چونکہ انکا ذہن بنیادی اعتبار سے کسی خاص سانچے میں نہیں ڈھلا ہے۔ اسلئے ان کی حقیقت شناسی بھی جزوی ہو کر رہ جاتی ہے حال ہی میں انھوں نے ہندوستان کے موجودہ نظام حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لطیف فقرہ ارشاد کیا ہے کہ "خدا کے تخت پر شیطان براجمان ہو گیا ہے"

صورت واقعہ کی یہ بالکل صحیح تعبیر ہے حکومت و اقتدار جسے ہم حاکمیت کہتے ہیں۔ خدا کا حق اور اسکا تخت ہے موجودہ نظام حکومت غیر الٰہی ہے اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ شیطان خدا کے تخت پر قابض ہے۔ لیکن یہ بات انگریزی حکومت کے موجودہ ہندوستانی نمونے ہی پر منحصر نہیں اگر خود ہندوستانی بھی اس پر قابض ہوں تو حقیقت اس کے سوا نہیں ہو گی کہ خدا کے تخت پر شیطان براجمان ہو گا، جب تک خدا کے تخت پر بیٹھنے والے خدا کے بندے اور غلام اس کے نائب نہ ہوں۔ بلکہ اپنے نفس کے بندے اور شیطان کے غلام ہوں اس وقت تک محض قومیت کی تبدیلی سے کوئی تبدیلی رونما نہیں ہو سکتی، کیا انگلستان کے نظام حکومت کی یہ نوعیت نہیں کہ خدا کے تخت پر شیطان براجمان ہے کیا امریکہ کا یہی حال نہیں۔ اور کیا فی الواقع دنیا کی جتنی قومی اور وطنی حکومتیں ہیں وہ ایسی سیاست تہذیب تمدن اور معیشت میں شیطان کی پیرو نہیں اگر ہیں اور گاندھی جی یہ بھی چاہتے ہیں کہ خدا کے تخت پر خدا ہی جلوہ گر رہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے متوسلین کو خدا کا بندہ بنائیں اس کے بغیر ہر تغیر بے حقیقت ہو گا اور خدا کے تخت پر شیطان ہی بھیس بدل کر جاگزین رہے گا،،

(کوثر)

رفتار عالم

——— لاہور ۱۹ر جون۔ کشمیر پبلسٹی کمیٹی کے سیکرٹری نے مندرجہ ذیل اعلان جاری کیا ہے۔ اننت ناگ کے بعد کے پل کو نذر آتش کر دیا گیا۔ یہ جگہ سری نگر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور سونامرگ کے خوبصورت علاقہ کے راستہ میں ہے،

سری نگر میں راج محل گپ کار کی دیواروں پر "ڈوگرہ راج مردہ باد" کا جملہ بحروف جلی منقوش پایا گیا۔ اس سلسلے میں تین نگسازوں کو گرفتار کر لیا گیا یہ لوگ مہاراجہ ہری سنگھ کے اس سکونتی محل کو انواع و اقسام کے دیدہ زیب رنگوں سے رنگ رہے تھے ان کے دستخط کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے، سرینگر کے قلب میں لوگوں کے عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا اب یہ ہو رہا ہے کہ خانقاہ معلیٰ میں جلسہ ختم ہو جانے کے بعد عورتوں کا جلوس نکلتا ہے۔ سی آئی۔ڈی والے ان عورتوں کے گھروں تک ان کے پیچھے جاتے ہیں اور ان کے مردوں کو گرفتار کر لیتے ہیں انہیں تھانے پہنچایا جاتا ہے اور بعض اوقات مار پیٹ کر چھوڑ دیا جاتا ہے بعض کو روک بھی لیا جاتا ہے۔

——— سرینگر۔ ۲۰ر جون۔ پنڈت جواہر لال نہرو کو آج صبح ½ ۹ بجے دومیل کے پڑاؤ میں زیر حراست کر لیا گیا۔ حکومت کشمیر حکم امتناعی جاری کر کے آپ کو حدود کشمیر میں داخل ہونے سے روک دیا تھا مگر آپ اس حکم کو توڑ کر دومیل پہنچ گئے۔

——— نئی دہلی ۲۰ر جون۔ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ ۲۷ر جون کی رات سے جس ملک گیر ریلوے ہڑتال کا خطرہ تھا وہ اب بالکل ٹل گیا ہے یہ فیصلہ ریلوے مینز فیڈریشن نے آج تین دن کے اجلاس کے بعد کیا ہے کیونکہ اس نے ریلوے بورڈ سے جو تازہ مطالبے کئے تھے وہ مان لئے گئے ہیں

——— ۲۱ر جون ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کو آج بعض برقی پیغامات دکھائے گئے جو صدر کانگرس مولانا ابوالکلام آزاد اور مہاراجہ صاحب کشمیر نے ایک دوسرے کو بھیجے تھے۔ اس کے علاوہ اس برقیے کا متن بھی دکھایا گیا جو کل مولانا ابوالکلام آزاد نے پنڈت نہرو کو بھیجا تھا اور جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ آپ فی الفور دہلی لوٹ آئیں۔ اس کا مضمون یہ ہے:۔

"ورکنگ کمیٹی کا اور میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ نے اپنے وعدہ کے مطابق کل دہلی واپس چلے آئیں میں نے مہاراجہ صاحب کشمیر سے استدعا کی ہے کہ شیخ عبداللہ کے مقدمہ کی سماعت ملتوی کر دی جائے، یہ تار پنڈت نہرو کو وزیر اعظم کشمیر کی معرفت بھیجا گیا تھا۔ وزیر اعظم نے اسے فی الفور لاسلکی کے ذریعہ سے چناری پہنچا دیا جہاں پنڈت نہرو سرکاری ڈاک بنگلے میں موقوف ہیں"

——— ۲۲ر جون نئی دہلی۔ اورینٹ پریس کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کانگرس اپنا آخری فیصلہ اتوار کو دے دیگی معلوم ہوا ہے کہ وزارتی مشن اور وائسرائے نے صدر کانگرس پر یہ واضح کر دیا ہے کہ اگر کانگرس زیادہ سے زیادہ اتوار تک کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکی تو وہ کانگرس کا انتظار کئے بغیر اپنی تجاویز پر عمل شروع کر دیں گے۔ اعلیٰ سرکاری طبقوں میں کہا جاتا ہے کہ مشن نے بہرصورت ۲۶ر جون کو حکومت مرتب کر دینے کا عزم کر رکھا ہے، لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس دوشنبہ ۲۴ر جون کو طلب کیا گیا ہے اس وقت تک کانگرس کا فیصلہ شائع ہو جائیگا اور اس کے مطابق لیگ بھی اپنا فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے گی۔

——— لاہور ۲۲ر جون۔ آج لاہور کارپوریشن کے اجلاس سے لاہور سٹی زن پارٹی جو کانگرسی سکھ اور نامزد مسلمان ممبروں پر مشتمل ہے واک آوٹ کر گئی، سٹی زن پارٹی کے ایک ممبر لالہ اس کھنہ نے میئر اور ڈپٹی میئر کے انتخاب کے سلسلہ میں ناواجب کاروائی پر بحث کرنے کے لئے ایک تحریک التوا پیش کی جو ۲۱ کے مقابلہ میں ۲۴ ووٹوں سے مسترد ہو گئی، سٹی زن پارٹی کے لیڈر نواب زادہ میجر ذوالفقار علی نے اپنی جماعت کو واک آوٹ کا حکم دیتے ہوئے کہا میری پارٹی کے ساتھ جو بے انصافی کی گئی ہے اس کے پیش نظر ہمارا خیال ہے کہ ہمارے لئے ہاؤس میں بیٹھنا مناسب نہیں اس لئے میں پارٹی کے ارکان سے کہوں گا کہ وہ ہاؤس سے نکل جائیں۔

سٹی زن پارٹی کے صرف ایک ممبر خانبہادر خواجہ دل محمد اجلاس میں بیٹھ کر کاروائی میں حصہ لیتے رہے۔

——— لندن ۱۹ر جون۔ لالہ ان ڈسومٹز ر لینڈ کے مشہور و معروف "پیلس ہوٹل" کو مسٹر آغا خاں نے خرید لیا ہے، پہلے سپین کی ملکہ یہاں رہتی تھیں اور تخت سپین کے دعویدار ڈان جون بھی سوئٹزرلینڈ کو الوداع کہنے سے پہلے یہیں قیام فرما تھے۔ یورپ کے شاہی خاندانوں کے کئی ارکان یہاں رہ چکے ہیں۔

احادیث الرسول الامین

(۱) الراحمون یرحمھم اللہ تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء الرحم شجنۃ من الرحمٰن فمن وصلھا وصلہ اللہ تعالیٰ ومن قطعھا قطعہ اللہ تعالیٰ۔ (ابو داؤد)

رحم کرنیوالوں پر اللہ رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کرے گا رحم (خونی رشتہ) رحمٰن سے پیوستہ ہے پس جو اسے جوڑے گا اللہ اسے جوڑے گا جو اسے قطع کرے گا اللہ اسے قطع کرے گا۔

(۲) لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی فی اخرے لابی داود والترمذی۔ لا تنزع الرحمۃ الا من شقی۔

جو شخص بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔ ایک روایت میں ہے کہ بدبخت (کے دل سے) رحم نکال لیا جاتا ہے۔

(۳) لما قضی اللہ الخلق کتب فی کتاب ھو عندہ فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی (البخاری)

جب خدا تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا۔ تو ایک کتاب میں جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے لکھا۔ کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (یہ کتاب قرآن مجید ہے۔

(۴) ان الرفق ما کان فی شئی الا زانہ ولا نزع من شئی الا شانہ۔ مسلم و ابو داؤد۔

نرمی جس میں ہو اسے زینت دیتی ہے اور جس میں نہ ہو اس کی شان گھٹاتی ہے۔

(۵) تجدون من شر الناس عند اللہ تعالےٰ یوم القیمۃ ذالوجھین الذی یاتی ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مالک۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت برے لوگوں میں تم ان کو پاؤ گے جو دو رخے ہوں یہاں اس کی اور وہاں اس کی بات کردی۔

(۶) السخی قریب من اللہ قریب من الناس۔ قریب من الجنۃ بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الناس بعید من الجنۃ۔ قریب من النار والجاھل السخی احب الی اللہ تعالیٰ من عابد بخیل (الترمذی)

سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ جنت سے قریب ہے۔ آگ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ تعالےٰ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے اور (دوزخ کی) آگ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

آداب مجلس } اذا کانوا ثلثۃ یتناجی اثنان دون الثالث فان ذالک یحزنہ

بخاری۔ مسلم۔ مالک اور ابو داؤد۔

جب تین شخص (بیٹھے ہوئے) ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں کہ اس سے وہ آزردہ خاطر ہو جائیگا۔

(غلام قادر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سجادہ نشینوں کی علوم قرآن سے محرومی

جو لوگ فقر اور تصوف کا دعوے رکھتے ہیں اور بباعث شدت عجب غفلت اور عدم تعلقات محبت دین کے انھوں نے قرآن خوانی اور عربی دانی کی طرف توجہ ہی نہیں وہ اپنے دعوے میں کاذب ہیں اور خطاب کے لائق نہیں۔ کیوں کہ اگر ان کو اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی تو وہ ضرور جد و جہد سے وہ زبان حاصل کرتے جس میں خدا تعالےٰ کا پیارا اور پُر حکمت کلام نازل ہوا ہے اور اگر خدا تعالےٰ کی رحمت سے ان پر نظر ہوتی تو ضرور ان کو اپنا پاک کلام سمجھنے کے لئے توفیق عطا کرتا اور اگر ان کو قرآن کریم سے سچا عشق ہوتا تو وہ سجادہ نشینی کی خانقاہوں کو آگ لگا دیتے اور بیعت کرنے والوں سے بیزار دل بیزار ہو جاتے اور سب سے اول علم قرآن کو حاصل کرتے اور وہ زبان سیکھتے جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ سو ان کے ناقص الایمان اور منافق ہونے کے لئے یہ کافی دلیل ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کی وہ قدر نہیں کی جو کرنی چاہیئے تھی اور اس سے وہ محبت نہیں لگائی جو لگانی چاہیئے تھی۔ پس ان کا کذب ظاہر ہو گیا۔ دیکھنا چاہیئے کہ بہت سے انگریز پادری ایسے ہیں جنہوں نے مخالفت کے جوش سے پچاس پچاس برس کے ہو کر عربی زبان کو سیکھا ہے۔ اور قرآن کریم کے معانی پر اطلاع پائی ہے۔ پھر جس شخص کو قرآن کریم کی محبت کا دعوے ہے بلکہ اپنے تئیں پیر اور شیخ کہلاتا ہے۔ اس میں اگر محبوں کے آثار نہ پائے جائیں اور بکلی قرآن کریم کے معانی اور حقائق سے بے نصیب ہو۔ تو یہی ایک دلیل اس بات پر کافی ہے کہ وہ اپنے دعوے فقر میں مکار ہے۔ ہر ایک عاشق صادق اپنے معشوق کی زبان کو سیکھنے کے لئے شوق رکھتا ہے۔ پھر جس شخص کو محبت آلہی کا دعوے ہے۔ لیکن کلام آلہی کے سیکھنے سے لاپرواہی ہے وہ ہرگز محب صادق نہیں ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کی حالت دو حال سے خالی نہیں، یا تو اس نے عمداً قرآن کریم کے معانی جاننے اور قرآنی زبان کے سیکھنے سے اعراض کی ہے۔ تو اس شق کا حال تو ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ یہ سرد مہری اہل اللہ کے مناسب حال نہیں۔ اہل اللہ کو قرآن سے بہت عشق ہوتا ہے اور عاشق کو معشوق سے ہرگز صبر نہیں ہوتا۔ اور ببرکت تعشق کامل قرآنی زبان کا جاننا ان کو آسان ہو جاتا ہے۔ اور جو تحصیل علم کی راہیں دوسروں پر شاق ہوتی ہیں وہ ان پر آسان ہو جاتی ہیں۔ اور چونکہ سرد مہری ایک شعبہ نفاق کا ہے اس لئے یہ منافقانہ طریق اور کسل اور سستی ان سے صادر نہیں ہو سکتی کیوں کہ قرآن کریم تو ان کی جان ہوتا ہے کیونکر وہ اپنی جان سے الگ ہو سکتے ہیں۔ اور درحقیقت جو شخص اہل اللہ کے پیرایہ میں ہو کر نہ قرآن کریم کے معنے سمجھتا ہے اور نہ اس کے حقائق و معارف سے خبر رکھتا ہے وہ محب القرآن نہیں۔ بلکہ مسخرہ شیطان ہے۔ اگر عنایت الٰہی اس کی رفیق ہوتی تو اس دولت عظمےٰ سے اسکو محروم نہ رکھتی۔ پس مخذول ہونے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی علامت نہیں کہ اس کو دنیا میں اور مسلمان کہلا کر بھی نصیب نہ ہو کہ قرآن کریم کے معانی اور علوم ضروریہ اور معارف الٰہیہ سے بکلی بے خبر ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)

درخواست دعا

اخویم مکرم شیخ محمد آصف صاحب ایڈیٹر پیغام صلح کے دو بچے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں، احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار۔ دوست محمد

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام اشیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

تفسیر نویسی کے محمودی چیلنج کی حقیقت

جناب خلیفہ صاحب کا افسوسناک گریز۔ قادیانی جرائد کا غلط پروپیگنڈا

(از جناب محمد انعام الحق صاحب)

خاکسار راقم الحروف سے ایک غیر از جماعت صاحب نے رسالہ "فرقان ۱۹۴۵ء" کے بعض مضامین کا حوالہ دے کر تفسیر نویسی کے محمودی چیلنج کی حقیقت دریافت فرمائی ہے۔ ان کا اصرار ہے کہ میں اس کے متعلق اخبار میں ضرور کچھ لکھوں یہ صاحب حالات سے کچھ ناواقف معلوم ہوتے ہیں اور غالباً تصویر کا صرف ایک رخ ہی ناحال ان کے سامنے آیا ہے۔ لہذا اختصار کے ساتھ ان کے سوال کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

جناب خلیفہ صاحب قادیان کا یہ شیوہ قدیم ہے کہ وہ بھولے بھالے مریدوں میں اپنا وقار اور رعب قائم رکھنے اور ناواقف لوگوں کو مغالطہ دینے کی خاطر ایسے مقابلوں کا چیلنج بھی نہایت بے تکلفی سے دے دیا کرتے ہیں جن کی اہلیت سے وہ قطعی محروم ہیں اور جب دلیر مخالف ان کا چیلنج منظور کر لیتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں یا غیر معقول عذرات شروع کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے مبلغین و اخبارات حقیقت پوشی اور غلط پروپیگنڈا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چونکہ جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کے اخبارات و اکثر اکابر کو اس قسم کے معاملات میں اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس نہیں اس لئے انہیں بار بار یہ طریق کار اختیار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا بلکہ ان حضرات کو اس کی کچھ عادت سی ہو گئی ہے۔ گذشتہ سالوں میں قادیان کے اندر پے در پے کچھ ایسے واقعات بکثرت رونما ہوئے تغیروں اور مخالفوں کے علاوہ خود جناب خلیفہ صاحب کے بعض سرکردہ اور مقرب و رازدار مریدوں کی طرف سے اس قسم کے خیالات کا اظہار اور عجیب و غریب حقائق کا انکشاف ہوتا رہا جن سے قادیان کی نیک نامی اور بحیثیت ایک مذہبی لیڈر کے جناب خلیفہ صاحب کی شہرت غیر معمولی طور پر متاثر ہوئی اختلافی مسائل اور محمودی جماعت کے موجودہ مسلک کے متعلق، جماعت لاہور کے معقول و اصولی اعتراضات اس کے علاوہ تھے۔

آپ جانتے ہیں کہ ڈوبنے والا تنکے کا سہارا بھی غنیمت سمجھتا ہے۔ ایسے حالات میں جناب خلیفہ صاحب نے اپنے "روحانی" وقار کے سمت بنیاد و آئینہ دیوار قصر کو اعتراضات و حقائق کی ضربوں سے بچانے اور اپنے بھولے بھالے مریدوں میں شکوک و اضطراب بھی رو کنے کے لئے دیگر مساعی کے ساتھ اس قسم کی چیلنج بازی بھی ضروری سمجھی۔ جماعت لاہور نے ان کا تفسیر نویسی کا چیلنج منظور کر لیا۔ جس پر خلیفہ صاحب نے خاموشی و بہانہ سازی اختیار کر لی۔ لیکن اس کے باوجود جب کبھی حقائق کی کسی ضرب سے خلیفہ صاحب کے قصر وقار و شہرت کی بنیادوں میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ معاً قادیانی جرائد میں اس چیلنج کا تذکرہ شروع ہو جاتا ہے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی نامحمود کوشش کی جاتی ہے کہ اولوالعزم محمود تو مرد میدان بن کر مخالفوں کو مقابلہ کے لئے بار بار للکار رہا ہے۔ اور وہ مارے خوف کے دبکے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔

صورت حال کو سمجھنے اور جناب خلیفہ صاحب کے افسوسناک گریز اور ان کے اخباروں کی غلط بیانیوں کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے چیلنج تفسیر نویسی کے الفاظ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جناب خلیفہ صاحب نے فرمایا تھا۔

"میں نے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا اور اس قابل ہوا کہ تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لو۔ میں انشاء اللہ تائید الٰہی سے وہ معنی کروں گا کہ تمام دنیا حیران رہ جائے گی"

(مصباح ۱۵ر جنوری ۱۹۳۰ء)

میں جسے خدا وند تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں اور تفسیروں سے چاہیں مدد لے لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہو گی"

(الفضل ۲۳ر اپریل ۱۹۴۴ء)

دونوں چیلنج ساری دنیا کے لئے تھے ——— اور جناب خلیفہ صاحب اپنے چیلنج بازی اور تعلی کے جوش میں بالعموم ساری دنیا ہی کو للکارا کرتے ہیں۔ گو اس گرجنے والے بادل کو برستے کبھی نہیں دیکھا ——— مؤخر الذکر چیلنج میں ہمیں خاص طور پر مخاطب کیا گیا تھا۔ جناب خلیفہ صاحب کے الفاظ ہر ایک کے سامنے ہیں ان سے مندرجہ ذیل اور بلا اشتباہ ابہام ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) ساری دنیا کے مخالف علماء کو چیلنج دیا گیا ہے اور انہیں دوران مقابلہ میں حسب مرضی دوسرے لوگوں اور تفسیروں سے مدد لینے کی جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے کھلی اجازت ہے۔

(۲) اس چیلنج کے مخاطب اپنی پسند کے مطابق قرآن کریم کی جو آیات چاہیں منتخب کر لیں۔ جناب خلیفہ صاحب بلا عذر انہی آیات پر تفسیر نویسی کا مقابلہ کرنے کو تیار رہیں۔

(۳) جناب خلیفہ صاحب ان منتخب آیات کے ایسے معنی کریں گے کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔

(۴) قرآن کریم کی ان آیات و مقامات کا جن کے مطالب خلیفہ صاحب اور ان کے مخاطبین میں مختلف فیہ ہیں۔

اس چیلنج میں قطعاً کوئی استثنیٰ نہیں ہے مخاطب اگر چاہیں تو مختلف فیہ مطالب آیات کا انتخاب تفسیر نویسی کے لئے آزادی سے کر سکتے ہیں۔

غیر از جماعت دوست، یہ معلوم کر کے حیران ہونگے کہ جماعت لاہور میں سے ہمارے امیر حضرت مولانا محمد علی صاحب اور جناب مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری نے خلیفہ صاحب کے اس چیلنج کو منظور کر لیا اور آیات کے انتخاب کے ساتھ انہیں منظوری کی اطلاع دے دی۔ اسکو کافی عرصہ گذر چکا ہے لیکن اب تک جناب خلیفہ صاحب کو میدان مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ اس کے بجائے اول خاموشی رہی پھر غیر معقول حیلوں بہانوں اور افسوسناک غلط بیانیوں اور مغالطہ انگیزیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ——— یہ ہیں اصل واقعات و حقائق ان کی روشنی میں محمودی بیانات کی حقیقت بخوبی اور بآسانی معلوم کی جا سکتی ہے۔

محمودی رسالہ "فرقان" اپنے سالنامہ ۱۹۴۵ء میں اس چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ:-

"تفسیر نویسی کا چیلنج مخالف علماء کو ۱۹۳۰ء میں دیا گیا اور بعد میں ۱۹۴۴ء میں بھی۔ مولوی محمد علی صاحب بھی اس کے مخاطب تھے۔ مولوی صاحب کے لئے میدان مقابلہ میں آنا ناممکن تھا اسی لئے اب تک حسب معمول بچنے کی کوشش جاری ہے۔ اس سے بچنے کی ایک راہ انھوں نے یہ تلاش کر رکھی ہے کہ وہ ان آیات پر چیلنج ماننے کے لئے آمادگی کا اظہار کرتے ہیں جن کے مطالب ہم میں اور ان میں مختلف فیہ ہیں" (ص۲)

"فرقان" کا مندرجہ بالا بیان و استدلال صریح غلط اور خلاف حقیقت اور مغالطہ آمیز ہے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ اس رسالہ میں شائع ہونے والی اکثر تحریریں انہی "خصوصیات" کی حامل ہوتی ہیں۔ اس قسم کی تحریروں کی اشاعت ہی اس کا مقصد اجرا معلوم ہوتا ہے "فرقان" کے خلیفہ صاحب کے چیلنج آپ کے سامنے ہیں جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں انھوں نے تفسیر نویسی کے لئے آیات کا انتخاب دوسروں پر چھوڑا ہے۔ اس میں اپنی طرف سے کوئی پابندی یا شرط نہیں لگائی۔ کوئی استثنا نہیں رکھا۔ چیلنج کی منظوری کے بعد اب ساری دنیا کو دعوت مقابلہ دینے والے خلیفہ کا مختلف فیہ مطالب کی آیات کا بہانہ پیش کرنا گریز اور بہانہ سازی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا چیلنج دیتے وقت خلیفہ صاحب کو معلوم نہ تھا کہ بہت سی آیات کے مطالب ان میں اور ان کے مخاطبوں میں مختلف فیہ ہیں؟ کیا مطالب کا یہ اختلاف چیلنج کے بعد پیدا ہوا ہے؟

جناب خلیفہ صاحب کو قرآن فہمی کا بہت زعم ہے۔ ان کا دعوے ہے کہ اس زمانہ میں انہیں بے نظیر فہم قرآن ملا ہے۔ جو معارف قرآنی ان پر کھلتے ہیں وہ اور کسی پر کھل ہی نہیں سکتے۔ ان کے مرید ان کی فراست ایمانی اور دور اندیشی کا بھی پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن گذارش یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے جماعت لاہور اور ساری دنیا کے علما کو چیلنج دیتے وقت مختلف فیہ مطالب کی آیات کے استثنا کی شرط کیوں نہ لگا دی؟ یہ بات انہیں اس وقت کیوں سوجھی جبکہ ہمارے حضرت امیر اور ایک عالم واضح طور پر ان کا چیلنج قبول کر کے تفسیر نویسی کا مقابلہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہو گئے؟ اس قبولیت کے بعد ہی جناب خلیفہ صاحب اور ان کے اخبار و مصاحبین کی طرف سے حسب عادت نئی نئی شرائط اور قسم قسم کے غیر معقول حیلوں بہانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

بہانہ سازی اور حیلہ جوئی کا میدان بہت وسیع ہے اور ہمارے محمودی دوست اس میدان کے پرانے تجربہ کار کھلاڑی ہیں ان آمادہ فرار دوستوں اور ان کے گریز پیشہ خلیفہ صاحب کو اس میدان میں پکڑنا قریباً ناممکن ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب تفسیر نویسی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں نہ ان میں اس کی ہمت و اہلیت ہے۔ حضرت سلطان القلم کے جانشین و شاگرد خاص اور دور حاضر کے بلند پایہ مفسر قرآن کے ساتھ تفسیر نویسی کا مقابلہ تو بڑی بات ہے۔ اس کا عزم تو جناب خلیفہ صاحب کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ انہیں تو نہایت گلی کے ساتھ چیلنج دینے کے بعد ایک معاند سلسلہ کے مقابلے میں بھی آنے کی جرأت نہ ہو سکی تھی۔ کاش اس تجربہ سے ہی محمودی حضرات کوئی سبق حاصل کرتے۔

درخواست دعا

ایک نہایت مخلص دوست جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے عرصہ سے مالی مشکلات میں مبتلا ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ احباب ان کی مخلصی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ر شعبان ۱۳۶۵ھ | نمبر

مسلمانوں کی کامیابی کی ایک ہی راہ

ہندوستان کی آزادی مسلمانوں کے غلبہ سے وابستہ ہے

مسلم لیگ کیلئے ایک لمحہ فکریہ

گذشتہ چند سالوں سے ہندوستان کے سیاسی نقشہ میں جو رنگ آمیزیاں ہو رہی ہیں ان کو دیکھکر ایک عقل و فہم رکھنے والا انسان اس حقیقت کو باور کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس ملک کی آزادی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہندو قوم کی اکثریت کانگرس کے لباس میں مسلمانوں کی اقلیت کو دبانے اور ان پر حکمران و متسلط رہنے کی خواہش اپنے دل میں رکھتی ہے، کانگرس کو باوجود اس کے کہ تمام ہندوستانی اقوام کی نمایندگی کا دعوے ہے، اس کی تمام تر کوششیں اسی بات کیطرف لگی ہوئی ہیں کہ مرکزی اور صوباتی حکومتوں میں صرف ہندو قوم ہی متسلط اور حکمران ہو اور مسلمان اپنی غالب اقلیت اور بعض صوبوں میں بہت بڑی اکثریت کے باوجود ان کے غلام بن کر رہیں یہ وہ بات ہے جس کا اعتراف وزارتی مشن کو بھی اپنے اس تاریخی اعلان میں کرنا پڑا ہے جو گذشتہ ․․․․ ماہ ہندوستان کی آیندہ حکومت کی سکیم پیش کرتے ہوئے کیا گیا، یہ کوئی خیالی اور وہمی خطرہ نہیں بلکہ واقعات اسکی تائید میں کھڑے ہیں غور کرنے کی بات ہے کہ اس وقت جب حکومت برطانیہ خود اپنا وزارتی مشن اس غرض سے ہندوستان بھیجتی ہے کہ وہ رہنمایان ملک کے مشورہ سے ایک آزاد اور خود مختار حکومت یہاں قائم کردے، اس وقت جبکہ کانگرس کی پیہم چالیس سالہ کوششوں، ہر قسم کی جانی و مالی قربانیوں اور ہندوستان کی آزادی کے لئے دنیا بھر میں زبردست پراپیگنڈا کے بعد وہ موقعہ آن پہنچا کہ ہندوستان آزادی سے ہمکنار ہو کانگرس کا مسلم لیگ کے ساتھ کسی سمجھوتہ کے لئے تیار نہ ہونا بالفاظ دیگر مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دینے سے انکار کر دینا اور محض ہندو قوم کی اکثریت کے بہانہ سے ان کے تسلط اور غلبہ کی کوشش کرنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ کانگرس ایک ہندو جماعت ہے اور وہ صرف ہندوؤں ہی کا غلبہ چاہتی ہے اور مسلمانوں کو غلام بنانیکی خواہشمند ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کے لئے کیا چارہ کار ہے ؟ حالات و واقعات اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ جب تک ہندوستان میں مسلمان اقلیت کی حالت میں ہیں جب تک ان کی عددی قوت ہندوؤں کے مقابلہ میں کمزور ہے اس وقت تک وہ کبھی نہ حکومت میں غلبہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اپنی قومی زندگی اور ملی وقار کو قائم رکھ سکتے ہیں بلکہ کانگرس یا ہندوؤں کے ہاتھ میں زمام حکومت ہونے کی حالت میں ان کا دین و مذہب بھی خطرہ میں رہتا ہے اس کا علاج کیا ہے ؟ یہ خیال کہ مسلمان اپنے قوت بازو اور ڈنڈے کے زور سے ہندوؤں کو زیر نگیں کر لیں گے ایک ایسا خواب ہے جو موجودہ حالت میں کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا ۔ مسلمانوں کی کامیابی کی اگر کوئی راہ ہو سکتی ہے تو وہ ایک ہی راہ ہے کہ مسلمان تبلیغ اسلام کے لئے کھڑے ہو جائیں اور اس رستہ سے اپنی عددی قوت کو بڑھاکر ہندوؤں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کردیں یہی ایک رستہ ہے جس سے مسلمانوں کی کامیابی یقینی ہے، اگر مسلمان آیندہ دس سال میں جو وزارتی مشن کی تجویز کردہ حکومت کا زمانہ ہوگا کم از کم سات کروڑ اچھوتوں کو ہی اسلام کے اندر لانے کی کوشش کریں تو ہندو اکثریت پر ایک کاری ضرب ہوگی۔

تبلیغ اسلام ویسے بھی مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے، عددی قوت کو بڑھانے کی غرض سے نہیں (وہ تو تبلیغ اسلام کا لازمی نتیجہ ہے ہی) بلکہ اس غرض سے کہ لوگ رضا الٰہی کی ان راہوں پر چل کر جو اسلام نے سکھائی ہیں نجات اُخروی کو حاصل کر سکیں انہیں دوسروں میں تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے، اور اس غرض سے ایک جماعت قائم کرنے کا فرمان قرآن کے اندر موجود ہے، اسی فرمان الٰہی کی طرف حضرت مجدد وقت نے آج سے پچاس سال پہلے مسلمانوں کو توجہ دلائی اور انہیں صاف طور پر کہا کہ آج دین اسلام خطرہ میں ہے، چاروں طرف سے دشمن اس پر حملہ آور ہو رہے ہیں اس کو بچانے کی کوئی راہ اگر ہے تو وہ صرف تبلیغ اسلام ہے اسی رستہ سے مسلمانوں کو وہ دنیوی غلبہ حاصل ہو سکتا ہے جو پہلے کسی زمانہ میں انہیں ملا ہے

از رہ دیں پروری عروج آمد اندر نخست
بازہموں آید بیاید از ہمیں رہ بالیقیں

پہلے بھی مسلمانوں کو اسی ذریعہ سے غلبہ حاصل ہوا کہ انھوں نے دین کی حفاظت اور پرورش کی اور اس کی توسیع اور اشاعت کا کام اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ کیا آج بھی اگر مسلمان غالب ہو سکتے ہیں تو تبلیغ اسلام کے سوائے اس کی اور کوئی راہ نہیں۔

حضرت مجدد وقت نے اسی غرض سے جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا جو خدا کے فضل سے اپنی بساط سے بڑھ کر کام کر رہی ہے، افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور آئے دن نئے نئے رستے تلاش کر کے ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، اب بھی اگر وہ غور کریں اور کامیابی کی اس شاہراہ پر گامزن ہوں تو جس سیاسی غلبہ کو حاصل کرنے کے لئے برطانوی حکام اور کانگرس کا منہ تکنا پڑتا ہے وہ انہیں کچھ مدت بعد خود بخود حاصل ہو جائے گا۔

مسلم لیگ کو اس طرف بالخصوص [illegible] چاہیئے اگر لیگ اپنے آیندہ [illegible] میں تبلیغ اسلام کو سب سے بڑی [illegible] دے اور ایک باقاعدہ لائحہ عمل بنا [illegible] لوگوں کو جو اخلاص کے ساتھ اسلام کا [illegible] ہندوؤں اچھوتوں اور دوسری اقوام [illegible] جائیں کام میں لگادے، ہندوستان کے تمام مختلف علاقوں بالخصوص [illegible] اقوام اور ہندو اکثریت کے صوبوں [illegible] تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کرکے اس کام کو ایک باقاعدہ تنظیم سے [illegible] چلائے اور نہ صرف لوگوں کو مسلمان ہی کرے بلکہ انکی دینی و دنیوی فلاح [illegible] کا بھی سامان پیدا کرنے کا انتظام کرے تو یہ اس کی کامیابی اور مسلمانوں کی برتری کا بہترین ذریعہ ہوگا۔

کیا ارباب لیگ اس طرف توجہ فرمائیں [illegible] اور مسلم نیشنل گارڈ سے بڑھکر اس کام پر زور [illegible] جو درحقیقت مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا واحد ذریعہ [illegible]

(دوست محمد)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

— حضرت مولینا صدر الدین صاحب آج ۱۰ر جولائی کو سرینگر (کشمیر) تشریف لیجا رہے ہیں

— مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی آج کل بھدرواہ (ریاست کشمیر) تشریف رکھتے ہیں، آپ کا ایک مضمون بعنوان "بشارت کے خاکہ میں چوہدری عبد الرحمٰن صاحب کی رنگ آمیزیاں"، آج ہی موصول ہوا ہے جو آیندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

— مدراس سے محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر "آزاد نوجوان" اطلاع دیتے ہیں کہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ایک اور شاخ مدراس بٹ کوچہ کرشنا پامری ترملکھری میں کھول دی گئی ہے جہاں ہر یکشنبہ کو صبح نو بجے احباب جمع ہوتے ہیں اور جناب محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پنجابی اور جناب عزیز اللہ صاحب بانی اخبار آزاد نوجوان" اور یہ عاجز تقاریر کرتے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اس کے ذریعہ جماعت کو تقویت اور ترقی حاصل ہو"،

— حضرت مولینا عزیز بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ محمد ظفریاب اور سیر بنگار رکھا والہ پسر ڈاکٹر جلال الدین صاحب مرحوم نے مبلغ ۸/- روپیہ بسلسلہ آمد نصف ماہ ادارہ تعلیم قرآن کے لئے بھیجے احباب ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خادم دین بنائے اور اپنے فرائض منصبی کی ادائگی میں انہیں سرخرو فرمائے۔

چودہری سعید احمد صاحب بدوملہی نے مبلغ دس روپیہ اپنے دو بچوں کی میٹرک میں کامیابی کی خوشی میں عطا فرمائے ہیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

— شیخ محمد اصغر صاحب ایڈیٹر پیغام صلح کے دو بچے کئی دن سے ٹائیفائیڈ سے [illegible] ہیں، شیخ صاحب موصوف بچوں کی علالت [illegible] وجہ سے پیغام صلح کے اس پرچہ کی ادارت کے فرائض سرانجام نہیں دے سکے، احباب [illegible] سے التماس ہے کہ ان بچوں کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— لدھیانہ سے ملک خدا بخش اطلاع دیتے ہیں کہ شیخ ظہور الحسن صاحب ٹکٹ کلکٹر [illegible] شیخ فضل الرحمٰن صاحب بعارضہ بخار [illegible] چند یوم سے بیمار ہیں ان کی صحت کیلئے احباب کرام درد دل سے دعا فرمائیں۔

— ہمارے ایک عزیز دوست [illegible] صاحب پروپرائٹر احمدیہ اینڈ سنز [illegible] ضلع بردوان کے بھتیجے [illegible] صاحب متواتر دس ماہ سے بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی [illegible]

— شیخ محمد یوسف صاحب [illegible] لکھتے ہیں کہ "میرے خسر جناب [illegible] صاحب بیمار ہیں آپ نے ایک [illegible] اشاعت قرآن یا ترجمۃ القرآن کے لئے [illegible] انجمن مناسب سمجھے، دیئے ہیں اور [illegible] کرتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] جملہ بزرگان سلسلہ ان کے لئے دردِ دل [illegible] دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت [illegible] عطا فرمائے اور اطمینان قلب [illegible]

— ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب مطلع [illegible] ہیں کہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم [illegible] سیٹھ عبد الکریم صاحب جو ہماری جماعت [illegible] ایک مخلص بزرگ تھے بروز جمعہ تاریخ [illegible] جون وزیر آباد میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، عمر قریباً اسی سال [illegible] احباب جنازہ غائبانہ پڑھکر مشکور [illegible]

— کھدرواہ سے یہ افسوسناک [illegible]

(باقی بر صفحہ [illegible])

حضرت امام الزمان کی صداقت کا عملی ثبوت

از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب

{قسط نمبر ۲}

جماعت احمدیہ میں داخلہ کے وقت حضرت مجدد زمان نے اداء شہادتین کا طریقہ رکھا تھا اور اب تک جاری ہے اس پر بھی بعض لوگوں نے اس رنگ میں اعتراض کیا ہے کہ کیا ہم غیر احمدی احباب کو بیعت میں شامل ہونے سے قبل مسلمان نہ سمجھتے تھے کہ ان سے کلمہ شہادتین کا اعادہ کرواتے ہیں۔ سو اس کا جواب بھی حضرت مجدد زمان نے بارہا دیا ہے لیکن اگر میں اس کا جواب بھی "جماعت اسلامی" کے لٹریچر سے دوں تو شاید معترضین کی تسلی و تشفی کا باعث ہو۔ ملاحظہ ہو:۔

"داخلہ جماعت کے وقت ادائے شہادتین کا جو طریقہ رکھا گیا ہے اس کے متعلق کئی ایک سے زائد مرتبہ تصریح کی جاچکی ہے کہ یہ التزام اس تصور پر مبنی نہیں ہے کہ پہلے سے شہادتین پر اس شخص کا ایمان نہ تھا یا خدانخواستہ ہم ایمان سابق کو کالعدم سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کا منشاء صرف استحضار اور ایمان کو تازہ کرنا ہے۔ نیز ایک غرض اس سے یہ بھی ہے کہ جو آئے وہ حقیقت ایمان اور اس کی ذمہ داریوں کو سمجھ کر بوجھ اٹھائے"۔

مولانا مودودی صاحب کی اپنی تحریر اس بارہ میں حسب ذیل ہے:۔

"جماعت اسلامی کے دستور میں شہادتین کو شرط رکنیت قرار دینے کی غرض بھی صرف یہ ہے کہ جو لوگ اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں ان کے متعلق یہ اطمینان کر لیا جائے کہ وہ صالح العقیدہ ہیں اور قابلیت کی ان ریزشوں کو لئے ہوئے نہیں آرہے ہیں جو بدقسمتی سے مسلمانوں کے اندر گھس آئی ہیں۔ نیز یہ دعوت الی اللہ کی خدمت شروع کرنے سے پہلے وہ ایک مرتبہ پھر اللہ کے ساتھ اپنے عہد و میثاق کو استوار کرلیں اور نو مسلمانہ جوش کیساتھ کام کے لئے آگے بڑھیں"۔

حضرت مجدد زمان نے اگر یہ ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجائیں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کرکے اصلی اسلام پھر دنیا میں قائم کروں"۔ چنانچہ آپ کا مشہور الہامی شعر ہے ؎

چوں دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یہ اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت صاحب کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے تھے لیکن محض رسمی، اسمی قومی، نسلی مسلمان جن سے حقیقت اسلام مفقود ہو چکی تھی اور بوقت بیعت محض اس حقیقت اسلام پر اعتقاداً اور عملاً پابند ہونے کا ایک عہد و پیمان لیتے تھے۔ اسی چیز کو جب حضرت صاحب نے پیش کیا تو لوگوں نے طرح طرح کے اعتراضات کئے لیکن اب وہی چیز ایک اور طرف سے پیش کی جاتی ہے ملاحظہ ہو:۔

"اس تجدید ایمان اور اداء شہادتین کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ ایمان لانے اور صدق دل سے سوچ سمجھ کر توحید اور رسالت کی شہادت ادا کرنے سے جو ذمہ داریاں ایک مومن پر عائد ہوتی ہیں ان کا احساس پھر تازہ ہو جائے اور ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرکے وہ اس جماعت میں داخل ہو جس کے داخلہ کی شرط بس ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کا عہد و پیمان ہی ہے۔ نیز اس کا ایک خاص فائدہ یہ بھی ہے کہ خدا اور رسول پر واقعی ایمان رکھنے والے "مومنین صادقین" اور دین کے بنیادی اصولوں تک سے ناآشنا (بلکہ ان کے منکرین تک) جس طرح مسلم سوسائٹی کے مساوی درجہ کے ممبر سمجھے جاتے ہیں؟ جو آئے وہ خدا اور رسول پر ایمان رکھنے والا یا ایمان لانے والا ہی آئے"

مزید وضاحت کرتے ہوئے اس حقیقت کو اس عہد و میثاق کو "ایک قسم کی بیعت ہی ہے" کے الفاظ سے موسوم کیا گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل الفاظ:۔

"الغرض جماعت اسلامی میں داخلہ کے وقت جس کی حیثیت اسلامی مطالبوں کو پورا کرنے ایمانی تقاضوں کو پورا کرنے اور خصوصاً اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایک نظام کے ماتحت جدوجہد کرنے کے واسطے عہد و میثاق کی ہے اور جو درحقیقت ایک قسم کی بیعت ہی ہے (تو اس عہد و میثاق اور اس بیعت کے وقت) تجدید ایمان اور ادائے شہادتین کا جو طریقہ جماعت کے دستور میں رکھا گیا ہے بزرگان سلف کا مسلوک طریقہ بھی ہے جس کو ہمارے ان مشائخ نے غالباً انہیں مصالح کی وجہ سے اختیار کیا تھا جن کے پیش نظر ہم کو یہ اختیار کرنا پڑا ہے"

"قومی مسلمان" اور قومیت کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ "میرے یہ لفظ شاید آجکل کے "قومیت" کے شور و غوغا میں بہت ہی شاق گذریں گے لیکن میں پوری دیانتداری سے یہی سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے ہم ان "غیر مومن مسلمانوں" کا "نا مسلمان" ہونا خود ان کو اور دنیا کو بتلا سکیں تو یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اسلام اللہ کا دین ہونے کی بجائے آج ہندویت کی طرح جو ایک قومی ٹائٹل ہو کر رہ گیا ہے اور مسلمان حزب اللہ ہونے کی بجائے جو ایک قومی نقطۂ نظر رکھنے والی قوم ہو کر رہ گئے ہیں جس نے حقیقت کو بالکل بدل دیا ہے اور اسلام اور ایمان کی دعوت کی راہ میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں۔ تو ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ اس طرح ہو سکے گا۔ مجھے آپ کے اس خیال سے قطعی اختلاف ہے کہ موجودہ مسلمان قوم کو ایک قوم بنانے والی چیز اللہ کی ہدایت اور اس کے رسول کے پیغام سے وابستگی ہے۔ واقعتاً ایسا ہوتا تو ہماری اس قومیت کے دائرے میں ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہ ہوتی جو اللہ کی اس ہدایت اور اس کے رسول کے اس پیغام سے عملاً کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ نہ صرف یہ کہ اس قوم کے فرد جانے جاتے ہیں بلکہ ان کی یہ حالت قومی سرداری کے منافی بھی نہیں سمجھی جاتی اور کتنے ہی ہیں جو ایسے ہونے کے باوجود قوم کے لیڈر بھی ہیں .... بہرحال میں اس معاملہ میں اپنے دماغ میں کوئی الجھن اور شک و شبہ نہیں رکھتا کہ آجکل کی "مسلمان قومیت" اور اصل "اسلامیت" دو بالکل الگ چیزیں ہیں اور دونوں کے فرق کو صاف کرکے اصل اسلامیت کا تعارف کرانا ہمارا اہم دینی فریضہ ہے"۔ کیا یہ وہی بات نہیں جو حضرت صاحب نے اس رنگ میں پیش کی کہ اللہ تعالےٰ ان موجودہ مسلمانوں کو سچے اور حقیقی مسلمان نہیں سمجھتا۔

جس طرح حضرت صاحب نے فقہی مسائل پر زور نہیں دیا بلکہ اس امر میں آزادی دی ہے بعینہ اسی طرح جماعت اسلامی نے صاف طور پر لکھدیا ہے کہ "فقہی اور کلامی مسائل میں ان کا جو طریقۂ فکر اور جو نتائج ذکر ہیں رفقائے جماعت کا اس سے موافقت کرنا قطعاً ضروری نہیں ہے"

پھر حضرت صاحب نے لکھا کہ سلسلہ احمدیہ منہاج نبوت پر قائم کیا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس سلسلہ کا نام "سلسلہ احمدیہ" یعنی آنحضرت صلعم کے اسم* جمالی "احمد" کے نام پر رکھا گیا ہے اور بیعت کو بھی کسی انسان کے ساتھ عہد کا نام نہیں رکھا بلکہ خدا سے عہد قرار دیا ہے۔ اب جب ہم "جماعت اسلامی" کی تحریرات کو دیکھتے ہیں تو بعینہ یہی راستہ ہمیں وہاں بھی نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔ "فی الحقیقت اس جماعت کی نوعیت عام انجمنوں اور پارٹیوں کی نوعیت سے بالکل مختلف ہے۔ یہ جماعت خالصۃً حق کی اقامت کے لئے قائم ہوئی ہے اس کا نصب العین وہی ہے جو قرآن کی رو سے اسلام کا حقیقی نصب العین ہے اس کے پیش نظر وہی کام ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام دنیا میں بھیجے گئے تھے .... بیعت کنندہ کا عہد کسی انسان سے نہیں۔ خدا سے ہے۔ شرکت جماعت کے وقت جو عہد آپ نے کیا اس کے ساتھ ہی آپ اپنا سب کچھ اور خود اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ بیچ چکے ہیں۔ اب آپ کی ہر چیز پر پہلا اور مقدم حق خدا اور اس کے کام کا ہے۔ باقی تمام چیزیں اس سے مؤخر ہیں"۔ ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں کیا اس میں اور ان الفاظ میں جو حضرت صاحب بوقت بیعت بیعت کنندگان سے اقرار لیا کرتے تھے "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کوئی فرق ہے۔

ایک اور مماثلت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضرت صاحب کا جب تک صرف مجددیت کا دعویٰ تھا اکثر لوگ آپ کے ساتھ تھے لیکن جونہی اللہ تعالےٰ سے اطلاع پاکر آپ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تمام دنیا بگڑ گئی اور جب آپ نے اس مماثلت کو واضح کیا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۱۴ سو برس بعد یہودی قوم کی اصلاح کے لئے آئے تھے اسی طرح آنحضرت صلعم کے ۱۴ سو سال کے بعد میں (حضرت مجدد زمان) مسلمان قوم (جو بالکل یہودی صفت ہو چکی تھی اور جس کے متعلق احادیث میں یہاں تک الفاظ آئے ہیں کہ وہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ اس حد تک مماثلت اختیار کریں گے کہ اگر کسی نے اپنی والدہ سے زنا کیا تو یہ بھی اس سے پرہیز نہ کریں گے اور اگر وہ سانپ کے بل میں داخل ہوں گے تو یہ بھی اس میں داخل ہوں گے وغیرہ وغیرہ) کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ اور یہ کہ موجودہ مسلمان عملاً یہودی بن چکے ہیں تو کیا علماء اور کیا عوام آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ لیکن اب "جماعت اسلامی" بالکل وہی پوزیشن اختیار کر رہی ہے جو مجدد زماں نے اختیار کی تھی ملاحظہ ہو:۔

"اس موقعہ پر میں ایک بات نہایت صفائی کے ساتھ کہدینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قسم کی ایک دعوت کا جیسی کہ ہماری یہ دعوت ہے۔ کسی مسلمان قوم کے اندر اٹھنا اس کو ایک بڑی سخت آزمائش میں ڈال دیتا ہے .... اب اس قوم کے لئے ناگزیر ہو جاتا ہے کہ یا تو اس کا ساتھ دے اور اس خدمت کو سرانجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہو جو امت مسلمہ کی پیدائش کی ایک ہی غرض ہے۔ یا نہیں تو اسے رد کرکے وہی پوزیشن اختیار کر لے جو اس سے پہلے **یہودی قوم** اختیار کر چکی ہو .... لیکن اگر مسلمان حق سے منہ موڑیں اور اپنے مقصد وجود کی طرف صریح دعوت کو سن کر الٹے پاؤں پھر جائیں تو یہ وہ جرم ہے جس پر خدا نے کسی نبی کی امت کو معاف نہیں کیا ہے"۔ [illegible] طرح حضرت مجدد زماں نے [illegible]

(باقی [illegible])

---

*نوٹ:۔ اس امر کو "جماعت اسلامی" نے خود تسلیم کیا ہے کہ موجودہ دور جمالی دور ہے نہ کہ جلالی۔ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل الفاظ "یہ وقت واغلظ علیہم پر عمل کرنے کا نہیں۔ ابھی تو ایک لمبا دور محبت اور شفقت ہمیں طے کرنا ہے"

ہماری تبلیغی کوششیں

قسط نمبر ۲

ہمارے آنریری مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں!

از دفتر تبلیغ

کوہ مری } میں ایک دوست بسلسلہ ملازمت گئے تھے وہ لکھتے ہیں کہ تمام احباب سے باری باری ملاقات کی، نماز جمعہ ایک جگہ پڑھنے کا انتظام اخیر اپریل میں کر دیا تھا، اب سب دوست (تقریباً بارہ کس) نماز جمعہ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کی کوٹھی پر ادا کرتے ہیں، نماز جمعہ جناب مولوی یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور پڑھاتے ہیں۔ دوران قیام مری میں دو غیر از جماعت دوستوں سے تعارف ہوا، ان کے دل میں قومی خدمت کی تڑپ ہے، انہیں انگریزی اردو ٹریکٹ دیئے گئے، بذریعہ خط و کتابت سلسلہ تبلیغ جاری رکھا جائے گا۔

جہلم } سے بابو عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ:- جناب کے بذل مفت لٹریچر وصول ہوئے ان کے دس مکمل سیٹ بنائے ہیں اور تین سیٹ مختلف تین اشخاص کو دیئے گئے ہیں، میں ان کو وقتاً فوقتاً ملتا رہتا ہوں اور ان کی رائے بھی دریافت کرتا رہتا ہوں، مگر ابھی تبادلۂ خیالات تک نوبت نہیں پہنچی ان کے ملئے دعائیں بھی کرتا ہوں آپ بھی دعا فرمائیں۔" بابو صاحب نے اس بات پر اظہار افسوس کیا ہے کہ ملاؤں نے لوگوں کی ذہنیتوں کو اس درجہ خراب کر رکھا ہے کہ ہر شخص جاہل مطلق ہونے کے باوجود اپنے آپ کو امام غزالی اور امام بخاری سے کم نہیں سمجھتا اور جہاں حضرت مرزا صاحب کا نام آجائے سیخ پا ہو جاتے ہیں اور کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے، دل میں اس قوم کے لئے سخت ہمدردی ہے مگر افسوس کہ یہ بدقسمت قوم ثواب سے محروم ہے خدا ہی ان کی حالت پر رحم فرمائے۔

پٹیالہ } سے شیخ صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر رقمطراز ہیں کہ انگریزی کے ٹریکٹ مثلاً اسلام - حضرت نبی کریم صلعم کے مختصر سوانح حیات وغیرہ میں نے یہاں ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں میں تقسیم کئے ہیں اور ان لوگوں نے انہیں پڑھا ہے اور اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوئے ہیں، نیو ورلڈ آرڈر کی چند کاپیاں بھی میرے پاس ہیں وہ بھی باری باری احباب میں تقسیم کرتا رہتا ہوں۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ آجکل لوگوں کی تمام توجہ سیاسیات کی طرف مبذول ہو رہی ہے اور مذہب کی لوگوں کے دلوں میں وقعت نہیں رہی یہاں تک کہ مفت لٹریچر لے کر اسے پڑھنے میں بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں اللہ تعالےٰ رحم کرے بعض رسائل میں نے باہر بھی اس درخواست کے ساتھ بھیجے ہیں کہ وہ انہیں خود مطالعہ فرما کر دوسرے دوستوں تک پہنچا دیں، ہمارا مکان بر لب سڑک ہے، شام کو میں باہر بیٹھتا ہوں ایک دو احباب جو آتے ہیں انہیں قرآن کریم کی ایک دو آیات کی تفسیر یا کسی حدیث کی تشریح یا اور اسی قسم کی کسی بات پر گفتگو شروع کر دیتا ہوں آتے جاتے ہوئے پانچ سات اشخاص وہاں ٹھہر جاتے ہیں اور وہ بھی سنتے رہتے ہیں جو احباب مذہب کے متعلق ذرا سی بھی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں انہیں رسائل دے دیتا ہوں اور وہ پڑھتے بھی ہیں آئینہ حق نما بھی اکثر دوستوں کو دکھا چکا ہوں۔

سامانہ } سے مولوی فضل الرحمٰن صاحب قمر لکھتے ہیں:- یکم تا ۶ رمئی انبالہ کے ملحقہ دیہات میں ایک قادیانی دوست کی دعوت پر گیا اور تین دن تبادلۂ خیالات ہوتا رہا اور اللہ تعالےٰ جلد اسکے بہترین نتائج پیدا کرے گا۔ رتنا، اسی کھیڑن اور بلبھیڑہ میں دو تقریریں ہوئیں جن میں سے ایک عنوان تھا "سکھ مذہب کا تعلق اسلام سے"، اور دوسری کا "آ نبوالا آگیا" ۱۲ تا ۱۴ رمئی پٹیالہ میں شیعہ سنی تنازعات کے سلسلہ میں ایک کانفرنس تھی جس میں خاکسار نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ جملہ اہل سنت کی طرف سے بطور نمائندہ پیش ہوا ۱۶ تا ۲۲ رمئی کرنال نظام علی والا میں انفرادی گفتگو کے ذریعہ سے تبلیغ کی گئی اس کے علاوہ آٹھ تبلیغی تقریریں سامانہ میں ہوئیں دو قادیانی احباب کے اعلان ہائے فسخ بیعت بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ ارسال کئے گئے۔

راولپنڈی } سے عزیز سلیم اللہ صاحب پسر ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم لکھتے ہیں:- کئی دوستوں اور رشتہ داروں کو مفت لٹریچر دیا گیا مکتبہ جماعت اسلامی میں ہر روز برائے تبلیغ جاتا رہا اور اخی مکرم مولوی فتح محمد صاحب ناظم جماعت اسلامی کو تبلیغ حق کی اپنے محلے کے امام مسجد کو جس کا رویہ پہلے بہت تنگ دلانہ اور معاندانہ تھا سمجھاتا رہا ایک صاحب کو بیان القرآن خرید کر پڑھنے کی ترغیب دی ان کے ایک رشتہ دار نے بیان القرآن کی خوبیاں سن کر اسی وقت انجمن کو بیان القرآن کے لئے خط لکھ دیا، احمدیہ سرکولیٹنگ لائبریری کی بنیاد رکھی، ادارہ تعلیم قرآن کے لئے ایک معقول رقم فراہم کی جو ساتھ ساتھ محاسب صاحب کو بھیجتا رہا، ایک اور امام مسجد ہماری جماعت کے بہت قریب آچکے ہیں امید ہے عنقریب بیعت کر لیں گے ایک اور صاحب جو میاں چنوں ضلع ملتان میں حکیم ہیں ہمارے عقاید کو تسلیم کر چکے ہیں نہ مجدد اعظم مطالعہ کی ہے صرف مخالفت کا ڈر رہ گیا ہے، امید ہے جلد بیعت کر لیں گے، دو ہندو دوستوں کو بھی اسلام کی تبلیغ کی اور خدا کے فضل و کرم سے عمدہ اثر ہوا ہے۔

(باقی آئندہ)

ڈاکٹر حمید مارقوس کی تبلیغی مساعی

احباب جماعت و قارئین کرام یہ خبر سن کر یقیناً خوش ہونگے کہ ہمارے محترم دوست ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب جو برلن مشن میں میرے رفیق کار تھے اور جنگ یورپ سے قبل ہی سوئٹزرلینڈ میں پناہ گزین ہو گئے تھے آجکل وہاں خدمت دین اور اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ باوجود موجودہ مشکلات کے انہوں نے وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے چنانچہ ان کے تازہ ترین خط سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے دو لیکچرز باسل یونیورسٹی میں ہوئے جن میں انہوں نے آنحضرت صلعم اور اسلام کے قوانین عدل و انصاف پر بصیرت افروز روشنی ڈالی۔ یونیورسٹی کے ادارۂ فلسفہ کے تمام پروفیسروں و اساتذہ نے شمولیت اختیار کی۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت کمزور رہتی ہے، بالخصوص موسم سرما کی شدت قابل برداشت نہیں رہی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں تا اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل اور فرشتہ سیرت خادم اسلام کو تا دیر ہمارے سلامت رکھے اور خدمت اسلام کا کام لے، امید ہے کہ اگر حالات سازگار ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کی صحت نے اجازت دی تو ان کے وجود سے انشاءاللہ اچھا فائدہ ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔ والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر) عبداللہ، سابق امام مسجد برلن

وصایا کے متعلق ضروری یاددہانی

جن احباب نے دو سال کے اندر اندر زر وصیت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب دوسرا سال گذر رہا ہے احباب کو چاہیئے کہ اب براہ مہربانی کل رقم ادا کر دیں یا اس کی قسط اس طریق سے شروع کریں کہ اخیر سال تک کل رقم وصیت ادا ہو سکے

(مرتضیٰ خان۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تکمیل)

(بقیہ از صفحہ ۴)

کی دعوت کو صرف ہندوستان تک محدود نہیں رکھا بلکہ صاف طور پر لکھا کہ آپ کی دعوت جو فی الواقعہ حقیقی اسلام کی دعوت ہے تمام دنیا کے لئے ہے۔ بعینہ اسی طرح "جماعت اسلامی" اپنی اس دعوت کو صرف ہندوستان تک محدود نہیں کرتی ملاحظہ ہو:-

"اب چونکہ یہ دعوت ہندوستان میں اٹھ چکی ہے اسلئے کم از کم ہندی مسلمانوں کے لئے تو آزمائش کا وہ خوفناک دور آ گیا ہے۔ رہے دوسرے ممالک کے مسلمان تو ہم ان تک اپنی دعوت پہنچانے کی سعی کر رہے ہیں اگر ہمیں اس کوشش میں کامیابی ہوگئی تو جہاں جہاں یہ پہنچے گی وہاں کے مسلمان بھی اس آزمائش میں پڑ جائیں گے"

پھر جس طرح حضرت صاحب نے صاف طور پر اور بار بار اس امر کا اعلان کیا کہ میں مسلمانوں کو دنیوی فوائد دلوانے نہیں آیا اور میری اس دعوت کے بعد مسلمانوں کے دنیوی مفاد منظر نہیں ہیں اسی طرح "جماعت اسلامی" کا دعوے ہے ملاحظہ ہو "ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے اس وقت دو قسم کی دعوتیں ہیں - ایک یہ ہماری دعوت جو مسلمانوں کو ٹھیک اس کام کے لئے بلا رہی ہے جسے اللہ تعالےٰ نے مسلم جماعت کی تاسیس و تشکیل کی واحد غرض قرار دیا ہے اور دوسری طرف وہ دعوتیں ہیں جن کے پیش نظر مسلمانوں کے دنیوی مفاد کی خدمت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ان دو متقابل پکاروں میں سے دوسری کی طرف مسلمانوں کا فوج در فوج لپکنا اور پہلی پکار کو امت کی عظیم اکثریت کا بہرے کانوں سے سننا .... بلکہ الٹی لعنت پر اتر آنا .... میرے نزدیک ایک نہایت بڑی شامت ہے۔ اور اس جرم کو خدا تعالےٰ کبھی معاف نہ کرے گا"

حضرت مجدد زمان نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ اگرچہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر و دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا لیکن میرا ساتھ نہ دینے سے مجرم اور گناہگار ضرور ہوتا ہے۔

میں اس حصہ مضمون کو یہاں ختم کرتا ہوں انشاء اللہ آیندہ یہ دکھانے کی کوشش کروں گا کہ حضرت مجدد زمان نے تبلیغ و اشاعت اور دعوت حق کا جو طریقہ اور طرز عمل اختیار کیا وہ وہی ہے جس کی طرف اب وہ تمام حضرات آ رہے ہیں جو اس کام کو کرنا چاہتے ہیں اور وہ اپنی تمام تفصیلات میں وہی کام کر رہے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کو حضرت صاحب نے اختیار کیا۔

وما باللہ التوفیق

ہمارے مسیحا

گاہے گاہے باز خواں آں قصۂ اہل صفا

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب رضی اللہ عنہ بلنگرگا ہو۔

آج اس صحبت میں سیرت مہدی سے چند سبق آموز واقعات بدیہ ناظرین ہیں۔

بیوی سے نیک سلوک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام لاہور میں منشی عبدالحق صاحب لاہوری پنشنر نے کمال محبت اور رسم دوستی کی بنا پر بیماری کی تکلیف کی نسبت پوچھنا شروع کیا اور کہا کہ آپ کا کام بہت نازک اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیئے کہ جسم کی صحت کی رعایت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیئے، حضرت نے فرمایا "ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتیں"۔ منشی عبدالحق صاحب نے کہا۔ "جی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے۔ کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے کہ میرا حکم کبھی ٹل جائے اور میرے کھانے کے اہتمام خاص میں کوئی سرمو فرق آ جائے، ورنہ ہم دوسری طرح خبر لے لیں"۔ یہ سن کر مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا "ہاں حضور، منشی صاحب درست فرماتے ہیں، حضور کو بھی چاہیئے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں" حضرت صاحب نے مولانا کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا "ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیئے" فرمایا "میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے"۔

حضرت صاحب کا جذب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ عربی زبان میں بے مثل فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامۂ قیامت برپا ہے۔ بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں، اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں مگر حضرت یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں، یہ ساری بے نظیر اور عظیم الشان کتابیں عربی، اردو، فارسی کی ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا اتنے شور میں حضور کو لکھنے یا سوچنے میں ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی؟ مسکرا کر فرمایا "میں سنتا ہی نہیں۔ تشویش کیا ہو اور کیونکر ہو"۔

توکل علی اللہ ایک دفعہ محمود چار ایک برس کا تھا حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے، اور حضرت لکھنے میں مشغول ہیں، سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کو ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کو دیکھنے کی ضرورت ہوئی اس سے پوچھتے ہیں خاموش، اس بچے سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا ہے کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے گھر کے لوگ سب حیران و پریشان ہیں حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں "خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے"۔

توکل علی اللہ کا ایک اور منظر ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین رضہ کو ایک دو ورقہ مضمون جس کی فصاحت و بلاغت خدا داد پر حضرت کو ناز تھا پڑھنے کو دیا آپ نے اسے جیب میں رکھ لیا اور حضرت صاحب کی معیت میں سیر کو چل پڑے واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں (عبدالکریم) کہ مولوی صاحب (نورالدین رضہ) کا رنگ فق ہو رہا ہے۔ نہایت بیتابی سے لوگوں کو دوڑاتے ہیں ڈھونڈو، پکڑیو، لپکیو، کاغذ رہ میں گر گیا حضرت کو خبر ہوئی ہشاش بشاش چہرہ تبسم زیر لب۔ تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوڑ دھوپ کی گئی میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالےٰ اس (مضمون) سے بہتر ہی عطا فرمائیگا۔

حضرت صاحب کا صبر سالہا سال سے دیکھا اور سنا ہے کہ جو طمانیت اور جمعیت اور کسی کو آزار نہ دینا حضرت کے مزاج مبارک کو صحت میں حاصل ہے وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہے اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معاً وہی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں۔ میں (عبدالکریم رض) بسا اوقات عین اس وقت پہنچا ہوں جبکہ ابھی ابھی دردِ سر کے لمبے اور سخت دورہ سے آپ کو افاقہ ہوا ہو۔ آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا ہے تو مسکرا کر دیکھا ہے اور فرمایا ہے "اب اللہ تعالےٰ کا فضل ہے" اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ کسی بڑے عظیم الشان و دلکشا نزہت افزا باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں جو یہ چہرہ کی رنگت اور چمک دمک اور آواز میں خوشی اور لذت ہے۔

حضرت صاحب کی بلند حوصلگی میں نے (عبدالکریم رض) سینکڑوں مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ اوپر دالان میں تہلتے بیٹھے لکھ رہے ہیں یا فکر میں مشغول ہیں۔ چونکہ آپ اپنی عادت قدیمہ کے ماتحت دروازہ بند کر کے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک لڑکے نے زور سے دستک بھی دی اور منہ سے بھی کہا ہے "ابا تو کھول" آپ اٹھتے ہیں اور دروازہ کھولتے ہیں کم عقل بچہ اندر گھسا ہے اور ادھر ادھر جھانک تاک کر الٹے پاؤں نکل گیا ہے حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے۔ دو ہی منٹ گزرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں "ابا تو کھول" آپ پھر بڑے اطمینان سے اٹھتے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ اندر نہیں گھستا ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ منہ میں بڑبڑا کر پھر الٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے بشاش بشاش بڑے استقلال سے دروازہ بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں کوئی پانچ منٹ گزرے ہیں۔ تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شور و غوغا کہ "ابا تو کھول" اور آپ اٹھ کر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں ہیں اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے کہ تو کیوں آتا اور کیا چاہتا ہے اور تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر و توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا بعض اوقات دوا درمل پوچھنے والی گنوار عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنوار ہی زبان میں کہتی ہیں "مرجا جی ذرا بوا کھولو تاں" حضرت اس طرح اٹھتے جیسے مطاع ذیشان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا دیتا رہے ہیں۔

خدمت خلق کا اعلیٰ نمونہ ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے نکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا میں بھی (عبدالکریم) اتفاقاً جا نکلا کیا دیکھتا ہوں حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ۔

"یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے"

(ملخص از سیرت مسیح موعود)

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
مئے و میخانہ دیگر عاشقے دیگر بتے دیگر (دیقروت)

سیکرٹری صاحبان کیخدمت میں

ضروری گذارش

جماعتوں اور سکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ دفتری ضرورت کے لئے اعلےٰ عہدوں والے انگریزی خواں اصحاب، تجار، صاحب حیثیت اور متمول زمینداروں کے پتے درکار ہیں۔

براہ کرم اپنے اپنے شہر یا گاؤں کی ایک فہرست مرتب فرما کر دفتر میں ارسال فرماویں۔ یہ ایک ضروری کام ہے امید ہے کہ احباب بطیب خاطر یہ تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

مرتضےٰ خان
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

جماعت دھلی کی تنظیم و توسیع!

از جناب مولانا عبد الرحمن صاحب جالندھری

دھلی میں اتوار کی شام کو انجمن کے دار المطالعہ میں جماعت کے اجلاس ہوتے ہیں۔ گذشتہ اتوار ۱۲ مئی کو احباب جماعت کو بوقت شام دار المطالعہ میں جماعت کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی۔ بیس پچیس احباب تشریف لائے شربت اور مٹھائی کا انتظام مکرم خاں صاحب اکرام اللہ خاں کے سپرد تھا جس کو انھوں نے بڑی محنت اور کوشش سے پورا کیا۔ نماز مغرب کے ادا کرنے کے بعد احباب کی خدمت میں شربت اور مٹھائی پیش کئے گئے۔ بعد ازاں مکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی کو صدر جلسہ مقرر کیا گیا اور میں نے چند امور جماعت کے سامنے پیش کئے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

(۱) ہماری جماعت کے قیام کی غرض تو کیہ نفس اور تبلیغ و اشاعت اسلام ہے اس کی تکمیل کے لئے ہمارا پروگرام مضبوط ہونا چاہیئے۔ مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں ہماری جماعت کا کام بہت بڑا شاندار ہے لیکن جو بلند معیار ہمارے امام نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا اس معیار پر ہم میں سے بہت کم احباب پورے اترتے ہیں۔ دہلی حکومت کا دار الخلافہ ہونے کے باعث بہت اہمیت کی جگہ ہے ہمارا کام بھی یہاں اعلیٰ پیمانہ پر ہونا چاہیئے۔ ہماری بعض جماعتیں بڑا اچھا کام کرتی ہیں جیسے جماعت بغداد۔ دہلی کی جماعت کو بھی ایک قابل مثال جماعت بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم کو دار المطالعہ اور جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کی موجودگی سے پورا فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ دار المطالعہ کا روزانہ کھلنا ضروری ہے چنانچہ میں ہر روز قریباً پانچ گھنٹہ کے لئے حاضر ہوجاتا ہوں لیکن اس کے ساتھ اتوار کے اجلاس کو زیادہ بارونق بنانے کی ضرورت ہے اس لئے یہ صورت ہے کہ جماعت کے سب احباب سوائے خاص مجبوری کے تشریف لایا کریں، لکچر یا مناظرے کا انتظام ہو جس میں غیر احمدی احباب کو بھی بلایا جائے۔ اس وقت سید صاحب اتوار کو درس دیتے ہیں اور ان کی غیر حاضری میں میں درس دیتا ہوں۔ لکچر اور مناظرے پبلک کے لئے زیادہ جاذب توجہ ہوں گے، ہمارے نوجوان دوست مرزا ایم نے۔ نصیر صاحب صبح کے وقت دار المطالعہ میں بیان القرآن کا درس دیتے ہیں، اسکو وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) ہمارے آپس کے تعلقات بہت اچھے ہونے چاہئیں جس میں پوری برادرانہ ہمدردی پائی جاوے، قرآن کریم اور احادیث نبوی میں اس کی بڑی تاکید ملے۔ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہمارے آپس کے تعلقات بہت اچھے تھے امیر اور غریب ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے تھے جہاں ہم کو اس اخوت کے قائم کرنے کی ضرورت ہے اس کی تکمیل کے لئے ایک یہ ذریعہ بھی ہوسکتا ہے کہ مہینہ میں ایک دفعہ سب احباب مل کر دار المطالعہ میں کھانا کھائیں یا چائے پئیں۔

(۳) میں نے اپنی ایک چھوٹی سی تبلیغی رپورٹ احباب کی خدمت میں پیش کی ...
.... جس میں یہ عرض کیا گیا ہے کہ میں دار المطالعہ میں روزانہ حاضر ہوتا ہوں اور فراہمی چندہ کے لئے احباب کے مکانوں پر جاکر ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ صدر انجمن کی اطلاع کے لئے ہماری ماہوار تبلیغی رپورٹ ضروری ہے۔

(۴) مکرم ملک خدا بخش صاحب رجسٹر مردم شماری تیار کر رہے ہیں جو بڑا مفید ہے۔ ان کے ارشاد پر میں نے یہاں بھی ایک رجسٹر مردم شماری شروع کیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب تیار ہوجاوے گا۔

(۵) احباب کی توجہ کو صدر انجمن کی ہر ایک تحریک میں شمولیت کی ضرورت کی طرف مبذول کیا۔ ہر ایک دوست کے لئے ضروری ہے کہ ماہوار چندہ ضرور ادا کرے اور دیگر تحریکات میں جہاں تک استطاعت ہو حصہ لیں کسی تحریک کو نظر انداز نہ کریں۔

(۶) دھلی کے لئے سالانہ عہدیداروں کا انتخاب ہو۔ چنانچہ مندرجہ ذیل انتخاب ہوا:-

صدر:- خان اکرام اللہ خاں صاحب

نائب صدر:- خواجہ صلاح الدین احمد صاحب۔

جنرل سیکرٹری:- شیخ عبد الحی صاحب مناظر اسلام۔

جائنٹ سیکرٹری:- خاکسار عبد الرحمن

آڈیٹر:- چوہدری شاہ دین صاحب۔

(۷) میں نے ایک ورکنگ ...... کمیٹی کے بنانے کی تجویز پیش کی جو پاس ہوئی اور مندرجہ ذیل احباب منتخب کئے گئے:-

(۱) چوہدری شاہ دین صاحب

(۲) شیخ محمد لطیف صاحب

(۳) سید اختر حسین صاحب گیلانی

(۴) خواجہ محمد بشیر صاحب بٹ

(۵) حاجی عبد العزیز صاحب انجنیئر۔

احباب نے میری ان تمام تجاویز کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ اس پروگرام کی تکمیل کے لئے پوری جدوجہد کریں گے۔

والسلام

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

دس مشنوں کے قیام کیلئے دس لاکھ روپیہ کی ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

احباب سلسلہ کی فوری توجہ کے قابل

"دس مشنوں کے قیام کے لئے ہمیں دس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ ہماری جماعت میں سے زیادہ نہیں اگر ۱۰۰ آدمی ایسا ہو جس کا اثر آسودہ حال مسلمانوں پر ہے اور وہ اس اثر کو کام میں لاکر اس مقصد کے لئے ان سے روپیہ جمع کریں اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے ۱۰ لاکھ روپیہ انجمن کے خزانہ میں آسکتا ہے" (پیغام صلح ۵ جون ۱۹۵۷)

ہمارے احباب کو لازم ہے کہ حضرت کے اس ارشاد کے مطابق فی الفور کام شروع کر دیں اور جس قدر رسید بکس اس کام کے لئے درکار ہوں دفتر سے منگوائیں۔ بعض احباب نے تو خدا کے فضل سے حضرت کے اس ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے کام شروع بھی کر دیا ہے جن کے اسمائے گرامی انشاء اللہ وقتاً فوقتاً درج اخبار ہوتے رہیں گے۔ ع بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اصحاب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے احباب کرام ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں اس سلسلہ میں قبل ازیں ... سے شروع کر کے ۱۲۷ نام شائع ہو چکے ہیں:-

۱۲۸- سید عبد الجبار صاحب حیدر آباد دکن۔
۱۲۹- شیخ محبوب صاحب .. .. دھارواڑ
۱۳۰- محمد حسین صاحب .. .. ” ”
۱۳۱- گڈو لال صاحب .. .. بیجاپور
۱۳۲- ملک صاحب .. .. ” ”
۱۳۳- مولوی برکت علی صاحب خیرپور میرس
۱۳۴- نور احمد صاحب .. .. گورداسپور
۱۳۵- سجاد حسین صاحب .. .. نواب شاہ (سندھ)
۱۳۶- مراد شاہ صاحب .. .. بیجاپور
۱۳۷- داود صاحب .. .. دھارواڑ
۱۳۸- بدر الدین صاحب .. .. چمبہ
۱۳۹- النصر شریف صاحب .. .. مدراس
۱۴۰- شہاب الدین صاحب .. .. امراوتی (برار)
۱۴۱- حاجی ایم۔ ایم۔ اے عزیز صاحب .. ..
۱۴۲- رمضان خاں صاحب .. .. ہوشنگ آباد
۱۴۳- کنیز بی صاحبہ .. .. ” ”
۱۴۴- آمنہ بی صاحبہ .. .. ” ”
۱۴۵- امانت اللہ صاحب .. .. ” ”
۱۴۶- سکندر خاں صاحب .. .. ” ”
۱۴۷- خدیجہ بیگم صاحبہ .. .. سیالکوٹ
۱۴۸- چوہدری عبد الرحمن صاحب .. .. ” ”
۱۴۹- چوہدری سچے خاں صاحب .. .. ” ”
۱۵۰- رسول بی بی صاحبہ .. .. ” ”

مندرجہ بالا اصحاب میں سے حسب ذیل احباب پہلے ہندو تھے اور اب اسلام قبول کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں:

(۱) رمضان خاں- سابقہ نام ... سوہاگپور ضلع ہوشنگ آباد

(۲) آمنہ بی- (سابقہ نام ...) سوہاگپور- ضلع ہوشنگ آباد

(۳) کنیز بی- (پہلے ہندو تھی نام ... نہیں بھیجا) سوہاگپور ضلع ہوشنگ آباد

(۴) سکندر خاں (پہلے ہندو تھے نام معلوم نہیں ہے) سوہاگپور ضلع ہوشنگ آباد

(۵) بدر الدین صاحب (سابقہ نام ...) چمبہ

بچت فنڈ کی صندوقچیاں

بعض احباب بچت فنڈ کی صندوقچیاں طلب فرماتے ہیں ان کی اطلاع ... لکھا جاتا ہے کہ دفتر میں بچت فنڈ کی ... ختم ہو چکی ہیں نئی صندوقچیوں کا انتظام ... ہے۔ احباب اپنے اپنے گھروں میں بجائے صندوقچیوں کے کسی برتن یا ... کا استعمال کر سکتے ہیں۔ صندوقچیاں ... ہونے پر بھیجدی جاویں گی۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری ...)

مکتوب بغداد

عراق میں جمعیۃ الہندیہ اسلامیہ کا قیام

بغداد سے جناب سید تصدق حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ازراہ کرم مندرجہ ذیل سطور اپنے مؤقر جریدہ میں درج فرماکر شکریہ کا موقعہ دیں۔

عراق میں جمعیۃ الاسلامیہ کے قیام کی خبر مسلمانان ہند کے لئے موجب مسرت اور شادمانی ہوگی۔ اس ملک میں کسی جماعت انجمن یا سوسائٹی کی تشکیل اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک وزارت داخلیہ سے اس کے قیام کی اجازت حاصل نہ کرلی جائے اور اس کو عراق کے قانون ۱۹۲۲ء کے مطابق رجسٹرڈ نہ کرالیا جائے، نیز بانیان جماعت کے متعلق کمشنر اور محکمہ سی۔آئی۔ڈی سے پوری تحقیقات نہ ہولے۔ جمعیۃ کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:-

(۱) مسلمانان ہند و عراق کے مابین روح اتحاد اور دوستانہ تعلقات کا بڑھانا۔

(۲) مسلمانان ہند اور عراق کے درمیان تعلقات اجتماعیہ و ثقافیہ والتہذیبیہ و تجارتیہ اور دینیہ کو مستحکم اور مضبوط کرنا اور اسلام کی حقیقی روح کا قلوب میں پیدا کرنا۔

(۳) مسلمانان ہند کے حقوق اور مصالح کی نگہداشت اور حجاج اور زائرین مقامات مقدسہ کی خصوصاً نگہداشت اور امداد کرنا۔

(۴) مصیبت زدہ محتاجوں اور مریض لوگوں کی مساعدت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

احد موسس جمعیت اور صدر موجودہ جناب حافظ شریف حسین صاحب نے ہندوستانی زواروں اور حجاج کی رہائش اور جمعیت کے مکان کی تعمیر کے لئے مبلغ چار ہزار دینار عراقی یعنی ترپن ہزار سات سو پچاس روپے کا گرانقدر عطیہ عنایت فرمایا ہے اور جناب سیٹھ الحاج عبداللطیف نور محمد صاحب نے مبلغ پچاس پاؤنڈ دیئے اور جناب سیٹھ عبداللطیف اسمٰعیل صاحب نے مبلغ سات ہزار روپے کا وعدہ فرمایا۔ جزاھم اللہ

خبر ا۔

مغربی بغداد الکرخ کے محلہ میں ایک وسیع قطعہ زمین مبلغ چھتیس ہزار روپے میں خرید لیا گیا ہے۔ جہاں پر مسافرخانہ اور جمعیت کے دفتر کی عالیشان عمارت بنائی جاوے گی۔

مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۳۶ء کو جمعیت کے عہدہ داروں اور مشیران کار کا انتخاب عمل میں آیا۔ حسب ذیل اشخاص منتخب ہوئے:-

صدر:- جناب حافظ شریف حسین صاحب

نائب صدر:- جناب السید تصدق حسین القادری۔

سیکرٹری:- السید عبدالرشید صاحب

معاون سیکرٹری:- جناب محمد شبر گل صاحب۔

امین صندوق:- جناب فیض محمد صاحب۔

معاون امین صندوق:- جناب فدا علی شمس الدین صاحب۔

آڈیٹر:- جناب شیخ احمد سعید صاحب

مشیر:- جناب خان صاحب طاہر حسین قریشی وائس قونصل۔

مشیر:- جناب عبدالصمد صاحب برقی

مشیر:- جناب سیٹھ نبیون جی عبدالعلی صاحب

مشیر:- جناب سیٹھ صالح بھائی عبدالقادر صاحب۔

مشیر:- جناب ماسٹر عبدالعزیز صاحب خیاط۔

مشیر:- جناب ماسٹر علم الدین صاحب خیاط۔

مشیر:- جناب الحاج مسعود خان صاحب

والسلام

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

عالیجناب نواب ناظر یار جنگ بہادر حیدرآباد دکن

کی رائے رسالہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کے متعلق

عالیجناب نواب ناظر یار جنگ بہادر بیرسٹرایٹ لا، جج ہائیکورٹ (وظیفہ یاب) ڈین آف فیکلٹی آف تھیالوجی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے ایک عالی خاندان، علم دوست صحیح الخیال اور صائب الرائے بزرگ ہیں۔ ان کا شمار ہندوستان کے نہایت بلند پایہ قانون دانوں میں ہوتا ہے۔ سلطنت حیدرآباد کے عدلیہ کے معیار اور وقار کو بڑھانے میں ان کی قانونی قابلیت اور بلند کردار کا بھی کافی حصہ ہے۔ موصوف نے مختلف حیثیتوں سے سلطنت حیدرآباد اور مسلمان قوم کی مفید خدمات انجام دی ہیں۔ دینی و قومی اور علمی و تعلیمی معاملات سے انہیں ہمیشہ عملی دلچسپی رہی اور ان کی یہ دلچسپی بارہا بیش بہا نتائج کی موجب بن چکی ہے۔

نواب صاحب اشاعت و دفاع اسلام کے متعلق ہماری جماعت کی مساعی اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات و تالیفات بالخصوص انگریزی ترجمۃ القرآن کو نہایت عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حضرت ممدوح کی تشریف آوری حیدرآباد کے موقع پر آپ نے ایک جلسہ کی صدارت بھی فرمائی تھی اور صدارتی تقریر میں اپنے خیالات کا اظہار وضاحت اور جرأت سے کیا تھا۔

ہمارے حیدرآباد مشن نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشہور انگریزی رسالہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" کا جدید ایڈیشن اور اس کے تلگو اور مرہٹی تراجم شائع کئے ہیں۔ انکی ایک ایک کاپی گذشتہ دنوں میں نے نواب صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ ممدوح اس رسالہ کے مطالعہ سے بہت مسرور و متاثر ہوئے اور اس کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرمایا۔

(محمد انعام الحق۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن)

اصل رائے انگریزی میں ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"مولانا محمد علی صاحب کا رسالہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" جس کے ساتھ لارڈ ہیڈلے کا ایک دیباچہ شامل ہے ایک ایسا ٹریکٹ ہے جو تمام متلاشیان حق کے لئے خواہ وہ کسی عقیدہ و مذہب سے تعلق رکھتے ہوں بہت بڑی قدر و قیمت رکھتا ہے میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ رسالہ جس میں اسلامی عقاید و خیالات اور کلچر کو نہایت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے دنیا کی تمام (۹۶ یا ۹۴) بولی جانیوالی زبانوں میں ترجمہ ہو جائے میں جانتا ہوں کہ اب تک بہت سی مشرقی اور مغربی باتوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے لیکن جو کچھ اس سلسلہ میں ابتک ہوا ہے وہ اس کے بالمقابل کچھ چیز نہیں جو ہمیں (مسلمانوں کو) تمام دنیا میں کرنا ہے۔

(دستخط۔ ناظر یار جنگ)

سیرت نبوی پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی انگریزی تصنیف کی مقبولیت

بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

فتح پور ہسوہ (یو۔پی) سے ایک چھوٹا سا ہفتہ وار "دلچسپ" شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر مولانا خاموش رہنے والے تو فتح پور ہی کے ہیں لیکن آج کل سیہور (ریاست بھوپال) میں مقیم ہیں اردو کے مشہور مصنف اور پرانے اخبار نویس ہیں۔ اس اخبار میں مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے؛

"دی لائف آف محمدؐ نام کی انگریزی کتاب ہے۔ دبیز کاغذ پر خوبصورت جلد ہے ۳۱۴ صفحات ہیں مصنف مولانا محمد علی احمدی لاہوری ہیں۔ بڑی اچھی حضور صلعم کی سوانح حیات ہے قیمت ہی صر سے کم نہ ہوگی لیکن اگر کوئی غیر مسلم انگریزی دان شوقیہ پڑھنا پسند کرے تو خان بہادر سید شوکت علی بی اے علیگ مفت نذر کرنے کو تیار ہیں۔ صرف ڈاک اور رجسٹری کا صرفہ دینا ہوگا"

(دلچسپ ۸ر جون ۱۹۳۶ء صفحہ ۳)

یہ خان بہادر سید شوکت علی صاحب کون اور کہاں کے ہیں؛ اعلان میں مقام و پتہ کچھ نہیں غالب ریاست بھوپال ہی کے ہیں۔ اگر جناب کو ان کے متعلق کچھ معلوم ہو ازراہ کرم تحریر فرمائیں اگر یہ ریاست بھوپال کے ہیں تو میں ان سے تبلیغی کاروبار کے سلسلہ میں ربط پیدا کرنا چاہتا ہوں

(نیازکیش محمد انعام الحق) ۱۴ ۔ ۶ ۔ ۳۶

نوٹ:- از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔

اس کتاب کو اس قدر پسند کیا گیا ہے کہ کئی زبانوں میں لوگوں نے خود ہی اس کے ترجمے کر دیئے چنانچہ ایک ترجمہ ترکی زبان میں ہوا، ایک البانوی میں ایک بنگالی میں اس کے علاوہ بھی غالباً بعض زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں اور گذشتہ سال مصر میں عربی میں اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ اس کی قبولیت کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ ایسے بزرگ جن کو ہم جانتے تک بھی نہیں اسے غیر مذاہب کے لوگوں میں مفت تقسیم کر رہے ہیں۔

محمد علی ۲۱ ۔ ۶ ۔ ۳۶

(اخبار احمدیہ از صفحہ ۳)

کہ خواجہ محمد صدیق صاحب مبلغ بھدرواہ کے دو خورد سال بچے چند دن تک بعارضہ پیچش بیمار رہ کر راہی عالم بقا ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، ہمیں خواجہ صاحب کے ساتھ اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے۔

— بھیرہ سے اطلاع آئی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست [illegible] صاحب بعمر ۵۰-۵۵ سال تین چار یوم کی علالت کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [illegible] صاحب عموماً موذن کے فرائض انجام دیتے تھے۔ احباب کرام ان کا جنازہ غائبانہ پڑھیں اور مرحوم کے لواحقین کے لئے دعا فرمائیں۔

اخبار انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار
ارگن
پیغام صلح
جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

[illegible] رجب ۱۳۶۵ھ - م - ۱۰ جولائی ۱۹۴۶ء — نمبر ۲۸

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں
ب- مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کا حسن اور احسان

اللہ جلشانہ کا حسن اس کی ذات اور صفات کی خوبیاں ہیں۔ اور خوبیاں یہ ہیں کہ وہ خیر محض ہے اور مبدا ہے جمیع فیضوں کا اور مصدر ہے تمام خیرات کا اور جامع ہے تمام کمالات کا اور مرجع ہے ہر یک امر کا اور موجد ہے تمام وجودوں کا اور علت العلل ہر یک موثر کا جس کی تاثیر اور تدم زاثیر ہر یک وقت اس کے قبضہ میں ہے اور واحد لاشریک ہے۔ اپنی ذات میں اور صفات میں اور اقوال میں اور افعال میں اور اپنے تمام کمالات میں اور ازلی اور ابدی ہے اپنی جمیع صفات کاملہ کے ساتھ بڑا ہی نیک اور بڑا ہی رحیم باوجود قدرت کاملہ سزا دہی کے ہزاروں برسوں کی خطائیں ایک دم کے رجوع میں بخشنے والا بڑا ہی حلیم اور بردبار اور پردہ پوش کروڑ ہا نفرت کے کاموں اور مکروہ گناہوں کو دیکھنے والا اور پھر جلد نہ پکڑنے والا اگر اس کا روحانی جمال تمثل کے طور پر ظاہر ہو تو ہر یک دل پروانہ کی طرح اس پر گرے اس نے اپنا جمال غیروں سے چھپایا اور انہیں پر ظاہر کیا جو صدق سے اس کو ڈھونڈھتے ہیں اس نے ہر یک خوبصورت چیز پر اپنے حسن کا پر تو ڈالا اگر آفتاب ہے یا ماہتاب یا وہ سیارے جو چمکتے ہوئے نہایت پیارے معلوم ہوتے ہیں یا خوبصورت انسانوں کے منہ جو دلکش اور ملیح دکھائی دیتے ہیں، وہ تازہ اور تر بتر اور خوشنما پھول جو اپنے رنگ اور بو اور آب و تاب سے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یہ سب درحقیقت ظلی طور پر اس حسن لازوال سے ایک ذرہ کے موافق حصہ لیتے ہیں وہ حسن ظن اور وہم اور خیال نہیں بلکہ یقینی اور قطعی اور نہایت روشن ہے جس کے تصور سے تمام نظریں خیرہ ہوتی ہیں اور پاک دل اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور محبوب حقیقی کے احسانات جو انسان پر ہیں وہ دفتروں میں سما نہیں سکتے کیونکہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں گناہ پر گناہ دیکھتا ہے اور احسان احسان کرتا ہے اور خطا پر خطا پاتا ہے اور نعمت پر نعمت دیتا ہے درحقیقت نہ زید ہم سے کچھ بھلائی کرسکتا ہے اور نہ بکر۔ نہ آفتاب اپنی روشنی سے ہم کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ ماہتاب اپنے نور سے ہم کو کوئی نفع دے سکتا ہے نہ ستارے ہمارے کام آسکتے ہیں نہ ان کی تاثیر کچھ چیز ہے ایسا ہی نہ دوست کام آسکتا ہے نہ فرزند غرض کوئی چیز بھی ہمیں آرام نہیں پہنچا سکتی جب تک وہ ارادہ نہ فرماوے پس اس سے ظاہر ہے کہ ہزارہا اور بے شمار طریقوں سے جو ہماری حاجات پوری ہوتی ہیں درحقیقت یہ فضل اسی منعم حقیقی کی طرف سے ہے پس اس کے انعامات کو کون گن سکتا ہے اگر ہم انصاف سے بولیں تو ہمیں یہ شہادت دینی پڑے گی کہ کسی نے ہم سے ایسا پیار نہیں کیا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴)

وان اللہ تعالیٰ لیبغض الفاحش البذی (ابوداؤد و ترمذی)

قیامت کے دن مومن کے ترازو اعمال میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بدگو اور [illegible] بہت برا سمجھتا ہے۔

درخواست دعا

اخویم مکرم شیخ محمد آصف صاحب کے [illegible] قریباً ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اسی وجہ پیغام صلح کا پرچہ بھی مرتب نہیں کرسکے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان بچوں کی صحت کے لئے خصوصیت [illegible]

[illegible] الامین

[illegible] آپ نے فرمایا کہ اسکو [illegible] اس سے [illegible] منافع [illegible] جمال بغیر طمع و [illegible]

[illegible] (الترمذی)

[illegible] کا مرض حسد اور بغض [illegible] یہ نہیں کہ بال مونڈتا ہے بلکہ دین کو مونڈ ڈالتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ گے۔ اور ایمان نہیں لاؤ گے جب تک (آپس میں) محبت نہ کرو گے میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں جس سے تم آپس میں محبت کرنے لگو اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کا عام رواج کرو (یعنی [illegible] کثرت سے کرو)

(۳) ما ذئبان جائعان [illegible] ارسلا فی غنم بافسد لها من حرص المرء علی المال [illegible] لدینه (الترمذی)

[illegible] بھیڑیے جو بکریوں [illegible] وہ اس قدر فساد [illegible] انسان کی دولت [illegible] دین میں فساد [illegible]

[illegible] نقل

تاریخ اسلام

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت سعد بن ابی وقاص مہاجر کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بلڈ نگس لاہور

نام و نسب — سعد نام ابو اسحٰق کنیت والد کا نام مالک اور ابو وقاص کنیت حضرت سعد رضہ رشتہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

اسلام — حضرت سعد رضہ انیس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے آپ ساتویں مسلمان تھے۔

استقامت علی الاسلام — ماں نے سعد رضہ کے اسلام قبول کرنے کی خبر سُنی تو بہت ناراض ہوئی حتیٰ کہ بھوک ہڑتال کر دی اور بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ چونکہ آپ والدہ کے فرمانبردار سپوت تھے اس واقعہ سے سخت مشکل میں مبتلا ہو گئے ایک طرف اللہ تعالےٰ کی آواز تھی (اسلام) دوسری طرف ماں کی محبت مگر اس بہادر نوجوان نے اول الذکر کو ترجیح دی چنانچہ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ شان استقامت ایسی پسند آئی کہ والدین کی عدم اطاعت کا ایک قانون بنا دیا و ان

جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما الآیہ

ترجمہ:۔ اگر والدین تجھ کو میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جن کا کوئی علم و یقین تیرے پاس نہیں ہے تو اس میں ان کی اطاعت نہ کر (مسلم مناقب سعد وقاص)

ہجرت — حضرت سعد رضہ نے دیگر صحابہ کی طرح مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے مکان میں فروکش ہوئے۔

غزوات — غزوات بدر میں حضرت سعد رضہ نے بڑی بہادری کے جوہر دکھائے غزوہ احد میں جبکہ اکثر غازیوں کے پاؤں اُکھڑ چکے تھے سعد رضہ ان ثابت قدم اصحاب کی صف میں تھے جن کے پائے استقلال میں آخر وقت تک جنبش نہ آئی۔ حضرت سعد رضہ تیراندازی میں کمال رکھتے تھے اس لئے جب کفار کا نرغہ ہوا تو آنحضرت صلعم ان کو اپنی ترکش سے تیر دیتے جاتے اور فرماتے

یا سعد ارم فداک ابی و امی

اے سعد! تیر چلا میرے باپ ماں تجھ پر فدا (بخاری کتاب المغازی) الغرض غزوہ احد سے فتح مکہ تک تمام غزوات میں حضرت سعد رضہ پیش پیش رہے فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین میں بہت بہادری سے لڑے۔ غزوۂ طائف اور تبوک کی فوج کشی میں بھی شریک تھے حجۃ الوداع میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔

عہد فاروقی میں سعد بن وقاص کا مہم عراق پر تقرر — حضرت عمر رضہ نے ایرانیوں کی پے در پے ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا مگر اس لشکر کی سربراہی کے لئے کوئی شخص موزوں نظر نہ آتا تھا حضرت علی رضہ نے اس بار گراں کے اٹھانے سے معذرت کی آخر جب حضرت عمر رضہ اس مہم کی رہنمائی کے لئے خود تیار ہوئے تو اہل الرائے صحابہ مانع ہوئے۔ دفعۃً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آ کر کہا کہ میں نے پا لیا حضرت عمر رضہ نے فرمایا کون؟ بولے کہ سعد بن ابی وقاص تمام حاضرین اس انتخاب پر پھڑک اٹھے اور سب نے متفقہ طور پر تائید کی۔

جنگ قادسیہ اور ابو محجن ثقفی — جنگ قادسیہ نے جب شدت اختیار کی تو ابو محجن ثقفی جن کو حضرت سعد رضہ نے شراب خوری کے جرم میں اپنے قصر میں مقید کر دیا تھا اس ولولہ انگیز منظر کو دیکھ کر بے تاب ہو رہے تھے ضبط نہ کر سکے تو سلمیٰ رضہ (سعد کی بیوی) سے درخواست کی کہ اس وقت مجھ کو چھوڑ دو لڑائی سے جیتا بچا تو پھر خود آ کر بیڑیاں پہن لوں گا سلمیٰ نے انکار کیا تو حسرت کے ساتھ یہ اشعار پڑھنے لگے۔

کفی حزناً ان تردی الخیل بالقنا
واترک مشدوداً علی وثاقیا
اذا قمت عنانی الحدید واغلقت
مصاریع دونی تصم المنادیا

ترجمہ:۔ اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں اور میں زنجیر میں بندھا پڑا ہوں

جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر باگ کھینچ لیتی ہے اور دروازے اس طرح سامنے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔ ان اشعار سے سلمیٰ نے متاثر ہو کر خود بیڑیاں کاٹ دیں اور وہ سعد رضہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں کود پڑے اور لوگوں کو اپنی شجاعت و جانبازی سے متحیر کر دیا شام کو جب جنگ ختم ہوئی تو ابو محجن نے خود آ کر بیڑیاں پہن لیں سلمیٰ نے یہ حالات سعد رضہ سے بیان کئے تو انہوں نے کہا "خدا کی قسم میں ایسے فدائی اسلام کو سزا نہیں دے سکتا اور اسی وقت رہا کر دیا۔ ابو محجن پر اس فدائی کا یہ اثر ہوا کہ آئندہ شراب سے توبہ کر لی۔

مدائن (پایہ تخت عراق) کی فتح اور عبرت انگیز منظر — حضرت سعد رضہ جس وقت مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا۔ نہایت عبرت ہوئی اور بے اختیار زبان سے یہ آیات نکلیں :۔

کم ترکوا من جنت و عیون و زروع و مقام کریم و نعمۃ کانوا فیھا فٰکھین کذٰلک و اورثنٰھا قوماً اٰخرین (دخان ع۲)

ترجمہ:۔ (اگلی قومیں) کس قدر باغ، چشمے کھیتیاں اور طرح طرح کی نعمتیں۔ عمدہ عمدہ محلات چھوڑ کر چل بسیں جس میں خوش باش زندگی بسر کرتی تھیں اور ہم نے ان چیزوں کا مالک دوسری قوموں کو بنا دیا۔

تعمیر کوفہ — حضرت سعد رضہ نے مدائن سے نکل کر ایک موزوں جگہ پر کوفہ کے نام پر ایک وسیع شہر کی بنیاد ڈالی عرب کے جدا جدا قبیلوں کو جُدا جُدا محلوں میں آباد کیا۔ وسط شہر میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی جس میں تقریباً چالیس ہزار نمازیوں کی گنجائش رکھی گئی ہو مسجد کے قریب ہی بیت المال کی عمارت اور اپنا محل تعمیر کرایا جو قصر سعد رضہ کے نام سے مشہور تھا۔

حضرت سعد کی اطاعت شعاری — حضرت سعد رضہ کا قصر چونکہ وسط بازار میں تھا۔ اس لئے شور و شغب کے باعث باہم گفتگو کرنا بھی دشوار تھا انہوں نے اس سے بچنے کے لئے ایک ڈیوڑھی بنوائی اور اس میں پھاٹک لگوایا۔ بارگاہ خلافت میں اس ڈیوڑھی کی اطلاع پہنچی تو اس خیال سے کہ اہل حاجت کے لئے یہ سد راہ نہ ہو جائے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضہ کو بارگاہ خلافت سے حکم ہوا کہ کوفہ جا کر اس میں آگ لگا دیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت سعد رضہ وقاص اطاعت شعاری کے ساتھ خاموشی سے اس نظارہ کو دیکھتے رہے۔

حضرت سعد رضہ کے برخلاف شکایت اور ان کی معزولی — جب لوگوں نے مدینہ پہنچ کر بارگاہ خلافت میں شکایت کی کہ سعد رضہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے تو حضرت عمر رضہ نے باوجود اس بات کے کہ وہ اس شکایت کو سعد رضہ جیسے بلند پایہ صحابی کے برخلاف ایک مہمل سمجھتے تھے تاہم رفع حجت کے خیال سے حضرت محمد بن مسلمہ رضہ کو تحقیقات کے لئے روانہ فرمایا۔ انھوں نے کوفہ کی ہر ایک مسجد میں گشت لگا کر اس شکایت کی حقیقت دریافت کی تو ہر جگہ سب نے یک زبان ہو کر اس کی تکذیب کی۔ محمد بن مسلمہ رضہ تحقیقات سے فارغ ہو کر دونوں فریق کو ساتھ لئے ہوئے مدینہ پہنچے حضرت عمر رضہ نے پوچھا سعد! تم کیسی نماز پڑھاتے ہو کہ لوگ شکایت کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا دو رکعتوں میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتا ہوں اور دونوں آخری رکعتوں میں صرف فاتحہ پر اکتفا کرتا ہوں حضرت عمر رضہ نے فرمایا بیشک تمہاری نسبت یہی گمان ہو سکتا ہے (طبری) گو الزام بے بنیاد ثابت ہوا تاہم حضرت عمر رضہ نے اس خیال سے کہ ایک بڑی جماعت مخالفت پر آمادہ ہو گئی ہے سعد رضہ کو اس عہدہ (امارت) سے سبکدوش ہی کر دینا مناسب سمجھا۔

حضرت سعد رضہ کا اس بیہودہ الزام پر افسوس — حضرت سعد رضہ کو اس بے ہودہ الزام کا نہایت افسوس تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں عرب میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے راہ خدا میں تیراندازی کی ہے ہم لوگ رسول کریم صلعم کے ساتھ درختوں کے سوکھے پتے کھا کھا کر لڑے تھے لیکن خدا کی شان آج یہ بنو اسد پیدا ہوئے ہیں جو خود مجھے مذہب سکھاتے ہیں اور دعویٰ لاتے ہیں کہ میں نماز اچھی نہیں پڑھاتا۔

فاروق اعظم رضہ کی سعد رضہ کے متعلق آخری وصیت — ۲۳ھ میں جب فاروق اعظم رضہ ایک غلام کے ہاتھوں سخت زخمی ہو کر بستر مرگ پر تھے تو آپ نے چند نام خلافت کے لئے تجویز فرمائے جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص بھی تھے اور فرمایا اگر وہ (سعد) رضہ خلافت کے لئے منتخب نہ ہو سکیں تو جو منتخب ہو اُسے چاہئے ان کی خدمات سے فائدہ اُٹھائے کیونکہ میں نے انہیں کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معطل نہیں کیا۔

دور فتنہ اور حضرت سعد کی گوشہ نشینی — حضرت عثمان رضہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضہ کی بیعت کی مگر گوشہ نشینی کو نہ چھوڑا۔ چنانچہ حضرت علی رضہ جب طلحہ اور زبیر کے مقابلہ میں اپنی فوج لے کر روانہ ہوئے تو لوگوں نے ان کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی لیکن حضرت سعد رضہ نے معذرت کی اور کہا "مجھے ایسی تلوار بناؤ جو مسلم و کافر میں امتیاز رکھے" (سعد جلد ۳ ق ۲)

سعد رضہ کا استغنا — ایک دفعہ جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے تو آپ کے لڑکے نے کہا کیا یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگل میں اونٹ چرا رہے ہیں اور لوگ حکومت کے لئے اپنی اپنی قسمت آزمائی کر رہے ہیں آپ نے لڑکے کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا خاموش میں نے رسول کریم صلعم سے سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ مستغنی اور پرہیزگار بندے کو محبوب رکھتا ہے

(اسد الغابہ)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ ۱۰ر شعبان ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۸

مسلمانوں کی کامیابی کی ایک ہی راہ

جماعت احمدیہ کا فرض

(۲)

گذشتہ اشاعت میں ہندوستان کی دو بڑی سیاسی مجالس کانگریس اور مسلم لیگ کی باہمی کشمکش اور اس کے ناگوار نتائج کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے بتایا تھا کہ جب تک مسلمان ہندوستان میں اقلیت میں ہیں اس وقت تک ان کی زندگی معرض خطر میں ہے اور ہندوستان کی آزادی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمان اکثریت میں نہ آجائیں اور دوسری قوموں کے جائز حقوق کی حفاظت ان کے ذمہ نہ ہو، مسلمان کو خدا تعالےٰ نے وسیع دل بنایا ہے اور دوسری اقوام کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لینے کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے اس کے ساتھ عدل و انصاف نہ کرنے سے صریح لفظوں میں منع کیا ہے، یہ حالت دوسری اقوام کی نہیں ان کے دل تنگ ہیں اور دوسروں کے جائز حقوق دینا وہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے ان کی مقدس کتابوں میں دوسری اقوام کو کچلنے اور پامال کرنے کے صریح احکام موجود ہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہندو قوم اور ان کی نمائندہ مجالس ہندوستان کی آزادی کی پیشکش کو بھی اس وجہ سے رد کر دیتی ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق نہ دینے پڑیں۔

ان حالات میں ہم نے مسلم لیگ کو مخاطب کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنی سیاسی جدوجہد میں کامیاب ہو اور مسلمانوں کو ہندوستان کی سیاسی دوڑ میں کامیابی کی منزل تک پہنچانا چاہتے ہیں تو اس کی واحد راہ تبلیغ اسلام ہے، جس کی طرف مجدد وقت نے بھی خاص طور پر دعوت دی ہے۔

اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ تبلیغ اسلام کی غرض محض تعداد کو بڑھانا ہے یہ تو اس کا لازمی نتیجہ ہے ہی، اور آج جب کثرت و قلت کے سوال نے مسلمانوں کی زندگی کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے ضرورت ہے کہ اس پہلو میں خاص طور پر زور دیا جائے اور کوئی ایسا پہلو فرو گذاشت نہ کیا جائے جس سے مسلمانوں کی عددی قوت میں معتدبہ اضافہ ہو سکے تبلیغ اسلام جس کو قرآن نے ہم پر فرض ٹھہرایا ہے اور امت مرحومہ کی پیدائش کی غرض و غایت بھی یہ قرار دی ہے کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔

اس کا مقصد حقیقی جیسا کہ قرآن کے ان الفاظ سے ظاہر ہے مخلوق خدا کو ان رستوں پر چلانا ہے جو نیکیوں کی طرف لے جاتے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں، اس غرض اور نیت سے تبلیغ اسلام کرنا ایک مسلمان کا فرض اولیٰ ہے اور آج جماعت احمدیہ اسی فرض کے احیاء اور اسکی تکمیل کے لئے کھڑی ہے، اس زمانہ کے مجدد اور ہادی نے تبلیغ اسلام کو موجودہ زمانہ کا حقیقی جہاد قرار دیا اور اپنی جماعت کو اس جہاد میں پورے طور پر حصہ لینے اور اپنی زندگیوں کو اس میں لگا دینے کا حکم دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ اسی جذبہ کو لئے ہوئے مامور من اللہ کے حکم کے مطابق تبلیغ اسلام میں مساعی و سرگرم ہے اگر اس کی کوششیں زیادہ وسعت اختیار کر سکیں اور بیرون ہند کے علاوہ اندرون ہند میں بھی اس کے تبلیغی مشن جگہ بجگہ قائم ہو جائیں تو مسلمانوں کی زندگی اور انکی کامیابی کا ایک بہترین ذریعہ ہوگا۔

فی الحقیقت اگر غور کر کے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی کامیابی کا رستہ جہاں تبلیغ اسلام ہے وہاں اس رستہ پر چلانے اور حقیقی طور پر کامیاب بنانے کے لئے جماعت احمدیہ کی زبردست اور ان تھک کوششوں کی ضرورت ہے اس وقت ضرورت ہے کہ ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان نہایت کمزور اور اقلیت میں ہیں اور ان علاقوں میں بھی جہاں اچھوت اقوام کی کثرت ہے زبردست تبلیغی مشن قائم کئے جائیں اور غیر مسلموں اور اچھوتوں کو اسلام کے اندر لانے کی پوری کوشش کی جائے کہ اسی سے مسلمانان ہند کی بہبودی اور حقیقی کامیابی وابستہ ہے۔

ہم کچھ اس سلسلہ میں مسلم لیگ کو مخاطب کئے بغیر نہیں رہ سکتے اسے چاہئے کہ وقت کی اس سب سے بڑی ضرورت اور کامیابی کے اس حقیقی رستہ کی طرف فی الفور توجہ کرے اور جماعت احمدیہ کے تبلیغی کاموں میں دامے و درمے مددگار ہو، تاکہ آئندہ دس سال میں ہندوستان کے اندر مسلمان اس حد تک پہنچ جائیں کہ اپنے حقوق اور ہندوستان کی آزادی کا چارٹر آسانی سے حاصل کر سکیں۔ (دوست محمد)

ایک سوال

ایک دوست نے یہ سوال لکھ کر بھیجا ہے:۔

"کیا ہندوستان میں اسلام کا احیاء مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ ہے یا تحریک احمدیت سے؟ کیا مسلمان امام وقت کی مخالفت کر کے دینی اور دنیوی طریق پہ کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اگر تحریک احمدیت میں شمولیت کے بغیر مسلمانان ہند کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں تو ان کی اس تحریک سے وابستگی کیا غیر ضروری نہیں؟"

اس سوال کے بیشتر حصہ کا جواب تو آج کے افتتاحیہ میں آگیا ہے، مختصراً اس قدر مزید عرض کر دینا ضروری ہے کہ تحریک احمدیت ایک عالمگیر مذہبی تحریک ہے جو حقیقی طور پر احیاء اسلام کے لئے کھڑی ہے مسلم لیگ ہندوستان کی ایک سیاسی جماعت ہے جس کا کام ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کی سیاسی سربلندی اور احیاء کی کوشش کرنا ہے ہمارے نزدیک مسلمانان ہند ہی نہیں بلکہ مسلمانان عالم کی دینی و دنیوی کامیابی آج مجدد وقت کے دامن سے وابستگی اور تحریک احمدیت میں شمولیت پر موقوف ہے مسلم لیگ جس حد تک مسلمانوں کی دنیوی اور سیاسی کامیابی کی کوشش کرے قابل تحسین، و لائق تعاون ہے لیکن ہمارا حقیقی کام یہی ہے کہ مجدد وقت کی جماعت میں لوگوں کو شامل کر کے اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچایا جائے کہ اسی میں مسلمانوں کی حقیقی کامیابی اور فلاح مضمر ہے۔

ایک قابل تقلید مثال

ہماری جماعت کے ایک مکرم بزرگ شیخ احمد علی صاحب دہلی سے لکھتے ہیں کہ "میرا لڑکا مسمی شیخ سراج الدین چھ سال تک جنگی خدمات سرانجام دے کر اب پھر اپنی اصلی جگہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں آگیا ہے جنگی ملازمت کے دوران میں اپنی اعلیٰ خدمات کی وجہ سے بہت ترقی کرتا رہا ہے اور فوجی ریلوے میں ٹی او کے عہدہ پر تعینات ہو کر اس نے مڈل ایسٹ اور پھر برما میں کارہائے نمایاں سرانجام دئیے اسی فوجی ملازمت کے دوران میں ۱۵۰ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو معقول رقم چندہ ارسال کرتا رہا ہے اب بخیر و عافیت واپس آنے پر [illegible] روپیہ بطور شکرانہ الٰہی دار القرآن میں دئیے ہیں اور اس کی والدہ [illegible] نے بھی اپنے لڑکے کی واپسی کی [illegible] میں دس روپیہ دئیے [illegible] دار القرآن فنڈ میں جمع کئے جاتے ہیں"

جزاہم اللہ احسن الجزاء ہماری طرف سے مبارکباد قبول ہو دعا ہے اللہ تعالےٰ شیخ سراج الدین صاحب کو بیش از بیش کامیابیاں اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک خاتون کا ایثار

جموں سے مستری یعقوب علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہمارے ایک احمدی بھائی تھے جن کا اسم گرامی نظام الدین تھا۔ وہ عرصہ سے فوت ہو گئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک چھوٹا سا مکان انجمن کے نام کیا تھا جس کا روپیہ بعد فروختگی اس وقت انجمن میں داخل کرا دیا تھا۔ ان کی بیوہ کا گذارہ اسی طرح کچھ پس ماندہ پر تھا۔ آخر کب تک یہ سلسلہ چلتا اب اس خاتون نے رہائشی مکان کا ایک حصہ بھی فروخت کر دیا [illegible] سے کسی کو بحث نہیں۔ پھر بیوہ عورت اولاد نرینہ کوئی نہیں صرف ایک ہی [illegible] وہ شادی شدہ ہے۔ اس کا خاوند بھی امداد کے قابل نہیں۔ اس خاتون نے مبلغ ایک سو روپیہ جموں کی مسجد احمدیہ کی چھت کے لئے عنایت کیا ہے یہ ہے وہ جذبہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے خدام میں پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ امیر ہوں۔ خواہ غریب، مرد ہوں یا عورتیں۔ اللہ کریم اسکو جزائے خیر اور مرحوم مستری صاحب کو اس کا ثواب پہنچے۔ آمین۔"

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چند روز بعارضہ بخار صاحب فراش رہے۔ اب اگرچہ بخار رفع ہو چکا ہے لیکن کمزوری و دیگر عوارض لاحق ہیں۔ احباب سے خاص دعاوں کی درخواست ہے۔

اسی طرح ہمارے ایک اور بزرگ سید عبد الجبار شاہ صاحب (سابق شاہ صوات) شفاخانہ میں [illegible] درد گردہ سے بیمار رہے ہیں اور اگرچہ اب قدرے تخفیف ہے لیکن ابھی تک معمولی حرکت کرنے اور کروٹ لینے میں بھی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ احباب سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔

— دہلی سے سید اختر حسین صاحب گیلانی ایم اے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا بھانجا محمود الحسن بعمر ۱۸ سال چند ماہ کی علالت کے بعد وفات پا گیا۔ ایسا ہی ڈاکٹر محمود علی صاحب

بہائیت کے خاکہ میں

چوہدری عبدالرحمان صاحب کی رنگ آمیزیاں

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

اگر کسی فوٹوگرافر کو یہ کہا جائے کہ وہ ایک گروہ انسانی کا فوٹو ایک ہی چہرہ میں اتار دے جس میں کل گروپ کے خصوصیات ایک ہی چہرہ میں نمایاں ہو جائیں تو وہ اپنے فن میں مشاق ہونے کے باوجود اس سے اپنی معذوری ظاہر کرے گا اور اقرار کریگا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے کچھ ایسی ہی قسم کی معذوری بہائی فوٹوگرافروں کو ملا حسین علی کی اصل تصویر اتارنے میں پیش آ رہی ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یہ شخص ڈبل شخصیت کا نہیں بلکہ کئی مختلف اور متضاد شخصیتوں کا مالک تھا جس طرح چند اندھوں نے ہاتھی کے مختلف اعضاء کو ٹٹول کر ہاتھی کی شکل و صورت اپنے اپنے تصور کے مطابق بیان کی تھی اسی طرح بہائی قلمکار ملا حسین علی کو پیش کرتے ہیں سکتے ہیں

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

بہائی مذہب کی نئی حقیقت

ایک عرصہ سے سنا جا رہا تھا کہ چوہدری عبدالرحمان اسسٹنٹ سیکرٹری ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر پر بہائی مذہب کی ایک نئی حقیقت وارد ہوتی ہے اور مرزا حسین علی کے فیضان اثر سے ان پر بڑے بڑے علوم کا انکشاف ہوا ہے اور وہ اسے عنقریب کتابی شکل میں لاکر علماء اسلام کو چیلنج کرنے والے ہیں آخر وہ دن آگیا کہ چوہدری صاحب کی دو کتابیں منظر عام پر آگئیں جسے انہوں نے ایک لاجواب خزینہ سمجھ کر اس کے جملہ حقوق اپنے نام محفوظ کر لئے ہیں جملہ حقوق محفوظ کرنے میں اگر یہ امر بھی شامل کر لیا جاتا کہ اسے پڑھ کر سمجھنا بھی ان کے پاس ہی محفوظ ہے تو شاید کچھ بیجا نہ ہوگا۔

آیاتِ قرآنی سے چوہدری صاحب کی اٹکھیلیاں

اول تو انہوں نے ہیں ان کتابوں میں بہائی نقطہ خیال سے قرآن مجید کی تفسیر سنائی ہے جس کا اصولاً انہیں کوئی حق نہ تھا قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفاسیر علمائے اسلام اور لغت کافی ہیں ان کے سراسر خلاف اصول اور محکمات قرآن کی تفسیر عقلاً اور اصولاً کسی پر حجت نہیں اور نہ قابل غور ہے ایک شخص کسی شریف آدمی کو گالی دیتا ہے اور پھر عدالت میں ہتک عزت کا مقدمہ ہو جاتا ہے تو وہ شخص جواب دعویٰ میں کہتا ہے

کہ اس گالی سے میری دلچسپی الٰہی ہے اور وہ جج کے سامنے اپنے نوادرات پیش کرتا ہے تو جج ہرگز اس کے نوادرات پر غور نہ کرے گا بلکہ وہ یہ دیکھے گا کہ عرف عام میں اس لفظ کے معنی کیا سمجھے جاتے ہیں اسی طرح یہ نوادرات چوہدری صاحب جن کا کوئی ثبوت تفاسیر اسلامی یا مسلمات اسلامیہ میں نہیں کسی مسلمان کے لئے قابل غور نہیں بلکہ چوہدری صاحب کو علمائے اسلام کے سامنے اپنے واردات قلبیہ پیش کرتے ہوئے خود ہی سوچنا چاہئیے تھا کہ مجھے کیا حق ہے کہ میں محکمات و اصول اسلام کی آیات کی تفسیر کروں جو آج تک کسی نے نہیں کی اس قسم کے کاموں پر جرأت جو آج تک کسی نے نہ کئے ہوں، یا تو مامور من اللہ کا کام ہو سکتا ہے، یا اس کا جو اپنا دماغی توازن کھو چکا ہو۔

چوہدری صاحب کی باسی کڑہی

(۲) ان کتابوں کو پڑھ کر اس لئے بھی افسوس ہوا کہ اس کتاب میں بعض بیہودہ سائنس کے نظریوں کو پیش کرکے حقیقت عالم پر طبع آزمائی کی گئی ہے مگر وہ نظریے اس قدر باسی ہو چکے ہیں کہ اب موجودہ سائنسدان ان کا ذکر کرنے میں سائنس کی ہتک سمجھتے ہیں چوہدری صاحب نہ خود سائنٹیفک مزاج سے آشنا ہیں اور زمانہ حاضرہ کے جدید انکشافات مادہ و روح سے واقف۔ وہ علمی لحاظ سے ایک پسماندہ ماحول میں رہنے والے۔ وہ حقیقت عالم کی تفسیر اور تشریح کرتے بیٹھ گئے ان کی یہ کوشش اور ناورکیت اسی طرح ناکام ہے جس طرح ان کی قرآن مجید اور اصول اسلام کی انوکھی تفسیر۔

کتب مقدسہ میں حسین علی کا ہرگز ذکر نہیں

(۳) تیسرا امر جو قابل ذکر ہے یہ ہے کہ چوہدری صاحب نے مصلحتاً مرزا حسین علی کی شریعت کے عجائبات اور ان کے اوامر و نواہی کی بوالعجبیوں کو نظر انداز کرکے ان کے متعلق کتب مقدسہ کی پیشگوئیوں کو بہائی ٹکسال میں از سر نو گھڑ کر پیش کیا ہے جو ایک منتقی صداقت پسند اور امن کے جویا شخص کے لئے ہرگز شایاں نہ تھا۔ چوہدری صاحب سوچتے کہ یہود و نصاریٰ کی کتب مقدسہ عبری اور یونانی زبانوں میں ہیں ان کے تراجم تمام زبانوں میں موجود ہیں۔

پیشگوئی کے صرف عربی ترجمہ پر کیوں انحصار رکھا جائے کم از کم اس کا انگریزی ترجمہ یا اردو ترجمہ تو دیکھ لیا جائے کیونکہ صرف عربی ترجمہ ہی مستند نہیں ہے چوہدری صاحب نہ عبرانی کے عالم نہ یونانی جانیں ان کو بہائیوں نے تورات کے عربی ترجمہ سے اس لئے دھوکا دے دیا کہ چوہدری صاحب عربی میں مہارت معمولی رکھتے ہیں

چوہدری صاحب کی ہے بھی نہیں بھی

(۴) چوتھا قابل افسوس یہ امر ہے کہ چوہدری صاحب نے کبھی مذاہب کا موازنہ اور باہمی مقابلہ کے اصول پر مطالعہ نہیں کیا بلکہ آپ نے بلا سوچے سمجھے تمام مذاہب پر ایک خیالی ریویو کر دیا ہے جس کی بنیاد محض سنی سنائی باتوں پر ہے۔

(۵) پانچویں پر لطف بات چوہدری صاحب کی "ہے بھی اور نہیں بھی" ہے مثلاً۔

"نبی اور رسول میں فرق ہے بھی اور نہیں بھی"

"بہاء اللہ خدا ہے بھی اور نہیں بھی"

"بہاء اللہ انسان ہے بھی اور نہیں بھی"

"انبیاء میں ایک دوسرے پر فوقیت ہے بھی اور نہیں بھی"

"ختم نبوت ہے بھی اور نہیں بھی"

"تکمیل دین ہے بھی اور نہیں بھی"

اس کا نام ہے۔ ؎

آنکھوں میں ہلاہل ہے تو ہونٹوں میں مسیحائی

چوہدری صاحب پر ہی کیا منحصر ہے بہائی مذہب از اول تا آخر ؎

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کی ایک تفسیر ہے۔

میرزا حسین علی کیا ہے؟

سر بگریبان ہوتے ہوئے اور ایک چشمہ کا پانی پیتے ہوئے دو بہائیوں کی شکل میں مرزا حسین علی کی دو تصویریں ہیں یا دش بخیر مولانا فضل اللہ صاحب وکیل کے خیال میں مرزا حسین علی ایم اے کا سیاہ گون پہنے ہوئے ہیں اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ بی اے کی ڈگری میں ہیں (اور باقی انبیاء ابھی کوئی انٹرمیڈیٹ میٹرک اور کوئی ابھی پرائمری میں ہوگا) مولوی نعیم اللہ صاحب حضرت مسیح موعود کو معاذ اللہ اپنے دعوے میں سچا نہیں سمجھتے ہیں مگر چوہدری صاحب حضرت مرزا صاحب اور بہاء اللہ دونوں کو سچا سمجھتے تھے۔ علمی صاحب کی قلمکاریاں کوکب ہند میں ہمیں یہی بتاتی رہیں کہ بیشک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی نبوت ان پر ختم ہوگئی اب مظہر اللہ آیا کریں گے مگر چوہدری صاحب پر اب یہ نئی حقیقت وارد ہوئی ہے کہ تمام انبیاء و رشی اور اوتار رحمت یظهرہ اللہ کی ڈگری میں ہیں بہائی تحریرات میں ہے کہ ما الک یوم الدین بہاء اللہ ہے مگر چوہدری صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ دین کو یتیم نہیں چھوڑے گا سچ ہے جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتی اس میں لوگ اسی طرح ٹامک ٹوئیاں مارا کرتے ہیں ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

بہائیوں کا علم و عقل

بہائیت کے ساتھ ہماری اصل بحث اس وقت شروع ہوگی جب وہ بالاتفاق یہ بتا دیں گے کہ مرزا حسین علی کا اصل عہدہ دعوے اور منصب کیا ہے جس شخص نے یہ کہا کہ وہ بندہ بھی ہے اور خدا بھی ہے اس نے نہ بندہ کی حقیقت کو سمجھا ہے اور نہ الہیات کی مبادیات سے واقف ہے ایک طرف ذات باری کو غیب لایدرک کہکر اسے انسانی دماغ سے باہر نکال دیتا ہے تو دوسری طرف اس ذات باری کو معاذ اللہ مرزا حسین علی کے ذریعہ سے مدرک کہدیتا ہے حالانکہ غیب لایدرک کی تعریف یہ ہے کہ وہ کبھی بھی کسی وسیلہ اور ذریعہ سے مدرک نہیں ہو سکتا اگر مرزا حسین علی کے ذریعہ انسان نے خدا کو سمجھ لیا ہے بلکہ اسے جیل میں ڈال کر اس کی گستاخیوں کی اسے پوری سزا دی ہے تو وہ نہ صرف مدرک بلکہ محسوس اور مشہود ہوگیا ہے اسے غیب لایدرک کہنا انتہا درجہ کی حماقت ہے رہا مرزا حسین علی کے آئینہ میں خدا کی پوری تصویر کا اترنا اور انسان کا اسے دیکھ لینا بہ معرفت الٰہی سے پیٹ بھرے ہونے کی دلیل ہے ذات باری اپنی تمام صفات کے لحاظ سے مسلمہ طور پر لامحدود ہے مگر مرزا حسین علی زمان و مکان کی حد بندیوں میں مقید ہے لامحدود کا کسی حد بندی میں آنا عقلاً ممتنع اور محال ہے پس ایک قیدی کو یہ مرتبہ دینا صاف خدائی کی دلیل ہے خدا کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتا مگر مرزا حسین علی کے وجود میں حلول کرنے سے سمجھ میں آگیا دونوں باتیں ایک دوسرے کے متضاد اور مخالف ہیں۔

یہ عصمت کبریٰ ہے یا بطالت کبریٰ

مگر وہ شخص جس کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ اگر زمین کو آسمان کہے آسمان کو زمین کہے شراب کو پانی کہے اور پانی کو شراب کہدے نور کو نار کہے اور نار کو نور کہدے تو اس میں اس کا ماننے والا شک نہیں کر سکتا یعنی متضاد و مخالف نہ صرف ہمارے علم و عقل کے صریحاً خلاف ہے بلکہ گذشتہ تمام عصمت کبریٰ کی ڈگری پانے ہوئے انبیاء و رسل کے ایمان اور تعلیم کے خلاف معاذ اللہ خدا کو شیطان اور شیطان کو خدا منوانے کیونکہ نور کو نار اور نار کو نور کہنے کے یہی معنی ہیں تو اس میں شک کرنے والا کافر اور منکر بہاء اللہ ہے بلکہ واجب القتل ہے عصمت کبریٰ کی اس شان لا یعنی میں شان

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

دارالسلام ڈلہوزی

برادرانِ محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج میں ایک اہم مطالبہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور اس کا جواب بھی آپ سے سننے کا آرزومند ہوں۔ ہم سب جو اس جماعت میں شامل ہوئے ہیں کسی جبر سے شامل نہیں ہوئے بلکہ اپنی خوشی سے شامل ہوئے ہیں۔ لیکن ایک اقرار کے ذریعہ سے شامل ہوئے ہیں جو ہم نے خود اپنی خوشی سے کیا ہے۔ اور اس اقرار کا مرکزی نقطہ ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا یا دینی ضروریات کے لئے اپنی دنیوی ضروریات کو قربان کرنا۔ اپنی خواہشات کو قربان کرنا۔

انہی دینی ضروریات کے لئے ایک مستقل انتظام کی بنیاد تو امام زمان بانی سلسلہ احمدیہ نے ماہوار چندہ کے رنگ میں رکھی اور ہر شخص کے لئے یہ لازمی قرار دیا کہ وہ کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ان دینی ضروریات کے لئے ادا کرتا رہے اور یہاں تک اسکو اہم قرار دیا کہ صاف طور پر تحریر فرمایا کہ جو شخص تین ماہ تک ماہوار چندہ ادا نہیں کرتا اسے جماعت سے خارج سمجھنا چاہیئے۔ یہ میرے الفاظ نہیں۔ نہ انجمن کی کسی قرارداد کے الفاظ ہیں بلکہ اس شخص کے الفاظ ہیں جسے اللہ تعالےٰ نے اس صدی کا مجدد اس زمانہ کا امام اس امت کا مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان الفاظ کی وہی عزت کریں گے جو ایک مامور من اللہ کی ہونی چاہیئے۔

اب میں سب سے پہلے ان احباب سے جو جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہیں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا ان میں کوئی ایسا شخص تو نہیں جس نے اب تک اپنے لئے کوئی چندہ ماہوار مقرر نہیں کیا یا اگر کیا ہوا ہے تو کیا ایسا تو نہیں ہوتا کہ وہ چندہ ماہوار اس کی طرف سے ماہ بماہ ادا نہ ہوتا ہو۔ مجھے تو جہاں تک کبھی فہرستوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ بعض بڑے بڑے بزرگوں اور دولتمندوں کے نام بھی بارہ بارہ ماہ تک غائب پاتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ وہ اپنے آپ کو کس طرح تسلی دے لیتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کو اس زمانہ کا امام مانتے ہیں جب آپ کے کھلے احکام کی اس طرح خلاف ورزی کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں ہتک کرتے ہیں۔ میں نے بعض جماعتوں کی فہرستوں کو دیکھا ہے ان میں ماہوار مقررہ چندہ کی تین چوتھائی نصف تک بھی ادا نہیں ہوتا۔ یہ نہ دینے والے کون ہیں؟ کیا یہ احمدی ہیں؟ کیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کو امام وقت مانتے ہیں۔ مسیح موعود اور مہدی تسلیم کرتے ہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ ہمارا ماہوار چندہ کس قدر ہو۔ دنیا میں ایسے بھی نظام ہیں کہ ان میں شمولیت کے لئے ایک ماہوار مقررہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے یعنی غریب آدمی بھی وہی رقم دے امیر بھی وہی دے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے اس چندہ کو حسب حیثیت رکھا ہے یعنی جو شخص زیادہ کماتا ہے وہ زیادہ دے اور جو کم کماتا ہے وہ کم دے۔ مگر اس سے آگے ایک اور مرحلہ آتا ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعود کو جب یہ الہام ہوا کہ آپ کی وفات قریب ہے تو آپ نے ایک انجمن بنائی۔

۲۔ آپ نے اس انجمن کو صریح الفاظ میں اپنا جانشین قرار دیا۔

۳۔ اس انجمن کے ہر فیصلہ کو جو بہ کثرت رائے سے کرے واجب العمل قرار دیا۔

۴۔ بالآخر صاف الفاظ میں اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر یہ لکھ دیا کہ:

"میرے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

اس انجمن نے حضرت صاحب کے بعد یہ اجتہاد کیا کہ حسب حیثیت چندہ وہی ادا کرتا ہے جو آمدنی میں سے ایک خاص نسبت سے چندہ دیتا ہے یعنی اگر اس کی آمدنی پچاس روپے ماہوار تک ہے تو تین پیسے فی روپیہ کے حساب سے چندہ ادا کرے اور اگر پچاس سے اوپر ہے تو ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ادا کرے۔ آیئے پہلے ہم اپنے گھر کو درست کریں اور ان احکام کو جو حضرت صاحب نے خود دیئے ہیں یا جو آپ کی جانشین انجمن نے دیئے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے ہی حکم کے ماتحت صدق دل سے قبول کریں صدق دل سے قبول کرنا یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی ماہوار آمد کو دیکھے اور آیندہ کے لئے پختہ عزم کرے کہ اس آمدنی میں سے تین پیسے فی روپیہ اگر پچاس سے کم آمد ہے اور ایک آنہ فی روپیہ اگر اس کی آمدنی پچاس روپے سے زیادہ ہے وہ ماہوار چندہ کے طور پر ادا کرتا رہے گا۔ عملی رنگ میں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس حساب سے جو کچھ اسکا چندہ ماہوار بنتا ہے اس کی اطلاع اپنی جماعت کے سکرٹری کو اپنے علاقہ کے مبلغ کو یا مرکزی دفتر کو دے۔ اور جماعت کا سیکرٹری یا مبلغ علاقہ مرکزی دفتر میں یہ اطلاع بھیجدے۔

یہ معاملہ خدا سے ہے اس لئے اپنی آمدنی کے سارے ذرائع کو دیکھیئے۔ بعض اصحاب ایسے ہیں کہ ان کو کچھ ماہوار تنخواہ کے رنگ میں یا پنشن کے رنگ میں ملتا ہے لیکن اس کے علاوہ انھوں نے کسی کمپنی میں کوئی حصے خرید رکھے ہوتے ہیں اور اس سے کوئی ماہوار آمدنی ہے یا کوئی تجارت کرتے ہیں اور وہاں سے انہیں کچھ آمدنی ہوتی ہے یا ان کی کوئی زمین یا مکانات ہیں اور اس سے بھی انہیں کچھ آمدنی ہوتی ہے اسی طرح بعض اصحاب تجارت بھی کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ انہیں زمینوں یا مکانوں سے بھی کوئی آمدنی ہوتی ہے۔ تو اس کو بھی اپنی آمدنی میں شامل کریں اور اپنی ساری آمدنی کا حساب لگا کر اپنا ماہوار چندہ مقرر کریں۔ ہم نے محض خدا کے لئے ایک عہد کیا۔ محض خدا کے لئے ایک نظام کو قبول کیا۔ آیئے اب محض خدا کے لئے اپنے اقرار کو پورا کریں۔

ہاں یہ تین پیسے فی روپیہ یا ایک آنہ فی روپیہ کم سے کم مطالبہ ہے۔ ہم میں سے بعض اصحاب اس بلند مقام پر ہیں کہ وہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ بطور چندہ ماہوار ادا کرتے ہیں[1] اور میں اس فکر میں ہوں کہ ان اصحاب کی تعداد زیادہ ہو۔ اور وہ سارے اصحاب جن کو خدا نے اپنے فضل سے زیادہ دیا ہے۔ مثلاً جن کی آمدنی چار سو روپے ماہوار یا اس سے اوپر ہے وہ جماعت کے لئے نمونہ بنیں اور جس طرح خدا نے انہیں اپنے دوسرے بھائیوں پر رزق میں فضیلت دی ہے وہ انفاق میں بھی فضیلت حاصل کریں اور اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ ماہوار چندہ کے طور پر دیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ دنیا میں کوئی جماعت ہے جس کے ممبر مقررہ چندہ نہ دیتے ہوں اور وہ اس جماعت کے ممبر بھی رہ سکتے ہوں نہیں اور ہرگز نہیں۔ دور نہ جاؤ کسی ریڈنگ روم کو دیکھ لو۔ کسی کھیل کے کلب کو دیکھ لو۔ جو مقررہ چندہ ادا نہ کرے گا وہ ہرگز اس جماعت کا ممبر نہیں رہ سکے گا۔ خدا کے دین کو ان کلبوں کے ارشادات کو کھیل نہیں بنانا چاہیئے کہ جماعت کے ممبر بھی کہلائیں بلکہ ارکان اور معتمد بھی کہلائیں اور ماہوار چندہ ان کی پرواہ تک نہ کریں۔ ایسے ممبروں کا وجود جماعت کے لئے قوت کا موجب نہیں کہ ان کی وجہ سے کبھی وہ قربان ہو جائیں تو چار پیسے کی مدد پہنچ جاتی ہے بلکہ جماعت کی کمزوری کا موجب ہے کہ ان کے نمونہ سے دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ایک بڑے آدمی کو دیکھ کر جو مقررہ شرح پر چندہ ادا نہیں کرتا۔ دس آدمی یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم کیوں مقررہ شرح پر چندہ ادا کریں اور نئے داخل ہونے والے بھی مقررہ شرح کو سہل انگاری کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس طرح جماعت دن بدن بجائے قوی ہونے کے کمزور ہوتی چلی جاتی ہے پختہ وہی لوگ ہیں جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں اس جماعت میں شامل ہوتے وقت انھوں نے عہد کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ خود مامور من اللہ نے اس کو عملی رنگ یہ دیا کہ ہر شخص حسب حیثیت ایک رقم ماہوار ادا کرے۔ اس انجمن نے جسے مامور من اللہ نے اپنا جانشین قرار دیا اور جس کے فیصلوں کو کلی اور واجب العمل قرار دیا حسب حیثیت چندہ یہ قرار دیا کہ ایک حد تک آمدنی والے تین پیسے فی روپیہ ادا کریں۔ اس سے زیادہ ایک آنہ فی روپیہ۔ اب جو شخص اس حساب سے چندہ نہیں دیتا وہ اپنے عہد کو توڑتا ہے۔ خدا اور اس کے مامور سے بیوفائی کرتا ہے۔ اور عہد کرنے کے باوجود امام کے حکم سے یا آپ کی جانشین انجمن کے حکم سے جس کو حضرت مسیح موعود نے اجتہاد اور قطعی قرار دیا ہے انحراف کرتا ہے خدا بھی ایسے لوگوں کو بیوفاؤں میں شامل کرتا ہے۔ اس کا صاف ارشاد ہے۔

اوفوا بعہدی اوف بعہدکم

تم اپنا عہد پورا کرو تو میں بھی اپنا عہد پورا کروں گا۔ ہمارا عہد تھا کہ ہم اس کے دین کی خاطر قربانی کریں گے اور دنیاوی رنگ میں دکھ اور تکلیف برداشت کریں گے خدا کا عہد ہے کہ وہ ہماری نصرت کرے گا ہم نے تھوڑا سا اس عہد کو پورا کیا ہے کہ چند آدمی اس جماعت میں اپنے اقرار کے مطابق قربانیاں کر رہے ہیں اس وجہ سے خدا کی نصرت کے بھی کچھ دروازے ہم پر کھل گئے ہیں اگر ہم سب کے سب اپنے عہد کو پورا کریں تو خدا کی نصرت کے وہ نظارے دیکھ لیں گے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں لیکن اگر جماعت بحیثیت کل ہو کر قدم نہیں اٹھاتی تو خدا کی نصرت بھی رکی رہے گی۔

اور یہ تو ادنیٰ قربانی ہے جس کے لئے امام وقت نے بلایا ہے اور جماعت کی کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب حیثیت ماہوار چندہ کا مطالبہ کیا تاکہ ایک آسان

---

[1] بعض احباب میرا خیال ہے دسویں حصہ سے بھی زیادہ دیتے ہیں اور ایک ہمارے مسکین دوست چوہدری رحیم بخش صاحب سامانہ کو جو گھاس کا گٹھا فروخت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا گذارہ چلاتے ہیں خدا نے انہیں یہاں تک توفیق دی ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ اور اب نصف ماہوار بطور چندہ دیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس محبت کا یہ بلند جذبہ دوسرے دلوں میں بھی پیدا کرے۔

رہے ہے ہمارے دلوں میں خدا کی محبت کا بلند جذبہ پیدا ہو اور جہاد فی سبیل اللہ کے کام پر ہم لگ جائیں خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ،

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں اور ان کے عوض ان کو جنت عطا فرماتا ہے یہ جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے اس کا دسواں حصہ لیا، سولھواں لیا اور بیسواں لیا یہ سب کا سب ہی خدا کا مال ہے۔ کاش انسان اس نکتہ پر پہنچ جائے تو اس کی زندگی اس کے لئے کیسی راحت بن جائے یہ تو جنت ہے جو یہاں ہی مل جاتی ہے کہ انسان اپنی جان کو بھی اور اپنے مال کو بھی خدا کی چیزیں سمجھے جو کچھ کمائے اسے اپنا نہیں خدا کا مال سمجھے جس نے اپنے مال کو خدا کا مال سمجھا اس نے جنت کو یہیں پا لیا اس کا دل ایسی راحت سے بھر گیا جس نے اس دنیا کو اس کے لئے جنت بنا دیا۔ خدا سب کچھ لیتا نہیں صرف وہ انسان کی طرف سے یہ تیاری چاہتا ہے کہ وہ سب کچھ خدا کی راہ میں دینے کو تیار ہو۔ اس مقام کے لئے حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو تیار کرنا چاہا ہے تب ان کے لئے ماہوار چندہ لازم قرار دیا تاکہ وہ سارے مال کو خدا کا مال سمجھ کر اس کا ایک حصہ خدا کی راہ میں برابر لگاتے رہیں۔ سو خدا تو جنت دینے کے لئے تیار ہے اسی دنیا میں جنت دینے کے لئے تیار ہے کاش کوئی اس جنت کو لینے والا ہو۔ جو شخص اپنے مال کو خدا کا مال سمجھ لیتا ہے اس کے دل میں وہ راحت پیدا ہوتی ہے جس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے اس مقام کو حاصل کر لیا جو شخص مال کی محبت میں غرق ہے وہ اسے نہیں سمجھ سکتا۔

میرے دوستو! قدم آگے بڑھاؤ اور اس جنت کو ہاتھوں ہاتھ لے لو۔ افسوس ہے کہ لوگ یہ جانتے ہوئے کہ یہ مال ان کے ساتھ نہیں جائے گا خود مال کی محبت سے دوزخ کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ مال دنیا کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے اسے جمع کرتے اور گنتے چلے جاتے ہیں۔ جمع مالاً و عددہ۔ لالچ ہی انسان کی جہنم ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یہی دجال کی جنت ہے کہ اس کے نزدیک مال دنیا ہی سب کچھ ہے مگر یہ درحقیقت دوزخ ہے مگر وہ چیز جسے انسان دوزخ سمجھتا ہے یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنا مال خرچ کرنا وہی درحقیقت اس کی بہشت ہے سو میرے دوستو! میں منت آپ سے التجا کرتا ہوں کہ خدا کی بہشت کو رد نہ کرو بلکہ جلد سے جلد اس کی طرف قدم اٹھاؤ اور مال دنیا کی محبت کے دوزخ سے اپنا بچاؤ کر لو۔ آج یہ دروازہ کھلا ہے جلد جلد سب کے سب اس کے اندر داخل ہو جاؤ مال دنیا کی محبت کو کم کرو اور خدا کی محبت پر اسے قربان کرنا سیکھو۔

اور اس کا پہلا قدم یہ ہے کہ امام زمان نے جہاد دین کے لئے تم سے مالی قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے اور ماہوار چندہ لازمی قرار دیا ہے اس کو اپنے ذمہ اس طرح لگاؤ کہ اسے اپنے خرچ میں لانا تمہاری نظر میں ایسا ہی قابل نفرت ہو جیسے ایک ناپاک چیز کو کھانا۔ وہ خدا کا حصہ ہے وہ تمہارے لئے ناپاک ہے جس طرح کسی دوسرے کا مال تمہارے لئے ناپاک ہے، اس حصہ کو خدا کے لئے الگ کر دو گے تو اس سے تمہارا مال پاک ہو جائے گا۔

مجھے ڈر ہے کہ ہم ناشکری میں پکڑے جائیں۔ ہم میں سے جو لوگ ملازمت میں ہیں ان کی تنخواہیں اس چار یا پانچ سال کے عرصہ میں دوگنی تگنی چوگنی بھی ہو گئیں مگر ان میں سے بعض نے شاید کثیر حصہ نے اپنا چندہ اس طرح نہ بڑھایا جس طرح خدا نے ان کا رزق بڑھایا تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ اس جماعت میں کم سے کم دو سو آدمی ملازمت میں ایسا ہے جو اگر ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیں یا ایک قدم اور اٹھا کر دسواں حصہ اپنی آمدنی کا دیں تو اوسطاً ان دو سو کا پچیس روپے ماہوار سے کم فی کس چندہ نہ ہوگا۔ یعنی پانچ ہزار روپیہ ماہوار صرف یہ دو سو آدمی ادا کر سکتے ہیں۔ پھر ساری جماعت میں زمینداروں کا ایک خاص طبقہ ہے اور آج ان کی اجناس کی قیمت پہلے سے چار گنا ہو گئی ہے میں نے صرف ایک زمیندار کا ذکر اپنے کسی خطبہ میں کیا جو شاید پانچ مربعوں سے زیادہ کا مالک نہیں مگر اس نے دو سو روپیہ ماہوار ان کا چندہ آیا ہے پانچ پانچ مربعوں کے بلکہ اس سے بھی زیادہ کے مالک بہتیرے جماعت کے اندر موجود ہیں وہ کیوں خدا کا حق ادا نہیں کرتے، کیوں اپنے عہد کو پورا نہیں کرتے اگر پچاس ایسے زمیندار بھی نکل آئیں جو اپنی آمد کا دسواں حصہ یا پندرھواں حصہ ہی ماہوار چندہ میں دیں تو تین ہزار روپیہ ماہوار زمینداروں کا ماہوار چندہ آنا چاہیئے۔ باقی ایک گروہ رہ گیا یعنی ٹھیکیدار اور تاجر، ان کے گھروں کو خدا نے دولت سے اس طرح بھرا ہے جو ان کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا اگر خدا ان کے سینوں کو بھی کھول دے تو چار پانچ ہزار روپے سے کم یہ چندہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح جماعت کا چندہ جو اس وقت بمشکل چار ہزار روپے ماہوار تک ہے بارہ پندرہ ہزار روپے ماہوار تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے اور اس کی بنا پر ہم دس نئے مشن آسانی سے کھول سکتے ہیں۔ آؤ ہم ایک دوسرے کو اٹھائیں اور اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ خدا کا حق سب سے پہلے ادا کرے۔ اپنے عہد کو پورا کرے اپنا ماہوار چندہ مقررہ شرح سے ادا کرے ہماری دوستیاں اس لئے نہ ہوں کہ ہم ایک دوسرے کو خوش کریں بلکہ وہ ... اس لئے ہوں کہ خدا ہم سے راضی ہو۔

ایک اور التجا میں اپنے دوستوں سے کرتا ہوں اگر خدا انہیں میری اس تحریک کو قبول کرنے کی توفیق دے تو وہ اس کے لئے فوراً قدم اٹھائیں۔ مجھے اطلاع دیں تو میں ان کے لئے خصوصیت سے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ پھیلاؤں گا۔ اور اگر ان کے دلوں میں قبض ہو اور اس تحریک کو قبول کرنے کے لئے شرح صدر نہ ہوتی ہو تو چالیس دن تک خدا تعالیٰ سے دعا کرتے چلے جائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے سینے کو کھول دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ چند کوڑیاں جو خدا کی دی ہوئی ہیں خدا کی راہ میں دے کر جنت کو خرید لیں۔ نیکی کی توفیق مانگنا خدا کی رضا کے لئے دعا مانگنا۔ خدا کی محبت کے ازدیاد کے لئے ہاتھ پھیلانا۔ خدا کے دین کی نصرت کے لئے دعا مانگنا بہترین دعا ہے۔ جو انسان کر سکتا ہے۔ یہ چالیس دن کا چلہ ہے اس سے شاید خدا ان کی محبت مال کی ناپاکی کو دور کر کے اپنی محبت سے ان کے دلوں کو پاک و صاف کر دے۔

خاکسار

محمد علی

مبلغین کی ضرورت

انجمن نے دیہات و شہروں میں تبلیغ کے لئے کم از کم دس نئے مبلغ رکھنے کی منظوری دی ہے، جماعت کے وہ احباب جو اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہوں اور مسائل دینی سے واقف ہوں اور دوسروں کے ساتھ گفتگو اور تقریر وغیرہ کی کسی قدر اہلیت انہیں حاصل ہو اگر اس طرف توجہ کریں تو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا،

تمام درخواستیں جن میں علمی و دینی قابلیت اور تبلیغی اہلیت کا ذکر ہو ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

نوٹ:- درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔

پتہ:- خاکسار- شیخ عبد الرحمٰن مصری انچارج شعبہ تبلیغ- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

بقیہ تاریخ اسلام از صفحہ

علم و فضل حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ جب سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کریں تو پھر اس کے متعلق کسی دوسرے سے نہ پوچھو۔

اخلاق و عادات حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مصحف اخلاق میں خشیت الٰہی، حب رسول، تقوٰی، زہد، بے نیازی اور خاکساری سب سے روشن ابواب ہیں۔ حب رسول کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ تمام غزوات میں رسول کریم صلعم کے ہمرکاب رہے۔ غزوۂ احد میں آپ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر خیر الانام کی حفاظت کا فرض انجام دیا تھا ایک دفعہ رسول کریم صلعم نے کسی غزوہ سے آتے ایسی جگہ رات کے وقت قیام فرمایا جہاں دشمنوں کا سخت خطرہ تھا آنحضرت دیر تک جاگتے رہے اور فرمانے لگے کہ کاش! میرے اصحاب میں کوئی مرد صالح آج پہرہ دیتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ابھی یہ جملہ تمام بھی نہ ہوا تھا کہ اسلحہ کی جھنکار سننے میں آئی آنحضرت صلعم نے پوچھا کون ہے؟ عرض کی سعد بن وقاص ارشاد ہوا، تم کیسے آئے عرض کی خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ آج رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرنی چاہیئے اس فرض کو انجام دینے آیا ہوں۔ آنحضرت صلعم اس جاں نثاری سے نہایت خوش ہوئے اور دعا دی (مسلم مناقب سعد)

دور فتن میں آپ کا رویہ جس وقت دنیائے اسلام حکومت و بادشاہت کے جھگڑوں میں مبتلا تھی اس وقت مدینہ کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کی دعائیں مانگ رہے تھے اور جو کوئی ان جھگڑوں کے متعلق کچھ پوچھتا تو فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ میرے بعد عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا جس میں سونے والا بیٹھنے والے سے بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اچھا ہوگا۔

وفات آخر عمر میں قویٰ مضمحل ہو گئے تھے اور آنکھوں کی بصارت بھی جاتی رہی تھی حتیٰ کہ ۵۵ھ میں آپ نے اس دار فانی کو خیرباد کہا اور محبوب حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۸۲ سال تھی۔

(ملخص از سیر الصحابہ ج ۲)

(غلام قادر)

تفسیر نویسی کے محمودی چیلنج کی حقیقت

جناب خلیفہ صاحب کا افسوسناک گریز ۔ قادیانی جرائد کا غلط پروپیگنڈا

(از جناب محمد انعام الحق صاحب)

(قسط نمبر ۳)

جیسا کہ ہم اس مضمون کی ابتدا میں بتا چکے ہیں کہ تفسیر نویسی کا چیلنج صرف تحفظ وقار و شہرت کی ایک تدبیر تھی۔ اسی غرض سے یہ چیلنج دیا گیا تھا۔ اسی ضرورت کے تحت اس کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔ ورنہ اس کام سے جناب خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کی بہت بڑی اکثریت کو قطعاً کوئی دلچسپی و مناسبت نہیں ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کا مذاق و ذہن دوسری قسم کے کاموں کے لئے ہی موزوں ہے اور انہی کاموں میں وہ مصروف رہتے ہیں ـــــ جس کا کام اسی کو ساجھے۔ اگر تفسیر نویسی سے انہیں دلچسپی ہوتی اور اس کام کے لئے وہ اپنے دوسرے مشاغل میں سے وقت نکال کر کر سکتے تو اپنی "تفسیر کبیر" ہی کیوں نہ مکمل کر لیتے جس کا سلسلہ درمیان میں آ کر اس طرح رُک گیا ہے کہ آگے بڑھنے کا نام ہی نہیں لیتا ہے۔ یہی کیفیت انکے موعودہ انگریزی ترجمۂ قرآن کی ہے۔ بار بار وعدے اور اعلان شائع ہوتے ہیں لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں۔

اسی سلسلہ میں ایک گذارش ہم محمودی دربار خلافت میں خاص طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین و جرائد کے قول غلط کے مطابق تو حضرت مولانا محمد علی صاحب اور جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری خلیفہ صاحب سے تفسیر نویسی کا مقابلہ نہیں چاہتے اور نہ ان میں مقابلہ کی جرأت ہے بخلاف اس کے جناب خلیفہ صاحب میدان مقابلہ میں ڈٹے کھڑے ہیں۔ اگر ہمارے محمودی دوستوں کے نزدیک حقیقت یہی ہے۔ تو پھر جناب خلیفہ صاحب قرآن کریم کے کسی حصہ کا خود ہی انتخاب کر کے اس کی ایسی تفسیر کیوں نہیں لکھ ڈالتے کہ ان کے بلند بانگ دعوے کے مطابق ساری دنیا دریائے حیرت میں غرق ہو کر رہ جائے۔ حضرت مسیح موعود کا طریق عمل ان کے سامنے ہے انھوں نے علماء کو صرف چیلنج دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب مقابلہ پر کوئی نہ آیا تو انھوں نے خود ابتداءً اور وہ کام کر کے دکھا دیا جس کا کہ مخالفین کو چیلنج دیا تھا۔ اس کے بعد [illegible] میں نے یہ لکھی ہے اگر ہمت ہے تو اس کے جواب و مقابلہ میں قلم اٹھاؤ اس مرد خدا اور فرشتہ اسلام کا طرز عمل تو یہ تھا۔ اس کی

خلافت کے مدعی جو کچھ کر رہے ہیں اس کے متعلق کیا عرض کریں ؎

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے "تفسیر کبیر" کے نام سے جو تفسیر شائع ہوئی ہے وہ ان کے بلند بانگ دعاوی سے کوئی معمولی مطابقت نہیں رکھتی۔ حالانکہ اس کے لئے انھوں نے بہت زیادہ وقت لیا۔ غیر معمولی اہتمام کیا۔ کافی دنوں تک بہت بڑا عملہ اس کام کے لئے وقف رہا۔ ابتدا میں اس تفسیر کا کچھ حصہ طبع ہوا تو اسے لوگوں سے مخفی رکھا گیا۔ جناب خلیفہ صاحب کے صرف چند خاص الخاص مرید ہی اس کی زیارت سے مستفید ہو سکے یا نہیں بھی تاکید شدید تھی کہ اسے چھپا کر رکھو۔ دربار خلافت سے بار بار بصیغہ راز فرمان جاری ہوتے تھے کہ پیغامی اور دوسرے لوگ تو ایک طرف اگر کسی محمودی کو بھی تم نے یہ تفسیر دکھا دی تو بس سمجھ لو تمہاری خیر نہیں فوراً معتوب ہو جاؤ گے اس تاکید و اخفا کی (اصل) وجہ یہ تھی کہ جناب خلیفہ صاحب نے اپنی قرآن فہمی کے دعوے تو بڑے بڑے کر رکھے تھے اور ان کی اس تفسیر نویسی کی کوشش کے نتائج کچھ ایسے ویسے ہی تھے۔ اپنے اندوختہ علم کے متعلق زبان سے خواہ کچھ ہی کہہ دیا جائے لیکن انسان کا دل و دماغ تو حقیقی صورت حال کے احساس سے ہمیشہ متاثر رہتا ہے پھر اس حالت میں جبکہ موازنہ و محاسبہ کرنے والی بے شمار نگاہیں منتظر ہوں ـــــ لیکن اس کے باوجود "الفضل" میں بار بار یہی لکھا جاتا رہا کہ چونکہ اس مخفی تفسیر کے سرورق پر غلطی سے مطبع کا نام درج نہیں ہو سکا لہذا اس قانونی سقم کی وجہ سے یہ اخفا ضروری ہے۔ سرورق پر پریس کا نام طبع ہو جانے کے بعد جناب خلیفہ صاحب کے اس شاہکار کو منظر عام پر لے آیا جائے گا ـــــ فی الحال انتظار کرو اور دیکھو لیکن جناب خلیفہ صاحب کے فرض شناس و اخفا پسند کارکنوں نے سرورق پر مطبع کا نام درج کرنے میں عرصہ دراز لگا دیا ـــــ جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ پریس کا نام درج کرنا تو ایک بہانہ تھا در اصل اس تاخیر و اخفا کی وجہ تو دوسری تھی جناب خلیفہ صاحب نے تفسیر کے لئے جو عملہ مقرر کر رکھا تھا وہ ان کے اس شاہکار کو نظر ثانی و تصحیح کی چھلنی میں بار بار چھانتا رہا۔

خیر خدا خدا کر کے یہ تفسیر پبلک کی نظروں کے سامنے آئی ـــــ اس وقت لوگ حیران تو ضرور ہوئے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ جناب خلیفہ صاحب کی مسلسل تعلیوں اور ان کے مریدوں کے پروپیگنڈا کے مطابق اس تفسیر میں کوئی نادر و جدید معارف تھے بلکہ اس لئے کہ محمودی خلافت کی اونچی دکان کا یہ روحانی پکوان حد درجہ پھیکا اور مایوس کن تھا۔ نئے معارف قرآنی اور کسی قسم کی علمی جدت و ندرت تو بڑی بات ہے۔ دوسروں کے بیان کئے ہوئے معارف اور ان کی تحقیق و کاوش کے نتائج کے نقل و اخذ کا سلیقہ بھی اس تفسیر میں مفقود ہے۔ علمی سرقہ کے افسوسناک ارتکاب کے علاوہ جگہ جگہ نہایت بھونڈے طریقے سے تخیل میں ناسخ کے پیوند لگائے گئے ہیں بعض مقامات پر تو یہ بدمذاقی ناقابل برداشت حالت میں نظر آتی ہے۔ جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اس تفسیر کی اس قسم کی متعدد "خصوصیات" کو ایک پر معلومات سلسلہ مضامین کے ذریعہ بتا چکے ہیں وہ مطالعہ کے قابل ہے۔

چونکہ مذکورہ بالا تبیر از جماعت دوست کا مسلسل تقاضا ہے کہ خاکسار راقم الحروف جناب خلیفہ صاحب کے چیلنج تفسیر نویسی پر ضرور کچھ لکھے وہ بار بار مجھ سے اپنے استفسار کا جواب مانگ رہے ہیں لہذا یہ سطور لکھی گئیں ورنہ ان کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ تفسیر نویسی کے محمودی چیلنج کے متعلق کافی تحریریں پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہیں جن سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا ہے ان کا مطالعہ کافی تھا میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے سرسری طور پر لکھا ہے۔ میں مرکز سے بہت دور بیٹھا ہوں اس وقت اخبارات کے فائل بھی پیش نظر نہیں ہیں۔ اب بھی میں اپنے اس دوست کو مشورہ دوں گا کہ گذشتہ سالوں میں اس موضوع پر اور جناب خلیفہ صاحب اور محمودیوں کے دوسرے چیلنجوں کے متعلق "پیغام صلح" میں جو کچھ شائع ہو چکا ہے وہ اسے ضرور بغور پڑھیں اس کے مطالعہ سے محمودیوں کی نفسیاتی چیلنج بازی کی حقیقت بخوبی واضح ہو جائیگی اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ محمودی "بازار تقدس" میں کھوٹے سکوں کا چلن کس کثرت سے جاری ہے۔ آج معتقدین قادیان اپنی اس قلب سازی کے ظاہری نتائج پر بہت مسرور ہیں لیکن کل کو یہی چیز ان کی اخلاقی ساکھ کی مکمل تباہی کا باعث ہوگی آج وہ اپنے جن کرتوت کو عارضی طور پر چھپا رہے ہیں کل کو وہی نمایاں ہو کر ان کے لئے دائمی بے آبروئی و ندامت کا باعث بن جائیں گے ـــــ اور شاید اسی طرح محمودی عوام کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ غلو و پیر پرستی کے دام فریب سے آزاد ہو کر راہ راست پر آ جائیں کہ ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں۔

تبلیغی کلاس کے لئے طلباء کی ضرورت

آئندہ ماہ نومبر ۱۹۴۶ء سے انجمن کی تبلیغی کلاس کا نیا سال شروع ہوگا جس میں حسب ذیل طلباء لئے جائیں گے۔

(۱) پانچ طلباء جن کو دیہات میں تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے گا ان کا کورس تین سال ہوگا ان میں سے جو طالب علم شہروں میں تبلیغ کے اہل سمجھے جائیں گے انہیں دو سال مزید ٹریننگ دی جائے گی۔

(۲) چھ طلباء تبلیغ بیرون ہند کی تیاری کے لئے اور درکار ہوں گے، جو گریجوایٹ ہوں یا گریجوایٹ کے قریب قریب قابلیت رکھتے ہوں ان کا کورس دو سال ہوگا۔

ان دونوں جماعتوں میں داخل ہونے کی اہلیت رکھنے والے طلباء کی درخواستیں ابھی سے مطلوب ہیں تاکہ داخلہ سے پہلے ان کی اہلیت و قابلیت کو پوری طور پر پرکھا جا سکے جو اصحاب ان میں کسی ایک جماعت میں داخل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں جن میں تعلیم و عمر و شادی شدہ یا غیر شادی شدہ اور علمی قابلیت کا مفصل ذکر ہو بہت جلد بھجوا دیں۔

درخواست کنندہ کا احمدی ہونا ضروری ہے اور درخواست پر مقامی جماعت کے سکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور ممبر مرکزی جماعت کی تصدیق ہونا لازمی ہے۔ درخواستیں حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں۔

خاکسار

شیخ عبدالرحمن مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

بچت فنڈ کی صندوقچیاں

بعض احباب بچت فنڈ کی صندوقچیاں طلب فرماتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ دفتر میں بچت فنڈ کی صندوقچیاں ختم ہو چکی ہیں نئی صندوقچیوں کا انتظام زیر غور ہے۔

احباب اپنے اپنے گھروں میں بجائے صندوقچیوں کے کسی برتن یا کسی ڈبے کا استعمال کر سکتے ہیں۔ صندوقچیاں تیار ہونے پر بھیجدی جاویں گی۔

مرتضیٰ خان

(اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

قادیان مشن فنڈ (تبلیغ بلاد غیر) وصایا و عطیات

آمد ماہ جون ۱۹۴۶ء

نام	رقم	
جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱۰	قسط وصیت
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام لائل پور	۴ ــ ۸	״ ״ ״ ״
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ مبلغ اسلام سیالکوٹ	۱۲ ــ ۴	״ ״ ״ ״
جناب شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد	۲۵	״ ״ ״
حضرت مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	״ ״ ״
جناب مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب نندگاؤں	۱۰	״ ״ ״
جناب ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی	۱۰	״ ״ ״
جناب خان عبدالعزیز خاں صاحب ملتان	۱۰	״ ״ ״
جناب بابو محمد دین صاحب ڈاڈر	۱۰	״ ״ ״
جناب چوہدری شریف احمد صاحب چک ۵۳ ای ایل اوکاڑہ	۱۹۰۰	״ ״ ״
محترمہ والدہ صاحبہ چوہدری شریف احمد صاحب اوکاڑہ	۲۰۰۰	״ ״ ״
جناب مولانا عبدالباقی صاحب لاچی	۵	״ ״ ״
خان بہادر جناب غلام ربانی خان صاحب رئیس مانسہرہ	۵۰۰	״ ״ ״
میزان آمد وصایا	۴۵۱۸ روپے	

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی رسالہ

اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی

اور اس کے تلگو و مرہٹی تراجم پر معاصر "روشنی" سرینگر کا ریویو

"حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ وہ عظیم الشان ہستی ہیں جو عالم اسلام میں ایک درخشندہ ستارے کی طرح چمک رہے ہیں۔ آپ نے (مفید) لٹریچر پیدا کر کے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دی ہے اس کا مشہور متفکر محمد مارماڈیوک پکتھال مرحوم نے بھی اعتراف کیا تھا کہ شاید کسی زندہ ہستی نے اسلام کے لئے ایسی شاندار خدمات انجام نہیں دیں جس قدر حضرت مولانا محمد علی صاحب نے۔ رسالہ زیر تبصرہ بھی موصوف کا تصنیف کردہ ہے۔ اس میں اسلامی تعلیمات کو اختصار کے ساتھ جامع الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شروع میں مشہور انگریز نومسلم لارڈ ہیڈلے مرحوم کا پیش لفظ ہے۔ پھر اسلام کے معانی اور فضیلت بیان کرنے کے بعد اسے تاریخی مذہب ثابت کیا گیا ہے۔ پھر بنیادی اصول توحید، شریعت، حیات بعد ممات، معتقدات، نماز، روزہ، حج مساوات، زکوٰۃ وغیرہ پر روشنی ڈالنے کے بعد ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام مذہب بشریت ہے اور لوگ اسے قبول کئے بغیر کسی طرح بھی فلاح و بہبودی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ رسالے کا انداز بیان دلنشین ہے اور یہ مشرق و مغرب کے لوگوں میں مقبول عام ہوا ہے۔ خالص اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہے اور اختلافی و فروعی مسائل سے پاک ہے۔ مرہٹی اور تلگو زبان میں بھی اس رسالے کے تراجم جناب مولوی محمد انعام الحق صاحب ہوشیارپوری نے، حیدرآباد دکن سے شائع کئے ہیں جن میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو اس رسالہ کے (انگریزی ایڈیشن) میں پائی جاتی ہیں۔ تلگو اور مرہٹی ہندوستان کی نہایت وسیع اور ترقی یافتہ زبانیں ہیں۔ تلگو ریاست حیدرآباد میں۔ مدراس، سی۔ پی اور ریاست میسور کے متعدد اضلاع میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مرہٹی زبان جو مرہٹہ قوم کی قومی زبان ہے اس کے بولنے اور سمجھنے والے کئی کروڑ ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ مولوی محمد انعام الحق صاحب نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ جس پر قوم فخر و ناز کر سکتی ہے۔ غیر مسلم حضرات کو ضرور یہ رسالہ ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان رسائل کو بکثرت تعلیم یافتہ غیر مسلم اشخاص میں تقسیم کر کے اپنا قومی فرض ادا کریں۔ رسالہ تینوں زبانوں یعنی انگریزی، مرہٹی اور تلگو میں مل سکتا ہے۔ ضخامت ۳۲ صفحات۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ اور دیدہ زیب۔" قیمت فی کاپی چار آنے غیر مسلم اصحاب اور مفت تقسیم کرنے والے تین پیسے فی کاپی کے حساب سے ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔ (ہفتہ وار "روشنی" سرینگر ۱۴ر جون ۱۹۴۶ء)

ملنے کا پتہ:-

جناب اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

(۲) محمد انعام الحق۔ مکان مشتاق (اے کلاس) اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن۔

ملک خدا بخش صاحب کا دورہ

میرٹھ اور دہلی کے دورہ سے فارغ ہو کر ملک خدا بخش صاحب جولائی کے مہینہ میں سولن۔ دھرم پورہ۔ کسولی۔ ڈلہوزی چمبہ کا دورہ کریں گے۔ احباب مطلع رہیں اور ان کے کام میں ان کی امداد فرمائیں۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

ایک کلرک اور سٹور کیپر کی ضرورت

ہمیں ایک کلرک کی ضرورت ہے جو کہ انگریزی طریقہ سے بھی کھاتہ اردو میں رکھ سکے۔ کام کا واقف اور تجربہ کار ہو۔ ایماندار ہو۔ اگر ساتھ ہی بچوں کو تعلیم دے سکے تو نہایت مفید ہوگا۔ صرف دو بچوں کی تعلیم کے لئے تھوڑا تھوڑا وقت درکار ہوگا۔

نیز ایک سٹور کیپر کی ضرورت ہے۔ جو سٹور کے طریقہ سے واقف ہو اگر کلرک کی تعلیم اچھی ہو اور انگریزی میں خط و کتابت بھی کر سکے تو اور بھی مفید ہو سکتا ہے ورنہ صرف بہی کھاتہ کا کام ہی جانتا ہو۔ مگر تجربہ کار اور ایماندار شخص کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

خاکسار۔ عزیز احمد
پنجاب ٹینری وزیر آباد

عالی جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب کا سفر یورپ

بزرگان و احباب جماعت و قارئین پیغام صلح سے درخواست دعا

ہماری جماعت حیدرآباد دکن کے محترم معاون عالیجناب ملک التجار خان بہادر بابو عبدالکریم خان صاحب سکندرآباد چند ہفتے ہوئے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں بذریعہ ہوائی جہاز یورپ امریکہ کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں تمام بزرگان احباب جماعت اور قارئین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ وہ خان بہادر ممدوح کی بخیر و عافیت مراجعت اور مقصد سفر میں کامیابی کی دعا کریں۔ (محمد انعام الحق۔ از حیدرآباد دکن)

"اس کام کو پوری قوت کے ساتھ کرو"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی!

قابل توجہ احباب سلسلہ

"دس مشنوں کے قیام کے لئے دس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے ......

اس کام کے لئے پوری کوشش درکار ہے۔ کوشش کرو اور سال کے اختتام سے پہلے دس لاکھ روپیہ جمع کرو جب تک ہم پوری قوت کے ساتھ اس کام کو نہ کریں گے یہ کام سرانجام نہیں پا سکتا۔ اس کام کے لئے لوگوں کے پاس پہنچو اور ان سے اپیل کرو۔ لوگوں کے دل خزانہ کی مانند ہیں ان کو کھولنے کی کوشش کرو یہ کھل جائیں گے ایک دفعہ اگر تم اس کام کو کرنے کا تہیہ کر لو گے تو اس سے اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو زبردست قوت پہنچے گی۔ اور خدا تم پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کام کو اپنی پوری قوت کے ساتھ کرو اور خدا سے دعا بھی کرو کہ وہ ہمیں اس کام میں کامیاب کرے اور ہم اس کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں۔"

(پیغام صلح ۵ر جون ۱۹۴۶ء)

احباب کو لازم ہے کہ اس حکم کی تعمیل کے لئے فی الفور میدان عمل میں نکل آئیں ضروری رسید بکیں دفتر سے منگوا بھیجیں اور جیسا کہ حضرت کا ارشاد ہے اس کام کو اپنی پوری قوت کے ساتھ کریں۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف ۔ بی ۔ اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ ۔ یوم چہار شنبہ ۔ ۱۷ ر شعبان ۱۳۶۵ ؁ھ ۔ ۱۷ ر جولائی ۱۹۴۶ ؁ء ۔ نمبر ۲۹

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد و نکا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

خلق (۱) ان من احبکم الی و اقربکم منی مجلساً یوم القیمۃ احاسنکم اخلاقاً و ان ابغضکم الی و ابعدکم منی مجلساً یوم القیمۃ الثرثارون والمتشدقون والمتفیھقون ۔ الترمذی

قیامت کے دن میرے بہت پیارے اور بہت نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہونگے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے ۔ اور بہت زیادہ قابل نفرت ۔ اور مجھ سے بہت دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو بہت بکواسی اور چکنی چپڑی باتیں کرنے والے ۔ اور متکبرانہ اور مبالغہ آمیز گفتگو کرنیوالے ہونگے ۔

خوف خدا (۲) من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل (ترمذی)

جس شخص نے خوف (خدا) کیا ۔ اس نے اول ہی رات سے سفر شروع کر دیا ۔ اور جس نے اول رات سے سفر شروع کر دیا ۔ وہ منزل پر پہنچ گیا ۔ (اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے ۔ ہر کام اپنے وقت پر کرتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے ۔

دعا (۳) اذا دعا احدکم فلا یقل اللھم اغفرلی ان شئت اللھم ارحمنی ان شئت ولکن لیعزم المسئلۃ فان اللہ تعالیٰ لا مستکرہ لہ ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ مالک ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی ۔

جب تم میں سے کوئی دعا کرے ۔ تو یہ مت کہے کہ اے خدا اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اور اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر ۔ بلکہ قطعی اور یقینی درخواست کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ اللہ تم پر کوئی روک ڈالنے والا نہیں ۔

بد دعا نہیں مانگنی چاہیئے (۴) لا تدعوا علی انفسکم ولا تدعوا علی اولادکم ولا تدعوا علی خدمکم ولا تدعوا علی اموالکم لا توافق من اللہ ساعۃ نیل فیھا عطاء فیستجیب لکم ۔ (ابو داؤد)

اپنی جانوں ، اپنی اولاد ۔ اپنے خدام اور اپنے مال کے حق میں بد دعا نہ کیا کرو ۔ ایسا اتفاق نہ ہو جائے کہ وہ گھڑی اجابت کی بخشش کی ہو اور تمہاری بد دعا قبول ہو جائے ۔

(عورتوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے)

آداب دعا سلوا اللہ تعالےٰ من فضلہ فان اللہ تعالیٰ یحب ان یسال و افضل العبادۃ انتظار الفرج (الترمذی)

اللہ تعالےٰ سے اس کا فضل طلب کیا کرو ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ (اس سے) مانگا جائے اور (رنج و غم دور ہونے) آسائش کے حاصل ہونیکا انتظار کرنا بہت اچھی عبادت ہے ۔

ذکر الٰہی (۶) من اوی الی فراشہ طاھراً یذکر اللہ تعالیٰ حتی یدرکہ النعاس لم ینقلب ساعۃ من اللیل یسال اللہ تعالیٰ من خیر الدنیا والاخرۃ اعطاہ اللہ ایاہ ۔ (الترمذی)

جو شخص اپنے بستر پر پاک اور صاف ہو کر لیٹے ۔ اور پھر خدا کی یاد شروع کرے اور یاد کرتا کرتا سو جائے تو رات کو جب کروٹ بدلے گا اس وقت جو بہتری دنیا اور آخرت کی اپنے لئے مانگے گا ۔ اللہ تعالےٰ اسے عطا فرمائیگا ۔

(غلام قادر)

امسال ایف ۔ ایس ۔ سی ۔ میں نان میڈیکل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے اور ۳۸۵ نمبر حاصل کئے ہیں ۔ بابو صاحب نے حسب وعدہ انجمن کو پانچ روپے عطا کئے ہیں ۔ جزاک اللہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تصویر کشی

مولوی نظیر حسین صاحب نے سوال کیا کہ میں فوٹو کے ذریعہ سے تصویریں اتارا کرتا تھا اور دل میں ڈرتا تھا کہ کہیں خلاف شرع نہ ہو لیکن جناب کی تصویر دیکھ کر یہ وہم جاتا رہا ۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا انما الاعمال بالنیات ہم نے اپنی تصویر محض اس لئے اتروائی ہے کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویر کو بھیجدیں کیونکہ ان لوگوں کا عام مذاق اسی قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہیں ساتھ ہی اس کی تصویر دیتے ہیں جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے نتائج نکال لیتے ہیں ۔ مولوی لوگ جو میری تصویر پر اعتراض کرتے ہیں وہ خود اپنے پاس روپیہ پیسہ کیوں رکھتے ہیں ۔ کیا ان پر تصویریں نہیں ہوتیں ہیں ۔ اسلام ایک ایسا وسیع مذہب ہے جو ہر بات کا دار نیت پر رکھتا ہے ۔ بدر کی لڑائی میں ایک شخص میدان جنگ میں نکلا جو اترا کر چلتا تھا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بہت بری ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تمش فی الارض مرحاً یعنی زمین پر اترا کر نہ چلو ۔ مگر اس وقت یہ چال خدا کو بہت پسند ہے ۔ کیونکہ یہ اس کی راہ میں اپنی جان تک نثار کرتا ہے اور اس کی نیت اعلےٰ درجہ کی ہے ، غرض اگر نیت کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو بہت مشکل پڑتی ہے ۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا تہ بند نیچے ڈھلکتا ہے ۔ وہ دوزخ میں جاویں گے ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے ۔ کیونکہ ان کا تہ بند بھی ویسا ہی تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں ہے ۔ غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اور حفظ مراتب ضروری شئے ہے ۔ مولوی نظیر حسین نے عرض کی میں جو تصویر کشی کرتا ہوں اس کے لئے کیا حکم ہے ۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا اگر کفر اور بت پرستی کو مدد نہیں دیتے ہو تو جائز ہے آج کل نقوش و قیافہ کا علم بہت بڑھا ہوا ہے ۔

(الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۴ ؁ء صفحہ ۳)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں ، اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

— سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے تحریر فرماتے ہیں کہ اخویم عبدالصمد صاحب برقی کی اہلیہ محترمہ سخت علیل ہیں سب بزرگان سلسلہ اور احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ محترمہ کیلئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے آمین ۔

— اسی مذکورہ بالا مکتوب میں سید صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ " مسٹر محمد ایوب آئی ۔ سی ۔ ایس ایم ۔ بی ۔ ای داماد چوہدری روشن دین صاحب بغداد آئے ہوئے ہیں جو میرے رفیق قدیم اور محسن جناب میاں محمد اسحاق صاحب مرحوم کے صاحبزادہ ہیں آپ نے برادر اکبر میاں محمد یعقوب صاحب پراچہ کے ہاں قیام رکھا ہے آج شام مورخہ ۴ جولائی کو انہوں نے کمترین کے مکان پر تناول طعام کی دعوت قبول فرمائی ہے ۔

— برادر عزیز شیخ رفیق احمد صاحب خلف محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے اس سال ایف اے کا امتحان گورنمنٹ کالج لاہور سے ۳۵۶ نمبر حاصل کرکے پاس کیا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو عزیز موصوف اور سلسلہ کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین ۔

— ڈاکٹر محمد افضل صاحب بھیرہ سے تحریر فرماتے ہیں یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت سے سنی جائے گی کہ بابو امام الدین صاحب ریٹائرڈ گورنمنٹ سرونٹ کے پسر مسٹر نثار احمد صاحب نے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تاریخ اسلام

اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم

حضرت سلمان فارسی رضؓ کے مختصر حالات

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام و نسب نسبی تعلق اصفہان کے آب الملک کے خاندان سے تھا۔ مجوسی نام مابہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد سلمان رکھا گیا۔ اور بارگاہ نبوی سے سلمان الخیر لقب پایا۔

قبل اسلام آپ کے والد اصفہان کے "جی" نامی قریہ کے باشندے اور وہاں کے زمیندار و کاشتکار تھے۔ آتشکدہ کی دیکھ بھال سلمان کے ذمہ تھی۔ آتش پرستی میں آپ سخت غالی واقع ہوئے تھے اور نہایت سختی سے ہدایت میں شب و روز مشغول رہتے تھے حتیٰ کہ ان کا شمار اول درجہ کے آتش پرستوں میں سے تھا۔

مجوسیت سے نفرت اور عیسویت کا میلان ایک دفعہ باپ کے کھیتوں کی نگرانی کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک گرجا سے نمازیوں کی آواز سن کر اندر گئے اور یہ طریق عبادت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور بول اٹھے کہ یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے" نماز ختم ہونے کے بعد عیسائیوں سے دریافت کیا کہ اس مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے انھوں نے جواب میں کہا اس کا سرچشمہ ملک شام میں ہے۔ واپسی پر باپ نے پوچھا اتنی دیر کہاں رہے؟ جواب دیا "کچھ لوگ گرجے میں عبادت کر رہے تھے مجھ کو ان کا طریقہ بھلا معلوم ہوا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ مذہب ہمارے مذہب سے بہت بڑھکر ہے" باپ نے انہیں پابہ زنجیر کر دیا کہ کہیں عیسائی نہ ہو جائیں۔

سلمان نے عیسائیوں کو کہلا بھیجا کہ شام سے قافلہ آئے تو مجھے خبر دیں تاکہ میں ان کے ساتھ شام چلا جاؤں۔ چنانچہ چند روز بعد وہ شامی قافلہ کے ساتھ قید و بند سے بھاگ کر شام چلے گئے یہاں انہوں نے عیسائیت قبول کر لی اور بشپ کے پاس رہنے لگے۔ بشپ بد اعمال تھا کہ سلمان کو اس سے نفرت ہو گئی اس کی موت کے بعد دوسرا شخص بشپ مقرر ہوا جو بڑا عابد زاہد اور تارک الدنیا تھا اور شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا سلمان اس سے بہت مانوس ہو گئے اور آخر تک اس کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ جب بشپ کی موت کا وقت قریب آیا تو سلمان نے اس سے کہا کہ مجھے ایسا آدمی بتا جو تمہاری طرح نیک ہو اس نے جواب میں کہا کہ موصل میں فلاں شخص ہے جو دین حق کا سچا پیرو ہے تم جا کر اس سے ملو۔

موصل کا سفر سلمانؓ موصل پہنچکر مذکورہ پادری سے ملے وہ بھی نہایت متقی شخص تھا اس نے سلمان رضؓ کو اپنے پاس ٹھیرا لیا۔ تھوڑی مدت کے بعد پادری صاحب کا آخری وقت آپہنچا۔ سلمانؓ نے اس سے کہا کہ مجھے نیک آدمی کا پتہ بتاؤ تاکہ میں اس کی خدمت میں رہ کر کچھ حاصل کروں چنانچہ پادری نے ایک ایسے شخص کا نام لیا جو نصیبین میں رہتا تھا۔

سفر نصیبین و عموریہ سلمان نصیبین پہنچے پادری سے ملے اور اس کی فیض صحبت سے مستفیض ہوتے رہے جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے سلمان رضؓ کو عموریہ میں ایک اور پادری سے ملنے کی وصیت کی نصیبین سے رخصت ہو کر سلمانؓ عموریہ پہنچے پادری موصوف سے ملے عرصہ تک اس سے روحانی غذا حاصل کرتے رہے۔ جب اس پادری کا جو بہت متقی اور اناجیل کا بہت بڑا عالم تھا پیمانہ حیات لبریز ہو گیا تو سلمانؓ نے کہا میرا کوئی سامان کر جایئے اس نے کہا بیٹا۔ آج دنیا میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جس سے ملنے کا تم کو مشورہ دوں البتہ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستان عرب سے اٹھکر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کریگا اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کریگا لیکن صدقہ کو اپنے لئے حرام سمجھے گا اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر تم سے ہو سکے تو اسے ضرور ضرور ملنا۔

سفر عرب اور غلامی بنو کلب کے تاجر کچھ عرصہ بعد گذرے تو سلمانؓ نے ان سے درخواست کی کہ مجھے عرب پہنچا دو میں اپنا مال و متاع تمہارے حوالہ کر دوں گا چنانچہ سلمانؓ ان کے ہمراہ عرب کی طرف روانہ ہوئے مگر راستہ میں اس نا ہنجار گروہ نے آپ کو وادی القرا کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا اس یہودی نے سلمان رضؓ کو اپنے چچا زاد بھائی کے ہاتھ بیچ دیا جو انہیں لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلمانؓ غلامی در غلامی کی رسوائی برداشت کرتے ہوئے مدینہ پہنچے۔

اسلام زمانہ گذرتا گیا مگر سلمان رضؓ کو وہ گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا آخر انتظار کے بعد وہ دن بھی آ گیا جب رسول کریم صلعم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں داخل ہوئے۔ سلمان رضؓ کے کانوں میں بھی یہ آواز پہنچ گئی کہ آج آفتاب عالمتاب مدینہ کے افق پر طلوع ہوا ہے۔ خبر سنتے ہی سلمان رضؓ کچھ چیزیں لیکر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے پاس یہ چیزیں صدقہ کے لئے رکھی تھیں ان کو قبول فرمایئے آنحضرت صلعم نے دوسرے لوگوں کو کھانے کا حکم دیا۔ مگر خود نوش نہ فرمایا۔ دوسرے روز پھر ہدیہ لیکر حاضر ہوئے حضور نے قبول فرمایا خود کھایا اور لوگوں کو بھی دیا اسی طرح سلمان رضؓ نے مہر نبوت کی بھی زیارت کی اور مشرف با اسلام ہوئے۔ رسول کریم صلعم نے اہل ثروت لوگوں سے معاونت دلا کر سلمان رضؓ کو غلامی سے رہائی دلائی۔ (مسند احمد ج ۵)

مواخات بدر و احد کی لڑائیاں سلمانؓ کے غلامی کے زمانہ میں ختم ہو چکی تھیں۔ غزوہ خندق میں شرکت فرمائی چنانچہ انہی کی تجویز سے خندق کھودی گئی اور یہ تدبیر مسلمانوں کو بہت پسند آئی۔ (ابن سعد جز ۲) خندق کے علاوہ آپ بڑی بہادری سے تمام غزوات میں شریک رہے۔

عہد صدیقی و عراق عہد صدیقی کے آخری ایام میں حضرت سلمان فارسی رضؓ نے عراق کی سکونت اختیار کی اور ان کے اسلامی بھائی ابو درداء رضؓ نے شام کی سکونت اختیار کر لی۔ کچھ مدت بعد ابو درداء رضؓ نے سلمان رضؓ کو خط لکھا کہ یہاں اللہ تعالےٰ نے مجھے مال اور اولاد کی حیثیت سے بہت نوازا ہے اور ارض مقدس کی سکونت کا شرف عنایت فرمایا ہے انھوں نے جواب میں لکھا "یاد رکھو مال اور اولاد کی کثرت میں کوئی خیر نہیں ہے۔ بلکہ خیر اس میں ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو اور تمہارا علم تم کو نفع پہنچائے۔ محض ارض مقدس کا قیام کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک تمہارا عمل اس قابل نہ ہو۔ اور عمل بھی اس طرح ہو کہ گویا خدا تم کو دیکھ رہا ہے اور تم اپنے کو مردہ سمجھو (اسد الغابہ ج ۲)

عہد فاروقی حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں آپ مدائن کی حکومت پر سرفراز تھے۔

فضل و کمال حضرت سلمان رضؓ کے اوقات کا اکثر حصہ رسول کریم صلعم کی صحبت میں گذرا لہذا قدرتاً آپ نے علوم و معارف کا کافی خزانہ جمع کیا۔ حضرت علی رضؓ کی آپ کے متعلق یہ رائے تھی کہ "سلمان کو علم اول اور علم آخر سب کا علم تھا اور وہ ایسا دریا تھا جو پایاب سے ناآشنا رہا۔ وہ ہمارے اہل بیت میں سے تھے" دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت علی نے فرمایا سلمان علم و حکمت میں لقمان حکیم کے برابر تھے (استیعاب ج ۲) علم اول سے مراد کتب سابقہ کا علم اور علم آخر سے مراد آخری کتاب الٰہی یعنی قرآن کا علم۔ اور اہل بیت میں سے ہونا اس طرح کہ آنحضرت صلعم نے قربت اختصاص کی بناء پر ان کو یہ شرف بخشا کہ اعزازاً اپنے اہل بیت میں ان کو داخل کر لیا۔

حضرت معاذ بن جبل جو متبحر عالم اور صاحب کمال صحابی تھے ان کے علم و فضل کی ان الفاظ میں تصدیق فرمائی ہے "سلمان علم سے لبریز ہے" ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جبکہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے سورۃ جمعہ کا نزول ہوا پس جب اس آیت پر پہنچے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم تو صحابہ نے پوچھا یہ کونسی جماعت ہے جو ابھی تک ہم سے نہیں ملی۔ اور سلمان فارسی بھی ہم میں بیٹھے ہوئے تھے پس رسول کریم صلعم نے اپنا دست مبارک سلمان کے شانوں پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تو ان میں سے (اہل فارس سے) کتنے آدمی اسے پا لیں گے (یہ مسیح موعود کی طرف اشارہ ہے) بخاری و مسلم۔

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔ کہ سلمان فضلاء صحابہ میں سے تھے آپ کی کوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا۔ آپ کے مرویات کی تعداد ۶۰ ہے ان میں سے تین حدیثیں متفق علیہ ہیں ان کے علاوہ ایک میں مسلم اور تین میں بخاری منفرد ہیں۔ (تہذیب الکمال)

تلامذہ ابو سعید خدری رضؓ۔ ابو الطفیل رضؓ ابن عباس رضؓ اوس بن مالک رضؓ اور ابن عجرہ وغیرہ آپ کے زمرۂ تلامذہ میں ہیں (تہذیب التہذیب ج ۴)

تقرب بارگاہ نبویؐ مخصوص صحابہ کرام کے علاوہ ایسے لوگ بہت کم تھے جن کو بارگاہ نبوت میں حضرت سلمان کے برابر پذیرائی ہو۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی تھیں کہ سلمان کی شب کی تنہائی کی صحبت آنحضرت صلعم کے پاس اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ہم لوگوں کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ہمارے حصوں کی رات بھی اسی نشست میں نہ گذر جائے۔

اخلاق و عادات حضرت سلمان فارسی میں مذہبی جذبہ کی شدت فطری تھی جس طرح وہ غالی آتش پرست پھر عابد و زاہد نصرانی تھے اسی طرح وہ اسلام کا مکمل ترین نمونہ بن گئے تھے۔

زہد و تقویٰ ان کا زہد و تقویٰ اس حد تک پہنچ گیا تھا جس کے بعد رہبانیت شروع ہو جاتی ہے۔ عمر بھر مکان نہیں بنایا بڑے اصرار کے بعد ایک شخص نے ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۲)

پیغام صلح
جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ ۱۷ر شعبان سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۹

"دنیائے اسلام کی نجات کا راستہ"

اسلامی تمدن اور اقتدار کے بنیادی اصول

" دنیائے اسلام کی نجات کا راستہ" کے عنوان سے ایمان ۵ر جولائی سنہ ۴۶ء میں ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے جس میں مدیر ایمان نے سب سے پہلے انسان اور حیوان میں اقتدار اور تمدن میں غیر معمولی فرق کے سبب پر روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ اصل سبب یہ ہے کہ انسان صنعت پر قادر ہوگیا، اور حیوانات قادر نہیں ہوئے یہ تمہید اٹھانے کے بعد لکھا ہے " انسانوں کی درجہ بندی اور ان کے اقتدار کی تشخیص بھی اسی صنعتی اور سائنسی قابلیت پر موقوف ہے" اس کے بعد مغربی اقوام کی صنعتی برتری کا اعتراف کرتے ہوئے ساری دنیائے اسلام کو یورپین اقوام کے ہم پلہ ہونے کی تلقین کی ہے اور اس کے بعد مسلمانوں کی آزادی کا حل بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

" آپ کی آزادی کا مسئلہ اس وقت حل ہوگا جبکہ آپ صنعت و سائنس میں یورپین اقوام کے ہم پلہ ہو جائیں گے آپ یقین کیجئے کہ آج سائنسی اور صنعتی مدارج قابلیت نے انسانوں کے درمیان اس قدر فرق پیدا کر دیا ہے جس قدر خود انسان اور حیوان کے درمیان فرق ہے جس طرح حیوانات کی تقدیر یہ ہے کہ وہ بڑے بھلے چارے پر قناعت کر کے بہ عالم بے کسی آپ کی خدمت میں لگے رہیں اسی طرح ان قوموں کی جو صنعت و سائنس میں پیچھے رہ گئی ہیں یہ تقدیر ہے کہ وہ اہل یورپ کی غلامی کریں اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس بدقسمتی کو پلٹ دیا جائے تو آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ آپ اپنے ملک میں اپنے روپے سے ایک ایسی یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالئے جس کی بنیاد دین سائنس۔ صنعت۔ جہاد کے نظریہ پر ہو تحصیل دین کی وجہ سے ایمانی اور روحانی طاقتوں پر قبضہ ہوگا تحصیل صنعت و سائنس کی وجہ سے مادی اور آفاقی قوتیں آپ کے زیر نگیں ہو جائیں گی اور ان دونوں طاقتوں کا جہاد آپ کو کامیاب کر دیگا"

جس طرح سرسید مرحوم نے علوم و فنون کی تحصیل کو مسلمانوں کی نجات کا راستہ قرار دیا۔ علامہ مشرقی نے ڈارون کے حیاتیاتی اصول بقائے اصلح پر تحریک خاکسار کی بنیاد قائم کرتے ہوئے صرف فوجی تنظیم اور حکومت مطلق کو نجات کا راستہ خیال کیا۔ مولینا مودودی نے موجودہ دور کے سیاسی نظام فکر سے پنجہ آزمائی کرنے کے شوق میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی اسی طرح مدیر ایمان سائنس اور صنعت کو تمدن اور عمرانیات کی روح رواں سمجھتے ہوئے مسلمانوں کو ایک تبلیغی یونیورسٹی کے قیام کی دعوت دے رہے ہیں اور صنعت و حرفت کے اس تصور کو دنیائے اسلام کی نجات کا راستہ خیال کرتے ہیں ـــ سرسید کی تعلیمی تحریک مسلمانوں کی نجات کا راستہ ثابت نہیں ہوئی اس تحریک نے مسلمانوں میں عقلیت پرستی اور تشکیک کو پیدا کیا ہے اور انہیں بجائے اسلام پر قائم کرنے کے یورپ سے زیادہ قریب کیا ہے۔ خاکسار تحریک یورپ کی عسکری تحریکات کی مانند ایک ہیجانی اور بحرانی تحریک ہے یہ تحریک اور اس کا قاید دونوں یورپین ڈکٹیٹروں کی مانند دماغی توازن سے محروم ہیں۔ مولینا مودودی ابھی کاغذی گھوڑے دوڑا کر موجودہ سیاسی نظام فکر سے پنجہ آزمائی کے شوق کو پورا کرنے میں مصروف ہیں ان کی تصوریت اور علم کلام کے کاغذی گھوڑوں کا جو حشر ہوگا وہ چند سالوں تک دنیا کے سامنے آجائیگا۔ مدیر ایمان کی صنعتی تحریک ابھی معرض وجود میں نہیں آئی لیکن اس کی پیدائش اس کے مزاج کا ابھی سے پتہ دے رہی ہے یہ تبلیغی یونیورسٹی نہیں بلکہ دراصل ایک صنعتی ادارہ کی بنیاد ہے جسکی مغربی انڈسٹریلزم کی ٹیکنیک اور اصولوں پر قائم کیا جائیگا جس کا لازمی نتیجہ سرمایہ داری نکلے گا ـــ یہ سب تحریکات مغربی مادیت کے رد عمل میں پیدا ہوئی ہیں اور ان میں ایک ہی روح کارفرما ہے جو مختلف ناموں میں جلوہ گر ہے ان سب تحریکات کے مرکزی تصورات کو ملا دیا جائے تو ان کو ملانے سے جو چیز بنے گی وہی مغربی تہذیب ہے مثلاً علوم و فنون۔ فوجی تنظیم۔ سیاسی نظام فکر۔ صنعت و حرفت ـــ مغربی تہذیب کے یہی اقنوم ہیں یہی بنیادیں ہیں جن پر مغرب کی مادی تہذیب کی عمارت کھڑی ہے ورنہ مغربی تہذیب کی بنیاد کسی اخلاقی اور روحانی تصور پر نہیں بلکہ علوم، فوجی تنظیم سیاسی فکر اور صنعت و حرفت پر ہے ان سب تحریکات کے بانی دراصل مغربی تہذیب کے مختلف پہلوؤں سے متاثر ہیں ان میں سے ہر ایک شخص مغربی تہذیب کے صرف ایک پہلو کو مسلمانوں کی نجات کا راستہ خیال کرتا ہے اور مدیر ایمان نے تو اپنے اس نقطہ نگاہ کو نہایت وضاحت سے پیش کیا ہے اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ان کے نزدیک اقتدار اور تمدن کی بنیادی قدر صنعت و حرفت ہے۔

انکا یہ نقطہ نگاہ مغربی سرمایہ داری سے شدید اثر پذیری کا نتیجہ ہے حالانکہ یورپ کی سرمایہ داری خود خونیں انقلاب کا شکار ہو رہی ہے ان تحریکات میں سے ایک تحریک نے بھی اسلام کے مرکزی تصور کو بنیاد قرار نہیں دیا قرآن مجید سیاسی طاقت اور صنعت و حرفت کو تہذیب و تمدن کی بنیادی قدر نہیں ٹھیراتا بلکہ تقویٰ اور ایمان کو تمدن اور اقتدار کی علامت قرار دیتا ہے یہی وہ روحانی جوہر ہے جس سے تہذیب ثقافت کو پائیداری نصیب ہوتی ہے جن اقوام میں یہ جوہر موجود نہیں ہوتا انہیں طاقت اور عروج کے باوجود صفحہ ہستی سے نابود کر دیا جاتا ہے جیسا کہ سورۃ روم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:- اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم کانوا اشد منھم قوۃ واثاروا الارض وعمروھا اکثر مما عمروھا وجاءتھم رسلھم بالبینت فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں تا دیکھیں کہ ان کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے اور ان سے قوت میں بڑھکر تھے اور انھوں نے زمین کو زراعت کے لئے پھاڑا اور اسے آباد کیا اس سے بڑھ کر جو انھوں نے آباد کیا اور ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلائل کے ساتھ آئے سو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے تھے ـــ رسول کی نافرمانی کرنے والی قوم کو قوت و اقتدار تباہی سے نہیں بچا سکتے انبیاء اور رسول سیاسی اقتدار اور صنعت و حرفت سکھانے نہیں آتے اور نہ اسکو ترفع اور تعزز کا معیار قرار دیتے ہیں انبیاء کے نزدیک عزت اور بلندی کا معیار صرف تقویٰ ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور یہی تقویٰ پیدا کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں تشریف لاتے رہے سورۃ الشعراء میں انبیاء کے اس مشن کا تسلسل اور تفصیل کیساتھ ذکر موجود ہے حضرت موسیٰ حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت لوط حضرت شعیب سب جلیل القدر انبیاء ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی قوم کو مخاطب کر کے یہی کہتا رہا فاتقوا اللہ واطیعون اللہ کا تقویٰ کرو اور میری اطاعت کرو ـــ بغیر تقویٰ کے کاریگری کے کاموں کو اللہ تعالیٰ نے عبث قرار دیا ہے جیسا کہ قوم عاد کے متعلق ارشاد ہوتا ہے اتبنون بکل ریع ایۃ تعبثون وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون کیا تم ہر اونچی جگہ پر بلند عمارت بناتے ہو عبث کام کرتے ہو اور کاریگری کے کام بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو ـــ اس کے علاوہ بغیر اچھے عمل اور تقویٰ کے صنعت و حرفت کی ہر ایک کوشش کو بربادی قرار دیا ہے نصاریٰ اقوام کی مادی ترقی کے ذکر میں اللہ تعالیٰ سورۃ الکہف میں فرماتا ہے:- قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ کہ کیا ہم تمہیں عملوں میں بہت ٹوٹے کھاٹے میں رہنے والوں کی خبر دیں وہ جن کی کوششیں دنیا کی زندگی میں برباد گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ صنعت کے اچھے کام کر رہے ہیں ـــ قرآن مجید نے ہرگز ہرگز صنعت و حرفت کو نجات کا راستہ قرار نہیں دیا بلکہ صرف عمل صالح اور تقوے کو نجات کا صحیح راستہ قرار دیا ہے اسلام علوم و فنون، فوجی تنظیم، سیاسی نظام فکر اور صنعت و حرفت کی افادیت سے انکار نہیں کرتا لیکن تقوے اور ایمان اور عمل صالح کے مقابلہ میں ان کی حیثیت ثانوی ہے اگر یہ طاقتیں انسان کو اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بلند کریں تو نوع انسانی کے لئے مفید ہیں ورنہ دوسری صورت میں یہ انسانوں کے لئے سخت مضر ہیں اور وحشت اور درندگی کے اظہار کے خطرناک ذرائع بن جاتی ہیں جیسا کہ یورپ کی دو عالمگیر جنگوں نے بخوبی ثابت کر دیا ہے مدیر ایمان کا یہ کہنا کہ انسان اور حیوان میں تمدن اور اقتدار کا فرق اس لئے ہے کہ انسان صنعت پر قادر ہوگیا اور حیوانات قادر نہیں ہوئے۔ قرآنی نقطہ نگاہ سے درست نہیں اس کے علاوہ سوائے معیار تقوے کے اسلام انسانوں کی کسی درجہ بندی کا قائل نہیں انسان صنعت و حرفت میں خواہ کتنی ترقی کر جائے اگر وہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بلند نہیں ہوتا تو وہ حیوان سے بھی زیادہ خونخوار اور خطرناک ہے مدیر ایمان کا طرز فکر بالکل مادی اور یورپ سے مستعار ہے اس میں شبہ نہیں کہ انھوں نے اس صنعتی ادارہ کا نام تبلیغی یونیورسٹی تجویز کیا ہے صنعت اور سائنس کے ساتھ دین اور جہاد کے الفاظ بھی بڑھائے ہیں لیکن ان کے مضمون کے سرسری مطالعہ سے یہ حقیقت بالکل واشگاف ہو جاتی ہے کہ ان کی تبلیغی یونیورسٹی میں دینی امور کی حیثیت ثانوی اور ضمنی ہے کیونکہ صنعت و حرفت اور تبلیغ دین کا امتزاج انبیاء اور اولیاء کے طریق تبلیغ سے بالکل مختلف ہے یہ وہ راستہ نہیں جسے کسی امام اور عالم ربانی نے اختیار کیا ہو اور نہ یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ صنعت و حرفت اور تبلیغ دین کو ایک دوسرے سے کوئی نسبت نہیں اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے بموجب ہر صدی کے سر پر مجدد دین کو مبعوث فرماتا ہے جو انبیاء کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں اور انبیاء کے طریق پر ہی تبلیغ دین کرتے ہیں جو اپنے فیضان اور کشش سے متقیوں کے ایک گروہ کو اپنے گرد جمع کرتے ہیں اور وہ پاکباز گروہ دنیا میں ایک انقلابی قوت بن جاتا ہے اور تمدن اور اقتدار کے تمام باطل اصول کا مقابلہ کرتا ہے اور ان کی جگہ اسلامی تمدن اور اقتدار کے بنیادی اصول یعنی تقوے اعمال صالحہ اور ایمان کو قائم کرتا ہے

قرآن کریم اور سیرت کا آئندہ امتحان

۳۰ر ستمبر سنہ ۱۹۴۶ء کو ہوگا

سورۃ انعام اور سورۃ اعراف اور سیرت خیر البشر اسی امتحان کے کورس میں داخل ہیں۔ جو لوگ شامل امتحان ہونا چاہیں وہ ابھی سے تیاری شروع کر دیں اپنے نام بواپسی ڈاک بھیجدیں۔ والسلام

خاکسار مسعود بیگ جنرل سیکرٹری

عشرۂ کاملہ

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) حضرت مسیح موعود کا ارشاد

۱۔ ماہوار چندہ حسب حیثیت ہر احمدی پر لازم ہے۔
۲۔ جو تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ احمدی نہیں ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود کا دوسرا ارشاد

۱۔ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے
۲۔ اس کا کثرت رائے کا فیصلہ ہر احمدی کے لئے واجب العمل ہے
۳۔ میرے بعد ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

(۳) مسیح موعود کی جانشین انجمن کا اجتہاد اور فیصلہ

حسب حیثیت چندہ صورت ذیل پر ہوگا:۔
۱۔ پچاس روپے ماہوار سے کم آمد والوں کیلئے تین پیسے فی روپیہ یا اپنی آمد کا بیسواں حصہ
۲۔ پچاس روپے سے اوپر آمدنی والوں کیلئے ایک آنہ فی روپیہ یا آمدنی کا سولہواں حصہ۔

(۴) ہر ایک احمدی غور کرے

۱۔ کیا اس نے اپنے لئے ماہوار چندہ مقرر کیا ہوا ہے۔
۲۔ کیا وہ ماہوار چندہ باقاعدہ ادا کرتا رہتا ہے۔
۳۔ کیا وہ ماہوار چندہ تین پیسے فی روپیہ اور پچاس سے اوپر آمدنی ہو تو آنہ فی روپیہ دیتا ہے؟

(۵) ہر احمدی ملازم اپنی آمدنی کا حساب کرے

۱۔ کیا اسے ماہوار تنخواہ یا پنشن ملتی ہے۔
۲۔ کیا اس کے علاوہ اسے کچھ زمینوں کی آمدنی سے یا کرایہ مکانات کی آمدنی سے یا کسی تجارت میں روپیہ لگا ہوا ہے تو اس سے کچھ آمدنی ہے یا اور کسی ذریعے آمدنی ہے
۳۔ چندہ کا حساب کرتے وقت وہ سب قسم کی آمد کو گن کر اس پر تین پیسے فی روپیہ یا پچاس سے اوپر آمدنی ہونے کی صورت میں ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے اپنا چندہ مقرر کرے۔

(۶) ہر ایک احمدی تاجر یا ٹھیکیدار اپنی آمدنی کا حساب کرے

۱۔ سال گذشتہ اس کی آمدنی کس قدر ہوئی۔
۲۔ اگر ٹیکس گذار ہے تو اس کی آمدنی کس قدر قرار دی گئی ہے جس پر ٹیکس لگا ہے
۳۔ کیا تجارت کی آمد کے علاوہ اسے کچھ زمینوں اور مکانوں کی آمد ہے یا اور کسی ذریعہ سے کوئی آمد ہے۔

اس سب آمدنی کو شامل کر کے وہ تین پیسے فی روپیہ یا پچاس روپے سے اوپر آمدنی کی صورت میں ایک آنہ فی روپیہ اپنا چندہ مقرر کرے۔ اور گذشتہ سال کی آمدنی کو سال رواں کے چندہ کے لئے بنیاد قرار دے۔

(۷) ہر ایک احمدی زمیندار اپنی آمدنی کا حساب کرے

۱۔ زمیندار اپنی آمدنی کا حساب سال میں دو مرتبہ آسانی سے کر سکتا ہے۔
ایک دسمبر میں جب فصل خریف آ چکتی ہے۔
ایک مئی میں جب ربیع کی فصل آ چکتی ہے۔
اور ہر ششماہی پر حساب کر کے چندہ اسی حساب سے ادا کرے یعنی تین پیسے فی روپیہ یا پچاس سے اوپر آمدنی ہو تو ایک آنہ فی روپیہ۔
نوٹ:۔ زمین کا معاملہ آمدنی میں سے منہا کیا جا سکتا ہے۔

(۸) کیا آپ نے میری چٹھی مورخہ ۱۰ جولائی کا جواب دیدیا ہے؟

۱۔ اگر آپ اس پر لبیک کہیں گے تو یہ حضرت مسیح موعود کے حکم کی تعمیل ہوگی۔
۲۔ اگر آپ انکار کریں گے تو وہ انکار حضرت مسیح موعود کے حکم کا ہوگا۔
۳۔ آپ کے انکار سے جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔
۴۔ آپ کے لبیک سے تبلیغ اسلام اور جہاد بالقرآن کی ایک عظیم الشان بنیاد پڑے گی جس پر قیامت تک عمارت بنتی چلی جائے گی۔

(۹) کیا آپ تذبذب میں ہیں؟

۱۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی صحیح رہنمائی فرمائے۔
۲۔ دعا کیجئے کہ خدا آپ کو وہ عہد پورا کرنے کی توفیق دے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا آپ نے امام زمان سے کیا ہے۔ اور عہد توڑنے کے گناہ عظیم سے آپ کو بچائے۔
۳۔ دعا کیجئے کہ خدا آپ کے دل سے مال کی محبت کو کم کرے۔ اور اپنی محبت بڑھائے۔
۴۔ چالیس دن تک لگاتار دعا کیجئے جس میں دس دن شعبان کے اور تیس دن رمضان کے ہوں گے۔

(۱۰) کیا آپ کا کوئی عزیز یا دوست ہے جو ماہوار چندہ شرح مقررہ پر ادا نہیں کرتا؟

۱۔ آپ اس کو زبانی کہیں، یا خط لکھیں۔
۲۔ وہ خاموشی اختیار کرے تو دوبارہ کہیں یا لکھیں اور باصرار کہیں یا لکھیں۔
۳۔ اس کے لئے چالیس دن دعا کریں کہ خدا اس کے دل کو مضبوط کرے اور وہ اپنے عہد وفا پر قائم رہے اور دنیا سے محبت کر کے اپنے دین کو برباد نہ کرے۔

خاکسار:۔ محمد علی۔ دار السلام ڈلہوزی ۱۰ جولائی ۴۶ء

بہائیت کے خاکہ میں

چوہدری عبدالرحمان صاحب کی رنگ آمیزیاں

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

(۲)

ایک لطیفہ چوہدری صاحب دانستہ یا نادانستہ طور پر مرزا پر ایمان کو غیر ضروری بلکہ محال اور نالکون ٹھہرا کر مرزا حسین علی کو ہی خدا منوانا چاہتے ہیں اس پر مجھے اکبر مرحوم کا ایک لطیفہ یاد آتا ہے اکبر مرحوم ایک مرتبہ سیتاپور جہاں ان کا بیٹا کلکٹر تھا تشریف لے گئے اسٹیشن پر لوگوں نے ان کا استقبال کیا پلیٹ فارم پر اچھا خاصا مجمع ہو گیا لوگ ان سے ملاقات کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک سیٹھ جی بھی پلیٹ فارم پر اپنی کسی غرض سے آنکلے سیٹھ صاحب نے کسی سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں لوگوں نے کہا اکبر الہ آبادی ہیں سیٹھ صاحب ناک چڑھا کر چلنے لگے تو کسی نے کہا سیٹھ صاحب یہ تمہارے کلکٹر صاحب کے والد ہیں اب سیٹھ صاحب بھی چوکس ہوئے اور اکبر مرحوم سے نہایت تپاک سے ملاقات کی تھوڑی دیر کے بعد کسی نے اکبر مرحوم سے سیٹھ صاحب کی اس حرکت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا بھئی یہ کوئی نئی بات نہیں اللہ میاں ایک مرتبہ یورپ تشریف لے گئے کسی نے صاحب بہادر سے ان کا تعارف کرانا چاہا کہ یہ وہ ذات شریف ہے جس نے آسمان بنایا زمین بنائی دریا چلائے درخت اگائے اور کھانے کو دیتا ہے مگر صاحب بہادر اس پر متوجہ نہ ہوئے تو اس نے آخر کہا کہ یہ آپ کے یسوع مسیح کے باپ ہیں تو صاحب بہادر کو بھی شوق ملاقات ہوا اور فرمایا اچھا ان کے باپ ہیں ان کے باپ ہیں

How are you.

خدا صاحب آپ کے مزاج کیسے ہیں۔

پس بہائی نقطۂ خیال سے توحید اور عالم جو غیب لا یدرک ہے انسان کے لئے ایک فضول اور بے معنی سا تصور ہے اصل قبلہ توجہ مرزا حسین علی ہے جسکو دیکھا اور سمجھا اور جانا کہ خدا ایسا ہوگا۔

انسان کا کامل منتہا معراج خدا کا خود آکر بندہ بننا یا بندے کا اپنی حد سے تجاوز کر کے خدائی کا دم بھرنا دونوں انتہائی ذلت اور تمرد کے درجے ہیں کیا سچ فرمایا اس رسول نے جس کی معراج معرفت کے انتہائی مقام پر پہنچ کر بھی ما زاغ البصر وما طغی آنکھ کج نہ ہوئی اور نہ حد سے بڑھی

کفی بی فخراً ان اکون لک عبداً
وکفی بی شرفاً ان تکون لی ربا

میرے لئے یہ فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور یہ میرا انتہائی شرف ہے کہ تو میرا رب ہو گیا۔

انسان کے لئے اس سے اوپر کوئی درجہ نہیں اور جو اس سے اوپر اڑنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لئے اگر پاگل خانہ جیسا نہیں تو خدا کے کمزور اور ادنےٰ بندوں کا بنایا ہوا جیل خانہ کافی ہے۔

حقیقت عالم کی حقیقت اس وقت ہمیں بہائیوں کی اپنی اپنی ڈفلی اور اپنے اپنے راگ سے بحث نہیں اس وقت ہمارے سامنے چوہدری صاحب کی دو کتابیں حقیقت عالم اور تربیت عالم ہیں چوہدری صاحب نے ان دونوں کتابوں میں کوئی نئے حقایق اور دلائل پیش نہیں کئے وہی پرانی باتیں جو کوکب ہند میثاقی میگزین اور متفرق رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں ان کو حقیقت عالم اور تربیت عالم کا نام دے دیا ہے اور ان باتوں کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے بیشک ان کتابوں کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جو علماء احمدیہ نے دلائل اور براہین صداقت اسلام پر پیش کئے تھے ان کا بہاؤ چوہدری صاحب حسین علی کی طرف موڑنے کی کوشش کی ہے۔

حقیقت عالم کے شروع میں مطالعہ نفس کی طرف آپ نے دعوت دی ہے اس کی بنیاد بھی کسی علم پر نہیں بلکہ یہ ایک دہریہ کی کتاب کی تمہید ہے جو چوہدری صاحب کو اصل کتاب پڑھ کر یا اس کی نقل کسی جگہ دیکھ کر پسند آگئی ہے اور آپ نے بغیر سوچے سمجھے اسے اپنی کتاب کا عنوان بنا لیا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

انسان جب اپنے گردوپیش نگاہ ڈالتا ہے تو کثرت نظارہ سے دریائے حیرت میں ڈوب جاتا ہے اور بے اختیار پوچھتا ہے

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں
ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے

A glance at the great Religions of the world by Sir William Van Halsten

یہ کیا ہے؟ وہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ کہاں ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کدھر جانا ہے؟ یہ سوال اس کے دل میں اٹھتے ہیں اور اسے پریشان کرتے ہیں۔

اس کے بعد ساری تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سوالات اندر سے اٹھتے ہیں کہ جواب بھی اندر سے ہی کھود کر نکالا جائے اور اس ضمن میں وہ حسن وعشق کی رنگینی میں خود بھی ڈوب گئے ہیں اور ان کی وہی حالت ہو گئی ہے جو پروفیسر آزاد کی جنون کی حالت تھی اور وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہمیں
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

چوہدری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ تمہید ان کی محض خیال آرائی ہے نسل انسانی کی تاریخ میں کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ انسان اس قسم کے سوالات میں بھٹکتا پھرتا اور اپنے دل سے سوالات کر کے جواب بھی معلوم کر لیتا ہو اس سے پیشتر کہ انسان کے دل میں یہ وسوسے پیدا ہوں اس کے بنانے والے نے بذریعہ وحی اس کی رہنمائی کر دی تھی کہ اس تمام کائنات کا ایک خالق ہے اور یہ سبزہ و گل ابر و ہوا اس کے فیض اثر سے پیدا شدہ ہے اگر کوئی اور کتاب نہ ملے تو توراۃ کی کتاب پیدائش ہی پڑھ دیکھئے میں یہ تو نہیں خیال کر سکتا کہ چوہدری صاحب کا مطلب ان سوالات سے انسان کا ان اشیاء کی کیمیاوی ترکیب اور سائنٹیفک نظریئے معلوم کرنا ہے اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو چوہدری صاحب نے لکھا ہے یہ کیوں ہے؟ وہ کیوں ہے؟ کہاں سے آیا ہے، کدھر جانا ہے؟ نسل انسانی میں مذہب کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی نسل انسانی خود قدیم ہے اور کوئی مذہب ان بنیادی باتوں سے خالی نہیں ہر انسان اپنے ماحول کی پیداوار ہے اس کے ماحول میں جو مذہب موجود ہے جو خیالات مروج ہیں یا اس کے گھر میں موجود ہیں انہی سے بچے کے علم کی ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے اس لئے چوہدری صاحب کی یہ تمہید علمی اعتبار سے فضول اور غلط ہے کہ انسان کے اندر سے سوالات اٹھتے ہیں اور جوابات بھی اندر سے کھود کر جاتے ہیں ہر انسانی بچہ کو اللہ تعالیٰ نے جو حواس عطا کئے ہیں جو علم کے دروازے ہیں ان ہی کے راستہ سے ہر ایک علم خارج سے انسان کے دماغی بینک میں جمع ہوتا ہے اس کا نفس تاریکی میں بیٹھا ہوا ایک ایڈیٹر ہے کیونکہ روشنی آنکھ کے طبقات سے آگے نہیں جاتی اوپٹک نرو (Optic Nerve) اس مادی تصویر کو نفس انسانی تک غیر مادی جز میں تبدیل کر کے پہنچاتی ہے یہ قدرت کا نیستی سے ہستی کرنے کا ثبوت ہے

جس کی عقدہ کشائی میں ڈاکٹر اور فلاسفر دونوں حیران ہیں کہ ایک مادی چیز غیر مادی خبر میں کیسے تبدیل ہو گئی آنکھ کے پردوں میں وہ تصویر بنی اور مکمل ہو کر رہ گئی اس سے آگے روح اور ادراک کی سرحد شروع ہو گئی مگر کس طرح کہ ایک معمولی مادی عصب نے نفس انسانی تک اس کی کل کیفیات خبر کے رنگ میں پہنچائیں۔ کان میں ہوا کے تموج نے مدھم اور اونچی جنبش سے کان کے پردہ پر ایک کھیل کھیلا اس کان کے اندر یہ رقص ختم ہو گیا مگر اس کے بعد وہ نقش خبر اور علم میں کیونکر تبدیل ہوا اور کس طرح نفس انسانی کو تاریکی میں پہنچایا گیا کیا یہ دلائل خدا کی معرفت اس کے علم و حکمت کے اوپر ایمان پیدا نہیں کرتا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسی وقت سے اس کے حواس اس کے اندر علم کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں نفس ان پر حکم لگاتا ہے اور اپنے ریکارڈ میں رکھ لیتا ہے پھر دوسرے وقت اور خبریں آتی ہیں اور وہ پہلے ریکارڈ کے ساتھ ملا کر استخراج نتائج کرتا ہے یہ ہے انسانی دماغ کے بینک میں ذخیرہ اندوزی کا سائنٹیفک نظریہ۔ نہ یہ کہ جیسا چوہدری صاحب نے سمجھا ہے کہ علم اندر سے پیدا ہوتا اور باہر آتا ہے۔

چوہدری صاحب کا دوسرا خیال کہ انسان یا جسے جوہر ترقی چوہدری صاحب نے نام دیا ہے آپ فرماتے ہیں یہ مادہ میں موجود تھا پھر نباتات میں آیا پھر منازل طے کرتا ہوا حیوانات سے ہو کر انسان میں آیا وہ مثال دیتے ہیں کہ بیج میں بطور خلاصہ پورا درخت مع پھل کے موجود تھا جس طرح درخت کا آخری مقصد ...... (End Product) پھل تھا اسی طرح کائنات کا انتہائی مقصود انسان ہے یا کائنات کا پھل ہے جو اپنی تمام منزلوں میں مخفی رہا مگر آخر پر آ کر ظاہر ہو گیا میرا خیال ہے چوہدری صاحب آج سے تیس پچیس سال پہلے یہ بات کہتے تو ہم مان لیتے لیکن سائنس کی دنیا چوہدری صاحب کے اس خیال سے بہت آگے بڑھ گئی ہے اور وہ مذہب سے دور نہیں بلکہ قریب آتی جا رہی ہے لیکن اگر بہائی نقطۂ نگاہ یہیں آ کر ٹھہر گیا ہے تو وہ میٹیریل سائنس کا غلام ہے۔ (باقی مارد)

درخواست دعا

اخویم مکرم جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب کا صاحبزادہ عزیز ممتاز بعارضہ بخار مرحی میں بیمار ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ عزیز کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ لئے شفا عطا فرمائے آمین۔

حضرت امام الزمان کی صداقت کا عملی ثبوت

از محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

(٣)

اب میں مختصراً اس امر کا ذکر کروں گا کہ حضرت مجدد زمان کو کس قسم کے کارکن درکار تھے۔ اور انھوں نے جماعت احمدیہ کی رکنیت کو محض ظاہری شمولیت تک محدود نہیں رکھا کہ جو شخص بیعت کر لے بس اسکو کسی تغیر کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صاف طور پر اعلان کر دیا کہ یہ راستہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ بڑا خار دار اور امتحان کا راستہ ہے جس میں جگہ جگہ پر آزمائش ہے۔ جن کے پاؤں نازک ہوں وہ ادھر نہ آئیں۔ پھر اپنی جماعت کے ہر فرد سے جن امور کا مطالبہ کیا ہے اور جن شرائط کے بغیر جماعت میں شمولیت کوئی حقیقت نہیں رکھتی ان کا تفصیلی ذکر آپ کی ایک مکمل کتاب بنام کشتی نوح میں درج ہے جن حضرات کو اس کتاب کے مطالعہ کی توفیق ملی ہے وہ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حقیقی طور پر احمدی بننا کس قدر مشکل ہے۔ بطور نمونہ چند سطور اس کتاب سے نقل کرتا ہوں تاکہ نہ صرف افراد جماعت کے سامنے وہ تمام باتیں از سر نو اپنی اصلیت اور حقیقت کے ساتھ رونما ہو جائیں بلکہ عامۃ المسلمین بھی اندازہ لگا سکیں کہ حضرت مجدد زمان ایک احمدی کو کس مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے۔ اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے۔ یعنی شراب سے اور قمار بازی سے۔ بدنظری سے اور خیانت سے۔ رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ...... ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم دروغگو۔ جعلساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانیوالا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جاویں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ شخص جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں ہے ...... کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہے کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا ہے اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی ہے یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔"

پھر ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل کرو۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو ...... چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوےٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہان میں بیخکنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو .... بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے .... خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔"

(باقی دارد)

دس مشنوں کے قیام کیلئے دس لاکھ روپے کی ضرورت

"اس کام کو پوری قوت کے ساتھ کرو"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

احباب سلسلہ کی فوری توجہ کے قابل

"دس مشنوں کے قیام کے لئے دس لاکھ روپے کی ضرورت ہے ہماری جماعت میں سے زیادہ نہیں اگر سو آدمی ایسا ہو جس کا اثر آسودہ حال مسلمانوں پر ہے اور وہ اس اثر کو کام میں لا کر اس مقصد کے لئے ان سے روپیہ جمع کریں اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے دس لاکھ روپیہ انجمن کے خزانہ میں آ سکتا ہے ...... اس کام کے لئے پوری کوشش درکار ہے۔ **کوشش کرو اور سال کے اختتام سے پہلے دس لاکھ روپیہ جمع کر دو۔** جب تک ہم پوری قوت کے ساتھ اس کام کو نہیں کریں گے یہ کام سرانجام نہیں پا سکتا۔ اس کام کے لئے لوگوں کے پاس پہنچو اور ان سے اپیل کرو۔ لوگوں کے دل خزانہ کی مانند ہیں ان کو کھولنے کی کوشش کرو۔ یہ کھل جائیں گے ایک دفعہ اگر تم اس کام کو کرنیکا تہیہ کر لوگے تو اس سے اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو زبردست قوت پہنچے گی اور خدا تم پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائیگا۔ اس کام کو اپنی پوری قوت کیساتھ کرو اور خدا سے دعا بھی کرو کہ وہ تم کو اس میں کامیاب کرے اور ہم اس کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں۔" (پیغام صلح ۵ر جون سنہ ١٩٦٦ء)

برادران ملت! حضرت کے اس ارشاد پر میرا کچھ عرض کرنا آفتاب کو مشعل دکھانیکا مصداق ہوگا مختصر الفاظ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت کے اس ارشاد پر بصدق دل لبیک کہتے ہوئے ہمیں اس پر بلا توقف عمل پیرا ہو جانا چاہیئے اور اپنے اوقات کا ایک حصہ اس اہم کام کے لئے وقف کر دینا چاہیئے۔ ہمارے پیارے امیر ایدہ اللہ کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ باوجود پیرانہ سالی کے ان پاک مقاصد کی خاطر دور دراز سفر کی تکالیف اٹھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی دیتا ہے اور آج جو انجمن کی مالی حالت خدا کے فضل سے اچھی ہے تو اس میں ایک بڑا حصہ حضرت امیر کی مساعی جمیلہ کا ہے اگر ہم بھی اسی جذبہ سے کام لیں جو ہمارے حضرت امیر کو خدا نے بخشا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ناکام رہیں اللہ تعالیٰ ہماری تائید فرمائیگا۔ محض حرکت کی ضرورت ہے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس پاک مقصد کے لئے کمر ہمت باندھیں۔ ع اے ز فرصت بے خبر در ہرچہ زود باش۔

قوم کا ادنیٰ خادم۔ مرتضیٰ خان سیکرٹری تحصیل

کشمیر میں ڈوگرہ گردی کی شرمناک داستان

از خان بہادر ابو الاثر حفیظ جالندھری

میں ۱۳ر مئی ۱۹۴۶ء سے ۱۷ر جون تک کشمیر میں موجود تھا۔ حاکم و محکوم کی آویزش اور چپقلش کے اکثر و بیشتر واقعات جن کا اخبارات میں چرچا ہے میری موجودگی میں رونما ہوئے اور میں ایسے دلگداز مناظر کا عینی شاہد ہوں۔ جو اور کسی دوسرے شخص کی زبان سے بیان ہوتے تو شاید مجھے یقین کرنے میں تامل ہوتا۔ ایک طرف تو وہ تمام واقعات ہیں۔ اور دوسری طرف وہ تمام پروپیگنڈا جو پریس اور پلیٹ فارم سے کشمیر کے مظلوم باشندوں کی مظلومیت اور بیکسی کو شورش اور بغاوت ثابت کرنے اور حکومت کشمیر کے ظلم و تعدی۔ ڈوگرہ فوج کی کمینگی اور مردم کشی کو ... مبنی بر انصاف ظاہر کرنے ... کشمیر اور اس کے حامی ... ہیں۔

میں حیران ہوں کہ اپنے علم کے اخبارات کا یقین کروں یا اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا ہے۔ اسکو سچ جانوں۔ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں، اور نہ ان مسائل کے متعلق کوئی رائے دینا چاہتا ہوں۔ جو کشمیر کی موجودہ صورت حالات کے سلسلے میں زیر بحث ہیں۔ یعنی یہ کہ شیخ عبداللہ نے کشمیر چھوڑ دو کا نعرہ مسلم لیگ سے بلی بھگت کے بعد کشمیر کو پاکستان کا ایک حصہ بنانے کے لئے بلند کیا ہے جیسا کہ ہندو مہا سبھا، یو۔پی کانگرس کے نیتا اور پنجاب کا ہندو پریس ظاہر کر رہا ہے یا یہ نعرہ پنڈت جواہر لال نہرو اور کانگرس کے ایما پر بلند کیا گیا تاکہ مسلمانوں کے پاکستان کو نیچا دکھا لینے کے لئے شیخ عبداللہ کے ذریعے کشمیر کا بلاک کانگرس کے اکھنڈ ہندوستان سے وابستہ رہے۔ جیسا کہ نیشنل کانفرنس اور شیخ محمد عبداللہ کے مسلم مخالفین سے کہلوایا جا رہا ہے۔ اور یا یہ آواز پوری ایک صدی تک جفاکاری کی چکی میں پستے رہنے کے بعد ان مظلوم انسانوں کی دردبھری آواز ہے۔ جن کے لئے اس ظالم اور جابر حکومت سے نجات حاصل کرنے یا ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جانے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں۔

" ان تینوں مسائل میں سب سے پہلے مسئلہ پر ہندو پریس، ہندو قوم اور ہندو حکومت زور دے رہی ہے۔ نیز بیرون کشمیر کے مسلمانوں کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے حکومت کشمیر دوسرا مسئلہ بھی بعض خود فروش مسلمانوں کی زبان سے چھیڑے رہنے میں خوش ہے۔ لیکن تیسرے مسئلے پر ایک حرف نہیں کہا جا رہا بلکہ پوری قوت سے اس مسئلہ کو پس پشت ... ہیں صرف ... ہندو مسلم ... کو

برادیے کے لئے لگایا جا رہا ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر مہاراجہ کشمیر کی رعایا کی اکثریت مسلمان ہونے کی بجائے ہندوستانی ہوتی تو کشمیر چھوڑ دو کا نعرہ حق بجانب ہوتا لیکن چونکہ بدنصیبی سے یہ مفلوک و مظلوم باشندگان کشمیر زیادہ تر مسلمان ہیں اس لئے پورے ہندوستان کے ہندو ہر حالت میں ان کی بربادی، بیکسی، فلاکت اور بدنصیبی (جس کا اصل سبب یہ حکومت ہے) کو رہتی دنیا تک قائم رکھنے کے لئے ہمنوا ہیں۔ اور کسی صورت میں بھی ان کو آزاد ہونے کی اجازت نہ دیں گے۔

"بہرحال حکومت کشمیر اور ان کے حامی اخبارات ایک طرف۔ پوری قوم جس نے "کشمیر چھوڑ دو" کے نعرہ کے علاوہ کسی ایک ہندو سکھ ایک روپیہ تک کو تکلیف نہیں دی۔ کسی پر حملہ نہیں کیا۔ کسی کو اذیت نہیں دی۔ صرف ایک فریاد کی ہے۔ کہ ہم جانوروں کی طرح بیچ ڈالے گئے ہیں۔ ہم بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ دیکھو ہم پر عزت کے ساتھ زندہ رہنے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ ہم اور ہمارے بال بچے اس ذلت کی غلامی سے نکلنا اور ہندوستان کے دوسرے آزاد لوگوں و بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

"کیا۔ اس آواز اس فریاد کا جواب یہی تھا۔ جو حکومت کشمیر نے دیا یعنی نہتوں پر مسلح فوجوں کو مسلط کر دیا گیا۔ ان کے بچے جوان۔ بوڑھے ذبح کروا لئے گئے۔ ان کی عبادت گاہوں کی بےحرمتی کی گئی۔ انکی عورتوں سے زنا بالجبر کیا گیا۔ ان کے گھروں سے دکانوں سے ان کی پونجیاں لوٹ لی گئیں۔ اور یہ سب کچھ اس حوصلے کے ساتھ کیا گیا کہ چونکہ ہندوستان میں ہندو مسلم انتہائی اختلاف ہے۔ اور اس وجہ سے فی الحال مظلوموں کا پرسان حال کوئی نہیں ہے۔ اس قوم کی رہی سہی عزت نفس کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کا یہی وقت ہے۔

" تعجب ہے کہ جو قتل عام، جو کمینگی اور جو بدمعاشی اور جو غنڈا پن حکومت کشمیر کی مسلط کردہ فوجوں اور پولیس نے روا رکھا اور اب تک روا رکھا جا رہا ہے اس کی بازپرس کرنے والا نیشنلزم اور آزادی کا جھنڈا بلند کرنے والے ہندو پریس اور لیڈروں میں ایک بھی نہیں۔ ایک شخص نے بھی نہتے بیگناہوں کے قتل عام کے خلاف کوئی واقعی احتجاج نہیں کیا۔ البتہ صرف قائد اعظم محمد علی جناح نے مہاراجہ کشمیر کو مخاطب کر کے انتباہ کیا کہ دیکھنا کسی بیگناہ کو نشانہ ستم نہ بنانا کیونکہ اگر ایسا

ہوا تو پوری مسلم قوم کو اس معاملہ میں دخل دینا پڑے گا یہ انتباہ مسلم کانفرنس جموں کشمیر کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے پیشتر کیا گیا تھا مسلم کانفرنس کے اجلاس کے بعد قائد اعظم نے مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے ایک غیر طرفدار تحقیقات کا مطالبہ کیا اور اب کہ مظلوموں اور مقتولوں کا خون پکار پکار کر انقلاب پسند انسانوں اور خاص کر مسلمانوں کو یہ دعوت دینے کے لئے پکار رہا ہے کہ آؤ تحقیقات کرو۔ کشمیر میں صرف بیگناہوں کو ہی قتل کیا گیا ہے۔ محض اس جرم پر کہ وہ مسلمان تھے

مجھے یقین ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو جب اصلی واقعات معلوم ہونگے تو وہ اس ظلم و تعدی کے خلاف یقیناً اُٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ سچا اور نڈر مجاہد اسلام جو خوش قسمتی سے آج مسلمانوں کا قائد اعظم ہے۔ کبھی کسی مصلحت کے پیش نظر بیگناہ مسلمانوں کے اس خون ناحق سے چشم پوشی نہ کرے گا میں جانتا ہوں۔ کہ جب وہ ادھر متوجہ ہوگا۔ صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ اور حکومت کشمیر اور اس کے حامی اخبارات کا جھوٹا پراپیگنڈا کسی کام نہ آسکے گا۔

" میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ جب یہ واقعات رونما ہوئے تو میں کشمیر میں موجود تھا۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اپنے علم و یقین کی بنا پر بیان کر دوں۔ تاکہ تحقیقات کے وقت سچائی معلوم کرنے میں مدد مل سکے۔ میرا بیان حسب ذیل ہے :۔

(۱) شیخ محمد عبداللہ نے "کشمیر چھوڑ دو" کا نعرہ کانگرس یا پنڈت جواہر لال نہرو کے ایما پر نہیں لگایا۔ بلکہ اس نعرے کا سبب وزارتی مشن کی باشندگان ریاستہائے ہندوستان سے چشم پوشی اور کانگرس کی اس سلسلے میں مصلحت آمیز اور خود غرضانہ خاموشی تھی۔ شیخ محمد عبداللہ کے خیال میں اس وقت چپ رہنا باشندگان کشمیر کی دائمی غلامی کو قبول کر لینے کا مترادف تھا۔

۲۔ شیخ محمد عبداللہ کے اس نعرے اور ان کی گرفتاری سے مدتوں پہلے ڈوگرہ فوج کو کشمیر کی راجدھانی اور کشمیر کے ہر بڑے قصبے میں جمع کر دینے کی سکیم حکومت کشمیر کی طرف سے تیار تھی۔ میں نے ۱۴ر مئی کو بارہ مولا اور پھر سری نگر میں مسلح فوجیوں کے مکمل اجتماع اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ فوجی گروہ در گروہ شہریوں پر رعب قائم کرنے اور ان پر ڈوگرہ شاہی کا دبدبہ قائم رکھنے کے لئے گلی کوچوں میں پریڈ کرتے پھرتے تھے۔

۳۔ شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری ۲۰ر مئی کو گڑھی کے مقام پر ہوئی۔ سری نگر میں کوئی شخص بھی نہ تو آمادۂ فساد تھا اور نہ ہی کسی نے کسی پر حملہ کیا۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے انھوں نے جب یہ خبر سنی تو خاموشی سے دکانیں بڑھانے اور خانہ بند بیٹھنے لگے۔ یہ ہڑتال کا ایک پرامن طریق تھا۔

۴۔ ۲۱ر مئی کو یکایک مسلح فوجی گروہ بازاروں، گلیوں میں گھومنے اور بغیر کسی وجہ کے شہریوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے ڈرانے دھمکانے مارنے پیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فوجیوں کو ان کے افسروں کی طرف سے لوگوں کو تنگ کرنے اشتعال دلا کر آمادۂ فساد کرنے کی خاص ہدایت مل چکی تھی

۵۔ فوجیوں نے دکانوں سے زبردستی اشیا اٹھالیں۔ راہ چلتوں کو بندوقوں کے کندھوں سے مارنے کا آغاز کیا۔ گلیوں میں سے مرغیاں اور بطخیں پکڑ لیں۔ گھروں میں گھس گھس کر سماوار برتن اور صندوقچے لے بھاگنے لگے۔

۶۔ شہری عوام کے اشتعال کا سبب اس وقت پیدا ہوا جب راہ چلتی عورتوں پر دراز دستی شروع کر دی۔ ایک جگہ تیسرے پل کے قریب ایک جوان مسلمان عورت کو ننگی کر دیا گیا اور گھسیٹنے لگے۔ اردگرد کے مسلمان جمع ہو گئے تو فوجی ڈوگرے ان پر پل پڑے لوگوں نے کنکر پتھر سے ان کو ہٹانے کی کوشش کی اور پھر فوجیوں نے بندوقوں کی باڑھیں چلانا شروع کر دیں اور بے تحاشا گولیاں برسانے لگے بہت سے لوگ زخمی ہو کر گرے۔ باقی منتشر ہو گئے۔

۷۔ اس واقعہ کی خبر خود فوجیوں نے اور حکومت کے کارندوں نے آناً فاناً ہر اس جگہ پھیلائی جہاں فوجی اجتماع تھا۔ اور یہ کہا گیا کہ شہری لوگ فوجیوں پر پتھر برسا رہے ہیں۔ شہر کے اندر جہاں جہاں بھی فوج تھی۔ ان سے راہ چلتوں پر دکانداروں پر۔ مزدوروں پر۔ کھڑکی سے جھانکنے والے زن و مرد پر بغیر کسی تمیز کے گولیاں چلانا شروع کر دیں۔ نہ بوڑھے کا لحاظ کیا گیا نہ بچے کا۔

۸۔ بعض پلوں کے کٹہرے فوجیوں نے خود توڑ توڑ کر دریا میں گرا دئے۔ میں نے ایک سرکاری عہدیدار سے ان کا تذکرہ کیا۔ تو اس نے فرمایا۔ کہ ان کشمیریوں کو سزا دینے اور ان کی ہتھکڑی توڑنے کے لئے جس وجہ جو ان کی مرادہے اس کے لئے پلوں کے توڑنے کا الزام ضروری ہے۔ پھر کی جنگ میں دشمن پر ضرب لگانے کے لئے ہر چال جائز ہے۔"

۹۔ شہری آبادی کے ٹیلیفون کے سلسلے خود حکومت نے توڑ ڈالے محض اس لئے کہ فوج کی ظلم و تعدی کی بھنک بھی اس آبادی میں نہ پہنچے جہاں باہر کے سیاح آتے جاتے ہیں۔

۱۰۔ ۲۱ر مئی سے ۲۰ر مئی تک ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ دشمن کے مفتوحہ شہر پر حملہ اور قبضہ ہے۔ گویا ... گولیاں چلاتے۔ گھروں کو لوٹنے عورتوں کو ملنے کی کھلی اجازت تھی۔ صرف ایک بات خاص تھی۔ وہ یہ کہ لٹنے والے گویا

کا نشانہ بننے والے صرف مسلمان تھے۔ ان میں بچے اور بوڑھے بھی تھے اور عورتیں بھی کھڑکیوں میں سے جھانکنے پر گولی مار دی جاتی تھی۔

۱۰۔ زخمیوں کو اٹھانے کے لئے کسی شہری کو قریب نہیں آنے دیا گیا۔ زخمیوں اور مرنے والوں کو ذبح کئے ہوئے جانوروں کی طرح اٹھا کر فوجی لاریوں تک فوج والے ہی لاتے تھے۔ اور پھر اوپر تلے ان کو بھر دیتے تھے یہ خونی لاریاں جن میں ذبح شدہ انسان ٹھونسے گئے تھے شہر سے چھاؤنی کی طرف جاتی ہوئی اکثر نے دیکھیں۔

۱۱۔ اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ لاشوں کو پٹرول ڈال کر جلایا گیا لیکن تردید کرنے والوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ سینکڑوں زخمی اور بیسیوں مقتول کیا ہوئے۔ جن کو لاریوں میں بھر بھر کر چھاؤنی کی طرف لے جایا جاتا رہا۔ یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ زخمیوں کو کس ہسپتال میں داخل کیا گیا یا مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ مرنے والے مسلمانوں کے جنازے کس نے اور کہاں پڑھے۔ اور وہ کہاں دفن کئے گئے۔

۱۲۔ مسجدوں میں جوتوں سمیت فوجیں گھستی رہیں۔ خانقاہ معلیٰ میں جو ایک متبرک اور مقدس مقام ہے لاتعداد فوجی داخل ہوئے۔ وہاں صدیوں کے نایاب اور قیمتی تحفہ جات اور تبرکات تھے۔ جو مسلمانوں کا قومی خزانہ تھے۔ ان کو لوٹ لیا گیا۔ خانقاہ معلیٰ کے اندر بھی گولیاں چلائی گئیں جن کے نشانات میں نے خود دیکھے۔ اور فرش پر اور دیوار پر خون کے چھینٹے اندرون خانقاہ شہیدوں کے گواہ ہیں۔

۱۳۔ اندرون شہر کے پلوں پر گذرنے والے مسلمانوں کو چار پایوں کی طرح چار ہاتھوں پیروں پر چلنے کے لئے مجبور کیا گیا یہی نہیں بلکہ اکثر اوقات دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے اور ایک پاؤں اٹھا کر ایک ہی پاؤں پر پھدکنے پر مجبور کیا گیا۔ ایسے متعدد واقعات میں نے خود دیکھے۔ ایک عورت کہ جس کی گود میں شیرخوار بچہ اور سر پر پکے ہوئے چاولوں کی ہنڈیا تھی اسے دھکا دے کر زمین پر گرا دیا گیا۔ اور اس کی آہ وزاری پر ڈوگرہ بہادر قہقہے مارتے تھے یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

۱۴۔ عورتوں کی بے حرمتی اور عصمت بگاڑنے کے متعدد واقعات ہوئے۔ جب تک یہ واقعات مسلمان عورتوں تک محدود تھے حکام نے کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ مضحکہ اڑاتے رہے لیکن محترم پنڈتانیوں سے بھی یہی سلوک ڈوگروں نے روا رکھا، تو بڑے بڑے گنوان پنڈت کاک جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت سے فوج کو ہدایات دی گئیں۔ اور ان کے ساتھ پولیس اور ان کے ساتھ چند ذمہ دار سول افسر بھی مقرر کر دئے گئے۔ خود مجھ سے ایک ذمہ دار افسر نے ان واقعات کا اعتراف کیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ عذر کیا کہ جنگ میں ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں۔ کیا یورپ کی مہذب جنگ میں ایسا نہیں ہوا۔

۱۵۔ خبروں کو باہر جانے سے روکنے کے لئے پورا اہتمام کیا گیا۔ حتیٰ کہ بعض سیاسی خطوط بھی کھول لئے گئے۔ محکمہ تار نے بہت سے تار لینے سے انکار کیا۔ حالانکہ یہ محکمہ گورنمنٹ آف انڈیا سے متعلق ہے۔

۱۶۔ سیاحوں میں سے جن کے متعلق خیال تھا کہ شاید یہ چشم دید واقعات بیرون کشمیر بیان کریں۔ ان کو باقاعدہ جلدی سے مختلف تراکیب سے روک دیا گیا یا مختلف طریقے ان کو تنگ کرنے کے اختیار کئے گئے تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر خاموش رہیں۔

۱۷۔ پنڈت جواہر لال نہرو کو روکنے کے لئے محض اس لئے کوشش کی گئی تاکہ وہ سرینگر کے اصلی واقعات سے واقف نہ ہو جائیں کیونکہ خانقاہ معلیٰ میں ہر روز اجتماع ہوتا تھا ہر روز تقریریں کرنے کے بعد مسلمان رضاکارانہ گرفتار ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ ہر روز صدہا گھروں کی تلاشیاں اور بیسیوں گرفتاریاں ہر روز ہوتی تھیں۔

۱۸۔ ہر رات آگ بجھانے والے انجن پانی پھینکنے کے لئے جاتے تھے وہاں جہاں مکانوں کو نہیں بلکہ مکینوں کے دلوں میں اپنے مرنے والوں گرفتار ہونے والوں کے سبب غم کی آگ کا گمان ہوتا تھا۔

۱۹۔ پنڈت نہرو کے سرینگر آنے میں کوئی خطرہ نہیں تھا صرف یہ خطرہ تھا۔ کہ اگر اس طرح قائداعظم بھی آئیں گے تو لازماً حکام کشمیر کی دستگی اور تمام تشدد کا پردہ فاش ہو جائے گا۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ فی الحال پنڈت نہرو کو بھی نہ آنے دیا جائے تاکہ نظیر قائم ہو جائے۔ یہ امر مجھ سے ایک بڑے عہدیدار نے بڑے دبدبے کیساتھ بیان کیا۔

۲۰۔ پنڈت نہرو کے خلاف کالی جھنڈیاں حکومت نے خود تیار کرائیں۔ سرینگر کے ہندوؤں کو لالچ اور تخویف دونوں سے آمادہ کیا گیا۔ سر عام ان کو پیسے تقسیم کئے گئے ان کی پریڈ کرائی گئی کہ انہی روپے پر اس طرح جھنڈیاں بنائیں اور اس طرح گو بیک گو بیک کے نعروں سے اسکو دکھائیں۔

۲۱۔ جموں میں اعلانیہ ہندو بازاریوں کو دس دس پندرہ پندرہ روپے حسب ضرورت تقسیم کئے گئے۔ ان کو زرد رنگ کے جھنڈے حکومت نے خود دئے گئے۔ زرد رنگ کے دو تلواروں والے کپڑے کے بلے افسران پولیس نے ان کے بازوؤں پر ٹانکے اور زرد ہلدی کے ٹیکے ان کے ماتھوں پر لگا کر لاریوں میں لا کر راتوں رات سری نگر کی طرف روانہ کیا گیا یہ حقے ظاہر کرنے کے لئے لیا گئے کہ ڈوگرہ راجپوت مرنے مارنے پر تل گئے کہ زندہ واپس نہیں آئیں گے۔ ان لوگوں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دریافت حال حاصل معلوم کی۔“

میں چیلنج کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے بالکل سچ ہے۔ رائے بہادر کاک یا کوئی اور ان امور کی تردید کی جرأت نہیں کر سکتا۔

(انقلاب)

(بقیہ تاریخ اسلام از صفحہ ۲)

میں سبینے پر راضی کیا۔ (استیعاب ج ۲)

وفات کے وقت گھر کا پورا اثاثہ بیس بائیس درہم سے زیادہ نہ تھا۔ بستر بھی معمولی سا بچھونا تھا اور دو اینٹیں تکیہ بناتے تھے۔ اس پر بھی روتے تھے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساز و سامان ایک مسافر سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے اور میرا یہ حال ہے۔ یہ حالت زندگی کے ہر دور میں قائم رہی حتیٰ کہ مدائن کی گورنری کے زمانہ میں بھی آپ کا یہی حال تھا حسن بیان کرتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ پانچ ہزار تنخواہ پاتے تھے اور تیس ہزار نفوس پر حکومت کرتے تھے اس وقت بھی ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جس میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور اس کا آدھا حصہ اوڑھتے اور آدھا بچھاتے تھے (ابن سعد ج ۴) مذہبی تشدد کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کا بھی پورا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک روز اپنے اسلامی بھائی ابو درداء کے پاس شب باشی کا موقعہ ملا دیکھتے ہیں کہ وہ عبادت کے لئے اٹھتے ہیں (ابو درداء صائم الدھر و قائم اللیل تھے) فوراً روک دیا اور فرمایا کہ تم پر تمہارے رب، تمہاری آنکھ اور تمہاری بیوی سب کا حق ہے“ چنانچہ صبح کو یہ معاملہ آنحضرت صلعم کے پیش ہوا حضور نے فرمایا سلمان سچ کہتا ہے۔ (استیعاب)

سادگی ابو قلابہ راوی ہیں کہ ایک شخص سلمان کے یہاں گیا دیکھا کہ وہ بیٹھے آٹا گوندھ رہے ہیں پوچھا خادم کہاں ہے۔ کہا کام سے بھیجا ہے مجھکو یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ دو دو کاموں کا بار اس پر ڈالوں (ابن سعد)

فیاضی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنی ساری تنخواہ مستحقین میں تقسیم کر دیتے تھے اور خود چٹائی بن کر معاش پیدا کرتے تھے اور اسے بھی تین حصوں میں منقسم کرتے ایک تہائی اصل سرمایہ کے لئے رکھ لیتے۔ ایک تہائی بال بچوں پر خرچ کرتے اور ایک تہائی خیرات کرتے تھے۔ ارباب علم کے بڑے قدردان تھے جب کوئی رقم ہاتھ آ جاتی تو حدیث نبوی کے شائقین کو بلا کر کھلا دیتے تھے (ابن سعد)

وفات اور احباب کو وصایا عہد عثمانی میں بیمار رہ کر انتقال فرمایا۔ سعد ابن ابی وقاص کی درخواست پر انہیں وصیت کی کہ کسی کام قصد کرتے وقت فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو۔ دیگر احباب نے بھی نصیحت و وصیت کی خواہش کی فرمایا تم میں سے جس سے ہو سکے اس بات کی کوشش کرے وہ حج۔ عمرہ جہاد یا قرآن پڑھتے ہوئے جان دے اور فسق و فجور اور خیانت کی حالت میں نہ مرے (ابن سعد ج ۴)

ملخص از سیر الصحابہ ج ۲

اقتباس از ڈائری سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد

مؤرخہ ۴ رجب یا ۳ جون ۱۹۴۶ء۔ شمالی عراق کردستان کے مشہور شیخ محمود کے لڑکے بابا علی نئی وزارت میں وزیر کے منصب پر فائز ہوئے ہیں آپنے یورپ اور امریکہ میں تعلیم حاصل کی ہوئی ہے موصوف کی خدمت میں کتاب نیو ورلڈ آرڈر ہدیۃً ارسال کی گئی۔

۸ رجب المرجب ۱۳۶۵ء بمطابق ۷ جون ۱۹۴۶ء بروز جمعہ تبلیغی ڈائری از اخویم عبدالصمد صاحب برق مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء ملک معراج الدین صاحب محمودی معاینہ کے لئے تشریف لائے موصوف نے فرمایا کہ جو ٹریکٹ آپنے بذریعہ ڈاک مجھے بھجوائے تھے اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں عدم فرصتی کی وجہ سے بذریعہ خط جواب نہ دے سکا۔ پھر فرمایا کیا آپ فرقان پڑھنا پسند فرمائیں گے میں نے عرض کیا کہ فرقان کے چند پرچے قادیان سے کسی نامعلوم محمودی صاحب کی عنایت سے پہنچے تھے میں نے خود بھی غور سے پڑھے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی برائے مطالعہ دئے تاکہ آپ کے فرقان کی معقولیت کا اندازہ وانصاف پسند احباب کو لگ جائے سید عبدالرشید صاحب بھی ہماری گفتگو سن رہے تھے۔ فرمانے لگے جی ہاں ان نامعقولیت ہی نے تو دنیا کے سارے مسلمانوں کو جہنمی بنا رکھا ہے۔ یہ سنتے ہی محمودی صاحب کا چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ اور خجالت آمیز مسکراہٹ فرماتے ہوئے بولے باقی فرقان کے نمبر جانیہ بھیجکر بھجوا دونگا۔

۱۲ رجب ۱۱ جون بمنگل۔ ان دنوں ایک حق نما بڑا ہی مفید کام دے رہی ہے۔ السید عمران الرشادی صدر جمعیۃ الشبان الاندو دوکان پر تشریف لائے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مختلف امور پر گفتگو رہی اکھنڈ ہند و پاکستان دنیا کے مادی نظام اور نظام اسلامی پر دیر تک بحث رہی آخر پر وہ اس بات کو مان گئے کہ مادی نظام ہائے مروجہ دنیا کی مشکلات کا حل نہیں کر سکتے اور اسلام ہی ایک وہ واحد نظام ہے جس پر چل کر دنیا میں امن وامان صلح واطمینان قائم ہو سکتا ہے۔ جناب الاستاذ محمد معروف نافع المعری استاذ دار المعلمین العالیہ الوداع کے لئے دوکان پر تشریف لائے آپ مورخہ ۱۷ جون بروز پیر بذریعہ ہوائی جہاز قاہرہ تشریف لیجا رہے ہیں موسم گرما کے اختتام پر واپس تشریف لا دیں گے۔ گھنٹہ بھر دوکان پر بیٹھے مختلف پہلوؤں پر گفتگو رہی آپنے اپنا یہ مصمم ارادہ ظاہر فرمایا کہ مصر کے قیام کے دوران میں مینول آف حدیث کی شرح کا عربی ترجمہ مکمل کر کے شائع کرا دیں گے اور مقدمہ استاذ عباس محمود العقاد عضو مجلس الشیوخ سے لکھوائیں گے۔ آپنے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ علمائے ازہر سے مل کر جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق جو غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اسے دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

دُرِّ ثمین

دُعا } یسال احدکم ربہ حاجتہ کلھا حتیٰ یسال شسع نعلہ اذا انقطع۔ الترمذی۔

تم میں سے ہر ایک کو اپنی ساری حاجتیں اپنے رب سے مانگنی چاہئیں یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگنا چاہئے

مجلس سے اُٹھتے وقت دعا } اللھم اقسم لنا من خشیتک ما تحول بہ بیننا وبین معاصیک ومن طاعتک ما تبلغنا بہ جنتک ومن الیقین ما تھون بہ علینا مصائب الدنیا اللھم متعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احییتنا واجعلہ الوارث منا واجعل ثارنا علیٰ من ظلمنا وانصرنا علیٰ من عادانا ولا تجعل مصیبتنا فی دیننا ولا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا۔

(الترمذی)

(ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم جب کبھی کسی مجلس سے اُٹھنے لگتے تو یہ دعا پڑھتے) یا اللہ اپنا خوف ہمارے (دلوں) میں اتنا ڈال دے کہ وہ ہم میں اور ہمارے گناہوں میں حائل ہو جائے اور اپنی فرمانبرداری (کی توفیق اتنی) دے جو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور (اتنا) یقین عطا کر۔ کہ ہماری دنیا کی مصیبتیں اُس سے آسان ہو جائیں۔ اے اللہ ہمارے کانوں آنکھوں اور قوت سے اس وقت تک بہرہ مند رکھ جب تک کہ ہم جیتے رہیں۔ اور ہم میں سے ہمارے وارث بنا۔ اور ہمارا انتقام اس شخص سے لے جو ہم پر ظلم کرے۔ اور اس شخص کے مقابلہ میں جو ہم پر زیادتی کرے ہماری مدد کر۔ اور ہمارے دین میں مصیبت نہ پڑنے دے (یعنی ہمارے دین کو دین کے خدمتگاروں سے مدد فرما۔ اور دین کے خدمتگار پیدا کرتا رہو) اور نہ دنیا کو ہمارا بڑا مقصود بنا دیجئے دنیا بھی ہم دین کی خدمت کے لئے حاصل کریں) اور نہ ہمارے علم کی انتہاء بنا دیجئے ہم ہمیشہ تحصیل علم میں مشغول رہیں) اور ہمارے اوپر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

ذکر الٰہی } ما عمل العبد عملاً انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ تعالیٰ۔ مالک

اللہ کے عذاب سے بچانیوالا خدا کے ذکر سے بڑھکر اور کوئی عمل نہیں ہے۔

دنیا کی محبت } اذا احب اللہ عبداً احماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء

(الترمذی)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے اس طرح روکتا ہے (یعنی دنیا کی محبت اس پر سرد کر دیتا ہے) جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے روکتا ہے (جبکہ اس کا پینا اس کے لئے مضر ہوتا ہے)۔

دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے } حب الدنیا راس کل خطیئۃ وحبک الشئی یعمی ویصم۔ (ابو داؤد)

دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے (یعنی دنیا کی محبت میں انسان ہر جرم کے ارتکاب پر جرأت کرتا ہے) اور ایک (ہی) چیز کی محبت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے۔ (یعنی دنیا کی محبت انسان کو خود غرض بنا دیتی ہے اور حق گوئی سے باز رکھتی ہے)

مسلم وہ ہے } المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ۔

(صحیح بخاری)

مسلم وہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اسے ترک کر دے جس سے اللہ نے روکا ہے

مَلفُوظاتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

استجابتِ دُعا کی حقیقت

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھ استجابت دعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ استجابت کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اسکو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں۔ پس یہی سبب سیّد کی غلط فہمی کا ہے۔ اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ اُلوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھدیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلّ شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے

تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزارہا معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھکر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔

برکات الدعا صفحہ ۹، ۱۰

بہائیت کے خاکہ میں

چوہدری عبدالرحمان صاحب کی رنگ آمیزیاں

از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۳)

چوہدری عبدالرحمان صاحب نے ملان حسین کے بہائی مذہب کی حمایت اور اسلام پاک کی تردید اور تنسیخ میں جو دو کتابیں شائع کی ہیں ہوسکتا ہے کہ اس سے بعض ناواقف لوگوں کو دھوکہ ہو کہ بہائی مذہب بھی کوئی اسلام کا فرقہ ہے کیونکہ انھوں نے اس کی تائید میں جابجا قرآن مجید کی آیات کو پیش کیا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ ان دونوں کتابوں پر ایک مفصل ریویو کیا جائے اور پیش کردہ آیات کا صحیح اور علماء اسلام کے نزدیک جو مسلم مفہوم ہے اسے بتایا جائے اور چوہدری صاحب کے مظنونہ دلائل کی ایسی قلعی کھولی جائے کہ کسی شخص کو کبھی الٰہ دین کے اس چراغ یا بہائی مذہب کے متعلق کوئی دھوکہ نہ رہے۔

نفس کی شرارتیں

آپ نے اپنا مضمون مطالعہ نفس سے شروع کیا ہے چوہدری صاحب میرے نہایت عزیز دوست ہیں وہ سچ کہدینے سے ناراض نہ ہوں تو میں عرض کروں گا کہ اگر ان کتابوں کو غور سے مطالعہ کیا جائے تو ان دونوں کتابوں کا صحیح اور درست نام "نفس کی شرارتیں" ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں اگر میرے دوست نے علم النفس کا کبھی مطالعہ کیا ہے تو وہ کبھی میرے اس ریمارک سے ناخوش نہ ہوں گے نفسیات کے ایک بہت بڑے ماہر نے لکھا ہے۔

It is a fact that good hearted people can honestly deceive themselves. There exist a definite mechanism which can be used by one part of our mind (the subconscious) to deceive and mislead the other half of our intelligence (the conscious mind)

. . . .

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ نیک دل اشخاص اکثر نیک نیتی سے دھوکہ کا شکار ہو جاتے ہیں انسانی نفس کی تعبیر میں ہی یقیناً ایک میلان ایسا موجود ہے جسے ہمارے نفس کا ایک حصہ (یعنی تحت الشعور) نفس کے دوسرے نصف حصہ یعنی عقل کو گمراہ کرنے اور دھوکا دینے میں استعمال کر سکتا ہے۔

بائیبل میں یرمیاہ نبی کہتا ہے:-

The heart is deceitful above all things and desperately wicked, who can know it.

دل تمام کائنات سے بڑھکر حیلہ جو اور بحد فساد پذیر ہے اس کی تہ کو کون پہنچ سکتا ہے؟

بہائی مذہب الٰہ دین کا گم شدہ چراغ ہے

وہ لوگ جن کو بچپن میں والدین یا قریبی رشتہ دار پریوں اور جنوں کی کہانیاں زیادہ سناتے ہیں ان کا تخیل اور تصور ایک غلط راہ پر ترقی کر جاتا ہے ایسے لوگوں کے نفس تحت الشعور میں یہ کہانیاں مرکوز ہو جاتی ہیں یہ لوگ جوانی اور بڑھاپے میں بھی الٰہ دین کے چراغ کی تلاش میں رہتے ہیں جس کے رگڑ دینے سے وہ اپنی ہر ایک خواہش پوری کرلیں۔ بہائی مذہب الٰہ دین کے چراغ سے بڑھکر اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا ایک سرہان خیال ہے جس میں یہ لوگ مست ہیں جس شخص کے ضمیر پر ابھی تک نفس تحت الشعور سوار ہے وہ سمجھتا ہے محمد رسول اللہ صلعم کا لایا ہوا دین معرفت الٰہی اور تقوٰے حاصل کرنے کی مشکل گھاٹی ہے زمانہ اب آرام اور راحت پسند ہوگیا ہے نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ اکراہ اور جبر محض ہے دین میں بھی اب برقی لفٹ کی طرح آسانی ہونی چاہیئے، دین اور مذاہب کے جھگڑوں نے دماغ چاٹ لیا ہے اب میں بھی سچا تم بھی سچے کا ایک دین ہونا چاہیئے، زنا اور سود کی حرمت یہ نفس انسانی کے لئے ایک اور سوہان ہے؛ چھوڑو ان سب قسم کے جھگڑوں کو دنیا میں روپیہ کماؤ سود کھاؤ عیش لوٹو یہی جنت ہے نماز، روزہ حج اور مذہب کے بکھیڑے جو عیش میں خلل انداز ہیں یہی جہنم ہے اس کے علاوہ اور جہنم کوئی نہیں اگر ہو بھی تو وہ بھی مذہبی جھگڑوں کی آگ سے ہی دہکایا جائے گا اب اس الٰہ دین چراغ کی صداقت کے دلائل سنئے:۔

سود چونکہ دنیا میں عام ہوگیا زنا کا بازار بھی بالخصوص یورپ میں گرم ہوگیا لہٰذا رائے عامہ کا لحاظ رکھتے ہوئے نئے مذہب کو ان کے جواز کا فتوےٰ دینا چاہیئے پرانے زمانہ کا خدا کا خوف جو دل میں بیٹھا ہوا ہے اور دنیا کی شرم جو ابھی آنکھوں سے بالکل رخصت نہیں ہوئی زنا کا پورا لطف اٹھا لینے کے بعد بہائی بیت المال میں ایک معمولی سی رقم داخل کردو خدا کا خوف دل سے اور آنکھوں سے شرم جاتی رہے گی آخر گناہ دل کی کھٹک ہی کا نام ہے خدائی ٹیکس سے کھٹکا بھی دور ہوا۔ یہ ہے وہ الٰہ دین کا چراغ جس کی ایک رگڑ سے کل ثواب اور معرفت کی منزلیں دفعۃً واحدہ طے ہو جاتی ہیں اور دین و شریعت کی کل مشکل گھاٹیاں ہوا ہو جاتی ہیں۔

بہائی مذہب کی ارتقائی منزل

ہندوستان میں پہلے ہی سے ایک ایسا مذہب موجود ہے جسے بہائی مذہب کی ارتقائی منزل کا درجہ حاصل ہے ان کے ہاں زنا جائز۔ شراب جائز جوا جائز محرمات کا وجود نہ دارد اور پھر ان سب کے باوجود نجات کامل۔ ان کی چودہ سدھیاں (کمال روحانی حاصل کرنے کے طریقے) ایسے فواحش ہیں کہ جن کو ایک بازاری آدمی بھی آسانی سے اپنی زبان پر نہیں لاسکتا بہائی مذہب میں تو صرف ماں محرمات میں داخل ہے ان کے ہاں یہ قید بھی نہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کیوں جی آپ کے سچا ہونے کی کیا دلیل ہے اور مذاہب تو عبادت جپ تپ اور پاکیزگی اختیار کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اس نے کہا یہی ان کے باطل اور منسوخ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ کہنا کہ پاکیزگی اختیار کرو اور نجات پاؤ اس میں دہرم کی کیا خوبی ہوئی ہمارا دہرم وہ سمندر ہے جس میں دنیا کا گند پڑتا ہے کیا مجال جو گندہ ہو جائے۔ ہمارے ہاں پانی میں رہتے ہوئے کنول کی طرح انسان کا دامن کبھی تر نہیں ہوتا۔

مذہب میں آزادیاں

چودھری صاحب بھی فرماتے ہیں زمانہ بدل گیا۔ حالات میں انقلاب آگیا دنیا پرانی دنیا سے ایک ہزار سال آگے نکل گئی مگر وہی پرانا مذہب نجات دلائے اور وہی شریعت چلتی رہے یہ کیسے ہوسکتا ہے (یعنی دنیا کی ہوس۔ آرام و راحت کے سامان تعیش کے طریقے دن بدن ترقی کر رہے ہیں نئے مذہب کی رو سے انسان کو اس جنت ارضی کھل کر کھیلنے کی اجازت ملنی چاہیئے) پہلے لوگ لکڑی کی خطرناک سیڑھی پر چڑھتے تھے پھر آرام دہ پختہ سیڑھی استعمال کرنے لگے اب بجلی کی لفٹ سے فائدہ نہ اٹھانا بیوقوفی ہے۔ گویا مذہب کیا ہے وہ دکھ سے (جو جہنم ہے) آرام کی طرف (جو جنت ہے) آنے کا نام ہے ماشاء اللہ کیا افیم کی پینک ہے جس میں دین اور مذہب کی یہ تعریف ہوئی ہے سکولوں میں تو تعلیم کا قاعدہ آسان سے مشکل کی طرف جانے کا ہے خدا کو شاید اس کی مخالفت منظور ہے کہ مشکل سے آسانی کی طرف آرہا ہے دنیا کا کوئی اہم اور عظیم الشان مقصد بغیر دکھ اور انتہائی جدوجہد کے حاصل نہیں ہوسکتا اسی طرح خدا کی محبت کا تقاضا ہے کہ انسان اس کے ساتھ اپنے عشق کا ثبوت مجاہدات کی مشق سے صبر اور استقلال کے ساتھ دے نہ کہ لفٹ کے ذریعہ آسمان ترقی پر پہنچ جائے یا الٰہ دین کا چراغ رگڑا اور معراج حاصل ہوگیا گو اس معراج کی حقیقت ہیچ ہو انسان اپنے مقصد اور اپنے نصب العین کو بھولنے والی ہستی ہے جسے نماز۔ روزہ۔ حج اور جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ بار بار یاد دلانے کی ضرورت ہے کوئی انسان محض خیال سے پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ بہائی ہوتے ہی انسان کی نیچر تبدیل ہو جاتی ہے۔ بمبئی میں ہم نے بہائی دیکھے ہیں جن کو مذہب کی الف بے بھی نہیں آتی اگر یقین نہ ہو تو مہر محمد خاں شہاب سابق بہائی کو خط لکھ کر اس جماعت کی اندرونی حالت پوچھ لیجئے۔

مساوات نسل انسانی اور بہائی مذہب

مساوات اور اخوت نسل انسانی جس پر چوہدری صاحب نے اس قدر زور دیا ہے وہ اسلام میں آنحضرت صلعم کی بعثت سے لیکر اس وقت تک ایک ایسا کامل تخیل ہے کہ اس کے اوپر کوئی اور تصور قائم ہونا عقلاً محال ہے بہائی مذہب نے یا آپ نے نسل انسانی میں . . . .

Super human species

ہونے کا عقیدہ ظاہر کر کے مساوات کا بیڑا غرق کر دیا اور صاحب عصمت کبریٰ کے ہاتھ میں لوگوں کی عقل اور سمجھ کی نکیل دے کر انسان کو جانوروں سے بدتر بنا دیا مساوات کے تخیل میں ملان حسین بچارے نے یا آپ نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے خیال کی ادھوری نقل کی ہے فرمایا۔

بنی آدم اعضائے یکدگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

ایک درخت کی شاخوں کے ساتھ کل انسانی نسل کو تشبیہ دینے سے بڑھکر اس میں اتحاد و محبت کی روح نظر آتی ہے کہ کل انسان ایک جسم اور ایک جان ہیں کس طرح ایک عضو میں ایک کانٹا چبھ جانے سے سارے اعضاء بے چین ہو جاتے ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۲)

احباب جماعت لاہور کی خدمت میں

ضروری اطلاع

جماعت لاہور کی خدمت میں عرض ہے کہ میاں غلام محمد صاحب محصل کچھ عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں ان کی جگہ میاں عبدالشکور صاحب بٹ کو وصولی کے کام پر لگایا گیا ہے مگر غالباً وہ سب جگہ نہیں پہنچ سکتے اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے چندے جمعہ کے روز ادا کر دیا کریں یا کسی کے ہاتھ دفتر میں بھیجدیا کریں۔ محصل کی انتظار نہ فرمائیں۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۴ شعبان ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۰

روزہ اور اسلام

روزہ خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنیکا ایک ذریعہ ہے

قریبًا دنیا کے تمام مذاہب میں روزہ کے متعلق احکامات پائے جاتے ہیں لیکن اسلام نے روزہ میں جو مفہوم پیدا کیا ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ دوسرے مذاہب میں روزہ کو غم دکھ اور مصیبت کے اظہار کا ایک ذریعہ خیال کیا جاتا ہے غالبًا ان مذاہب والوں کا خیال ہے کہ اپنے آپ کو دکھ دینے سے خدا یا دیوتا خوش ہو جاتے ہیں اور انسان کی مصائب کو کم کر دیتے ہیں لیکن اسلام نے روزہ کا مفہوم بالکل بدل ڈالا اسلام کے ہاں روزہ ایک اپنی مرضی سے اختیار کی ہوئی اذیت نہیں ایک ایسی قربانی نہیں جو کسی مغلوب الغضب دیوتا کو خوش کرنے کے لئے کی گئی ہو بلکہ ایک عبادت ہے جس سے انسان کے روحانی قویٰ کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ رمضان کے روزے مسلمانوں پر اسلئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں میں روحانی . . . . اور اخلاقی طاقت پیدا ہو اور وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے اتنے بلند ہو جائیں کہ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائیں۔ قرآن مجید کی سورۃ توبہ اور سورۃ التحریم میں روزہ رکھنے والوں کو السائحون کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو سائح سے عبارت ہے جس کے معنی ہیں سیاحت کرنیوالا یعنی روزہ رکھنے والا ایک ایسا مسافر ہے جو روحانی منازل کو نہایت ہمت اور استقلال کے ساتھ طے کر رہا ہے۔ رمضان کے ذکر میں خدا تعالےٰ قرآن مجید میں اپنے قرب کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے چنانچہ روزہ کے احکامات کے ضمن میں ارشاد ہوتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔

ترجمہ:۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق دریافت کریں تو بیشک میں قریب ہوں میں دعا کرنیوالے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں ـــــ حدیث میں بھی اس بات پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے کہ روزہ محض خدا اور رسول کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کے لئے رکھنا چاہیئے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا " جو کوئی رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھتا ہے مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میری خوشنودی حاصل کرتا ہے"۔ روزہ خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ رمضان میں مسلمان خدا کو راضی کرنے کے لئے بھوک اور پیاس کو برداشت کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے صدق دل سے یقین رکھتا ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اس کی انسان کے ہر فعل پر نگاہ ہے اس لئے خدا کے احکامات پر عمل کرنا چاہیئے اور ان کی خلاف ورزی سے اجتناب کرنا چاہیئے یعنی مسلمان کے قلب میں خدا تعالیٰ کی موجودگی کا خیال اتنا قوی ہو جاتا ہے کہ وہ ہر وقت اس بلند اور برتر ہستی کو اپنے قریب پاتا ہے اور روحانی اقدار پر اس کا ایمان بہت مضبوط ہو جاتا ہے یعنی ارضی زندگی سے ہی شاندار روحانی زندگی کا ظہور ہوتا ہے۔ سارے سال میں قلوب پر زمینی آلائشوں کا ایک قشر سا پیدا ہو جاتا ہے روزہ انسانی قلب کو ان آلائشوں سے بالکل پاک کر دیتا ہے ایک مجاہد اور تبلیغی جماعت کو رمضان کے مبارک ایام سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنے تبلیغی نصب العین میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور گرنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ اے خدا ہم تیرے دین کی نصرت کے لئے تیرے حضور سر بسجود ہیں تو ہماری نصرت فرما ہم تیری نصرت کے بغیر دنیا میں کوئی کامیابی نہیں حاصل کر سکتے ــــــ آج مادی دنیا میں مادی شوکت اور مادی اقتدار کی جولانیاں ہیں لیکن روحانی اور اخلاقی لحاظ سے یہ دنیا بالکل لق ودق صحرا ہے جس پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں انسان مقام انسانیت سے گر کر اور شرف انسانیت سے محروم ہو کر جنگلی درندوں کی مانند ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ اے خدا ہمیں وہ نور قلب عطا فرما جس سے ہم ان مادیت کی تاریکیوں میں اخلاق اور روحانیت کی روشنی پیدا کر دیں اور مادہ پرستوں کو کھوئے ہوئے شرف اور مقام سے روشناس کریں۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے اس کے لئے جہاں دوسرے سامانوں کی ضرورت ہے وہاں قلب کی استعداد اور قوتوں کو پوری طرح سے نشوونما دینے کی بھی ضرورت ہے بغیر روحانی اور اخلاقی قوتوں کے عظیم الشان تبلیغی نصب العین بروئے کار نہیں آسکتا ہر ایک احمدی ایک مبلغ ہے اور عصر حاضر میں اسلام کا ایک مجاہد سپاہی ہے اس لئے اسے روحانیت اور اخلاق کی انقلابی قوتوں سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ وہ قوتیں ہیں جن کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی، وہ روحانی اور اخلاقی انقلاب جو انسانی قلب میں پیدا ہوتا ہے صرف اسی سے مادیت کے ایوانوں میں ایک تزلزل پیدا ہو سکتا ہے ہم صرف روحانیت کی طاقت سے اسلام کو دنیا پر غالب کر سکتے ہیں اور روحانی استعدادوں کو نشوونما دینے کا روزہ بہترین ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو لذت سجود سے آشنا کرے اور اپنے حضور گرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک احمدی نوجوان کی ایف ایس سی کے امتحان میں شاندار کامیابی۔

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمایوں اختر پسر محترم مولینا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے اس سال ایف ایس سی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں نہایت اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا ہے اور مسلمان طلباء میں بہت نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے اور اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء میں سب سے اول رہے ہیں ہم اس کامیابی پر محترم خاں صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو عزیز موصوف کے لئے اور سلسلہ کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

شکریہ احباب

خاکسار مدیر پیغام صلح کے دونوں بچے عزیز سجاد مسعود اور عزیزی قیصرہ بہت بیمار رہیں۔ بچوں کی علالت کی وجہ سے پیغام صلح کے گذشتہ دو پرچے ۲۴ و ۱۰ جولائی ایڈٹ نہیں کر سکا خدا تعالےٰ کے فضل اور احباب سلسلہ کی دعاؤں سے اب بچوں کو بہت افاقہ ہے خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو بقایا بہت جو بیماری کا اثر باقی ہے چند دنوں کے اندر اندر وہ بھی دور ہو جائے گا احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں شکر گزار ہونگا ــــــ بچوں کی اس بیماری کے زمانہ میں جن دوستوں اور بزرگوں نے عیادت فرمائی اور اظہار محبت و ہمدردی فرمایا اور انتہائی اخلاص اور جذبہ محبت سے لبریز مکتوب بھیجے ان کا میں تہ دل سے شکر گذار ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین خصوصًا اخویم مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے مکتوب نے میرے قلب پر غیر معمولی اثر کیا ڈاکٹر صاحب موصوف نے باوجود اپنی ذاتی پریشانیوں اور مشکلات کے جس محبت اور خلوص سے مجھے یاد فرمایا اس کو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے پریشانیوں سے نجات دے اور پیش از پیش خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے آمین ـــــ بیماری کے شروع میں محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے بچوں کا علاج نہایت شفقت اور ہمدردی سے کیا اور ڈاکٹر صاحب کے باہر تشریف لے جانے کے بعد محترم جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب بچوں کا علاج بڑی توجہ اور محبت سے کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ ان

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

سانحۂ ارتحال اخویم ایس عبید اللہ صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیر آباد اطلاع دیتے ہیں کہ امانت اللہ صاحب پسر مستری عبدالکریم صاحب ٹھیکیدار وزیر آباد بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہ کر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت ہی نیک اور صالح نوجوان تھے اور خدمت دین کا غیر معمولی جوش اپنے دل میں رکھتے تھے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے والدین سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور والدین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعلان نکاح ایس عبدالصمد صاحب سرینگر کشمیر سے اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ ۱۴ ار جولائی ۱۹۴۶ء کو اخویم مسٹر محمد امین صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کا نکاح ہوا۔ نکاح حضرت مولینا صدر الدین صاحب نے پڑھایا خطبہ نکاح نہایت بصیرت افروز تھا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اس موقعہ پر امین صاحب نے مبلغ گیارہ روپے اشاعت اسلام کے لئے بطور شکرانہ انجمن کو دیئے ہیں۔ جو اک عرصہ سے جماعت کے بہت سے دوست بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات کا شکار ہیں۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی صحت اور آسودگی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں اور اپنی دعاؤں میں خاص طور پر انہیں یاد رکھیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

آنحضرت صلعم کی عظیم الشان قیادت

روحانی لیڈر اور مادی لیڈر کی قیادت میں فرق

آنحضرت صلعم کی قیادت بلند مقام پر پہنچا دیتی ہے

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حقیقی مفہوم

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۶ء

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

رسول اللہ میں تمہارے لئے پیروی کے قابل خوبیوں سے بھرا ہوا نمونہ ہے

لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا

اُس شخص کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے (الاحزاب ۲۱)

انسانی نظام اور لیڈر انسانی نظام کی بنیاد ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ یہ کسی لیڈر کسی رہنما کا محتاج ہے ایسے لیڈر اور رہنما دنیا کی ہر قوم میں ہر ملک میں ہر زمانہ میں نظر آتے ہیں چاہے گزشتہ تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لو چاہے آج اس زمانہ کی حالت کو دیکھ لو ان کے اندر خدا نے اس قدر طاقت رکھی ہوئی ہے کہ ایک دنیا کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہٹلر نے جرمن قوم کو اس طرح مسحور کیا کہ وہ آنکھیں بند کرکے اس کے پیچھے لگ گئی گو آخر کار اس لیڈر کی بدولت وہ تباہی کے اتھاہ گڑھے میں جا پہنچی۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کے اندر کوئی زبردست قوت تھی جس کی وجہ سے جرمن قوم اس کے پیچھے لگ گئی۔ سٹالن نے اپنی جگہ ایک قوم کو اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے اس کے اندر بھی یقیناً کوئی زبردست قوت موجود ہے گو اس قوم کا انجام کیا ہوگا اس کو کوئی نہیں جانتا۔

نبی کریم صلعم کی پیروی کے شاندار نتائج اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تمہارے لئے ہم نے رسول اللہ کو ایسا لیڈر ایسا رہنما بنا کر بھیجا ہے جس کی پیروی سے تم خوبیوں کے مالک ہو جاؤ گے۔ وہ تمہیں نقصان اور بربادی اور ہلاکت کی طرف نہیں لے جائیگا تمہارے اندر اگر اس کے پیچھے چلو کمالات پیدا کر دے گا۔ یہ بڑا بھاری دعوےٰ ہے۔ جو شخص اپنی زبردست قوت سے قوم کو اپنے پیچھے لگا لیتا ہے وہ بعض وقت قوم کو تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتا ہے اور بعض وقت اچھی باتوں اور کامیابی کی طرف لے جاتا ہے تو جو رہنما اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے اس کے متعلق سب سے پہلے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ وہ تمہیں ہلاکت سے بچائے گا اور عظیم الشان خوبیوں کا مالک بنا دے گا۔ اور یہ دعوےٰ ایسا تھا جو رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ہی پورا ہو گیا۔ کس پست مقام سے آپ نے اپنی قوم کو اٹھایا اور کس بلند مقام پر پہنچایا کہ نہ ان کی پہلی پستی کی کوئی دوسری نظیر دنیا میں ملتی ہے نہ ان کی دوسری بلندی کی نظیر دنیا میں نظر آتی ہے۔ پہلے درجے کی جاہل اور وحشی قوم۔ ایک ذلیل اور محکوم قوم۔ آپس میں لڑنے جھگڑنے والی قوم فسق و فجور میں مبتلا قوم کو اعلیٰ درجہ کے علوم اور تہذیب کا مالک۔ دنیا کا فاتح۔ اپنے اتحاد اور یگانگت میں بے نظیر نیکی اور تقویٰ کے نمونے ہیں۔ خدمت خلق میں دنیا کا معلم بنا دیا۔

طوفانی لیڈروں کا انجام اور پھر یہ کمال کہ یہ صرف اپنی زندگی تک ہی نہیں کیا بلکہ صدیوں تک آپ کی قوم ترقی کرتی چلی گئی۔ بعض طوفانی لیڈر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ آج دنیا میں ان کا شور اور غلغلہ ہے تو کل اپنی زندگی میں یا موت کے بعد پستی میں جا پہنچتے ہیں اور ان کی قوم آج ان کی زندگی میں اوج ترقی پر پہنچ گئی ہے تو کل ان کے ختم ہونے کے ساتھ ہی اس قوم کی ترقی بھی پستی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کا عروج و زوال مگر رسول اللہ وہ رہنما ہے جس کے بعد آپ کی قوم صدیوں تک ترقی ہی کرتی چلی گئی اور ایک رنگ میں آج بھی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ ہاں جب تک اس قوم نے آپ کی پیروی کو خود ہی نہیں چھوڑ دیا اس کا قدم دنیا میں ہر طرح آگے ہی آگے تھا۔ مسلمان قوم بھی بالآخر پستی کی طرف آئی مگر کب۔ جب رسول اللہ کو اپنا رہنما سمجھنے کی بجائے دوسروں کو رہنما سمجھ لیا۔ حتیٰ کہ اس زمانہ میں آکر مسلمان قوم دجال کو اپنا رہنما بنا بیٹھی ہے۔ گو منہ پر رسول اللہ کا نام ہے مگر رہنمائی کا مقام یورپ کو دیا ہوا ہے۔ بہرحال دوسرا کوئی لیڈر نہ تو اپنی قوم کو اتنے بلند مقام پر پہنچا سکا جس پر رسول اللہ صلعم نے پہنچایا نہ اتنی صدیوں تک کوئی اپنی قوم کو اس قدر بلند مقام پر رکھ سکا یہ دونوں باتیں آیت قرآنی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہی ہیں۔

روحانی لیڈر اور مادی لیڈر مگر یہاں قابل غور ایک اور امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا لقد کان لکم فی محمد اسوۃ حسنۃ بلکہ یوں فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حالانکہ جب کسی شخص کی لیڈری یا رہنمائی کا ذکر کیا جائے تو وہ اس کا نام لیکر ہی ذکر ہونا چاہیئے۔ اس کے نیچے ایک عظیم الشان حقیقت ہے۔ محمد صلعم تو ایک انسان ہیں جو دنیا میں پیدا ہوئے اور اس قابل تھے کہ دنیا کے لیڈر اور رہنما بنتے مگر رسول اللہ ہونا ایک مرتبہ ہے جو خدا نے آپ کو دیا تو آپ کی حیثیت ایک دنیوی رہنما کی نہ رہی بلکہ آپ ایک اخلاقی اور روحانی رہنما بھی بن گئے اور یہ وہ مقام ہے جو دنیوی رہنماؤں کو کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ جو لیڈر آپ کو دنیا میں نظر آئیگا اس کا کمال صرف یہی ہوگا کہ دنیوی رنگ میں اپنی قوم کو ایک بلند مقام پر پہنچا دے گا اخلاقی اور روحانی رنگ میں بسا اوقات وہ خود بھی گرا ہوا ہوگا اور اخلاقی یا روحانی انقلاب تو دنیا میں وہ کبھی پیدا ہی نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک بھی مثال نہیں کہ دنیا میں کسی لیڈر یا رہنما نے جو خدا کی طرف سے نہیں آیا کبھی کوئی اخلاقی یا روحانی انقلاب بھی پیدا کیا ہو۔ ان کے مدنظر صرف دنیا ہوتی اور دنیا تک ہی ان کی نظریں محدود ہوتی ہیں وہ بیشک اپنی قوم کو بلند مقام پر پہنچا سکتے ہیں مگر وہ صرف دنیوی طور پر بلند مقام ہوتا ہے اور اخلاقی اور روحانی طور پر وہ بعض وقت اپنی قوم کو اور بھی نیچے گرا دیتے ہیں۔ سٹالن نے دنیوی رنگ میں کتنا بڑا کام کیا مگر وہ بڑا کام صرف انسان کی جسمانی ضروریات تک محدود ہے۔ روٹی تک محدود ہے اخلاقی رنگ میں روحانی رنگ میں اس نے اپنی قوم کو اور بھی نیچے گرا دیا ہے کیونکہ تھوڑا بہت جو لوگ خدا کا نام لیتے تھے وہ بھی باقی نہ رہا اور اباحت اور فسق و فجور کے دروازے کھل گئے۔

نبی کریم صلعم کی دو حیثیتیں تو آنحضرت صلعم کی دو حیثیتیں ہیں اور دونوں حیثیتوں میں آپ ایک زبردست رہنما نظر آتے ہیں۔ پہلی حیثیت محمد ہونے کی حیثیت ہے۔ اس وقت بھی آپ کو اپنی قوم کی ضرور فکر تھی مگر صرف ان کے جسمانی ضروریات کے لحاظ سے دوسری حیثیت رسول اللہ ہونے کی حیثیت ہے جس میں آپ کی اس فکر کے ساتھ ایک دوسری فکر کا اضافہ ہوا اور وہ فکر تھی نہ صرف عرب کی اخلاقی اور روحانی حالت کی بلکہ ساری دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت کی۔

رسالت سے پہلے آنحضرت کی حیثیت رسالت ملنے سے پہلے بھی آپ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی اور وہ حیثیت کیا تھی اس کا پتہ آپ کے اسرار کی سب سے زیادہ واقف حضرت خدیجہ رض سے ملتا ہے۔ جب آپ کو رسالت کا پیغام ملتا ہے اور دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت کو درست کرنے کے لئے آپ کو کھڑا کیا جاتا ہے تو آپ اس عظیم الشان ذمہ واری سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور کانپتے کانپتے گھر پہنچتے ہیں۔ اخلاقی اور روحانی اصلاح اور وہ بھی صرف اپنی قوم کی نہیں بلکہ سارے عالم کی اتنی بڑی ذمہ واری کا کام۔ دل میں یہ خیال گذرتا ہے میں اس کام کو کس طرح کر سکتا ہوں انسان یہ تو کر سکتا ہے کہ دنیوی رنگ میں ایک قوم کو بلند مقام پر پہنچا دے مگر اخلاقی اور روحانی انقلاب پیدا کرنا یہ تو انسان کے بس کی بات نہیں ایک آدمی کی اخلاقی اصلاح اپنے بیٹے کی اخلاقی اصلاح باپ نہیں کر سکتا ساری قوم کی اخلاقی اور روحانی اصلاح نہیں عرب و عجم کی اخلاقی اور روحانی اصلاح یہ اتنا بڑا کام تھا کہ محمد صلعم جیسا عظیم الشان انسان بھی کانپ اٹھتا ہے۔ آپ کانپ اٹھے اور وہ کوئی فرضی کانپنا نہ تھا انسان بعض وقت کہدیتا ہے کہ میں فلاں بات کو دیکھ کر کانپ اٹھا وہ ایسی زبردست کپکپاہٹ تھی کہ دیر تک گھر میں کپڑا اوڑھے لیٹے رہے تو وہ کپکپاہٹ دور ہوئی اور طبیعت میں سکون پیدا ہوا تو اپنی محرم راز سے کہا لقد خشیت علیٰ نفسی میں ڈرتا ہوں کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا اتنی بڑی ذمہ داری کس طرح اٹھا سکوں گا۔

یہاں پر حضرت خدیجہ رض نے جو فرمایا وہ رسول اللہ صلعم کی نہیں بلکہ محمد صلعم کی زندگی کا مرقع ہے فرماتی ہیں اور پانچ چھوٹے چھوٹے فقروں میں بتا دیا کہ محمد صلعم اب تک کیا کرتے رہے ہیں

(۱) انک لتصل الرحم

(۲) وتحمل الکل۔

(۳) وتکسب المعدوم

(۴) وتقری الضیف

(۵) وتعین علیٰ نوائب الحق۔

ہر ایک احمدی یہ فقرے حفظ کرے میں چاہتا ہوں کہ یہ فقرے ہر ایک احمدی ہر ایک مسلمان حفظ کرلے اور ان کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ ان پانچ فقروں میں حضرت خدیجہ رض نے کمال انسانی کی حقیقی صفات کو جمع کر دیا ہے۔ اور اسی لئے ان باتوں کا نتیجہ آپ نے یہ بتایا کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا کبھی ناکام نہیں کرے گا آپ نے ایک رنگ میں تو کمال پہلے ہی حاصل کیا ہوا ہے تبھی خدا نے آپ کو ایک دوسرے کمال کی طرف بلایا ہے دنیوی رنگ میں ہمدردی مخلوق جہاں تک انسان کر سکتا ہے اس پر آپ کی چالیس سالہ زندگی گواہ ہے آپ کی سب سے بڑی

راز دان بیوی گواہ ہے۔ وہ بیوی جو اپنے خاوند کی تمام کمزوریوں سے واقف ہوتی ہے اسے بھی سوائے کمالات کے آپ کے اندر کچھ نظر نہیں آتا تو گویا حضرت خدیجہ کا استدلال یہ تھا کہ جس انسان نے اپنی قوم کی دنیوی اصلاح کو کمال تک پہنچایا ہوا ہے وہ اب ان کی دینی اور اخلاقی اصلاح کو بھی کمال تک پہنچا دے گا اس لئے کہ خدا اسے اس مقام پر کھڑا کر رہا ہے۔

آنحضرت صلعم کے پانچ کمالات

وہ پانچ کمالات کیا ہیں اوّل صلہ رحمی۔ قریبیوں کے حقوق کا ادا کرنا سب سے زیادہ تعلق تو انسان کو اپنے قریبیوں سے ہی پڑتا ہے۔ اور سب سے زیادہ جھگڑے بھی قریبیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کو اگر کسی کی گردن مروڑنے کا موقعہ ملتا ہے کسی کا حق دبانے کا موقعہ ملتا ہے تو وہ سب سے پہلے قریبیوں کا ہی ہوتا ہے بلکہ سب سے پہلے بھائی بھائی کے حق کو دباتا ہے کہ اپنے نفع کی خاطر اسی کو نقصان پہنچاتا ہے مگر آپ نے اپنے کسی قریبی کا حق کبھی نہیں دبایا کسی کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ قریبی کی خدمت کی **دوم** ناتوانوں کا بوجھ اُٹھانا۔ اس میں غریب۔ یتیم۔ بیوہ۔ بیکس سب کی امداد آجاتی ہے اس میں بیمار کی خبرگیری بھی آجاتی ہے۔ اس میں بچوں اور نوجوانوں کی خبرگیری بھی آجاتی ہے دنیا کی لیڈری اور رہنمائی کا سب سے بلند مقام انہی لوگوں کو حاصل ہے جو ناتوانوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ یوں تو آج ننانوے نہیں تو بچانوے فی صدی لیڈر ایسے ہوں گے جن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اپنا پیٹ بھریں مظلوم اور ناتوان بیشک جہنم میں جائیں مگر بعض بے نفس بندوں کو بھی خدا لیڈر بناتا ہے تو ان کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ طاقتوروں کے مالداروں کے آگے جھکنے کی بجائے ناتوانوں کی فکر کریں۔ **سوم** جن کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دینا انسان مال کماتے اور اپنے نفس پر نہیں ان ناداروں پر خرچ کرے جو کما نہیں سکتے یہ ہمدردی انسانی کے رنگ میں انسان کا کمال ہے **چہارم** مہمان نوازی یہ خلق تو آج دنیا سے مفقود ہے **پنجم** حادثات میں حق کی امداد۔ قضا و قدر کی طرف سے جو بعض مصائب لوگوں پر آجاتی ہیں ان میں حق کی امداد کرنا بعض تکلیفیں انسان پر اس کے ظلم و ستم کی سزا کے طور پر آتی ہیں۔ بعض اس کی تربیت کے لئے آتی ہیں۔ آپ صرف حق کے حامی اور مددگار تھے۔ اور دوسری روایت میں ایک اور صفت کا بھی ذکر ہے وتصدق الحدیث ہمیشہ سچ بات کہتے ہیں۔ دنیوی لیڈروں کی طرح جھوٹ بول کر کام نہیں نکالتے اور جو کہیں اسے سچ کر دکھاتے ہیں کسی سے جھوٹا وعدہ نہیں کرتے۔ صداقت آپ کا وہ نمایاں جوہر تھا جس کے سامنے دشمنوں کو بھی سر جھکانا پڑتا تھا۔

رسالت سے قبل ہمدردی انسانی کا کمال

تو معلوم ہوا رسالت سے پہلے محمد صلعم ہمدردی انسانی کے کمال کو حاصل کر چکے تھے ایک رہنما کے اندر جو بہتر سے بہتر صفات ہونی چاہئیں وہ آپ میں سب موجود تھیں۔ ایک دنیوی رہنما اس مقام تک پہنچ کر اگر کسی کو اتفاقیہ یہاں تک پہنچنا نصیب ہو یہ سمجھتا ہے کہ اس نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ تو یہ کمال محمد صلعم کو رسالت سے پہلے حاصل تھا۔ اب رسول اللہ ہونے کا مرتبہ اس سے بلند تر ہے اس میں ہمدردی صرف خلق خدا کی جسمانی ضروریات تک محدود نہیں رہتی بلکہ ان کی اخلاقی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کی فکر ہوتی ہے اور سب سے بلند یہی فکر ہوتی ہے۔ آج لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بیماروں کے لئے ایک ہسپتال بنا دیا ایک خیرات خانہ قائم کر دیا ایک سکول یا کالج بنا دیا اس سے بڑھکر انسان دوسرے انسان کے لئے اور کیا کر سکتا ہے محمد صلعم کو جو یہ سب کمال حاصل کر چکے تھے رسالت کے مقام پر کھڑا کر کے اللہ تعالےٰ نے یہ بتا دیا کہ انسان کی سب سے بڑی ہمدردی وہ ہے جو اس کی اخلاقی اور روحانی اصلاح سے تعلق رکھتی ہے۔

اعلائے کلمۃ الحق کا بلند مقام

آج بھی اگر ہمارا ایمان اس آیت پر ہو لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تو ہمیں سمجھ آجائے کہ قرآن کا دنیا میں پہنچانا اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا۔ ان کے اندر روحانیت کا جذبہ پیدا کرنا یہ وہ مقام ہے جس کی طرف رسول اللہ نے بلایا اگر ہم یہ کام نہیں کرتے تو دوسرے کام تو دنیادار بھی کرتے ہیں کیا ہندوؤں اور عیسائیوں میں ہمدردی کا جذبہ نہیں کیا دہریوں میں ہمدردی کا جذبہ نہیں ان کے ہاں شفاخانے نہیں۔ کیا یتیم خانے نہیں؟ اگر ہم نے اپنی ہمت اور قوت کو ان باتوں تک محدود کر دیا ہے کہ کسی غریب کی امداد ہو جائے کسی بیمار کی خبرگیری ہو جائے تو حالانکہ بہت ہی اچھے کام ہیں مگر اس مقام پر نہیں پہنچاتے جس کا ذکر فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں ہے

جو مقدم کو مقدم نہیں کرتا وہ گھاٹے میں ہے

محمد صلعم رسول اللہ بن کر ساری قوت اس بات پر لگ گئی کہ خدا کا پیغام دنیا کو پہنچایا جائے خدا پر ایمان پیدا کیا جائے، خدا سے تعلق پیدا کیا جائے اور یہاں یہ حالت ہے کہ کسی کو کہا جائے کہ تبلیغ اسلام کے لئے چندہ آپ نہیں دیتے یا اتنا تھوڑا کیوں دیتے ہیں تو جواب ہوتا ہے کہ ہم فلاں غریب کی امداد کرتے ہیں ہم کو فلاں عزیز کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب اچھے کام ہیں لیکن جو مقدم کو مقدم نہیں کرتا وہ گھاٹے میں ہے شاید وہ محمد صلعم کے اسوہ کی پیروی کرتا ہو حالانکہ یہ کام وہ بھی کرتے ہیں جو محمد صلعم کو اپنا رہنما نہیں مانتے۔ مگر خدا ہمیں رسول اللہ کی پیروی کے لئے بلاتا ہے۔ غربا کو دو ضرور اور بیماروں کی خبرگیری کرو ضرور کرو یتیموں اور بیواؤں کو دو ضرور دو شفاخانے قائم کرو ضرور کرو یتیم خانے قائم کرو ضرور کرو سکول اور کالج بناؤ ضرور بناؤ۔ مگر ان سب سے بڑھکر جو چیز ضروری ہے اسے مسلمانوں نے بھلا رکھا ہے ہاں ابھی تک احمدیوں نے بھی بھلایا ہوا ہے وہی چیز سب پر مقدم ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے یہی معنے نہیں کہ دینی اغراض کو اپنی دنیوی اغراض پر مقدم کروں گا بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ دنیوی اصلاح اور جسمانی رنگ کی خدمات کے کام پر دینی رنگ میں خدمات کو مقدم کروں گا۔ سب سے پہلے تبلیغ اسلام کی فکر کرو اس کے بعد دوسرے سب فکر کرو جماعت کی ترقی کی فکر کرو غربا کی خبرگیری کی فکر کرو۔ شفاخانے بنانے کی فکر کرو مگر سب پر مقدم اس بات کو کرو کہ تمہارے مالوں کا ایک خاص حصہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے تبلیغ دین کے مرکز قائم کرنے میں لگے۔ میں جانتا ہوں جس دن احمدیہ جماعت کو یہ بات سمجھ آجائے گی خدا نے ان میں سے بعض کو اتنا مال دیا ہے کہ ایک ایک آدمی ایک ایک تبلیغ کا مرکز قائم کر دے گا۔

اے خدا تو اس جماعت کے دلوں میں اس کام کی اہمیت کا احساس پیدا کر اور انہیں یہ توفیق دے کہ وہ اس کام کے لئے دیوانہ وار بڑھیں جو رسول اللہ کا اصل کام تھا یعنی دعوت الی الاسلام۔

ایک مخلص نوجوان دوست کا ایثار

بابو محمد جمیل احمد صاحب حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

وہ اب لاہور اسٹیشن سے ٹکٹ کلکٹر کی پوسٹ سے گریڈ ۱ سے گریڈ ۳ میں وزیر آباد اسٹیشن پر بطور اسسٹنٹ کیرج کلینگ آفیسر متعین ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یک لخت ۱ گریڈ سے ۳ گریڈ میں ترقی دے دی۔ اس پر انھوں نے اپنا ماہوار چندہ دسواں حصہ سے آٹھواں حصہ کر دیا ہے اور پچاس روپیہ برلن مسجد کی مرمت کے لئے پانچ روپے ماہوار قسط کے ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا ہے؛

اللہ تعالیٰ اس مخلص دوست کو جزائے خیر دے اور دوسروں کو ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ان کا یہ ایثار واقعی قابل تقلید ہے۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

مکتوب بغداد

مخزم سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

بغداد سے تحریر فرماتے ہیں:۔

مورخہ ۲۵ رجون۔ ایک انگریز خاتون کپڑے سلوانے کی غرض سے دکان پر تشریف لائی جس وقت آرڈر بک پر دستخط کئے تو اپنا نام مادام جعفر مہدی لکھا۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو قبول اسلام پر مبارکباد پیش کر سکتا ہوں؟ مسکرا کر فرمایا کہ سنہ ۱۹۳۸ء میں مجھے جنرل ہملٹن نے مسلمان کیا تھا۔ میرے شوہر شیعہ فرقہ جعفری سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میں اس وقت تک سنی فرقہ اسلام پر قائم ہوں، موصوفہ کو مندرجہ ذیل ٹریکٹ دئے:۔

1. Islam's message to Europe and America
2. A Living Religion and Living Prophet
3. The Prophet of Islam

اوّل الذکر ٹریکٹ میں جب حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ کے اسم گرامی پر موصوفہ کی نظر پڑی فوراً ہی نام پر انگلی رکھتے ہوئے فرمایا کہ ان کا ترجمۃ القرآن انگریزی میرے پاس موجود ہے۔ میں آپکے عطا کردہ ٹریکٹ ضرور پڑھوں گی۔

مورخہ ۲۶ رجون سنہ ۱۹۴۶ء آج ڈاکٹر افلاطون کو بذریعہ ٹیلیفون کہا کہ انگریزی قرآن عرصہ دو ماہ ہوئے آپ برائے مطالعہ لے گئے تھے۔ واپس فرما دیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف ایرانی النسل ہیں۔ آپ نے عراقی [illegible] لیا ہوا ہے۔ عربی فارسی۔ انگریزی زبانوں پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ آپ نے ٹیلیفون پر ہنس کر فرمایا کہ یہ نعمت عظمیٰ انگریزی ترجمہ جو کہ حضرت مولانا محمد علی کی قلم سے ہوا ہے مجھ میں ایک غیر معمولی تبدیلی اور احساس پیدا کرنے کا باعث ہوا ہے۔ اس سے قبل میں نے ڈاکٹر سیل کا ترجمہ کردہ انگریزی قرآن کا مطالعہ کیا تھا۔ مگر یہ ترجمہ چیزے دیگر است میخواہم کہ برائے جمعیت الشبان المسلمین را ہدیۃً بخانم تا چشم و گوش ایشاں وا میشود ہر چہ اجرت این است باید خودم خدمت شما میرسانم۔

مکتوبِ امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

ڈلہوزی - دارالسلام ۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۴۶ء

برادرانِ محترم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلنے والے ہیں یہ موقعہ ہمارے ہاتھوں سے یونہی نہ نکل جائے بلکہ ہم اپنے راتوں اور دنوں کے مجاہدہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کریں ۔

(۱)۔ رمضان کی راتوں کا مجاہدہ

یہ وہ مبارک ایام ہیں جن میں سب لوگوں کو پچھلی رات اُٹھنے کی توفیق ملتی ہے جو صحیح حدیثوں کے رو سے قبولیت دعا کا وقت ہے۔ اس وقت سب مل کر دعا کریں اس سے بہتر اجتماعی دعا کا اور کوئی موقعہ نہیں مل سکتا ۔

یہ وہ مبارک ایام ہیں جب ہر انسان اس کوشش میں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرے، اسلئے وہ خدا سے بہت قریب ہوتا ہے اور خدا بھی اس سے قریب ہوتا ہے اس سے بہتر قبولیت دعا کا موقعہ نہیں مل سکتا۔

اس قبولیت دعا کی گھڑیوں میں خدا کی رضا کی طلب کو دل میں لئے ہوئے۔ سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے میں اس کے کلام کو دنیا میں پہنچانے میں، اس کے دین کو دنیا میں پھیلانے میں کامیاب کرے ۔

اور ہمیں یہ پہلا قدم اُٹھانے کی توفیق مل جائے کہ ۱۹۴۶ء کے ختم ہونے سے پہلے ہمارے دس مشن کھل جائیں ۔

(۲) رمضان کے دنوں کا مجاہدہ

ہم سب مل کر کوشش کریں کہ اس جہاد دینی میں ہم سب کا قدم ایک فوج کی طرح اکٹھا اُٹھے ۔ اپنی اپنی طاقت کے مطابق ہم سب اپنا زور لگانے والے ہوں اور اس کا پہلا قدم یہ ہو کہ ساری جماعت اپنے آپ کو اس سطح پر لے آئے کہ ان کے مالوں میں ایک مقررہ حصہ خدا کے دین کے لئے ہو اور دوسرا قدم یہ ہو کہ ہم دوسروں کو اس کارِ ثواب میں شامل کرنے کی کوشش کریں ؛

خاکسار - محمد علی

بچت فنڈ کی صندوقچیاں

بعض احباب بچت فنڈ کی صندوقچیاں طلب فرماتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ دفتر میں بچت فنڈ کی صندوقچیاں ختم ہو چکی ہیں، نئی صندوقچیوں کا انتظام زیر غور ہے احباب اپنے اپنے گھروں میں بجائے صندوقچیوں کے کسی برتن یا ڈبے کا استعمال کر سکتے ہیں، صندوقچیاں تیار ہونے پر بھیجدی جاویں گی ۔ (مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

(بقیہ از صفحہ ۲)

حقیقت عالم کی حقیقت اس کتاب میں بیسیوں علمی غلطیاں ہیں نہایت مختصر الفاظ میں ان کا ذکر کرتا ہوں کیونکہ یہ اصل مضمون نہیں یہ ایک رہگزار ہے جس پر یہ بہائی مذہب کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں ۔

(۱) **صفحہ ۱و۲** - مطالعۂ نفس ، میں غلطی یہ ہے کہ آپ نفس انسانی میں علم کو محض مانتے ہیں حالانکہ انسان کا ہر ایک علم اس کے حواس کے ذریعہ اس کے دماغ میں ریکارڈ ہوتا ہے فرمایا واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لاتعلمون شیئا - وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ یہ حواس علم کے دروازے ہیں جن کے ذریعے علم اندر داخل ہوتا ہے ۔

(۲) **صفحہ ۸** - یہ کہنا غلط ہے کہ انسان میں کوئی صفت نہیں جو باقی جانداروں میں مطلقاً مفقود ہو ، حیوانات میں ریاضی اور مذہب کی حس علماء نے تسلیم نہیں کی کوئی حیوان یہ نہیں جانتا کہ ۱+۱=۲ ہوتے ہیں اور مذہبی حس بھی ان میں علماء نفسیات کو مسلّم نہیں اس لحاظ سے یہ خاص بہائی معلوم ہوتے ہیں جن کی سمجھ میں خدا مطلقاً نہیں آتا ۔ انسان اور حیوان میں تیسری حد فاصل نطق ہے مگر نطق میں مفہوم غالب ہے یعنی جو منہ سے نکالے اسے سمجھے بھی

۳ - **صفحہ ۹** - یہ کہنا کہ انسان جمادات نباتات اور حیوانات میں مخفی تھا ، قطعاً غلط ہے ، انسانی روح انسانی قالب میں ہی خدا کے امر سے پیدا ہوتی ہے قرآن مجید کی اصطلاح میں پیدائش و خلق کے لئے دو لفظ ہیں ایک خلق اور دوسرا امر الا لہ "الخلق والامر" جو چیز علت و معلول کے اصول پر پیدا ہوتی ہے وہ خلق ہے جس میں علت کا وجود نظر نہ آئے وہ امر ہے ڈارون کے بعد موجودہ زمانہ کے علماءِ سائنس . . . . . .

(Creative evolution)

تخلیقی ارتقاء کے قائل ہیں یعنی ایک درجہ پر پہنچکر دو چیزوں کے ملنے سے بالکل نئی چیز پیدا ہو جاتی ہے اس سے پہلے وہ قطعاً کسی رنگ میں بھی موجود نہ تھی یعنی خفیہ بھی نہیں تھی یہی فلاسفروں کی ڈایا لکٹک تھیوری . . . . . .

Dialectic Theory

بھی یہی ہے ۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ طاقت جو بھاپ میں نمودار ہوئی وہ پانی اور آگ میں پہلے خفیہ تھی مگر یہ غلط ہے نہ آگ میں تھی اور نہ پانی میں تھی بلکہ دونوں کے ملنے سے ایک نئی چیز پیدا ہو گئی آپ کا خیال ہوگا کہ بارود میں ایک طاقت خفیہ ہے لیکن اسے پانی میں ڈال دو آپ کہیں گے وہ خفیہ در خفیہ ہو گئی مگر یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ بارود کو آگ دکھانے سے ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے ۔ آپ کے خیال میں نقص یہ ہے کہ ایک قوت کو لاکھوں برس تک خفیہ خیال کرنے میں اسے عبث اور بیکار سمجھنا پڑتا ہے ۔ انسانیت کروڑوں برس سے جمادات ، نباتات اور حیوانات میں خفیہ یعنی بیکار تھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نیچر میں سب جگہ تین حکمتیں کام کرتی ہیں

1. Economy of time.
2. Economy of space.
3. Economy of matter

خداوند عالم ہر کام کو ٹھیک کام پر کرتا ہے اور کم سے کم وقت میں کرتا ہے اور اس پر کم سے کم مادہ خرچ کرتا ہے اس کے کاموں میں عبث اور بیکار نہ وقت نہ جگہ ہے نہ مادہ ہے واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہٗ کن فیکون - کل یوم ھو فی شان جس وقت جس چیز کا ارادہ کرے اپنے امر سے (بغیر علت) فوراً پیدا کر سکتا ہے ۔ جہاں سائنسدان کسی چیز کی علت معلوم کرنے میں اپنے آپ کو محروم پائیں وہ خدا کے امر سے پیدا ہوتی ہے ۔ بہائیوں کا آریوں اور دہریوں کا ہمنوا ہو کر یہ کہنا کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی تینوں کا بھائی بھائی ہونا ثابت ہے ۔

(۴) حقیقت عالم کا صفحہ ۱۳ پڑھکر اور بھی افسوس ہوا آپ اوروں کو حقیقت عالم کیا بتائیں گے ؟ آپ نے تو یہاں اقرار کر لیا کہ اصل عالم پر اسرار ہے ، جب عالم کی اصل ہی پر اسرار ہے تو آپ کا اس کی حقیقت بیان کرنا بیکار ہے یہاں آپ کی تمہید مطالعہ نفس کی تقریر بھی غت ربود ہو گئی آپ نے فرمایا تھا انسان کے دل میں یہ کیا ہے ؟ وہ کیا ہے ؟ کیوں ہے ؟ کہاں سے آیا ہے ؟ کدھر جاتا ہے ؟ یہ سوالات اسلئے اُٹھتے ہیں کہ ان کا جواب بھی نفس انسانی میں موجود ہے سوال اور جواب دو نہیں بلکہ سوال جواب کی تمہید ہے ۔ یہاں آپ اصل عالم ہی ہاتھ سے کھو بیٹھے سوال کا جواب بتایا ہوتا ؛ یہ کیا ہے ؟ وہ کیا ہے ؟ کہاں سے آیا ہے ؟ اس کے جواب میں یہ کہنا ، کہ پر اسرار ہے گویا جواب نہ آنے کا اقرار ہے اب رہ گیا کدھر جاتا ہے ؟ تو جب سرا آپ کے ہاتھ میں نہیں تو آپ ڈور کو سلجھائیں گے کیا مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ عناصر ۹۲ ہیں اور عناصر برق کی مثبت اور منفی اکائیوں سے کیونکر بن جاتے ہیں ابھی ملر وُلڈ اوف سائنس کی کچھ اور کتابیں پڑھیئے جو شخص خدا کو اپنے دماغ سے نکال کر ایک کمزور کم علم ملاں حسین جیسے انسان کو خدا سمجھ لیتا ہے وہ اسی طرح حیران اور سرگرداں ہوا کرتا ہے ۔

خط وکتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

دنا فتدلٰی ہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ

انسانِ کامل

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ❊ کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

آج اس صحبت میں بارگاہ نبوت کے متعلق تھوڑا سا حال پیش خاطر ہے۔ جہاں قدسیوں کی ایک جماعت پروانہ وار اس شمع رسالت کے گرد جمع ہو کر حضور کے وجود باجود اور کلمات طیبات سے مستفیض ہو رہی ہے۔ ہر ایک اس سرکار دو عالم محبوب ربانی کی محبت میں کھویا ہوا نظر آتا ہے۔ یہی وہ محبت ہے جس کے متعلق امام عصر حاضر فرماتے ہیں:۔

جان خود کس ندہد بہر کس از صدق و وفا
راستی ایں است کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

حلیہ مبارک } حضور ذی شان معزز تھے اور آپؐ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ قد میانہ۔ سر مبارک بڑا۔ سر کے بال کچھ گھنگریالے اور کچھ سیدھے تھے۔ مانگ از خود نکل آتی تو نکلی رہنے دیتے ورنہ خود نہ نکالتے۔ جسم مبارک کا رنگ چمکدار۔ پیشانی کشادہ۔ ابرو خمدار باریک گھنے غیر پیوستہ تھے جن کے درمیان ایک رگ تھی جسے غصہ پر خون کر دیتا تھا۔ بینی بلندی مائل نہایت خوبصورت تھی اس پر ایک نور نمایاں تھا ...... ریش مبارک بھری ہوئی نرم تھی۔ ہموار رخسارے، کشادہ دہن۔ کشادہ دندان۔ گردن آپؐ کی گویا مورتی کی گردن تھی چمک میں چاندی کی مانند تھی حضور متناسب الاعضاء پر گوشت گٹھے ہوئے بدن والے تھے۔ شکم ہموار اور سینہ فراخ تھا۔ دونوں کندھوں کے درمیان خاصہ فاصلہ تھا ...... سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری چلی جاتی تھی۔ دونوں چھاتیاں اور شکم بالوں سے خالی تھے ..... کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلی فراخ۔ ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں مناسب طور لمبی تھیں تلوے گہرے۔ قدم ہموار تھے۔ پانی ان پر نہیں ٹھیرتا تھا۔

رفتار } چلتے وقت قوت اور زور سے پاؤں اٹھاتے۔ جھک کر قدم رکھتے اور دبے پاؤں کشادہ قدم چلتے۔ چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ بلندی سے نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔

دیکھنا } جب کسی کی طرف نگاہ کرتے تو پوری پھر کر نگاہ کرتے۔

غضِ بصر } نیچی نگاہ والے تھے۔ آپؐ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف اکثر رہتی تھی زیادہ تر دیکھنا گوشۂ چشم سے تھا۔

سلام میں سبقت } ہر ملنے والے سے سلام میں سبقت فرماتے (حسن ابن علی)

کلام } رسول کریم صلعم ایک بات کو تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے تاکہ لوگ بخوبی سمجھ لیں (نیز) آپؐ ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور اسی سوچ میں بے چین رہتے آپؐ کی خاموشی دراز تھی۔ بے ضرورت کلام نہ کرتے تھے۔ کلام اوّل سے آخر تک بین اور صاف ہوتا۔ جامع کلمات سے تکلم فرماتے تھے۔ کلام مفصل ہوتا نہ حاجت سے زیادہ نہ کم۔ طبیعت میں درشتی نہیں تھی نہ کسی کی تحقیر کرتے تھے۔

شکر نعمت } خدا تعالیٰ کی نعمت کو اگرچہ تھوڑی ہوتی بہت بڑی سمجھتے ..... کھانے پینے کی چیزوں پر گفتگو نہ کرتے۔

حق سے تجاوز برداشت نہ کرتے } حق سے تجاوز برداشت نہ کرتے اور صبر نہ کرتے جب تک اس کا انتقام نہ لے لیتے۔

اپنے نفس پر تجاوز برداشت کرتے } اپنے نفس کی خاطر نہ غصہ میں آتے اور نہ انتقام لیتے۔

اشارہ } اشارہ کرتے وقت سارے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب (کسی پر) تعجب فرماتے تو ہاتھ الٹ لیتے۔ اور بات چیت کرتے تو ہاتھ ہلاتے یعنی اپنی دائیں ہتھیلی اپنے بائیں انگوٹھے کے بطن پر مارتے۔

ناپسندیدگی اور پسندیدگی } جب (کسی سے) ناخوش ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور کنارہ کش ہو جاتے اور جب (کوئی چیز) پسند آتی تو اپنی آنکھ بند کر لیتے (تاکہ اس کی حرص پیدا نہ ہو)

ہنسنا } حضور کا ہنسنا صرف مسکرانا ہوتا تھا (حسنؓ ابن علیؓ)

مزاح } ایک بڑھیا رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے جنت کی دعا فرمائیں حضور نے فرمایا "اے فلاں کی اماں جنت میں بوڑھی عورت نہیں داخل ہو گی" اس پر وہ روتی ہوئی واپس لوٹنے لگی فرمایا "اسے بتا دو کہ وہ یقیناً جنت میں داخل ہو گی (مگر) بوڑھیا کی حالت میں نہیں (بلکہ جوان بن کر) بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّا انشانٰھنّ انشاءً فجعلنٰھنّ ابکاراً" یعنی یقیناً پیدا کیا ان کو پیدا کرنا پھر بنایا ہم نے ان کو کنواریاں (حسن ابن علی رض)

کلام منظوم } جنگ احد میں رسول کریم صلعم کی انگلی پتھر سے زخمی ہو کر خون آلود ہو گئی تو آپ نے فرمایا "ھل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت" یعنی تو صرف انگلی ہے (جو) خون آلود (زخمی) ہو گئی ہے اور تو نے یہ تکلیف اللہ تعالیٰ کی راہ میں اٹھائی ہے (جندب بن سفیانؓ)

تقسیم اوقات } حضور اپنے وقت کو تین حصص پر تقسیم فرماتے (۱) ایک حصہ اللہ عز و جل کی عبادت کے لئے (۲) ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لئے (۳) اور ایک حصہ اپنی ذات خاص کے لئے پھر تقسیم فرماتے اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح پر کہ اپنے (فیوض و برکات) عام لوگوں تک اپنے خاص اصحاب کے ذریعہ بالکم و کاست پہنچا دیتے اور بقدر فضیلت اہل علم اور اہل عمل کو ترجیح دیتے تھے۔ تقسیم اوقات میں (ضرورت مندوں کا خیال رکھتے) کوئی ایک ضرورت والا ہوتا۔ کوئی دو ضرورت والا اور کوئی بہت سی ضرورتوں والا پس آپ ان کی حاجت (روائی میں) مشغول ہو جاتے (صحابہ کو) امت کی صلاح پر مقرر فرماتے اور (اس کام کے متعلق) ان سے رپورٹ طلب فرماتے اور فرمایا کرتے کہ ہر شخص جو حاضر ہے غیر حاضر کو مطلع کر دیا کرے اور ایسے شخص کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو جو خود (کسی وجہ سے) نہیں پہنچا سکتا۔ یقیناً جو شخص ذی مقدرت تک ایسے شخص کی حاجت پہنچا دے جو خود اسے نہیں پہنچا سکتا اس کے دونوں قدم اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پلصراط پر ثابت (مضبوط) رکھے گا (یعنی پلصراط پر سے نہیں پھسلے گا)

حضورؐ کے مجلسی فقیہہ اور ہادی بن کر نکلتے } جو لوگ (علم و فضل کے) طالب ہو کر آتے (علاوہ علمی نفع کے) کھانا بھی وہیں کھاتے اور (اکثر) دین کے فقیہہ اور ہادی اور رہنما بن کر نکلتے (حسینؓ ابن علیؓ)

بہترین آدمی مقرب بارگاہ نبوی ہوتے } صرف بہترین اشخاص کو آپؐ کی بارگاہ میں تقرب حاصل تھا۔ لوگوں میں سے حضور کے نزدیک وہ شخص افضل ہوتا جس کی خیر خواہی عام ہوتی اور بڑے مرتبے والا حضور کے نزدیک وہ آدمی ہوتا جس کا سلوک اور احسان لوگوں کے ساتھ بہت عمدہ ہوتا (حسینؓ ابن علی رض)

صبر } جو شخص حضور کے پاس اپنی ضرورت بیان کرتا (اور لمبی گفتگو شروع کر دیتا) تو آپ اس کے پاس بیٹھے (سنتے) رہتے حتیٰ کہ وہ خود ہی جانیوالا بنتا۔

مساوات } آپ کی خوش (طبعی) اور خوش خلقی لوگوں کے لئے عام تھی آپ ان کے لئے بجائے باپ کے ہو گئے تھے (سب) لوگ آپؐ کے نزدیک حقوق میں برابر تھے۔

رنگ محفل } آپؐ کی مجلس علم و حیا اور صبر و امانت کی مجلس تھی نہ اس میں آوازیں بلند کی جاتی تھیں اور نہ کوئی کسی کی عزت پر عیب لگاتا تھا۔ اور نہ ہی اس مجلس کی (مزعومہ) غلطیاں اور لغزشیں شائع کی جاتی تھیں (یعنے نظام قومی پر اور افراد پر عام نکتہ چینی سے پرہیز کیا جاتا تھا کیونکہ نکتہ چینی سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں)۔ اہل مجلس آپس میں برابر تھے (یعنی تفاخر نہ کرتے تھے) صرف پرہیزگاری ہی معیار فضیلت تھا۔ پستی اور انکساری سے رہتے اور عزت کرتے اپنے سے بڑے کی اور رحم کرتے اپنے سے چھوٹے پر اور ہر حاجتمند کو اپنے (نفس) پر ترجیح دیتے اور مسافر کے حقوق کی حفاظت کرتے تھے (حسینؓ ابن علیؓ)

آداب محفل } رسول اللہ صلعم ہمیشہ کشادہ رُو نرم خو۔ نرم مزاج تھے ... . صرف وہی کلام کرتے جس میں ثواب کی امید رکھتے اور جب کلام کرتے تھے تو آپ کے ہمنشیں سر جھکا کر خاموش بیٹھ جاتے گویا ان کے سروں پر پرندے آ بیٹھے ہیں پھر جب حضورؐ خاموش ہو جاتے تب کوئی بولتا وہ لوگ آپ کے آگے کسی بات میں جھگڑا نہ کرتے اور جو شخص (بااجازت) آپؐ کے آگے کلام کرنے لگتا تو سب خاموش رہتے جب تک وہ اپنا کلام ختم نہ کر لیتا ..... اجنبی آدمی کے بے باک سوال کو صبر سے سنتے (اور جواب دیتے) حتیٰ کہ صحابہ ایسے لوگوں کو (مجلس میں) لے آتے تا کہ ان کی بے تکلف گفتگو سے (سوال و جواب) وہ بھی مستفیض ہوں۔ فرمایا کرتے جب کسی کو حاجتمند دیکھو تو اس کی مدد کرو۔ اپنی تعریف کسی سے سننا پسند نہ فرماتے تھے ... . آپ کسی کی بات نہ کاٹتے تھے جب تک کہ وہ حد سے نہ بڑھنے لگے ایسی حالت میں (لغو) گفتگو کرنے والے کو یا تو منع کرتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔ (حسینؓ ابن علیؓ)

ارشادات امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھاؤ۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنیکی عادت ڈالو۔

محمد علی

حضرت امام الزمان کی صداقت کا عملی ثبوت

از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۴)

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوتی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے ...... اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔"

یہ الفاظ اور ارشادات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اور ایسی باتوں سے حضرت مجدد زمان کی تمام کتابیں بھرپور ہیں۔ اور خدا اور اس کے مامورین کے کلام میں یہ ایک انوکھی خوبی ہوتی ہے کہ وہ کسی مسئلہ، کسی موضوع پر کچھ کہیں اخلاق اور روحانیت کے اصول اور اخلاقی اور روحانی تعلیمات کو موتیوں کی طرح ان کے اندر پروجاتے ہیں۔ قرآن کریم کا جو طرز بیان اور طرز استدلال ہے وہی اس کے متبعین کی تحریرات میں پایا جاتا ہے اس طرز بیان پر بعض اوقات معترضین نے اعتراض بھی کیا ہے کہ قرآن کریم ایک خاص موضوع پر سلسلہ کلام شروع کرتا ہے لیکن اس بیان کے دوران میں بظاہر ایک بے ربط چیز کو بیان کرنا شروع کر دیتا ہے لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ چونکہ قرآن کریم اخلاقیات اور روحانیات کو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں بطور بنیاد قرار دیتا ہے لہذا اس کا ذکر ضرور کرتا ہے یہی حال حضرت صاحب کی تحریرات کا ہے (اس وقت موقع نہیں کہ میں ان امور پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالوں اگر موقع ملا تو کسی اور وقت انشاء اللہ عرض کر دوں گا)۔

اب میں "جماعت اسلامی" کے لٹریچر سے چند سطور پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ اس جماعت نے جس قسم کے کارکن پیدا کرنے کا دعوے کیا ہے وہ اس طرح اور طرح کے ہیں جو حضرت مجدد زمان نے عرصہ پیدا کرنے کا دعوے کیا بلکہ فی الواقع پیدا کر کے دکھا دیئے۔

روداد اجتماع دار الاسلام کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"شخصی اوصاف میں پہلا اور بنیادی وصف یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے نفس سے لڑ کر پہلے اسے مسلمان اور خدا کا مطیع بنائے ...... پہلے خود خدا کے آگے سر جھکائیے پھر دوسروں سے اطاعت کا مطالبہ کیجئے ...... دوسرا قدم یہ اٹھائیے کہ اپنے قریبی ماحول سے جس میں ...... کشمکش کا آغاز شروع کر دیجئے۔ گھر کے لوگ۔ اعزہ۔ دوست اور سوسائٹی جس سے آپ کا گہرا تعلق اور ربط ہے۔ ان سب سے ایک عملی کشمکش شروع ہو جانی چاہیئے ...... آپ کی بیویاں۔ آپ کی اولادیں آپکے رشتہ دار اور دوست آپکے رویہ کے خلاف مزاحمت کرنے پر مجبور ہوں۔ آپ اپنے شہر میں اجنبی ہو کر رہ جائیں۔ جہاں آپ کسب معاش کے لئے کام کرتے ہوں وہاں آپ کا وجود نمایاں طور پر کھٹکنے لگے۔ دفتر کی آرام کرسی جس پر بیٹھ کر جاہ و ترقی کے خواب دیکھے جاتے ہیں آپ کے لئے انگاروں کی انگیٹھی بن کر رہ جائے۔ غرض جو جتنا زیادہ قریبی ہو اس سے اتنا ہی پہلے تصادم شروع ہو جانا چاہیئے جس شخص کے گھر میں میدان جنگ موجود ہو وہ آخر چند میل کے فاصلہ پر کیوں لڑنے جاتے۔ پہلا معرکہ تو گھر سے شروع ہونا چاہیئے"

کیا حضرت مجدد زمان کے وقت میں سماں ہمیں نظر نہیں آتا تھا کہ ہر گھر کے اندر ایک جہاد کا علم بلند ہے۔ اگر باپ جماعت میں شامل ہو چکا ہے تو وہ بیٹوں کو اس میں شمولیت کی ترغیب دے رہا ہے اگر خاوند سلسلہ میں شامل ہے تو وہ بیوی کو اس سے آگاہ کر رہا ہے۔ اگر ایک بھائی نے بیعت کر لی ہے تو وہ دوسرے بھائیوں سے برسر پیکار ہے اور اس کی دلی تڑپ اور خواہش یہی ہے کہ وہ بھی اس سرچشمہ سے سیراب ہوں۔

پھر عملی نمونہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تحریر ہے:۔

"اصلی تبلیغ تقریری اور تحریری مناظروں سے نہیں ہوا کرتی۔ یہ کام کرنے کے بہت ہی ادنیٰ طریقے ہیں۔ اصل تبلیغ یہ ہے کہ آپ اپنی دعوت کا مجسم ظہور اور زندہ نمونہ ہوں۔ جہاں کہیں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے یہ نمونہ گذر جائے وہ آپ کے طرز عمل سے پہچان لیں کہ یہ ہیں خدا کی راہ کے راہی"۔

کیا حضرت مجدد زمان کا زمانہ اور آپ کی جماعت کا عملی نمونہ ایک ٹھیٹھ اسلامی نمونہ نہ تھا۔ ایسے واقعات صفحۂ قرطاس پر موجود ہیں کہ جہاں کسی مجسٹریٹ نے محض ایک احمدی گواہ کی گواہی اپنے فیصلہ کے لئے کافی سمجھی کیونکہ اس کو یقین تھا کہ ایک احمدی کبھی کسی حالت میں بھی جھوٹ نہ بولے گا خواہ اس کی گواہی خود اپنے یا اپنے عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ پھر کیا علامہ اقبال مرحوم جیسی ہستی نے جماعت احمدیہ کے عین اسلامی نمونہ سے متاثر ہو کر یہ الفاظ نہ کہے تھے کہ (اگر ٹھیٹھ اسلامی نمونہ دیکھنا ہو تو اس کو قادیان میں جا کر دیکھو) ...... اس مقصد کے لئے قرآن و حدیث کو بامعان نظر بار بار مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ اسلام کس قسم کے انسان چاہتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرز کے آدمی تیار کیا کرتے تھے۔ وہ کیا صفات تھیں جو اس تحریک کے کارکنوں میں پہلے پیدا کی گئیں اور اس کے بعد جہاد کا علم بلند کیا گیا۔ آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے مزکی نے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو انسان تیار کئے انہیں ۱۵ برس کی تیاری کے بعد میدان میں لایا گیا"۔

پھر حضرت صاحب نے چونکہ ایک جماعت تیار کرنی تھی لہذا صرف شخصی اور انفرادی اصلاح کو ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ جماعتی اور اجتماعی اخلاقی اوصاف کو بھی ضروری سمجھ کر ان کی تربیت اور نشو و نما کی ضروری ہدایات دی ہیں۔ اس نہج پر جماعت اسلامی نے قدم مارا ہے اور جماعتی تزکیہ اور جماعتی اخلاق کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کہا ہے:۔ "یہ تو شخصی اصلاح کا پروگرام ہوا۔ اس سے آگے جماعتی حیثیت سے کچھ دوسرے اخلاقی اوصاف کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظم کو مستحکم اور کارگر بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ارکان جماعت کے درمیان محبت و ہمدردی ہو۔ آپس میں حسن ظن ہو۔ بے اعتمادی کی جگہ اعتماد ہو۔ آپس میں مل کر کام کرنے کی صلاحیت ہو۔ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنے کی عادت ہو۔ خود آگے بڑھیں اور دوسروں کو اپنے ساتھ آگے بڑھائیں ...... شخصی حیثیت سے بہترین انسان ہم میں ہمیشہ موجود رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں لیکن جس طرح بڑے سے بڑا پہلوان جو بھاری بوجھ اٹھانے اور کئی کئی آدمیوں کو کشتی میں پچھاڑنے کی طاقت رکھتا ہو۔ ایک مربوط رجمنٹ کے مقابلہ میں بیکار ہے اسی طرح ہم اگر ہم میں سے کچھ لوگ انفرادی تزکیہ کے تمام منازل طے کئے ہوئے ہوں لیکن ان میں اجتماعی رابطہ اور تعاون نہ ہو تو ان کی حیثیت اس پہلوان کی سی ہے جو کسی رجمنٹ کا عضو بن کر کام نہیں کرتا بلکہ منفرداً ایک رجمنٹ کو دعوت مبارزت دیتا ہے۔ انفرادی تزکیہ کے لحاظ سے ہماری اپنی جماعت میں بھی ایسے رفقاء کی کمی نہیں جن کی حالت پر خود مجھے (مودودی صاحب کو ناقل) رشک آتا ہے مگر جہاں تک جماعتی تزکیہ کا تعلق ہے حالات افسوسناک ہیں ...... جماعتی نظم چلتا ہی اس اصول پر ہے کہ دوسروں کے لئے آپ اپنا کچھ چھوڑیں اور دوسرے آپ کے لئے چھوڑیں۔ اس ایثار کی اہمیت نہ ہو تو کسی انقلاب کا نام بھی زبان پر نہ لانا چاہیئے"

میں نے صرف نمونہ کے طور پر چند باتوں کا ذکر کر دیا ہے جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو شخص بھی صحیح اور حقیقی اسلام کو سمجھے اور اس کی دعوت کو منہاج نبوت کے طریق پر دنیا تک پہنچانے کی کوشش کرے گا اس کو لازماً وہی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا جس کو اس زمانے کے مجدد نے نہ صرف تجویز کیا بلکہ اختیار کر کے دنیا میں ایک ایسی جماعت کی بنیاد بھی ڈال دی جس کے ہر فرد کا نصب العین یہی ہے کہ پہلے خود سچا اور حقیقی مسلمان بنے اور پھر پیغام اسلام کو دنیا تک پہنچائے۔

میں نے مضمون کے ابتدائی حصوں میں اول الذکر نصب العین کا ذکر کیا ہے اور اب آخری حصہ میں انشاء اللہ ان کاموں کا ذکر کروں گا جو احمدیہ جماعت کے ہاتھوں سرانجام پاتے اور پا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ دکھاؤں گا کہ اب جماعت اسلامی بھی اسی طریق کار کو اختیار کر رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت اسلامی کے ارکان تعصب اور ضد کو چھوڑ کر مجدد زمان کی جماعت میں شامل ہو کر اس کام کو کریں کیونکہ یہ سلسلہ خدا کا قائم کردہ ہے اور بالآخر یہی کامیاب و کامران ہوگا۔ (باقی آئندہ)

تبلیغی کلاس کے لئے

طلباء کی ضرورت

آئندہ ماہ نومبر ۱۹۴۵ء سے انجمن کی تبلیغی کلاس کا نیا سال شروع ہوگا جس میں حسب ذیل طلباء لئے جائیں گے

(۱) پانچ طلباء جن کو دیہات میں تبلیغ کے لئے تیار کیا جائیگا۔ ان کا کورس تین سال ہوگا ان میں سے جو طالب علم شہروں میں تبلیغ کے قابل ہونگے انہیں دو سال مزید ٹریننگ دی جائے گی۔

(۲) چھ طلباء تبلیغ بیرون ہند کی تیاری کیلئے درکار ہونگے، جو گریجویٹ ہوں یا گریجویٹ کے قریب قابلیت رکھتے ہوں ان کا کورس دو سال ہوگا۔

ان دونوں جماعتوں میں داخل ہونیکی اہلیت رکھنے والے طلباء کی درخواستیں ابھی سے مطلوب ہیں تاکہ داخلہ سے پہلے انکی قابلیت و اہلیت کو پورے طور پر پرکھا جا سکے جو اصحاب ان میں سے کسی ایک جماعت میں داخل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں جن میں تعلیم و عمر و شادی شدہ یا غیر شادی شدہ اور شلی قابلیت کا مفصل ذکر ہو بہت جلد بھجوائیں۔

درخواست کنندہ کا احمدی ہونا ضروری ہے اور درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق لازمی ہے درخواستیں حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں۔

خاکسار

شیخ عبد الرحمان مصری انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی اے
جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد ینکا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ م ۔ ۳۱ جولائی ۱۹۴۶ء | نمبر ۳۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وجہ تسمیہ رمضان

فرمایا۔ رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کیلئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔ رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے انزل فیه القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ بیشک روزہ کا حکم اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے ان تصوموا خیر لکم یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱)

تاثیرات روزہ و حضرت مسیح موعودؑ کا التزام صوم

ایک مرتبہ ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں میں نے رؤیا مذکورہ بالا کے موافق چھ ماہ تک متواتر برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔ اس اثنا میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے۔ بعض گزشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی غرض اس طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی ایسی لذت نہیں ہوتی جیسا کہ اسکو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور روزہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا۔ اور دوسرا نور وہ تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھ سے ملا اور انھوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اس طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں خدا ان کو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے پر آپ مشقت نہ کرے۔ بلکہ یہ اپنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں خود گرنا چاہتا ہے اسے تو وہ خدا آگ سے بچاتا ہے اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ اسلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آئے اس کا انکار نہ کرے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عظمت کی فکر میں خود لگتے تو واللہ یعصمک من الناس کی آیت نازل نہ ہوتی حفاظت الٰہی کا یہی سر ہے۔

(فتاویٰ احمدیہ)

دُرِّ ثمین

روزہ دار کے قول و فعل احسن ہوں

من لم یدع قول الزور و العمل به فلیس لله تعالیٰ حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه ۔ بخاری ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی

جس (روزہ دار) نے جھوٹ کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا (اس کا روزہ ایک فعل عبث ہے کیونکہ) خدا تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔

روزہ کن حالات میں معاف ہے۔

ان الله تعالیٰ وضع شطر الصلوٰة عن المسافر وارخص له فی الافطار وارخص فیه للمرضع والحبلیٰ اذا خافتا علیٰ ولدیهما ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی ۔ نسائی

خدا تعالیٰ نے مسافر کے واسطے نماز آدھی کر دی ہے اور اسے روزہ معاف کر دیا ہے اور ایسے ہی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو جب انہیں اپنے بچے (کی تکلیف) کا اندیشہ ہو روزہ معاف کر دیا ہے۔

ریا

من طلب العلم لیجاری به العلماء ویماری به السفهاء ویصرف به وجوه الناس الیه ادخله الله النار ۔ الترمذی

جو شخص اس واسطے علم حاصل کرے کہ علماء (علماء ربانی) سے مقابلہ کرے اور ناوانوں سے جھگڑا کرے تاکہ اس طرح خلقت کو اپنی طرف متوجہ کرے (لوگوں کو راہ راست سے بہکائے) وہ جہنم میں جائے گا۔

سفر اور اس کے آداب

لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر ان تسافر مسیرة یوم ولیلة الا ومعها محرم لها ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ مالک ۔ ترمذی ۔ ابو داؤد۔

کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے۔ جائز نہیں کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت طے کرے۔ اِلّا اس صورت میں کہ اس کے ہمراہ اس کا خاوند ہو۔ یا کوئی رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں مثلاً باپ بھائی بیٹا۔ بھانجا وغیرہ۔

رات کو سفر سے ایسی پر لوگوں کو بغیر اطلاع گھر آنے سے منع فرمایا

اذا جاء وامن سفر کان ینهاهم ان یطرقوا النساء لیلاً یتخونوهن ویطلبوا عثراتهن وفی اخریٰ لا تلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من بنی آدم احدکم مجری الدم ۔ وفی اخریٰ کان اذا من غزوة او سفر فوصل عشیة لم یدخل حتی یصبح یقول امهلوا کی تمتشط الشعثة وتستحد المغیبة

بخاری ۔ مسلم ۔ ترمذی ۔ ابو داؤد۔

سفر سے واپس آنیوالوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس غرض سے کہ اپنی عورتوں کی خیانت دیکھیں اور ان پر تہمت لگائیں راتوں رات (بلا اطلاع) ان کے پاس آنے سے منع فرماتے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ جن عورتوں کے خاوند گھر میں نہیں اور پردیس میں ہیں ان کے پاس مت جاؤ۔ کیونکہ شیطان ہر ایک انسان کے دوران خون میں ساتھ ساتھ چلتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ یا سفر سے رات کو واپس تشریف لاتے تو (گھر میں) نہ داخل ہوتے جب تک صبح نہ ہو جاتی، اور فرماتے (عورتوں کو) مہلت دو کہ (بالوں کو) کنگھی کر لیں۔ اور خوشبو لگا لیں اور بدن کی صفائی کر لیں۔

بال کی کھال مت اتارو

ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرماً من سأل عن شیء لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألته ۔ بخاری ۔ مسلم ۔ ابو داؤد

مسلمانوں میں سب سے بڑا گنہگار وہ ہے جو کسی شے کی بابت سوال کرے جو حرام نہ تھی، اور اس کے سوال (در سوال) سے حرام ہو گئی (آدمی کو خواہ مخواہ حجت بازی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے)

(غلام قادر عفی عنہ)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

احرار اسلام

پیر دل را بجو

اے کہ با تو ہر دلی رازے دگر ٭ ہر گدا را بر درت نازے دگر
در رباب عشق تارے بیش نیست ٭ لیک ہر جا نغمہ و سازے دگر (مثنوی)

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

ایک نوجوان کی بیباک گفتگو اور حضرت عمر رضہ کی بردباری

جب حضرت عمر رضہ نے خالد بن ولید رضہ کی معزولی کا اعلان کیا ایک شخص نے کہا "عمرؓ تو نے انصاف نہیں کیا اور ایک ایسے عامل کو معزول کر دیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔ اور ایسی تلوار کو میان میں کر دیا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے کھینچا تھا۔ ایک ایسے جھنڈے کو پست کر دیا جسکو آنحضرت صلعم نے قائم کیا تھا۔ تم نے قطع رحم کیا اور اپنے چچا زاد بھائی پر حسد کیا"

یہ الفاظ مجمع عام میں کہے گئے تاہم حضرت عمرؓ نے ان کو سن کر صرف اس قدر کہا کہ "تم کو کم سنی اور قرابت مندی کی بناء پر اپنے چچا زاد بھائی کی حمایت میں غصہ آ گیا" (اسد الغابہ)

زرقا کی صاف گوئی اور معاویہ رضہ کی رواداری

معاویہ رضہ کے پاس عمر سعید عتبہ اور ولید موجود تھے۔ عدی بن قیس ہمدانی کی بیٹی زرقا کا معاملہ پیش ہوا جو اپنی قوم کے ساتھ جنگ ..... میں موجود تھی۔ ہر ایک نے اس کے وہ اشعار سنائے جن سے اس کی قوم اشتعال میں آ کر معاویہ کی فوجوں پر حملے کرتی تھی

امیر} اس کے ساتھ اب کیا سلوک ہونا چاہئے۔

مصاحب} یہ سمجھ کر کہ امیر غصہ میں ہے یک زبان ہو کر کہا اس کا قتل واجب ہے۔

امیر} بہت برا مشورہ ہے!۔ کیا مجھ کو ایک ایسی عورت کا قاتل مشہور کر کے دنیا میں بدنام کرنا چاہتے ہو جو اس وقت میری سلطنت میں آباد ہے؟

معاویہ نے عامل کوفہ کو خط لکھا کہ زرقا کو عزت و احترام کے ساتھ چند معتمد لوگوں اور قبیلہ کے سرداروں کے ہمراہ اس طرف روانہ کر دو چنانچہ عامل نے زرقا کو طلب کیا اور امیر کا پیغام سنایا۔

زرقا} اگر امیر نے میرا وہاں جانا میری مرضی پر رکھا ہے تو مجھے جانے میں عذر و انکار ہے۔ اور اگر حکم ہے تو بہر حال جانا ہوگا۔

الغرض عامل کوفہ نے زرقا کو تزک و احتشام کے ساتھ روانہ کر دیا جب معاویہ کے پاس پہنچی تو پوچھا گیا۔

امیر۔ سفر کس طرح طے ہوا

زرقا۔ جس طرح لڑکی ماں کی گود میں پرورش پاتی ہے یا بچہ گہوارہ میں سوتا ہے

معاویہ} ہم نے اسی طرح عامل (گورنر کوفہ) کو ہدایات بھیجی تھیں اور کیا تمکو معلوم ہے کہ تمہیں کیوں بلایا گیا ہے؟

زرقا} جو راز مجھ سے پوشیدہ ہے اسے کیونکر بیان کر سکتی ہوں۔

معاویہ} کیا تو جنگ ..... میں سرخ اونٹ پر سوار ہو کر موجود نہیں تھی؟ اپنے خطبوں کی تیز و تند ہوا سے آتش حرب کو بھڑکا نہیں رہی تھی؟ اور لوگوں کو خاک و خون میں غلطاں ہونے کا درس دیکر جوش نہیں دلا رہی تھی؟

زرقا} امیر المومنین زمانہ انقلاب انگیز ہے۔

یکایک ہر یک ساعت یکدم
دگرگوں شے شود احوال عالم

امیر} زرقا تجھے اپنا اس دن والا خطبہ یاد ہے۔

زرقا۔ واللہ مجھے یاد نہیں۔

امیر} مجھے تو یاد ہے سنو تم اپنی فوج اور اپنے قبیلے کے جوانوں کو خطاب کر کے کہہ رہی تھی:-

"تم اس فتنہ سے بچو جو ظلمت کے پردے ڈال رہا اور لوگوں کو راہ راست سے بہکا رہا ہے۔ یہ کیسا اندھیرا ہے اور گونگا فتنہ ہے کہ نہ ہانکنے والوں کی ہانک سنتا ہے اور نہ کھینچنے والے کی مرضی پر چلتا ہے۔ دیکھو چراغ آفتاب کے سامنے روشن نہیں ہوتا یعنی علیؓ کی موجودگی میں معاویہؓ کی کوئی ضرورت نہیں، ستارے چاند کے سامنے ماند رہتے ہیں پس اے مہاجرین یاد رکھو عورتوں کی آرائش مہندی سے ہے اور مردوں کی خون سے"

یہ اشعار سنانے کے بعد امیر نے کہا اسے زرقا جو خون علی رضہ نے بہائے ان میں تو بھی شریک تھی (آجکل کی زبان میں جنگی مجرم)

زرقا} امیر المومنین خدا آپ کا بھلا کرے گذشتہ واقعات سنا کر آپ نے میرے دل کو پر جوش بنا دیا اور میری مردہ روح کو پھر زندہ کر دیا۔

امیر} کیا اس بات سے کہ خونریزی میں تم علی رضہ کی شریک کار تھیں تمہیں خوشی ہوتی ہے؟

زرقا} نہ صرف خوشی بلکہ فخر۔ امیر المومنین کو میرے خیالات کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا۔

امیر} علی رضہ کے ساتھ تیری وفاداری اس کی وفات کے بعد زیادہ قابل عزت ہے بہ نسبت اس محبت و عقیدت کے جو تم اس کی زندگی میں اس کے ساتھ رکھتی تھیں اے زرقا جس چیز کی تجھے خواہش ہو مجھ سے مانگ! تجھ جیسی قابل۔ وفادار۔ اور حق گو عورت کی ضرورت کا پورا کرنا میرا فرض ہے۔

زرقا} جس کے خلاف میں ہمیشہ اپنے خیالات ظاہر کرتی رہی لڑائیوں میں فوجوں کو بھڑکاتی رہی۔ اب اس سے کس منہ سے سوال کروں۔ ہاں بغیر دست سوال دراز کئے کچھ ملجائے تو قبول کیا جائیگا۔

امیر معاویہؓ نے زرقا اور اس کے ہمراہیوں کو انعام و اکرام اور خلعت دیکر رخصت کیا اور درباریوں سے اس کی آزادانہ روش کی تعریف کی۔ آج تہذیب کہلانیوالے اپنے دشمنوں (جنگی مجرمین) کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں!

ام سنان کی حق گوئی اور امیر معاویہ کا حسن سلوک

مروان گورنر مدینہ کے خلاف اکثر لوگوں کو اس کے طرز حکومت پر شکایت تھی۔ مگر ان شکایات کو حضرت معاویہ تک پہنچانے کی کسی کو جرأت نہ تھی ایک دفعہ مروان نے ام سنان بنت خیثمہ کے پوتے کو کسی وجہ سے قید کر دیا وہ بیچاری اس کے پاس پہنچی اور اپنے پوتے کی بیگناہی اور اپنی ضعیفی کا اظہار کیا مگر مروان نے ایک نہ سنی آخر تنگ آ کر اس نے معاویہ کے دربار تک رسائی حاصل کی اپنا حسب نسب بیان کیا امیر معاویہ نے پہچان کر کہا تو وہی تو نہیں جو ہم پر تبرا کرتی تھی اور ہمارے دشمنوں کو ہمارے مقابلہ پر برانگیختہ کرتی تھی؟

ام سنان} اے معاویہ عبد مناف کی اولاد کو اخلاق پاکیزہ اور علم وسیع دیا گیا ہے۔ وہ واقف ہو کر انجان نہیں بنتے اور حلم کے بعد سفاہت اختیار نہیں کرتے اور عفو کے بعد انتقام نہیں لیتے۔

معاویہ} بیشک ہم ایسے ہی ہیں مگر کیا تم وہی ہو جس نے اپنے اشعار میں علیؓ کی مدح وثنا اور ان کے مخالفین کی تضحیک کی تھی اور کچھ اشعار بھی جو ام سنان نے کہے تھے سنا دیئے

ام سنان} بیشک یہ اشعار میرے ہی ہیں لیکن میں امید کرتی ہوں کہ آپ ہمارے لئے (علیؓ کے بعد) بہتر خلیفہ ثابت ہوں گے۔

معاویہ کے حاشیہ نشینوں میں سے ایک شخص نے ام سنان کے وہ اشعار پڑھکر سنائے جن میں نہایت سختی سے معاویہ پر نکتہ چینی کی ہوئی تھی دربار کا یہ رنگ دیکھکر ام سنان نے کہا۔

ام سنان} اے امیر المومنین ایسے ہی مصاحبوں نے تجھے عام مسلمانوں میں بدنام کر رکھا ہے۔ اور ایسے مصاحبوں کی جھوٹی خوشامد نے آپ کو ..... کار رکھا ہے جتنی جلدی تو ان کو الگ کر دے اتنا ہی تیرے لئے بہتر ہے ایسے مجلیسوں کی صحبت سے اجتناب تجھے اللہ تعالے کا مقرب بنا دے گا اور مومنین کے دلوں میں تیری بہت عزت ہوگی۔ تجھے ہم لوگوں کا خوب علم ہے اور تو جانتا ہے کہ ہم ان لوگوں میں نہیں جو منہ پر تو تیری تعریف کریں اور غیبت میں برا بھلا کہیں جس چیز پر ہمیں پورا پورا ایمان تھا کہ وہ حق سے اس کو تجھ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے (یعنی علی رضہ کو تجھ پر ترجیح دیتے تھے) لیکن اب جبکہ وہ چیز ہی نہیں رہی ہم علی رضہ کے بعد تجھ کو ہی اور لوگوں کی نسبت زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔

معاویہ رضہ} اور لوگوں سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

ام سنان} مروان بن الحکم اور سعید بن العاص۔

معاویہ رضہ} میرے ساتھ محبت و عقیدت کی کیا وجہ ہے؟

ام سنان} تمہارے حلم کی وسعت اور تمہارے عفو و درگذر کے سبب سے۔

معاویہؓ۔ یہاں کیونکر آنا ہوا؟

ام سنان} مروان حاکم مدینہ کے خلاف شکایت لیکر آئی ہوں نہ تو وہ انصاف کے ساتھ حکومت کرتا ہے نہ شریعت کے موافق فیصلے۔ خلق خدا اس سے تنگ ہے میرا پوتا بھی اس نے جیل میں ڈال دیا ہے میں اس کے پاس دادخواہی کے لئے گئی تھی مگر وہ پتھر سے بھی زیادہ کرخت اور حنظل سے بھی زیادہ کڑوا نکلا۔ اب میں مجبور ہو کر اس دربار میں حاضر ہوئی ہوں جہاں مروان کی نسبت زیادہ عفو اور درگذر کی امید ہے۔

امیر معاویہ رضہ نے کاتب (میر منشی) کو اشارہ کیا کہ رہائی کا حکم لکھکر ام سنان کے حوالہ کر دو۔ اس کی صاف گوئی اور اظہار حق و صداقت میں بے خوفی و جرأت ایمانی کی وجہ سے پانچہزار درہم زاد راہ کے لئے اور ایک اونٹ سواری کے لئے دیکر اسکو رخصت کیا۔ (سلیم التواریخ باب ۱۳ صفحہ ۸۱۵)

ملخص از تاریخ حریت اسلام اور اسوہ صحابہ ج ۲۔

ارشادات امیر ایدہ اللہ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھاؤ۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو

محمد علی

پیغام صلح

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۱

اچھوتوں کی دائمی غلامی اور نام نہاد تحریکات مساوات

صرف اسلام اچھوتوں کو انسانیت کی بلند سطح پر لا سکتا ہے

اس علم و سائنس کے زمانہ میں جبکہ دنیا کی ہر قوم اور ہر ایک طبقہ اپنی سیاسی، سماجی اور معاشی آزادی کو برقرار رکھنے یا حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے ایک بہت بڑی قوم جس کی تعداد کروڑوں افراد پر مشتمل ہے ایک دوسری قوم کے مذہبی اقتدار اور ثقافتی زنجیروں میں گرفتار ہے اور وہ زنجیریں ایسی مضبوط ہیں کہ ہزاروں سالوں کے گذر جانے کے بعد بھی ان میں وہی طاقت موجود ہے جو ابتدا میں موجود تھی۔ ہندوؤں نے اچھوتوں کو ایک ایسے تمدنی نظام میں جکڑ کر غلام بنا رکھا ہے کہ جس سے رہائی بظاہر ناممکن نظر آتی ہے کیونکہ اس نظام کے عقب میں ایک ایسا مذہب اور فلسفۂ اعمال ہے جب تک وہ کمزور نہ ہو اس وقت تک اس نظام کی گرفت ڈھیلی نہیں ہو سکتی اور نہ اچھوتوں کو اس سے نجات مل سکتی ہے کیونکہ اس مذہب کا معیار اور اصول یہ ہے کہ گذشتہ جنم کے اعمال کے باعث سماج کا فرق مراتب پیدا ہوتا ہے ہر ایک شخص اپنے حادثۂ ولادت کی وجہ سے ذلیل ہے یا شریف ہے اگر وہ ایک شودر یا اچھوت کے گھر میں پیدا ہوتا ہے تو وہ ذلیل ہے اور اگر وہ براہمن کے ہاں جنم لیتا ہے تو اسے دیگر طبقات کے لوگوں پر پیدائشی فضیلت حاصل ہے۔ اس ضمن میں ہندو مذہب کا بنیادی اصول ہے۔

براہمنے براہمن کشترایا جنیم
مرت بھینو ویشم تپسے شودرم
(یجروید ادھیاء ۵ منتر اول)

وید کے لئے برہمن کو حکومت کے لئے کشتری کو کاروبار کے لئے ویش کو اور دکھ اٹھانے کے لئے شودر کو پیدا کیا ——— اور یہ بھی اس مذہب کا اصول ہے کہ "شودر کی عبادت اور ریاضت برہمن چھتری اور ویش کی خدمت ہے" یہ اصول صرف ایک قبیلہ اور نسل کی سطوت اور اقتدار کو دائمی طور پر قائم کرنے کے لئے گھڑے گئے جو مرور زمانہ سے بہت مضبوط ہوتے چلے گئے ——— ان آہنی اور دائمی قوانین کو توڑنے کے لئے اور ان کی قید و بند سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اوائل میں اچھوتوں نے کیا تگ و دو کی اس کی باقاعدہ تاریخ موجود نہیں ہے البتہ اس دائمی طبقات والے نظام کے خلاف ہندومت کے بطن سے ہی بدھ مت کی صورت میں ایک زبردست عمرانی اور مذہبی تحریک پیدا ہوئی جس کو ذات پات کی قیود توڑنے میں کافی حد تک کامیابی ہوئی لیکن ایک ہزار سال کے اندر اندر مساوات کی یہ تحریک بھی ہندومت سے اٹھ کر پھر ہندومت میں جذب ہو گئی ——— اس کے بعد جب مسلمان ہندوستان میں داخل ہوئے اور ہندو قوم کو اسلامی عقائد کا مقابلہ کرنا پڑا تو ردِ عمل کے طور پر بھگتی موومنٹ پیدا ہوئی جس کے باقیات میں سے صرف سکھ مذہب ایک منظم صورت میں موجود ہے لیکن وہ بھی رفتہ رفتہ ذات پات کا شکار ہو رہا ہے اور اس کی مساوات بھی ہندو معاشرت اور ہندو سیاسیات سے نہایت سرعت کے ساتھ اثر پذیر ہو رہی ہے۔ انیسویں صدی میں مغربی خیالات کے پھیلنے اور اسلام کے تبلیغی تحرک کے ردعمل میں آریہ سماج پیدا ہوئی جس نے توحید اور مساوات کی تبلیغی پالیسی کو اختیار کیا لیکن مرور زمانہ نے ثابت کر دیا کہ یہ تحریک محض ہندومت کے تحفظ کے لئے معرض وجود میں آئی اور اس کے یہ اصول صرف بحث و مناظرہ کے لئے تھے ورنہ اس کے ان اصولوں کے کوئی سماجی اور عمرانی نتائج نہیں پیدا ہوئے اور اس تحریک کے علمبرداروں نے عملی طور پر ہندوستان کی پسماندہ اقوام کو ہندوؤں کی اعلیٰ ذاتوں کی سطح پر لانے کی سرگرم کوشش نہیں کی البتہ اس تحریک کے پلیٹ فارم اور پریس سے محض پروپیگنڈا کے طور پر مساوات نسل انسانی کے حق میں گاہے گاہے آواز سنائی دیتی ہے مثلاً ۲۸ جولائی کے آریہ گزٹ میں ایک مقالہ افتتاحیہ "نسل و رنگت کا بھید" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:۔

"جس وقت ابھی امبیدکر کا ابھی جنم بھی نہیں ہوا تھا جب مہاتما گاندھی کے دل میں ہریجنوں کو اونچا کرنے کا ابھی خیال تک بھی پیدا نہ ہوا تھا اس وقت آریہ سماج نے اچھوت ادھار کے سوال کو اپنے پروگرام کا انگ بنایا پرماتما سو تم کہتے ہے کہ "میں یہ کلیان کرنے والی بانی براہمن، کشتری، شودر، ذاتی شودر اور چنڈال کے لئے دیتا ہوں۔ ایشور کی دی ہوئی تمام منشیہ برابر ہیں اور جس طرح ایشور کی دایو اور سورج کی روشنی امیر، غریب براہمن، شودر، اونچ نیچ سب کے لئے ہیں ویسا ہی وید پڑھنے اور ودیا حاصل کرنے کا ہر ایک منشیہ کو ادھیکار ہے۔ ابتدائی حقوق سب منشوں کو ملنے چاہئیں خواہ وہ کسی جاتی سے پیدا ہوئے ہوں ......"

لیکن ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر واقعی یہ درست ہے کہ آج سے بہت عرصہ پہلے آریہ سماج نے اچھوت ادھار کے سوال کو اپنے پروگرام کا حصہ بنایا اور اگر واقعی آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کی نظر میں برہمن کشتری، شودر ذاتی شودر اور چنڈال برابر ہیں اور براہمن کی مانند وید پڑھنے اور علم حاصل کرنے کا انہیں حق ہے تو یجروید کے اس منتر کا کیا مطلب ہے جس کو ہم مضمون کی ابتدا میں پیش کر آئے ہیں کہ وید کے لئے برہمن کو حکومت کے لئے کشتری کو کاروبار کے لئے ویش کو اور دکھ اٹھانے کے لئے شودر کو پیدا کیا گیا ہے اور دوسرے عملی طور پر آریہ سماج نے اس ضمن میں کیا کیا ہے کیا آریہ سماج نے اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کر کے سماجی لحاظ سے برہمن اور کشتری کی ممتاز سطح پر لانے کی کوشش کی یا یہ محض حکمت عملی اور پالیسی کی باتیں ہیں جن میں کوئی مخلصانہ جذبہ کارفرما نہیں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے آریہ سماج نے اس میدان میں عملی طور پر کچھ نہیں کیا اور جو خیال اور عقیدہ عمل میں نہ آئے اور انسانی زندگی پر اثر انداز نہ ہو وہ ایک مردہ خیال ہوتا ہے۔ ——— تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ آج تک جتنی تحریکات ہندو قوم کے ورن آشرم کو توڑنے کے لئے پیدا ہوئیں ان میں ایک بھی صحیح طور پر کامیاب نہیں ہو سکی لیکن بیسویں صدی میں اچھوتوں کی آزادی کا مسئلہ ہندوستان میں نہایت اہم شکل اختیار کر رہا ہے اور خود اچھوتوں میں آزادی کے لئے ایک طبعی خواہش جوش مار رہی ہے لیکن اس وقت تک یہ جذبہ ایک تعمیری قوت اور روح نہیں بن سکتا جب تک اچھوت ہندو قوم کے عقائد ترک نہ کریں اور سیاسی لحاظ سے ہندوؤں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر کے ایک ایسی قوم اور مذہب کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ کرلیں جو اصولی اور عملی طور پر انہیں مساوات کے حقوق دینے کو تیار ہو۔ اچھوتوں کے اس جائز اور طبعی جذبہ کو دبانے کے لئے مہاتما گاندھی کی اچھوت ادھار کی تحریک عمل میں آئی ہے جو محض اچھوت لیڈروں کی سیاسی بیداری کا ردعمل ہے اگر آج اچھوت لیڈر اپنے جائز حقوق کے مطالبہ کو ترک کر دیں تو گاندھی جی کی یہ تحریک بھی مر جائیگی یہ تحریک محض اچھوتوں کو ایک فریب میں مبتلا کرنے کے لئے ہے یہ تاریخ اور عمرانیات کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ ہندو قوم کی سیاسی تقدیر آج اپنے ہزاروں سال کے قیدیوں سے وابستہ ہے شاید قدرت ایک قوم کی ہزاروں سال کی مظلومیت اور بدبختی کا انتقام لینے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ یہ ہندوستان کی عمرانی تاریخ میں ایک نقطۂ انقلاب ہے مسلمانوں نے پہلے تبلیغی لحاظ سے کافی غفلت سے کام لیا ہے اب انہیں اس ضمن میں کسی قسم کے تساہل اور تغافل سے کام نہیں لینا چاہیئے اچھوت ہندوؤں سے بددل ہیں اور مسلمانوں کی طرف مائل ہیں اس بیداری کے موقعہ پر انہیں اسلام کا پیغام پہنچانا چاہیئے ابھی حال ہی میں بمبئی کے اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکر نے ......

....

بمبئی میں ایک اخباری نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے ہندو کانگرس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ہندوستان کے چھ کروڑ اچھوتوں کے فیصلہ کیلئے اپنی پالیسی کا واضح اعلان کرے۔ آپ نے بمبئی کانگرس وزارت کے خلاف اچھوتوں کی ستیہ گرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ کہ ہم نے سر دھڑ کی یہ بازی ہندو کانگرس کی اچھوت کشی اور اچھوتوں کے حقوق پر غاصبانہ دستبرد اور ڈاکہ زنی کے خلاف لگا رکھی ہے افسوس ہے کہ وزارتی مشن نے مظلوم اچھوتوں کو پھر انہی ہندو کانگرسی بھیڑیوں کے حوالے کر دیا ہے جنہوں نے ہزاروں سال سے ہم سے انسانی حقوق بھی چھین رکھے ہیں، اور ہم کو انسانوں کی صف تک سے باہر نکال دیا ہے برطانیہ اب ہندوستان کی عنان حکومت ملک کی دو بڑی پارٹیوں کانگرس اور مسلم لیگ کے حوالے کر رہا ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ ہندوستان کے چھ کروڑ اچھوتوں کو ان سے قطعاً کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ مسلمان اور ان کی نمائندہ قومی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ نہ صرف یہ کہ اچھوتوں کے حقوق کی ذمہ داری لے رہی ہے۔ بلکہ اس وقت جن جن صوبوں میں لیگ کی حکومت ہے، وہاں اچھوتوں کے ساتھ اسلام کی روایتی تاریخی رواداری اور احسان فرمائی کا سلوک کر رہی ہے، لیگی حکومتیں ہندوستان کے اس مظلوم و بے زبان طبقہ (اچھوتوں) کی ہر طرح کی دلداری کر رہی ہیں۔ اس لئے ہم مسلمانوں اور مسلم لیگ کے ساتھ کسی قسم کی جنگ کا خیال تک بھی دل میں نہیں لاتے لیکن کانگرس ہمارے حقوق کو بدستور ہڑپ کر رہی ہے اس نے ہمارے حقوق کے متعلق بدستور ظالمانہ چپ سادھ رکھی ہے"

ڈاکٹر امبیدکر کے اس بیان سے اچھوتوں کے میلان اور رجحانات کا کافی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جہاں وہ سیاسی لحاظ سے اچھوتوں کے متعلق اپنی روایتی اور تاریخی رواداری اور حسن سلوک کا ثبوت دے رہے ہیں وہاں انہیں دنیا کی اس مظلوم قوم کو اسلام کا پیغام پہنچا کر ملت اسلامیہ کے وسیع سواد میں داخل کر لینا چاہیئے۔ آج تک جتنی تحریکات اچھوتوں کو اس دائمی غلامی کی لعنت سے نجات دلانے کے لئے پیدا ہوئیں وہ کامیاب نہیں ہو سکیں صرف اسلام اس فرض کو سرانجام دے سکتا ہے اور ان دائمی بندھنوں کو کاٹ کر چھ کروڑ انسانوں کو ذلت اور پستی کے گڑھے سے اٹھا کر انسانیت کے بلند مرتبہ تک پہنچا سکتا ہے اسلام کے اس تبلیغی فریضہ کو سرانجام دینے سے مسلمانوں کو سیاسی اور دنیوی لحاظ سے بھی بہت فائدہ پہنچے گا! کاش مسلمان اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اس کام کو اپنے پروگرام میں شامل کر کے کوئی عملی اور منظم قدم اٹھائیں؛

بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب

محترمہ بہن صاحبہ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

دستکاری کی تحریک سے آپ نا آشنا نہیں ہیں کئی سال سے سالانہ جلسے پر دستکاری کی نمائش ہوتی ہے اور اس کی آمدنی خدمتِ دین کے لئے وقف ہے۔ نمائش کی آمد آیندہ یتیم خانہ پر صرف کی جائے گی۔

یہ خط میں اسلئے لکھ رہی ہوں کہ یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اور احادیث شریف میں ذکر ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں بالخصوص بہت خیرات فرماتے تھے۔ آپ بھی اس اسوۂ حسنہ پر عمل کریں اور اس ماہ میں خاص طور پر دستکاری تیار کر کے اپنے یتیم خانے کے لئے بھیج دیں۔

رمضان المبارک میں بالعموم اور آخری عشرہ رمضان میں بالخصوص عبادات کی جاتی ہیں۔ آپ کا دستکاری بنانا بھی یقیناً عبادت میں شامل ہوگا آپ رات دن اپنے اور بچوں کے کام میں مشغول رہتی ہیں۔ اب چند لمحے خدا کے کام کے لئے بھی نکالئے اور عاقبت کے لئے بھی کچھ زادِ راہ بھیجئے اگر آپ پہلے کی بنی ہوئی کوئی چیز اس ماہ میں بھیجدیں یا دستکاری بنانی اس مہینے میں ہی شروع کر دیں خواہ وہ بعد میں ختم ہو تو پھر بھی آپ کی یہ خیرات رمضان المبارک کی خیرات میں ہی شمار ہوگی اور آپ اللہ تعالےٰ کے حضور میں اجرِ عظیم کی مستحق ہوں گی۔

بعض بہنیں اس خیال میں رہتی ہیں کہ ابھی جلسے میں بہت دن ہیں۔ جب چاہیں گے بنا لیں گے اور عین وقت پر ایسی مجبوریاں آپڑتی ہیں کہ وہ اس نیکی سے محروم رہ جاتی ہیں اسلئے ضروری ہے کہ نیک تحریک جب بھی ہو لبیک کہا جائے اور سو کام چھوڑ کر بھی وہ کام کر لیا جائے۔

میں چاہتی ہوں کہ ہماری سب بہنیں خواہ معمر ہوں یا جوان یا بچیاں سب اس کارِ ثواب میں حصہ لیں اور نہ صرف خود حصہ لیں بلکہ اپنی سہیلیوں اور دیگر رشتہ دار بیبیوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ بھی اس نیک کام میں شامل ہوں۔ آجکل سکولوں اور کالجوں میں تعطیلات ہیں۔ پڑھنے والی لڑکیاں بخوبی اپنی دستکاری بنا کر سکتی ہیں جو دستکاری جسے آتی ہو وہ بنائے۔ چرخے پر کاتا ہوا سوت۔ دوتہی۔ کھیس۔ آزاربند۔ اُون کی بنی ہوئی سویٹریں۔ کڑھے ہوئے دوپٹے ٹیبل کلاتھ وغیرہ وغیرہ۔ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ چیزیں کار آمد ہوں صفائی اور احتیاط سے بنائی جائیں۔ جو بہنیں دستکاری میں حصہ لینا چاہیں خواہ وہ پہلے بھی بھیجتی ہوں یا اب پہلی بار بھیجنا چاہیں وہ سب مہربانی سے اپنے ارادے سے رمضان المبارک کے اندر اندر مجھے اطلاع دیں تاکہ ان کی یہ دستکاری ماہ رمضان کی عبادات اور خیرات میں شمار ہو۔

میرا پتہ یہ ہے:-

اہلیہ مولانا محمد علی
دارالسلام۔ ڈلہوزی

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— محمد سعید صاحب چغتائی انگلش ماسٹر کوٹ سلطان ضلع مظفرگڑھ جو بڑے مخلص اور سرگرم احمدی ہیں امسال بی اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں اور اب بی۔ ٹی کرنا چاہتے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مقصد میں کامیاب کرے۔ آمین۔

— اخویم مولوی عبدالرؤف صاحب پنڈی بہاؤالدین نہایت مخلص احمدی ہیں آجکل بعض مشکلات کی وجہ سے پریشان ہیں احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات دور فرمائے۔ آمین۔

— شیخ محمد حسین صاحب کارکن انجمن کی چھوٹی لڑکی بیمار ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بچی کی شفایابی کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

سانحۂ ارتحال (۱) محترم سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے تحریر فرماتے ہیں:-

"اس خط کے ذریعہ ایک جانکاہ اور اندوہناک اطلاع دی جاتی ہے۔ کل عصر کے وقت اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی (جو ان دنوں بغداد میں تشریف رکھتے ہیں) کو بذریعہ برقیہ اطلاع ملی ہے کہ کراچی میں عزیز موصوف کا نوجوان فرزند عزیز عبدالکریم بمرض ٹائیفائیڈ ۱۰ اور ۱۱ جولائی کی درمیانی شب اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز نہایت ہی نیک بخت سعادتمند بچہ تھا امسال اپنے والد محترم کے ہمراہ سالانہ جلسہ میں بھی شامل ہوا تھا۔ ماں باپ کی اس ہونہار بچہ سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں لیکن مالک حقیقی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ تعالےٰ عزیز مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل۔ کل شام نماز مغرب کے بعد احباب نے نماز جنازہ غائبانہ پڑھی آپ بھی اخبار پیغام صلح میں احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے نماز جنازہ غائبانہ کے ادا کرنے کی درخواست کریں۔ والسلام"

ہمیں اس صدمہ میں اخویم مکرم ابراہیم آدم صاحب سچوانی سے گہری ہمدردی ہے نوجوان فرزند کی وفات کا واقعہ بہت المناک ہے اللہ تعالیٰ سچوانی صاحب اور دیگر افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سلسلہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

(۲) کانپور سے حکیم سید محفوظ علی صاحب احمدی لکھتے ہیں کہ "میرے ایک لڑکے کا جو چودہ برس کا تھا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

اللہ تعالیٰ اس معصوم بچے کو والدین کے لئے آخرت کا ذخیرہ و اجر بنائے اور ان کو صبر کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرما دے۔ آمین۔

سلسلہ میں شمولیت

نوٹ:- مندرجہ ذیل اشخاص حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے آمین۔

(۱۵۱) شیخ اکرام اللہ صاحب ۔ ۔ سیالکوٹ
(۱۵۲) صدیق احمد صاحب ۔ ۔ " " "
(۱۵۳) محمد یعقوب صاحب " ۔ مدراس
(۱۵۴) دین محمد صاحب ۔ ڈیرہ غازیخاں
(۱۵۵) عبدالرب صاحب سلہٹ (آسام)
(۱۵۶) عبدالکریم شاہ صاحب۔ (")
(۱۵۷) مقبول شاہ صاحب " " "
(۱۵۸) عبدالقادر صاحب " " "
(۱۵۹) عبدالرحمان صاحب " " "
(۱۶۰) ننھے صاحب " " "
(۱۶۱) میر حسین صاحب " " "
(۱۶۲) محمد صاحب ولد فوجو صاحب ڈلہوزی
(۱۶۳) راجے صاحب ۔ ۔ ۔ " " "
(۱۶۴) فقیرو صاحب ۔ ۔ " " "
(۱۶۵) نبی صاحب ۔ ۔ " " "
(۱۶۶) مستری ابراہیم صاحب شیخوپورہ
(۱۶۷) چوہدری خدا بخش صاحب " "
(۱۶۸) شبیر احمد خاں صاحب سرینگر (کشمیر)
(۱۶۹) ابراہیم صاحب نبی بخش صاحب سیالکوٹ

ضروری اعلان

میں خدا بخش ریٹائرڈ قانون گو ساکن رسول نگر (عرف رام نگر) تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ اعلان کرتا ہوں کہ میرا لڑکا مسمی عبدالغنی جو کہ فوج میں حوالدار کلرک ہے جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے آج تک اس کا میرے یعنی والد کے ساتھ کوئی تابعدار بچوں والا معاملہ نہیں رہا حالانکہ میں نے اسکو تعلیم دلائی شادی کی اور ہر قسم کے اس کے اخراجات برداشت کرتا رہا مگر جب سے وہ ملازم ہوا ہے اس کا رویہ پہلے سے بھی بدتر ہو گیا ہے اور مجھ سے کسی قسم کی خط و کتابت اور بول چال کا بھی روادار نہیں اس لئے میں اپنے اس لڑکے عبدالغنی کو اپنی جائیداد جو کہ میں نے خود پیدا کی ہے اور دوسرے لڑکوں کی امداد سے اس میں افزائش کی ہے اس جائداد سے محروم کرتا ہوں۔ میری وفات کے بعد اس کا یا اس کے پسماندگان کا کوئی حق میری مذکورہ جائداد پر نہیں ہوگا۔

خدا بخش بقلم خود ۲۹/۷/۴۶

حضرت امام الزمان کی صداقت کا عملی ثبوت

(از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

(۵)

حضرت مجدد زمان نے اسلام کی صحیح اور حقیقی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے عظیم الشان اسلامی لٹریچر پیدا کیا۔ آپ نے تقریباً ۸۰ مایہ ناز کتب اسلام کی حقانیت اور آنحضرت صلعم کی صداقت پر لکھ کر دنیا میں شائع کیں۔ پھر آپ نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں قرآن کریم کے تراجم کی بنیاد ڈالی۔ پھر آپ نے بذریعہ کشف دیکھا کہ میں لندن میں کھڑا ہوں اور اسلام پر لیکچر دے رہا ہوں اور کچھ سفید پرندے پکڑے جس کی تعبیر آپ نے یہ کی کہ سفید اقوام کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونگے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جس رنگ میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام کو ترقی دی اس سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے۔ میں مختصراً چند موٹے موٹے کاموں اور شعبوں کا ذکر کرتا ہوں تاکہ علم ہو سکے کہ مجدد زمان کا کام کس طرح یہ جماعت پورا کر رہی ہے۔

(۱) تراجم قرآن کے سلسلہ میں علاوہ اردو تراجم و تفسیر کے ۳ یورپین زبانوں میں یعنی انگریزی۔ جرمن اور ڈچ میں تراجم اور تفاسیر شائع ہو چکی ہیں اور مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں:۔ سندھی۔ گورمکھی۔ تامل۔ اطالوی۔

(۲) آنحضرت صلعم کی سیرت سترہ مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(۳) اسلامی تعلیم پر کتابیں اور رسالے مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

(۴) ہندوستان کے علاوہ بیرون ہند میں ۳ مشن قائم ہو چکے ہیں۔ ووکنگ مشن (لندن)۔ جرمن مشن۔ ہالینڈ مشن اور اب امریکہ میں مزید مراکز کھولے جا رہے ہیں۔

(۵) برلن دارالخلافہ جرمنی میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی گئی۔

(۶) ایک تبلیغی درسگاہ مبلغین کے تیار کرنے کے لئے قائم ہے جس میں اب توسیع کی جا رہی ہے۔

(۷) نوجوانوں کی عام دینی تعلیم و تربیت کی خاطر ایک ادارہ تعلیم القرآن قائم کیا جا رہا ہے جس کے لئے فنڈ جمع ہو چکے ہیں۔

میں نے نہایت اختصار کے ساتھ ان شعبہ جات کا ذکر ہے جن کے ذریعہ جماعت احمدیہ اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے۔ آجکل اس کا سالانہ بجٹ چھ سات لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔

اب اگر جماعت اسلامی کی (activities) کو دیکھا جائے تو یہ بھی اس نوع و اقسام کی ہیں جو جماعت احمدیہ نے اختیار کر رکھی ہیں چنانچہ اس کے ماہوار ترجمان کی جلد ۲۸۔ عدد ۷ کے صفحہ ۱۳ پر بعض اہم تجاویز کا ذکر ہے جو جماعت اسلامی نے حال ہی میں تجویز کی ہیں اور جن کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ میں ان تجاویز و شعبہ جات کا مختصراً ذکر کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہو سکے کہ اب تنظیم و اشاعت اسلام کے لئے صرف وہی نہج اور طریقہ کارگر ہو سکتا ہے جس کی بنیاد اس زمانہ کے مجدد نے رکھی اور جس کو اس کی جانشین جماعت اسوقت سرانجام دے رہی ہے و لا غیر۔

(۱) تربیت گاہ کا قیام تجویز ہوا ہے۔ جو ہمارے ادارۂ تعلیم القرآن کی طرز پر ہے۔

(۲) مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر پیدا کرنے کی غرض سے ایک لمبی چوڑی فہرست تیار کی گئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی زبان کے علاوہ مختلف ہندوستانی زبانوں میں بھی لٹریچر تیار کرنے کی تجاویز ہیں۔ مثلاً ہندی۔ سندھی۔ گجراتی۔ بنگلہ۔ تامل۔ پشتو۔ فارسی وغیرہ۔

(۳) پھر بیرون ہند میں تبلیغ کا کام بھی تجویز ہوا ہے مثلاً افریقہ۔ امریکہ۔ ملایا۔ انڈونیشیا۔ ایران۔ ترکی وغیرہ۔

قبل اس کے کہ اس مضمون کو ختم کروں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ واقعات اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا رہے ہیں کہ جو طریق کار اور طرز عمل حضرت مجدد زمان نے تجویز کیا وہی درست اور صحیح راستہ ہے اور اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ جس راستہ اور طریقہ کو مجدد زمان نے اختیار کیا ہے اس کو اختیار کریں۔ میں اپنی جماعت سے بھی عرض کروں گا کہ ہمیں بلا خوف لومۃ لائم مجدد زمان کو اس زمانہ کا حکم اور فیاض کے طور پر پیش کرنا چاہیئے۔ اور وہ حکم و عدل ہو کر آیا ہے اب مسلمانوں کی فلاح و بہبود۔ اسلام کی اشاعت و تبلیغ اس کے دامن سے وابستہ ہے اپنے مسلمان بھائیوں تک اس پیغام حق و صداقت کو پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہونا چاہیئے ان کے لئے ہمارے دلوں میں حقیقی اور سچی ہمدردی ہونی چاہیئے ایسی جیسی کہ ایک ماں کو اپنے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہوتی ہے جب تبلیغ کے کام کے ساتھ دلی لگن نہ ہو محض ذہنی تعلقات کی بناء پر ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ لہذا داعی حق کو عوام سے گہری ہمدردی اور قلبی محبت ہونی چاہیئے اور لوگوں کی غلطیوں سے مزا لینے اور ان کی تذلیل کرنے کی بجائے کوفت ہونی چاہیئے۔ جب تک ہم لعلک باخع نفسک اور رحماء بینھم کے

(بقیہ صفحہ ۸)

سکھ اور رام کرشن

نکلنے کے بعد سکھوں میں کسی نے جواب نہ دیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان باتوں کا جواب کوئی نہیں بلکہ یہ کہ نہ تو "ریاست" میں اس قسم کی بحثوں کا کوئی فائدہ ہے۔ کیونکہ اس کے ناظرین کی بہت بڑی تعداد غیر سکھوں کی ہے جنہیں اس مضمون سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی اور نہ یہ زمانہ ہی اس قسم کی بحثوں کے لئے موزوں ہے۔ ....

سردار دیوان سنگھ جی کو بخوبی علم ہے کہ سکھ ہندو سوال پر بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان کے اپنے دوست سردار بہادر کاہن سنگھ مرحوم کی معرکۃ الآرا کتاب "ہم ہندو نہیں" گورودوارہ سدھار اور گورومت پربھاکر موجود ہیں۔ ان میں دسم گرنتھ صاحب اور اس کی تالیف و تصنیف کے مسئلہ پر بھی بخوبی روشنی ڈالی گئی ہے دسم گرنتھ سے متعلق ان کے ایک اور دوست بھائی تیجا سنگھ بھسوڑ نواسی مرحوم کی کتاب "بھلیکھے" بھی موجود ہے۔ "شیر پنجاب" میں دسم گرنتھ سے متعلق بیسیوں مضامین شائع ہو چکے ہیں "ریاست" کا یہ بیان درست نہیں کہ گرنتھ صاحب میں ایک ایک صفحہ پر کئی کئی جگہ رام اور کرشن کی تعریف ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف چند شبد ایسے ہیں جن میں رام وغیرہ الفاظ کے معانی توڑ مروڑ کر لوگ اپنے مطلب کے مطابق کرتے ہیں مگر مقابلہ میں ایسے سینکڑوں شبد ہیں جن میں اوتار بت پرستی اور دیگر عقائد کا رد بڑے زوردار صاف اور غیر مبہم الفاظ میں کیا گیا ہے شری گورو گرنتھ صاحب تو توحید اور نرنکار نرنکار کی بھگتی کا ایک بحر ذخار ہے اس میں شرک کہاں ہے اخیر میں ہماری نیازمندانہ گذارش ہے کہ معاصر ریاست کو اس قسم کی مذہبی بحثوں سے الگ رہنا چاہیئے جن کی نہ کوئی لطف ہے اور نہ کوئی فائدہ ہے۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(شیر پنجاب)

تبلیغی کلاس کے لئے طلباء کی ضرورت

آیندہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء سے انجمن کی تبلیغی کلاس کا نیا سال شروع ہوگا جن میں حسب ذیل طلباء لئے جائیں گے۔

(۱) پانچ طلباء جن کو دیہات میں تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے گا ان کا کورس تین سال ہوگا ان میں سے جو طالبعلم شہروں میں تبلیغ کے اہل سمجھے جائیں گے انہیں دو سال مزید ٹریننگ دی جائیگی۔

(۲) چھ طلباء تبلیغ بیرون ہند کی تیاری کے لئے درکار ہوں گے جو گریجوایٹ ہوں یا گریجویٹ کے قریب قریب قابلیت رکھتے ہوں ان کا کورس دو سال ہوگا۔

ان دو جماعتوں میں داخل ہونے کی اہلیت رکھنے والے طلباء کی درخواستیں ابھی سے مطلوب ہیں تاکہ داخلہ سے پہلے ان کی اہلیت و قابلیت کو پورے طور پر پرکھا جا سکے جو اصحاب ان میں سے کسی ایک جماعت میں داخل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں جن میں تعلیم و عمر و شادی شدہ یا غیر شادی شدہ اور علمی قابلیت کا مفصل ذکر ہو بہت جلد بھجوا دیں۔

درخواست کنندہ کا احمدی ہونا ضروری ہے اور درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق ہونا لازمی ہے درخواستیں حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں۔

خاکسار

شیخ عبدالرحمان مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم مکتوب

بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور مبلغین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ ۱۰ر جولائی کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت اہم مکتوب برادران سلسلہ کے نام شائع ہوا ہے۔ چونکہ نفس مضمون کے لحاظ سے اس مکتوب کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اور چونکہ یہ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات گرامی اور آپ کی جانشین انجمن کی ہدایات کے مطابق ماہوار چندوں کی باقاعدگی اور مقررہ شرحوں کے مطابق ادائیگی کی ضروری نصائح پر مشتمل ہے اس لئے تمام وابستگان سلسلہ کو اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے کوئی احمدی دوست اس مکتوب کے مضمون سے بے خبر نہ رہے اور سیکرٹری صاحبان اور مبلغین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جمعہ کے روز یا کسی اور دن تمام مقامی احباب کا جلسہ کر کے اس مکتوب کو احباب تک پہنچائیں اور اس پر تمام قوم کو عمل پیرا ہونے کی ہدایت فرمائیں اور [illegible] کامیابی جاری رکھیں اور خدا سے دعا کریں۔ نیز میں ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ وہ اس ضروری مکتوب کو ایک دو دفعہ پھر اخبار میں دوہرائیں یا کم از کم اس کے ضروری اقتباسات درج فرماتے رہیں تاکہ ساری قوم کو معلوم ہو سکے کہ ہمیں اس بارہ میں کیا کرنا ہے۔

مرتضیٰ خاں۔ سیکرٹری تحصیل

بہائیت کے خاکہ میں چوہدری عبدالرحمان صاحب کی رنگ آمیزیاں

از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۴)

(۵) چوہدری صاحب کا حلقۂ دام خیال — صلا پر یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بیج میں پھل معہ تنہ، شاخ

پھولوں کے مخفی اور ظہور کے انتظار میں ہے، پھر وہی مخفی اور ظہور کا غلط خیال۔ بیج میں صرف ایک انرجی اور طاقت ہے بیج کا مادہ اس انرجی اور قوت کا زاد راہ ہے اس لئے بیج چند دنوں کے بعد مٹ گیا جیسے مسافر کا توشہ ختم ہوگیا مگر وہ انرجی یا مسافر زندہ رہا اس نے مٹی، پانی، ہوا اور سورج سے اپنے لئے خوراک مہیا کی اب وہ جڑ تنہ شاخیں، پتے پھول اور پھل یہ سب اس انرجی کا کارنامہ ذرائع اور ذرائع ہیں جن کے ساتھ وہ اپنی اور دوسروں کی زندگی میں اعانت کرتا ہے آپ بیج پھل بننے کے انتظار میں بٹھاتے ہیں یوں کیوں نہیں کہتے کہ زمین کے مردہ ذرات ہوا اور پانی کے بے جان اجزا اور سورج کی بے روح شعاعیں مظہر ہوتی ہیں کہ کوئی طاقت ہمیں جان بخشنے۔ اس مسافر کو میں سردست یہاں ہی چھوڑتا ہوں کیونکہ اس سے آگے چل کر ہم نے بہائی مذہب کو قتل کرنے کا کام لینا ہے

(۶) صفحہ ۱۵ پہ کس قدر دھوکا یا حلقہ دام خیال ہے کہ دائرہ کا پہلا اور آخری نقطہ ایک ہی ہے۔ قربان جائیے اس منطق کے کہ ایک نقطہ پہلا ہے اور ایک آخری ہے مگر یہ دو نہیں ایک ہے ہم نے سنا۔

Two extreme points can not meet together.

کسی خط کے دو انتہائی نقطے یعنی اول اور آخر مل نہیں سکتے مگر آگے چل کر ہم نے پڑھا

Two extreme points meet in a circle.

البتہ دائرہ میں اول اور آخر کے دو انتہائی نقطے مل جاتے ہیں مگر ہوتے دو ہی ہیں چوہدری صاحب بہائی مذہب کی طرح ایک انوکھی بات ہمیں بتاتے کہ اگر چوہدری صاحب جموں سے روانہ ہو کر سرینگر پہنچیں اور پھر جموں واپس آئیں تو چوہدری صاحب دو نہیں ہوگئے دیکھ لو دائرہ بھی بن گیا مگر چوہدری صاحب ایک کے ایک ہی رہے اس کے سمجھنے میں مشکل صرف یہ ہے کہ چوہدری صاحب ایک ہیں دائرہ میں نقطہ ایک نہیں وہ اپنے جیسے کئی ایک نقطوں کا مجموعہ ہے اگر چوہدری صاحب گھر سے نکل کر گھر میں بھی رہتے اور چکر لگا کر واپس بھی آجاتے تو ہم سمجھتے چوہدری صاحب نے ٹھیک کہا مگر اس دائرہ کو توڑ کر سیدھا کرو اب اس خدا کے اول آخر کو ایک کر کے دکھاؤ اسلئے دائرہ میں جو نقطہ اول ہے اس کے ساتھ آخری نقطہ ملتا ہے نہ یہ کہ دونو ایک ہیں کیا یہ غلط ریاضی ملاں حسین کو عصمت کبریٰ مان لینے سے درست ہو جائے گی؟

(۷) چوہدری صاحب پہ آریہ کا سایہ — صلا پر آپ نے سائنسدانوں کے مشاہدات یقینی

کو یہ کہکر رد کر دیا ہے کہ (آپکی سمجھ میں) منفرد مادہ ۹۲ عناصر نہیں بن سکتا مگر جس شخص کی سمجھ میں اسلام جیسا سیدھا سادا مذہب نہیں آیا وہ مادہ کی باریک بات کیسے سمجھ سکتا ہے۔ مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب کے دفتر میں کوئی آریہ ہے اور اسی کا سایہ آپ پر پڑا ہوا ہے کیونکہ آریہ اب تک مادہ کو منفرد اور ناقابل تقسیم مانتے ہیں مگر سائنسدانوں نے جاپان پر ہی ایٹم بم نہیں گرایا یورینیم (ایک دھات کا نام ہے) کے مفرد ایٹم کو توڑ کر آریہ سماج کو بھی بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ ہمارے بھولے بھالے چوہدری صاحب بہائی مذہب میں آریہ کے بیج ہونے کی گنجائش نکال رہے ہیں اس لئے فرماتے ہیں مفرد ماد ۹۲ عناصر نہیں بن سکتا۔ اول تو مفرد مادہ آریوں کی اصطلاح ہے سائنسدان اسے تسلیم نہیں کرتے دوم جب انھوں نے اسے توڑ کر جاپان پر گرا دیا تو چوہدری صاحب یا بہائی مذہب آریہ سماج کو اس کی زد سے کیسے بچا سکتے ہیں ٹوٹنے والی چیز مفرد نہیں ہوتی یہ جدایات سے آپکی سمجھ میں نہ آئے آپ کی سمجھ میں تو خدا بھی نہیں آتا جب تک ملاں حسین کی شکل میں نہ آئے

(۸) کیا محض ارادہ مادۂ عالم ہے؟ — چوہدری صاحب ہر قدم پر ایک نیا گل کھلاتے ہیں

دنیا جس چیز سے بنی ہے اسکو مادہ نہ کہو بلکہ ارادہ کہو مگر ارادہ کیا مادی ہے؟ ورنہ غیر مادی سے مادی دنیا کیسے بنی؟ کیونکہ نیستی سے ہستی ہو نہیں سکتی مگر لطف کی بات یہ ہے کہ اس ارادہ یا صاحب ارادہ کو چوہدری صاحب نے جناب کے منبع کی طرح کبھی نہیں دیکھا تاہم اس کے ماننے پر مجبور ہیں مگر انسان کسی کے ماننے پر مجبور اس امر میں ہوتا ہے جس کے دلائل موجود نہ ہوں اور یقین حاصل نہ ہو یہ ہے چوہدری صاحب کا خدا کے متعلق خیال!

(۹) صلا پر آپ فرماتے ہیں "شجر عالم بڑ ۴ ارادہ کے بیج سے پھوٹا۔ بڑھا اور پھیل گیا" اول تو ارادہ غیر مادی تھا اس سے مادی عالم کیسے پھوٹا دوم شجر صرف بیج نہیں جب چیز نے اسے پھاڑا، بڑھایا اور پھیلایا وہ کہاں سے آیا۔ ارادہ کے سوا تو کچھ تھا ہی نہیں اور ارادہ صرف بیج تھا اگر عناصر مادہ سے نہیں بن سکتے تو ارادہ محض سے بھی دنیا نہیں بن سکتی۔ یہاں پہنچکر آپ مراقبہ میں چلے گئے ہیں جہاں ان کو وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت نظر آرہی ہے ہم اس خیالی دنیا میں ان کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

رپورٹ ادارہ تعلیم قرآن

بابت ماہ جون ۱۹۴۶ء

نام	روپے	آنے	پائی
سابقہ میزان	۳۰۵۲۰	۱۳	—
(۱) حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ	۲۵۰۰	۰	۰
(۲) محترمہ جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ	۵۰۰	۰	۰
(۳) جناب بابو علم الدین صاحب آسن سول	۵۰۰	۰	۰
(۴) جناب میاں چراغ دین صاحب کمرشل بلڈنگس لاہور	۲۰۰	۰	۰
(۵) جناب بیگم صاحبہ میاں چراغ دین صاحب	۲۵۰	۰	۰
(۶) جناب خلیفہ محمد اعظم صاحب علوی لاہور	۶	۰	۰
(۷) جناب محمد اقبال صاحب دفتر تحصیل لاہور	۱۰	۰	۰
(۸) جناب محمد فاضل صاحب مینجر اخبار لائٹ لاہور	۲	۰	۰
(۹) جناب مولانا دوست محمد صاحب لاہور	۳	۰	۰
(۱۰) جناب چوہدری فتح محمد صاحب معرفت دکیل گجرات	۲۰	۰	۰
(۱۱) جناب شیخ منظور احمد صاحب کوئٹہ	۱۰	۰	۰
(۱۲) جناب شیخ اللہ بخش صاحب بی اے ایل ایل بی پشاور	۱۰۰	۰	۰
(۱۳) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساٹھ لائلپور	۱۰	۰	۰
(۱۴) جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ سیالکوٹ	۲	۰	۰
(۱۵) جناب مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ	۳	۰	۰
(۱۶) جناب مولوی احمد گل صاحب مبلغ	۴	۸	۰
(۱۷) جناب چوہدری فضل داد صاحب جہلم	۵	۰	۰
(۱۸) جناب ڈاکٹر این اے خان صاحب برما	۳۹	۸	۰
(۱۹) جناب ماسٹر محمد اسلم خان صاحب ہیڈ ماسٹر دہلی	۹	۰	۰
(۲۰) جناب سید عبدالعزیز شاہ صاحب مانسہرہ	۴۰	۰	۰
(۲۱) جناب رشید احمد صاحب امرتسر	۱	۰	۰
(۲۲) جناب عبدالرزاق صاحب پشاور	۵	۰	۰
(۲۳) محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور	۵	۰	۰
(۲۴) جناب بابو عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور	۵	۰	۰
(۲۵) جناب بابو فخر الدین صاحب بی اے راولپنڈی	۲۵	۰	۰
(۲۶) جناب ملک خدا بخش صاحب راولپنڈی	۲۰	۰	۰
(۲۷) جناب ایم ایل شیخ صاحب شولاپور	۱۵	۰	۰
(۲۸) جناب خان عبدالعزیز خان صاحب ملتان	۲۰	۰	۰
(۲۹) جناب خان محمد شریف صاحب ؍؍	۴	۰	۰
(۳۰) جناب خان محمد صدیق صاحب ؍؍	۱۲	۰	۰
(۳۱) جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیرآباد	۲۵	۰	۰
(۳۲) جناب چوہدری عطا الٰہی صاحب بٹالہ	۱۰	۰	۰
(۳۳) جناب ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب وزیرآباد	۱۲	۸	۰
(۳۴) محترمہ جناب حمیدہ بیگم صاحبہ ؍؍	۵	۰	۰
(۳۵) جناب محمد الرحمان صاحب لورہ ہزارہ	۲۰	۰	۰
(۳۶) جناب محمد ظفریاب صاحب اوورسیر بنگلہ رکھا نیالہ	۱۸	۰	۰
(۳۷) جناب غلام احمد صاحب کراچی	۵	۰	۰
(۳۸) جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	۲	۸	۰
(۳۹) محترمہ ذکیہ سلطان صاحبہ بنت مولوی دوست محمد صاحب لاہور	۲	۰	۰
(۴۰) جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب زیدہ	۴	۱۳	۰
میزان کل	۳۱۰۱۴	۱۰	۰

(مرتضیٰ خان۔ سیکرٹری تحصیل)

روزے کے مسائل!

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون پس روزہ میں جھوٹ بولنا، گالیاں دینا، غیبت کرنا، بدنظری اور حرامخوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتی ہیں۔

(۲) جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے یا شہادت نہ مل جائے شکی روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۳) رمضان کے فرضی روزہ کی نیت اس سے قبل شام سے ہونی چاہیئے کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزہ کے لئے اس کی ضرورت نہیں صبح اٹھکر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کے لئے روزہ معاف ہے مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھ لے اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرے۔

(۵) سفر کے لئے کوئی خاص شرط نہیں جب سفر کے لئے گھر سے نکلے وہ مسافر کہلائیگا اسی طرح بیمار ہے اس کے لئے کوئی خاص کمپیر بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں۔ البتہ معاملہ کو نیت اور صداقت سے رکھے اور حیلہ بازی سے کام نہ لے اور جب وہ عذر دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جس کی صحت کی درستی کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے یا امید صحت نہیں یا ایسا کمزور ہے جس کے لئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے یا ایسا بڈھا ہے جس کے روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے یا حاملہ عورت ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں لیکن مسکین کو کھانا کھلانا انہیں لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کو کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں جو خود مسکین ہیں اور فدیہ نہیں دے سکتے وہ لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا کے مطابق ہر طرح معافی کے نیچے ہیں۔

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لی جائے یا کلی کرتے وقت سہواً غلطی سے پانی حلق میں اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۸) کسی خوشبو یا بدبو، گرد و غبار کے ناک یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے، نہانے، سر میں تیل ڈالنے، آنکھ یا کان میں دوا ڈالتے آئینہ دیکھنے قے آ جانے، نکسیر پھوٹنے، خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو۔ صحابہ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونے کے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت بلال رضؓ نے غلطی سے اذان جلدی دے دی، تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو مجھ سے غلطی ہو گئی۔

(۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلعم کی سنت ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے بڑھکر بدقسمت کون ہوگا جس نے رمضان کو پایا اور خدا سے گناہ نہ بخشوائے آپ پچھلی رات قیام کرتے تھے اور گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے گیارھویں یعنی آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے۔ چونکہ آجکل ہمارے ملک میں عشاء کی نماز کے آخر تین وتر پڑھ لیتے ہیں اس لئے آخر شب صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں۔ شب میں بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر کا پڑھنا حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں شروع ہوا۔ لوگ مسجد میں بعد نماز عشاء بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ نے ایک حافظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ انہیں بیس رکعت پڑھا دے اور اس میں قرآن سنا دے تا اس طرح قرآن سننے کا ایک موقعہ پیدا کر دیا لیکن سنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آخر شب میں قیام ہے۔

مغربی افریقہ میں سلسلہ احمدیہ

کی مقبولیت

لیگوس نائیجیریا مغربی افریقہ میں سلسلہ احمدیہ کی قبولیت آنریری جنرل سیکرٹری صاحب مسلم ریڈنگ سرکل لیگوس اپنی چٹھی مورخہ ۵ مارچ ۱۹۴۶ء میں حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

کہ وہ انسان جو نہ صرف اپنے ملک کے لوگوں کے دلوں میں بلکہ تمام دنیا میں اپنی بالاستقلال حمایت دین کامل اسلام میں ایک عالمگیر شہرت حاصل کر چکا ہو۔ اور جس کی تازہ تصنیف نیو ورلڈ آرڈر نے اسلامی دنیا کے دلوں میں ایک وجد کی حالت پیدا کر دی ہو اور مخالفین و معترضین دین اسلام کا ناطقہ بند کر دیا ہو اس قابل ہے کہ ہم اپنی پنجگانہ نمازوں میں اس کے لئے دعائیں کریں اس لئے ہمارے سرکل کے آٹھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر تمام حاضرین مجلس نے آپ کی درازی عمر کے واسطے دعا کی تاکہ آپ کا وجود اسلامی دنیا کے لئے اور بھی زیادہ نافع ثابت ہو۔

جناب والا ہمارے سرکل کے منتظمین و معاونین نے آپ کی تصانیف دربارہ تبلیغ اسلام کی قدر دانی کرتے ہوئے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ان کے ذریعہ سے اس بے نظیر مذہب کے متعلق ان کے معلومات میں اتنا بڑا اضافہ ہوا ہے کہ انھوں نے آپ کو اپنے مسلم ریڈنگ سرکل کے مربی اعظم (چیف پیٹرن) کا عہدہ دے دیا ہے

ایک قادیانی کا سوال

اور

اس کا جواب

ایک قادیانی دوست لکھتے ہیں:۔

. . . .

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

معروض ہے کہ خاکسار نے حقیقت الوحی۔ انجام آتھم اور ایک غلطی کا ازالہ کے متعلق تحریر کیا تھا۔ صرف انجام آتھم ملا ہے حقیقت الوحی رسالہ ایک غلطی کا ازالہ نہیں ملا۔ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام پڑھا گیا جو کہ صفحہ ۵۸ میں مندرج ہے۔

انا نبشرک بغلام حلیم مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السماء اسمہ عانوائیل یولد لک الولد ویدنی منک الفضل۔ اس کے متعلق جواباً تحریر کریں کہ یہ الہام حضور کا کس لڑکے کے متعلق ہے کیا وہی نہیں جس نے مصلح موعود کا دعویٰ کر دیا ہے۔ خدارا غور کریں ہم کو بھی تفصیلاً جواب سے مشرف فرماویں۔ فقط والسلام

خاکسار محمد تحسین فرد۔ احمدی

جواب

آپ نے کتاب انجام آتھم میں سے جو الہام انا نبشرک بغلام حلیم وغیرہ کا حوالہ دیکر دریافت کیا ہے کہ یہ کس لڑکے کے متعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس لڑکے کے متعلق ہے جو ان کا مصداق ہوگا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لڑکے مبارک احمد کی نسبت قیاس کیا تھا کہ وہ ان کا مصداق ہوگا لیکن وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور ان کا مصداق نہ بنا تو حضرت صاحب کو الہام ہوا انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک۔ یعنی ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک کی جگہ نے گا لیس میاں محمود احمد صاحب تو مصلح موعود نہیں ہو سکتے خواہ وہ اب دعوے بھی کر رہے ہوں کیونکہ وہ مبارک احمد کے بعد نہیں پیدا ہوئے۔ صرف دعویٰ کرنے سے کوئی مصلح موعود نہیں بن سکتا اس کے لئے کوئی ثبوت چاہیئے اور علاوہ ازیں میاں محمود احمد صاحب کا تو مذہب ہی حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کے خلاف ہے وہ ان کے خلیفہ کیسے ہو سکتے ہیں ہاں چونکہ حضرت مسیح موعود مثیل نوح علیہ السلام بھی تھے اس لئے وہ نوح علیہ السلام کے اس بیٹے کے مثیل ہیں جو ان کی تعلیم کو نہیں مانتا تھا۔ خیال فرمائیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرماویں کہ میرا تو ابتدا سے یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا اور عبدالحکیم مرتد کو کہیں کہ یہ اس کا افترا ہے جو وہ کہتا ہے کہ ہم نے گویا دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے اور میاں صاحب یعنی محمود احمد صاحب بھی وہی بات کہیں کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں پھر حضرت صاحب تو مباحثہ عبدالحکیم میں یہ لکھدیں کہ میرا دعوے نبوت کا نہیں محدثیت کا ہے اور میاں صاحب کہیں کہ حضرت صاحب کا دعوے نبوت کا تھا اور انکار صرف اس لئے کرتے تھے کہ آپ کو نبی کی تعریف نہ آتی تھی اور جب سال ۱۹۰۱ء میں نبی کی تعریف سمجھ میں آئی تو آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور نبی کی تعریف بدل دی۔ شاباش اچھے خلف الرشید اور مصلح موعود ہیں کہ اپنے والد بزرگوار کو نادان بھی قرار دیں اور چالاک بھی۔ ایسے شخص کی تو صحبت سے بھی گریز کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی بیعت کر کے اس کو مصلح موعود مان لینا۔ یہ کہاں کی عقلمندی اور کیسی دینداری ہے۔ خدارا حضرت مسیح موعود کو سچا مانتے ہو تو میاں محمود احمد صاحب کو جھوٹا اور گستاخ سمجھو اور ان کی بیعت کو فسخ کر کے حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور ان کے مذہب پر قائم ہو جاؤ۔ ان اختلافی امور پر بہت سی کتابیں اور رسالے نکل چکے ہیں آپ چاہیں تو چند ایک منگوا کر مطالعہ فرمالیں مثلاً حضرت امیر ایدہ اللّٰہ تعالیٰ کے رسالے ردتکفیر اہل قبلہ۔ حضرت مسیح موعود اور ختم نبوت۔ المصلح الموعود اور مولینا عبدالرحمن صاحب مصری کے دو رسالے ذریت مبشرہ اور نشان مصلح موعود بھی اصل حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ والسلام۔

خاکسار۔ عزیز بخش آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

احباب جماعت لاہور کی خدمت میں

نہایت ضروری گذارش

جماعت لاہور کے جملہ احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارے لوکل محصل میاں غلام محمد صاحب بوجہ بیماری رخصت پر ہیں ان کی جگہ چندہ وصول کرنے کا کام میاں حمید اشکور صاحب کے سپرد کیا ہوا ہے مگر وہ سب جگہ نہیں پہنچ سکیں گے اس لئے احباب کو کسی محصل کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے اور اپنے تمام چندے خود ہی جمعہ کے روز ادا کر دینے چاہئیں یا کسی شخص کے ہاتھ دفتر میں بھیجدینے چاہئیں محصل کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ والسلام

مرتضیٰ خاں
سکرٹری تحصیل

سکھ اور رام و کرشن

معزز معاصر "ریاست" ایک خالص پولیٹیکل اور قوم پرست اخبار ہے۔ مذہب سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں لیکن جہاں تک سکھوں کا تعلق ہے۔ معاصر موصوف مذہبی مسائل میں بھی مداخلت کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ مذہب اس کا مضمون نہیں ہے۔ حال ہی میں سردار دیوان سنگھ صاحب نے رام اور کرشن کے صحیح معنے کے عنوان سے ایک ایڈیٹوریل نوٹ لکھا ہے جس میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سکھوں کے گرو صاحبان بھی اوتاروں کو مانتے تھے اور اس کے ثبوت میں دسم گرنتھ کے بعض اشعار کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ:-

"اس کلام کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا کہ مذہبی اعتبار سے سکھ ہندو نہیں ایسا جرم۔ گناہ غلط بیانی اور مکاری ہے جس کی مثال مذہبی دنیا میں نہیں مل سکتی"۔

ان آخری خطابات کے لئے شکریہ لیکن ہم سردار دیوان سنگھ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ دسم گرنتھ شری گوبند سنگھ صاحب کی نہ تو تصنیف ہے نہ تالیف بلکہ حضور کے وصال کے قریباً پندرہ بیس سال بعد بھائی منی سنگھ جی نے مختلف پوتھیوں کو اکٹھا کر کے انہیں دسم گرنتھ کا نام دے دیا یہ دسم گرنتھ بھی کئی قسم کا ہے یعنی اس کی مختلف جلدیں ہیں۔ اور ان میں مواد جدا جدا بھی ہے۔ ایک جلد میں ایسے مضامین بھی ہیں جو دوسری میں نہیں۔ اس میں کچھ بانیاں دسم پادشاہ شری گورو گوبند سنگھ صاحب کی ہیں اور زیادہ تر آپ کے درباری شعرا کی۔ اور بعض حصے اس قدر فحش ہیں کہ کسی مجلس میں کوئی شریف شخص انہیں پڑھنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ ......

دسم گرنتھ میں گورو دسم پادشاہ کی تین چار بانی ہے۔ اس میں بار بار اوتاروں کا کھنڈن ہے۔ اور تاکید فرمائی گئی ہے کہ کوئی سکھ کسی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے کو پرمیشور نہ مانے۔ بچتر ناٹک میں اپنے آنے کا سبب ہی گورو دسم پادشاہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ لوگ پرمیشور سرب شکتیمان کو چھوڑ کر پتھروں۔ ستاروں دریاؤں آگ ہوا اور منشوں کی پوجا کرنے لگ گئے تھے (ملاحظہ ہو بچتر ناٹک کا ادھیائے ۶) اس خیال کے کہ آدم زاد کو خدا کہکر اس کی پوجا کی جائے شری گورو گوبند صاحب کس قدر مخالف تھے حضور کے اس ارشاد سے عیاں ہے۔

جے ہم کو پرمیشور اوچرہیں
تے سبھ نرک کنڈ میں پرہیں
مو کو داس تون کا جانو
یا میں بھید نہ رنچ پچھانو

(جو مجھے پرمیشور کہیں گے وہ سب جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ مجھے پرمیشور کا بندہ جانو۔ اور اس میں ذرا شک نہ کرو) پھر اسی ادھیائے میں ارشاد ہے کہ:-

سبھے جے پہلے اوتارا
آپ آپ تن جاپ اوچارا

(مجھ سے پہلے جو جو اوتار ہوئے۔ انہوں نے اپنی اپنی ہی عبادت کا حکم دیا)

پربھو دکھی کوئی نہ بچارا
دھرم کرم کو راہ نہ ڈارا

(ان میں سے کسی نے پرمیشور کی برابری کرنے والے کو کسی کو نہ بچھاڑا۔ اور انہیں دھرم کرم کی راہ نہ بتائی)

اب ہم محض سردار دیوان سنگھ صاحب جی کی تسلی کے لئے کہ گورو گوبند سنگھ رام کو اپنا بزرگ تو مانتے تھے مگر پرمیشور ہرگز نہ مانتے تھے۔ امرت کے ۳۴ سویوں میں سے شری رام چندر اور شری کرشن جی سے متعلق دو سویے پیش کرتے ہیں۔ جو دسم پادشاہ کی بانی ہیں اور امرت چھکاتے وقت جن کا پاٹھ لازمی ہے۔

جے کہو رام اجونی اجے اتِ
کاہے کو کوسل کُکھ جیو جو
کال ہوں کال کہے جِہ کو
کہہ کارن کال تے دین بھیو جو
ستّ سروپ بیبیر کہائے
سو کیوں پتھ کو رتھ ہانک دھیو جو

ترجمہ:- اگر کہو کہ رام اجونی اور اجے یعنی نہ پیدا ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے) تو وہ کوشلیا کے بطن سے کیوں پیدا ہوا۔ جسے ملک الموت کا رب کہتے ہیں وہ خود موت سے کیوں مغلوب ہوا۔ جو سنت سروپ اور کسی سے دشمنی نہ رکھنے والا کہلاتا ہے وہ میدان جنگ میں ارجن کا رتھ بان کیوں بن گیا۔ پرمیشور رسی کو مانو جس کا راز نہ اب تک نہ جان سکا نہ جان سکے گا۔ اب شری کرشن جی کی الوہیت کے بارے میں دسم پادشاہ کی بانی کا قطعی فیصلہ ملاحظہ ہو۔

کیوں کہو کرشن کرپا ندھ ہے
کہہ کاج تے بدھک بان لگایو
اور کلین ادھارت جے
کہہ تو اپنو کل ناس کرایو
آدھ اجون کہائے کہو
کم دیوکی کے جٹھر نتر آیو
تات نہ مات کہے جِہ کو
تِہ کیوں بسدیو ہی باپ کہایو

ترجمہ:- کرشن کو پاندھ (منبع کرم و لطف کرم کا سمندر خدا) کیوں کہتے ہو۔ اسے شکاری نے کس بنا پر نشانہ تیر بنایا اور جو کل اولاد (خاندان) کا پدر مانا تھا تو دھار (کھلا) کرنے والا۔ اس (کرشن) نے اپنا کل ناش کیوں کرا دیا۔ جو ازلی اور جنم نہ لینے والا کہلاتا ہے۔ وہ دیوکی کے گربھ (رحم) میں کیسے آ گیا جس کا ماں باپ کوئی نہیں۔ (بلکہ جو سب کا خالق اور ماں باپ ہے) اس کا باسدیو باپ کیوں کہلایا۔

کیوں صاحب! اب بھی کوئی شک رہ گیا۔ کہ گورو گوبند سنگھ صاحب اوتار کے عقیدہ اور اوتاروں کے قائل نہ تھے؟ اس سے صاف اور زیادہ بانی دسم پادشاہ کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان سویوں میں رام اور کرشن دونوں اوتاروں کا صاف اور غیر مبہم الفاظ میں کھنڈن درج ہے۔ اور ایسے منصور نوہم پرستوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کاہوں نے رام کہو کرشنا کہوں
کاہوں منے اوتارن مانیو
پھوکٹ دھرم وسار سبھے
کرتار ہی کو کرتا جیہہ جانیو

"کسی نے کہا وہ رام ہے کسی نے کرشن اور کسی نے من میں اوتاروں ہی کو پرمیشور مان لیا۔ یہ فضول عقیدے ہیں۔ ان کو بھول جاؤ اور صرف کرتار ہی کو تمام جانداروں کا خالق سمجھو"

دسم پادشاہ کی وہ بانی جسے "شبد ہزارے" کہا جاتا ہے اور جس کا پاٹھ سکھوں کے نت نیم میں شامل ہے اس میں ارشاد ہے:-

نند استت جون کے سم سترمترنہ کوے
کون بات بری نے بیٹھ سارتھی رتھ ہوے
تات مات نہ جات جا کو پتر پوتر مکند
کون کاج کہائے گے نے آن دیوک نند

یعنی جس کے لئے نندیا (غیبت) اور تعریف ایک برابر ہے (اور جس کا نہ کوئی دشمن ہے نہ دوست اسے کیا مصیبت پڑی تھی کہ ارجن کا رتھ بان ہو گیا۔ جس کا کوئی باپ ہے نہ ماں۔ نہ ذات نہ بیٹے نہ پوتے۔ اسے کیا ضرورت تھی کہ یہاں آکر دیوکی کا بیٹا (دیوکی نندن) کہلاتا اس سے پہلے شبد میں ارشاد ہے۔

بن کرتار نہ کرتم مانو
آد اجون اجے ابناشی تیہہ پرمیشور جانو
کہا بھیو جو آن جگت میں دسک اسر گھائے
ادھک پرپنچ دکھائے سبھن کو آپ ہی برہم کہائے

ترجمہ:- کرتار (خالق۔ قادر) کے بغیر دوسرے کو مت مانو جو ازلی ہے۔ جس کی کوئی غلطی نہیں جو مغلوب نہ ہوگا جو کبھی فنا نہیں ہوگا اسے ہی پرمیشور جانو کیا ہوا جو وشنو نے جگت میں آکر دس بیس راکھشش مار ڈالے اور بہت سی شعبدہ بازیاں کر کے اپنے آپ کو برہم (خدا) کہلایا۔"

اس شبد کے آخر میں اوتاروں اور اپنے آپ کو خدا کہلانیوالوں سے متعلق یہ ہدایت ہے:-

کیسے تو ہے تار ہیں سن سے پر طاپ وہ ہو ساگر
چھپٹ ہو کال پھاس تے تب ہی گہہ چرن جگت اگر

او یہ لوگ تمہیں کیسے تیرا ئیں گے یا پار کریں گے۔ جو خود اس بحر فنا میں ڈوب چکے ہیں۔ فنا کے جال سے تب ہی بچو گے۔ اگر اس جگت کو پیدا کرنے والے ساری کائنات کے رب کے دامان رحمت میں پناہ لو گے۔

شری آدگورو گرنتھ صاحب کی تو تعلیم ہی نرنکار (شکل و شمائل سے منزہ خدا) کی توحید اور بھگتی ہے اور اس میں تو اوتاروں۔ مورتیوں اور دیگر عقائد کے کھنڈن کے سینکڑوں ...... فرمان ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند فرمان سردار دیوان سنگھ جی کی واقفیت کے لئے درج ذیل ہیں:-

سگل پرادھ دیہہ لوروتی
سو ٹھاکر جونی

یعنی تمام عیب جسم کی احتیاج میں مضمر ہیں وہ منہ جل جائے جس سے کہتے ہو۔ کہ خدا جون یا جنم میں آتا ہے

سدا سدا سو سیویئے جو سبھ مہں رہیا سمائے
اور دوجا کیو سیویئے جمے تے مر جائے

یعنی ہمیشہ اسی کی عبادت کرو جو سب میں طاری ساری ہے۔ اور دوسرے (ماسوا) کی عبادت کیوں کریں جو پیدا ہوتا اور مرتا ہے۔

جو جمے سو کچ نکچ

جو مرتے اور پیدا ہوتے ہیں۔ وہ تباہ ہونے کے قادم ہیں۔ جنم ساکھی بھائی بالا میں گورو نانک دیو جی کا ارشاد درج ہے کہ:-

"نادان لوگ اوتاروں کو پرمیشور سمجھتے ہیں حالانکہ پرمیشور کی حقیقت (راز) کو کسی نے نہیں پایا۔ وہ جنم مرن سے رہت ہے"

دھرو بھگت کی ساکھی میں گورو نانک دیو کا فرمان ہے کہ جس پر کرتار کا قہر (کروپی) نازل ہو وہ اپنے آپ کو برہم (خدا) سمجھتا ہے اور جس پر وہ مہربان ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق (بندہ) سمجھتا ہے۔

مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ہم نے چند نہایت واضح اور قاطع برہان حوالے اس امر کے ثبوت میں پیش کئے ہیں کہ سکھ مذہب میں اوتار یا رام اور کرشن کو خدا کو نہیں مانا گیا۔ بلکہ الٹا اوتار کے عقیدہ کا بہت صاف غیر مبہم اور واضح الفاظ میں کھنڈن (رد) کیا گیا ہے۔ اور سردار دیوان سنگھ جی کا یہ خیال درست نہیں۔ جو سکھ اپنے آپ کو مذہبی طور پر ہندو نہیں مانتے جھوٹے اور مکار ہیں اس قسم کی مذہبی بحث "ریاست" جیسے معزز پولیٹیکل اور قومی اخبار کو زیب ہی نہیں دیتی سردار دیوان سنگھ جی تو خود متذکرہ بالا نوٹ سے پہلے ایڈیٹوریل نوٹ میں اعلان فرما چکے ہیں کہ:-

"ہم ایک بار نہیں درجنوں بار لکھ چکے ہیں کہ ریاست کو سکھوں سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ ملک کی متحدہ قومیت کا علمبردار ہے اور اس کے سامنے سکھوں مسلمانوں ہندوؤں اور عیسائیوں میں کوئی فرق نہیں" یہ درست ہے لیکن نوٹ زیر بحث کے کئی الفاظ سے "ریاست" کے کئی سکھ ناظرین کی دل آزاری ہوئی ہوگی جن میں سے ایک ہم بھی ہیں۔ سردار دیوان سنگھ جی نے "ریاست" میں دسم گرنتھ کے بعض اشعار کا ترجمہ پہلے کبھی درج کیا تھا جن میں شری رام چندر اور کرشن جی کے حسن و جمال کی تعریف کی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک نوٹ لکھا جس میں سکھ گیانیوں سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ بتائیں ان اشعار کے کیا معانی ہیں اور ہمارے اسن

(باقی بر صفحہ ۵ کالم ۳)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ز ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی۔ اے — جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ — یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۵ھ م ۷ اگست سنہ ۱۹۴۶ء — نمبر ۳۲

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ و آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی) لوگ ہمیشہ نیکی پر قائم رہیں گے بسبب افطاری میں جلدی کرنے کے۔

لاتزال اُمتی علی سنتی مالم تنتظر بفطرھا النجوم (ابن حبان) میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک کہ افطاری کے لئے ستاروں کا انتظار نہ کرے گی۔

سفر میں روزہ کھول دینا چاہیئے خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفتح الی مکۃ فی رمضان فصام حتی بلغ کراع الغمیم فصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعہ حتی نظر الناس الیہ ثم شرب فقیل لہ بعد ذالک ان بعض الناس قد صام فقال اولٰئک العصاۃ اولٰئک العصاۃ۔ (مسلم و ترمذی)

فتح مکہ کے سال رمضان میں رسول کریم صلعم مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور روزہ دار تھے دوسرے لوگ بھی صائم تھے۔ مقام کراع الغمیم پر پہنچکر ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور دیکھتے دیکھتے پی لیا۔ بعد ازیں حضور کو مطلع کیا گیا کہ بعض لوگ (ابھی) روزہ سے ہیں۔ فرمایا گنہگار ہیں وہ گناہ کے مرتکب ہیں۔

سفر کی حالت میں اکثر روزہ دار سے بے روز خدمت خلق کی وجہ سے ثواب کا زیادہ مستحق ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نسافر فی سفر مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمنا الصائم ومنا المفطر فنزلنا منزلا فی یوم حار اکثرنا ظلا صاحب الکساء فمنا من یتقی الشمس بیدہ فسقط الصوام وقام المفطرون فضربوا الابنیۃ وسقوا الرکاب فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذھب المفطرون الیوم بالاجر (بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

انس رض روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلعم کے ہمسفر تھے اور ہم میں کچھ تو روزہ دار تھے اور کچھ بے روزہ۔ ایک روز کڑکتی ہوئی گرمی میں ہم نے (ایک جگہ) منزل کی۔ اکثروں نے تو چادروں سے سایہ کر لیا (مگر) بعض نے ہم میں سے دھوپ سے بچنے کے لئے سروں پر ہاتھ رکھ لئے۔ روزہ دار تو بیٹھ گئے۔ بے روزہ کھڑے ہو گئے۔ خیمے گاڑ دیئے اور سواری کے جانوروں کو پانی پلایا (اس پر) رسول کریم صلعم نے فرمایا آج تو بے روزہ روزہ داروں پر ثواب میں سبقت لے گئے۔

تکلیف و مصیبت کو باعث ثواب سمجھے واللہ تعالیٰ کو پسند ہے ان اللہ لا یرضی لعبدہ المؤمن اذا ذھب بصفیہ من اھل الارض فصبر واحتسب لما رضی لہ بثواب دون الجنۃ۔ نسائی۔ دنیا میں جب کسی مومن کی محبوب چیز کھو جائے اور وہ صبر اختیار کرے اور (مشکلات و مصائب کو) اپنے لئے باعث ثواب سمجھے۔ تو اللہ تعالیٰ (بھی) اسے ثواب جنت عطا کئے بغیر راضی نہیں ہوتا۔

انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت متناسبہ دینار انفقتہ فی سبیل اللہ ودینار انفقتہ فی رقبۃ ودینار تصدقت بہ علی مسکین ودینار انفقتہ علی اھلک اعظمھا اجرا الذی انفقتہ علی اھلک۔ مسلم۔ وہ دینار جو فی سبیل اللہ (جہاد وغیرہ) جو تو نے خرچ کیا۔ وہ دینار جو غلام کو آزادی دلانے میں خرچ کیا۔ وہ دینار جو کسی مسکین کو دیا اور (ایک) وہ دینار (ہے) جو تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا (ان سب میں سے) وہ دینار جو تو نے اپنے اہل (بیوی وغیرہ) پر خرچ کیا بہت بڑے اجر کا مستحق ہے۔

صدقہ صاحب توفیق دے خیر الصدقۃ ما کان عن ظھر غنی وابدا بمن تعول۔ (بخاری۔ ابوداؤد و نسائی) بہتر صدقہ وہ ہے جو صاحب توفیق دے اور اپنے عیال سے شروع کرے۔ (غلام قادر)

مَلفُوظاتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیا سفر میں روزہ رکھیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔ (الحکم ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔ (بدر ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء۔ صث)

سفیدی میں نیت روزہ ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ابھی روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ اب میں کیا کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں (بدر ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۷ء صث)

روزہ دار کو آئینہ دیکھنا ایک شخص کا سوال حضرت اقدس کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا جائز ہے۔ (بدر ۷ فروری سنہ ۱۹۰۷ء ص۴)

حالت روزہ میں سر و داڑھی کو تیل لگانا اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا جائز ہے۔

آنکھ کے بیمار کا روزہ اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔ (بدر ۷ فروری سنہ ۱۹۰۷ء ص۴)

غیر مستطیع الصوم کا فدیہ اسی شخص کا یہ سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہیئے۔ اس کے کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں کسی مسکین کو کھلائے۔ یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیجدے۔

(بدر ۷ فروری سنہ ۱۹۰۷ء صث)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم

حضرت ابوذر غفاریؓ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب ایم۔ اے پرنسپل ڈنگس کالج ہوتی

نام } لقب ۔ جندب نام ابوذر کنیت "مسیح الاسلام" لقب ۔

قبل از اسلام } حضرت ابوذر کا پیشہ رہزنی تھا۔ یہ مشہور رہزن تھے تن تنہا نہایت جرأت اور دلیری سے قبائل لوٹتے تھے اس طرح غارتگری اور لوٹ کھسوٹ کے ایام گذر تے گئے اور دفعتاً ان کی زندگی میں ایسا انقلاب آیا کہ رہزنی یکلخت ترک کر کے ہمہ تن خدا پرستی کی طرف مائل ہو گئے ۔

تو دیدہ مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

ان کی خدا پرستی کا چرچا عام شہرت پکڑ گیا چنانچہ جس شخص نے ان کو سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع دی اس کے الفاظ یہ تھے " ابوذر مکہ میں تمہاری طرح ایک شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے (ابن سعد)

ابوذر رضؓ پہلے ہی سے متلاشی حق تھے۔ اس ندائے حق کے سنتے ہی لبیک کہا چنانچہ آپ پانچویں مسلمان تھے۔ ان کے اسلام کا واقعہ بہت دلچسپ ہے۔ جسے بخاری نے اس طرح روایت کیا ہے ۔" جب ابوذر کو حضرت نبی کریم صلعم کی خبر پہنچی تو انھوں نے زاد راہ لیا اور مشکیزہ پانی کا اٹھایا اور چلے یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے پھر خانہ کعبہ کی مسجد میں آئے اور حضور کو تلاش کیا حالانکہ حضرت کو نہ پہچانتے تھے اور کسی سے دریافت کرنا پسند نہ کیا۔ یہاں تک کہ رات پڑ گئی لیٹ گئے تو علی رضؓ نے ان کو دیکھا اور جان گئے کہ یہ مسافر ہے علی رضؓ نے کہا کہ میرے ساتھ آ۔ وہ انکو دیکھکر ان کے ساتھ گئے لیکن ایک نے دوسرے سے کچھ نہ پوچھا یہاں تک کہ صبح ہوئی پھر اپنا مشکیزہ اور سامان اٹھا کر مسجد میں چلے آئے اور تمام دن مسجد میں رہے (مگر) آنحضرت صلعم کو نہ دیکھا یہاں تک کہ شام ہوئی اور اپنے لیٹنے کی جگہ پر پھر آئے ۔ علی رضؓ ان پر گذرے تو فرمایا کہ اس شخص کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ اپنے اترنے کی جگہ پہچانے انھوں نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ تو ابوذر رضؓ اٹھکر ان کے ساتھ چلے گئے اور کسی نے دوسرے سے کچھ نہ پوچھا یہاں تک کہ جب تیسرا دن ہوا تو انھوں نے (ابوذر رضؓ نے) پھر اسی طرح کیا تو علی رضؓ ان کو ٹھہرا کر اپنے ساتھ لے گئے پھر ابوذر سے کہا کیا تو مجھے نہیں بتلاتا کہ تو اس شہر میں کیوں آیا ہے تو ابوذر رضؓ نے کہا کہ اگر تو مجھ سے عہد و پیمان کرے کہ تو مجھ کو میرے مطلب کی راہ بتلائے گا تو میں تجھ سے بیان کروں گا۔ پھر انھوں نے حضرت علی رضؓ کو اپنا مطلب بتایا تو علی رضؓ نے کہا یقیناً وہ سچے ہیں اور اللہ کے رسول ہیں .... سو ان کے (علی رضؓ کے) پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ علی رضؓ حضرت رسول کریم صلعم پر داخل ہوئے اور ابوذر رضؓ بھی ان کے ساتھ آپ کے پاس داخل ہوئے پھر ابوذر رضؓ نے رسول کریم صلعم کا کلام سنا اور اسی جگہ مسلمان ہو گئے تو حضور نے فرمایا اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انہیں (میرے متعلق) خبردار کرو (وہاں ٹھیرے رہو) یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے تو ابوذر رضؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور بلند آواز سے (پہلے) ان (قریش) کے درمیان کلمہ پکاروں گا ابوذر حضرتؐ کے پاس سے نکل کر خانہ کعبہ کی مسجد میں آئے اور بلند آواز سے پکار کر کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد ا رسول اللہ (اس پر) کفار قریش اٹھے اور اسکو مارنے لگے حتیٰ کہ انہیں بے ہوش کر دیا پھر عباس آئے اور ان پر جھک گئے اور کہا تمہاری خرابی ہو کیا تم نہیں جانتے وہ قوم غفار میں سے ہے اور تمہارے سوداگروں کی راہ شام کو انہیں کے درمیان سے جاتی ہے پس (اس طرح) عباس نے انہیں چھوڑایا

درحجابِ بہلنے عورعشق حکمنہا کم است
عشق را بامصلحت اندیشئے مجنون چہ کار

دوسرے روز پھر ابوذر غفاری تھے اور قریش کی وہی ستم آرائی (بخاری)

مراجعت وطن } وطن کا سفر کرنے سے قبل اپنے بھائی انیس سے ملے۔ انھوں نے حالات دریافت فرماتے بولے مشرف باسلام ہو گیا ہوں یہ سن کر وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے الغرض ان کا تیسرا بھائی اُمنا اور آدھا قبیلہ مسلمان ہو گیا باقی نصف قبیلہ نے ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا (مسلم)

قیام مدینہ } مدینہ کے قیام میں ان کا سارا وقت آنحضرت صلعم کی خدمت میں گذرتا تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ میں پہلے آنحضرت صلعم کی خدمت کرتا تھا اس سے فراغت پا کر مسجد میں آرام کرتا تھا۔

غزوات } صرف غزوہ تبوک کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ راستہ میں جب ان کا اونٹ سست ہو کر بیٹھ گیا تو وہ پیچھے رہ گئے آخر اپنا سامان پیٹھ پر لاد کر پیچھے پیچھے پا پیادہ ہو لئے۔ آنحضرت صلعم ایک مقام پر منزل کئے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر اطلاع دی یا رسول اللہ وہ راستہ پر کوئی شخص آ رہا ہے آپ نے فرمایا ابوذر رضؓ ہوں گے جب لوگوں نے بغور دیکھا تو پہچانا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ واللہ ابوذر رضؓ ہی ہیں حضور نے فرمایا " اللہ تعالیٰ ابوذر رضؓ پر رحم فرمائے ۔ وہ تنہا چلتے ہیں تنہا مریں گے (ربذہ میں) اور قیامت کے دن تنہا اٹھیں گے (یعنی میرے بعد ہمعصروں سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے ان کا حشر ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہو گا)

عہد صدیقیؓ و فاروقیؓ } حضرت ابوذر رضؓ نے خالق حقیقی سے فقیرانہ فطرت پائی تھی لہذا عزلت پسند واقع ہوئے تھے۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے انہیں مسیح الاسلام کے لقب سے نوازا تھا۔ اگرچہ آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد دنیا سے بالکل منقطع ہو گئے تھے تاہم قیام دیار حبیب ہی میں رہا۔ عہد صدیقی میں کسی معاملہ میں کوئی حصہ نہ لیا۔ صدیق اکبر رضؓ کی وفات نے انہیں شکستہ خاطر کر دیا وہ مدینہ جو ان کے لئے ایک وقت گلشن زار تھا ویرانہ نظر آنے لگا چنانچہ مدینہ چھوڑ کر شام کی غربت اختیار کر لی (استیعاب)

عہد عثمانی } عہد عثمانی میں مال و دولت کی فراوانی ہوئی تو سادگی کی جگہ تمدن کے تکلفات نے رنگ آمیزی اور نقش آرائیاں شروع کر دیں شام میں تو رومیوں کے اثر نے اسکو اور زیادہ فروغ دیا۔ حضرت ابوذر لوگوں میں وہی عہد نبوت کی سادگی چاہتے تھے۔ لہذا نہایت بے باکی کے ساتھ ان امرا پر اعتراضات کرتے اور ان کے تزک و احتشام پر نکتہ چینیاں کرتے رہتے اور انہیں قرآن پاک کی اس آیت کا مورد ٹھہراتے تھے ۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم (توبہ)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسکو خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے انکو دردناک عذاب کی خبر سنا دو

معاویہ رضؓ کہتے تھے کہ اس آیت کا تعلق یہود و نصاریٰ سے ہے۔ ابوذر رضؓ فرماتے تھے کہ یہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ہے۔ دوسرا اختلاف یہ تھا کہ انفاق فی سبیل اللہ کا مطلب کل مال خدا کی راہ میں صرف کرنا ہے اور معاویہؓ وغیرہ کا یہ خیال تھا کہ یہ صرف زکوٰۃ کے متعلق ہے۔ بہرحال ابوذر رضؓ نے اپنے خیال کے مطابق بڑی سختی سے طعن و تشنیع شروع کر دی ۔ معاویہ رضؓ ڈرے کہ یہ جذبہ اگر اسی طرح بڑھتا گیا تو شام میں فتنہ اٹھ کھڑا ہو گا۔ چنانچہ معاویہ رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کو خط لکھکر صورت حال کی اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ ابوذر کو مدینہ بلا لیا جائے حضرت عثمان رضؓ نے انہیں مدینہ بلا لیا اور خواہش ظاہر کی کہ آپ میرے پاس رہیئے دودھ والی اونٹنیاں حاضر خدمت ہوں گی لیکن ابوذر رضؓ نے بے نیازی سے اس درخواست کو ٹھکرا دیا بولے مجھے تمہاری دنیا کی مطلق ضرورت نہیں یہ کہکر واپس چلے آئے بالآخر حضرت عثمان کی خواہش پر آپ نے ایک چھوٹی سی بستی ربذہ میں قیام فرمایا (ابن سعد)

قیام ربذہ } غرض اس واقعہ کے بعد مع اپنی بیوی کے ربذہ چلے گئے۔ بنو ثعلبہ کے شیخ اور اس کی بیوی نے آپ کو اپنے ہاتھ سے نہلایا۔ عراقیوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے آ کر عرض کیا کہ اس شخص (عثمان) نے آپ کے ساتھ ناروا سلوک کیا ہے۔ اگر آپ اس کے خلاف علم بلند کریں تو ہم لوگ آپ کی حمایت پر تیار ہیں آپ نے (فرمایا "سلمانو!) اس معاملہ میں تم دخل نہ دو۔ اپنے حاکم کو ذلیل نہ کرو۔ کیونکہ جس نے اپنے حاکم کو ذلیل کیا اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی اگر عثمان رضؓ مجھ کو سولی پر لٹکا دیتے تو مجھے عذر نہ ہوتا اور میں اس میں اپنی بھلائی سمجھتا اگر وہ ربذہ کی بجائے ایک افق سے دوسرے افق یا مشرق سے مغرب میں بھیج دیتے (نظر بند کر دیتے) تب بھی میں سر تسلیم خم کر دیتا اور اسی میں اپنی بہتری سمجھتا اور اگر وہ کہیں نہ بھیجتے اور مجھے میری قیام گاہ میں ہی نظربند کر دیتے تو بھی مجھے کوئی عذر نہ ہوتا اور اس میں بھی اپنی سعادت سمجھتا۔ (طبقات)

قیام ربذہ اور تلقین حق } ربذہ میں نظر بندی کے زمانہ میں ایک شخص نے آپ سے فتویٰ پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا۔ ایک قریشی نے روکا کہ تم نظر بند ہو۔ فتوے دینے کے مجاز نہیں۔ آپنے جوش میں آ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم میری اس گردن پر تلوار بھی رکھدو اور میں اس لمحہ میں سمجھوں گا کہ حضور اقدسؐ کے فرمان کا ایک لفظ بھی ادا کر سکتا ہوں تو ادا کر دوں گا"

اب تو وہ ذوق خود آرائی و خود بینی ہے
لذت نفس کے پیچھے ہیں مسلمان تباہ

فضل و کمال } حضرت ابوذر رضؓ نے نبوت کے سرچشمہ علم و عرفان سے پورا پورا فیض حاصل کیا تھا۔ حضرت علی رضؓ فرماتے تھے کہ ابوذر رضؓ نے اتنا علم محفوظ کر لیا ہے کہ لوگ اس کے حاصل کرنے سے عاجز تھے اور اس تھیلی کو اس طرح سے بند کر دیا کہ اس میں کچھ بھی کم نہ ہو۔ حضرت عمر رضؓ جیسے نقاد آپ کو علم میں عبد اللہ بن مسعود رضؓ کے برابر سمجھتے تھے جو اپنی وسعت علم کے لحاظ سے حبر الامۃ کہلاتے تھے۔ حضور اقدس نے فرمایا " آسمان نے اپنا سایہ ابوذر سے زیادہ حق گو پر نہیں ڈالا۔ اور نہ زمین نے اس سے زیادہ کسی حق گو آدمی کا بار کبھی اٹھایا۔ مکہ میں اس وقت ایمان لائے جب اس سرزمین میں

(باقی ص ۸)

مال کی محبت کو قرآن مجید نے رجس قرار دیا ہے

اس رجس کو دور کرنے کے عملی راستے

جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیت

اپنی اس نمایاں خصوصیت کو سمجھکر رجس کو دور کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (لاہوری) مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۴۶ء

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

ان الفاظ کے نزول کا مقصد

یہ الفاظ نبی کریم صلعم کی ازواج مطہرات کے ذکر میں نازل ہوئے اور ان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اے اہل بیت، محمد رسول اللہ صلعم کے گھر میں رہنے والیو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں کہا ہے اس کا منشا صرف اس قدر ہے کہ تم کو رجس سے یعنی ناپاکی سے دور کیا جائے۔ اور تمہیں اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔

یہ الفاظ کس موقعہ پر نازل ہوئے

وہ رجس یا ناپاکی کیا تھی جس کی طرف ازواج مطہرات کا کوئی میلان نظر آتا ہو جس کی وجہ سے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ آپ کی بیویاں ایک نہایت بلند مقام پر قائم تھیں وہ نماز اور تہجد تک کی پابند تھیں۔ روزہ، زکوٰۃ، حج صدق وعفت، غرض اپنے نفس سے کام کرنا جو کچھ ایک مسلمان بی بی میں اعلیٰ جوہر ہو سکتے ہیں وہ سب ان میں موجود تھے۔ کوئی ان کا نقص کوئی کمزوری کہیں سے بیان نہیں کی جس موقعہ پر یہ الفاظ نازل ہوئے ہیں اس موقعہ پر حضرت نبی کریم صلعم کو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر دنیا کا مال اور اس کی آرائش کا سامان چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دے کر اپنے گھر سے رخصت کر دوں اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو وہ بالکل خالی ہاتھ تھے آہستہ آہستہ ایک طرف ان کی تجارتیں وسیع ہوئیں اور دوسری طرف دشمنوں پر غالب آ کر کچھ مال غنیمت بھی ان کے ہاتھ لگا۔ اور اس طرح ان کے گھروں میں دنیا کا مال اور سامان بڑھ گیا تو رسول اللہ صلعم کی بیویوں نے بھی اپنے لئے زیادہ مال کی خواہش کی تاکہ ان کی زندگی بھی زیادہ آسودگی سے گزرے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پسند نہ کیا اور رسول اللہ صلعم پر یہ حکم نازل ہوا کہ اگر آپ کی بیویاں زیادہ مال چاہیں تو انہیں زیادہ مال دے دو لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں اپنے گھر سے رخصت بھی کر دو۔

مال کی محبت رجس ہے

اسی ذکر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرط اسی لئے لگائی کہ محمد رسول اللہ صلعم کی بیویاں رجس سے دور رہیں یعنی جب مال ان کے گھروں میں آئے گا تو مال کی محبت بھی ان کے دلوں میں پیدا ہو گی۔ گویا کثرت مال کو رجس کا باعث بتایا مال کی محبت کو رجس یا ناپاکی قرار دیا ہے۔ یہ وہ بات ہے جو ہر مسلمان کو اپنے ذہن نشین کر لینی چاہئے کیونکہ یہ ایک اصولی سوال ہے جس پر ایک مسلمان کی زندگی بن یا بگڑ سکتی ہے۔ قرآن کریم نے خود دوسری جگہ بھی کثرت مال کو ناپاکی قرار دیا ہے۔ جہاں فرمایا الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم جو لوگ سونا اور چاندی یعنی مال اور دولت جمع کرتے چلے جاتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دو۔ دراصل آخرت صرف ناپاکیوں کو دور کرنے کے لئے ہے تو یہاں بھی کثرت مال اور یا مال کی محبت کو ایک ایسی ناپاکی قرار دیا ہے۔ جس کو دور کرنے کے لئے آخرت میں دردناک عذاب کی ضرورت ہو گی۔

قرآن مجید نے متعدد جگہ اسکو لعنت قرار دیا ہے

ایک جگہ نہیں بلکہ قرآن کریم میں مال کی اس بہتات کو جو دل میں مال کی محبت پیدا کرے ایک لعنت قرار دیا ہے جو انسان کے لئے عذاب کا موجب ہے الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمۃ۔ اس کثرت مال کی خواہش کے متعلق فرمایا کہ یہ دل میں سکون پیدا نہیں کرتی بلکہ آگ پیدا کرتی ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ اسی لئے اس کا علاج یہ بیان فرمایا کہ مال کو ساتھ ساتھ خدا کی راہ میں خرچ کرتے جاؤ۔ تاکہ مال کی محبت دل میں پیدا ہو کر تمہاری زندگی برباد نہ کر دے

اسلام سے قبل کے مصلحین اور اسلامی نقطۂ خیال

اسلام سے پیشتر یہ ہوتا رہا کہ جب بعض مصلحین نے مال اور دولت کی کثرت کے بد نتائج کو دیکھا تو انھوں نے یا ان کے پیروؤں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ عیسائیوں میں رہبانیت اسی کا نتیجہ تھی۔ گوتم بدھ نے بھی دنیا اور اس کے مال اور اس کی حکومت سے علیحدگی اختیار کی۔ لیکن اسلام کا نقطۂ خیال بالکل نیا ہے۔ یہ مال کے کمانے کے لئے پورا زور دیتا ہے۔ مال کو انسانوں کے قیام کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ مال کمانے کو ایک اعلیٰ درجہ کا کام قرار دیتا ہے۔ مردوں کو بھی مال کمانے کی ہدایت کرتا ہے۔ عورتوں کو مال کمانے کی ہدایت کرتا ہے للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن۔ مگر اس کے ساتھ ہی کثرت مال اور اس کی محبت کو ایک ناپاکی بھی قرار دیتا ہے۔

اس ناپاکی کو دور کرنے کے طریقے

عملی رنگ میں اس ناپاکی کو یہ کئی طرح سے دور کرنے کے رستے تجویز کرتا ہے۔ زکوٰۃ جس کے معنی ہی پاکیزگی ہیں ان میں سے سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جہاد کے ذریعہ سے بھی یہ مال کو پاک کرتا ہے۔ یہ تو دو ارکان اسلام ہیں اور ایک مسلمان کے فرائض میں داخل ہیں ان کے علاوہ حسب توفیق خیرات کی بھی تلقین کرتا ہے۔ پھر وفات پر ایک مسلمان کے مال کو تقسیم کر کے کثرت مال کو توڑتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی اللہ کی راہ میں خیراتی اغراض کے لئے وصیت کا حکم بھی دیتا ہے۔

نبی کریم صلعم اپنی امت میں کثرت مال کو نہیں چاہتے تھے

نبی کریم صلعم کی ایک دعا اس بارہ میں نہایت جامع ہے اللھم ارزق آل محمد کفافا۔ اے اللہ محمد کے کامل پیروؤں کو وہ رزق عطا فرما جو ان کی ضروریات کے لئے بس ہو یعنی وہ کسی کے محتاج نہ ہوں۔ سوال تک نوبت نہ پہنچے۔ آل محمد سے مراد نبی کریم صلعم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی اولاد نہیں بلکہ آل میں آپ کے سب کامل پیرو شامل ہیں اس دعا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی امت میں کثرت مال کو نہیں چاہتے تھے کیونکہ کثرت مال اخلاق کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔ یہ صرف قرآن کی تعلیم ہی نہیں بلکہ دنیا کا تجربہ بھی اس بات پر شاہد ہے کثرت مال کی ہوس ایک آگ ہے جو انسان کے سکون قلب کو ہی دور نہیں کرتی بلکہ اس کے اخلاق کو بھی بھسم کر دیتی ہے۔

کثرت مال نے دنیا کے اخلاق کو تباہ کر دیا

آج کثرت مال نے یورپ کے اخلاق کو کس طرح تباہ کیا ہے یہی حالت ہندوستان میں ہے آج جنگ کی وجہ سے مال کثرت سے لوگوں کے گھروں میں آیا۔ ہزاروں کا نام نہ تھا وہ آج لاکھوں کے مالک ہیں مگر اس کے ساتھ ہی جھوٹ اور بے ایمانی کا بھی ایک سیلاب بہ نکلا ہے جس میں بڑے بڑے اچھے لوگ بہہ گئے ہیں تو مال کا کمانا عین منشاء الٰہی کے مطابق ہے لیکن اس کو جمع کرتے جانا اور اس کی ایسی محبت دل میں پیدا ہونا کہ انسان اسے خدا کے رستہ میں خرچ کرنے سے گھبرائے اس کے دل میں قبض پیدا ہو۔ اسے اسلام ایک لعنت قرار دیتا ہے ناپاکی قرار دیتا ہے جس کے صاف کرنے کے لئے جہنم کی آگ بکار ہو گی یہ وہ نقطۂ خیال ہے جو اسلام نے مال کے متعلق پیدا کیا ہے اور ہر مسلمان کو اس پر عامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلعم کی بیویوں کا بلند اخلاق

لیکن جماعت احمدیہ پر اس سے بھی بڑھکر ایک فرض عاید ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلعم کی بیویوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ مال دنیا ان کے گھروں میں قطعاً نہ آنے پائے اور اس حکم کی وہ یہاں تک پابند تھیں کہ جب آنحضرت صلعم کے بعد مال کثرت سے مدینہ میں آیا اور حصہ اسلامی جس طرح دوسرے مسلمانوں کو پہنچایا جاتا تھا اس طرح رسول اللہ صلعم کی ازواج مطہرات کو بھی ان کا حصہ پہنچایا جاتا تھا تو یہ پاک دل بیبیاں جن کے دل مال کی محبت سے پاک ہو چکے تھے اسے خدا کے رستہ میں ساتھ ساتھ ہی خرچ کرتی چلی جاتی تھیں۔ اس لئے کہ اہل بیت تھیں۔ یہ اس بات کی اہل تھیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رفیق زندگی ہوں اور آپ کے تبلیغ کے کام میں آپ کی معاون ہوں۔ یہ دنیا کے لئے بطور معلم بھی تھیں اسی لئے مال کے لحاظ سے انہیں بھی قریباً اسی بلند مقام پر کھڑا ہونا ضروری تھا جس مقام پر آنحضرت صلعم تھے بلکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جن کے ذریعہ سے دین کا بڑا حصہ ہم تک پہنچا ہے ان کی تو یہ حالت تھی کہ جس قدر بھی مال گھر میں آتا فوراً اسے خدا کے رستہ میں نکال دیتیں۔ یہاں تک کہ بعض وقت دن کو مال آیا اور شام کے وقت کھانے کے لئے بھی گھر میں نہیں۔ جس پر حضرت عبداللہ بن زبیر نے یہ کہدیا کہ آپ یہ اچھا نہیں کرتیں اس وجہ سے آپ ان سے ایسی ناراض ہوئیں کہ ان سے ملاقات بند کر دی۔

جماعت احمدیہ کی ممتاز حیثیت

اسی طرح ہماری جماعت کی حیثیت تمام مسلمانوں سے الگ ہے اور جن لوگوں نے اپنی اس حیثیت کو اب تک نہیں سمجھا وہ احمدیت کے مقام سے بہت دور ہیں۔ ہماری حیثیت یہ ہے کہ ہمیں خدا کا دین دنیا میں پہنچانے

کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ اور اس مقام پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں کبھی مال کی محبت پیدا نہ ہو۔ اور اسے خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں ہمارے دلوں میں کبھی روک پیدا نہ ہو اس مال کو ہم خدا کی ایک امانت سمجھیں جو ہمارے پاس صرف اس لئے رکھی گئی ہے کہ ہم اسے خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے خرچ کریں اس لئے ہم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ ہمارے مالوں کا ایک مقررہ حصہ جسے ہماری جماعت نے ادنیٰ رقم ... ماہوار آمدنی پر قرار دیا ہے خدا کے رستے میں ماہ بماہ نکلتا رہے۔ اس سے صرف یہی نہیں ہوگا کہ خدا کا دین خدا کی مخلوق تک پہنچتا رہے گا جو اس سے ناواقف ہے خدا کا پیغام قرآن دنیا کو پہنچتا رہے گا بلکہ خود ہمارے دلوں کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی رہے گی اور مال کی محبت کی ناپاکی ہم سے دور رہے گی۔ یہ فرض امراء اور غرباء سب پر یکساں عاید ہوتا ہے امراء اپنی حیثیت کے مطابق ادا کریں اور غرباء اپنی حیثیت کے مطابق ادا کریں۔

اپنی اس حیثیت کو جلد سمجھ لو! غرباء کو بھی ضرورت ہے کہ ان کے دل مال کی محبت سے پاک ہوں اور اس کا ذریعہ اسلام نے یہی بتایا ہے۔ کہ ہمارے مالوں کا ایک مقررہ حصہ خدا کے دین کی تبلیغ کے لئے خرچ ہو۔ سو اے میرے دوستو! جلد سے جلد اپنی اس حیثیت کو سمجھ لو۔ مال کی محبت کی لعنت کو اپنے دلوں کے پاس نہ آنے دو۔ مال کو ڈھگر ساتھ ساتھ لے کے خدا کے رستے میں خرچ کرتے جاؤ اگر آپ اسی شغل میں لگے رہے کہ آج ہمارے دو مکان ہیں کل کو چار بن جائیں اور آج چار مربعے زمین ہے کل کو یہ آٹھ ہو جائے۔ آج ہمارا ایک کارخانہ ہے کل کو دو ہو جائیں آج دس ہیں کل کو بیس ہو جائیں آج ہمارا پراویڈنٹ فنڈ ایک ہزار ہے کل کو چار ہزار ہو جائے آج ہماری لائف انشورنس پانچ ہزار کی ہے کل کو دس ہزار کی ہو جائے۔ آج ہمارا بنک میں پانچ ہزار ہے کل کو دس ہو جائے نہیں ہو جائے۔

. . . .

اور اسے ساتھ ساتھ خدا کے . . . . رستے میں خرچ نہ کرتے گئے بلکہ خدا کے رستے میں طلب کرنے کے وقت تمہارے دل تنگ ہوئے تو یاد رکھو تمہاری کوئی گریہ و زاری کی تمہاری تہجد، تمہارے روزے، تمہارا حج تمہارے دلوں کی اس ناپاکی کو دور نہ کر سکے گا جو مال کی محبت سے پیدا ہوتی ہے اور جس کے دور کرنے کا صرف وہی ایک علاج ہے جو خدا نے اپنے کلام میں بتایا ہے کہ اس مال کو خدا کے رستے میں بھی ساتھ ساتھ خرچ کرتے جاؤ۔ بڑھاپا یہ کچھ بھی جائے گا اس کی فکر نہ کرو تم خدا کے رستے میں دینے کی فکر کرو خدا کو خود تمہیں دینے کی فکر ہوگی اٹھو اور خدا کے رستہ میں خرچ کر کے اپنے دلوں کو نجاست سے پاک کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں خدا کے سامنے نجاست سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ حاضر ہونا پڑے پھر اس کا کوئی علاج نہ ہوگا۔ آج علاج کا وقت ہے اپنا علاج کر لو۔

سپاس تعزیت

میرے دو بچوں عبد النعیم و عبد الحکیم کی ناگہانی وفات پر بہت سے احباب نے مختلف مقامات سے تعزیت کے خطوط لکھ کر میرے زخم خوردہ دل کو تسلی اور ہمدردی کی مرہم لگائی ہے میرا ارادہ تھا کہ فرداً فرداً ہر ایک بزرگ اور دوست کی تسکین کی اور اظہار ہمدردی کا شکریہ ادا کروں مگر خطوط کی کثرت نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اپنے قومی اخبار کے ذریعہ ہی ان احباب اور بزرگوں کا شکریہ ادا کروں اور ان سے اپنی اس سعادتمندی کے لئے معافی کا خواستگار ہوں تمام دوستوں اور بزرگوں کا تہ دل سے ممنون ہوں قبلہ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری جناب مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سکرٹری۔ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے۔ چوہدری غفور احمد صاحب بدوملہوی کی نصائح اور تسلی آمیز خطوط کا بہت ہی مشکور ہوں۔ جماعت کے بزرگوں اور دوستوں کے اس اظہار ہمدردی اور مدیر صاحب اخبار پیغام صلح کے ہمدردانہ نوٹ سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

خاکسار

(خواجہ) محمد صدیق فانی۔ مبلغ اسلام
بھدرواہ

ضرورت ہے

صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ایک ہوشیار گریجویٹ کارکن کی ضرورت ہے جو انگریزی میں اچھی طرح خط و کتابت اور ڈرافٹنگ کر سکے تجربہ کار آدمی کو حسب لیاقت تنخواہ دی جائے گی۔ عام طور پر گریجویٹ کو -/60 روپے ابتدائی تنخواہ اور -/10 روپے مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ گریڈ 100-4-60 ہے ٹائپ جاننے والے کارکن کو ترجیح دی جائے گی۔

اپنی جماعت کے نوجوان دوست پتہ ذیل پر درخواستیں ارسال فرمائیں۔

جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

جرمن نومسلمین اور تبلیغ اسلام

از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

احباب کرام کو علم ہوگا کہ عالمگیر جنگ کی وجہ سے جرمن مشن کا کام عارضی طور پر کسی حد تک بند کرنا پڑا۔ دوران جنگ میں میرا اور میرے اہل و عیال کا قیام برلن بے حد مشکلات کی وجہ سے ناممکن تھا لہذا مجھے وہاں سے واپس آنا پڑا۔ ۱۹۳۹ء سے لیکر اختتام جنگ تک وہاں تبلیغ کا کام معمولی طور پر جرمن نومسلم احباب سرانجام دیتے رہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے لیکن اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی ہے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں پھر جرمنی پہنچکر اس کام کو شروع کر دوں۔ چنانچہ میں غالباً اکتوبر میں عازم یورپ ہوں گا۔ جرمنی کی غذائی اور اقتصادی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کو بے حد مشکلات کا سامنا ہے لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ اب جبکہ اس قوم پر مشکلات اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں تو وہ قانون قدرت کے ماتحت لعلہم یرجعون۔ لعلہم یتضرعون کے مطابق اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ یہ جنگیں انشاء اللہ اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بطور کھاد کام دیں گی۔ وباللہ التوفیق۔

ان سطور کے لکھنے کی غرض یہ ہے کہ اب جنگ کے بعد وہاں کے جرمن نومسلمین نے از خود میرے ساتھ سلسلہ خط و کتابت جاری کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب تو بفضلہ بڑی تندہی اور ہمت و استقلال کے ساتھ مصروف کار ہیں۔ ان کا ذکر کسی سابقہ اشاعت میں کر چکا ہوں۔ اب حال ہی میں مجھے ایک جرمن نومسلم عمر شوبرٹ کا خط ہمبرگ سے آیا جس میں اس نے اس امر کی تڑپ اور خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جلدی جرمنی آؤں اور وہ حسب سابق میرے رفیق کار بنکر تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام میں ممد و معاون ہونے میں فخر محسوس کریں گے۔ بلکہ یہاں تک لکھا کہ اگر فی الحال میرا آنا مشکل ہو تو ان کو ضروری لٹریچر بھجواتا رہوں جس کو وہ تقسیم کرتے رہیں گے اسی طرح ایک اور آسٹرین نومسلم کا ایک خط وی آنا سے آیا ہے اور کچھ لٹریچر بھی مانگا ہے۔ ایک اور جرمن نومسلم جن کا اسلامی نام مصطفےٰ ہے جو بیچارے جنگ کے سلسلہ میں مصر آئے اور اب وہاں بطور جنگی قیدی مقید ہیں، ان سے بھی باقاعدہ سلسلہ خط و کتابت جاری ہے۔ انھوں نے بھی اسلامی لٹریچر طلب کیا ہے چنانچہ انکو مطلوبہ کتب مصر جائنٹ سیکرٹری صاحب سے بھجوا دی گئی ہیں۔ یہ اچھے علم دوست نوجوان ہیں۔ چنانچہ برلن میں ان کی اپنی اچھی خاصی لائبریری تھی اور اب انھوں نے اپنے والد صاحب کو برلن کہلوا بھیجا ہے کہ ان کی لائبریری کی تمام اسلامی کتب برلن مسجد کی لائبریری میں بطور ہدیہ پیش کر دی جائیں اور فہرست کتب سے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ان کو برلن مسجد و برلن مشن سے اس قدر گہری ہمدردی ہے کہ گنبد کی مرمت کے سلسلہ میں مجھے بعض تجاویز بھی لکھی ہیں تاکہ گنبد میں گونج کی وجہ سے جو نقائص تھے وہ اب مرمت کے وقت دور ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمدردی اور دلچسپی کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔ حال ہی میں ان کا جو خط مصر سے مجھے موصول ہوا ہے اس میں کتب کے پہنچنے کی رسید دیتے ہوئے حضرت امیر کی تازہ تصنیف

The New World Order.

کے متعلق لکھا ہے کہ "میں نے بڑی گہری دلچسپی سے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور میرے بعض دوست اس سے بہت متاثر ہوتے ہیں میں اس کے نتائج سے آپکو بعد میں لکھونگا" اور مزید لٹریچر مثلاً

The Religion of Islam
Mohammad The prophet
The early Caliphate.

برائے گشتی لائبریری طلب کی ہیں۔

مسز آمینہ موسلر کے متعلق تو احباب کو معلوم ہوگا کہ یہ خاتون نہایت اخلاص اور محبت اور ہمت سے برلن مشن کے کام اور برلن مسجد کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکو جزائے خیر دے۔ برلن مسجد کی حفاظت اور نگہداشت کے سلسلہ میں اس بیچاری کا اپنا اکلوتا بیٹا محمد احمد لاپتہ ہے۔ احباب سلسلہ اس کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

میں خود جلدی عازم یورپ ہونے والا ہوں۔ احباب کرام سے عاجزانہ درخواست ہے کہ میرے لئے اپنی نیم شبی دعائیں جاری رکھیں۔ ایک طرف یورپ کی موجودہ حالت کیا بلحاظ رہن اور کیا بلحاظ رہائش و سلسلہ رسل و رسائل اور کیا بلحاظ قلت اشیاء خورد و نوش اور کیا بلحاظ گرانی بڑی بھی مشکلات پیش کر رہی ہیں تو دوسری طرف اس امر کا بھی یقین ہے کہ شاید یہی مصائب و مشکلات ان لوگوں کو خدا کی طرف راغب کریں۔ اور وہ اسلام جیسی نعمت اور اس انسان اکمل جیسی شخصیت کی قیادت اور راہنمائی کو اس وقت قبول کر کے نہ صرف ان دنیوی مصائب اور مشکلات سے رہائی حاصل کر سکیں بلکہ اسلام کی اخلاقی تمدنی، معاشی اور روحانی برکات سے بھی بہرہ ور ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ اسکا آخری پیغام ان اقوام تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکوں وباللہ التوفیق۔ والسلام

خاکسار طالب دعا۔ اسلام کا ادنیٰ خادم
عبد اللہ

دس مشنوں کے قیام کیلئے دس لاکھ روپے کی ضرورت
"اس کام کو پوری قوت کے ساتھ کرو"
حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

"دس مشنوں کے قیام کے لئے دس لاکھ روپے کی ضرورت ہے ... نہیں اگر سو آدمی ایسا ہو جس کا اثر آسودہ حال ... اس مقصد کے لئے ان سے روپیہ جمع کریں اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے دس لاکھ روپیہ انجمن کے خزانہ میں آسکتا ہے ...... اس کام کے لئے پوری کوشش درکار ہے۔ کوشش کرو اور سال کے ختم ہونے سے پہلے دس لاکھ روپیہ جمع کر دو۔ جب تک ہم پوری قوت کے ساتھ اس کام کو نہیں کریں گے یہ کام سرانجام نہیں پا سکتا اس کام کے لئے لوگوں کے پاس پہنچو اور ان سے اپیل کرو لوگوں کے دل خزانہ کی مانند ہیں ان کو کھولنے کی کوشش کرو یہ کھل جائیں گے ایک دفعہ اگر تم اس کام کو کرنے کا تہیہ کر لو گے تو اس سے اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو زبردست قوت پہنچے گی اور خدا تم پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائیگا۔ اس کام کو اپنی پوری قوت کے ساتھ کرو اور خدا سے دعا کرو کہ وہ ہم کو اس میں کامیاب کرے اور ہم اس کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں۔" (پیغام صلح ۵ جون ۱۹۴۶ء)

برادران! حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے چوٹی کے بعض بارسوخ اصحاب کی خدمت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی انگریزی اپیلیں ... ارسال کی جا چکی ہیں۔ ان اپیلوں کے ذریعہ احباب وصولی چندہ کی کوشش فرمائیں ... یہ اپیلیں ... دفتر میں موجود ہیں جن احباب کو ضرورت ہو وہ منگوا سکتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ساری قوم مصروف عمل ہو تا کہ اسی نیت سے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے شامل حال ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد گرامی کی تعمیل اور خدمت دین کی توفیق بخشے۔

(مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تکمیل)

ایک ضروری اعلان

انجمن کے بعض کارکنوں کو قرضہ لینے کی عادت ہے اور جماعت کے مختلف دوستوں سے وہ بار بار قرضہ لیتے ہیں۔ جماعت کے احباب خود بخود قرضہ دے دیتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد جب وصولی میں کسی قدر دقت ہوتی ہے تو دفتر میں لکھ دیتے ہیں کہ فلاں کارکن کی تنخواہ سے اتنی رقم وصول کر کے ان کے چندہ کے حساب میں جمع کر لی جائے۔ یہ طریق درست نہیں۔ احباب جماعت کو انجمن کے کسی کارکن سے دفتر کی اطلاع بغیر کوئی لین دین نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ دفتر ہرگز اس بات کا پابند نہ ہوگا کہ وہ کارکنوں کی تنخواہوں سے رقوم وضع کر کے احباب کے چندوں میں جمع کرے۔

اسی طرح بعض کارکن قرضہ کے علاوہ عطیہ کے طور پر بھی احباب جماعت سے رقمیں طلب کرتے ہیں اور اپنی ذاتی ضروریات کے لئے اپیل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی بھی درست نہیں۔ انجمن اپنے کارکنان کو ان کے حسب حال معقول گذارہ دیتی ہے اور کئی بار مقروضین کا قرضہ صاف کر چکی ہے اور ضرورت مند کی ضرورت کے وقت اس کی جائز امداد کرتی ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ کارکنان ایسی اپیلیں کریں۔ احباب جماعت تو کار خیر سمجھ کر ایسے لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور وہ اپنی نیت کے مطابق عند اللہ اجر خیر کے مستحق ہیں۔ لیکن احباب کی اس نیکی سے ایک بے ضابطہ طریق رواج پکڑ رہا ہے اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس بارہ میں احتیاط فرماویں۔ اگر کسی دوست کی نظر میں کوئی کارکن کسی خاص لحاظ یا امداد کا حق دار ہے تو وہ اس کے لئے انجمن میں تحریک فرما دیں ... جماعت کے ضابطہ و ڈسپلن کو ملحوظ رکھنا سب دوستوں کا یکساں فرض ہے۔ والسلام

مسعود بیگ۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

مینول آف حدیث کے متعلق
عالیجناب نواب ناظر یار جنگ بہادر کی رائے گرامی

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشہور انگریزی رسالہ اسلام ... کی تالیف "مینول آف حدیث" کے متعلق عالی جناب نواب ناظر یار جنگ بہادر جج ہائی کورٹ (ریٹائرڈ) حیدر آباد دکن کی قابل قدر رائے چند ہفتے ہوئے "پیغام صلح" میں شائع ہو چکی ہے۔ نواب صاحب ممدوح ایک کل ہند شہرت رکھنے والے ذی علم بزرگ ہیں۔ ویسے میں نے مذکورہ بالا قیمتی رائے پیش کرتے ہوئے قارئین پیغام صلح سے انکا "تعارف" بھی کرا دیا تھا جس کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ انگریزی تالیف "مینول آف حدیث" بھی ممدوح کو بہت پسند ہے اور وہ اکثر اپنے دیندار و علم دوست احباب سے نہایت عمدہ الفاظ میں اس کا تذکرہ فرماتے رہتے ہیں۔ متعدد حضرات نے نواب صاحب کی تعریف و سفارش ہی سے متاثر ہو کر یہ کتاب منگائی اور بعد مطالعہ اس کے متعلق ممدوح کے ہمنوا ہو گئے۔

جب مینول آف حدیث شائع ہوئی تو میں نے اس کا اشتہار بعض دیگر حضرات کے علاوہ نواب ممدوح کی خدمت میں بھی بذریعہ ڈاک سرسری طور پر بھیجا۔ جس روز انہیں یہ اشتہار پہنچا اسی روز انھوں نے خاص طور پر اپنا آدمی میرے پاس کتاب لینے کے لئے بھیجا۔ اتفاق سے میں مکان پر موجود نہ تھا۔ دوسرے دن میں خود ممدوح کے دولتکدہ پر کتاب لیکر گیا۔ انھوں نے نہایت اشتیاق سے کتاب لی۔ اس روز کے بعد اب تک ممدوح قریباً ہر ملاقات میں اس کتاب کے محاسن کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

حال ہی میں ایک دن جب میں نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ان کے چند ذی علم اور جذبۂ اسلامی رکھنے والے احباب بھی موجود تھے نواب صاحب ممدوح نے حسب معمول ان حضرات سے بھی مینول آف حدیث کا تذکرہ کیا اور اس مفید کتاب کی بہت کچھ تعریف فرمائی جس پر میں نے ان سے بغرض اشاعت رائے رقم فرما دینے کی درخواست کی۔ میری اس درخواست کو ممدوح نے بخوشی قبول فرمایا اور مندرجہ ذیل تحریر عنایت فرمائی جس کے لئے میں ممدوح کا بیحد احترام ممنون ہوں۔

(محمد انعام الحق۔ از حیدر آباد دکن)

جناب ناظر یار جنگ بہادر کی انگریزی تحریر کا ترجمہ:۔

مینول آف حدیث مولینا محمد علی صاحب کی تالیف ہے مولینا عالمگیر شہرت کے مالک ہیں یہ تالیف احادیث کا نہایت شاندار مجموعہ ہے۔ ایک مسلم کے روزمرہ کے مطالعہ کیلئے اس سے بہتر تالیف میری نظر سے نہیں گذری۔ میرے متعدد دوستوں نے جنھوں نے شروع سے لیکر آخر تک اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے ان کی بھی یہی رائے ہے۔

احادیث کو اس طریقہ سے ترتیب دیا گیا ہے اور ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے کہ ہر ایک شخص نہایت آسانی کیساتھ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں ان سے حقیقی اور سچی ہدایت حاصل کر سکتا ہے عالمانہ ریسرچ کے لئے بھی احادیث کا یہ مجموعہ بہت مفید رہے گا۔

احادیث کا عربی سے انگریزی میں ترجمہ نہایت مستند ہے اس ضمن میں مصنف کا پایہ بہت بلند ہے کیونکہ آپ قرآن مجید کے مترجم بھی ہیں ــــ اس کتاب میں حاشیہ پر جو نوٹ دیئے گئے ہیں وہ قابل اعتماد موجودہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اور تسلی بخش ہیں۔

ناظر یار جنگ

ایم اے۔ ایل ایل۔ ڈی بار ایٹ لاء
ریٹائرڈ ہائی کورٹ جج
حیدر آباد دکن

قرآن مجید اور سیرت کا آئندہ امتحان

احباب نے "پیغام صلح" مورخہ ۱۷ جولائی میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ قرآن مجید اور سیرت نبوی کا آئندہ امتحان ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوگا۔ اس امتحان کا کورس سورۃ انعام اور سورۃ اعراف و سیرت خیر البشر تجویز ہوا تھا۔ بعض دوستوں نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ کورس کسی قدر زیادہ ہے لیکن زیادہ کورس مقرر کرنے میں یہ امر ملحوظ تھا کہ ان دنوں تمام سکول اور کالج بند ہیں اور سال بھر میں یہی دو تین ماہ ایسے ہیں جب طلبہ مطالعہ قرآن کریم کے لئے زیادہ وقت نکال سکتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کی دو سورتیں رکھی گئی ہیں البتہ سیرت کا کورس کم کر دیا گیا ہے یعنی صرف ہجرت نبوی کے واقعات تک۔ (حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیف سیرت خیر البشر کے پہلے ۸۶ صفحے)

اب قرآن مجید کی دو سورتیں (انعام و اعراف) اور کتاب سیرت خیر البشر کے پہلے ۸۶ صفحات میں سے امتحان ہوگا۔

امتحان میں شامل ہونیوالے دوست اور بہنیں اپنے نام بھیجدیں۔ والسلام

مسعود بیگ۔ جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ایک خاندان کا قابل تقلید نمونہ

چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔ اے فرزند رشید حافظ محمد بخش صاحب چک ۱۶ اوکاڑہ حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے خاندان میں سے مرحوم چچا صاحب شاہ محمد صاحب کی وصیت باقی رہ گئی تھی دوسرے سب ادا کر چکے تھے .... والد صاحب نے چچا صاحب پر زور دیا کہ جس طرح ہو سکے وہ رقم وصیت ادا کر دیں خواہ قرض ہی لینا پڑے چنانچہ انھوں نے قرض حسنہ لے کر کل مجھے لاہور بھیجا کہ ان کی طرف سے وصیت کی رقم مبلغ ۴۰۰ روپیہ انجمن میں داخل کرا دیں چنانچہ یہ رقم آج ادا کر دی ہے ..... والسلام"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ خاندان ہماری جماعت میں اس بارہ میں سب پر سبقت لے گیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔"

ہمارے دوسرے احباب کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اپنی اپنی وصیت کی رقوم حسب ارشاد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیں۔ اس کے متعلق گذشتہ ماہ مئی و جون میں تمام موصیان کی خدمت میں بذریعہ ... خطوط لکھے جا چکے ہیں اور اخبار میں بھی اس کے متعلق وقتاً فوقتاً عرض کیا جاتا ہے ......

(... سیکرٹری ...)

استعمال کیا ہے اور آپ نبی بمعنے محدث بھی استعمال کرتے ہیں اس لئے مجدد صاحب کے لفظ محدث کی بجائے امتی کے لئے نبی کا لفظ لکھدینا معمولی بات ہے اور سوائے خط بنام محمد صدیق کے جو مکتوبات جلد ثانی کے صفحہ ۹۹ پر ہے اور کوئی ایسا مکتوب نہیں ہے جہاں حضرت مجدد کا لمرمخاطبہ پانے کی وجہ سے بجائے محدث کے نبی لکھا ہو۔ مولوی محمد نذیر لائل پوری صاحب نے کہا کہ یقیناً یہ حوالہ موجود ہے۔ اور ہم دکھائیں گے۔ مگر آج تک کوئی قادیانی صاحب اس مطالبہ کو بھی پورا نہ کرسکے اور یہ وہ مطالبہ ہے جسے صدہا مرتبہ ہماری جماعت نے بڑے زور سے پیش کیا ہے۔ خود جناب میاں صاحب سے ہمارے امیر جماعت حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اس حوالہ کا مطالبہ کیا ہے مگر نہ پیر صاحب نے مطالبہ کو پورا کیا نہ ان کے مقلدین میں سے کسی بڑے یا چھوٹے نے یہ کام کیا۔ غالباً یہ قادیانی عجز بھی میاں صاحب کے انقلاب نفسانی کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے۔

انعام } اگر اب بھی کسی قادیانی کو حوصلہ ہو تو وہ ہمارا یہ مطالبہ پورا کردیں ہم اب بھی ان کو سو روپے کی بجائے پانچسو روپے انعام دینے کو تیار ہیں ۔

اسمہ احمد } جناب میاں صاحب نے بڑے زور شور سے بیان کیا کہ حضرت مسیح ناصری کی پیشگوئی مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے اصل مصداق حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں نہ کہ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس پر قرآن مجید سے انوار جلالت کی وہ بوچھاڑ ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ اور اس بوچھاڑ میں آپ نے تمام دنیا کو چیلنج کیا کہ وہ آپ سے اس موضوع پر بحث کرلیں اور غالباً اس بحث کے لئے فریق مقابل کے لئے انعام کا بھی وعدہ کیا۔ مگر جب حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب نے اس تقریر کے بے معنی ہونے پر رسالہ احمد مجتبےٰ شائع کیا اور میاں صاحب کو بار بار اس مقابلہ کے لئے بلایا۔ تو جناب میاں صاحب نے آج تک اس پہلو پر بحث کرنے کا بھولے سے بھی نام نہیں لیا۔ اور ان کی جماعت کے بعض علماء ان کو اس مسئلہ پر یقیناً غلطی پر جانتے ہیں۔

تفسیر نویسی } میاں صاحب نے بعض ایسے معارف قرآنی بیان فرمائے ہیں کہ وہ صریح الحاد کا حکم رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کے مقابل تفسیر نویسی کے لئے آیت خاتم نبوت اور آیت اسمہ احمد کو پیش کیا گیا تو جناب خلیفہ صاحب بالکل خاموش ہو گئے اور آیات پیش کردہ کو متنازعہ فیہ کہکر ان پر تفسیر نویسی میں مقابلہ سے گریز کر گئے۔ حالانکہ جب انھوں نے چیلنج مقابلہ دیا تھا تو یہ لکھا تھا کہ جس مقام قرآنی پر چاہو تفسیر نویسی میں مقابلہ کرلو اور وہ مقام پہلے خود مطالعہ کر کے بتاؤ بھی نہیں پھر اس مقام پر تفسیر نویسی میں مقابلہ کرلو۔ مگر جب حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب .... اور جناب مکرم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے ان کے چیلنج کو منظور کر لیا تو بہانہ کر کے گریز کی راہ اختیار کرلی۔ یہ بھی میاں صاحب کے الہام کی بطالت پر واقعات کی مہر تصدیق ہے۔ اور اگر کسی قادیانی کو ہمارے بیان میں شک ہو تو وہ جناب میاں صاحب کو آیت ختم نبوت اور آیت اسمہ احمد پر بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے آمادہ کریں اور اگر وہ کامیاب ہو جائیں تو ہم جناب میاں صاحب کو اس مقابلہ پر آمادہ کرنے کے بدلے میں ان کو ہم ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے مگر یہ انعام صرف اس وقت ہی ملے گا جب یہ مقابلہ ہو جائے ورنہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ جناب خلیفہ صاحب یوں تو کہدیں گے کہ اچھا ہمیں مقابلہ منظور ہے لیکن وہ کبھی مقابلہ نہ کریں گے۔ بلکہ اگر مگر کر کے پیچھا چھڑا لیں گے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مقابلہ تفسیر نویسی کے وقت کیا گیا۔ گھر بیٹھے ادھر ادھر سے مسالہ جمع کر کے معارف بیان کرنا تو معمولی بات ہے۔ مقابلہ پر بلا مدد غیرے کچھ لکھنا کار دارد۔ اس لئے جناب میاں صاحب اس مقابلہ میں بھی کبھی نہیں نکلیں گے۔

میاں صاحب کے معارف کا ایک نمونہ } تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ صاحب کے معارف میں سے یہ نکتہ معرفت قادیان سے شائع ہوا کہ:-

"انسان ترقی کرتے کرتے آنحضرت صلعم سے بھی بڑھ سکتا ہے"

اور جب قادیانی حضرات کو اس کلمہ سے توبہ کرنیکو کہا گیا اور سمجھایا گیا کہ یہ کلمہ کسی طرح بھی صحیح نہیں تو مقلدین نے یہ کہنا شروع کیا کہ جناب کبھی شاگرد بھی استاد سے بڑھ جایا کرتا ہے اور جب یہ سمجھایا گیا کہ شاگرد تب ہی استاد سے بڑھ سکتا ہے جبکہ استاد ناقص ہو ورنہ کامل استاد سے کوئی بڑھ سکتا ہی نہیں ہے اس لئے میاں صاحب کے منہ سے خدا جانے کس حالت میں یہ کلمہ نکل گیا ہے۔ اس کو آپ رد کردیں تو بھی حق کو قبول نہ کیا۔ جو بہت ہی قابل افسوس بات ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہر طرح قادیانی جماعت پر اتمام حجت کی جاچکی ہے ہم نے حجت و براہین سے قادیانی دلائل کی کمزوری دکھا دی اور معقول رقم بطور انعام پیش کر کے قادیانیوں کو بارہا مختلف فیہ مسائل پر فیصلہ کن بحث کے لئے چیلنج کیا مگر آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اور وہ اب لاکھ چالاکیوں سے کام لیں ان پر خدا کی حجت ہر طرح پوری ہو چکی ہے۔ اب صرف ناجائز طور پر ہمکو ملامت کرنا ہی ان کا کام ہے تو سچ یہ ہے کہ

حجت رحمان پریشاں شد تمام
یاوہ گوئی ماندہ ور دست لئام

مولوی اللہ دتہ صاحب پر اتمام حجت } میں نے اس نوٹس کی ایک شائع شدہ کاپی بذریعہ رجسٹری مولوی اللہ دتہ صاحب کو بھیجدونگا۔ لیکن اگر پھر بھی انھوں نے جواب نہ دیا اور حسب عادت شریفہ خاموشی اختیار کی تو میں ایک ماہ تک انتظار کے بعد جناب خلیفہ صاحب کو لکھوں گا کہ وہ مولوی صاحب کو عاہدہ کی پابندی کا حکم دیں اور اپنے الہام نفسی کی اصل حقیقت کو ملاحظہ کریں۔

میں نے اس نوٹس میں جن قادیانی کمزوریوں کا ذکر کیا ہے وہ اس لئے کیا ہے کہ شاید مولوی اللہ دتہ صاحب کی رگ غیرت پھڑک اٹھے یا کسی اور قادیانی صاحب کو غیرت آجاوے اور مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آویں اور حق و باطل میں فیصلہ کا ایک موقعہ نکل آوے

واللہ علیٰ ما اقول شہید ۔

بقیہ تاریخ اسلام

بیان کا نقطہ قانونی جرم تھا۔"

حدیث } کلام حبیب ہونے کی حیثیت سے قدرتاً آپ کو حدیث سے خاص ذوق تھا آپ کی مرویات کی تعداد ۲۸۱ ہے ان میں ۱۲ متفق علیہ ہیں (بخاری مسلم) اور ۲ میں بخاری اور ۷ میں مسلم منفرد ہیں (تہذیب الکمال)

اشاعت صداقت } آنحضرت صلعم کے بعد مدینہ میں جو جماعت صاحب علم و افتا تھی اس میں ان کا نام نامی بھی تھا (اعلام الموقعین)

اخلاق و عادات } چونکہ آپ کو بارگاہ نبوت میں خاص تقرب حاصل تھا اس لئے آپ کے ہر فعل و عمل پر خلق نبوی کا بہت گہرا پرتو پڑا تھا۔

سادگی } حضرت ابوذر رض نے فقیرانہ زندگی بسر کی اپنے گزارہ کے متعلق فرماتے ہیں میرے پاس کچھ بکریاں ہیں جن کا دودھ پیتا ہوں۔ کچھ خچر ہیں جو بار برداری کے کام آتے ہیں۔ ایک خادم کھانا پکا کر کھلا دیتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نعمتیں درکار ہیں (ابن سعد) جعفر نے اسکو عمران بن میمون سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا میرے خیال میں ابوذر رض کا اثاثہ دو درہم سے زیادہ کا نہ تھا (ابن سعد)

زہد و تقویٰ } آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ میری امت میں ابوذر رض میں عیسیٰ بن مریم جیسا زہد ہے (اسد الغابہ)

فرمان رسول صلعم کا پاس } ایک مرتبہ آنحضرت صلعم سے امارت کی خواہش ظاہر کی آپ نے فرمایا تم ناتوان ہو اور امارت ایسا بار امانت ہے کہ اگر اس کے حقوق کی پوری نگہداشت نہ کی جائے تو آخرت میں اس کے لئے رسوائی کے سوا کچھ نہیں" (ابن سعد) اس فرمان کے بعد پھر انھوں نے کبھی امارت کی خواہش نہیں کی۔

ایک مرتبہ ابوذر رض مسجد میں لیٹے ہوئے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کہ ابوذر جب تم اس سے نکالے جاؤ گے تو کیا کرو گے؟ عرض کی مسجد نبوی یا اپنے گھر چلا جاؤنگا فرمایا اگر اس سے بھی نکالے گئے تو ؟ عرض کی تلوار نکال لونگا۔ آنحضرت صلعم نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھکر تین مرتبہ فرمایا کہ "ابوذر خدا تمہاری مغفرت کرے تلوار نہ نکالنا بلکہ جہاں وہ لیجانا چاہیں چلے جانا" چنانچہ ربذہ میں رہنے کا حکم ملا تو اسی فرمان کے مطابق بلا کسی عذر کے چلے گئے اور وہاں حبشی غلام تکبیر کہہ نماز پڑھی ہر چند اس نے آپ کو بڑھانا چاہا مگر آپ نے جواب دیا میں آنحضرت صلعم کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں (مسند احمد)

حب رسول } آنحضرت صلعم نے فرمایا "ابوذر تم جس شخص سے محبت رکھتے ہو اسی کی معیت میں ہو" عرض کیا "میں خدا اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں" فرمایا "تم یقیناً اسی کے ساتھ ہو جس سے محبت رکھتے ہو (ابوداؤد) حضور کے بعد جس وقت بھی آپ کا نام لیتے تو آنسوؤں کا دریا امنڈ آتا۔

بارگاہ نبوی میں پذیرائی } ابوذر کو آنحضرت صلعم تک اتنی رسائی تھی کہ حضور اپنے اسرار تک ان سے نہ چھپاتے تھے اور آپ بھی رازداری کا فرض پوری طرح ادا فرماتے تھے۔ مرض الموت میں حضور نے آپ کو بلا بھیجا حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے اوپر جھک گئے۔ حضور نے ہاتھ بڑھا کر چمٹا لیا (مسند احمد) نہ جانے یہ نگاہ واپسیں کیا کام کر گئی کہ آپکی ہستی کو ہمیشہ کے لئے پھونک کر رکھدیا۔

حق گوئی } حضرت علی فرماتے تھے کہ آج میرے اور ابوذر رض کے سوا کوئی شخص باقی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لومۃ لائم کا خوف نہ کرتا ہو۔ (تذکرۃ الحفاظ)۔

مہمان نوازی } ابوذر دودھ دوہ کر پہلے مہمانوں اور پڑوسیوں کو پلاتے تھے ایک مرتبہ دودھ اور کھجوریں لیکر پڑوسیوں اور مہمانوں کے سامنے پیش کر کے معذرت کرنے لگے کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اگر ہوتا تو پیش کرتا چنانچہ جو کچھ تھا سب دوسروں کو کھلا دیا اور خود بھوکے سو رہے (ابن سعد)

خوش اخلاقی } آپ کا اخلاق بدوؤں تک کو مسحور کر لیتا تھا فرماتے تھے میرے دوست نے مجھے سات وصیتیں کی ہیں (۱) مسکین کی محبت اور اس سے ملنا جلنا (۲) اپنے سے کمتر کو دیکھنا اور بلند تر کو نہ دیکھنا (۳) کسی سے سوال نہ کرنا (۴) صلہ رحمی کرنا (۵) حق بولنا خواہ تلخ ہی کیوں نہ ہو (۶) خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرنا اور (۷) لاحول ولا قوۃ کا ورد کثرت سے کرنا (ابن سعد)

وفات } آپ نے ۳۱ھ میں ربذہ کے ویرانہ میں وفات پائی۔

ملخص از سیر الصحابہ ج ۲۔ بخاری اور تاریخ حریت، سلام۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ــ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ــ ایس محمد آصف بی اے ــ جائنٹ ایڈیٹر ــ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ — یوم چہارشنبہ ــ مورخہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ ــ م ــ ۱۴ اگست ۱۹۴۶ء — نمبر ۳۴

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ و آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو فرمایا ان بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقعہ مل سکے۔ مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ دینے کے پھر معذور ہو جائیگی اور سال پھر اسی طرح گذر جائیگا ایسے اشخاص کیواسطے جائز ہو سکتا کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کیواسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی نہیں رکھتے باقی اور کسی کیواسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دیکر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پاکر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ان کو ہی ہدایت دی جائے گی۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

روزہ دار کا خوشبو لگانا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں فرمایا جائز ہے۔ (بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

روزہ دار کا آنکھوں میں سرمہ ڈالنا

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔

(بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۴۵۔ ام عطیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلعم کیساتھ سات غزوات میں شرکت کی میں کیمپ میں رہتی۔ نمازیوں کے لئے کھانا تیار کرتی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی۔

(غلام قادر عفی عنہ)

دُرِّ ثمین

صدقات میں میانہ روی — المعتدی فی الصدقۃ کمانعہا۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔

صدقہ میں حد سے زیادتی کرنے والا ویسا ہی ہے جیسا کہ اس کے روکنے والا۔ (حد سے زیادہ صدقہ خیرات کرنے والا مفلس قلاش ہو کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ قوم کے لئے ایک مصیبت بن جائیگا۔

صدقہ کا مال کن پر حرام ہے — لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی۔ ابوداؤد و ترمذی۔

صدقہ کا مال نہ تو غنی پر حلال ہے اور نہ ہی تندرست اور توانا آدمی پر۔

دوران نماز میں دوسرا فعل کب جائز ہے — اُقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ الحیۃ والعقرب۔ ابوداؤد۔ ترمذی نسائی۔ دوران نماز میں اگر (اتفاقیہ طور پر) سانپ اور بچھو نکل آئیں تو ان کو مار ڈالو۔

امام کو ہدایت — اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیہم الضعیف والسقیم والمریض وذا الحاجۃ واذا صلی لنفسہ فلیطل ماشاء۔ بخاری مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد نسائی۔

جب تم میں سے کوئی نماز کی جماعت کا امام ہو تو اسے تھوڑا پڑھنا چاہیئے (یعنی لمبی قرأت نہ پڑھے) کیونکہ جماعت میں ضعیف بیمار اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔ ہاں جب اکیلا ہو تو جتنا لمبا چاہے پڑھے۔

خطبہ جمعہ مختصر ہونا چاہیئے — ان طول صلوٰۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ۔ مسلم۔ ابوداؤد۔

آدمی کا لمبی نماز پڑھنا (تنہائی میں) اور مختصر خطبہ پڑھنا اس کی عقلمندی کی علامت ہے۔ (تنہائی کی نماز اس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے اور خطبہ میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں)

سائل کو خواہ کسی حالت میں ہو حتی الامکان رد نہ کرو — اعطوا السائل ولو جاء علی فرس۔ (مالک)

سائل کو کچھ دو خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

مرد و عورت کے باہمی حقوق — والذی نفسی بیدہ ما من رجل یدعو امرأتہ الی فراشہ فتابی علیہ الا کان الذی فی السماء ساخطا علیہا حتی یرضی عنہا زوجہا۔ بخاری مسلم ابوداؤد)

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کی طلب خلوت سے انکار کرے۔ تو وہ جو آسمانوں پر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) اس سے ناراض رہتا ہے جب تک اس کا خاوند اس سے راضی نہ ہو (بیوی میاں کو ایک دوسرے کی رضامندی حاصل کرنی چاہیئے)

بدظنی وغیرہ بہت بُری چیز ہے — ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ بخاری۔ مسلم۔ مالک۔ ابوداؤد۔ نسائی۔

(بد) ظنی سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ظن سب سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔ عیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ فخر نہ کرو۔ حسد اور کینہ نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے (نیکی کرنے سے) منہ نہ موڑو۔ اور اللہ کے بندے (فرمانبردار) اور آپس میں بھائی بھائی بنے رہو۔

عورتیں جہاد میں حصہ لیتی تھیں — اُم عطیۃ قالت غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات اخلفہم فی رحالہم اصنع لہم الطعام واداوی الجرحی واقوم علی المرضی (مسلم) ۴۵۔

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت معاذ بن جبل رضؓ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب حکیم احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام } معاذ نام - ابو عبدالرحمٰن کنیت - امام الفقہاء، کنز العلماء اور عالم ربانی القاب - قبیلۂ خزرج کے خاندان اُدی بن سعد سے تھے -

اسلام } طبیعت فطرۃً اثر پذیر پائی تھی چنانچہ نبوت کے بارھویں سال جب مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیر داعی اسلام کے ذریعہ دعوت اسلام شروع ہوئی تو آپ نے بغیر پس وپیش اس دعوت پر لبیک کہا -

زیارت رسولؐ } حج کے موسم میں نومسلموں کی ایک جماعت کے ساتھ معاذ بن جبل رضؓ مکہ پہنچکر عقبہ میں زیارت رسول سے شرف یاب ہوئے -

بت شکنی } حضرت معاذ رضؓ اگرچہ کمسن تھے مگر بنوسلمہ کے بت شکنوں میں وہ سب میں پیش پیش تھے - بنوسلمہ میں سے عمرو بن جموح ابھی تک بت پرست تھے قبیلہ کے سردار اور نہایت معزز شخص تھے - انہوں نے لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا جس کا نام مناۃ تھا - ایک دفعہ معاذ رضی اللہ عنہ معہ چند نوجوانوں کے ان کے گھر رات کے وقت پہنچے جب وہ سو رہا تھا - ان لوگوں نے بت کو اٹھا کر محلہ کے ایک گڑھے میں پھینک دیا تاکہ گذرنے والے اسے دیکھ کر عبرت حاصل کریں صبح کو بت کی تلاش ہوئی تو وہ گڑھے میں اوندھا پڑا ہوا پایا گیا - غم غیظ و غضب میں بھر گیا بہزار دقت اسکو گڑھے سے نکالا - گھر لے گئے نہلایا دھلایا خوشبو لگائی اور اپنی جگہ پر رکھدیا - لیکن جب ایسا واقعہ متواتر دفعہ پیش آیا تو بت کی بیکسی سے بیزار ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا -

تعلیم و تربیت } معاذ رضؓ ابتداہی سے ہونہار اور ذہین تھے - آنحضرت صلعم کی فیض صحبت سے تعلیم اسلام کا اعلیٰ نمونہ بن گئے اور ان کا شمار صحابہ کے برگزیدہ افراد میں ہوگیا -

رسول کریم صلعم معاذ رضؓ سے بہت محبت کرتے تھے اکثر اپنے ساتھ سفر میں اونٹ پر بٹھاتے اور اسرار شریعت کی انہیں تعلیم دیتے - ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے پیچھے سوار تھے - حضورؐ نے فرمایا معاذ بن جبلؓ! انھوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ سعدیک - آپ نے پھر ان کا نام پکارا - انھوں نے پھر اسی طرح ادب اور محبت بھرے الفاظ میں جواب دیا - اسی طرح تین مرتبہ واقعہ ہوا - پھر ارشاد فرمایا کہ "جو شخص صدق دل سے کلمۂ توحید پڑھ لے اس پر دوزخ حرام ہوجاتی ہے"

معاذ رضؓ نے کہا یارسول اللہ کیا میں لوگوں کو اسکی بشارت دے دوں؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا "نہیں ورنہ لوگ عمل چھوڑ بیٹھیں گے" (بخاری)

معاذ پر حضور کی نظر کرم اس قدر تھی کہ کسی وقت کوئی سوال نہ کرتے تو حضورؐ فرماتے "معاذ رضؓ تم نے مجھے تنہائی میں پاکر کچھ پوچھا کیوں نہیں؟"

ایک مرتبہ رسول کریمؐ کے ساتھ گدھے پر سوار ہوکر جارہے تھے - آنحضرت صلعم نے ان کی پشت پر کوڑے یا عصا سے آہستہ سے ٹھوکا دیا اور فرمایا "جانتے ہو بندوں پر خدا تعالےٰ کے کیا حقوق ہیں؟" عرض کی "اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں" - فرمایا کہ "بندے اس کی عبادت کریں اور شرک سے اجتناب کریں" تھوڑی دور چل کر پھر پوچھا "خدا تعالےٰ پر بندوں کے کیا حقوق ہیں" پھر عرض کی "خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے" حضورؐ نے فرمایا "یہ کہ ان کو جنت میں داخل کرے"

حضرت معاذ رضؓ ہمیشہ حضورؐ کے لطف و کرم کے مورد رہتے ایک مرتبہ آپ نے معاذؓ کو اپنے دروازہ پر کھڑا دیکھا تو اسرار و رموز کا دفتر ان کے آگے کھول دیا - دوسرے موقعہ پر فرمایا "میں تمہیں جنت کا ایک دروازہ بتاؤں" عرض کی ارشاد ہو - فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لیا کرو (مسند احمد)

جو تعلیم حضرت معاذ رضؓ نے درسگاہ نبویؐ سے حاصل کی مختلف شعبہ جات پر مشتمل تھی یعنی مذہبی اخلاقی علمی اور عملی -

عمل کے متعلق } ایک دفعہ حضرت معاذ رضؓ ایک سفر میں رسول کریم صلعم کے ہمسفر تھے - آگے بڑھکر حضورؐ سے عرض کی کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے بچائے" فرمایا تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی لیکن جس کو توفیق الٰہی ہو اس شخص پر آسان بھی ہے (۱) شرک نہ کرو (۲) عبادت کرو (۳) نماز پڑھو (۴) زکوٰۃ دو (۵) رمضان میں روزے رکھو (۶) حج کرو - پھر فرمایا "خیر کے کچھ دروازے ہیں - روزہ سپر کا حکم رکھتا ہے، صدقہ گناہ سوز ہے اور پچھلی رات کی نماز (قرب الٰہی کا ذریعہ ہے) اور یہ آیت تلاوت فرمائی -

تتجافی جنوبھم عن المضاجع الآیۃ پھر فرمایا کہ "اسلام کے سر اور عمود اور چوٹی کی خبر دیتا ہوں - سر اور پاؤں تو نماز ہے اور کوہان کی چوٹی جہاد"

پھر فرمایا کہ ان تمام باتوں کا منبع صرف ایک چیز ہے زبان اسکو روکو حضورؐ نے اپنی زبان پکڑ کر اشارہ کیا - معاذ رضؓ نے سوال کیا کہ "کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر مواخذہ ہوگا - حضورؐ نے فرمایا ثکلتک امک یا معاذ! بہت لوگ صرف اسی کی بدولت جہنم میں جائیں گے (مسند احمد)

دس باتوں کی وصیت } حضرت معاذ رضؓ کو حضور نے دس باتوں کی وصیت فرمائی (۱) شرک نہ کرنا خواہ تمہیں کوئی قتل کردے یا آگ میں جھونک دے (۲) والدین کو گزند نہ پہنچانا خواہ تمہیں وہ تمہارے مال و عیال سے علیحدہ کردیں (۳) نماز فرض قصداً کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ جو شخص قصداً نماز ترک کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی ذمہ واری سے بری ہوجاتا ہے (۴) شراب نہ پینا کیونکہ یہ ام الفواحش ہے (۵) معصیت میں مبتلا نہ ہونا کیونکہ گنہگار پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی حلال ہوجاتی ہے (۶) لڑائی سے نہ بھاگنا اگرچہ تمام لشکر ہلاک و خون میں غلطاں ہوچکا ہو (۷) وبا سے عام میں ثابت قدم رہو (۸) اپنی اولاد کیساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ (۹) انہیں ہمیشہ ادب کی تلقین کرو - (۱۰) اور انہیں (اولاد کو) خوف خدا کا درس دو - (مسند احمد)

پانچ باتوں کی تاکید } حضورؐ نے معاذ رضؓ کو پانچ باتوں کی تاکید فرمائی اور فرمایا جو ان پر عمل کرے گا اللہ تعالےٰ اسکا ضامن ہوجائے گا (۱) مریض کی عیادت (۲) جنازہ کے ساتھ جانا (۳) غزوہ کے لئے نکلنا (۴) حاکم (عادل) کی پیشقدمی (۵) خانہ نشینی (دور فتن میں) جس میں وہ تمام لوگوں سے محفوظ رہے اور دنیا اس سے سلامت رہے (مسند احمد)

اخلاقی تعلیم } "حضورؐ نے فرمایا معاذ! ہر برائی کے پیچھے (اگر کبھی سرزد ہو) نیکی کرلیا کرو نیکی اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے آگے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرو (مسند احمد) یہ بھی ارشاد فرمایا - اتق دعوۃ المظلوم فان لیس بینھا و بین اللہ حجاب یعنی مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس میں اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں (بخاری) یمن کا حاکم مقرر فرمایا تو ارشاد ہوا "معاذ رضؓ! خبردار عیش و تنعم سے الگ رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش پرست اور متنعم نہیں ہوتے (مسند احمد)

اجتماعی تعلیم } حضورؐ نے فرمایا "معاذ! انسان کا بھیڑیا شیطان ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا اس بکری کو پکڑتا ہے جو گلہ سے دور رہتی ہے - اسی طرح شیطان اس شخص پر مسلط ہوتا ہے جو جماعت سے کنارہ کشی کرے - خبردار! خبردار! متفرق نہ ہونا بلکہ جماعت عامہ کے ساتھ رہنا - (مسند احمد)

اشاعت اسلام کے متعلق ارشاد نبویؐ } حضورؐ نے فرمایا! "معاذ! اگر تم ایک مشرک کو بھی مسلمان کرلو تو تمہارے لئے تمام دنیا کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے - (مسند احمد)

حضرت ابن مسعودؓ کی معاذؓ کے متعلق رائے } ان اعلیٰ تعلیمات کا اثر جو معاذ رضؓ نے درسگاہ نبویؐ سے . . . . . . حاصل کی تھیں انکے رگ و پے میں سرایت کرگیا تھا - حضرت ابن مسعود رضؓ آپ کے دینی بھائی فرماتے تھے کہ یہ انصاری نوجوان فرد نہیں بلکہ ایک امت ہے -

غزوات } غزوۂ بدر جو ۲ھ میں پیش آیا حضرت معاذ اس میں شریک تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال کی تھی - بدر کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے شرف شرکت حاصل کیا -

علاوہ ان فضائل کے حضرت معاذؓ نے آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں قرآن شریف حفظ کرلیا تھا -

امامت مسجد } ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں حضرت معاذ رضؓ نے سورہ بقرہ پڑھی - پیچھے ایک شخص جو کھیتی باڑی سے تھکا ہوا تھا نماز ختم ہونے سے پہلے چلا گیا معاذ رضؓ کو اطلاع ملی تو انھوں نے کہا وہ منافق ہے - اس شخص کو نہایت ناگوار گذرا رسول کریم صلعم سے شکایت کی - آنحضرت صلعم نے معاذ رضؓ سے فرمایا "افتان انت؟" "کیا لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کروگے" بعد ازیں فرمایا "چھوٹی سورتیں پڑھا کرو کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے ضعیف اور ارباب حاجت نماز پڑھتے ہیں، تم کو ان سب کا خیال رکھنا چاہیئے" (بخاری)

امارت یمن } فتح مکہ کے بعد حضورؐ نے ان کو امارت یمن کے لئے منتخب فرمایا - پوچھا معاذ رضؓ فیصلہ کس طرح کروگے؟ حضرت معاذ رضؓ نے کہا "قرآن مجید سے فیصلہ کروں گا" - فرمایا "اگر اس میں نہ ملے" کہا "سنت رسول اللہ کے مطابق" فرمایا "اس میں بھی نہ ہو" کہا "میں خود اجتہاد کروں گا" آنحضرت صلعم نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا "اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے رسول اللہؐ کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے" پھر اہل یمن کو ایک فرمان لکھوایا "انی بعثت لکم خیر اھلی" یعنی میں اپنے لوگوں میں سے بہترین کو تمہارے لئے بھیجتا ہوں . . . . . ان کو راضی رکھنا ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے ناراض رہیں"

رخصت کرتے وقت حضورؐ تھوڑی دور تک معاذ رضؓ کے ساتھ ساتھ نکلے اور فرمایا معاذ! تم پر قرض بہت ہے اگر کوئی ہدیہ لائے تو قبول کرلینا" اور فرمایا "شاید اب تم سے ملاقات نہ ہو - اب مدینہ آؤگے تو میرے بجائے میری قبر ملے گی" یہ الفاظ نشتر کا کام کرگئے - معاذ رضؓ نے زار و قطار رونا شروع کردیا - فرمایا مت روؤ - رونا شیطانی حرکت ہے اور فرمایا حفظک اللہ من بین یدیک ومن خلفک وعن یمینک وعن شمالک ومن فوقک ومن تحتک وادرء عنک شرور۔

(باقی بر صفحہ ۸)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۳

اچھوتوں کی نجات کا راستہ

ڈاکٹر امبیدکر اچھوتوں کو قبول اسلام کا مشورہ دیں گے

چند دن ہوئے اخبارات میں مشہور اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکر کا ایک بیان شائع ہوا:-

"کہ اگر ہندو کانگرس نے اچھوتوں کے جائز مطالبات کو نہ مانا تو کچھ تعجب نہیں کہ میں اپنی قوم کو یہ مشورہ دوں کہ وہ اسلام قبول کر لے - جو اونچ نیچ کے امتیازات کو مٹاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ فرمایا کہ اچھوتوں کی بقا اسی میں ہے کہ پونا پیکٹ منسوخ ہو اور اچھوتوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملے ورنہ اچھوت برباد ہو جائیں۔

جب ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھا گیا کہ آپ اب اپنی قوم کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ کیوں نہیں دیتے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں کانگرس کو ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے دعاوی انصاف پر پوری اترسکے"

ڈاکٹر امبیدکر نے ہندو کانگرس کو جو دھمکی دی ہے وہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو گی کیونکہ ایک لمبے تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہندو اچھوتوں کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور نہ انہیں جداگانہ انتخاب کا حق دینے کو کسی صورت میں بھی تیار ہو سکتے ہیں اس لئے اچھوتوں کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے ملت اسلامیہ میں شامل ہو جائیں کیونکہ صرف اسلام ہی انہیں انسانیت کی بلند سطح پر لا کر دوسرے انسانوں کے برابر کر سکتا ہے ڈاکٹر امبیدکر صرف دھمکیاں دے کر کانگرس سے اپنے جائز مطالبات کو نہیں منوا سکتے اور نہ ہندو اپنے ہزاروں سال کے زندانی کو تھوڑے سے عرصہ میں آزاد کر سکتے ہیں اچھوت ہندوؤں کے ورن سسٹم کا ایک حصہ ہیں ان کے آزاد ہونے اور انسانیت کے مساوی درجہ حاصل کرنے سے اس سسٹم کا سارا تار و پود بکھر جاتا ہے اور اس کے بکھرنے سے ہندو کلچر اور مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اچھوتوں کی غلامی کوئی معمولی قسم کی غلامی نہیں اس کی وجوہ عمرانی ہیں اور اس کی زنجیریں ثقافتی اور مذہبی ہیں جو معمولی جد وجہد اور دھمکیوں سے نہیں ٹوٹ سکتیں ان کو توڑنے کے لئے بنیادی انقلاب کی ضرورت ہے۔ صرف جزوی مطالبات کو تسلیم کرنے سے اس روگ کا علاج نہ ہوگا اچھوتوں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو ہندوؤں سے علیحدہ کر لیں ان کے کلچر اور تمدن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں اور وہ اسی طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں اور امت محمدیہ میں داخل ہو کر دائمی غلامی کی لعنت سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر لیں ورنہ ہندو نظام اور کلچر کے اندر رہتے ہوئے وہ کبھی اس لعنت سے نجات حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہندو ماہرین سیاست ان کے مطالبات کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ اچھوتوں کی نجات کا راستہ صرف قبول اسلام ہے خدا کرے اچھوت لیڈر اپنی قوم کو ساتھ لیکر اس راستہ پر گامزن ہوں۔

جناب مستری یعقوب علی صاحب کو صدمہ

ہمارے دوست عبدالصمد صاحب سیکرٹری جماعت سرینگر اطلاع دیتے ہیں کہ ۷ر ماہ رواں اگست کو جناب مستری یعقوب علی صاحب سیکرٹری جماعت جموں کی اہلیہ محترمہ جو اپنے فرزند رشید عبدالحی صاحب ڈپٹی انسپکٹر کسٹم سرینگر کے ہاں قیام فرما تھیں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون --- نماز جنازہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے پڑھائی ہم اس صدمہ میں جناب مستری صاحب موصوف اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی رکھتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ جناب مستری صاحب اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین - احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں -

چوہدری غلام حیدر خاں صاحب رئیس اعظم بدوملہی کا بدوملہی سکول کو گرانقدر عطیہ

چوہدری غلام حیدر خاں صاحب رئیس اعظم بدوملہی نے بدوملہی سکول کو مبلغ دس ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے آپ نے بطور قسط اول مبلغ (۱۳۰۰ روپے) تیرہ سو روپے کی اینٹیں سکول میں بھجوا دی ہیں۔ خدا تعالیٰ چوہدری صاحب ممدوح کو اس کار خیر کی بہترین جزا دے۔

سکول میں چند نئے کمروں کی تعمیر کے لئے انجمن نے پچیس ہزار روپے منظور کئے ہیں اور اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ چوہدری صاحب موصوف نے دینا منظور فرمایا ہے۔ چوہدری صاحب کے عطیہ سے سکول میں ایک ہال تعمیر کیا جائیگا۔ جزاہ اللہ خیرا۔

فارن مشن فنڈ (تبلیغ بلاد غیر) وصایا و عطیات

آمد ماہ جولائی ۱۹۴۶ء

(۱) جناب چوہدری شاہ محمد صاحب چک ۲/۴۷ اوکاڑہ	۱۴۰۰	قسط وصیت
(۲) جناب چوہدری سید احمد صاحب بدوملہی	۱۰۰	″
(۳) جناب چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی	۵۰	″
(۴) جناب مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	″
(۵) جناب شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	۲۰	″
(۶) منجانب جماعت بغداد	۲۰ — ۵ — ۰	عطیہ
(۷) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ اسلام لائلپور	۸ — ۵ — ۰	قسط وصیت
(۸) جناب چوہدری محمد سعید صاحب مبلغ اسلام سیالکوٹ	۴ — ۱۲ — ۰	″
(۹) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱۰	″
(۱۰) جناب مولوی عبداللطیف صاحب لاچی	۵	″
کل میزان	۱۶۴۳ — ۵ — ۰	

وصایا ۱۶۲۳ — ۰ — ۰

عطیہ ۲۰ — ۵ — ۰

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان توجہ فرمائیں

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریر جو عشرہ کاملہ کے عنوان سے پیغام صلح ۷ر جولائی میں شائع ہو چکی ہے حسب ہدایت حضرت امیر ایدہ اللہ ہر ایک احمدی بھائی کے نام فرداً فرداً بھیجی گئی ہے۔ علاوہ ازیں جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو متعدد کاپیاں بھیجی گئی ہیں۔ تاکہ جہاں وہ خود مناسب سمجھیں تقسیم کریں اور جماعت کا کوئی فرد اس تحریر کے مضمون سے ناواقف نہ رہے۔ جماعت کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ عشرہ کاملہ کی تقسیم کے بعد اپنی جماعت کی ایک فہرست جس پر جماعت کے پریذیڈنٹ کے دستخط بھی ثبت ہوں حتی الامکان جلدی طیار کر کے دفتر میں ارسال کر دیں۔ اس فہرست میں ہر بالغ کمانے والے کا نام درج کر کے مندرجہ ذیل تین امور کا اندراج کیا جائے (۱) تمام قسم کی آمد ماہوار کا اندازہ (۲) مقررہ موجودہ چندہ (عشرہ کاملہ کے مطالبہ سے پہلے) (۳) اضافہ جواب کیا گیا۔

سیکرٹری صاحبان کو چاہیئے کہ اس معاملہ میں دفتر کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں اور جو تحریک حضرت امیر کی طرف سے ہے اسکو کامیاب بنانے میں پوری پوری کوشش فرمائیں کہ اس میں جماعت کی زندگی کا راز ہے۔ (مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

مولود مسعود احمد حسین صاحب بٹالہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے اس خوشی میں انھوں نے انجمن کو مبلغ تین روپیہ بطور عطیہ دیئے ہیں احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

امتحان میں کامیابی (الف) عزیزہ شریف بیگم صاحبہ بنت جناب خواجہ نذیر احمد صاحب نے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کی ہے اس خوشی میں محترمہ بیگم صاحبہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے مبلغ ۲۰ روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے ہیں ---- سب احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو خاندان کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

(ب) مولوی احمد گل صاحب جھنگ مگھیانہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ میاں مشتاق احمد صاحب بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں انہوں نے اس خوشی میں مبلغ [illegible] روپیہ انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ان کے لئے مبارک کرے آمین۔

نکودر / چکوال کی جماعت کا سالانہ انتخاب [illegible] کی جماعت نے مندرجہ ذیل عہدہ داروں کا انتخاب کیا ہے:-

(۱) خواجہ عبدالکبیر صاحب احمدی [illegible] پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible]

(۲) چوہدری محمد زیب صاحب گنائی۔ وائس پریذیڈنٹ

(۳) چوہدری عبدالرحمٰن صاحب گنائی بی اے۔ جنرل سیکرٹری

(۴) چوہدری غلام محمد صاحب گنائی احمدی [illegible] اسسٹنٹ سیکرٹری

اعلان نکاح عزیزہ حمیدہ سلمیٰ بیگم بنت جناب شیخ احمد علی صاحب کا نکاح منیر الدین [illegible] سٹینوگرافر سے گیارہ سو روپیہ مہر پر [illegible] کو جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی ایم اے نے دہلی میں پڑھا۔ جناب شیخ احمد علی صاحب نے مبلغ پانچ روپے اس خوشی کے موقعہ پر برائے اشاعت اسلام مقامی انجمن میں دیئے ہیں دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو [illegible]

رمضان اور نزول قرآن

تلاوت قرآن مجید کی اصل غرض عمل ہے

ہر ایک احمدی فیصلہ کرے کہ اس نے قرآن پر عمل کرنا ہے

عمل بالقرآن کے جہاد سے بھی مشکل تر تبلیغ قرآن کا جہاد ہے

دس مشنوں کے قیام کیلئے چندہ اور وصیت کی اپیل

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ - ڈلہوزی - مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۴۶ء

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

قرآن اور رمضان کا تعلق اس سے پہلی آیت میں روزوں کا حکم دیا ہے اور اب ماہ رمضان کا ذکر شروع ہوتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ رمضان کا ذکر یوں شروع فرماتا کہ ہم نے تم کو روزوں کا حکم دیا ہے تو وہ حکم رمضان کے مہینے کے لئے ہے اور تم ماہ رمضان کے روزے رکھا کرو۔ ذکر یوں شروع کیا ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس رحمت کا نزول شروع ہوا۔ گویا ماہ رمضان نزول قرآن کی یادگار ہے مگر یہ کوئی فرضی یادگار نہیں۔ جس طرح لوگ دنیا میں یادگاریں قائم کر لیتے ہیں بلکہ قرآن اور رمضان کا ایک عظیم الشان تعلق ہے اور وہ تعلق خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبریل رمضان کی ہر رات نبی کریم صلعم پر نازل ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیساتھ قرآن کو دوہراتے تھے۔ یہانتک کہ جو سال آپ کی وفات کا تھا اس رمضان میں دو دفعہ قرآن کو آپ کیساتھ دوہرایا۔

رمضان میں قرآن اسلامی دنیا میں دوہرایا جاتا ہے پھر یہ امر یعنی رمضان میں قرآن کو دوہرانا مسلمانوں کی زندگی میں داخل ہو گیا شروع میں تو مسلمان آنحضرت صلعم کے تتبع میں تہجد میں ہی جو رمضان کے مہینے میں وہ اپنے اوپر لازم کر لیتے تھے قرآن کو پڑھتے تھے اور جتنی کسی کو توفیق ملتی اس قدر پڑھ لیتے تھے مگر حضرت عمرؓ نے اس بات کو دیکھ کر کہ سارے لوگ پچھلی رات اٹھ نہیں سکتے باجماعت تراویح کی ابتدا کی۔

اور اس وقت سے لیکر آج تک ساری اسلامی دنیا میں مشرق و مغرب میں اور شمال و جنوب میں رمضان اور قرآن کا ایک ایسا گہرا تعلق ہو گیا ہے کہ ہر اسلامی آبادی میں یہ انتظام ہے کہ رمضان کے مہینے میں سارا قرآن شریف نماز تراویح میں دوہرایا جائے اور سارے مسلمان اسے سن لیں۔ شہر کیا اور دیہات کیا دنیا کی تمام اسلامی آبادیوں میں یہ انتظام موجود ہے کہ سارا قرآن شریف سنایا جائے اور سنا جائے اور جہاں یہ میسر نہیں وہاں اپنے طور پر لوگ رمضان کے مہینے میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو ماہ رمضان کے ساتھ قرآن کا تعلق اس طرح قائم ہو گیا کہ گویا اس ماہ میں ہر جگہ نزول قرآن ہو رہا ہوتا ہے۔ رمضان میں ہی نبی صلعم پر اس کا نزول شروع ہوا ہے اور رمضان میں ہی آپ کی امت پر اس کا ایک خاص رنگ میں نزول ہوتا رہتا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور عمل رمضان میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں وہ وہ قرآن کریم کی تلاوت ہے اس کا پڑھ لینا یا اس کا سن لینا۔ اور یہ دونوں بلاشبہ ثواب کے کام ہیں انسان کی روح پر ان سے ایک نیک اثر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن نزول قرآن کی غرض صرف اس کی تلاوت نہیں یہ اصل غرض کا جس کے لئے قرآن نازل ہوا صرف پہلا مرحلہ ہے مگر اس کے نزول کی اصل غرض اس سے بہت بلند ہے۔ اور اس کے حصول کے دو اور مرحلے ہیں جو اس پہلے مرحلے سے بہت زیادہ مشکل ہیں ان دو مراحل میں سے پہلا مرحلہ اس پر عمل ہے تلاوت بجائے خود کوئی غرض نہ تھی بلکہ تلاوت کا اصل منشا اس پر عمل تھا اور یہی ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کی زبردست خصوصیت تھی جس سے ان کی اصلاح ہوئی اور ان کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا کہ قرآن کریم کو پڑھتے تھے اور بہت پڑھتے تھے مگر وہ پڑھ لینے کو اصل غرض نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ عمل کو اصل غرض سمجھتے تھے قرآن کی جو آیت نازل ہوتی تھی وہ ان کے لئے ایک عمل کا حکم رکھتی تھی۔ وہ ان کی زندگی کا ایک جزو بن جاتی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کا پڑھ لینا تو ایک آسان بات ہے۔ اس میں انسان کی حرص و ہوا رسم و رواج کے ساتھ کوئی جنگ نہیں ہوتی۔ مگر عمل کے لئے اپنی خواہشات سے اور اپنے رواجات سے ایک جنگ کرنی پڑتی ہے۔ وہ ذرا مشکل کام ہے۔

ہر ایک احمدی فیصلہ کرے آئیے ہم رمضان کے ساتھ قرآن کا تعلق اس دوسرے رنگ میں بھی قائم کریں جس سے ہماری زندگیوں میں کوئی انقلاب پیدا ہو اگر قرآن کی ہدایت کو قابل عمل سمجھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ کم سے کم ہر ایک احمدی اس بات کا فیصلہ رمضان میں کرے کہ اس نے قرآن پر عمل کرنا ہے وہ ایک طرف قرآن کو پڑھے اور دوسری طرف اپنے اعمال کو دیکھے جس کام میں وہ قرآن کی ہدایات کا اپنے آپ کو پابند نہیں پاتا۔ آیندہ کے لئے ان ہدایات کا اپنے آپ کو پابند کرنے کا عزم کرلے۔ میں صرف مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کا کثیر حصہ اپنے اموال میں سے لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتا۔ ہر ایک احمدی یہ عزم کرلے کہ میں آیندہ قرآن کے اس حکم کی مخالفت نہیں کروں گا۔ اور وہ اپنی زندگی میں اپنے مال اور جائیداد کو اپنے ورثا میں لڑکوں اور لڑکیوں میں مردوں اور عورتوں میں مطابق حکم قرآن تقسیم کردے یا کم سے کم یہ وصیت لکھدے کہ اس کی وفات کے بعد ایسا ہو یہ صرف ایک مثال ہے۔ سینکڑوں باتیں ایسی ہیں کہ ہمارا عمل ان میں قرآن کے مطابق نہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھوکے اور پیاسے رہ کر تو خدا کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے دوسرے احکام کی مخالفت کر کے اس کی ناراضگی کی آگ کو بھڑکا لیں۔ ایک طرف ہم خدا کی رضا چاہتے ہیں اور صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہ کر دکھاتے ہیں کہ ہم خدا کی رضا کے لئے کس قدر تکلیف برداشت کر سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہم اس کے احکام کی مخالفت کر کے اس کی ناراضگی کی آگ بھڑکاتے چلے جاتے ہیں تومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق۔ قوم ہو یا فرد ہو۔ وہ سخت گھاٹے میں ہے بلکہ خدا فرماتا ہے اس کی سزا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا۔ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن اس سے بھی سخت تر عذاب ہے۔

عمل سے بھی مشکل مرحلہ مگر عمل سے بھی مشکل ایک اور مرحلہ ہے اور وہی قرآن کے نزول کی انتہائی غرض ہے اور وہ ہے اس قرآن کا دوسروں کو پہنچانا۔ عمل قرآن میں تو صرف اپنے حرص و ہوا یا رسم و رواج سے جہاد کرنا پڑتا ہے اور قرآن کو دوسروں تک پہنچانے میں انسان کو اس جہاد کے علاوہ اعدائے اسلام سے بھی ایک جہاد کرنا پڑتا ہے اور وہ جہاد انسان کے مال کو ہی نہیں اس کی زندگی کو بھی چاہتا ہے تو عمل بالقرآن کے جہاد سے بھی مشکل تر تبلیغ قرآن کا جہاد ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے خود بھی اسے جہاد کبیر کا نام دیا ہے وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ خود محمد رسول اللہ صلعم کو حکم ہوتا ہے حالانکہ آپ کی زندگی کی غرض ہی قرآن کو پہنچانا تھی۔ اور اقرا۔ قرآن کو پڑھ۔ کا حکم سن کر آپ اسے فوراً دوسروں تک پہنچانے میں لگ گئے مگر آپ کو بھی یہ حکم ہوتا ہے بلغ ما انزل الیک جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے اسے دوسروں تک پہنچا دو۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اگر قرآن کو تم دوسروں تک نہیں پہنچاتے تو رسالت کی غرض و غایت ہی پوری نہیں ہوتی۔ تو خوب یاد رکھو کہ قرآن کو دوسروں کو پہنچانا یہ رسالت کی غرض و غایت ہے۔

مسلمانوں کی تبلیغ قرآن سے افسوسناک غفلت اس راز کو پہلے مسلمانوں نے سمجھا اور دیوانہ وار قرآن کو دنیا میں لے کر نکل گئے۔ ہندوستان میں قرآن کو اس وقت پہنچایا جب ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کوئی نہ تھی۔ چین میں افغانستان میں۔ جاوا سماٹرا میں اس وقت قرآن کو پہنچایا جب وہاں مسلمانوں کی حکومت نہ تھی۔ اور کہاں کہاں نہیں پہنچایا دنیا کے کس کونہ کو قرآن پہنچانے کے لئے نہیں چھان مارا۔ آج مسلمانوں نے محمد رسول اللہ کی رسالت کی غرض و غایت کو باطل کر دکھایا ہے اور قرآن کو دنیا میں پہنچانے کا نام نہیں لیتے۔ تجارت کے لئے ان کے اندر جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور دور دور نکل جاتے ہیں، جائدادیں بنانے کے لئے ان کے اندر شوق پیدا ہو جاتا ہے تعلیم اور شفاخانوں کے لئے بھی امنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ حکومت قائم کرنے کے لئے ہندوستان کے ایک کونہ میں ایک پاکستان بنانے کے لئے وہ قربانیوں کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر امنگ پیدا نہیں ہوتی جذبہ کار فرما نہیں ہوتا۔ قربانیاں نہیں ہوتیں تو وہ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے نہیں ہوتیں۔ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے نہیں ہوتیں۔

خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے نہیں ہوتیں۔ زمین کے چھوٹے سے ٹکڑہ کو پاکستان بنانے کے لئے ہوتی ہیں مگر ساری دنیا کو پاکستان بنانے کے لئے نہیں ہوتیں۔ خدا اس قوم کی کس طرح مدد فرمائیگا جو دنیا کے پیچھے پڑ کر رسالت کی غرض وغایت کو باطل کر رہی ہے۔

اس رمضان میں عملی قدم اُٹھائیں

مگر اے میرے دوستو! تمہیں امام وقت نے بیدار کیا اس نے تمہارے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ دیا۔ وہ خدا کے آگے روتا تھا کہ مسلمانوں سے تبلیغ قرآن کا جذبہ کیوں نکل گیا۔

کس زاغم اشاعت فرقاں بجاں تماند

تم نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا اس کی صحبت میں بیٹھ کر اشاعت فرقان کے غم کا نور اپنے سینوں میں لیا۔ مگر آج وہ وعدہ تم میں سے بہتوں نے فراموش کر دیا ہے آئیے اس رمضان میں ہم اس کے لئے کوئی عملی قدم اُٹھائیں۔

رمضان اور قرآن مجید کے متعلق تین تجاویز

میں نے رمضان کی برکتوں کو خود دیکھا ہے یہ تین تجاویز تراجم قرآن۔ تبلیغ قرآن تعلیم قرآن۔ کی۔ ان تینوں کی بنیاد میرے دل میں رمضان میں ہی آٹھی ہے۔ ایک رمضان میں خدا نے رہنمائی فرمائی۔ تو تراجم قرآن کی بنیاد رکھی گئی۔ دوسرے رمضان میں اس نے رہنمائی فرمائی تو تبلیغ قرآن کے لئے ایک فنڈ کی بنیاد رکھی گئی۔ جس سے ہم دس تبلیغی مرکز قائم کر سکیں۔ تیسرے رمضان میں اس نے رہنمائی فرمائی تو ایک ادارہ تعلیم قرآن کی بنیاد رکھی گئی۔ اور ان تینوں بنیادوں پر آپ میں سے چند احباب کی توجہ سے اور کچھ الٰہی تصرفات سے خدا کے فضل سے ایک ایک عمارت بن رہی ہے۔

دس مشنوں کے قیام کے لئے دعا کی تحریک

جب تبلیغ قرآن فنڈ کی بنیاد رکھی گئی تو اس وقت میں نے کہا تھا کہ دو سال میں ہم دس تبلیغی مرکز قائم کرنے کے لئے تیاری کریں۔ اور پھر خدا کا نام لیکر دنیا میں تبلیغ قرآن کے یہ مرکز قائم کر دیں۔ آج وہ دو سال پورے ہونے کو ہیں اس لئے اس رمضان کے لئے میں نے آپ سے یہ التجا کی ہے کہ دعا کریں کہ اس سال کے اختتام سے پہلے یہ دس مرکز قائم ہو جائیں۔ میں جانتا ہوں کہ جس قدر رقم میں نے چاہا تھا کہ ہمارے ہاتھ میں ہو وہ ابھی پوری نہیں ہوئی وہ پوری کیا اس سے بہت بڑھکر بھی آئیگا مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا قدم اُٹھے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے کچھ سامان بھی دے دیا ہے اور ایسے آدمی بھی دے دیئے ہیں جو ان دس مرکزوں کو سنبھال لیں پر بہت میں ان کی تفاصیل میں نہیں جا سکتا۔ اس لئے

کہ یہ امور ابھی انجمن کے سامنے جانیوالے ہیں ہاں ان میں سے بعض کے متعلق انجمن طے بھی کر چکی ہے۔ مثلاً امریکہ کے لئے ایک مشن۔ سپین کے لئے ایک مشن کچھ اور باتیں بھی طے شدہ یا قریب قریب طے شدہ ہیں اور کچھ ابھی طے ہونے والی ہیں ان سب کا اعلان خدا نے چاہا تو اکتوبر کے آخر میں ہو جائے گا۔ لیکن میں خدا کے در واز سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس سال کے اندر اندر دس تبلیغی مرکز دنیا میں آپ کی جماعت کے ہاتھ سے قائم کرا دے گا۔ چونکہ یہ رمضان مجھ پر ایسی حالت میں آیا ہے کہ میں اپنے آپ کو بہت کمزور اور کسی قدر بیمار بھی پاتا ہوں اس لئے ان احباب سے جنہیں اس رمضان میں خدا کے آگے خصوصیت سے گرنے کا موقعہ ملے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی کچھ اپنی دعاؤں سے اور کچھ اپنی جدوجہد سے اس غرض کے حصول کے لئے۔ میری نہیں اپنی قوم کی بلکہ خدا کے دین کی مدد کریں۔

زندگیاں وقف کرنے والوں کو ضروری ہدایت

سب سے پہلے تو میں ان احباب کو اطلاع دینا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنی زندگیاں دین خدا کی خدمت کے لئے وقف کیں ہیں کہ وہ اپنے آپ کو تین ماہ اکتوبر، نومبر دسمبر، کے اندر اندر باہر روانہ ہو جانے کے لئے تیار رکھیں۔ جوں جوں رستہ ملتا جائے گا کسی کو اکتوبر میں کسی کو نومبر میں کسی کو دسمبر میں جانا ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے ہر ملک میں مشکلات ہیں۔ مگر خدا ان مشکلات کو آسان کر دے گا۔ چاہیئے تو یہی کہ ہم گھر سے نکلیں تو مشکلات کے مقابلہ کے لئے نکلیں اور مشکلات کی پروا نہ کریں۔ آخر وہ پہلے علمبرداران توحید کس طرح دنیا میں نکلے یقیناً ان کے رستے میں اس سے ہزار گنا زیادہ مشکلات تھیں۔ اگر مشکلات سامنے نہ ہوں تو پھر قربانی کیا ہوئی اور خدا کی نصرت تو مشکلات کے وقت ہی آتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے لوگوں کے لئے جو اس کے دین کی خاطر ہجرت کر کے نکلیں گے یہ خوشخبری موجود ہے۔

ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ

جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نکلیگا وہ زمین کے اندر مشکلات سے پناہ کے مقام بھی بہت پائیگا۔ اور رزق کی فراوانی بھی پائیگا۔ (النساء۔ ۹۹) ہاں گھر سے نکلیں تو اس وعدہ پر ایمان کو ساتھ لیکر نکلیں لیکن اگر کسی کے لئے موت ہی مقدر ہے تو وہ یہاں بھی آکر رہے مگر باہر نکلنے والے کے لئے ایک اور خوشخبری بھی ہے۔

ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ جو شخص

اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے۔ پھر موت ملے آ لے تو اس کا اجر تو اللہ کے ذمہ ہو گیا۔ اور گویا چاہیئے وہ کامیابی کی منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ اور اس کا اجر دینے والا آخرت میں بھی وہ اجر دے گا۔ اور اس دنیا میں بھی اجر دے گا کہ اس کام کو کامیاب کرے جس کے لئے وہ نکلا ہے۔ میں اپنے ان دوستوں کو جو اس وقت خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے نکل رہے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ آج ہجرت کا بلند مقام۔ ہجرت الی اللہ ورسولہ کا مقام۔ انہی کو حاصل ہے۔ سو وہ آج سے ہی کمر باندھ لیں اور جو جو روکیں ان کے رستے میں ہوں انہیں جوانمردی سے پھاندتے ہوئے آگے نکل جائیں۔ وقت پر ان میں سے کوئی اپنی جماعت کو جواب نہ دے اکتوبر، نومبر، دسمبر کو یاد رکھتے۔

دس مشنوں کے لئے چندہ کی اپیل

ایک اور درخواست ان احباب سے ہے جنہوں نے ان مجاہدین کے لئے سامان مہیا کرنا ہے اگر میرے دوست سب کے سب اپنی آمدنیوں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دینا اپنے اوپر لازم کرلیں تو ان دس تبلیغی مرکزوں کا خرچ یا اس کا بیشتر حصہ آسانی سے نکل سکتا ہے۔ شاید غرباء کا اکثر حصہ جلد تیار ہو جائے گا مگر امراء کے متعلق حضرت عیسٰیؑ نے بھی یہی رونا رویا تھا جو آج ہمیں رونا پڑتا ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے گذر جانا آسان ہے۔ مگر دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل امر ہے۔ مگر نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ عیسٰی ثانی کے پیرو محمد رسول اللہ صلعم کی پیروی کی برکت سے یہ بھی دکھائیں گے کہ ان کے لئے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا آسان ہے ان میں سے بعض نے ان تحریکات میں اچھا حصہ لیا ہے اور مجھے امید ہے کہ خدا ان کے دلوں کو اب بھی کھولدیگا اور جو احباب اب تک خاموش ہیں ان کے دلوں کو بھی کھول دے گا اور ان کو سمجھ آ جائے گی کہ اگر اپنی آمدنیوں پر ایک آنہ روپیہ کا حساب لگانے سے ہزار ہزار روپیہ ماہوار چندہ سے بھی زیادہ ان کا چندہ بنے تو خدا کے دیئے ہوئے سولہ ہزار سے ہی ایک ہزار بنا کیا پندرہ ہزار تھوڑا ہے وہ بھی تو ان کے بھائی ہیں اور ان کی طرح انسان ہیں جنہیں پندرہ بھی مشکل سے ملتے ہیں۔ بلکہ خدا کے اس عظیم الشان احسان کی کہ اس نے ہم میں سے بعض کو بہت دیا ہے شکر گذاری تو یہ تھی کہ وہ سولہویں حصہ کی جگہ دسواں حصہ پیش کرتے اگر سولہ ہزار میں سے سولہ سو نکل جائیگا تو ان کے خزانوں میں کیا کمی آجائے گی ہاں خدا کے دین کا خزانہ بھر جائیگا۔ آخر اس مال کو کہاں لے جائیں گے۔ میرے دوستوں میں سے بہت سے میری طرح قبر کے کنارے

کھڑے ہیں وہ خدا کو کیا جواب دیں گے کہ تیرے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے ہم نے کیا کیا تھا اور پھر سے قرآن کی طرف سے ہم نے اس قدر لاپرواہی کیوں برتی تھی جب محمد رسول اللہ صلعم اپنی امت کو لے کر خدا کے دربار میں کھڑے ہونگے تو ایک طرف وہ جلسہ بھی ہوگا جن کے متعلق بارگاہ الٰہی میں یوں شکایت فرمائیں گے۔ **یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔** اے میرے خدا میری قوم نے اس عظیم الشان قرآن کی پرواہ تک نہ کی۔

تبلیغ قرآن کے لئے قدم کو آگے بڑھائیں

خدا نہ کرے کہ ہم بھی ان میں سے ہوں اس لئے خدا کی فرمانبرداری کرتے ہوئے چاہیئے کہ قرآن کی تبلیغ کے لئے ہم اپنے قدم کو پوری تیزی سے آگے بڑھائیں اور رمضان کے مہینہ میں اپنے اپنے نئے چندہ کی اطلاع دفتر میں دیدیں۔ ملازمین کا بھی بہت سا حصہ ایسا ہی جو دو دو ہزار پندرہ پندرہ سو۔ ہزار ہزار یا پانچ پانچ سو تنخواہیں لیتے ہیں یہ سب فوراً اپنی تنخواہ کا حساب لگا کر اپنے چندہ کی اطلاع دیں۔

ہر ایک صاحب جائیداد دوست اپنے مال کی ایک تہائی کی وصیت کرے

ہاں ان سے میری ایک اور درخواست بھی ہے جو قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو مال کثیر اپنے پیچھے چھوڑ جائے اس کے لئے وصیت کا حکم سخت تاکید سے ہی کتب علیکم کے الفاظ سے یہ تم پر فرض کیا گیا ہے۔ آخر میں قرآن کے حکم کی تعمیل کے لئے ہی بلاتا ہوں۔ امام زمان نے بھی ہمیں یہی وصیت کی تھی کہ ہم اشاعت اسلام کے لئے وصیت کریں۔ یہ اموال تبلیغ قرآن کے لئے بطور بنیاد کام دیں گے۔ اگر آج ہماری یہ جماعت جو بہت چھوٹی جماعت ہے سب کے سب ایک ہو کر اپنے ایک تہائی اموال کی جو شریعت کی مقرر کردہ حد ہے وصیت کر دیں تو دس کی جگہ پچاس مرکز قائم کرنا بھی مشکل نہیں سمجھتا۔ آخر وہ وقت آ رہا ہے کہ (Death duty) کا قانون ہندوستان میں بھی نافذ ہو۔ والا ہے ایک تہائی ترکہ کو حکومت انگریزی کی حکومت ہو یا ہندو کی یا مسلمان کی لے جائیگی وہ مال ان کا خرچ ہوگا چند بڑے بڑے آدمیوں کا پیٹ بھرنے کے لئے تو کیا ہم خدا کی راہ میں اپنے مال کی ایک تہائی نہیں دے سکتے جس سے خدا کا نام دنیا میں بلند ہو اور قرآن دنیا میں پہنچ کر دنیا کی مشکلات کو حل کرے فرض کیجئے کہ ہم سو سال دنیا میں زندہ رہیں اور ہماری دولت قارون کے برابر ہو جائے پھر؟ آخر یہ سب کچھ چھوڑ کر خدا کے سامنے جانا ہے اور وہاں جوابدہی بھی کرنی ہے۔ میں جہانتک سوچتا ہوں اس جماعت کے اکثر ممبروں کا یہ حال ہے کل کے کل دولتمند اور صاحب جائیداد اصحاب ایسے ہیں کہ ان کا باپ ان کے لئے کوئی خزانہ و مال و دولت کا نہ چھوڑ گیا تھا تو جس خدا نے انہیں دیا ہے کیا وہ ان کی اولاد کو نہ دیگا۔ اولاد کے متعلق ہمارا فرض صرف اس قدر ہی کہ ہم انہیں اپنا معاش کمانے کے قابل بنا دیں۔ وہ ہمارے

صرف چھوڑی ہوئی دولت سے نہیں بنیں گے بلکہ اپنے لئے خدا داد قوٰی کے صحیح استعمال سے بنیں گے اسلئے میری یہ اپیل ہر ایک صاحب جائداد دوست سے ہے کہ خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے اپنے مال کی ایک تہائی کی......

پشاور میں قادیانی جماعت سے مناظرہ
ایک معزز غیر از جماعت بزرگ کا خامہ

پشاور میں جماعت احمدیہ قادیان کے نائب سیکرٹری تبلیغ جناب مولوی عبد الکریم صاحب، اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے صدر جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی کے مابین۔ ماہ جون ۱۹۴۵ء میں حضرت مرزا صاحب غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوئے نبوت کے متعلق مباحثہ ہوا۔ مسجد احمدیہ قادیان، واقع محلہ ٹھیا دشاہ جی جہانگیر پورہ پشاور میں صبح ۹ بجے سے ڈیڑھ بجے دوپہر تک مباحثہ جاری رہا۔ حاضرین میں غیر احمدی اصحاب بھی کافی تعداد میں موجود تھے جنہوں نے نہایت امن وسکون کے ساتھ فریقین کے بیانات کو دلچسپی کے ساتھ سنا۔ قادیانی جماعت کی طرف سے راقم الحروف ابو البشیر نور الحسن کو کب سیکرٹری انجمن تعلیم القرآن سرآسیاب پشاور (غیر احمدی) اور لاہوری جماعت کی طرف سے جناب صوفی حاجی محمد صاحب فاروقی، قادری (غیر احمدی) صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ جناب میر مدثر شاہ صاحب نے از روئے نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ نبویہ و تحریرات حضرت مرزا صاحب یہ ثابت کیا کہ جناب ختم المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد باب نبوت مسدود ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کاذب بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ میر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ امر ثابت کر دیا کہ خود مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کو کافر سمجھتے تھے ....

میر صاحب کے بعد جناب مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کے متعلق ۱۹۰۱ء کے بعد اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں منسوخ ہو گئیں۔ چونکہ مولوی عبد الکریم صاحب نے مباحثہ کے لئے پوری تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے آپ کی جماعت کے ایک اور عالم جناب صوفی غلام محمد صاحب نے بھی بحث میں حصہ لیا آپ نے میر صاحب کی دلائل کے مقابلے میں وہ تحریریں پیش کیں جن سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ میر صاحب کا عقیدہ بانی سلسلہ کے زمانے میں کیا تھا؟ .... چونکہ .... موجودہ بحث کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے یہ مباحثہ دوسرے ہفتے کے لئے ملتوی ہوا۔ اگلے ہفتے مولوی عبد الکریم صاحب اور صوفی غلام محمد صاحب نے مولوی محمد یوسف صاحب کو بھی مردان سے بلایا تھا۔ جماعت احمدیہ صوبہ سرحد کے سابق صدر قاضی محمد یوسف صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اس دفعہ بھی سامعین میں جناب حاجی محمد ثمر صاحب رئیس پشاور، جناب میاں کریم بخش خانصاحب ایڈووکیٹ پشاور کے علاوہ اور بھی متعدد غیر احمدی اصحاب شامل رہے۔ مباحثہ صبح ۹ بجے سے دو بجے دوپہر تک جاری رہا۔ جس میں ایک طرف میر مدثر شاہ صاحب تھے اور دوسری طرف جناب مولوی عبد الکریم صاحب، صوفی غلام محمد صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب۔ مباحثہ کے اختتام پر یہ فیصلہ ہوا کہ میر مدثر شاہ صاحب کے مقابلہ میں قادیان سے مناظر بلایا جائے۔ مباحثہ کی تاریخ [illegible] مقرر ہوئی۔ قادیان سے جناب مولوی عبد الغفور صاحب کو بذریعہ تار طلب کیا گیا۔ [illegible] کو وہ پشاور پہنچ سکے اور پھر کی رات کو وہ پشاور پہنچے۔ [illegible] مولوی عبد الغفور صاحب نے راقم الحروف کو مسجد احمدیہ قادیان میں بلایا اور [illegible] کے وقت تک گفتگو کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ انہیں [illegible] اس لئے وہ بروقت نہ پہنچ سکے اور چونکہ اگلے روز انہیں [illegible] بھی انہیں مناظرے میں شامل ہونا تھا وہ پشاور میں نہیں ٹھہر سکتے ہاں اگر میر مدثر شاہ صاحب اسی رات کو مسجد میں آکر مناظرہ کریں تو وہ تیار ہیں۔

راقم الحروف نے ان سے کہا کہ آدھی رات کے وقت نہ وہ میر صاحب کو اطلاع دے سکتے ہیں نہ ان غیر احمدی اصحاب کو جمع کر سکتے ہیں جن کو اس بحث میں دلچسپی ہے نہ یہ وقت مباحثے کے لئے موزوں ہے مگر مولوی صاحب یہی ارشاد فرماتے رہے کہ میں مجبور ہوں، میں ٹھہر نہیں سکتا۔ آخر راقم الحروف نے کہا جب آپ وقت پر نہ آسکے اور دوسرے دن کے لئے ٹھہر نہیں سکتے تو پھر قادیان سے یہاں تک آنے کی زحمت ہی کیوں گوارا فرمائی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں مقررہ پروگرام کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مولوی صاحب دوسرے دن تشریف لے گئے۔ اور یہ مباحثہ تشنۂ تکمیل ہی رہا۔

امسال قادیان سے جب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بسلسلۂ تبلیغ پشاور پہنچے تو میاں محمد یوسف صاحب، کتاب فروش کی تحریک اور متعدد غیر احمدی اصحاب کے اصرار پر راقم الحروف نے مولوی عبد الکریم صاحب اور قاضی محمد یوسف صاحب سے درخواست کی کہ آپ میر مدثر شاہ صاحب کو موقعہ دیں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے مقابلے میں اپنی دلائل پیش کریں تا کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے علم و فضل اور فہم سے آپ سے غیر احمدی اصحاب بھی مستفید ہو سکیں۔ قاضی محمد یوسف صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ طریق مباحثہ ہمیں منظور ہے۔ صرف یہ شرط ہے کہ جہاں کہیں مرزا صاحب کے کلام میں تناقض ہو۔ تو مرزا صاحب کی وحی کو ترجیح دی جائے گی۔ اس تصفیہ کے لئے جناب قاضی صاحب موصوف نے یہ فرمایا کہ جس دن مجھے فرصت ہوگی میں آپ کو اطلاع دیدوں گا۔ چنانچہ ہفتے کی شام یعنی ۸ رجون کو قاضی صاحب کا ارشاد ہوا کہ آپ میر صاحب کو لیکر صبح آٹھ بجے مسجد احمدیہ قادیان میں آ جائیں اس اطلاع کے مطابق میر مدثر شاہ صاحب کو راقم الحروف نے خود مکان پر جا کر خبر پہنچا دی۔ دوسرے دن میر صاحب موصوف وقت مقررہ پر مسجد احمدیہ میں تشریف لے گئے آپ کیسا تھ حاجی محمد ثمر صاحب، مولانا مشہود صاحب اور چند دیگر غیر احمدی احباب بھی آئے تھے مگر مسجد میں حاضر ہو معلوم ہوا کہ قاضی محمد یوسف صاحب تو چند دوسرے احباب کو پشاور چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ مسجد میں چونکہ مولوی راجیکی صاحب مستورات کے سامنے وعظ فرما رہے تھے اس لئے وہاں ٹھہرنا مناسب سمجھا گیا اور ہم سب مسجد احمدیہ اشاعت اسلام میں چلے آئے قریباً ۹ بجے مولوی عبد الکریم صاحب تشریف لائے اور دوپہر کے ایک بجے تک میر صاحب موصوف سے مبادلہ خیالات فرماتے رہے۔ آخر میں آپ نے میر مدثر شاہ صاحب کو چیلنج دیا کہ میں از روئے تحریرات مرزا صاحب آپ (مرزا صاحب) کے کلام میں تناقض ثابت کرنے کے متعلق مباحثہ کرنے کو تیار ہوں جس کو میر صاحب نے قبول کیا۔ مناظرہ کی تاریخ اگلی اتوار مقرر ہوئی جمعہ کے دن یعنی ۱۴ رجون کو مسجد احمدیہ قادیان میں اس کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ مگر ہفتے کی شام کو جناب ڈاکٹر فتح دین صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ پشاور کا مکتوب گرامی میرے نام پہنچا جس میں آپ نے بعض غلط فہمیوں کی بنا پر بہت سی غیر متعلقہ باتیں تحریر کر کے آخر میں یہ لکھا تھا کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جیسے عالم کی موجودگی میں مولوی عبد الکریم صاحب یہ اہلیت نہیں رکھتے کہ ان سے مباحثہ کیا جائے۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر فتح دین صاحب کو دوسرے دن ان کے خط کا جواب دے دیا اور زبانی بھی ان کی غلط فہمی کے متعلق گذارش کر دی تھی۔ مگر باوجود چند بار تقاضا کے ڈاکٹر صاحب نے وعدہ کر کے بھی خط کا جواب نہیں دیا۔ چونکہ برابر ایک سال سے یہ سلسلہ جاری ہے جس میں غیر احمدی احباب بھی نہایت ذوق وشوق کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ اس قدر ضروری بحث دسمل کی وجہ سے جماعت احمدیہ قادیان کے بعض ذی فہم اصحاب بھی مایوس سے ہو گئے ہیں اور برملا کہنے لگے ہیں کہ میر مدثر شاہ صاحب کے چیلنج کو بہ لطائف الحیل ٹالنا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ ہمارے پاس میر مدثر شاہ صاحب کی ٹھوس دلیلوں کا خاطر خواہ جواب نہیں۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے تبحر علمی اور فہم قرآن کے متعلق احمدی حضرات کو کافی سے زیادہ حسن عقیدت ہے۔ آپ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات اور ملفوظات پر بھی کافی عبور رکھتے ہیں۔ ابتداء سے میر مدثر شاہ صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی رو سے آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ آپ نے اسّی سے زیادہ کتابیں تصنیف کر کے اپنے اس عقیدے کا بار بار اظہار کیا ہے۔ نبوت کے متعلق تبدیلیٔ عقیدہ کا ثبوت براہین احمدیہ سے لیکر حقیقۃ الوحی تک آپ کی کسی تصنیف میں نہیں مل سکتا بلکہ اس کے خلاف ہزاروں مثالیں مل سکتی ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مرزا صاحب کی تحریرات کو حکم و عدل قرار کر میر صاحب سے مناظرہ کریں تا کہ حق و باطل میں فیصلہ ہو سکے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ایک ضروری اعلان

انجمن کے بعض کارکنوں کو قرضہ لینے کی عادت ہے اور جماعت کے مختلف دوستوں سے وہ بار بار قرضہ لیتے ہیں۔ جماعت کے احباب خود بخود قرضہ دے دیتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد جب وصولی میں کسی قدر دقت ہوتی ہے تو دفتر میں لکھ دیتے ہیں کہ فلاں کارکن کی تنخواہ سے اتنی رقم وصول کر کے ان کے چندہ کے حساب میں جمع کر لی جائے یہ طریق درست نہیں۔ احباب جماعت کو انجمن کے کسی کارکن سے دفتر کی اطلاع کے بغیر کوئی لین دین نہیں کرنا چاہیئے ورنہ دفتر ہرگز اس بات کا پابند نہ ہوگا کہ وہ کارکنوں کی تنخواہوں سے رقوم وضع کر کے احباب کے چندوں میں جمع کرے۔

اسی طرح بعض کارکن قرضہ کے علاوہ عطیہ کے طور پر بھی احباب جماعت سے رقمیں طلب کرتے ہیں اور اپنی ذاتی ضروریات کے لئے اپیل کرتے ہیں ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی بھی درست نہیں۔ انجمن اپنے کارکنان کو ان کے حسب حال معقول گذارہ دیتی ہے اور کئی بار مقروضین کا قرضہ ادا کر چکی ہے اور ضرورتمند کی ضرورت کے وقت اس کی جائز امداد کرتی ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ کارکنان ایسی اپیلیں کریں۔ احباب جماعت تو کار خیر سمجھ کر ایسے لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور وہ اپنی نیت کے مطابق عند اللہ اجر خیر کے مستحق ہیں لیکن احباب کی اس نیکی سے ایک بے ضابطہ طریق رواج پکڑ رہا ہے اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس بارہ میں احتیاط فرما دیں اگر کسی دوست کی نظر میں کوئی کارکن کسی خاص سلوک یا امداد کا حق دار ہے تو وہ اس کیلئے انجمن میں تحریک فرما دیں۔ جماعت کے ضابطہ اور ڈسپلن کو مضبوط رکھنا سب دوستوں [illegible]

معیار صداقت مامورین

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

ایک بہائی نے مجھے مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری کا ایک ٹریکٹ معیار رسالت دیا جسے میں پہلے ہی پڑھ چکا ہوا ہوں۔ مگر میں نے ایک دن فرصت کے وقت اس رسالہ کو پھر ذرا غور سے پڑھا تو جی میں آیا کہ اس دجل کو پاش پاش کرنے کے لئے ایک مضمون لکھنا چاہیئے سو میں معیار صداقت مامورین پر کچھ سپرد قلم کرتا ہوں۔

معیار اول قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے سچے اور جھوٹے ماموروں۔ رسولوں اور نبیوں کے درمیان فیصلہ کے لئے یہ معیار مقرر فرمایا ہے کہ مدعی کاذب کی خدا قطع الوتین ضرور کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے:۔

لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین (الحاقہ)

یعنی اگر محمد صلعم بعض جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے تو اس صورت میں ہم اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ حیات کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی اسکو بچا نہ سکتا۔

اس آیت میں ایک مامور الٰہی جو خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہے اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ خدا کیطرف بعض جھوٹی باتیں منسوب کر کے بیان کرتے تو ان کی رگ حیات کاٹ دی جاتی۔ اور ایسا نہ کیا جانا ان کے صدق دعوے کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ پس اس آیت کی رو سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسا مدعی ماموریت جو خدا پر افترا باندھے یعنی کہے کہ خدا نے یہ وحی مجھ پر کی ہے حالانکہ وہ خدا کی وحی نہ ہو تو اس کی سزا قطع الوتین ہے جس سے مراد ایسے شخص کو نیست و نابود کر دینا ہے توراۃ کا بھی یہی مذہب ہے۔

بہائی استدلال مولوی عبد اللہ صاحب بہائی اس معیار کی رو سے بہاء اللہ کو خدا کا سچا رسول ثابت کرتے ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ ایک دفعہ وہ دہلی میں علی صاحب بہائی مبلغ سے ملنے جا رہے تھے اور مجھے کہنے لگے کہ میں نے انہیں ملنا ہے مجھے انکا پتہ بتا دیجئے میں ان کی راہبری کرتا ہوا سید صاحب کے مکان پر لے گیا جب مولوی صاحب مکان کے قریب پہنچے تو مجھے کہنے لگے بس اب آپ جایئے میں خود تلاش کر لونگا۔ مگر چونکہ مکان اب سامنے ہی تھا میں نے کہا یہ مکان ہے۔ جب مولوی علی صاحب نکلے تو وہ بڑے تپاک سے ان سے ملے اور کہنے لگے مولانا آپ۔ تو پرسوں وعدہ کر گئے تھے کہ میں کل آؤں گا پھر آئے کیوں نہیں مولوی عبد اللہ صاحب بہت شرمندہ ہوئے کیونکہ وہ مجھے کہہ چکے تھے کہ میں ان سے پہلے نہیں ملا نہ گھر کا پتہ ہے۔ خیر اب دونوں وجود خوب محبت سے ملے میں نے تاڑ لیا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں اور مولوی صاحب کو کہا کہ آپ تو بہائی ہیں۔ فرمانے لگے نہیں میں تو تحقیق مت کرتا ہوں۔ اس لئے آپ سے بھی پوچھتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ رسالت چالیس سال کے قریب ہے اور حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیت لو تقول علینا کی رو سے ۲۳ سال تک جو مدعی اپنے دعوے پر قائم رہے اور وہ مارا نہ جائے تو وہ سچا ہے پھر آپ بہاء اللہ کے متعلق کیا کہتے ہیں میں نے اس وقت بھی انہیں یہ کہا کہ بہاء اللہ نہ دعوے پر قائم رہے نہ وہ مدعی رسالت ہے۔ اگر وہ مدعی رسالت ہے اور صادق ہے تو اس کا بھائی صبح ازل پچاس سال کے قریب دعوےٰ رسالت پر قائم رہا۔ اسے بھی سچا مان لو اور حال یہ ہے کہ بہاء اللہ نے اسے دجال اکبر لکھا ہے۔ مولوی صاحب خاموش رہے۔

مگر اب جبکہ چند سالوں سے مولانا صاحب کھل کر میدان میں آ گئے ہیں تو ہمیشہ احمدیوں کے سامنے معیار رسالت پر گفتگو کرتے ہیں۔ اور بارہا ان کو جواب دیئے گئے مگر وہ مرغ کی ایک ٹانگ ہی کہے جاتے ہیں۔

احمدی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل یقیناً ایک بہت بڑا معیار اور قانون الٰہی ہے اور اس آیت کی رو سے مدعی ماموریت (نبی ہو یا رسول یا محدث) پرکھا جا سکتا ہے۔ مگر تقول علی اللہ کے معنے پہلے سمجھ لینے ضروری ہیں۔ قرآن مجید کی دوسری آیات سے یہ ظاہر ہے کہ تقول علی اللہ سے مراد ہے دیدہ دانستہ خدا پر جھوٹ باندھنا اس طرح پر کہ خدا نے کوئی بات نہ کہی ہو اور مدعی بیان پر جھوٹ کہے کہ یہ خدا نے مجھے وحی کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔

قال اوحی الی و لم یوح الیہ شیئا

افترا کرنے سے مراد ہی یہ ہے کہ دیدہ دانستہ ہو ورنہ ایک پاگل یا نیم پاگل اگر کسی خواب کو یا خیال کو اپنے جنون کی وجہ سے خدا کا الہام یا کلام کہے تو وہ مفتری علی اللہ نہیں چنانچہ ہمارے زمانہ میں بعض نیک لوگ ایسے موجود ہیں جو چالیس چالیس سال سے مہدویت کا دعوےٰ کر رہے ہیں مگر وہ ہرگز مفتری علی اللہ نہیں ہیں مگر صرف "للجنون فنون" کا ایک کرشمہ ہے

. . . .

بہائی مذہب میں وحی بہائی مذہب کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں وحی الٰہی کی تعریف ہی یہ ہے کہ جسے وہ مظہر خدا قرار دیتے ہیں وہ جو کچھ کہتا ہے وہ سب کا سب وحی الٰہی ہی ہے۔ چنانچہ بعض بہائی اس موقعہ پر بڑے ذوق سے

"گفتہ او گفتہ اللہ بود"

پڑھا کرتے ہیں۔ یہ موضوع خود ایک مستقل موضوع ہے اور اگر میں اس پر پوری تحقیقات کو لکھنا شروع کر دوں تو اصل مضمون رہ جائیگا اس لئے میں اس بات کو بطور مسلمہ بہائیان پیش کرتا ہوں کہ ان کے ہاں وہ وحی جو قرآنی اصطلاح میں انبیاء و رسل کی ہوتی ہے اس کا دعوےٰ ہی نہیں۔ ان کی مراد وحی سے ان کے فرضی مظہر الٰہی کے منہ سے جو نکلے وہی وحی ہے۔ اس لئے ان کے پیش کردہ مدعی رسالت کے لئے آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مدعی رسالت ہی نہیں اور نہ وہ مدعی نبوت ہے اور نہ وہ مامورانہ حیثیت سے وحی ولایت کا مدعی ہے۔

وحی نبوت و رسالت پر بحث انشاء اللہ ایک الگ مضمون میں کروں گا۔ اس وقت میں صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ الواح مبارکہ میں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں بہاء اللہ نے زیارت نامہ لکھا ہے۔ اسمیں امام حسینؑ کو

(۱) مشرق ولی اللہ
(۲) مہبط علم اللہ
(۳) مصدر اوامر الٰہیہ
(۴) صاحب علم ما کان و ما یکون
(۵) مالک الغیب والشہود (الواح صفحہ ۲۰۷)

قرار دیا ہے۔

اب جبکہ بقول بہاء اللہ صاحب امام حسینؓ جو نہ مدعی ماموریت ہیں نہ مدعی نبوت و رسالت بلکہ وہ غیر مامور ہیں وہ بھی وحی الٰہی اور اوامر الٰہیہ کے مشرق و مصدر ہیں اس قدر کہ جو ہوا اور جو ہوگا اس کا بھی ان کو علم ہے اور وہ خدا کے علم کے مہبط ایسے ہیں کہ وہ غیب و شہود کے مالک ہیں۔ تو اس قسم کے الفاظ ہی بہاء اللہ نے اپنے حق میں بھی بیان کئے ہیں اور سچ پوچھو تو امام حسینؓ کی جو تعریف خود بہاء اللہ صاحب نے کی ہے وہ امام حسین علیہ السلام کو بہاء اللہ پر فضیلت ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ تو جب امام حسینؓ بھی مدعی نبوت و رسالت نہیں تو اسی قسم کے الفاظ سے بہاء اللہ خود کیسے مدعی نبوت ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہ ایک حوالہ بہائی مذہب کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک غیر مامور انسان کو وحی الٰہی کا وہی مقام دیا گیا ہے جو خود بہاء اللہ نے اپنے لئے بیان کیا ہے۔ پس بہاء اللہ صاحب زیادہ سے زیادہ شیعوں کے غیر مامور امام کے برابر ہیں اور ایسے انسان کے منہ سے خواہ دعویٰ الوہیت بھی کیا گیا ہو۔ تو بھی اس کی قطع الوتین کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ وہ بعض دوسری وجوہات سے ہلاک ہی کر دیا جائے۔ مگر وہ اس لائق نہیں کہ اسے مفتری علی اللہ قرار دیا جائے یا اس کی رگ حیات کاٹی جانی لازمی ہو۔

بہاء اللہ مدعی رسالت یا نبوت نہیں چونکہ یہ ایک اصولی بات ہے کہ معیار رسالت پر اسی مدعی کو پرکھ سکتے ہیں جو مدعی رسالت ہو اس لئے باوجودیکہ بہاء اللہ نے ختم نبوت کو صراحۃً قبول کیا ہے اور دورہ نبوت کو جاری نہیں مانا مگر مولوی عبد اللہ صاحب زبردستی بہاء اللہ صاحب کو مدعی رسالت ثابت کرنے کے لئے کتاب اقتدار کے صفحہ ۲۱۵ کے الفاظ:۔

قد بعثنی اللہ و ارسلنی الیکم بآیات بینات

نقل کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ:۔

"بہاء اللہ کا دعوےٰ شارع پیغمبر ہونے کا ہے کہ اگر نہ "ارسلنی" کا لفظ اس کی رسالت کا ثبوت ہو سکتا ہے اور نہ "بعثنی" کا لفظ اس کے نبی یا رسول ہونے کا ثبوت ہو سکتا ہے اگر بہاء اللہ نے صاف الفاظ میں کہیں یہ دعوےٰ کیا ہو کہ میں خدا کا نبی یا رسول ہوں تو اس کے ارسلنی یا بعثنی کہنے سے مراد یقیناً بہاء اللہ کی بعثت یا اس کا ارسال بحیثیت نبی یا رسول بھی سمجھا جاتا گا ورنہ یہ ارسال یا بعثت محض بحیثیت ایک امام کے ہو سکتی ہے۔ پھر مولوی عبد اللہ صاحب اس کے نبی یا رسول ہونے پر بہاء اللہ کے الفاظ:۔

"الذی اتی بہا عند کم من عجم النبیین والمرسلین"

پیش کر کے اس کی نبوت اور رسالت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بھی غلط نتیجہ ہے۔ بڑے بڑے آئمہ دین نے جو نبی اور رسول نہیں تھے یہ لکھا ہے کہ ہمارے پاس انبیاء و رسل کے علوم اور دلائل موجود ہیں۔ حالانکہ وہ نہ نبی تھے نہ رسول۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے تو لکھا ہے کہ میرے اس قدر نشان ہیں کہ اس سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے مگر خود وہ نہ مدعی نبوت ہیں نہ مدعی رسالت بلکہ وہ مدعی نبوت و رسالت پر جو آنحضرت صلعم کے بعد ایسا دعوےٰ کرے لعنت بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی عبد اللہ صاحب کو خوب علم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پچاس برس احمدی رہا ہوں حالانکہ یہ ان کا مبالغہ ہے وہ عبد البہاء کی زندگی میں بہائی ہو چکے تھے محض منافقانہ طور پر وہ احمدیوں میں مل کر اپنا زہر پھیلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں تاہم ان کو یہ خوب علم ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور انھوں نے بھی اپنے لئے بار بار ارسلنی و بعثنی کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور اپنے آپ کو منہاج نبوت پر چلنے کے لئے بھی اعلان کیا ہے: ہم بایں ہمہ نہ مدعی نبوت و رسالت نہ تھے علی ہذا القیاس

الانس والجن" یعنی جاؤ۔ خدا تمہیں تمام آفات سے محفوظ رکھے جو تیرے آگے سے آئے۔ پیچھے سے آئے۔ دائیں طرف سے آئے۔ بائیں طرف سے آئے اوپر سے اور نیچے سے آئے اور انس و جن کے شر کو تم سے دور رکھے۔ (مسند احمد)

خاوند کے حقوق کے متعلق } یمن میں ایک بوڑھی عورت حضرت معاذ رضہ کی خدمت میں اپنے بیٹوں کا سہارا لئے حاضر ہوئی اور خاوند کے حقوق کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا "حتی الامکان خدا سے ڈرو اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ اگرچہ خاوند نے اس کا گوشت پھاڑ دیا ہو اور اس [illegible] خون اور پیپ بہہ رہی ہو اور اگر تم اپنا منہ بھی اس میں لگا دو تب بھی حق ادا نہ ہوگا" (مسند احمد)

مدت امارت } یمن میں دو سالہ رہے پھر لوٹ کر مدینہ تشریف لائے۔ یہاں سے شام میں اپنی سکونت اختیار کر لی۔

معاذ بن جبل مختلف حیثیتوں میں امتیاز کی درجہ رکھتے تھے } مفتی شرع۔ مجلس شوریٰ کے رکن۔ جامع حمص میں معلم قرآن و حدیث۔ صوبہ یمن کے سب سے بڑے صوبہ کے گورنر۔ [illegible] معاملات میں اسلام کے سفیر اور میدان جنگ میں بہادر سپاہی تھے۔

فرض سفارت } سنہ ۱۳ھ میں رومیوں نے صلح پر آمادگی ظاہر کی تو حضرت ابو عبیدہ رضہ نے حضرت معاذ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ شرائط صلح طے کریں۔ شاہی خیمہ میں زرّیں فرش بچھا ہوا تھا دیکھ کر باہر کھڑے ہو گئے۔ عیسائیوں نے اندر آنے کو کہا تو فرمایا "میں اس فرش پر جو غریبوں کا حق چھین کر تیار کیا گیا ہے بیٹھنا پسند نہیں کرتا"۔ عیسائیوں نے کہا آپ اس عزت کو قبول نہیں کرتے۔ فرمایا "جس کو تم عزت سمجھتے ہو۔ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ اگر زمین پر بیٹھنا تمہارے ہاں غلاموں کا شیوہ ہے تو مجھ سے بڑھ کر خدا کا غلام کون ہو سکتا ہے"۔ ایک شخص نے پوچھا "مسلمانوں میں تم سے بھی کوئی (تقویٰ۔ سادگی۔ حق گوئی۔ دیانت امانت میں) بڑھ کر ہے" فرمایا "معاذ اللہ یہی بہت بڑی (سعادت) ہے کہ میں سب سے بدتر ہوں"۔

فوجی خدمات } جنگ شام میں میمنہ کے افسر تھے۔ جنگ یرموک میں میمنہ کے ایک حصہ کے افسر تھے حملہ کی شدت اس قدر زبردست تھی کہ میمنہ ٹوٹ کر فوج سے الگ ہو گیا۔ معاذ رضہ نے یہ حالت دیکھی تو گھوڑے سے کود پڑے تاکہ پیدل لڑا جائے اور فرمایا کوئی بہادر ہے جو اس گھوڑے کا حق ادا کرے۔ آپ کے بیٹے بھی میدان جنگ میں موجود تھے۔ بولے "یہ حق میں ادا کروں گا"۔

غرض دونوں باپ بیٹا رومی فوج کو چیر کر گھس گئے اور اس جانبازی اور بہادری سے لڑے کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے۔

مجلس شوریٰ کی رکنیت } عہد صدیقی و عہد فاروقی میں آپ مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ (کنز العمال)

علم و فضل } حضرت معاذ رضہ کو علوم قرآن حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے چار صحابہ سے (عام لوگوں کو) قرآن پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی جن میں حضرت معاذ رضہ کا نام نامی بھی تھا۔

حدیث } حضرت معاذ رضہ کی روایتیں اگرچہ دیگر صحابہ سے کم ہیں تاہم ان [illegible] راویان حدیث کے تیسرے طبقہ میں تھے۔ ان کی احادیث کی مجموعی تعداد ۱۵۷ ہے جن میں دو حدیثوں پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

تلامذہ حدیث کی تعداد کثیر تھی۔ اکابر صحابہ کا ایک [illegible] ان سے روایت کرتا ہے جن میں حضرت عمر رضہ۔ ابو قتادہ۔ ابو موسیٰ اشعری رضہ۔ جابر بن عبد اللہ رضہ۔ عبد اللہ بن عباس رضہ۔ عبد اللہ بن عمر رضہ۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضہ۔ انس بن مالک رضہ۔ ابو امامہ باہلی رضہ۔ ابو لیلیٰ انصاری رضہ۔ و ابو الطفیل رضہ شامل تھے۔ تلامذہ خاص [illegible] بزرگوں پر مشتمل تھا۔

تفقہ } آنحضرت صلعم نے ان کے متعلق فرمایا ہے "اعلمہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل" یعنی میرے صحابہ میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں۔

حضرت عمر رضہ نے ان کے متعلق ایک موقعہ پر فرمایا "لولا معاذ لھلک عمر" یعنی اگر معاذ نہ ہوں تو عمر ہلاک ہو جائے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضہ نے خطبہ میں فرمایا "من اراد الفقہ فلیأت معاذ" یعنی جسے فقہ سیکھنا ہو تو وہ معاذ رضہ کے پاس آئے۔

شوق تحصیل علم } ایک دفعہ آنحضرت صلعم نماز پڑھ رہے تھے (رفقائے پیچھے پیر) تو معاذ رضہ بھی پیچھے کھڑے ہو گئے آپ نے دیر تک نماز ادا فرمائی فارغ ہوئے تو انھوں نے پوچھا "حضور نے بڑی لمبی نماز پڑھی"؟ فرمایا "ترغیب و ترہیب کی نماز تھی میں نے خدا تعالیٰ سے تین باتوں کی درخواست کی تھی جن میں دو کے متعلق رضامندی ظاہر ہوئی مگر تیسری کی نسبت روک دیا گیا۔ میں نے یہ چاہا تھا کہ میری امت غرق سے محفوظ رہے (دیکھئے امت میں ہمیشہ سلسلہ ارشاد و ہدایت بذریعہ مجددین جاری رہے اور اس کشتی کو دریائے ضلالت میں غرق ہونے سے بچائے) یہ مجھ کو دیا گیا دوسری خواہش یہ تھی غیر مسلم دشمن اسلام پر غالب نہ آسکے (چنانچہ مجددین کے ذریعہ اسلام ہمیشہ دوسرے ادیان پر غالب رہا) ہاں مسلمان بے شک اپنی بد عملیوں کی وجہ سے سیاسی طور پر مغلوب ہوئے) یہ بھی عطا کیا گیا۔ تیسری خواہش یہ تھی کہ اسلام میں اختلاف و تفریق نہ پڑے اسے مسترد کر دیا گیا (مسند احمد)

اختلاف بھی ایک قسم کی رحمت ہے۔ اس سے بڑے بڑے مسائل حل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کے کنوز مخفی علماء ربانی کے ذریعہ منظر عام پر آتے ہیں۔ ہاں وہ اختلاف جس کی بنیاد جہالت اور شرارت پر مبنی ہے جیسے علماء سوء کا ہمیشہ طریق رہا ہے تباہی اور بربادی کا باعث ہے (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)

حضرت ابن مسعود رضہ فرمایا کرتے تھے کہ "دنیا میں صرف تین عالم ہیں جن میں سے ایک (معاذ) شام میں اقامت پذیر ہے"۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ لوگوں سے پوچھتے تھے "جانتے ہو متقی کون ہیں؟ لوگوں کے استفسار پر فرماتے "معاذ بن جبل" (ابو داؤد)

ایک مسئلہ کا فیصلہ } ایک دن جماعت ہو رہی تھی۔ یہ قعدہ میں تھے حضرت معاذ رضہ آئے اور قعدہ میں شریک ہو گئے آنحضرت صلعم نے سلام پھیرا تو حضرت معاذ رضہ نے اٹھ کر بقیہ رکعتیں پوری کیں حضور نے دیکھا تو فرمایا "قد سن لکم فھکذا فاصنعوا" یعنی معاذ نے تمہارے لئے ایک طریقہ نکالا ہے تم بھی ایسا کرو۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے "عجزت النساء ان یلدن مثل معاذ" یعنی معاذ جیسا شخص پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں۔

وہ خلافت کے مستحق تھے } حضرت عمر رضہ کے انتقال کے وقت لوگوں نے خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی۔ ایک مختصر تقریر میں فرمایا "اگر معاذ رضہ زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ مقرر کر دیتا اللہ تعالیٰ سوال کرتا تو عرض کرتا کہ اسلام کا اس شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں جس کے متعلق رسول اللہ صلعم فرماتے تھے "یاتی معاذ یوم القیامۃ امام الناس برتوۃ" فرماتے تھے معاذ رضہ قیامت کے دن لوگوں کے آگے آگے خراماں خراماں آئیں گے۔

اخلاق و عادات } حضرت معاذ بن جبل بہت بلند اخلاق انسان تھے۔ قرآن مجید کا ان کے اخلاق و عادات پر بہت گہرا اثر تھا۔

حب رسولؐ } ایک دفعہ حضرت معاذ رضہ رسول کریم صلعم کی معیت میں تھے آپ نے معاذ رضہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "مجھ کو تم سے بہت محبت ہے"۔ عرض کی "میرے ماں باپ آپ پر فدا میں بھی حضور کو بہت محبوب رکھتا ہوں"۔ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد حضرت معاذ ہمیشہ مضطرب و بیقرار رہے اور اسی وجہ سے یمن سے واپس آ کر شام کی سکونت اختیار کر لی۔ ایک دفعہ جب حضرت بلال رضہ نے حضرت عمر رضہ کی درخواست پر شام میں اذان کہی تو صحابہ رضہ کی نظروں میں حضور کے عہد مبارک کا نقشہ پھر گیا۔ تمام صحابہ پر رقت طاری ہو گئی ... حضرت معاذ رضہ روتے روتے بیتاب ہو گئے۔

امر بالمعروف } امر بالمعروف پر سختی سے عمل کیا اور لومۃ لائم کی پروا نہ کی۔

جود و سخا } نہایت فیاض واقعہ ہوئے تھے۔

صدق } ایک دفعہ حضرت انس رضہ نے آنحضرتؐ سے معاذ رضہ کی بتائی ہوئی حدیث کی تصدیق کرنا چاہی تو حضورؐ نے فرمایا صدق معاذ! صدق معاذ! صدق معاذ!

وفات } وفات کا وقت قریب آیا تو لوگ رو رہے تھے کہ علم اٹھا جا رہا ہے آپ نے فرمایا "علم و ایمان اٹھ نہیں سکتے وہ بدستور رہیں گے جو جستجو کرے گا پائیگا۔ تین مرتبہ فرمایا علم چار آدمیوں سے سیکھو ابو درداء۔ سلمان فارسی۔ ابن مسعود۔ اور عبد اللہ بن سلام (مسند احمد)

سنہ ۱۸ھ میں چھتیس سال کی عمر میں حضرت معاذ بن جبل رضہ دار الفنا سے دار البقاء کی طرف روانہ ہو گئے۔

(ملخص از سیر الانصار حصہ دوم۔ مسند احمد و اصابہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

جلد ۳۴ — یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ - م ۲۱ راگست ۱۹۴۶ء — نمبر ۳۴

دُرِ ثمین

مسلمانوں کو ایکدوسرے کی مدد وغیرہ کرنی چاہیئے

من نفس عن مؤمن کربۃً من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربۃً من کرب یوم القیمۃ ومن یسّر علی معسرٍ یسّر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرۃ ومن ستر مسلمًا سترہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ - مسلم - ابو داؤد - ترمذی۔

جو شخص کسی مومن بھائی کی تکلیف دُور کرے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کوئی تکلیف دور کریگا۔ جو کسی تنگ دست کی تنگی رفع کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی دنیا اور آخرت میں تنگی رفع کریگا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی آخرت میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالےٰ انسان کا مددگار رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کا مددگار رہتا ہے۔

علامات المقربین

ان من عباد اللہ لاناسًا ما ھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیمۃ لمکانھم من اللہ تعالیٰ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ھم قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرأ ھذہ الایۃ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون
(ابو داؤد)

خدا کے بندوں میں سے بہت ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں۔ نہ شہید مگر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کا رتبہ دیکھکر نبی اور شہید رشک کھائیں گے۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بتلایئے وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے ایسے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں جن سے نہ ان کا کوئی خونی تعلق ہے اور نہ اُن سے (انہیں) مال ملنے کی توقع ہے واللہ ان کے چہروں پر نور ہوگا (اور ہمیشہ اُنور ان کی دہر معاملہ میں) رہنمائی کرے گا۔ جبکہ دوسرے لوگ (حق گوئی اور راست روی سے) ڈریں گے انہیں (راست گفتاری وغیرہ سے) کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ اور جب دوسرے لوگ (جانی و مالی نقصان پر) مغموم ہوں گے یہ لوگ (کسی نقصان کی وجہ سے) غم نہیں کھائیں گے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں نہ تو انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ (کبھی) مغموم ہونگے۔

لوگوں کیساتھ حسب مراتب سلوک کرنا چاہیئے

عن عائشۃ رض انھا مر بھا سائل فاعطتہ کسرۃ ومر بھا اخر وعلیہ ثیاب ولہ ھیئۃ فاقعدتہ فاکل فقیل لھا فی ذالک فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزلوا الناس منازلھم
(ابو داؤد)

عائشہ رض سے روایت ہے کہ سوالی ان کے پاس آیا۔ انھوں نے اُسے روٹی کا ٹکڑا دیا پھر ایک اور سوالی آیا۔ جو (اچھے) کپڑے پہنے ہوئے تھا اور وضع دار تھا۔ اُسے بٹھا لیا اور کھانا کھلایا لوگوں نے اس (تفاوت) کا سبب پوچھا کہا رسول کریم صلعم کا فرمان ہے کہ لوگوں کو اپنی منزل پر اتارو (یعنی حسب حیثیت معاملہ کرو)

(غلام قادر عفی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ اور خدمت والدین

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گذر گیا۔ پر اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گذر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جبکہ بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم وغم والدین اُٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ والدہ بچے کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو۔ ماں اسکو چھوڑ نہیں سکتی۔ ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا۔ ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں بہت تکالیف میں بچے کے شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ایک شخص نے سوال کیا یا حضرت والدین کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری اللہ نے انسان پر فرض کی ہے مگر میرے والدین حضور کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں۔ اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ جب میں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا۔ . . . . . تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ ہم سے خط و کتابت بھی نہ کرنا۔ اور ہم تمہاری شکل کبھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الہٰی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں۔ فرمایا کہ قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمتگذاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہ بھی فرماتا ہے ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا (بنی اسرائیل رکوع ۳) اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہو۔ تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہرحال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبرگیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو۔ جب کوئی موقعہ ملے اسے ہاتھ سے جانے نہ دو۔ تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل کر رہیگا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مدنظر رکھو۔ اور نیت کی صحت کا لحاظ رکھو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا پیش نہیں آیا حضرت ابراہیم کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہرحال خدا کا حق مقدم ہے۔ پس خدا کو مقدم کرو اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ اور صحت نیت کا خیال رکھو۔

(الحکم ۲۰ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

مطبوعہ گلبرگ الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد ہنر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

میں اس بات پر جماعت قادیان کے پیشوا سے

(۱) مباحثہ کیلئے بھی تیار ہوں۔ (۲) مباہلہ کیلئے بھی تیار ہوں

کیا حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ اپنی نبوت کے متعلق یا آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہونے کے متعلق تبدیل کیا تھا۔

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۱) ہم اور جماعت قادیان دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا تو نبی ہونے سے انکار کیا اور اپنا دعوےٰ محدثیت قرار دیا۔ اور نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم قرار دیا۔ اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنیوالے کو مفتری اور کذاب قرار دیا اختلاف ہم میں اور جماعت قادیان کے پیشوا میں صرف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود ۱۸۹۱ء سے لے کر اپنی وفات تک اسی عقیدہ پر قائم رہے اور جماعت قادیان کا پیشوا لکھتا ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ خود نبوت کا دعوےٰ کیا اور آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا قرار دیا۔

(۲) ظاہر ہے کہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ کا ثبوت پیشوائے قادیان کے ذمہ ہے۔ اگر وہ اس دعویٰ کو ثابت نہ کر سکیں تو صاف ثابت ہوگا کہ قادیان والوں کا حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افترا ہے۔

(۳) میں نے بارہا جناب میاں صاحب کو اس بات پر مباحثہ کے لئے دعوت دی اور یہاں تک بھی لکھ دیا کہ میں صرف ان کی جماعت کے پانچ یا سات اصحاب کو ثالث ٹھیراؤنگا مگر جناب میاں صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

(۴) میں نے بلکہ ہم میں سے ستر آدمیوں نے اس بات پر حلف اُٹھائی کہ ہم نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت صاحب کی بیعت کی اور جس عقیدہ پر ہم نے بیعت کی تھی کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے اسی عقیدہ پر آپ کی وفات تک قائم رہے اور ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل نہیں کیا۔

(۵) آج تیس سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہم اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ جماعت قادیان کے ستر آدمی یہ حلف اُٹھائیں کہ انھوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت صاحب کی بیعت آپ کے دعویٰ محدثیت پر ہی کی تھی اور اس وقت وہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم سمجھتے تھے مگر ۱۹۰۱ء میں انھوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا اور اس کے بعد نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننا شروع کر دیا تھا کیونکہ ۱۹۰۱ء میں انہیں علم ہوگیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے۔ خود میاں صاحب سے ایسی حلف اُٹھانے کا مطالبہ کیا مگر ساری جماعت قادیان تیس سال سے خاموش ہے۔ خود میاں صاحب بھی خاموش ہیں

(۶) پھر میں نے آخری حجت شرعی کی طرف رجوع کیا کہ میاں صاحب اس بات پر مجھ سے مباہلہ کرلیں کہ کیا ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ اپنی نبوت کے متعلق اور آنحضرت صلعم پر ختم نبوت کے متعلق تبدیل کر لیا تھا۔ اور حضرت صاحب کے مریدوں نے بھی اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ مگر میاں صاحب پھر بھی خاموش رہے۔

(۷) لیکن میاں صاحب کے مرید مجھ سے یہ سوال کرتے چلے جاتے ہیں کہ میں میاں صاحب سے مباہلہ کرنیکے تیار ہوں۔ اور کس بات پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تمام شکوک کو رفع کرنے کے لئے پھر اسی بات کا اعلان کرتا ہوں کہ

(۸) میں اس بات پر کہ کیا ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کر دیا تھا یعنی ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم مانتے تھے اور آپکے بعد دعویٰ نبوت کرنیوالے کو مفتری اور کذاب اور ملعون قرار دیتے تھے اور اپنا دعوےٰ صرف محدثیت کا سمجھتے تھے مگر ۱۹۰۱ء میں آپ نے اعلان کیا کہ نبوت آنحضرت صلعم کے بعد جاری ہے اور خود بھی دعویٰ نبوت کیا۔ میاں صاحب کے ساتھ مباحثہ کیلئے تیار ہوں اور اس کیلئے صرف ان کے مریدوں کو ہی ثالث بنانے کیلئے بھی تیار ہوں جن میں سے ایک سر ظفر اللہ خاں بھی ہوں گے۔

(۹) ثالث بنانے سے یہ لازم نہ آئیگا کہ میاں صاحب اپنے مریدوں کے فیصلہ کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنے عقیدہ سے توبہ کریں مگر لوگوں کی غلط فہمی رفع ہو جائیگی لیکن اگر میاں صاحب اس میں اپنی خفت سمجھتے ہیں تو میں اس شرط کو بھی چھوڑتا ہوں اور بلا شرط ان کیساتھ ایک مباحثہ کے لئے تیار ہوں جو خواہ مجمع عام میں ہو یا صرف بذریعہ تحریرات ہو۔ باقی شرائط وہ جو چاہیں رکھ لیں میری طرف سے صرف یہی شرط ہے کہ موضوع بحث صرف اس قدر ہوگا کہ کیا ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا یا نہیں۔

(۱۰) میاں صاحب چاہیں تو اسی موضوع پر میں مباہلہ کیلئے بھی تیار ہوں۔ یہ مباہلہ وہ چاہیں تو تنہا مجھ اکیلے کے ساتھ کریں اور چاہیں تو دونوں طرف سے ایسے لوگوں کو بھی شامل کریں جنھوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ اور اگر وہ اب ۱۹۰۱ء کو تاریخ تبدیلی عقیدہ نہیں مانتے جیسا کہ ان کے مریدوں کی بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے تو جو تاریخ اس تبدیلی کیلئے تجویز کریں میں اسی پر مباحثہ اور مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں میں اس تحریر کا جواب میاں صاحب کے اپنے قلم سے مانگتا ہوں۔

خاکسار محمد علی

پیغام صلح
جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۴

کلکتہ کے المناک حوادث

موجودہ افسوسناک حالات پر قابو پانے کیلئے تدبر کی ضرورت ہے

مسلم لیگ نے ۱۶ راگست کو یوم عمل منایا جس وسیع پیمانہ پر مسلمانوں نے انگریز اور ہندو کے غیر منصفانہ اتحاد پر . . . . . اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کیا اس کی مثال مسلمانوں کی قریباً نصف صدی کی سیاسی کشمکش میں نہیں ملتی، ہندوستان کے طول و عرض سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسلمانوں نے یوم عمل نہایت امن سے منایا نہایت پروقار مظاہرے کئے کیونکہ مسلم لیگ کی طرف سے مسلمانوں کو خاص ہدایت تھی کہ یوم عمل نہایت امن سے منایا جائے اور باوجود اشتعال انگیزی کے جذبات کو قابو میں رکھا جائے لیکن کلکتہ سے جو افسوسناک خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اتنے بڑے فسادات اور ہنگامے ہوئے ہیں کہ ان کو بیان کرتے ہوئے خامہ خونچکاں ہے۔ ابھی تک ان حوادث کی تفصیلات اور وجوہ کا علم نہیں ہو سکا لیکن مسلم لیگ کی خاص ہدایات کے پیش نظر کہ یہ مظاہرہ نہایت امن و سکون سے ساتھ کیا جائے یہ اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ اس مظاہرہ میں خلل اندازی اور اشتعال انگیزی کی غیر معمولی کوششیں کی گئی ہونگی جن سے یہ المناک واقعات رونما ہوئے خیر وجوہ خواہ کچھ بھی ہوں اس میں مطلق شک نہیں کہ یہ افسوسناک حوادث ہندوستان کی آزادی کے لئے سخت مضر ہیں اگر مسلمانوں کو اس سے نقصان پہنچیگا تو ہندو بھی ان کے خطرناک نتائج سے محفوظ نہیں رہ سکتے یہ رزم آرائیاں اغیار کے لئے مفید لیکن ہندوستانیوں کے لئے سخت مہلک ہیں ـــــ ۱۸ راگست کے اخبارات میں جو غیر سرکاری اطلاعات درج تھیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فسادات کے نتیجہ میں اڑھائی سو افراد ہلاک اور سولہ سو مجروح ہو چکے ہیں لیکن ۲۰ راگست کے روزناموں میں جو خبریں درج ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ میں ان ہنگاموں میں دو اور تین ہزار کے درمیان نفوس ہلاک اور ساڑھے چار ہزار مجروح ہو چکے ہیں اور یہ اندازہ بھی قطعی نہیں بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ حقیقی نقصان اس سے کہیں زیادہ ہے ابھی تک ساری نعشیں سڑکوں پر سے اٹھائی بھی نہیں گئیں "بعض علاقوں میں مردوں کی نعشیں ابھی تک پڑی ہوئی ہیں اور گدھوں نے ان نعشوں کو اس طرح لقمہ بنایا ہے کہ بس ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہ گیا ہے، آگ کی نذر ہونیوالی عمارات کی تعداد بھی خاصی ہے جس کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا کہ صرف تین دن میں فائر بریگیڈ کو ایک ہزار دو سو پچاس مرتبہ بلایا گیا بہت سی جگہوں پر آگ بجھانیوالے انجن جا بھی نہیں سکے لاکھوں روپیہ لوٹ مار کی نذر ہو چکا ہے تمام ہسپتال زخمیوں سے بھرے پڑے ہیں مزید زخمیوں کو ہسپتالوں میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں"۔ حکومت ان ناگفتہ بہ حالات پر قابو پانے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے لیکن ابھی تک وارداتیں . . . . . ہو رہی ہیں ـــــ ان فسادات کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے ہندوستان کے اس بحرانی دور میں اشتعال انگیز تقریریں کیں جن میں سے پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگرس اور سردار پٹیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور اس کے علاوہ سارا ہندو پریس اس اشتعال انگیزی میں مصروف ہے اور اس اشتعال انگیزی کا صرف یہی مقصد ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانوں کی تحریک آزادی کو ناکام بنایا جائے مسلم لیگ کے لیڈروں کو اس موقع پر خاص احتیاط سے کام لینا چاہیئے اگر یہ فسادات کی آگ سارے ہندوستان میں پھیل گئی تو اس سے یقیناً مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچے گا مسلم لیگ کے کارکنوں نے جس طرح پہلے تحمل کا ثبوت دیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں لیکن اس نازک دور میں پہلے سے بھی بڑھ کر قوت برداشت ثبوت دینے کی ضرورت ہے۔ ان فسادات کے متعلق مسٹر جناح نے جو بیان دیا ہے اس میں صاف فرمایا ہے" جن لوگوں نے کلکتہ میں غنڈہ پن کیا اور جان مال کی تباہی کا موجب ہوئے ان کی کوئی حمایت نہیں کی جا سکتی اور ان کے ساتھ مناسب قانونی سلوک ہونا چاہیئے اگر کسی مسلم لیگی نے کوئی ناز یبا حرکت کی ہے تو اس نے آپ کی صحیح ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے اور وہ دشمن کے ہاتھوں میں کھیلا ہے"۔ اس موقعہ پر اشتعال انگیزی سے اثر پذیر ہو کر بے قابو ہو جانا یقیناً ملت اسلامیہ کے مفاد کو شدید نقصان پہنچانا ہے وہ عقلمند مسلمان جو اس حقیقت سے واقف ہیں کہ آزادی کے ان مراحل میں بجائے تشدد، خونریزیوں اور فرقہ وارانہ فسادات کے ضبط نفس، اتحاد، اتفاق اور منظم و پرامن اقدام زیادہ مفید ہوتے ہیں انہیں ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں مسلمان آباد ہیں انہیں یہی تلقین کرنی چاہیئے کہ اس موقعہ پر صبر اور تحمل کا ثبوت دیں اور ہندوؤں کیساتھ پرامن سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں ورنہ یہ فسادات مسلمانوں کیلئے یقیناً نقصان دہ ثابت ہونگے اور ہندوؤں کے لئے بھی چنداں مفید نہیں ہونگے ان کا فائدہ حکمران کو پہنچے گا اور ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں پہلے سے بھی مضبوط ہو جائیں گی۔

صدقہ عید الفطر صدقہ عید الفطر آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ہر مسلمان پر واجب ہے جو عید کی نماز سے قبل ادا کر دینا چاہیئے۔ عورتوں بچوں اور نوکروں کا صدقہ ان کے شوہروں، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے۔ یہ ایک صاع کھجور اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے موجودہ نرخ کے حساب سے انجمن نے ۸ رفی کس صدقہ عید الفطر مقرر کیا ہے۔ سب احباب سلسلہ اس صدقہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے عید کی نماز سے پہلے اسے ادا کریں آئندہ پرچہ چونکہ عید سے ایک دن قبل شائع ہوگا اسلئے ممکن ہے وہ پرچہ عید کی نماز سے قبل خریداران پیغام صلح کو نہ مل سکے اس لئے موجودہ پرچہ کے ذریعہ صدقہ عید الفطر، مساجد فنڈ" اور عید فنڈ کی ادائیگی کی طرف احباب سلسلہ کو توجہ دلائی جا رہی ہے۔

مساجد فنڈ مساجد فنڈ بھی ہماری قوم کے لئے ایک نہایت ہی مفید اور تعمیری تحریک ہے بیرونی جماعتوں کی تنظیم و استحکام کے لئے مساجد تعمیر کرنے کی اشد ضرورت ہے مسجد ہی وہ پاک مقام ہے جہاں مسلمان کی اخلاقی اور روحانی تربیت ہوتی ہے اس لحاظ سے مسجد اسلامی نظام کی بنیاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی نظام کا احیاء فرمایا ہے اس لئے جماعت میں خالص اسلامی خصوصیات کے پیدا کرنے کے لئے اپنی مساجد کا کا ہونا از بس ضروری ہے۔ ہماری متعدد بیرونی جماعتوں کی اپنی مساجد نہیں ہیں حالانکہ ان جماعتوں میں مساجد کی بہت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے، اس خالص اسلامی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مساجد کی تعمیر کے لئے ایک روپیہ فی کس مساجد فنڈ ادا کرنا احمدی احباب کے لئے کوئی بڑی بات نہیں جہاں وہ عید کے موقعہ پر عزیز و اقربا کے لئے اتنا خرچ کرتے ہیں وہاں خدا کے گھر کی تعمیر کیلئے کچھ خرچ کرنا بھی دلی خوشی کا موجب ہے امید ہے احباب سلسلہ اس فنڈ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس میں خاص طور پر حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

عید فنڈ صدقہ عید الفطر کے علاوہ جماعت احمدیہ میں فی کس ایک روپیہ عید فنڈ بھی مقرر ہے یہ فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقرر کردہ ہے اس فنڈ کا روپیہ اشاعت اسلام کے لئے خرچ کیا جاتا ہے امید ہے دوست جو عید کی حقیقی غرض و غایت کو سمجھتے ہیں کہ یہ عید اس عظیم الشان پیغام کی خوشی میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رمضان میں نازل فرمایا۔ اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے بھی دوست اس موقعہ پر ضرور کچھ خرچ کریں گے اور اپنے امام کے مقرر کردہ فنڈ کو اشاعت اسلام کے لئے ضرور ادا کریں گے اگر سب دوست اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں تو اشاعت اسلام کے لئے بہت بڑی رقم جمع ہو سکتی ہے جس سے اشاعت اسلام کے بلند نصب العین کو بڑی تقویت پہنچ سکتی ہے امید ہے سب احباب سلسلہ حضرت امام عصر حاضر کے ارشاد کے پیش نظر اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول فرمائیں گے۔

سانحہ ارتحال پیغام صلح کی کاپیاں لکھی جا چکی تھیں کہ اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت چوہدری کریم بخش صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اصحاب میں سے تھے چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ میں وفات پا گئے انا للہ [illegible]

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــ مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ سلام سامانہ ریاست پٹیالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ انھوں نے رمضان کے دوران میں درس قرآن مجید شروع کر رکھا ہے سامعین کی تعداد کافی ہوتی ہے علاوہ احباب جماعت کے غیر از جماعت علم دوست بھی تشریف لاتے ہیں درس بارونق ہوتا ہے۔

ـــ شیخ صاحب موصوف یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ بیمار رہتی ہیں احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ـــ مسٹری محمد سلیمان صاحب سابا نہ ریاست پٹیالہ کچھ عرصہ بیمار رہے اب آرام ہے احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انکی صحت بحال رکھے۔

ـــ عزیزم سلیم اللہ صاحب جز راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب راجہ غلام ربانی صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی نواب شاہ سندھ تشریف لیگئے ہیں اب آپ وہاں مستقل رہائش اختیار کریں گے۔

ـــ بابو فخر الدین صاحب بی اے سب انسپکٹر ٹیکس جالندھر کی تبدیلی سیالکوٹ میں ہو گئی ہے۔

درخواست دعا عزیزم لئیق احمد صاحب پسر محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کچھ عرصہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ عزیز موصوف کیلئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی خانیوال تحریر فرماتے ہیں کہ انکی صاحبزادی عزیزہ پروین بعمر ۹ سال وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] توفیق عطا فرمائے اور تم البدل عطا فرمائے آمین۔ احباب سلسلہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے

قرآن مجید میں انقلاب پیدا کرنیکی طاقت موجود ہے

یہ انقلاب قرآن کو دنیا میں پہنچانے سے پیدا ہوگا

قرآن کو دنیا میں پہنچانے کیلئے دوانگی پکار ہے

تبلیغی مراکز کے قیام سے ہم انقلاب عظیم پیدا کر سکتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ولہوی مؤرخہ ۱۹ اگست ۱۹۴۶ء

ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان

قرآن کریم کے متعلق تین باتیں } میں نے پچھلے خطبہ میں شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن کے متعلق کچھ باتیں بتائی تھیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق ہی تین باتیں بتائی ہیں۔ اول ھدی للناس وہ للناس یعنی تمام نسل انسانی کے لئے ہدایت ہے کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام نسل انسانی کو صحیح رستہ دکھاتا ہے۔ دوم۔ بینٰت من الھدیٰ یہ کہ یہ اس بات کا ثبوت بھی دیتا ہے کہ کیوں نسل انسانی کو اس راہ پر چلنا چاہیئے اور کیوں دوسری راہوں سے جو اس صحیح راہ سے الگ ہیں بچنا چاہیئے۔ اور اس کے ایک تیسرے کمال کو بیان کیا والفرقان اس میں فرقان یعنی حق و باطل میں عملی طور پر فرق کر دینے کا ثبوت بھی موجود ہے۔ یعنی یہ کہ عملی طور پر انسانوں کی زندگی میں ایک انقلاب بھی پیدا کر دیتا ہے جس سے حق و باطل کا کھلا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔

ایک سوال اور اسکا جواب } اکثر دلوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر قرآن ھدی للناس تھا ساری دنیا کو راستہ دکھانے والا تھا اور اس میں ہدایت کا علمی رنگ میں ثبوت موجود تھا اور عملی رنگ میں بھی انقلاب پیدا کرنے کی قوت موجود تھی۔ تو اس نے لوگوں کو سیدھا رستہ کیوں نہیں دیا۔ دنیا کیوں ابھی تک گمراہی اور فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کام جو اس کے پیروؤں کے ذمہ تھا کیا گیا ہمارا اسلاف نے وہ کام جس میں رسول خدا صلعم کیا کرتے تھے جب آپ پر بار بار وحی نازل ہوتی تھی کہ یہ قرآن ساری دنیا کو رستہ دکھانے والا ہے تو آپ خاموش گھر میں بیٹھے رہتے تھے کہ خدا خود کوئی انتظام اس کو دنیا میں پہنچانے کا کرے گا۔ یا آپ نے ہی نہیں آپ کے پیروؤں نے بھی اپنی ساری قوت اس بات پر صرف کر دی کہ اسے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ وہ اس صحیح رستہ کو معلوم کر لیں۔

ہماری ذمہ داری } یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جن تین باتوں کا بیان ذکر ہے ان میں سے پہلی دو باتیں ایسی ہیں کہ ان کی ذمہ داری ہم پر یعنی قرآن کے متبعین پر عاید ہوتی ہے یعنی ایک یہ کہ ہم اسے لوگوں تک پہنچائیں تمام نسل انسانی تک پہنچائیں۔ اور دوسرے یہ کہ اسے حالات پر منطبق کر کے دکھائیں کہ آج نسل انسانی کی مشکلات کا حل اسی قرآن میں ہے۔ اور علمی طور پر لوگوں پر واضح کر دیں کہ قرآن ہی ان کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے لیکن تیسرا امر کہ اس سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے اور حق و باطل الگ الگ ہو جائیں ان میں انسان کا کوئی دخل نہیں جب ہم پہلے دو کام کر دیں تو تیسرا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمارے ذمہ یہ کام ہے کہ ہم اسے دنیا میں پہنچا دیں اور اس کے مطالب کو کھول کر بیان کر دیں اور حالات حاضرہ پر ان کی روشنی ڈالیں تب خدا کی طرف سے ہماری اس محنت کو یہ پھل لگتا ہے کہ یہ قرآن دنیا میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔

فرقان درحقیقت انقلاب کا نام ہے } یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے فرقان درحقیقت انقلاب کا نام ہے جو ایک پیغمبر کے ذریعہ سے دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے ذکر میں فرمایا "واتینا موسی الکتاب والفرقان" تو حضرت موسیٰ کا فرقان کیا تھا۔ بدی کی طاقتیں جو حق کو دبانا چاہتی تھیں وہ برباد ہو گئیں فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہو گیا اور بنی اسرائیل کو ان کے ہاتھ سے نجات مل گئی۔ اسی طرح جنگ بدر کو بھی یوم الفرقان کہا ہے۔ ویوم الفرقان یوم التقی الجمعان، کیونکہ اس دن بدی کی طاقتیں جو اسلام کو کچلنا چاہتی تھیں مغلوب اور برباد ہو گئیں اور حق قائم ہو گیا۔ تو قرآن کریم کا ایک نام ہی فرقان رکھا ہے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قرآن بجائے خود فرقان بھی ہے یہ معجزات کی محتاج نہیں بلکہ اس میں بجائے خود ایک انقلاب پیدا کرنے کی طاقت ہے بدی کو مٹا دیتا ہے اور حق کو قائم کر دیتا ہے۔ چنانچہ اسی سورہ فرقان کے آخر میں اس بات کی طرف صاف اشارہ بھی موجود ہے جہاں عباد الرحمن کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس قرآن نے لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ جو راتوں کو شراب خوری اور عیش پرستی میں گذارا کرتے تھے، وہ یبیتون لربهم سجدا وقیاما کا مصداق ہو گئے۔ ان کو خدا کی عبادت میں وہ لذت آنے لگی جو پہلے شراب پی کر حاصل کرتے تھے اور ان کی راتیں ذکر الٰہی میں کٹنے لگیں۔ نیند کے وقت انسان وہی کام کر سکتا ہے جس کی لذت سب لذتوں پر غالب آ جائے۔ وہ جن کی روش نہایت متکبرانہ تھی وہ یمشون علی الارض ھونا کا مصداق ہو گئے۔ خاکساری اور فروتنی کا مجسمہ بن گئے وہ جہل فوق جہل الجاھلین پر فخر کیا کرتے تھے اب اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما والے بن گئے اسی طرح بہت سی باتیں بیان کی ہیں جن کا اعتراف ایک مخالف مورخ نے بھی کیا ہے کہ مکہ کے تیرہ سال نے اس قوم کی کایا پلٹ دی تھی۔ غرض تاریخ بتاتا ہے کہ کس قدر تغیر عظیم قرآن نے دنیا میں پیدا کیا۔

انقلابی طاقت قرآن میں موجود ہے } یہ انقلاب پیدا کرنے کی طاقت قرآن میں آج بھی موجود ہے وہ آج بھی بدی کو مٹا سکتا ہے۔ اور نیکی کو اس کی جگہ قائم کر سکتا ہے۔ مگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ہم ہاتھ نہ ہلائیں اور وہ انقلاب خود بخود پیدا ہو جائے۔ یہ خدا کا قانون نہیں جب تک ہم قرآن کو دنیا میں پہنچاتے نہیں۔ جب تک ہم اسے علمی رنگ میں اس طرح پیش نہیں کرتے کہ دنیا کو سمجھ آ جائے کہ ان کی مشکلات کا حل ہی قرآن میں ہے اس وقت تک وہ تیسرا مرتبہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کہ قرآن سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جائے انقلاب پیدا ہو گا اور ضرور ہو گا اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتها مگر یہ اس وقت تک نہ ہو گا جب تک قرآن دنیا میں پہنچتا نہیں۔ اور اس کے پہنچانے کا فرض ہم پر عاید ہوتا ہے۔ مسلمان قوم پر عاید ہوتا ہے، قرآن ایک زبردست طاقت دلوں کو فتح کر لینے کی اپنے اندر رکھتا ہے مگر وہ طاقت ظاہر کس طرح ہو جب ہم قرآن کو دنیا میں پہنچاتے نہیں۔

مسیح اور مہدی کا غلط تصور } عام مسلمانوں نے تو قرآن کے پہنچانے کے فریضہ سے یوں نجات حاصل کر لی کہ مسیح آسمان سے نازل ہو گا تو کافر اس کے دم سے مر جائیں گے اور مہدی زمین پر ظاہر ہو گا تو اس کی تلوار کی قوت سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ چلو چھٹی ہوئی قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی کوئی ضرورت ہی نہ رہی یہ کام مسیح اور مہدی کا ہے اور مسیح اور مہدی کا کام بھی منہاج نبوت کے مطابق نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے تو دن رات کفار کو سمجھاتے اور ان کے ساتھ سر کھپائی کرتے رہے ان کی گالیوں اور طعن و تشنیع کو سنتے رہے ان کے ہاتھ سے آپ اور آپ کے ساتھی طرح طرح کی ایذاؤں کو برداشت کرتے رہے اور ان سب دکھوں اور تکلیفوں کے اندر قرآن کو دنیا میں پہنچاتے رہے لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے یہاں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا مہدی آ کر بجائے اس کے کہ خود دکھ اور تکلیف اٹھائے لوگوں کو تکلیفوں میں مبتلا کرے گا اور جو نہیں مانے گا اسے قتل کر دے گا مسیح کو بھی کسی تبلیغ کی حاجت نہ ہو گی اس کے سانس سے ہی کافر ہلاک ہو جائیں گے جو افضل البشر کو میسر نہ آیا کہ کافر آپ کے دم سے مرتے چلے جائیں وہ مسیح کو میسر آ گیا۔

امام الزمان کی مخالفت } کا پر خلاف حدیث و قرآن عقاید بنا کر ان پر فخر ہے کہ ہم تو سواد اعظم ہیں باطل کے پیروؤں کو سواد اعظم نہیں کہتے سواد اعظم حق کے پیروؤں کا نام ہے اگر یہی سواد اعظم ہے تو فیج اعوج کس جماعت کا نام ہے اس بات پر فخر ہے کہ ہم احمدیوں کے عقاید کو غلط سمجھتے ہیں بغیر سوچے کے غلط سمجھتے ہیں جس شخص نے امر حق کی طرف رہنمائی کی تھی یہ

كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار (الفتح ع ۴)

ہمارے مسیح

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

انبیاء و مامورین کی ابتدائی حالت

انبیاء و مامورین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کچھ عجیب معاملہ ہے جس وقت وہ مقام ارشاد و ہدایت پر کھڑے ہوتے ہیں تو وہ سب زر و بے پر اس بار گراں کو اُٹھا لینے کے لئے مامور کئے جاتے ہیں ہاں انہیں غیر معمولی صبر اور طاقت ۔ اخلاق فاضلہ اور قوت تاثیر علم و حکمت سے نوازا جاتا ہے۔ یہی صفات آیندہ چل کر ان کی کامرانی کا حقیقی سبب بن جاتے ہیں۔ دنیا والے ان کی تعلیمات کو ہولئے نفس کے خلاف پاکر اسے کچلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر یہ لوگ اپنے مشن پر اس ثابت قدمی سے استادہ ہوتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا زلزلہ انہیں جنبش نہیں دے سکتا۔ وہ لوگوں کے شور و غوغا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

کی غوغائے شاں رخاطر من وحشتے آرد
کہ صادق بزدلے نبود و گر بندد قیامت را
(مسیح موعودؑ)

مسیح موعودؑ کی بعثت منہاج نبوت پر

اسی منہاج پر آج امام عصر حاضرہ مقام دعوت و تبلیغ پر مامور ہوتے ہیں اور اسی تندی سے ان کے خلاف مخالفت کا طوفان اُٹھتا ہے اور باطل اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ حق کے مقابل صف آرا ہو کر اسے نیست و نابود کرنے کے لئے تمام حربے استعمال کرتا ہے۔ لو ان تمام واقعات کو خود حضرت صاحب کی زبانی سنو فرماتے ہیں کہ "میں ایک گمنام اور اکیلا اور نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور نہ کسی ایسے ممتاز خاندان سے تھا جس کی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ بآسانی لوگ اس پر جمع ہو جائیں گے ایسے وقت میں اور ایسی حالت میں کون انسان ایسی پیشگوئیاں کر سکتا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے شائع ہو چکی ہیں جن میں سے بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہیں۔

الہامات مسیح موعودؑ جو بہت اہم سات پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں

اذا جاء نصر الله والفتح و انتهى امر الزمان الينا اليس هذا بالحق- ولا تيئس من روح الله الا ان روح الله قريب- الا ان نصر الله قريب- يأتيك من كل فج عميق- يأتون من كل فج عميق- ينصرك الله من عنده ينصرك رجال نوحي اليهم من السماء انك باعيننا يرفع الله ذكرك و يتم نعمته عليك في الدنيا والآخرة- انت مني بمنزلة توحيدي وتفريدي فحان ان تعان و تعرف بين الناس. هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا- و بشر الذين آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم واتل عليهم ما اوحي اليك من ربك ولا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس- اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة ترى اعينهم تفيض من الدمع- يصلون عليك- ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان- آمنوا-

(دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۰ سے ۲۴۲ تک)

ترجمہ: جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا اس وقت کہا جائے گا کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو تجھے یہ خیال مت کر کہ میں تو ایک گمنام اور اکیلا اور احد من الناس آدمی ہوں - یہ کیونکر ہوگی کہ میرے ساتھ ایک دنیا جمع ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا ارادہ کر چکا ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور اس کی مدد قریب ہے۔ اور جن راہوں سے وہ مالی مدد آئے گی اور ارادت کے خطوط آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی اور گہری ہو جائیں گی یعنی بکثرت ہر ایک قسم کا مال آئیگا اور دور دور سے ہزار ہا خطوط آئیں گے اور نیز اس قدر کثرت سے آئیں گے کہ جن راہوں پر چلیں گے اُن راہوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم خود آسمان سے الہام کریں گے۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تیرے ذکر کو خدا اونچا کرے گا۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کردے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت چلا آتا ہے کہ تیری مدد کی جائے گی۔ اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دی جائے گی اور تو اس سے کیوں تعجب کرتا ہے کہ خدا ایسا کرے گا کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا۔ پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے اور یہ وعدے پورے کرکے دکھلا دے اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔ سو ان کو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے۔ ان تمام پیشگوئیوں کو تم یاد رکھو کہ وقت پر واقع ہوں گی۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۴ تا ۵۷)

الہامی پیشگوئیوں کی وضاحت

یہ سات پیشگوئیاں ہیں جن کی خبر ان کلمات وحی الٰہی میں دی گئی اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ ساتوں پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں کیونکہ علماء اور پیرزادوں نے کفر کے فتوے تیار کرکے اور طرح طرح کے منصوبے تراش کرکے نہایت زور لگایا کہ تا میری طرف کوئی رجوع نہ کرے اور گویا کہ اُنہوں نے خدا تعالیٰ سے جنگ کیا اور کوئی دقیقہ مکر اور فریب اور دھوکہ دینے کا اُٹھا نہ رکھا اور بعض نے میری نسبت جھوٹی مخبریاں کیں تاکہ کسی طرح گورنمنٹ کو ہی برافروختہ کریں اور بعض نے جاہل مسلمانوں کو افروختہ کیا تا کہ وہ دکھ دیتے رہیں۔ مگر آخرکار وہ سب نامراد رہے اور یہ پودا زمین میں پھیل نہ رہ سکا اور ایک جماعت کی صورت پیدا ہو گئی جس کے ثابت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ یہی امر ہے پھر دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ ہر طرف سے مالی مدد آئے گی یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آ چکی ہے بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے اس کے ثبوت کے لئے ڈاکخانہ کے رجسٹر کافی ہیں اور پھر تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے سو اس قدر کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن اور خاص وقتوں کے مجمعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس کی تعداد پہنچتی ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کو محکمہ پولیس کے وہ ملازم خوب جانتے ہیں جن کو اس طرف خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اور نیز قادیان کے تمام لوگ جانتے ہیں اور پھر چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ خدا فرماتا ہے کہ لوگوں کے حملوں سے ہم بچائیں گے اور ہماری آنکھوں کے سامنے ہے سو اس کا ظہور بھی ہو چکا۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ میں پھانسی دیا جاؤں۔ اور کرم دین جس نے ناحق بے موجب مجھ پر فوجداری مقدمات کئے اس کا بھی یہی ارادہ تھا کہ میں کسی طرح سخت قید کی سزا پاؤں اور وہ اس مقدمہ بازی میں اکیلا نہ تھا بلکہ کئی مولوی اور حاسد دنیا دار اس کے ساتھ شریک تھے اور اس کے لئے چندے ہوتے تھے۔ سو خدا نے مجھے بچا لیا اور اپنی پیشگوئی کو سچا کرکے دکھلا دیا پھر پانچویں پیشگوئی یہ تھی کہ خدا دنیا میں عزت کے ساتھ تجھے شہرت دیگا سو اس کا پورا ہونا محتاج بیان نہیں چھٹی پیشگوئی یہ تھی کہ اس قدر لوگ آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو ان کی ملاقات سے تھک جائے یا کثرت مہمانداری کی وجہ سے بدخلقی کرے سو اس پیشگوئی کا وقوع نہایت ظاہر ہے اور جن لوگوں کو قادیان میں آنیکا اتفاق ہوتا رہا ہے وہ کثرت آمد مہمانوں کو دیکھ کر گواہی دے سکتے ہیں کہ درحقیقت بعض اوقات اس کثرت سے مہمان جمع ہوتے ہیں اور اس کثرت سے ملاقاتوں کی کشمکش ہوتی ہے کہ اگر یہ وصیت ہر وقت ملحوظ نہ ہوتو ممکن ہو کہ ضعف بشریت بدخلقی کی طرف مائل کر دیوے یا مہمانداری میں فتور پیدا ہو جائے، سب کے ساتھ خوش خلقی سے مصافحہ کرنا اور باوجود صدہا لوگوں کے اجتماع کے ہر ایک کے ساتھ پورے اخلاق سے پیش آنا بجز خدا کی مدد کے ہر ایک کا کام نہیں۔ ساتویں پیشگوئی ان اصحاب الصفہ کی نسبت ہے جو ہجرت کرکے قادیان میں آ گئے سو جس کا جی چاہے آکر دیکھ لے......

طالبان حق کیلئے مذکورہ پیشگوئیوں میں انکی سچائی کے تین نشانات ہیں

وہ لوگ جو حق کے طالب ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے گمنامی کے زمانہ میں جس کو قریباً پچیس برس گذر گئے جبکہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور کسی قسم کی شہرت نہ رکھتا تھا اور کسی بزرگ خاندان پیرزادگی سے نہ تھا اور رجوع خلائق سہل ہو تا اس قدر کھلے طور پر

(باقی برصفحہ ۸)

معیار صداقت مامورین

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(۲)

مرزا ابو الفضل گلپائیگانی نے بادی بحیثیت بہائی مذہب کے مبلغ اعلیٰ ہونے کے اقرار کیا ہے کہ بہاء اللہ کی طرف دعویٰ نبوت یا رسالت منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔ اور یہ وہم و گمان مخالفین ہے۔ پھر بہائی مذہب کا مبلغ جو رنگون میں تھا اس نے

"المعیار الصحیح لمعرفت المہدی والمسیح"

نام کتاب شائع کی ہے اس میں بالتصریح لکھا ہے کہ دور نبوت ختم ہوا اور بہاء اللہ سے دور ولایت شروع ہوا۔ خود بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"نبوت و رسالت محمد رسول اللہ پر ختم ہو چکی" (ص۲۹۳ فردوس)

بعض بہائی قرآن کریم میں لفظ خاتم النبیین دیکھ کر تاویل یہ کیا کرتے ہیں کہ نبیوں کے تو خاتم ہیں مگر آنحضرت صلعم رسولوں کے تو خاتم نہیں حالانکہ نبیوں کا خاتم لازماً تشریعی رسولوں کا خاتم بھی ہے۔ بہرحال بہائی تاویل کو باطل کرنے کے لئے فردوس کے الفاظ کافی ہیں کیونکہ یہاں ختم نبوت کے ساتھ ختم رسالت بھی مذکور ہے۔

اس قدر تصریح کے باوجود بھی اگر بہاء اللہ کو کوئی مناجاتی بہائی اس کا کوئی ساتھی مدعی رسالت اس لئے قرار دے تاکہ قرآن مجید کے معیار رسالت کی رو سے بہاء اللہ سچا ثابت ہو جائے تو یہ صریح ظلم ہے۔

بہاء اللہ صاحب نے تو یہی بارہا لکھا ہے کہ وہ وحی کو دوسروں پر نازل کرنے والا ہے چنانچہ جب آپ کسی کو خط لکھتے ہیں تو بڑی شان سے فرماتے ہیں کہ یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے اور یہ ہماری رحمت ہے اسے مضبوطی سے پکڑو۔ اس لحاظ سے بہاء اللہ وحی پانے والے نہیں ہیں بلکہ وحی نازل کرنے والی شخصیت اولیہ ہیں اور یہی اصل مذہب بہائیوں کا ہے پس اس قسم کے مدعی کو ماموران الٰہی (خدا سے وحی پاکر مامور ہونے والے رسولوں۔ نبیوں محدثوں) کے پیمانہ سے ناپنا غلطی ہے۔

بعض بہائی یہاں کہتے ہیں کہ بہاء اللہ کے دعوے کے سامنے نبوت و رسالت تو کوئی شے نہیں ہاں نبوت و رسالت اس کے دعوے کے نیچے ایسی ہی آ جاتی ہے جیسے M.A کی ڈگری والے کے لئے میٹرک کی ڈگری لازماً حاصل ہوتی ہے اس لئے رسولوں کے معیار پر بھی ہم اسے پرکھ سکتے ہیں مگر یہ بالکل غلط طریقہ استدلال ہے۔

صوفیانہ رنگ میں انا الحق یا انی انا وجہ اللہ کہنا سو یہ کوئی ادعاء الوہیت نہیں ہوتا بلکہ فنا فی اللہ کا ایک مرتبہ ہے اور صدہا فانی فی اللہ اولیاء امت محمدیہ کے منہ سے ایسے کلمات نکلے ... اور ایسے کلمات جس کے منہ سے نکلتے ہیں وہ اپنے متعلق کبھی یہ نہیں کہتا کہ میں خدا ہوں بلکہ جوش عشق اور عالم بے خودی میں جبکہ اس انسان کو بجز ذات الٰہی کے اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا یہاں تک کہ خود کو بھی نہیں پہچانتا اس لئے اس وقت بندہ حکم نفی میں ہوتا ہے اور خدا کی ذات کا استیلا اسی طرح اس وجود منفی پر ہوتا ہے جیسے آگ لوہے پر جب غالب آتی ہے تو لوہا بھی آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ فی ذاتہ لوہا ہی ہے۔ اگر اسے زبان ملے اور وہ کہے کہ میں آگ ہوں تو ٹھیک ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں الوہیت کے مدعی کے لئے "من دون اللہ" ہونے کی شرط مشروط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"من قال انی الٰہ من دونہ"

اب جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے سوا معبود کہے گا وہ ضرور اپنے وجود کی ہوش رکھتا ہوگا اس لئے اس کا انی انا اللہ یا انا الحق کہنا کفر ہے مگر وہ جو "من دونہ" کی حد سے باہر اور فنا تام کے مقام پر ہے اس کا ایسے الفاظ کہنا ہرگز نہ کوئی دعوےٰ ہے اور نہ اس پر کفر کا فتوےٰ لگایا جا سکتا ہے۔ مگر ایسے حالات اس قابل نہیں کہ ان کا اظہار کیا جائے یا ان کو بطور دلیل استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اس سے دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔

غرض مدعی الوہیت کو مدعی رسالت لازماً قرار دے کر معیار رسل پر پرکھنا حماقت ہے جو شخص مدعی الوہیت ہے اسکی اسی حیثیت سے پرکھیں گے۔ اور مدعی الوہیت کبھی مدعی رسالت ہو ہی نہیں سکتا۔ جو سچ مچ خدائی کا دعوےٰ کرے وہ پھر کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ لہذا بہائیوں کا طرز استدلال باطل ہے۔ کیا کوئی شخص فرعون کے دعوے الوہیت کو دیکھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ وہ مدعی رسالت بھی تھا اس لئے اسے معیار رسل پر پرکھنا چاہیئے اور اس کا پچاس ساٹھ برس کے قریب سلطنت پر متمکن رہنا ثابت کرتا ہے کہ وہ سچا رسول تھا لہذا اس کا دعوےٰ الوہیت بھی درست ماننا ہوگا لاحول ولا قوۃ۔ یہ نتیجہ ہے بہائی غلط استدلال کا۔ اور اس کا باطل ہونا عیاں ہے

ممکن ہے کہ کوئی بہائی اب یہ کہنا شروع کر دے کہ چلو بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ الوہیت تو باعث کفر نہ رہا بلکہ وہ مقام فنا فی اللہ و بقا باللہ ہے تو میں کہوں گا یہ بالکل جھوٹ ہے بہاء اللہ اپنی جان بچانے کے لئے جہاں اور جھوٹ بولنا جائز سمجھتا ہے وہاں یہ قول بھی اس کا ایک بڑا جھوٹ ہے کہ "میں مقام فنا فی اللہ و بقا باللہ ہستم" اگر یہ سچ ہے تو پھر بہائی بتائیں کہ اسکا اصل دعویٰ کیا تھا۔ مدعی الوہیت تو وہ ان کے خیال میں ہوا۔ اس لئے نہیں کہ یہ مقام فنا فی اللہ کا معاملہ ہے تو اب انکا دعوےٰ نبوت یا رسالت یا محدثیت کا دکھانا چاہیئے مگر ایسا دعویٰ ان کا کہیں موجود نہیں۔ پس ان کو معیار رسل پر پرکھنا بے معنی ہے۔

جس طرح ایک قادیانی کے لئے حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت یا صاحب وحی نبوت ثابت کرنا محالات سے ہے اسی طرح بہائیوں کے لئے بھی یہ محال ہے کہ وہ بہاء اللہ کو مدعی رسالت یا نبوت یا صاحب وحی نبوت و رسالت ثابت کر سکیں

انعام میں یہاں بہائیوں کے لئے مبلغ یکصد روپیہ انعام مقرر کرتا ہوں اگر وہ بہاء اللہ کو مدعی نبوت و رسالت اور صاحب وحی نبوت ثابت کر دیں تو میں انکو مبلغ یکصد روپیہ ثالثوں کے فیصلہ پر دیدوں گا۔ لیکن اگر فیصلہ ان کے خلاف ہو تو پھر ان سے یہ تحریر لے لوں گا کہ واقعی بہاء اللہ نہ مدعی نبوت و رسالت ہیں یا صاحب وحی نبوت و رسالت

کیا کوئی بہادر بہائی ہے جو اس چیلنج کو قبول کرے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی بہائی اس میدان میں نہ نکلیگا میں نے ان کے وہ تمام مضامین پڑھے ہوئے ہیں جو اس موضوع پر فتنہ اندازی کے لئے بعض فتنہ گروں نے لکھے ہیں۔ وہ تمام مضامین بے معنی بحث ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص خود ختم رسالت کا قایل ہے اور ختم وحی نبوت کا بالتصریح قایل ہے اور دعوےٰ نبوت کرتا ہی نہیں اسے رکیک تاویلوں سے مدعی رسالت یا نبوت یا صاحب وحی رسالت ثابت کرنا یقیناً ایک غلطی ہے۔

اگر کوئی صاحب تیار ہوں تو مجھے براہ راست اپنا ایسا مضمون شائع کرا کر بھیج دیں۔ کیونکہ میرے پاس بہائیوں کا کوئی رسالہ یا اخبار نہیں آتا۔ وہ بیسیوں کو مفت پیامبر کے پرچے بھیجتے ہیں مگر مجھے باوجود بارہا مانگنے کے بھی وہ پرچہ نہیں بھیجتے۔ غالباً اس لئے کہ ان کے خیال میں سوائے خسارہ کے کوئی فائدہ کی امید نہیں ہے۔

معیار رسالت اور باب چونکہ بہاء اللہ کے مرشد جناب باب نے یہ لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور میرا معجزہ میری کتاب ہے اور کسی نبی کے لئے بجز کتاب کے کوئی بڑا معجزہ نہیں ہے اس لئے ہم بلا شبہ بہائی مذہب کے بانی کو معیار رسالت پر پرکھتے ہیں تو وہ ایک مفتری علی اللہ ضرور ثابت ہوتا ہے

باب کا دعویٰ رسالت باب کو بہاء اللہ نے تو صاف صاف اپنا رسول اور صاحب کتاب رسول لکھا ہے مگر آخر وہ باب کے مرید تھے اس لئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ:۔

پیران نمے پرند مریداں مے پرانند

اس لئے ہم باب کے دعوے رسالت کو انکے اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں سنیئے:۔

باب کا دعوے رسالت (۱)

روسے خوانندا لہم اعطینی کتابی بیمینی حالانکہ عذر اعطاف مودہ نمے گیرد بلکہ معطی را کہ رسولے است از رسولان او اگر بتواند از آنچہ قلم حیا مے کند درحق او مرتکب مے شود حالانکہ کتاب کتاب خدائے او بود و رسول رسول او (البیان الباب الخامس عشر من واحد ثانی)۔

(۲) انی رسول من عندہ قد جئتکم بآیاتہ من عندہ لاربیکم لیوم ظہورہ

کتاب الاسماء بحوالہ دلائل العرفان ص۱۵۳

ترجمہ (۱) اے اللہ میری کتاب میرے داہنے ہاتھ میں عطا کر کی دعا دن رات پڑھتے ہیں حال یہ ہے کہ خدا نے کتاب عطا کی ہے وہ نہیں پکڑتے بلکہ کتاب دینے والے کو جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول ہے اگر ہو سکے تو اس کے حق میں وہ کریں کہ جس سے قلم شرم کرتا ہے حالانکہ کتاب اس کے خدا کی کتاب ہے اور رسول خدا کا رسول ہے۔

(۲) میں اللہ کا رسول ہوں اور میں خدا کی آیات لیکر تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم کو اس کے ظہور کے دن کے لئے پرورش کروں۔

بہائی مذہب کا اصول یہ ہے کہ پہلے رسول کی نسبت جو بعد میں آتا ہے وہ افضل و اعلےٰ ہوتا ہے اور چونکہ باب تمام رسولوں کے بعد آیا ہے اس لئے وہ سب سے افضل رسول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہاء اللہ نے اسے ایک جگہ

سلطان الرسل

کا خطاب دیا ہے۔

مذکورہ بالا حوالوں سے باب کا مدعی رسالت ہونا صاف ظاہر ہے اور بہائی بھی باب کو خدا کا رسول مانتے ہیں چنانچہ بہائیوں کی طرف سے ایک کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات ہندوستان میں چھپی اس کے صفحہ ۱ پر صاف لکھا ہے کہ باب خدا کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ہے۔

چونکہ باب کے متعلق باب کے اپنے الفاظ سے اور بہاء اللہ کی تحریروں کی رو سے یہ ثابت ہے کہ وہ مدعی رسالت تھا اس لئے اب ہم اس کو معیار رسالت پر پرکھتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

اقتباس از ڈائری سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد

۱۱ر شعبان ۱۳۶۵ھ - ۱۰ر جولائی ۱۹۴۶ء

جناب سیٹھ عبداللطیف اسماعیل صاحب نے اپنے ایک بغدادی دوست الحاج مسعود صاحب کے ہاتھ کتاب الاسلام ونظام العالم الجدید عربی ترجمہ کا ایک ایک نسخہ حضرت صاحب الجلالۃ ملک الحجاز وسلطان النجد عبدالعزیز آل السعود وامیر الکویت الشیخ احمد الصباح کو ہدیۃً بھجوایا، مؤخر الذکر امیر کو انگریزی کا ایک نسخہ بھی بھجوایا اور ساتھ ہی خطوط بھی لکھے محمد اکبر خان صاحب قندھاری کتاب مذکور کا ایک نسخہ قیمتاً لے گئے۔

۱۲ر شعبان - ۱۱ر جولائی ۱۹۴۶ء

جناب پیار علی صاحب تاجر مشرقی افریقہ کو کتاب الاسلام ونظام العالم الجدید کی ایک کاپی دی اور ان سے کہا کہ اس کا ترجمہ افریقہ کی کسی کنٹری زبان میں کروایا جاوے جس کا موصوف نے وعدہ فرمایا۔

۱۳ر شعبان - ۱۲ر جولائی ۱۹۴۶ء

صلوٰۃ الجمعہ احباب جماعت اور معاونین حضرات نے اس کرنا کسار کے مکان پر ادا کی - خطبہ نماز وتناول طعام کے بعد تبلیغی ڈائری کے سفینہ بھر کے اوراق - لاہور کو ارسال کردہ خطوط کی نقول پڑھ کر سنائی -

۱۶ر شعبان - ۱۵ر جولائی ۱۹۴۶ء

مجلہ الرسالہ مصریہ العدد ۶۷۹ مورخہ ۸ر جولائی ۱۹۴۶ء میں الاستاذ الکبیر عباس محمود العقاد ممبر مجلس الشیوخ مصریہ کا ایک مقالہ افتتاحیہ بعنوان "بین الالہام والحکمۃ" شائع ہوا ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ اصول کو حق بجانب قرار دیا ہے۔ رسالہ مذکور کی ایک کاپی برائے مطالعہ حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی بحری ڈاک سے بھجوایا۔

اخویم عبدالرحمان صاحب انصاری نے بتلایا کہ ان کے فرزند اضو آج آٹھ نو روز سے مرض ٹائیفائڈ میں مبتلا ہیں علاج جاری ہے سب ارباب طریقت سے دعا کے لئے فرماتے ہیں۔

استاذ جلال الحنفی مالک مجلہ المقتبس اور امام مسجد مکان پر تشریف لائے اور کتاب الاسلام ونظام العالم الجدید کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے لوکل اخبارات میں کتاب مذکور پر ریویو ملاحظہ کیے۔ موصوف کو کتاب مذکور کا ایک نسخہ اور ان کی خواہش پر محمد دی پاکٹ کا ایک نسخہ ہدیۃً دیا۔ کرنل عبداللطیف الہاشمی کو کتاب الاسلام ونظام العالم الجدید ہدیۃً بھجوایا - جریدہ السیاسہ یومیہ لسان حال حزب الاتحاد الوطنی کو حامی سلیم آفندی کے ہاتھ کتاب مذکور ہدیۃً بھجوائی -

۲۰ر شعبان - ۱۹ر جولائی ۱۹۴۶ء

حضرت الاستاذ الکبیر عباس محمود العقاد القاہرہ کو کتاب دی ریلیجن آف اسلام ہدیۃً بذریعہ ڈاک بھیجی اور استاذ محمد علی مالک جریدۃ الشوریٰ قاہرہ کو کال آف اسلام بذریعہ ڈاک بھیجی -

۲۱ر شعبان - ۲۰ر جولائی ۱۹۴۶ء

جریدہ یومیہ "السیاست" بغداد نے آج کتاب الاسلام ونظام العالم الجدید پر بڑا زبردست تبصرہ کیا ہے اس کی ایک ایک کاپی حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو بمقام ڈلہوزی - اور مترجم کتاب، احمد جودۃ السمارہ قاہرہ کو اور اخویم ابراہیم آدم صاحب بجوانی بصرہ کو اور برادرم اے - آر سلیمان صاحب بصرہ اور سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بذریعہ ڈاک بھیجے لجنۃ النشر للجامعیین مصر کے سیکرٹری الاستاذ جودۃ السمارہ کو کتاب سورسز آف کرسچیانٹی بھجوائی اور خط بھی لکھا ممکن ہے ضرورت زمانہ کے مدنظر اس کتاب کا ترجمہ عربی میں کریں۔

بقیہ ہمارے مسیحا از صفحہ ۶

آئندہ زمانہ کے عروج اور ترقیات کی خبر دینا اور پھر ان چیزوں کا اسی طرح بعد زمانہ دراز وقوع میں آجانا کیا کسی انسان سے ہو سکتا ہے اور کیا ممکن ہے کہ کوئی کذاب افترا پرداز ایسا کر سکے - ہم یاد دلا سکتے ہیں کہ جو شخص پہلے انصاف کی نظر سے اس زمانہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے جبکہ براہین احمدیہ تصنیف کی گئی تھی اور ابھی شائع بھی نہیں ہوئی تھی اور ایک جوڈیشل تحقیقات کے طور سے خود موقع پر آکر دریافت کرے کہ اس زمانہ میں کیا چیز تھا اور کس قدر گمنامی اور گمنامی کے زاویہ میں پڑا ہوا تھا اور کیسے مجہول اور مخذول کی طرح لوگوں کے تعلقات سے الگ تھا اور پھر ان پیشگوئیوں کو جو اس کے زمانہ میں پوری ہو گئیں غور سے دیکھے اور تدبر سے ان پر نظر ڈالے تو سر کوان پیشگوئیوں کی سچائی پر ایسا یقین آ جائیگا کہ گویا دن چڑھ جائے گا۔ مگر بخل اور تعصب اور نفسانی کبر اور رعونت کی حالت میں کبھی کوکیا غرض جو اس قدر محنت اٹھائے بلکہ وہ تو تکذیب کی راہ کو اختیار کرے گا جو بہت سہل کام ہے اور کوشش کریگا جو کسی طرح ان نشانوں کے قبول کرنے سے محروم رہے۔

بجز فضل خداوندی چہ درمانے ضلالت را
نہ بخشند سود اعجاز سے تہیدستان قسمت را
اگر برآسماں صد ماہتاب صد خورشید تابد
نہ بیند روز روشن آنکہ گم کردہ بصارت را
نوازد دل بہ حسنے یار خوبی تا تیز یار آید ۴۴

۴۴ کبت بخشند باجذب روحانی محبت را
خدا در نصرت آنکس بود کو ناصر دین ست
ہمیں انتادآئین از ازل درگاہ عزت را
نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم
کجا یابند جز از ما گرفتاران نخوت را
اگر در حلقہ اہل خدا داخل شوی یابی
نوشتیم از رہ شفقت کہ ما ہم درم شوت را
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۸ تا ۶۰)

یہ مضمون محتاج تشریح نہیں ہاں جہاں اس میں یاران طریقت اور سالکان جادۂ ہدایت کے لئے ازدیاد ایمان کا سامان مہیا ہے وہاں برادران ملت کے لئے اس مضمون میں لمحہ فکر ہے۔

حبذا قوم کہ دید حق بود دیدار شاں
محو باشد در شہود ذات حق آثار شاں

عید الفطر کے مسائل

۱- عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

۲- عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

۳- عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے - خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی صورت میں جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائیگا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے - دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا، نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت ہے - لاہور کی جماعت نے فی کس ۸ آنے مقرر کیا ہے۔

۴- عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان وتکبیر اقامت کوئی نہیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قراءت جہری ہوتی ہے۔

۵- نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے - ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و ہدایات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے کاغذ کا ایک رول لیکر جو مولوی لوگ پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں - یہ نہایت لایعنی چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے کچھ نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول رہتے ہیں۔ بعض خطیب کے سامنے ٹکہ پھینکتے رہتے ہیں۔ بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے اداب کے خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دے دو یا خطبہ کے بعد صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

۶- خطیب کے خطبہ کے درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

۷- خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے۔ اس لئے جس راستے سے آتے ہیں اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستہ سے واپس ہونا مستحسن ہے۔

۸- عید پر آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا یا تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدنی سنت ہے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہے۔

۹- چونکہ آجکل اسلام سے بڑھکر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجدیتے ہیں۔ اس لئے احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے نماز عید سے قبل ہی سب کو صدقہ ادا کریں۔

۱۰- صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ فی کس عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں

جلد ۳۴ — یوم چہار شنبہ مورخہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ - م - ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء — نمبر ۳۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان سچی معرفت اور چمکتا ہوا یقین کس طرح حاصل کر سکتا ہے

ہمارے حواس کے کام الگ الگ مقرر ہیں۔ آنکھ صرف دیکھتی ہے۔ زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے۔ کان سن سکتے ہیں گویا ہر ایک حواس اپنے اپنے فرائض اور قوت کا ذمہ وار ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کان کے پاس مصری کی ایک ڈلی رکھ دی جائے اور توقع کی جائے کہ وہ اس کا ذائقہ بتا دے یا آنکھ خارجی آواز سن سکے یا زبان دیکھ سکے۔ پس اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے لئے خاص قویٰ ہیں۔ وہی ان پر اطلاع دے سکتے ہیں۔ ورنہ گو یہ قویٰ سب انسانوں کو دیئے گئے ہیں لیکن فائدہ وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو ان قویٰ سے کام لے۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفروں کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے۔ افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اس نے یہی کہا کہ فلاں بت پر اس کے لئے ایک مرغ چڑھا دیا جائے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایمان کیسا کمزور تھا توحید پر قائم نہ ہوا پس وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو اور خدا تعالیٰ پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان قائم ہو یہی ہے کہ انسان ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ سے وجود کے ذرہ ذرہ پر [illegible] والے ہوں اور خود جنہوں نے اس [illegible] لیا ہو کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات حسنہ و کاملہ سے موصوف خدا ہے۔ ابتداء میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اسے ان کی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں اور [illegible] اس کے دل پر کم اثر کرتی ہیں گو دل ان کی طرف کھنچا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ملکہ [illegible] اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے اور جو [illegible] غبار دل پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے [illegible] اسے دور کر کے جلا دینا چاہتی ہیں تا کہ اس میں یقین کی قوت پیدا ہو۔

۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء

اللہ پر یقین کامل کے ذریعہ ہی انسان پاک زندگی بسر کر سکتا ہے

جس طرح کوئی شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسی طرح سے جو شخص خدا تعالیٰ کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اس کی سیفلت مر جاتی ہے اور اس کے نفس اپنی جانب کا سر کچلا جاتا ہے۔ پس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے جس کو انبیاء آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں اور جس کے ذریعہ سے لوگ گناہ کی زندگی سے نجات حاصل کر کے پاک زندگی پا لیتے ہیں۔ [illegible] اس یقین ہی کے ذریعہ سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے ایسی بدیہی ہے جس کے لئے ہمیں کسی منطقی دلیل کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خود انسان کی [illegible] اور روز مرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لئے زبردست گواہ ہے کہ جب تک یہ یقین کامل نہ ہو گا کہ خدا ہے اور وہ گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور اس کی سزا دیتا ہے تب تک کوئی دوسرا حیلہ کسی [illegible] کارگر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہمارا روزانہ مشاہدہ ہے کہ جن اشیاء کی تاثیرات کی ہلاکت کا ہمیں علم ہو [illegible] ہم کس طرح دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں اور جن چیزوں کو ہم اپنے وجود کے لئے خطرناک زہر خیال کئے ہوئے ہیں ان سے کیسے بھاگتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو اس جھاڑی میں [illegible] کی طرف اشارہ کر کے) اگر تمہیں یقین ہو کہ سانپ بیٹھا ہے۔ تو کیا کوئی شخص تم میں سے ایسا ہو گا جو اس میں ہاتھ ڈالے یا اس کے نزدیک قدم رکھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر کسی سوراخ میں سانپ کی موجودگی کا معمولی سا بھی وہم ہو تو انسان کو اس کے نزدیک سے گذرنے میں بھی ہر وقت مقابلہ ہو گا اور طبیعت خود بخود اس کی طرف جانے سے رکے گی۔

(۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء)

درِ ثمین

تنظیم قومی کو تباہ کرنیوالا واجب القتل ہے

من اتاکم وامرکم جمیع علیٰ رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ (مسلم)

جو شخص تمہاری تنظیم کو درہم برہم کرنے کا اور تم میں پھوٹ ڈالنے کا ارادہ کرے حالانکہ تم ایک امیر کے ماتحت (منظم طور پر) رہتے ہو تو ایسے شخص کو (جو قومی شیرازہ کو بکھیرنے کا ارادہ رکھتا ہو) قتل کر دو۔

عادل و ظالم امیر کے اللہ تعالیٰ سے تعلقات

احب الناس الی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ وادناھم منہ مجلسا امام عادل وابغض الناس الی اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ وابعدھم منہ مجلسا امام جائر۔ بخاری۔ مسلم

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا بہت پیارا بندہ اس کا قرب حاصل کرنیوالا عادل امیر ہوگا اور بہت دھتکارا ہوا اور راندہ درگاہ ظالم امیر ہوگا۔

مسلمان اور امیر

علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما احب وکرہ الا ان یومر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔

مسلمان کے لئے (حکم کا) سننا اور بجا لانا (یا بندئے قانون) ضروری ہے خواہ اس کے پسند خاطر ہو یا ناگوار۔ ہاں اگر (اللہ تعالیٰ کے احکام کی) نافرمانی کے لئے کہا جائے تو پھر کسی ایسے حکم کا سننا اور بجا لانا ضروری نہیں۔

رعایا پر تہمت لگانیوالا بادشاہ انہیں (اور اپنی سلطنت) برباد کر دیگا

اذا ابتغی الامیر الریبۃ فی الناس افسدھم

(ابوداؤد) جو بادشاہ رعایا (کے ایک حصہ) پر تہمت لگانے کے درپے ہو جاتے وہ انہیں (اور اپنی سلطنت کو) برباد کر دیتا ہے۔

شکر نعمت کرنیوالے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے

ان اللہ لیرضی عن العبد ان یاکل الاکلۃ فیحمدہ علیھا ویشرب الشربۃ فیحمدہ علیھا۔ مسلم و ترمذی

اللہ تعالیٰ اس بندہ پر خوش ہوتا ہے جو کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جب پانی پیئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

تنگدست مقروض کیساتھ رواداری

من سرہ ان ینجیہ اللہ تعالیٰ من کرب یوم القیمۃ فلینفس عن معسر او یضع عنہ۔ مسلم

جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تکلیفوں سے بچائے اسے چاہیئے کہ تنگدست کو (قرض ادا کرنے میں) آسانی مہیا کرے یا (قرض) معاف کر دے۔

ذکر الٰہی اور خشیۃ اللہ دوزخ کے عذاب سے بچائینگے

یقول اللہ عزوجل اخرجوا من النار من ذکرنی یوما او خافنی فی مقام۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اُس شخص کو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو یا کسی موقعہ پر میرا خوف کیا ہو (جس سے اس کی حالت میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہو) دوزخ کی آگ سے نکال دو۔

مصائب وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو

تعوذوا باللہ من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء (بخاری، مسلم۔ نسائی)

مصائب مشکلات میں گرفتار ہونے، بدبختی کی گرفت سے، بدقسمتی سے اور دشمنوں کی ملامت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

(غلام قادر عفی عنہ)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ

انسانِ کامل

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں　　محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا　　خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں
(مسیح موعودؑ)

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

آج اس صحبت میں اس عظیم الشان شخصیت کے متعلق کچھ کلام الٰہی سے کچھ آپؐ کی زبان مبارک سے اور کچھ دوسرے لوگوں کی زبانی جنہوں نے اپنے اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق حضورؐ کی زندگی کے ہر پہلو پر نہایت قریب سے محققانہ نظر ڈالی اور آپؐ کے اقوال افعال اور اخلاق و عادات کو جواہر کی طرح

قرآن

آنحضرت صلعم جملہ انبیاء عالم کے موعود ہیں اور جب اللہ نے نبیوں سے اس بات پر عہد لیا کہ (اس) کتاب و حکمت (کی روشنی میں) جو تمہیں دیا گیا اس نبی پر ضرور ضرور ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا (جو) تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے (پھر) اللہ نے نبیوں سے سوال کیا۔ کیا تم (اس بات کا) اقرار کرتے ہو کہ میرے عہد کے پابند رہو گے؟ انہوں نے جواب دیا ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم پابند عہد رہیں گے) تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا پس گواہ رہو اور میں (بھی) تمہارے ساتھ (اس بات پر) گواہ ہوں (آل عمران ع ۹)

نوٹ:۔ ابن جریر میں حضرت علی سے یہ روایت اسی آیت کے متعلق ہے " کہ آدم سے لیکر آج تک اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا جس سے محمد صلعم کے متعلق عہد نہ لیا ہو (بیان القرآن)

آنحضرت صلعم کی صحابہ کرامؓ کے ساتھ شفقت پدری اور اہم معاملات میں ان کے ساتھ مشورہ۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو ان کے لئے (فطرۃً) نرم (دل) ہے اگر تو تلخ گو اور سنگدل ہوتا تو وہ لوگ تیرے حلقہ (اثر) سے نکل جاتے ہیں (ہمیشہ) ان کی لغزشوں سے درگذر کرتے رہو اور ان کے لئے (دعائے) مغفرت مانگتے رہو اور (اہم امور میں) اُن سے مشورہ لیتے رہو (آل عمران ع ۱۷)

حضورؐ کی بعثت مومنین کیلئے باعث رحمت تھی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر (بہت بڑا) احسان کیا جب اُن میں اُنہی (لوگوں) میں سے (ایک عظیم المرتبت) رسول کو مبعوث فرمایا جو (انکو وجود باری تعالیٰ کی ہستی و ہادی) آیات کی طرف توجہ دلاتا ہے (۲) ان لوگوں کا تزکیہ نفس کرتا ہے (۳) درس کتاب دیتا ہے اور (اس کتاب کے) علم و حکمت یعنی حقائق و معارف سے انہیں آشنا کرتا ہے (آل عمران ع ۱۷)

آنحضرت صلعم کا خشیۃ اللہ۔ پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے گواہ لائیں گے اور تجھے ہم ان (سب) پر شاہد بنائیں گے (النساء)

نوٹ:۔ آنحضرت صلعم ابن مسعودؓ سے قرآن شریف سن رہے تھے جب پڑھنے والا اس آیت پر پہنچا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرماتے تھے " اے رب ان پر تو میں گواہ ہوں جو میرے سامنے ہیں (کہ انہوں نے میری فرمانبرداری کی) لیکن ان کی گواہی کس طرح دوں گا جن کو میں نے نہیں دیکھا (ابن کثیر بیان القرآن)

رسول کریم صلعم کی قوت قدسی سے مردہ زندہ ہو گئے اور زندہ ہونیوالے نور ہدایت پا گئے کیا وہ جو مردہ ہو ہم اسے (بذریعہ قرآن) زندہ کردیں اور اس کے لئے روشنی مہیا کریں جس کی مدد سے وہ لوگوں میں (راہ راست پر) چلے اُس شخص کی مانند ہے جس کی مثال یہ ہے کہ وہ اندھیرے میں ہے اس سے نکلتا نہیں (الانعام ع ۱۵)

حضورؐ کی عبادات اور آپؐ کے لمحات حیات حصول رضا الٰہی کے لئے وقف تھے کہو میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم دیا گیا ہے (کہ میں شرک کا استیصال کروں) اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ (الانعام ع ۲۰)

رسول کریم صلعم کو مومنوں کے مصائب بیقرار کر دیتے تھے حضورؐ کو انھوں نے ہمیشہ مہربان اور رحیم کریم پایا یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے یہ عظیم الشان رسول آیا ہے تمہارے مصائب بیقرار کر دیتے ہیں اور وہ (ہمیشہ) تمہاری بھلائی کا خواہشمند ہے۔ مومنین پر مہربان و رحم کرنیوالا (التوبہ ع ۱۶)

بلغ العلیٰ بکمالہ　کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　صلوا علیہ و آلہٖ

حدیث

سلسلۂ انبیاء میں آپکا مقام حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا " میری اور دیگر انبیاء کی مثل ایک محل کی ہے جس کی عمارت نہایت خوبصورت ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ زائرین (اس محل کے) گرد گھوم کر (جہاں) خوبی تعمیر کی داد دیتے تھے (وہاں) ایک اینٹ بھر خلا دیکھ کر تعجب کرتے تھے (کہ یہ جگہ کیوں چھوڑی گئی جس نے عمارت کی خوبصورتی میں نقص پیدا کر دیا) پس اس محل رسالت کا متمم میں ہی تھا اور میں نے اس محل کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور اسے زینت بخشی (گویا کہ) ختم کیا گیا سلسلۂ رسالت مجھ پر (بخاری و مسلم)

سلسلہ انبیاء میں آپؐ کی امتیازی حیثیت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں کل انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جوامع کلمات سے نوازا گیا ہے (کلام موجز یعنے مختصر الفاظ جو بہت معنوں کو شامل ہوں) (۲) مجھے دشمنوں پر رعب داب سے نصرت دی گئی ہے (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔ (۴) تمام زمین میرے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنائی گئی (۵) مجھے تمام دنیا (کی اصلاح) کے لئے بھیجا گیا (۶) اور سلسلہ انبیاء مجھ پر (آ کر) ختم ہوگیا" (مسلم)

کشف میں حضورؐ کو مسلمانوں کا عروج و زوال دکھایا گیا۔ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کرۂ ارضی سمٹ سمٹا کر میرے سامنے لایا گیا۔ مجھے اس کے مشارق و مغارب نظر آئے اور (میں نے سمجھا کہ) بیشک میری امت اس کرۂ ارضی پر حکومت کرے گی جو مجھے اکٹھا کر کے دکھایا گیا ہے اور (میں نے دیکھا کہ) مجھے دو خزانے سرخ اور سفید (اشیاء کے) دیئے گئے اور (پھر) یقیناً میں نے اپنی امت کے لئے دعا کی (یا اللہ) میری امت کو قحط کی وجہ سے عام موت میں مبتلا نہ کریو (۲) دشمن (دین و ملت) کو ان پر مسلط نہ کریو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا " جب میں کسی بات کا حکم لگاتا ہوں تو پھر وہ نہیں ٹل سکتی پس تیری امت کے بارہ میں میں نے عہد کر لیا ہے کہ میں انہیں قحط عام میں ہلاک نہ کروں گا۔ اور نہ مسلط کروں گا ان پر دشمن (ہاں ان کے اپنے بھائی (مسلمان) ان پر حاکم ہوں گے جو انہیں ملک و مال سے محروم نہ ہونے دیں گے اگرچہ (دشمن) ان پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں (یہ حالت اس وقت تک قائم رہے گی) جب تک وہ ایک دوسرے کو خود نہ تباہ و برباد کریں اور ایک دوسرے کی قید و بند کا موجب نہ بنیں (مسلم)

امت کو خوشخبری حضرت ابو مالک اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں کو تین چیزوں سے پناہ دی اور (اپنے فضل سے) بچایا (۱) اول یہ کہ تمہارا نبی تم پر بد دعا نہ کرے کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔ جیسے (پہلے) بعض پیغمبروں نے بد دعا کی (۲) دوسرے یہ کہ اہل باطل کا اہل حق پر غلبہ نہ ہو جائے (۳) تیسرے یہ کہ امت میری گمراہی پر جمع نہ ہو۔ (ابو داؤد)

میری امت اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے محفوظ رہے گی حضرت عوف بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس (میری) امت پر دو تلواریں جمع نہ کرے گا ایک تلوار اس امت سے (یعنے غداروں اور منافقوں کا گروہ خائب و خاسر رہے گا) دوسری تلوار ان کی دشمنوں سے (بدخواہوں اور بدسگالوں کا ٹولہ ناکامی کا منہ دیکھے گا) (ابو داؤد)

حضورؐ کی بعثت دعائے ابراہیمی و غیرہ کا نتیجہ ہے عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا " اللہ تعالےٰ نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں (اور یہ فیصلہ اس وقت کیا گیا کہ آدم ابھی آب و گل میں تھا اور سُن رکھو (۱) میں دعا ہوں ابراہیمؑ کی اور بشارت ہوں عیسیٰؑ کی اور رؤیا ہوں اپنی والدہ ماجدہ کا جنہوں نے میری پیدائش کے وقت رؤیا میں ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات منور ہو گئے (شرح السنہ از امام بغوی رحؒ)

چہ شیریں منظری اے دلستانم
چہ شیریں خصلتی اے جان جانم (مسیح موعودؑ)

اقوال صحابہؓ

حضورؐ کے اخلاق و عادات حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم بہترین لوگوں سے تھے۔ حضورؐ سخی ترین۔ بہادر اور نہایت دلیر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ (دشمن کے حملہ کے خوف سے) ڈر کر شور مچانے لگے (چند اُن میں سے) آواز کی طرف چلے پس (کیا دیکھتے ہیں کہ) رسول کریم صلعم سامنے سے آ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں (اے لوگو) خوف نہ کرو (حالت یہ تھی کہ) آپ ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور تلوار گلے میں حمائل تھی۔ فرماتے تھے اس گھوڑے کو میں نے آب رواں (بہت تیز) پایا (بخاری و مسلم)

سخاوت حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے کسی سوالی کو کبھی انکار نہیں کیا (خالی نہیں بھیجا)۔ (بخاری و مسلم)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ . مؤرخہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۵

رمضان اور عید الفطر میں ایک فلسفۂ حیات

جماعت احمدیہ کا حقیقی نصب العین

رمضان کے مبارک مجاہدہ کے بعد عید الفطر ایک انتہائی روحانی انبساط اور خوشی کا دن ہے اسلامی نقطۂ نگاہ سے حقیقی خوشی وہی ہے جو کہ انسان مشکلات کا مقابلہ کر کے حاصل کرے اس میں سبق ہے کہ دنیا میں وہی قوم بام عروج تک پہنچتی ہے جو صعوبت کش ہو، جو دشواریوں کو دعوت مقابلہ دے اور یہ صالح قوم جب انتہائی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے بعد اپنے دینی اور دنیوی معراج کو حاصل کرتی ہے تو اس وقت اس کے قلب کے اندر جو خوشی کے جذبات ہوتے ہیں۔ وہ حقیقی خوشی کے آئینہ دار ہیں اور وہ حقیقی خوشی ہی درحقیقت عید ہے۔ سو عید الفطر درحقیقت مرد مومن کے قلب کی اس کیفیت کو واضح کرتی ہے جو اسے مجاہدہ کے بعد محسوس ہوتی ہے عید مسلم کے راستہ میں وہ مقام ہے جہاں وہ خدا اور عالم روحانی کو خود ایک زندہ حقیقت کی طرح محسوس کرتا ہے سو رمضان اور عید الفطر میں ایک زبردست تمثیل بیان کی گئی ہے اور ایک ایسا فلسفہ حیات پیش کیا گیا ہے جس کے بغیر انسان کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کبھی رستگاری حاصل کر سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی مجاہدہ کے دور میں ہے وہ نہایت جفاکشی کے ساتھ اشاعت اسلام کر رہی ہے اور اس راستہ میں ہر قسم کا ایثار کر رہی ہے، لیکن اس کی عید اس وقت ہوگی جبکہ دنیا میں غلبہ اسلام ہوگا اور دنیا کے ایک کنارہ سے لیکر دوسرے کنارہ تک خدا اور خدا کے رسول کا نام گونج رہا ہوگا۔ مادیت اور قومیت کے بت پاش پاش ہو جائیں گے اور دنیا ایک روحانی معیار اشیا اور فلسفہ حیات کو اختیار کرے گی۔ اور گذشتہ نظام حیات کو خیرباد کہے گی۔ جس کے باعث دنیا میں اس قدر بربادی ہو رہی ہے سو اس رمضان اور عید میں غلبہ اسلام اور اس کے لئے مجاہدات کو متشکل کر کے دکھایا گیا ہے۔ یعنی اس وقت تک دنیا میں غلبۂ اسلام نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس راستہ میں ہم پسینہ کی جگہ خون نہ بہائیں اور روپیہ کو خدا تعالےٰ کے راستہ میں بے دریغ خرچ نہ کریں۔ عید ہمیں اس دن کی یاد دلاتی ہے جبکہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشی کا دن ہوگا سو ہمیں عید کو مناتے ہوئے اس عید کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے۔ جو کہ ہر ایک احمدی کا حقیقی نصب العین ہے ایسے خوشی کے موقع پر ہمیں جماعت کی ان تحریکات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں اور ان تحریکات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے جو اس دن سے مخصوص ہیں ان تحریکات پر لبیک کہنا ایک مجاہدہ ہے جو اشاعت اسلام کے زبردست مجاہدہ کا ایک نمایاں جزو ہے اگر ہم واقعی غلبۂ اسلام کی عظیم الشان خوشی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان جملہ تحریکات میں دل کھول کر حصہ لینا چاہیے۔ امید ہے سب دوست رمضان اور عید الفطر کے حقیقی مفہوم کو سمجھتے ہوئے اس قوت عمل اور ایثار و خلوص کا ثبوت دیں گے جو ان کے شایان شان ہے۔

برلن مسجد کی مرمت

گذشتہ جنگ عظیم میں برلن مسجد کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی مرمت قوم کا فرض ہے۔ تثلیث کے مرکز میں خدائے واحد کا وہ گھر جسے ہم نے صرف کثیر سے تعمیر کیا اب قوم کی مزید قربانی کا محتاج ہے ابھی تک ہمارے احباب نے اس کی مرمت کے اخراجات کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اور جو عطیات آئے ہیں وہ بہت کم ہیں اس کام کے لئے کم از کم سردست ۲۰ ہزار روپیہ کا جمع ہونا ضروری ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک زندہ اور فعال قوم کے لئے اس قدر رقم کا جمع کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے

خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

تمام برادران سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب عید کے موقعہ پر اور اس کے بعد احباب انشراح صدر سے اس نہایت اہم کام کے لئے عطیات مرحمت فرما کر خدا کے گھر کی تعمیر اور مرمت میں حصہ لیں اور اپنا گھر جنت میں بنائیں

سردست ۲۰ ہزار کی اپیل ہے اور یہ فوری ضرورت یا اشد ضروری وقت کے لئے ہے ورنہ پوری مرمت اور مسجد کو اس کی اصل حالت پہ لانے کے لئے تو قریباً ایک لاکھ کی ضرورت ہوگی۔

بہرحال تمام احباب عطیات ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

عشرہ کاملہ

ایک آنہ فی روپیہ کی شرح سے چندہ ماہوار کی تحریک پر احباب کی طرف سے صدائے لبیک

(۱) **جماعت سامانہ** ۔ ملک خدا بخش صاحب کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت ۲۶ ۔ افراد پر مشتمل ہے اور اکثر ان میں غربا ہیں۔ لیکن تمام احباب نے اپنے اپنے چندے شرح کے مطابق بڑھا دیئے ہیں۔ بلکہ ان ۲۶ میں ۱۶ ۔ افراد ایسے ہیں جو شرح سے بھی زیادہ دیں گے۔ مرزا عزیز بیگ صاحب دسواں حصہ دیں گے اور چوہدری رحیم بخش صاحب اپنی ماہوار آمد کا نصف حصہ دے رہے ہیں جو ایک غریب آدمی کے لئے بہت بڑا ایثار ہے۔ اے کاش امرا میں بھی یہ ایثار ہوتا۔

اللہ تعالےٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر دے کہ مرکز کی تحریکات پر عمل کر کے دوسروں کے لئے ایک نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

(۲) **جماعتہائے پٹیالہ** ۔ راجپورہ ۔ موگا ۔ جگراؤں ۔ جالندھر شہر ۔ مراد ۔ حسب رپورٹ ملک خدا بخش صاحب یہاں کے تمام احباب نے شرح کے مطابق چندہ مقرر کر دیا ہے۔ بلکہ چوہدری ناصر علی صاحب جالندھر۔ چوہدری کمال الدین صاحب مراد۔ مستری محمد حسن صاحب موگا۔ میاں جلال دین صاحب پٹیالہ۔ شرح سے زیادہ دینے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو بہت بہت جزائے خیر دے اور ان کے اموال میں برکت دے۔ (باقی آئندہ) (مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— مکرمی عبد العزیز صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری جماعت احمدیہ سرینگر تحریر فرماتے ہیں:۔

"امسال حسب معمول حضرت مولینا صدر الدین صاحب نائب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر میں موسم گرما گذار رہے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے جماعت سری نگر میں زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ ہر جمعہ مسجد احمدیہ قلمدان پورہ میں اچھی خاصی رونق ہوتی ہے دور دور سے لوگ حضرت مولانا صاحب کا خطبہ جمعہ سننے کے لئے تشریف لاتے ہیں خطبہ کے بعد اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ان خطبات سے بیس بیس برس سے جو شبہات ہمیں جماعت احمدیہ کے متعلق تھے وہ دور ہو گئے ۔ چند دن ہوئے ایک ہونہار نوجوان سلسلہ میں داخل ہوئے اور ایک باوقار دوست جو قادیانیوں کے زیر اثر تھے جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ امید ہے اور بھی بہت سے اشخاص سلسلہ میں داخل ہو کر احمدیت کے نور سے اپنے دل و دماغ کو روشن کریں گے"

— برادرم مرزا منظور احمد بیگ صاحب برادر خورد اخویم مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں مرزا منظور احمد بیگ صاحب نے مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے ہیں، بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر دے۔ آمین

— مورخہ ۲۶ رمضان المبارک بروز تقریب ختم قرآن مجید نماز تراویح کی تقریب کے سلسلہ میں مسٹر مقبول احمد صاحب متعلم ڈی اے وی کالج لاہور نے لاہور کے احمدی دوستوں کے لئے مرکزی مسجد میں روزہ کی افطاری کا اہتمام کیا اور اسی مذکورہ تاریخ کو بعد از نماز مغرب مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب خلف الرشید حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی طرف سے مرکزی دوستوں کو کھانے کی دعوت دی گئی — مقبول احمد صاحب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ان کی دینی و دنیوی کامیابیوں کے لئے دعا کی جائے۔

— مکرم غلام ربانی صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول ستوڑہ ضلع ہزارہ تحریر فرماتے ہیں:

"میں ایسے دور افتادہ پہاڑی علاقہ میں ملازمت کر رہا ہوں جہاں پر میں اپنے تمام احمدی بھائیوں کی دعاؤں سے محروم ہوں اس مقام پر ہم فیملی کے چار ممبر ہیں میرے علاوہ میری اہلیہ میرا بچہ اور بچی عمر ۵ ماہ تینوں بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا وند کریم اس آزمائش سے نجات دے"

خدا اپنے بندوں سے بہت قریب ہے

جو شخص خدا تک پہنچنے کا عزم کرے وہ بہت جلد خدا تک پہنچ سکتا ہے

محمد رسول اللہ صلعم نے خدا کا بندہ ہونے کا کمال دکھایا

حضرت امام وقت نے ہمارے سامنے اعلائے کلمۃ اللہ کا بلند کام رکھا

اس جماعت سے تعلق رکھنے والا ہر ایک احمدی ان دو باتوں کا اقرار کرے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء

واذا سألك عبادی عنی فانی قریب

خدا تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں اس آیت میں بتایا ہے کہ خدا اپنے بندوں سے قریب ہے گویا خدا تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں عوام الناس کے ذہن میں تو خدا کہیں اور عرش پر ہے جو اس مخلوقات سے۔ ان دور دور کے ستاروں سے جن کی روشنی اپنی ساری تیز رفتاری کے ساتھ کہ وہ ایک لاکھ اسی ہزار میل کا فاصلہ ہمارے ایک سیکنڈ میں طے کر لیتی ہے لاکھوں کروڑوں سالوں میں ہم تک پہنچتی ہے اس سے بھی پرے یا بالا تر ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خدا نہ کوئی جسمانی چیز ہے نہ جسمانی رنگ میں وہ اپنے بندوں سے کہیں دور ہے۔ اس کا قرب اور اس کا بعد انسان کے جسم سے جسمانیات سے نہیں بلکہ انسان کی روح سے اس کی روحانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس قرب اور بعد کا سمجھنا بھی آسان نہیں۔ وہ تو انسان سے قریب ہے بہت ہی قریب ہے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے مگر انسان اکثر انسان جو اس کی ہستی کو مانتے بھی ہیں اس سے دور پڑے رہتے ہیں۔

عارف باللہ لوگوں کا روحانی تجربہ اسی لئے وہ لوگ جو عارف باللہ ہوئے ہیں انھوں نے بھی خدا تک پہنچنا بہت مشکل کام قرار دیا ہے۔ گویا جس طرح انسان کے لئے کروڑوں میل کا فاصلہ طے کرنا ایک مشکل کام ہے اسی طرح روحانی رنگ میں خدا تک پہنچنا بھی گو وہ ہم سے بہت ہی قریب ہے کروڑوں میل کا فاصلہ طے کرنے کے برابر ہے حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے ہیں:-

صد ہزاراں قرسنگ تا کوئے یار

لیکن اگر ایک طرف خدا تک پہنچنا بظاہر اتنا مشکل ہے تو دوسری طرف جو شخص اس تک پہنچنے کا عزم کر لے وہ ایک آن کی آن میں پہنچ بھی جاتا ہے جیسا کہ شہید عبداللطیف مرحوم کے متعلق وہیں جہاں اس دوری کو بیان کیا ہے لکھتے ہیں:-

بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کردہ طے از یک قدم

اس بزرگ کا کمال دیکھو کہ یہ کروڑوں میل کا فاصلہ یہ بلاؤں اور کانٹوں سے بھری ہوئی بیابان ایک ہی قدم میں طے کر گیا۔

خدا کا بندہ ایک آن میں خدا تک پہنچ سکتا ہے یہ درحقیقت اسی راز کو بیان کیا ہے جو انی قریب میں مستور ہے۔ انسان چاہے تو خدا سے کروڑوں میل کے فاصلہ پر پڑا رہے اور چاہے تو ایک ہی قدم اٹھا کر خدا تک پہنچ جائے۔

یہ راز خود لفظ عبادی میں موجود ہے جو خدا کا بندہ بن جائے اور بندہ بننے کے لئے لاکھوں سال درکار نہیں ایک آن میں انسان فیصلہ کر کے خدا کا بندہ بن جاتا ہے خدا اس سے قریب ہو جاتا ہے وہ خدا کا مقرب بن جاتا ہے۔

خدا کے بندہ کا ایک اور مفہوم کہا جائیگا کہ خدا کے بندے تو اس کی ساری مخلوق ہی ہے اور یہ سچ بھی ہے۔ جتنے انسان اس زمین پر نظر آتے ہیں وہ ایک رنگ میں خدا کے بندے ہی ہیں کیونکہ خدا کی مخلوق ہیں۔ مگر خدا کا بندہ ایک اور معنی بھی رکھتا ہے اور وہی معنی اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ میں ہیں۔ یہ جو کلمہ شہادت میں اقرار لیا گیا ہے کہ محمد صلعم خدا کے عبد ہیں بندہ ہیں اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ پہلے کسی نبی کی طرح لوگ آنحضرت صلعم کو خدا نہ بنالیں۔ حالانکہ آپ کی کامیابیاں تو اس سے لاکھ درجہ بڑھ کر ہیں بلکہ اس میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ محمد رسول اللہ نے بندہ ہونے کا بھی کمال دکھایا ہے۔ بندہ کون ہے۔ جس کی نگاہ اپنے آقا کے احکام پر ہی نہیں اس کے اشاروں پر بھی ہوتی ہے صحیح معنے میں غلام یا بندہ وہ ہے جو اس بات کا ہی منتظر نہیں ہوتا کہ اس کا آقا اسے کیا حکم دیتا ہے بلکہ وہ اس کے اشاروں پر چلتا ہے۔ اس کی آنکھ کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔ اس کے ہاتھ کی طرف دیکھتا ہے کہ اس نے کس کام کے لئے ہاتھ ہلایا ہے میں وہ فوراً کر دوں۔ تو خدا کا بندہ عبد صحیح معنے میں وہ ہے جس کی نگاہ ہر وقت خدا کے احکام کی طرف ہوتی ہے کہ میرا مولا مجھ سے کیا چاہتا ہے۔

مسلمانوں کی حالت آج ہم مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ خدا کا حکم ایک دفعہ نہیں دس دفعہ ان کے سامنے دوہرایا جائے صریح الفاظ میں خدا کا حکم ہو مگر ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی ان کو پرواہ تک نہیں ہوتی بلکہ واعظ کو دس گالیاں سنا دیں گے کہ ہم بھی خدا کے حکم کو جانتے ہیں۔ یہ ذہنیت اور خدا کے بندے ہونے کا دعوے خدا کسی کی نمازوں کو کیا کرے گا۔ خدا کسی کے روزوں کو کیا کرے گا کسی کی تہجد میں رونے کو کیا کرے گا۔ اگر خدا کے احکام سے سرتابی ہے کیا ہم کبھی قرآن کو اس نیت سے پڑھتے ہیں کہ اس میں خدا کا حکم کیا ہے ہم اپنے مولیٰ کی رضا کو معلوم کریں اور اس پر چلیں۔

عبد ہونے کا ایک اور کمال ہاں عبد ہونے کا ایک اور کمال بھی ہے اور وہ خدا کی مخلوق کو خدا کے قریب لانا۔ یہی وہ عظیم الشان کام تھا جو محمد رسول اللہ صلعم کے سپرد ہوا۔ بیکس اور یتیم کی خبر گیری۔ سائل کی مدد۔ بیمار کی خدمت یہ سب چیزیں انسان کو کم و بیش خدا کے قرب کی طرف لاتی ہیں لیکن خدا سے سب سے زیادہ قریب کرنے والی چیز ہے اس کی مخلوق کو اس کے در پہ جھکانا اور اس کے نام کو دنیا میں بلند کرنا۔ اگر ہم واقعی خدا کے بندے بننا چاہتے ہیں خدا کے قرب کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی زندگی کا مقصد حصول سیم و زر کو نہیں حصول جائداد کو نہیں بیوی بچوں کی پرورش کو نہیں قوم اور ملک کی خدمت کو نہیں بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ کو بنانا چاہیئے۔

ان دو باتوں کی طرف ہم میں سے ہر ایک کو قدم اٹھانا چاہیئے یہ دو باتیں ہیں جن کی طرف ہم میں سے ہر ایک کو قدم اٹھانا چاہیئے، ہر وقت ہماری نگاہ خدا کے حکموں کی طرف ہو۔ حکم سنا اور اس کے آگے سر جھکا دیا۔ اور اپنی حرص و ہوا کو اپنی نفسانیت کو مٹا دیا۔ خدا کے کلام کو پڑھا۔ اور کسی لفظ میں کوئی اشارہ بھی دیکھا کہ خدا مجھ سے یہ چاہتا ہے تو فوراً اس کی تعمیل کی۔ رضائے مولیٰ کی طلب دل پر غالب ہو اور دوسرے یہ کہ انسان اپنی زندگی کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ کو سمجھے، خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کو سمجھے۔ خدا کی مخلوق کو خدا کے در پر جھکانے کو سمجھے۔ جہاں ہمارے خیالات پر یہ دو باتیں غالب آئیں ہمارا قدم اس رستے پر پڑ گیا جس پر چل کر ہم عبادی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ان عبادی میں جن سے خدا قریب ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا نمونہ کہا جائے گا کہ ہم دنیا کے کاروبار میں پڑے ہوئے لوگ کس طرح خدا کے قرب کو حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی معاش کی فکر ہوتی ہے۔ اپنی بیوی بچوں کی بھی فکر ہوتی ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ قدم ایک قوم نے اٹھا کر دکھا دیا کہ یہ فی الحقیقت ایسا مشکل کام بھی نہیں جیسا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے صحابہؓ کیا کرتے تھے کھیتی باڑی کرتے تھے۔ مزدوری کرتے تھے۔ ملازمتیں کرتے تھے۔ بیوی بچوں کی پرورش کرتے تھے مگر ان چیزوں کو زندگی کا مقصد نہ سمجھتے تھے۔ زندگی کا مقصد صرف اعلائے کلمۃ اللہ تھا اور خدا کے حکموں کے آگے سر جھکانا تھا اگر پہلے دنیا کے کاروبار کرنے والی ایک قوم عبادی میں داخل تھی تو آج بھی دنیا کے کاروبار میں پڑی ہوئی ایک قوم عبادی میں داخل ہو سکتی ہے۔ صرف ایک قدم اٹھانے کی ضرورت ہے رضائے مولیٰ کی مطلوب ہو۔ نام اپنا نہیں خدا کا بلند ہو۔ ایک آن میں ہم اسے اپنی ذہنیت بنا سکتے ہیں۔ ایک قدم میں وہ کروڑوں میل کا فاصلہ طے کر سکتے ہیں جو ہمارے اور خدا کے درمیان ہے۔

حضرت امام وقت نے ہمارے سامنے کیا کام رکھا اعلائے کلمۃ اللہ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنا۔ یہ وہ کام تھا جو امام وقت نے ہمارے سامنے رکھا تھا رضائے مولیٰ کی طلب یہ وہ ذہنیت تھی جو آپ ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے تھے۔ قرآن کو دنیا میں پہنچانا آپ کی سب سے پہلی خواہش بھی تھی اور سب سے آخری بھی تھی یہی ایک رستہ خدا کے قرب کو حاصل کرنے کا آپ نے بتایا۔ کوئی چلہ نہیں بتایا۔ کوئی نوافل نہیں بتائے۔ دل کی صفائی کا۔ تزکیہ کے بلند مرتبہ کو حاصل کرنیکا۔ ایک لفظ میں خدا تک پہنچنے کا ایک ہی طریقہ بتایا خدا کے نام کو دنیا میں بلند کر دو۔ محمد رسول اللہ صلعم کی صحیح تصویر دنیا کو دکھا دو۔ قرآن کو دنیا میں پہنچا دو۔ اسلام کو دنیا میں پھیلا دو

تزکیہ نفس کے سارے مراتب کو اس ایک بات سے طے کر دیا۔

حضرت امام زمان اور مسئلہ وفات مسیح

حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں بہت مدت رہا ہوں جب کوئی نیا آدمی آتا تو حضرت صاحب وفات مسیح کا ذکر لے بیٹھتے۔ نئے آدمی کے لئے اس میں ضرور نئی باتیں ہوتی تھیں۔ مگر جو لوگ رات دن پاس رہنے والے تھے وہ بعض وقت تعجب کرتے تھے۔ اکتا جاتے تھے کہ ایک ہی ذکر کو کیا بار بار سنیں۔ مگر یہ درحقیقت حضرت صاحب کی کامیابی کا راز تھا۔ اسقدر وفات مسیح پر زور دیا کہ آج حیات مسیح کا نام لینے والا دنیا میں کسی بہت ہی تاریک خیال آدمی کے سوائے کوئی نظر نہیں آتا۔ وفات مسیح پر اتنا زور دیا کہ حیات مسیح کا عقیدہ جو ساری اسلامی دنیا میں پھیلا ہوا تھا دنیا سے اٹھ گیا تبلیغ قرآن کے لئے یہ بھی ایک ضروری مرحلہ تھا مسیح کی زندگی کے خیال نے اسلام کو مغلوب کیا ہوا تھا مسیح کی وفات سے اسلام کی زندگی وابستہ تھی۔

میرے مردہ دل کو حضرت مسیح موعودؑ کا جذبہ تبلیغ زندہ کر گیا

جو لوگ آپ کے پاس بیٹھے آپ کے زبردست اندرونی جذبات کا کوئی حصہ کسی نے لے لیا کوئی کسی نے۔ میرے مردہ دل کو آپ کا جذبۂ تبلیغ زندہ کر گیا۔ یہ وہی آپ کے انوار قلب کی کوئی کرن ہے جو کسی وقت میرے دل پر نشان ڈال گئی جس نے میرے اندر یہ جذبہ پیدا کر دیا کہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ میرے دل کی آرزو ہے۔ نہیں یہ میرا جنون ہے۔ اور گو بعض لوگ اب بھی میرے اس جنون سے تنگ آئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بزرگ تو یہانتک تنگ آئے ہوئے ہیں کہ میرے قریباً ہر خطبہ پر جب تک ایک گالیوں کا خط نہ لکھ لیں ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ مگر میں سمجھتا ہوں یہ جنون ابھی کمزور ہے۔

میں اس دن اپنے آپکو کامیاب کہوں گا۔

میں گو اپنے ہر خطبہ میں تبلیغ قرآن یا ترجمہ یا تعلیم قرآن کی طرف یا قرآن پر عمل کی طرف توجہ دلاتا ہوں مگر میں خود ایک کمزور آدمی ہوں اس لئے میری بات کا اثر بھی کم ہے۔ کوئی اور کام ہو جائے یا نہ ہو میں اس دن اپنے آپ کو کامیاب سمجھوں گا جس دن میں اپنے پانچہزار دوستوں میں قرآن کو دنیا میں پہنچانے کا جنون پیدا کر دوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس دن ان پانچہزار میں یہ جنون پیدا ہو گیا۔ اس دن ساری مسلمان قوم کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہو جائے گی اور "غم اشاعت قرآن" جو مسیح موعودؑ کے دل کو تڑپاتا تھا اور جو آج مسلمانوں کے دلوں سے مفقود ہے۔ ایک بے پناہ جذبہ کی طرح ساری مسلمان قوم میں سرایت کر جائے گا۔ اور وہ دن یقیناً اسلام کے غلبہ کا دن ہو گا اس لئے میری کوشش تو یہ ہے کہ اپنے پانچہزار ساتھیوں کے اندر یہ جنون پیدا کر دوں اور یہ پانچ ہزار خدا کے دین کے اور اس کے آخری پیغام کے دیوانے بن جائیں۔ اپنے لئے میں اپنے احباب سے یہی دعا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے مجھے اس مقصد میں کامیاب کر دے۔

تحریک چندہ تحریک وصیت اور ایک نوجوان کا مکتوب

اسی تحریک کے سلسلہ میں جو میں آج کر رہا ہوں یعنی یہ کہ یہ پانچہزار آدمی اپنی آمدنیوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے مستقل امداد ماہوار دیں۔ اور جو مال یا جائداد خدا نے ان کو دی ہے اس کی ایک تہائی کی وصیت کریں۔ ایک نوجوان کا خط بھی مجھے آیا جس پر پتہ کوئی نہ تھا نام مختار احمد تھا کہ آپ طالب علموں کے لئے کیا شرح مقرر کرتے ہیں۔ میرے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا کہ یہ نوجوان جن کے ہاتھ میں ابھی کچھ بھی نہیں اگر ان کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بھی کچھ خدا کی راہ میں خرچ کریں تو خدا اس بات پر بھی قادر ہے کہ جن کے پاس مال ہے ان کے دلوں میں بھی یہی تڑپ پیدا کر دے جس دن ہم پانچہزار کے پانچہزار ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا کے خدا کے دین کی ترقی کے لئے خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے قدم اٹھائیں گے اس دن یقیناً خدا کی طرف سے کھلی فتح اور نصرت ہمارے ساتھ ہو گی۔

رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کیلئے قدم اٹھائیں۔

اس لئے میں اب اس خطبہ کو اس درخواست کے ساتھ ختم کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ خطبہ رمضان کے آخری دن یا عید کے دن تک احباب کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا کہ وہ اس رمضان کے نتیجہ کے طور پر رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے قدم اٹھائیں ہر ایک اس جماعت سے تعلق رکھنے والا احمدی یہ اقرار کرے اور عزم کرلے کہ وہ آیندہ کے لئے

(۱) اگر اس کی کوئی ماہوار آمدنی ہے تو اس میں سے کم از کم ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار کے طور پر ادا کرے گا۔

(۲) اگر اس کی کوئی جائداد ہے تو اس کی ایک تہائی کی وصیت کر دے گا۔ یہ صرف میری درخواست ہے حضرت صاحب نے کم از کم دسواں حصہ ضروری ٹھیرایا ہے۔

(۳) اس وصیت کردہ حصہ کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۴) جن خواتین کی کوئی ماہوار مستقل آمدنی ہے وہ بھی ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریں گی اور جن کی جائداد ہے وہ اپنی جائداد میں ۱/۳ وصیت کریں گی

(۵) طالبعلم یا نوجوان جن کی کوئی ماہوار آمدنی نہیں وہ اپنے جیب خرچ میں سے حسب حیثیت چار آنے آٹھ آنے ایک روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ جو کچھ دے سکتے ہوں دیں گے۔

(۶) بہت سے احباب کے لڑکے فوج میں یا دوسری جگہ ملازم ہیں جو چندہ ماہوار نہیں دیتے وہ اپنے لڑکوں کو خود یہ تحریک کریں گے کہ وہ اپنی تنخواہوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریں گے۔

(۷) جن ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ جمع ہیں وہ اپنے پراویڈنٹ فنڈوں سے ایک تہائی کی یا اس سے کم دسویں حصہ تک جس قدر چاہیں وصیت کریں گے ؎

نتیجہ امتحان قرآن حکیم سورۂ مائدہ درجہ اول

(کل نمبر ۱۰۰)

نمبر شمار	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ
۱	میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۹۸
۲	چوہدری عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ	۶۵
۳	معزاللہ خاں صاحب ضلع بنوں	۸۰
۴	مولوی عبدالقدیر صاحب	۹۰
۵	چوہدری محمد اسلم صاحب ڈیرہ دون	۶۰
۶	ماسٹر برکت علی صاحب ظروف ساز	۸۲
۷	زبیدہ سعید صاحبہ ڈاڈر ضلع ہزارہ	۷۱
۸	عبداللہ سعید صاحب ڈاڈر ضلع ہزارہ	۸۵
۹	محمد الدین صاحب طالب علم ڈاڈر ضلع ہزارہ	۷۶
۱۰	محمد اصغر علی صاحب انگلش ٹیچر ڈاڈر ضلع ہزارہ	۷۹
۱۱	محمد دریام خانصاحب بھئی جھنگ	۵۰
۱۲	مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب ناندگاؤں پینٹھ برار	۹۱
۱۳	شیخ عبدالواحد صاحب صدیقی بہاولنگر (ریاست بہاولپور)	۸۸
۱۴	عبدالباقی صاحب سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائیٹیز	۷۸
۱۵	شیخ حفیظ اللہ صاحب کارکن انجمن	۷۵
۱۶	عبدالحی سعید صاحب ڈاڈر ضلع ہزارہ	۷۳
۱۷	محمد یوسف صاحب طالب علم جماعت ششم ڈاڈر ضلع ہزارہ	۳۰

نتیجہ امتحان قرآن حکیم سورہ مائدہ درجہ دوم

نمبر شمار	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ
۱	اللہ داد خاں صاحب صوبیدار پنشنر	۸۵
۲	شیخ میاں عطاء اللہ صاحب امرتسر	۹۵
۳	بلقیس فاطمہ صاحبہ جھنگ	۵۰
۴	حکیم غلام مرتضیٰ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۷۵
۵	سلطان محمد صاحب جماعت ششم ڈاڈر ضلع ہزارہ	۴۰
۶	علی بہادر خاں صاحب ڈاڈر ضلع ہزارہ	۶۰
۷	نورجہاں صاحبہ اہلیہ مولوی احمد گل صاحب جھنگ	۴۵
۸	ایس عبیداللہ صاحب شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیرآباد	۷۵
۹	ستارہ بیگم صاحبہ	۷۰
۱۰	میاں گل زمان صاحب ڈاڈر ضلع ہزارہ	۶۵
۱۱	بالا فخرالدین صاحب	۹۲
۱۲	ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک اعجاز الٰہی صاحب	۸۸
۱۳	مولوی محمد طاہر صاحب درکوی عزیز ڈاکخانہ احمدیہ اٹھوال براستہ بھاگووال ضلع گورداسپور	۸۶
۱۴	مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب بی اے ناندگاؤں پینٹھ برار	۹۴
۱۵	عبدالعزیز صاحب صدیقی	۹۳
۱۶	نام ندارد	۹۰

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھاؤ۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

بہائیت کے خاکہ میں
چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کی رنگ آمیزیاں

(از محترم جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

(۴)

"حقیقت عالم" کی حقیقت {چوہدری صاحب کتاب کے صفحہ ۱۹

اور ۲۰ پر انسان کو کائنات کے ارتقائی سلسلہ میں ایک مادی جوہر ترقی قرار دیتے ہیں اور اسے اس مادی دنیا کا آخری مقصد یا پھل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ امر غلط محض ہے کہ انسان اس کائنات کا پھل ہے تمام الہامی مذاہب کی متفقہ شہادت سے ثابت ہے کہ اس دنیا کے علاوہ اور بھی عوالم ہیں جن میں انسان اپنی ترقی کے لئے نقل مکانی کرے گا جناب مسیح علیہ السلام نے کیا سچ فرمایا

"اونٹ کا سوئی کے ناکے میں گذر جانا آسان ہے بہ نسبت دولت مند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے"

دولت مند یا مجرد مادی اسباب اور علوم کا مالک ہو کر کوئی شخص خدا کی بادشاہت یا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ با خدا انسان کہلا سکتا ہے۔ مکاشفات یوحنا اور کتاب مقدس کے نوشتوں میں اس دنیا کی مادی ترقی کو بابل کے سونے کے پیالہ جسے پی کر قومیں مست ہوتی ہیں، سونے کا بچھڑا جس کی پرستش سے انسان خدا کو بھول جاتا ہے اور دجال کی بہشت کہا گیا ہے۔

ہندوؤں میں لوک اور پرلوک مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ میں دنیا و آخرت اور پارسیوں میں دنیا اور بہشت دو الگ الگ عالم سمجھے جاتے ہیں مرنے کے بعد یا ان دنیا سے انتقال کے بعد انسان کو جنتی یا بہشتی اور سورگباشی سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے انسان اپنے اعمال کا پھل آئندہ عالم میں پائے گا مذہبی نقطہ کی زبان میں یوں سمجھئے کہ جس طرح مرغی کا چوزہ انڈے کے خول کو جو بظاہر نہایت خوبصورت سفیدی سے بھرا ہوا چمکدار اور اس کی زندگی کا محافظ برج ہوتا ہے بالآخر توڑ کر باہر آ جاتا ہے کیونکہ انڈے کے اندر کا محدود مقام اس کی آئندہ ترقی اور پرواز کے لئے ناکافی ہوتا ہے اسی طرح انسان کی ترقی کے لئے صرف یہی خاکی جسم اس کے محدود اور مختصر قوی اور استعداد اور اس دنیا کے سرا سر سائنسی اور عقلی ہو کے کی ترقی کے لئے روک ہیں۔

چوہدری صاحب کا یہ خیال بھی کہ انسان وہ جوہر ترقی یا حقیقت ہے جو کبھی جمادات نباتات اور حیوانات کا قالب اختیار کرتی رہی ہے غلط ہے انسانی روح جس کی وجہ سے انسان کہلاتا ہے وہ انسانی قالب میں پھونکی جاتی اور امر اللہ سے خلق ہوتی ہے اس کوئی وجہ نہیں کہ ساری ترقی کو اس کے ظہور کی یعنی مادہ کی ترقی کہا جائے (۲) جب انسانی قالب ہی ترقی کا قالب ہے تو اس سے پہلے تمام منازل اور درجات ان کے قالب اور درجات کیونکر کہلا سکتے ہیں۔ آپ کی یہ مثال کے بوجب درخت کے تنے اعضا اور شاخیں پتے پھول اور پھل بیج کی ترقی کے درجات تو کہلا سکتے ہیں مگر پھل کی ترقی کے درجات نہیں کہلا سکتے۔

تعجب ہے کہ جمادات، نباتات اور حیوانات ہی جوہر ترقی (انسان) یا انسانی روح تو آپ کے خیال میں موجود تھی مگر وہاں وہ اپنے اختیار سے کوئی ترقی نہ کر سکی یا دوسرے الفاظ میں اپنی موجودگی کا کوئی ثبوت نہ دے سکی بلکہ عبث بیکار اور معطل رہی تو ان مختلف مواقع پر اس کی ترقی کی منازل کہنا کس قدر خام خیالی ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ چوہدری صاحب کی "حقیقت عالم" اسی ہی بے حقیقت اور دور از علم و عقل خیالات کا مجموعہ ہے جس کا نمونہ اس کے بیس صفحات پر صفحہ بصفحہ تنقید کر کے پیش کر دیا ہے اس پر کچھ زیادہ لکھنا اپنے دوست کو زیادہ رنجیدہ کرنا ہے اس لئے مزید اس کتاب کی تفصیلات میں جانا کہ جن کی بنیاد ہی غلط ہے نہ صرف غیر مفید بلکہ تضیع اوقات بھی ہے۔

چوہدری صاحب کی "تربیت عالم" پر نظر {چوہدری صاحب کی دوسری کتاب "تربیت عالم" ہماری دوگنی توجہ کی محتاج ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق دراصل ہو سکے گویا کے طور پر آپ نے ھذا ما وعد الرحمٰن کا ادعا روا رکھا ہے اور اپنے چھوٹے چوہدری صاحب سے لکھوایا ہے کہ یہ کتاب نعوذ باللہ قرآن مجید کا بچہ ہے۔

بت کہیں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ان تک بندیوں اور خام خیالی کو قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب کا بچہ کہنا حد درجہ کی جرأت، نادانی، کفر اور ضلالت کہیں کے ہے۔

مغرب اور مغرب زدہ لوگوں میں رسم ہے کہ یکم اپریل کو اپنے دوستوں میں کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام تجویز کرتے ہیں جو نظر فریب اور دلربا ہوتا ہے ان کے سادہ دل دوست اس دھوکہ کا شکار ہوتے اور اپریل فول کہلاتے ہیں یہ لوگ ایسی دعوت ترتیب دیتے ہیں کہ دیکھنے والا اس میں نمکین کو میٹھا، میٹھے کو نمکین، چیتے کو گدھا، مجاز میں کو پتلا، مٹی کی الائچیوں کو سچی کی اور کاغذ کے پانوں کو اصلی پان سمجھ اور دھوکہ کھاتا ہے بعض ہوشیار اور ماہر لوگ کل کا کل پروگرام deception نظر فریب رکھتے ہیں تاکہ شریف اور سادہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ بیوقوف بنایا جا سکے۔ اخلاقی طور پر یہ مذاق شرافت، متانت، تہذیب بلکہ انسانیت سے بعید ہے۔ آپ یقین کیجئے یا کچھ دیر اور سوچ کر دیکھئے بہائی مذہب از سر تا پا ایک deception نظر فریب دعوت ہے۔ چوہدری صاحب خود ایک متین اور سنجیدہ اور با اخلاق شخص ہیں مگر جس نمک کی کان میں وہ اس وقت موجود ہیں وہاں کا ہر پودا اور پھل نمک کی صنعت ہے اس لئے اس کان نمک کا ان پر ہونا لازم ہے۔ بد قسمتی سے یہ کتاب اسی اپریل کی تخلیق اور ایجاد ہے اس لئے دانستہ یا نادانستہ اس دعوت کی ساری ترتیب چوہدری صاحب کی متانت اور سنجیدگی کے بالکل برعکس ہے اپنے دوست کے متعلق یہ الفاظ لکھتے ہوئے مجھے خود شرم محسوس ہوتی ہے مگر حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ اپنے دوست کے تحت الشعور ضمیر کے اندر جو چیز خفیہ کام کر رہی ہے اسے ظاہر کر دیا جائے اور خود نہیں بھی خواہی کہ عیب او را تو روشن شود ترا

یک دم منافقانہ نشیں در کمیں خویش

پر عمل کرتے ہوئے ان کے تحت الشعور ضمیر پر بہائی مذہب نے جو اثر ڈالا ہے اس پر غور کریں۔ تربیت عالم کے دیباچہ میں پیش لفظ کے طور پر فرماتے ہیں۔

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید میں خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے اور کچھ شک نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں لیکن مسلمانوں کا عام خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف نبوت ہی ختم نہیں ہوئی بلکہ سلسلہ رسالت مطلقاً ختم ہو گیا ہے آئندہ نہ کوئی مسلم و مربی آ سکتا ہے نہ کوئی مزید ہدایت خدا کی طرف سے نازل ہو سکتی ہے"

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

"خاتم النبیین تو قرآن میں ہے تو اس سے آگے یہ کیوں نہ کہا کہ آپ ختم المرسلین ہیں .... مناسب تو یہی تھا کہ بجائے خاتم النبیین کے خاتم المرسلین کا لفظ بولا جاتا لہٰذا یہ لفظ دکیوں نہ بولا گیا"

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

"بہاءاللہ مظہر الٰہی ہونے کے دعویدار ہیں ...... اور صاف فرماتے ہیں کہ مظہریت اور رسالت ایک ہی چیز ہے"

چوہدری صاحب کا یہ پیش لفظ یا تو خود ان کو "ہنوز پختہ نشدہ است" ظاہر کرتا ہے یا وہ اس دام سے جو ناواقف لوگوں کے لئے بہائیت کی دیدہ فریب دعوت میں بچھا رکھا ہے اس کے جواب میں ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کوئی بہائی ہرگز ہرگز اس امر کے قائل نہیں کہ ملا حسین مدعی نبوت و رسالت ہے

بہائیت کے خاکہ میں یہ چوہدری صاحب کی صرف رنگ آمیزی ہے۔ چنانچہ بہائی آرگن کوکب ہند اس الزام کی تردید کرتے ہوئے کہ ملا حسین کے لئے چونکہ الفاظ "بعثنی" اور "ارسلنی" استعمال ہوئے ہیں لہٰذا وہ نبی اور رسول ہیں کا جواب دیتا ہوا لکھتا ہے۔

"کہ ظہور اعظم بھی مبعوث من عند اللہ اور خدا کا بھیجا ہوا ظہور ہے مگر نام و مقام کے اعتبار سے ظہور اعظم ہے نہ کہ نبی اور رسول کیونکہ ظہور اعظم کا مقام نبی اور رسول سے بالاتر ہے جیسے ہم گذشتہ حصہ مضمون میں واضح کر چکے ہیں اور کہیں بھی کلام الٰہی میں حضرت بہاءاللہ کو نبی اور رسول کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا قصر نبوت خاتم النبیین نے مکمل کر دیا اب مالک قصر تخت ظہور پر جلوہ فرما ہے"

اور سنئے:-

"حضرت بہاءاللہ کو کسی ایک جگہ بھی نبی یا رسول کے خطاب سے یاد نہیں کیا گیا اور یہ پہلی دلیل ہے اس امر کی کہ حضرت بہاءاللہ نبی یا رسول نہ تھے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ آپ کا ظہور وہ ظہور ہے جو قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونے والا تھا .... اور قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونے والا ظہور بالفاظ اہل کتاب ظہور خداوندی ہے نہ کہ کسی نبی اور رسول کا ظہور"

"اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موجود کل انبیاء نبی اور رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے"

یہ تمام جواہر ریزے چوہدری صاحب کے آویزۂ گوش بھی ہوتے ہوں گے جو کوکب ہند کے فائل ۱۹۳۰ء اور ۱۹۲۸ء سے نقل کئے گئے ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ

(الف) ملا حسین ظہور اعظم ہے نبی اور رسول نہیں۔

ب :- یہ ظہور نبی اور رسول کے مقام سے بالاتر ہے۔

(ج) :- کلام الٰہی میں کہیں بھی ملا حسین کو نبی اور رسول کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا

د :- نبوت اور رسالت کا قصر خاتم النبیین (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکمل کر دیا۔

ہ :- ملا حسین کو قصر نبوت کی اینٹ اور پتھر کہنا اس کی ہتک ہے

و :- وہ مالک قصر ہے

ز :- ملا حسین کو کسی جگہ بھی نبی اور رسول نہیں کہا گیا۔

ح :- آپ نے کبھی دعوے نہیں کیا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

ط :- قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونے والا ظہور ظہور خداوندی ہے۔

ی :- اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی، یا ملا حسین نبی اور رسول ہے بلکہ مستقل خدائی ظہور ہے۔

یہ تمام حوالہ جات چوہدری صاحب کے پیش لفظ اور ان کے نئے زاویہ نگاہ کی کی واضح اور بین تردید ہیں اب اگر چوہدری صاحب نے بزعم خود قرآن مجید کی آیات اجراء نبوت کی بناء پر ملا حسین کا حلقہ عبودیت قبول کیا ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ اس سے برات کا اظہار کریں کیونکہ اہل بہاء کے نزدیک نہ نبوت جاری ہے اور نہ رسالت قصر نبوت و رسالت خاتم النبیین پر مکمل ہو چکا۔ البتہ اہل بہاء کی یہ خوش فہمی قابل داد ہے کہ خداوند عالم شروع دنیا سے بے گھر بے پر بے تاج بے تخت لنڈورا پھرا کرتا تھا، اب آوارہ گردی اور بادیہ پیمائی چھوڑ کر اس قصر میں آشیانہ گیر ہوا۔ اہل بہاء کی اس عقل پر بھی آفرین کہیئے کہ قصر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار سال پہلے مکمل کر دیا مگر حضور کے ایک ہزار سال بعد تک بھی اس کے اندر آنے کا راستہ نہ ملا حالانکہ قصر و مکان کی تکمیل ہی اس بات کی دلیل ہے کہ مالک قصر اس میں آباد ہو گیا ہے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے تو یہ قصر کل نسل انسانی کی حفاظت اور امنیت کا گھر ہے نہ کہ خود خداوند کو مکان و زمان کی حد بندیوں یا عکہ میں مقید کر دینے کا گھر (نعوذ باللہ من ھذہ المفتریات)

ان حوالہ جات اکابر اہل بہاء کے نقل کر دینے کے بعد چوہدری صاحب کی بحث ہمارے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اب چوہدری صاحب کے لئے ایک ہی راہ نجات ہے کہ وہ اپنے ان اکابر کو چیلنج مناظرہ دیں اور اس مناظرہ میں ہمیں منصف ٹھہرائیں کہ ملا حسین کا دعوی (۱) لقاء اللہ (۲) لقاء الرب (۳) مالک یوم الدین (۴) اسم اعظم خداوندی (۵) مالک الانام (۶) عصمت کبرے لا یسئل عما یفعل (۷) رب الناس (۸) مسجود الانام (۹) قبلہ توجہ عبادت (۱۰) بلکہ اس کی قبر بھی مسجود للناس ہے یا نہیں تمام مذاہب کی متفقہ شہادت ہے کہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور کسی بشر اور رسول کے لئے یہ شایان نہیں کہ وہ یہ دعوے کرے کہ کہ وہ مسجود و معبود للناس ہے ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ۔ کسی بشر کے لئے یہ شایان نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم اور نبوت دے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم اللہ کے سوا میرے بندے ہو جاؤ"

جب نبی جو نسل انسانی میں ایک بلند ترین رتبہ رکھتا ہے وہ بھی یہ نہیں کہہ سکتا تو اور کسی کا کیا حق ہے کہ وہ یہ کفر اور شرک کی تعلیم دے میرے خیال میں یہ آیت ایسے ہی بے مغز اور کم عقل لوگوں کی تردید کے لئے نازل ہوئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ خداوند عالم چونکہ غیب لا یدرک ہے لہذا اس کا مدرک ظہور قبلہ توجہ معبود اور مسجود للناس ہے۔

اس آیت میں کونوا عبادا لی بھی قابل غور ہے کہ عبد اللہ اور عبد الرحمن کی بجائے عبد البہاء اور عبد الحسین وغیرہ کہلانے لگ جاؤ کیا قرآن مجید کی یہ نص صریح بہائی مذہب کی تردید کے لئے کافی صریح نہیں۔ مولوی عبد اللہ صاحب یا ایم ایسے صحافی اور اراذیل لوگ اگر عوام کو دھوکہ دیں

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان ایم ایس سی۔ ایل ایل بی سب جج صاحب بہادر ضلع سبی۔ کیمپ مچھ

مقدمہ ۳۴ دیوانی ۱۹۴۶ء

جیلن مل ولد سندر مل ہندو سکنہ متونگ مدعی۔ بنام ایشر داس ولد سکھی داس زرگر۔ راجا بازار راولپنڈی مدعا علیہ۔

کرایہ مکان و بید خلی از مکان واقعہ میونسپل سبی۔

بنام ایشر داس ولد سکھی داس قوم زرگر راجا بازار راولپنڈی۔ مدعا علیہ مقدمہ مندرجہ بالا میں ایشر داس مدعا علیہ کے نام سمنات کئی بار عدالت ہذا سے جاری ہو چکے ہیں جس پر تعمیل اصالتاً نہیں ہوئی۔ چونکہ مدعا علیہ صدور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے۔ لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کر کے مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۹/۹/۴۶ بمقام سبی اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا آ کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج مورخہ یکم اگست ۱۹۴۶ء بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار (مسیح موعود)

از محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب

میں کسی گذشتہ اشاعت میں جرمن نومسلمین کا ذکر کر چکا ہوں۔ اور اس میں ایک جرمن نو مسلم مصطفےٰ جو آجکل مصر میں جنگی قیدی کی حیثیت سے نظر بند ہے کا بھی ذکر کیا تھا اس نے اپنے ایک تازہ ترین خط میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ باوجود قیدی ہونے کے وہاں کیمپ میں اسلام کی صداقت و حقانیت پر ہفتہ وار لیکچر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔ اس خط میں اس نے ایک ہفتہ وار جرمن اخبار Die Weltwoche کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس اخبار کے نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/۶/۴۶ کے شیوع میں ایک بڑا ہی دلچسپ اور ایمان افروز مضمون بعنوان ذیل شائع ہوا ہے۔

"Land ohne Männer

Problem des Frauenüberschusses in Deutschland

Die Sittenevolution. Polygamie als Ausweg"

جس کا اردو میں ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"ملک بغیر مردوں کے ۔۔۔۔۔ جرمنی میں عورتوں کی کثرت تعداد کا مسئلہ اخلاقی ارتقاء کی ضرورت۔ تعدد ازدواج بطور حل"

یہ عنوانات مضمون کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ مغربی ممالک تعدد ازدواج کے لفظ تک کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور اب زمانہ زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یورپ میں عورتوں کی کثرت تعداد سے جو صورت حالات پیدا ہوئی ہے اس کا حل تعدد ازدواج ہے اور صنفی تعلقات کو فطری طور پر برقرار رکھنے کے لئے اب ایک اخلاقی evolution کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح الزمان کی باریک بین نظروں اور مومنانہ فراست نے اس وحی اور الہام کی روشنی میں جو آپ کو عطا ہوئی تھی صاف طور پر دیکھ لیا تھا کہ یورپین اقوام بالآخر اسلام کی طرف مائل ہوں گی اور اس آخری پیغام کی قبولیت میں ہی ان کو امن و امان ملے گا۔ چنانچہ آپ کا مندرجہ بالا شعر کس وضاحت اور صداقت کے ساتھ اس وقت پورا ہو رہا ہے۔ کاش مسلم قوم اب بھی اس امام ربانی و مجدد زمان کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کر کے ہلاکت اور تباہی کے گڑھے سے اپنے آپ کو بچا لے۔

مژدۂ جانفزا
مصر میں تبلیغ احمدیت کی ابتداء

سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے اپنے خط مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۴۶ء میں خاکسار کو تحریر فرماتے ہیں:-

"فدوی خاکسار نے اس وقت مصر کو میدان عمل کے لئے منتخب کیا ہے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم اپنے فضل سے کامیاب کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آرزوؤں اور تمناؤں کو پوری کرے اس وقت عربی ممالک میں مصر یہ استعداد رکھتا ہے کہ احمدیت کے پیغام کو قبول کرے۔ جملہ اخوان سلسلہ اور حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں السلام علیکم اور درخواست دعا کریں"

لہذا میں یہ مژدہ جانفزا ناظرین اخبار پیغام صلح کی خدمت میں پہنچاتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ سید تصدق حسین صاحب قادری نے بغداد میں مرکز تبلیغ احمدیت عرصہ سے بنایا ہوا ہے، اور عراق۔ عرب۔ شام و مصر میں بذریعہ خط و کتابت و تقسیم لٹریچر بڑی سرگرمی سے تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور اب انھوں نے ملک مصر کو خاص کر اپنی تبلیغی جدوجہد کے لئے منتخب کر لیا ہے اور وہاں کے ایک جید عالم سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی تازہ تصنیف نیو ورلڈ آرڈر کا عربی میں ترجمہ کرا کے ایک وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا ہے اور عربی اخبارات مصر میں احمدیت پر مضامین شائع کرا رہے ہیں۔ جملہ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب کرے اور ان کو صحت و عافیت کے ساتھ برکت دے آمین۔

عزیز بخش
آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

معیار صداقت مامورین

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(۳)

آیت تقطعوا الوتین کی رو سے مفتری علی اللہ کی رگ حیات کاٹی جاتی ہے یہ مسلم امر ہے۔ چونکہ باب نامرادی اور ناکامی کی حالت میں دعوےٰ رسالت کے چھ سال بعد قتل کر دیا گیا۔ نہ وہ اپنی البیان کو مکمل کر سکا نہ اپنی جماعت کی تربیت و تعلیم کا اسے موقعہ ملا جیسا کہ بہاء اللہ کو بھی مسلم ہے۔ اس لئے اس کے مقطوع الوتین ہونے کی وجہ سے اس کے مفتری علی اللہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

باب کا قتل بہاء اللہ کا قتل } اب اگر مولوی عبد اللہ صاحب یا ان کے کوئی ہم خیال بہائی یہ فرمائیں سچے نبی بھی قتل ہو جاتے ہیں اس لئے باب کا قتل ہو جانا اس کے کاذب ہونے کی دلیل نہیں اور اگر یہ دلیل صحیح تسلیم کر لی جائے تو پھر بہاء اللہ جو قتل نہیں ہوا اسے صادق تسلیم کرنا ہوگا۔

سچا نبی کبھی قتل نہیں ہوا } اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ کوئی سچا نبی کبھی قتل ہوا ہو۔ توراۃ شریف اور قرآن مجید دونوں اس پر گواہ ہیں میں نے بڑے بڑے مولویوں سے اس بارہ میں گفتگو کر کے دیکھا ہے اور خوب غور کیا لیکن وہ سب کے سب صرف

یقتلون النبیین

کے الفاظ ہی پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس سے پایا جاتا ہے کہ نبیوں کو یہود قتل کرتے تھے۔ مگر میں نے جب یہ کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے یہود ایسا کرتے تھے لیکن خدا اس وقت اپنے سچے نبیوں کو بچایا کرتا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کے سامنے یہود کے مکروں کا باطل ہونا معمولی بات تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام قرآن میں ایک بھی آیت ایسی نہیں جہاں ایسا لکھا ہو کہ کوئی نبی قتل ہو گیا۔ بلکہ اس کے خلاف جب یہود نے دعوے کیا کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر ڈالا تو فوراً جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ ہرگز ہرگز مسیح رسول اللہ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ یہود نے تدبیر قتل کی ہم نے تدبیر حفاظت کی اور ہم بہتر تدبیر کرنے والے ہیں۔ اور پھر فرمایا۔

"ما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ"

یقیناً انھوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ ہم نے اسے قتل کی لعنتی موت سے بچایا اور اپنے حضور میں رفعت عطا کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہود اپنے مذہب توراۃ کے مطابق مدعی رسالت کے قتل کو لعنت قرار دیتے تھے اور مسیح کو بخیال خویش قتل کر ڈالنے کی وجہ سے ملعون کہتے تھے خدا نے فرمایا وہ ملعون یعنی راندہ درگاہ الٰہی نہیں بلکہ وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہے۔ یہود کا دعوےٰ سچا ہوتا اگر وہ مسیح کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ یہ آیت مسئلہ قتل انبیاء کے حل کے لئے ایک چابی ہے اس آیت میں خدا کا یہ فرمانا کہ مسیح رسول اللہ قتل نہیں ہوئے بلکہ خدا نے انہیں اپنی طرف رفعت عطا کی۔ بہت قابل غور ہے کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر مسیح قتل ہو جاتے تو وہ مرفوع الی اللہ نہ ہوتے لہذا جو مدعی نبوت یا رسالت قتل ہو جائے وہ مرفوع الی اللہ نہیں لہذا وہ سچا رسول نہیں کیونکہ وہ خدا کی جناب سے دور ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح ہی کوئی خدا کے انوکھے رسول نہ تھے کہ یہ کہا جائے کہ وہی صرف مرفوع الی اللہ ہیں اور اگر وہ قتل ہو جاتے تو وہ رفعت الی اللہ سے محروم ہو جاتے اس لئے خدا نے ان کو ہی قتل سے بچایا ورنہ دوسرے رسول قتل ہوتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسا کہنے والے یقیناً لعنت و رفعت دونوں کے مفہوم سے بے خبر ہیں اور ان کو یہ علم نہیں کہ جملہ انبیاء و رسل مرفوع الی اللہ ہیں نہ صرف حضرت عیسیٰ۔ کیا ہمارے آقا حضرت محمدؐ "اللھم ارفعنی" اے اللہ مجھے رفعت عطا کر دعا نہ کیا کرتے اور آج امت محمدیہ نمازوں میں یہ دعا نہیں پڑھتی یقیناً یہ رفعت روحانی کی دعا ہے اور ہمارے آقا ہمارا سب سے بڑھ کر مرفوع الی اللہ ہیں یہ کوئی عیسیٰ کی خصوصیت نہیں۔

رفع روحانی } جب تسلیم کیا جائے کہ "بل رفعہ اللہ الیہ" میں رفعت روحانی مراد ہے نہ رفعت جسمانی کیونکہ خدا تعالےٰ کی طرف روحانی رفعت ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ذات جسم سے پاک ہے۔ تو پھر ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ایک رسول کے لئے اس کی رفعت روحانی کی ضد ہے جبھی تو خدا نے "بل" اضرابیہ ابطالیہ کے ساتھ قتل کی نفی اور رفعت کو اس کے مقابل ثابت کیا۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے ایک نبی کے لئے قتل ہو جانا رفعت الی اللہ کی ضد ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ اور باب چونکہ قتل ہوا لہذا وہ کبھی بھی سچا رسول نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید سے حضرت مسیح ناصری رسول اللہ کا قتل سے بچنا اور طبعی موت سے مرنا اور مرفوع الی اللہ ہونا ثابت ہے۔ مگر افسوس کہ یہاں بھی بہائی مذہب الٹا ہی نظر آتا ہے۔ بہاء اللہ تو عوام الناس کی طرح مسیح کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر بتاتا ہے اور اس کا بیٹا عبد البہاء جس کو بہاء اللہ نے صاحب عصمت کبریٰ قرار دیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ وہ جو کہے وہ حق ہے اس میں غلطی ناممکن ہو۔ وہ کہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بردار کشیدہ شد و مرد یعنی مسیح سولی دیئے گئے اور مر گئے اور یہ صراحتہً قرآن مجید کی مخالفت اور عیسائیوں کی طرفداری ہے۔ اور یہ محض غلط اور خلاف واقعہ عقیدہ ہے جو عوام بہائی رکھتے ہیں۔ باپ کچھ کہتا ہے بیٹا کچھ کہتا ہے اور لطف یہ کہ دونوں صاحب عصمت کبریٰ ہیں ؎

حفاظت انبیاء } من کان فی حفظ الالٰه وعونه من یهلکه و ان سعی الثقلان

(نور الحق)

بہائی مذہب کی اس خلاف واقعہ تعلیم کو باطل ثابت کرنے کے لئے تو باپ بیٹے کا باہم اختلاف ہی کافی ہے مگر ہم یہاں طالبان حق کے لئے حفاظت انبیاء کے متعلق ایک مختصر سا بیان درج کرتے ہیں:

(۱) خدا تعالیٰ قرآن مجید میں جملہ انبیاء و مرسلین کے متعلق فرماتا ہے

قال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین و لنسکننکم الارض من بعدھم ذالک لمن خاف مقامی و خاف وعید

(سورہ ابراہیم)

یعنی کفار نے اللہ کے رسولوں کو کہا تھا کہ ہم تم کو اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم کو ہمارے دین میں واپس لوٹنا ہوگا پس اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولوں کو وحی کی کہ ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور ان کے پیچھے تم کو زمین میں ٹھکانہ دیں گے۔ یہ ان لئے ہے جو ہمارے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں اور ہمارے وعید سے ڈرتے ہیں۔

اب یہ آیت قاعدہ کلیہ کے طور پر بتاتی ہے کہ تمام رسولوں کو بذریعہ وحی ان کے مخالف ظالموں کی ہلاکت کی خبر دی جاتی رہی ہے اور ان انبیاء کو ان ظالموں کی ہلاکت کے بعد زمین میں سکونت دیئے جانے کا وعدہ دیا جاتا رہا۔ پس یہ کبھی ممکن نہیں کہ جن ظالموں کی ہلاکت کا وعدہ رسولوں کو دیا گیا ہو۔ وہ ظالم خدا کے رسولوں کو ہی قتل کر ڈالیں اور خدا کا وعدہ جھوٹا ہو جاوے۔

شہادت } دکسی قادیانی کو اگر ہمارے اس بیان پر اعتراض ہو تو وہ جناب میاں محمود احمد صاحب کے استاد مولانا سید سرور شاہ صاحب سے پوچھ لیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ انھوں نے ہی مجھے شملہ میں پڑھایا تھا یا نہیں۔ مجھے معلوم ہے مولانا کا حافظہ بہت زبردست ہے وہ ضرور کہیں گے کہ ہاں میں نے ہی یہ آیت عدم قتل انبیاء کے لئے بطور دلیل بتائی تھی اور اسی طرح استدلال کیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ چونکہ ان کے المصلح الموعود غلطی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی قتل ہوتے ہیں حتیٰ کہ صاحب شریعت انبیاء میں سے بانی سلسلہ حضرت زرتشت نبی بھی قتل ہوئے اور ان کا قتل ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس لئے بگفتن مصلح موعود صاحب کی خاطر باوجود استاد ہونے کے مولانا خاموش رہیں ورنہ مجھے یقین کامل ہے کہ وہ میاں صاحب کو اس مسئلہ میں یقیناً غلطی پر جانتے ہیں۔

میں نے جب مصلح موعود صاحب کے خلاف صریح غلطی کو جو قرآن کے خلاف اور مسیح موعود کے خلاف ہے ظاہر کیا تو میاں صاحب چپ ہو گئے اور جب مولوی اللہ دتہ صاحب نے میاں صاحب کی توجہ میرے بیان کی طرف دلائی تو جناب مصلح موعود صاحب نے فرمایا کہ جس زرتشت نبی کے قتل ہو جانے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ اور نبی ہے اور وہ زرتشت نبی جو بانئے مذہب پارسیاں ہیں وہ اور ہے۔ یہ مجھے خود مولوی اللہ دتہ صاحب نے ہی بتایا تھا لیکن جب میں نے لکھا کہ یہ بھی جھوٹ ہے تو مصلح موعود صاحب خاموشی کے پردہ میں چھپ گئے۔

اگر کوئی ایماندار قادیانی اپنے مصلح موعود کی صداقت ثابت کرنے کے لئے یہ دکھا سکیں کہ واقعی دو زرتشت نبی ہیں اور ان میں سے ایک زرتشت نبی قتل ہوا تھا۔ تو میں ایسے دلیر فاضل صاحب کا نہ صرف شکر گزار ہونگا بلکہ میں انہیں حق الخدمت بھی ادا کروں گا۔ مگر یاد رہے قادیانی حضرات کبھی نہ بولیں گے کیونکہ ان کی خیریت اسی میں ہے کہ وہ چپ رہیں۔

(۲) عدم قتل انبیاء پر دوسری شہادت

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه و من خلفه رصدا

(سورہ جن)

اس آیت کی رو سے تمام رسولوں کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے رسولوں کے ارد گرد ملائکہ کا پہرہ لگا دیا جاتا ہے۔ اور یہ چوکی پہرہ برابر رسولوں کی حفاظت کرتا رہتا ہے تاکہ خدا کے رسول خدا کے پیغام کو دنیا کو باوجود سخت مخالفت کے پہنچا سکیں۔ (باقی دارد)

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۳۶

دُرِّ ثمین

عورت کے تنہا سفر کرنے کے متعلق

لایخلون رجل بامرأۃ الا ومعہا ذو محرم فقام رجل فقال یا رسول اللہ امرأتی خرجت حاجۃ واکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا قال فانطلق فحج مع امرأتک (بخاری و مسلم)

کوئی مرد تنہائی میں کسی عورت کے پاس نہ رہے۔ سوائے اس کے اس کا خاوند یا کوئی اور رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو اس کے پاس ہو یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری عورت حج کو چلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں مہم میں (شریک ہونیکا) حکم ہوا ہے فرمایا (مہم کو) چھوڑ دو اور اپنی عورت کے ساتھ حج کو جاؤ۔

پانی وغیرہ میں پھونک مارنے کی ممانعت

نہی عن النفخ فی الشراب (مالک۔ ابو داؤد۔ ترمذی)

رسول کریم صلعم نے پانی پینے والے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہ لو

اذا شرب احدکم فلا یتنفس فی الاناء (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی)

یعنے پانی پیتے وقت جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے سانس لینا ہو تو برتن کو منہ سے ہٹا دینا چاہیئے۔

غم و حزن میں صرف نماز باعث اطمینان ہے

اذا حزنہ امر صلی (ابو داؤد)

جب کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غم و حزن میں مبتلا ہوتے تو آپ نماز پڑھتے (یعنے اس طرح اطمینان حاصل کرتے تھے)

بالغ عورت کی نماز

لا یقبل اللہ تعالےٰ صلوۃ الحائض الا بخمار (ابو داؤد ترمذی) بالغ عورت کی نماز اللہ تعالیٰ بغیر دوپٹہ کے قبول نہیں فرماتا۔ یعنے بالغ عورت جب تک سر پر دوپٹہ وغیرہ نہ لے اس وقت تک وہ عورت کے مکمل لباس میں ملبوس نہیں

نماز جمعہ کے متعلق

من ترک ثلث جمع تہاوناً بہا طبع اللہ تعالیٰ علی قلبہ (ابو داؤد)

جو شخص متواتر تین جمعہ (کی نماز) سستی سے ترک کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر (فساد قلبی کی) مہر کر دیتا ہے یعنے اس طرح ایسا شخص آہستہ آہستہ تارک الصلوٰۃ ہو جاتا)

جمعہ کی نماز اور خطبہ اوسط درجے کے ہوں

کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصداً وخطبتہ قصداً (مسلم۔ مالک۔ ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اوسط درجہ کی ہوتی اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا۔

نماز تہجد کی فضیلت

علیکم بقیام اللیل فانہ دأب الصالحین قبلکم وقربۃ الیٰ ربکم ومنہاۃ عن الاثام وتکفیر للسیئات ومطردۃ للداء عن الجسد (ترمذی)

رات کو (عبادت کے لئے) اٹھنا نیک بخت لوگوں کا طریقہ تھا جو تم سے پہلے گزر گئے۔ یہ (نماز) اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنیکا اور گناہوں سے رکنے کا ذریعہ ہے اور بداعمالیوں کا کفارہ (نیز) جسم کے دکھ درد دور کرتا ہے۔

دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند
دعائے نیم شبے دور صد بلا بکند
(حافظ)

اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کرنے والے پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے

ما ختر قوم بالعہد الا سلط اللہ علیہم العدو۔ (مالک)

جب قوم (اللہ تعالےٰ سے عہد شکنی کرے) اللہ تعالےٰ اس پر دشمن مسلط کر دیتا ہے۔

مسلمان قوم کو اس پر فکر کرنا چاہیئے کہ وہ خدا اور رسول کے ذریعہ باندھے ہوئے عہد کو تو نہیں توڑ رہے۔

(غلام رسول عفی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بہترین وظیفہ

سوال:۔ بہترین وظیفہ کیا ہے؟

جواب:۔ نماز سے بڑھکر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے استغفار ہے اور درود شریف ہے تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ذرہ بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اس لئے فرمایا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بنا رکھی ہے۔ مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعوے کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور بہرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہو رہے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میں نے مولوی صاحب سے سنا ہے کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منتر اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بڑھکر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ اور سب مشکلات خدا چاہے گا تو اسی سے حل ہو جاویں گی نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اس لئے فرمایا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری۔ (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء ص ۳)

دردِ دل سے پڑھی ہوئی نماز تمام مشکلات سے نکالتی ہے

جو شخص نماز کو چھوڑتا ہے وہ ایمان کو چھوڑتا ہے اس سے خدا کے ساتھ تعلقات میں فرق آجاتا ہے اصل میں مسلمانوں نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اسے دل کی تسکین آرام اور محبت سے نہیں بلکہ اس کی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا شروع کیا ہے تب ہی سے اسلام کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں۔ دیکھ لو کہ اسلام کے واسطے کیسا زمانہ تھا۔ ایک دفعہ تو اسلام نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا۔ جب اسے ترک کیا۔ وہ خود متروک ہو گئے۔ درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے۔ ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوتا ہے ایک عرض کرتا ہے التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ دوسرا اس کی عرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گذارش کرنیوالے کو جواب دیتا ہے نماز کا یہی حال ہے خدا کے آگے سربسجود رہتا ہے اور خدا کو اپنے مصائب اور حوائج سناتا ہے پھر آخر سچی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اسکو جواب دیکر تسلی دیتا ہے بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے ہرگز نہیں اور پھر جن کا خدا ہی ایسا نہیں وہ بھی گئے گذرے ہیں ان کا کیا دین اور کیا ایمان ہے وہ کس امید پر اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔ (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ لاہور سے شائع ہوا

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت ابوھریرہ رضؓ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب ایم۔اے پلیڈر منٹگمری

نام } عمیر نام۔ ابوہریرہ کنیت۔ دوس قبیلہ یمن میں آباد تھے۔

قبل از اسلام } بچپن میں ہی باپ کی سرپرستی سے محروم ہو گئے لہٰذا فقر و افلاس شروع سے ہی ساتھ ساتھ ہو لئے تھے۔ بسرہ بنت غزوان کے پاس محض روٹی کپڑے پر ملازم ہو گئے۔ علاوہ دیگر خدمات کے اس کی سواری کے ساتھ ساتھ ننگے پاؤں دوڑنا پڑتا تھا۔ بالآخر وہی عورت ان کے نکاح میں آ گئی (ابن سعد)

اسلام و ہجرت } طفیل بن عمر دوسی جنہوں نے مکہ میں قبولیت اسلام کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ قبیلہ دوس کے جن میں ابوہریرہ رضؓ بھی شامل تھے اسلام میں داخل ہونے کا باعث ہوئے۔

غزوات } غزوات میں ان کی شمولیت کے متعلق کوئی روایت نہیں ملتی لیکن اس قدر معلوم ہو سکا کہ آپ متعدد غزوات میں شریک ہوئے۔

عہد خلفاء } حضرت ابوبکر رضؓ کے عہد مبارک میں کہیں نمایاں طور پر نظر نہیں آتے۔ عہد فاروقی میں بحرین کے حاکم مقرر ہوئے۔ وہاں سے واپس ہوئے تو دس ہزار روپے پاس تھے عمر رضؓ نے سختی سے باز پرس کی کہ اتنا روپیہ کہاں سے ملا؟ عرض کی یہ گھوڑوں کی تجارت عطیوں اور فلاموں کے ٹیکس سے تحقیقات پر واقع صحیح ثابت ہوا۔ حضرت عمر رضؓ نے دوبارہ بحرین کی امارت پر واپس جانے کو کہا مگر انھوں نے معذرت کی حضرت عمر رضؓ نے کہا . . . . اس کی خواہش تو حضرت یوسف ؑ نے کی جو تم سے افضل تھے عرض کی وہ نبی اور نبی زادہ تھے میں بیچارہ ابوہریرہ امیہ کا بیٹا ہوں۔ میں تین باتوں سے ڈرتا ہوں (۱) ایک یہ کہ بغیر علم کے کچھ کہوں (۲) دوسرے یہ کہ بغیر حجت شرعیہ کے کچھ فیصلہ کروں اور (۳) تیسرے یہ کہ مارا جاؤں۔ میری آبروریزی کی جائے۔ اور میرا مال چھینا جائے (اصابہ ج ۷)

عہد عثمانی میں خاموش رہے البتہ جب عثمانؓ محصور ہوئے تو یہ ان کے گھر میں موجود تھے اور لوگوں کو خطاب کر کے فرماتے تھے میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ "لوگ میرے بعد فتنہ اور اختلاف میں مبتلا ہوں گے" لوگوں نے پوچھا "رسول اللہ اس وقت ہمارا کیا طرز عمل ہونا چاہیئے" فرمایا "تم امین اور اس کے حامیوں کے ساتھ ہونا چاہیئے" اس سے حضرت عثمان رضؓ کی طرف اشارہ تھا (مسند احمد) محاصرہ کے بعد واقعہ شہادت عثمان۔ جنگ جمل جنگ صفین وغیرہ میں کہیں نظر نہیں آتے اس دور فتن کے بعد امیر معاویہ رضؓ کے عہد حکومت میں پھر سیاست پر مدینہ کے قائم مقام گورنر کی حیثیت سے نمودار ہوتے ہیں

فضل و کمال } ابوہریرہ رضؓ ان جید صحابہ میں سے تھے جو حدیث کے اساطین شمار ہوتے ہیں۔ آپ بالاتفاق جماعت صحابہ میں بہت بڑے حافظ حدیث تھے آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ "ابوہریرہ علم کا ظرف ہیں (بخاری کتاب العلم)

ذوق علم } ابوہریرہ رضؓ کو علم کی بڑی جستجو تھی عام طور پر آنحضرت صلعم سے زیادہ سوال کرتے ہوئے جھجکتے تھے لیکن ابوہریرہ رضؓ سوالات کے معاملہ میں بالکل بے باک تھے۔ عبداللہ بن عمر رضؓ سے ایک شخص نے کہا کہ "ابوہریرہ رضؓ آنحضرت صلعم سے کثرت روایت کرتے ہیں انھوں نے جواب دیا "پناہ بخدا ان کی روایات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ کرنا وہ آنحضرت صلعم سے ایسے ایسے سوالات کرتے تھے جن کے کرنے کی ہم میں جرأت نہ تھی (مستدرک حاکم)

ایک دن بازار میں لوگوں سے بآواز بلند کہا کہ مسجد میں میراث نبوی تقسیم ہو رہی ہے۔ اور تم کاروبار میں مصروف ہو۔ لوگ دوڑے گئے تو سوائے قال اللہ و قال الرسول کے کچھ نہ پایا لوٹ کر ابوہریرہ سے کہا وہاں کچھ بھی نہیں تقسیم ہوتا فرمایا تم پر افسوس ہے یہی قرآن و حدیث تو تمہارے نبی کی میراث ہے۔

حدیث میں انکا پایہ } اس تلاش و جستجو نے ان کو حدیث کا بحر ذخار بنا دیا تھا عبداللہ بن عمر رضؓ جو خود بھی بڑے حافظ حدیث تھے۔ بیان کرتے تھے کہ "ابوہریرہ ہم سب سے زیادہ حدیث جانتے تھے (مستدرک حاکم)

امام شافعی کی رائے ہے کہ ابوہریرہ اپنے ہمعصر حفاظ میں سب سے بڑے حافظ تھے (تذکرۃ الحفاظ)۔ اعمش ابو صالح سے روایت کرتے ہیں کہ ابوہریرہ اصحاب رسول اللہ صلعم میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ علامہ ذہبی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ابوہریرہ رضؓ علم کے ظرف تھے اور صاحب فتوےٰ ائمہ کی جماعت میں بلند پایہ رکھتے تھے (تذکرۃ الحفاظ) حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ابوہریرہ رضؓ اپنے ہمعصر رواۃ میں سب سے بڑے حافظ تھے اور تمام صحابہ میں کسی نے حدیث کا اتنا ذخیرہ فراہم نہیں کیا (تہذیب التہذیب)

کثرت روایت کا سبب } ابوہریرہ خود اپنی کثرت روایت کے اسباب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ حالانکہ مہاجر و انصار ان حدیثوں کو بیان نہیں کرتے۔ مگر ہمارے معترضین اس بات پر غور نہیں کرتے کہ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصار اپنی زراعت کی دیکھ بھال میں مصروف۔ میں محتاج آدمی تھا۔ میرا سارا وقت آنحضرت صلعم کی صحبت میں گذرتا تھا۔ ابو عامر روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت طلحہ رضؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے آ کر کہا "ابو محمد آج تک ہم کو معلوم نہ تھا کہ یہ یمنی (ابوہریرہ رضؓ) اقوال نبوی کا بڑا حافظ ہے یا تم لوگ؟ انھوں نے جواب دیا کہ "بلا شبہ انھوں نے بہت سی ایسی حدیثیں سنیں جو ہم لوگوں نے نہیں سنیں اور بہت سی ایسی باتیں جانتے ہیں جو ہمارے علم سے باہر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ دولت و جائداد والے تھے ہم عیالدار تھے اور ان میں مصروف رہتے تھے صرف صبح و شام آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر لوٹ آتے تھے اور ابوہریرہؓ مسکین تھے مال متاع کی زحمتوں اور بال بچوں کی ذمہ داری سے سبکدوش تھے، اس لئے آنحضرت صلعم کے ہاتھ میں ہاتھ دئے آپؐ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے ہمیں یقین ہے کہ انھیں ہم سب سے زیادہ احادیث نبویؐ سننے کا موقع ملا ہم میں سے کسی نے ان پر یہ اتہام نہیں لگایا کہ وہ رسول کریم صلعم سے بغیر سنے کوئی حدیث بیان کرتے ہوں۔ (مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے تھے کہ "ابوہریرہ ہم سب سے زیادہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر رہتے تھے (مستدرک حاکم)

ایک دفعہ مروان نے کہا کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں حالانکہ حضور کی وفات سے چند سال پہلے مدینہ آئے بولے "جب میں مدینہ میں آیا تو میری عمر تیس سال سے کچھ اوپر تھی اور آپؐ کی وفات تک سایہ کی طرح آپؐ کے ساتھ رہا۔ حضورؐ کی خدمت کی سعادت حاصل کی لڑائیوں میں حضور کیساتھ شریک ہوا۔ آپؐ کی معیت میں حج کرتا تھا لہٰذا مجھے دوسرے لوگوں سے زیادہ احادیث سننے کے مواقع میسر آئے خدا کی قسم وہ جماعت جو مجھ سے قبل آپؐ کی صحبت میں تھی وہ بھی اس بات کی معترف تھی اور وہ لوگ مجھ سے حدیثیں پوچھا کرتے تھے ان پوچھنے والوں میں عمر رضؓ۔ عثمان۔ طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں (اصابہ)

ایک دفعہ ابوہریرہ رضؓ نے آنحضرت صلعم سے نسیان حدیث کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا چادر پھیلاؤ انھوں نے چادر پھیلائی آپؐ نے اس میں دونوں دست مبارک ڈالے پھر فرمایا اس کو سینہ سے لگا لو کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں پھر کبھی نہ بھولا" (بخاری)

حدیثوں کا ضبط تحریر } حضرت ابوہریرہ رضؓ احادیث کے متعلق بہت محتاط تھے۔ جو کچھ سنتے تھے قلمبند کر لیتے تھے (مستدرک)

اشاعت حدیث } جس فیاضی و افراط کرم سے اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ کا دامن علمی جواہر سے بھر دیا تھا اسی فیاضی سے انھوں نے سارے عالم کو۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جہاں بھی کوئی مسلمان مل گیا اسے اس دولت میں شریک کیا۔ آپ کے دامن کمال میں جس قدر جواہر تھے عام مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے لیکن وہ احادیث جو فتنہ سے متعلق تھیں منہ سے نہ نکالیں اس خوف سے کہ یہ خود فتنہ کی بنیاد نہ بن جائیں۔ فرماتے تھے کہ میں نے احادیث نبویؐ دو ظروف میں محفوظ کی ہیں ایک ظرف کی تو پھیلا دیں۔ اگر دوسرے حصہ کو بیان کر دوں تو شاہ رگ کاٹ دی جائے (بخاری)

صوفیا کہتے ہیں کہ وہ اسرار توحید کی امانت تھی متکلمین کہتے ہیں کہ وہ اسرار دین (شریعت) تھے لیکن محدثین کا فتوےٰ یہی ہے کہ وہ فتنہ کی حدیثیں تھیں۔

ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر سورہ بقرہ کی یہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون

ترجمہ:- "ان لوگوں پر جو ہمارے نازل کئے ہوئے کھلے ہوئے احکام اور ہدایت کی باتوں کو جن کو ہم نے لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دیا ہے چھپاتے ہیں خدا بھی لعنت بھیجتا ہے۔ اور لعنت بھیجنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں" نہ ہوتی تو میں کبھی حدیث بیان نہ کرتا۔ (بخاری باب العلم)

حضرت ابوہریرہ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے ان میں ۳۲۵ متفق علیہ (بخاری مسلم) ہیں اور ۷۹ میں بخاری اور ۹۳ میں مسلم منفرد ہیں (تہذیب الکمال)

آپ کے رواۃ اور تلامذہ کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا اکابر صحابہ میں زید بن ثابت رضؓ ابو ایوب انصاری رضؓ۔ عبداللہ بن عباس رضؓ عبداللہ بن عمر رضؓ۔ ابی بن کعب رضؓ۔ انس بن مالک رضؓ۔ ابوموسیٰ اشعری رضؓ۔ عبداللہ بن زبیر رضؓ جابر بن عمر رضؓ۔ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ اور عام صحابہ و تابعین کی مختصر فہرست ۱۰۴ پر مشتمل ہے مگر صحابہ و تابعین ملا کر ان کے رواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہو جاتی ہے (تہذیب التہذیب)

فقہ } اگرچہ ابوہریرہ تفقہ میں کوئی امتیازی درجہ نہیں رکھتے تاہم وہ مدینہ کے فقہا میں شمار ہوتے تھے (اعلام الموقعین)

(باقی برصہ ۵)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۵ شوال ۱۳۶۵ھ م ۵ ستمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۳۶

خلیفہ صاحب قادیان کا ایک تازہ خواب

ایک مکفر مذہبی لیڈر کی طرف سے مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت

خلیفہ صاحب قادیان کا ایک مضمون "لا انذار" کے عنوان سے الفضل مؤرخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا ہے جس میں ان کی ایک خواب اور اس کی تعبیر درج ہے۔ اس خواب کے ذریعہ مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دی گئی ہے ---- خواب میں خلیفہ صاحب کو مختلف علاقوں کے مسلمان بادشاہ بیٹھے دکھائی دیتے ہیں جن کے درمیان کوئی اتحاد اور صلح کا معاہدہ ہو رہا ہے اور معاہدہ کرانے کیلئے خلیفہ صاحب کو درمیان میں ثالث کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ اس مذکورہ خواب میں خلیفہ صاحب جو عصر حاضر میں دنیائے اسلام کے سب سے بڑے مکفر اور اتحاد اسلامی کو پاش پاش کرنیوالے شخص ہیں ایک مسلمان بادشاہ کو مخاطب کر کے اسے یوں اتحاد کی تلقین کرتے ہیں:-

"دیکھو یہ وقت اسلام کے لئے اتحاد کا وقت ہے (جب یہ فقرہ میں نے کہا تو معاً میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ لوگ کہیں گے کہ آپ کی جماعت بھی تو دوسرے مسلمانوں سے عقائد میں اختلاف رکھتی ہے۔ اور نماز وغیرہ امور میں دوسروں سے الگ رہتی ہے۔ پس اس شبہ کے ازالہ کیلئے میں نے معاً اس کے بعد فقرات بڑھا دیئے کہ) مذہبی اختلاف باہمی کتنا بھی ہو مگر اسلام کی ظاہری شوکت کی حفاظت کے لئے تو مسلمانوں کو جمع ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا بھی تو اثر اسلام کی اندرونی ترقی پر پڑتا ہے۔ پھر میں نے کہا دیکھو جو شخص ایسے نازک وقت میں بھی اتحاد کے لئے کوشش نہیں کرتا وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گردن اونچی کس طرح کر سکیگا جب میں نے یہ فقرہ کہا تو میرے دل میں بہت زیادہ جوش پیدا ہو گیا۔ اور رقت کے ساتھ میرے گلے میں پھندا پڑ گیا۔ اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے اپنے سامنے کے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے کے پھٹے ہوئے کپڑے دیکھتا ہے۔ تو اس کے دل میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور رقت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ مگر تمہیں یہ خیال نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی طرف منسوب ہونیوالوں کا تفرقہ دیکھتے ہوں گے تو ان کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ جو شخص ایسے وقت میں بھی باہمی اتحاد کی طرف قدم نہیں اٹھاتا یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گردن اونچی کر کے کھڑا نہیں ہو سکے گا۔"

اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے مضمون کے آخری حصہ میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:-

"میں نے اس کی یہ تعبیر کی۔ کہ شاید ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی نجات کے لئے ایک بین الاقوامی اتحادی سکیم جاری کرنی پڑے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مگر بہرحال اس رؤیا نے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کے لئے ایک نہایت ہی نازک دور آ رہا ہے اور مسلمانوں کو دنیوی اور سیاسی معاملات میں اپنے آپ کو متحد کر لینا چاہیئے اور ہر شخص کو دوسرے تمام امور کی نسبت اتحاد کو مقدم کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اسی میں مسلمانوں کی نجات ہے۔ یہ نہایت ہی مشکل بات ہے۔ آسان بات نہیں۔ اس وقت مختلف مسلمان گروہوں کی طبائع میں اس قدر اختلاف پیدا ہو چکا ہے کہ وہ اختلافی مسائل پر زور دینا زیادہ پسند کرتے ہیں بہ نسبت اتحاد کی کوشش کے بحیثیت مجموعی انہیں مسلمانوں کی بہبودی کی اتنی فکر نہیں جتنی ہر پارٹی کو اپنی پارٹی کی فکر ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ دنیائے اسلام پر یہ نہایت نازک دور ہے اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کے لئے انگریز اور ہندو کے اتحاد نے زندگی اور موت کا سوال پیدا کر دیا ہے اس موقعہ پر مسلمانوں کو صرف اتحاد بچا سکتا ہے اختلاف ان کے لئے مہلک ہے لیکن مسلمانوں کے لئے وہی اتحاد مفید ہو گا جس کی بنیاد خلوص اور صداقت پر ہو گی نہ کہ سیاست اور ڈپلومیسی پر۔ خلیفہ صاحب قادیان نے مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دی ہے اور اس کی تائید میں انھوں نے اپنا ایک خواب بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ اتحاد کی دعوت دیتے ہوئے خلیفہ صاحب کو خود بھی اس امر کا احساس ہے کہ ان کی یہ دعوت خلوص اور صداقت پر مبنی نہیں ہے ان کے گذشتہ تیس سالہ مسلک اور اس دعوت میں بعد المشرقین ہے چنانچہ ان کا یہ احساس اس اقتباس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے جس کو ہم نے ان کی خواب میں سے اوپر درج کیا ہے۔ خلیفہ صاحب نے اپنے عہد میں ایک جماعت کو منظم کر کے دنیائے اسلام کے سب مسلمانوں کی تکفیر کی۔ اور انہیں ایک جدید نبوت کے انکار کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ ۱۹۱۱ء میں خلیفہ صاحب نے مسلمانوں کی تکفیر شروع کی انھوں نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون "مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" کے عنوان سے لکھا اس رسالہ کے صفحہ ۱۲۹ پر جملہ مسلمانان عالم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہوئے ان سے شدید اختلاف کی ابتدا کی:-

"تیسری بات یہ معلوم ہوتی کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اس لئے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے" اور صفحہ ۱۴۱ پر لکھا:-

"پس نہ صرف اسکو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"

اور آج تک وہ اپنے اسی مسلک پر قائم ہیں اور اس مسلک کی وجہ سے ان میں اور دوسرے مسلمانوں میں اختلاف کا ایک سمندر حائل ہے کیونکہ ان کا اختلاف جزوی اور فروعی نہیں بلکہ بنیادی اور اصولی ہے جب تک خلیفہ صاحب نبوت اور تکفیر کے متعلق اپنے مسلک میں اصلاح نہیں کرتے اس وقت تک ان کی طرف سے اتحاد کی دعوت کو خلوص اور صداقت پر مبنی نہیں سمجھا جا سکتا اگر واقعی خلیفہ صاحب مخلصانہ طور پر مسلمانوں میں اتحاد کے خواہشمند ہیں تو انہیں اپنے فاسد عقائد کو اس اتحاد کے لئے مسمار بنانا چاہیئے۔ خلیفہ صاحب اور ان کے علماء اگر اخلاقی جرأت سے کام لیتے ہوئے اپنے عقائد کی اصلاح نہ کریں گے تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ زمانہ کا مزاج بدل چکا ہے اس کے تقاضے بدل چکے ہیں یہ زمانہ ان کے فاسد عقائد کا متحمل نہیں ہو سکتا اگر ان کو ملت اسلامیہ کے اندر رہتے ہوئے اپنی بقا کی خواہش ہے تو انہیں اپنے مسلک کو بدلنا پڑے گا اور اگر وہ یہ خواہش نہیں رکھتے تو ان کی پالیسی کا یہ مرغ باد نما آنے والے طوفان کا حریف نہیں ہو سکیگا ٹوٹ جائیگا اور انہیں ملت اسلامیہ سے کٹ کر علیحدہ ہونا پڑے گا ان کے لئے صرف دو راستے کھلے ہیں بنیادی اتحاد کا یا بنیادی اختلاف کا اس کے علاوہ ان کے لئے کوئی راستہ کھلا نہیں ---- وہ اتحاد کی سطحی دعوتیں دے کر قدرت کی مکافات سے بچ نہیں سکتے۔ انھوں نے اتحاد کی دعوت دینے کی وجہ سے جماعت احمدیہ لاہور اس کے بزرگوں اور اس کے عظیم المرتبت لیڈر کو بدنام کیا ہے اور گذشتہ برسوں سے ذریعہ ان کے خلاف وہ غلط فہمیاں پھیلائی ہیں اور ایسے الزامات ان پر عائد کئے ہیں جو صریح جھوٹ پر مبنی ہیں۔ آخر جماعت احمدیہ لاہور کا صرف یہی قصور تھا کہ وہ بانئے سلسلہ احمدیہ کو امت محمدیہ کا مسیح اور عظیم الشان مجدد سمجھتی ہے اور ان کی طرف نبوت نہیں بلکہ مجددیت اور محدثیت کا دعوے منسوب کرتی ہے جو حضرت بانئے سلسلہ کے اپنے ارشاد پر مبنی ہے کہ نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور ان عقاید کے ساتھ ساری اسلامی دنیا کو سچے اتحاد اور اتفاق کی دعوت دیتے ہوئے انہیں اشاعت اسلام کے عظیم الشان پروگرام کے لئے حضرت مجدد صد چہاردہم کے جھنڈے تلے جمع کرنا چاہتی ہے۔ یہ اتحاد کی دعوت پختہ بنیادوں پر قائم ہے یا خلیفہ صاحب کی وہ کھوکھلی سیاست زدہ دعوت جس کے اوپر تو مصلحت اندیشی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اتحاد کا لیبل لگایا گیا ہے لیکن جس کے اندر اختلاف اور تفریق کے خطرناک عزائم پوشیدہ ہیں خلیفہ صاحب پر روشن ہونا چاہیئے کہ اتحاد کی عمارت پختہ بنیادوں پر قائم ہو سکتی ہے کھوکھلی اور کچی بنیادوں پر قائم نہیں رہ سکتی۔ بیشک اس وقت مسلمانوں کو اتحاد کی ضرورت ہے لیکن اس اتحاد کی جو نیک نیتی اور صداقت پر مبنی ہو اور جو مذہبی لیڈر اس وقت مسلمانوں کو سچے اتحاد کی دعوت نہیں دیتا وہ خود فریب خوردہ ہے اور دوسروں کو بھی دھوکا دینا چاہتا ہے خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت پر واضح ہونا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے فاسد عقائد کو ترک نہیں کریں گے تو زمانہ خود انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دے گا ایچا پیچیاں اور مصلحت اندیشیاں انہیں تباہی سے نہیں بچا سکتیں اور نہ اس نظام کو بچا سکتی ہیں جو ان فاسد عقاید کی بنیادوں پر کھڑا ہے ؟

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— محترم حاجی شیخ مولا بخش صاحب ملٹری ٹھیکیدار آجکل ڈلہوزی میں بیمار ہیں اور وہاں کے سول ہسپتال میں داخل ہیں احباب سلسلہ شیخ صاحب موصوف کی شفایابی کیلئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

سانحہ ارتحال اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ماسٹر محمد یعقوب صاحب چمبہ والے وفات پا گئے إنا لله وإنا إليه راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

دہلی میں نماز عید الفطر

محترم مولانا عبد الرحمن صاحب جالندھری دہلی سے تحریر فرماتے ہیں:-

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے نماز عید الفطر ایڈورڈ پارک متصل جامع مسجد کے میدان میں پڑھی جماعت کے احباب کے علاوہ چند غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے خواتین کے لئے قنات لگا دی گئی تھی چند خواتین بھی تشریف لائیں خطبہ مکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی نے اسلامی عید کے فلسفہ پر پڑھا جو نہایت عالمانہ اور معارف تھا۔ سامعین حضرات اس خطبہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اس رمضان المبارک میں اپنے دارالمطالعہ میں روزانہ قرآن شریف کے درس اور عربی کلاس کا انتظام کیا گیا۔ صبح کی نماز باجماعت دارالمطالعہ میں مکرم سید صاحب موصوف پڑھاتے

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی اہمیت

جہاد بالقرآن سے مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

امام وقت کی جماعت بھی کلی طور پر اس جہاد میں مصروف نہیں

غفلت دور کرو اور خدا کے راستہ میں مضبوط قدم اٹھاؤ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی مؤرخہ ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین

سورہ بقرہ کے آخری فقرات کی اہمیت یہ سورہ بقرہ کے آخری فقرات ہیں اور ان میں جو دعا سکھائی گئی ہے وہ سورہ فاتحہ کے بعد اہم ترین دعا ہے اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات میں سورہ بقرہ کی دو آخری آیتوں کو پڑھتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ہیں گویا ان الفاظ میں آپ نے ہر مسلمان کو ہر رات ان دو آیتوں کے پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے اور یہ فضیلت سوائے فاتحہ کے اور کسی دعا کو نہیں کہ اس پر مداومت کی تاکید کی گئی ہو۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ خواتیم بقرہ وہ نور ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ ان سب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاتحہ کے بعد جس دعا کو سب سے بڑھکر اہمیت دی گئی ہے وہ یہی دعا ہے جو ان آیات میں سکھائی گئی ہے۔

اس ساری دعا کا نچوڑ اب اس پر غور کرنا ہے کہ ان الفاظ کا کیا منشا ہے فاتحہ اور خواتیم بقرہ میں وہ کونسی ایسی بات ہے جسے فاتحہ کی طرح ہی اہمیت دی گئی ہے اس ساری دعا میں باتیں تو اور بھی بہت ہیں۔

ربنا لاتؤاخذنا۔ ربنا ولاتحمل علینا اصراً۔ ربنا ولاتحملنا۔ جس کا خلاصہ پھر یوں دہرایا۔ واعف عنا۔ ہماری خطائیں معاف کر دے۔ واغفر لنا ہماری حفاظت فرما۔ تاکہ ہم سے تیری نافرمانی صادر نہ ہو وارحمنا اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے۔ مگر ان سب باتوں کا نچوڑ ان پانچ لفظوں میں بیان فرمایا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ ہمیں کافروں پر غلبہ اور فتح دے۔ گویا ساری دعا کا نچوڑ یہی پانچ لفظ ہیں فانصرنا علی القوم الکافرین۔

یہ نور آنحضرت صلعم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا کہا جائیگا کہ فتح اور غلبہ کی دعاؤں کا تعلق جنگ سے ہوتا ہے۔ جہاں دو فریق مقابل میں میدان میں نکلے ہوئے ہوں یہ درست ہے کہ ظاہری جنگ سے فتح اور غلبہ کا تعلق ہوتا ہے لیکن اگر یہ دعا صرف ظاہری جنگوں سے متعلق ہوتی تو نبی کریم صلعم یہ کیوں ارشاد فرماتے کہ یہ ایک نور ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ ظاہری جنگیں تو پہلے نبیوں کو بھی پیش آئیں اور انہوں نے بھی فتح اور غلبہ کی دعائیں کیں اور ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول بھی فرمایا۔ یہ تاریخی واقعات ہیں اور خود قرآن کریم میں اس کی شہادت عام رنگ میں موجود ہے وکاین من نبی قتل معه ربیون کثیرا (آل عمران ۔ ۱۴۵) اور اس سے اگلی آیت میں ہے کہ ان کی دعا بھی یہی تھی وما کان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین تو جہاں تک میدان جنگ میں غلبہ اور فتح کا ذکر ہے یہ دعا سب نبیوں کو سکھائی گئی اس لئے جنگ میں میدان فتح کی دعا وہ نور نہ ہوا جو آنحضرت صلعم سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا بلکہ اس نور میں سب نبیوں کا اشتراک ہے

اسلام کا ہمیشہ کے لئے کفر پر غلبہ علاوہ ازیں اس موقعہ پر کسی جنگ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے قریب قریب بھی کہیں نہیں اور پھر اس کا کیا منشا تھا کہ ہر مسلمان رات کے وقت یہ آیتیں ضرور پڑھے اور یہ دعا ضرور مانگے۔ گویا اسے رات کی نماز یعنی تہجد کا خاص حصہ قرار دیا ہے۔ جس غلبہ اور فتح کی یہاں بشارت ہے اور جس کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے وہ اگر ظاہری جنگ سے تعلق رکھتا ہوتا تو آپ نے یہ فرمایا ہوتا کہ جب تمہیں اعداء سے جنگ پیش آئے۔ اس وقت یہ دعا مانگا کرو یہ نہ کہا جاتا کہ ہر مسلمان ہر رات کو یہ دعا مانگا کرے اصل بات یہ ہے کہ اسلام کو ایک خصوصیت حاصل ہے جو اور کسی مذہب کو نہیں اور وہ ہے اس کا ہمیشہ کے لئے کفر پر غلبہ۔ ظاہری جنگیں تو مسلمانوں کو کبھی کبھی پیش آئیں مگر اسلام اور کفر میں ایک روحانی جنگ ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور ہمیشہ چلی جائے گی۔ اس روحانی جنگ میں اسلام کفر پر غالب آتا جائیگا۔ یہاں تک کہ خدا کا وہ وعدہ پورا ہو جو بالصراحت قرآن کریم میں موجود ہے لیظهره علی الدین کله، اسے تمام دینوں پر غالب کر دے یہی وہ ہمیشگی کا غلبہ ہے جو اسلام کو دیا گیا جو دنیا کا آخری مذہب تھا اور اس ہمیشگی کے غلبہ کے لئے ہی یہ دعا ہے جسے وہ نور قرار دیا گیا جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اسلام اور کفر کے درمیان ایک عظیم الشان جنگ ہے جو جب سے اسلام دنیا میں آیا شروع ہوئی اور جب تک اسلام دنیا میں رہے گا یہ جاری رہے گی اور اسی جنگ میں غلبہ کے لئے یہ دعا سکھائی گئی اسی لئے ہر مسلمان کو تاکید کی گئی کہ وہ رات کو اٹھے اور خدا کے آگے گر کر یہ دعا کرے فانصرنا علی القوم الکافرین اے خدا تو ہم کو جو تیرے دین کو دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں کافروں پر فتح عطا فرما۔ اور اسلام کو کفر پر غالب کر دے۔

جہاد کی فضیلت مسلمان کا جہاد دو قسم کا تھا جہاد بالسیف جب ضرورت پیش آئے جہاد بالقرآن ہر وقت اور ہر آن میں۔ یہی جہاد بالقرآن ہے جو مسلمانوں نے ترک کر دیا اس جہاد بالقرآن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی تھی فانصرنا علی القوم الکافرین، مگر اس طرف سے مسلمانوں کی توجہ بالکل پھر گئی اور اس زمانہ کے امام نے اس امت کے مسیح نے اسی جہاد کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اور جہاد۔ بہت سے مسلمان ہیں جو جہاد کو اسلام کے ارکان میں سے نہیں سمجھتے۔ مگر نبی کریم صلعم نے جہاد کو اتنا بلند قرار دیا تھا کہ جب آپ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کونسا ہے تو آپ نے فرمایا شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله۔ تب اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا عمل ہے تو فرمایا جہاد فی سبیل اللہ اور ایک شخص نے پوچھا مجھے کوئی اور عمل بتایئے جو جہاد کے برابر ہو تو آپ نے فرمایا میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر فرمایا کیا تم میں طاقت ہے کہ مسجد میں داخل ہو جاؤ اور نمازیں کھڑے رہو اور آرام نہ کرو اور روزے رکھتے چلے جاؤ اور کبھی بیچ میں روزہ نہ چھوڑو اور ایک حدیث ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں افضل کون ہے تو آپ نے فرمایا

مؤمن یجاهد فی سبیل الله بنفسه وماله

وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد میں مصروف ہے۔

جہاد بالقرآن کو مسلمانوں نے ترک دیا اب غور کرو کہ مسلمانوں میں سے وہ کونسی چیز ہے جو کلی طور پر نکل گئی ہے نماز کلی طور سے نہیں نکلی۔ کروڑوں خدا کے بندے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں نماز کے پابند ہیں تہجد پڑھتے ہیں۔ بالخصوص ترکی میں تو رمضان کے مہینہ میں جا کر دیکھو تو مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوتی ہیں۔ روزے مسلمانوں میں سے نہیں نکلے بلکہ بہتیرے مسلمان ہیں جو نماز کے پابند نہیں مگر روزوں کے پابند ہیں۔ بعض تو روزوں کی خاطر جان تک بھی دے دیتے ہیں۔ زکوٰۃ مسلمانوں میں سے نہیں نکلی۔ اب بھی ہزاروں لاکھوں خدا کے بندے ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں گو وہ زکوٰۃ صحیح مصرف پر نہیں لگتی بلکہ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں جا کر گداگری کی موید ہوتی ہے وہ چیز جو گداگری کو بند کرنے کے لئے آئی تھی اسے مسلمانوں نے گداگری کی ترویج کا ذریعہ بنا لیا۔ حج مسلمانوں میں سے نہیں نکلا لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہر سال حج کے لئے جاتے ہیں۔ خطرناک سے خطرناک مشکلات کے اندر بھی جاتے ہیں۔ اسلام کے چار ارکان پر کم و بیش مسلمانوں کا عمل ہے مگر ایک رکن ہے جس پر آج مسلمانوں کا قطعاً عمل نہیں جو مسلمانوں کے اندر سے کلی طور پر نکل چکا ہے وہ ہے جہاد۔ جہاد بالسیف ویسے نہ رہا کیونکہ قاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم کی شرط پوری نہ ہو تو کس سے جہاد کریں۔ جہاد بالقرآن کو مسلمانوں نے خود ترک کر دیا یہی وہ رکن اسلام ہے جس کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی نے فرمایا تھا کہ جس قوم نے جہاد چھوڑا اسے خدا ذلیل کر دیتا ہے اور یہی وہ رکن ہے جسے آج مسلمانوں نے بکلی ترک کر دیا اس لئے امام وقت نے اسی جہاد کی طرف جہاد بالقرآن کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی جہاد بالقرآن پر ہی اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ جہاد بالقرآن کو اپنی جماعت کے لئے اس قدر ضروری قرار دیا کہ فرمایا جو شخص اس جہاد میں حصہ نہیں لیتا وہ احمدی نہیں۔

بہت سے احمدی جہاد بالقرآن سے دور پڑے ہوئے ہیں مگر کیا امام وقت کی جماعت کلی طور پر اس جہاد میں مصروف ہے؟ افسوس ہے کہ اس کا جواب بھی اثبات میں دینا مشکل ہے بہت احمدی ہیں جو احمدیت کیسا تھ محض نسبت کر رہے ہیں جو جہاد بالقرآن سے اس طرح دور پڑے ہوئے ہیں جس طرح دوسرے مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ پہلا مسیح ہمارے لئے کفارہ بن گیا تھا دوسرا مسیح بھی ہمارے لئے کفارہ بن کر آیا ہے۔ اسے جہاد و مال لو مسیح اور ہندنی مان لو چھٹی ہوئی۔ جہاد وہ قوم کر سکتی ہے جو اپنے مالوں کو بھی خدا کی راہ میں لگا دے اور جانوں کو بھی۔ رکن جہاد کا احیاء یوں نہیں ہوگا کہ ہم منہ سے کہتے رہیں کہ جہاد بالقرآن ضروری ہے اس کا احیاء صرف ایک ہی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم سب کے سب اس جہاد میں نکل پڑیں ابھی ہم میں بہت لوگ ہیں جو اس سے دور

پڑھے ہوتے ہیں ان کو اپنے نفسوں کی فکر ہے کہ ہمارا لباس یہ ہو۔ اور مکان اس طرح آراستہ ہو۔ بچے ولایت سے تعلیم حاصل کر آئیں ان کے لئے ہم خود بھی بہت سی دولت کما کر چھوڑ جائیں۔ ان چیزوں پر ان کا مال خرچ ہوتا چلا جائے انہیں برا معلوم نہیں ہوتا بوجہ نظر نہیں آتا۔ مگر ان سے کہو کہ ایک آنہ فی روپیہ اپنی آمدنی سے جہاد بالقرآن کے لئے خرچ کرو تو اس کے لئے ہر قسم کے عذر سامنے آ جاتے ہیں۔ گرانی بہت ہے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ یہ تو ایک طبقہ ہے۔ مگر یہ اپنے ان بھائیوں کی طرف نہیں دیکھتے جو ان سے کم کماتے اور ایک آنہ فی روپیہ کیا اپنی آمدنی کا دسواں حصہ بھی دیتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی خرچ کرتے ہیں کیا یہ انصاف ہے کہ ایک جماعت کے ممبر ہوں اور پانچ پانچ سو ہزار ہزار دو دو ہزار کمانے والے جن پر خدا نے اپنے فضل کے دروازے کھولے ہیں۔ ان کو تو اپنے نفسوں کی فکر ہو اور جو غریب ہیں وہ قربانیاں کریں۔ خدا کے لئے سوچو کیا آپ کے دلوں سے کبھی یہ دعا کی تڑپ سے نکلتی ہے۔ فانصرنا علی القوم الکافرین جب اس غلبہ کے حاصل کرنے کے لئے آپ ہاتھ ہلانا نہیں چاہتے پیسہ خرچ کرنا نہیں چاہتے تو اس دعا کے لئے تڑپ کس طرح پیدا ہو گی۔

مالدار لوگوں کی افسوسناک حالت

یہ تو ایک طبقہ ہوا ایک دوسرا طبقہ مالداروں کا ہے جن کو خدا نے اس قدر دیا ہے کہ اس مال کا حساب کرنے میں ہی ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ یہ مال تو خدا نے اسی لئے دیا تھا کہ اسے خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ مگر اس کے لئے ان کے سینے نہیں کھلتے۔ مال جب زیادہ ہو جائے تو اس کی محبت دل کو پتھر کر دیتی ہے۔ خدا کے نام پر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے۔ جہاد بالقرآن کے لئے خرچ کرنے کو دل نہیں کھلتا۔ وصیتوں کی تحریک ہوئی مگر بہت سے مالداروں کو اب تک وصیت کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ گویا انھوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سارا مال ساتھ لے جائیں گے یا یہ کہ ان کے بچے صرف ...... ان کے چھوڑے ہوئے مال سے بیٹھ کر کھائیں گے خود کچھ کمانے کے قابل نہ ہوں گے۔ اب اپنی آمدنی میں سے حساب کر کے ایک آنہ فی روپیہ چندہ دینے کی تحریک ہے۔ جماعت کا مالدار حصہ اگر توجہ کرے اور انہیں یہ یاد رہے کہ انھوں نے بھی امام وقت کے ہاتھ پر کبھی اقرار کیا تھا کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ کبھی اپنی انجمن کو مسیح موعود کا جانشین مانا تھا۔ تو آج دس مشن باہر بھیجنے کے لئے ایک لمحہ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں کہ ان کے لئے سامان کہاں سے آئیگا۔

بعض غربا بھی سست ہیں

مگر امرا کیا ابھی تو میں غرباء کو بھی سست دیکھتا ہوں بعض دیہاتی جماعتیں ایسی ہیں جن میں شاید دس پندرہ فیصدی باقاعدہ چندہ دینے والے ہونگے شہروں کی جماعتوں میں بھی ابھی کئی جگہ پچاس فیصدی آدمی ایسے ہیں کہ وہ ممبر ہونے کی شرط کو پورا نہیں کرتے۔ یہ لاپرواہی کب تک رہے گی؟ خدا کا کام نہیں رکے گا۔ مگر وہ کام کے لئے کسی اور جماعت کو چن لے گا۔

پورے عزم کیساتھ جہاد کے میدان میں کود پڑو

خدا کی نصرت اپنے دین کے لئے ضرور آئے گی اور وہ زبردست نصرت آئے گی کہ خدا کی ہستی کا نظارہ دکھا دیگی۔ مگر ابھی وہ رکی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ ابھی جماعت کے دلوں میں روک ہے۔ کچھ لوگوں نے خدا کی راہ میں بڑا مضبوط قدم اٹھایا ہے اور اپنے اقرار کو جو امام وقت کے ہاتھ پر کیا تھا پورا کیا ہے مگر ضرورت ہے کہ ساری جماعت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے اکٹھا قدم اٹھائے علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ۔ فراخی والا اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے اور تنگی والا اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے تہجد کی دعا کا وظیفہ فانصرنا علی القوم الکافرین کو بنالو۔ مگر یہ آواز عرش در سے آپ کے دلوں سے اٹھے کہ سب سے پہلے آپ کے اپنے دل پر اس کا اثر ہو۔ اپنی غفلتوں پر جو دین حق کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اب تک ہوتی ہیں تمہاری چیخیں نکل جائیں اور جس طرح کفن باندھ کر سپاہی میدان میں جاتا ہے آپ بھی اس روحانی جنگ کے میدان میں کود پڑیں اور یہ عزم کر کے کود پڑیں کہ دنیا میں کوئی مصیبت اٹھانی پڑے مگر خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کا جو کام ہو رہا ہے اس میں آپ پھر سستی کو قریب نہ آنے دیں گے جب تک یہ سپاہیانہ عزم دلوں میں پیدا نہ ہو اس روحانی جنگ میں ہم بھی شامل نہیں ہو سکتے جو اسلام اور کفر کی جنگ ہے ہماری حیثیت بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح محض تماشائی کی ہوگی۔ اور جوابدہی کے وقت جو ندامت ہوگی کہ ہم اقرار کر کے پھر گئے اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے مگر پھر ندامت کام نہ آئے گی۔

"پیغام صلح" احمدی کی توسیع اشاعت کرنا ہر ایک بھائی کا فرض ہے۔

(بقیہ صہ ۲)

اخلاق وعادات

اگرچہ آپ کو صحبت نبوی سے فیضیاب ہونیکا موقعہ صرف چار سال ملا لیکن یہ قلیل مدت کیفیت کے اعتبار سے مدت طویل کا رنگ پکڑ گئی متواتر ملازمت رسول کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ پر تعلیمات نبوی کا بہت گہرا رنگ چڑھا اور اسلامی تعلیم کا مکمل ترین نمونہ بن گئے۔

خوف قیامت

دیگر صحابہ کی طرح حضرت ابوہریرہ خوف خدا اور قیامت کے احتساب سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ ایک دفعہ جب ابوہریرہ رضہ درس حدیث کے بعد فارغ ہوئے تو شفیا اصبحی رضہ نے جو اتفاقاً مدینہ آئے ہوئے تھے ابوہریرہ رضہ سے کہا کہ رسول اللہ صلعم سے ایسی حدیث سنایئے جس کو آپ نے ان سے سنا ہو۔ سمجھا ہو۔ اور رجانا ہو (یعنے جس نے آپ کی ہستی کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے) ابوہریرہ رضہ نے کہا ایسی ہی حدیث بیان کروں گا یہ کہا اور چیخ مار کر بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو کہا میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ نے اس گھر میں بیان فرمائی تھی اور اس وقت میرے اور آپ کے سوا کوئی نہ تھا یہ الفاظ ابھی منہ میں تھے کہ پھر ازخودی کا عالم طاری ہو گیا۔ بیہوش کر منہ کے بل گر پڑے شفیا اصبحی رضہ نے تھام لیا اور دیر تک سنبھالے رکھا ہوش میں آئے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن خدا تعالےٰ بندوں کے فیصلہ کے لئے اترے گا۔ تو سب سے پہلے تین آدمی طلب کئے جائیں گے (۱) عالم قرآن (۲) شہید اور (۳) دولتمند۔ پھر خدا تعالےٰ عالم سے پوچھے گا۔ کیا میں نے تجھ کو قرآن کی تعلیم نہیں دی تھی۔ وہ کہے گا "ہاں یا اللہ" فرمائیگا تو نے اس پر عمل کیا؟ وہ کہے گا "راتدن اس کی تلاوت کرتا تھا" خدا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو اس لئے تلاوت کرتا تھا کہ لوگ تجھکو قاری کا خطاب دیں۔ پھر دولتمند سے سوال کرے گا کیا میں نے تجھ کو صاحب مقدرت کر کے لوگوں کی احتیاج سے بے نیاز نہیں کر دیا؟ وہ کہے گا ہاں یا اللہ۔ فرمائے گا تو نے کیا کیا؟ وہ کہیگا صلہ رحمی کرتا تھا۔ صدقہ دیتا تھا "خدا فرمائے گا "تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ اس سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تو فیاض اور سخی کہلائے۔ پھر وہ جسکو راہ خدا میں جان دینے کا دعوےٰ تھا پیش کیا جائیگا اس سے سوال ہوگا تو کیوں مارا گیا؟" وہ کہے گا۔ تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا۔ میں تیری راہ میں لڑا اور مارا گیا" خدا فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو چاہتا تھا کہ تو دنیا میں جری اور بہادر کہلائے تو یہ کہا جا چکا۔ یہ حدیث بیان کر کے رسول اللہ صلعم نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ ابوہریرہ سب سے پہلے انہیں تینوں سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی (ترمذی) (دولتمند سخاوت کر کے سخی کہلایا اور قرآن پڑھنے والا قاری)

محبت رسول

حضرت ابوہریرہ ہمیشہ جمال نبوی سے سیراب رہتے تھے ایک موقعہ پر اس بات کا اظہار بھی اس طرح فرمایا "یا رسول اللہ حضور کا جمال میری ہستی کا گرانبہا سرمایہ راحت ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (مسند احمد)

محبت آل رسول

جب کبھی حضرت حسن رضہ کو دیکھتے تو ان کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں (مسند احمد) ایک مرتبہ حضرت حسن رضہ سے ملے تو کہا "اپنے شکم مبارک کا وہ حصہ کھولئے جہاں آنحضرت صلعم کا بوسہ گاہ تھا۔ آپ نے کرتا اٹھایا تو ابوہریرہ نے اسی مقام پر بوسہ عقیدت کے پھول چڑھا دیئے (مسند احمد)

والدہ کی خدمتگذاری

آپ نے والدہ کا حق الخدمت یہاں تک ادا کیا کہ آپ کی زندگی میں حج نہ کر سکے (مسلم)

اظہار حق میں بیباکی

ایک مرتبہ مروان حاکم مدینہ کے مکان پر گئے تو وہاں چند تصویریں دیوار پر دیکھیں فرمایا "میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو میری مخلوق بنانا چاہے (اگر وہ ایسے تخلیق ہے) تو کوئی ایک دانہ غلہ کا یا جو پیدا کر کے دکھلائے (مسند احمد)

مروان کے زمانہ حکومت میں ہنڈی کا رواج ہو چلا تھا۔ ابوہریرہ رضہ کو معلوم ہوا تو فرمایا مروان تم نے ربا حلال کر دیا۔ مروان نے برائت ظاہر کی فرمایا تم نے چکوں (ہنڈی) کو رائج کیا حالانکہ آنحضرت صلعم نے اشیا خوردنی کی بیع کی اس وقت تک ممانعت فرمائی جب تک پہلا بائع اسکو ناپ نہ لے حضرت ابوہریرہ کی اس تنبیہ سے مروان نے فوراً یہ طریقہ منسوخ کر دیا (مسند احمد)

فقر وغنا

زندگی کا پہلا دور بڑے افلاس تنگدستی اور فقر و فاقہ میں بسر کیا لیکن دست سوال کبھی دراز نہ کیا بلکہ صبر سے دن کاٹے۔ ایک دفعہ بھوک کی شدت سے بہت بیقرار ہوئے تو راستہ میں بیٹھ گئے حضرت ابوبکر رضہ کا گذر ہوا۔ ان سے ایک آیت پوچھی وہ بتا کر گزر گئے اور کچھ توجہ نہ کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضہ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا بعد ازاں رسول کریم صلعم کا گذر ہوا تو ان سے بھی ایک آیت کے متعلق پوچھا آپ اس حسن طلب کو سمجھ گئے اور ساتھ لے گئے اور ان کو تمام اصحاب صفہ کے ساتھ کھانا کھلایا۔

دوسرا دور

فقر و فاقہ کا دور ختم ہوا اور اللہ تعالےٰ نے فارغ البالی بخشی تو اس وقت بھی اپنی شان فقیری کو قائم رکھا۔ ایک دفعہ کتان کے دو رنگے ہوئے کپڑے زیب تن تھے ایک سے ناک صاف کر کے فرمایا۔ واہ واہ ابوہریرہ آج تم کتان سے ناک صاف کرتے ہو حالانکہ کل منبر نبوی اور حجرہ عائشہ کے درمیان غش کھا کر گرے پڑے تھے اور گذرنیوالے تمہاری گردن پر پیر رکھ کر کہتے تھے کہ ابوہریرہ کو جنون ہو گیا ہے۔

بہائیت کے خاکہ میں
چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کی رنگ آمیزیاں

{ازجناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی}

{۵}

دنیا کے ہر ایک مذہب میں انسان کو بالعموم اپنے متعلق دو غلط اندازے ناکام اور متزلزل مقصود سے دور رکھتے ہیں ایک اپنی علمی قابلیت کا اندازہ کرنے میں احساس کمتری۔۔۔
Under estimating
اور دوسرے اپنی استعداد اور اہلیت میں حد سے زیادہ انانیت
Over estimating
یہ دونو دراصل جذبۂ انانیت کا غلط استعمال ہی علم النفس کی اصطلاح میں انانیت سلبی اور انانیت ایجابی کا شکار ہیں اگر وہ اپنی دونوں کتابوں میں اپنی سمجھ اور علمیت کو صدر اسلام سے لیکر اس وقت تک کے کل علماء بالمقابل قرآن مجید کے سمجھنے میں بہتر بلکہ منفرد قرار نہ دیتے تو ہمیں ان کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔
ہمارے خیال میں مکرم چودھری صاحب کو شخصی اور ذاتی حملہ کی تعریف بھی نہیں آتی جس کی آڑ لیکر وہ ہمارے ریویو کو بدنام کرنا چاہتے ہیں چودھری صاحب کی دونوں کتابوں کا نچوڑ ان کے اپنے الفاظ میں صرف اس قدر ہے کہ

"مؤلف کے نزدیک فی زمانہ قرآن شریف کو صحیح طور پر سمجھا نہیں جا رہا"

اور اپنی قرآن دانی پر انہوں نے "ھٰذا ما وعد الرحمٰن" کا ادعا ناروا کیا ہے اور اپنے خیالات کو نادر قرار دیکر علماء اسلام کے بالمقابل "مدح خود میگوید" کا ارتکاب کیا ہے اور چھوٹے چوہدری صاحب سے اپنی تعریف میں لکھوایا ہے کہ یہ کتاب قرآن مجید کا نچوڑ ہے اور اسی کتاب میں قرآن مجید پر محاکمہ کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے

(۱) قرآن مجید اور اسلام کی تعلیم ایک ایسا مقناطیس ہے جس میں اب کشش باقی نہیں رہی (صفحہ ۲۲)
(۲) جزیہ کا قرآنی اور اسلامی اصول فضول ہے
(۳) زکوٰۃ کا مسئلہ غلط ہے
(۴) سود کی حرمت فضول ہے
(۵) غلامی کی اجازت قرآن میں موجود ہے اب اسے قانوناً منسوخ قرار دینا چاہیئے
(۶) قرآن میں عورت کی حیثیت ادھوری ہے اور اس کے بعد اس پر آخری ریمارک آپ کا یہ ہے کہ:۔

"ان چند مثالوں سے ظاہر ہے کہ قرآن الٰہی کی تعلیم اسلامی زندگی کے لئے نہ حالات حاضرہ سازگار رہیں نہ مسلمانوں کو کسی ایک دستور العمل کے اسلامی دستور العمل ہونے پر اتفاق ہے حسب فرمودۂ نبوی نہ اسلام باقی ہے نہ قرآن" (صفحہ ۲۴۵)

گویا اسلام اور قرآن مجید کی معاذ اللہ کوئی چیز بھی اب قابل عمل درآمد نہیں رہی کیونکہ یہ تو چوہدری صاحب نے چند مثالیں دی ہیں باقی اب نہ کہیں اسلام ہے نہ قرآن۔
کتاب کی ابتداء یہ تھی کہ علماء اسلام نااہل ہیں قرآن مجید کو جیسا چوہدری صاحب نے سمجھا ہے کسی نے نہیں سمجھا ان کے خیالات نادر اور اچھوتے ہیں۔ کتاب کی انتہا یہ ہے کہ قرآن اور اسلام کے سب اصول نعوذ باللہ غلط ہیں اس کی تعلیم بے اثر ہے اور وہ نسل انسانی کے لئے مضر، موجب فتنہ و فساد اور نامکمل ہیں اور پھر ایک جھوٹی حدیث اردو میں گھڑ کر فرماتے ہیں کہ نہ اسلام باقی ہے نہ قرآن"
اول تو چوہدری صاحب کی ابتدا اسی کتاب کی انتہا کی تردید کے لئے کافی ہے بلکہ ان کی نیت کی خرابی اور دماغی فساد کو ظاہر کر رہی ہے جب دنیا میں نہ اسلام باقی ہے نہ قرآن تو آپ نے ... صفحہ کی کتاب لکھنے کی تکلیف کیوں فرمائی؟
تعلیمات اسلام اور قرآن مجید کے خلاف یہ ساری مفتریات علمی اور عقلی ضلالت کے نوادرات سنکر چوہدری صاحب چاہتے ہیں کہ ہم ان کے ماتحت عملہ اور چھوٹے چوہدری صاحب کی طرح ان کی کتاب کی داد دیں اس کے خلاف ہم چوہدری صاحب کی علمی اور عقلی میزان کا جائزہ لیں تو وہ غصہ میں بھر جاتے ہیں کہ ہمارے دوستوں سے شکایتیں کرتے ہیں۔ علماء اسلام اور کلام الٰہی کے خلاف اتنا بڑا ادعا اپنے نوادرات پر اس قدر تعلی کل نسل انسانی میں اسلام سے بڑھکر قیام امن وصلح کا ادعا اور پیمانہ صبر اس قدر تنگ کہ اپنی بات کے خلاف کسی کی بات سننے کا حوصلہ نہیں رہا
چوہدری صاحب کا یہ کہنا کہ ان کے خیالات تو نادر ہیں مگر ہر خیال کی تائید میں قرآن شریف سے مفصل حوالے پیش کئے گئے ہیں یہ بذات خود غلط ایک اور خیال ہے۔ آریوں، دہریوں اور عیسائیوں نے بھی جہاں اسلام پر اعتراضات کئے ہیں وہاں قرآن شریف سے حوالے پیش کئے ہیں گو ان کی سمجھ اور عقل پر ہمیں افسوس ہے ایک بہت قابل اور عالم بدھ نے لکھا ہے کہ بقرعید ابوبکر کی ایجاد ہے انگریزی میں چونکہ بقرا اور بکر ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے اس لئے اس نے بقرعید اور ابوبکر کا قافیہ ملا لیا۔ آپ نے قرآن مجید کی ادھوری آیات نقل کیں ترجمہ مفہوم اور منطوق کلام بیان کرنے میں متانت اور دیانت خلاف سہل انگاری سے کام لیا۔
اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ایک ایک اعتراض کا جواب دیں گے مگر پہلے بہائی خود یہ فیصلہ تو کر لیں کہ بہاء اللہ کا دعوے کیا تھا کل کو آپ خود اکابر بہائیوں کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دیں گے کہ بیشک نبوت و رسالت ختم ہے جیسا کہ میں گذشتہ نمبر میں حوالجات پیش کر چکا ہوں اور مولانا عمرالدین صاحب نے بہاء اللہ کا یہ حوالہ کتاب فردوس سے پیش کیا ہے کہ:۔

"نبوت و رسالت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہو چکی" (کتاب مذکور صفحہ ۲۹۳)

رہا یہ امر کہ ملا حسین علی دعوے من یظہرہ اللہ، ظہور خداوندی وغیرہ وغیرہ کا دعوے ہے اور یہ دعوے رسالت کا مترادف ہے دونوں کا مفہوم ایک ہے تو نبوت و رسالت کو ختم سمجھنا اور ظہور خداوندی کو جاری سمجھنا باطل ہے کیونکہ دونوں کی حقیقت ایک ہے صرف الفاظ اور نام الگ الگ ہیں یہ ایسی ہی نادانی ہے جیسے ایک انسپکٹر صاحب نے سکول کے طالب علم سے پوچھا کہ کنوارا کی تانیث کیا ہے اس نے جواب دیا کنواری دوسرے طالبعلم نے ہاتھ اٹھایا جناب میں بتاتا ہوں، انسپکٹر صاحب نے کہا اچھا تم بتاؤ اس نے کہا کنوارا کی تانیث ہے "شادی کے انتظار میں بیٹھنے والی لڑکی" جواب غلط ہونے کے باوجود جس طرح اس لڑکے کے ذہن رسا کی داد دینی پڑتی ہے۔۔۔۔۔۔
۔۔۔اسی طرح رسالت و نبوت کی نہایت سیدھی سادی اور معروف اصطلاح کے خلاف ظہور خداوندی۔ لقاء رب من یظہرہ اللہ وغیرہ وغیرہ اصطلاحات گھڑ لینا پھر رسالت و نبوت کا ان اصطلاحات کو مترادف قرار دینا رسالت و نبوت کو بند مگر ظہور خداوندی کو جاری سمجھنا محیر العقول نوادرات ہیں حالانکہ نئی اصطلاح گھڑ لینے سے دونوں کی حقیقت میں فرق نہیں آتا۔ کنوارا کی تانیث کنواری ہے شادی کے انتظار میں بیٹھنے والی لڑکی اس کا ترجمہ کر دینا ایک مہمل حرکت ہے اگر رسالت و نبوت اور ظہور خداوندی میں مابہ الامتیاز نہیں تو ایک کو بند اور دوسری کو جاری سمجھنا جہالت ہے

اجرائے رسالت پر گرفت قرآن مجید کی رو سے

اگر رسالت جاری ہے تو اسے واضح اور بین طور پر ظاہر کرنے کا طریقہ وہ نہیں جو چوہدری صاحب نے اختیار کیا ہے اس کا سیدھا طریق یہ ہے کہ کوئی ایک آیت قرآن مجید کی ایسی پیش کی جائے جو یاایھا الذین اٰمنوا سے شروع ہوتی ہو اور اس میں اجراء نبوت و رسالت کی خوشخبری ہو کیونکہ قرآن مجید میں ضروری اور اہم اصول اسلام اسی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کسی اسلام سے پہلی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے ارسال رسل کا ذکر کرنا ایک غلط استدلال اور قیاس مع الفارق ہے کیونکہ قرآن مجید اور ہم مسلمانوں کے نزدیک اس وقت نبوت و رسالت جاری تھی۔
(۲) قرآن مجید میں اجراء نبوت و رسالت کے بیان کرنے کا دوسرا موقعہ وہ ہے کہ جہاں گذشتہ انبیاء و رسل اور وقت کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد آنے والے رسول پر بھی ایمان لانیکا ذکر ہوتا یعنی یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کے بعد وبما ینزل من بعدک بھی ہوتا قرآن مجید میں قریباً ۵۰ مقامات پر یہ طرز کلام موجود ہے مگر کسی ایک جگہ بھی بعد میں آنیوالے رسولوں کا ذکر نہیں۔
(۳) اجراء نبوت کا تیسرا مناسب موقعہ وہ مقامات ہیں جہاں پہلے رسولوں اور انبیاء کے جھٹلائے جانے اور ان پر استہزا کا ذکر ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تسلی ہو اگر آیندہ بھی رسول آنے تھے تو پوری تسلی یوں ہو سکتی تھی کہ آیندہ رسولوں کو بھی اسی طرح جھٹلایا جائے گا یا ان پر بھی استہزا ہوگی ورنہ ان آیات میں من قبلک، کی تخصیص عبث ہوگی فرمایا۔
فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک ۱۸۳:۳۰۶
ولقد استھزئ من قبلک
ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علیٰ ما کذبوا۔
اس قسم کی بیسیوں آیات میں ضروری تھا کہ مومنوں کو خبردار کیا جاتا۔۔۔ کہ جس طرح محمد رسول اللہ صلعم اور آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا آیندہ رسولوں کو بھی جھٹلایا جائیگا۔
(۴) اجراء رسالت کا اصول بیان کرنے کا چوتھا موقعہ وہ ہو سکتا ہے جہاں نام بنام گذشتہ انبیاء اور رسولوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے آیندہ آنے والے کا ذکر مفصل نہیں تو اجمالاً ہی ہوتا۔ (باقی دارد)

چند واردات قلب

از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ اسلام لائلپور

اپنے ایام قیام جزائر فجی میں ایک ... مند کے کنارے ٹہلتے ہوئے میں اس امر پر غور کر رہا تھا کہ اکثر ہم متوسط درجے کی آمدنی والے کثیر بال بچہ داری اور اس کے روز افزوں اخراجات پر نظر ڈالتے ہیں تو خدا کی راہ میں دینے کے لئے کچھ بچتا معلوم نہیں دیتا اور دل گھبرا جاتا ہے۔ پھر معاً خیال آیا کہ اگر کوئی شخص ہمارے پاس دس روپے بطور امانت رکھے اور اسی دس روپے سے ایک روپیہ واپس مانگے اور ہم اپنے ذاتی اخراجات لے بیٹھیں اور دس روپے میں سے ایک روپیہ بھی واپس کرنا نہ چاہیں تو اس شخص کو ہماری اس کمزوری پر کس قدر افسوس ہوگا۔ ہم نے تھوڑی امانت میں ہی دیانت کا ثبوت نہ دیا تو آئندہ ہم کسی بڑی امانت کے اہل نہ سمجھیں جائیں تو اس میں قصور ہمارا ہی ہوگا۔

۱۹۳۹ء میں مجھے برادر عزیز جناب چودھری فضل حق صاحب مینجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی معیت میں بمبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں برادر عزیز جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق کے ذریعہ ایک مسلمان سیٹھ صاحب سے تعارف ہوا جن کو "سونے والے سیٹھ" کہا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی عمر کا اکثر و بیشتر حصہ سونے کے بیوپار میں گزارا اسی نسبت سے آپ کا نام "سونے والا سیٹھ" مشہور ہوگیا۔ سیٹھ صاحب ہمیں اپنی کوٹھی پر لے گئے۔ متعدد مسائل زیر بحث آئے۔ اسی اثنا میں آپ نے فرمایا جامع مسجد بمبئی نے بمبئی میں ایک گرجا بنوایا ہے۔ ہمیں آپ کے اس بیان پر حیرت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں غلط نہیں کہتا۔ جامع مسجد کا بیشمار روپیہ بنکوں میں پڑا ہے اس روپے پر جو سود آتا ہے مسلمانوں نے اس کی وصولی سے انکار کردیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ روپیہ عیسائیوں کو دے دیا گیا اور انھوں نے اسی روپیہ سے بمبئی میں ایک گرجا بنا لیا اور یوں جامع مسجد کے روپے سے گرجا بن گیا۔ سیٹھ صاحب کے اس بیان پر ہمیں مسلمانوں کی سادگی پر بیحد افسوس ہوا۔ اور پھر میں نے سیٹھ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کی کہ آپ جامع مسجد ٹرسٹ کے ایک ٹرسٹی ہیں آپ اپنے ٹرسٹی بورڈ کے کسی آئندہ مناسب سیشن میں یہ تحریک پیش کریں کہ بجائے عیسائی کافروں کے مرزائی کافروں کو یہ سود کا روپیہ دے دیا جایا کرے۔ اس سے دو باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اول یہ کہ اگر معاندین مرزائیوں کو فی الواقعہ کافر سمجھتے ہیں تو ان کے نزدیک عیسائی کیا اور مرزائی کیا دونوں کافروں میں سے کسی کو روپیہ دے دیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ مرزائیوں کو روپیہ مل جانے سے انشاء اللہ بہت سے مفید نتائج پیدا ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ دوم یہ کہ اگر مرزائیوں کو روپیہ دینے سے انکار کر دیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ مرزائیوں پر کفر کا فتوے ڈھیلا ہے اور خود مفتی صاحبان بھی اپنے فتوی پر مطمئن نہیں۔

اس کے بعد سیٹھ صاحب فرمانے لگے میں پہلے آغا خاں کا مرید تھا بعد میں چند وجوہ کی بناء پر میں نے آغا صاحب کو چھوڑ دیا (اس موقعہ پر سیٹھ صاحب نے وہ وجوہ بیان بھی فرمائی لیکن یہاں انکا درج کرنا مناسب نہیں) اور اب میں نے اہل سنت والجماعت میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ آغاخانیوں کا طریق یہ ہے کہ اپنی آمدنی میں سے دو آنے فی روپیہ آغا خاں کے نام کا نکال کر الگ کر لیتے ہیں۔ خود میرا بھی یہی طریق رہا۔ ایک بار سونے کے کاروبار میں بیس لاکھ روپیہ کمایا تو دو آنے فی روپیہ کے حساب سے اڑھائی لاکھ روپیہ آغا صاحب کو پیش کیا تھا۔

سیٹھ صاحب سے ملاقات تو ختم ہو گئی مگر میرے دل میں ایک بات شروع ہو گئی اور مجھے شرم محسوس ہونے لگی کہ آغا خاں کے مریدوں کو جو ایک فانی اور کمزور انسان آغا خان پر اتنا ایمان ہے مجھے اپنے مالک خالق اور زندہ خدا پر اتنا ایمان نہیں آغا خاں نہ مالک نہ خالق۔ لیتا ہے دے کچھ نہیں سکتا اور خود محتاج ہے مگر مرید ہیں کہ اس کی محبت میں اس قدر فنا کہ اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ کاٹ کر اسے پیش کر دیتے ہیں میرے دل کو اندر ہی اندر بہت ... بیعت ہوتی تھی کہ خدا نے محض اپنے فضل وکرم سے میرے دل کو مضبوط کیا اور میں نے اپنا چندہ دسویں حصہ کی بجائے آٹھواں حصہ کر دیا۔ ... حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا اعلان تھا کہ جو لوگ سواں حصہ اپنی آمدنی کا دیں وہ دیگر ہنگامی تحریکات میں حصہ نہ لیں کس قدر احسان ہے اللہ کریم کا کہ میں نے محض اسی کے فضل سے ہر تحریک پر اپنی بساط سے بڑھ کر حصہ لیا۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک۔

اب کچھ عرصہ گذرا دل کو اندر ہی اندر سے ایک خفت محسوس ہو رہی تھی کہ آغا خاں کے مرید بھی اپنے آغا کے لئے دو آنے فی روپیہ کاٹیں اور ... اپنے آقا کے لئے دو آنے فی روپیہ ... تو آخر تمہارے نزدیک عشق آقائے ... عشق خدا میں فرق کیا ہوا ... اسی اثنا میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے رمضان شریف میں قربانیوں کی تحریک شروع ہوئی جس نے جلتی پر تیل کا کام دیا اور میں آج ۲۳ رمضان المبارک کو خدا کی دی ہوئی توفیق سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں آئندہ اپنی آمدنی کا چھٹا حصہ بطور چندہ پیش کر دوں گا۔ دعا ہے کہ اللہ کریم میری اس حقیر قربانی کو قبول فرمائے اور مجھے بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دے۔ آمین۔

یہ چند واردات قلب فخریہ نہیں بلکہ "واما بنعمۃ ربک فحدث" کے ماتحت بطور تحدیث نعمت قلمبند کردی ہیں ہوسکتا ہے کہ میرے بہت سے بھائیوں کو اس سے فائدہ پہنچے اور وہ مال سے اپنی محبت کو کم کر کے اپنے امیر کے ارشاد پر صحیح معنوں میں لبیک کہہ سکیں۔ مالی قربانی تو ایک حقیر شئے ہے کہنے والے تو یہاں تک کہہ گئے ہیں ؎

جان دی - دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اقتباس از ڈائری سید تصدق حسین صاحب بغدادی

۲۵ جولائی ۱۹۴۶ء

اس ہفتہ کتابیں تحریک احمدیت اور علامہ اقبال۔ نتیجہ افکار عزیزم سید اختر حسین صاحب گیلانی زیر مطالعہ رہی عزیز موصوف نے اس کتاب میں ہر دو خطرناک و عظیم الشان فتنوں جنہوں نے شجر اسلام کی جڑ پر تبر چلایا ہے یعنی فتنہ محمودی اور فتنہ اقبالی کا تجادلوا بالتی ھی احسن کے تحت دلکش طریق پر قلع قمع کرتے ہوئے تحریک احمدیت کو اپنی اصلی شکل میں آشکارا کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ خداوند کریم عزیز موصوف کو جزائے خیر دے اور قلم میں مزید قوت عطا فرمائے کیا ہی بہتر ہو ان افکار ... کا انگریزی میں ترجمہ کر کے انگریزی دان طبقہ تک پہنچایا جاتے تا ان کی ہدایت .... کا باعث ہو۔

۲۶ جولائی ۱۹۴۶ء

سطارہ شمالی عراق سے محمد جمیل صاحب کا خط آیا موصوف نے کتاب الاسلام و نظام العالم الجدید کے متعلق عراق کے اخبارات میں تبصرہ دیکھ کر کتاب کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی ہے کتاب مذکور کے ایک سو جلد نسخے خرید کر کے ہدیتہً دے گئے بک شاپ میں ... ختم ہوگئے ہوا اسحاق بک شاپ نے نوا کاپیاں اور طلب کی ہیں۔ یہ کاپیاں ... آنے پر محمد جمیل صاحب کو ایک کاپی ارسال ہوگی۔

۲۶ جولائی ۱۹۴۶ء

تبلیغی ڈائری از خواجہ عبد الصمد صاحب بی ۔ ٹی مورخہ ۱۰ جولائی کی صبح کو دوکان پر سید جعفر مہدی تشریف لائیں آپ ایک سال کے لئے اپنے وطن لندن تشریف لے جارہی ہیں انہیں مندرجہ ذیل ٹریکٹ ہدیتہً دئے گئے۔

. The beauties of Islam.
The call of Islam

موصوفہ نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمائے اور کہا کہ انشاء اللہ واپسی پر اپنی ایک چھوٹی بہن ایل۔ جی لوئی کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری دوں گی۔ لندن ... خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ... اسلام کے قریب آچکی ہیں۔ دس ... کے قریب منزلے ... دوبارہ تشریف ... آپ لیفرہ سے آرہے ہیں۔ ... الماری میں کتاب آئینہ حق نما دیکھ کر فرمانے لگے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کتابوں سے بڑی دلچسپی ہے جواباً عرض کیا کہ دلچسپی نہیں بلکہ جنون۔ منسکر کہنے لگے کیا آپ احمدی تو نہیں میں نے کہا جی ہاں احمدی ہوں۔ فرمایا گو میں ہندو ہوں مگر آپ لوگوں کا طریقہ تبلیغ آریہ سماجیوں سے ہزارہا درجہ اچھا اور معقول سمجھتا ہوں۔ باقی آریہ سماج نہایت ہی ادنے درجہ کا آدمی تھا۔ اس نے دنیا میں کسی بھی مذہب کے راہنما کو نازیبا الفاظ سے یاد کئے بغیر نہ چھوڑا۔ بابا نانک کے متعلق بھی بہت کچھ بکواس کی ہے اپنے باپ کی بھی عزت نہیں کی وہ دوسروں کے لئے کیا کچھ نہیں کہیگا۔ پیغمبر اسلام جس کے نام لیوا ۴۰ کروڑ مسلمان دنیا میں بستے ہیں ان کی شان میں گستاخی انتہا درجہ کا کمینہ پن ہے آپ آئینہ حق نما برائے مطالعہ لے گئے۔

۲۱ جولائی کی صبح کو میاں ملک معراج دین صاحب محمودی دوکان پر تشریف لائے آپ جالندھر سے آرہے ہیں۔ دوران بات چیت میں فرمانے لگے کہ باہمی اختلاف کی خلیج بجائے مٹنے کے اور گہری و کشادہ ہوتی جارہی ہے۔ میں نے کہا کہ کبھی آپ کی جانب سے پاٹنے کی کوشش کی گئی اصول کو چھوڑ کر ذاتیات پر آنے کا یہی نتیجہ ہے جواب میں کہنے لگے لاہور کی جماعت کے بڑے بڑے لوگ کٹ کر جماعت قادیان میں شامل ہوتے جارہے ہیں آپکے واسطے حضرت صاحب کا ایک حوالہ جو ہزاروں نبوتوں پر افضل سے لانے والا تھا۔ مگر بھول گیا اب کی دفعہ لیتا آؤں گا میں نے کہا اگر آنے میں دیر ہو تو بذریعہ ڈاک ارسال فرماویں یا کم از کم جس کتاب میں دیکھا ہے اس کا نام ہی بتلائیں کچھ دیر سوچ کر فرمانے لگے نام

دُرِّ ثمین

آرایتم لوان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ما تقولون ایبقی ذلک من درنہ شیئا قالوا لا یبقی ذالک من درنہ شیئا قال فذالک مثل الصلوٰۃ الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا	نماز گناہوں سے انسان کو ایسا پاک صاف کر دیتی ہے جیسے نہانے سے بدن صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔

بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔

دیکھو اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس نہر ہو اور وہ اس میں پانچ دفعہ روز نہائے۔ تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اس طرح تو میل وغیرہ نہیں رہتی۔ فرمایا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

جعلت لی الارض مسجداً وطہوراً ایما ادرک رجل من امتی الصلوٰۃ صلیٰ (نسائی)	امت کے لئے ساری زمین مسجد قرار پائی۔

میرے واسطے (کل روئے) زمین مسجد اور پاک قرار دی گئی ہے۔ جہاں کہیں میری امت کے کسی آدمی کو نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے۔

لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام ولا لمن یدافعہ الاخبثان	نماز کس حالت میں نہیں پڑھنی چاہیئے۔

مسلم و ابو داؤد۔

کھانا سامنے ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے اور نہ اس وقت جبکہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو۔

الصدق یہدی الی البر وان البر یہدی الی الجنۃ وان الرجل لیصدق ویتحری	صداقت جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ دوزخ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا وان الکذب یہدی الی الفجور وان الفجور یہدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا۔ بخاری۔ مسلم۔ مالک۔ ابو داؤد ترمذی۔

سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے۔ اور سچ کہنے کا قصد رکھتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ اور انسان جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ کہنے کا قصد رکھتا ہے تو وہ خدا کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے۔

سبق درھم مائۃ الف درھم قیل وکیف ذالک یا رسول اللہ قال کان لرجل درھمان وتصدق باجود ھما وانطلق	اخلاص سے حصول رضائے الٰہی کے لئے دیا ہوا صدقہ اگرچہ تھوڑا ہو نمائشی خیرات سے بہتر ہے خواہ کتنی ہی کی جائے

آخر الی عرض مالہ فاخرج منہ مائۃ الف درھم فتصدق بھا۔ نسائی)

ایک درہم ایک لاکھ درہم سے سبقت لے گیا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس طرح؟ فرمایا ایک شخص کے پاس (صرف) دو درہم تھے اس نے جو ان میں سے اچھا تھا (دیکھئے دو میں سے ایک درہم اخلاص سے حصول رضا الٰہی کے لئے) صدقہ کر دیا۔ ایک اور آدمی اپنے مال کے ایک کونہ کی طرف گیا (یعنی خزانہ سے تھوڑا سا مال نکالا) اور اس میں سے ایک لاکھ درہم (وہ بھی نمائش کے لئے) نکال کر اس نے صدقہ کر دیا (پس اس صورت میں ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا)

غلام قادر عفی عنہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اولیاء کے خوارق کا بھید

اس جگہ ایک اور سر یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیاء سے جو خوارق کبھی اس قسم کے ظہور میں آتے ہیں کہ پانی انکو ڈبو نہیں سکتا ہے اور آگ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اس میں بھی دراصل یہی بھید ہے کہ حکیم مطلق جس کی بے انتہا اسرار پر انسان حاوی نہیں ہو سکتا اپنے دوستوں اور مقربوں کی توجہ کے وقت کبھی یہ کرشمہ قدرت دکھلاتا ہے کہ وہ توجہ عالم میں تصرف کرتی ہے۔ اور جن ایسے مخفی اسباب کے جمع ہونے سے مثلاً آگ کی حرارت اپنے اثر سے رک سکتی ہے خواہ وہ اسباب اجرام علوی کی تاثیریں ہوں یا خود مثلاً آگ کی کوئی مخفی خاصیت یا اپنے بدن کی ہی کوئی مخفی خاصیت یا ان تمام خاصیتوں کا مجموعہ ہو وہ اسباب اس توجہ اور اس دعا سے حرکت میں آتی ہیں تب ایک امر خوارق عادت ظاہر ہوتا ہے مگر اس سے حقائق اشیا کا اعتبار نہیں اٹھتا اور نہ علوم ضائع ہوتے ہیں بلکہ یہ تو علوم الٰہیہ میں سے خود ایک علم ہے اور یہ اپنے مقام پر ہے۔ اور مثلاً آگ کا محرک بالخاصیت ہونا اپنے مقام پر۔ بلکہ یوں سمجھ لینے کہ یہ وہ خاص مواد ہیں۔ جو آگ پر غالب آکر اپنا اثر دکھاتے ہیں اور اپنے وقت اور محل سے خاص ہیں

اس دقیقہ کو دنیا کی عقل نہیں سمجھ سکتی کہ انسان کامل خدا تعالیٰ کی روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ اس جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اس وقت ہر یک چیز اس سے ایسی ڈرتی ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ سے اس وقت اس کو درندہ کے آگے ڈال دو آگ میں ڈال دو وہ اس سے کچھ بھی نقصان نہیں اٹھائے گا کیونکہ اس وقت خدا تعالیٰ کی روح اس پر ہوتی ہے اور ہر ایک چیز کا عہد ہے کہ اس سے ڈرے۔ یہ معرفت کا ایک آخری بھید ہے جو بغیر صحبت کاملین سمجھ میں نہیں آسکتا چونکہ یہ نہایت دقیق اور پھر نہایت درجہ نادر الوقوع ہے اس لئے ہر ایک فہم اس فلاسفی سے آگاہ نہیں مگر یاد رکھو کہ ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کی آواز سنتی ہے۔ ہر ایک چیز پر خدا تعالیٰ کا تصرف ہے اور ہر ایک چیز کی تمام ڈوریاں خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں اس کی حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے جو ہر ایک ذرہ کی جڑھ تک پہنچی ہوئی ہے اور ہر ایک چیز میں اتنی ہی خاصیتیں ہیں جتنی اس کی قدرتیں ہیں۔ جو شخص اس بات پر ایمان نہیں لاتا وہ اس ...

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بعض احباب ادارہ تعلیم قرآن کے چندوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کب تک آجانے چاہئیں اس میں شک نہیں کہ بعض ابتدائی مراحل طے ہونے میں کچھ وقت لگ جائے گا .... لیکن جناب سے یہ التماس ہے کہ جن اصحاب نے وعدے کئے ہیں وہ انہیں جلد سے جلد یک مشت یا باقساط جیسے سہولت دیکھیں پورا کرنے کی کوشش کریں اس کام کے لئے رقم کا ہاتھ میں ہونا ضروری ہے عمارت کا کام جب شروع ہوگا تو سارے روپے کی فوری ضرورت ہوگی"۔

(پیغام صلح ۶ رفروری ۱۹۴۶ء)

مرتضیٰ خان
اسسٹنٹ سکریٹری تحصیل

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ

احرارِ اسلام

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب حمید بلڈنگس لاہور

حضرت عمر بن عبد العزیز کے مسند خلافت سنبھالنے کے بعد تاثرات اور آپکا کا خشیۃ اللہ سلیمان بن عبد الملک کو سپرد خاک کرنے کے بعد واپس تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک پر افسردگی کے آثار نمایاں تھے۔ غلام نے سبب پوچھا تو فرمایا۔ آج دنیا میں مجھ سے بڑھکر کون غمگین ہوسکتا ہے۔ خلافت کا بار گراں اٹھانے کی اپنے میں ہمت نہیں پاتا۔ آج میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے کہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا فرض کامل طور پر ادا کرسکوں تاکہ میرے نامۂ اعمال میں کسی ایسی بات کا اضافہ نہ ہو جس کی وجہ سے مجھے یوم حساب کو ذلیل ہونا پڑے۔

بیعت کے بعد خطبہ بیعت خلافت لینے کے بعد آپ منبر پر تشریف لے لئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں کسی حال میں تم سے بہتر نہیں ہوں البتہ میری جوابدہی اور میری ذمہ داریاں تم لوگوں سے کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ اے لوگو اس بات کو نہ بھولنا کہ کوئی حکم خلاف شریعت اگر خدا نخواستہ خلافت کی طرف سے نافذ ہو تو اسے رد کر دینا۔ اس کی اطاعت تم پر واجب نہیں۔

لونڈیوں کو آزادی کا پروانہ اور ان کا اُن پر اظہار غم سہل بن صدقہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ کے مکان سے رونے کی آواز آئی۔ لوگوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی لونڈیوں کو بلاکر کہا کہ چونکہ مجھ پر خلافت کا بوجھ آپڑا ہے اور میری مصروفیت اس فرض کو ادا کرنے میں بہت بڑھ گئی ہے لہذا تم میں سے جو آزاد ہونا چاہے آزاد ہو جائے جو رہنا چاہے وہ رہے مجھے تم میں سے کسی کی حاجت نہیں جس پر وہ سب رو پڑیں۔

امت محمدیہ کی ذمہ داری نے آپ کی کمر توڑ دی بیعت لینے کے بعد جب گھر تشریف لائے تو آپ کے حرم محترم نے دیکھا کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہے۔ بی بی نے گھبرا کر پوچھا خیریت تو ہے فرمایا خیریت کا نام نہ لو۔ امت محمدیہ کا بوجھ میری گردن پر ڈال دیا گیا ہے۔ ننگے، بھوکے، بیمار، مظلوم، مسافر، قیدی، بچے، بوڑھے کم حیثیت، عیالدار، بے عیال، قرض دار غرض دنیا بھر کا بوجھ میرے سر پر آپڑا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے غفلت کی باز پرس نہ ہو۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے بیٹے کی اخلاقی جرأت خلیفہ سلیمان کی تجہیز و تکفین اور بیعت عامہ کی مصروفیت کی وجہ سے عمر بن عبد العزیز ایک دن اور ایک رات نہ سو سکے دوسرے روز جب قیلولہ کا ارادہ کیا تو آپ کے لڑکے عبد الملک نے کہا کہ کیا آپ حقداروں کے حقوق کی جو اس وقت تک دوسروں کے ہاتھ میں ہیں پوری پوری حفاظت کر چکے ہیں؟ فرمایا چند لحظ قیلولہ کر لوں۔ نماز ظہر کے بعد اس طرف پوری توجہ کی جائے گی لڑکے نے کہا کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ اس وقت تک زندہ رہ سکیں گے۔ یہ سن کر اس نوجوان لڑکے کی پیشانی پر بوسہ دیا اس کی اخلاقی جرأت کی تعریف کی اور اس فرض کی ادائیگی میں فوراً مشغول ہو گئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی ایک باغی سردار کے قائم مقاموں سے گفتگو اور ہماری مختلف الخیال جماعتوں کیلئے لمحہ فکریہ آپ کے عہد حکومت میں بسطام خارجی (شوذب) نے بعض اختلافات کی وجہ سے علم بغاوت بلند کیا امیر المومنین نے ایسے اس مضمون کا ایک خط لکھا۔ ہم نے سنا ہے تمہاری بغاوت بغرض احیائے سنت اور تمہاری سرکشی بغرض حمایت اسلام ہے ہمارا بھی یہی کام ہے کہ اسلام کی حمایت کریں اور سنت کے خلاف کوئی عمل نہ ہونے دیں لیکن کیا یہ مناسب ہوگا کہ اس معاملہ میں ہم آپس میں تبادلہ خیالات کرلیں اگر ہم حق بجانب ہوں تو تم مع متبعین کے ہماری اطاعت کرو۔ اگر تم حق بجانب نکلے تو ہم اس پر مناسب غور کرکے آپ کے خیالات کی تائید کریں گے اس طرح اختلافات مٹ جائیں گے حکومت اسلامیہ اور امت فتنہ سے بچ جائیں گے۔"

چنانچہ بسطام نے اپنے دو قائم مقام بھیجے اور ان کی اور خلیفہ کی گفتگو کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

قائم مقام:- آپ نے اپنے خاندان والوں کے اعمال کی مذمت کی ہے اور ان کا نام مظالم رکھا ہے۔ اگر وہ ناحق پر ہیں تو کیا ان پر لعنت کرنا روا نہ ہوگا؟

امیر المومنین تم جادۂ اعتدال سے دور جا پڑے ہو۔ جس صورت میں میں نے اپنے خاندان والوں کے اعمال کو ظلم قرار اور ناجائز ذرائع سے جمع کردہ مال ان سے چھین کر بیت المال میں داخل کر دیا ہے تو اب لعنت اور تبرا کی کیا ضرورت ہے اور اگر اہل معاصی پر لعنت فرض ہے تو بتاؤ فرعون جیسے بدترین خلائق پر قرآن شریف کی کونسی آیت اور کس حدیث میں لعنت کا حکم ہے یا تم نے اس پر کبھی لعنت بھی کی ہے؟

قائم مقام ہم کو یاد نہیں آتا کہ کبھی ہم نے اس پر لعنت کی ہو نہ اس پر لعنت کرنا فرض ہے۔

امیر المومنین اب تمہیں انصاف سے کہو کہ جب تم ایک بدترین خلائق پر لعنت نہیں کرتے جو مذہب حقہ کا دشمن بلکہ خدائی کا دعویدار تھا تو میں ایسے لوگوں پر کیونکر لعنت کروں جو پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ کیا ان کی سزا اور مذمت کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ باوجود ان لوگوں کے اپنے رشتہ دار ہونے کے ان کا مال و اسباب مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیا ہے اسلام نے مجرموں پر حد شرعی کا حکم دیا ہے لعنت کے لئے نہیں فرمایا۔

قائم مقام آپ نے جو کچھ فرمایا صحیح ہے۔ لیکن آپ ان سے الگ ہو جائیں تو مناسب ہے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر رضؓ نے مرتدوں کو قتل کیا۔ ان کا مال، مال غنیمت بنایا، اور بقیۃ السیف کو قید کر دیا لیکن جب حضرت عمر رضؓ کا زمانہ آیا تو انھوں نے ان قیدیوں میں سے اکثر کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا۔ کیا تم لوگ ان سے الگ ہو گئے ہو؟

قائم مقام نہیں۔

امیر المومنین اچھا اہل نہروان پر جو تمہارے بزرگوں میں سے تھے اہل کوفہ نے خروج کیا اور اہل بصرہ نے قتل و غارت سے بھی کام لیا کیا تم نے ان دونوں جماعتوں کو چھوڑ دیا؟

قائم مقام نہیں؛

امیر المومنین باوجود اختلاف اعمال افعال کے تم نے کسی کو نہ چھوڑا پھر مجھے مجبور کرتے ہو۔ جو شخص اللہ کی وحدانیت کا اور اس کے نبی کی رسالت کی گواہی دے وہ تو اللہ اور رسول کے امن میں آجاتے لیکن تمہاری طرف سے ان کو امن نصیب نہ ہو۔ تم سنت کو زندہ رکھنے کا ارادہ کرتے ہو یا اس کی ہلاکت کا۔

قائم مقام (اس طرف سے ساکت ہوکر) اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جو جان بوجھ کر ایسے شخص کو اپنے بعد جانشین مقرر کرے جو ظالم ہو اور خلافت کے ناقابل؟

امیر المومنین ایسا شخص میرے نزدیک خاطی ہے۔

قائم مقام یزید بن عبد الملک ظالم فاسق اور بدکار ہے اور آپ اس کو اپنا ولیعہد کر کے دینی و دنیوی کام ایسے فاجر کے سپرد کرنا چاہتے ہیں (اپنے بیٹے کو جو صالح مرد ہے ولیعہد کیوں نہیں بناتے)۔

امیر المومنین میں نے ان کو اپنا جانشین نہیں کیا۔ مجھ سے پہلے جو خلیفہ تھا یہ اسی کا کام ہے اور تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔

قائم مقام بیشک ہم کو معلوم ہے لیکن اب ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کیا آپ بھی اس کی جانشینی کو برحق سمجھتے ہیں؟

یہ سن کر امیر المومنین آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور دیر تک ساکت رہے جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دل سے اس انتخاب کو پسند نہ فرماتے تھے لیکن مسلمانوں کے خون خرابہ اور باہمی فتنہ و فساد کیوجہ سے اس کا علانیہ اظہار بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔ آخر قائم مقاموں نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہماری تسلی ہوگئی کہ آپ خلیفہ برحق ہیں اور آپ کے اقوال و افعال کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ ہم اپنی آزادانہ گفتگو کے لئے معافی کے خواستگار ہیں۔ اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے باوجود بادشاہ اور امیر المومنین ہونے کے ہماری باتیں تحمل و بردباری سے سنیں۔

امیر المومنین اور ان کے اہل و عیال کی فقیرانہ اور تسلیم و رضا کی زندگی عمر بن عبد العزیز کی بیوی نے ایک دن شکایت کی کہ عید الفطر سر پر آرہی ہے سب لوگ نئے کپڑے پہنیں گے۔ ایک ہمارے لڑکے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے فرزند ہونے کے باوجود پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے۔

امیر المومنین نے بیت المال کے خزانچی کو رقعہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت ایک مہینہ پیشگی بھیج دیجئے مہتمم بیت المال نے لکھا۔ بادشاہ کا حکم سے مجھے کوئی عذر نہیں لیکن یہ تو بتایئے آپ کو کیونکر یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو غریبوں کے مال کا حق کیوں پیشگی ہی اپنی گردن پر رکھتے ہیں؟ جواب پڑھکر فرمایا خزانچی صاحب بالکل بجا فرماتے ہیں۔ اور اسی فقیرانہ حالت میں عید گذاری۔

اے عالم رنگ و بو این صحبت ما تا چند
مرگ است دوام تو عشق است دوام ما
(اقبال)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ ۱۴ شوال ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۷

مادہ پرستی کا انجام

دنیا سے امن بالکل مفقود ہو چکا ہے

حضرت امام عصر حاضر نے بیسویں صدی کی ابتدا میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا تھا۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے چرند اور پرند بھی باہر نہ ہونگے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ پر انکا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسانی نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں.... ..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں... ..... " (حقیقت الوحی)

اس ہیبتناک پیشگوئی میں جس وقت دنیا کو مصائب آلام اور تباہی کی اطلاع دی گئی تھی اس وقت دنیا میں ان پیہم جنگوں اور خونین انقلابات کے اسباب اور آثار مفقود تھے بظاہر دنیا میں امن اور سکون تھا جیسا کہ ایک طوفان عظیم کے آنے سے پیشتر فضا میں ایک سکون ہوتا ہے لیکن ۱۹۱۴ء میں دنیا جنگ عظیم کی لپیٹ میں آ گئی ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس ہوا ۱۹۳۹ء میں دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔

اس جنگ کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ایک تیسری ہولناک جنگ کی گونج بھی فضا میں سنائی دے رہی ہے ان جنگوں کی وجہ سے اتنی تباہی ہوئی ہے کہ واقعی زمانہ قدیم اور قرون وسطیٰ کی جنگوں کی تباہی کو اس تباہی اور بربادی سے کوئی نسبت نہیں اور اس وقت دنیا کے ہر ایک حصہ میں انسانی جذبات لاوے کی مانند کھول رہے ہیں معلوم نہیں جب یہ لاوا ابلے گا تو اس وقت نوع انسانی کیسے کیسے مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔ روس برطانیہ امریکہ جن کے ہاتھ میں اس وقت ساری دنیا کی زمام اقتدار ہے وہ بجائے صلح اور امن قائم کرنے کے اپنے سیاسی اقتدار کو بڑھانے کی کوشش میں مصروف ہیں چنانچہ امن کانفرنس کی ناکامی اس پر بہترین شاہد ہے مشرقی دنیا بھی مغرب کی تقلید میں مغربی تصورات اور مغربی معیاروں کے ساتھ ایک بہت بڑی کشمکش میں مبتلا ہے فلسطین میں عرب اور یہود کی پیکار ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کی آویزش انڈونیشیا کی جنگ آزادی کی خونین داستان چین کی سیاسی اور معاشی جدوجہد گویا ساری نوع انسانی اس وقت دوزخ کے دہکتے ہوئے اور اتھاہ گڑھے کے کنارے پر کھڑی ہے اور اس تباہی اور بربادی سے بچنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا کم از کم مادیت اور مادی فلسفہ تو ان مسائل کو حل کرنے سے بالکل قاصر ہے اور روحانی معیار اور اقدار کو اختیار کرنے کے لئے ابھی یہ قومیں تیار نہیں۔ یورپ کی اقوام تو انسانی زندگی کے بلند مقاصد سے بے خبر ہو کر ایک دوسرے کو پاؤں تلے روند رہی ہیں اور انھوں نے اپنے سائنٹیفک آلات حرب اور آتش باریوں سے تہذیب و تمدن کے مرکزوں کو خاکستر کر دیا ہے یہ اقوام روحانیت کا انکار کر کے مقام انسانیت سے بالکل گر گئی ہیں لیکن مشرقی اقوام بھی مغربی فلسفہ حیات کی ٹریجیڈی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اندھا دھند مغرب کی تقلید میں منہمک ہیں، اور ان کے انجام سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتیں اور دنیا کا کوئی مفکر جس کی آواز کا دنیا پر کوئی اثر ہو یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا کہ آخر اس تباہی کی وجہ کیا ہے۔ ایچ جی ویلز آنجہانی نے موجودہ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے پیش بینی کے طور پر کہہ دیا تھا کہ مغربی تہذیب اپنے سارے کاروان کے ساتھ تباہی اور بربادی کی طرف جا رہی ہے اور انسانی دماغ نوع انسانی کو اس تباہی سے بچانے سے قاصر ہے یعنی انسانی مستقبل.......

سخت مایوس کن ہے جس میں کوئی امید کی جھلک نہیں۔ معلوم ہوتا ہے انسان کا انسان سے اور انسان کا کائنات سے رشتہ بالکل منقطع ہو گیا ہے اور انسان کسی ایسے جوہر سے محروم ہو گیا ہے جو اس کی ثقافتی اور تمدنی زندگی کی بقا کا باعث ہوتا ہے وہ جوہر دین ہے جس طرف ہمیشہ سے خدا کے برگزیدہ بندے توجہ دلاتے چلے ہیں کہ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی پرستش کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پرستش کرے اور دنیوی معاملات میں ہمیشہ خدا کے خوف کو مدنظر رکھے خدا کا تقویٰ اختیار کرے اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو۔ ان باتوں کو اختیار کئے بغیر جو لوگ دنیا میں حقیقی صلح اور امن قائم کرنا چاہتے ہیں وہ بھی دراصل ایک فریب میں مبتلا ہیں کیونکہ یہی درحقیقت خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی ہے جو انسان کو عذاب الٰہی میں مبتلا کر دیتی ہے اور دنیا سے امن بالکل اٹھ جاتا ہے حضرت امام وقت جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دور کے مفاسد کو دور کرنے کیلئے مبعوث فرمایا انھوں نے بھی اس تباہی اور بربادی کی یہی وجہ قرار دی ہے "نوع انسانی نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر گر گئے ہیں" اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ان پیہم جنگوں اور مستقل اضطراب کی وجہ صرف مادہ پرستی اور خواہشات کی پیروی ہے اور ان واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ تہذیب تمدن کی وہی عمارت پختہ اور پائیدار ہو سکتی ہے جس کی بنیاد روحانیت اور تقویٰ پر قائم ہو اور تہذیب کی وہ عمارت جس کی بنیاد مادیت اور خواہشات اور ادنیٰ جذبات پر ہو وہ کبھی پائیدار ثابت نہیں ہو سکتی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افمن اسس بنیانه علی تقوی من الله ورضوان خیر ام من اسس بنیانه علی شفا جرف ھار فانھار به فی نار جھنم (التوبہ) کیا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور رضا پر رکھی اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھوکھلے گرتے ہوئے کنارہ پر رکھی سو وہ اسکو جہنم کی آگ میں لے گیا ۔۔۔ آج عالمگیر واقعات کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جو قوم اپنے تہذیب و تمدن کی بنیاد اخلاق اور روحانیت کی دائمی قدروں پر رکھتی ہے بہتر ہوتی ہے اور جو قومیں اپنے کلچر اور تہذیب کی بنیاد دنیوی غلبہ قوت، اور سیاسی اقتدار کی خواہش پر رکھتی ہیں اور اپنی عقل اور فوجی قوت سے مخلوق خدا کی گردنوں پر دائمی طور پر مسلط رہنے کی کوشش کرتی ہیں وہ اپنا گھر حق اور صداقت کی محکم چٹان پر نہیں بناتیں بلکہ آتشیں دھارا کے گرتے ہوئے اور کھوکھلے کنارہ پر بناتی ہیں جو انہیں مسلسل جنگوں اور پیہم خونین انقلابات اور بحرانی کیفیت کے جہنم میں گرا دیتا ہے۔ چنانچہ مغربی اقوام کی مثال ہمارے سامنے ہے انھوں نے مادیت کے کھوکھلے کنارہ پر اپنی عمارت بنائی اور اپنی خواہشات کی پرستش کرنے کے لئے رنگ و نسل قومیت اور وطن کے بت تراشے اور خداوند کائنات اور اس کی پیدا کی ہوئی ساری انسانیت کا انکار کیا جس کی وجہ سے بطور عذاب کے ان اقوام کے درمیان ایسی پیکار شروع ہوئی جو ختم ہونے میں نہیں آتی آج دنیا کا ہر ایک ملک آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کی مانند ہے جس کے اندر انسانی خواہشات کا سیاہ لاوا کھول رہا ہے معلوم نہیں خواہشات کا یہ تنور کتنی بار ابل کر لاوا اگلے گا اور انسان کو کیسی مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنا پڑیگا۔ زمینی زلزلے اتنے خطرناک نہیں جتنے کہ وہ زلزلے انسان کے لئے خطرناک اور تباہ کن ہیں جو انسان کے اجتماعی تحت الشعور سے اٹھ کر قیامت برپا کرتے ہیں اور یہی وہ زلزلے ہیں جن سے اس زمانہ کے امام نے دنیا کو ڈرایا ہے اب انسان کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے یا تو وہ اپنی خواہشات کی پرستش کرتے ہوئے ان زلزلوں کی ہولناک تباہ کاریوں کا شکار ہو جائے یا خدا کے حضور گر گر کر اپنی ادنیٰ خواہشات پر غالب آنے کی کوشش کرے اور حقیقی تزکیہ نفس سے دنیا میں صلح اور امن قائم کرے اس کا فیصلہ زمانہ کرے گا کہ انسان تاریخ کے اس نقطۂ انقلاب پر کونسا راستہ اختیار کرتا ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح — مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۴۶ء کو لاہور میں محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے نسیم اختر صاحبہ بنت شیخ کرامت اللہ صاحب کا نکاح شیخ احسان الحق صاحب خلف الرشید محترم جناب شیخ عبدالحق صاحب سے مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر معجل پڑھا اسی روز تقریب رخصتی بھی عمل میں آئی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اس خوشی کے موقع پر مکرم شیخ عبدالحق صاحب نے مبلغ دس روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے۔

— شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن سے اطلاع دیتے ہیں کہ جناب مولوی عبدالسلام صاحب لودھن ضلع نظام آباد ریاست حیدرآباد دکن نے مبلغ ایک سو روپیہ موعودہ ادارہ تعلیم قرآن میں ادا کر دیا ہے اور ماہ اگست سے مبلغ دس روپیہ چندہ ماہوار ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

— حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ سندھ سے رقمطراز ہیں کہ ہمارے کرم فرما حاجی محمد عظیم صاحب رئیس ٹھٹھہ [illegible] عرصہ دو ماہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اب [illegible] تعالیٰ رو بصحت ہیں [illegible] التماس ہے کہ صاحب موصوف کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں حاجی صاحب نے مبلغ [illegible] روپیہ

رپورٹ ادارہ تعلیم قرآن

آمد ماہ جولائی ۱۹۴۶ء

نام			
سابقہ میزان	.	۱۰	۴۱۰۱۴
خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب داوڑ۔	.	.	۵۰۰
جناب محمد عبد اللہ صاحب گڑھی شاہو لاہور۔	.	.	۱۵
جناب مفتی عبد الحی صاحب جموں۔	.	.	۳۵
جناب چوہدری غلام قادر صاحب جموں۔	.	.	۲۵
جناب ڈاکٹر میر رضا حسین صاحب فوجی انبالہ شہر۔	.	.	۱۵
جناب عبد العزیز شاہ صاحب مانسہرہ۔	.	.	۳۰
جناب قاضی سمیع اللہ خاں صاحب لاہور۔	.	.	۴۰
جناب محمد اسلم خاں صاحب ہیڈ ماسٹر بدوملی	.	.	۲۷
جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب گڑھی شاہو لاہور۔	.	.	۲۰
جناب بابو محمد اقبال صاحب جموں۔	.	.	۴۰
جناب قاضی محمد اسلم صاحب لاہور چھاؤنی	.	.	۱۰
جناب عبد الباقی صاحب لاچی	.	.	۵
محترمہ اہلیہ صاحبہ عبد العزیز شاہ صاحب گارڈ لاہور	.	.	۵
محمد اقبال صاحب کارکن دفتر تحصیل تراجم قرآن	.	.	۳
محمد فاضل صاحب " " " لاشث۔	.	.	۲
جناب مولوی دوست محمد صاحب دفتر تبلیغ۔	.	.	۳
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب سابق مبلغ اسلام لائلپور	.	.	۱۰
جناب عبد القادر صاحب مبلغ اسلام۔	.	.	۳
جناب احمد گل صاحب مبلغ اسلام۔	.	۸	۴
جناب چوہدری محمد سعید صاحب کیمٹہ۔	.	.	۲
محترمہ ذکیہ سلطانہ بنت مولوی دوست محمد صاحب۔	.	.	۲
جناب بابو رشید احمد صاحب امرتسر۔	.	.	۱
جماعت بغداد	.	۵	۳۹۳
میزان کل	.	۷	۴۲۱۷۵

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اشخاص حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے آمین۔

۱۷۰۔ نواب بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۱۷۱۔ بشیر بیگم صاحبہ .. .. سیالکوٹ
۱۷۲۔ رشیدہ بیگم صاحبہ .... " "
۱۷۳۔ کرم دین صاحب .... " "
۱۷۴۔ حیدر بی بی صاحبہ .... " "
۱۷۵۔ غلام نبی صاحب .. (سری نگر کشمیر)
۱۷۶۔ نور محمد ہارون " "
۱۷۷۔ محمد نذیر صاحب سرگودھا
۱۷۸۔ محمد سلطان صاحب سرگودھا
۱۷۹۔ محمد حیات صاحب " "
۱۸۰۔ محمد خان صاحب " "
۱۸۱۔ ماسٹر نذر حسین صاحب۔ میرپور (سندھ)
۱۸۲۔ شہاب الدین صاحب قیصر ناگپور (سی پی)
۱۸۳۔ غلام حسن صاحب خیرپور (سندھ)
۱۸۴۔ غلام محمد صاحب مظفر آباد (کشمیر)
۱۸۵۔ محمد عطاء الرحمن خانصاحب کلکتہ

راولپنڈی میں نماز عید الفطر

احباب جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے عید الفطر کی نماز مسجد احمدیہ واقعہ بازار کباڑیاں راولپنڈی میں ادا کی۔ سب احباب جماعت شامل نماز تھے نماز مرزا گل عباس خاں صاحب بی اے انسپکٹر پوسٹ آفس نے پڑھائی اور اس کے بعد آپ ہی نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں دیگر امور کے علاوہ قرآن شریف کی تلاوت کی اور اس پر عمل کرنے پر زور دیا۔ گو خطبہ مختصر تھا مگر نہایت ہی جامع تھا اور احباب جماعت نے اس خطبہ کو بہت پسند کیا خداوند کریم مرزا صاحب موصوف کو جزائے خیر دے آمین اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے آمین

(نامہ نگار)

ضروری اعلانات

ایک پنشنر ڈاکٹر کیلئے مطب کی ضرورت

ہماری جماعت کے ایک مخلص، متدین اور تجربہ کار ڈاکٹر جو سب اسسٹنٹ سرجن ہیں اور عنقریب سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے والے ہیں پنجاب کے کسی ایسے شہر یا قصبہ میں سکونت اختیار کرنا چاہتے ہیں جہاں انہیں رہائشی مکان بھی آسانی سے دستیاب ہو جائے اور مطب کے لئے دوکان بھی مل جائے اور پریکٹس کا اچھا موقعہ ہو۔

جماعت کے احباب سے درخواست ہے کہ اگر کسی مقام پر مسلمان ڈاکٹر کے لئے پریکٹس کا اچھا موقعہ ہو تو وہ پتہ ذیل پر اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں مقام تجویز کردہ میں بچوں کی تعلیم کے لئے ہائی یا مڈل سکول اور ضروریات زندگی کی بہم رسانی میں سہولت کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ والسلام

مسعود بیگ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

ضرورت ہے

صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے ایک ہوشیار گریجوایٹ کارکن کی ضرورت ہے جو انگریزی میں اچھی طرح خط و کتابت اور ڈرافٹنگ کر سکے۔ تجربہ کار آدمی کو حسب لیاقت تنخواہ دی جائے گی عام طور پر گریجوایٹ کو ۶۰/- روپے ابتدائی تنخواہ اور ۵۰/- روپے مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے گریڈ:۔

۱۰۰ ـــ ۴ ـــ ۶۰ ٹائپ جاننے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

اپنی جماعت کے نوجوان دوست پتہ ذیل پر درخواست ارسال فرمائیں:۔

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تبلیغی کلاس کے لئے طلبا کی ضرورت

آئندہ ماہ نومبر ۱۹۴۶ء سے انجمن کی تبلیغی کلاس کا نیا سال شروع ہوگا جس میں حسب ذیل طلباء لئے جائیں گے:۔

(۱) پانچ طلباء جن کو دیہات میں تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے گا۔ ان کا کورس تین سال ہوگا ان میں سے جو طالب علم تھوڑوں میں تبلیغ کے قابل ہوں گے انہیں دو سال مزید ٹریننگ دی جائے گی۔

(۲) چند طلباء تبلیغ بیرون ہند کی تیاری کے لئے اور بکار ہوں گے جو گریجویٹ ہوں یا گریجویٹ کے قریب قابلیت رکھتے ہوں ان کا کورس دو سال ہوگا۔

(۳) دونوں جماعتوں میں داخل ہونے کی اہلیت رکھنے والے طلباء کی درخواستیں ابھی سے مطلوب ہیں تاکہ داخلہ سے پہلے ان کی قابلیت و اہلیت کو پورے طور پر پرکھا جا سکے جو اصحاب ان میں سے کسی ایک جماعت میں داخل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں جن میں تعلیم وغیرہ و شادی شدہ یا غیر شادی شدہ اور علمی قابلیت کا مفصل ذکر ہو بہت جلد بھجوا دیں۔

درخواست کنندہ کا احمدی ہونا ضروری ہے اور درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق لازمی ہے درخواستیں حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں۔

خاکسار

شیخ عبد الرحمٰن مصری انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

مبلغین کی ضرورت

انجمن نے دیہات و شہروں میں تبلیغ کے لئے کم از کم دس نئے مبلغ رکھنے کی منظوری دی ہے، جماعت کے وہ احباب جو اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہوں اور مسائل دینی سے واقف ہوں اور دوسروں کے ساتھ گفتگو اور تقریر وغیرہ کی کسی قدر اہلیت انہیں حاصل ہو اگر اس طرف توجہ کریں تو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا۔

تمام درخواستیں جن میں علمی و دینی قابلیت اور تبلیغی اہلیت کا ذکر ہو ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

نوٹ:۔ درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق ہونی ضروری ہے

پتہ:۔ خاکسار شیخ عبد الرحمٰن مصری انچارج شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ضروری تصحیح

اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء میں جن احباب نے سورۃ مائدہ کا امتحان دیا ہے۔ ان میں سے نمبر ۱۳ شیخ عبد الواحد صاحب بہاولنگر کا نام غلط درج ہوگیا ہے۔ شیخ عبد الواحد کی بجائے سجاد احمد صاحب صدیقی ہونا چاہیئے۔

(عزیز بخش۔ جائنٹ سیکرٹری)

بہائیت کے خاکہ میں چوہدری عبدالرحمن صاحب کی رنگ آمیزیاں

از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۶)

۵- اجراء نبوت و رسالت کے ذکر کا پانچواں نہایت ضروری اور اہم موقعہ وہ تھا جہاں بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مسلمانوں کو ایک عالمگیر غلطی سے بچانے کے لئے یہ فرمایا جاتا کہ وہ خاتم المرسلین نہیں ہیں اس کے بالکل برعکس ولکن رسول اللہ لا کر اور ولکن نبی اللہ نہ لا کر یہ دلیل پیدا کر دی ہے کہ یہاں نبی اور رسول میں ایک ناقابل انفکاک نسبت ہے اگر نبوت ختم ہو گئی ہے تو رسالت بھی یقیناً ختم ہو گئی ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قرآن مجید میں کہیں یہ تفریق نہیں بتائی گئی کہ فلاں شخص نبی تو تھا مگر رسول نہیں تھا بلکہ جن انبیاء کو نبی کہا گیا ہے ان کے لئے مرسلین کی صفت بھی قرآن مجید میں موجود ہے کبھی ان کو نبی قرار دے کر ان پر ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے تو کبھی ان کو مرسلین بتا کر ان پر ایمان کو ضروری بتاتا ہے اگر اس آیت کا نزول یوں ہوتا ولکن نبی اللہ وخاتم النبیین تو شاید شبہ ہوتا کہ یہاں محمد رسول اللہ کو صرف نبی کہا گیا ہے اور آپ کو خاتم النبیین ہی ٹھیرایا ہے لہذا نبوت ختم ہے مگر رسالت ختم نہیں مگر یہاں دلیل ختم نبوت نے رسالت کو مضبوط کر دیا ہے کہ جب نبوت ختم ہے تو رسالت بھی ختم ہے جب نبوت نہ ہو گی تو کوئی پہنچائے گا کیا ہ گویا یہاں النبیین میں مرسلین موجود ہیں کیونکہ قرآن مجید کی اصطلاح عامہ میں تمام انبیاء مرسل ضرور تھے۔

(۶) اجراء رسالت کی اطلاع کا چھٹا موقعہ وہ ہو سکتا ہے جہاں ترتیب وار قرآن مجید گذشتہ انبیاء اور رسل کی صفات اور ان کی دعوت کی نوعیت کا ذکر کرتا ہے وہاں اس نے اگر یہ بتایا ہوتا کہ پہلے رسول نبی بھی ہوتے تھے چنانچہ محمد رسول اللہ صلعم نبی اور رسول ہیں مگر آئندہ صرف رسول آئیں گے اور وہ نبی نہ ہوں گے بلکہ یہ رسول خود خدا ہونگے مگر ایسے کسی موقعہ پر قرآن مجید نے آئندہ رسولوں کی اس دعوت عمومی کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

(۷) رسالت جاری ہے اس خوشخبری کے دینے کا موقعہ وہ ہو سکتا ہے جہاں قرآن مجید نے بتایا ہے کہ ہر ایک نبی کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا ہے مگر محمد رسول اللہ صلعم کی دعوت عمومی اور کل نسل انسانی کے لئے ہے اور آئندہ آنے والے رسول بھی کل نسل انسانی کے لئے ہونگے تاکہ کل قوموں کے اندر اتحاد اور امن قائم ہو مگر قرآن مجید ۷ : ۱۵۸ و ۳۴ : ۲۸ و ۲ : ۶۲ تا ۲ : ۶۴ و ۹۱ : ۲۵ و ۲۱ : ۱۰۷ و ۴۲ : ۷ و ۵۲ : ۴۸ اور ۸۱ : ۲۷ میں سب جگہ حضور صلعم کی دعوت عمومی بلحاظ زمان و مکان اور کل اقوام کا ذکر ہے مگر آپ کی اس خصوصیت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھیرایا۔

(۸) اجراء رسالت کی نوید کا آٹھواں موقعہ وہ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موعود کل ادیان بتایا گیا ہے دو شخصوں کو موعود کل ادیان ٹھیرانا جہالت ہے کیونکہ یہ امر واقعات اور نصوص کتب آسمانی سے ثابت ہے کہ وہ صرف ایک ہے اس لئے قرآن مجید اور حدیث صحیح میں حضور نے خود اپنے آپ کو موعود کل انبیاء قرار دیا ہے۔

(۹) اجراء رسالت کے خلاف قرآن مجید اور انجیل کی رو سے وہ بشارت ہے جو جناب مسیح علیہ السلام نے حضور کے متعلق دی و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد حضرت مسیح کے بعد رسول عظیم وہ ہے جس کا نام احمد ہے کیونکہ یہاں صرف ایک ہی رسول کی پیشگوئی ہے۔ (باقی دارد)

اقتباسات

چھ تبلیغی چندے

احمدیہ جماعت لاہور کے ممبروں کی تعداد اسی قدر ہو گی جس قدر کہ اخبار ایمان کے معاون ہیں یعنی آٹھ دس ہزار۔ اس مختصر سی جماعت کی تبلیغی قربانیاں دیکھئے:-

(۱) تمام ممبر اپنی مستقل ماہوار آمدنی میں انجمن کو شامل سمجھتے ہیں اور ہر مہینے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ یا کم از کم تین پیسے فی روپیہ ماہوار مستقل چندہ ادا کرتے ہیں۔

(۲) تمام ممبر اپنی جائیداد میں انجمن کو شامل سمجھتے ہیں اور اپنی جائیداد کا دسواں حصہ انجمن کے نام وقف کر رہے ہیں۔

(۳) تعلیم قرآن کالج کے قیام کے لئے ہر احمدی سے ۱۵ دن کی آمد طلب کی گئی ہے۔

(۴) برلن مسجد کی مرمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ خاص چندہ مانگا گیا ہے۔ اور یہ رقم بھی جمع ہو رہی ہے

(۵) یورپ کے دس ملکوں میں دس تبلیغی مشن قائم کرنے کے لئے دس لاکھ روپیہ مانگا گیا ہے۔ اس سلسلے میں بھی خاطر خواہ کامیابی ہو رہی ہے۔

(۶) زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے علاوہ ہے یہ رقم شرعی ٹیکس کے طور پر دی جاتی ہے۔ بیک وقت تبلیغ اسلام کے لئے یہ چھ چندے دینے والے لوگ کون ہیں ؟ کافر اور مرتد یا کم سے کم گمراہ اور بے دین۔ لیکن وہ لوگ جو سال بھر میں ایک روپیہ بھی تبلیغ اسلام کے لئے خرچ نہیں کرتے وہ پکے اور سچے مسلمان۔ معلوم نہیں کہ مسلمانوں نے مالی اور جانی جہاد و قربانی کو اسلام سے علیحدہ کس طرح کر لیا ہے ؟ کیا وہ آگ باقی رہے گی اگر اس سے حرارت الگ کر لی جائے ؟ اسلام بھی ایک آگ ہے اور جہاد، قربانی اور ایثار اس آگ کی حرارت ہے جب تک کوئی شخص اپنے نفس کی محبوبات کو اپنے اللہ کی نذر نہ کر دے ؟ (ایمان)

ذات پات کی لعنت

مہاشہ سنت رام جو جات پات توڑک منڈل لاہور کے کارکن ہیں۔ ٹریبون میں "ذات پات" کے نظام کے متعلق ایک نہایت بصیرت افروز اور عبرت انگیز مراسلہ شائع کراتے ہیں جس کو پڑھ کر بے اختیار اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انسانی معاشرت کے لئے جو قانون انسان بناتے ہیں وہ کتنا غلط اور مضر ہوتا ہے حالانکہ وہ اپنی دانست میں اسے اپنے مسائل کا حل سمجھ کر مرتب کرتے ہیں۔ اور صرف وہی قانون صحیح ہو سکتا ہے جو پروردگار عالم نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر نازل کیا مہاشہ سنت رام لکھتے ہیں کہ گاندھی جی اور دوسرے لوگ ذات پات کے سسٹم کو چھوت چھات کا بنیادی سبب قرار دیتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ نظام صرف چھ کروڑ اچھوتوں کی ذلت و پستی کا موجب ہے بلکہ پوری ہندو سوسائٹی کے زوال و انحطاط اور ہماری مادر وطن کی قدیم غلامی کا باعث ہوا ہے۔ اس نے ہمارے برہمنوں کو تنگ نظر خود پسند اور بد خود غلط بنایا ہے۔ ہمارے کھشتریوں کو مغرور اور متکبر اور بے احتیاط اور ہمارے ویشوں کو بزدل اور لالچی اور ہمارے شودروں کو جانوروں سے بدتر اور انسانی شرف کے ہر ایک تصور سے بے بہرہ اور محروم، اگر تمام ذاتوں میں شادی بیاہ کا نظام جاری ہوتا۔ اور کھشتریوں اور برہمنوں کا خون آپس میں ملتا رہتا تو ہمارے فوجی جرنیل فاتح و منصور ہوتے۔ ان میں برہمنوں کی دانشمندی اور اچھوتوں کی بہادری موجود ہوتی۔ آپس کی شادیوں پر پابندیاں عاید کرنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ انسانوں کے اندر جو مختلف استعدادیں پائی جاتی ہیں اور جن کی وجہ سے ایک آدمی کی تکمیل ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے سے الگ رہی ہیں اور اس طرح ہندوؤں میں عام طور پر وہ نہیں پھیل سکیں مثلاً پاکیزگی کا احساس برہمنوں میں اتنا زیادہ بڑھا کہ وہ اپنے چولھے میں لکڑی کو بھی پانی سے دھو کر جلاتے ہیں اور دوسری طرف بھنگی ہیں ایک ہاتھ سے کھانا کھاتے رہتے ہیں اور دوسرے سے غلاظت صاف کرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کا عظیم معاشرتی اور تہذیبی تفاوت ایک قوم کی یکساں اور ہمہ گیر ترقی کے لئے سخت مضر ہے۔ ہم فرقہ واریت کو روتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کے اندر جو انتشار اس ذات پات نے پیدا کر دیا ہے وہ بدترین قسم کی فرقہ واریت ہے اس نے ہندوؤں کو بے شمار چھوٹے چھوٹے طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ کر کھا پی نہیں سکتے۔ آپس میں شادی بیاہ

کتاب نیو ورلڈ آرڈر کی مقبولیت

اس کتاب کے عربی ترجمہ کے پچیس ہزار نسخے فروخت ہو چکے ہیں

سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے اپنی ڈائری تبلیغی میں یکم رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ مطابق ۳۰ جولائی کے نیچے لکھتے ہیں کہ مکتبہ العصریہ بغداد کی معرفت لجنۃ النشر للمجاہدین قاہرہ کو الاسلام والنظام العالمی الجدید کی سو مزید کاپیوں کے لئے آرڈر دیا تھا۔ مکتبہ العصریہ بغداد کے مالک سید محمود حلمی ان دنوں مصر گئے ہوئے ہیں انھوں نے اپنے مکتبہ کو جو خط لکھا ہے اس میں الاسلام والنظام العالمی الجدید کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ الاسلام والنظام العالمی الجدید کے پچیس ہزار نسخے جو پہلی بار طبع ہوئے تھے وہ ختم ہو چکے ہیں۔ اب دوبارہ یہ کتاب طبع ہو رہی ہے طبع ہونے میں پندرہ بیس روز لگیں گے۔ قادری صاحب کو اطلاع دیدیں ایک ماہ کے اندر اندر پچیس ہزار نسخوں کا فروخت ہو جانا جائے تعجب ہے اس سے اس کتاب کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری)

تہذیب کا سقوط

{ از مسٹر غلام ربانی صاحب }

جنگ کے مہیب بادل چھٹ جانے کے بعد انسانوں کی نگاہیں ایک با امن اور مطمئن معاشرہ کا تصور رچائے بیٹھی تھیں مشرق اور مغرب کے حلیف اکٹھے ہوئے اور باہم مل کبھی سان فرانسسکو اور کبھی پیرس میں مجالس کا انعقاد ہوا۔ سیکیورٹی کونسل کے اجتماعات ہوئے اور تجاویز سوچی گئیں اس وقت جنگ کو ختم ہوئے دو سال کے قریب ہونیکو آئے ہیں لیکن ہنوز دنیا بھر کے یہ بیدار اور ہوشمند دماغ باہم مل کر یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ آئندہ آنیوالے دور کی ہیئت ترکیبی کیا ہو، امن کیونکر قائم کیا جائے۔ اور آئندہ اقوام کے بند و کشاد کی حدود کیا مقرر ہوں۔ اب پیرس کی امن کانفرنس کی ناکامی صاف نظر آرہی ہے اور کوشش کی جارہی ہے کہ "اکابرین اربعہ" کے نائبین "وزرائے خارجہ" کی ایک کانفرنس بلائی جائے یہ کوشش مسٹر ارنسٹ بیون کی رہین ہے دو سال میں جو گفت و شنید ہوتی رہی ہے اس کی روشنی میں "وزرائے اربعہ" کی کانفرنس کا جو نتیجہ برآمد ہوگا وہ قبل از وقت ہی بتایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ وزراء کوئی آسمانی مخلوق تو نہیں ہونگے۔ جس طرح پیرس کی امن کانفرنس میں ممالک مختلفہ کے مندوبین یکجا ہوئے اور اپنے ملک کے رویہ پر روشنی ڈالتے رہے اور جو کشیدگی اس پیرس کی امن کانفرنس کے ذریعہ معرض وجود میں آئی انہیں مندوبین میں سے یہ وزرائے اربعہ بھی ہیں جو سیاسی ملکی اور وطنی تعصب سے لبریز ہیں جن سے امن کانفرنس کے مندوبین تھے پھر یہ وزرائے اربعہ کونسا نیا طریق پیش کر سکیں گے جو ان کے ملکی اور وطنی مفاد کی بجائے نوع انسانی کی بھلائی کے لئے ضروری ہو۔

تہذیب کے علمبرداروں کی اس بے بسی کو ملاحظہ کر لینے پر ہر اس انسان کو جس کے دل میں انسانیت کا درد ہے سوچنا چاہیئے کہ آخر یہ کیا الجھنیں ہیں۔ انسان کی مادی ترقیاں اس کی ذہنی تکمیل اور اس کا ارتقائی کمال کیوں ان تمام مشکلات کو حل کرنے سے عاجز ہے۔ اس کا تو صاف مطلب ہے کہ یا تو انسانی ذہن ابھی تک کمال کو نہیں پہنچا یا پھر انسان کی ان ترقیات میں ضرور کوئی ایسا مفقود جزو ہے جس کے کھو جانے کی وجہ سے یہ تمام الجھنیں پیدا ہوئی ہیں۔

اس وقت تک جتنی سوچ بچار ہوئی ہے ... میں ہمیشہ نگاہیں اس زوال کی علت مادی تلاش کرتی رہی ہیں اشتراکی زاویہ نگاہ سے تمام الجھنیں سرمایہ کے آزاد چھوڑ دینے کی بناء پر ہیں جس کا حل اشتراکی سٹیٹ میں یہ ہے کہ سرمایہ قومی ملکیت قرار دیا جائے۔ اور اسی حل کو تقریباً تمام ہوشمند دماغ کچھ کم و بیش ترمیم کے ساتھ قبول کر رہے ہیں۔ پھر بعض دوسرے مفکرین نے وطنیت کو تمام مفاسد کا منبع سمجھ لیا ہے۔ ایک تیسرا گروہ ایسا ہے جو نسلی تفوق اور الوانی برتری کو تمام امراض کا سرچشمہ قرار دیتا ہے۔ ان تمام مادی علل و اسباب کو جب اچھی طرح جانچ لیا جاتا ہے اور اس پر خوب بحث و تمحیص ہو جانے کے بعد ان کا کوئی نہ کوئی حل بھی تلاش کر لیا جاتا ہے تو پھر سے وہ کشمکش دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے۔ یہ پتہ نہیں چلتا کہ اب یہ کشمکش دوبارہ کیوں چل نکلی۔ اس مرتبہ پھر وہی دستاویزات اور تحقیقات کا لمبا چوڑا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے اور نتیجہ ہنوز روز اول ہی نکلتا ہے۔

وہ احباب جو موجودہ عالمگیر اضطراب کا مطالعہ کرتے ہیں اور جنہیں اس اُلٹ پلٹ کے عمل کی کچھ بھی اطلاع ہے بخوبی جانتے ہوں گے کہ گذشتہ ایک ہفتہ کی خبروں کا ماحصل ایک تیسری جنگ کے برپا ہونیکا ہولناک امکان ہے دوسری عالمگیر جنگ کے حلیفوں نے اب ایک تیسری اور نہایت بھیانک جنگ کی بنیاد رکھنی شروع کر دی ہے جس کا خطرہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ جنگوں کا یہ مہیب سلسلہ تہذیب انسانی کے لئے اتنا بڑا دھکا ہے جو اس عمارت کو منہدم کر دے گا۔ اس کا احساس خود یورپ کے مفکرین کو ہے۔ برٹرینڈ رسل نے ایٹم انرجی پر مضمون لکھتے ہوئے ایک دفعہ لکھا تھا کہ یا یہ جنگوں کا سلسلہ ختم ہوگا اور یا پھر تہذیب تباہ ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ کوئی تیسری راہ مفر باقی نہیں حال ہی میں البرٹ آئن سٹائن کا ایک مضمون لندن کے اخبار سنڈے ایکسپریس میں ایٹم بم پر چھپا ہے موصوف لکھتے ہیں:-

"اگر کل کو ایک نئی جنگ شروع ہوگئی اور سامان حرب کی فراہمی موجودہ ایجادات سے کی گئی تو اس سے اتنی مہیب تباہی ہوگی جو شہروں بستیوں اور قوموں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گی۔ اگر سیاستدان جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں اسی روش پر بغیر کسی نظم و ضبط کے چلتے رہے تو ایک اور بھیانک جنگ یقینی ہے، یہ جنگ نہایت تیزی سے آئے گی۔ اگر شہری سیاسی اور معاشرتی امن و سکون حفاظت نہ کی گئی تو دنیا دھواں بن کر اڑ جائے گی یہ یقینی ہے کہ یورینیم اور پلاٹینم کی اٹامک طاقت کو ایک بہت بڑے پیمانہ پر استعمال کیا جائے گا تاکہ انرجی کو تقسیم کیا جا سکے اس طرح ایک وسیع پیمانہ پر جنگ کی بنیاد اٹھائی جائے گی۔

موجودہ حالات میں ایک دفعہ جونہی بے یقینی پیدا ہو جائے اور باہمی اعتماد جاتا رہیگا تو اس سے ایک ایسی فضا پیدا ہو جائیگی جو بنائے ہراس اور تباہی کی محرک بن سکتی ہے"

(سنڈے ایکسپریس ۹ اگست ۱۹۴۶ء)

(ایٹم بم اور جرمنی والوں کا مستقبل) جیسا کہ ظاہر ہے دوسری عالمگیر جنگ کا زخم ابھی بالکل تازہ ہے اور اس کے مجرمین کو تو ابھی سزا بھی نہیں ملی اس لئے یہ عام خیال پایا جاتا تھا کہ جنگ سے تھکی ہوئی قومیں ایک تیسری جنگ کا التزام نہ کریں گی اور امن خواہ کسی بھی قیمت پر میسر آئے اسکا اہتمام کریں گی لیکن جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے دنیا بھر کا یہ بہترین دل و دماغ بھی باہم مل کر اس حقیقی امن کا التزام کرنے سے معذور ہے۔ جہاں تک مادی علل و اسباب ہیں وہ تو تقریباً تقریباً تمام زیر بحث آچکے ہیں۔ تمام نظریاتی ڈھکوسلے بھی آزما لئے گئے ہیں۔ اور جہاں تک دکھائی دیتا ہے شاید ہی ایسا کوئی سبب باقی رہ گیا ہے جو ان مفکرین کے سامنے نہیں آیا اور اس کا حل تلاش کرنے کی انھوں نے کوشش نہیں کی۔ لیکن اب یہ بالکل واضح ہے کہ اس تمام مفاسد کی اصل کوئی مادی گرہ ہرگز نہیں بلکہ اس سے ورا کچھ اور ہے۔ اس اصل کا کھوج لگانا یقیناً ہر ایک بہی خواہ انسانیت کا فرض ہے۔

انسانی نظام دو ہی بنیادوں پر قائم ہے روح اور مادہ، مادی ترقیات اور تنظیمات پر جو تہذیب اٹھائی گئی ہے وہ بالکل ایسی ہی ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔ اور چونکہ موجودہ مفاسد کی مادی وجوہات کو بہت کچھ کرید اجا چکا ہے لہذا اب صرف ایک پہلو باقی رہ گیا ہے اور وہ روحانی پہلو ہے۔ کیا موجودہ اضطراب کی اصل روحانی تو نہیں ہمیں موجودہ گفتگو میں اسے اس پہلو سے جانچنا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کیا چاہتے ہیں؟

"ہر ایک اس جماعت سے تعلق رکھنے والا احمدی یہ اقرار کرے اور عزم کرے کہ وہ آئندہ سے

(۱) اگر اس کی کوئی ماہوار آمدنی ہے تو اس میں سے کم از کم ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار کے طور پر ادا کرے گا۔

(۲) اگر اس کی کوئی جائداد ہے تو اس کی ایک تہائی کی وصیت کر دے گا یہ میری درخواست ہے حضرت صاحب نے کم از کم دسواں حصہ ضروری ٹھہرایا۔

(۳) اس وصیت کردہ حصہ کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا۔

(۴) جن خواتین کی کوئی ماہوار مستقل آمدنی ہے وہ بھی ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کرے گی۔ اور جن کی جائدادیں وہ اپنی جائدادوں سے وصیت کریں گی۔

(۵) طالب علم یا نوجوان جن کی کوئی ماہوار آمدنی نہیں وہ اپنے جیب خرچ میں سے خواہ چار آنہ آٹھ آنے ایک روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ جو کچھ دے سکتے ہوں دیں گے۔

(۶) بہت سے احباب کے لڑکے فوج میں یا دوسری جگہ ملازم ہیں جو چندہ ماہوار نہیں دیتے۔ وہ اپنے لڑکوں کو خود یہ تحریک کریں گے کہ وہ اپنی تنخواہوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریں گے۔

(۷) جن ملازمین کے پراویڈنٹ جمع ہیں وہ اپنے پراویڈنٹ فنڈوں میں سے ایک تہائی کی یا اس سے کم دسویں حصہ تک وصیت کریں گے"۔ (پیغام صلح ۲۸ اگست)

(مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

برلن مسجد کی مرمت کیلئے فوری بیس ہزار روپیہ درکار ہے

خدا کا وہ گھر جسے قوم نے صرف کثیر سے تعمیر کیا۔ اب قوم کی مزید قربانیوں کا محتاج ہے۔ وہ قوم جو تعمیر مسجد پر لاکھوں خرچ کر سکتی ہے اس کے لئے بیس ہزار جمع کر دینا کچھ مشکل نہیں بلکہ ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے ایسے لوگ موجود ہیں کہ ان میں سے اگر ایک ہی صاحب چاہیں تو بیس ہزار دے سکتے ہیں۔ یہ کام تو خدا کے فضل سے ہو کر رہیگا لیکن ہر احمدی کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ اس کی طرف سے بھی خدا کے گھر میں ایک آدھ اینٹ لگ جائے اور آئندہ کی زندگی میں جنت میں گھر بن جائے۔

جن احباب نے اس وقت تک عطیات مرحمت فرمائے ہیں ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

(۱) جناب چوہدری ظہور احمد صاحب بی اے احمد پارک لاہور ‎-/200

(۲) جناب ڈاکٹر کرامت علی خان صاحب پشاور ‎2/-/-

(۳) جناب بابو محمد خلیل احمد صاحب گجرات ‎-/10

(۴) جناب انعام اللہ خان صاحب کوئٹہ ‎50/-/-

(۵) جناب حمید اللہ صاحب کوئٹہ ‎30/-/-

(۶) جناب شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد ‎100/-/-

(۷) منجانب جماعت دہلی معرفت مولوی عبدالرحمن صاحب ‎15/8/-

میزان ‎407/8/-

(مرتضیٰ خان سیکرٹری تحصیل)

معیارِ صداقتِ مامورین

از جناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی

(۵)

یہ کس قدر بے بسی اور بیکسی ہے کہ رہائی کی چونکہ کوئی صورت نہ تھی اس لئے صاحب علم ما کان وما یکون نے

فرمایا خلاص نہ یافتہ و نخواہد یافت۔ اب یہ مایوسی اس کی ہے جو بقول بہائیوں کے اقتدار رب العالمین اور سب کی امیدوں کا مرجع ہے مگر اس کی اپنی مایوسی کا خزانہ ہے۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ خلاصی پا گیا تھا تو اوپر کا مایوسانہ کلام غلط ہو جاتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ خلاصی نہ پائی تو نامرادی کی انتہاء ہے اور کتب اللہ لاغلبن انا کہنے والے کی شان کے خلاف ہونے کی وجہ سے بہاء اللہ کا دعوے الوہیت بھی باطل ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ بہاء اللہ اپنی قید کے آخری ایام میں عکہ کے قریب ایک دوسرے مقام پر بلا سرکاری اجازت چلا گیا تھا۔ اگرچہ یہ ایک جرم تھا جو بہاء اللہ نے عمداً کیا تھا کیونکہ بہاء اللہ خود یہی کہتا رہا کہ میں قیدی ہوں اس لئے میں عکہ سے باہر نہیں جا سکتا مگر ایک عرب کی منت خوشامد سے مجبور ہو کر باہر چلے گئے تھے جس پر ترکی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بازپرس نہیں کی گئی غالباً بہاء اللہ کی صحت کی خرابی اور مایوسی کی وجہ سے کسی نے جیل سے بھاگ نکلنے پر کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس قید سے بھاگ نکلنے میں سب سے بڑا ہاتھ عبدالبہاء کا تھا اسی نے ایک عرب کو مقرر کیا تھا کہ وہ کسی طرح انہیں جیل سے نکل آنے پر مجبور کرے۔

بہائی مذہب کی ناکامی بالکل ظاہر ہے۔ جس طرح باب جو مدعی رسالت تھا نہ صرف قتل کیا گیا بلکہ خدا کے زبردست ہاتھ نے اس کے درندوں کے لائق مذہب کو دنیا پہ پھیلنے ہی نہیں دیا۔ اس کی کتاب آدھی لکھی گئی اس کی اور کتابیں چھپنے کی بجائے اب تک پردۂ اخفا میں ہیں جن میں سے بہت کو تو مخالفین نے جلا ڈالا۔ صبح ازل نے کوشش کی کہ ان صحیفوں کو اکٹھا کرے مگر وہ سب کے سب ضائع ہو گئے۔ جس کی شکایت بہاء اللہ نے اپنے مکتوبات میں بار بار کی ہے۔

اسی طرح بہاء اللہ کی اقدس اور دوسری کتابوں کا حال ہے۔ آج تک بھی اقدس شائع نہ کرنے کا حکم چل رہا ہے۔ بہاء اللہ تو قید میں ہی ختم ہوا اس لئے نہ چھپا سکا تو جبر خدا کی مرضی مگر عبدالبہاء باوجود آزاد ہونے اور تمام یورپ امریکہ کی سیر کرنے کے بھی اپنی اصل کتاب شریعت (اقدس) کو نہ چھپوا سکا اور حکم دیا کہ اسے نہ چھپایا جائے تاکہ کہیں یہ مخالفین کے ہاتھ نہ پڑ جائے اور یہ بھی جمعیت لابیت امریکہ کو لکھا کہ اس کتاب کو چھپانے کی اجازت نہیں اور جو کتاب شائع شدہ ہے وہ بہائیوں کی شائع کردہ نہیں بلکہ متزلزلین کی شائع کردہ ہونے کے باعث قابل حجت نہیں ہے اگر اہل بہاء نے شائع کی اس کا حکم دوسرا ہوگا۔ اس لئے اس کتاب کو نہ چھاپا جائے۔

جس مذہب کی کتاب کا یہ حال ہو اور اس زمانہ میں جبکہ روزانہ اخبارات صبح شام چھپتے ہیں اور ایک کتاب کو چھاپنا بہت معمولی بات ہے۔ اقدس کا نہ چھپنا اس کتاب کے من عنداللہ نہ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

اس کتاب کے کچھ احکام پر عمل درآمد بھی محال ہے جب تک بیت العدل نہ بن جائے اور وہ آج تک بھی نہیں بنا۔ جو بہائی مذہب کے نامراد رہنے کا کھلا ثبوت ہے۔

احمدیت کی صداقت پھر خدا تعالیٰ کا عین وقت پر امت محمدیہ کے مجدد اعظم حضرت مسیح موعود کو بہاء اللہ کی مردہ زندگی کے آخری ایام میں منصب مجددیت اور مسیحیت پر کھڑا کرنا اور اس مجدد اعظم کا اپنے تمام دشمنوں پر دلائل و براہین کے علاوہ روشن آسمانی نشانوں سے غالب آ جانا اور اسلام کو جملہ مذاہب پر غالب ثابت کر دینا اور اسلام کی زندگی کا عملی ثبوت اپنے وجود سے دینا اور تمام مخالفین اسلام کو ڈنکے کی چوٹ مقابلہ پر بلانا اور پھر جو آتے انہیں مقابلہ کر کے ہر طرح محمد رسول اللہ کو زندہ نبی اور قرآن کو زندہ کتاب اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنا ہماری اپنی آنکھوں کا مشاہدہ ہے۔

محمود زرقانی بہائی ایک بہائی مبلغ محمود زرقانی جو عبدالبہاء کے ساتھ ساتھ ممالک مغربی کی سیر میں پھرتا رہا وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی کے آخری ایام میں لاہور میں تھا حضرت مرزا صاحب وہاں کئی روز سے موجود تھے اور زرقانی صاحب چپ رہے لیکن جب حضرت اقدس کے چلنے کا وقت آیا اور اگلے روز آپ کا لیکچر لاہور میں تھا جو پیغام احمد کے نام سے چھپا ہوا ہے۔ تو زرقانی صاحب نے لکھا کہ میں بہاء اللہ کو مسیح مانتا ہوں اور میں مرزا صاحب سے اس موضوع پر بحث کو تیار ہوں۔ بحث پیسہ اخبار میں چھپ جائے۔ تب حضرت اقدس نے اس کی نامعقولیت کا اظہار کرتے ہوئے اسے موقعہ دیا کہ پیغام احمد کے مقابل وہ بھی پیسہ اخبار میں بہاء اللہ کا پیغام جو اس کے دعوے اور دلائل پر مشتمل ہو شائع کرا دے لوگ دونوں مضمونوں کو پڑھ کر خود اندازہ کریں گے کہ سچا مسیح کون ہے۔

زرقانی صاحب نے اپنے مسیح کی سچائی کا ثبوت تو کیا دینا تھا فتھلتی اور ہوا دمیر کی نکتہ چینی پر ایک مضمون بنام جواب لیکچر قادیانی چھاپ دیا۔ جواب لیکچر قادیانی پیغام احمد میں پیش کردہ دلائل و براہین کا جواب نہیں اور نہ ہی بہاء اللہ کے صدق و دعوے کے اس میں کوئی دلائل ہیں بلکہ وہ یہ بھی بیان نہیں کر سکا کہ بہاء اللہ کا اصل دعوے کیا ہے۔

زرقانی اور قتل انبیاء کچھ عرصہ کے بعد دہلی میں یہی زرقانی صاحب تشریف لائے اور احمدی جماعت کو تبلیغ بہائیت کرنی چاہی مگر رنگ ہی مختلف تھا مگر خدا کی حکمت میں بھی شملے سے اسی روز پہنچ گیا۔ اور میں ان کا انداز تبلیغ دیکھ کر سمجھ گیا اور میں معیار صداقت مامورین میں آیت

قطعا لوتین

کو بطور اصل پیش کر کے باب کا قتل اور بہاء اللہ کا تمام عمر قید میں رہنا وغیرہ پیش کر کے حضرت مرزا صاحب کا بالمقابل ۲۵ برس ماموارانہ وحی الٰہی متواتر پانا اور کامیاب ہو جانا پیش کر کے زرقانی صاحب کو چیلنج کیا کہ وہ باب کو پہلے سچا ثابت کرے اگر بنیاد ہی باطل ہے تو بعد کا سلسلہ بھی باطل ہے۔

زرقانی صاحب نے جب یہ دیکھا کہ آیت قطعنا الوتین کی رو سے تو بابی اور بہائی مذہب باطل ہو جاتا ہے تو اس نے کہا کہ چونکہ سچے نبی بھی قتل ہو جاتے ہیں اس لئے باب کا قتل ہو جانا اس کے مفتری علی اللہ ہونے کی دلیل نہیں میں نے کہا کہ پہلے تو یہ غلط ہے کہ سچے نبی قتل ہو جاتے ہیں۔ پھر اگر یہ صحیح بھی ہو تو بھی جب دو مدعی ہیں ایک باب دوسرے حضرت مرزا صاحب کو تو ۲۳ سال سے زیادہ زمانہ ماموریت ملا جس میں وہ وحی الٰہی کو برابر پیش کرتے رہے۔ اس لئے اگر ۲۳ سال کے اندر قتل ہو جانا کاذب ہونے کی دلیل نہ بھی مانی جائے تو دوسرے کا اس قدر مدت تک زندہ رہنا اس کے سچے ہونے کی یقینی دلیل ہے اور یہ صادق مامور من اللہ باب کو کاذب قرار دیتا ہے پس یوں بھی اس معیار کی رو سے حضرت مرزا صاحب سچے اور باب و بہاء جھوٹے ثابت ہوئے۔

مسئلہ قتل انبیاء اس بحث کے ضمن میں یہ سوال آ گیا کہ کیا سچا نبی قتل ہو سکتا ہے یا نہیں میں نے ایک رات کی مہلت مانگی تا کہ میں اس مسئلہ پر حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو اچھی طرح غور سے پڑھنے کے بعد بحث کروں مہلت دی گئی رات کو میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں عاجزی سے ہدایت طلب کی تو معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں اس طرح ڈال دیا کہ میں مجبور ہو گیا کہ پہلے اسی کتاب کو نکالوں چنانچہ جب میں نے ایک مجلد پر ہاتھ ڈالا جس میں کئی کتابیں تھیں اور جونہی کھولا تو میرے سامنے حضرت مسیح موعود کی صرف یہ عبارت تھی۔

"من ذا الذی یقتلھم او یجعلھم ذلیلا"

اسے میں نے سیاق و سباق پر نظر ماری تو وہاں بحث ہی یہ تھی کہ مدعی کاذب جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور صادق کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہے نہ ذلیل کر سکتا ہے تب میں نے اس کتاب کا سرورق نکالا تو یہ وہی کتاب تھی جس کے پڑھنے کا میرے دل میں خیال ڈالا گیا تھا تب میں نے اس کتاب تذکرۃ الشہادتین کے اور مقامات کو بھی دیکھا تو معلوم ہوا کہ حق یہی ہے کہ نبی ہرگز قتل نہیں ہوتا۔ میں اٹھا اور سجدہ شکر ادا کر کے سو گیا۔ اور جب دوستوں کو یہ حوالہ دکھایا تو سب مان گئے مگر میرے ایک عزیز مرزا عبدالحق صاحب نے تحفہ گولڑویہ کی ایک عبارت پیش کی جو بظاہر تذکرۃ الشہادتین کی عبارت کے خلاف تھی۔ میں نے جو اسے پڑھا تو مجھے اس وقت عجیب لطف آیا کیونکہ غور سے دیکھنے سے وہ عبارت بھی وہی مضمون بیان کر رہی تھی جو تذکرۃ الشہادتین کا تھا۔ اور میں نے اسی وقت اسی کتاب کے دوسرے مقامات سے دکھا دیا کہ نبی قتل نہیں ہوتا یہی سنت اللہ ہے۔ اس پر وہ میرے عزیز خاموش ہو گئے۔

حمامۃ البشریٰ اب جو میں نے بحث میں زرقانی صاحب کو دلائل قرآنی سے عاجز کر دیا تو انھوں نے مولوی محفوظ الحق علمی کو مدد کے لئے بلایا۔ اور انھوں نے حمامۃ البشریٰ کی عبارت ذیل پیش کی۔

"ما کان موت القتل نقصاً لانبیاء بل دکسراً نشانھم وعزتھم وکاین من النبیین قتلوا فی سبیل اللہ کیحیی علیہ السلام وابیہ"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ حاشیہ)

میں نے جب اس عبارت کو سنا تو میں نے کہا اس کا سیاق و سباق ذرا پڑھئے چنانچہ پہلے یہ بحث ہے کہ تورات کا مذہب یہ ہے کہ سچا نبی قتل نہیں ہوتا اور جو قتل ہو جائے وہ جھوٹا۔ اس لئے یہود حضرت عیسیٰ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہ تا تورات کی رو سے وہ کاذب ثابت ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے مسیح کے قتل کی اس قدر زور سے نفی کی اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو اس عدم قتل کے قصے کو بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اگر یہ بات ٹھیک ہو کہ موت قتل انبیاء کے لئے کوئی نقص کا باعث نہ ہو اور نہ ان کی عزت کو بٹہ لگے اور یہ بھی واقعہ ہو کہ کئی نبی قتل بھی ہوتے ہوں تو مسیح کے عدم قتل پر زور دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

جب میں نے عبارت کو سیاق سے ملا کر بتایا کہ یہاں تو عدم قتل انبیاء کا ثبوت ہے اور جو عبارت بہائیوں نے پیش کی ہے وہ جب اصل بحث سے ملا کر پڑھی جائے تو وہ بجائے قتل انبیاء کے عدم قتل انبیاء کا بیان ہے اسی لئے آگے لکھا ہے:

"فتفکر واطلب صراط المھتدین"

حضرت مولانا نورالدین صاحب کا مذہب

میرا پہلے یہ عقیدہ ضرور تھا کہ حضرت اقدس کا مذہب یہی ہے کہ بعض انبیاء قتل ہوئے لیکن جب میں نے ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین رضؓ کی خدمت میں آیت قطع الوتین کی بحث کے ضمن میں قتل انبیاء کا سوال پیش کیا تو انھوں نے فرمایا نبی کبھی قتل نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا کہ حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ یحیٰی شہید ہوئے۔ حضرت مولانا نے بڑے وثوق سے فرمایا کہ لاؤ مجھے دکھاؤ کہاں ایسا لکھا ہے۔ نورالدین کی ان دونوں آنکھوں نے (حضرت مرزا صاحب) کی کتابوں کو پڑھا ہے انھوں نے کبھی نہیں لکھا کہ کوئی نبی قتل ہوا ان کا مذہب یہی ہے کہ نبی قتل نہیں ہوسکتا۔

جب میں نے بہائی مذہب سے بحث کے وقت ان حوالوں کو دیکھا جن سے میں بخیال خود یہ سمجھے بیٹھا تھا کہ نبی قتل بھی ہوئے ہیں تو اللہ تعالےٰ نے میری رہبری فرمائی اور میں نے حضرت مولانا نورالدین صاحب رضؓ کا مذہب ہی صحیح پایا اور واقعی حضرت مسیح موعود کی تمام تحریریں یہی بتاتی ہیں کہ نبی قتل نہیں ہوتا۔

اب میں نے بحث میں عدم قتل انبیاء کو اصول کے طور پر رکھا اور میاں صاحب سے اجازت لے لی۔ تب بہائی مبلغ محمود زرقانی صاحب ساکت ہو گئے۔ اور بحث تحریری شروع ہوگئی اور میرا آخری پرچہ اب تک بلا جواب پڑا ہے۔ اور زرقانی صاحب اس دارفانی سے رخصت ہوگئے۔۔ اور علمی صاحب نے بجائے مجھ کو میرے آخری پرچہ کا جواب دینے کے ان کے لکھے ہوئے پرچوں کو اپنے رسالہ میں چھاپ دیا۔ یوں یہ بحث ناتمام رہ گئی۔

افان مات او قتل

بہائی مبلغ زرقانی کی آخری حجت یہ تھی کہ اگر قتل انبیاء ناجائز ہو تو پھر قرآن مجید میں آنحضرت صلعم کی شان میں "او قتل" یا وہ قتل ہوجانے کے الفاظ کیوں آئے۔

میرا جواب یہ تھا کہ نزول آیت تو آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہوا اس لئے یہ تو بطور تعلیق بالمحال بیان ہے ورنہ سچ یہ ہے کہ اگر حضور صلعم اسی وقت مرجاتے یا قتل ہوجاتے تو اسلام ناقص رہ جاتا اور قرآن مجید کا نزول جو باقی تھا وہ نہ ہوسکتا۔ اور حفاظت الٰہی کا جو وعدہ تھا وہ جھوٹا ہوجاتا مثلاً:

(۱) واصبر لحکم ربک فانک باعیننا ۲۷/۴

اپنے رب کے حکم کے لئے صبر کر تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے (یعنی ہماری حفاظت میں ہے) اور پھر یہ وعدہ

واللہ یعصمک من الناس

خدا تعالےٰ تجھے لوگوں سے بچائیگا۔

اب اگر آنحضرت صلعم قتل ہوجاتے تو یہ وعدہ حفاظت ضرور باطل ہوجاتا۔ جو محال ہے پس جو امر مستلزم محال ہے وہ بھی محال ہے پس نبی کا قتل ناممکن ہے اور افان مات او قتل بطور تعلیق بالمحال ہے۔

پھر اگر خدا یوں فرماتا کہ اے لوگو اگر محمد صلعم مرجاتے یا مارے جاتے تو بھی تمہیں انہیں سچا ہی جانتے رہنا چاہیئے تھا۔ تو بھی یہ استدلال جو بہائی مبلغ کا ہے درست ہوتا۔ مگر یہاں تو آنحضرت صلعم کی صداقت اور عدم صداقت کی بحث ہی نہیں۔ یہاں تو لکھا ہے کہ اگر وہ مرجائے یا مارا جائے تو تم کو اُلٹے پاؤں لوٹنا جائز نہیں۔ اُلٹے پاؤں لوٹنا کیا ہے یا تو پھر شرک کی طرف جانا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ایک جگہ ہے:۔

قل اندعوا من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا ونرد علے اعقابنا۔

اور یا اس موقعہ کے لحاظ سے میدان جنگ سے منہ پھیر کر بھاگنا ایڑیوں کے بل لوٹنا مراد ہے اور اس صورت میں یہ آیت ایک ملٹری کا قانون ہے جس کی رو سے اگر سپہ سالار مارا جائے تو فوج کو پیچھے ہٹنا نہ چاہیئے بلکہ دوسرا سپہ سالار مقرر کرکے بہادر لڑتے رہ کر اپنی اور اپنی قوم کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان کان للرحمن ولد سے یہ امکان ثابت کرنا کہ خدا کا بیٹا ہوسکتا ہے بالکل غلط ہے اسی طرح اس آیت میں بھی جملہ شرطیہ افان مات او قتل سے قتل کا جواز نکالنا ایک غلطی ہے۔ اور اس وقت تو موت بالقتل کا جواز غلط ہے۔ کیونکہ اس وقت یہ بھی بطور فرض ہی بیان کی گئی ہے۔

اسکو سمجھنے کے لئے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ایک شخص جو حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہو کر ارتداد اختیار کرے اور یہ کہے کہ چونکہ مرزا صاحب میرے نزدیک سچے نہیں لہذا عیسیٰ بھی نہیں مرے بلکہ زندہ آسمان پر ہیں۔

اب ایسے شخص کو سمجھانے کے لئے اگر ہم یوں کہیں کہ مرزا صاحب سچے ہوں یا نہ ہوں تم وفات مسیح کا انکار نہ کرو تو اس کہنے سے اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ قائل کے نزدیک مرزا صاحب کے سچے نہ ہونے کا امکان ہے تو میں کہوں گا کہ یہ غلط خیال ہے۔ ہم نے تو تعلیق بالمحال کے طور پر سچا نہ ہونا فرض کرکے تم کو ایک سچائی کے انکار کرنے سے روکا ہے۔

ٹھیک اسی طرح بطور تعلیق بالمحال خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے اس وقت مرجانے یا مارے جانے کو فرض کرکے مسلمانوں کو حق سے منہ پھیرنے سے منع کیا ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ خدا کے نزدیک اس وقت موت یا قتل ممکن بھی تھے۔ پس اس آیت سے امکان قتل انبیاء ثابت کرنا ایک غلطی ہے جب اس آیت سے خود اس نبی کا قتل بھی ممکن نہیں جس کے حق میں یہ آیت ہے تو اور انبیاء کے قتل کا امکان اس سے کس طرح ثابت ہوسکتا ہے۔

اہل علم کا یہ مسلمہ ہے کہ جملہ شرطیہ میں مقدمہ کا ممکن ہونا شرط نہیں ہوتا پس اس آیت میں افان مات او قتل جملہ شرطیہ ہے اس لئے قتل ہوجانا ممکن ثابت نہیں ہوسکتا۔

بہائیوں اور بابیوں کا خاتمہ

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ سچا نبی قتل نہیں ہوسکتا تو یقیناً بہاء اللہ صاحب کے پیرو شد جو مدعی رسالت تھے وہ بھی کاذب اور ان کے بعد ان کا مصدق بہاء اللہ بھی کاذب۔ اب اگر کسی بہائی میں ہمت ہو تو وہ ہمارے ساتھ تقریری و تحریری مباحثہ قتل انبیاء پر کرے تاکہ احمدیت اور بہائیت میں ہمیشہ کے لئے سچائی سے فیصلہ ہوجائے۔ اور اس طرح بابیوں اور بہائیوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے۔

مولوی عبداللہ بہائی

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے پھر ایک دفعہ مولوی عبداللہ صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنے معیار رسالت پر مسئلہ قتل انبیاء کی رو سے ہم سے بحث کرلیں خود اگر وہ معذور ہوں تو نئے بہائی چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کو آگے کردیں ہم اس بحث کو نہایت سنجیدگی سے کریں گے اور غیر جانبدار تین ثالثوں کو فیصلہ کے لئے مقرر کردیں گے۔ کثرت رائے کا فیصلہ منظور ہوگا۔ ماننا یا نہ ماننا دل کی تبدیلی پر موقوف ہے اس لئے اگر خدا کسی فریق کو ہدایت دے اور وہ عقیدہ اپنا تبدیل کرے تو یہ اس کی مرضی مگر فیصلہ کو موثر بنانے کے لئے چاہیئے کہ میری طرح بہائی بھی کم ازکم ایک سو روپیہ بطور انعام مقرر کریں اور اتنا ہی روپیہ میں انعام مقرر کرتا ہوں یہ دوسو روپیہ ثالثوں کے فیصلہ پر غالب فریق کو مل جائے گا۔ کیا کوئی بہائی مقابلہ پر آئے گا۔ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ وہ باطل کے پرستار ہیں اور وہ ہم سے واقف ہیں

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔
(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔
(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

(بقیہ اقتباسات)

نہیں کرسکتے۔ اور جن کے مابین کوئی سیاسی یا اقتصادی مفاد مشترک نہیں ایک جاٹ وزیر جاٹوں کی حمایت کرتا ہے۔ ایک بنیا وزیر بنیوں کے اداروں کی سرپرستی کرتا ہے۔ اور مالویہ برہمن سربرت برہمن کے ساتھ بھی نہیں کھاتے پیتے گارسٹو در ہندو کا تو سوال ہی دور ہے۔

مہاشہ سنت رام نے جو کچھ کہا بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی نسل سے اُٹھایا ہے۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور یہ شیطانی امتیازات جب تک دور نہیں ہوں گے۔ کوئی معاشرتی نظام درست نہیں بیٹھے گا۔ یہ امتیازات خواہ ذات پات کے ہوں یا قومیت کے یا وطنیت کے سبب لعنت ہیں۔

(کوثر)

امن کمیٹیاں یا فساد کمیٹیاں

لاہور کے مختلف محلوں سے ہمیں اس مضمون کی پیہم شکایات موصول ہورہی ہیں کہ ہندو بھائیوں نے امن کمیٹیاں کے نام سے جو جتھہ بندی کی ہے اُس کے ارکان ساری رات کلہاڑیوں لوہے کی سلاخوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہوکر خطرناک انداز میں گلی کوچوں میں گھومتے رہتے ہیں اور نہتے راہ گیروں کو ہر وقت ان کی طرف سے اندیشہ فساد دامن گیر رہتا ہے۔ ہم ان شکایات کو من وعن اخبار میں شائع کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اس سے خواہ مخواہ اشتعال پیدا ہوگا مگر ہم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اس شرارت کے فوری سدباب کے لئے مناسب انتظام کی دعوت دیتے ہیں۔ فساد کی روک تھام کے لئے ہر مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہیئے مگر اس طرح ہتھیار بند ہوکر کوچوں کی آوارہ گردی فسادات کو روکنے کی بجائے خرمن امن کے لئے چنگاری کا کام دے گی۔

اگر کسی علاقہ میں رات کے وقت حفاظتی پہرہ ضروری ہے تو یہ کام پولیس کے سپرد کیا جائے۔ جذبات کے اس ہیجان کے زمانہ میں کسی خاص فرقہ کے افراد کو اس طرح مسلح پہرے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے یوں بھی جب لاہور میں ہتھیار لے کر چلنا ممنوع ہے تو امن کمیٹیوں کی آڑ میں فسادی عنصر کو ہتھیار بندی کی اجازت کیوں دی جاتی ہے۔

ابھی ابھی چوک متی کے مسلمانوں نے بعض مفسد پردازوں کی امن سوز سرگرمیوں کی شکایات کی ہے ہم اس علاقہ کے مسلمانوں اور باقی شہر کے مسلمانوں کو صبر اور ضبط کی تلقین کرتے ہوئے پرامن رہنے کی اپیل کرتے ہیں بعض شرارتی لوگ جان بوجھ کر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کریں گے اگر مسلمان اشتعال میں آجائیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ شرارتی اپنی شرارت میں کامیاب ہوگئے۔

(نوائے وقت)

رہبر و ایں بس

رہبر و ایں بس

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر انچیف - محمد آصف بی۔ اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ ۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ شوال ۱۳۶۵ھ م ۱۸ ستمبر ۱۹۴۶ء ۔ نمبر ۳۸

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعوی نبوت کا الزام مجھ پر سراسر افترا ہے

اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے ۔ لہٰذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقاید میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں ۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی ۔ .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقاید کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے ۔ (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری ہے اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا انکاری ہے یہ سارے الزامات دروغ اور باطل محض ہیں ۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے ۔ اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو یہ اعتراض نکالے گئے ہیں ۔ یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ۔ ایسا ہی میں ملائک اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں ۔ (تقریر مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی مندرجہ نشان حق)

مکالمہ الٰہیہ

کیونکہ یہ عاجز قریباً گیارہ برس سے شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہے اور اس بات کو خوب جانتا ہے کہ وحی درحقیقت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے وحی کی مثال اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے ساتھ دی جائے تو شاید کسی قدر تار برقی سے مشابہ ہے جو اپنے ہر ایک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار میں ایسا دبا لیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اس کی طرف ایسا کھینچا گیا ہوں کہ میری کوئی قوت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ اس تصرف میں کھلا اور روشن کلام سنتا ہوں بعض وقت ملائک کو دیکھتا ہوں[ف] ۔ اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے مشاہدہ کرتا ہوں اور وہ کلام بسا اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ایسا تصرف اور اخذ تمار ہی ہوتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے اب اس سے انکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہے ۔

(برکات الدعا)

ف دیکھتا ۔ ۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ ملائک بعض وقت نظر آتے ہیں بلکہ بسا اوقات ملائک کلام میں اپنا واسطہ ہونا ظاہر کر دیتے ہیں ۔

درِّ ثمین

جابر حاکم اور ان کے ظلم کی تصدیق و تائید کرنیوالوں اور ان کی مخالفت کرنیوالوں کا انجام

اعیذک باللہ یا کعب بن عجرۃ من امراء یکونون بعدی من غشی ابوابھم وصدقھم فی کذبھم واعانھم علی ظلمھم فلیس منی ولست منہ ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابھم ولم یصدقھم فی کذبھم ولم یعنھم علی ظلمھم فھو منی وانا منہ وسیرد علی الحوض یا کعب بن عجرۃ الصلوۃ برھان والصوم جنۃ حصینۃ والصدقۃ تطفی الخطیئۃ کما یطفی الماء النار یا کعب بن عجرۃ انہ لا یربو لحم نبت من سحت الا کانت النار اولی بہ ۔ الترمذی والنسائی ۔

اے کعب بن عجرہ ان امیروں سے جو میرے بعد ہونگے میں تمہارے لئے خدا کی پناہ کا خواستگار ہوں ۔ جو شخص ان کے دروازے پر گرے گا ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم کی تائید کرے گا وہ میری جماعت میں نہیں ہے ۔ اور نہ میں اس سے (تعلق رکھتا) ہوں اور وہ حوض (کوثر) پر نہیں آنے پائیگا ۔ جو شخص ان کے دروازہ پر نہیں جائے گا ۔ نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا نہ ان کے ظلم کی تائید کرے گا وہ میری جماعت میں ہے ۔ اور میں اس سے تعلق رکھتا ہوں اور وہ حوض (کوثر) پر بھی آئیگا ۔ اے کعب بن عجرہ نماز اسلام کی سند ہے (نواہش و منکرات سے بچنے کے لئے) روزہ مضبوط ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور اے کعب بن عجرہ جو گوشت حرام کی کمائی سے پیدا ہوتا ہے اس کا آگ میں جلنا بہتر ہے

اللہ تعالیٰ اور بندے کا تعلق ۔ مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ ۔ زندہ اور مردہ گھر

مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللہ فیہ مثل الحی والمیت ۔ بخاری ومسلم وفی روایۃ یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم وان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ ۔ بخاری مسلم ۔ ترمذی ۔

ترجمہ ۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور اس گھر کی جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے زندہ اور مردہ کی سی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں ۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور جب وہ میری یاد دل میں کرتا ہے ۔ میں بھی اس کی یاد دل میں کرتا ہوں ۔ اور جب وہ میری یاد جماعت میں کرتا ہے ۔ تو میں بھی اس کی یاد جماعت میں کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہے ۔ اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے ۔ تو میں اس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہوں ۔ اگر وہ ہاتھ بھر آئے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف جاتا ہوں ۔ اور اگر وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر اس کے پاس جاتا ہوں ۔

خوش خلقی

یا ابا ذر لا تحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلق واذا طبخت مرقا فاکثر ماءھا واغرف لجارک منہ (الترمذی)

اے ابو ذر حسن خلق کو حقیر مت سمجھو ۔ خواہ (وہ اسی قدر ہو کہ) تم اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی ہو ۔ اور جب سالن پکاؤ تو اس میں پانی (ذرا) زیادہ ڈال دو اور اپنے ہمسایہ کو بھی اس میں سے ایک دو نیچے دے ڈالو ۔

غلام قادر
عفی عنہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

حضرت انسان

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب ایڈووکیٹ لاہور

مخلوقات کا ہر ایک ذرہ اپنے اپنے مقصد فطرت کو بغیر ذاتی ارادہ اور قصد کے سرانجام دے رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالے موسیٰؑ کی زبانی فرماتا ہے ربنا الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدی یا اسے ہدایت فطرت کہتے ہیں لیکن اب سوال یہ ہے کہ کیا انسان بھی اس دنیا میں کسی مقصد کے لئے اسی طرح مقرر ہو کر آیا ہے؟ اگر آیا ہے تو کیا اسکو انجام دے رہا ہے؟ انسان بھی دوسرے حیوانات کی طرح کھاتا، پیتا چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا ہے زندگی کے دن گزارتا ہے اور آخر کار اس تماشا گاہ دنیا کو خیرباد کہہ جاتا ہے اگر اس کی زندگی کا بس یہی مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے صاحب ارادہ اور صاحب عقل کیوں بنایا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے فہم و ادراک سے بھی سوال کرتا ہے۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثا (مومن ۲) ایحسب الانسان ان یترک سدی (قیامہ ۲)

انسان بقائے ہستی کے لئے کارخانہ عالم کے ذرہ ذرہ کا محتاج ہے

انسان اگر صفحۂ ہستی سے مٹ بھی جائے تو کارخانہ قدرت اور اس کی ہر چیز اپنا اپنا فرض انجام دیتی رہے گی۔ آفتاب اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا رہے گا۔ ہوائیں چلتی رہیں گی سمندر موجزن رہے گا۔ پانی برستا رہے گا۔ سبزہ اُگتا رہے گا اور درخت پھلتے رہیں گے الغرض دنیا کی کوئی اہم ہستی اپنی بقا کے لئے انسان کی محتاج نہیں۔ لیکن انسان بقاء نوعی کے لئے ذرہ ذرہ کا محتاج ہے لہذا اس کارخانہ عالم کے ایک ایک پرزہ کی غرض و غایت بقائے نوع انسانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (بقرہ ۳) دوسری جگہ بتایا الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض (حج ۹) فلک اور اجرام فلکی کے اور موسموں کے ادل بدل کے متعلق فرماتا ہے وسخر لکم الیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ (نحل ۲)

انسان بھی کسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے

الغرض انسان بھی کسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ مقصد [illegible] ہے۔ مخلوقات کو بنظر غور دیکھا جائے [illegible] ہوگا کہ ہر ادنیٰ سے اعلیٰ [illegible] اپنے اعلیٰ [illegible]

چیز کے کام آ رہی ہے۔ جمادات نباتات کے، نباتات حیوانات کے اور یہ تینوں مل کر انسان کی خدمات میں لگے ہوئے ہیں آخر انسان کو بھی کسی اعلیٰ ہستی کے کام آنا چاہیئے اور یقیناً وہ ہستی باری تعالیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (ذاریات ۳)

مخلوقات کی تین اقسام

فہم و ادراک اور ارادہ و اختیار کے لحاظ سے مخلوقات کی تین قسمیں ہیں:-

قسم اول۔ وہ جن میں یہ صفات یکسر مفقود ہیں جیسے اجرام فلکی۔ جمادات نباتات۔

دوم۔ حیوانات جو صرف ابتدائی احساس اور علم و فہم رکھتے ہیں مگر ان ابتدائی صفات سے کسی نئے علم کے استخراج کی قدرت نہیں رکھتے ان کا ارادہ و اختیار بھی صرف ظاہری اشیاء تک محدود ہے۔

سوئم۔ انسان ہے جو فہم و ادراک سے مزین کیا گیا ہے۔ استقراء و تمثیل کے ذریعہ سے استنباط مسائل کرتا ہے۔ جزئیات سے کلیات اور کلیات سے جزئیات پر حکم لگاتا ہے۔ بدیہات سے نظریات تک اسے رسائی ہے اور غائب کو حاضر پر قیاس کرتا ہے۔ اس کے بعض افعال دوسری مخلوقات کی طرح فطری ہوتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وللہ یسجد ما فی السموات وما فی الارض من دابۃ والملئکۃ وھم لا یستکبرون۔ یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون ما یؤمرون (نحل ۶)

اسی فطری اطاعت الٰہی کا دوسرا نام فطری وحی بھی ہے۔

واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا (نحل ۹)

اسی طبعی اطاعت اور فطری تعمیل کو ان کی زبان حال کی عبادت اور تسبیح فرمایا گیا ہے۔

الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صٰفٰت کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ واللہ علیم بما یفعلون (نور ۶)

انسان صاحب عقل فہم ہونے کے سبب مکلف با طاعت شریعت ہے

انسان مجبورانہ اطاعت الٰہی کے لئے نہیں بلکہ بالارادہ مکلف شریعت پیدا کیا گیا ہے۔

انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا (احزاب ۹)

نکتہ

انسان میں ظلومیت اور جہولیت کی صفت تھی، اس لئے اس نے اس امانت کو اٹھا لیا کیونکہ انسان میں اپنے نفس کی مخالفت اور اپنے نفس پر سختی کرنے کی صفت ہے۔ الغرض صفت ظلومیت انسان کے مراتب سلوک کا ایک مرکب ہے اور اس کے مقامات قرب کے لئے ایک عظیم الشان ذریعہ اسکو عطا کیا گیا ہے جو بوجہ مخالفت نفس کے اول میں نار جہنم کی شکل پر تجلی کرتا ہے لیکن آخر نعما جنت تک پہنچا دیتا ہے اور در حقیقت قرآن کریم کے دوسرے مقام میں جو آیت ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا (مریم ۵) یعنی تم میں سے کوئی بھی ایسا نفس نہیں جو آگ میں وارد نہ ہو۔ یہ وہ وعدہ ہے جو تیرے رب نے تیرے اوپر لازم اور واجب الادا ٹھہرا رکھا ہے، یہ بھی درحقیقت صفت محمودۂ ظلومیت کی طرف ہی اشارہ کرتی ہے۔ صاحب فتوحات مکیہ اپنی تفسیر میں زیر آیت فحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا یہ معنے لکھتے ہیں کہ ظلوم و جہول مقام مدح میں ہے صاحب تفسیر حسینی خواجہ محمد پارسا کی تفسیر سے نقل کرتے ہیں کہ آیت کے یہ معنے ہیں کہ انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا کہ وہ ظلوم تھا یعنے اس بات پر قادر تھا کہ اپنے نفس اور اس کی خواہشوں سے باہر آ جائے ابن جریر بھی جو رئیس المفسرین ہیں اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ظلوم و جہول کا لفظ محل مدح میں ہے نہ ذم میں (آئینہ کمالات)

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند
— حافظ

اطاعت اوامر الٰہی بغیر علم کے نہیں ہوسکتی اور یہ علم انبیاء کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے

کسی کی اطاعت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کے اوامر و نواہی سے ہمیں واقفیت نہ ہو۔ اور اس علم سے دنیا کو روشناس کرنے کے لئے انبیاء کی ضرورت ہے جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ سے علم پا کر دنیا کے انسان کو اس سے باخبر کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کی دعوت دیتے ہیں۔

کثیر حصہ انسانوں کا اطاعت الٰہی کر کے فلاح پا جاتا ہے اور اکثر سرکشی کر کے مبتلائے عذاب جہنم ہو جاتا ہے۔

الم تر ان اللہ

یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب (حج ۲)

نبی کے فرائض

نبی انسانوں کو ان کے احساس۔ ارادہ اور اختیار کی بھولی ہوئی ذمہ داریاں یاد دلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے وہ حاکموں کی طرح آبادیوں کا امن و اطمینان نہیں قائم کرتا بلکہ اطمینان قلب چاہتا ہے۔ وہ علمی اخلاق کی طرح اسباب و علل کی تلاش کی جستجو نہیں بلکہ اخلاقی سپرٹ کی انسانی سوسائٹی سے بیخکنی کر کے اخلاق حسنہ سے انسان کو آراستہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اوہام انسانی کے طلسم کو پاش پاش کرتا ہے۔ غلط رسم و رواج کی بندشوں کو کھولتا ہے اور انسانوں کو ماسوا اللہ کی غلامی سے آزاد کر کے اللہ تعالے کے حلقۂ اطاعت میں لاتا ہے۔ یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم (اعراف ۱۹)

رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل (نساء ۲۳)

لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (حدید ۴)

نبی میں انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہوتا ہے

نبی صرف خوشخبری اور ڈراوے کی دھمکی نہیں دیتے باتوں سے آگے گزر کر وہ عامل ہوتے ہیں اور عامل بناتے ہیں وہ شاعروں کی خیال آرائیاں اور فلسفہ و حکمت کی الجھن میں پھنس کر نہیں رہ جاتے وہ اہل دل اور صاحب عمل ہوتے ہیں۔

والشعراء یتبعھم الغاون الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون ما لا یفعلون (شعراء ۱۱)

نبی انسانوں کو دنیا کی بیقراریوں اضطرابوں اور اندھیروں کے گرداب سے نکال کر جائے سکون و مقام نور پر لا کھڑا کرتا ہے۔

ھو الذی ینزل علی عبدہ ایت بینت لیخرجکم من الظلمت الی النور وان اللہ بکم لرءوف رحیم (حدید ۱)

وہ انسان کامل جس نے انسان کو اخلاق و اعمال کی بلند ترین چوٹی پر پہنچایا۔

وہ انسان کامل جس نے انسانیت کا بول بالا کر دیا جس نے ہدایت کے تمام چشمے کھول دیئے اور اس آب زلال سے

(باقی بر صفحہ ۸)

پیغامِ صلح

جلد نمبر ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ شوال ۱۳۶۵ھ | نمبر ۳۸

نئے مسائل ——— نئی تحریکات

ان مسائل اور تحریکات پر لٹریچر پیدا کرنے کی ضرورت اور اسکا عملی طریق

۱۹۴۶ء کے پہلے پرچہ میں ہم نے ایک مقالہ افتتاحیہ موجودہ تحریکات کے متعلق مضامین لکھنے کے لئے کب سے توجہ دلائی جارہی ہے" کے عنوان سے لکھا تھا۔ اس میں وضاحت کی گئی تھی کہ ۱۹۴۲ء سے پیغام صلح مضمون نگار حضرات کی توجہ بدلتے ہوئے حالات اور جدید مسائل کی طرف مبذول کرا رہا ہے۔ اور دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتا چلا آرہا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نمایاں خصوصیات، تحریک احمدیت اور دیگر تحریکات اسلامی۔ تاریخ اسلام کے سبق آموز واقعات۔ مغربی تحریکات اور اسلام۔ دنیا کی مشکلات کا حل صرف اسلام ہی ہے کے عنوانات پر مضامین لکھیں قادیانیت اور بہائیت کی دلدل سے نکل کر ایک قدم آگے بڑھائیں۔ بحث و مناظرہ کو خیرباد کہتے ہوئے زندگی کے تعمیری پہلو پر غور کریں اور جدید مسائل کے متعلق مضامین ارسال فرمائیں۔ دنیا قیاسی اور فرضی مسائل سے تنگ آچکی ہے اسکو ایسے خیالات اور افکار کی ضرورت ہے جو براہ راست انسانی زندگی سے تعلق رکھیں جو زندگی کے جملہ شعبوں میں انسان کی رہنمائی کریں اور اس کے لئے مفید ثابت ہوں لیکن ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کے اظہار پر مجبور ہیں کہ ہمارے مضمون نگار دوستوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی صرف محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب نے سیر صحابہؓ پر مضامین ارسال کئے ان کے علاوہ کہنہ مشق مضمون نگار دوستوں کی طرف سے کوئی مضمون موصول نہیں جس میں جدید مسائل پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہو بلکہ وہ دوست اور بزرگ جن کی یہ دلی خواہش ہے کہ پیغام صلح میں ان جملہ مسائل کے متعلق مضامین شائع ہوں ان بزرگوں نے بھی سوائے تنقید کر دینے کے عملی طور پر پیغام صلح سے تعاون کرنے کی کوشش نہیں فرمائی۔ اصل مشکل مضامین کی فراہمی ہے ہمارے وہ دوست جو ان مضامین کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کم ازکم ان کو چاہیئے کہ وہ ان عنوانات پر مضامین لکھیں اور اپنے اثر و نفوذ کو کام میں لاتے ہوئے دوسرے دوستوں کو بھی تحریک فرمائیں کہ وہ ان مسائل پر مضامین لکھیں۔ اخبار کے سارے مضامین ایڈیٹر نہیں لکھا کرتے ایڈیٹر کے ذمہ تو اخبار کی تدوین، مضامین کی صحت افتتاحیہ اور نوٹ لکھنا ہوتا ہے اخبار میں تنوع مضامین سے پیدا ہوتا ہے۔ نئے مسائل اور نئی تحریکات میں دلچسپی لینے اور ان پر بحث کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور یہاں یہ صورت ہے کہ ہم ابھی تک بیسویں صدی کے پہلے ربع کی بحثوں سے ہی فارغ نہیں ہوئے۔ اخبار کا کام تو نئے مسائل اور نئے ماحول کی طرف دوستوں کو توجہ دلانا ہے لیکن ان مسائل پر غور کرنا اور ان میں فکر کی نئی راہیں پیدا کرنے کا فرض بحیثیت مجموعی تمام دوستوں اور بزرگوں پر عاید ہوتا ہے۔ پریس جماعت اور جماعت کے صاحبان فکر پورے تعاون کے ساتھ ہی اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہر جماعت کا آرگن اس جماعت کے مزاج کی رجحانات اور میلانات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جب جماعت اپنے ایک دور کو ختم کر کے ... دوسرے دور میں داخل ہوتی ہے تو درمیان میں ایک وقفہ پیدا ہوتا ہے۔ جسے عبوری وقفہ کہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بھی اس وقت عبوری دور میں ہے وہ پرانے مسائل کو ختم کر کے نئے مسائل کو محسوس کر رہی ہے چنانچہ اس کا احساس جماعت کے ہر ایک حلقہ اور طبقہ میں موجود ہے عنقریب وہ ان نئے مسائل کے حل کے لئے اپنے دماغی قواء کو بروئے کار لائے گی اگر جماعت میں واقعی نئے ماحول کا احساس پیدا ہو چکا ہے تو وہ وقت آگیا ہے کہ ہم ان نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے عملی قدم اٹھائیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نیو ورلڈ آرڈر لکھ کر جماعت کو نئی شاہ راہ پر ڈال دیا ہے اب ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایک عزم کے ساتھ آگے بڑھیں ان مسائل اور تحریکات پر غور کریں انکا تجزیہ کریں ان کے متعلق ریسرچ کریں اور ان کے متعلق لٹریچر پیدا کریں۔ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے ساری اقوام عالم تک اسلام کے پیغام کو پہنچانا اس کے تبلیغی پروگرام میں شامل ہے ایسی جماعت کے علما اور مفکرین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان اقوام کی تحریکات اور مسائل سے گہری واقفیت پیدا کریں جن تک وہ اپنے خیالات کو پہنچانا چاہتے ہیں کیونکہ بغیر ان اقوام کی نفسیات اور معاشی اور سیاسی پس منظر کو سمجھے ہوئے ان کو کامیابی کے ساتھ تبلیغ نہیں کی جاسکتی۔ عیسائیت کے ساتھ بحث و مناظرہ کا دور گذر چکا ہے ان اقوام کے سامنے خالص معاشی اور سیاسی مسائل ہیں جو ایک مادی فلسفہ حیات پر مبنی ہیں اور ان میں اتنی پیچیدگیاں اور الجھنیں پیدا ہو چکی ہیں کہ ان کو سلجھانے کے لئے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان اقوام کی رہنمائی کرنے کے لئے ان مسائل پر غیر معمولی تفکر کی ضرورت ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اس ضمن میں ہم عملی طور پر کچھ کریں اور تبلیغ کے لئے نئے راستے پیدا کریں ورنہ محض زبانی قیل و قال سے کچھ فائدہ نہیں اس کے لئے سردست یہ تجویز کی گئی ہے کہ پیغام صلح میں "اسلام اور عصر حاضر" کا ایک مستقل عنوان قائم کیا جائے اس عنوان کے ماتحت کسی موجودہ تحریک اور مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے مضمون نگار دوست مضامین لکھیں خاکسار مدیر پیغام صلح بھی اپنی دوسری صحافتی ذمہ داریوں کے علاوہ اس عنوان کے ماتحت عنقریب مسلسل مضامین لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے امید ہے ہماری جماعت کے بزرگ اور دوست جو ان مسائل کی اہمیت کو سمجھتے ہیں وہ اس عنوان میں تنوع پیدا کرنے کے لئے اپنے گرانمایہ مضامین ارسال فرمائیں گے یہ وقت کام کا ہے ہمیں صرف باتوں میں اسے نہیں ضائع کرنا چاہیئے اگر عصر حاضر کی اقوام کی نجات اور رستگاری کے لئے ہمارے پاس کوئی پیغام ہے تو اس پیغام کو پہنچانے کیلئے ہمیں میدان عمل میں آنا چاہیئے اور عمل سے پہلے ہمیں اپنے نظام فکر کو مکمل کر لینا چاہیئے کیونکہ بغیر اس کے کامیابی مشکل ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کیا چاہتے ہیں

ہر ایک اس جماعت سے تعلق رکھنے والا احمدی یہ اقرار کرے اور عزم کرے کہ وہ آیندہ کے لئے

(۱) اگر اس کی کوئی ماہوار آمدنی ہے تو اس میں سے کم از کم ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار کے طور پر ادا کریگا۔

(۲) اگر اس کی کوئی جائداد ہے تو اس کی ایک تہائی کی وصیت کردیگا یہ میری درخواست ہے حضرت صاحب نے کم از کم دسواں حصہ ضروری ٹھہرایا ہے۔

(۳) اس وصیت کردہ حصہ کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۴) جن خواتین کی کوئی ماہوار مستقل آمدنی ہے وہ بھی ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریںگی اور جن کی جائیدادیں ہیں وہ اپنی جائیداد میں سے وصیت کریں گی۔

(۵) طالب علم یا نوجوان جن کی کوئی ماہوار آمدنی نہیں وہ اپنے جیب خرچ میں سے حسب حیثیت چار آنے آٹھ آنے ایک روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ جو کچھ دے سکتے ہوں دیں گے۔

(۶) بہت سے احباب کے لڑکے فوج میں یا دوسری جگہ ملازم ہیں جو چندہ ماہوار نہیں دیتے وہ اپنے لڑکوں کو خود یہ تحریک کریں گے کہ وہ اپنی تنخواہوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریں گے

(۷) جن ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ جمع ہیں وہ اپنے پراویڈنٹ فنڈوں میں سے ایک تہائی کی یا اس سے کم دسویں حصہ تک وصیت کریں گے"

(پیغام صلح ۲۸ اگست)

(مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

درخواست دعا — جناب مولانا عبدالرزاق صاحب صدر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی بڑی صاحبزادی والدہ صاحبہ ظہیر الدین ایک عرصہ سے علیل ہیں۔ پہلے سے قدرے افاقہ ہے لیکن ابھی تکلیف باقی ہے۔ کچھ عرصہ قبل میں نے ان کے لئے دعا کی تحریک کی تھی۔ اب پھر تمام بزرگان و احباب جماعت اور قارئین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ وہ ان کے لئے خاص طور پر دعائے صحت کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

محمد انوار الحق۔ از حیدرآباد دکن

— جناب عبدالصمد صاحب گیا بہار سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے چچیرے بھائی کا انتقال ہوگیا اور عین عید کے روز ان کے بھائی مولوی عبدالرب صاحب وکیل کا ایک چھوٹا بچہ وفات پاگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ جناب عبدالصمد صاحب کے چچیرے بھائی کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مولوی عبدالرب صاحب کو نعم البدل عطا فرمائے آمین ——— اس کے علاوہ عبدالصمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہ آجکل مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین

——— میاں مقبول الٰہی صاحب اعوان بھیروی مورخہ ۲۶/۹/۴۶ کو تھرڈ ایر۔ بی۔ وی۔ ایس۔ سی کے امتحان میں بیٹھ رہے ہیں وہ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی کے لئے حضور قلب سے دعا کی جائے۔

——— نثار احمد صاحب بھیرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں۔ بی۔ ایس سی۔ انجینیرنگ کے مقابلہ کے امتحان میں بیٹھ رہے ہیں ان کے لئے بھی درد دل سے دعا کی جائے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ آمین۔

مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی — ہماری جماعت کے مخلص اور سرگرم مبلغ جناب مولانا شمس الرحمٰن صاحب مولوی فاضل کے امتحان میں فسٹ ڈویژن حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ موصوف نے پہلے منشی فاضل

بہائیت کے خاکہ میں رنگ آمیزیاں

از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

((۷))

گذشتہ اشاعت میں بات یہاں تک پہنچی تھی کہ اجراء نبوت پر گرہ نہم یہ ہے کہ قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت میں صرف ایک ہی رسول کے آنے کی خوشخبری دی ہے فرمایا:

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین - جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا اس کی مجھ سے پہلے جو توراۃ ہے اور خوشخبری دینے والا ایک عظیم الشان رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہے جب وہ ان کے پاس کھلے دلائل لیکر آگیا انہوں نے کہا یہ ایک سحر مبین ہے۔

واذ قال میں جناب مسیح علیہ السلام کی انجیل کی طرف اشارہ ہے جس میں ان کی بشارت موجود ہے اس قول کو عیسیٰ بن مریم کی طرف منسوب کرنے میں اس قوم کو توجہ دلانا مقصود ہے جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ محبت کرنیکا دعوےٰ کرتی ہے اور اس کے ہر قول کو واجب الاطاعت اور خدا کا کلام سمجھتی ہے یٰبنی اسرائیل میں دونوں اسرائیل کے گروہ مراد ہیں وہ جو مسیح کو مانتے ہیں اور جو مسیح کو نہیں مانتے صرف توراۃ کو واجب التسلیم سمجھتے ہیں یعنی اول تو میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اس لئے میری بات ماننا تم پر فرض ہے۔ البتہ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ مجھے نہیں مانتے انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بات اب میں بتلانے لگا ہوں وہ ایک تواتر قومی اور انبیاء کی مجموعی شہادت ہے گویا میں توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں جس کی اطاعت کل بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ سب پر فرض ہے۔ اس آیت میں صریح طور پر جناب مسیح علیہ السلام موعود کل انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہراتے ہیں کیونکہ مصدقا لما بین یدی من التوراۃ میں توراۃ کے انبیاء کی پیشگوئی کی تصدیق مراد ہے جس کا مصداق وہ رسول ہے جس نے توراۃ کے تمام انبیاء کی باوجود بنی اسرائیلی نہ ہونے کے تصدیق کی ہے۔

"مبشرا برسول" میں ایک نکتہ تو یہ ہے کہ میری عزت اور شرف ایک عظیم الشان رسول کا مبشرا (بشارت دینے والا) ہونے کی ہے دوسرا نکتہ یہ ہے کہ وہ رسول اگرچہ موعود کل انبیاء ہے یعنی تمام نبیوں نے اس کے آنے کی پیشگوئی کی ہے مگر میں اس کا مبشر ہوں یعنی میرے بعد وہ بلا فصل آئے گا میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں کیونکہ بشارت کا لفظ عربی زبان میں ما بشر بہ (جس کے متعلق بشارت دی گئی) کے بلا فصل آنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوائے مسیح کے کسی دوسرے نبی کی پیشگوئی کے لئے لفظ بشارت نہیں آیا یاتی من بعدی (میرے بعد آئیگا) نے اس پر ایک لطف پیدا کر دیا ہے یعنی جس طرح مسافر کے لئے اس کے سفر کا آخری میل ایک بہت بڑی خوشخبری اور منزل پر پہنچنے کی انتہائی خوشی کا موجب ہوتا ہے اسی طرح جناب مسیح علیہ السلام انہ لعلم للساعۃ اس گھڑی کا آخری نشان ہے۔

مبشرا برسول میں تیسرا نکتہ رسول کی تنوین تفخیم ہے جو جناب مسیح علیہ السلام کے بعد ایک ہی عظیم الشان رسول کی آمد کو ثابت کرتی ہے۔

"مصدقا لما بین یدی من التوراۃ" میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ میں ایک ایسے رسول عظیم کی خوشخبری دیتا ہوں جو توراۃ کا مکذب نہیں بلکہ مصدق ہوگا اس لئے اس کے ماننے میں تمہیں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے مسیح یا الیاس یا کسی اور شخص کے متعلق کوئی واضح اور بین پیشگوئی توراۃ میں موجود نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر نبی کی پیشگوئی توراۃ میں مذکور ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت میں جناب مسیح علیہ السلام کی جس بشارت کا ذکر ہے وہ یوحنا ۱:۲۱ میں یوں مرقوم ہے کہ یہود نے یوحنا کو پوچھا کہ کیا تو مسیح ہے؟ اس نے اقرار کیا کہ میں نہیں ہوں پھر انھوں نے اس سے پوچھا اور کون کیا تو ایلیاس ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں۔

گویا اس پیشگوئی میں صرف تین آنیوالوں کا ذکر ہے ایک مسیح دوسرا ایلیا اور تیسرا وہ نبی ظاہر ہے کہ مسیح کے علاوہ وہ نبی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں اور وہی فارقلیط یا احمد ہے جس کے آنے کی بشارت اسی انجیل یوحنا ۱۴:۱۶-۱۵:۲۶ اور ۱۶:۷، ۱۳ میں دی گئی اور قرآن مجید نے نہایت صفائی سے اس کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرایا ہے اور دوسری جگہ اسی بشارت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل وہ لوگ جو الرسول النبی الامی (وہ نبی رسول) الامی (عربی) کی پیروی کرتے ہیں جس کے متعلق وہ اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

پس صحف توراۃ، انجیل اور قرآن مجید کی رو سے ایک ہی وہ نبی اور رسول (آنحضرت) ہے جو مسیح کے بعد آنیوالا ہے کسی دوسرے رسول کی پیشگوئی نہ توراۃ میں ہے نہ انجیل میں اور نہ دوسرے صحف انبیاء میں کیونکہ اگر اور بھی نبی یا رسول آنے والا ہوتا تو موعود کل انبیاء کی پیشگوئی سرے سے مبہم اور مشکوک ہو جاتی۔ فلما جاءھم بالبینات سے ثابت ہے کہ وہ بینات اور کھلے نشانات اور دلائل والا نبی اور رسول آچکا ہے اب اس کے بعد کسی اور کے لئے بینات باقی نہیں جن کا ذکر توراۃ و انجیل یا صحف انبیاء میں ہو۔ توراۃ اور انجیل کی ان بینات پر ہم علیحدہ ایک کتاب میثاق النبیین جلد دوم میں انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے۔

اجراء رسالت پر گرہ دہم } قرآن مجید اور صحف انبیاء

میں جس طرح آنے والے النبی، الرسول الامی یا عربی یعنی وہ نبی وہ رسول عربی کی تخصیص ہے اسی طرح اس کی کتاب کو ذالک الکتاب (وہ کتاب عظیم) کہہ کر شروع کیا گیا ہے یعنی النبی اور الرسول کی طرح اس کی کتاب بھی موعود کتاب ہے اگر اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی نسل انسانی کی ہدایت کے لئے آنی تھی تو قرآن مجید ذالک الکتاب کا خطاب نہیں دیا جا سکتا تھا قرآن مجید سے پہلے کتابوں کو نصیبا من الکتاب (کتاب کا ایک حصہ) کہا گیا ہے گویا صحف انبیاء سابقہ اسی کتاب کا ایک جزء اور حصہ تھیں اب کامل کتاب آگئی جو صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ کی مصداق ہے یعنی کل الہامی صحائف انبیاء کا ایک پاک مجموعہ جس میں کتب سابقہ میں جو تحریفات ہوگئی تھیں ان کو صاف کر دیا گیا اس پر علماء غیر مذاہب کی شہادت دیکھنی ہو تو سرولیم میور کی کتاب ینابیع الاسلام ......

(Sources of Islam)

کو دیکھو قرآن مجید کل صحائف کا نچوڑ ہے انبیاء کی اس مجموعی اور متفقہ تعلیم کے بعد قرآن مجید نے کسی اور کتاب کی ضرورت اور حاجت باقی نہیں رکھی۔

اجراء رسالت پر گرہ یازدہم } اسلام کا نبی النبی اور اس

کی کتاب نصیبا من الکتاب کی بجائے الکتاب کامل کتاب فیھا کتب قیمۃ کی مصداق ہے اسی طرح اس کا قبلہ البیت ہے "واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا" اور جب ہم نے البیت کو تمام لوگوں کے جمع ہونے اور امن والا مقرر کر دیا۔ گویا آئندہ ابد الآباد کے لئے کل نسل انسانی کے ایک ہی جگہ جمع ہونے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دار الامن بنا دیا ہے جو کبھی دشمن اسلام کے قبضہ میں نہیں جا سکتا۔ اس سے پہلے کسی معبد غیر قوم کو البیت نہیں کہا گیا۔

"ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا"

سب سے پہلا گھر جو ساری نسل انسانی کے لئے مقرر کیا گیا وہ مکہ میں ہے اور ہمیشہ اس کی برکت قائم رہے گی۔ اس البیت کے بعد جو انبیاء صحف سابقہ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں مکمل ہو چکا اس میں اب کسی اینٹ کی گنجائش باقی نہیں رہی اب اگر کوئی چھوٹ موٹ کا قبلہ تجویز بھی ہوا تو وہ ایک قبر ہے جہاں ایک مفتری خدا، اس کا دین اور اس کی کتاب دفن ہے (کیونکہ بہائی اپنے مردہ خدا کی قبر کے پجاری ہیں)

اسلام کے البیت کا معمار ابو الانبیاء و ابو الاقوام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کی ملت یا قبلہ سے پھرے ہوئے لوگوں کو قرآن مجید نے احمق نام دیا ہے۔

تعمیر قبلہ کا ذکر کرتے کرتے فرمایا ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ اور اس سے بڑھکر حماقت کیا ہوگی کہ ایک قیدی کو جو مکان و زمان، انسانی حاجتوں بیماریوں دکھوں مصیبتوں میں اسیر رہا اور رات دن گریہ و زاری جس کا وظیفہ تھا اس قبلہ آفات کو اپنا قبلہ حاجات بنا لیا۔ ملت ابراہیمی کی ابتداء اس تعمیر کعبہ سے ہوئی اور اس کی تکمیل اسے کل دنیا کا مثابہ اور امن کا گھر بنا دینے سے ہوگئی اب اس مثابہ (یعنی تفرقہ کے بعد کل نسل انسانی کے ایک جگہ جمع ہونے یا ہمیشہ ہمیشہ ثواب لوٹنے (مثابہ ثواب سے بھی ہے) کی جگہ امن عالم اور مساوات نسل انسانی کا کامل سبق دینے والے قبلہ سے منہ پھیرنا حماقت نہیں تو کیا ہے؟

اجراء نبوت و رسالت پر ایک اور مضبوط گرہ } قرآن مجید میں امت مسلمہ کے سوا کسی پہلی قوم کو

الذین آمنوا سے خطاب نہیں۔ بے شک امم سابقہ کے اپنے اپنے رسولوں پر ایمان لانے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے لیکن جہاں ان قوموں سے خطاب کیا ہے یا بنی اسرائیل۔ قوم موسیٰ۔ قوم لوط۔ آل ابراہیم وغیرہ وغیرہ الفاظ سے خطاب کیا ہے مگر یا ایھا الذین آمنوا کا خطاب صرف امت محمدیہ سے مخصوص ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان اگرچہ ہر قوم اپنے نبی پر لانے کے لئے مکلف تھی تاہم جس طرح۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کے قول حق کی رو سے کل صفات و اخلاق انبیاء کا وارث ہی النبی کہلایا کل صحف انبیاء کا مجموعہ مطہرہ الکتاب قرآن مجید کہلایا۔ تمام انبیاء کا محل البیت کہلایا اسی طرح کل انبیاء ان کی وحی ان کی کتب پر ایمان لانے کی وجہ سے کامل نبی کامل کتاب اور مکمل قصر نبوت کی طرح ایمان بھی کامل ہوگیا اب کسی نئی چیز نئے اصول نئے نبی اور نئی کتاب یا کسی نئے اصول کی ضرورت نہیں رہی جب تک ایمانیات میں کسر رہی کسی قوم کو الذین آمنوا کا خطاب نہیں دیا گیا مگر جب ایمان کامل ہوگیا تو یا ایھا الذین آمنوا کے بعد کسی نئی شاخ ایمان کی ضرورت نہ رہی۔ مسئلہ ختم نبوت و رسالت کا عقیدہ امت مسلمہ

(باقی بر صفحہ ۸)

۱؎ ۳:۲۲، ۴:۹۸ و ۵۱۔

متفرقات

عشرہ کاملہ

ایک آنہ فی روپیہ کی شرح سے ماہوار چندوں کی تحریک کے متعلق احباب کی طرف سے صدائے لبیک

چوہدری امجد خاں صاحب کراچی } نے بڑی عرق ریزی سے احباب گرامی کی مفصل رپورٹ ارسال فرمائی ہے۔ ہر ایک معطی کا نام مع ایڈریس۔ پیشہ ماہوار آمد سابقہ چندہ کی رقم، ایزادی جواب کی گئی غرضیکہ سب امور پر پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ اور ہر ایک فارم پر معطی سے اپنے دستخط کرائے ہیں کہ وہ اس قدر رقم دیا کریں گے۔ دفتر چوہدری صاحب کی اس عنایت کا بہت شکر گذار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

یہ فہرست ۱۱۲ احباب پر مشتمل ہے جن میں سے چار احباب ایسے ہیں جو شرح سے زیادہ دیتے ہیں دسواں حصہ یا اس سے کچھ کم۔ فاروقی صاحب تو چوتھا حصہ سے بھی زیادہ دیتے ہیں یعنی ۲۴۳/- روپے ماہوار۔ ان میں ایک دو معاونین بھی ہیں جو شرح سے مستثنیٰ ہیں باقی احباب ایسے بھی ہیں جو پہلے بالکل کچھ نہیں دیتے تھے لیکن اب انہوں نے شروع کر دیا ہے اگرچہ بعض صورتوں میں شرح سے کسی قدر کم ہے امید ہے کہ جو کمی رہ گئی ہے وہ عنقریب پوری کر دی جائے گی۔ . . . .

. . اس طرح سے اس جماعت کے چندوں میں تقریباً ۱۰۵ کا اضافہ ہوا جس کے لئے ہم چوہدری امجد خان صاحب کے جنہوں نے اپنے چندہ میں ۱/۱۰ کا اضافہ کیا ہے اور دوسرے احباب کے شکر گذار ہیں۔

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع } حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:-

سالہا سال سے میں اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ بطور چندہ دے رہا ہوں۔ آٹھ بچوں اور بیگم صاحبہ کا چندہ اس کے علاوہ ہے۔ جناب والا کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے میں آیندہ کے لئے چھٹے کا اعلان کرتا ہوں اللہ کریم مجھے استقامت دے۔ بچوں اور بیگم کا چندہ اس کے علاوہ ہو گا ؎

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے

یہ دنیا اچھی بُری گذر ہی جائے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگلا جہان سرسبز ہو۔ خدا نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے بیوی ایسی صالح اور مستجاب عنایت فرمائی ہے کہ اپنے اوپر اور اپنے بچوں پر تکلیف اٹھا کر مطمئن ہے۔ میری اس قسم کی قربانیوں میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ میری بیگم اور میری طرف سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس آخری عشرہ میں جناب والا اپنی نیم شبی دعاؤں میں ہمارے لئے دینی و دنیوی حسنات طلب فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ کریم ہماری اولاد کو بھی خدمت دین اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین۔ والسلام (باقی آیندہ)

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تفصیل)

سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد کی ڈائری سے چند اقتباسات

ولادت } ۲ رشوال۔ ۳۰ راگست۔ عزیزم سید مظفر علی خلف الرشید سید عابد علی صاحب کے گھر کل لڑکا تولد ہوا نام ابراہیم رکھا۔ برادرم نے اس خوشی میں مبلغ ایک دینار دار الیتامیٰ فنڈ میں عطیہ دیا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے۔

ولادت } ۳ رشوال۔ ۳۱ راگست۔ رات کو اخویم فیض محمد صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ نام طارق رکھا۔ اللہ تعالیٰ ..... مولود مسعود کی عمر دراز کرے۔ عزیز موصوف نے اس خوشی میں دار الیتامیٰ فنڈ میں مبلغ پانچ پونڈ عنایت فرمائے۔

عید کی ملاقات } عصر کے وقت دوکان پر السید منصور گیلانی السید عبد الرحمن مرحوم نقیب الاشراف درگاہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ اول وزیر اعظم حکومت عراق عید ملنے کیلئے تشریف لائے۔ سید صاحب موصوف خاکسار کی اہلیہ کے رضاعی بھائی ہوتے ہیں۔ آپ کو کتاب الاسلام والنظام العالمی الجدید ہدیۃً پیش کی گئی۔

جمعیۃ الاسلامیہ سندریہ کا جلسہ } ۳ راگست ۴۶ء

شام کو ساڑھے چھ بجے جمعیۃ السندریہ الاسلامیہ کے جلسہ تعارف میں شامل ہوا۔ تلاوت قرآن سے خاکسار نے جلسہ کا افتتاح کیا۔ بعد ازیں اخویم عبد الرحمن صاحب برق نے اپنے مخصوص انداز میں تعارفی نظم سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ پھر برادرم مخدوم جناب فیض محمد صاحب خزانچی نے عمارت پر جو اخراجات ہو رہے ہیں اس کی رپورٹ سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی اور عمارت کی تکمیل کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ صدر جمعیت جناب حافظ شریف حسین صاحب قبل ازیں تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ۳۷۵۰/- کا گرانقدر عطیہ دے چکے ہیں اور عمارت کے کام کو جاری رکھنے کے لئے بیس ہزار روپیہ مزید قرض کے طور پر دیا تھا اس بیس ہزار روپیہ کو موصوف نے عطیہ کی شکل میں تبدیل کر دیا جزاہم اللہ۔ اس کے علاوہ حاضرین سے وعدوں اور نقدی کی صورت میں سات ہزار روپیہ کے قریب آئے۔ صدر صاحب نے اخیر پر تمام عورتوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ حاضرین کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب تھی۔ تصاویر بھی لی گئیں۔

عزیز بخش

رشتوں کی ضرورت

جماعت میں باہمی اخوت کو بڑھانے اور رشتہ اتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ تمام احباب اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے ناطے جماعت ہی میں کیا کریں، اسی غرض سے ہماری انجمن نے جماعت کے اندر باہم رشتے کرانے کا انتظام کر رکھا ہے لیکن بہت کم دوست ہیں جو اپنے بچوں کے رشتوں کا انتظام مرکز کے توسط سے کرتے ہوں، عموماً اپنی برادریوں اور غیروں میں رشتے کر لئے جاتے ہیں جو بسا اوقات دکھوں اور جماعت کی کمزوری کا موجب ہوتے ہیں اسی وجہ سے جو تھوڑے بہت نام آتے ہیں ان کے لئے موزوں رشتے ملنے مشکل ہو جاتے ہیں اس لئے میں احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے حتی الوسع مرکز کی معرفت جماعت کے اندر کیا کریں اور ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے پورے کوائف یعنی نام، عمر، تعلیم، ذریعہ ماہوار آمد۔ قومیت سکونت وغیرہ لکھ کر جلد ذیل کے پتہ پر بھیجدیں تاکہ ان کے لئے موزوں رشتے تجویز کئے جا سکیں۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ عبد الرحمن مصری۔
انچارج شعبہ تبلیغ۔

اہم خبریں

— نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ دہلی کے حکام نے آٹھ روزناموں کو جو دہلی سے شائع ہوتے ہیں نوٹس دیا ہے کہ وہ وجہ بیان کریں کہ ان کے خلاف ہنگامی قانون مطابع کے ماتحت کارروائی کیوں نہ کی جائے۔

بنائے نوٹس یہ قرار دی گئی ہے کہ ان اخبارات نے ایک مسلم لیگی زعیم کا نظریہ شائع کیا جو ڈائریکٹ ایکشن کے متعلق تھا جس زعیم کے نظریہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ راجہ غضنفر علی خاں ہیں جنہوں نے یکم ستمبر کو بمقام لاہور تقریر ارشاد فرمائی تھی۔

— لاہور ۱۴ ستمبر۔ کشمیر پبلسٹی کمیٹی کے سیکرٹری پنڈت شام لال کول کو سری نگر سے اس مضمون کا تار موصول ہوا کہ شیخ محمد عبد اللہ کے مقدمے کا فیصلہ صادر ہوتے ہی فوج نے شہر میں ہڑبونگ مچا دی۔ بند دکانوں کو جبراً کھلوانے میں مردوں اور عورتوں اور بچوں کو بے دردی سے پیٹا گیا تشدد بلکہ لوٹ مار کی وارداتیں ہوتی رہیں۔ بعض دوکانداروں کو سنگینوں سے مارا گیا اور دوکانیں لوٹ لی گئیں۔ مائی سمہ بازار میں حبیب جونہ خان کو دکانوں سے گھسیٹ گھسیٹ کر مارا گیا۔ اور دکانیں لوٹ لی گئیں۔ ہری سنگھ ہائی سٹریٹ میں خضر وانیوں کو اس قدر پیٹا گیا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔

— شملہ ۱۴ ستمبر۔ سردار بہادر اتم سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شملہ کی عدالت میں اس مقدمہ کی سماعت آج شروع ہو گئی۔ جو ۱۴ راگست کی شام کو مسٹر شفاعت احمد خاں پر حملہ کرنے کے الزام میں تین اشخاص کے خلاف چل رہا ہے تینوں ملزم سیاہ شیروانیاں سفید شلواریں اور جناح ٹوپیاں پہن کر حاضر عدالت ہوتے ان کے نام عبد العزیز محمد صادق نمبر ایک اور محمد صادق نمبر دو ہیں آخر الذکر ملازم حکومت ہند کے ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ میں کلرک ہے ڈسٹرکٹ کورٹ کے تمام ناکوں پر پولیس کا زبردست پہرہ متعین تھا۔

— نئی دہلی ۱۶ ستمبر۔ آج قائد اعظم محمد علی جناح نے وائسرائے سے سوا گھنٹہ ملاقات کی۔ جب قائد اعظم وائسریگل لاج پہنچے تو مسلمانوں کا بہت بڑا ہجوم وائسریگل لاج کے سامنے کھڑا تھا۔ جب صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی کار وائسرائے کے بنگلے میں داخل ہوئی تو فضا اللہ اکبر، قائد اعظم زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد۔ کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ جب قائد اعظم وائسریگل لاج سے باہر تشریف لائے تو آپ نے اخباری نامہ نگاروں کو بتایا "میں وائسرائے سے پھر ملاقات کر رہا ہوں۔ لیکن یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ یہ ملاقات کب ہو گی"

— کلکتہ ۱۶ ستمبر۔ روزنامہ ہندوستان سٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ میمن سنگھ کے قریب بیگنبری اسٹیشن پر تقریباً دو سو اشخاص کے مسلح گروہ نے ایک مال گاڑی کو کھڑا کر کے بہت سامان لوٹ لیا۔ اطلاع موصول ہونے پر پولیس جائے واردات پر پہنچی۔ ابھی تک ایک شخص کو گرفتار کیا گیا ہے۔

— دہلی ۱۶ ستمبر۔ عرب کالج ہال میں اردو ہندی ہندوستانی کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے انجمن ترقی اردو کے سیکرٹری ڈاکٹر مولانا عبد الحق نے بتایا کہ ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو ہے اس میں ایک عظیم زبان بننے کے تمام خواص موجود ہیں اور یہ زبان اردو داں اقوام

تہذیب کا سقوط

از مسٹر غلام ربانی صاحب

((۲))

قرآن حکیم میں اس کے متعلق یوں پتہ چلتا ہے۔ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس سے عیاں ہے لیکن صرف یہ کہہ دینا کہ یہ انسانوں کے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ہے کافی نہیں کیوں کہ اس کا علم ہونا لازم ہے کہ وہ ایسے کونسے اعمال ہیں جن سے یہ بحر و بر کا فساد معرضِ وجود میں آتا ہے تو اس پر قرآن کا ارشاد ہے الم اعھد الیکم یٰبنی آدم ان لا تعبدوا الشیطٰن انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم۔ ولقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون۔ ھذہ جھنم التی کنتم توعدون اصلوھا الیوم بما کنتم تکفرون۔ اے بنی آدم کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا اور صرف میرے احکامات کو تابعداری سے بجا لانا۔ پھر تم میں سے کتنی اکثریت ایسے تھے جنہیں اپنی عقل و برتری، فراست اور حکمت پر ناز تھا اسی برتری کے زعم میں وہ اس صراطِ مستقیم کو چھوڑ گئے کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہ تھی کہ یہ راہِ راست سے انحراف ہے وہ جہنم پیدا کرے گا جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا اب بے کھٹکے اس میں اتر جاؤ کیونکہ تمہیں تو اپنے ذہن و فراست کا گھمنڈ تھا اور تم نے اس راہ کو راہِ راست نہ جانا تھا۔

قرآنی زاویہ نگاہ سے تہذیب کا سقوط دو وجوہات سے معرضِ وجود میں آتا ہے۔ اعراف میں جہاں انبیاء کی تحریک کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور چند ایک انبیاء کی دعوت کا ذکر بھی عیاں الفاظ میں کیا ہے کہا ہے:۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبوأکم فی الارض تتخذون من سھولھا قصورا وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا الاء اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔۔۔۔۔ قال الملا الذین استکبروا۔۔۔۔ امنتم بہ کافرون۔۔۔۔۔ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جثمین۔ پھر اس استکبار میں کون شریک ہوتا ہے قرآن نے واضح طور پر کہہ دیا ہے الملا الذین استکبروا من قومہ دراصل حقیقت میں استکبار بھی وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں زمین میں کوئی تفوق حاصل ہو اور یہ تفوق و برتری ان کے ذہنی توازن کو ڈانواں ڈول کر دیتا ہے۔ اس طرح قرآن حکیم نے ایک وجہ تہذیب کے سقوط کی تو یہ قرار دی ہے کہ لا تعثوا فی الارض لیکن یہ وجہ وضاحت طلب ہے کہ یہ استیلاء فی الارض جو ہے یہ کس نوعیت کا ہے تو اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے لعنۃ اللہ علی الظٰلمین الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونھا عوجا اور جب سبیل اللہ کو کج کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے۔ اس پہلی وجہ کو قرآن نے بارہا دہرایا ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون وکم من قریۃ اھلکنٰھا فجاءھا باسنا بیاتا او ھم قائلون فما کان دعوٰھم اذ جاءھم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظٰلمین۔

دوسری وجہ تہذیب کے سقوط کی قرآن نے یہ بتائی ہے کہ من اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا۔ وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح وکفی بربک بذنوب عبادہ خبیرا بصیرا۔ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلٰھا مذموما مدحورا۔

اس میں چند ایک باتیں خاص طور پر غور طلب ہیں۔

تہذیب کے انحطاط کی وجہ ففسقوا فیھا اور وکفی بربک بذنوب عبادہ خبیرا بصیرا قرار دی ہے اب ان ذنوب کی قلت اور کثرت کے مطابق تباہی کی تقدیم اور تاخیر کا مسئلہ آتا ہے۔ جس تیزی سے یہ ذنوب بڑھتے ہیں اسی تیزی سے تباہی بڑھتی ہے۔ قرآن کی رو سے اقوام کا اجتماعی اخلاق تباہی اور ترقی کا ضامن ہے جوں جوں یہ اجتماعی اخلاق سنورتا یا بگڑتا ہے ویسے ویسے اقوام سنورتی اور بگڑتی ہیں۔ تہذیب کی تباہی کا اسی دوسری وجہ میں ضمنی طور پر ایک اور سبب بھی ہے کہ گرنیوالی تہذیب کے حاملین یہ احساس کھو بیٹھتے ہیں کہ وہ مائل بہ عروج ہیں یا مائل بہ سقوط ہیں اپنی ترقیات کا انہیں اس درجہ یقین ہوتا ہے کہ وہ اس محاسبہ سے گریز کرتے ہیں اور اسے اساطیر الاولین کا درجہ دیتے ہیں چنانچہ قرآن نے اسی ذیل میں کہا ہے۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون۔ ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس اٰباءنا الضراء والسراء فاخذنٰھم بغتۃ وھم لا یشعرون۔ یہ تغافل کیوں پیدا ہوتا ہے اس کا اگر نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو دو ہی وجوہات اس کی دکھائی دیتی ہیں۔

اولاً۔ ہوسِ اقتدار
ثانیاً۔ جنس

ہوسِ اقتدار میں ہی تمام مساوی وسائل پر قبضہ اور ناجائز انتفاع آ جاتے ہیں اور جنس میں تمام اخلاقی برائیاں یکجا آ جاتی ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ آیات میں وجہ اول کے بیان میں یہ ذکر بھی آیا تھا کہ تہذیب کے علمبردار کوئی معمولی نوع کے انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ذہنی اور مادی تربیت ایک احسن طریق پر ہوتی ہے۔ اپنی اس ذہنی بلندی کی بنا پر وہ اس معاملہ کو کلیتہً اپنے ذہن کی گہرائیوں سے ہی سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں جہاں وہ ایک طرف وبوأکم فی الارض تتخذون من سھولھا قصورا وتنحتون الجبال بیوتا ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں تو دوسری طرف یہی قصوراً اور بیوتاً کی تعمیر ان کے لئے سامانِ تباہی فراہم کرتی ہے ولا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ ان یعذبھم بھا فی الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ قرآن کے نزدیک بیوت اور قصر کی تعمیر تباہی خیز ہے لہذا ان کی تعمیر ممنوع قرار دی جائے بلکہ اس ضمن میں تو اس نے صاف بیان کہا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیٰمۃ کذٰلک نفصل الاٰیٰت لقوم یعلمون۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطٰنا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ تباہ کرنے والا صرف وہ جذبہ ہے جو ان محلات کی تعمیر میں کام کرتا ہے اگر تو اس جذبہ میں الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم الخ کارفرما ہے تو یقیناً یہ تعمیرات ہلاکت آفریں ہوں گی اور اگر ان سے مقصود اجتماعی بہتری اور ہمہ گیر فلاح ہے تو یقیناً اس سے ایک ایسی تعمیر اٹھے گی جو پائندہ اور مستقل ہو۔ اس طرح تہذیب شروع میں آہستہ آہستہ زوال کی طرف بڑھتی ہے پھر اس کا رجحان اس سے ذرا تیز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس تیز تیز زوال پذیر ہونیوالی تہذیب کو کسی مصنوعی سہارے سے نہیں روکا جاسکتا عموماً گرنیوالی تہذیب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی شوکت سے ذہن مرعوب ہوتے ہیں اور وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ یہ تہذیب کبھی ناپید بھی ہو سکتی ہے قرآن نے بھی اس کیفیت کے متعلق اشارہ کیا ہے ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین۔ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ کب ہوگا کیونکہ ہمیں تو قرائن ایسے دکھائی نہیں دیتے قرآن کا کہنا ہے قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ۔ لکل امۃ اجل اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب تہذیب اپنے انتہائی عروج سے یک بیک ہلاکت کی طرف لوٹتی ہے اور جب اس کی تباہی کی ساعت آ جاتی ہے پھر بڑے سے بڑے ذہنی اور نفسیاتی حربے بھی اس میں کچھ کم و بیش نہیں کر سکتے۔

اوپر جو بحث گذری ہے اسے یہاں پھر یکجا کر دینا ضروری ہے تاکہ موجودہ تہذیب کے متعلق کوئی راہ متعین کرنے میں آسانی ہو۔ قرآن کی رو سے تہذیب کا سقوط دو وجوہات کی بناء پر عمل میں آتا ہے۔

اولاً۔ استیلاء فی الارض اور خدا تعالیٰ کے قانون سے انحراف

ثانیاً۔ اخلاقِ حسن کا فقدان

آج بھی تہذیب کو پھر اسی نوعیت کی مشکلات درپیش ہیں۔ موجودہ تہذیب جس تیزی سے مائل بہ سقوط ہے اس کا اندازہ تو ہوبو بنڈرسل کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ

"یا تہذیب ختم ہو جائے، اور یا پھر یہ جنگیں بند ہوں"

مادی وجوہات فساد معلوم کرنے کے باوجود بھی جنگوں کا یہ لامتناہی سلسلہ رکنے میں نہیں آتا۔ لہذا اس موجودہ تہذیب کے پس منظر ضرور کوئی ایسی روحانی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ پیہم ہلاکت کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

(باقی دارد)

جاپان میں عورت کی حیثیت

(از مسز ہیلن موسکی)

{ترجمہ از شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مڈل ایسٹ}

(نوٹ:- مسز ہیلن موسکی جو سابق پولش سفیر مقیم ٹوکیو (جاپان) کی بیوی ہیں ان کا یہ مضمون امریکن اخبار (Saturday Evening Post) میں شائع ہوا تھا اور خاکسار مترجم نے اس کو ریڈرز ڈائجسٹ امریکن ایڈیشن میں سے ترجمہ کیا ہے۔ اس مضمون کا اصلی نام ہے "دنیا کی مظلوم ترین عورتیں" اور اس میں واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ جاپانی عورتیں دنیا کی مظلوم ترین عورتیں ہیں۔ لیکن مترجم کو اس عنوان سے اختلاف ہے۔ کیونکہ مضمون میں جیسا کہ قارئین کو معلوم ہو جائیگا، جاپانی عورت کی حیثیت اگرچہ بہت ہی المناک بیان کی گئی ہے لیکن برخلاف اس کے جب ہندوستانی سماج میں عورت کی حیثیت اور مردوں کے ناروا سلوک کا جائزہ لیا جائے تو عیاں ہو جائیگا کہ جاپان کی عورت ہی مظلوم ترین نہیں بلکہ ہندوستان میں عورت کی حیثیت بھی اتنی ہی اور رنجدہ ہے کہ جاپان میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ عورتوں کے متعلق ہندوستانی قانون اگرچہ روبہ اصلاح ہے لیکن اس قانون میں حقوق نسواں کی ذرہ برابر نگہداشت نہیں کی گئی اور تو اور خود مسلمان قوم جو درحقیقت آزادی نسواں اور اصلاح نسواں کے اعتبار سے دنیا کی قوموں پر سبقت رکھتی ہے آج سوائے محدود چند باقی اپنی تمام قوم کے نزدیک عورت کو نہایت کم درجہ اور وفات سے معرا سمجھتی ہے۔ جلا کر تو بیاں تک کہتے تنگ کیا ہے کہ عورت تو پاؤں کا جوتا ہے"۔ دوسری طرف اگر ہم مغربی ممالک کی تحریک آزادی نسواں کو زیر غور لائیں تو معلوم ہو گا کہ مغرب میں عورتوں کی آزادی اور ان کی آزاد حیثیت حد سے گزر چکی ہے۔ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت اور بہتری میں ان کی اہمیت بلا شبہ قابل ستائش ہے لیکن مغرب میں ان کی آزادروی بلند اخلاق اور شرف نسوانیت سے محرومی ایک ایسا پہلو ہے جو نہایت افسوسناک ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دوسری عالمگیر جنگ میں مغرب کی عورتوں کا حصہ بہت نمایاں رہا ہے کٹھن سے کٹھن فرض کی انجام دہی میں وہ مردوں کے دوش بدوش رہی ہیں لیکن اس کے برعکس اس کے بد نتائج عورت اور مرد کی مخلوط فضا نے وسیع پیمانے پر ظاہر کئے ہیں اور ان تمام نتائج کا غائر بھی ہے۔ اگر ان پر غور کیا جائے تو شرف المخلوقات انسان اور حیوان میں کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ انسانی زندگی کو حیوانات سے ممیز کرنے کے لئے زندگی میں بعض امور پر پابندیاں رکھنا لازمی ہیں اور آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان ہر جائز ناجائز فعل میں آزاد ہے۔ اس مضمون میں جاپانی عورت سے یورپی عورت کی حیثیت کا موازنہ کرتے وقت اغلب ہے مصنفہ نے مبالغہ سے کام لیا ہو، نیز اس مضمون سے مصنفہ کی بے جا خود پسندی کا اظہار بھی ہوتا ہے جہاں کہ اس نے جاپانی عورت کو کھلونے سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ خود یورپ میں بھی آزاد عورتیں محض کھلونا ہو کر رہ گئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا درمیانی راستہ چھوڑ کر افراط و تفریط کے راستے پر گامزن ہے جو یقیناً انسان کو تباہی کی طرف لے جائیگا۔

- - - - حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام . . . پر خدا کی ہزاروں رحمتیں نازل ہوں کہ انھوں نے اس زمانہ میں جبکہ مادیت، فلسفہ، شرک اور فسق و فجور انسان کی فطرت بن چکے ہیں۔ دین اسلام کی صحیح تعلیم کو علمی اور عملی دونوں رنگ میں پیش کیا۔ جہاں دین کے باقی پہلوؤں پر عمل کروانے کی زبردست کوششیں صرف کر کے کامیابیاں حاصل کیں، وہاں اس اہم مسئلہ حقوق نسواں کو بھی فراموش نہیں کیا۔ بلکہ اس ضمن میں نہ صرف قول سے ہی بلکہ عملی طور پر بتلا دیا کہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت، ان کی تعلیمی ترقی اور وسیع النظری ہر قوم کی بہتری اور بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور آج خدا کے فضل و کرم سے احمدی خواتین دینی، اخلاقی، علمی اور سماجی ہر طور پر اپنی ہمسایہ اقوام سے افضل ہیں۔

اس پیش لفظ کو ختم کر کے مسز ہیلن موسکی کا مضمون شروع کرنے سے پہلے ایک عرض ہے کہ اس وقت جاپان زندگی کے دوراہے پر کھڑا ہے۔ ممکن ہے کہ امریکن اقتدار اور عیسائی مشنریوں کی یلغار سے متاثر ہو کر جاپان کے مصنوعی خدا سے برگشتہ عوام دوسرے مصنوعی خدا کے پیرو بن جائیں۔ ان حالات کے پیش نظر اس وقت جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام جماعت جہاد پر کمربستہ ہو کر جاپان میں بھی تبلیغی مشن کی زبردست تیاریاں شروع کر دے۔ تاکہ بانی سلسلہ احمدیہ کا ربانی مشن ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کا نظارہ پیش کرے۔ اس وقت ہمارے سامنے دس تبلیغی مشن کھولنے کی عظیم الشان تحریک پہلے ہی موجود ہے۔ ہو سکتا ہے ان دس مشنوں میں ایک جاپان کا نام بھی ہو۔

مسز ہیلن موسکی لکھتی ہیں:-

میں سابقہ پولش سفیر مقیم ٹوکیو کی بیوی کی حیثیت میں اپنے خاوند کے ساتھ تین سال تک جاپان میں رہی ہوں اور اس عرصہ قیام میں میں نے جاپانی عورت کی نفسیات اور اس کی قانونی و سماجی حیثیت پر ذاتی مشاہدات کے پیش نظر کافی غور و خوض کیا ہے۔

ابتدائی تربیت

جاپانی عورتیں عموماً شگفتہ اور قبول صورت ہوتی ہیں اور اپنے مخصوص رنگین لبادوں میں ملبوس موسم بہار کی تتلیاں دکھائی دیتی ہیں۔ میں بحیثیت ہم جنس ہونے کے ان کی روزمرہ زندگی میں خاص دلچسپی رکھتی تھی اور ان کی نفسیات کا مطالعہ کرنے کی ٹوہ میں لگی رہتی تھی۔ ان عورتوں کی گفتگو کا موضوع طربیہ ہو یا المیہ ان کے چہرے پر شگفتگی اور ابدی مسکراہٹ کے نقوش نمایاں رہتے ہیں۔ اس سے میرے دل کو ایک جستجو لگ گئی اور اٹھتے بیٹھتے مجھے ایک ہی دھن لگی رہتی کہ آیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ان عورتوں کو کبھی دکھ نہ ہو؟ مگر رفتہ رفتہ مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ جاپانی عورتیں مکر اسٹوائک سکول کے پیرو ہیں جو اپنے دلی جذبات کو چھپائے رکھتی ہیں اور مجھے جلد ہی محسوس ہونے لگا کہ یہ عورتیں دنیا کی مظلوم ترین خواتین ہیں اور ان کی تربیت، اخلاق کی سب سے بڑی منزل یہی ہے کہ وہ رنج و پژمردگی کو چہرے کے مسکراتے نقوش میں پنہاں رکھیں۔ جاپانی لڑکیوں کو اس مصنوعی اور سطحی خوشی کی تربیت بچپن سے ہی دی جاتی ہے۔ ابتدا سے ہی ان کی عادت میں احساس کمتری کی ترویج کی جاتی ہے اور ان کے دل میں یہ احساس بٹھا دیا جاتا ہے کہ وہ ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت رکھتی ہیں مردوں کے لئے ایک کھلونے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ ہر بات میں انکساری اور بیچارگی سے سر کو جھکانا، ہر خلاف مرضی حکم کو بے چون و چرا ماننا وغیرہ ان سب حرکات کی بے محل ادائیگی اگرچہ مصنوعی معلوم ہوتی ہے لیکن ابتدائی تربیت کی وجہ سے یہ ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ میں نے پانچ پانچ اور چھ سالہ عمر کی لڑکیاں اس درجہ سدھائی ہوئی دیکھی ہیں کہ ان کی خادمانہ حرکات و سکنات اور مسکراہٹیں بے وقت کی راگنی معلوم ہوتی تھیں۔

ہر جاپانی مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی خانگی فرائض سے آگاہ، اخلاق سے واقف، سلیقہ شعار اور دستکاری اور پھولوں کی سجاوٹ میں ماہر ہو لیکن یہ کہ اس کی بیوی عقلمند ہو اسکو کسی حالت میں بھی گوارا نہیں۔ الغرض جاپانی مرد یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی انتہائی کم گو اور منکسر المزاج ہو، اور اس طرح جاپان میں تعلیم نسواں کے نصاب کی حد بھی یہی ہے کہ عورت کو ذہن نشین کروایا جائے کہ اس کی ذات کم درجہ ہے، وہ دوسرے کی ملکیت ہے اور جس کا اپنی ذات پر بھی کوئی حق نہیں۔

ازدواجی زندگی

{جاپانی عورت کا منتہائے مقصود}

ازدواجی زندگی ہے۔ یا بعض حالتوں میں وہ گیشا بن کر اپنی زندگی گزار سکتی ہے (گیشا کا ذکر بعد میں آئے گا) جاپان میں عورت قانوناً اپنی ذاتی جائداد پیدا کرنے کی مجاز نہیں۔ اسکو اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرنے کا بھی حق نہیں۔ ہے لیکن اس کے برخلاف مرد کو حق ہے کہ جب بھی چاہے بیوی کو طلاق دے کر اسکے ماں باپ کے گھر بھیجدے۔ اس ضمن میں عورت کو گھر سے نکال دینے" کی قانونی اصطلاح بھی موجود ہے اگر مرد اپنی بیوی کو گھر سے نکال دے" اور اگر وہ عورت بانجھ ہو (جو کہ جاپان میں طلاق کی سب سے بڑی وجہ ہے) تو وہ عورت سوسائٹی میں اچھوت سمجھی جاتی ہے لیکن اس بات کا خیال کسی کو نہیں آتا کہ شاید مرد میں ہی وہ مخصوص نقائص ہوں اور وہ بے گناہ عورت بانجھ نہ ہو۔ اس لئے مرد کا سائنٹیفک معائنہ بھی نہیں کروایا جاتا اور عورت ناکردہ گناہ، نفرت و حقارت کا شکار ہو جاتی ہے۔

خاندان امیر ہو یا غریب جاپانی عورت کی حیثیت زر خرید غلام کی سی ہے۔ صبح سب سے اول اٹھنا اور سب سے آخر استراحت کرنا اس کا معمول ہوتا ہے۔ خاوند بعد رات گئے عیاشی کی محفلوں سے لوٹ کر آتا ہے اور اس وقت بیوی کا یہ شعار ہوتا ہے کہ وہ اس کی آمد پر مؤدبانہ اس کے قدموں میں جھک جائے اور ہر طریقہ سے اس کی دلجوئی کی کوشش کرے۔ اس کے باوجود اس کے چہرے کی ازلی مسکراہٹ میں فرق نہیں آتا۔ حتیٰ کہ امیر ترین خاندانوں میں بھی بیوی خاوند کے سامنے خود اپنے ہاتھوں کھانا چنتی ہے اور غسل کے وقت اس کے بدن کو ملنا عین سعادت سمجھتی ہے، وہ خاوند کی موجودگی میں اس کے برابر کرسی پر نہیں بیٹھ سکتی اور پتھر کی سلوں کے فرش پر ہی قناعت کرتی ہے۔ حالانکہ موسم سرما میں جاپان کے فرش برف کی طرح سرد ہوتے ہیں۔ بازار کی سیر یا کہیں بھی دور پیدل سفر میں جاپانی عورت تعظیماً خاوند سے دو چار قدم کی دوری پر پیچھے رہتی ہے اور سامان سودا سلف یا گٹھڑی کا بوجھ مرد کی بجائے اسی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ایک دفعہ ہم سیر و تفریح کے لئے ایک پہاڑی پر گئے ہوئے تھے وہاں مجھے جاپانی میاں بیوی کے عجیب و غریب رشتہ اور مرد کی سنگدلی کے ایک نئے مشاہدے کا موقعہ ملا۔ ہماری ٹولی یورپین لوگوں پر مشتمل تھی اور ہمارے ساتھ ایک جاپانی عہدہ دار مع اپنی زوجہ کے تھا۔ سردی کا موسم تھا اور سردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ میرے خاوند نے اپنا گرم اوورکوٹ مجھے پہنا دیا اور باقی یورپینوں نے بھی عادتاً ایسا ہی کیا۔ لیکن ہماری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ جاپانی مرد ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوا گویا سردی سے ٹھٹھرتی ہوئی بیوی کا اسے خیال ہی نہ تھا۔ اس کے برعکس اس جاپانی عورت نے اپنا اونی فرغل اپنے کندھوں سے اتار کر اپنے خاوند کو اوڑھا دیا۔ مگر اس مرد نے رسمی طور پر شکریہ تو درکنار ایک لفظ "شکریہ" تک ادا کرنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔

تربیت اولاد و نرینہ

{جاپان میں از راہ قانون اولاد باپ کی ملکیت}

درِ ثمین

(۱) ثوبان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا عنقریب کہ (مختلف) قومیں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو رکابی کی طرف بلاتے ہیں اور تمہارے خلاف متحدہ محاذ قائم کریں گی۔ کسی نے پوچھا کیا ہم اس وقت (اسنے) کم ہوں گے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت تم بہت ہوگے لیکن تم اس دن خس و خاشاک ہوگے جو سیل رواں کے آگے ٹھہر نہیں سکتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ دشمنوں کے سینوں سے تمہارا خوف (رعب و داب) محو کردیگا اور تمہارے دلوں میں (تمہارے اعمال کی وجہ سے) سستی اور ضعف ڈال دے گا۔ کسی نے پوچھا ضعف کیا ہے فرمایا حُبّ دنیا اور خوف موت۔

(ابو داؤد)

(۲) خوش قسمت ہے وہ جسے اسلام کی طرف ہدایت ہوئی ہو اور اس کی گذران کے مطابق اسے روزی سے نوازا گیا۔ اور اسی پر قناعت کی۔ (ترمذی)

(۳) اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ حق ہے توکل کا تو یقیناً تم کو روزی دیتا جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے۔ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں (یعنی متوکل علی اللہ کی قوت ارادی سے فلاح و بہبود کے سامان بفضلہ پیدا ہوجاتے ہیں

(ترمذی)

(۴) غنا نفس کثرت مال سے نہیں بلکہ اصلاح نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی حُبِّ دنیا کی سردی حوائج کی گرمی بجھادیتی ہے

(بخاری مسلم اور ترمذی)

(۵) ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا حضرت صلعم نے اسے کچھ دیا پھر جب اس نے اپنا پاؤں دروازہ کی نچلی دہلیز پر رکھا (جانے کے لئے) تو حضرت نے فرمایا اگر تم جانتے کہ سوال میں کس قدر برائی ہے تو کوئی کسی طرف مانگنے نہ جاتا۔ (نسائی)

(۶) ابن فراسی سے روایت ہے کہ اسکے باپ نے کہا یا رسول اللہ میں سوال کروں فرمایا کہ نہ اور اگر تو ناچار ہو تو نیکوں سے سوال کر (ترمذی)

(غلام قادر عفی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سوادِ اعظم کی تعریف

اگر سوادِ اعظم کے یہ معنی ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو۔ تو اس کی بات سچی ہوتی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہود و عیسائی قوم کا بھی سوادِ اعظم تھا۔ وہ اہل کتاب ہی تھے۔ بڑے بڑے عالم فاضل۔ عابد ان میں موجود تھے ان کے معیار سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ان کی شہادت معتبر مان لینی چاہیئے۔ اصل سوادِ اعظم وہ لوگ ہیں۔ جو حقیقی طور پر اللہ کو مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے اور انہی کی شہادت معتبر ہوتی ہے بھلا سوچ کر دیکھو کہ جس راہ میں بچھو، سانپ اور درندے وغیرہ ہوں اگر دس ہزار اندھے اس کی نسبت کہیں کہ یہ راہ اختیار کرو تو کوئی ان کی بات مانے گا۔ اور جو ان کے پیچھے چلیں گے وہ سب مریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں۔ اگرچہ آپ ایک فرد واحد تھے لیکن آپ کے مقابل ہزارہا منکرین کی بات قابل اعتبار نہ تھی۔ جو آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ اب اس وقت ایک سوادِ اعظم نہیں ہے۔ بلکہ کئی سوادِ اعظم ہیں۔ افیونیوں، بھنگیوں، چرسیوں، شرابیوں وغیرہ کا بھی ایک سوادِ اعظم۔ مخلوق پرستوں کا بھی ایک سوادِ اعظم ہے۔ تو کیا ان لوگوں کے اقوال کو سند پکڑا جائے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے قلیل من عبادی الشکور کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم گو ہوتے ہیں۔ جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت اور تقوےٰ عطا کیا ہے۔ وہ خواہ قلیل ہوں۔ مگر اصل میں وہی سوادِ اعظم ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ابراھیم علیہ السلام کو اُمّۃ کہا ہے۔ حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے۔ مگر سوادِ اعظم کے حکم میں تھے۔

(الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء)

کتاب نیو ورلڈ آرڈر پر بغداد کے ایک اخبار کا ریویو

بغداد کا اخبار العہد الجدید مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۴۶ء جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ کتاب نیو ورلڈ آرڈر کے عربی ترجمہ الاسلام والنظام العالمی الجدید پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ (ذیل میں عربی عبارت کا ترجمہ ہے) سید تصدق حسین قادری رکن جماعت احمدیہ بغداد نے ہم کو کتاب الاسلام والنظام العالمی الجدید تحفہ کے طور پر بھیجی ہے یہ کتاب مولینا محمد علی کی تالیف ہے اور اسے احمد جودۃ السحار نے ترجمہ کیا ہے میں نے یہ ایسی کتاب دیکھی جو درس دینے کے واسطے اور مطالعہ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ اس میں ایسے بلند افکار اور شافی بحثیں اور روشن دلائل ہیں جوان تمام باطل عقاید اور بے بنیاد خیالات کو بیخ و بن سے اکھاڑتے ہیں جن کو مغربی اقوام نے جو اپنے آپ کو تہذیب اخوت اور امن کے مبلغ سمجھتے ہیں اختراع کیا ہے یہ وہ تہذیب ہے جس کو سوائے مفسد لوگوں کے جنہوں نے ضلالت و گمراہی کو اختیار کیا ہے، اور بداعتقادی اور جہالت کو اپنا لیا ہے اور کسی نے پسند نہیں کیا۔ یہ وہ تہذیب ہے جس نے اپنے پاؤں کے نیچے تمام روحانی مسائل کو روند ڈالا ہے اور جس کی آنکھوں کو مادہ پرستی کے بادلوں نے اندھا کردیا ہے بھلا کب مادہ پرستی نے انسانیت کی مدد کی ہے اور اسے عزت و شرف کے راہ پر ڈالا ہے۔ بھلا کب اسلام کے علاوہ اور کوئی تحریک حق کے قائم کرنے اور امن اور عدل کے پھیلانے کا ذریعہ بنی ہے مادہ پرستی کی طرف سے اس کا جو جواب ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے فتنوں کو بھڑکایا اور لڑائیوں اور جنگوں کی آگ کو سلگایا انسان اور انسان در بھائی اور بھائی میں حسد اور بغض کا بیج بویا۔ خلاصہ کلام یہ کہ جس طرح اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کو پیش کیا گیا ہے وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس پر فخر کریں اور سیدھے سادے دین اسلام کی طرف لوگوں کو متوجہ کریں جو اخوت مساوات سلامتی، اور انسانیت کی دعوت دیتا ہے۔ یہ اسلام کی ہی تعلیم ہے جو روحانیت اور تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ سب فضول ہے میں جناب سید تصدق حسین کا اس بے نظیر تحفہ پر تشکریہ ادا کرتا ہوں اور عراق کے بیدار اور زندہ دل نوجوانوں بلکہ ہر فرد سے امید کرتا ہوں جو حقیقت کا متلاشی ہے اور غلامی مادہ پرستی اور مغربی تقلید سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کرے اور اس کی ایک ایک سطر پر غور کرے بلکہ میری رائے میں اس کے ہر لفظ پر نظر غائر ڈالے تو وہ یقیناً اس میں اپنی کھوئی ہوئی ہر متاع ... کو پالیگا۔ یہ سب کچھ نہایت سلیس اور آسان عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ترتیب مضامین بھی نہایت عمدہ ہے اللہ تعالےٰ اس جماعت کے نیک ممبروں کو اور ان دوسرے لوگوں کو جو اس سے ... ہیں ...

ممبران جنرل کونسل سے ضروری گذارش

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ایک اہم اجلاس جنرل کونسل کا ہوگا جس میں ان دس مشنوں کے متعلق آخری فیصلہ کیا جائیگا جس کی تحریک دو سال سے جاری ہے چونکہ یہ انجمن پر ایک بڑا بھاری مستقل بوجھ ہوگا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ دور دور سے بھی ممبران جنرل کونسل اس میں شامل ہوں یہ بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور ہر ایک دوست کو اس میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئیے یہ قبل از وقت اس لئے بھی مشتہر کیا جا رہا ہے کہ تا وہ ممبران جن کو رخصت وغیرہ لینے کی ضرورت ہو ابھی سے انتظام کریں۔ ممکن ہے کہ وہ اجلاس ایک دن میں ختم نہ ہو اسلئے سب احباب دو دن لاہور ٹھہرنے کا انتظام کرکے آئیں قوموں کی تاریخ میں ایسے اوقات کبھی کبھی آتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہماری جماعت خدا کی مدد سے اس امتحان میں پوری اترے گی اس کے علاوہ بھی کچھ اہم معاملات ہیں۔

محمد علی

عالمگیر الیکٹرک پریس ... باہتمام ... پرنٹر پبلشر ... لاہور سے شائع ہوا

انسان کامل

صدر بزم آسمان و حجۃ اللہ بر زمین
ذات خالق را نشانی بس بزرگ و استوار
(مسیح موعود)

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب ایم بلڈنگس لاہور

نبی اور دیگر مصلحین قوم و بشر — نبی دیگر مصلحین قوم ، موثر البیان خطیب، شیریں مقال واعظ، دقیقہ رس منقّن ۔ نکتہ دان حکیم اور کشور کشا سلطان سے ایک الگ مخلوق اور بلند و بالا ہستی ہے۔

نبی کے امتیازات خصوصی — امتیاز اول نبی کا تعلق اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہوتا ہے وہ بذریعہ وحی علوم وحکمت سے نوازا جاتا ہے۔ مستقبل کے اہم اور پُر اسرار واقعات کے متعلق خدا تعالےٰ سے خبر پاکر دنیا والوں کو آگاہ کرتا ہے۔ پردے کا پورا عالم ملکوت اس کی تائید پر کھڑا ہوجاتا ہے اور روح القدس اس کے ساتھ ہر آن رفیق کار رہتا ہے۔

دوم ۔ اللہ تعالےٰ اسے تمام بندوں میں سے اپنے لئے منتخب فرماکر مقام ارشاد و ہدایت پر کھڑا کرتا ہے۔

سوم ۔ فضائل اخلاق کی بلند ترین مسند پر اسے متمکن کرتا ہے۔

چہارم ۔ اس سے خوارق عادت تصرفات ظہور پذیر ہوتے ہیں جو اس کے اثبات دعوےٰ کے مؤیدات کا کام کرتے ہیں۔

پنجم ۔ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان بالغیب کی دعوت دیتا فضائل اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور روز الست کے بھولے ہوئے عہد کی یاد تازہ کرتا ہے۔

ششم ۔ وہ صرف تلاوت آیات ہی نہیں کرتا بلکہ اپنی قوت قدسی سے لوگوں کا تزکیہ نفس بھی کرتا ہے۔

ہفتم ۔ اپنے سے پہلے انبیاء کے صحیفوں کو جو دست برد زمانہ سے مسخ ہوچکے ہیں اپنی اصلی صورت میں پیش کرتا ہے۔

ہشتم ۔ اس کی تبلیغی کوششوں میں صرف اصلاح خلق مدنظر ہوتی ہے دنیوی معاوضہ ۔ شہرت ۔ جاہ طلبی ۔ قیام سلطنت مقصود بالذات نہیں ہوتے۔

نہم ۔ نبی پیدائشی معصوم ہوتا ہے۔

چنانچہ سورہ انعام میں قرآن حکیم نے نبوت و رسالت کے لوازم وشرائط کی حقیقت کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے "اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے خلاف دی ہم جس کو چاہتے ہیں (اس کا) مرتبہ بلند کرتے ہیں بیشک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے (بے شک دلیل بت پرست قوم کے خلاف توحید الٰہی پرست اور یقیناً توحید پر قائم ہونیکی بلندی درجات قرار پائی) اور ہم نے اسکو اسحاق اور یعقوب بخشے ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہم نے پہلے سے ہدایت دی اور اس کی نسل سے داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت دی) اور اسی طرح ہم احسان کرنیوالوں کو بدلہ دیتے ہیں (ہدایت سے مراد توحید الٰہی کا اثبات ہے) اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (دی) سب صالحین میں سے تھے اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو (اور ان) سب کو ہم نے جہانوں پر فضیلت دی اور ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی نسل سے اور ان کے بھائیوں سے اور ہم نے ان کو برگزیدہ کیا اور ہم نے ان کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے وہ عمل ان کے کام نہ آتے جو وہ کرتے تھے یہ وہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت دی سو اگر یہ لوگ انکار کریں تو ہم نے اسکو ایسے لوگوں کی سپردگی میں دیا ہے جو اس کا انکار کرنے والے نہیں (ھٰؤلاء سے مراد ان انبیاء کے متبع ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے انبیاء کے متبعین تو ضرور نبوت سے واقف ہیں نہ مانیں تو ہم ایک امی قوم کو علوم و معارف عطا کرکے کھڑا کریں گے) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دی سو ان کی ہدایت کی پیروی کر (یعنی گذشتہ انبیاء کے طریق کی موافقت کر اور اس سے مطلب یہ بھی ہے کہ جن جن کمالات کو ان انبیاء نے حاصل کیا ان تمام کمالات کو تم اکیلے اپنے اندر جمع کرلو شعر۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری) کہہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا وہ صرف جہانوں کے لئے نصیحت ہے"

آنحضرت صلعم کی خصوصیات

وہ رسول ان پڑھوں کو خدا تعالےٰ کے (نفسی و آفاقی) نشانات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے ان کو درس کتاب (قرآن) دیتا ہے۔ اور (قرآن حکیم کے) اسرار ومعارف اور حق و حکمت سے انہیں آشنا کرتا ہے۔

(سورہ جمعہ)

آنحضرت صلعم اپنی وحی کی پیروی کرتے تھے — میں تو کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بھاری وقت کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہو اگر اللہ چاہتا تو میں اسے (قرآن کریم) تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تمہیں اس کا علم دیتا۔

(یونس ع - ۲)

دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی ۔ میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر رہا ہوں (تم مجھ میں کسی گناہ نقص اور کوتاہی کی نشان دہی نہیں کرسکتے میں نے تم پر کبھی جھوٹ نہیں بولا ۔ کیا اب میں اللہ تعالےٰ کے متعلق جھوٹ بول سکتا ہوں) تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (دس دکھو)

مفتری و مکذب — اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ پر افترا کیا یا اس کی آیات کو جھٹلایا مجرم کامیاب نہیں ہوتے۔

نوٹ:۔ مکی زمانہ سے آنحضرت صلعم سخت مصائب میں ہیں بات کوئی نہیں مانتا چند ماننے والے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں یا منتشر ہوچکے ہیں مگر اپنی صداقت امتیازی پر اور اللہ تعالےٰ کی صفات کاملہ پر کتنا بڑا ایمان ہے کہ اس وقت فرماتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں میں سے یعنی ایک طرف آپ اور ایک طرف آپ کو جھوٹا کہنے والا ایک گروہ نہایت ہی ظالم ہے کثیر تعداد میں ہے اور ہر قسم کے سامان سے لیس ہے مگر مجرم ہے اور مجرم کو کبھی فلاح نہیں مل سکتی ۔ اگر میں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو مجھ سے بڑھکر ظالم کوئی نہیں اگر تم خدا کی باتوں کو جھوٹ قرار دیتے ہو تو تم سے بڑھکر کوئی ظالم نہیں پھر اس بیکسی کے وقت کے الفاظ جب مخالفت کا پورا زور صرف ہوجانے کے بعد اس قدر سچے ثابت ہوئے اور کوئی دنیوی طاقت حق و صداقت کی رَو کو نہ روک سکی بلکہ اس کی ہر ایک طاقت اس سیل رواں کے سامنے خود خس و خاشاک کی طرح بہ گئی اللہ تعالےٰ نے انہی عربوں کو دوسرا نقشہ بھی دکھادیا کہ جب آپ کی کامیابیوں کو دیکھ کر مسیلمہ اور اسود نے نبوت کے دعوے کئے تو افترا کرنے والوں کا انجام بد بھی اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا۔

مخالفین کا انجام

اور اگر ہم ان میں سے بعض (عذاب) جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں تجھے دکھادیں یا تجھے وفات دیں تو ہماری طرف ہی انہیں لوٹکر آنا ہے پھر اللہ اس پر گواہ ہے جو وہ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ جس شخص جس قوم کو لائق سزا سمجھے گا دیتا رہے گا کیونکہ آنحضرت صلعم کا دامن نبوت قیامت تک ممتد ہے۔ . . . .

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ سنت اللہ — انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہمیشہ سے یہ سنت اللہ ہے کہ وہ جو مقصد لیکر مبعوث ہوتے ہیں باوجود مصائب و مشکلات روکاوٹوں اور زحمتوں کے وہ کامیاب و کامران ہوجاتے ہیں ۔ سیر الانبیاء کے کارناموں سے صفحات تاریخ مزین ہیں قرآن فرماتا ہے:۔

"اور ہمارا حکم ہمارے بندوں (یعنی) رسولوں کی نسبت پہلے سے ہوچکا ہے کہ وہ ضرور نصرت دیئے جائیں گے ۔ اور کہ ہمارا لشکر یقیناً غالب رہے گا۔

(الصفّٰت - ۵)

نوٹ:۔ آج اللہ تعالیٰ کے یہی الفاظ۔ انهم لهم المنصورون وان جندنا لهم الغالبون فضائے آسمان میں گونج رہے ہیں، مگر کاش کوئی اللہ کا جند بنے اور اذا جاء نصر اللہ کا نظارہ کرے۔

انبیاء اور مومنین و خشر کو بھی نصرت آلٰہی کا نظارہ کریں گے — یقیناً ہم اپنے رسولوں اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہونگے ۔ جس دن ظالموں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے۔ (المومن - ۴)

فلسفی را از پیمبر وا شناس
آبگینہ را ز گوہر وا شناس

عقاید و عبادات ۔ اخلاق و اعمال وغیرہ کو قرآن نے اس موثر اور دلربا طریقہ سے ادا کیا کہ ہر کہ و مہ امی و عالم کو وارفتہ کردیا چنانچہ عتبہ نے جو علوم عربی کا بہت بڑا ماہر تھا، آنحضرت صلعم کو دعوٰے نبوت ترک کرنے کے لئے کہا تو آپ نے حم کی ابتدائی آیات پڑھیں جب اس آیت پر پہنچے. فان اعرضوا فقل انذرتكم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود (حٰم السجدہ) تو عتبہ پر سی قریش لرزہ براندام ہوگیا اور آپ کے منہ پر ہاتھ رکھکر کہا ۔ میں تم کو قرابت کی قسم دلاتا ہوں (مسند ابو یعلیٰ)

جب ولید بن مغیرہ (خالد کے باپ) نے جو دشمن اسلام تھا یہ آیات سنیں ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتائ ذالقربی وینھی عن الفحشاء والمنكر والبغی یعظكم لعلكم تذكرون (نحل ۱۳) تو واپس جاکر قریش سے کہا کہ محمد جو بات کہتا ہے وہ انسان کا کلام نہیں (علامہ ابن تیمیہ الجواب الصحیح)۔ عثمان بن مظعون یہی آیات سن کر اسلام کے گرویدہ ہوگئے ۔ جبیر بن مطعم نے جب سورہ طور کی یہ آیات سنیں ام خلقوا من غير شيء ام هم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا يوقنون ۔ ام عندهم

(باقی برصفحہ ۶)

پیغامِ صلح
جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴۰

مادیت اور اسلام

عقل میخواست کزاں شعلہ چراغ افروزد ÷ برقِ غیرت بدرخشید وجہاں برہم زد
(حافظ)

عصرِ حاضر میں اسلام کا مقابلہ باطل کی جن قوتوں سے ہے ان میں سے سب سے بڑی قوت مادیت ہے۔ مادیت نے ہی انسان کو مذہب سے دور کیا ہے اور تہذیب تمدن کی روحانی اقدار میں شکوک پیدا کر کے خالص مادی اقدار دنیا میں قائم کی ہیں اور کائنات کے متعلق ایک ایسا فلسفہ پیش کیا ہے جس میں خدا، روح، حیات بعد الموت کی مطلق گنجائش نہیں ہر ایک شخص محسوس طور پر یا غیر محسوس طور پر اس مادی فلسفہ حیات سے متاثر ہے یورپ کے نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت کی بنیاد اسی فلسفیانہ مادیت پر ہے۔ سائنس نے اس فلسفۂ مادیت کو فروغ دیا ہے۔ سائنس کے ذریعہ سے انسان نے عناصر پر قدرت حاصل کی۔ موجودہ انڈسٹری کی بنیاد سائنس پر ہے اور سائنس کی بنیاد مادیت پر ہے اس لئے سائنس کی رو سے مادیت ایک زبردست طاقت بن چکی ہے۔ سارے علوم خواہ ان کا تعلق مادی اشیاء اور نباتات سے ہو یا حیاتیات سے ہو یا نفس انسانی سے ہو سب مادیت کے رنگ میں رنگین ہیں۔ گزشتہ ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں سائنس کی حیرت انگیز ترقی سے جو تہذیب پیدا ہوئی ہے اس کی روح رواں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان اور روحانیت پر ایک اعلیٰ یقین نہیں ہے بلکہ اس کا مرکزی نقطہ جوہر عقل ہے بیسویں صدی کے انسان کا خیال ہے کہ آدمی صرف جوہر عقل سے ہر قسم کی سیاسی معاشی اور تمدنی مشکلات پر غالب آسکتا ہے اپنی تقدیر کو بدل سکتا ہے اور اس دنیا کو بہشت کا نمونہ بنا سکتا ہے لیکن مرور زمانہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اس دور کے مہذب انسان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ موجودہ تہذیب کے اتنے پہلو نمایاں ہو چکے ہیں اور ان مختلف پہلوؤں میں اتنے الجھاؤ پیدا ہو چکے ہیں کہ ان کو سلجھانا عقل اور علم کی قوت سے باہر ہے۔ عقل کے زور سے انسان نے دنیا کو بہشت کا نمونہ نہیں بنایا بلکہ دوزخ کا نمونہ بنایا ہے چنانچہ موجودہ جنگوں کے سلسلہ نے واقعی دنیا کو جہنم زار بنا دیا ہے اور انسانی تہذیب کا رخ ایک ہولناک تباہی اور بربادی کی طرف پھیر دیا ہے اسلئے ان مسلسل جنگوں کی وجہ سے سائنس اور مادیت کے متعلق بھی شکوک پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ سائنس سے انسان نے عناصر قدرت پر تو کسی حد تک قدرت حاصل کی لیکن انسان کے بہیمانہ جذبات پر کوئی قدرت حاصل نہیں کی انسان عقلی لحاظ سے تو بہت ترقی کر گیا لیکن اسی نسبت سے وہ اخلاقی لحاظ سے فروتر ہو گیا۔ عقل و سائنس کے پہیئے سے کوئی عالمگیر برادری نہیں پیدا ہوئی جس میں وہ جملہ اخلاقی خصائص موجود ہوں جو دنیا میں صلح اور امن قائم کر سکیں۔ گو نظریات کی فراوانی ہے لیکن کوئی ایسا فلسفہ حیات پیدا نہیں ہو سکا جس پر عمل پیرا ہو کر انسان حیوانیت کی سطح سے بلند ہو جائے اور باوجود اتنی ترقی کے مغربی سائنسدان اس قابل نہیں ہوئے کہ کائنات کے عقدہ کو حل کر سکیں ان مفکرین کی لاف عقل کسی دیوانے کے خواب سے بڑھکر نہیں سائنس کی اس قوت کے ہوتے ہوئے بھی انسان کی حیثیت اس ساری کائنات میں کیا ہے وہ ستاروں کی رفتار کو نہیں بدل سکتا موسموں کے تغیر و تبدل پر حاوی نہیں ہو سکتا سمندروں کو خشک نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ابھی تک اس قابل بھی نہیں ہوا کہ اپنے نفسانی ہیجان کا مقابلہ کر سکے۔ مغربی انسان نے خدا سے رشتہ توڑ کر محض اپنی عقل کے بل بوتے پر اور مادیت کی بنیاد پر ایک جہان کی تعمیر کی تھی لیکن خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور سائنس کے ہی ہتھیاروں سے اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا کو درہم برہم کر دیا چنانچہ ان خونیں جنگوں نے مادیت اور سائنس کی ناکامی پر مہر ثبت کر دی ہے اور دنیا خود مذہب کی اخلاقی اور روحانی قوت کا تقاضا کر رہی ہے جو تہذیب و تمدن کی خوشنما عمارت کو تباہ و برباد ہونے سے بچا سکے وہ اخلاقی اور روحانی قوت صرف اسلام میں ہے اسلام ہی دنیا کو تباہی اور بربادی سے بچا سکتا ہے بدھ مت دنیا سے گریز کی تعلیم دیتا ہے اس لئے وہ مغربی تہذیب کے تقاضوں کا حریف نہیں ہو سکتا اور عیسائیت یورپ میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے مغربی دنیا اسے دوبارہ آزمانے کے لئے تیار نہیں صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کی روحانی اور دنیوی ترقی کے لئے ایک شاندار لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ اس دور میں اسلام کا سب سے بڑا مقابل مادیت تھی لیکن مادیت خود اپنے ہتھیاروں سے شکست کھا چکی ہے اسلئے تبلیغ اسلام کے لئے حالات بالکل سازگار ہیں یہ وقت ہے کہ اسلام کو ایک قوت کیساتھ ان اقوام کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ دنیا تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے اور اپنے خدا کے ساتھ صلح کر کے امن کا سانس لے سکے ورنہ اسلام کے علاوہ دنیا کے لئے اس تباہی سے بچنے کا اور کوئی راستہ نہیں۔

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۹ ار ستمبر کو خیریت کے ساتھ ڈلہوزی سے واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ احباب سلسلہ حضرت ممدوح سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ مسلم ٹاؤن اچھرہ
لاہور

اعلاناتِ نکاح

(ا) جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ مورخہ ۹ ار ستمبر بروز اتوار وزیر آباد میں اخویم مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نے ہمارے دوست شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے کا نکاح ناصرہ بیگم بنت شیخ محمد جان صاحب مرحوم سے مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ اسی دن تقریب رخصتی بھی عمل میں آئی اس تقریب میں حضرت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد، محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب اور مولوی مصطفیٰ خاں صاحب کے علاوہ جماعت کے اور دوستوں نے بھی شمولیت فرمائی احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین

(ب) جناب میاں مولا بخش صاحب آف غلہ منڈی لائل پور کے صاحبزادے میاں حفیظ الرحمٰن صاحب کا نکاح امۃ القدوم دختر حاجی قمر دین صاحب مرحوم ماڈل ٹاؤن لاہور کے ساتھ بعوض ۳۲/۱۰ حق مہر پر ہوا۔ یہ تقریب ۲۰ر ستمبر سنہ ۱۹۴۶ء کو عمل میں آئی۔ رخصتانہ کی رسم بعد میں ادا ہوگی۔ جناب میاں مولا بخش صاحب نے اپنے فرزند کے اس کار خیر کی خوشی میں یکصد روپیہ انجمن کو عطیہ دیا ہے۔ اللہ کریم اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث خیر و برکت کرے آمین

درخواستِ دعا

عزیزم لئیق احمد پسر محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بعارضہ بخار بیمار ہیں اور چند دنوں سے سر اور آنکھوں میں درد کی شدید تکلیف ہے احباب سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو شفا عطا فرمائے۔

مولود مسعود

مولوی محمد علی صاحب امام جامع احمدیہ لائل پور کو اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے فرزند نرینہ دیا ہے۔ قبل ازیں مولوی صاحب موصوف کا ایک ہی بچہ تھا جو فوت ہو گیا تھا۔ اللہ کریم نومولود کو نعم البدل ثابت کرے۔ آمین۔ مولوی صاحب نے اس خوشی میں دو روپے انجمن کو عطیہ دیئے ہیں۔

سانحۂ ارتحال

یہ خبر افسوس کیساتھ سنی جائیگی کہ شیخ محمد حسین صاحب کارکن انجمن کی چھوٹی بچی وفات پا گئی انا للہ و انا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

طلباء سلسلہ اور چندہ ماہوار

حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد پر صلائے لبیک

حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس ارشاد پر کہ طالب علم یا نوجوان بھی اپنے جیب خرچ میں سے جس قدر دے سکیں ماہوار چندہ دیں۔ بعض طلباء نے لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے چندے ادا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

چنانچہ ذیل میں سردست دو خطوط کا خلاصہ دیا جاتا ہے۔ سلسلہ کے دوسرے طلباء کو بھی چاہیئے کہ اس طرف توجہ کریں اور بہت جلد حضرت امیر کے ارشاد کے مطابق اپنا اپنا چندہ ماہوار بھیجنا شروع کر دیں۔ خواہ وہ قلیل سے قلیل رقم ہی کیوں نہ ہو۔

(۱) جناب مختار احمد صاحب رشید اینڈ کو لائلپور سے حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔ میں ایف اے کے دوسرے سال میں تعلیم پاتا ہوں پندرہ روپے ماہانہ مجھے ملتے ہیں۔ آپ کی تحریک پر ۱۵/- ماہانہ آئندہ دیا کروں گا۔ اگر کوئی دینی خدمات میرے سپرد کر دی جائیں تو ان کو بھی وقتاً فوقتاً ادا کرتا رہوں۔ میرے لئے استقامت کی دعا کریں۔

(۲) مسٹر محمود شوکت صاحب دفرزند خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب (سہرام) انجینئرنگ کالج پٹنہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔
حضرت امیر نے جمعۃ الوداع میں جماعت کو ماہوار چندوں کے متعلق بڑی شدت سے توجہ دلائی ہے۔ امید ہے کہ جملہ حضرات اس طرف توجہ دیں گے۔ میں اپنا اور اپنے چند غیر احمدی دوستوں کا چندہ بھیج رہا ہوں۔ رقم بہت قلیل ہے مگر میں اسے ایک جزاء سمجھتا ہوں انشاء اللہ آہستہ آہستہ بڑھتی جائیگی۔ خدا سے دعا کرتے رہیں کہ اس کام میں مجھے استقلال ملے

چندہ ماہ ستمبر

نام	رقم
(۱) محمود شوکت	۲ — ۰ — ۰
(۲) امین اللہ صاحب	۱ — ۰ — ۰
(۳) منظور علی صاحب	۰ — ۸ — ۰
(۴) علی اصغر صاحب	۰ — ۸ — ۰
(۵) اظہار حسین صاحب	۰ — ۸ — ۰
(۶) حماد الرحمٰن صاحب	۰ — ۸ — ۰
(۷) سید ضیاء الرحمٰن صاحب	۰ — ۸ — ۰
(۸) محمد حسنین صاحب	۰ — ۴ — ۰
میزان کل	۵ — ۱۲ — ۰

اللہ تعالیٰ ان سب نوجوانوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو دینی دنیوی برکات سے بہرہ اندوز فرمائے۔ آمین۔

خاکسار
مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تکمیل

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بہائیت کے خاکہ میں رنگ آمیزیاں

آتش از نالۂ مرغانِ حرم گیر و بسوز آشیانے کہ نہادی بہ نہالِ دگراں

ازجناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔

((۸))

دین فطری اور ادیان اقوام قرآن مجید کو اس کے حقیقی مطالب میں سمجھنے کے لئے خود کلام الٰہی نے غور وفکر اور تدبر کو ضروری قرار دیا ہے اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمام مذاہب میں سے صرف اسلام نے ہی مذہب کی عقلی تعبیر کی ہے اور حیات انسانی میں دین کو ایک مستقل اور پائدار جگہ عطا کی ہے لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو مغز اور پوست میں تمیز کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے وہ عقل سلیم سے کام لینے کی بجائے اپنے ہی اصنام خیالی کا شکار ہو جاتے ہیں جن کو ان کی محدود عقل کا آذر خود ہی گھڑ لیتا ہے چنانچہ چوہدری صاحب تربیت عالم کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں۔ "مختصر یہ کہ سب انسان ایک ہیں اور سب کو ایک سمجھنا ہی انسانیت ہے وحدت انسانی توحید باری کا ظل ہے اور دونوں لازم وملزوم ہیں ایک خدا ماننے بغیر سب انسانوں کو برابر جاننا مشکل ہے۔ اور سب انسانوں کو ایک جانے بغیر خدا کو ایک ماننے کا دعوےٰ بے ثبوت ہے خدائے واحد کو وہی مانتا ہے جو سب انسانوں کو ایک جانتا ہے جو انسانوں میں فرق کرتا ہے وہ گویا ایک حصہ کو ایک خدا کی مخلوق مانتا ہے اور دوسرے حصہ کو دوسرے خدا کی۔ توحید باری اور وحدت انسانی جو فطرت میں مرکوز ہیں یہی تربیت انسانی کے بنیادی اصول ہیں اور یہی حقیقت دین، سب پیغمبر اسی ایک دین کی تعلیم دیتے رہے" اس کے بعد قرآن مجید کی متعدد آیات کو آپ نے نقل کیا ہے۔

نسل انسانی مختلف مدارج میں سے گذری ہے اور اقوام عالم کے ہر درجۂ عقلی پر ایک دین اور مذہب اسے عطا کیا گیا اس جزئی دین کو کل نسل انسانی کے کامل دین یا اسلام کے برابر سمجھنا کوہ ہمالیہ کے برابر غلطی ہے چوہدری صاحب نے اول تو دین فطری یعنی وہ اقرار جو ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے کہ "خدا ہے" اسکو اس دین کے برابر سمجھ لیا ہے جو انبیاء کی معرفت امتوں کو دیا جاتا ہے دین۔ کتاب اسلام وغیرہ کا اطلاق جیسا ان کے کسی جزو پر ہوتا ہے ویسا ہی کل پر بھی ہوتا ہے ہم کہتے ہیں ہم نے آج قرآن شریف کی تلاوت کی۔ مگر اس سے مراد سارا قرآن مجید نہیں ہوتا ہم کہتے ہیں سچی دین اور دین اسلام میں یہ فرق ہے کہ ہمارا مطلب دین کے ایک جزو سے ہوتا ہے نہ کل سے کسی مذہب کی اصطلاح میں دین، دھرم اور مذہب سے مراد صرف اسی قدر نہیں کہ خدا ہے یا خدا ایک ہے جس طرح دنیا مختلف مدارج عقلی میں سے گزری ہے اسی طرح نسل انسانی کے ادیان میں بھی مدارج ہیں ہمارا دعوےٰ ہے کہ الاسلام جو دین کامل کا نام ہے وہ کسی نبی اور کسی قوم کو نہیں دیا گیا نہ اس لئے کہ یہ کوئی ناقص اصول ہے بلکہ اس لئے کہ نسل انسانی کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بھی عقل انسانی کے موافق ہوتا ہے دین فطری یعنی الست بربکم قالوا بلیٰ یہ ان لوگوں کا بھی دین ہے جو بظاہر یہ یا اپنے منہ سے خدا کے منکر ہیں اس لئے چوہدری صاحب کا استدلال فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا یعنی اللہ کی بنائی ہوئی فطرۃ جس پر انسان کو پیدا کیا گیا اس دین کے علاوہ ہے جو انبیاء کی معرفت دین بھیجا جاتا ہے گو اس کا ایک بہت بڑا مقصد فطری دین کی تصدیق۔ تقویت اور قیام بھی ہے تمام انبیاء کے دین کو اپنی پوری تفصیل کے لحاظ سے ایک سمجھنا تاریخ مذہب سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

غیر مذاہب اور الاسلام میں توحید کی تعلیم لاریب حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسحاق حضرت یعقوب۔ حضرت موسےٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام بلکہ ان کے اسباط اور حواریوں تک کے لئے اسلام لانے اور مسلمان ہونے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے لیکن ان کے دین کا نام قرآن مجید اور تاریخ مذاہب میں مسلم مسلّمہ نہیں ایک لفظ کا محض لغوی طور پر استعمال اسے اصطلاحی اور شرعی نام نہیں بنا دیتا تمام مذاہب غیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کا تصور بھی تدریجی ہے دین وایمان کامل کی اور ضروریات تو کجا اصل الاصول دین یعنی توحید کا کامل تصور بھی اسلام سے پیشتر کے مذاہب میں موجود نہیں اسلام سے پیشتر توحید کا تصور تمام مذاہب میں مستشرقین اور دیگر یورپین علماء مذاہب کے نزدیک ...... Henotheism ہمارا ایک خدا ہے، کا تصور تھا لیکن بقول پروفیسر میکسمولر اسلام نے Monotheism یعنی خدا ایک ہی ہے' کا ترقی یافتہ تصور پیش کیا اسلام سے پیشتر تمام مذاہب قبائلی مذہب تھے اسلئے ان کو صرف اس قدر جاننا کافی تھا کہ ہمارا خدا ایک ہے، اس لئے یہ کوئی نقص کی بات نہ تھی چوہدری صاحب کا یہ کہنا کہ دین ہمیشہ سے ایک رہا ہے اس اعتبار سے غلط ہے کہ اسلام سے پہلے نہ توحید کامل کا تصور تھا نہ اس کی ضرورت تھی اس لئے توحید کی دوسری شق مساوات نسل انسانی یہ بھی کسی مذہب میں موجود نہ تھی۔ وہ صرف اپنی اپنی قوم اور نسل میں ایک ادھوری سی مساوات کے قائل تھے جیسے ان کا ایمان اپنے قومی خدا تک محدود تھا اسی طرح ان میں مساوات بھی ادھوری اور قبائلی تھی۔

کیا تمام انبیاء کے دین کا نام اسلام تھا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر مسیح علیہ السلام تک بلکہ حواریوں تک کا قرآن مجید میں مسلمان (فرمانبردار) ہونا از روئے لغت مذکور ہوا ہے نہ از روئے اصطلاح اور نام۔ تمام مذاہب میں سے کسی نبی کے دین کا نام الاسلام نہیں ہوا حضرت ابراہیمؑ کی ملت کا نام دین حنیف تھا یعقوب علیہ السلام کے پیرو اور اسباط یہود اور اسرائیلی کہلائے مسیح کے پیرو نصاریٰ کہلائے گو عالم کتاب جانتا ہے کہ ان انبیاء کی کتب میں ان مذاہب کے یہ نام مذکور نہیں اور یہ نام کسی وحی الہام یا الٰہی حکم کے ماتحت نہیں رکھے گئے صحف ابراہیم میں کہیں نہیں لکھا کہ تمہارے دین کا نام دین حنیف ہے ویدوں میں کسی جگہ نہیں لکھا کہ ویدوں کو ماننے والوں کا نام آریہ ہے اسلام سے پیشتر تمام مذاہب یوں ہی اپنے اپنے انبیاء یا نسل کے نام پر مشہور ہو جاتے تھے تاریخی مذاہب میں اسلام سے پہلے صرف ایک عیسائی مذہب ہے مگر اناجیل میں مسیح نے اپنے مذہب کا نام کچھ نہیں رکھا مسیح کی وفات کے بعد ان کے پیرو اپنے آپ کو مختلف ناموں سے موسوم کرتے تھے جناب مسیح سے ۴۲ سال بعد کہتے ہیں انطاکیہ میں پہلی مرتبہ اس مذہب کا نام تجویز کیا گیا (گو تاریخی طور پر یہ بھی غلط ہے) پس چوہدری صاحب کا یہ کہنا کہ تمام انبیاء کے دین کا نام اسلام تھا صحیح نہیں الاسلام بطور ایک دین اور کامل دین کے صرف قرآن مجید کے پیروؤں کا نام ہے اسی طرح الیوم اکملت لکم دینکم کی نص صریح کے ماتحت دین کامل صرف الاسلام کو کہا گیا ہے جب تک دین کامل نہیں ہو گیا اس وقت تک بطور نام اور اصطلاح کے کسی مذہب کو نہیں دیا گیا۔

باقی ادیان کی طرح الاسلام کیوں ختم نہیں یہ کہنا کہ ہر دین اپنے وقت میں کامل دین تھا کیونکہ وہ لوگوں کو نجات کے لئے دیا گیا تھا اور کسی دین کو ناقص کہنے میں اللہ تعالیٰ پر الزام آتا ہے اس لئے ہر نبی کے وقت میں بلحاظ ضروریات زمانہ دین کامل تھا پس اسلام بھی اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھا مگر یہ کمال حسب سنت الٰہی ختم ہو جانا چاہیئے جیسے ہر پہلا دین آنے والے دین کے بالمقابل ناقص ہو جاتا ہے ویسے ہی اسلام کے کامل دین ہونے کی بات بھی ایک وقتی بات تھی یہ وہم اسلام اور دیگر مذاہب میں اصولی فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اسلام سے پہلے جیسا کہ بتایا گیا ہے تمام مذاہب قبائلی تھے اور ان کی دعوت اپنی اپنی قوم تک محدود تھی اور ہر قوم ایک خاص کمال انسانی کی حامل تھی قبائلی مذہب ختم ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے اوپر ایک درجہ ترقی عالمگیر مذہب کا موجود ہے مگر انسانی مذہب جو کل نسل انسانی کا مذہب قرار پایا ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے اوپر اور کوئی درجہ ترقی کا موجود نہیں چوہدری صاحب کا اپنا نظریہ کائنات بھی اس امر کی بین دلیل ہے کہ اب اس دین کے بعد اور کوئی نیا دین برپا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے نزدیک مدارج حیات مختلف ہیں اور انسان کا جوہر ترقی جمادات نباتات اور حیوانات میں موجود ہوتے ہوئے کسی درجۂ ارتقاء میں انسان نہیں کہلایا لیکن جب انسان کا اطلاق اس پر ہو گیا لاکھوں برسوں سے وہ جوہر ترقی انسان ہی کہلاتا ہے جس طرح پہلے وہ ہر درجہ ترقی پر ایک الگ نام کبھی عناصر کبھی جمادات کبھی نباتات اور کبھی حیوان کا نام پاتا تھا اب لاکھوں برس سے صرف ایک ہی نام اور لیبل کیوں اسے دیا گیا اور آئندہ رہتی دنیا تک خواہ وہ کروڑوں برس تک کیوں نہ لیے اور کتنا ہی علم وعقل میں ترقی کر جائے اس کا نام انسان ہی رہے گا جس طرح قبائلی مذاہب میں مذاہب کا سلسلہ ہر قبیلہ میں مخصوص تھا کسی قبیلہ کے مختلف مذہب نہیں ہوتے مثلاً ایران میں جو سلسلہ مذاہب برپا ہوا وہ پارسی مذہب کہلایا اگرچہ اس میں بیسیوں مختلف نام کے انبیاء مختلف زمانوں میں مبعوث ہوئے بنی اسرائیل کے سلسلہ میں کل نبی بنی اسرائیلی کہلائے اور ہندوستان میں آریہ رشیوں کا سلسلہ چلتا رہا کسی ایک قوم کے اندر دو مذہب خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں دیئے گئے اسی طرح جب مذاہب کے درجات ترقی ختم ہو کر ساری نسل انسانی کے لئے یا کل اقوام اور قبائل کے مذاہب کے نام مٹا کر سب کے دین کا نام الاسلام قرار پایا تو اب یہ نام اور دین بدل نہیں سکتا کیونکہ یہ انسانی مذہب ہے قبائلی مذہب نہیں۔ اگر یہ کل نسل انسانی فنا ہو جائے یا ختم ہو کر کوئی دوسری نوع مخلوق پیدا ہو جائے تو بے شک اسکا دین بھی بدل جانا خیال میں آسکتا ہے مگر اس وقت تو نسل انسانی کا دائرہ اور اس کے دین کا دائرہ برابر برابر ہیں دونوں دائروں میں مساوات قائم رہے گی البتہ بعض توہم پرست لوگوں یا دین ومذہب کے دشمن دجال کی طرف سے تمام نسل انسانی کے اس حرم دین اسلام کو نقصان اور ضعف پہنچانے کی کوششیں ہونگی اس کے لئے مجددین امت اور علماء ربانی کی ضرورت ہے جو اسی نسل انسانی کے ایک ہی دین ایک ہی کتاب اور ایک ہی نبی اور رسول کے انوار قدسی سے نور اقتباس کر کے کفر کے تمام لشکروں پر بمباری کریں گے پس چوہدری صاحب سے

کھلی چٹھی بنام محترم سید حسین احمد صاحب مدنی

محترم سید علی ظہیر صاحب لکھنوی اور محترم جی ایم سید صاحب سندھی

{از حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب}

السلام علیکم ـ میں بھی سید ہوں۔ اگرچہ غیر معروف اور گمنام ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح میں نے اپنے بزرگوں کے کارناموں اور اپنے کارناموں پر غور کیا ہے اور جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ آپ کے حضور بھی بدیۃً پیش کر دوں:۔

(۱) فاطمیوں اور علویوں کی مدد سے عباسیوں نے اموی سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔ تو ہمارے بزرگوں کو اپنی ناکامی پر کف افسوس ملنا پڑا۔ چنانچہ محمد مہدی نفس ذکیہ نے حصول سلطنت کی خاطر مدینہ میں خروج کیا۔ پہلے تو ہمارے بزرگوں نے اس کے ساتھ امداد کا وعدہ کیا مگر جب لڑائی ہوئی اور محمد مہدی نفس ذکیہ قتل ہو گئے تو اس کے جدی بھائی (ہمارے ہی بزرگ) اس کا سر لیکر منصور عباسی خلیفہ کے پاس پہنچے اور انعام واکرام حاصل کیا۔

(۲) پھر ہم نے گویا موید الدین علقمی اور نصیر الدین طوسی کے اجسام میں حلول کرکے اسلام کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کمی نہ کی۔ یہانتک کہ ہمارے اشارے پر ہلاکو خاں نے ایک کروڑ سے زاید مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

(۳) یہ امر واقع ہے کہ امیر تیمور کو سادات سے بڑی ارادت تھی چنانچہ ہم ہی اس کے مشیر تھے۔ اس نے سلطنت افغانیہ ہند اور سلطنت عثمانیہ روم کی جو گت بنائی وہ ہمارے علاوہ اسلامی دنیا کو بھی یاد ہے۔ گویا اس نے اسلام کا نام مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور عیسائیوں کی اس حد تک امداد کی کہ سلطان بایزید یلدرم عثمانی کو جب وہ شکست کھا کر قیدی کی حیثیت میں پیش ہوئے تو ان کو پنجرے میں ڈال کر مار ڈالا۔

(۴) سید بدھو شاہ ساکن ساڈھورہ نے مسلمانوں سے غداری کرکے گورو گوبند سنگھ کے ساتھ شامل ہو کر اور ایک ہندو راجے کے خلاف جو سلطنت مغلیہ کا باجگذار اور وفادار تھا۔ جنگ کرکے اپنے دو بیٹے قتل کرائے اور اس کے بدلے گورو صاحب مذکور سے کیس کے چند بال اور کنگھا تبرک کے طور پر حاصل کئے۔ سنتے ہیں کہ عہد حاضر میں سید صاحب مذکور کی اولاد نے وہ تبرک مبلغ پندرہ ہزار روپے کے عوض مہاراجہ ہیرا سنگھ آف نابھہ کے پاس بیچ دیا ہے۔

(۵) سید عبد اللہ اور حسین علی نے جو سلطنت مغلیہ ہند سے سلوک کیا۔ وہ کسی صاحب سے پوشیدہ نہیں۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ سیدوں نے فرخ سیر کو صرف اس وجہ سے قتل کر ڈالا تھا کہ اس نے کیوں بندہ بہادر سکھ باغی کو جس نے سرہند اور اس کے نواحی علاقہ میں مسلمانوں پر سختیاں کی تھیں) مروا ڈالا۔ یا للعجب۔

(۶) میر جعفر نے جو خدمت اسلام صوبہ بنگال انگریزوں کے حوالہ کرکے کی وہ بھی ہمیں یاد ہے۔

(۷) سلطان ٹیپو آف میسور کو میر صادق علی سے جو امداد پہنچی اس کا بھی مسلمانوں کو اعتراف ہے۔ اس امداد کا یہ نتیجہ ملا کہ سلطان ٹیپو شہید ہوا اور اس کی سلطنت انگریزی مملکت میں شامل ہو گئی۔

(۸) مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو سختیاں مسلمانان پنجاب پر کیں وہ بھی ہماری قوم کے ایک فرد کے اشارے پر کیں۔

(۹) امیران سندھ کی جلاوطنی بھی کسی ہمارے بھائی سید صاحب کی ہی تحریک پر ہوئی تھی۔ یہ میرا خیال ہے۔

(۱۰) غدر کے ایام میں سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ کو حلف اٹھا کر انگریزی کمانڈر کے جو پیش کیا گیا وہ بھی ایک سید صاحب کا کارنامہ ہے تاریخوں میں لکھا ہے کہ جنرل ہڈسن صاحب نے بڑھے بادشاہ کے سامنے اس کے بیس بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کو گولی کا نشانہ بنایا۔

(۱۱) پنجاب میں سکھوں کی زیادتیوں سے متاثر ہو کر مسلمانوں کی فلاح کے لئے جو کام سید احمد بریلوی اور ان کے ساتھیوں نے کیا اس کے بدلے میں انہیں شہادت نصیب ہوئی۔ ان کی شکست اور شہادت کسی سید صاحب کی ہی مرہون منت ہے۔

(۱۲) سید شریف حسین نے جنگ عظیم اول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے حجاز پر انگریزوں کا قبضہ کرانا چاہا تھا۔ اور انگریزی فوج وہاں پہنچ بھی گئی تھی۔ مگر اللہ میاں نے وہ پیشگوئی غلط نہ ہونے دی اور یہ محض خدا کا فضل ہوا کہ سید شریف حسین صاحب خائب و خاسر ہو کر سیاہ رو ہوئے۔

ہماری طرف سے مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا اور مسلمان ہمیں رسول اکرم صلعم کی اولاد سمجھ کر اس حد تک ہماری پرستش کرتے ہیں کہ ہندو گائے کی کیا کریگا۔

اسلام ایسا سخت جان مذہب ہے کہ ہماری مخالف کوششوں کے باوجود ابھی تک زندہ چلا آتا ہے۔ اب آپ بزرگوں نے مسٹر گاندھی اور ان کے چیلے چانٹوں سے مل کر اسلام کی تباہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ سارے ہندوستان کے سید ما سوا آپ صاحبان کے اس بات کو سمجھ گئے ہیں کہ ساری کوششیں ناکام ہو کر رہیں گی اور انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ آپ سے بھی میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ بھی براہ نوازش وہ عمل چھوڑ دیں جو اسلام کے استیصال کے لئے کر رہے ہیں اور دنیا و آخرت کی روسیاہی سے بچ جائیں۔

خان عبد الغفار خان۔ مولانا ابو الکلام آزاد اور ملک خضر حیات ٹوانہ کو قسمت آزمائی کرنے دیں۔ اور اسلام کے استیصال کے بارے میں اپنی کوششیں بروئے کار لانے کا موقع دیں ورنہ ہندو اور انگریز کے گٹھ جوڑ ہو جانے سے اسلامیان ہند منتشر و نابود کر دیئے جائیں گے اور جو باقی بچیں گے انہیں یا تو ملک چھوڑنا پڑے گا یا گائے کا پیشاب پی کر شدھ ہونا پڑے گا۔ سپین میں جو سلوک عیسائیوں نے ہمارے بھائیوں کے ساتھ کیا اسکو تاریخ ہندوستان میں پھر دوہرائے گی۔

آخر پر میں التجا کرتا ہوں کہ آپ براہ نوازش امور مندرجہ بالا پر توجہ اور ٹھنڈے دل سے غور فرما کر مسلم لیگ میں شامل ہو کر اہل اسلام کے مستقبل کو روشن بنانے کی سعی فرمائیں اور اسلامیان ہند کو تشکر اور امتنان کا موقعہ عطا فرمائیں۔ ورنہ آپ کے نام بھی آنے والا مورخ ان سیدوں کی فہرست میں لکھیگا جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کی اور مسلمانوں کی مصائب کے وقت دشمنان اسلام کے آلۂ کار بنے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی چشم بصیرت وا فرمائے کہ آپ اس لعنت سے بچ جاویں۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم اللھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔

نیازمند۔ اسد اللہ شاہ
احاطہ سردار شیر جنگ خاں۔ لدھیانہ

درخواست دعا

ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص اور معزز رکن ملنگ احمد بادشاہ صاحب ایم۔ ایل اے مدراس۔ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے اس بھائی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

ہماری انجمن نے تامل زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا ہے۔ جو خدا کے فضل سے قریباً ختم ہے اس ترجمہ کی نگرانی اور جملہ امور متعلقہ کی سرانجام دہی بھی احمد بادشاہ صاحب موصوف کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس دینی خدمت کی بہتر سے بہتر جزا دے اور صحت کامل عطا فرمائے۔ آمین

(مسعود بیگ سیکرٹری)

حضرت امیر ایدہ اللہ کیا چاہتے ہیں

ہر ایک اس جماعت سے تعلق رکھنے والا احمدی یہ اقرار کرے اور عزم کرے کہ وہ آیندہ کے لئے

(۱) اگر اس کی ماہوار آمدنی ہے تو اس میں سے کم از کم ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار کے طور پر ادا کرے گا۔

(۲) اگر اس کی کوئی جائداد ہے تو اس کی ایک تہائی کی وصیت کر دے گا یہ میری خواہش ہے حضرت صاحب نے کم از کم دسواں حصہ ضروری ٹھہرایا ہے۔

(۳) اس وصیت کردہ حصہ کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۴) جن خواتین کی کوئی ماہوار مستقل آمدنی ہے وہ بھی ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریں گی اور جن کی جائدادیں ہیں وہ اپنی جائدادوں سے وصیت کریں گی۔

(۵) طالب علم یا نوجوان جن کی کوئی ماہوار آمدنی نہیں وہ اپنے جیب خرچ میں سے حسب حیثیت چار آنے آٹھ آنے ایک روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ جو کچھ دے سکتے ہوں دیں گے۔

(۶) بہت سے احباب کے لڑکے فوج میں یا دوسری جگہ ملازم ہیں جو چندہ ماہوار نہیں دیتے وہ اپنے لڑکوں کو خود یہ تحریک کریں گے کہ وہ اپنی تنخواہوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کریں گے۔

(۷) جن ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ جمع ہیں وہ اپنے پراویڈنٹ فنڈوں میں سے ایک تہائی کی یا اس سے کم دسویں حصہ تک وصیت کریں گے۔"

(پیغام صلح ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء)

ضرورت رشتہ

(۱) ایک شریف خاندان کی ۱۸ سالہ لڑکی کے لئے جو مڈل پاس ہے اور قرآن کریم با ترجمہ پڑھی ہوئی ہے پابند صوم و صلوٰۃ اور امور خانہ داری سے واقف سلیقہ شعار لڑکی ہے۔ نیک دیندار اور تعلیم یافتہ برسر روزگار مخلص احمدی رشتہ کی ضرورت ہے

(۲) ریاست پٹیالہ کے ایک ارائیں خاندان کی دو لڑکیوں بعمر ۱۶ و ۱۴ سال کے لئے جو خواندہ ہونے کے علاوہ دیندار اور سلیقہ شعار اور امور خانہ داری سے واقف ہیں، دو نوجوان احمدی رشتوں کی ضرورت ہے جو ارائیں قوم میں سے ہوں۔

درخواستیں معہ تفصیل کوائف وجاہت عمر۔ تعلیم۔ کاروبار اور آمد ماہوار ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ شیخ عبد الرحمن مصری انچارج شعبہ تبلیغ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

اسلام اور پروہتائی

از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب

(۲۱)

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والی الرسول ہے۔ نظام کو چلانے کے لئے اُمّت کو ایسے افراد بھی چلنے ہوں گے جو اس معاشرہ کی مشینری کو چلا سکیں تو اولی الامر کے تحت وہ تمام ایسے افراد شامل آ جاتے ہیں۔ خواہ وہ نمازوں کے امام ہوں یا مجلس شوریٰ کے صدر۔ عدالتوں کے قاضی ہوں یا بقائے امن کے لئے کام کرنیوالے فوج اور پولیس کے رکن یہ تمام شریعت اسلامیہ کے ویسے ہی پابند ہیں جیسے عوام الناس ہیں۔ اگر عوام دیکھیں کہ ان میں سے کوئی بزدہ شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں اور اس پر باہم تنازعہ ہو جائے تو ردوہ الی اللہ و الی الرسول کے تحت وہ دونوں فریق اپنے اس مسئلہ کو قرآن اور حدیث پر پیش کریں گے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ عالم دین ایک معاملہ کی تفہیم میں غلطی کر رہا ہو اور ایک عام آدمی جسے دین کا وہ وسیع و عریض علم تو نہیں جو اس ماہر دین کو ہے پھر بھی وہ عام آدمی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اسے اس کی تفہیم کا سقم بتا دے اس کا نظارہ حضرت عمرؓ اور مدینہ کی ایک خاتون نے دکھایا تھا جب حضرت عمرؓ نے عورتوں کے مہر کم کر دینے کا اعلان کیا تو اس عورت نے قرآن کی آیت پیش کر کے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ شخص قرآن اور سنت سے اپنے لئے کوئی سند رکھتا ہو۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ دینیات کسی خاص طبقہ کا اجارہ نہیں بلکہ اسے عام اشخاص بھی سمجھ سکتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ اسے اور مضبوط کرنے کے لئے اور اقتدار عوام کے ہاتھوں میں دینے کے لئے اسلام نے ولقد یسرنا القرآن للذکر اور ان قرآن الفجر کان مشہودا کہہ کر اس کی تعلیم ہر خاص و عام پر فرض کر دی ہے۔ تاکہ دین میں راہنمائی کی باگ کسی ایک طبقہ کے ہاتھ میں نہ آ جائے بلکہ تمام اُمّت کے افراد اس کے سمجھنے والے ہوں اور یہ سمجھ عقل عام سمجھی جائے گی جو علماء یعنی ماہرین دین سے لگا تو نہیں کھا سکتی تاہم ان کے تفقہ کو سمجھ سکتی ہے۔ اگر یہ عقل عام عوام میں نہ پیدا کی جائے تو پھر قیادت کی باگ کلیتہً ایک مخصوص طبقہ کے ہاتھ میں آ جاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ علماء کا گروہ اور احادیث العلماء ورثۃ الانبیاء و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں کس طبقہ کے لئے یہ قیادت مخصوص ہے اور جو انبیاء کے جانشین یا ان کے بروز ہوتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ علماء کا یہ گروہ توارث کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اُمت کے تمام رکن اس مشین میں آگے پیچھے متحرک رہتے ہیں۔ جسے میں نے اوپر عقل عام اور ماہر دین کی اصطلاحوں سے بیان کیا تھا در اصل سارا مسئلہ انہیں دو پر گھومتا ہے۔ اُمت کے وہ افراد جنہیں دین کے معاملات میں عام فہم بھی نہ ہو ان پر یہ حصر نہیں کہ وہ اگر تفقہ فی الدین سے اپنی سمجھ کو تا صیقل کر لیں کہ تمام مسائل دقیق اور تمام امور پر انہیں دسترس حاصل ہو جائے تو وہ علماء کے طبقہ میں شمار نہیں ہو سکتے یہ عقل عام اگر صیقل ہو کر ماہر دین کا فہم پا لے تو پھر یہ عوام سے نکل کر مجتہد کا مرتبہ پا لیتی ہے لیکن فقیہہ کے مقام پر بھی اسے آزادانہ اپنی رائے کے استعمال کا حق نہیں بلکہ المجتہد یخطی و یصیب کے ماتحت اس رائے کے غلط ہونے کا امکان بھی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اب اس مجتہد کے خطا اور صواب کا فیصلہ پھر عقل عام پر آن ٹھہرتا ہے کیونکہ وہ مجتہد اپنی رائے سے کوئی بات کہنے کا مجاز نہیں بلکہ اللہ اور رسول کے احکامات کا تابع ہے اور نہ ہی وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ معصوم عن الخطاء ہے۔ اگر عقل عام اُسے احکامات شرعیہ کے خلاف پائے تو محض اسے عالم دین ہونے کی وجہ سے یا وراثتی پروہتائی کی طرح اسے قائم نہیں رہنے دے گی بلکہ ان دونوں مسائل میں قاضی احکامات شرعیہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء کرام کا طبقہ بھی جب تک اپنی وحی کو قرآن اور سنت پر عرض کر کے ان سے خطا اور صواب کی تفسیخ یا تصدیق نہ کرے اس کی براہ راست اطاعت کرنے کا مجاز نہیں۔ وہ محض یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا اپنا یہ کہنا ہے کیونکہ میں ولی اللہ ہوں بلکہ جب تک شریعت محمدیہ کا جوا اس کی گردن پر ہے اُسے اس شریعت سے اپنے عمل اور گفتار کی سند پیش کرنا پڑتی ہے۔ یہ بات پروہتائی میں نہیں۔ وہاں عقل عام کو معطل کر دیا جاتا ہے۔ اور تفقہ فی الدین اس نوعیت کا نہیں کہ عوام الناس بھی کسی آن پروہتائی کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں بلکہ پروہتائی کے ہاتھوں میں اختیارات کلی ہوتے ہیں۔ اور عوام الناس کو براہمن یا کلیسائی راہب کی خواہشات کا اتباع بلا کسی دلیل و سند کے کرنا لازم ہوتا ہے۔ یہی وہ کجروی تھی جس سے رومن کیتھولک کلیسا میں راہنمایان دین جنت اور دوزخ کے حلال و حرام کے پروانے جاری کرنے کے مختار بن گئے تھے۔

پھر اس سارے نظام کے آخر میں ہر صدی کا امام آتا ہے جو براہ راست خدا تعالےٰ سے فیضان اور وحی پاتا ہے اگر علماء کا ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہو جو مرور زمانہ کے باعث آہستہ آہستہ منصب پروہتائی پر پہنچا ہو اور اپنی خواہشات کی اتباع کرواتا ہو تو یہ مجدد آ کر ایسے نظام کو توڑ دیتا ہے اور اس حصر کو گرا کر دوبارہ اس اختیار کی باگ ڈور عقل عام کے سپرد کر دیتا ہے کیونکہ علماء کو اپنے تفقہ فی الدین اور امور دقیقہ میں مہارت ہونے کے باعث بشری کمزوریوں کے سبب ایک کبر اور نخوت کا شعور ہونے لگتا ہے جس تکبر کو مجدد وقت آن کر توڑ دیتا ہے اور دوبارہ عوام الناس کو علماء کے پنجۂ اقتدار سے آزاد کرا کر ان کا رشتہ براہ راست علوم اسلامیہ سے استوار کرتا ہے۔ لیکن یاد رہے یہ امام عصر بھی اس کا مجاز نہیں کہ وہ کوئی بات محض اس لئے منوائے کہ وہ چاہتا ہے کہ یوں ہو جائے بلکہ وہ براہ راست خدا تعالےٰ سے فہم اور فطرت صحیحہ پانے کے باعث معارف پر زیادہ اطلاع پاتا ہے یا بعض مسائل جن کو علماء یا تفقہ فی الدین کرنے والے اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق سمجھتے ہیں اور اس کے سقم پر مطلع نہیں ہوتے تو وہ امام وقت خدا تعالےٰ سے اس مسئلہ کو سمجھتا ہے لیکن اولیاء کی طرح وہ شریعت کا پابند ہے تاہم عقل عام کا پابند نہیں۔ کیونکہ یہ حکم عدل ہو کر متنازعہ فیہ مسائل کو حل کرتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

خزائن ربک امھم المصیطرون

(حاشیہ ۲) تو ان کا اپنا بیان ہے کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل اڑنے لگا ہے (بخاری کتاب التفسیر)

قرآن کریم کی مقبولیت کا عام خیال ہے کہ جب عرب لوگ اپنے شعراء اور خطیبوں کے کلام میں وہ فصاحت و بلاغت نہ پاتے تھے جو قرآن شریف کی آیات میں پائی جاتی تھی تو وہ اسلام قبول کر لیتے تھے۔ یقیناً جہاں قرآن مجید فصیح و بلیغ کلام پر مشتمل تھا وہاں وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلالت۔ مذمت اصنام۔ عجز انسانی۔ سزا و جزا۔ جور و ظلم کی تقبیح۔ اخلاق حسنہ کی تحسین اس طرح ادا کرتا تھا کہ لوگوں کے دل خود بخود اسلام کی طرف کھچے چلے آتے تھے۔

تبلیغی کلاس کیلئے طلباء کی ضرورت

آیندہ ماہ نومبر ۱۹۴۶ء سے انجمن کی تبلیغی کلاس کا نیا سال شروع ہو گا جس میں حسب ذیل طلباء لئے جائیں گے۔

(۱) پانچ طلباء جن کو دیہات میں تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے گا۔ ان کا کورس تین سال ہو گا۔ ان میں سے جو طالب علم شہروں میں تبلیغ کے قابل ہوں گے انہیں دو سال مزید ٹریننگ دی جائے گی۔

(۲) چھ طلباء تبلیغ بیرون ہند کی تیاری کے لئے درکار ہوں گے جو گریجوایٹ ہوں یا گریجوایٹ کے قریب قابلیت رکھتے ہوں ان کا کورس دو سال ہو گا۔

ان دونوں جماعتوں میں اہلیت رکھنے والے طلباء کی درخواستیں ابھی سے مطلوب ہیں تاکہ داخلہ سے پہلے ان کی قابلیت و اہلیت کو پورے طور پر پرکھا جا سکے جو اصحاب ان میں سے کسی ایک جماعت میں داخل ہونا چاہیں وہ اپنی درخواستیں جن میں تعلیم وغیرہ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ اور علمی قابلیت کا مفصل ذکر ہو بہت جلد بھجوا دیں۔

درخواست کنندہ کا احمدی ہونا ضروری ہے اور درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق لازمی ہے۔ درخواستیں حسب ذیل پتہ پر بھیجی جائیں۔

خاکسار

شیخ عبدالرحمٰن مصری انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مبلّغین کی ضرورت

انجمن نے دیہات و شہروں میں تبلیغ کے لئے کم از کم دس نئے مبلغ رکھنے کی منظوری دی ہے۔ جماعت کے وہ احباب جو اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہوں اور مسائل دینی سے واقف ہوں اور دوسروں کے ساتھ گفتگو اور تقریر وغیرہ کی کچھ قدر اہلیت انہیں حاصل ہو اگر اس طرف توجہ کریں تو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہو گا۔

تمام درخواستیں جن میں علمی و دینی قابلیت اور تبلیغی اہلیت کا ذکر ہو ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

نوٹ:۔ درخواست پر مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ یا کسی اور معزز رکن جماعت کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔

پتہ:۔

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری انچارج شعبہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت امام غزالیؒ اور علماء کے مختلف گروہ

اسلام کی اخلاقی تاریخ میں سب سے پہلے امام غزالی نے ان معائب پر نگاہ ڈالی ہے اور علماء کے ہر گروہ کی اخلاقی برائیاں دکھائی ہیں، اور احیاء العلوم میں ایک خاص باب باندھا ہے جس کی سرخی ہے "بیان الصناف المغترین" اس میں ان لوگوں کی اخلاقی حالت بیان کی ہے جن کو اپنی نسبت دھوکا ہوتا ہے اور وہ غلطی سے اپنے عیب کو ہنر سمجھتے ہیں، اس میں انھوں نے علما کے مختلف گروہ قرار دئیے ہیں، اور ہر گروہ کے اخلاقی معائب بیان کئے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں کہ:۔

ان میں ایک گروہ تو وہ ہے، جو ہمیشہ ظاہری عبادت میں مشغول رہتا ہے اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہے۔ لیکن اس کا دل صفات مذموم سے پاک نہیں ہوتا، مثلاً غرور، حسد، ریا، شہرت پسندی، ریاست طلبی اور اپنے ہمسروں کو نقصان پہنچانا یہاں تک کہ ان میں بعض لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ اوصاف مذموم ہیں۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو یہ جانتا ہے کہ شریعت میں یہ اخلاق مذموم ہیں، لیکن خود پسندی کی وجہ سے اس کو یہ اپنے اخلاقی معائب نظر نہیں آتے اور وہ اپنے آپ کو انسان سے بالاتر سمجھتا ہے، اور جب اس میں غرور، جاہ پسندی اور ریاست طلبی کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ غرور نہیں ہے، یہ علم و دین کے عزو شرف کا اظہار اور دین کی حمایت ہے۔ اگر میں ادنیٰ درجے کے کپڑے پہنوں، ادنیٰ درجہ کی مجلس میں بیٹھوں، تو دشمنان دین اس پر خوش ہونگے اور میری ذلت اسلام کی ذلت ہوگی، لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی حالت کو بھول جاتا ہے کہ انھوں نے کس تواضع اور فقر و مسکنت کے ساتھ اسلام کی حفاظت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام میں نہایت معمولی کپڑے پہن کر آئے تو لوگوں نے اس پر نکتہ چینی کی لیکن انھوں نے کہا کہ خدا نے ہم کو اسلام سے معزز کیا اس لئے ہم اس کے سوا اور کوئی عزت نہیں چاہتے اسی طرح جب وہ اپنے ہمسروں کے ساتھ حسد کا اظہار کرتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ یہ حسد ہے، بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ غم و غصہ محض حق کے لئے ہے، اسی طرح جب وہ اپنے علم و عمل کی نمائش کرتا ہے اور اس کو ریاکاری کا شبہ پیدا ہوتا ہے تو کہتا ہے حاشا یہ ریاکاری نہیں بلکہ علم و عمل کے اظہار سے میرا مقصد ہے کہ لوگ میری اقتدا کر کے دین کا راستہ پائیں اور عذاب الٰہی سے نجات حاصل کریں لیکن اگر لوگ دوسرے عالم کی اقتدا کرنے لگیں تو وہ اس پر خوش نہ ہوگا اور اس حالت میں شیطان اسکو یہ دھوکا دے گا کہ اگر لوگ مجھ سے ہدایت حاصل کرتے تو اس کا ثواب مجھ کو ملتا، لیکن اگر کوئی شخص اس کو یہ بتا دے کہ گمنامی اور علم کے چھپانے میں اس کے ظاہر کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا اور اس کے ساتھ اس کو قید کر کے بیڑیوں میں جکڑ دیا جائے، تو وہ قید سے نکلنے کی تدبیریں کرے گا، تاکہ پھر درس کے مسند اور وعظ کے منبر پر چڑھ کر اپنی ریاست کا اظہار کر سکے، وہ بادشاہوں کے دربار میں جاتا ہے ان سے دوستانہ تعلقات رکھتا ہے۔ ان کی مدح و ثنا کرتا ہے اور ان کے ساتھ بہ تواضع پیش آتا ہے۔ اور جب اس کے دل میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ ظالم بادشاہوں کے ساتھ بہ تواضع پیش آنا حرام ہے، تو شیطان اس کو دھوکا دیتا ہے کہ یہ تو اس وقت ہے جب ان سے مال کی خواہش کی جائے، لیکن تمہارا مقصد تو مسلمانوں کی سفارش کرنا اور ان کو نقصان سے بچانا ہے۔

غرض اسی طرح امام صاحب نے متکلمین، فقہا، اہل حدیث، وعاظ، اور اہل ادب سب کے اخلاق پر تنقید کی اور نتیجہ نکالا ہے کہ یہ لوگ نفس کے دقیق اخلاقی معائب سے ناواقف ہیں اور ان علوم سے ان کا مقصد صرف شہرت طلبی اور جاہ پسندی ہے اور بعض واقعات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ حافظ ذہبی نے شیخ الاسلام حافظ ابو اسمٰعیل (المتوفی سنہ ۴۸۱ھ) کے حال میں لکھا ہے کہ وہ اپنی مجالس میں عمدہ کپڑے پہن کر اور قیمتی سواری پر سوار ہو کر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں دین کی عزت بڑھانے اور اس کے دشمنوں کے ذلیل کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں، تاکہ وہ میرے اعزاز اور شان و شوکت کو دیکھیں تو اسلام کی طرف مائل ہوں، پھر جب اپنے گھر واپس آتے تھے تو وہ گدڑی پہن کر خانقاہ میں صوفیوں کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور ان سے کسی چیز میں امتیاز نہیں حاصل کرتے تھے۔[۱]

امام سفیان ثوری کا قول ہے کہ علم حدیث کی تحصیل موت کا زاد راہ نہیں ہے بلکہ وہ نفس کے مشغول رکھنے کا ایک حیلہ ہے، حافظ ذہبی اس قول کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ انھوں نے بالکل سچ کہا کیونکہ علم حدیث کی تحصیل اور چیز ہے اور حدیث اور چیز ہے علم حدیث کی تحصیل ایک عرفی نام ہے، جو ان امور پر مشتمل ہے، جو ماہیت حدیث پر زائد ہیں، اور زیادہ تر ان امور سے محدث اپنے دل کا شوق پورا کرتا ہے، مثلاً عمدہ نسخوں کا حاصل کرنا، معالی کی تلاش کرنا، شیوخ کی تعداد کا بڑھانا، خطاب و لقب اور تعریف سے خوش ہونا، روایت کرنے کے لئے طویل عمر کی آرزو کرنا، اور چند ایسے اموروں سب سے منفرد ہونا جو اغراض نفسانیہ کے لئے نہ کہ اعمال ربانیہ کے لئے ضروری ہیں۔ جب علم نبوی کی تحصیل ان آفات میں گھری ہوئی ہے تو علم کو اخلاص کیونکر حاصل ہو سکتا ہے اور جب علم آثار حدثات سے محفوظ نہیں تو علم منطق جدال، اور حکمت کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے، جو ایمان کو سلب کر لیتے ہیں اور شکوک و حیرت پیدا کرتے ہیں اسی نکتے کو امام غزالی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ان میں بعض لوگ شہروں میں گھومتے ہیں اور شیوخ کو دیکھتے ہیں تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ میں فلاں سے روایت کرتا ہوں اور میں نے فلاں کو دیکھا ہے، اور میرے پاس ایسی اسناد ہیں جو اوروں کے پاس نہیں ہیں۔"

علماء کی اخلاقی حالت پر مناظروں کے عام رواج کا نہایت مضر اثر پڑا دور صحابہ تک تو یہ مناظرے علم کلام کے مسائل کے متعلق ہوا کرتے تھے لیکن جب ان کی وجہ سے سخت تعصب پھیل گیا اور جنگ خونریزی تک نوبت پہنچ گئی تو مناظرے کے لئے فقہ کا میدان انتخاب کیا گیا اور زیادہ تر امام شافعی اور امام ابو حنیفہؒ کے اختلافی مسائل کے متعلق مناظرے ہونے لگے۔ غالباً اس تخصیص کی وجہ یہ ہوگی کہ دوسرے مذاہب میں عقلی زور آزمائی کا موقع بہت کم ملتا تھا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے مذہب میں عقل و قیاس کی آمیزش نے طباعی اور احتمال آفرینی کے مواقع زیادہ پیدا کر دئیے تھے، اس لئے مناظرے کے لئے یہ دونوں مذاہب زیادہ موزوں تھے، بہر حال ان دونوں مذاہب کے درمیان مناظرے کا عام رواج ہوا، اور امراء وزراء کے سامنے اس قسم کی مجالس منعقد ہونے لگیں اور انھوں نے اس قدر وسعت حاصل کی کہ ماتمی حلقے بھی ان سے خالی نہ رہے، ابوالولید باجی کا بیان ہے کہ بغداد میں یہ رسم ہے کہ جب کسی کا کوئی محبوب عزیز مر جاتا ہے تو وہ چند دن اپنے محلے کی مسجد میں اپنے پڑوسیوں اور عزیزوں کے ساتھ اس کے ماتم میں بیٹھتا ہے اور سوگ کے دن یا تو قرآن مجید کی تلاوت میں گذارے جاتے ہیں، یا فقہا کے درمیان مناظرے کرائے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ اگرچہ علم و فن کی ترقی کے لئے نہایت مفید تھا لیکن اس سے علماء میں بہت سی بد اخلاقیاں پیدا ہو گئیں، امام غزالی نے احیاء العلوم میں ان کی جو تفصیل کی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے،

۱۔ حسد۔ کوئی مناظر حسد سے خالی نہیں ہوتا، کیونکہ وہ کبھی غالب ہوتا ہے، اور کبھی مغلوب۔ کبھی اس کے کلام کی تعریف ہوتی ہے اور کبھی دوسرے کا کلام قابل ستائش خیال کیا جاتا ہے اس لئے جب تک دنیا میں علم و مناظرہ میں اس سے بہتر کوئی شخص موجود ہوگا وہ اس پر حسد کرے گا۔

(۲) تکبر و ترفع۔ کوئی مناظر کبر و ترفع سے خالی نہیں ہوتا یہاں تک کہ مناظرے کی بعض مجلسوں میں وہ اس پر جنگ کرتے ہیں کہ کون نیچے بیٹھے اور کون اوپر، اور کون رئیس کے مسند سے قریب ہے اور کون دور اور اس کا نفس یہ دھوکا دیتا ہے کہ اس سے علم کی عزت کا تحفظ مقصود ہے۔ اور مسلمان کو ذلت اختیار کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

۳۔ کینہ و عداوت۔ ہر مناظر میں یہ بد اخلاقی پائی جاتی ہے کیونکہ جو شخص اس کے فریق کی بحث کو پسند کرتا ہے، اور خود اس کی بحث کو پسندیدگی سے نہیں سنتا، اس کے دل میں اس سے بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے حریف نے اس کی بحث کے ساتھ تھوڑی سی بھی بے اعتنائی کی تو اس کے دل میں ایسی عداوت پیدا ہو جاتی ہے جو قیامت تک زائل نہیں ہو سکتی۔

۴۔ غیبت۔ کوئی مناظر ایسا نہیں ہے جو اپنے فریق کی بحث کی برائی بیان نہ کرتا ہو، اور اسی کا نام غیبت ہے اسی طرح جو لوگ اس کی بحث سے اعراض کرتے ہیں اور اس کے فریق کی بحث کو سنتے ہیں، ان کو جاہل، احمق اور غبی کہتا ہے۔

۵۔ خودستائی۔ ہر مناظر علم و فضل میں اپنی بڑائی بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھلا مجھ جیسے شخص سے یہ بات مخفی رہ سکتی ہے، علم حدیث اور اصول کا میں سب سے بڑا ماہر ہوں،

(۶) تجسس۔ مناظر ہمیشہ اپنے فریق کی برائیوں کی ٹوہ میں رہتا ہے یہاں تک کہ جب کوئی مناظر اس کے شہر میں آتا ہے تو اسکو ایسے شخص کی تلاش رہتی ہے جو اس کی اندرونی حالت کو بتائے اور لوگوں سے پوچھ پوچھ کر اس کے عیوب کا پتہ لگاتا ہے تاکہ اس کے ذلیل و شرمندہ کرنے کے لئے مسالہ ہاتھ آئے یہاں تک کہ وہ اس کے بچپن کے حالات اور جسمانی عیوب کا پتہ لگاتا ہے اور تمسخر اور استہزا سے ان کا اظہار کرتا ہے۔

۷۔ شماتت۔ جو شخص علم و فضل کا اظہار تفاخر و مباہات کے لئے کرتا ہے اس کو یقیناً اس چیز سے مسرت ہوتی ہے جس سے اسکے حریف کو رنج پہنچتا ہے، ایسی حالت میں رنج و غم میں باہمی شرکت جو علمائے قدیم میں پائی جاتی تھی وہ کہاں باقی رہتی ہے،

(۸) نفاق۔ ایک مناظر اپنے حریف سے بظاہر نہایت تپاک سے ملتا ہے لیکن اسکا دل اس کے بغض سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفاق ہے۔

(۹) اعراض عن الحق۔ مناظر کو یہ بات سخت ناگوار ہوتی ہے کہ اس کے حریف کی زبان سے حق کا اظہار ہو، چنانچہ جب کبھی اظہار ہوتا ہے تو وہ اس کا انکار کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی اس کی فطرت بن جاتی ہے۔

۱۰۔ ریاکاری۔ مناظر کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں اس کا نام ہو شہرت ہو اور لوگ اس کی مدح و ستائش کریں، اس لئے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے وہ سعی بلیغ کرتا ہے، اور

(معارف)

[۱] تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱

عشرہ کاملہ

چوہدری نظام الدین صاحب برادران جماعت (چک ۲/۴-ایل) کی طرف سے جو جواب عشرہ کاملہ کا موصول ہوا ہے وہ ذیل میں درج ہے۔ چوہدری صاحب اور ان کے خاندان کے افراد کی قربانیوں کا ذکر اخبار میں متعدد بار ہو چکا ہے۔ درحقیقت ان کا ایثار بہت قابل قدر ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

بخدمت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱) جماعت چک ۲/۴-ایل اوکاڑہ کا ہر ایک ممبر ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ادا کرتا ہے۔

(۲) جماعت چک ۲/۴-ایل اوکاڑہ کا ہر ایک ممبر باقاعدہ ہر آمد پر ایک آنہ فی روپیہ چندہ ادا کرتا ہے۔

(۳) کرایہ مکانات بھی کچھ آتا ہے جس سے ایک آنہ فی روپیہ نکال دیا جاتا ہے جو روپیہ بنک میں ہے اس کا سود کوئی نہیں ملتا۔ اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جاتی ہے۔ ہر قسم کی آمد پر باقاعدہ چندہ ادا کر دیا جاتا ہے۔

(۴) جماعت چک ۲/۴-ایل کا کاروبار زمیندارہ ہے۔ آمد مقررہ کوئی نہیں۔ سال گذشتہ مجموعی آمد چھتیس ہزار روپے تھی جس پر ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ادا کر دیا گیا تھا۔

(۵) فصل ربیع وخریف کی آمد کے وقت عموماً اور متفرق آمد پر خصوصاً ایک آنہ فی روپیہ چندہ ادا کر دیا جاتا ہے۔

(۶) حضور کی ۱۵ر جولائی کی چٹھی سب کو سنائی گئی۔ ہر ایک نے بخوشی اس پر لبیک کہا۔

(۷) ہم سب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آپ کی رہنمائی میں حضرت مسیح موعودؑ کے احکام پر عمل اور خدا اور رسول کی اطاعت کی توفیق عطا فرمادے۔

(۸) ہماری جماعت میں کوئی آدمی ایسا نہیں جو چندہ باقاعدہ ادا نہ کرتا ہو۔ والسلام۔

خاکسار

شبیر احمد۔ سیکرٹری جماعت

چک ۲/۴-ایل اوکاڑہ

(باقی آئندہ)

(مرتضیٰ خان سیکرٹری تکمیل)

سید تصدق حسین صاحب قادری کی ڈائری کا اقتباس

سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی نے نیو ورلڈ آرڈر کتاب کے عربی ترجمہ الاسلام والنظام العالمی الجدید کا مندرجہ ذیل اصحاب کو بھیجا جانا درج ہے۔

(۱) شیعوں کے مجتہد علامہ السید محمد حسین کاشف الغطا مقیم نجف اشرف۔

(۲) السید توفیق الشعیب المحامی

(۳) الشیخ ملا محمد رشید امام مسجد

(۴) استاد عبدہ حسن الزیات المحامی قاہرہ

(۵) شاکر بیگ سابق فوجی افسر اور ڈاکٹر [illegible]

(۶) استاد عبد الحمید یاسین القدس فلسطین

(۷) السید کمال الدین السہروردی امام و خطیب مسجد شیخ عمر السہروردی

(۸) مولانا حسین احمد صاحب مدنی دار العلوم دیوبند۔

(۹) حضرت الاستاذ محمد طاہر مقیم الطائف حجاز۔

(۱۰) حضرت السید قاسم یحییٰ مقیم اعظمیہ

(۱۱) شمس العلما مولانا احمد خطیب جامع مسجد دہلی۔

(۱۲) حضرت مولانا حسین میاں صاحب ابن فاروقی السید [illegible] سلیمان صاحب پھلواری

(۱۳) استاذ عبد الرحمٰن خالص قمبر دروازہ الاعظمیہ۔

(۱۴) جناب مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ ریاست بہاولپور۔

(۱۵) مولوی محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد۔

(۱۶) ایک فوجی افسر مقیم اعظمیہ

یہ صرف دو ہفتے ماہ ستمبر کی مفت تقسیم اس عظیم الشان کتاب نیو ورلڈ آرڈر کے عربی ترجمہ الاسلام والنظام العالمی الجدید کی ہے۔ اس سے پہلے کی ڈائری میں بھی اس کی مفت تقسیم کا ذکر آتا رہا ہے۔

(عزیز بخش۔ جائنٹ سیکرٹری)

ارشاد امیر ایدہ اللہ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

ہفتہ بھر کی اہم اور ضروری خبریں

لاہور ۲۴ر ستمبر۔ لاہور سٹی کارپوریشن کے ایک کانگرسی رکن نے لارڈ لارنس یعنی ٹنڈے لاٹ کے بت کو اٹھوانے کے لئے ایک قرارداد کا نوٹس دیا تھا۔ اب مسلم لیگ پارٹی کے ایک ممبر مسٹر گل محمد بٹ نے ایک قرارداد میں مطالبہ کیا ہے کہ نہ صرف ٹنڈے لاٹ کا بت بلکہ لالہ لاجپت رائے سر گنگا رام اور ڈاکٹر وولز کے بت بھی اٹھوا دیئے جائیں یہ دونوں قراردادیں کارپوریشن کے اگلے اجلاس میں زیر بحث آجائیں گی۔

—— لندن۔ ۲۵ر ستمبر۔ سندھ پراونشل مسلم لیگ کے صدر مسٹر یوسف ہارون نے آج رائٹر کے نمائندہ کو بتایا کہ اگر روس نے مسلم لیگ کی امداد نہ کی تو اسلامیان ہند کو تنہا ہی کانگرس اور برطانیہ کے اتحاد کا مقابلہ کرنا پڑے گا مسٹر ہارون نے کہا "مجھے امید ہے کہ روس مسلمانوں کو ضرور امداد دے گا اس وقت ہمارے لئے حصول پاکستان کا واحد راستہ روسی امداد ہی رہ گیا ہے برطانیہ پہلے ہی کانگرس کی پشت پناہی کر رہا ہے اور امریکہ کانگرس کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو چکا ہے۔ اب میں روسی وزیر خارجہ موسیو مولوٹوف سے اپیل کروں گا کہ وہ امن کانفرنس اور انجمن اقوام میں مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کی حمایت کریں۔ نیز اسلامیان ہند ایک وفد ماسکو بھیجیں گے۔

—— دہلی ۲۸ر ستمبر۔ وائسرائے سے ملاقات کے بعد قائد اعظم نے اخباری نامہ نگاروں کو یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ آیا وائسرائے سے ان کی مزید ملاقات ہوگی؟

قائد اعظم نے اخباری نامہ نگاروں کو مشورہ دیا کہ وہ وائسرائے سے ان کی ملاقاتوں کے بارے میں قیاس آرائیاں نہ کریں؟

—— دہلی ۲۸ر ستمبر آج شام کے سات بجے وائسرائے سے قائد اعظم کی تیسری ملاقات ہوئی پچھلی ملاقات بدھ کو ہوئی تھی جس کے بعد وائسرائے لارڈ ویول مسٹر گاندھی اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کر چکے ہیں۔

آج وائسرائے سے قائد اعظم کی ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی آج بھی وائسریگل لاج کے سامنے مسلمانوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ جس نے قائد اعظم کی تشریف آوری اور وائسریگل لاج سے واپسی پر فلک شگاف نعرے لگائے۔

وائسرائے سے ملاقات کرنے سے پہلے قائد اعظم نے لیگ کی مجلس عمل کے چیئرمین مسٹر اسمٰعیل خاں اور بنگال کے سابق وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے تبادلۂ خیالات کرنے کے علاوہ ایک قبائلی وفد سے بھی ملاقات کی جس نے قائد اعظم کو پاکستان کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کرنے کا یقین دلایا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع کے مطابق آج کی ملاقات کے بعد پوتھی جناح ویول ملاقات بھی متوقع ہے۔ آج مسٹر گاندھی، سردار پٹیل مولانا آزاد اور مسٹر سرت چندر بوس کے درمیان بھی تبادلۂ خیالات ہوا۔

—— بمبئی ۲۸ ستمبر، ڈائرکٹر آف انفرمیشن بیورو کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ آج صبح سے لیکر شام کے سات بجے تک چاقو گھونپنے کی متعدد وارداتیں ہوئیں جن سے چھ اشخاص ہلاک اور ۲۲ مجروح ہوئے ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع مظہر ہے کہ آج سارا دن بمبئی کی فرقہ وارانہ فضا بے حد مکدر رہی۔ کئی ایک مقامات پر عوام نے ایک دوسرے پر پتھر برسائے۔ اور دوکانوں کو لوٹنے کی کوشش کی گئی۔ سیوری کے علاقہ میں اب تک امن وامان تھا۔ مگر آج یہی علاقہ فسادیوں کا سب سے زیادہ مرکز رہا۔ لال بازار اور بائیکلا لوئر پیریل میں بھی فساد کی متعدد وارداتیں ہوئیں

—— شملہ ۲۸ر ستمبر۔ پنجاب مسلم لیگ کے صدر سردار افتخار حسین آف ممدوٹ لیگ اسمبلی پارٹی کے چیف وہپ میاں احمد یار خاں دولتانہ اور شیخ فیض احمد ایم۔ ایل۔ اے نے آج وزیر اعظم پنجاب ملک خضر حیات سے طویل ملاقات کی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ لیگ لیڈروں نے ملک صاحب کو لیگ میں شامل ہو جانے کا مشورہ دیا۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ لیگ لیڈروں کی کوششیں کہاں تک کامیاب ہوئی ہیں۔ آج کی ملاقات سے پہلے سردار افتخار حسین نے نمائندہ پریس کے استفسار پر اس سے یہ کہکر جان چھڑائی کہ میں تو شملہ میں کوئی زمین کا ٹکڑا خرید نے آیا ہوں تاکہ کوئی مکان بنوا سکوں۔

—— بمبئی ۲۸ر ستمبر۔ کرم ایجنسی کے قبائلیوں کے نمائندے اور ملک آج دہلی روانہ ہو گئے جہاں وہ قائد اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں ہدایات حاصل کریں گے۔ وہ سرحد لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر خان عبد القیوم سے ملاقات کر چکے ہیں اور پاکستان کی تائید کا کامل یقین دلا چکے ہیں۔

—— لندن ۲۸ ستمبر آج حکومت حیدر آباد دکن کے وزیر تعمیرات عامہ نواب زین یار جنگ نے اسلامک کلچرل سنٹر میں سلائیڈوں کے ذریعہ عثمانیہ یونیورسٹی کے کارناموں کا مظاہرہ کیا اس موقعہ پر بے شمار ہندوستانی طلباء کے علاوہ فلسطین کانفرنس کے عرب نمائندے اور بیشمار دیگر اشخاص جمع تھے۔

ڈاکٹر عبد العلی قادر نے نواب زین یار جنگ کا تعارف کرانے کے بعد کہا کہ سنہ ۱۹۲۹ء سے لیکر آج تک عثمانیہ یونیورسٹی نے نہایت اعلیٰ تعلیمی خدمات سرانجام دی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس یونیورسٹی نے تمام دنیا کے ماہرین تعلیم کی توجہ اپنی طرف منعطف کر لی ہے۔

دُرِّ ثمین

۱۔ ان عرش ابلیس علی البحر فیبعث سرایاہ یفتنون الناس واعظمہم عندہ منزلۃ اعظمہم فتنۃ یجیٔ احدھم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا ثم یجیٔ اخر فیقول ما ترکت حتی فرقت بینہ وبین امرتہ فیدنیہ منہ ویلتزمہ فیقول نعم انت اخرجہ مسلم

فرمایا یقیناً شیطان کی حکومت سمندر پر ہے (قابل نوٹ ہے) پس وہ اپنے لشکر کو دنیا میں فساد کرنے کے لئے بھیجے گا وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ سو اس کے نزدیک بڑے مرتبہ والا وہ ہوگا جو بہت بڑا فساد ڈالنے والا ہوگا۔ ان میں سے ایک آکر کہے گا میں نے فلاں فلاں کام کیا (نمائشی تہذیب و تعلیم سے لوگوں کو دین آلہٰی سے باغی کردیا) تو شیطان کہے گا تو نے کچھ بھی نہ کیا پھر دوسرا آکر کہیگا کہ میں نے کسی کو نہ چھوڑا میں نے گھر گھر پھوٹ ڈالدی (قوموں میں تشتت و افتراق کا بیج بو دیا) تو شیطان ایسے شخص کو اپنا مصاحب بنا لیگا اور کہے گا کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا (یہ پیشگوئی ہے جسے آج حقیقت بین نگاہ دیکھ رہی ہے)

(۲) سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر۔ بخاری - مسلم - مالک - ترمذی - نسائی۔

فرمایا مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے (مذہبی اقتصادی اور سیاسی حقوق کو دوسروں کے ساتھ مل کر تباہ کرنا قوم کے قتل کے مترادف ہی)

(۳) وعن عبادۃ ابن الصامت انہ قال لابنہ عند الموت یا بنی انک لن تجد طعم حقیقۃ الایمان حتی تعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطاک لم یکن لیصیبک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب قال یارب وما اکتب قال اکتب مقادیر کل شیئ حتی یوم القیامۃ یا بنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مات علی غیر ھذا فلیس منی اخرجہ ابوداؤد وھذا لفظہ والترمذی۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ انھوں نے مرنے کے وقت اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا تو ایمان کی حقیقت کا کبھی مزہ نہیں پاوے گا جب تک تمہیں اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ ناممکن تھی کہ تجھ سے ٹل جاتی اور جو تجھ سے ٹل گئی ناممکن تھی کہ تجھ سے پہنچتی یقیناً میں نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ پہلے پہل اللہ تعالےٰ نے قلم کو پیدا کیا پھر اس سے کہا لکھ اس نے کہا اے رب میں کیا لکھوں فرمایا کہ ہر چیز کی تقدیر قیامت تک لکھ۔ اے بیٹا میں نے آنحضرت صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ جس شخص کا انجام اس اعتقاد پر نہ ہو وہ مجھ سے نہیں ابوداؤد اور ترمذی اس کے راوی ہیں اور لفظ ابوداؤد کا ہے۔

(۴) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر امتی اناس یحدثونکم مما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم۔

تلخیص

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے کہ تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنیں اور نہ تمہارے باپ دادوں نے سو ان سے بچتے رہنا۔

(غلام قادر عفی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیا کی فانی چیزیں اور لذتیں انسان کو سچا اطمینان قلب نہیں دے سکتیں

بعض لوگ حکومت سے بظاہر اطمینان اور سیری حاصل کرتے ہیں بعض کی تسکین اور سیری کا موجب ان کا مال و عزت ہوجاتی ہے اور بعض اپنی خوبصورت اور ہوشیار اولاد و احفاد کو دیکھ کر بظاہر مطمئن ہوتے ہیں مگر دنیا کی فانی چیزوں کی انواع و اقسام لذتیں انسان کو سچا اطمینان قلب اور سچی تسلی نہیں دے سکتیں بلکہ ایک قسم کی ناپاک حرص کو پیدا کرکے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح ان کی پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ انکو ہلاک کردیتی ہے مگر اس آیت (یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ نفس جس نے اپنا اطمینان خدا تعالیٰ میں حاصل کیا ہے اس درجہ پر پہنچکر انسان کی خوشحالی باوجود مال و منال و دنیاوی حشمت اور جاہ و جلال رکھنے کے اللہ تعالیٰ ہی میں ہوتی ہے دنیا کا زر و جواہر اور اس کے دھندے اس کی سچی راحت کا موجب نہیں ہوتے۔ پس جب تک انسان خدا تعالیٰ ہی میں راحت اور اطمینان نہیں پاتا وہ نجات نہیں پا سکتا کیونکہ نجات اطمینان کا ہی مترادف لفظ ہے۔ میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا ہے اور اکثروں کے حالات پڑھے ہیں جو دنیا میں مال و دولت اور ان کی جھوٹی لذتیں اور ہر قسم کی نعمتیں اور اولاد احفاد رکھتے تھے مگر جب مرنے لگے اور ان کا اس دنیا اور اس کی فانی چیزوں کو چھوڑنے کا وقت آیا تو ان پر غمزدوں اور بیجا آرزوؤں کی آگ بھڑک اٹھی اور سرد آہیں مارنے لگے بس یہ بھی ایک قسم کا جہنم ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں دے سکتا بلکہ اسکو گھبراہٹ اور بیقراری کے عالم میں ڈالدیتا ہے اس لئے یہ امر بھی میرے دوستوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنا چاہئے کہ اکثر اوقات انسان اہل و عیال اور اموال کی ناجائز اور بیجا محبت میں اس قدر محو ہوجاتا ہے اور ان کی محبت کے جوش میں ایسا کام کرگذرتا ہے جو اس کے اور اس کے خدا تعالیٰ کے درمیان ایک حجاب پیدا کر دیتے ہیں اور اس کے لئے دوزخ تیار کرتے ہیں لیکن اسے اس بات کا علم تک نہیں ہوتا (۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایداللہ خیریت سے ہیں حضرت ممدوح سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے:- مسلم ٹاؤن - اچھرہ لاہور

— محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے صاحبزادہ لئیق احمد کے متعلق گذشتہ پرچہ میں درخواست دعا کی گئی تھی کہ عزیز موصوف بعارضہ بخار اور شدید درد سر بیمار ہے بیماری میں ابھی تک کوئی غیر معمولی افاقہ نہیں ہوا احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں۔

— آنریری سیکرٹری جماعت سلی تحریر فرماتے ہیں:-

"ان کے دو بھائی بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے احباب سلسلہ خاص طور پر دعا فرمائیں۔

ممبران جنرل کونسل سے ضروری گذارش

— (از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ) —

۲۷ اکتوبر کو ایک اہم اجلاس جنرل کونسل کا ہوگا جس میں ان دس مسئلوں کے متعلق آخری فیصلہ کیا جائیگا جن کی تحریک دو سال سے جاری ہے چونکہ یہ انجمن پر ایک بڑا بھاری مستقل بوجھ ہوگا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ دور دور سے بھی ممبران جنرل کونسل اسمیں شامل ہوں یہ بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور ہر ایک دوست کو اسمیں شامل ہونیکی کوشش کرنی چاہیئے یہ قبل از وقت اسلئے بھی شتہر کیا جا رہا ہے کہ تا وہ ممبران جن کو رخصت وغیرہ لینے کی ضرورت ہو وہ ابھی سے انتظام کریں ممکن ہے کہ وہ اجلاس ایک دن میں ختم نہ ہو اس لئے سب احباب دو دن لاہور ٹھہرنے کا انتظام کرکے آئیں قوموں کی تاریخ میں ایسے واقعات کبھی کبھی آتے ہیں مجھے امید ہے کہ ہماری جماعت خدا کی مدد سے اس امتحان میں پوری اترے گی اس کے علاوہ بھی کچھ اہم معاملات ہیں۔ محمد علی

اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ

(از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

نام } جابر نام ابو عبداللہ کنیت۔ ان کے دادا (عمرو) اپنے خاندان کے رئیس تھے۔ عین الازرق (چشمہ) جس کی درستی عہد معاویہ میں مروان نے کروائی تھی انہی کی ملکیت تھا۔

پیدائش } ۱۱ سنہ میں ہجرت سے ۲۰ سال قبل پیدا ہوئے تھے

اسلام } ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں اپنے والد کی معیت میں عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شامل ہو کر مشرف باسلام ہوئے

غزوات اور عام حالات } غزوہ بدر میں وہ لوگوں کو پانی پلاتے تھے۔ (اصابہ ج ص ۲۲۲)

غزوہ احد میں باپ کی خواہش پر شریک نہ ہو سکے کیونکہ گھر میں ۹ لڑکیوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا۔ فرماتے ہیں رسول کریم صلعم نے میرے لئے ۲۵ مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔ احد میں اپنے باپ کی شہادت کے بعد ۱۹ غزوات میں شرکت کی (اصابہ)

باپ کے انتقال کے بعد آپ پر بہت تنگی کا زمانہ آیا قرض کی گراں رقم واجب الادا تھی دو باغوں کی کل کی کل پیداوار بھی قرضے کو کافی نہ تھی۔ قرضداروں نے تنگ کیا تو رسول کریم صلعم کے پاس گھبرائے ہوئے آئے اور درخواست کی کہ یہودیوں (قرض خواہوں) کو بلا کر قرض میں سے کچھ رقم وضع کرائیے رسول کریم صلعم نے یہودیوں کو بلا کر جابر رضہ کا مدعا بیان کیا لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا پھر انہیں (یہودیوں کو) بلا کر کہا گیا کہ دو قسطوں میں اپنا قرض وصول کر لو۔ مگر وہ لوگ اس پر بھی رضامند نہ ہوئے۔ آخرکار رسول کریم صلعم نے جابر رضہ کو تسکین دی اور فرمایا کہ ہفتہ کے روز تمہارے ہاں آؤں گا۔

معجزہ } صبح کے وقت تشریف لائے نالی کے پاس بیٹھ کر وضو کیا۔ مسجد میں جا کر حضور نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر خیمہ میں تشریف فرما ہوئے اسی اثنا میں ابوبکر رضہ و عمر رضہ بھی پہنچ گئے تھے۔ تقسیم کے وقت ارشاد فرمایا کہ چھوہاروں کو قسم وار الگ الگ کر دو۔ جب کام مکمل ہو گیا تو حضور باہر تشریف لا کر ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور دعا فرمانے لگے جابر رضہ نے (قرضداروں میں) بانٹنا شروع کیا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت قرض ادا کرنے کے بعد بہت کچھ بچ گیا۔ جابر رضہ خوشی خوشی حاضر خدمت ہوئے اور کہا قرض ادا ہو گیا اور اتنا مال بچ گیا ہے۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا حضرت ابوبکر رضہ و عمر رضہ کو بھی بہت مسرت ہوئی۔

وہاں سے رسول کریم صلعم کو جابر رضہ اپنے مکان پر لائے گوشت اور خرما پیش کیا۔ چلنے کا وقت آیا تو اندر سے آواز آئی کہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود پڑھئے فرمایا اللہم صل علیہم (مسند)

واقعہ خندق اور معجزہ } جابر رضہ خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ اسی اثنا میں حضور پر نور کدال ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور کے شکم مبارک پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا ہے۔ بیتاب ہو گئے دست بستہ عرض کی کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ گھر پہنچ کر اس واقعہ کی بیوی کو خبر کی۔ بکری کا بچہ ذبح کیا اور کہا کہ تم کھانا تیار کر دو میں رسول کریم صلعم کو لاتا ہوں۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کی میرے ہاں تشریف لا کر ما حضر تناول فرمائیں کاشانۂ نبوی میں تین روز سے فاقہ تھا دعوت قبول فرمائی اور منادی کرا دی کہ سب لوگ جابر رضہ کے ہاں پہنچ کر کھانا کھا لیں۔

جابر رضہ نے چونکہ صرف دو تین آدمیوں کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا بہت گھبرائے مگر ادب سے خاموش ہو رہے۔ آنحضرت صلعم تمام مجمع کو لیکر ان کے مکان پر تشریف لائے خود بھی کھانا تناول فرمایا اور لوگوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا جو کچھ بچا جابر رضہ کی بیوی کو فرمایا کہ یہ تم کھاؤ اور دوسروں کے ہاں بھی بھیجو کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں چنانچہ یہ کھانا سب کے لئے کافی ہو گیا۔

حضرت جابر رضہ نے بیعت رضوان میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ۸ سنہ میں حضرت ابوعبیدہ رضہ کے ماتحت غزوہ ساحل میں شریک ہوئے یہ موقعہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑے ابتلاء کا تھا لوگوں نے درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے لیکن عین اس وقت نصرت الٰہی نے دستگیری فرمائی ایک بہت بڑی مچھلی کنارہ پر آ گئی یہ مچھلی اتنی لمبی چوڑی تھی کہ سب سے لمبا اونٹ مع دراز قد سوار کے اس کی ایک پسلی کے نیچے سے گذر گیا۔ حضرت جابر رضہ مع پانچ آدمیوں کے اس کی آنکھ میں بیٹھ گئے تو کسی کو پتہ بھی نہ لگا۔ اس مچھلی کو عنبر کہتے تھے۔ ۳۰۰ اشخاص نے اسے پندرہ روز تک کھایا (مسند احمد)

آپ نے حنین اور تبوک میں بھی شرکت فرمائی حجۃ الوداع کہ ۱۰ سنہ میں ہوا اس میں بھی وہ شامل تھے (مسند) ۳۷ سنہ میں جنگ صفین میں جو حضرت علی اور معاویہ رضہ کے درمیان ہوئی حضرت علی کی طرف سے شریک جنگ ہوئے تھے۔ ۴۰ سنہ میں حضرت سلمہ ام المومنین کے کہنے پر معاویہ سے بیعت کی ۷۴ سنہ میں حجاج کے جور و ستم سے صحابہ بھی محفوظ نہ رہے جابر رضہ کے ہاتھ پر بھی مہر لگوائی گئی (اسد الغابہ)

علم و فضل } سرچشمۂ وحی کے علاوہ تربیت یافتگان نبوت سے جو علوم و فنون کا مرکز بن گئے تھے استفادہ کیا، ان بزرگوں میں حضرت ابوبکر رضہ۔ عمر رضہ۔ علی رضہ ابو عبیدہ رضہ۔ طلحہ رضہ۔ معاذ بن جبل رضہ۔ عمار رضہ۔ خالد بن ولید رضہ۔ ابو بردہ بن نیار رضہ ابو قتادہ رضہ۔ ابو ہریرہ رضہ۔ ابو سعید خدری رضہ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حدیث کے دلدادہ و شیدا تھے ایک ایک حدیث کے لئے مہینوں کا سفر اختیار کرتے تھے۔ عبداللہ بن انیس کے پاس جو شام میں رہتے تھے ایک حدیث کی خاطر پہنچے فرمایا یہ زحمت اس ڈر سے کی گئی کہ شاید حدیث سننے سے پہلے میرا دم نکل جاتا۔ (ادب المفرد)

سلمہ بن مخلد امیر مصر کے پاس ایک حدیث کی خبر ملی تو وہاں پہنچے اور روایت حدیث کی اجازت لی (فتح الباری)

تحصیل علم سے فراغت پا کر مسجد نبوی میں حلقۂ درس قائم کیا دور دور سے تشنگان آ کر حلقۂ درس میں شامل ہوتے تھے آپ کے چشمۂ فیض سے مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ یمن۔ کوفہ بصرہ اور مصر بھی سیراب ہوئے۔

آیت وان منکم الا واردہا الآیۃ کے معنے میں اختلاف تھا بعض کہتے تھے کہ مسلمان جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ بعض کہتے تھے کہ سب جائیں مگر مسلمان کو نجات مل جائے گی حضرت جابر رضہ کا خیال تھا کہ نیک و بد سب جہنم میں داخل ہوں گے لیکن نیک لوگ آگ کے اثر سے محفوظ رہیں گے چنانچہ متقی نجات پا جائیں گے اور ظالم اس میں (جہنم میں) رہ جائیں گے (مسند)

آیت النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم کے متعلق فرمایا کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ انا اولیٰ بکل مومن من نفسہ جو شخص تم میں سے مر جائے اور قرض چھوڑ جائے وہ میرے لئے ہے (یعنی میں اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں) اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے (مسند احمد)

اشاعت حدیث حضرت جابر رضہ کا مقصد حیات رہا آپ کی مرویات ۱۵۴۰ تک پہنچتی ہیں روایت میں بہت حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے ایک حدیث بیان کی سمعت کا لفظ بولنا چاہتے تھے پھر رک گئے کیونکہ انہیں الفاظ پر اطمینان نہ ہو سکا (مسند)

تلامذہ بیشمار ہیں۔ یوں تو تابعین کا ہر طبقہ آپ کے چشمۂ فیض سے مستفیض ہوا لیکن خاص شاگرد حسب ذیل ہیں:۔

امام باقر رضہ۔ محمد بن منکدر۔ سعید ابن میناء۔ سعید ابن ابی ہلال عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری۔ محمد بن عمرو بن حسن رضہ حسن بن محمد حنیفہ وغیرہم۔

احادیث رسول پر سختی سے عمل کرتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول کریم صلعم سے سنا:۔ "تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے" تو میں نے اس پر فوراً عمل کرنا شروع کر دیا (مسند)

اخلاق و عادات } امر بالمعروف۔ اظہار حق۔ محبت رسول اتباع سنت در فق بین المسلمین آپ کے دفتر اخلاق کے زرین باب ہیں۔

اظہار حق } حجاج بن یوسف مدینے کا امیر ہو کر آیا۔ اوقات نماز میں کچھ رد و بدل کیا، لوگ جابر رضہ کے پاس دوڑے آئے فرمایا آنحضرت صلعم ظہر کی نماز دوپہر کے بعد۔ عصر کی آفتاب صاف اور روشن ہونے تک۔ مغرب کی وقت غروب فجر کی اول وقت (تاریکی میں) پڑھتے تھے اور عشاء کے وقت لوگوں کا انتظار ہوتا تھا۔ جمع ہو گئے تو جلد ورنہ دیر سے پڑھتے تھے (مسند)

ایک دفعہ عبداللہ بن زبیر رضہ نے اپنے باغ کا پھل تین برس کے لئے فروخت کر دیا انہیں خبر ہوئی کچھ لوگوں کو لیکر مسجد میں آئے اور حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ رسول اللہ نے ایسی بیع کی ممانعت فرمائی ہے۔ جب تک پھل کھانے کے قابل نہ ہو جائے اس کا فروخت کرنا جائز نہیں (بھلا پہلے کے پہلے کیونکر جائز ہو سکتا ہے) (مسند)

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے مسجد میں تین روز (پیر، منگل، بدھ) دعا مانگی اور وہ اسی عرصہ میں قبول ہوئی جس سے چہرہ مبارک بشاشت سے منور ہو گیا حضرت جابر رضہ جب کبھی مشکل آن پڑتی ان خاص ایام میں وہاں جا کر دعا کرتے تھے جو قبول ہو جاتی (مسند)

حب رسول } غزوۂ خندق کا واقعہ اس پر شاہد ہے۔ ایک مرتبہ رسول کریم صلعم گھوڑے سے گر پڑے تھے آپ عیادت کو آئے آنحضرت صلعم کی ایک ایک چیز دل و دماغ میں جاگزین تھی۔ بیعت رضوان ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی لوگ اسے متبرک سمجھ کر اس جگہ نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عمر رضہ نے کٹوا دیا۔ مسیب بن حزن کا بیان ہے کہ اس درخت کو ہم نے دوسرے ہی سال فراموش کر دیا (بخاری) لیکن جابر رضہ کو برسوں بعد بھی یاد تھا۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ حدیبیہ کا قصہ بیان کرتے تو فرماتے آج آنکھیں ہوتیں تو وہ موقع دکھلا دیتا (بخاری) رسول اللہ صلعم کو کبھی قرض کی ضرورت ہوتی تو ان سے لیتے تھے

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴۱

نازی ازم کا انجام

نازی لیڈروں کے متعلق نورنبرگ کی بین الاقوامی عدالت کا فیصلہ

نازی لیڈروں کا قریباً دس ماہ سے وار کرائمز ٹربیونل کے سامنے جو مقدمہ پیش تھا آخر اسکا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اس فیصلہ کی رو سے گوئرنگ، ربن ٹراپ اور ان کے دس ساتھیوں کو تختہ دار پر لٹکایا جائے گا۔ ہرہیس کے لئے عمر قید کی سزا تجویز ہوئی ہے۔ وان پاپن، شاخت اور فرٹشے کو بری کر دیا گیا۔ روسی جج نے ان تینوں نازیوں کو سزا دینے پر اصرار کیا کیونکہ روسی جج کی رائے میں نازی کا جنرل اسٹاف اور ہائی کمان کو مجرم قرار دینا ضروری تھا چنانچہ رہائی کے بعد ان لیڈروں کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔

دنیا کے لئے ان نازی لیڈروں کا انجام عبرتناک ہے۔ جن دنوں یہ لوگ برسر اقتدار تھے ان دنوں انھوں نے سارے یورپ میں جنگل کا قانون رائج کیا۔ ان کا خیال تھا کہ صرف طاقت اور تشدد سے وہ ساری دنیا پر غالب آسکتے ہیں اور اپنے نسلی تفوق کو اقوام عالم سے منوا سکتے ہیں۔ قوت کے نشے میں سرشار ہو کر ان لوگوں نے جو جرائم کئے وہ انسانیت کے لئے باعث ننگ ہیں۔ اس جنگ میں یہ لوگ فتح پا جاتے اور نازی ازم اقوام عالم کی گردنوں پر سوار ہو جاتا تو یقیناً ایک عرصہ دراز کے لئے دنیا حیوانیت اور بربریت کی لپیٹ میں آجاتی لیکن اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ صرف عسکری قوت سے کوئی قوم مستقل طور پر دنیا پر غالب نہیں آسکتی وہی اصول دنیا میں غالب آسکتا ہے جو بحیثیت مجموعی انسانوں کیلئے مفید ہو گو بالشوزم اور مغربی جمہوریت کی بنیاد بھی مادیت پر ہے لیکن وہ نازی ازم کی نسبت دنیا کیلئے بہتر ہیں ان میں سے ایک دنیا کی سیاسی مساوات اور دوسرا اقتصادی مساوات کا آئینہ دار ہے لیکن نازی ازم از صرف جرمن قوم کے نسلی اقتدار کا داعی تھا اور تلوار کے زور سے دنیا کو دائمی طور پر مغلوب کرنا چاہتا تھا معلوم ہوتا ہے اس وقت ذہن رجعت قہقری کے لئے تیار نہیں ہیں وہ زمانہ قدیم کے قومی اور نسلی تفوق کو برداشت نہیں کر سکتیں ان کو ایک ایسے نظام حیات کی ضرورت ہے جس میں تمام انسانوں کو مساوی حصہ دیا جائے یہ مساوات کا تصور روح عصر ہے۔ زمانہ کی اس روح نے نازی ازم کو تباہ کیا ہے۔ نازی ازم تباہ ہو چکا ہے اور اس کے جنرل سٹاف اور ہائی کمان کے ارکین دنیا میں ذلیل و خوار ہو چکے ہیں اب ان کو موت کی سزائیں دینے کا چنداں فائدہ نہیں کیونکہ اس سے جرمن قوم کی آتش انتقام بھڑکے گی اور صحیح معنوں میں اس قوم کی اصلاح نہیں ہوگی اور اس جذبۂ انتقام . . . .

. . . . منتقل ہونے سے یورپ میں مسلسل قتل و غارت کا سلسلہ جاری رہیگا اور ایک جنگ کے بعد دوسری جنگ دنیا کے خرمن امن پر بجلی بن کر گرتی رہے گی۔ یہ نازی لیڈر قسطائیت کے بغیر اعضائے معطل کی مانند ہیں ان کی آواز میں وہ اثر و نفوذ نہیں جو جنگ سے پہلے یا جنگ کے دوران میں تھا قسطائیت ختم ہو چکی اور یہ لوگ نازی ازم کی بوسیدہ ہڈیوں میں جان نہیں ڈال سکتے بہتر طریق یہی ہے کہ ان کے تھوڑے بہت اثر کو بھی زائل کرنے کیلئے انہیں جلا وطن کر دیا جائے یا نظر بند کر دیا جائے ورنہ اگر نورمبرگ کے وار کرائمز ٹربونل نے اپنے فیصلہ کو بحال رکھا تو جرمن قوم یقیناً اس فیصلہ کو ایک انتقامی اقدام ہی خیال کریگی اور اس قوم کے قلوب میں بھی انتقامی جذبات پیدا ہونگے اور موقعہ آنے پر وہ یقیناً اپنے جذبات کا اظہار کریگی اور اس طرح سے تنازع کم نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کیلئے بڑھتا چلا جائیگا — یورپ میں قومیت، عسکریت کے غیر اخلاقی اصول رائج ہیں مادیت اور سائنس ان اصولوں کے معاشی تقویت پہنچا کر نمایاں کرتی ہیں اور ان یورپ کے نظام میں بیشمار الجھاؤ پیدا ہو چکے ہیں وہاں الجھنوں کو دور کرنے کے لئے بہت سے نظریے معرض وجود میں آچکے ہیں لیکن ان میں سے کوئی نظریہ بنیادی اصولوں کی اصلاح نہیں کرتا اس لئے یہ مرض دور نہیں ہوتا بلکہ دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے جنگ ہو یا امن کی حالت ہو ان اقوام کی زندگی میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوتا جنگ کی حالت میں مغربی قومیں نہایت خود غرضانہ طور پر تمام انسانوں کے مفاد کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اپنے مفاد کے لئے لڑتی ہیں امن کی حالت میں بھی یہ قومیں اپنی اغراض کے پیش نظر سیاسی چالیں چلتی ہیں۔ خواہشات کا دیوتا ان اقوام کا معبود ہے اور اس معبود کے قدموں پر اپنوں اور غیروں کی بھینٹ چڑھائی جاتی ہیں جنگ اور عداوت میں خواہشات کا خونخوار دیوتا ہمیشہ ان سے انسانوں کی قربانی مانگتا ہے اور یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا یہ سلسلہ اسی وقت ختم ہوگا جب یہ قومیں اپنی ادنیٰ خواہشات پر قابو پائیں گی اور خواہشات پر اس وقت ان قوموں کو قابو حاصل ہوگا جب یہ اخلاق اور روحانیت کو اپنی اجتماعی زندگی میں داخل کریں گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

شذرات

عیسائیت اور جنگ

کلکتہ سے مشہور انگریزی ہفتہ وار عیسائی پرچہ (The Statesman) شائع ہوتا ہے۔ پانچ اکتوبر کی اشاعت میں اس کے مستقل عنوان "سوالات اور جوابات" کے نیچے ایک سوال اور اس کا جواب شائع ہوا ہے ایک شخص نے سوال کیا ہے "کیا کسی قوم کے خلاف اعلان جنگ کرنا گناہ نہیں ہے؟" اس سوال کا جواب مذکورہ پرچہ کے ایڈیٹر ریورنڈ اے آر میکنزی صاحب نے یہ دیا ہے:۔

"جنگ کو عام طور پر عیسائی گناہ خیال کرتے ہیں لیکن خاص خاص حالات میں جنگ ضروری ہے تاکہ بڑی بڑی برائیوں کی روک تھام کی جاسکے اور ان کی اشاعت کا انسداد ہو سکے"

آج تک عیسائی پادری اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈا کرتے آئے ہیں کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے حالانکہ حضرت نبی کریم صلعم کی تمام جنگیں مدافعانہ تھیں ان میں سے ایک جنگ بھی جارحانہ نہیں جب کفار نے بزور شمشیر اسلام کو مٹانا چاہا تو اس وقت مسلمانوں نے تلوار اٹھائی کسی مذہب کو تلوار کے زور سے مٹانے کی کوشش کرنا سب سے بڑی برائی ہے اس برائی کا مسلمانوں نے تلوار سے مقابلہ کیا لیکن ان حالات کو جانتے ہوئے عیسائی پادریوں نے اسلام اور حضرت بانئے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائیں لیکن آج ان کے آرگن خود یہ اعلان کرنے پر مجبور ہیں کہ بعض حالات میں جنگ ناگزیر ہے اسلام نے بھی بعض ناگزیر حالات میں جنگ کو ضروری قرار دیا ہے اسلامی اصولوں کی صداقت پر اس کے معاندین بھی گواہی دے رہے ہیں یہی دین فطرت ہے جس کی طرف باوجود انتہائی مخالفت کے بھی انسانی فطرت رجوع کرتی ہے اور جس کے زرین اصولوں کو اپنائے بغیر گذارہ نہیں۔

بلند زندگی

آریہ گزٹ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون "آدرش جیون" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کے لکھنے والے ایک صاحب لالہ اندرسین جی بی۔ اے ایل ایل بی وکیل انبالہ ہیں اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو بلند اور اعلیٰ زندگی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ دولت اور جائداد سے اعلیٰ زندگی حاصل نہیں ہو سکتی راج پاٹ اور سیاست سے اعلیٰ زندگی حاصل نہیں ہو سکتی اور اس ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"اس سوال کو اگر حل کیا ہے تو ویدوں نے ہی کیا ہے۔ قرآن شریف جیسی کتاب جو کافروں اور بے زبان جانوروں کا قتل سکھاتی ہے وہ انسان کے جیون کو کیا اونچا کر سکتی ہے بائیبل اور قرآن دونوں ہی پیغمبر کی خوشامد و آمد سے پیغمبر کا نام رٹتے رہتے۔ اسکی سفارش قیامت کے دن حاصل کرتے اور اس ادنیٰ درجہ کی انسان پرستی کو ذریعہ نجات ماننے سے زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ انسانی زندگی کو کیا اونچا کر سکتے ہیں۔"

ہمارے نزدیک ہر ایک شخص کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور اپنی الہامی کتاب کی خوبیاں بیان کرے لیکن کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے مذاہب کی الہامی کتب کو پیش کرتے ہوئے ظلم اور بے انصافی سے کام لے بائیبل کے متعلق لالہ جی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب تو ہمارے عیسائی دوست ہی دیں گے ہمارے نزدیک تو انھوں نے بائیبل کا بھی اچھی طرح مطالعہ نہیں کیا ورنہ وہ بائیبل کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کرتے ہوئے انصاف سے کام لیتے۔ قرآن مجید کے متعلق تو انھوں نے انتہائی سنگدلی اور بے انصافی سے لکھا ہے کہ قرآن صرف کافروں اور بے زبان جانوروں کا قتل سکھاتا ہے قرآن پیغمبر کی خوشامد و آمد سے پیغمبر کا نام رٹنے ... کی سفارش قیامت کے دن حاصل کرنے اور اس ادنیٰ درجہ کی انسان پرستی کو ذریعہ نجات ماننے سے زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ — آریہ مضمون نگار نے اپنے مضمون میں جس ظلم کا ثبوت دیا ہے اس کی اصل وجہ تعلیمات قرآنی سے بے خبری ہے معلوم ہوتا ہے انھوں نے کبھی قرآن مجید کو اٹھا کر بھی نہیں دیکھا انسان جو ظلم بھی کرتا ہے جہالت کی وجہ سے [illegible] اس شخص سے کوئی پوچھے کہ ان باتوں کو پیش کر کے کوئی مذہب دنیا میں پھیل سکتا ہے اور تاریخ انسانی پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے۔ لالہ جی کو شاید اس تاریخی حقیقت کا بھی علم نہیں ہوگا کہ اگر اسلام ہندوستان میں نہ آتا تو آریہ سماج کا وجود بھی نہ ہوتا انسان پرستی تو رہی ایک طرف ہندو قوم ادنیٰ درجہ کی بت پرستی سے بھی نہ نکل سکتی اسلام توحید کا مذہب ہے اور خدا کی الوہیت اور وحدت کے علاوہ اسلام کسی شخص کو عبدیت اور بشریت سے بلند مرتبہ نہیں دیتا اور زندگی کو بلند کرنے کے لئے صرف نیک اعمال کی ضمانت پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی اور نہایت مختصر سورۃ فاتحہ جو صرف سات آیات پر مشتمل ہے اور اپنی جامعیت کے لحاظ سے قرآن مجید کا خلاصہ ہے اس کو پڑھنے سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید کی اصل غرض انسان کو اس کے حقیقی کمال تک پہنچانا ہے اور اس کی پہلی آیت میں ہی خدا کی ربوبیت عامہ اور اخوت نسل انسانی کی بنیاد رکھی گئی ہے

الحمد للہ رب العالمین

سب تعریف اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ انسان اپنے رب کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کر کے اور اپنے ہم جنسوں کے ساتھ اخوت اور محبت کا سلوک کر کے زندگی کے بلند مقصد کو حاصل کر سکتا ہے کیا دنیا کی کوئی الہامی کتاب ایسی ہے جس کی پہلی آیت اتنی جامع ہو جتنی کہ سارے قرآن مجید میں خدا کی ذات انسان کی بشریت اور اعمال صالحہ کی فضیلت پر زور دیا گیا ہے اور صرف فردتین ہم...

کمیونزم اور اسلام

حضرت مولینا صدر الدین صاحب کے خطبہ جمعہ کے اقتباسات

بانی اسلام صلعم کی تعلیمات } ن والقلم وما یسطرون ۔ ما انت بنعمة ربک بمجنون ...... (

یعنی قسم ہے کہ جب تک سیاہی دوات اور قلم ہیں اور جس قدر بھی دنیا میں کتابیں لکھی جاتی ہیں اور جس قدر علوم پیدا ہوں گے ان تمام علوم کی روشنی میں ثابت ہوگا کہ حضرت نبی کریم کی تعلیمات درست ہیں ۔ اور یہ کہ وہ مجنون نہیں ہیں ۔ مجنون کی کوئی بات نتیجہ خیز نہیں ہوتی اس کے پیش نظر کوئی مقصد نہیں ہوتا ہے ۔ لیکن آپ کی تعلیمات اور سعی کا پھل کبھی منقطع نہیں ہوگا ۔ آپ نہایت بلند درجہ کے با اخلاق واقع ہوئے ہیں ۔ بانئے اسلام صلعم نے فرمایا کہ میرے آنے کی غرض اس قدر نہیں کہ چند رسوم سکھاؤں ۔ نہیں ۔ میں اخلاق کو مکمل کرنے آیا ہوں ۔ جس قدر علوم پیدا ہوں گے ان کا آخری نتیجہ یہی ہوگا کہ لوگ نبی کریم صلعم پر ایمان لائیں گے اور اقرار کریں گے کہ آپ بلند اخلاق پر قائم ہیں ۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ ہر علم والا شخص دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے ۔ اس لئے جب تک کتابیں لکھی جائیں گی حضور نبی کریم صلعم کی صداقت چمکتی اور دمکتی رہے گی ۔ دنیا میں کون کون سے علوم پیدا ہوں گے ؟ یہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن سب علوم بانئے اسلام صلعم کے پیش کردہ علوم کے سامنے ماند پڑ جائیں گے ۔ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے کسی بشر کی طاقت میں نہیں کہ اس قسم کے دعوے کی صداقت کے سامان ہم پہنچائے جب تک کہ اس دعوے کا منبع خدائے علیم کی ذات کو نہ مانا جائے جس کی نظیر نہیں ۔ خدا فرماتا ہے کہ میں رب العالمین ہوں ۔ دنیا کی ربوبیت کرتا ہے ۔ انسان کی روح و قلب کی ربوبیت کرتا ہے اور علوم کی ربوبیت کرتا ہے اور نبی کریم سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میں نے تمام انسانیت کے لئے نبی مبعوث کیا ۔ کوئی نبی میرے بعد نہیں ہوگا ایسے دعوے سے آپ نے اپنے مقام کو بڑا مشکل بنایا ہے ۔ پہلے وقتوں میں ایک ایک نبی علیحدہ علیحدہ قوم کے لئے آیا کرتا تھا لیکن آپ نے کہا کہ ساری انسانیت کے لئے پیغمبر ہوں مشرق اور مغرب سب کے لئے میرے پاس علم ہے ۔ رنگ پر بحث کرنیوالوں ، نسلی امتیاز روا رکھنے والوں اور مختلف الزبان ہونے پر جھگڑنے والوں کے لئے **صلح** کا پیغام لایا ہوں ۔ فرمایا تمام اقوام ایک آدم سے پیدا ہوئیں ادھر ادھر کے جانے سے رنگ میں فرق آیا ۔ قومیں اپنی پہچان کے لئے ہے اور تعارف (identification) کے لئے ہے ورنہ قوم اعلیٰ درجہ کی قوم ہے جو زیادہ متقی ہو ۔ ہٹلر نے کہا کوئی قوم نازی قوم کے برابر نہیں ۔ انگریز بھی یہی کہتے ہیں ۔ لیکن رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت و فوقیت نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ۔ تم میں سب سے بہتر وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے ۔ اسی طرح قرآن کریم کے بارے میں فرمایا انہ لذکر للعالمین ۔ یہ قرآن تمام دنیا کے لئے ذکر ہے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ خدا نے تمام زمین سمیٹ کر میرے سامنے کر دیا اور مجھے مشرق و مغرب کی کنجیاں دے دی گئیں چنانچہ جس قدر نقشے آپ کو دکھائے گئے ان سب ملکوں پر آپ کے پیروؤں نے غلبہ پایا اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تمام دنیا پر دین اسلام غالب آئے گا ۔ کیونکہ دنیا میں کوئی بھی ایسا مسئلہ درپیش نہیں آسکتا جس کا کامیاب حل تفصیلات کے ساتھ قرآن کریم نے نہ کیا ہو ۔ اور کوئی باطل تحریک قرآن کریم کی تعلیمات پر غالب نہیں آئے گی ۔

کمیونزم اور اسلام } کمیونزم اس زمانے میں ایک نیا مسئلہ پیدا ہوا ہے ۔ جو صرف چند سال سے وجود میں آیا ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا قرآن کریم میں صاف طور پر اس مسئلے کا ذکر ہے کہ نہیں اگر قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ صریح الفاظ میں اس کے متعلق کچھ بیان کیا ہو ۔ تو پھر یقینی طور پر آپ کو ماننا ہوگا ۔

کمیونزم لفظ کمیونٹی (Community) سے بنا ہے اس کا مطلب ہے کہ سب جائیداد قوم کی ملکیت ہو کسی ایک شخص کو ان کے استعمال کے لئے ترجیح نہیں ۔ سب کما ہیں اپنی اپنی استعداد کے مطابق اور پھر جیسی وہ کمائی یکساں طور پر تقسیم کی جائے قرآن کریم نے اس پر اچھی طرح بحث کی ہے ۔ آجکل کے کمیونزم میں خدا کا ذکر نہیں ہے لیکن اسلام کے کمیونزم میں خدا کا ذکر موجود ہے ۔ آجکل کے کمیونزم میں جذبات کی تربیت کا کوئی ذکر نہیں لیکن قرآن کریم میں جذبات کی تربیت کی تعلیم موجود ہے ۔

مساوات } مساوات اسی کو کہتے ہیں کہ فرمایا ۔ خدا ہم سب کے اوپر ہے ہم سب کو اس کا حکم ماننا ہے اور خدا جو وحی کرتا ہے وہی ماننا ہوں میں سب سے بڑھکر فرمانبردار ہوں ۔ کوئی حکم توڑ دوں ۔ تو برابر عذاب ہے ۔ بادشاہ ہوکر جو خدا کے فیصلے کے مطابق فیصلے نہیں دیتا ہے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں دیتا ۔ وہ بڑا ظالم ہے ۔ ایک بادشاہ خود قانون ساز ہوتا ہے لیکن مسلمانوں کی جان و مال کا سردار فرماتا ہے کہ میں قانون ساز نہیں ہوں احکام خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں ۔ میں سب احکام الٰہی کا پابند ہوں جس طرح سے آپ ان کے پابند ہیں اسی طرح میں بھی پابند ہوں بلکہ میں سب سے زیادہ پابند ہوں ۔ اس بیسویں صدی میں تو بادشاہ پر کسی قسم کا جرم عائد نہیں ہوتا وہ جرم سے بالاتر سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن حضور نبی کریم صلعم ایسے اصول کے قائل نہیں تھے آپ اپنی بیٹی فاطمہ کو فرماتے ہیں ۔ کہ فاطمہ! تم اس پر بھروسہ نہ کرنا کہ میرا باپ نبی ہے محمد کی بیٹی بھی جرم کرے تو سزا پائے گی ۔ میں قانون ساز نہیں ہوں ۔ اسی طرح خلیفہ اول حضرت ابوبکر نے کہا ۔ کہ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلوں اس وقت تک میری اطاعت کرو ۔ اور اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے سیدھا کر دو ۔ اللہ اکبر! کیا کوئی بادشاہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے سیدھا کر دو ۔ ایسا کہتے ہوئے آپ نے گدی نشینوں کا بیڑا غرق کر دیا جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ معصوم ہیں اور کوئی غلطی نہیں کر سکتے ۔ کیا ایسا بادشاہ کوئی خرابی کر سکتا ہے جو رعیت کو کہدے کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرنا ؟

دین کے معاملے میں جس پر فرشتہ اترتا ہے وہ بھی ایسا ہی ہے ۔ جیسے دیگر شخص ۔ اسلام نے کسی قسم کی رعایت کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا سلطنت قوم کی ہوتی ہے فرد کی نہیں مسلمانوں کو وعدہ ملے کہ وہ زمین کے بادشاہ ہوں گے یہ وعدہ خدا نے حضرت صلعم سے ہی نہیں کیا ۔ خلفائے اسلام سے ہی نہیں کیا کسی خاص شخص تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ سلطنت عطا کرنے کا وعدہ قوم کے ساتھ کیا ہے جب نبی کریم صلعم وفات پاتے ہیں ۔ تو آپ ایسا نہیں فرماتے کہ میرے بیٹے کو خلافت دو ۔ نہیں بلکہ معاملہ قوم پر چھوڑا ۔

سلطنت } اللہ اللہ! کس قدر کمیونزم ہے! اسلامی قواعد میں کسی کے لئے امتیاز جائز نہ رکھا گیا ۔ اس طرح سے سلطنت قوم کی ملکیت قرار دی گئی ۔ جو قوم کا بہترین فرد ہو ۔ اس کو اپنا حاکم مقرر کر لیا جائے اور پھر بھی وہ خزانہ کا مالک نہ سمجھا جائے اور نہ دوسری جائداد وں کا ۔ حضور کی وفات کے بعد سلطنت قوم کے حوالے ہوئی ان کے ورثا کو نہیں دی گئی ۔ اس لئے کہ اسلام اس کو ناجائز قرار دیتا ہے اگر سلطنت حضرت علی کے سپرد ہوتی تو ایسا کرنے سے حضور کی روشن پیشانی پر داغ لگتا ہاں! ایک اور وقت پر حضرت علی کو یہ منصب بھی عطا ہوا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ نعوذ باللہ حضرت منصب خلافت کے لائق نہ تھے ۔ اسلام میں سلطنت سب قوم ہے ۔

کامریڈ } حضور نے فرمایا ہے کہ عبادت الٰہی سے محبوب خدا بنا ہوں تم بھی ایسا کرو گے تو تم بھی ایسے ہی بن جاؤ گے تعلیمات کے لحاظ سے میں ایک روشنی پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھی بھی اس پر کھڑے ہیں ایسا کہتے ہوئے آپ نے ان سجادہ نشینوں کی مکاری کا بے نقاب کیا ہے جو اس قسم کی ڈینگیں مارا کرتے ہیں ۔ کہ خدا اور ہمارے ماں آپس میں راز و نیاز کی باتیں ہیں انہیں کوئی دوسرا نہیں جان سکتا ۔"

حضور صلعم فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اللہ کے آگے سر جھکا دئے ہیں ۔

کمیونسٹ اپنے ساتھیوں کو کامریڈ کامریڈ کہہ کر پکارتے ہیں نبی کریم صلعم بھی اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کا ذکر فرماتے ہیں ۔ بلکہ کہتے ہیں کہ صحابی کالنجوم ۔ میرے ساتھی ستاروں کے مانند ہیں ۔ وہ میرے دوست ہیں ۔ جس کسی کے پیچھے بھی لگ جاؤ گے تو ہدایت پاؤ گے انک لعلیٰ خلق عظیم بہت بڑا دعوے ۔ بہت بڑا دعوے ہے ۔ حضور صلعم نے لوگوں کے دلوں کے اندر خدا کا ایمان بٹھا دیا کہ بیواؤں کی دستگیری کی ، یتیموں ، غریبوں ، بیوگان اور مسافروں کی دستگیری کی ۔ ہر مقام پر خدا کا نام لیکر جاتے ۔ حضرت نے کچھ نہیں لیا اور نہ صحابہ نے کچھ لیا ۔ نماز پڑھتے تو یاد آ جاتا کہ گھر میں کچھ سونا ہے تو فوراً جاکر اسے تقسیم کرنے لگتے ۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نماز اس کی ہے جو اپنی دولت کو مخلوق خدا میں تقسیم کرتا ہو ۔ وراثت میں سے ورثا کے لئے کچھ نہیں چھوڑتے کیا کوئی ایسا بادشاہ ہے جو اپنے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا ہے ؟ یہ وہ پاک نفس انسان ہے جس کی نظیر کبھی دنیا کو نہ ملے گی ۔

باغ فدک } حضور نبی کریم صلعم کا ایک باغ تھا جو فدک کہلاتا تھا اس کی آمدنی سے حضور کا خرچ چلتا تھا آپ کے بعد ، باغ آپ کی بیٹی فاطمہ رضہ کے قبضہ میں آیا ۔ لیکن حضرت ابوبکر رض خلیفہ اول نے یہ باغ ان کے پاس نہ رہنے دیا ۔ حضرت فاطمہ کی طرف سے حضرت زبیر رض اور حضرت علی رض اس سلسلے میں حضرت ابوبکر کے پاس بطور وفد کے گئے لیکن آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے لا نرث و لا نورث ہم کوئی مال بطور وراثت نہیں چھوڑتے ۔ اس لئے اگر یہ باغ فاطمہ رض کو دیا جائے گا ۔ تو آپ پر اعتراض آتا ہے ۔ حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم کے وقت میں بھی یہی معاملہ چلا لیکن انہوں نے بھی خلیفہ اول کا فیصلہ برقرار رکھا ہوا ہے

وہ عظیم الشان نمونہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس سے بہتر کمیونزم کیا پیش کرے گا؟

اب انفرادی طور پر اسلامی تعلیم ہے کہ جو کچھ ضرورت سے زیادہ ہو وہ دوسروں کو دے دو کیا کمیونزم اس سے کچھ بڑھکر کرتا ہے؟

انفرادی طور پر مال کے متعلق احکام ملاحظہ ہوں حضور نبی کریم تمام وہ مال لوگوں میں بانٹتے تھے جو خراج اور بستیوں سے مال غنیمت کی صورت میں آتا تھا۔ سلطنت میں خزانہ بادشاہ کی ملکیت نہ تھا۔ قوم کا خزانہ تھا۔ بہ صحیح معنوں میں پبلک ٹریژری تھا۔

کیپٹل ازم آپ مال کو تقسیم کرتے رہتے تھے یہی وجہ مال امراء کے درمیان ہی چکر نہ لگاتا تھا۔ فرمایا یہ چکر نہ کھاتا رہے۔ ورنہ خراب نتائج ظاہر ہوں گے اس طرح سے آپ نے سرمایہ داری کو جڑ سے کاٹ دیا۔

ایک دفعہ عید کے دن حضرت علی کی بیٹی نے خزانچی سے ہار عاریتاً لے لیا اور اسے پہن کر جب حضرت علی رضہ کے پاس گئیں تو آپ نے پوچھا کہ "یہ ہار کہاں سے لائی؟" وہ کہنے لگیں "خزانے سے" اس پر حضرت علی رضہ بہت غضبناک ہو گئے اور کہا کہ نہ مجھے اور نہ ہی خزانچی کو یہ حق حاصل ہے کہ قوم کے مال کو اس طرح دوسرے کے استعمال میں دیا جائے۔ کیا تم نے قوم سے پوچھ لیا؟ کمیونزم اس درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔

عورت کے حقوق اسی طرح عورتوں کے تمام حقوق مقرر کئے گئے۔ لیکن عورت کو مرد نہیں بنایا گیا۔ اسلام کہتا ہے کہ عورتوں کے حقوق بھی مردوں کے برابر ہیں۔ لیکن عورتوں کی حفاظت کرنا۔ مالی گرانی کے سامنے رکھنا مردوں کے ذمے ڈال دیا۔ اسلام نے عورتوں کو بلا پردہ رہ کر مرد بننے کی اجازت نہیں دی ہے۔ عورت کو ورثہ میں حصہ دیا ہے۔ عورت اپنے مال کو اپنے تصرف میں اسی طرح لا سکتی ہے جس طرح مرد۔

مکارم اخلاق فوج کے پاس سواریاں نہ تھیں تو حضور نے فرمایا۔ کہ میرے اونٹ پر بھی اور دو اشخاص سوار ہو جاؤ اور وہ سوار ہوئے۔ منزل مقرر تھی۔ وہاں پھر اونٹ پر چڑھنے لگے۔ تو باقی دو سواروں نے کہا کہ آپ سوار ہو جائیں ہم پیدل چلیں گے۔ لیکن آپ نے کہا۔ آپ مجھ سے پیدل چلنے میں زیادہ مضبوط نہیں ہیں۔ اور میں آپ کی نسبت اجر حاصل کرنے میں غنی نہیں۔

ایک دفعہ ساتھیوں میں بیٹھے تھے آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضہ بیٹھے تھے اتنے میں پینے کی چیز آئی تو پیالہ پکڑ کے اہل مجلس میں تقسیم کرتے وقت اس نوجوان سے کہا۔ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کریں (اس نوجوان کو مخاطب کر کے پوچھا) اگر اجازت دیں تو یہ پیالہ ابوبکر رضہ کو دیا جائے۔

لڑکا جواب میں بولا۔ نہیں میں اپنا حق دوسرے کو نہیں دینا چاہتا۔ تو اس پر حضور نے وہ پیالہ اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا اسلام غربت سے اٹھا۔ آخر مسلمانوں کو سلطنت ملی۔ اور اتنی دولت ملی کہ مدینے میں زکوٰۃ لینے والا کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ اور حضور کا اپنا یہ حال تھا کہ چولہا کبھا ہوا ہوتا تھا۔ اور وہ اس بادشاہ کی خوراک ہوا کرتی تھی تخت نہیں تاج نہیں۔ محل نہیں۔ ہاں مسجد کا کمرہ ۱۲ فٹ لمبا تھا کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے بیبیاں کہتی ہیں ہم کو آرام و آسائش کے سامان ملنے چاہئیں۔ تو فرماتے ہیں۔

"اے نبی کی بیویو۔ دنیا کی زینت چاہتی ہو۔ تو ہم دیں گے۔ لیکن پھر رخصت کر دیں گے۔ لیکن اللہ کو اور اس کے رسول کو خوش رکھنا چاہتے ہو تو پھر یہ سب بے ثمرہ بات۔" حضور کے گھر میں بادشاہ ہونے کے باوجود سادگی تھی۔ کسی قسم کا فرنیچر نہ تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمر حضور کی ملاقات کے لئے آئے۔ تو حضور کو چٹائی پر لیٹے دیکھا۔ جسم مبارک پر کھجور کی چٹائی کے نشان لگے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضہ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے کہا کہ حضور آپ دین و دنیا کے بادشاہ ہیں۔ اجازت ہو تو آپ کے لئے فرنیچر مہیا کر دوں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ان زمینی بادشاہوں کے اجر منقطع ہونے والے ہیں۔ ہمارا اجر غیر منقطع ہے۔ غرض۔ میں تو اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہتا ہوں جو چلتے چلتے کسی سایہ میں آرام کر لیتا پھر چل دیتا ہے۔

اسلامی بادشاہت جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہی خلفائے راشدین کا تھا حضرت عمر رضہ جب بادشاہ ہوئے۔ تو نہایت ہی قلیل اور کم وظیفہ پر گذارہ کرتے تھے ایک دفعہ آپ کی بیوی نے چادر خریدی۔ آپ نے اس سے پوچھا چادر کہاں سے لی اس نے جواب دیا روزانہ خرچ سے دو دو پیسے بچا لیتی تھی۔ اور ایک مہینے کے بعد چادر خرید لی۔ سنتے ہی آپ نے حکم صادر کیا کہ میری یومیہ آمدنی میں سے دو پیسے کم کر دئے جائیں۔

ایک دفعہ ایک بدوی آپ کے پاس آیا اس کے لئے کھانا منگوایا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی برتن میں کھانے لگے۔ کھانے میں سادہ روٹی شہد اور گھی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ یہ دیہاتی کھانا ختم کرنے کے بعد بھی گھی والے حصے کو چاٹتا رہا۔ اس پر حضرت عمر نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے گاؤں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا بارش کے لئے سب ترستے ہیں۔ کھیتی نہیں مویشی مر گئے ہیں۔ حضرت عمر رضہ نے اسی وقت فرمایا۔ کہ عمر پر گھی اور گوشت اس وقت تک حرام ہے۔ جب تک نہ اس شخص کے علاقہ میں بارش ہو۔ اور جب تک اس حصہ رعیت کو گھی نصیب نہ ہو۔

یہ ہے اسلام کی تعلیم۔ اس تعلیم میں غربا کی طرف بڑی توجہ دی گئی ہے۔ فرمایا ہے کامیاب اور سرفراز ہونا چاہتے ہو۔ تو غربا پر مال تقسیم کرو۔ غریبوں پر رحم کرو۔ تاکہ تم پر خدا رحم کرے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ یتیم کو پالنے والا قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا۔

خیرات کرنی چاہیئے مگر احسان ہرگز نہ جتانا چاہیئے خدا کو خوش کرنے کے لئے غرباء کو کھانا کھلاؤ۔ اسیروں کو بھی کھانا کھلاؤ۔ اور رضاء الٰہی کے سوا کچھ مقصود نہ ہو۔

کمیونزم کے نقائص کمیونزم کہتا ہے کہ لوگوں کا مال چھین لو۔ اور تقسیم کرو۔ اس طرح سے باپ بیٹے کے تعلقات خوشگوار نہیں رہ سکتے۔ اسلام جذبات کی تربیت کرتا ہے والدین سے نیک سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ یہ جو ہم تقسیم کراتے ہیں اس کے جمع کرنے سے دل میں میل جمع ہوتا ہے لیکن اس کے خرچ کرنے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ سونے اور چاندی کی چیزیں جو ہیرا دوسی وہ نقشین ناجائز طور پر جمع کرتے ہیں قیامت کے دن وہی چیزیں گرم ہو کر ان کے چہروں کا نقشہ برباد کریں گی۔ غرباء کے اندر مال تقسیم کرنے کے لئے زکوٰۃ فرض کر دی گئی

یعنی امراء سے مال لیکر غرباء میں تقسیم کر دیا جائے غرضیکہ دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو قرآن کریم نے کامل طور پر بیان نہ کیا ہو۔ اسلام نے مال کی تقسیم وراثت کے ذریعہ سے اسی طرح سے کی ہے کہ مال کسی ایک فرد کے ہاتھ میں جمع نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی محروم رہتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے سرمایہ داری کی اصلاح کی خاطر سود خواری حرام قرار دے دی۔ اور اسلام کی اقتصادیات سے بہتر اقتصادیات وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی ہیں۔ الغرض! اسلام کا پیش کردہ کمیونزم نہایت معقول اور قابل عملدرآمد ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو منواتا ہے۔ مساوات اور وحدت انسانی کی تلقین کرتا ہے۔ جذبات انسانی کی تربیت کو ملحوظ رکھتا ہے اور تمام انسانوں کے فرق کو دور کرنے پر زور دیتا ہے اسلام کے کمیونزم پر ساڑھے تیرہ سو سال سے عمل درآمد ہو رہا ہے اور آج کا کمیونزم ایک نیا تجربہ ہے اور اس میں خدا کا وجود نہیں اس لئے اعلیٰ کیریکٹر کے سامان سے عاری ہے جذبات انسانی کی غلط تربیت کرتا ہے اور جذبات کی موت تو انسانیت کی موت ہے۔ (روشنی، سرگرم)

(بقیہ صفحہ ...)

ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ دے دیتے تھے (مسند)

رسول کریم صلعم کو بھی ان سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ جابر رضہ بیمار پڑے آپ خود عیادت کو تشریف لائے۔ فرمایا جابر رضہ! تم اس مرض میں نہ مرو گے۔ کہیں دعوت ہوتی تو ساتھ لے جاتے کبھی خود اپنے ساتھ مکان پر لاتے اور کھانا کھلاتے (مسند)

قوم کی حالت پر افسوس زمانہ خلفاء راشدین کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک پڑوسی سفر سے واپس آیا اور جابر رضہ سے جو ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تھے کہا کہ لوگوں میں بدعات کا عام رواج ہو گیا ہے، افسوس صحابہ رضہ نے کشت اسلام اپنے خون سے سینچی تھی مگر قدر ناآشنا لوگوں نے اسے غارت کرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ یہ سنکر بے اختیار آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا رسول کریم صلعم نے سچ فرمایا تھا کہ لوگ جس طرح گروہ در گروہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں اسی طرح ایک وقت خارج بھی ہو جائیں گے (مسند)

سادگی سادگی مسلمانوں کی ترقی کا اصلی راز ہے آپ نہایت سادہ مزاج تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کا گروہ مکان پر ملنے کے لئے آیا تو اندر سے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا بسم اللہ نوش فرمائیے فرمایا جب کسی کے پاس اس کے احباب واعزہ آئیں تو (بغیر پوچھے) جو کچھ حاضر ہو پیش کر دے اس میں کوتاہی نہ کرے اسی طرح مہمانوں کا فرض ہے کہ پیش کردہ چیز خوشی خوشی کھائیں اور اسکو حقیر نہ جانیں کیونکہ تکلف میں دونوں کی ہلاکت کا سامان مستور رہے (مسند)

وفات ۹۴ سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آب خواہ از جو بجویا از سبو
کیں سبو را ہم مدد باشد ز جو (مثنوی)

سید کیلئے زکوٰۃ

ناظرین اخبار پیغام صلح کے لئے ایک فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۹۶ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"سوال ہوا کہ غریب سید ہو تو کیا وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق ہوتا ہے یا نہیں حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا اصل میں منع ہے۔ اگر اضطراری حالت ہو فاقہ پر فاقہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا ما اضطررتم الیہ حدیث سے نتیجہ تو یہ ہے کہ نہ دینی چاہیئے اگر سید کو اور قسم کا رزق آتا ہو تو اسے زکوٰۃ لینے کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں اگر اضطراری حالت ہو تو اور بات ہے"

وزارتی مشن کی مشکلات

{از جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب}

وزارتی مشن نے ۱۶ مئی کو ہندوستان کے لئے جن تجاویز کا اعلان کیا تھا اس سے ہندوستانی مسلمان مایوس ہوئے اور ان تجاویز کے اعلان سے کئی قسم کے ردعمل پیدا ہوئے ہیں۔ بعض ان تجاویز کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ قصداً مسلمانوں کو ایک دشمن اکثریت کے رحم پر رکھنا چاہتی ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ برطانیہ کا بالکل انداز مسلمانوں کے کسی مسئلہ کے متعلق ہمیشہ متعصبانہ ہوتا ہے ممکن ہے اس کی وجہ تحت الشعوری ہو اور اس عیسائی تعصب سے اس کا تعلق ہو جو حروب صلیبیہ کی یادگار ہے۔ دوسرے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ہندو پراپیگنڈے کا نتیجہ ہے۔ جو ہندو اکثریت کی منظم کوشش اور دولتمندی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایک خیال ہے کہ پین اسلام ازم کا خطرہ یعنی تمام اسلامی ممالک آپس میں متحد ہو کر اپنے کھوئے ہوئے سیاسی اقتدار کو دوبارہ حاصل نہ کریں۔ یہ خطرہ بھی اس تعصب کا باعث ہے۔ یہ بیانات کلیۃً بے بنیاد نہیں لیکن جزوی طور پر درست ضرور ہیں۔ ہم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک بدترین شخص بھی اعلیٰ درجہ کی سمجھ بوجھ اور دوست داری رکھتا ہے۔ موجودہ حکومت [illegible] شاید مادی نقطہ نگاہ رکھتی ہو اور سیاست زدہ ہو لیکن یہ کہہ دینا کہ برطانوی سرشت کی یہ بنیادی خصوصیات ہیں اس سے ہم لازماً انسانی فطرت کے متعلق ایک ایسا نظریہ قائم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جو انسانیت کے مستقبل کو تاریک بنا دے گا۔ ایک تبلیغی مذہب کے متبعین ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس بات کے قائل ہوں کہ انسان فطرتاً نیک ہے۔ ہمیں ایک بدترین انسان سے بھی خیر اور نیکی کی امید رکھنی چاہیئے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم یقین رکھیں کہ برطانوی دماغ اعلیٰ درجہ کی اپیلوں کی طرف سے بے [illegible]

حقیقت یہ ہے کہ اب سینکڑوں کی تعداد میں انگریز موجود ہیں جو حقیقۃً مسلمان ہیں اور وہ اسلام کی اس سرگرمی سے اتباع کرتے ہیں جتنی سرگرمی سے پیدائشی مسلمان کرتے ہیں اس سے برطانوی دماغ کی پختگی واضح ہو جاتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے بہت سی خرابیاں ہیں جنہوں نے اس دماغی پختگی میں ایک حد تک اختلال پیدا کر دیا ہے لیکن ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ برطانوی دماغ کا جوہر صداقت کو قبول کرنے سے عاری نہیں ہے ایک ممتاز طریق کار اور جائز اور معقول اپیل سے اب بھی معجز نما نتائج پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

بجائے اس کے کہ ہم انگریزوں کو برا بھلا کہیں ہمیں ایک ہمدردانہ انداز اختیار کرنا چاہیئے اور ان کی مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو کہ حقیقی مشکلات ہیں۔ ایک اسی قسم کی مشکل کا اظہار مسٹر سورنس نے کیا جب انھوں نے پارلیمنٹری وفد کے رکن کی حیثیت سے تحقیقات کر کے پریس کے نمائندوں کو نئی دہلی میں ۸ جنوری کو بیان دیا انھوں نے پاکستان کے متعلق مندرجہ ذیل رائے کا اظہار کیا:۔

"اگر میں مسلمان ہو جاؤں اور انگلستان واپس جاؤں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے اسلامی بھائیوں کے لئے .... (Welfare) کے واسطے سیاسی استقلال پیدا کر دوں"

مسٹر سورنس کے لئے واقعی یہ ایک بہت بڑی مشکل ہے اور ایک حقیقی مشکل ہے۔ آجکل ایک عام انگریز کے لئے مذہب کوئی اہمیت کی چیز نہیں ہے جس کا عملی دنیا میں کوئی فائدہ ہو وہ لوگوں کی معاشی اور سیاسی ضروریات کا اندازہ کر سکتا ہے لیکن وہ ایک قوم میں مذہب کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ وہ مذہب کی محض رسمی قدر و قیمت کا قائل ہے لیکن وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکتا کہ ایک قوم کی سماجی اور ثقافتی زندگی سے مذہب کا کیا تعلق ہے وہ جغرافیائی حدود کے مطابق ایک قوم کی تشکیل کا اندازہ کر سکتا ہے یا نسلی اتحاد پر قومیت کا تصور قائم کر سکتا ہے یا محض معاشی بنیادوں پر ایک قومیت کو سمجھ سکتا ہے لیکن وہ مذہب کی بناء پر کسی قومیت کے تصور کو سمجھنے سے قاصر ہے جو اس کے نزدیک ایک رجعت پسندانہ اور تخریبی قوت ہے وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اگر ہندو اکثریت مسلمان اقلیت کو اپنا سماجی نقطہ نگاہ اختیار کرنے پر مجبور بھی کر دے تو اس سے آئندہ مسلمانوں کی سیاسی زندگی پر کیا اثر پڑے گا یہ بات بالکل واضح ہے کہ برطانوی مدبر اس بات کو سمجھنے میں ناکام نہیں رہے کہ ہر ایک اسلامی اور شرقی ادارہ خطرہ میں ہے اور ہندومت اور ہندو قومیت کے سیلاب کی زد میں ہے کیونکہ ہندوؤں کی ہندوستان میں ایک بہت بڑی اکثریت ہے۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر اس سے ہندوستان کو یا باقی دنیا کو کیا نقصان پہنچے گا وہ ایک اسلامی تصوریت کے امکانات کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ ہندوؤں کے سماجی نقطہ نگاہ اور اس سے پیدا ہونے والے بڑے نتائج کا اندازہ نہیں کر سکتے —

اپنے ملک میں وہ لوگ مذہب کو قومی ترقی کی خاطر ترک کئے ہوئے ہیں۔ مذہبی غلامی کا جوا اتارنے کے بعد ہی انھوں نے اپنی قوم کے لئے تہذیب کا موجودہ معیار حاصل کیا ہے۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے وہ کیوں نہ یہ خیال کریں کہ ہندوستان کی بہتری اور بہبودی کے لئے مذہب اسلام کو ترک کر دینا چاہیئے یہی الجھن ہے جس کے باعث برطانوی وزیر اعظم نے اقلیت کے اکثریت کی ترقی کو ویٹو (Veto) کرنے کا بیان دیا۔ ایک یہ میلان ہے جو کہ سب برطانوی مدبرین کے بیانات میں پایا جاتا ہے یقیناً اس مسئلہ میں کوئی غلط فہمی اور الجھن ہے جو ہمارا فرض ہے کہ ہم دور کریں ہمیں چاہیئے کہ ہم ثابت کریں اور بغیر کسی ابہام کے ثابت کریں اور مغربی لوگوں پر واضح کریں کہ ہم اسلام کو بحیثیت مذہب اور کلچر کے باقی رکھنے کے لئے بہت بے تاب ہیں۔ [illegible] نہیں کہ یہ موجودہ نسل کا قومی مذہب ہے جو کہ انسان نے علم کے حصول اور تجربہ کی بناء پر ایک دن ترک کر دینے کی بلکہ اس [illegible] کہ اسلام سب سے بڑا انعام ہے جو خدا تعالیٰ نے نوع انسانی پر فرمایا تا انسان اخلاقی لحاظ سے بلند ہو اور اسلام کے ذریعہ سے [illegible] کے اختلافات مٹ جائیں سب اقوام میں ایک ہم آہنگی اور اخوت پیدا ہو جائے گی جملہ مذاہب میں سے ایک مذہب کی حیثیت سے اسلام مغربی ماہرین سیاست کو اپیل نہیں کر سکتا ساری انسانیت کے آیندہ مذہب کی حیثیت سے ہی یہ ان کو متاثر کر سکتا ہے ان پر یہ واضح کیا جائے کہ اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو نظام جدید کی بنیاد بن کر دنیا میں صلح اور امن قائم کرے گا صرف اسی طریقہ سے ہی ہم ان مدبرین کو اس طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔

اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی تبلیغ کے ان پہلوؤں پر زور دیں جو سماج اور بین الاقوامی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کو نہایت وسیع پیمانہ پر اور نہایت جامعیت کے ساتھ پیش کیا جائے اور اس کے لئے ایسا اسلوب اور انداز اختیار کیا جائے کہ موجودہ دور کا مغربی انسان اسے اچھی طرح سمجھ سکے۔ ہمیں غلط فہمیوں اور غلط خیالات کے پردوں کو چاک کرنا پڑے گا تاکہ ان لوگوں کا دماغ اسلام کو سمجھ سکے اور ان کے قلوب اسلامی نور سے منور ہو سکیں۔

اس کام کو سرانجام دینے سے پیشتر برطانوی دماغ کے متعلق ایک بات معلوم کر کے یقیناً ہماری حوصلہ افزائی ہو گی ہم اسی وثوق کے ساتھ دوسری مغربی اقوام کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ وہ بات یہ ہے کہ معاشی اور سیاسی اعتبار سے یہ قوم اور اس کا دماغ بہت ضدی ہے لیکن مذہبی اعتبار سے انگریزوں میں اتنی قلبی گہرائی پائی جاتی ہے کہ جس کی نظیر دوسری اقوام میں ملنا مشکل ہے۔ جسمانی ضروریات اور آرام طلبی کی کثافت کے نیچے انگریزوں میں عقیدت مندانہ خیالات کے لئے ایک کمزوری بھی پائی جاتی ہے اس قوم کی صرف یہی بدقسمتی ہے کہ وہ ایک صحیح عام فہم اور عملی مذہب سے مایوس ہو چکی ہے۔ عیسائیت کے متعلق صدیوں کے تجربہ کے بعد اس بات پر مجبور ہوئی کہ مذہب کے متعلق یہ رائے قائم کرے۔ اس قوم پر رحم آنا چاہیئے نہ کہ اس پر کسی قسم کا الزام دیا جائے اسلامی ممالک کی ظاہر حالت بھی اس کے لئے کسی کشش کا باعث نہیں۔ مادی خوشحالی اور جسمانی لطافت کے باعث ایک عام مغربی شخص اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتا کہ اس افلاس اور غربت کے نیچے ایسے شاندار اصول پوشیدہ ہیں جن کے اندر اس نازک دور میں انسانیت کو تباہی اور بربادی سے بچانے کی صلاحیت ہے۔ بہت تھوڑی آنکھیں ہیں جو اس بات کو دیکھ سکیں کہ اس ظاہری انحطاط کی راکھ کے نیچے بلند زندگی کی چنگاری پوشیدہ ہے جیسا کہ ایک دفعہ ایک انگریز نومسلم نے فلسطین کے پسماندہ عرب کی پوشیدہ خصوصیات کے ذکر میں کہا تھا یہ ہمارا مفاد ہے کہ ہم انگریز قوم کی اس پوشیدہ چنگاری کی طرف توجہ مبذول کریں ان کو خود بھی مبہم طور پر اس بات کا احساس ہے ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انہیں اس کا شعور دلایا جائے کہ سائنٹیفک انکشافات اور ایجادات سے بڑھکر یہ انکشاف ہے کہ سماجی زندگی کی پختہ بنیاد کیا ہے۔ مادی پسماندگی کے باوجود یہ محکم بنیاد مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور یہ کسی تاریخی اخلاقی فوقیت کی وجہ سے نہیں تھا کہ اقوام اسلام قبول کر کے ایک بلند مقام پر پہنچ گئیں بلکہ یہ خصوصیت صرف اسلام کی تھی کہ اس نے انہیں تہذیب و تمدن کے اس بلند مقام پر پہنچایا اسلام میں جو زندہ خدا کا تصور ہے اس سے وہ اقوام اس اعلیٰ مقام پر پہنچیں۔ جب ہم اس کام کو نہایت مؤثر پیرایہ میں سرانجام دے لیں گے تو اس وقت ہم برطانوی مدبرین کو پاکستان کا مفہوم سمجھانے کے قابل ہوں گے اس کی عدم موجودگی میں ہماری آواز صدا بصحرا ہوگی بلکہ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان ہے اور اسے ایک بوسیدہ مذہب کی دوسرے بوسیدہ مذہب سے ٹکر سے زیادہ اہمیت نہیں دی جائے گی اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کی غلط فہمی کا شکار موجودہ تعلیم یافتہ ہندوؤں کی اکثریت نہیں ہے جو کہ پاکستان کے شور سے خائف ہو گئی ہے۔

اس سارے مسئلہ کی اہمیت صرف اس بات میں ہے کہ اسلام کے عظیم الشان سماجی اصولوں کو پیش کیا جائے اور ان طاقتوں کے سامنے پیش کیا جائے جن کا ہمیں مقابلہ کرنا ہے حالات نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم اس بات کا اندازہ کریں کہ محض اصولوں کا قائل ہونا کوئی بات نہیں ہے خواہ ہم لاکھوں گنا

(باقی برصفحہ [illegible])

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اشخاص حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۸۶۔ مقبول محمد خان صاحب ۔ جیکب آباد
۱۸۷۔ سید عنایت رسول صاحب ۔ سرگودھا
۱۸۸۔ عبد القیوم صاحب ۔ ۔ ہزارہ
۱۸۹۔ غلام قادر صاحب ۔ ۔ کرنال
۱۹۰۔ اہلیہ غلام قادر صاحبہ ۔ ۔ ″
۱۹۱۔ عبد الحمید صاحب ۔ ۔ ″
۱۹۲۔ حمیدہ بیگم ۔ ۔ ″
۱۹۳۔ رحمت بی بی ۔ ۔ ″
۱۹۴۔ محمد عطا الرحمٰن صاحب ۔ شیلانگ
۱۹۵۔ نبی شاہ ۔ بیجاپور
۔ ۔ ۔ ۔ بیجاپور
۱۹۶۔ لاڈلا صاحب ۔ ″
۱۹۷۔ راجہ صاحب ۔ ۔ ۔ بیجاپور
۱۹۸۔ اسمٰعیل صاحب ۔ ۔ ۔ ″
۱۹۹۔ دستگیر صاحب ۔ ۔ ۔ ″
۲۰۰۔ چندرہ صاحب ۔ ۔ ۔ ″
۲۰۱۔ محمد اسحاق صاحب (نواب شاہ سندھ)

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
—— مینیجر

سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی کی ڈائری کے اقتباسات

سید تصدق حسین صاحب قادری حضرت مولانا عزیز بخش صاحب جائنٹ سیکرٹری انجمن کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

(ا) یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ حضرت سیدنا امیر کے خطبات جمعہ کے انگریزی میں ترجمہ کرنے اور ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرنے کے لئے سیکرٹری صاحب کو ہدایات دے دی گئیں۔ قبلہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا نقطۂ نگاہ جو درحقیقت قرآن کریم سے ماخذ ہے اور امام زمانہ نے دنیا کی موجودہ مشکلات کو حل کرنے کے لئے جس کی کھول کر تشریح فرمائی ہے اسے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں مختلف زبانوں میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ لوگ متلاشی ہیں جس چیز کے وہ ہمارے پاس ہے پتہ بتلانے کی ضرورت ہے

میرے محترم اور محبوب امیر کا وہ ریمارک جو ۱۷ جولائی کے خط میں خاکسار کی نسبت آپ کو تحریر فرمایا ہے پڑھ کر بارگاہ ایزدی میں شکریہ کے لئے سر جھک گیا۔ قبلہ حقیقت یہ ہے کہ خدمت دین کا جو جذبہ اس وقت اس فقیر کے دل میں موجزن ہے وہ اسی مرد خدا کا پیدا کیا ہوا ہے سچ تو یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اسی مرد حق پرست کے وجود کے آئینہ میں خاکسار نے شناخت کیا یہ میرے پیارے امیر کا وہ احسان عظیم ہے جس کا بدلہ فقیر تو نہیں دے سکتا اس کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ میری جانب سے اور جملہ اخوان سلسلہ سے حضرت کی خدمت میں سلام علیکم اور درخواست دعا۔

(ب) محمودی حضرات کا مجلہ البشریٰ جو جبل کرمل حیفا سے نکل رہا ہے اس میں اجرائے نبوت پر صفحات سیاہ کئے جا رہے ہیں۔ خویم عبد الصمد صاحب برق کی تجویز ہے کہ اس جہالت پر وپیگنڈے کی روک تھام ضروری ہے اس کا مؤثر علاج اردو میں تو کتابی صورت میں "خاتم النبیین کی حقیقت" نتیجۂ فکر عزیزم سید اختر حسین صاحب گیلانی موجود ہے اس کا ترجمہ عربی میں خود عزیز موصوف کر کے ہمیں بھجوا دیں ہم اسے کتابی صورت میں چھپوا کر عربی دنیا کو حقیقت حال سے آگاہ کریں یہ تجویز پسند کی گئی اور بذریعہ ان سطور کے مرکز کو بھی اطلاع ارسال ہے امید ہے اراکین انجمن اپنی فوری توجہ اس طرف مبذول فرما دیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۔۔)

زیادہ مضبوط ہو جائیں یہ چیز اس بات کی ضمانت نہیں کہ وہ اس ملک میں زندہ رہیں گے جس ملک پر ہم نے سات سو سال تک حکومت کی ہے شاید یہ المناک حالات قرآن مجید کے اس ارشاد کی طرف ہماری توجہ مبذول کر رہے ہیں وکذالک جعلنکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجے کا گروہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے پیشرو بنو اور رسول تمہارا پیشرو ہو ــــ بالفاظ دیگر ہم پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ ہم خدا کا پیغام دنیا کو پہنچائیں بالکل اسی طرح جس طرح آنحضرت صلعم نے اس پیغام کو ہمیں پہنچایا۔ کیونکہ ہم نے اس فرض کو فراموش کر دیا ہے حالات اس قدر ہمارے خلاف ہیں ان حالات کی تہ تک کون پہنچ سکتا ہے خدائی معاملات کا آج تک کسی نے بھید نہیں پایا۔ ہماری ہی نا لائقی کے دماغوں میں الجھاؤ پیدا کر کے ہمیں تنبیہہ کی گئی ہے یہی اس کشمکش کا صحیح مطلب ہے۔ ہم اس بات کو بہت اہمیت دیتے ہیں کہ اسلامی تمدن کی حفاظت کریں ہمیں ہمارے حکمران بالکل اس کے

ہفتہ بھر کی ضروری خبریں

ــــ نورمبرگ ۔ یکم اکتوبر ۔ آج نورمبرگ میں وار کرائمز ٹربیونل نے دس ماہ کی طویل کارروائی کے بعد ۲۱ نازی مجرمین کے خلاف مقدمات کا فیصلہ سنا دیا ۔ گوئرنگ ۔ رِبن ٹراپ ۔ سٹریچر اور دیگر نازی دیگر مجرمین کو تختۂ دار پر لٹکا یا جائیگا۔ ہرہیس، فنک اور رائیڈر کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے۔ شیراش ڈوئنٹز سپیر اور نیوراتھ کو نسبتاً ہلکی سزائیں دی گئی ہیں۔ شیراش کو بیس سال قید۔ ڈوئنٹز کو دس سال۔ سپیر کو بیس سال قید کی سزا دی گئی ہے۔ شاسٹ فاپن اور فرٹشے کو بری کر دیا گیا ہے۔ روسی جج نے ان تینوں نازیوں کو سزا دینے پر اصرار کیا۔ روسی جج کی رائے میں ہرہیس کو پھانسی کی سزا ملنی چاہیئے تھی۔ اس کی رائے میں نازی کابینہ، جنرل اسٹاف اور ہائی کمان کو مجرم قرار دینا ضروری تھا۔ لارڈ جسٹس لارنس نے اعلان کیا ہے کہ روسی جج کی رائے کو جلد از جلد شائع کر دیا جائے گا۔
آج لارڈ جسٹس لارنس نے کہا ہے کہ مجرمین کی طرف سے رحم کی اپیلیں ٹربیونل کے سیکرٹری کو چار دن تک بھجوا دینی ہوں گی۔
اتحادی ٹربیونل کی رائے میں گوئرنگ تمام الزامات کے سلسلہ میں مجرم ثابت ہوا ہے نازیوں پر یہ چار جرم عائد کئے گئے تھے ؛ــــ (۱) سازش (۲) امن عالم کے خلاف ارتکاب جرم (۳) جنگی جرائم (۴) انسانیت کے خلاف جرائم۔
ٹربیونل نے ہیس کے خلاف پہلا اور دوسرا جرم درست قرار دیا ہے۔ کائٹل ربن ٹراپ، روزن برگ، نیوراتھ اور یاڈل پر چاروں جرائم درست قرار دیئے گئے بارمن کی عدم موجودگی میں اسے تیسرے اور چوتھے الزامات میں مجرم قرار دیا گیا ہے۔
سزاؤں کی تفصیل یہ ہے ؛ــ
تختۂ دار ؛ــ گوئرنگ ربن ٹراپ ۔ کائٹل ۔ روزن برگ ۔ فرانک، ساکل، سٹریچر فرک، کلٹن برنر، یاڈل، سیس، انکوارٹ اور بورمن ۔
عمر قید ؛ــ ہیس ، فنک ۔ رائڈر
بیس سال ۔ شیراش سپیر
پندرہ سال ؛ــ فان نیوراتھ
دس سال ؛ــ ڈوئنٹز ۔
ــــ نئی دہلی ۲ راکتوبر ۔ مسٹر جناح نے آج دوپہر کے بارہ بجے وائسرائے کے ساتھ ملاقات کی بات چیت کا سلسلہ پچاس منٹ جاری رہا ۔ اس سے پہلے نواب صاحب بھوپال مسٹر جناح کے در دولت پر تشریف لے گئے اور کوئی آدھ گھنٹہ ان سے باتیں کرتے رہے ۔
صبح کے وقت نواب صاحب بھوپال بالمیک مندر کالونی میں تشریف لے گئے اور گاندھی جی سے ملاقات کی۔ جو ایک گھنٹہ جاری رہی ۔
ــــ نئی دہلی ۴ ۔ اکتوبر ۔ نواب صاحب بھوپال آج مسٹر جناح سے ملے، یہ ملاقات ایک سو منٹ تک جاری رہی۔
نئی دہلی ۔ ۴ راکتوبر ۔ نواب صاحب بھوپال نے آج ظہر کے بعد گاندھی جی سے ملاقات کی ۔ اور ۴۵ منٹ بات چیت کرتے رہے ۔
ــــ نیویارک ۳ راکتوبر ۔ حکومت ہند کا جو خصوصی وفد خوراک کا سامان حاصل کرنے کی غرض سے ارجنٹائن گیا تھا۔ اس کے قائد دیوان چمن لال کا بیان ہے کہ ہمارا وفد کامیاب رہا ۔ ارجنٹائن کے اناج سے لدے ہوئے سترہ جہاز اس وقت ہندوستان کے راستے میں ہیں ۔ تین تیز رفتار جہازوں میں تیس ہزار ٹن اناج بہت جلد بار کر دیا جائے گا۔ برطانی حکام کے بھیجے ہوئے جہاز جب ارجنٹائن کی بندرگاہ میں پہنچیں گے تو ایک لاکھ دس ہزار ٹن اناج اور بھیج دیا جائے گا۔ ہم نے پانچ ہفتے میں تین لاکھ چار ہزار ٹن اناج ہندوستان بھیجنے کا لائسنس حاصل کر لیا ہے۔ اب ہمارا معاہدہ جو ہوا ہے ۔ اس کے لئے ہم ہندوستان کی ضرورت کے مطابق کافی اناج حاصل کر سکیں گے ۔ دیوان چمن لال آج نیویارک مونٹ ریال (کناڈا) روانہ ہو چکے ہیں ۔
ــــ پشاور ۷ راکتوبر معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو الکسرے کی انتظام مجلس کے نائب صدر کی حیثیت سے قبائلی علاقہ میں پہنچیں گے ۔ تو قبائلی پٹھان ان سے مطالبہ کریں گے کہ ان کے علاقے پر جو فضائی بم باری بلا وجہ ہوئی ہے اسکا ہرجانہ ادا کیا جائے ۔ حکومت ہند کی اس کارروائی سے پٹھانوں کا سخت نقصان ہوا تھا ۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ پٹھان چار کروڑ روپیہ ہرجانہ کا مطالبہ کریں گے ۔ پنڈت نہرو کے ساتھ بات چیت کے دوران میں شاید اسلام بی بی والے مقدمہ کا ذکر بھی آ جائے ۔ واضح رہے کہ اسلام بی بی کے دعویدار ہندو اور مسلمان دونوں تھے ۔ بالآخر ایک عدالت انصاف نے اسے ہندوؤں کے حوالے کر دیا تھا مگر وزیری پٹھان اس فیصلہ سے ہرگز مطمئن نہیں ہوئے تھے ۔

۴۴ ۔ برعکس محسوس کرتے ہیں بحیثیت حکمران کے وہ ہمارے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرتے ہوئے ہمیں حکومت خود اختیاری دینے کو تیار ہیں لیکن یہ حکومت خود اختیاری مذہبی اصولوں اور روایات کے ساتھ اس قدر وابستہ ہے کہ ہمارے اس مطالبہ کو اہل برطانیہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لئے یہ ضرورت ہے کہ ہم انہیں اپنی ثقافت کے گہرے سماجی اور بین الاقوامی مفہوم سے آگاہ کریں تاکہ پیشتر اس کے کہ ہم ان کے سامنے اپنا مطالبہ پیش کریں گے

معیار صداقت ماموریں

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۶ء)

غیر رسول میں معیار رسالت اب ہم بہائی معیاروں پر مختصر سی بحث کرتے ہیں۔

مولوی عبداللہ صاحب اپنے رسالہ معیار رسالت کے صـ۳ پر لکھتے ہیں کہ

"یہ بات عقلاً اور نقلاً محال ہے کہ معیار رسالت کسی ایسے مدعی پر صادق آسکے جو صادق شارع پیغمبر نہ ہو"

عمومی رنگ میں یہ بات درست ہے۔ مگر یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اگر کوئی مدعی ایسا ہو جو بیماری یا جنون وغیرہ کی وجہ سے کوئی ایسی بات کا دعوے کرے جو رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو ایسے شخص کو ہم مفتری علی اللہ نہیں کہہ سکتے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مفتری کو مجنون سے الگ بیان کیا ہے۔ اور جبکہ وہ مفتری علی اللہ رسول نہ ہوا تو اس کی سزا بھی وہ نہیں ہو سکتی جو کسی مفتری علی اللہ کی ہو۔ عقل بھی یہی چاہتی ہے اور تاریخ عالم میں ایسے صدہا واقعات ملیں گے۔ ہمارے سامنے بعض مدعی موجود ہیں جو در اصل معذور ہیں۔ مثلاً مولانا عبداللہ تیماپوری وہ سنہ ۱۹۰۸ء سے الہامات شائع کر رہے ہیں اور ماموریت کے بھی مدعی ہیں اور ایک جماعت بھی ان کے ساتھ ہے۔ اور انجیل قدسی کا بھی ان پر نازل ہونا انھوں نے بیان کیا ہوا ہے۔ اب مولوی عبداللہ صاحب فرمائیں کہ ۲۴ سالہ معیار ان میں پایا جاتا ہے یا نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ معیار موجود ہے خود مولانا عبداللہ صاحب تیماپوری اسی بناء پر اپنے صادق مامور ہونے کا ادعاء کیا ہے۔ ہمارے نزدیک مولانا ہرگز مفتری علی اللہ نہیں ہیں ورنہ یقیناً ان کی رگ حیات جسمانی و روحانی کاٹ دی گئی ہوتی۔

صبح ازل اگر یہ مثال جو ہمارا مشاہدہ ہے کافی نہیں تو مولوی صاحب ذرا صبح ازل کو لے لیں۔ باب اسے مظہر الٰہی قرار دیتا ہے اور نکتۃ الکاف کے بیان کے مطابق وہ من یظہرہ اللہ ہے وہ بہاء اللہ کی طرح آسمانی الواح کا نزول بیان کرتا ہے۔ جس پر بہاء اللہ کو اعتراض یہ ہے کہ وہ الواح ایسی ہیں کہ اہل علم اس پر ہنستا کھلا کھلاتے ہیں۔ مگر وہی صبح ازل بہاء اللہ صاحب کے نزدیک ایک شیطان اور دجال اکبر ہے۔ مگر وہ مظہر الٰہی ہونے کا ویسا ہی مدعی ہے جیسا خود ملا حسین علی نوری صاحب تھے چنانچہ اس کی کتاب مستیقظ کا خود حسین علی صاحب نے اپنی الواح میں ذکر کیا ہے اب یہ مدعی بہاء اللہ سے دس بارہ سال پہلے کا ہے اور بیس برس کے قریب بہاء اللہ سے بعد مرا ہے۔ اگر بہاء اللہ چالیس سال کے قریب مظہریت کا دعوے کرنے معیار رسالت پر پورا اترتا ہے تو صبح ازل جو بیس سال بہاء اللہ سے زیادہ مظہریت کے منصب پر قائم رہا وہ کیوں معیار رسالت پر پورا نہیں اترتا اور کیوں مولوی عبداللہ صاحب اپنے مفروضہ کے مطابق اسے سچا مظہر آلٰہی یا رسول نہیں مان لیتے۔

اگر ناواقفوں کو دھوکہ دینے کی خاطر یہ کہا جائے کہ صبح ازل ثابت کرتا ہے کیونکہ غیر مظہر آلٰہی میں مظہریت آلٰہی (جس سے بعض بہائی رسالت مراد لیتے ہیں) کے علامات ثابت ہوگئے۔ پس جس طرح مولوی عبداللہ صاحب کے نزدیک صبح ازل اس لئے رسول نہیں کہ وہ مدعی رسالت نہیں اسی طرح ہمارے نزدیک بہاء اللہ بھی رسول نہیں کیونکہ وہ مدعی رسالت نہیں ہے۔ اور دونوں میں کسی معیار رسالت کا ثابت ہونا ان کی سچائی کی دلیل نہیں ہے۔

صبح ازل کے متعلق بہائیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ باب نے تو اسے "اللہ" قرار دیا ہے جیسا کہ باب کی وصیت میں لکھا ہے کہ ہذا کتاب من اللہ المہیمن الی اللہ المہیمن

دلائل عمومی مولوی صاحب فرماتے ہیں:-

"بہاء اللہ کا مصائب میں مبتلا رہنا اور بے نظیر استقامت دکھانا مطابق آیت فاستقم کما امرت اس کے سچے رسول ہونے کی دلیل ہے۔"

"فاستقم کما امرت" کے حکم کی تعمیل نبی اور غیر نبی سب پر واجب ہے اور کسی کا استقامت دکھانا اس کے رسول ہونے کے لئے لازمی دلیل نہیں کیونکہ بہاء اللہ سے بڑھکر اہل اللہ کی استقامت ثابت ہے۔ مثلاً حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں جو نمونہ استقامت کا دکھایا وہ بے نظیر ہے۔ لیکن امام حسین کوئی رسول نہیں ہیں۔

مولوی صاحب نے بہاء اللہ صاحب کی استقامت کے لئے ان کے الفاظ

"لا اجزع من البلایا فی سبیلہ ولا عن الرزایا فی حبہ و رضائہ"

یعنی میں اس کی راہ میں بلاؤں کی وجہ سے غم نہیں کرتا اور نہ اس کی محبت اور رضا میں دکھوں سے غمگین ہوتا ہوں۔

لیکن اس سے بڑھکر حضرت احمد جام فرماتے ہیں:-

احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضاء جاناں رضوان شد است مارا

یعنی عاشق کو نہ بہشت کی پرواہ ہے نہ دوزخ کا ڈر کیونکہ عاشق کا بہشت ہر لحظہ محبوب کی رضا ہے وبس۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ دوسری عمومی دلیل مولوی صاحب نے جو دی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کا دعوے ہے کہ کوئی اس کی مثل ایک سورۃ بھی نہیں لا سکتا۔ اسی طرح بہاء اللہ صاحب کا دعوے ہے۔

اگر واقعی جو کلام بہاء اللہ نے پیش کیا ہے وہ مافوق الطاقت بشری ہے تو یقیناً وہ خدا کا ہی کلام ہونا چاہیئے مگر مولانا عبداللہ صاحب کے اپنی مثل آیات لانے کی تحدی کا جو ثبوت پیش کیا ہے وہ بالکل دوسری چیز ہے۔ بہاء اللہ کے الفاظ یہ ہیں جو مولوی صاحب نے پیش کئے ہیں:-

"ان تکفروا بہذہ الایات فبای حجت امنتم باللہ من قبل ہاتوا ایہا الملاء الکاذبین۔ لا فو الذی نفسی بیدہ لن یقدروا ولن یستطیعوا ولو یکون بعضہم لبعض ظہیرا"

اس عبارت میں یہ مطالبہ نہیں کہ میری آیات کی مانند آیات بنا کر دکھاؤ اور تم ایسا نہ کر سکو گے بلکہ یہاں تو یہ مطالبہ ہے کہ جس دلیل سے تم اللہ پر پہلے ایمان لائے ہو وہ دلیل لاؤ اور تم ایسی دلیل ہرگز نہ لا سکو گے یہاں یہ آیات کے مقابل آیات لانے کا کوئی ذکر نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ مطالبہ آیات کے اندر ضمنی طور پر اپنی آیات کی مثل آیات لانے کا بھی چیلنج ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بہاء اللہ کی پیش کردہ الواح میں سوائے ایرانی رنگ کی شاعری اور وہ بھی سخت مبالغہ آمیز اور اور کوئی خوبی موجود نہیں۔ اس کے مقابل صبح ازل اس سے زیادہ صحیح اور اچھا لکھتا تھا۔

مقابلہ باب کو یہ دعوے ضرور تھا کہ اس کے مقابل کوئی زود نویس اور بہتر لکھنے والا نہیں چنانچہ ایک دفعہ باب سے ایک ایرانی حاکم نے اپنے دربار میں نشان کا مطالبہ کیا تو باب نے کہا کہ میں اپنے عصا کی شان میں آیات نازل کر سکتا ہوں جن کا مقابلہ دوسرا نہیں کر سکتا۔ شیعہ علماء موجود تھے ان کے سامنے حاکم نے اجازت دی کہ بہت اچھا آپ آیات نازل فرمایئے تو پہلے ہی فقرہ میں باب سے غلطی ہوئی اور وہ یہ کہ اس نے کہا "الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض"

سماوات کی ت کو مفتوح جو پڑھا تو علماء نے کہا کہ یہ تو غلط ہے تاء سمٰوٰۃ مکسور (سماواتِ) چاہیئے۔ باب نے غلطی تسلیم کی اور پھر خطبہ شروع کیا تو سماوات کو تو ٹھیک پڑھا لیکن اس کے الارض کو بجائے الارضَ پڑھنے کے الارضِ پڑھا اب جو غلطی بتائی گئی تو حضرت باب کو غصہ آگیا اور بڑی شان سے فرمایا کہ خدا کا کلام ہماری صرف و نحو کا پابند نہیں ہے۔ حاکم وقت خود ادیب تھا اس نے کہا کہ تمہاری آیات سے اچھی آیات تو پھر میں لا سکتا ہوں چنانچہ اس نے ایک بالکل صحیح اور مقفٰی عبارت عربی زبان میں برجستہ پیش کر دی جس سے باب کو شرمندہ ہونا پڑا۔ یہ تمام واقعہ پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب Materials for The Study of The Babi Movement. میں درج کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ملاں حسین نوری صاحب نے کبھی یہ جرأت نہ کی علماء کے سامنے آتا اور کہ دعویٰ کمال پیش کرتا اور پھر اس کا حال بھی یقیناً باب کی طرح ہی ہوتا۔

ایک واقعہ کئی سال ہوئے جبکہ مولوی عبداللہ صاحب کشمیر میں تبلیغ بہائیت کے لئے سرینگر میں بعض بہائیوں کو بلایا۔ اتفاق سے میں بھی ان دنوں سرینگر بھیج دیا گیا۔ راستہ میں جموں سے سید محمد امین شاہ صاحب اور میں اکٹھے ہوگئے۔ خدا تعالےٰ کا یہ خاص فضل ہوا کہ سید محمد امین شاہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے بہائیت کے جال میں سے نکال لیا جس کا ایک سبب یہ ہوا کہ کراچی کے ایک بہائی مبلغ اور تاجر نے ایک غیر شائع شدہ بہاء اللہ کی لوح پڑھنے کو دی غالباً یہ خیال کیا کہ اس لوح کو پڑھکر شاہ صاحب جو ایک فاضل ہیں ضرور پختہ بہائی ہو جائیں گے، مگر شاہ صاحب نے جب اس عربی لوح کو پڑھا تو اس بہائی سے کہا کہ اس میں تو عربی کی غلطیاں ہیں اس لئے یہ دوسروں کو کیا دکھائی جائے۔ بہائی مبلغ نے کہا کہ آپ خود عربی درست کر لیں۔ تب شاہ صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کہ خدا کی عبارت کو محمد امین گیلانی درست کرے تو یہ عجیب بات ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے مجھے وہ لوح لا کر نہ دکھائی بلکہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دل میں جو بہاء اللہ کی عزت اور اس کے متعلق اعتقاد تھا اس کے ڈھیلے ہو جانے کا ذکر کیا۔ اس واقعہ کو بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ بہاء اللہ کی آیات کو ہمارے علماء درست کرتے ہیں۔ اور اس پر بھی یہ دعوے کہ بہاء اللہ کی تحریریں لاجواب ہیں بالکل غلط ہے۔

باقی آئندہ

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔
(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔
(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ ۔ یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۹ ذیقعد ۱۳۶۵ھ ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء ۔ نمبر ۴۲

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفرست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

(۱) عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ و انا مھتم فقال لی مالی اراک منکسراً فقلت استشھد ابی یوم احد وترک عیالاً و دیناً فقال الا ابشرک بما لقی اللہ بہ اباک قلت بلیٰ قال ما کلم اللہ احداً قط الا من وراء حجاب واتہ احیا اباک و کلمہ کفاحاً فقال یا عبدی تمن علیّ اعطک فقال یا رب تحیینی فاقتل ثانیۃً فقال سبحانہ وتعالیٰ انہ قد سبق منی انھم لا یرجعون فنزلت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم الایۃ ترمذی۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلعم مجھے ملے اور میں غمگین تھا آپ نے مجھے فرمایا کہ میں تمہیں دلگیر دیکھتا ہوں میں نے عرض کی کہ جنگ احد میں میرا باپ شہید ہوا اور اس نے (بڑا) عیال اور (کڑا) قرض چھوڑا حضور نے فرمایا کیا میں تجھے (اس بات کی) بشارت نہ دوں کہ تیرا باپ اللہ تعالیٰ سے ملا میں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا خدا نے کبھی کسی سے بدون حجاب کلام نہیں کیا اور یقیناً اس نے تیرے باپ کو زندہ کیا اور اس سے روبرو کلام کیا پھر اس نے فرمایا اے میرے بندے مجھ سے مانگ میں تجھ کو دونگا اس نے کہا اے رب مجھ کو زندہ کر کہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ بات پہلے سے تقدیر میں لکھ رکھی ہے کہ وہ دنیا میں پھر نہ آئیں گے (مردے زندہ ہوکر دنیا میں واپس نہیں لوٹتے) تو آیت نازل ہوئی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم الایہ ترمذی

(۲) عن سعد بن ابی وقاص فی ھذہ الایۃ قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انھا کائنۃ ولم یأت تاویلھا بعد۔ اخرجہ الترمذی۔ والمراد بالتاویل ھنا الوجود والوقوع لا التفسیر ونحوہ۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس آیت قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم کی تفسیر میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب آئندہ آنیوالا ہے اب تک تو نہیں آیا (پیشگوئی ہے) ترمذی اس کے راوی ہیں۔ اور تاویلھا بعد سے مراد اسجگہ وجود اور وقوع ہے نہ تفسیر اور اس کے مانند۔

(۳) وعن ابن مسعودؓ قال لما نزلت الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ شق ذالک علی المسلمین وقالوا اینا لا یظلم نفسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس ذالک انما ھو الشرک الم تسمعوا قول لقمان لابنہ یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (متفق علیہ)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی الذین امنوا و لم یلبسوا ایمانھم بظلم تو مسلمانوں پر بہت شاق گذرا اور کہنے لگے کہ بھلا ہم میں کون ایسا شخص ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ظلم سے یہ مراد نہیں (جو تم نے خیال کیا ہے) بلکہ ظلم سے شرک مراد ہے کیا تم نے لقمان کا وہ قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ لا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم۔

(غلام قادر)

مَلفُوظاتِ حضرتِ مسیحِ موعود علیہ السّلام

میرا دوست اور عزیز کون ہے؟

میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے؟ وہی جو مجھ یقین کرتا ہے؟ کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ ضرور اس سے روشنی لے گا۔ لیکن جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے۔ وہ چوروں، قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے موت اس کو درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالےٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے تب وہ اس کے نفس کے دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے۔ تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی تب وہ ترقی پہ ترقی کرتا ہے۔ (فتح اسلام)

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ۲۰ اکتوبر کو انگلستان روانہ ہوجائینگے

اخویم محترم جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور سے انگلستان روانہ ہوجائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف پہلے مسجد ووکنگ انگلستان تشریف لے جائیں گے اور وہاں سے حالات کا اندازہ کرکے جب مرکزی یورپ کی فضا ساز گار ہوجائے گی اور تبلیغ اسلام کے لئے حالات مساعد ہوجائیں گے تو جرمنی تشریف لے جائیں گے۔ محترم ڈاکٹر صاحب تبلیغ اسلام کے لئے جو درد رکھتے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے انہیں جو محبت ہے وہ ناقم سطور بھا کی تشریح کی منت کش نہیں۔ سب احباب سلسلہ خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو تبلیغ اسلام کے بلند عزائم میں کامیاب کرے ان کو خیریت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچائے اور زندگی کی ہر منزل پر ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

درخواستِ دُعا

محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا صاحبزادہ عزیز لئیق احمد شدید بیمار ہے اور حالت بہت ہی نازک ہے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کو شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام } عامر نام۔ ابوعبیدہ کنیت۔ امین الامۃ لقب اگرچہ والد کا نام عبداللہ تھا مگر دادا کی طرف منسوب ہو کر ابن الجراح کہلائے۔

اسلام } آپ احد العشرۃ السابقین الی الاسلام تھے اسلام لانے سے قبل آپ حضرت ابوبکرؓ کے زیر تبلیغ رہے چنانچہ آپ کا اسلام انہیں (ابوبکرؓ) کی دعوت کا مرہون منت ہے (اصابہ)

ہجرت } آپ صاحب الہجرتین تھے ایک مرتبہ حبشہ کی طرف اور دوسری دفعہ مدینہ کی طرف ہجرت کا شرف حاصل کیا یہاں رسول اللہ صلعم نے سعد بن معاذؓ کے ساتھ بھائی چارہ کرا دیا۔ (اصابہ)

غزوات } سب سے پہلے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی اس غزوہ میں آپ بہت بڑے امتحان میں ڈال دیئے گئے جبکہ آپ کے والد عبداللہ مخالفین کی صف میں ابوعبیدہؓ کو مارنے کے لئے پے در پے حملے کر رہے تھے اور یہ ہر موقعہ پر طرح دیے جاتے تھے۔ بالآخر عبداللہ کے حملوں نے جب شدت اختیار کی تو پھر لاچار آپ کو بھی بالمقابل تلوار اٹھانی پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ایک ہی وار میں کٹ کر ڈھیر ہو گیا۔ چنانچہ قرآن مجید نے آپ کے اس فعل کی ان الفاظ میں تائید فرمائی۔

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الایۃ (سورہ مجادلہ رکوع ۳) (اصابہ)

غزوہ احد میں رسول کریم صلعم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں اس شدت سے گڑ گئیں کہ ابوعبیدہؓ نے جب انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تو آپ کے دو دانت شہید ہو گئے۔

بیعت رضوان } ۶ھ میں بیعت رضوان میں شرکت فرمائی اور عہد نامہ حدیبیہ پر دستخط کرنیوالوں میں سے آپ بھی تھے (ابن سعد)

ساحلی علاقہ کی مہم } ساحلی علاقہ کی مہم میں جس کے آپ سردار تھے مسلمانوں کو بہت بڑے ابتلا اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا درختوں کے پتے کھا کر دن گذارتے تھے۔ آخر اللہ تعالے نے اس مصیبت کے وقت ان لوگوں کی دستگیری فرمائی چنانچہ ایک بہت بڑی مچھلی کنارہ پر آ گئی جسے ۳۰۰ افراد نے ۱۵ روز تک کھایا اور اس مچھلی کا نام عنبر تھا (بخاری)

ابوعبیدہؓ معلم کی حیثیت میں } ۹ھ میں اہل نجران کے ایک وفد نے بارگاہ نبوتی میں حاضر ہو کر ایک معلم کی درخواست کی جو شائقہ تعلیم و تلقین کے مسند قدنا کو بھی زینت بخشے اس پر آنحضرت صلعم نے ابوعبیدہؓ کو فرمایا اٹھو جب آپ کھڑے ہوئے تو اہل نجران سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ اس امت کا امین ہے اسے تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں (بخاری)

حجۃ الوداع } ۱۰ھ میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

سقیفہ بنی ساعدہ } آنحضرت کی وفات پر سقیفہ میں خلافت کا جھگڑا پیدا ہو گیا لیکن شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) اور امین الامت کی کوشش سے یہ آتش خرمن سوز بہت جلد فرو ہو گئی چنانچہ ابوعبیدہ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا۔

یا معشر الانصار انکم کنتم اول من نصر فلا تکونوا اول من من غیر (یعقوبی) اے گروہ انصار! تم نے سب سے پہلے (اسلام کی) نصرت فرمائی (ایسا نہ ہو) کہ تم ہی اس کی تخریب کا باعث ہو اس موقعہ پر صدیق اکبر نے جہاں حضرت عمرؓ کا نام خلافت کے لئے پیش کیا وہاں ابوعبیدہ کو بھی اس منصب جلیلہ کے لئے پیش فرمایا۔ لیکن ان دونوں بزرگوں نے بڑھ کر سب سے پہلے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (یعقوبی) اس کے بعد تمام مہاجرین و انصار بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے فتنہ و فساد کے سیاہ ابر افق اسلام سے چھٹ گئے۔

شام کی سپہ سالاری } ۱۳ھ عہد صدیقی میں ملک شام میں مختلف اطراف سے لشکر کشی کا بہت بڑا اہتمام ہوا۔ ابوعبیدہؓ حمص پر یزید بن ابی سفیانؓ دمشق پر شرجیلؓ اردن پر۔ عمرو بن العاصؓ فلسطین پر مامور ہوئے اور ان سب کو حکم ہوا کہ جب سب کے سب ایک جگہ میں مجتمع ہو جائیں تو ابوعبیدہؓ سپہ سالار عام ہوں گے۔

سرحد عرب عبور کرنے کے بعد بہت بھاری رومی فوج کا سامنا ہوا یہ دیکھ کر ابوعبیدہؓ نے تمام فوج کو یکجا اکٹھا کر لیا۔ دربار خلافت کے حکم سے خالد بن ولیدؓ جو عراق کی مہم پر مامور تھے راستے بھر لڑتے شامی فوج سے آ کر مل گئے چنانچہ متحدہ فوج نے بصریٰ۔ فحل اور اجنادین فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔

فتح دمشق } دوران محاصرہ میں حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا اور فاروق اعظمؓ نے مسند خلافت کو زینت بخشی محاصرہ نے جب طول کھینچا تو ایک دن خالد بن ولیدؓ اپنی بیدار مغزی اور بلند ہمتی سے فصیل پھاند گئے اور شہر میں داخل ہو کر دروازے کھول دیئے ادھر ابوعبیدہ جو اپنی فوج کو لئے تیار کھڑے تھے شہر میں گھس گئے جس پر شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کر لی (ابن اثیر)

معرکہ فحل } فحل میں رومیوں نے سفارت طلب کی اگرچہ معاذ بن جبلؓ نے اس کام کو بخوبی انجام دینے کی کوشش کی مگر رومیوں کی ضد اور ہٹ سے سفارت بے نتیجہ رہی اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور ہر ایک صف میں کھڑے ہو کر فرمایا۔

عباد اللہ استوجبوا من اللہ النصر بالصبر فان اللہ مع الصابرین اللہ کے بندو! صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو خدا تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے تھوڑے سے مسلمان ابوعبیدہؓ کی قیادت میں اس بے جگری اور دانشمندی سے لڑے کہ رومیوں کی پچاس ہزار باقاعدہ فوج کو شکست فاش دیکر ضلع اردن کے تمام علاقے فتح کر لئے

فتح حمص } بعد ازیں اسلامی فوج نے آگے بڑھ کر حمص۔ شیرز۔ حماۃ معرۃ النعمان اور لاذقیہ فتح کئے۔

یرموک کا فیصلہ کن معرکہ } پے در پے شکستوں سے کھسیانے ہو کر ہرقل شہنشاہ روم کی دعوت پر تمام اطراف سے ٹڈی دل فوج مجتمع ہو گئی۔ ابوعبیدہؓ کو علم ہوا تو اپنے ماتحت افسروں کو جمع کر کے ایک زوردار خطبہ پڑھا اور اس مہیب سیلاب کی روک تھام کے لئے مشورہ طلب کیا۔ یزید بن سفیانؓ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں کو لاذقیہ میں چھوڑ کر ہم لوگ مقابلہ کے لئے نکلیں اس کے ساتھ خالدؓ اور عمرو بن العاصؓ کو لکھا جائے کہ دمشق اور فلسطین سے چل کر مدد کو آئیں شرجیل بن حسنہؓ نے کہا مشورہ مخلصانہ ہے مگر ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو عیسائیوں کی تحویل میں نہیں چھوڑ سکتے ابوعبیدہؓ نے فرمایا کیا پھر عیسائیوں کو شہر بدر کر دینا چاہیئے؟ شرجیلؓ نے کہا اے امیر یہ صریحاً نقض عہد ہو گا جس کا آپ کو ہرگز حق نہیں ابوعبیدہؓ نے اس بات پر اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ مفتوحہ ممالک چھوڑ کر تمام فوجیں دمشق میں جمع ہوں۔ اس قرارداد کے بعد لاکھوں کی رقم جو بطور جزیہ ان ممالک کے باشندوں سے لی گئی تھی واپس کر دی گئی اور انہیں کہا گیا کہ یہ تمہاری حفاظت کا معاوضہ تھا لیکن سر دست ہم اس سے عاجز ہیں لہذا ہمیں اس رقم سے مستفید ہونے کا کوئی استحقاق نہیں عیسائیوں پر اس حق پسندی و انصاف کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے تھے اور جوش عقیدت سے کہے جاتے تھے کہ "خدا تم کو پھر واپس لائے" الغرض میدان یرموک میں جنگ شروع ہوئی اگرچہ مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار کے قریب تھی تاہم افسران فوج کی دانشمندی اور سپاہیوں کی عالی ہمتی سے میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اس جنگ میں ستر ہزار رومی مارے گئے اور کم وبیش تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

بیت المقدس } چونکہ بیت المقدس کو عمرو بن العاص نے ایک عرصہ سے محاصرہ میں لیا ہوا تھا اور ادھر ابوعبیدہؓ بھی شریک محاصرہ ہو گئے تھے شہریوں نے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی اور عرض کیا کہ امیر المومنین خود یہاں آ کر اپنے ہاتھ سے معاہدہ صلح لکھیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے جابیہ پہنچ کر صلح نامہ مرتب کیا جس پر سب کے دستخط ہو گئے اور بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا

اخلاق و عادات } حضرت ابوعبیدہؓ بہت خدا ترس۔ متبع سنت۔ متقی۔ زاہد۔ متواضع۔ اور مساوات کے حامی تھے۔

خوف خدا کا یہ حال تھا کہ معمولی واقعات انہیں متاثر کر دیتے تھے ایک روز ایک شخص ان کے ہاں آیا دیکھا تو زار و قطار رو رہے ہیں سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے "ابوعبیدہؓ! فتوحات اور تمول کا زمانہ اگر پاؤ تو تمہارے لئے صرف تین خادم کافی ہوں گے، ایک تمہاری ذات کے لئے ایک تمہارے اہل و عیال کے لئے اور ایک سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے اسی طرح سواری کے تین جانور کافی ہیں ایک تمہارے لئے ایک خادم کے لئے اور ایک اسباب و سامان کے لئے" لیکن اب دیکھتا ہوں تو میرا گھر خادموں سے اور اصطبل گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے آہ! میں رسول اللہ صلعم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ (مسند)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کے پاس چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطور انعام بھیجے۔ انھوں نے تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی یہ خبر سنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ اسلام میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں (اصابہ)

مساوات کا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان سپاہی نے غنیم کے ایک سپاہی کو پناہ دی۔ خالد بن ولید اور عمرو بن عاص نے اسے تسلیم کرنے سے

(باقی برصفحہ ...)

پیغام صلح

جلد | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ ذیقعد سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴۲

مذہب اور اشتراکیت

صرف اسلام کمیونزم کا مقابلہ کرسکتا ہے

اس زمانہ میں اشتراکیت کو جو اہمیت حاصل ہے اس کی تین وجوہ ہیں۔ (الف) مغربی انڈسٹریلزم (ب) مغربی نظام سرمایہ داری (ج) مغربی مادیت۔ انڈسٹریلزم نے سرمایہ دار اور مزدور کے دو طبقات پیدا کئے نظام سرمایہ داری نے ان دو طبقات کے درمیان کشمکش کو فروغ دیا اور مادیت نے انسان کے اخلاقی اور روحانی قواء کو مضمحل کر کے انسان پر انسان کے ظلم کے لئے نئے راستے پیدا کئے سرمایہ دار کے اس ظلم کے نتیجہ میں اشتراکیت پیدا ہوئی جس کے انتہا پسندانہ نظریے بالشوزم اور کمیونزم ہیں لیکن کمیونزم کی بنیاد بھی مادیت پر ہے۔ کمیونزم کے مفکرین اخلاق کی ایک خاص شکل کو سوسائٹی کے قیام کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر مذہب کے روحانی اصولوں کے وہ قائل نہیں بلکہ روحانی اصولوں کے وہ شدید مخالف ہیں اور مذہب کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرنے کو تیار ہیں چنانچہ لینن جو روسی بالشوزم کا بانی ہے اور اس کے اقوال کمیونسٹوں کے نزدیک سند کی حیثیت رکھتے ہیں وہ لکھتا ہے:-

"مارکسزم (یعنی کارل مارکس کا نظریہ کمیونزم) خالص مادیت ہے اس لئے کارل مارکس مذہب کا اسی طرح شدید مخالف ہے جس طرح اٹھارویں صدی عیسوی کے فرانسیسی مفکرین (والٹیر۔ ہولباخ اور ڈائڈرو) مذہب کے مخالف تھے یا جیسے فوئرباخ (Feuerbach) انیسویں صدی کا مشہور جرمن فلسفی مذہب کا مخالف تھا .... لیکن مارکس اور اینگلز کی مادیت فرانسیسی مفکرین اور فوئرباخ کی مادیت سے زیادہ نمایاں ہے اس فلسفیانہ مادیت کی رو سے ساری تاریخ انسانی کی خالص مادی تعبیر کی گئی ہے جس کی وجہ سے مذہب کا جارحانہ مقابلہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے ـــــ مذہب کی مخالفت ہر قسم کی مادیت کی ابتدا ہے لیکن مارکسزم صرف ابتداء پر نہیں رک جاتا کیونکہ مارکسزم ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہمیں اس قابل ہونا چاہیئے کہ ہم مذہب کا جارحانہ مقابلہ کر سکیں"

پھر ایک دوسری جگہ لینن لکھتا ہے:-

"مذہب کے خلاف ہماری جنگ صرف خیالی اور قیاسی تبلیغ تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیئے اس جنگ کو کسی ٹھوس سماجی تحریک کی شکل اختیار کرنی چاہیئے اس کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ مذہب کو سوسائٹی سے جڑوں سمیت اکھاڑ کر پھینک دیا جائے"

لینن کی تحریروں کے ان مندرجہ بالا اقتباسات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مذہب اور کمیونزم میں کس قدر شدید اختلاف ہے اس معاشی مساوات کی تحریک نے مذہب کے واسطے زندگی اور موت کا سوال پیدا کر دیا ہے کمیونزم کی طرف سے مذہب کو یہ چیلنج ہے کہ وہ اپنے جارحانہ حملوں سے مذہبی اصولوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دے گا اس وقت بعض قبائلی مذاہب کے علاوہ تین بڑے بڑے مذاہب ہیں بدھ مت، عیسائیت اور اسلام۔ جہاں تک بدھ مت اور عیسائیت کا سوال ہے یہ دونوں مذاہب کمیونزم کے حریف نہیں ہو سکتے کیونکہ ان دونوں مذاہب میں زندگی سے ایک قسم کا گریز پایا جاتا ہے بدھ مت زندگی کو دکھ خیال کرتا ہے اور اس سے فرار کی تعلیم دیتا ہے۔ عیسائیت انسان کو فطرتاً گنہگار سمجھتے ہوئے اس ارضی زندگی سے ایک قسم کی نفرت سکھاتی ہے یہ بھی ایک قسم کا گریز ہے اس لئے موجودہ دور کا انسان جو اس دنیا کی زندگی کو ایک حقیقت سمجھتا ہے اس کے لئے ان مذاہب میں کوئی پیغام نہیں اور نہ وہ ان مذاہب کے ذریعہ اپنے تمدنی تمرانی اور معاشی مسائل کو حل کر سکتا ہے۔ صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اس دنیوی زندگی کو خاص اہمیت دیتے ہوئے اسے اخروی زندگی کے لئے نہایت ضروری قرار دیتا ہے انسان کی دوسری زندگی اچھی زندگی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اسلام حیات انسانی کے جملہ شعبوں پر حاوی ہے اور روحانی اصولوں پر انسانی زندگی کی بنیاد رکھتے ہوئے تمام انسانی مسائل کا نہایت شاندار حل پیش کر سکتا ہے سو آج اگر کوئی مذہب کمیونزم کا حریف ہو سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اسلام روحانیت اور اخلاق کے ذریعہ سے اس دنیا کو بہشت کا نمونہ بنا سکتا ہے اور آیندہ سرمدی زندگی کے راستے بھی انسان کے لئے کھول سکتا ہے۔ لیکن اس کا مقابلہ ایک ایسی تحریک سے ہے جو موجودہ دور کے دو طبقات کی کشمکش سے پیدا ہوئی ہے اور دنیا کو معاشی مساوات کا پیغام دینے کی وجہ سے اقتصاد پرست انسان کے لئے ایک خاص جاذبیت اپنے اندر رکھتی ہے اور اس کے علاوہ اس تحریک کے پاس غیر معمولی مادی سامان ہیں دوسری طرف اسلام اپنے پیروؤں کی عمرانی کمزوری کے باعث نہایت غربت کی حالت میں ہے اس لئے مقابلہ نہایت سخت اور غیر مساوی ہے ـــــ وہ لوگ جو دنیا میں اسلام کا غلبہ چاہتے ہیں انہیں ان حقائق سے بے خبر نہ رہنا چاہیئے بلکہ نہایت فراست اور استقلال کے ساتھ اس باطل تحریک کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ بظاہر اشتراکیت بہت انقلاب انگیز ہے اور غیر معمولی طاقت اپنے اندر رکھتی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ باوجود اس طاقت کے نہایت سطحی تحریک ہے کیونکہ انسانی فطرت کے لازوال تقاضوں سے اسے دور کی بھی مناسبت نہیں۔ اشتراکیت کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ انسان کو صرف ایک "معاشی جانور" تصور کرتی ہے اور اس کے علمبرداروں کا خیال ہے کہ انسان کی ذہنی اور روحانی اور جسمانی ضروریات صرف اس دنیا کی مادی اشیاء سے متعلق ہیں اس خیال میں انسان کی روح اور اس کے تقاضوں کو بالکل فراموش کر دیا گیا ہے اس فراموش کاری کی وجہ سے ساری مغربی دنیا تہ و بالا ہو چکی ہے اور مغربی مفکرین پر یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو چکی ہے کہ مغرب کے مادی نظام میں کسی بہت بڑے اصول کی کمی ہے اگر مغربی دنیا اس ڈگر پر چلتی رہی تو اس کا انجام سوائے تباہی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ وہ اصول جسے مغربی قوموں نے فراموش کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان صرف روٹی سے ہی زندہ نہیں رہتا بلکہ انسان کے لئے نیکی اور روحانیت بھی بہت بڑے محرکات ہیں جو اسے حیوانیت کی سطح سے بلند کرتے ہیں اور اقوام عالم میں امن اور صلح کے رجحانات پیدا کر سکتے ہیں۔ اور یہ رجحانات مصلحین عظام کے پیدا کردہ ہیں اگر مغربی کلیسا نے سرمایہ داری کا ساتھ دے کر غریبوں پر کسی زمانہ میں ستم توڑے تو اس میں مذہب کا کوئی قصور نہیں دنیا میں ہر اچھی چیز سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے اور اعلیٰ اداروں کو بدنام کرنے والے ہمیشہ سے موجود رہے ہیں ان کی بدکرداریوں سے مذہب کے متعلق یک طرفہ فیصلہ نہیں دینا چاہیئے بانیان مذاہب جن میں حضرت بدھ، حضرت مسیح اور حضرت سرور کائنات صلعم نمایاں حیثیت رکھتے ہیں سب انسانوں کے سچے دوست اور مساوات کے داعی تھے نیکی اور تقویٰ کے پیکر اور اخلاق حسنہ کے حامل تھے انہوں نے انسانی قلوب میں ضمیر کو بیدار کر کے انسان کو حیوانیت کے جنگل سے چھڑایا اور آج تہذیب و تمدن کے بنیادی ادارے انہی مصلحین کی تعلیمات کا ثمرہ ہیں اور جو مصائب آج ہمیں دنیا میں نظر آتے ہیں ان کا حل بھی صرف مذہب کی قوت سے ہو سکتا ہے اور ان مذاہب میں سے اسلام جو دین فطرت کی مکمل شکل ہے صرف اس میں ہی دنیا کی مشکلات کا حل ہے اور کارل مارکس کی مادی اشتراکیت کا سب سے بڑا جواب اسلام کی روحانی اشتراکیت میں ہے کاش مسلمان اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں اور موجودہ مشکلات کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے اس طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

نازی لیڈروں کی آخری آرامگاہیں

نازی لیڈروں کا انجام واقعی بہت عبرتناک ہے اخبارات میں شائع ہوا ہے:-

"فلاڈیلفیا ۔ ۱۲ اکتوبر۔ گمنام سی قبریں لوح مزار سے بھی محروم ہوں گی۔ ان نازی لیڈروں کی آخری آرامگاہیں ہوں گی جنہیں نورمبرگ میں سزائے موت دی گئی۔ ڈاکٹر کیمپفر نے ان مجرموں کے مقدمات میں حصہ لیا تھا بتاتے ہیں کہ عدالت دنیا پر ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ یہ جنگی لیڈر گھٹیا درجے کے مجرم تھے اور انہیں گولی سے ہلاک کرنے کی بجائے پھانسی کی سزا دینے کا مقصد بھی یہی ہے۔ ان لوگوں کو گمنام قبروں میں دفن کیا جائے گا تاکہ کسی وقت بھی ان کی قبور ان کے پرستار نازیوں کی زیارت گاہ نہ بن سکیں۔ ڈاکٹر کیمپفر نے بتایا کہ مسولینی کی طرح ان کی نعشیں معلوم نہیں کی جا سکیں گی"

ان لیڈروں نے مخلوق خدا کو ستایا اور دنیا کے امن کو تباہ کرنے کے لئے خوفناک حربوں کا استعمال کیا ان کے اقدامات سے لاکھوں گھرانے برباد ہو گئے اور کروڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر گئے لیکن آج ان کا انجام کس قدر افسوسناک ہے ان کی بے بسی اور ذلت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان لوگوں کے انجام سے باقی مغربی قوموں کو خاص طور پر عبرت حاصل کرنی چاہیئے انہیں بھی اپنی فرد عمل ٹٹولنی چاہیئے خدا نے ان کو اپنی اصلاح کا موقعہ دیا ہے انہیں اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر خدا کے عذاب سے بچ جانا چاہیئے یورپ کی باقی اقوام بھی جس ڈگر پر چل رہی ہیں اس کا انجام بھی سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں نازی لیڈروں کی آرامگاہیں تو لوح مزار سے محروم ہو گئیں لیکن ان قوموں کی کج روی سے ساری مغربی تہذیب تباہ ہو کر لوح مزار سے محروم ہو جائیگی۔

مسلمانوں اور ہندوؤں کیلئے لمحۂ فکریہ

از جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب

ہندوستان کی موجودہ کشمکش کے پیشِ نظر اس بات پر زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کہ ہم ہندوستانی ایک نازک دور سے گذر رہے ہیں۔ بعض باتوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی تاریخ مختلف ہے مگر تاریخ کے بعض حصوں میں ان کے اندر اشتراک بھی پایا جاتا ہے لیکن یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ آج یہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ بلکہ کلکتہ بمبئی اور دوسرے شہروں کے فسادات نے تو یہاں تک ثابت کر دیا ہے کہ یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں۔ وہ لوگ جو مغربی تاریخ کے مطالعہ کی وجہ سے فرانس اور روس کے خونیں انقلابات سے اثر پذیر ہیں وہ غالباً ان فسادات کو ایک آنے والے شاندار دور کا پیش خیمہ تصور کرتے ہونگے ان کا خیال ہوگا کہ اس عبوری دور کے بعد ہندوستان اعلیٰ درجہ کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہونے لگے گا۔ معاشی اور سیاسی لحاظ سے اس کا پایہ بہت بلند ہو جائیگا۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں میری مخلصانہ گذارش ہے کہ واقعی یہ کسی حد تک درست ہے اور یورپ نے اس قسم کے انقلابوں کے ذریعہ سے اپنی مادی تہذیب میں ایک عارضی اور مصنوعی چمک دمک پیدا کر لی۔ لیکن مجموعی طور پر آج مغربی تہذیب کا کارواں سرعت کے ساتھ جس تباہی کی طرف جا رہا ہے اسکو دیکھ کر مغربی مفکرین بھی لرزہ براندام ہیں۔ مغربی تہذیب کی بنیاد قومی خونوں پر اٹھائی گئی اگر یہ قومی شعور اس حد تک محدود ہوتا کہ ایک قوم اچھی باتوں میں دوسری قوم پر سبقت لے جانے کی کوشش کرے تو یہ چنداں معیوب بات نہ تھی مگر یورپ میں جو قومیت پیدا ہوئی اس کی انتہا دیکھو یہی ہے کہ ایک قوم ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کرتی کہ کوئی دوسری قوم اس کے برابر ہو یا اس سے بڑھ جائے برابری کا دعوےٰ کرنیوالوں کو غلام بنانا یا انہیں بیخ و بن سے اکھاڑنا قوم پرستی کے اولین فرائض میں سے خیال کیا جاتا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہندو اور مسلمان مغربی خیالات کے زیر اثر اپنی روایات کو خیرباد کہتے ہوئے اسی قسم کے اسفل جذبات کا شکار ہو رہے ہیں چنانچہ کلکتہ کے خونیں واقعات اس پر بہترین شاہد ہیں۔ مغرب کی تقلید میں یہ ہماری قومی زندگی اور قومی تصور کی ابتدا ہے اور جس قومی زندگی کی ابتدا یہ ہے اس کی انتہا معلوم ــــ دانشمندی کا طریق یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ ہم مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ان مادہ پرست اقوام کے دلب دباس کو اپنی قومی زندگی میں داخل کرتے ہمیں چاہیئے تھا کہ ہم ان اقوام کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے معائب سے بچنے کی کوشش کرتے ــــ اپنے قیام یورپ کے دوران میں میں نے مغربی اقوام کے باہمی تنازعات کے حل کے طور پر ایک بات پیش کی تھی کہ ان جھگڑوں کا حل اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ یورپ کی سب اقوام اپنے قومی تعصبات کو اچھالنا چھوڑ دیں اور ان مشاہیر اور رجال پر فخر کرنا ترک کر دیں جنہوں نے اس قومیت کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا ہے مثلاً انگلستان والے نلسن (   ) کی فتح جیسے واقعات کو اہمیت دینا چھوڑ دیں اور اسی طرح جرمنی اور فرانس کے لوگ بسمارک اور نپولین کے کارناموں کی یاد ترک کر دیں کیونکہ یہ دراصل ایسے واقعات ہیں جن میں دوسری قوم کی ذلت اور شکست کی طرف اشارہ ہوتا ہے یہی بات میں آج ہندو اور مسلمان کے سامنے ان کی خانہ جنگی کے علاج کے طور پر پیش کرتا ہوں ــــ قوم کی زندگی اور نشو و نما میں تاریخ کی اہمیت پر بہت زور دیا جاتا ہے اور تاریخ کے ایسے واقعات کو نمایاں کیا جاتا ہے جن سے قومی تعصبات کو تقویت ملے۔ اور وہ بطور روایات کے فروغ حاصل کریں لیکن میں اس روش کے خلاف کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں تاریخ کے بعض ناگوار واقعات کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی اہمیت کو کم کرنے میں ہی ایک قوم کی بہبودی مضمر ہوتی ہے بلکہ اس فراموش کاری پر صلح اور امن کا انحصار ہوتا ہے ــــ میرے ہندو بھائیوں کو اس تاریخی حقیقت کو بھولنا نہیں چاہئے کہ اسلام صرف فوجی حیثیت سے ہی ہندوستان میں داخل نہیں ہوا اور جب اس حیثیت سے مسلمان ہندوستان میں داخل ہوئے تو ہندوؤں نے ان کا دلیری سے مقابلہ کیا لیکن اسلام نے ایک اور طریقہ سے بھی ہندوستان میں اپنا اثر و نفوذ پیدا کیا اور ایک دوسری حیثیت سے بھی اسلام ہندوستان میں داخل ہوا اور وہ روحانی حیثیت ہے جس زمانہ میں اور جس جگہ بھی اسلام اس حیثیت سے پہنچا ہندوؤں نے اس کا جارحانہ مقابلہ نہیں کیا بلکہ ایک خوشی اور احترام کے ساتھ اسے اپنے قلب و دماغ میں جگہ دی۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی علیہ الرحمۃ کا راجپوتوں جیسی بہادر قوم میں تبلیغ اسلام کرنا اور ان کی راجدھانی کو اپنا وطن بنانا۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا جو حضرت داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں گیارھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں لاہور کو اپنا تبلیغی مستقر بنانا اس بات کی شہادت ہے کہ اسلام ہندو مذہب اور ہندو دماغ کے لئے ایسا اجنبی نہیں جیسا کہ بدقسمتی سے آجکل بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ سیاسی اثر و رسوخ کے بغیر مسلمان اولیا کی تبلیغ سے کشمیر سندھ پنجاب اور بنگال میں بیشمار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور آج اس سیاسی اور معاشی کشمکش کے دور میں ہمارے وہ ہندو بھائی جو اسلام کی روحانی دعوت کو ایک قصۂ پارینہ خیال کرتے ہیں انہیں اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ گذشتہ تیس سال کے عرصہ کے اندر اسلام نے اپنی روحانی دعوت کی وجہ سے اقتصاد پرست اور سیاست زدہ یورپ کو بھی کافی حد تک اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اس میں واقعی ہمارے ہندو بھائیوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اسلام کا اس زمانہ میں تبلیغی اقدام واقعی حیرت انگیز ہے اس حقیقت سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے روحانی فیضان کا سرچشمہ ابھی خشک نہیں ہوا بلکہ اس میں زندگی کا ایک نیا تموج پیدا ہو رہا ہے اور اس میں یورپ کے مادی صحرا کو سیراب کرنے کی قوت موجود ہے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بھی میری ایک گذارش ہے کہ قرآن مجید کے پیرو ہونے کی حیثیت سے ان پر دوسری قوموں کے ساتھ رواداری اور رفق اور ملائمت اختیار کرنے کی غیر معمولی ذمہ داری عاید ہوتی ہے اپنے تحمل سے دشمن کو دوست بنا لینا قرآن کریم نے مسلمانوں کے فرائض میں سے قرار دیا ہے

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم (حم السجدہ ۳۴)

"اور نیکی اور بدی برابر نہیں (بدی کو) اس (طریق) سے دور کر جو بہت اچھا ہے تو دیکھو کہ وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی ہے۔ گویا کہ وہ گرم جوش دوست ہے۔ اور اس کی توفیق نہیں ملتی مگر انہی کو جو صبر کرتے ہیں۔ اور اس کی توفیق نہیں ملتی مگر انہی کو جو بڑے نصیب والے ہیں"

مخالف قوم کی ضد اور زیادتی سے مشتعل ہو کر ان پر زیادتی کرنا قرآن مجید کی رو سے سخت ممنوع ہے۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (المائدہ)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کے (حقوق کی) حفاظت کرنے والے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقوےٰ سے قریب تر ہے۔ اور اللہ کا تقوےٰ کرو۔ بیشک اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو"

اس قسم کے ارشادات جو قرآن مجید میں ہیں ان کی غرض صرف یہ نہیں کہ انسان انہیں تلاوت کرے اور انہیں طاقِ نسیان میں رکھ دے بلکہ مسلمان پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ بین الاقوامی حالات سلجھانے کے لئے ان پر کاربند ہوں اور ان پر عمل پیرا ہو کر بین الاقوامی اخلاق کا ایک بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں کیونکہ آج صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں اگر صلح اور امن کا کوئی روشن دور پیدا ہو سکتا ہے تو وہ صرف انہی اصولوں کے استحکام سے پیدا ہو سکتا ہے صرف اسلام ہی مسلمانوں کو اور دوسری قوموں کو اس تباہی سے بچا سکتا ہے . . . . . .

جو اس وقت خونخوار کرگس کی مانند دنیا کے آفاق پر منڈلا رہی ہے چنانچہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی توجہ پاکستان تحریک کے بانی ڈاکٹر اقبال مرحوم کے ان الفاظ کی طرف مبذول کروں گا جو انہوں نے الہ آباد کانفرنس میں پاکستان کا خاکہ پیش کرتے ہوئے بطور ایک ماٹو کے ہندی مسلمانوں کے سامنے رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلامی تاریخ کے نازک ترین موقعوں پر اسلام کو مسلمانوں نے نہیں بچایا بلکہ اسلام نے مسلمانوں کو تباہ ہونے سے بچایا ہے۔ علامہ مرحوم کے ان الفاظ کے اندر مسلمانوں کے لئے ایک درس ہے کہ وہ بجائے اس کے کہ اپنی طاقت اور کارناموں پر فخر کریں انہیں اپنی اجتماعی زندگی کے ہر گام پر اسلام کو مقدم کرنا چاہیئے۔ اور اسلامی اصولوں کے پیرو ہونے کی حیثیت سے دنیا میں عزت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور ان کے ذریعہ سے اقوام عالم سے متعارف ہونا چاہیئے۔ اور انہیں اپنے اس روحانی ورثہ اور سرمایہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے جہاں میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست کی ہے۔ وہاں میں اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں بھی یہ گذارش کروں گا کہ کیا وہ ہمیں۔ گیارھویں صدی عیسوی کے ہندوؤں سے زیادہ مہذب اور متمدن بن گئے ہیں جنہوں نے کمال فراخدلی سے مسلمان اولیاء کرام کو اپنے ملک میں جگہ دی اور انہیں تبلیغ اسلام کی پوری پوری آزادی بھی دی۔ یورپ کی تقلید میں حیوانی جوش کو اپنے اندر پیدا کر لینا اور بات ہے اور واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح نتیجہ نکالنا اور اس کے مطابق عمل کر کے صلح اور امن کی فضا پیدا

کرنا اور بات ہے — یہ جو میں نے عرض کیا ہے کہ اسلامی اصولوں کے نفاذ میں دنیا کی فلاح اور بہبودی پوشیدہ ہے یہ محض ایک مسلمان کی خوش فہمی نہیں بلکہ خود یورپ کے ماہرین عمرانیات کی یہ رائے ہے۔ اور یہ رائے انھوں نے اسلام اور دنیا کی موجودہ عمرانی تحریکات کا نظر غائر سے مطالعہ کرنے کے بعد قائم کی ہے "دور اسلام" ایک مشہور اور مستند کتاب ہے جس میں یورپ کے بڑے بڑے مستشرقین کے مقالات درج ہیں — لندن یونیورسٹی کے پروفیسر گب جوان مستشرقین میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس مذکورہ کتاب کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں:۔

(ا) مغربی تہذیب کے اس توازن کو جو اس کی یک طرفہ یعنی صرف مادی ترقی کی وجہ سے جاتا رہا ہے بحال کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اسلامی سوسائٹی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔

(ب) اپنی عقلی اور اخلاقی زندگی کی تکمیل کے لئے یورپ ان طاقتوں اور دستوروں کے بغیر نہیں رہ سکتا جو اسلامی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں"۔ ...... اسلام کے اندر وہ عظیم الشان روایات ہیں جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کر سکتی ہیں ...... ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت موجود ہے کہ وہ قومیت اور روایات کے ایسے پراگندہ اجزاء کو جو باہم ملنے کے قابل نہیں اکٹھا کر دے"۔

بالآخر فاضل مصنف فرماتے ہیں۔ اور ان کے یہ الفاظ سب سے زیادہ قابل غور ہیں۔ کہ "اگر مشرق و مغرب کی عظیم الشان قوموں میں بجائے مقابلہ کے تعاون ہو سکتا ہے تو یہ صرف اسلام کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے"۔

انگلستان کے اس مستشرق کے الفاظ کے اندر ہمارے ان ہندو بھائیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جنہوں نے سپین کی تاریخ کو ہندوستان میں دوہرانے کی ٹھان لی ہے۔ ان دوستوں کی قوم پرستی کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اول یہ کہ جب سپین کے متعصب عیسائیوں نے مسلمانوں کا اس ملک سے بوریا بستر بندھوایا تھا تو وہ زمانہ اسلام کے زوال کا تھا اور عیسائیت کے عروج کا لیکن موجودہ زمانہ میں مسلمان اپنے تنزل کی انتہا کو پہنچکر دوبارہ ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ اور ان کے برعکس یورپ کی عیسائی اقوام بام عروج پر پہنچکر زوال آمادہ ہیں۔ اور دنیا کی زمام اختیار قریباً ڈیڑھ ہزار سال انہی دو قوموں کے ہاتھ میں ہے۔ ان مغربی اقوام کے زوال کے بعد اقتدار یقیناً مسلمانوں کو ہی ملیگا اس عبوری دور میں مسلمانوں کو کسی ملک سے نکال کر باہر پھینکنا یا غلام بنا لینا ویسا آسان نہیں ہے جیسا کہ اس وقت آسان تھا جبکہ عیسائیوں نے مسلمانوں کو سپین سے نکالا تھا۔ اب تو خود اینگلو سیکسن قومیں اسلام کو اپنانے کی فکر میں ہیں

دوسری گذارش میری یہ ہے کہ جس دن عیسائیوں نے مسلمانوں کو سپین سے نکالا اس دن انھوں نے اپنے ملک سے خیر و برکت کو بھی جلا وطن کر دیا سپین کا ہر ایک قابل مورخ تاریخ کی اس ٹریجڈی پر روتا آیا ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں تہذیب و تمدن کے لحاظ سے سپین سارے مغربی ممالک پر فوقیت رکھتا تھا اور مسلمانوں کے رخصت ہونے کے بعد وہ یورپ میں تیسرے یا چوتھے درجہ کا ملک ہے — میں اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ جس ملک کی شان اور رتبہ بڑھانے کے لئے وہ اس قدر بے تاب ہیں۔ اس ملک کی آیندہ بہتری کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ امکانات جو اس ملک کی بہبودی کے لئے اسلام سے وابستہ ہیں ان سے ان کو ایک عارضی جوش کی وجہ سے آنکھیں بند نہیں کرنا چاہیئے۔

زندگی کی وہ لہر جو ساری اسلامی دنیا میں پیدا ہو چکی ہے اس کو نظر غائر سے دیکھنا چاہیئے۔ اور اس کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر ہندو قوم میں زندگی کے صحیح آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ تو یقیناً اس قوم کے لیڈر اسلام کے دور جدید کا اندازہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ عالم اسلامی کی اس نئی لہر کو جس صفائی کے ساتھ مغربی مفکرین نے دیکھ لیا ہے۔ اس سے ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کو بیخبر نہیں رہنا چاہیئے۔ مغرب کے سیاسی اور معاشی تصورات کی تقلید میں ایک دوسرے کے گلے کاٹنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ صرف تباہی کا راستہ ہے یورپ کا مادی فلسفہ حیات خود مغربی اقوام کے لئے آج ایک لعنت کا طوق ہے اور پیہم جنگوں کے ذریعہ سے انہیں تباہی کے مہیب غار کی طرف لئے جا رہا ہے۔ اس سے مشرقی اقوام کس فائدہ اور ترقی کی توقع رکھ سکتی ہیں۔ مغربی تہذیب اسکے بنیادی اصولوں اور مغربی دماغ کی افتاد کے متعلق ایچ۔ جی۔ ویلز آنجہانی نے اپنی آخری کتاب میں کہا تھا کہ مغرب کی اس ذہنی افتاد کے پیش نظر نوع انسانی کے لئے سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ اب ہندوستان کی ان دو قوموں کے لئے جو اس وقت سیاسی میدان میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ صرف دو ہی راستے کھلے ہیں یا تو وہ مغرب کی تقلید میں تباہی اور بربادی کا راستہ اختیار کریں۔ یا اپنی مشرقی روایات کی روشنی میں باہمی رواداری اور سمجھوتہ کے ذریعہ ہندوستان کے مستقبل کو روشن بنانے کی کوشش کریں۔

رپورٹ ادارۂ تعلیم القرآن

آمد ماہ اگست ۱۹۴۶ء

نام	روپے	آنے	پائی
سابقہ میزان	۴۲۱۷۵	۷	۰
مسٹر محمد فاضل صاحب کارکن انجمن	۲	۰	۰
جناب مولوی دوست محمد صاحب کارکن انجمن	۳	۰	۰
جناب مولوی عبدالقادر صاحب ڈیرہ غازی خاں	۳	۰	۰
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب لائل پور	۱۰	۰	۰
جناب چوہدری محمد سعید صاحب گھنٹہ لائلپور	۲	۰	۰
جناب خانصاحب قاضی سمیع اللہ خان صاحب لاہور	۲۰	۰	۰
شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے لاہور	۲۵	۰	۰
معلوم الاسم صاحب معرفت سیکرٹری صاحب	۱۲۵۰	۰	۰
معرفت عبدالعزیز صاحب شوپہ سرینگر	۵	۱۲	۰
محترمہ زکیہ سلطانہ صاحبہ بنت مولوی دوست محمد صاحب	۲	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ احمد علی صاحب دہلی	۱۰	۰	۰
جناب شیخ سراج الدین احمد صاحب دہلی	۲۰	۰	۰
جناب حکیم مبارک عبداللہ صاحب مانسہرہ	۱۰۰	۰	۰
خان بہادر جناب غلام ربانی صاحب خانخیل مانسہرہ	۵۰۰	۰	۰
جناب قاضی محمد اسلم صاحب لاہور چھاؤنی	۵	۰	۰
جناب مقبول الٰہی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۵	۰	۰
جناب فضل الٰہی صاحب پاک پتن	۵۰۰	۰	۰
جناب ڈاکٹر خادم رحمانی صاحب شیلانگ	۴۰	۰	۰
محترمہ جناب والدہ صاحبہ محمد اقبال صاحب بی اے موچی دروازہ لاہور	۵۰	۰	۰
جناب ماسٹر سیف الدین صاحب سیالکوٹ	۲۵	۰	۰
جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	۵	۰	۰
جناب محمد شریف صاحب دیوہ	۵۰	۰	۰
جناب مستری محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ	۵	۰	۰
جناب محمد شریف خاں صاحب ملتان	۲	۰	۰
جناب بابو محمد صدیق خاں صاحب ملتان	۱۲	۰	۰
جناب چوہدری دوست محمد صاحب ایم اے ٹانڈہ	۵	۰	۰
جناب چوہدری غلام محمد صاحب بھیدرواہ	۴۰	۰	۰
جناب چوہدری فضل احمد صاحب میرٹھ / منجانب چوہدری امیرالدین صاحب مرحوم	۵۰۰	۰	۰
جناب چوہدری فضل احمد صاحب میرٹھ	۵۰۰	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری فضل احمد صاحب میرٹھ	۵۰۰	۰	۰
میزان کل:۔	۴۶۲۵۲	۳	۰

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق مانسہرہ ہزارہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ بہت بیمار ہیں۔ احباب سلسلہ صادق صاحب کی والدہ صاحبہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عطاء فرمائے آمین۔

— جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب بی اے سیالکوٹ نے اپنے صاحبزادہ محمد اسلم صاحب کے نکاح کی تقریب کے سلسلہ میں مبلغ پانچ روپیہ اور صاحبزادہ مذکور کے منشی فاضل پاس کرنے پر مبلغ دس روپیہ اور مبلغ پانچ روپے اپنے صاحبزادہ محمد آصف صاحب کی ترقی کے سلسلہ میں کل مبلغ ۲۰ روپے انجمن کو بطور عطیہ بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور صاحبزادگان کو مزید ترقی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

— جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات کا شکار ہیں ان کی صحت اور آسودگی کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

برلن مسجد کی مرمت

آمد تا ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء

نام	روپے	آنے	پائی
ہز ہائی نس سر آغا خاں بالقابہ	۳۰۰۰	۔	۔
جناب چوہدری ظہور احمد صاحب صاحب لاہور	۲۰۰	۔	۔
جناب غلام احمد صاحب سری نگر	۲۰۰	۔	۔
جناب شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد	۱۰۰	۔	۔
جناب شیخ انعام اللہ صاحب کوئٹہ	۵۰	۔	۔
جناب حمید اللہ صاحب۔ کوئٹہ	۳۰	۔	۔
جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	۲۵	۸	۔
احباب جماعت دہلی بر موقع عید	۱۵	۸	۔
جناب کرامت علی صاحب امروہہ	۲	۔	۔
جناب محمد جلیل احمد صاحب گجرات	۱۵	۔	۔
جناب ایس اے۔ آر خاں بمبئی	۵	۔	۔
مکرمہ مسز ممتاز احمد فاروقی صاحبہ لاہور	۵	۔	۔
جناب، احمد ظفر صاحب لاہور	۲	۸	۔
جناب ماسٹر خالد عمر صاحب لاہور	۱	۔	۔
جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب گارڈ	۵	۔	۔
جناب بابو عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور	۳	۔	۔
مکرمہ اہلیہ صاحبہ بابو عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور	۲	۔	۔
جناب میاں غلام احمد صاحب سری نگر	۲۰۰	۔	۔
میزان	۳۶۹۱	۸	۔

اس سلسلہ میں دفتر۔ خواتین پشاور کا بالعموم اور محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے خواتین کا جلسہ منعقد کرکے برلن مسجد کی مرمت کے لئے عطیات حاصل کئے اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو جزائے خیر دے۔ امید ہے کہ سلسلہ کی دوسری بہنیں بھی اس طرف توجہ فرمائیں گی۔ اسی سلسلہ میں راجہ سلیم اللہ خاں، راولپنڈی کا شکریہ ادا کرنا ہے آپ بھی برلن مسجد کی مرمت کے لئے چندہ کی فراہمی کر رہے ہیں آپ ہمارے مرحوم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کے فرزند ہیں۔ الولد سر لابیہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے آمین۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

جماعتوں کے سکرٹری صاحبان اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں ضروری گذارش

چونکہ اکتوبر ہمارے مالی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اس لئے اس ماہ میں تمام بقایاجات کا صاف ہوجانا مناسب ہے جملہ سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں سے جہاں تک ہوسکتا ہے بقایاجات وصول کرنے کی کوشش فرمائیں اور اس ماہ کے اخیر تک رقوم ارسال فرمادیں۔ اسی طرح جہاں جماعتیں نہیں ہیں۔ وہاں کے اصحاب بھی اپنے اپنے بقایاجات از قسم چندہ ماہوار اور وصیت۔ ادارہ تعلیم قرآن فنڈ وغیرہ وغیرہ بہت جلد ارسال فرمادیں۔ (مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

وصایا کے متعلق ضروری گذارش

ماہ اکتوبر انجمن کے مالی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اب تمام بقایاجات صاف ہونے چاہئیں۔ جن احباب نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ دو سال کے اندر اندر زر وصیت ادا فرمادیں گے ان کی خدمت میں نہایت تاکید سے عرض کیا جاتا ہے کہ براہ مہربانی اب کل رقم مرحمت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس سے قبل فرداً فرداً تمام موصی صاحبان کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا جاچکا ہے اور اخبار میں بھی متعدد مرتبہ شائع کیا گیا ہے۔

براہ مہربانی اب احباب زیادہ انتظار میں نہ رکھیں اور اس ماہ کے آخر تک اپنی اپنی رقوم جس طرح بھی انتظام ہوسکے جلد از جلد مرحمت فرمادیں۔ (مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

گذارش } مضمون نگار حضرات جدید مسائل کے متعلق مختصر اور جامع مضامین ارسال فرمائیں۔

(ادارہ)

قادیانی علماء سے ایک استفسار

از چوہدری محمد اسلم صاحب بدو ملہی

چند روز ہوئے اخبار الفضل میں مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کا ایک نوٹ جو انھوں نے اس بحث کے متعلق جو ان کے اور جناب مولانا مولوی عمرالدین صاحب شملوی کے درمیان دربارہ تبدیلی تعریف نبوت ہورہی ہے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس نوٹ میں مولوی اللہ دتہ صاحب اپنی جماعت کی آگاہی کے لئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعودؑ نے تعریف نبوت میں تبدیلی فرمالی تھی کوئی اڑھائی تین سو صفحات پر مشتمل ایک مضمون مولانا عمرالدین صاحب شملوی کی خدمت میں روانہ کردیا۔ اس مضمون میں انھوں نے بہت سے دلائل اپنے اس دعوے کے اثبات میں دئے ہیں مگر ہماری اس سلسلہ میں ایک نہایت مختصر گذارش ہے۔ جب کوئی مامور و مرسل کسی اہم و ضروری مسئلہ کے متعلق (خصوصاً ایسے مسئلہ کے متعلق کہ جس کے ساتھ اس کا دعوے وابستہ ہو) کوئی تبدیلی کرتا ہے۔ تو کیا اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ بعد از انکشاف لوگوں اور اپنے مریدوں کی اطلاع کے لئے اس تبدیلی کا اعلان فرمائے۔ ہمارے خیال میں تو وہ ضرور ایسا کرتا ہے۔ اور اگر نہیں کرتا۔ تو وہ یقیناً اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے جو ایک مامور من اللہ سے ممکن نہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس اہم تبدیلی کے متعلق ضرور کوئی نہ کوئی ڈائرکٹ اعلان بعد از انکشاف کیا ہوگا۔ پس برائے مہربانی طول وطویل بحثوں اور پیچ در پیچ دلائل کی بجائے ہمیں صرف وہ اعلان ہی دکھلا دیجئے جس میں کہ تبدیلی عقیدہ کا براہ راست ذکر ہو۔

ایک موٹی سے موٹی عقل کا مالک شخص بھی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جب کسی کے متعلق یہ بتلانا ہو کہ اس نے فلاں عقیدہ میں تبدیلی کی تو وہاں پر دلائل دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ اس کا کوئی بیان اس تبدیلی کے متعلق دکھایا جائے۔ پس اب جبکہ قادیانی دوست کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء کے لگ بھگ مسئلہ نبوت میں تبدیلی فرمائی تو ان پر فرض ہے کہ وہ سنہ ۱۹۰۱ء کا کوئی ایسا اعلان شائع کریں جس میں اس عظیم الشان تبدیلی کا حضرت اقدس نے اظہار فرمایا ہو مگر یہ وہ مطالبہ ہے کہ جسکو پورا کرنے سے تمام قادیانی دنیا قیامت تک قاصر رہے گی اصل میں اس اختلافی مسئلہ کا فیصلہ تو اسی ایک بات ہی سے ہوجاتا ہے ہمارے قادیانی علماء خواہ مخواہ عامۃ الناس کو مرعوب کرنے اور ان کو دہوکہ دینے کے لئے لمبی چوڑی باتیں شروع کردیتے ہیں۔

امید ہے مولوی اللہ دتا صاحب یا دوسرے قادیانی علماء ہمارے اس استفسار کا جلد از جلد جواب دیں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں

باورچی کی ضرورت ہے

مرکزی مہمانخانہ کے لئے ایک ایسے باورچی کی ضرورت ہے جو کھانے اچھے پکانے جانتا ہو اور بہ یک وقت چالیس پچاس آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرسکتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ کام دیکھ کر کیا جائیگا احمدی باورچی کو ترجیح دی جائے گی درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں

شیخ عبدالرحمٰن مصری
انچارج مہمانخانہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

✿ گفت شان و فعل شان و ذکر شان
جملہ جان مطلق آمد بے نشان — مثنوی

ترجمہ:۔ صلحاء کا قول و فعل اور ذکر سب کے سب (اپنی لطافت کے لحاظ سے) مطلق جان ہیں جن کا (ظاہری اشیاء کی طرح) نشان نہیں۔ (ملخص از سیر الصحابہ اصابہ اور مسند)

بقیہ از صفحہ ۲

انکار کردیا لیکن سپہ سالار اعظم ابو عبیدہؓ نے فرمایا "ہم اس کو پناہ دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ایک مسلمان سب کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے (اسلام)

وفات } سنہ ۱۸ھ میں تمام ممالک مفتوحہ طاعون میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے جو اس وقت تک شام میں تھے مراجعت کے لئے منادی کرائی اس پر ابو عبیدہؓ نے کہا "افرارمن قدر اللہ یعنی تقدیر آلہٰی سے بھاگتے ہو حضرت عمرؓ نے جواب دیا "کاش تمہارے سوا کوئی دوسرا یہ جملہ کہتا۔ ہاں تقدیر آلہٰی سے تقدیر الہٰی کی طرف بھاگ رہا ہوں۔

الغرض جابیہ پہنچکر حضرت ابوعبیدہؓ نے بھی اسی مرض میں مبتلا ہوکر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

معیار صداقت ماموریّن

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(قسط نمبر ۲)

یہ بھی بالکل غلط ہے کہ بہاء اللہ تعلیم یافتہ نہ تھا۔ بہاء اللہ کا مدرسہ میں داخل نہ ہونا معمولی بات ہے کیونکہ تعلیم کے لئے امراگھروں پر ہی ایسا انتظام کر سکتے ہیں جو مدرسہ سے بہتر ہو۔ یوں صبح ازل بھی کسی مدرسہ کا طالب علم نہیں۔ مگر وہ اچھا علم رکھتا تھا۔ اس کی تحریر بہاء اللہ سے بہتر نظر آتی ہے۔ جیسا کہ مقابلہ کر کے ایک شیعہ عالم نے اپنی کتاب مذہب باب و بہاء میں دکھایا ہے اور موٹی موٹی غلطیاں بھی پیش کی ہیں جن کا جواب بہائیوں کی طرف سے آج تک تو نہیں دیا جا سکا۔ البتہ بعض نے یہ کہا کہ جو خدا نے قلم سے لکھا وہ صحیح ہے لوگوں کے قواعد زبان غلط ہیں۔ اور یہ وہی جواب ہے جو باب نے اپنی خفت مٹانے کے لئے دیا تھا۔ مگر بالکل نامعقول ہے۔

اسلامی نشان

بہاء اللہ کے مقابل حضرت مسیح موعود نے قرآن پاک کی متعدد آیات کی خاص طور پر تفسیر لکھی اور بالمقابل تمام مخالفین کو چیلنج کیا اور ہزارہا روپے کا انعام مقرر کیا۔ مگر تمام مخالفین خاموش رہے۔ اور یہ نشان اسلامی صداقت کا اور زندہ مذہب ہونے کا وہ نشان ہے کہ بہاء اللہ کے تمام دعاوی باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ اسلامی نشان اب بھی زندہ نشان ہے۔ اور مسیح موعود کی مسیحائی کی علامت

محمد رسول اللہ صلعم کی ایک نظر قدسی صفت کا کرشمہ ہے۔ . . . . . .

. . . .

معجزہ قرآن

یہ قرآن مجید کا زندہ معجزہ ہے کہ نہ اس جیسی کامل کتاب کوئی لا سکا نہ لا سکیگا۔ اور بابی و بہائی بھی اگرچہ باب و بہاء کی کتابوں کو قرآن مجید سے بڑھکر کامل بتاتے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ یہ صرف ایک منہ چڑانے کی بات ہے۔ قرآن مجید بلحاظ اپنی تعلیم کے جامع اور مانع ہے۔ وہ انسان کی دینی ضروریات کے ہر پہلو پر پوری پوری تعلیم پیش کرتا ہے اور کسی تعلیم کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے کامل متبع کو خدا کے رنگ میں رنگ دے اور ایسے صاحب کمال انسان پیدا کر دے جو قرآن مجید کو خدا سے بذریعہ وحی پانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بروز کامل بنا دے۔ اور ان کو آنحضرت صلعم کی معجزانہ زندگی کا ایسا نمونہ بنا دے کہ پھر کوئی منکر اسلام صداقت قرآن کا انکار نہ کر سکے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ حضرت معین الدین چشتی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وغیرہم سب کے سب خدا کی طرف سے اسلامی صداقت اور برکات قرآنی اور فیوض محمدی کے زندہ نشان تھے اور جبکہ دہریت کفر و الحاد حد سے گزر گیا اور حسب وعدہ الٰہی خود آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا وقت آیا تو خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ کے فیض سے اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی مصداق احمدی جماعت کو پیدا کر دیا اور اس جماعت کے سردار حضرت مرزا غلام احمد کو مہدی و مسیح موعود بنایا اور روئے زمین کے منکرین اسلام پر وہ حجت تمام کی کہ اس کا انکار کرنا محض اندھوں کا ہی کام ہے۔ یہ مدعی سست گواہ چست والا معاملہ نہیں بلکہ خود قرآن مجید کھلے لفظوں میں جہاں اپنے مقابلہ پر اپنی مثل لانے کا مطالبہ کرتا ہے تو ساتھ ہی اپنے مقام کو ھدی للمتقین کہہ کر بتاتا ہے کہ میں جہاں ناقصوں کے لئے ہر کامل ہوں وہاں ہر کامل کا بھی رہنما ہوں اور پھر یہ کہکر کہ

ولقد صرفنا فی ھذا القراٰن من کل مثل۔

بتا دیا کہ میں اپنی تعلیم میں بے مثل ہوں میں ہر ضروری دینی امر پر پوری پوری روشنی ڈالتا ہوں اب اگر کوئی بہائی اپنے مردہ معبود کی کوئی کتاب قرآن مجید کے مقابل پیش کر سکتا ہے تو وہ میدان میں آئے اور جس قدر خوبیاں قرآن پاک میں ہیں وہ اپنی کتاب میں سے دکھائے تو پتہ چلے۔ قرآن مجید کے حقائق و دقائق ایک سمندر ہیں اور اس کا متبع کامل خدا تعالیٰ کی ہمکلامی کے لئے طور سینا بن جاتا ہے یہ شاعرانہ مبالغہ نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ مسیح موعود نے جو قرآن مجید کے انوار کی روشنی دکھائی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس قدر زیادہ اس پاک اور نفیس مارتے ہوئے سمندر میں غوطہ زنی کی جائے اسی قدر خواص کی حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل آخری کتاب شریعت ہے یہی وجہ ہے کہ بہائی معبود اس کتاب پاک کے صدقے میں اپنی نجات کا متمنی ہے اور وہ اپنی الواح میں صاف صاف اس امر کا اعتراف کرتا ہے۔ لیکن افسوس بہائی حضرات اس پہلو پر کبھی نظر نہیں ڈالتے بہاء اللہ جہاں قیامت کے دن (بہائی قیامت نہیں بلکہ اسلامی قیامت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اپنی نجات کا طالب ہے وہاں وہ قرآن مجید کے اسرار کا طالب بھی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

(۱) قل اشھد یا الٰھی بما شھد به انبیاءك واصفیاءك وبما انزلته فی کتبك وصحفك۔ اسالك باسرار کتابك و بالذی به فتحت ابواب العلوم علی خلقك ورفعت رایة التوحید بین عبادك بان ترزقنی شفاعة سید الرسل وھادی السبل وتوفقنی علی ما تحب وترضی"

(الواح مبارکہ صفحہ ۲۰۷-۲۰۸)

(۲) اسئلك یا الٰھی بالمشعر والمقام والزمزم والصفا وبالمسجد الاقصیٰ وبیتك الذی جعلته مطاف الملاء الاعلیٰ ومقبل الوری وبالذی له اظھرت امرك وسلطانك وانزلت اٰیاتك ورفعت اعلام نصرتك فی بلادك وزینته بطراز الختم والقطعت به نفحات الوحی . . . . و بکتابك الاعظم الذی ھدیت به الامم واخبرت فیه عبادك بالقیامة وظھوراتها و بالساعة واشراطها وجعلته مبشراً لاولیائك ومنذراً لاعدائك بان تجعلنی فی کل الاحوال صابراً فی بلائك . . . . وعاملا بما امرتنی به فی کتابك انك انت الغفور الکریم وانك انت الله رب العالمین اے رب صل علی سید یثرب والبطحاء وعلی اٰله واصحابه"

(الواح مبارکہ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶)

(چونکہ عبارت بڑی آسان اور صاف ہے اس لئے ترجمہ نہیں دیا)

اوپر کی دونوں بہائیوں کے معبود کی اپنی دعائیں ہیں لیکن ناواقفوں کو دھوکہ دینے کے لئے کوئی بہائی اگر یہ کہدے کہ یہ بہاء اللہ نے کسی مسلمان کو ہدایت کی ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے اور یہ اسی قسم کی بات ہے جیسے ہم جب کسی سکھ صاحب کو حضرت بابا نانک صاحب کے اپنے الفاظ سے ان کا مسلمان ہونا بتلاتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ بابا صاحب مسلمانوں میں جاتے اور ان کو سمجھاتے تو اسلامی رنگ میں سمجھاتے تھے ورنہ وہ مسلمان نہ تھے۔ اور جب ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ ذرا اسی طرح کسی ہندو کو بھی سمجھایا ہو تو دکھا دو تب وہ خاموش رہ جاتے ہیں اسی طرح کوئی بہائی یہ دکھا دے کہ کسی غیر مسلم کو بھی بہاء اللہ نے اسی طرح اپنی الواح میں ہدایت کی ہو۔ تاکہ ان کی غلط بات کے لئے کچھ گنجائش ہو سکے ورنہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ یہ مناجاتیں بہاء اللہ صاحب کی اپنی مناجاتیں نہیں بلکہ کسی مسلمان کو تعلیم ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ اور اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ مناجاتیں کسی اپنے معتقد یا مسلمان کو بہاء اللہ نے پڑھائی یا سکھائی ہیں تو بھی اس کا یہی نتیجہ ہے کہ بہاء اللہ دراصل مسلمان تھا جو آنحضرت صلعم کی شفاعت کا بروز قیامت ہونے کا قائل تھا۔ اور آنحضرت صلعم پر نازل شدہ کتاب کو حجت قائمہ و دائمہ الی یوم القیامۃ مانتا تھا (دکیھو ایقان) ورنہ وہ ایسی تعلیم کسی حالت میں نہ دیتا۔

بہائی دلیل نمبر ۳

مولوی عبداللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں:۔

" شارع پیغمبر کا شارعیت کے مقام پر کھڑا ہونا ہی بذات خود دلیل ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے کیونکہ شارعیت کا مقام صرف خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے ایسا دعوے غلط کرنا اور اس کا کھڑا رہنا ممکن نہیں" (معیار رسالت صفحہ ۶)

الجواب:۔ یہ بھی خلاف واقعہ اور نامعقول بات ہے کہ محض کسی کا دعوے شارعیت کرنا اس کے سچا ہونے کی دلیل ہو اگر ایسا ہو تو پھر مولوی عبداللہ صاحب یا کوئی ان کا ہمخیال دوسرا بابی یا بہائی یہ بتائے کہ مسیلمہ کذاب جو بالمقابل آنحضرت صلعم مدعی رسالت ہوا اور قرآن کی آیات کے مقابل آیات گھڑیں اور یہاں تک طاقت پکڑ گیا کہ ہزارہا انسان جن کی تعداد لاکھ سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے اس کے متبعین ہو گئے۔ اور مسیلمہ نے اپنے لشکروں سے مسلمانوں کا مقابلہ باقاعدہ کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بالآخر مارا گیا اور اس کا تمام اثر تھوڑے ہی عرصہ میں زائل ہو گیا۔

یہ سچ ہے کہ جھوٹا نبی خواہ وہ صاحب شریعت ہو یا غیر شریعت ہو۔ ہرگز سرسبز نہیں ہوتا خدا تعالیٰ اسے ضرور ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوا۔ لیکن اس کی کچھ دنوں کی سرسبزی یا اس کا محض ادعاء رسالت اس کے صدق کی کوئی دلیل نہیں۔ اور بہاء اللہ کا تو دعوے رسالت ہی ثابت نہیں۔

دراصل یہ غلط عقیدہ باب نے اپنے مریدوں کو سکھایا تھا کہ دیکھو جب کوئی شخص من یظہرہ اللہ ہونے کا ادعا کرے تو پھر اس کے دعوے کو ہی دلیل مان لینا اور اس کی اطاعت کر لینا۔ پھر اسی چیز کو بحیثیت ایک بابی لیڈر ہونے کے بہاء اللہ نے بابیوں میں رائج کیا تاکہ اپنا راستہ صاف کرے۔ چنانچہ اکثر بابی اسی لئے بہاء اللہ کے پیرو ہو گئے۔ نہ انہیں دلائل سے غرض نہ عقل سے کام بلکہ جیسا کہ سکھائے گئے تھے کہ اقل من ان لمحہ سے بھی کم عرصہ ماننے میں دیر نہ کرنا اور لما بعد بما (کیوں اور کیسے) کا سوال نہ کرنا وہ بہاء اللہ کے ساتھ ہو گئے مگر ازلیوں نے اس کی مخالفت کی اور دلائل سے کام لیا اور اس کے دعوے کو باطل قرار دیا۔ اور ٹھیک کیا کیونکہ یہ فطرت کے خلاف بات ہے کہ انسان بلا سوچے سمجھے کسی

دونوں مدعی جھوٹے ہیں } دیکھو ایک طرف

باب نے لکھا کہ کلمہ مستغاث کے اعداد کے برابر یعنی ۲۰۰۱ سال گذرنے سے پہلے جو میرے بعد کسی امر کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا ہے۔ ادھر بہاء اللہ نے باب کے چند سال بعد من یظہرہ اللہ ہونے کا دعوٰے کر دیا اور کہا کہ میرے بعد کامل ایک ہزار گذرنے سے پہلے اگر کوئی دعوٰی کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ مگر خدا نے باب و بہاء کو نہ صرف ان کے ان دعووں کو جھوٹا کر کے جھوٹے قرار دیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظاہر کر کے احیاء اسلام کر کے دونوں مدعیوں کو جھوٹا ثابت کر دیا اور اسلام کی صداقت پر اپنے فعل سے شہادت دے دی۔ مولوی عبداللہ صاحب کو یہ تو ماننا ہی ہوگا اور ہر منصف انسان مجبور ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کرے کہ اگر حضرت اقدس مرزا غلام احمد کا دعوٰے مجددیت اسلام سچا ہے تو باب و بہاء یقیناً جھوٹے ہیں۔ اور ادھر حضرت مرزا صاحب کے سچا مامور الٰہی ہونے پر جملہ جج النبیین والمرسلین بطور گواہ موجود ہیں۔ اور منکر کے لئے احمدی جماعت ہر وقت مقابلہ میں مباحثہ و مباہلہ اتمام حجت کے لئے موجود ہے اور بہائی مذہب کا موجودہ لیڈر شوقی آفندی اس میدان میں احمدیت کے مقابل خاموش ہے۔ اگرچہ بارہا ان کو کھلے لفظوں میں چیلنج دیا جا چکا ہے اگر کسی بہائی کو اب بھی جوش اٹھے تو وہ ہمارے مقابل

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین۔

کی حجت کو آزما کر دیکھ لے مگر یہ شرط لازمی ہوگی کہ وہ زعیم بہائیت سے اجازت حاصل کر کے میدان میں نکلیں تا اسے ایک موت کی تمنا کرنے والے کی موت تمام بہائیوں کے لئے حجت ہو ورنہ کھیل کے طور پر مباہلہ کے لئے ہر شخص کا میدان میں آنا۔ غرض و غایت مباہلہ کے منافی ہے۔ اور ایک بڑے اہم اصول کیساتھ ہنسی کے برابر ہے۔

(۴) بہائی دلیل نمبر ۴ } مولوی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"شارع پیغمبر کے لئے مرجح دلیل یہ بھی ہے کہ جو وحی آلٰہی وہ پیش کرتا ہے اس میں خدا کے صفات نظر آتے ہیں لہٰذا اس میں خلاقیت ہوتی ہے۔ وہ خلق جدید یعنی امت جدیدہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم یہ امت جدیدہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جو خدا کے لئے ہی جانوں کو قربان کر دیتے ہیں ......

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

الجواب:- اس کا جواب کچھ تو اوپر آچکا ہے اور کچھ اس کا جواب معیار رسالت میں حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے خط میں موجود ہے اور کچھ اب عرض کرتا ہوں۔

بلاشبہ خدا کا کلام صفات باریتعالٰی کو ظاہر کرنے والا ہوگا جیسا کہ قرآن مجید میں سورہ جمعہ کے اندر خدا تعالٰی نے پہلے اپنی چار صفات (۱) الملک (۲) القدوس (۳) العزیز اور (۴) الحکیم کا ذکر کر کے اس کے مقابل آنحضرت صلعم کو بطور مظہر ملکیت قدوسیت عزیزیت و حکمت پیش کر کے پھر عمل میں ان صفات کو لا کر اتمام حجت کی ہے۔ خدا الملک ہے تو اس نے محمد رسول اللہ کو اپنا پیغامبر بنایا اور اسے سلطنت عطا کر کے اپنے الملک ہونے کا ثبوت دے دیا۔ اور آنحضرت کے ذریعہ بدترین ناپاکوں کو پاک کر کے فرشتہ سیرت اولیاء اللہ بنا کر اپنے قدوس ہونے کا ثبوت دیا۔ اور وہ کامل جامع مانع کتاب آپ کو دی کہ اسکو سب پر غالب کر دیا اور سب ادیب و فلسفی اس کے سامنے عاجز آ گئے۔ اور ڈنکے کی چوٹ دنیا کے تمام لوگوں کو اپنی جزو کی مثل لانے کو بھی کہا اور اپنے کل کی مثل بھی لانے کو کہا اور فرمایا کہ تمام جن و انس اس مقابلہ میں عاجز ہی رہیں گے اور ایسا ہی ہوا اور یوں اپنی عزیزیت کا ثبوت دے دیا۔ پھر آنحضرت صلعم کو حقائق و معارف اور پر حکمت کلام سے سرفراز فرما کر اپنے حکیم ہونے کا ثبوت دیا۔ اور بہ ترتیب ایسی طرح رکھی ہے کہ وہ خود قرآن مجید کی صداقت کی دلیل ہے۔ اور اگر صرف اس کلام آلٰہی کی مثل باب یا بہاء اللہ کے کلام میں تلاش کریں تو محنت رائیگاں جاتی ہے یوں تو بہاء اللہ بڑے بڑے بلند بانگ دعاوی کرتا ہے مگر محض بے دلیل اگر کسی بہائی کو اس بات پر شک ہو تو وہ کوئی بہائی یا بابی لوح پیش کریں جس میں اس خوبصورتی اور دلیل کے ساتھ صفات الٰہیہ کو مشاہدہ کے رنگ میں پیش کیا ہو۔ مگر یاد رکھو قیامت آجائے گی مگر بہائیوں سے یہ مطالبہ پورا نہ ہوگا پس انہیں وعید فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ سے ڈرنا چاہیئے۔

چاہیئے تو یہ کہ بہاء اللہ جسے بہائی سب مظاہر الٰہیہ سے بڑا بتاتے ہیں بلکہ اسے خود خدا ہی سمجھتے ہیں جو ان کی فرضی قیامت میں رب العالمین کے فرضی تخت پر بیٹھا ہے اس کے ذریعہ وہ تربیت روحانی عالم کی ہوتی کہ اس کی نظیر نہ ملتی مگر واقعہ یہ ہے کہ نہ باب کے ذریعہ کوئی اولیاء اللہ کی جماعت پیدا ہوئی اور نہ بہاء اللہ کے ذریعہ۔ اور اس کا ثبوت یہ کافی ہے کہ اپنی الواح میں بہاء اللہ ایک مقام پر اہل ایران کی شکایت اس درج کرتا ہے کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان کی بستیوں میں سے ایک شخص نے مہدویت کا دعوٰے کیا ہے لوگ اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں اور اس کی بڑی جماعت تیار ہو چکی ہے لیکن اے اہل ایران تم میں باب نے دعوٰے کیا تو تم نے اس کا ساتھ نہ دیا اور اس کے ساتھ وہ کیا جو کسی نے کبھی نہ کیا کرتا۔ (باقی وارد)

ہفتہ بھر کی ضروری خبریں

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر۔ گو آج آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری مسٹر لیاقت علی خاں نے لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد یہ بتایا کہ مجلس عاملہ موجودہ سیاسی گفت و شنید کے بارے میں کل اپنے فیصلے کا اعلان کر دیگی لیکن ایسوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار خصوصی نے ایک غیر مصدقہ اطلاع دی ہے کہ پچھلے چند ہفتوں سے دہلی میں لیگ کانگرس مفاہمت کے لئے جو گفت و شنید جاری تھی وہ ناکام ہو گئی ہے مگر اس ناکامی کے باوجود مسلم لیگ وائسرائے کی اس دعوت کی اساس پر عارضی حکومت میں شامل ہو جائے گی جو انھوں نے ۲۴ر اگست کے نشری اعلان میں مسلم لیگ کو دی تھی۔

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک بیان میں ان تمام افواہوں کی تردید کر دی ہے جن کے مطابق مسٹر سبھاش بوس کو زندہ بتایا جاتا رہا ہے پنڈت نہرو نے ان افواہوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے شروع میں مجھے بھی مسٹر سبھاش بوس کی موت پر یقین نہیں آیا تھا بعد ازاں کرنل حبیب الرحمٰن نے مجھے اس حادثہ کی تمام تفاصیل بتائیں جو مسٹر سبھاش بوس کی جان لیوا ثابت ہوا۔ اس پر مجھے بھی ان کی موت کا یقین ہو گیا اس کے بعد کسی اخباری افواہ نے میرے اس یقین کو متزلزل نہیں کیا۔ اب کرنل حبیب الرحمٰن نے مجھے پھر یقین دلایا ہے کہ مسٹر سبھاش بوس کے ہوائی جہاز کو جب حادثہ پیش آیا تو وہ بھی اسی جہاز میں تھے اس حادثہ میں مسٹر سبھاش بوس کے جسم کا کافی حصہ جل گیا۔ ہسپتال میں کرنل حبیب الرحمٰن اور سبھاش بوس ایک ہی کمرے میں زیر علاج تھے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سبھاش بوس سرگباش ہو گئے۔ لاش کو سنگاپور یا ٹوکیو لے جانا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا کرنل حبیب الرحمٰن کی موجودگی میں ہی لاش لائے گی اور کرنل صاحب نیتاجی کی راکھ لائے۔

دمشق ۱۱ر اکتوبر۔ دمشق کے قریب اور قریالین میں آثار قدیمہ کی دریافت کے لئے کھدائی ہو رہی ہے۔ اس کھدائی کے دوران میں تین ہزار قبل کا ملکہ سبا کے نہانے کا تالاب دریافت ہوا ہے اس تالاب کی تہ سے گرم قطرات آبی ابھی تک نکل رہے ہیں جس کی وجہ سے پانی گرم ہے۔ اس تالاب کے اردگرد سنگ مرمر کے شہ نشین اور چبوترے پائے جاتے ہیں۔ طبقات الارض کے ماہرین کا خیال ہے کہ اس تالاب کے قریب علاقہ میں تیل کے ذخائر بھی ہیں۔

نیورم برگ۔ ۱۰ر اکتوبر۔ ان تمام نازی اکابر کو جنہیں سزائے موت کا حکم سنایا جا چکا ہے آئندہ بدھ کو سزائے موت دے دی جائے گی۔ اور ان تمام کی زندگی پھانسی کے پھندے سے ختم کی جائے گی۔

نئی دہلی ۱۲ر اکتوبر۔ مسٹر محمد علی جناح نے آج شام کے ساڑھے پانچ بجے وائسرائے سے ملاقات کی یہ ملاقات (۸۵) منٹ جاری رہی۔ ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد آپ موٹر میں سوار ہو کر مسٹر لیاقت علی خان کے مکان پر پہنچے جہاں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ارکان اور سندھ اور بنگال کے وزرائے عظام ان کے منتظر تھے۔ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج شام ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا اور کل گیارہ بجے پر ملتوی ہو گیا۔ لیاقت علی خاں نے اخبار نویسوں سے فرمایا ورکنگ کمیٹی کا اجلاس کل صبح گیارہ بجے پھر منعقد ہو رہا ہے جس میں فیصلہ کر لیا جائے گا۔ آج کے اجلاس میں اس ملاقات کی روداد پر بحث ہوتی رہی جو وائسرائے کے ساتھ مسٹر جناح نے کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وائسرائے کا وہ مکتوب جو اگلے دن موصول ہوا تھا اور تازہ مکتوب جو آج شام موصول ہوا ہے۔ دونوں کے دونوں زیر بحث رہے۔

نئی دہلی ۱۲ر اکتوبر۔ ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے آج صبح پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ ملاقات کی۔ آج شام کو پرارتھنا سے فارغ ہونے کے بعد گاندھی جی بھنگی کالونی سے موٹر میں سوار ہو کر بڑودہ ہاؤس پہنچے جہاں نواب صاحب بھوپال جو حال ہی میں دہلی تشریف لائے تھے اور جنہوں نے کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈروں کی مذاکرات میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ اور اس کے علاوہ گاندھی جی مسٹر جناح اور پنڈت نہرو کے ساتھ متعدد ملاقاتیں کی ہیں۔ آج رات کو پشاور سے بمبئی جانے والی ایکسپریس ٹرین میں سوار ہو کر بھوپال واپس تشریف لے گئے۔

بیت المقدس ۱۲ر اکتوبر۔ ڈائرکٹ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج عربوں کی انجمن مجاہدین نے ایسے دو عربوں کو ہلاک کر دیا ہے جنہوں نے حال ہی میں یہودیوں کے ہاتھ زمین فروخت کی ہے اس انجمن کی طرف سے بیت المقدس کی مسجد عمر کے نزدیک ایک اشتہار چسپاں کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آئندہ جو شخص یہودیوں کے ہاتھ زمین فروخت کرے گا اس کا یہی انجام ہوگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجدد و نکا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پہ غالب آئیگا

عقیدت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
... ہیم از فضلِ خدا
... مارا امام و پیشوا
... و خیر الرسل خیر الانام
... ت ما بر و شد اختتام
... ناب حق کہ قرآن نام اوست
عرفانِ ما از جامِ اوست
... م دوری ازاں دشمن کتاب
... کفرات و خسران و تباب

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۶ ذیقعد ۱۳۶۵ھ م ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۴۳

دُرِّ ثمین

(۱) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقال مسلماً اقال لہ اللہ عثرتہ (ابوداؤد)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان سے (بیع وشرا) میں اقالہ کرے گا (یا بیع یا شری بیع ایک دوسرے کی خاطر فسخ کر دے) خدا تعالیٰ اس کی لغزشیں معاف فرماویگا۔

(۲) وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع محفلۃ فھو بالخیار ثلثۃ ایام فان ردھا ردمعھا مثل او مثلی لبنھا قمحا (ابوداؤد)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایسے جانور کو خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو تو ایسے شخص کو تین روز تک اختیار ہے۔ پس اگر وہ واپس کرے تو اس دودھ کے برابر یا اس سے دوچند غلہ کی قسم سے کوئی چیز بھی دینا چاہیئے

۳- وعن ابن ابی اوفیٰ قال الناجش آکل ربوا خائن وھو خداع باطل لا یحل اخرجہ البخاری موقوفاً معلقاً

ابن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ بھاؤ بڑھانے والا گویا ربا خوار ہے۔ اور خیانت کرنے والا ہے اور یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جو باطل ہے اور ہرگز جائز نہیں ہے بخاری نے اسے موقوف اور معلق روایت کیا ہے (موقوف - جو حدیث صحابہ تک ہو اور معلق وہ حدیث ہے جس کی ابتدائے سند سے راوی ساقط ہو)

۴- وعن خارجۃ بن زید ان اباہ کان لا یبیع ثمارہ حتی تطلع الثریا - مالک -

خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ ان کے والد اپنے باردار درخت اس وقت تک نہیں فروخت کرتے تھے جب تک وہ ثریا کی طرح چمکنے نہ لگیں یعنی پک نہ جائیں۔

۵- وعن ابی سعید الخدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تبارک وتعالیٰ من شغلہ القرآن عن مسألتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین (ترمذی)

ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن خوانی نے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ مجھ سے کچھ سوال کرتا ایسے شخص کو میں سوال کرنے والوں سے عمدہ اور بڑھ کر دوں گا۔

غلام قادر عفی عنہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسیح موعود بھی ذوالقرنین ہے

حاشیہ۔ مجھ سے ایک صاحب حکیم مرزا محمود ایرانی نام نے آج ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بذریعہ ایک خط کے دریافت کیا ہے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں۔ وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ پس واضح ہو کہ یہ آیت قرآنی بہت سے اسرار اپنے اندر رکھتی ہے جسکا احاطہ نہیں ہو سکتا اور جس کے ظاہر کے نیچے ایک باطن بھی ہے۔ لیکن وہ معنے جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ یہ آیت مع اپنے سابق اور لاحق کے مسیح موعود کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور اس کے وقت ظہور کو مشخص کرتی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسیح موعود بھی ذوالقرنین ہے کیونکہ قرن عربی زبان میں صدی کو کہتے ہیں۔ اور آیت قرآنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ موعود مسیح جو کسی وقت ظاہر ہوگا اسکی پیدائش اور اسکا ظہور دو صدیوں پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ میرا وجود اسی طرح پر ہے میرے وجود نے مشہور و معروف صدیوں کیا ہجری کیا عیسوی خواہ مسیحی خواہ بکرماجیتی اس طور پر اپنا ظہور کیا ہے کہ ہر جگہ دو صدیوں پر مشتمل ہے۔ صرف کسی ایک صدی تک میری پیدائش اور ظہور ختم نہیں ہوئے۔ غرض جہاں تک مجھے علم ہے میری پیدائش اور میرا ظہور ہر ایک مذہب کی صدی میں صرف ایک صدی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دو صدیوں میں اپنا قدم رکھتا ہے۔ پس ان معنوں سے میں ذوالقرنین ہوں۔ چنانچہ بعض احادیث میں بھی مسیح موعود کا نام ذوالقرنین آیا ہے۔ اور حدیثوں میں بھی ذوالقرنین کے یہی معنی ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ اب باقی آیت کے معنے پیشگوئی کے لحاظ سے یہ ہیں کہ دنیا میں دو قومیں بڑی ہیں جن کو مسیح موعود کی بشارت دی گئی ہے اور مسیحی دعوت کے لئے پہلے انہیں کا حق ٹھیرایا گیا ہے۔ سو خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں اس جگہ فرماتا ہے کہ مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے اپنی سیر میں دو قوموں کو پائیگا ایک قوم کو دیکھے گا کہ وہ تاریکی میں ایک ایسے بدبودار چشمے پر بیٹھی ہے کہ جس کا پانی پینے کے لائق نہیں اور اس میں سخت بدبودار کیچڑ ملا ہوا ہے۔ دوسری سیر میں مسیح موعود نے جو ذوالقرنین ہے ان لوگوں کو دیکھا جو آفتاب کی جلتی ہوئی دھوپ میں بیٹھے ہیں اور آفتاب کی دھوپ اور ان میں کوئی اوٹ نہیں اور آفتاب سے انھوں نے کوئی روشنی تو حاصل نہیں کی۔ اور صرف یہ حصہ ملا ہے کہ اس سے بدن ان کے جل گئے ہیں اور اوپر کی جلد سیاہ ہو گئی ہے۔ اس قوم سے مراد مسلمان ہیں جو آفتاب کے سامنے تو ہیں مگر بجز جلنے کے اور کچھ فائدہ ان کو نہیں ہوا یعنی ان کو توفیق کا آفتاب دیا گیا مگر بجز جلنے کے آفتاب سے انھوں نے کوئی حقیقی روشنی حاصل نہیں کی۔ یعنی دینداری کی سچی خوبصورتی اور سچے اخلاق وہ کھو بیٹھے اور تعصب اور کینہ اور اشتعال طبع اور درندگی کے چلن ان کے حصہ میں آگئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس پیرایہ میں فرماتا ہے کہ ایسے وقت میں مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے آئیگا جبکہ عیسائی تاریکی میں ہونگے اور ان کے حصہ میں صرف ایک بدبودار کیچڑ ہوگا جسکو عربی میں حمأ کہتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف خشک توحید ہوگی جو تعصب اور درندگی کی دھوپ سے جلے ہونگے اور کوئی روحانیت صاف نہیں ہوگی۔ اور پھر مسیح جو ذوالقرنین ہے ایک تیسری قوم کو پائیگا جو یاجوج ماجوج کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوگی اور وہ لوگ بہت دیندار ہوں گے اور ان کی طبیعتیں سعادتمند ہونگی اور وہ ذوالقرنین سے جو مسیح موعود ہے مدد طلب کریں گے تا یاجوج ماجوج کے حملوں سے بچ جائیں۔ اور تا وہ ان کے لئے سدِ روشن بنادیگا یعنی ایسے پختہ دلائل اسلام کی تائید میں انکو تعلیم دے گا۔ یاجوج ماجوج کے حملوں کو قطعی طور پر روک دے گا اور ان کے آنسو پونچھے گا اور ہر ایک طور سے ان کی مدد کریگا اور ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو مجھے قبول کرتے ہیں۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اس میں صریح طور پر میرے ظہور اور میرے وقت اور میری جماعت کی خبر دی گئی ہے پس مبارک وہ جو ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھے۔ قرآن شریف کی یہ سنت ہے کہ اس قسم کی پیشگوئیاں بھی کیا کرتا ہے کہ ذکر کسی اور کا ہوتا ہے اور اصل منشا آئندہ زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ یوسف میں بھی اسی قسم کی پیشگوئی کی گئی ہے یعنی بظاہر تو ایک قصہ بیان کیا گیا ہے مگر اس میں یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ جس طرح یوسف کو اول بھائیوں نے حقارت کی نظر سے دیکھا مگر آخر وہی یوسف ان کا سردار بنایا گیا اسی جگہ بھی قریش کے لئے ایسا ہی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کرکے مکہ سے نکال دیا۔ مگر وہی جو رد کیا گیا تھا۔ ان کا پیشوا اور سردار بنایا گیا۔ بڑا تعجب کا مقام ہے کہ اس قدر بار بار مسیح موعود یعنی اس عاجز کی نسبت قرآن شریف میں پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ مگر پھر بعض ایسے لوگ جو اپنے اندر بصیرت کی روح نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ لوگ ان عیسائیوں کی طرح ہیں جو اب تک کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بائیبل میں کوئی پیشگوئی نہیں ہے

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا — خیرہ ام از چشم بندیٔ خدا
ایں کماں از تیرہا پر ساختہ — صید نزدیک است دور انداختہ

راقم میرزا غلام احمد قادیانی

ہر کسے را بجز و سرد کارے ٭ کار دلدادگان بدلدارے
ہر کسے را بعزت خود کار ٭ فکر ایشاں ہمہ بعزت یار (مسیح موعود)

احرارِ اسلام

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بلڈنگس لاہور

حضرت فضیل بن عیاض اور ہارون رشید

حضرت فضیل رح بن عیاض اوائل میں ڈاکوؤں کے سردار تھے ان کی زندگی میں معجزانہ تبدیلی کا سبب یہ ہے ایک دفعہ فضیل معہ ہمراہیوں کے ایک ویرانہ میں خیمہ زن تھا تاکہ آنے جانے والے قافلوں پر ڈاکہ ڈالے اتفاقاً ایک روز ایک قافلہ ان کے پاس سے گزرا جس میں ایک قاری بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھتا جا رہا تھا عین خیمہ کے بالمقابل وہ اس آیت پر پہنچا الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ تو فضیل پر ایک فوق العادت ان پر اثر ہوا روتے روتے ہچکی بندھ گئی اسی حالت میں وہ خیمہ سے باہر نکل آئے اور لوٹا ہوا مال ایک ایک کرکے واپس کر دیا (اس قافلہ کا اکثر مال فضیل کے ساتھیوں نے لوٹ لیا تھا) شعر:

عشق کن بر نفس گرم خود اے تشنہ جگر
کہ چوں دل آب شود چشمہ حیواں گردد (صائب)

فضیل رح گوشہ نشین ہوکر ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے اور ایک ایک کرکے تمام منازل سلوک چند عرصہ میں طے کر لیں اس کی قوت غضب جس کا وہ اکثر حصہ عمر میں مظاہرہ کرتا رہا یعنی غرور۔ نخوت خود پرستی تکبر ترفع۔ دوسروں کی تحقیر ظلم قتل نفس وغیرہ شجاعت میں بدل گئی مثلاً خودداری۔ دلیری۔ آزادی۔ حق گوئی۔ عدم بلند ہمتی بردباری۔ استقلال اثباتِ قدم وقار۔ صبر و سکون۔ مطالبۂ حق جد و جہد سعی و محنت اور جہاد بالنفس چنانچہ مولٰنا روم فرماتے ہیں کہ ایک ہی چیز ایک جگہ زہر کا کام کرتی ہے تو دوسرے مقام پر وہی چیز تریاق وغیرہ بن جاتی ہے جیسے قوت غضب بے محل زہر ہے تو برمحل تریاق۔

اشعار

درمقامے زہر و درجائے دوا
درمقامے کفر و درجائے روا
درمقامے خار و درجائے چو گل
درمقامے سرکہ درجائے چو مُل (شراب)
درمقامے جور و درجائے وفا
درمقامے منع و درجائے عطا

ایک دن خلیفہ ہارون رشید آپ کے دردولت پر حاضر ہوئے وزیر نے دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی کون ہے؟ وزیر نے کہا امیر المومنین آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں فرمایا یہاں امیر کا کیا کام؟ ان سے کہیں کہ تشریف لے جائیں مگر دونوں زبردستی اندر گھس آئے خلیفہ نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کی کہ کوئی نصیحت فرمائیں حضرت فضیل نے فرمایا جب حضرت عمرؓ نے خلافت سنبھالی تو انھوں نے اپنے آپ کو بہت سی بلاؤں (ذمہ داریوں) سے محصور پایا۔ خلیفہ نے متاثر ہو کر عرض کیا کچھ اور ارشاد ہو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اس کے حضور میں اسی طرح جواب دہی کے لئے تیار رہو جس طرح دوسروں سے جواب دہی کا خواستگار ہے روز حشر تجھسے ہر فرد رعیت کا حساب لیا جائیگا۔ یہاں تک کہ ایک بڑھیا کسی رات بھوکی سوئی ہوگی تو قیامت کے دن وہ بھی تیری دامنگیر ہوگی۔ خلیفہ یہ سن کر لرزہ براندام ہو گیا اور زار و نزار رونے لگا۔ وزیر نے کہا فضیل! اب سلسلۂ گفتگو ختم کرو آپ نے تو امیر المومنین کا کام تمام کر دیا ہے فرمایا میں نے نہیں بلکہ تم نے اور تم جیسے اور لوگوں نے اسے ہلاکت میں ڈال دیا۔

خلیفہ نے ایک ہزار کی تھیلی پیش خدمت کی اور کہا کہ میری والدہ کی میراث سے اور خالص طیب ہے اسکو قبول کیجئے حضرت فضیل رح نے فرمایا میری تمام پند و نصائح اکارت گئیں اور میرے ہی ساتھ یہ ظلم روا رکھا کہ مجھے پھر اسی ناپاکی میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی جس سے میں بچ رہا ہوں اصل کی یہ رقم کسی حاجتمند کو دو۔

غیب را ابرے و آبے دیگر است
آسمان و آفتابے دیگر است
(غیب بمعنے عالم روحانی) (مثنوی)

خلیفہ ہارون رشید اور حضرت سفیان

ہارون رشید جب تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو انھوں نے سفیانؓ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن انھوں نے ملنے سے گریز کیا چنانچہ خلیفہ نے سفیانؓ کو مفصلہ ذیل خط لکھا:۔

برادرم سفیان

برادرم آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (بفحوائے کل مومن اخوۃ) تمام مسلمانوں میں رشتۂ اخوت قائم کیا ہے اور میرے اور آپ کے دیرینہ تعلقات بدستور قائم ہیں میرے تمام احباب مجھے اس تقریب پر مبارکباد دینے کے لئے آئے ہیں اور میں نے انہیں گراں بہا عطیے دیئے افسوس ہے آپ اب تک تشریف نہ لائے میں خود حاضر خدمت ہوتا مگر مقام خلافت اس امر کا مانع ہے۔ والسلام

از ہارون

اس کے جواب میں اس پیکر حریت نے یہ لکھکر بھیجا:۔

از بندۂ ضعیف سفیان بنام ہارون فریفتۂ احتشام!

آپ نے اپنے خط میں خود تسلیم کیا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے بیت المال کو بیجا خرچ اور بے محل گرانبہا عطیے دیکر لٹا دیا اس پر بھی آپ کو تسلی نہ ہوئی اب چاہتے ہو کہ میں بھی قیامت کے دن تمہارے ساتھ اس گناہ میں گھسیٹا جاؤں۔ ہارون! تجھے اس خدا کے سامنے جوابدہی کے لئے تیار رہنا چاہیئے تو تخت پر بیٹھکر اجلاس کرتا ہے۔ حریر کا لباس زیب تن کرتا ہے۔ تیرے دروازہ پر چوکیدار پہرہ دیتے ہیں۔ تیرے عمال خود شراب پیتے ہیں اور شراب پینے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ خود زنا کرتے ہیں اور زانیوں پر حد جاری کرتے ہیں خود چوری کرتے ہیں اور چوروں کے ہاتھ کٹواتے ہیں۔ ان جرائم پر پہلے تجھے اور تیرے عمالوں کو سزا ملنی چاہیئے اور پھر دوسروں کو ہارون! وہ دن بھی تجھے دیکھنا ہوگا کہ تیرے ہاتھ پاؤں میں زنجیر اور گلے میں طوق ہوگا اور تیرے عمال اسی حالت میں تیرے پیچھے پیچھے ہونگے اور تیری پیشوائی میں سیدھے جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ میں نے تیری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا مجھے پھر کبھی خط نہ لکھنا خلیفہ نے جب یہ خط پڑھا بے اختیار چیخ اٹھا اور دیر تک روتا رہا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رح کی حق پسندی

ایک دن آپ کے حلقہ درس میں ایک نوجوان نے ایک مسئلہ کے متعلق آپ سے سوال کیا۔ امام صاحب نے جواب دیا مگر اس نوجوان نے اسے تسلیم نہ کیا اور برملا کہا کہ اس معاملہ میں آپ غلطی پر ہیں اس پر ابوالخطاب جرجانی جو شریک حلقہ تھے بہت برہم ہوئے اور تلامذہ کو مخاطب کرکے فرمایا آپ لوگ بہت بے غیرت ہو تمہارے امام کو کل کا لونڈا جو جی میں آتا ہے کہ دیتا ہے مگر تمہیں ذرا جوش نہیں آتا۔ امام صاحب نے ابوالخطاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ان لوگوں پر کچھ الزام نہیں ہیں تو اسی لئے یہاں بیٹھا ہوں کہ لوگ آزادانہ میری رائے کی غلطیاں ثابت کریں اور میں صبر و تحمل سے سنوں

خلیفہ منصور اور حضرت سفیان ثوری

خلیفہ منصور نے حج کے موقع پر حضرت سفیان ثوری رح کو منیٰ میں بغیر ان کی مرضی کے زبردستی حاضر ہونے کا حکم دیا سفیان گئے اور کہا اے منصور! خدا سے ڈر دنیا تیرے جور و ظلم سے تنگ آ چکی ہے منصور نے کہا کوئی خواہش ہو تو بیان کرو سفیان رح نے کہا جن لوگوں کی تلوار کی بدولت تجھے آج یہ رتبہ نصیب ہوا ہے ان ہی کی اولاد بھوکی مر رہی ہے منصور نے کہا کچھ اپنے لئے مانگئے فرمایا جب حضرت عمرؓ نے حج کیا تھا تو دس درہم سے کچھ زیادہ خرچ ہوئے تھے بخلاف اس کے تو اس قدر روپیہ ساتھ لئے پھرتا ہے کہ باربرداری بھی اس کی متحمل نہیں سکتی۔

رو تو کہگل ساز بر سقف جہاں
سقف گردوں راز کہگل پاک داں
(مثنوی)

بغداد کی خبریں

۲۸ر ستمبر ۴۶ء کو سید تصدق حسین صاحب قادری کی لڑکی نور النساء کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا تولد ہوا جس کا نام حسام رکھا گیا خداوند کریم نومولود کی عمر دراز کرے اور اسے خادم دین بنائے۔ بچہ کی نانی نے اس خوشی میں مبلغ پندرہ روپے دار الیتامیٰ فنڈ میں دیئے۔

(۲) مفت تقسیم لٹریچر پر بغداد میں ۱۸ سال سے جو خرچ ہو رہے وہ سید تصدق حسین صاحب قادری بمع اپنے رفقا کے خود برداشت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں تقسیم عربی ترجمہ نیو ورلڈ آرڈر موسومہ الاسلام والنظام العالمی الجدید پر بھی بہت خرچ کیا۔ انجمن پر وہ کوئی بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ حضرت امیر کا پیغام جو انکو پہنچایا گیا تھا کہ مفت تقسیم الاسلام والنظام العالمی الجدید پر جو خرچ ہوگا وہ انجمن یہاں سے ادا کریگی اور جو ایک کاپی اس کتاب کی حضرت امیر کی خدمت میں انھوں نے بھیجی تھی اس کا شکریہ ادا کیا گیا تھا اس کے متعلق قادری صاحب لکھتے ہیں کہ "امیر المجاہدین سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام متعلقہ ترجمہ کتاب نیو ورلڈ آرڈر پڑھا۔ حضرت امیر کا مجھ خاکسار کا شکریہ ادا کرنا یہ حضور کی کرم گستری و نظر عنایت ہے ورنہ میں نے تو اس سلسلہ میں کچھ بھی نہیں کیا اپنا فرض بھی کما حقہ طور پر ادا نہیں کر سکا ہوں۔ میرے محبوب امیر اور آپ بزرگوں کے جو اشغل حبًا للہ کے رنگ میں رنگین ہیں میری عاجزانہ التماس ہے کہ میرے حق میں اپنی نیم شبی نمازوں میں دعا کریں کہ وہ مجیب الدعوات مجھے اس بات کی قوت عطا فرمائے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کی کوششوں میں کامیاب کرے پیغام میں جو ہدایات درج ہیں ان پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے موصولہ علماء کی فہرست بھی سامنے ہے ان میں چیدہ چیدہ اشخاص کو کتابیں بھیجی جاویں گی۔"

پیغام صلح
جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۷ ذیقعد سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۴۳

احمدی نوجوانوں کی خدمت میں گذارش

دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کیلئے عملی قدم اٹھانے کی ضرورت ہے

کسی تحریک کی کامیابی میں ان نوجوانوں کا نمایاں حصہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو اس تحریک سے وابستہ کرنے میں کیونکہ تحریکات کو کامیاب بنانے کے لئے قربانی کی ضرورت پیش آتی ہے اور نوجوانوں میں قربانی کا جذبہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے نوجوانوں کے ذہنوں میں جمود نہیں ہوتا اس لئے وہ نئی تحریک کو جو وقت کے بعض شدید تقاضوں سے پیدا ہوتی ہے اپنی قربانیوں سے تقویت پہنچاتے ہیں اور اس کی روح کو اپنے قلوب میں جذب کرکے اس تحریک کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا باعث ہوتے ہیں تحریک احمدیت جو جملہ تحریکات اسلامی میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اس کے استحکام اور کامیابی میں نوجوانوں نے زیادہ حصہ لیا حضرت امام عصر حاضر نے جب اپنی بعثت کی غرض اور تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کو دنیا میں پیش کیا اور اس نصب العین کو بروئے کار لانے کے لئے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تو اس تحریک میں جوانوں نے ہی زیادہ حصہ لیا چنانچہ جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگ جو تحریک احمدیت کے فعال ارکان ثابت ہوئے اس وقت ان کی عمر جوانی کی تھی جب وہ اس عظیم الشان تحریک میں شامل ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں اور تبلیغ اسلام کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں انھوں نے جس خلوص اور ایثار کا ثبوت دیا وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اپنوں اور بیگانوں کو ان کی گرانقدر خدمات کا اعتراف ہے ——— ان بزرگوں میں سے بہت سے اپنے فرائض کو سرانجام دے کر ہم سے جدا ہو چکے ہیں اور جو باقی ہیں وہ اپنی زندگی کی آخری منزل میں ہیں جیسا کہ دنیا کا دستور ہے، ان بزرگوں کے بعد ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ اسلام کے بلند فریضہ کو سرانجام دینے کی ذمہ داری نوجوانوں پر عاید ہوگی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے نوجوانوں نے کیا تیاری کی ہے؟ اور اس کام کے لئے جس تیاری کی ضرورت ہے اس کے لئے وہ کوئی اعلیٰ درجہ کی کوشش کررہے ہیں یا نہیں ———

ہر تحریک کو کامیاب اور موثر بنانے کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

(الف) نصب العین پر محکم یقین۔ (ب) وہ ماحول جس میں کام کرنا ہو اس کا گہرا مطالعہ (ج) اجتماعی تنظیم اور (د) عمل ———

کیا ہماری جماعت کے نوجوانوں کو اپنے نصب العین پر پختہ یقین ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام دنیا میں غالب آئیگا اور اقوام عالم اس روحانی سرچشمہ سے فیضیاب ہونگی ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہر احمدی نوجوان یقین رکھتا ہے کہ دنیا میں اسلام کے دوبارہ غالب آنے کا وقت آپہنچا ہے لیکن ابھی تک انھوں نے اس کام کی عظمت اور وسعت کے مطابق اپنی اجتماعی تنظیم نہیں کی اور نہ اپنے ماحول اور جملہ تحریکات عالم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور نہ عمل کی نئی راہیں پیدا کی ہیں بلکہ وہ پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں گو ان کے قلوب میں یہ احساس بدرجہ اتم موجود ہے کہ زمانے کے تقاضے اور وسائل پہلے کی نسبت کچھ بدل چکے ہیں لیکن ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اور ان مسائل کو حل کرنے کے لئے انھوں نے ابھی تک کوئی ایسا عملی قدم نہیں اٹھایا جو موثر اور مفید ہو۔ ہم اپنے ان نوجوان دوستوں کی خدمت میں یہ گذارش کریں گے جن کے قلوب میں یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ اسلام دنیا میں غالب آئیگا کہ وہ تساہل اور تغافل کو چھوڑ کر کوئی عملی قدم اٹھائیں اگر وہ دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اس کے لئے وہ طریقے اختیار کریں جن کا اختیار کرنا کامیابی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ان کا کام معمولی نہیں ہے ان کی ذمہ داری بہت بڑی ہے وہ لوگ جو ساری دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتے ہیں ان کے حوصلے بلند دل قوی اور دماغ متوازن اور مضبوط ہوتے ہیں ایسے لوگوں کی محنت شاقہ سے وہ روحانی تحریک دنیا میں ایک زبردست لہر بن جاتی ہے اور سارے باطل نظامات اسکی زد میں آجاتے ہیں۔ تحریک احمدیت ایک خالص اسلامی اور روحانی تحریک ہے اسکے علمبرداروں میں زبردست حرکی اور تخلیقی قوت ہونی چاہیئے انہیں اپنی تمام استعدادوں کو اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہناتے ہوئے استعمال کرنا چاہیئے ——— امید ہے ہماری اس گذارش پر جماعت کے نوجوان خاص طور پر توجہ مبذول فرمائیں گے اور جلد کوئی ایسا عملی قدم اٹھائیں گے جس سے ثابت ہو کہ جماعت احمدیہ کے نوجوان زندہ ہیں اور اپنے نصب العین کے لئے ہر قسم کی محنت اور قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

——— حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب روزانہ نماز فجر کے بعد مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اپنے مخصوص اور موثر انداز میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب انگلستان تشریف لیگئے

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو شام کی گاڑی سے انگلستان روانہ ہوئے روانگی کے وقت لاہور سٹیشن پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب محترم ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولٰنا آفتاب الدین احمد صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب اور جناب شیخ میاں محمد صاحب اور جماعت کے دوسرے بزرگ اور احباب کثرت سے موجود تھے سب دوستوں نے نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب کو الوداع کہی اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرکزی احباب سلسلہ کی معیت میں دعا فرمائی۔ دعا کے بعد پرجوش نوجوانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور نعروں کی گونج میں گاڑی روانہ ہوئی دعا ہے اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو خیریت اور عافیت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچائے اور تبلیغ اسلام کے مشن میں کامیاب کرے۔

محترم مصری صاحب کو صدمہ

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت حزن وملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ گذشتہ جمعہ کو عزیزم لئیق احمد پسر محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ محترم مصری صاحب کو دوسرا صدمہ ہے۔ آج سے تین سال پہلے ان کے جوان قابل اور نہایت ہونہار صاحبزادہ اخویم مبارک مسعود صاحب ایم۔ اے کی نہایت المناک وفات ہوئی تھی اور اب ایک دوسرا جوان بچہ جو نہایت مضبوط ہونہار اور نیک نوجوان تھا وفات پاگیا لیکن اس موقعہ پر محترم شیخ صاحب نے جس صبر وتحمل اور خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان کا ثبوت دیا وہ یقیناً جماعت کے لئے ایک نمونہ ہے۔ نماز جنازہ مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی جس میں قریباً ساری مرکزی جماعت نے شمولیت کی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ محترم مصری صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور مرحوم کے سب بھائیوں اور بہنوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور عزیز لئیق احمد مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیرآباد کی بھاوجہ صاحبہ وفات پاگئیں

حضرت شیخ نیاز احمد صاحب کی بھاوجہ یعنی جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی والدہ محترمہ کا ۱۷ ماہ حال بروز بدھ بمقام سیالکوٹ انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس خاندان کو دو تین سال کے قلیل عرصہ میں دو تین جوان اموات سے سخت صدمات پہنچے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام افراد خاندان کو بالعموم اور مکرم جناب شیخ عبدالرحیم صاحب شیخ محمد عبداللہ صاحب شیخ عبدالمجید صاحب شیخ عبدالرشید صاحب و شیخ عبدالقیوم صاحب (پسران متوفیہ) کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ مرحومہ بے حد نیک طبیعت پردار اور حسن سلوک اور اخلاق فاضلہ کا مجسمہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چودھری عشرت علی صاحب وفات پاگئے

یہ خبر بھی جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک بزرگ چودھری عشرت علی صاحب رئیس کالی صوبہ جو سلسلہ کے ایک پرانے خادم اور حضرت صاحب کے احباب میں سے تھے مورخہ ۱۵ اکتوبر کو وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جملہ افراد خاندان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور چودھری صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے احباب سلسلہ چودھری صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

درخواستہائے دعا

(الف) چودھری غلام حیدر خاں صاحب احمدی رئیس اعظم بدوملہی بچار ممد تقریباً ... بیمار ہیں پاؤں میں ورم ہے اور بخار بھی ہوتا ہے۔ سب احباب سلسلہ چودھری صاحب موصوف کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

(ب) چودھری دوست محمد صاحب ایم اے ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور سے تحریر فرماتے ہیں:- "میری لڑکی اختر النساء پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی کے سپلیمنٹری امتحان میں ۲۵ اکتوبر کو شامل ہورہی ہے۔ احباب سلسلہ سے اس کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے"

رشتہ کی ضرورت

ایک معزز خاندان کی لڑکی بعمر تیئس سال کے لئے جو اردو انگریزی مڈل پاس اور جے وی ٹرینڈ و ادیب و مڈوائف پاس ہے اور آجکل بطور مڈوائف ملازمت کررہی ہے۔ نیک تعلیمیافتہ برسر روزگار احمدی رشتہ کی ضرورت ہے لڑکی نہایت شریف اور معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجی جائیں:-
شیخ عبدالرحمن مصری۔ انچارج شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

تم خدا کے عہد کو پورا کرو خدا اپنے عہد کو پورا کریگا

غلبۂ اسلام کا وعدہ کس صورت میں پورا ہو سکتا ہے

ہمارے مبلغین میں کیا خصوصیات ہونی چاہئیں

مبلغین کے علاوہ جماعت کے دوسرے دوستوں کا فرض

چندہ ماہوار اور وصایا کے متعلق تحریکات

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مؤرخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء

اوفوا بعهدی اوف بعهدکم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (البقرہ)

خدا اپنے عہد کو کب پورا کرتا ہے یہ ذکر بنی اسرائیل کا ہے اور سب سے پہلے جو قرآن شریف میں اس قوم کا ذکر آتا ہے تو وہ انہی الفاظ سے شروع ہوتا ہے یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعهدی اوف بعهدکم وایای فارهبون۔ اے بنی اسرائیل میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا کی اور میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا اور مجھ ہی سے ڈرو ———

میرے عہد سے اور تمہارے عہد سے کیا مراد ہے؟ میرے عہد سے مراد تو وہ عہد ہے جو خدا نے بنی اسرائیل سے لیا اور تمہارے عہد سے مراد وہ عہد ہے جو خدا نے ان سے کیا تو فرماتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ میں اپنے عہد کو پورا کروں تو اس کے لئے شرط ہے کہ تم اس عہد کو پورا کرو جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے۔ کسی قوم کے ساتھ خدا کا عہد کیا ہو سکتا ہے اور کس طرح ہو سکتا ہے؟ بنی اسرائیل کے متعلق قرآن کریم نے بار بار اس بات کو دہرایا ہے۔ ہم نے تم سے پکا عہد لیا تھا بہت مرتبہ قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے۔ ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائیل۔ لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل واذ اخذنا میثاقکم اس قسم کے الفاظ کثرت سے قرآن مجید میں آتے ہیں

خدا کے عہد سے کیا مراد ہے؟ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا عہد کوئی الگ چیز نہیں جو کسی خاص قوم سے لیا جاتا ہے بلکہ جب کوئی قوم خدا کے کسی رسول پر ایمان لے آتی ہے تو فی الحقیقت وہ ایمان لانا اس کا عہد ہوتا ہے اور وہ کس بات کا عہد ہوتا ہے؟ کہ جو کچھ خدا کا حکم ہوگا ہم اسے مانیں گے اسی کا نام خدا نے عہد رکھا ہے جو شخص بھی خدا کے کسی رسول کی وساطت سے [illegible] خدا پر ایمان لاتا ہے وہ درحقیقت [illegible]

ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ وہ خدا کے ہر حکم کو مانے گا اب چاہے ایک شخص مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہو چاہے وہ نو مسلم ہو جب بھی وہ کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے وہ خدا کے ساتھ ایک اقرار کرتا ہے کہ اے خدا میں تیرے ہر ایک حکم کے سامنے سر جھکاؤں گا یہ ایمان کا مفہوم عام طور پر لوگوں کے ذہن میں نہیں اور عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص نے منہ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا تو وہ مومن ہو گیا لیکن خدا نے بنی اسرائیل کے ذکر میں اسے واضح کر دیا ہے کہ ایمان درحقیقت ایک عہد کا نام ہے جو انسان خدا کے ساتھ کرتا ہے اور جب بھی انسان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منہ سے کہتا ہے وہ اس اقرار کو دوہراتا ہے کہ میں خدا کے ہر حکم کا فرمانبردار رہوں گا اسی ایمان کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا عہد قرار دیا ہے اور یہی ایمان مسلمان کا خدا کے ساتھ عہد ہے۔

قرآن مجید میں اس عہد کا اعادہ بنی اسرائیل کا قصہ سنانے کی کوئی غرض قرآن مجید کی نہیں ہے یہ تو مسلمانوں کو سمجھانے کا ایک اسلوب ہے اوفوا بعهدی اوف بعهدکم اے مسلمانو تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا مسلمانوں کے خدا تعالیٰ سے عہد کا ذکر قرآن شریف میں وضاحت سے آتا ہے اور بار بار آتا ہے مسلمانوں نے جو عہد کیا تھا اس کا ذکر قرآن مجید کے ان الفاظ میں ہے ان الله اشترٰی من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة۔ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں اور اس کے آگے فرماتا ہے وعدا علیه حقا فی التوراة والانجیل والقرآن ومن اوفی بعهده من الله فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به وذلک هو الفوز العظیم [illegible]

اور قرآن میں ثابت ہے اور اللہ سے بڑھکر اپنے وعدہ کو کون پورا کرنے والا ہے سو اپنے سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے مسلمانوں کا عہد خدا سے یہ تھا بالفاظ دیگر خدا پر ایمان کا یہ مفہوم تھا کہ ان کے مال اور جانیں خدا کے لئے ہیں

غلبۂ اسلام کا وعدہ کب پورا ہوگا دوسری طرف خدا کا بھی ایک عہد مسلمانوں کے ساتھ تھا اسے بھی بار بار بیان کیا ہے میں اختصار کے پیش نظر ایک آیت پڑھتا ہوں۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله۔ وہی ہے جس نے اپنے رسولوں کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے کل دینوں پر غالب کرے ——— اب بظاہر یہ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے گا مگر خوب یاد رکھئے یہ وعدہ اس وقت پورا ہوگا جب مسلمان بھی اپنے وعدوں کو پورا کریں گے اور اپنی جانوں اور مالوں کو خدا کے رستہ میں لگا دیں گے۔ یہ وعدہ اس وقت پورا ہوگا جب ایک قوم اُٹھے گی جو اپنے آپ کو اس وعدہ کا مصداق بنائے۔ اس غلبہ کے وعدہ کو ایک جگہ نہیں اور بیسیوں جگہ بھی قرآن مجید نے دہرایا ہے ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہو گے۔ مگر کب ان کنتم مؤمنین اگر تم مومن ہو۔

مسلمانوں کا کمال اور زوال یہ تو ظاہر بات ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے اقرار کو ایسے کمال درجے تک پہنچا کر پورا کیا کہ جس کی کوئی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی اور خدا نے بھی ان کو اسی بلند مقام پر پہنچایا کہ اس کی نظیر بھی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بڑے بڑے مخالفین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جس بلند مقام پر مسلمان قوم پہنچی اس مقام تک دنیا کی اور کوئی قوم نہیں پہنچ سکی ——— لیکن ایک وقت آیا کہ مسلمان اس بلند مقام سے گرے ان کا زوال بھی خدا کے ارادوں کے ماتحت تھا مسلمان اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور خدا کا عہد بھی التوا میں پڑ گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون۔ خدا اپنے امر کی تدبیر آسمان سے زمین کی طرف کرتا ہے پھر وہ امر اس کی طرف چڑھ جائیگا ایک دن میں جس کا اندازہ ایک ہزار سال ہے اس سے جو تم گنتے ہو۔ نبی کریم صلعم کے بعد پہلے تین سو سال خیر القرون کا زمانہ [illegible] کے بعد ایک ہزار سال میں مسلمان اس اعلیٰ حالت سے بتدریج نیچے گرتے چلے گئے

اس عہد کو یاد دلانے کیلئے مسیح موعود کی بعثت اور عین اس زمانہ کے ختم ہونے پر خدا تعالیٰ نے ایک انسان کو اپنی طرف سے کھڑا کیا ہے اس پیغام کو پہنچانے کے لئے اور یاد دلانے کے لئے کہ میں اپنے وعدے کو پورا کرنا چاہتا ہوں تم بھی اپنے وعدے کو پورا کرو۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو مجدد بھی ہیں مسیح اور مہدی بھی ہیں اس وعدہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے دنیا میں آئے کہ اگر مسلمان اپنے اقرار پر قائم ہو جائیں تو خدا اپنے اقرار کو پورا کرے گا اور آج ہماری جماعت اس انقلاب کو دنیا میں پیدا کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے دنیا اس زمانہ میں خدا کی طرف سے بھاگتی ہوئی دور چلی جا رہی ہے اس بھاگتی ہوئی دنیا کو خدا کی طرف لانا بہت بڑا کام ہے اس مخلوق کو جس نے خدا کی طرف سے پیٹھیں پھیر لی ہیں اس کو پھر خدا کی طرف لانا یہ مسیح موعود کا کام ہے چاہے وہ لوگ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں فرق ضرور ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو عملی حالت مسلمانوں کی بھی ویسی ہی ہے انھوں نے بھی خدا کی طرف سے پیٹھ پھیری ہوئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اس غرض کے لئے کھڑا کیا کہ وہ دنیا کو خدا کی طرف لائے ———

نامساعد حالات اور غلبۂ اسلام کا وعدہ آنحضرت صلعم کے بعد تین سو سال تک اسلام کے عروج کا زمانہ رہا اس کے بعد پستی کا زمانہ شروع ہوا اور ایک ہزار سال کے عرصہ میں وہ پستی انتہا کو پہنچ گئی قریب تھا کہ دشمن نے اسلام کو مٹا دیا ہوتا مگر خدا کا وعدہ تھا کہ اسلام کو کوئی طاقت نہیں مٹا سکے گی بلکہ یہ تمام دنیا پر غالب آئے گا اس جماعت کو اس لئے کھڑا کیا گیا ہے کہ وہ اوفوا بعهدی کا نمونہ دکھائے تاکہ خدا بھی مسلمانوں کو اوف بعهدکم کا رنگ پھر دکھائے ہمارا کام اس مخلوق خدا کی اصلاح کرنا ہے جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیٹھ پھیری ہوئی ہے یہ کام دنیا کی نظروں میں ناممکن ہے بڑے بڑے عقلمند اور سمجھدار آدمی جب یورپ میں جا کر مغربی انسانوں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ مایوس ہو کر آتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلام کے لئے دنیا میں کوئی جگہ نہیں مگر اس کے بالمقابل خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اس مخلوق کو پھر اسلام کی طرف لائے گا اسی غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑا کام ہے لیکن خوب یاد رکھو خدا بالکل معمولی آدمیوں سے بہت بڑے بڑے کام لے لیتا ہے مگر جب تک ہم اس عہد

بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی و محترمہ بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر خان صاحب کے

گرانقدر عطیات

ع کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین ست

ہم دلی شکریہ کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ حال ہی میں محترم جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ بائیس ہزار چھ سو سولہ روپے آٹھ آنے کا گرانقدر عطیہ موصول ہوا ہے جس کے لئے ہم ان کے ان کی محترمہ بیگم صاحبہ اور ان کی خوشدامن صاحبہ (بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر خان صاحب مرحوم) کے لئے بے انتہا شکر گذار ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کی نعماء سے بیش از پیش بہرہ اندوز فرمائے۔ اس گرانقدر عطیہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

بمد وصیت

۱/۳ حصہ جائداد جناب بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ ۱۵۵۸۹

۱/۹ حصہ جائداد بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر خان صاحب مرحوم ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۲۰۲۷

بمد ادارہ تعلیم قرآن

کمرہ ادارہ ۔ از جانب بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سلمہا ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۲۵۰۰

[illegible] از جانب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۰ ۔۔۔ ۲۵۰۰

۲۲۶۱۶ ۔۔۔ ۸ ۔۔۔ ۰

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس سے قبل مد وصیت میں محترمہ جناب بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سلمہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ -/۲۶۶۶ وصول ہو چکا ہے گویا کل رقم جناب ممدوحہ نے مد وصیت میں ۸/۰-۱۸۲۵۵ ادا فرمائی ہے اور یہ آپ کی جائداد کا تیسرا حصہ ہے۔ آپ نے دو سال کے اندر اندر ہی تمام زر وصیت دیکر اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اور جناب بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب کی طرف سے مد وصیت میں اس سے قبل مبلغ -/۹۰۰ روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ اس طرح سے آپ نے کل رقم وصیت مبلغ -/۲۹۲۷ (جائداد کا نواں حصہ) ادا کر دیا ہے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔

میاں صاحب موصوف خود اپنی وصیت کی ایک بھاری قسط -/۳۶۵۰ گذشتہ سال ادا کر چکے ہیں۔ آپ نے جائداد کی ایک تہائی کی وصیت فرمائی ہوئی ہے۔ خواہ وہ جائداد نقدی کی صورت میں ہو خواہ زمین یا مکان کی صورت میں حسب حالات آپ زر وصیت ادا فرماتے رہیں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

آپ کے ماہوار چندہ کی رقم بھی تمام جماعت میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ ادارۂ تعلیم قرآن میں برائے تعمیر کمرہ بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب مرحوم کی طرف سے -/۵۲۹ کی رقم پہلے سے قبل وصول ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس ایثار کا جو جماعت میں فی الحقیقت ایک بے نظیر ایثار ہے بہت بہت جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

(مرتضیٰ خاں سیکرٹری تحصیل)

جناب ڈاکٹر این اے خانصاحب (ربہما) کا قابل قدر جذبہ خدمت اسلام اور ایثار

محترم جناب ڈاکٹر این اے خانصاحب منگیانا (ربہما) ان ایثار پیشہ بزرگان اور عشاق اسلام میں سے ہیں جو اپنا سب کچھ خدا کے رستہ میں قربان کر دیتے ہیں اور بمصداق ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ اپنے اوپر تنگی روا کرتے ہوئے اسلام اور خدمت اسلام کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

آپ کو ۱۹۴۱ء میں ہمارا لٹریچر دیکھنے کا اتفاق ہوا چونکہ قلب سلیم رکھتے تھے دل و جان سے سلسلہ کے عاشق ہو گئے۔ بیعت کر لی اور خدمت دین کے لئے کہ اصل مقصد بیعت کا یہی ہے مردانہ وار کھڑے ہو گئے دو سو ماہوار کی شرح سے سینکڑوں روپیہ اس وقت تک انجمن کو عطا فرما چکے ہیں۔ لوتر برا میں جو آپ کی جائداد ہے اس کا

۱/۳ حصہ انجمن کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے اپنی جمع شدہ پنشن جو مبلغ ۱۰۰۰ کے قریب ہے وہ سب انجمن کے نام کر دی ہے۔ گذشتہ سال آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ان کے دو لڑکے ابھی زیر تعلیم ہیں ان کے معمولی اخراجات وضع کر کے آپ اپنی پوری تنخواہ اس پنشن میں جمع کرتے جائیں گے جو سب انجمن کو ملیگی۔ گویا علاوہ ان عطیات کے جو صرف آپ انجمن کو دیتے رہتے ہیں بلکہ ووکنگ مشن کو بھی وقتاً فوقتاً دیتے ہیں آپ نے اپنی جائداد کا تیسرا حصہ بھی دے دیا۔ اپنی سب پنشن بھی دے دی اور تنخواہ کا بیشتر حصہ بھی دے دیا لیکن یہاں تک ہی نہیں آپ نے اپنی تنخواہ کمیشن بھی جو چار ہزار کے قریب ہوگی انجمن کے

نام وصیت کر دی ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء

اس کے علاوہ آپ نے اپنی بیگم صاحبہ کی وصیت بھی ارسال کی ہے بیگم صاحبہ موصوفہ نے اپنی ملکیت کا ۱/۳ حصہ انجمن کو دیا ہے جس کی مالیت ۲۲۰۰ کے قریب ہے آپ کے بڑے صاحبزادہ لفٹننٹ محمود علی مرحوم و مغفور تادم زیست ۵۰ روپیہ ماہوار سے انجمن کی امداد فرماتے رہے بلکہ وفات کے بعد ۵۰۱/- روپے کی رقم مرحوم کی طرف سے آپ کی ہمشیرہ محترمہ مسز ایف رشید نے مرحمت فرمائی۔ یہ خدا کی مشیت ہے کہ ایسا سعید جوان جلد ہی ہم سے جدا ہو گیا اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ قابل اور جوان بیٹے کی وفات پر ڈاکٹر صاحب نے صبر و شکر کا قابل قدر نمونہ پیش کیا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ آپ ایک مختصر مکان بنوا رہے ہیں اور امید ہے کہ خدا نے چاہا تو اس مکان کے ذریعے پانچ ہزار روپے مشنوں کے لئے مل جائیں گے"۔ آپ اپنی اولاد کو بھی اس کار خیر میں شرکت کرنے کی نصیحت فرماتے رہتے ہیں آپ تقسیم لٹریچر میں بھی کافی حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی جیب سے رقوم ادا کر کے مختلف حلقوں میں انجمن کا لٹریچر شائع فرما رہے ہیں علاوہ ازیں اپنے احباب کو بھی انجمن کی امداد کے لئے تحریک فرماتے رہتے ہیں اور ان کے عطیات ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجسم ایثار بھائی کو بہت بہت جزائے خیر دے اور دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری

ضرورت

مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے لئے ایک جے وی۔ اور ایک ایس وی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ اور مہنگائی الاؤنس معقول۔ درخواستیں جلد از جلد ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا کے پاس بھیجی جائیں۔

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

محمد علی

عشرہ کاملہ

برادرم بابو محمد دین صاحب سکرٹری جماعت [illegible] تحریر فرماتے ہیں:-

"حسب ارشاد عشرہ کاملہ کی اپیل احباب کو پہنچا دی گئیں اور خوشی کا مقام ہے کہ تقریباً سب نے سوائے ایک دو کے چندہ میں حضرت امیر اور انجمن کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس پر قائم رکھے"

اس کے آگے بابو صاحب نے جماعت کی فہرست دی ہے۔ اور ماہوار آمد اور موجودہ چندہ اور اضافہ جو اب کیا گیا ہے اس کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس مختصر سی جماعت میں تقریباً پندرہ روپیہ ماہوار کا اضافہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔　(باقی آئندہ)

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ انجمن کا مالی سال اکتوبر میں ختم ہو رہا ہے اور سب بقایا جات کا صاف ہونا ضروری ہے لہذا التماس ہے کہ اپنی اپنی جماعت کے تمام بقایا چندہ ماہوار و دیگر مدات وصیت، ادارہ تعلیم قرآن وغیرہ وغیرہ کا بقایا ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے سیکرٹری صاحبان اس طرف خاص طور سے توجہ فرمائیں۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

بقیہ خطبہ صفحہ ۵

زیادہ مال دیا ہے اس کی اس طرف توجہ نہیں۔

قربانی اور خدا کی نصرت اگر آپ تھوڑی تھوڑی ہمت کریں اور حضرت صاحب کے اس ارشاد کو پورا کریں کہ ہر ایک شخص اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی کم از کم وصیت کرے گو شریعت تیسرے حصہ تک کی وصیت کی اجازت دیتی ہے اگر آپ یہ قربانی کریں تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح خدا کا نام دنیا میں بلند ہوتا ہے۔ میں بار بار آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ آپ اپنی آمدنیوں میں سے ا۔ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیں اور اپنے جمع شدہ مال سے وصیت کریں اگر آپ نے ان دونوں باتوں پر عمل کیا تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح خدا تعالےٰ آپ کی نصرت فرماتا ہے اور اسلام کو دنیا میں بلند کرتا ہے۔

اسلام کی آمد ہندوستان میں

نوٹ:۔ انجمن ترقی اسلام ریاست چمبہ کا سالانہ جلسہ ۳، ۴ اور پانچ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد چمبہ میں منعقد ہوا جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزا معصوم بیگ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر کی۔

معزز سامعین۔ حضرت نبی کریم صلعم نے جب حکم الٰہی کے مطابق تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تو کفار عرب آنحضور کے مخالف ہو گئے۔ اور صدائے اسلام کو دبانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے۔ کفار نے حضرت سرور دوعالم سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اگر آپ خدا کی طرف سے مامور ہیں تو اپنی صداقت کے لئے کوئی آسمانی نشان بتلایئے حضور نے اپنی انگشت مبارک سے چاند کی طرف اشارہ کیا اور لوگوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا لیکن یعرضوا ویقولوا سحر مستمر انھوں نے اعراض کر کے کہا کہ یہ طاقتور جادو ہے۔ چاند ملک عرب کا قومی نشان تھا۔ جس طرح سورج ہندوستان کا قومی نشان سمجھا جاتا ہے۔ چاند کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ ملک عرب کی طاقت جس پر کفار کو اس قدر غرور ہے اسلام کے مقابل اسی طرح سے پاش پاش ہو گی۔ چنانچہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کس طرح سے تمام ملک عرب صرف چند سالوں کے اندر اندر آنحضرت کے قدموں میں آن گرا۔

شق القمر تاریخی واقعہ شق القمر کا معجزہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے جس کا ذکر نہایت مستند روایات اور قدیم کتب میں پایا جاتا ہے۔ یہ آسمانی نشان نہ صرف اہل عرب نے بلکہ ہندوستان والوں نے دیکھا اور اسی نشان کو دیکھ کر مالابار کا مشہور راجہ زمورن مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔ مہابھارت کے دہرم پرب میں شق القمر کا ذکر موجود ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ دھارا نگری کا راجہ اپنی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ یکایک چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ نبی عربی صلعم کا معجزہ ہے تب وہ راجہ مسلمان ہو گیا۔

آریہ اُپدیشک کی بدزبانی لیکن آریہ سماجی ہیں کہ اسلام کی مخالفت کرنے اور ناواقف لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے کہ آریہ سماج چمبہ کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں ایک اُپدیشک نے معجزہ شق القمر کو انسانی عقل کے خلاف قرار دیتے ہوئے مذاق اُڑایا اور کہا کہ وہ چاند تھا یا امرتسری پاپڑ جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ذرا اس بات کو کسی دوسری جماعت کے سائنسدان کے سامنے ہی پیش کیجئے اور پھر سنیئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ حضرات۔ معجزہ ایک ایسا واقعہ ہوتا ہے جو انسانی عقل اور ذہنی سائنس سے بلند و بالاتر ہوتا ہے لفظ معجزہ کے معنی ہی ہیں عاجز کرنے والا جس کے سمجھنے میں انسانی عقل عاجز رہ جاتی ہے۔ اور تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ ایسے خارق عادت واقعات اکثر اوقات انبیاء علیہم السلام سے ان کی صداقت کے ثبوت میں ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں۔

ویدک سائنس کے کرشمے معلوم ہوتا ہے کہ مہاشہ جی نے وید کبھی نہیں پڑھے ورنہ وہ معجزہ شق القمر کا مذاق نہ اڑاتے کہ چاند کس طرح سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کیا وہ چاند تھا یا امرتسری پاپڑ جو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ آئیے میں ناواقف مہاشہ کا ویدک سائنس اور سوامی دیانند مہاراج کے سائنٹیفک علم سے ذرا تعارف کرا دوں۔ سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ انسانی روح اوس کی طرح اوپر سے گھاس پات پر گرتی ہے جب اس گھاس کو عورت کھا لیتی ہے تو اس کے پیٹ میں بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرات سوامی دیانند بانئے آریہ سماج کا یہ قول کس قدر سائنس اور عقل انسانی کے خلاف ہے کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ بچہ مرد اور عورت دونوں کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔ رگوید منڈل ۳۔ سوکت ۳۳۔ منتر ۵ میں ایک واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ رشی شوامتر سفر کرتے ہوئے دریائے ستلج کے کنارے پر پہنچے۔ رشی نے ایک منتر پڑھا اور دریا کے پانی کو کھڑا کر دیا اور آسانی سے پار ہو گئے۔ میں مہاشہ جی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ ان کی عقل کے خلاف تو نہیں؟ اسی رگوید میں آگے چل کر منڈل ۴ سوکت ۱۸ اور منتر ۲ میں ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے وام دیو ایک بلند پایہ رشی ہوئے ہیں جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے تو وہاں سے انھوں نے اندر مہاراج کو ٹیلی فون کیا کہ میں عام انسانوں کی طرح یونی (عورت کی اندام نہانی) کی راہ باہر نہیں نکلوں گا۔ چنانچہ ماں کا پہلو چیر کر رشی اس سنسار میں تشریف لائے۔ اب رگوید کا دسواں منڈل کھولئے اور ۳۱ دیں سوکت کا آٹھواں منتر ملاحظہ فرمایئے لکھا ہے۔ اُکشا دادھار پرتھوِیم اُت دیام۔ زمین اور آسمان کو ایک بیل نے اُٹھا رکھا ہے۔ میں مہاشہ جی کے الفاظ دہراتا ہوں کہ اس وید منتر کو کسی دوسری جماعت کے سائنسدان ہی کے سامنے پیش کیجئے اور پھر سنئے کہ وہ کیا کہتا ہے مہاشاجی۔ ایک منترا تھروید کا بھی سن لیجئے (کانڈ ۵۔ سوکت ۱۷۔ منتر ۸) ۔۔۔۔۔۔۔

ترجمہ: جس راجہ کے راج میں برہمن بیوی کے بغیر دکھ سے رات کاٹتا ہے اس کے لئے نہ گائیں دودھ دیتی ہیں نہ بیل چھکڑے کھینچتے ہیں۔ آجکل شہر چمبہ میں دودھ کی بہت قلت ہے۔ حکام ریاست کو فکر کرنا چاہیئے کہ کسی برہمن دیوتا کی بغل بغیر استری کے سرد تو نہیں رہتی۔ لیکن یجروید نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ لکھا ہے کہ دیوتاؤں اور راکشسوں کا جنگ ہو رہا تھا۔ دیوتاؤں نے اپنا بیش قیمت مال اگنی دیوتا کے پاس بطور امانت رکھا تھا تا کہ اگر راکشس جیت گئے تو یہ مال اُن کے ہاتھ سے محفوظ رہے اگنی دیوتا کا دل بے ایمان ہو گیا اور وہ امانت کا مال لیکر بھاگ گیا۔ جنگ ختم ہوا تو دیوتا اس مفرور اگنی کو پکڑنے کے لئے گئے اور آخرکار اسے جا لیا۔ اگنی اپنی ذلت دیکھ کر رو دیا اور جو آنسو گرے وہ سونا اور چاندی بن گئے۔ ان دیوتاؤں کا ایک پروہت ورنوناملی تھا۔ یہ راکشسوں کا بھانجا بھی تھا۔ اس کے تین سر اور تین منہ تھے۔ ایک منہ سوم رس یعنی بھنگ پینے کے لئے دوسرا شراب پینے کے لئے۔ اور تیسرا باقی اشیاء کھانے کے لئے۔ درنو دیوتاؤں سے بھی حصہ لیتا اور پوشیدہ طور پر راکشسوں سے بھی ملا ہوا تھا۔ اندر مہاراج کو جب اس کی شرارت کا پتہ لگا تو اپنا وجر لیکر اس کے تینوں سر کاٹ دیئے۔ سوم رس پینے والے سر کا بٹیر بن گیا۔ شراب پینے والے سر سے چڑیا اور تیسرے سر سے تیتر بن گیا۔ کیوں مہاشاجی یہ باتیں تو آپ کی عقل کے خلاف نہیں۔ کیا میں آپ سے دریافت کر سکتا ہوں کہ یہ ویدک دھرم کے بزرگوں کی رچنائیں تھیں یا مالی بازار امرتسر کے بھانڈ مراثیوں کا تماشا۔

نور اسلام کی پہلی شعاع میں ذکر کر رہا تھا کہ شق القمر کا معجزہ دیکھ کر راجہ زمورن مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔ پس نور اسلام کی پہلی شعاع بھارت ورش کی زمین پر خود پیغمبر خدا صلعم کے زمانہ مبارک میں چمکی تھی۔ اس زمانہ قدیم میں عرب کے تاجر اکثر ہندوستان کے ساحل پر آتے جاتے اور تجارتی کاروبار کے ساتھ ساتھ اسلام کا پرچار بھی کرتے۔ چنانچہ جزائر سراندیپ لکادیپ۔ مالدیپ کے بہت سے باشندوں نے اپنی خوشی سے مذہب اسلام قبول کیا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے "چوں حاکم سراندیپ بر حقیقت اسلام مطلع شدہ برضا و رغبت اسلام قبول کرد"

راجہ داہر کا ظلم ۹۲ھ کا واقعہ ہے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیان کر رہا تھا کہ پر تمکن تھے کہ سراندیپ کے مسلمان فرمانروا نے چند جہاز اپنے ساحل سے روانہ کئے ان جہازوں میں خلیفہ بغداد کے لئے بیش قیمت تحائف تھے اور مسلمان مرد عورتیں اور بچے بھی تھے جو حج کرنے کے لئے جا رہے تھے۔ شومئے قسمت سمندر میں طوفان آ گیا اور یہ جہاز طوفان کے تھپیڑے کھاتا ہوا سندھ کے ساحل پر جا لگا۔ سندھ میں اس وقت راجہ داہر راج کرتا تھا۔ یہ راجہ نہایت ظالم سفاک اور مردم آزار تھا۔ اب اس بدخصلت راجہ کا حسب نسب بھی سن لیجئے: داہر کی ماتا کا نام سبھہ دیوی تھا۔ بیراگی بدچلن تھی اور اپنے وزیر چچ براہمن سے پھنسی ہوئی تھی۔ ان دونوں نے سازش کر کے راجہ کو موت کے گھاٹ اتارا اور بےفکر ہو کر عیش کرنے لگے داہر کی پیدائش اسی عیاشی کا نتیجہ تھی۔ چچ کے بعد اس کا بھائی چندر سات سال تک راج کرتا رہا چندر کے بعد داہر سندھ کے تخت پر بیٹھا۔ داہر کی دو رانیاں تھیں بڑی کا نام بائی اور دوسری کا نام لاڈی تھا۔ بائی راجہ داہر کی بہن تھی۔ جب یہ جوان ہوئی تو راجہ داہر کو جوتشیوں نے بتلایا کہ جس شخص کے ساتھ بائی کی شادی ہو گی وہی سندھ کے تخت و تاج کا مالک ہو گا۔ یہ بات سن کر داہر بہت پریشان ہوا۔ اس کا وزیر سی ساگر نامی ایک براہمن تھا اس برہمن دیوتا نے داہر کو مشورہ دیا کہ اگر سلطنت کو ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہو تو بائی سے خود شادی کر لو مصلحت وقت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔ چنانچہ راجہ داہر نے اپنی حقیقی بہن سے خود شادی کر لی۔

ویدک دہرم یہ ہے ویدک دھرم جس کا جھنڈا آریہ مہاشے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں گاڑنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ حضرات ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے میرے دل کو تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہ باتیں ہمارے سناتن دھرمی بھائیوں کو شاید ناگوار گذریں لیکن اس کی ذمہ داری تمام تر آریہ سماج کی گردن پر ہے۔ جب آریہ سماج کا جلسہ قریب آیا تو ہم نے منتری آریہ سماج کو کہا کہ اس وقت ملک کی فضا ناخوشگوار ہے۔ آپ اپنے اُپدیشکوں کو ہدایت کریں کہ وہ اسلام پر حملے کر کے فضا کو زیادہ مکدر کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مگر آریہ سماجی کب باز آتے۔ مہاتما گاندھی نے سچ کہا ہے کہ آریہ اُپدیشک کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک وہ دیگر مذاہب اور ان کے واجب التعظیم بزرگوں کی توہین نہ کر لے۔ انھوں نے اپنے جلسہ میں اسلام پر ناپاک حملے کئے جن کا جواب دینے کے لئے میں اس وقت آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔

سندھ پر حملہ میں بیان کر رہا تھا کہ طوفان کے تھپیڑے کھاتے ہوئے مسلمان حاجیوں کے جہاز جب سندھ کے ساحل پر جا لگے تو ظالم داہر کے حکم سے انہیں لوٹا گیا اور بیگناہ

مسلمانوں کو قید میں ڈالکر ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ان میں سے دو قیدی کسی طرح بھاگ کر مسلمان گورنر کی خدمت میں پہنچے اور اپنی داستان غم بیان کی۔ کہا کہ حضور جس وقت ایک بیکس بیوہ کو داہر کے سپاہی مار رہے تھے تو اس مظلومہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے اغثنی یا حجاج ۔ اغثنی یا حجاج۔ یہ بات سن کر حجاج کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اُس کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور بے اختیار ہو کر بولا ٹھہرو۔ ظالم دغا باز داہر۔ حجاج تمہارے مظالم کو اب خاموشی سے دیکھ نہیں سکتا ہے۔

گورنر نے دربار خلافت سے سندھ پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی اور اس مشکل مہم کے لئے اپنے چچا زاد بھائی محمد بن قاسم کو سالار جنگ مقرر کیا۔ محمد بن قاسم کی عمر اس وقت صرف ۱۷ سال تھی لوگوں نے اعتراض کیا کہ محمد بن قاسم کے دانتوں سے ابھی دودھ کی بو آتی ہے اتنی بڑی مہم کو کیسے سرانجام دے گا۔ فرمایا فکر نہ کرو شیروں کے بچے شیر ہی ہوا کرتے ہیں۔

محمد بن قاسم چھ ہزار مسلمان بہادروں کے ساتھ سندھ پر حملہ آور ہوا۔ اللہ اکبر کے نعروں سے بھارت ورش کی زمین کانپ اٹھی۔ داہر بھی ایک ہزار فوج لیکر مقابلہ پر آیا مگر شکست فاش کھا کر بھاگ گیا۔ پھر وہ میدان میں واپس آیا اور زیادہ پر بلا و مقابلہ کے لئے نکلا مگر وہ بھی اسلامی فوج کی تاب نہ لا سکا اور میدان چھوڑ کر بھاگ گیا دریائے سندھ کے قریب ... ایک دفعہ پھر قسمت آزمائی کی مگر نوجوان غازی کے ہاتھوں قتل ہوا اسی طرح سے محمد بن قاسم نے ملتان ... وغیرہ سرکش ... اور بھارت ورش کی زمین پر پرچم اسلام بلند کیا۔

اب سندھیوں کے دل خوف و ہراس سے کانپنے لگے کہ مسلمان ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ بھارت ورش کی آنکھیں یہ نظارہ پہلے بھی دیکھ چکی تھیں کہ جب باہر سے آئی ہوئی قوم ملک پر مسلط ہو جاتی ہے تو مفتوح باشندوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے آریہ لوگ وسط ایشیا سے چل کر اس ملک میں داخل ہوئے۔ انھوں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں سے جنہیں دراوڑ کہتے ہیں جنگ کی اور انہیں مار مار کر جنوب کی طرف بھگا دیا اور ان کے گھر بار اور زرخیز زمینوں پر خود قابض ہو گئے۔ آریوں کے وید مقدس میں لکھا ہے کہ اپنے دشمنوں کو اس طرح سے ہلاک کرو جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے۔ چنانچہ ان ویدک دھرم کے پجاریوں نے بیچارے دراوڑوں کے ساتھ بہت وحشیانہ سلوک کیا۔

باقی آئندہ

ہفتہ بھر کی ضروری خبریں

نئی دہلی۔ ۱۶ راکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مفتی اعظم سید امین الحسینی نے قاہرہ سے قائد اعظم کو ایک مکتوب روانہ کیا ہے جس میں انہیں یقین دلایا ہے کہ عرب مسلمانان ہند کی تحریک آزادی و استقلال ملی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی ساری ہمدردی مسلمانان ہند کے ساتھ ہے۔

پشاور ۱۶ راکتوبر۔ آج دوپہر کو پنڈت جواہر لال نہرو جب پشاور کے ہوائی اڈے پر پہنچے تو پشاور کے ہزاروں مسلمانوں نے سیاہ جھنڈوں سے زبردست مظاہرہ کر کے پنڈت جی کا استقبال کیا۔

نئی دہلی ۱۶ راکتوبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان اخبارات کے نام برائے اشاعت بھیجا ہے:-

چونکہ کانگرس لیگ گفت و شنید اور اس کی ناکامی کے متعلق اخبارات میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ اس لئے پنڈت جواہر لال نہرو اور میں نے فیصلہ کیا کہ تمام خط و کتابت شائع کر دی جائے تاکہ صحیح واقعات پبلک کے سامنے آ جائیں لہٰذا ہم وہ خط و کتابت شائع کر رہے ہیں۔

نیورمبرگ ۱۶ راکتوبر۔ آج شب پونے گیارہ بجے گورنگ نے زہر کھا کر خودکشی کر لی رائٹر کی اطلاع مظہر ہے کہ آج پھانسی کے وقت سے آدھ گھنٹہ پیشتر گورنگ نے اپنے بستر پر لیٹے زہر کی شیشی اپنے منہ میں انڈیل لی۔ محافظ نے فوراً ڈاکٹروں کو اطلاع دی مگر گورنگ چند منٹوں ہی میں راہی عدم ہو گیا۔

ایک بجکر گیارہ منٹ پر سب سے پہلے ربن ٹراپ کو پھانسی کے تختہ پر لایا گیا۔ ربن ٹراپ نے موت کے منہ میں جانے سے پیشتر کہا کہ "خدا جرمنی کی حفاظت کرے میری دعا ہے کہ مشرق و مغرب میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو جائیں تاکہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اس کے بعد سائیس کو تختہ دار پر لایا گیا جب پھانسی کا رسہ گلے میں ڈالا گیا تو سائیس نے بلند آواز سے کہا کہ "جرمنی زندہ باد"۔ جولیس سٹریچر نے مرنے سے پیشتر ہٹلر زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ کائٹل نے مادر وطن کو جھک کر سلام کیا

رائٹر کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ تمام نازی لیڈر نہایت بہادری سے تختہ دار پر آئے۔ ہر ایک کے چہرے سے وقار اور خودداری ٹپکتی تھی۔

نئی دہلی ۱۶ راکتوبر۔ اچھوت فیڈریشن کے ممبر آج جلوس کی صورت میں مسٹر جناح کے دردولت پر پہنچے اور اچھوت نمائندہ مسٹر جے این منڈل کو عبوری حکومت میں شامل کر لینے کے متعلق جو کارروائی مسلم لیگ نے کی ہے اس پر انھوں نے مسٹر جناح کا شکریہ ادا کیا۔ مسٹر جناح باہر تشریف لائے اور انہیں یقین دلایا کہ میں اچھوتوں کا دوست ہوں میں نے دوسری گول میز کانفرنس میں اچھوتوں کے لئے بہت کچھ کر دکھایا ہے۔ اور اب بھی میں ان کے لئے بہت کچھ کر رہا ہوں وعدے کر لینا اور انہیں بھلا دینا آسان ہے مگر میں صرف عمل پر یقین رکھتا ہوں سر دست میں آپ کو یہی یقین دلا سکتا ہوں کہ مسلم لیگ سے آپ کی امداد کے سلسلے میں جو کچھ ہو سکے گا کر گزرے گی۔

پشاور ۱۷ راکتوبر۔ شنواری اور آفریدی قبائل کی تمام شاخوں کے ہزارہا افراد کا اجتماع آج جمرود میں ہوا جو درہ خیبر کا پھاٹک ہے یہ لوگ پاکستان کی کامل و مکمل حمایت کا اعلان کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہیں ہر شخص اپنی اپنی بندوق سے مسلح تھا۔ جب مانکی شریف کے پیر صاحب ان کے سامنے آئے تو ان لوگوں نے بیک وقت ہوا میں فائر کئے جس سے ساری فضا گونج اٹھی۔

اس عظیم الشان اجتماع میں پیر صاحب نے ولولہ انگیز تقریر میں ارشاد فرمائی آپ نے قبائل سے استدعا فرمائی کہ وہ موقع کی نزاکت کا احساس کریں اور اپنے ہندوستانی اسلامی بھائیوں کی امداد پر آمادہ ہو جائیں جن کے ساتھ سخت بدسلوکی ہو رہی ہے اور جنہیں انگریز اور ہندو کانگرس کی ناپاک ملی بھگت بری طرح کچل رہی ہے اور خفیہ خفیہ منڈیا بھی پک رہی ہے کہ آپ لوگوں کو ہندوؤں کا محکوم بنا لیا جائے۔ اس منصوبے کے اثرات سے محفوظ رہنے کا وقت یہی ہے اس لئے ضروری ہے کہ تمام قبائل متحد ہو کر اسلام کے مقدس مفاد کے لئے کمر بستہ ہو جائیں، ان قبائلیوں کے سرداروں میں سے ایک نے کہا ہم خود کو اسلام کی ہمہ گیر اخوت کا ایک جزو سمجھتے ہیں۔ بالخصوص سرحد کے سرکاری علاقے میں بسنے والے مسلمان تو ہمارے اپنے بھائی بند ہیں۔ ہم سب ایک ہی جسم کے حصے ہیں اس جسم کے ایک حصے کو معمولی خراش بھی پہنچے تو اس سے سارے کے سارے جسم کا مضطرب ہو جانا یقینی ہے اگر ہمارے ہندوستانی مسلم بھائیوں پر کوئی مصیبت آ پڑی تو وہ لامحالہ ہمارے لئے بھی مصیبت ہے ہم آزاد ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے ہندوستانی بھائی بھی اپنی خود مختار مملکت پاکستان میں آزاد ہوں۔ ہمیں نہ انگریز کی حکومت منظور ہے اور نہ ہندو کی ہمیں مسٹر جناح کی قیادت پر پورا پورا اعتماد ہے اور ہم اپنے علاقے میں پنڈت نہرو کی آؤ بھگت پر آمادہ نہیں ہو سکے

کلکتہ۔ ۱۸ راکتوبر۔ نواکھلی کے فساد زدہ علاقوں سے ایک ہزار افراد کلکتہ چلے آئے ہیں۔ وہ انواع و اقسام کے قصے سنا رہے ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ دیہات پر غنڈوں کے ہجوم نے حملہ کیا۔ اور ہم لوگ عورتوں اور بچوں سمیت جنگلوں میں بھٹکتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔

لندن ۱۸ راکتوبر۔ جرمنی میں ایک نیا نہایت موثر اقدام کیا جانے والا ہے جس کی رو سے لاکھوں جرمنوں کو پھانس لیا جائے گا۔ اس سسٹم کے ذریعے ہر اس شخص سے جس پر سابقہ نازیوں سے یا ان کے جرائم سے تعلق رکھنے کا شبہ ہو تحقیقات کی جائے گی۔

کراچی ۱۸ راکتوبر۔ حکومت سندھ نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سملاس (باب) پر پابندیاں عائد کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا ہے یہ حکم ۱۷ اکتوبر سے نافذ العمل ہو چکا ہے

ہرگاہ حکومت سندھ کو معلوم ہوا ہے کہ سندھی زبان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں ایسا مواد موجود ہے جس سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقوں کے درمیان منافرت و عناد کے جذبات کو تقویت پہنچتی ہے اس لئے ان اختیارات کی رو سے جو حکومت سندھ کو بہ روئے دفعہ ۹۹ ضابطہ فوجداری حاصل ہیں۔ اعلان کیا جاتا ہے کہ سندھی زبان کی کتاب ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی کا کوئی نسخہ جہاں کہیں ملے اسے ضبط کیا جائے اس کتاب کو آریہ پرتی ندھی سبھا کی طرف سے پروفیسر تاراچند بی گاجرا ایم اے نے شائع کیا ہے اس سے تعلق رکھنے والی تمام دستاویزیں بشمول تراجم وغیرہ بھی ضبط کر لئے جائیں۔ اس کتاب کے مصنف نے

(الف) مسلمانوں کے بعض مذہبی عقائد سے استہزا کیا ہے۔

(ب) قرآن کی تعلیمات کو گمراہ کن انداز میں پیش کیا گیا ہے اور دریدہ دہنی کی گئی ہے

(ج) قرآن کی حاکمانہ حیثیت اور انداز پر حملے کئے گئے ہیں اور استہزا کیا گیا ہے

(د) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام شریعت پر حملے کئے گئے ہیں اور ان کی توہین کی گئی ہے۔

(س) مجموعی حیثیت سے اس میں ایسا مواد موجود ہے جس سے قلوب مجروح ہوں اور جس سے ان کے قلبی احساسات کو ٹھیس لگے۔

... خود کتابت کرتے وقت ... [illegible]

درِ ثمین

(۱) وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلٰثۃ یضحک اللہ الیہم الرجل اذا قام باللیل یصلی والقوم اذا صفوا فی الصلوٰۃ والقوم اذا صفوا فی قتال العدو (مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے تین قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دیکھکر خوش ہوتا ہے (اول) وہ جو رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھتا ہے (دوم) وہ قوم جو نماز کے وقت اپنی صفیں درست کرتی ہے (تیسری) وہ قوم جو دشمن سے مقابلہ کے وقت اپنی صف بندی کرتی ہے (قوم کی بھلائی دعا نیم شبی اور تنظیم میں ہے)

(۲) وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہا فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک وہ قلبیہ سے اس چیز (قرآن) کی پیروی نہیں کرتا جو کہ میں لایا ہوں۔

(۳) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل القراٰن علی خمسۃ اوجہ حلالٌ وحرامٌ ومحکمٌ ومتشابہٌ وامثالٌ فاحلوا الحلال وحرموا الحرام واعملوا بالمحکم واٰمنوا بالمتشابہ واعتبروا بالامثال (بیہقی مشکوٰۃ)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نزول قرآن پانچ امور پر ہوا حلال۔ حرام۔ محکم۔ متشابہ اور امثال (قصص المومنین والکافرین) پس حلال اور حرام میں تمیز کرو۔ محکمات پر عمل کرو اور متشابہات پر ایمان لاؤ۔ دینی محکمات کے تابع کرو اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

(۴) وعن ابراھیم ابن میسرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام (بیہقی مشکوٰۃ) ترجمہ۔ ابراھیم ابن میسرہ سے روایت ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے جس نے اہل بدعت (بدعتی علماء) کی توقیر و تعظیم کی گویا اس نے (عمارت) اسلام کو (اپنے ہاتھوں) گرانے میں مدد کی۔

(۵) وعن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحٰب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہیں جو شخص (حصول رضاء الٰہی کے لئے) کسی کے نقش قدم چلنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ مرنے والوں (صحابہ کرام) کی راہ پر چلے (آج) زندوں نے سب کو مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ (مرنے والے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے وہ اس امت کے بہترین انسان تھے وہ نہایت نیک دل اور بحر العلوم تھے اور تکلفات سے بے نیاز اللہ تعالیٰ نے انہیں دربار نبوی کی رکنیت اور قیام دین کے لئے منتخب فرمایا ان کی فضیلت کو تسلیم کرو (اور ہمیشہ) نظر رکھو ان کے نقش قدم پر چلو ان کے اخلاق و سیر کو جہاں تک ہو سکے اپنے لئے نمونہ بناؤ کیونکہ ان کا قدم ہمیشہ صراط مستقیم پر رہا (ابن مسعود نے ۳۲ھ عہد عثمانی میں وفات پائی یہ دور فتن کے تاثرات ہیں) (غلام قادر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جدید فتنوں کے لئے پرانی تالیفات کافی نہیں ہیں

اے مسلمانو! جو اولو العزم مسلمانوں کے آثار قدیمہ ہو اور نیک لوگوں کی ذریت ہو ان کا اور بدظنی کی طرف جلدی نہ کرو اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے اور بیشمار لوگ اس کے دام فریب میں آ گئے تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم بھی کوشش کرو اسلام انسان کی طرف سے نہیں کہ تا انسانی کوششوں سے برباد ہو سکے مگر افسوس ان پر ہے جو اس کی بیخکنی کے درپے ہیں۔ پھر دوسرا افسوس ان پر ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفسوں کی عیاشیوں کے لئے تو ان کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصہ کا ان کی جیب میں کچھ نہیں۔ کاہلو! تم پر افسوس ہے کہ آپ تو تم اعلائے کلمۃ اللہ اور دینی انوار کے دکھلانے کی کچھ قوت نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شک کی نظر سے دیکھتے اور پوری دلی جوش سے قبول نہیں کر سکتے آجکل اسلام اس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے یا اس چشمہ شیریں کی طرح ہے جو خس و خاشاک میں چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام اس حالت میں پڑا ہوا ہے اس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا مسلمانوں کا فرض تھا کہ اس کی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے۔ مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اس غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں پہلی تالیفات کافی ہیں نہیں جانتے کہ جدید فساد دور کرنے کے لئے جو جدید بہ جدید پیرایوں میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں لہٰذا نئی تحقیقات بھی جدید طور کی ہی ضروری ہیں۔

برلن مسجد کی مرمت

مخدوم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کو علم ہے کہ گذشتہ جنگ عظیم میں برلن (دار الخلافہ جرمنی) میں جانی اور بہت سی تباہیاں ہوئیں اور بڑی بڑی عظیم الشان عمارات گولہ باریوں سے کھنڈرات بن کر رہ گئیں جن کی وجہ سے شہر جو آج سے چند سال پہلے عروس البلاد کا حکم رکھتا تھا اب ایک جنگل اور ویرانہ نظر آتا ہے جس کے بسنے والے بڑے بڑے محلات اور سربفلک عمارات کے بجائے جو ان کے مسکن تھے اب خانہ بدوشوں کی طرح جھونپڑیوں اور بوسیدہ خیموں میں گزارہ کر رہے ہیں۔ وہاں ان ناگفتہ بہ حالات اور ایسی تباہی خیز واقعات میں توحید الٰہی کا وہ گھر جو جماعت احمدیہ لاہور کی عظیم الشان قربانیوں کی یادگار اور جرمنی میں تبلیغ اسلام کی ایک زبردست بنیاد ہے اور جس کے اثر سے ڈاکٹر حمید مارکوس اور بیرن عمر ایرنفلس (اور ان جیسے کئی اور قابل انسان حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں اس کے بھی بعض حصص عام گولہ باری کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکے اور مسجد کے گنبد و میناروں اور عمارت کو کافی نقصان پہنچ گیا ہے جس کی وجہ سے مسجد کی فوری مرمت ضروری ہو گئی۔ اس مرمت کے لئے کم از کم ایک لاکھ روپیہ کا اندازہ کیا گیا ہے یہ مرمت چونکہ جلد از جلد کرانی ضروری ہے اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ بعض گذشتہ صفحات میں اسکے لئے اپیل بھی کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ وہ اپیل آپ کی نظروں سے گذری ہوگی اور آپ اس فکر میں ہونگے کہ خدا کے اس گھر کو جو وسط یورپ میں توحید آلہٰی کا واحد نشان ہے قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کچھ امداد دیں۔ اسی کی یاد دہانی کرانے کے لئے یہ عریضہ میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ نہ صرف خود بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی اس کار خیر میں شریک کریں گے اور جو کچھ ادا کرنا ہو جلد از جلد بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ تمام رقوم بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

خاکسار (مرزا) مسعود بیگ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

علاء الدین پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

اصحابی کالنجوم فبایهم اقتديتم اهتديتم

حضرت زید بن ثابت رضؓ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام } زید نام۔ ابو سعید، ابو خارجہ، ابو عبدالرحمٰن کنیت۔ آپ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں۔

اسلام } چونکہ حضرت زید رضؓ کے والد ہجرت سے ۵ سال پہلے جنگ بعاث میں مارے گئے تھے آپ نے والدہ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ آپ شروع سے نہایت ذکی اور فہیم تھے گیارہ سال کی عمر میں حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔

غزوات اور عام حالات } آپ نے اسلام قبول کرتے ہی قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا چنانچہ جب آنحضرت مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے ۱۷ سورتیں حفظ کر لی تھیں۔ آنحضرت صلعم نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور ان سے قرآن شریف کا کچھ حصہ سن کر بہت تعجب فرمایا۔ غزوہ بدر میں باوجود بڑی خواہش کے شریک ہونے سے روک دیئے گئے کیونکہ اس وقت آپ کی عمر صرف ۱۲ سال کی تھی۔ غزوہ احد کی شرکت کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ غزوہ خندق میں وہ شریک جنگ ہوئے اس وقت آپ کا سن ۱۵ سال کا تھا۔ خندق کھودنے میں اور مٹی نکالنے میں آپ نے بڑی مستعدی سے صحابہ کا ہاتھ بٹایا آنحضرت صلعم نے دیکھا تو فرمایا کیسا اچھا لڑکا ہے۔ دوران غزوہ میں حضرت زید کو اونگھ آ گئی۔ عمارہ بن حزم نے ازراہ مذاق آپ کے ہتھیار اٹھا لئے آنحضرت صلعم جو پاس ہی بیٹھے تھے مزاحاً فرمایا یا ابا رقاد (اے نیند کے باپ) اٹھ اس کے بعد لوگوں کو ایسے مذاق سے منع فرمایا۔

غزوہ تبوک میں قبیلہ مالک بن نجار کا علم آپ کے ہاتھ میں تھا اور آنحضرت صلعم نے آپ کو تمام اکابر قبیلہ پر اس لئے ترجیح دی کہ آپ سب سے زیادہ قرآن پڑھ چکے تھے۔

اعمال حسنہ } محاسن کا وجود۔ حرکات و سکنات اگرچہ فانی ہیں لیکن ان کے اقوال و افعال کتاب عالم کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

فکر تو نقش است فکر او ست جان
نقد تو قلب ست نقد او ست کان
(مثنوی)

(قلب کھوٹا سکہ۔ کان معدن جواہر)

(۱) حضرت زید کو کاتب وحی ہونیکا فخر حاصل ہے
(۲) قرآن شریف کو ایک مصحف میں جمع کرنیکا شرف بھی انہی کے حصہ میں آیا چنانچہ اس مضمون پر بخاری کی روایت کا کچھ حصہ کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

"زید بن ثابت انصاری سے روایت ہے اور وہ ان میں سے تھے جو وحی لکھا کرتے تھے اہل یمامہ سے لڑائی کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رضؓ نے مجھ کو بلا بھیجا اور ان کے پاس حضرت عمر رضؓ بھی تھے . . . . . . سو حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ عمر رضؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت لوگ قتل ہو گئے اور مجھ کو ڈر ہے کہ اور میدانوں میں بھی قاریوں کے قتل کی گرم بازاری ہو تو قرآن کا بہت سا حصہ جاتا رہے . . . . تم جوان عقلمند ہو اور تم پر کوئی تہمت نہیں (معتمد علیہ ہو) تم رسول اللہ صلعم کی وحی لکھا کرتے تھے پس قرآن کو تلاش کرو اور اسے اکٹھا کرو پس اللہ کی قسم اگر ابوبکر مجھ کو پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے دور کرنے پر مکلف کرتے تو وہ مجھ پر اس سے زیادہ گراں نہ ہوتا جس کا انھوں نے مجھ کو حکم دیا . . . . . . پس میں اٹھا اور قرآن کو تلاش کرنے لگا اور اسے جمع کرنے لگا پرچوں سے اور شانوں کی ہڈیوں سے اور کھجوروں کی ڈالیوں سے اور لوگوں کے سینوں سے الخ
(بخاری کتاب التفسیر سورہ توبہ)

قضیہ سقیفہ } آنحضرت کی وفات پر جب سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر رضؓ نے خلافت کی بحث شروع کی تو سب سے پہلے جس انصاری نے ان کی تائید کی وہ حضرت زید بن ثابت تھے چنانچہ مجمع انصار میں انھوں نے ایک مختصر اور پُرمعنی تقریر کی جس میں سے ایک فقرہ یہ ہے:-

ان رسول الله صلعم كان من المهاجرين وانما الامام يكون من المهاجرين ونحن انصاره كما كنا انصار رسول الله صلعم (مسند)

یعنی رسول اللہ صلعم مہاجرین میں سے تھے اس لئے امام کا بھی مہاجرین میں سے انتخاب ہونا چاہیئے اور ہم اس کے انصار رہیں گے جس طرح ہم رسول اللہ کے انصار تھے اس پر حضرت ابوبکر رضؓ اٹھے اور کہا جزاکم اللہ خیرا (مسند)

حضرت زیدؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کا ہاتھ تھام کر کہا "اے انصار ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔"

پس صد یاران رہ لازم شمار
ہر کہ باشد گر پیادہ در سوار

یعنی یاران طریقت کے ساتھ حسن سلوک کرنا لازم سمجھو۔ خواہ کوئی پیادہ (خلیفہ وقت ہو) یا سوار (دینی) ہو۔

سریانی میں خط و کتابت } زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا اے زید کیا تم سریانی جانتے ہو میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ خط و کتابت کے لئے سریانی سیکھو چنانچہ میں نے پندرہ روز میں سیکھ لی اور اچھی طرح پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گیا۔
(مسند ۱۸۲ ج ۵)

قضا } عہد فاروقی میں جب دار القضا کا مستقل قیام عمل میں آیا تو حضرت زید رضؓ قاضی مقرر ہوئے چنانچہ طبقات میں ہے ان عمر استعمل زيدا على القضاء وفرض له رزقا۔ یعنی حضرت عمر رضؓ نے زید رضؓ کو قاضی بنایا اور اس کی تنخواہ مقرر کی۔

کمرہ عدالت میں حاکم و محکوم کے درمیان مساوات } حضرت عمر رضؓ اور حضرت ابی بن کعب زید رضؓ کی عدالت میں بحیثیت مدعا علیہ اور مدعی حاضر ہوئے زید رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کے لئے اپنی کرسی خالی کر دی اس پر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ یہ آپ کی پہلی بے انصافی ہے مجھے اپنے فریق مخالف کے ساتھ بیٹھنا چاہیئے چنانچہ فریقین عدالت کے سامنے کھڑے ہوئے چونکہ شرعاً مدعا علیہ پر قسم واجب ہے لہذا زید رضؓ نے مدعی سے کہا کہ خلافت کا ادب ملحوظ رکھکر حضرت عمر رضؓ کو قسم کے لئے مکلف نہ کرے لیکن حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اس رعایت کی ضرورت نہیں عدالت کے سامنے عمر رضؓ اور ایک عام مسلمان آپ کے نزدیک برابر ہونے چاہئیں (کنز العمال)

بیت المال کی افسری } عہد عثمانی میں وہ بیت المال کے افسر مقرر ہوئے تھے آپ کا تقرر حضرت عثمان رضؓ نے ۳۱ھ میں کیا تھا

مجلس شوریٰ اور کونسل کی رکنیت } عہد صدیقی میں آپ مجلس شوریٰ کے رکن تھے عہد فاروقی میں جب مجلس شوریٰ کونسل آف سٹیٹ میں تبدیل کی گئی تو اس کے بھی آپ ممبر تھے (طبقات)

امارت مدینہ } عہد فاروقی میں ۳ مرتبہ اور عہد عثمانی میں آپکی غیر حاضری میں آپ امیر مدینہ مقرر ہوئے۔

مال غنیمت کی تقسیم اور وظائف کا تقرر } عہد فاروقی میں حضرت زید رضؓ اس مال غنیمت کی تقسیم پر مقرر کئے گئے جو یرموک سے ہاتھ آیا تھا۔ اسی عہد میں جب صحابہ کے وظائف مقرر کئے گئے تو انصار کے وظائف زید رضؓ کو تفویض کئے گئے زید نے تمام قبائل میں وظائف تقسیم کرنے کے بعد اخیر میں اپنا حصہ لیا۔
(کتاب الخراج)

واقعہ شہادت عثمان رضؓ } جب امیر المومنین ہولناک مصائب میں مبتلا ہوئے تو آپ نے انصار کو مخاطب کر کے کہا۔ یا معشر الانصار كونوا انصار الله مرتين یعنی اے انصار خدا کے دو مرتبہ انصار بنو۔

علم و فضل } حضرت زید رضؓ راسخ فی العلم تھے چنانچہ ابن عباس رضؓ آپ کو راسخین فی العلم میں شمار کرتے تھے آپ کو قرأت۔ فرائض۔ قضا اور فتوے میں خاص دسترس تھی اور ان میں وہ عام طور پر نہایت ممتاز تھے۔

فن قرأت } امام شعبی کہ علامۃ التابعین تھے فرمایا کرتے تھے کہ زید رضؓ فرائض کی طرح قرأت میں بھی تمام صحابہ پر فائق تھے۔ حضرت عمر رضؓ ابی بن کعبؓ کے مقابلہ میں زید رضؓ کی قرأت کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت ابی بن کعب کی زندگی میں اگرچہ وہ مرجع امام نہ ہو سکے لیکن ان کی وفات کے بعد عالم اسلام نے انہی کی طرف رجوع کیا۔ قرأت زید رضؓ اب تک باقی ہے اس فن میں ابن عباس رضؓ ابو عبدالرحمٰن سلمیٰ۔ ابو العالیہ ریاحی رضؓ اور ابو جعفر رضؓ ان کے شاگرد تھے اور مسلمانان عالم معنوی طور سے ان کے آستانہ پر زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں۔

حدیث } آپ اگرچہ کثیر الروایت نہ تھے تاہم فن حدیث میں ان کا سب سے اہم کارنامہ یہ تھا کہ درایت سے کام لیتے تھے انہوں نے آنحضرت صلعم۔ ابوبکر رضؓ۔ عمر رضؓ و عثمان رضؓ سے حدیثیں روایت کی ہیں آپ کے تلامذہ خاص کا ایک بڑا گروہ ہے ان میں سے چند بزرگ یہ ہیں۔ انس بن مالکؓ۔ ابوہریرہ رضؓ ابوسعید خدری رضؓ۔ سہل بن حنیف وغیرہم آپ کی روایات کی تعداد صرف ۹۲ ہے جن میں ۵ متفق علیہ ہیں (بخاری و مسلم) اور یہ قلیل تعداد سخت احتیاط کے باعث ہے

فقہ } عام طور پر فقہ میں آپ کو کافی دسترس تھی مگر فرائض میں وہ خاص درجہ رکھتے ہیں آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے "افرض امتی زید بن ثابت یعنی میری امت کے سب سے زیادہ فرائض دان زید بن ثابت ہیں" خطبہ جابیہ میں حضرت عمر رضؓ نے زید کو ان کلمات سے ہزاروں لوگوں کے مجمع میں پیش کیا تھا من كان يريد ان يسأل عن الفرائض فليات زيد بن ثابت"۔ سعید بن مسیب باوجود مجتہد ہونے کے فتوی اور فیصلوں میں حضرت زید رضؓ کی پیروی کرتے تھے امام مالک کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضؓ کے بعد زید بن ثابتؓ مدینہ منورہ کے امام تھے امام شافعیؒ حضرت زید رضؓ کی تقلید کرتے تھے۔

علم فرائض کی تدوین } آنحضرت صلعم کے بعد زید بن ثابت نے

(باقی بر صفحہ ۸)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴۴

ایک عظیم الشان واقعہ کی یادگار

عید اضحےٰ اور قربانی کا فلسفہ

عید اضحیٰ مذھبی تاریخ کے ایک عظیم الشان واقعہ کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے یہ عید اسلامی تعلیمات اور اسلامی تمدن کی روح رواں ہے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت سے دو ہزار سال قبل حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ارشاد خداوندی کے ماتحت خدا تعالیٰ کے حضور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی قربانی کو پیش کیا اور سعادتمند بیٹے نے نہایت جرأت کے ساتھ اپنے آپ کو اس قربانی کے لئے پیش کیا۔ قرآن مجید میں اس قربانی کا ذکر یوں آتا ہے۔ قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ قال یابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ (حضرت ابراھیم) نے کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے میں تجھے ذبح کرتا ہوں تو دیکھ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے میرے باپ جو کچھ تجھے حکم دیا جاتا ہے کر تو مجھے اگر اللہ چاہے صبر کرنے والوں سے پائے گا۔ —— تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد انسانوں کی قربانی جس کا اس زمانہ میں رواج تھا موقوف ہوئی اور جانوروں کی قربانی کا رواج ہوا لیکن اس واقعہ میں دراصل تمثیلی رنگ میں ایک زبردست فلسفۂ حیات بیان کیا گیا ہے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اس شاندار قربانی میں ایک عظیم الشان سبق ہے جسے ہر مسلمان کو زندگی کے ہر گام پر پیش نظر رکھنا چاہیئے اور یہی فلسفۂ حیات اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ہے یعنی حقیقی مسلمان وہ ہے جو خدا کے حضور اپنی خواہشات کو اور اپنی مرضی کو بالکل قربان کر دے یہ دراصل معاہدہ ہے خدا اور اس کے بندے کے درمیان کہ اے خدا میں دین کو دنیا پر ہر صورت میں مقدم کر دوں گا اور ہر سال مسلمان اس یادگار کو مناتے ہوئے اس عہد کی تجدید کرتے ہیں۔ حج کے لئے مسلمان عرب کی ایک مقدس وادی میں جمع ہوتے ہیں اس فریضۂ حج کا آخری عمل قربانی ہوتا ہے۔ اکناف عالم کے مسلمان ایک برادری کی صورت میں خدا کے حضور جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں اے خدا جس طرح یہ جانور چھری کے نیچے پھڑک رہا ہے اسی طرح ہماری گردنیں بھی تیرے آستانہ پر جھکی ہیں اور ہم تیری رضا حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ صرف حج کے موقعہ پر ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں مسلمان ہیں وہ جانوروں کی قربانی پیش کر کے اس عہد کی تجدید کرتے ہیں اور ان جانوروں کی قربانی سے مقصد یہ نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ جانوروں کا خون بہایا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ جانوروں کی قربانی کے متعلق فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولٰکن ینالہ التقویٰ منکم ان جانوروں کے گوشت اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتے اور نہ ان کے خون لیکن تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔ سو یہ جانوروں کی قربانی تقوےٰ اور نیکی کے ...... پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اور اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو یہ قربانی نہیں بلکہ ناحق خون گرانا ہے۔ یہ قربانی پیش کرتے ہوئے دراصل ایک حقیقی مسلمان اپنے ادنےٰ جذبات کی گردن پر چھری رکھتا ہے اور اپنے حیوانی جذبات کو قربان کر کے خدا تعالےٰ کے حضور جھک جاتا ہے۔ سو جانوروں کی قربانی میں ایک عظیم الشان درس ہے دنیا کی متعدد اقوام میں قربانی کی رسومات موجود ہیں لیکن اسلام میں قربانی کا مفہوم اور معیار بہت بلند ہے اسلام میں قربانی کی غرض خالص روحانی اور اخلاقی ہے اس قربانی کا مقصد کسی مغلوب الغضب دیوتا کو خوش کرنا نہیں بلکہ اپنے قربانی کے اعلےٰ جذبات کو متشکل کرنا ہے سو عید اضحیٰ کی حیثیت محض ایک تہوار کی نہیں بلکہ اس میں ایک زبردست روحانی اور اخلاقی فلسفۂ حیات ہے اور یہ وہ زندگی کا فلسفہ ہے کہ جس کو سمجھنے اور سمجھ کر عمل پیرا ہونے میں مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی حیات اور بقا کا راز مضمر ہے دنیا میں قومیں قربانی اور ایثار سے زندہ ہیں جس قوم میں قربانی کا جذبہ باقی نہیں رہتا وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے اگر مسلمان بھی دنیا میں سربلند ہو کر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی قربانی کے بلند اصول کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور اسلام میں قربانی کا جو صحیح مفہوم ہے اسکو سمجھ کر زندگی بسر کرنی چاہیئے اس اصول کو سمجھنے کیلئے عید اضحیٰ کا تہوار بہترین موقعہ ہے کاش کہ مسلمان اس سے

مساجد فنڈ

اور

برلن مسجد کی مرمت

عیدین کے موقعہ پر مساجد فنڈ کے لئے تحریک کی جاتی ہے۔ مختلف بیرونی جماعتوں میں مساجد کی تعمیر کے لئے احباب سلسلہ حسب توفیق مساجد فنڈ ادا کرتے ہیں لیکن اس عید کے موقعہ پر جماعت کے سب ارکان برلن مسجد کی مرمت کے سلسلہ میں اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول فرمائیں برلن مسجد کی مرمت کے متعلق جنرل سیکرٹری صاحب انجمن کا ایک مکتوب بھی اس پرچہ کے پہلے صفحہ پر درج کیا جا رہا ہے اس سے ہمارے دوستوں کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ برلن مسجد کی فوری مرمت کے لئے ان کی مدد اور تعاون کی کس قدر ضرورت ہے۔ امید ہے احباب جماعت جہاں عید کے موقعہ پر اور اتنا خرچ کریں گے وہاں اس مذکورہ مسجد کی مرمت کے لئے نہایت فراخدلی کے ساتھ چندہ ادا فرمائیں گے اگر وہ خدا کے اس گھر کی مرمت کے لئے مالی ایثار کا ثبوت دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے گھروں پر برکت فضل اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ یہ مسجد صرف مسجد ہی نہیں بلکہ وسطی یورپ میں تبلیغ اسلام کا ایک زبردست مرکز ہے اس لئے ایک تبلیغی جماعت کے لئے اس مسجد اور تبلیغی مرکز کی تعمیر اور مرمت کی طرف فوری توجہ مبذول کرنا جس قدر ضروری اور اہم ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں امید ہے احباب بھی اس ضمن میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے برلن مسجد کی مرمت کے کار خیر میں شریک ہوتے ہوئے غیر معمولی رقوم عطا فرمائیں۔

عید فنڈ

مساجد فنڈ کے علاوہ ہمارے ہاں ایک روپیہ فی کس کے حساب سے عید فنڈ بھی مقرر ہے یہ فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقرر کردہ ہے امید ہے سب احباب عید اضحیٰ کے موقعہ پر اپنے پیارے امام کے اس ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔

پیغام صلح کے آئندہ پرچہ کے متعلق ضروری اعلان

اتوار - عید اضحیٰ اور حج کی وجہ سے مورخہ ۳ ر ۴ ر ۵ ر نومبر کو انجمن کے مرکزی دفاتر بند رہیں گے اور پریس بھی بند رہے گا اس لئے ۶ ر نومبر ۱۹۴۶ء کا پرچہ شائع نہ ہو سکے گا بلکہ ۱۳ ر نومبر کو پیغام صلح کا ایک ڈبل نمبر شائع کیا جائیگا تا کہ ناغہ کی وجہ سے جو کمی رہ جائے گی وہ پوری ہو جائے اس لئے خریداران پیغام صلح ۹ ر نومبر ۱۹۴۶ء کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح } مکرمی عبد العزیز صاحب شورہ سرینگر سے تحریر فرماتے ہیں:

"مورخہ ۱۴ ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو بابو نظام الدین صاحب کی دختر فرخندہ اختر کی نکاح خوانی خواجہ غلام محمد صاحب تاجر کے ساتھ بعوض مہر ۱۵۰۱ روپیہ عمل میں آئی۔ اس مبارک تقریب کے موقعہ پر بابو نظام الدین صاحب موصوف سکنیلرڈ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر نے مقامی مسجد فنڈ میں تین روپے اور صدقہ فنڈ میں ۲ روپے ادا فرمائے۔ دعا ہے کہ یہ شادی خانہ آبادی طرفین کے لئے برکت کا باعث ہو۔ آمین۔"

ولادت } احباب سلسلہ میں یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائے گی کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کے قابل قدر نوجوان مرزا ایم۔ اے نصیر صاحب جو اس وقت جہلم میں ملازم ہیں کے ہاں فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام خورشید احمد رکھا گیا ہے۔ یہ بچہ ڈاکٹر شمس الدین صاحب کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اس بچہ کو صاحب عمر صاحب نصیب اور خادم دین اسلام بنائے۔

درخواستہائے دعا

(ا) جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر رائے ونڈ جنکشن تحریر فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت کے مخلص بزرگ جناب مرزا احمد دین صاحب ... کو پیشاب کی سخت تکلیف ہو گئی تھی اب قدرے افاقہ ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرزا صاحب موصوف کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ کامل شفا عطا فرمائے آمین"۔

(ب) جناب حبیب الرحمٰن صاحب ... تحریر فرماتے ہیں کہ:-

وہ خود اور ان کی والدہ ... بیمار ہیں۔ ان کی صحتیابی کے لئے حضور قلب سے دعا کی جائے اللہ تعالےٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

دین و دنیا

حضرت مسیح موعود کے دردِ دل کا نقشہ

کتابوں کو وسیع پیمانہ پر شائع کر کے لوگوں تک پہنچایا جائے

اس کام کے لئے بڑے بڑے سامانوں کی ضرورت ہے

اپنے مال کا ایک حصہ خدا کے رستہ میں خرچ کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ومن اراد الاخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مومن فاولٰئک کان سعیھم مشکورا (بنی اسرائیل)

ہمت بندھانے والے الفاظ جس چیز کو ہم دنیا اور دین کہتے ہیں یہاں اس کو العاجلہ اور الاخرۃ کے نام سے پکارا ہے یہ آیت جو میں نے ابھی پڑھی ہے اس سے پہلی آیت میں آتا ہے من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید۔ جو شخص دنیا کو چاہتا ہے ہم اس کو جلدی بھی دیتے ہیں اس دنیوی زندگی میں دیتے ہیں مگر دو شرطیں لگاتے ہیں۔ جتنا ہم چاہیں اور جس کو چاہیں دیتے ہیں یہ دنیا کی کوششیں ناکام بھی ہو جاتی ہیں اور پورا پھل بھی لاتی ہیں۔ اور پورا پھل بھی لاتی ہے اور اس کے بعد دوسری آیت میں فرمایا ومن اراد الاخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مومن پہلی آیت میں دنیا کو چاہنے والے کا ذکر تھا اور اس دوسری آیت میں دین کے چاہنے والے کا ذکر ہے۔ جو شخص دین کو اپنا مقصد بنا لیتا ہے اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے جو اس کوشش کا حق ہے اور وہ مومن ہے۔ حالات کے مطابق اپنی طرف سے پورا زور لگاتا ہے اور یہ کام خدا پر ایمان رکھتے ہوئے کرتا ہے دنیا کے لئے نہیں کرتا فاولٰئک کان سعیھم مشکورا یہی ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جاتی ہے بڑی ہمت بندھانے والے الفاظ ہیں۔ قدر کرنے والا کون ہوگا وہ خدا ہے ان کی کوشش کی قدر خدا کریگا۔ شکر درحقیقت بندے کی طرف سے ہوتا ہے اس کو خدا کی طرف سے کوئی نعمت ملتی ہے وہ اس نعمت کی قدر کرتا ہے لیکن خدا کی صفات میں بھی شکر اور مشکور کے الفاظ داخل ہیں خدا بھی قدر کرنے والا ہے۔ فرماتا ہے جو شخص دین کے لئے کوشش کرتا ہے ہم اس کی قدر کریں گے۔ . . . .

"فتح اسلام" میں دردِ دل کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے ایک ایسا نظارہ قائم کیا ہے کہ جس شخص کے سینے میں واقعی دل ہے اور وہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق واقعی صحیح طور پر علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ شخص ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ میں نہیں رہ سکتا۔ جب حضرت صاحب نے دعوے کی تو اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی کتاب "فتح اسلام" شائع کی میں سمجھتا ہوں یہ ان کتابوں میں سے ہے جن کو ہزاروں کی تعداد میں مفت شائع کرنا چاہیئے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنے دردِ دل کا نقشہ کھینچا ہے دس بیس صفحے اس پر لکھے ہیں اس کے بعد ایک نظم ہے جس کا نام "مرثیہ تفرقہ حالت اسلام" ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک یہی نظم اس شخص کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ کیا تڑپ آپ کے دل میں تھی فرماتے ہیں ؎

مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ اہل دیں
بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کیں

گویا آپ اسلام کی حالت کو دیکھ کر روتے ہیں کہ یہ کیا حالت ہو گئی ہے اس سارے مرثیہ میں نہایت دردِ دل کے ساتھ اس حالت کو بیان کیا ہے کہ یہ ایک شخص کے دل کی کیفیت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ بڑی بڑی باتیں اور نشان لوگوں کے سامنے آتے ہیں لیکن لوگ منہ پھیرتے چلے جاتے ہیں دین سیکھنے والے کے لئے یہ ایک بات ہی کافی ہے یہی دین کی حالت تھی جس کی درستگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔

یہ جماعت دردِ دل سے پیدا ہوئی یہ ہماری جماعت بھی آپ کے دردِ دل کی پیدا کی ہوئی جماعت ہے اور وہ چیز جو اس وقت مسلمانوں کو حقیقتاً نظر نہیں آتی خدا کے فضل سے اس جماعت کے سامنے بطور مقصد کے رکھی گئی ہے اور وہ چیز کیا ہے اعلائے کلمۃ اللہ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر فرد واحد بھی اس مقصد کو لیکر کھڑا ہوگا تو خدا اسکو ناکام نہیں کرے گا اور ایک جماعت اس غرض کو لیکر کھڑی ہوگی تو خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا اگر کمی ہے تو وہ ہماری طرف سے ہے وہ جو اس کی کوشش کا حق ہے وہ ہم سے ادا نہیں ہوتا۔

تبلیغ اور لٹریچر اس وقت میں دو باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جو کام ہم کر رہے ہیں اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت صاحب کو جو ایک خصوصیت عطا فرمائی تھی اس خصوصیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور کے اندر زندہ رکھا ہے وہ خصوصیت اسلام کی صحیح تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو تالیف و تصنیف کے سلسلہ سے شروع کیا ہے خدا کے فضل سے ہمارے ہاتھ میں اس قدر لٹریچر موجود ہے کہ اگر کوئی معمولی آدمی بھی اس لٹریچر کو لیکر دوسرے ملکوں میں جا بیٹھے تو وہ اپنا اثر پیدا کریگا اور حضرت صاحب کی نظر بھی اس بات پر تھی کہ ایسی تحریریں جن میں اسلام کی روشنی ہو لوگ لیکر ملکوں میں نکل جائیں اور ان کو دنیا میں پھیلائیں۔

جماعت نے حضرت صاحب کی کتابوں کی قدر نہیں کی ایک دوست یہاں بیٹھے ہیں انھوں نے مجھے کہا کہ آپ کے دعوے اتنے ہیں کہ آپ اس لٹریچر کو جس کو حضرت صاحب نے پیدا کیا یا آپ نے پیدا کیا دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں لیکن اس لٹریچر سے آپ کی اپنی جماعت تو بے خبر ہے۔ شاید اس میں مبالغہ ہو اور شاید ان کے الفاظ کا یہ مفہوم بھی نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ جماعت نے حضرت صاحب کی کتابوں کی اتنی قدر نہیں کی جتنی کہ کرنی چاہیئے تھی مثلاً حضرت صاحب کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور وہ آپ کا جلسہ مہوتسو والا لیکچر ہے جس کا نام "اسلامی اصول کی فلاسفی" ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے متعصب لوگوں نے جب اس کتاب کو پڑھا ہے تو حضرت صاحب کی عظمت اور اسلام کی صداقت کے سامنے سر جھک گئے ہیں۔ انگریزی میں بھی اس کتاب کا ترجمہ موجود ہے اور دوسری زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ ہو سکتا ہے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ دس مبلغ دنیا میں کھڑے کئے جائیں تو ہمیں یہ فکر نہیں کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں تبلیغ اسلام کے لئے ہتھیار کیا ہوں گے یہ جو لوگ جائیں گے ان کے ہاتھ میں کیا چیز ہوگی جس سے وہ تبلیغ اسلام کر سکیں خدا کے فضل سے یہ لٹریچر ہمارے پاس تیار موجود ہے اس کو کافی تعداد میں طبع کرنے اور تقسیم کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔

کتابوں کی وسیع پیمانہ پر اشاعت دو نقص ہیں جن کی طرف میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ایک تو یہ ہے کہ ان چیزوں کو کثرت کے ساتھ ہماری جماعت نے شائع نہیں کیا اگر پانچ دس ہزار کی تعداد میں یہ چھپ بھی گئیں تو یہ کچھ نہیں ہمیں ان کتابوں کو بہت وسیع پیمانہ پر شائع کرنا چاہیئے کم از کم بیس بیس ہزار کی تعداد میں ان کتابوں کا ہمارے پاس ہونا ضروری ہے اور جو لوگ باہر جائیں ہزار ہزار کی تعداد میں ان کے پاس ہوں تاکہ وہ اپنا کام شروع کر سکیں اور ان کتابوں کی تقسیم میں بھی بڑی محنت اور مستعدی درکار ہے ہماری جماعت کا جہاں کوئی آدمی ہو ضروری ہے کہ اس کے پاس اس لٹریچر کا کافی ذخیرہ ہو اور وہ ہر وقت اس فکر میں رہے کہ اسے موزوں جگہ تلاش کر کے دوسروں کو پہنچانا ہے ہم میں سے ہر شخص کو ایک کارکن ہونا چاہیئے ہر شخص اپنا کام بیشک کرے مگر اس کے ساتھ تھوڑا سا خدا کا کام بھی کرتا چلا جائے۔

لٹریچر کو لوگوں تک پہنچایا جائے آپ کو معلوم ہے کہ گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر میں نے آنریری مبلغین کے لئے اپیل کی تھی میرا مقصد صرف آدمی جمع کرنا نہیں تھا بلکہ مطلب یہ تھا کہ وہ کام پر لگ جائیں میں نے دیکھا ہے کہ بہت سی بیرونی جماعتوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس مرکز سے لٹریچر جاتا ہے مگر اس لٹریچر کو بند کر کے رکھ دیا جاتا ہے اور لوگوں میں اسے تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اس بارے میں ہمارے ایک کارکن کو بڑا کمال حاصل ہے اور وہ ہمارے دوست شیخ محمد انعام الحق ہیں انھوں نے کتابوں کے ترجمے بھی کرائے ہیں اور ان کتابوں کو تقسیم بھی خوب کیا ہے آریہ سماج کے متعلق ہمارے پاس لٹریچر موجود ہے عیسائیت کے متعلق ہمارے پاس لٹریچر موجود ہے۔ اسلام کے متعلق ہمارے پاس لٹریچر موجود ہے اگر وہ لٹریچر ہمارے پاس ہزاروں کی تعداد میں ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ ہم اسے دوسروں تک نہ پہنچائیں ضروری ہے کہ اس لٹریچر کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔

مبلغین کی غفلت میں تو آنریری مبلغین کا ذکر کر رہا ہوں مگر آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ہمارے اصل مبلغین کو بھی اس طرف پوری توجہ نہیں۔ ایک ایسی جگہ ہے جہاں

ہمارا ایک مستقل مبلغ موجود ہے وہاں سے مجھے ایک شخص کا خط آیا ہے کہ کوئی ایسا انتظام کریں کہ احمدیت کے متعلق ہمیں علم ہو کہ احمدیت کیا چیز ہے یہ حالت افسوسناک ہے میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میری پوزیشن بہت بڑی ہے نہیں خدا تعالیٰ کے سامنے ہم سب کی پوزیشن ایک جیسی ہے۔ جماعت کا ہر ایک فرد خواہ وہ کیسی پوزیشن کا ہو اپنے پاس لٹریچر ضرور رکھے اور اس لٹریچر کو موزوں موقعہ پر تقسیم کرے۔ اس طریقہ سے ہم جہاں تک پہنچنا مشکل ہے وہاں بھی دین حق کا بیج بو سکیں گے۔

ایک خوشخبری دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان ایام میں ہمارے اپنے بعض دوستوں نے بھی اور غیروں نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آپ تبلیغ اسلام کے لئے بیرونی ممالک میں جاتے ہیں آپ کا ملک ہندوستان بہت بڑا ملک ہے اس کی طرف توجہ کیوں نہیں کرتے۔ پہلے میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل جب نازل ہوتے ہیں تو ایسے رستوں سے آتے ہیں کہ ان رستوں کا انسان کو وہم بھی نہیں ہوتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس جنگ کے بعد ہم اپنے تبلیغی کام کو وسیع کریں تو اس وقت یہ فیصلہ ہوا کہ دس نئے تبلیغی مشن دنیا میں قائم کئے جائیں اس تعداد میں پہلے مشن شامل نہیں ہیں تو اس وقت جب میں حساب لگانے بیٹھا تو معلوم ہوا کہ اگر پانچ سال کے لئے بھی دس مشنوں کا سامان جمع کر لیا جائے تو دس لاکھ روپیہ درکار ہے۔ اس کام کے لئے بہت جد و جہد کی اور دعا کی ضرورت تھی جب خدا کے حضور دعا کی جائے تو خدا تعالیٰ دعاؤں کو دو طرح سے قبول کرتا ہے ایک یہ کہ جو چیز آپ مانگتے ہیں وہی دے دیتا ہے اور بسا اوقات جو غرض آپکے مانگنے کی ہوتی ہے اس غرض کو پورا کر دیتا ہے جس رنگ میں آپ چاہتے ہیں اور بعض وقت اس غرض کو کسی اور رنگ میں پورا کر دیتا ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ان مشنوں کے قیام کے لئے خدا نے ہماری دعاؤں کو قبول کر کے ایک ایسا رستہ کھول دیا ہے کہ ان دس مشنوں کا قیام جماعت پر سوائے ایک بوجھ پڑنے کے جس کا ذکر میں آگے کروں گا بڑی آسانی کے ساتھ ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک ایسا سامان کر دیا ہے کہ آج سے ایک سال کے بعد دوسرے سال میں جا کر ان مشنوں کے لئے سامان کا مستقل انتظام ہو جائے گا۔ میں یہ دعا کرتا رہا ہوں اور میرے دوست بھی یہ دعا کرتے رہے ہیں کہ اے خدا ان مشنوں کے قیام کے لئے کوئی انتظام کر دے اور کوئی ایسی صورت پیدا کر دے کہ ان مشنوں کو قائم کر کے ہم انکے اخراجات برداشت کر سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ اخراجات کی تنگی کی وجہ سے مبلغین پھر پھرا کر گھر آ جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ بہت خفت کی بات ہو گی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سنا اور ان مشنوں کے لئے سامان پیدا کر دیا۔ بہت لوگوں نے اس کام کے لئے بہت جانکاہی کی ہے اور محض خدا کے لئے کی ہے میں ان کے نام نہیں لیتا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے

بعض مشکلات جہاں تک ان مشنوں کے لئے سامانوں کا سوال ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے انتظام کر دیا ہے لیکن اس راستہ میں اور بڑی بڑی مشکلات ہیں آج کل ایک مشکل یہ ہے کہ روپیہ تو کاغذ کی شکل میں ہے۔ اور ایک ملک کی کرنسی دوسرے میں کام نہیں دیتی ہسپانیہ جائیں تو ہسپانیہ کی کرنسی کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اگر امریکہ جائیں تو وہاں بھی بہت سی مشکلات ہیں اللہ تعالیٰ ان مشکلات کو بھی دور کر دے گا لیکن جہاں تک مشنوں کا سوال ہے اس طرف سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فراغت عطا فرما دی ہے مگر ہمیں حکم ہے فاذا فرغت فانصب۔ والیٰ ربك فارغب سو جب تو فارغ ہو تو کام میں لگ جا اور اپنے رب کی طرف مائل رہ۔

بہت بڑے سامانوں کی ضرورت اگر ایک طرف سے ہمارے تفکرات دور ہو گئے ہیں تو ہمیں اور بھی اس کام کے لئے جد و جہد کرنی چاہیئے جو ہمارے سپرد ہوا ہے اور کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خدا کے حضور گرے رہنا چاہیئے۔ ہمارے بعض دوستوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کیوں چندہ مانگتے ہیں آپ کی انجمن کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ آپ کو چندہ مانگنے کی ضرورت نہیں۔ میرے خیال میں ان کو صحیح طور پر اس کام کا احساس نہیں اور علم نہیں کہ اس کام کے لئے کیا ضروریات ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ صورت پیدا نہ ہوتی جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے تو میں اگر پانچ سالوں کے لئے سامان جمع بھی کر لیتا تو مجھے ان ممالک میں مبلغین بھیجنے کی جرأت نہ ہوتی کیونکہ اس کام کے لئے وسیع ذرائع اور بہت بڑے سامانوں کی ضرورت ہے اور ہم دس مشن قائم کر لیں تو کیا ہوا دنیا ظلمت سے بھری پڑی ہے ہم نے کسی کونہ میں جا کر ایک مشن قائم کر دیا تو ساری دنیا کو حق نہیں پہنچ گیا۔ اس ملک میں بہت بڑی تعداد میں مسلمان موجود ہیں لیکن انہیں اس طرف توجہ نہیں خود اس لاہور کی جماعت کا ایک حصہ اتنی قوت کے ساتھ اس کام کو نہیں کر رہا جتنی قوت کے ساتھ اس کام کو کرنے کا حق ہے اگر جماعت کے سب ممبر ارقی روپیہ کے حساب سے اپنی آمد سے چندہ دیتے رہیں جو کہ جماعت کی ممبری کا حق ہے تو اس طریق سے بہت روپیہ اس کام کے لئے جمع ہو سکتا ہے۔

لوگوں تک پہنچنے کی ضرورت اگر ہمارے کارکن لاہور کی مرکزی جماعت کے سب ممبروں تک پہنچکر ان سے چندہ وصول کریں تو ایک ہزار روپیہ ماہوار یہاں لاہور میں چندہ بڑھ سکتا ہے میرے خیال میں لوگ موجود ہیں مگر ان لوگوں تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ کسی نے صحیح بات ایک موقعہ پر کہی تھی کہ آپ ایک حکم اخبار میں لکھ دیتے ہیں اور آپ توقع رکھتے ہیں کہ باقی کام خود بخود ہو جائیگا اور لوگ آپ کے پاس پہنچکر چندہ ادا کر دیں گے یہ نہیں ہو سکتا لوگوں تک پہنچنے کی ضرورت ہے میں نے ہمیشہ اس کام کی طرف توجہ دلائی ہے اور ہمیشہ توجہ دلاتا رہوں گا۔ اور یہ کوئی ایسی بڑی قربانی نہیں یہ تو جماعت کی ممبری کا حق ادا ہو گا۔ اگر سب کارکن تندہی سے اس کام کو کریں اور لوگوں تک پہنچکر انہیں اس طرف توجہ دلائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان بیرونی مشنوں کے علاوہ ہندوستان میں بھی دس مشنوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے

مستری فضل دین صاحب کی تجویز چند دن ہوئے مستری فضل الدین صاحب مسلم ٹاؤن گئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ آپ مشنوں کی فکر کیوں کرتے ہیں اگر پانچ ہزار آدمی تیس تیس روپیہ ماہوار دے دے تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ ماہوار آ سکتا ہے اور انھوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں تین ماہ کا چندہ پیشگی ادا کر دیا کروں گا مستری صاحب کوئی امیر آدمی نہیں لیکن یہ روح اگر ساری جماعت کے اندر پیدا ہو جائے تو دنوں میں ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔

دو لاکھ روپیہ خدا نے اگر چاہا تو ان دس مشنوں میں سے ایک مشن ہندوستان میں قائم کیا جائیگا شاید اس سے کم و بیش ہو میں کہہ نہیں سکتا اس کا فیصلہ انجمن کرے گی۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ ان دس مشنوں کے اخراجات کے لئے اللہ تعالیٰ نے رستہ کھول دیا ہے لیکن اس کے لئے ہمیں کچھ اور ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ اس کام کے لئے دو لاکھ روپیہ اور درکار ہوگا اور میں سمجھتا ہوں یہ دو لاکھ روپیہ جماعت کی ایک ادنیٰ حرکت سے پورا ہو سکتا ہے وصایا کے ذریعہ سے یہ دو لاکھ روپیہ چند دنوں میں مہیا ہو سکتا ہے۔ وصایا کی تحریک سے اگر دو لاکھ روپیہ ہو جائے تو اس کے خرچ سے خدا نے چاہا تو آپ کے دس مشنوں کا خرچ پورا ہوتا رہے گا۔ میں وصیت کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں اور دلاتا رہوں گا۔ کل ہی اخبار میں ایک خاتون کے ایثار کا ذکر چھپا ہے وہ میری ایک عزیزہ ہیں انھوں نے میری بیعت ابھی کی ہے وہ بہت امیر [illegible] لیکن بیعت کرنے [illegible] رقم وصیت کی انجمن کے خزانہ میں داخل کر چکی ہیں۔ ایک زمین کا ٹکڑا تھا انہیں اس کے بکنے کی انہیں امید نہیں تھی لیکن وہ بک گئی تو اس کا تیسرا حصہ انھوں نے انجمن کو دے دیا۔ اگر صرف ایک خاتون جو زیادہ امیر بھی نہیں ہیں دو لاکھ کا دسواں حصہ پورا کر سکتی ہیں تو باقی نو حصے جماعت کے باقی دوست پورا کیوں نہیں کر سکتے۔ دو لاکھ بھی نہیں کیونکہ پچاس ہزار روپیہ وصایا کی مد میں موجود ہے اب صرف ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔

عذر لنگ وہ لوگ موجود ہیں جن کے گھروں میں بے شمار روپیہ موجود ہے یہ خدا کے اختیار میں ہے کہ ان کے دلوں میں ڈال دے کہ اس روپیہ میں سے کچھ خرچ کر کے آخرت کا توشہ بنا لیں۔ بعض لوگ یہ عذر کر دیتے ہیں کہ دنیا کی دوسری قومیں انڈسٹری میں بہت ترقی کر گئی ہیں ہم انڈسٹری میں روپیہ لگا کر جائداد اور روپیہ پیدا کیوں نہ کریں لیکن کیا یہ عذر خدا تعالیٰ کے ہاں قبول کیا جائے گا بیشک انڈسٹری کی ضرورت قوم کو ہے مگر اس ضرورت کو اس کی جائز حد کے اندر رکھو اور اپنی کمائیوں کا ایک حصہ خدا کے رستہ میں خرچ کرو وہ تمہارے لئے برکت کا موجب ہوگا۔

مالدار لوگ وصیت کریں حضرت مسیح موعود کی وصیت کو [illegible] رکھئے اور جن جن کے پاس روپیہ ہے وہ اپنی وصیت کا روپیہ نقد اس وقت داخل کریں یہ ایک عظیم الشان صدقہ جاریہ ہوگا اور [illegible] مال سے خدا کا نام اگر خدا چاہے تو قیامت تک دنیا میں بلند ہوتا رہے گا۔ اگر ایک آدھ توجہ بھی ہمارے مالدار اصحاب اس طرف کریں تو یہ ضرورت دنوں میں پوری ہو سکتی ہے [illegible] وہ لوگ توجہ نہ کریں جن کے پاس مال ہے [illegible] وہ لوگ بھی توجہ کریں جو ان کے دوست ہیں [illegible] انہیں تلقین کریں کہ اس وقت دین اسلام کو ان کی مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اس لئے وہ اپنے مال کا ایک حصہ خدا کے رستہ میں خرچ کریں۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے غریب عزیز ہیں ان کی مدد کرنی ہے [illegible] زمانہ میں اسلام سے بڑھکر [illegible] اس کی مدد سب پر مقدم ہے [illegible] کے گھروں میں نوٹوں کے [illegible] ہیں وہ کیا ہیں صرف کاغذ [illegible] تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کر کے جواہرات میں تبدیل کر لو۔

مسلمانوں کی عزت اسلام سے بڑھیگی دنیا میں مسلمانوں کی عزت صرف دولت سے [illegible] بلکہ اسلام سے [illegible] کسی نے اچھی روٹی کھالی یا معمولی روٹی [illegible] اچھا لباس پہن لیا یا معمولی لباس پہن لیا [illegible] اسلام کی عزت میں کوئی فرق نہیں پڑتا [illegible] خدا کے رستہ میں خرچ کرنے سے اسلام [illegible] بڑھتی ہے اگر اس وقت تم اپنی توجہ کرو [illegible]

بہائیت کے خاکہ میں رنگ آمیزیاں

از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

ازحریم کعبہ چوں آہو رمید ٭ ناوک صیاد پہلوئش درید

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسلام پاک حصن حصین مذہب ہے جو شخص اس دین سے باہر قدم رکھتا ہے وہ دہریت اور لامذہبیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ گزشتہ اشاعت میں ہم نے بتایا تھا کہ توحید کامل کا ترقی یافتہ تصور اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں موجود نہیں اس لئے مساوات نسل انسانی کا سنہری تخیل بھی اسلام کی پیداوار ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا ترجمہ کرنا کہ یہی دین کامل۔ کتاب کامل اور ختم نبوت کا عقیدہ اسلام سے پہلے بھی موجود تھا امر واقعہ اور تاریخ مذہب کے خلاف ہے۔ بیشک دین کتاب یا اسلام و قرآن کا ایک حصہ پہلے انبیاء کو بھی دیا گیا اور اسی قدر مشترک کو بنیاد ٹھیرا کر قرآن مجید تمام اہل کتاب کو اسلام کے متعلق فیصلہ کرنے کی دعوت دیتا ہے جس طرح ایک ہی منزل کے راہگیروں میں اگر آئندہ راہ کی سمت متعین کرنے میں اختلاف ہو تو فیصلہ کی آسان صورت یہ ہوتی ہے کہ طے شدہ راستہ کو بنیاد ٹھیرا کر ایک خط مستقیم کھینچ لیا جائے۔ اسی طرح قرآن مجید اہل کتاب میں جزئی اشتراک کو بنیاد ٹھیرا کر منزل مقصود کی سیدھی راہ معلوم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس لئے تمام ان آیات سے جو آپ نے تربیت عالم کے صفحہ ۱۵ اور صفحہ ۱۶ پر پیش کی ہیں ایک ہی اصولی جواب یہ ہے کہ ان آیات میں دین ملت۔ کلمہ سوا اور ہدایت وغیرہ سے اسی الاسلام کے کچھ اوراق مراد ہیں جو منتشر طور پر تمام مذاہب عالم کی کتب سماوی کے اندر بکھرے پڑے تھے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کو از سر نو جمع کر دیا گویا انہی تمام کتب سماویہ کا ایک آخری ایڈیشن ... (Latest Edition) بہت کچھ اضافہ اور تکمیل کے بعد ساری نسل انسانی کو آئندہ عمل کرنے کے لئے دیدیا گیا گویا

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

اس جدید ایڈیشن (Revised Edition) سے منہ پھیرنا تو مذاہب عالم کے صحف مطہرہ کا نچوڑ خلاصہ اور نیوکلس سے اصل مذہب اور دین سے روگردانی ہے جو لامذہبیت اور دہریت کا پیش خیمہ ہے۔

فضیلت انبیاء { انبیاء کے مسئلہ میں موضوع کل ادیان رحمۃ للعٰلمین اور خاتم النبیین کے دعاوی اور عقائد سے فضیلت آنحضرت صلعم [illegible] وقت [illegible] اہل ثبوت میں [illegible]

کامل تھی مگر ان سب کے بالمقابل شرف اور فضل ہے اسی طرح ایک ایک قبیلہ اور قوم کے نبی اور رسول کے بالمقابل آنحضرت صلعم افضل الرسل ہیں مگر یہ تو بہائیوں کی صرف چال اور دھوکہ ہے کہ باقی انبیاء اور رسولوں کو برابر ٹھیرا کر ملا حسین علی کو ایم اے کی ڈگری دی جائے۔

بعثت رسل کے عام قانون پر گرہ { تربیت عالم میں اس کے بعد کا عنوان ہے "بعثت رسل کا عام قانون اور سلسلہ رسل کو بند سمجھنے کی مذمت"۔ اس کا جواب صرف اسی قدر کافی ہے کہ جب تک نبوت اور رسالت ختم نہ تھی اس وقت اس کو بند سمجھنا یعنی خاتم النبیین کی آمد اور تکمیل دین سے پہلے اس سلسلہ کا مسدود ہو جانا واقعی قابل مذمت ہے لیکن تکمیل دین اور ختم نبوت کے بعد اس سلسلہ کو جاری سمجھنا جہالت ہے اس لئے آپ کی پیش کردہ آیات میں اول تو یاایھا الذین امنوا کا خطاب نمازیوں سے ہے دوم کسی کامل اور زندہ نبوت و رسالت کی موجودگی میں کسی نئی نبوت و رسالت کی شرعاً اور عقلاً کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کہنا کہ ہدایت چونکہ صفات باری تعالیٰ کا تقاضا ہے اس لئے کامل ہدایت کی موجودگی میں بھی نئی ہدایت ضرور آنی چاہئیے صفات باری تعالیٰ کو حکمت سے معرا قرار دیتا ہے۔

مالک یوم الدین کے ترجمہ میں الحاد { مالک یوم الدین سے بہائیوں کا مراد لینا کہ اللہ تعالیٰ نیا دین لانے پر مالک اور قادر ہے یہ الحاد فی الدین ہے کیونکہ یہاں الدین سے مراد معروف دین ہے اور کوئی نیا دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اس وقت تک مسلمانوں کے لئے معروف نہیں اور نہ مسلمات اسلام سے ہے یہ معنی مالک یوم الدین کے نہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے نہ کسی سلف مفسر کے تخیل میں آئے نہ آ سکتے ہیں یہ صرف چوہدری صاحب کے کیف دماغی کی اپج ہے جو کسی پر حجت نہیں۔

چوہدری صاحب کا دوسرا اسرار نکاد { یہ امر ہی ہمارے مسلمات میں سے نہیں کہ نسل انسانی کسی وقت اپنی انسانیت سے تجاوز کر کے یکسر معصوم اور فرشتہ ہو جائے گی [illegible] کی حیثیت ترکیبی اس کی فطرت کی تخمیر انسانی ضمیر کا قائل مختار ہونا۔ نفس انسانی میں قانون توارث اور علت و معلول (Law of Causality) سب ال کر اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ نیکی اور بدی امن اور فساد کفر اور اسلام کا غلبہ ضرور ہو گا۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ ملا حسین علی کی آمد سے انسان مافوق الانسان بن گیا ہے تو یہ محض سراب نگاہ ہے جو کبھی حقیقت آشنا نہ ہو گا کیونکہ اس فرضی اور جعلی خدا کو لوگوں نے مدت گذری کہ قید میں ترسا ترسا کر در در رسوا کر کے ناکام اور نامراد بنا کر مار ڈالا جو اپنی زندگی میں نسل انسانی کو اپنے آپ کو دکھ سے نہ چھڑا سکا امن اور صلح ایک شہر اور قصبہ کے اندر پیدا نہ کر سکا وہ مر کر کیا کرے گا ؏

جس کی بہار یہ ہو پھر اس کی خزاں نہ پوچھ

عالمگیر سلسلہ رسالت کا جواب { بے شک سلسلہ رسالت عالمگیر ہے پہلے قبائلی قومی اور نسلی اعتبار سے ہر جگہ نبی اور رسول آئے اب ایک ہی عالمگیر رسالت آگئی گویا دائرہ انسانی اور دائرہ رسالت دونوں مساوی ہو گئے اب کوئی دوسری دنیا بنائیے اور اس میں نئے سرے سے رسالت کا شوق پورا کر لیجئے قرآن مجید کی کسی آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ رسولوں کا سلسلہ زمانہ کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے آپ کی پیش کردہ آیات سے ہی یہ ثابت ہے کہ آیات انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ و اوحینا الی ابراھیم الخ وغیرہ میں سلسلہ رسالت کے دونوں سرے موجود ہیں اور یہ سلسلہ ہرگز ہرگز لامتناہی نہیں ایک سرا انا اوحینا الیک اور دوسرا نقطہ کما اوحینا الی نوح ہے تاریخی نبی نوح سے شروع ہو کر انا اوحینا الیک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے اوحینا ماضی ہے آئندہ کا رسول اور استقبال کا صیغہ کہاں ہے؟ اس سلسلہ کی باقی تمام آیات میں فعل ماضی ولقد بعثنا۔ خلا فیھا لقد ارسلنا وغیرہ وغیرہ میں آیا ہے اور قرآن مجید کی کسی آیت میں جس طرح من قبلک رسولوں کی تعیین ہے من بعدک کا کوئی اشارہ تک موجود نہیں۔

آئندہ بھی رحمن ہی قرآن سکھائے گا { چوہدری صاحب کا یہ استدلال کتنا عجیب ہے کہ الرحمن علم القرآن کی رو سے چونکہ رحمن نے قرآن سکھایا ہے اور خدا اگر اب بھی رحمن ہے تو آئندہ بھی ضرور کوئی نئی ہدایت دے گا حالانکہ اس آیت کا سیدھا استدلال یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمن ہے اس لئے وہ آئندہ بھی قرآن سکھائیگا قرآن کے سوا کچھ نہ سکھائے گا۔

حرارہ رسالت کے نو وجوہ کا نیا پایا نچ آئندہ [illegible]

حکومت عراق کو ہندوستانی سرویئروں کی ضرورت

حکومت عراق کو ہندوستانی سرویئروں (Surveyors) کی ضرورت ہے جن کی بھرتی کے لئے مسٹر ہیگ (Hague) اور سادھو سنگھ بغداد سے ۴ نومبر ۱۹۴۶ء کو بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان روانہ ہوں گے۔ چھ یا سات نومبر کو امید ہے لاہور پہنچ جاویں گے غالباً فلیٹی ہوٹل مال روڈ میں مقیم ہوں گے مسلمان نوجوان جو ایری گیشن (Irrigation) سروے کے کام سے واقف ہوں بالخصوص تھیوڈولائٹ لیول۔ پلین ٹیبل کام کے جاننے والے وہ خود عراق آنے کی کوشش کریں تنخواہ تقریباً چار سو (-/۴۰۰) روپیہ ہوگی۔ رسول کالج کے تعلیمیافتہ مسلمان طلباء کے لئے اسلامی حکومت میں خدمت کرنیکا نادر موقعہ ہے تنخواہ کے علاوہ الاؤنس وغیرہ بھی ہو گا۔ اگر مسلمان سرویئر کسی وقت پنجاب اور ہندوستان کے انگریزی اخبارات پاؤنیر۔ ٹریبیون۔ اسٹیٹسمین۔ ہندوستان ٹائمز وغیرہ میں اشتہار دیکھیں تو ضرور اپنی عرضیاں مسٹر ہیگ کو پیش کریں تاکہ موقعہ ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر بذریعہ ہوائی ڈاک خط و کتابت کریں۔

سیکرٹری

عبدالرشید۔ الجمعیۃ الہندیہ الاسلامیہ ارضروملی کرخ بغداد

برلن مسجد کی مرمت

مولٰنا عبد الباسط صاحب کا مکتوب

عالی جناب مولٰنا عبد الباسط صاحب حیدر آباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں:۔

مکرمی جناب اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب تحصیل۔ علیکم السلام۔

نوازشنامہ ملا۔ برلن مسجد کے لئے میری طرف -/۵۰۰ کا وعدہ لکھ لیں۔ طریقہ ہذا میں ایک چیک دو صد پچاس روپیہ مرسل خدمت ہے۔ بقیہ رقم تین ماہ کے بعد بھیجدوں گا فقط عبد الباسط۔

اللہ تعالیٰ مولٰنا صاحب کو بہت بہت جزائے خیر دے۔ آپ ہمیشہ انجمن کی مالی امداد فرماتے رہتے ہیں۔ اسلام کے لئے آپ کا ایثار قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی دنیوی برکات سے متمتع فرمائے آمین۔

مرتضیٰ خان
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

ہماری تبلیغی کوششیں

ہمارے آنریری مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں

سامانہ سے مولوی فضل الرحمن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ مونک اور دیہات ملحقہ میں انفرادی تبلیغ کی۔ دو تقریریں مسجد کی ضرورت پر سبھیں کلاز ال میں دو بارتیں آئی ہوئی تھیں ان کے تماشے وغیرہ بند کرا کر دو تقریریں کیں اور انفرادی تبلیغ بھی کی مقامی مسلمانوں نے کچھ مخالفت کی مگر وہ دب گئے، راجپورہ اجرار کے جلسہ کی وجہ سے گیا وہاں لال حسین کے ساتھ مناظرہ ہوا کرنال گیا نواب .... کی کوٹھی پر ملاقات کے دوران میں سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی چودہ معززین سے ملاقات ہوئی آیندہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو سلسلہ کی تبلیغ میں سہولت ہوگی اس کے علاوہ سامانہ میں پبلک لیکچر ہوئے۔

سرینگر سے ایم ثناء اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جولائی سنہ ۱۹۴۴ء میں ہز ایکسیلنسی کونسلیٹ جنرل آف ایران گورنمنٹ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت راقم نے ان کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی معرکۃ الآرا کتاب نیو ورلڈ آرڈر پیش کی تھی، امسال وہ دوبارہ وارد کشمیر ہوئے تو راقم ان سے پھر ملا۔ آپ نے اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر دنیا کے اسلام کے مسلمان اسی طرح اسلام کیلئے جدوجہد کرتے تو یقیناً دنیا میں وہی اسلامی جاہ و جلال اور روحانی تسلط ہوتا جو آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھا میں نے ان کو مزید مطالعہ کے لئے اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور کال آف اسلام، اس کے علاوہ اس وقت پانچ غیر احمدی دوست زیر تبلیغ ہیں اور ان کو باری باری ٹریکٹ دیئے اور پڑھائے جاتے ہیں، یہ پانچوں دوست مسئلہ وفات مسیح کے قائل ہو گئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو مانتے اور آپ کے لئے حسن ظن رکھتے ہیں ان میں سے دو دوست بیعت کے لئے آمادہ بھی ہو گئے ہیں میں نے ان کو مزید تحقیقات انشراح صدر کے بعد بیعت کرنے کے لئے کہا ہے ایک سکھ راجہ کے رشتہ دار کشمیر تشریف لائے تھے بسلسلہ تجارت ان سے ملنے کا اتفاق ہوا میں نے اسلام اور سکھ ازم کا مقابلہ کیا توحید، ازدواجی زندگی، اخوت، طرز تمدن کلچر کا ذکر کیا اور بوضاحت بتایا کہ مسلمانوں کی طرح سکھ بھی توحید الٰہی کے قائل ہیں یہی عقیدہ بابا نانک صاحب رح کا تھا اس کے بالمقابل ہندوؤں کے عقاید وغیرہ بتائے جو سکھ ازم کے بالکل خلاف ہیں، بابا نانک صاحب کا چولہ انہیں دکھایا اور عربی عبارات کا ترجمہ انگریزی میں سنایا اس گفتگو سے ان کے دل میں اسلام کی عظمت بیٹھ گئی اور انھوں نے صاف اعتراف کیا کہ ہندوؤں اور سکھوں کا دور کا بھی واسطہ نہیں یہ صاحب اب اپنے وطن کو واپس چلے گئے ہیں اور ان سے خط و کتابت جاری ہے۔ دعا کریں انہیں اسلام کی طرف اللہ تعالیٰ لے آئے۔

یہاں ایک لوکل یعنی ڈرامہ میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں مسلمانوں کو تاش کھیلتے دیکھا میں نے انہیں نصیحت کی کہ اپنے وقت کو لہو و لعب میں گذارنے کے بجائے خدا کے آگے جھکیں، اپنے گناہوں سے توبہ کریں، نمازیں پڑھیں انہیں یہ بات پسند آئی کچھ ٹریکٹ بھی انہیں دیئے گئے۔

سیالکوٹ میں ماسٹر عبدالحفیظ صاحب بٹ دوران تعطیلات میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب کے درس میں شامل ہوا آیت

محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

پر درس دے رہے تھے کہنے لگے مرزائی لوگ مرآیت سے وفات مسیح ہی نکالتے ہیں خصوصاً اس آیت سے بھی حالانکہ معنے یوں ہیں کہ "محمد ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی کچھ رسول فوت ہو گئے یا گذر چکے ہیں" الرسول سے وہ رسولوں کی وہ جماعت مراد لیتے تھے جو فوت ہو چکی ہے۔ میں نے مولوی صاحب سے عرض کی کہ جناب یہاں پر حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے امکان پر استدلال کیا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ سب رسول جو حضور سے پہلے آئے فوت ہو چکے ہیں محمد صلعم بھی ایک رسول ہیں لہٰذا وہ بھی فوت ہوں گے اگر کچھ رسولوں کا استثنا مان لیا جائے تو یہ دلیل صحیح نہیں ٹھیرتی میں نے انگریزی کی ایک مثال پیش کی۔

سب انسان فانی ہیں لطیف بھی انسان ہے لہٰذا وہ بھی فانی ہے۔ اگر سب انسان کی جگہ کچھ انسان کا لفظ رکھا جائے تو دلیل ٹھیک نہیں بنتی۔ ان لوگوں پر اچھا اثر پڑا، درس میں شامل ہونے والوں میں ایک ڈاکٹر بھی تھے ان سے احمدیت پر مزید گفتگو ہوتی رہی اور ان کو حضرت مسیح موعود کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی بھی برائے مطالعہ دی ایک اور صاحب جو سٹی مسلم لیگ کے صدر ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب

شہادت القرآن کے وہ صفحات دکھا کر لوگوں کو بدظن کرتے ہیں جن میں آپ نے حکومت انگریزی کی تعریف کی ہے مجھے بھی دکھائے میں نے کہا کہ سکھا شاہی کے مقابلہ میں جو انگریزی حکومت سے جو فوائد اور آزادی تحریر و تقریر حاصل ہوئی ہے اسکو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ تعریف کے قابل ہے، حضرت مسیح موعود سے پہلے مجدد سید احمد صاحب بریلوی نے بھی سکھوں سے جہاد کیا انگریزوں سے جہاد نہیں کیا، بلکہ تعریف کی، یہ بھی میں نے کہا کہ کانگریس کے صدر پنڈت نہرو نے بھی عبوری حکومت کا چارج لیتے ہوئے حلف وفاداری لی اور مسٹر جناح نے بھی بمبئی اسمبلی میں حلف وفاداری اٹھائی، یہ کیسی وفاداری ہے وہ کہنے لگے کہ انھوں نے منافقت کی ہے، میں نے کہا کہ پھر تو حضرت مسیح موعود اچھے رہے کہ انھوں نے منافقت سے کام نہ لیا بلکہ جو صحیح تھا وہ کہہ دیا۔ (باقی آئندہ)

مسائل عید اضحیٰ

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو۔ لولا، لنگڑا، کانا یا سینگ ٹوٹے کٹا ہوا نہ ہو خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں بکرے کی عمر ایک سال کی ہونی چاہیئے اس سے زیادہ دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتے ہیں بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت دس ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ عصر تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے پس قربانی کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام حیوانی جذبات کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید پڑھنا، خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز عید سے پہلے کھانا سنت ہے۔ لیکن عید اضحیٰ نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں۔ اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان میں امام بیٹھتا نہیں۔ خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا ملنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

(۷) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا ہے نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

(۸) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے

(۹) عید کے دن باہم ملنا جلنا۔ کھانا پینا خوشی کرنا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر کاٹ دینا اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

(۱۰) ۹ تاریخ ذی الحجہ فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

(۱۱) عید کی خوشی کے موقع پر بہت سے لوگ کپڑوں، کھانوں، اور بچوں پر خرچ کرتے ہیں ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کرنا چاہیئے آج وقت کا تقاضا ہے بس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مد نظر رہنی چاہیئے جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بحد ضروری ہے

(۱۲) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے۔ اشاعت اسلام اس کا بہترین مصرف ہے قصاب کو اجرت میں دیدینا جائز نہیں

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

فرائض کے فن کو اس قدر ترقی دی کہ آگے چل کر انہی بنیادوں پر اس پر متعدد کتابیں لکھی گئیں اور فرائض نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی۔ عبداللہ بن عمر رضؓ جیسے جلیل القدر عالم زید سے استفسار کرتے تھے اہل یمامہ کے قتل میں صدیق اکبر رضؓ نے زید کے فتوے کے مطابق فیصلہ کیا تھا یعنے جو لوگ زندہ بچ گئے تھے ان کو مردوں کا وارث ٹھیرایا تھا۔ طاعون عمواس کی تباہی پر حضرت عمر رضؓ نے بھی حضرت زیدؓ کے اسی قیاس پر فیصلہ کیا تھا۔ ابن عباس ہمیشہ صرف زید کے جوابات سے مطمئن ہوتے تھے۔ ایک روز ابن عباس رضؓ نے اپنے شاگرد عکرمہ کو زید سے اس بارہ میں فتویٰ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ ایک شخص مرگیا ہے اور اپنے پیچھے زوجہ اور والدین چھوڑ گئے ہیں ترکہ کس طرح تقسیم ہو آپ نے فرمایا بیوی کو باقی نصف باقی نصف میں سے ماں کو ثلث اور باپ کو بقیہ۔ ابن عباس ماں کو ثلث دلانا چاہتے تھے چنانچہ پھر کہلا بھیجا کہ یہ فیصلہ از روئے قرآن ہے یا آپ کی رائے سے زید رضؓ نے کہا میرا استنباط ہے میں ماں کو باپ پر فضیلت نہیں دے سکتا۔ (کنز العمال)

مقاسمۃ الجد } حضرت زید کا فیصلہ تھا کہ سگے اور سوتیلے بھائی بہن دادا کیساتھ وارث ہوتے ہیں اس پر حضرت علی رضؓ ابن مسعود رضؓ متفق ہیں اور صاحبین رح امام مالک رح اور امام شافعی نے اسی پر عمل کیا ہے

عول } نہایت اہم اور اشرف مسئلہ عول انہی کا ایجاد ہے (تقسیم ترکہ کے وقت جب اجزا اپنے مخرج سے بڑھ جائیں تو مخرج کو بڑھا کر اجزا کے مطابق کرنا عول کہلاتا ہے)

فقہائے صحابہ کے تین طبقوں میں سے حضرت زید کا شمار طبقہ اول میں ہے آپ کے فتوؤں پر ان کی زندگی میں ہی عمل درآمد شروع ہوگیا تھا حالانکہ یہ سعادت بہت کم اصحاب کو نصیب ہوئی ہے (طبقات)

مجالس فقہ } فقہائے صحابہ کی دو مجلسوں میں سے جن کے امیر عمر رضؓ علی رضؓ تھے آپ مجلس فاروقی کے رکن تھے ان مجالس میں بڑے بڑے اہم شرعی مسائل زیر بحث ہو کر طے پاتے تھے

حساب و کتاب } اگرچہ عربوں کو ہزاروں تک گنتی بھی معلوم نہ تھی لیکن زید حساب کے بہت بڑے ماہر تھے یہاں تک کہ فرائض (وراثت) جیسے پیچیدہ مسائل حساب کے ذریعہ حل کر لیتے تھے۔

اخلاق و عادات } آپ کی کتاب اخلاق کے حب رسول۔ اتباع حدیث امر بالمعروف۔ [illegible] امراء۔ [illegible] زرین باب ہیں۔

محبت رسول کا یہ عالم تھا آپ دربار نبوی میں ہمیشہ حاضر رہتے تھے آپ سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول کریم صلعم کے پہلو میں بیٹھا تھا جب آپ پر اونگھ طاری ہوگئی اور نزول وحی شروع ہوگیا اسی دوران میں آپ نے اپنی ران اٹھا کر میری ران پر رکھ دی واللہ مجھ پر وہ ایسی بوجھل ہوگئی کہ میں اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ وحی یہ تھی لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون الایۃ کلھا الی قولہ اجراً عظیماً (مسند)

امر بالمعروف } امر بالمعروف میں وہ جابر امرا کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے مروان امیر مدینہ مغرب کی نماز کے دوران میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھا کرتا تھا حضرت زید نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو آنحضرت تو طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے (بخاری)

آپ کی قدرت بہت بلند تھی۔ مجلس میں وقار و تمکین سے بیٹھتے تھے خلفاء سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ بایں ہمہ منکسر المزاج تھے۔

وفات } ۴۵ھ میں ۵۶ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ابوہریرہ نے سنا تو کہا آج حبر الامۃ مرگیا۔ قبر میں نعش اتاری گئی تو ابن عباس رضؓ نے نہایت حسرت سے کہا دیکھو! علم اس طرح جاتا ہے آج علم کا بڑا حصہ دفن ہوگیا حسان بن ثابت رضؓ نے مرثیہ میں یہ شعر پڑھا

فمن للقوافی بعد حسان وابنہ
ومن للمعانی بعد زید بن ثابت

یعنی حسان اور اس کے بیٹے کے بعد شاعری اور زید بن ثابت کے بعد علم معانی کا خاتمہ ہے۔ مثنوی

این بلندی نیست از روئے مکاں
این بلندیہاست سوئے عقل وجاں
(عقلی فوقیت اور روحانی رفعت)

ملخص از سیر الانصار۔ مسند۔ بخاری۔ انیس الارضین وغیرہ

ہفتہ بھر کی ضروری خبریں

نئی دہلی ۲۶ اکتوبر۔ قصر وائسرائے سے مندرجہ ذیل اخباری اعلان جاری ہوا ہے:۔

مسلم لیگ کے جو نمائندے حال ہی میں عبوری حکومت کے ممبر مقرر ہوئے ہیں ہز ایکسلنسی گورنر جنرل نے ان کے حوالے ان سے متعلقہ محکمے کر دیئے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:۔

مسٹر لیاقت علی خاں فنانس۔ مسٹر عبدالرب نشتر۔ مواصلات (ڈاک خانہ و فضا) مسٹر غضنفر علی خاں صحت عامہ۔ مسٹر جوگندر ناتھ منڈل لیجسلیٹو (قانون سازی) مسٹر چندریگر تجارت۔

کراچی ۲۳ اکتوبر۔ توقع ہے کہ اسی ہفتے ایک آزاد پارلیمنٹری وفد ہندوستان پہنچے گا جو سیاسی صورت حالات کا بالعموم اور فرقہ وارانہ صورت حالات کا بالخصوص مطالعہ کرے گا توقع ہے کہ لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر کلیمنٹ ڈیوس اس وفد کے رئیس ہوں گے۔ پارلیمنٹ کے ایک انڈی پینڈنٹ ممبر مسٹر کینڈل جو وفد کے رکن بھی ہیں آج لندن سے یہاں پہنچ گئے ہیں یہ اطلاع انہیں سے ملی ہے۔ آپ نے کہا یہ وفد چھ ارکان پر مشتمل ہوگا اور ہندوستان کے طول و عرض کا دورہ کر کے لیڈروں سے ملاقاتیں کرے گا۔

بمبئی ۲۶ اکتوبر۔ آدھی رات کے بعد پولیس ہیڈ کوارٹرز میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل ایک بجے بعد دوپہر لال باغ کے علاقے میں ایک فوجی طلایہ گرد دستے پر پتھر اور سوڈا واٹر کی بوتلیں پھینکی گئیں۔ طلایہ گرد دستہ مجرموں کا سراغ لگانے کے لئے ایک عمارت میں داخل ہوگیا۔ جہاں دست بدست لڑائی ہوئی اور اس گھر کے دس افراد مجروح ہوگئے۔

بائیکلہ میں پتھر پھینکنے کی تین وارداتیں ہوئیں اور پانچ اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آج صبح مختلف علاقوں میں چھرا گھونپنے کی آٹھ وارداتیں ہوئیں پائے دھونی کے علاقے میں آج صبح دو لاریاں ٹکرا گئیں اس پر دو ان لوگوں کا ہجوم ہوگیا اور اس نے فسادآرائی شروع کر دی۔ پولیس نے گولی چلائی جس سے دو اشخاص مجروح ہوئے ان میں سے ایک بعد میں مرگیا۔

کلکتہ ۲۶ اکتوبر۔ پولیس نے آج آدھی رات سے ذرا پہلے کوسی پور میں گولی چلائی جس سے ایک شخص ہلاک اور چودہ مجروح ہوئے۔ ہجوم نے ایک بستی کو آگ لگا دی آتشزنی کے بعد دو گروہوں میں لڑائی بھی ہوئی تھی

کلکتہ ۲۶ اکتوبر آج دوپہر تک کلکتہ اور اس کی شمالی نواح بستی کوسی پور میں جو وارداتیں ہوئی ہیں ان میں پندرہ اشخاص ہلاک اور تیس سے زائد مجروح ہوئے پولیس نے تین بار گولی چلائی۔ آج صبح کوسی پور میں کھلی لڑائی ہوئی جس میں بارہ اشخاص مجروح ہوئے اسی علاقے میں ایک اور تصادم ہوا جس میں آٹھ اشخاص ہلاک اور بارہ مجروح ہوئے۔

نئی دہلی ۲۸ اکتوبر۔ مرکزی اسمبلی کا اجلاس خزاں آج صبح شروع ہوگیا۔ اسمبلی چیمبر کے قریب لوگوں کا ہجوم مظاہرہ کر رہا تھا۔ پولیس نے اشک آور گیس کے استعمال سے اسے منتشر کر دیا۔ پولیس کی آمد سے پہلے مظاہرین میں تصادم ہو چکا تھا اور اس میں تین افراد مجروح ہو چکے تھے۔ اسپ سوار پولیس نے طلایہ گردی شروع کر دی اور تین افراد کو زیر حراست کر لیا۔

حکومت کے آٹھ نئے ممبروں نے حلف وفاداری اٹھایا جس پر ایوان کے ہر ایک گوشے سے مسرت کے نعرے بلند ہوئے اور تالیاں بجتی رہیں۔ ایوان کے دائیں اور وسطی حصے کی قریباً تمام نشستوں پر اور کرسئ صدارت کے بائیں جانب کی بیشتر نشستوں پر کانگریسی اور مسلم لیگی ارکان متمکن تھے مسٹر پی۔ جی گریفتھس لیڈر اپوزیشن کی حیثیت سے جلوہ افروز تھے مسٹر جناح ساعت سوالات کے خاتمے پر تشریف لائے۔ ایوان نے تالیوں سے ان کا خیر مقدم کیا۔

نئی دہلی ۲۸ اکتوبر۔ مسٹر جناح نے اس نامہ و پیام کو جو حال ہی میں ان کے اور وائسرائے کے درمیان ہوا منظر عام پر رکھ دیا ہے۔

لاہور ۲۷ اکتوبر۔ لدھیانہ شہر میں ۲۴ اور ۲۵ اکتوبر کو فساد ہوگیا۔ سات افراد ہلاک اور بیس مجروح ہوئے پنجاب گورنمنٹ کے چیف سیکرٹری کا رسمی بیان مظہر ہے کہ لدھیانہ میں دیوالی کی رات فساد ہوگیا جس میں ایک شخص ہلاک اور دوسرا گھائل ہوا۔ دوسرے دن جمعہ کو تین وارداتیں ہوئیں۔ جن میں چھرا مارنے کا ایک واقعہ بھی شامل ہے۔ اس پر شام کے آٹھ بجے سے صبح چھ بجے تک کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا شنبہ کو کرفیو کا وقت ختم ہو جانے سے جو شہر کے مختلف حصوں میں سترہ وارداتیں ہوئیں جن میں چار افراد مارے بھی گئے۔ اکثر حالات میں پولیس حملہ آوروں کو گرفتار کر لینے میں کامیاب بھی ہوگئی۔ شنیچر اور اتوار کی درمیانی رات بغیر کسی واردات کے گزر گئی مگر آج اتوار کی صبح کو کچھ اور وارداتیں ہوئیں اور دو اشخاص مارے گئے۔ پنجاب پولیس کے انسپکٹر جنرل مع جالندھر کے ڈی آئی جی اور کمشنر موقعہ پر پہنچ گئے۔ لاہور سے پولیس کی کمک اور جالندھر سے فوج بھیجدی گئی ایڈیشنل پولیس کے ایک سو پچاس جوان ایک سال کے لئے لدھیانہ میں متعین کر دیئے گئے ہیں جس کے اخراجات اہل شہر سے وصول کئے جائیں گے۔ اس رقم کی وصولی کے سلسلے میں حکام کو تشخیص کا کام شروع کر دینے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

قاہرہ ۲۸ اکتوبر۔ کعبہ مشرفہ کے غلاف مقدس کی روانگی جمعرات ۲۴ اکتوبر کو عمل میں آئی دستور کے مطابق عباسیہ کی پریڈ گراؤنڈ میں روانگی کی رسوم ادا کی گئیں۔ غلاف کعبہ کو دستور کے مطابق کچھ عرصہ کے لئے منظر عام پر رکھ دیا گیا تا کہ سب لوگ اس کی زیارت کر سکیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۴ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ - م - ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۴۵، ۴۶

دُرِّ ثمین

(۱) وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتکی منا انسان مسحہ بیمینہ ثم قال اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک لا یغادر سقمًا متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ جس وقت کوئی ہم میں سے بیمار ہوتا تو آنحضرت صلعم اپنا داہنا ہاتھ اس پر پھیرتے پھر دعا فرماتے اے لوگوں کی جسمانی اور روحانی تربیت کرنے والے شفا بخش کر تو ہی شفا بخشنے والا ہے کوئی شفا دینے والا نہیں سوائے تیرے اور تیری دی ہوئی شفا کسی بیماری کو باقی نہیں چھوڑتی۔ (مشکوٰۃ)

(۲) وعن عثمان بن ابی العاص انہ شکی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضع یدک علی الذی یألم من جسدک وقل بسم اللہ ثلثا وقل سبع مرات اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر قال ففعلت فاذھب اللہ ما کان بی رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ وہ رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درد کی شکایت کی جو اس کے جسم کے کسی حصہ میں تھی پس رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ اس جسم بدن پر اپنا ہاتھ رکھو جو درد کرتا ہے اور بسم اللہ تین بار اور اعوذ بعزۃ اللہ الخ سات بار کہو عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا پس اللہ تعالیٰ نے میری وہ بیماری دور کر دی۔

(۳) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعوذ الحسن والحسین اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ ویقول ان اباکما کان یعوذ بھا اسمٰعیل واسحٰق رواہ البخاری ومشکوٰۃ۔

ترجمہ:- ابن عباس سے روایت ہے کہا آنحضرت صلعم حسنین کے لئے اس طرح دعا کرتے میں تم دونوں کو (اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں دیتا ہوں ساتھ اس کی صفات کاملہ کے ہر شیطان سے اور ہلاک کرنے والے زہریلے جانور سے اور ہر آنکھ "نظر" لگانے والی سے اور فرماتے تمہارا باپ ابراہیم (اسی طرح) اسمٰعیل اور اسحٰق کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیا کرتے تھے۔

(۴) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام من الحرام رواہ البخاری۔

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ (حرص مال میں اندھے ہو کر اس بات کی) پرواہ نہیں کریں گے آیا وہ کسب حلال (سے کھاتے ہیں) یا کسب حرام سے۔

(۵) گِل مخور، گِل مخر، گِل را مجو
زانکہ گِل خوارست دائم زرد رو

مٹی (یعنی دنیا) نہ خریدو۔ مٹی نہ کھاؤ اور مٹی کی تلاش نہ کرو۔ کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رُو رہتا ہے۔
(حرام کی روزی کا یہی نتیجہ ہے)

غلام قادر
عفی عنہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً فتحمند و منصور ہوں گے

زمین پر کسی کو فتح نصیب نہیں ہوتی جب تک کہ پہلے آسمان کے دفتر میں اس کے نام [illegible] خوب یاد رکھو کہ فتح کی اصلی کنجی تقویٰ ہے اور تقویٰ بھی وہ جو کامل طور پر ہو [illegible] پہلو میں خامی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں پاتا اور یہ کامل تقویٰ انہیں [illegible] جو خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو وہ کامل تقویٰ [illegible] اپنی طرف جھکائے میسر نہیں آتا۔ اگر ایک بڑے بھاری مٹکے میں بہت سے [illegible] شربت بنانا چاہیں اور شیرینی کے لئے اس میں صرف ایک بتاشہ ڈال دیں تو کیا [illegible] ہوگا کہ اسے پسند کیا جائے؟ یہی حال اس تقویٰ کا ہے جو نہایت کمزور اور ناتمام [illegible] ایسا تقویٰ ہرگز اس نصرت اور تائید الٰہی کو کھینچ نہیں سکتا جو ازل سے کامل تقویٰ [illegible] میں لکھی جا چکی ہے۔ زمینی لوگ جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلتے اور کبھی [illegible] ہی نہیں ہوتا کہ مضطر ہو ہو کر آسمان کی طرف دیکھیں۔ اصلاح کا بیڑا تکلف سے [illegible] لیتے ہیں۔ جس کے لئے ان کے قویٰ ترکیب دیئے گئے نہیں ہوتے۔ آخر کار [illegible] رہ جاتے ہیں۔ یا نامراد یا ناکام مر جاتے ہیں۔ مخالفوں کی کثرت اور دشمنوں کی [illegible] شوکت سے نہ گھبراؤ اور یاس کو دل میں راہ نہ دو کیونکہ وہ کام ہوگا [illegible] نے ارادہ فرمایا ہے کیا یہود اور نصاریٰ اور آتش پرست اور مشرک قوموں [illegible] نبی کریم کی مخالفت میں کچھ تھوڑا زور لگایا تھا۔ آخر تقدیر نے ہی [illegible] اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ ہمارے دل کو اور دشمنوں کے [illegible] خدا تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول اور اس کے کلام کی عزت [illegible] لئے کام کر رہے ہیں اس لئے یقیناً منصور ہوں گے اور اگر ہم [illegible] کام کر رہے ہیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں ماموروں کی طرح کھڑا نہیں کیا تو ہمارے [illegible] کرنے کو وہی اکیلا غیور کافی ہے۔ (۳۰ اگست ۱۹۰۱ء)

احمدیت کے مخالف نامراد اور ناکام رہیں گے

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس ہے اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں [illegible] ہوتے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوتے نہیں سنتے ہیں۔ کہ وہ وقت آنے [illegible] سب کی آنکھ کھول دے گا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی [illegible] وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکے گا [illegible] وہی آتا ہے جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے سچائی کی اس خوشبو کو [illegible] ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اس کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ا[illegible] عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جس طرح لوہا مقناطیس کی طرف [illegible] لیکن جن کی فطرت میں سلامت روی نہیں اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو [illegible] سرور دو معلوم نہیں ہوتا وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب [illegible] کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں [illegible] کیا ہونے والا ہے میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے کیا [illegible] صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ اٹھایا ہے اگر وہ نامراد [illegible] اس دنیا سے اٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈرے [illegible] خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات پیدا [illegible]
(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام [illegible] پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

برلن مسجد کی مرمت اور بہار ریلیف فنڈ

برادران محترم۔

برلن مسجد کی مرمت کے لئے کئی ماہ سے تحریک ہو رہی ہے مگر ابھی تک اس میں بہت ہی قلیل رقم آئی ہے۔ حالانکہ مسجد کی مرمت کا سوال بہت ہی اہم تھا۔ ہماری قومی روایات کا تقاضا یہ تھا کہ وسط یورپ میں خانۂ خدا کو اس شکستہ حالت میں دیکھکر ہم تڑپ اٹھتے ہم نے خدا کے لئے عیسائیت کے مرکز میں ایک مسجد بنائی کیا اب ہم اسی خدا کے لئے اس کی مرمت نہیں کر سکتے؟ کم سے کم گنبد کی فوری مرمت بہت ہی ضروری تھی ورنہ دو ایک برف کے موسم اور بارشوں کے موسم گذر جانے میں یہ خطرہ اٹھ رہا ہے کہ مسجد کی بنیادوں تک ٹکڑ جائیں۔ گنبد کی مرمت کے لئے قریبًا پندرہ ہزار روپیہ خرچ بکار ہے اور میں نے عید کے موقعہ پر جماعت لاہور کو توجہ دلاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ پندرہ ہزار روپیہ کچھ بھی حیثیت نہیں۔ جماعت لاہور۔ جماعت لائل پور۔ جماعت وزیر آباد و سیالکوٹ تین تین ہزار روپیہ بڑی آسانی سے دے سکتی ہیں اور باقی چھ ہزار روپیہ باقی کے احباب پورا کر سکتے ہیں۔ عید کے موقعہ پر جماعت لاہور کو توجہ دلاتے ہوئے میں نے اس کے لئے اپیل کی تو جماعت لاہور کے ایک فرد کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بلند توفیق عطا فرمائی یعنی خواجہ نذیر احمد صاحب نے اکیلے پانچہزار روپے کا وعدہ کیا اور باقی کئی دوستوں نے بھی اس میں حصہ لیا جس سے قریب تین ہزار روپے کی رقم ہو گئی۔ اب میں باقی جماعتوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہر جگہ جمعہ میں یہ تحریک کر کے پندرہ ہزار روپیہ فورًا پورا کر دیا جائے اور ذی وسعت احباب اگر ایک ایک دو دو چار چار ہزار روپیہ بھی دیدیں . . . .

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

تو ان کے خزانوں میں کمی نہیں آتی اور خدا کا گھر ویرانی سے بچ جاتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنی روایات گذشتہ کو ہماری جماعت قائم رکھے اور یہ کام دنوں میں ہو جائے آج سے کل پر ڈالتے جانا ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کل تخمینہ مرمت کا نوے ہزار سے اوپر یا ایک لاکھ کے قریب ہے۔ پندرہ ہزار صرف گنبد کے لئے چاہیئے۔ اس لئے اگر پندرہ ہزار کی جگہ پچیس تیس ہزار بھی آجائے تو یہ بھی ساری مرمت کے لئے ناکافی ہے۔ ہاں میرے دل میں یہ یقین ہے کہ اگر ہم پہلے ایک قدم اٹھائیں تو خدا تعالیٰ لئے اور راستے بھی اپنی نصرت کے کھولدے گا۔ میں سب دوستوں سے درخواست کرتا ہوں ابھی جماعت لاہور کے باقی ماندہ احباب سے بھی درخواست ہی چاہیے چار آنے ایک روپیہ دو دو روپے کی ہی مدد کریں مگر ہر ایک دوست اس میں شامل ضرور ہو۔

دوسری تحریک جو میں اس کے ساتھ ہی کرنا چاہتا ہوں وہ **بہار کی حالت زار** ہے آج مسلمانو نپر وہاں جو ظلم ٹوٹے ہیں انکو سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ کتنے ذبح ہوئے اور کتنے برباد ہوئے جن کے لئے آج سر چھپانے کی جگہ نہیں روٹی کھانے کو نہیں ملتی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری ساری جماعت کی طرف سے ایک معقول رقم فراہم کر کے مسلم لیگ کے قائداعظم کو ان کی اپیل کے جواب میں بھیجی جائے۔ اس کے متعلق گذشتہ جمعہ میں جماعت لاہور نے کچھ رقم فراہم کی ہے یہ کام بہت جلدی کا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہو سکے دس پندرہ دن کے اندر اندر بھیجدیا جائے اس لئے ہر جگہ جماعتیں فوری تحریک کر کے اس فنڈ کی رقم فورًا صدر دفتر میں بھیجدیں۔ خاکسار۔ محمد علی ۹/۱۱/۴۶

وعدہ جات مرمت برلن مسجد بروز عید الضحیٰ

(۱) خواجہ نذیر احمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۵۰۰۰
(۲) حضرت امیر قوم مولٰنا مولوی محمد علی صاحب مسلم ٹاؤن	۵۰
(۳) مولوی فقیر اللہ صاحب لاہور	۳۰
(۴) سید الطاف حسین شاہ صاحب بھاٹی گیٹ لاہور	۱۰۰
(۵) میاں عبد الرحمٰن صاحب ایس ڈی او لاہور	۵۰

(۶) شیخ عبد الحمید صاحب انگلش ویر ہوس لاہور	۵۰
(۷) شیخ عبد المنان صاحب " "	۱۰۰
(۸) شیخ محمد حیات صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور	۱۰۰
(۹) لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	۵۰۰
(۱۰) مسٹر محمد اقبال صاحب موچی گیٹ لاہور	۵۰
(۱۱) سید امجد حسین شاہ صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	۵۰
(۱۲) سید امتیاز حسین شاہ صاحب لاہور	۵۰
(۱۳) مسٹر منظور الحسن صاحب لاہور " " "	۱۰۰
(۱۴) چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج مسلم ٹاؤن لاہور	۵۰
(۱۵) ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۱۰۰
(۱۶) مرزا جمال دین صاحب سانڈہ لاہور	۴۰
(۱۷) محمد یحییٰ صاحب بٹ لاہور	۲۵
(۱۸) حاجی محمد ابراہیم صاحب لاہور	۱۰۰
(۱۹) سید الطاف حسین شاہ صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	۱۰۰
(۲۰) ایس۔ ایم۔ یوسف صاحب لاہور	۵
(۲۱) مولوی مصطفٰے خاں صاحب لاہور	۲۵
(۲۲) شیخ محمد دین جان صاحب وکیل لاہور	۵۰
(۲۳) ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب مصری شاہ لاہور	۵
(۲۴) مسٹر ایم اے فاروقی صاحب لاہور	۲۵
(۲۵) ایم اے خاں صاحب سیکرٹری ریلوے یونین	۵۰
(۲۶) بابو عمر دین صاحب گڑھی شاہو لاہور	۲۵
(۲۷) چوہدری فضل حق صاحب لاہور	۲۵
(۲۸) مولوی عبد الصمد صاحب لاہور	۵
(۲۹) مرزا خلیل الرحمٰن صاحب لاہور	۲۰
(۳۰) مرزا حمید الرحمان صاحب لاہور	۱۰
(۳۱) خواجہ محمد اصغر صاحب لاہور	۵۰
(۳۲) شیخ محمد آصف صاحب لاہور	۱۵
(۳۳) یوسف احمد صاحب لاہور	۵
(۳۴) حضرت مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۱۰
(۳۵) مولوی آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۱۰
(۳۶) مولوی دوست محمد صاحب لاہور	۵
(۳۷) ماسٹر غلام رسول صاحب مصری شاہ	۵
میزان کل	۶۹۹۰

وعدہ جات	۶۹۹۰
نقد وصولی	۷۶۸
کل	۷۷۵۸

وصایا کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا تازہ ارشاد

"دس مشنوں کے اخراجات کے لئے اللہ تعالیٰ نے رستہ کھول دیا ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں کچھ اور ضرورت ہے . . . . میں وصیت کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پچاس ہزار روپیہ وصایا کی مد میں موجود ہے۔ صرف ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے حضرت مسیح موعود کی وصیت کو سامنے رکھیئے اور جن جن کے پاس روپیہ ہے وہ اپنی وصیت کا روپیہ نقد اس وقت داخل کریں۔ یہ ایک عظیم الشان، صدقہ جاریہ ہوگا۔ اور اس مال سے خدا کا نام قیامت تک دنیا میں بلند ہوتا رہے گا"

(خطبہ جمعہ پیغام صلح ۱۳ر اکتوبر ۱۹۴۶ء)

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴۵، ۴۶

ہندو مسلم فسادات اور سیاسی لیڈروں کا فرض

بہار کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کیلئے اپیل

پچھلے دنوں بہار میں جس وسیع پیمانہ پر مسلمانوں کا قتل عام ہوا قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس ظلم و عدوان کی تفصیلات کو بیان کر سکے اور نہ ملک کی موجودہ حالت کے پیش نظر سفاکی اور درندگی کی اس الم ناک داستان کی تفصیلات میں جانا بہتر ہے کالکتہ اور مشرقی بنگال کے بعد بہار میں جو کچھ ہوا وہ فرقہ وار فساد نہیں بلکہ صحیح معنوں میں چنگیزی اور غارتگری ہے کیونکہ اس میں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو اس بے رحمی اور سنگدلی سے قتل کیا گیا ہے کہ جس کی نظیر شاید تاتاری یورشوں کے علاوہ تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ہزاروں مسلمان چند دنوں میں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ یہ ایک بہاری ہندو اکثریت کا سلوک ہے مسلمان اقلیت کیساتھ کیونکہ مسلمان صوبہ بہار میں بمشکل ۱۲ فیصدی آباد ہوں گے اگر یہ قتل و غارت کا سلسلہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں جاری ہو جائے اور اقلیت کے ساتھ ہر صوبہ میں یہی سلوک کیا جائے تو اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں اس طریقہ سے نہ ہندوؤں کو سوراج مل سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کو پاکستان البتہ اس خانہ جنگی سے برٹش امپیریلزم کو جو تقویت حاصل ہو سکتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ ہندوستان کے سیاسی لیڈروں کو کیا ہو گیا ہے وہ کیوں دونوں قوموں کے اجتماعی اخلاق کو بلند نہیں کرتے اور انہیں اعلیٰ اور انسانی طریق سے سیاسی کشمکش کرنا نہیں سکھاتے اور کیوں ایسے زعماء کے منہ بند نہیں کئے جاتے جو عوام کو مشتعل کر کے ان کو ہنگامہ آرائی کے لئے تیار کرتے ہیں۔ مسٹر گاندھی اب یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر فسادات بند نہ ہوئے تو میں مرن برت رکھ لوں گا اور پنڈت نہرو بھی فساد بند کرنے کے لئے بہار کے ہندوؤں کو دھمکیاں دے رہے ہیں لیکن انہوں نے اس سے پہلے مسٹر اچاریہ کرپلانی صدر کانگرس کا منہ بند کیوں نہیں کیا جنہوں نے مشرقی بنگال کے متعلق عوام کو مشتعل کرنے والے بیانات دیئے اسی طرح ہم مسلم لیگی لیڈروں کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ ان کو بھی حالات کا صحیح طور پر جائزہ لیتے ہوئے ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے جس سے مسلمان عوام کی صحیح رہنمائی ہو اور وہ اپنے حقوق کے حصول کے لئے جائز اور انسانی حدود کے اندر رہتے ہوئے سیاسی کشمکش کرنا سیکھیں ورنہ ان دونوں قوموں کے لیڈروں کو یاد رکھنا چاہیئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ان المناک فسادات کی ذمہ داری ان پر ہے اور وہ ہندوستانیوں کو ترقی کی طرف نہیں لے جا رہے بلکہ تباہی اور بربادی کی طرف لئے جا رہے ہیں اور اس وقت جس ڈگر پر وہ چل رہے ہیں وہ ہندوستان کی سیاسی نجات کا راستہ نہیں بلکہ اجتماعی خودکشی کا نہایت بھونڈا اور پایۂ انسانیت سے گرا ہوا طریق ہے۔

واقعی یہ درست ہے کہ بہار میں جو کچھ ہوا وہ مسلمان قوم کے پیمانۂ صبر کو لبریز کرنے کے لئے کافی ہے لیکن مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ صبر اور ضبط سے کام لے کر اس دکھ کے احساس کو زبردست قوت عمل اور تعمیری جذبہ میں منتقل کریں اور اس ضمن میں ان پر سب سے پہلا فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ نہایت منظم طریقہ سے اپنے ان مظلوم بھائیوں کو طبی اور مالی امداد بہم پہنچائیں۔ گذشتہ جمعہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ سے بھی بہار کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے اپیل کی ہے امید ہے جماعت کے سب احباب اپنے امیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوری قدم اٹھائیں گے اور حسب توفیق مرکزی دفتر میں امدادی رقوم بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں گے تاکہ اس کام کو جماعتی رنگ دیا جائے اور معلوم ہو سکے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے اپنے دلوں میں کتنا درد رکھتی ہے۔ اس تحریک میں جماعت کے ہر ایک فرد کو حصہ لینا چاہیئے اور بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو یہ رقوم فراہم کر کے جلد مرکز میں بھجوانی چاہئیں تاکہ یہ رقم جتنی جلدی بھی ہو سکے مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کو بھجوا دی جائے اور ان مظلوم مسلمانوں کے کام آ سکے جن کو اس وقت امداد کی سخت ضرورت ہے۔

جھوٹ کون بولتا ہے؟

جناب میاں صاحب نے ذیل کا خط شیخ محمد انعام الحق صاحب کو جو ہمارے مبلغ حیدر آباد دکن ہیں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری سے لکھوایا ہے۔ "آپ کا خط مؤرخہ ۹/۹/۴۶ء حضرت مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پہنچا۔ فرمایا آپکے امام نے اگر جھوٹ بولا تو آپ کو اس پر پردہ ڈالنا چاہیئے نہ کہ مشتہر کرنا چاہیئے آپ وہ حوالہ تو میرا لکھیں کہ جس میں میں نے یہ لکھا ہو کہ حضرت مسیح موعود نے عقیدہ نبوت تبدیل کیا۔ میں نے تو جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ تعریف نبوت میں تبدیلی کی"۔ ہم مرزا محمود احمد صاحب کے ذیل کے حوالجات پیش کرتے ہیں :۔ "آپ نے (یعنی حضرت مسیح موعودؑ نے) تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی ہے"۔ (حقیقت النبوت صفحہ ۱۲۱)

"۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا اب منسوخ ہیں"۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

"تریاق القلوب کی تحریر تک میرا عقیدہ یہ تھا بعد میں متواتر وحی نے اس عقیدہ کو بدل دیا"۔ (القول الفصل صفحہ ۲۴)

"تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدلا دیا"۔ (القول الفصل صفحہ ۲۴)

اب امید ہے جناب میاں صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے کہ جھوٹ کون بول رہا ہے اس قدر صاف بار بار اقرار کے بعد کہ حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کیا کس قدر دلیری سے۔ . . . . کہتے ہیں ہم نے کبھی یہ لکھا ہی نہیں۔ شاید میاں صاحب حقیقۃ النبوۃ اور القول الفصل کا مصنف ہونے سے انکار نہ کریں گے۔ اختصاراً دو دو حوالے پیش کئے گئے ہیں اس قسم کے بیسیوں اور حوالجات ہیں جن میں میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء میں عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان کیا ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب خیریت سے ووکنگ (انگلستان) پہنچ گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک مفصل مکتوب اس پرچہ میں شائع ہو رہا ہے جو انھوں نے راستہ سے لکھا ہے احباب سلسلہ اس مکتوب کو مطالعہ فرما کر ڈاکٹر صاحب کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ تبلیغ اسلام کے بلند نصب العین کو بروئے کار لانے میں ان کا حامی و ناصر ہو۔

قبول اسلام مورخہ یکم نومبر بروز جمعہ کو مرکزی مسجد میں ایک عیسائی نوجوان مسٹر شبلی ایم اے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ذریعہ کلمہ طیبہ کا اقرار کر کے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ قبول اسلام کے بعد حضرت ممدوح نے ان کی بیعت لیکر انہیں باقاعدہ سلسلہ احمدیہ میں شامل کیا اور بعد میں مسٹر شبلی جن کا اسلامی نام صادق سلیم رکھا گیا نے ترک عیسائیت اور قبول اسلام پر ایک مختصر سی تقریر کی اور تقریر کے دوران میں بتایا کہ ملک نذیر احمد صاحب خلف الرشید جناب ملک خدا بخش صاحب لدھیانہ کی تبلیغی مساعی نے انہیں اسلام کے قریب کیا دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔

مولود مسعود الف۔ جناب میاں عطاء اللہ صاحب امرتسر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

(ب)۔ اللہ تعالیٰ نے چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ کے ہاں لڑکا عطا فرمایا ہے اس خوشی میں چوہدری صاحب نے انجمن کو مبلغ ۔/۵ روپے بطور عطیہ دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ نو مولود کو عمر دراز عطا فرمائے نیک اور صالح بنائے۔ آمین۔

(ج) ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب پسر حاجی محمد رمضان صاحب پنشنر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام عتیق الرحمان رکھا گیا ہے اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب مذکور کی اہلیہ صاحبہ نے مبلغ ۔/۵ روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

شکریہ پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں میاں امام الدین صاحب بھیرہ نے اپنے صاحبزادہ نثار احمد صاحب کی بی ایس سی انجنیئرنگ کے مقابلے کے امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کی تھی اب انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ عزیزم نثار احمد داخلہ انجنیئرنگ میں کامیاب ہو گیا ہے، اس سلسلہ میں احباب جماعت کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے برخوردار کیلئے دعائیں کیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

درخواست ہائے دعا (الف) خویم معز اللہ خان صاحب بھوپال سے رقمطراز ہیں کہ مولانا عبد الہادی صاحب کی صاحبزادی ساجدہ بیگم جو امتحانات قرآن میں شامل ہوتی رہی ہیں تین چار ماہ سے بھوپال ہسپتال میں بیمار پڑی ہیں، احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس نیک دل خاتون کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد از جلد کامل صحت عطا فرمائے۔

(ب) مولوی عبد القدیر صاحب [illegible] لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک بھائی مولا بخش برکت علی صاحب کو دشمنوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے اگرچہ وہ بیچارہ ہجرت کر گیا ہے تب بھی پیچھا نہیں چھوڑتے، جھوٹے مقدمات اور قاتلانہ حملہ ہمیشہ کرتے رہتے ہیں وہ ہمیشہ دعا کا طالب رہتا ہے اس کے حق میں دعا کی جائے۔

(باقی بر صفحہ ۱۲)

آنحضرت صلعم کی عظیم الشان کامیابی بے نظیر ہے
اچھوتوں میں تبلیغ اسلام اور اس جماعت کے دل کی تڑپ
برلن مسجد کی مرمت کیلئے ساری جماعت سے اپیل
بہار کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کو جماعتی رنگ دو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - مؤرخہ ۸ رنومبر ۱۹۴۶ء

اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ (النصر)

آنحضرت صلعم کی بے نظیر کامیابی خدا کی مدد اور فتح جب آگئی اور لوگوں کو اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے ہوئے آپ نے دیکھ لیا۔ تو اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کرو اور اس کی حفاظت مانگو وہ رجوع برحمت کرنے والا ہے۔ تاریخ عالم میں یہ اکیلا واقعہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ہی پایا جاتا ہے کہ کسی شخص نے اتنی عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے جتنی کہ آنحضرت صلعم نے حاصل کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں اس کام کو کمال تک پہنچا ہوا دیکھ لیا جس کام کے لئے آپ نے خطرناک مخالفتوں اور عداوتوں کے اندر قدم اُٹھایا تھا۔ آپ کے سامنے سارا ملک عرب دنوں کے اندر حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا کوئی نظیر اس کی دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی یہ دنیا کی بدقسمتی ہے خود مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اس عظیم الشان انسان کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا گیا جو اس کے پیش کرنے کا حق ہے ورنہ لوگوں کے سر آپ کی عظمت کے سامنے جھک جاتے سخت سے سخت دشمن کو بھی آپ کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

اس سورۃ سے چار سال پہلے آپ کی حالت سورۃ النصر آخری زمانہ کی سورۃ ہے اس سے چار سال پہلے ۶ھ میں ابھی آپ کی یہ حالت ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے نکلتے ہیں چودہ سو آدمی آپ کے ساتھ ہیں مگر دشمن کی طاقت اس قدر ہے کہ وہ حج کرنے سے آپ کو روک دیتا ہے صرف روک ہی نہیں دیتا بلکہ ایسی شرائط پر صلح کرنی پڑتی ہے کہ خود مسلمان اور مسلمان بھی کون حضرت عمر فاروق رضہ جیسا مسلمان ان کے منہ سے یہ بات نکلتی ہے "کیا ہم حق پر نہیں ہیں یارسول اللہ" آپ نے فرمایا ہاں "تو پھر اپنے دین کے بارے میں ہم کو اس قدر ذلیل کیوں ہونا پڑتا ہے"

خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کا وعدہ خیر واپس آتے ہیں رستہ میں ایک وحی آپ پر نازل ہوتی ہے اور حضرت عمر رضہ کو بلا کر سناتے ہیں:۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا ہم نے تیرے لئے ایک کھلی فتح کی راہ کھول دی ہے۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما وینصرک اللہ نصرا عزیزا۔ تاکہ اللہ تیرے لئے اس کی حفاظت کردے جو تیرے (مزعومہ) قصور سے پہلے گذر چکا اور پیچھے رہا اور اپنی نعمت کو تجھ پہ پورا کرے اور تجھے سیدھے رستے پر چلائے اور اللہ تجھے زبردست نصرت سے مدد دے ۔۔۔ ان آیات میں وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی اتنی مدد کرے گا جس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا نصرا عزیزا۔ یہ ۶ھ کا واقعہ ہے اور ۱۰ھ میں ملک عرب سارے کا سارا مسلمان ہوجاتا ہے اور یہ کامیابی چار سال کے عرصہ میں ہوتی ہے۔ چار سال پہلے دشمن کے سامنے اتنا جھکنا پڑتا ہے اور چار سال کے بعد سارا ملک عرب آپ کے قدموں پر جھک جاتا ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی نظیر ساری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔

اس زمانہ کے مجدد کا کام یہ صحیح ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے نہیں آئی ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ دنیا آپ کی عظمت کا اقرار نہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جس شخص کو مجدد بنا کر بھیجا ہے اس کے سامنے یہ کام رکھا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی صحیح تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرد

صحابہ رضہ کی ایمانی قوت کتنی زبردست ایمان تھا ان لوگوں کا ایک طرف تو حضرت عمر کی بارگاہِ نبوی میں اتنی جرأت کہ یہ کہیں کہ اپنے دین کے بارے میں ہم کو اس قدر ذلیل کیوں ہونا پڑا اور دوسری طرف ایمان بھی اتنا زبردست ہے کہ جب آپ یہ سناتے ہیں انا فتحنا لک فتحا مبینا تو صحابہ رضہ کے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں اور کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہتا بڑا زبردست ایمان تھا ان لوگوں کا ادھر یہ الفاظ سنے اور ادھر ساری قوم کے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں اس نصرت کا ذکر اذا جاء نصر اللہ والفتح ...... میں ہی گویا اسی کو دہرایا جو انا فتحنا لک فتحا مبینا میں فتح کا اور ینصرک اللہ نصرا عزیزا میں زبردست نصرت کا وعدہ کیا تھا بتایا اس وقت تم کس قدر مغلوب تھے اور آج چار سال کے عرصہ کے بعد فتح و نصرت کا وعدہ پورا ہوگیا۔

ایک عیسائی مصنف کے الفاظ۔ کیا اچھے الفاظ حضرت نبی کریم کی کامیابی کے متعلق کسی نے لکھے ہیں:۔

The most Complete
The most Sudden
and the most
extraordinary
Revolution that has
ever Come upon
any nation
upon earth.

ان الفاظ کا لکھنے والا ایک یورپین عیسائی مصنف ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ کامیابی ایسی غیر معمولی یک بیک ظہور پذیر ہونے والی اور ہر لحاظ سے مکمل ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی یہ انقلاب اس لحاظ سے بھی معجزہ نہیں کہ ایسا مکمل انقلاب دنیا کی تاریخ میں اور کہیں نظر نہیں آتا بلکہ اس لحاظ سے بھی معجزہ ہے کہ کس قدر تھوڑے عرصہ میں یہ انقلاب ظہور پذیر ہوا۔ آنحضرت صلعم نے اپنی قوم کو کس مقام سے اٹھایا اور کہاں سے کہاں پہنچا دیا عقل انسانی کو تو اسی پر حیرت ہوتی ہے لیکن جب انسان اس عرصہ کو دیکھتا ہے جس میں آپ نے اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیا تو بالکل دنگ رہ جاتا ہے کل تیئس سال کا زمانہ ہے جس میں آپ نے یہ انقلاب پیدا کیا اس کی نظیر واقعی دنیا میں نہیں ملتی۔ دنیا میں جب اصلاحات ہوتی ہیں تو بڑا وقت لیتی ہیں میں کہتا ہوں اس لحاظ سے محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی کا ایک ایک سال ایک ایک صدی کے برابر نہیں بلکہ بڑھکر ہے چند سالوں میں آپ نے اس سے سو گنا زیادہ کام کر دیا جو کسی انسان نے صدیوں میں کیا ہو

غلبۂ اسلام کا وعدہ اس زمانہ میں بھی پورا ہوگا تو سب یاد رکھو کہ یہ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ...... کا وعدہ صرف اسی پہلے زمانہ میں ہی نہیں پورا ہوچکا ہے۔ یہ وعدہ آج اس زمانہ میں بھی پورا ہونے والا ہے۔ اگر کوئی روک ہے تو وہ ہمارے ایمانوں کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہمیں اس بات پر پختہ ایمان نہیں ہے کہ غلبہ اسلام کے صراحت سے جو وعدے دیئے گئے ہیں وہ پورے ہوکر رہیں گے۔

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام اس ملک ہندوستان کے اندر کچھ ہم نے قدم اُٹھایا تھا۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر اچھوتوں میں ایک بیداری پیدا ہوئی اور انہیں خیال آیا کہ ہندو قوم کے اندر رہ کر ہم کبھی ایک معزز قوم نہیں بن سکتے اور ہماری حالت اسی طرح ذلیل رہے گی جو ہزارہا سال سے چلی آرہی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ کس سال کا واقعہ ہے کہ ہم نے میاں بشیر احمد صاحب کو پونا اور ٹراونکور میں اچھوتوں کے اندر تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا یہ غالباً گیارہ سال کا واقعہ ہے۔ اس زمانہ میں مدراس میں بعض اچھوت لیڈر تھے جنہوں نے صاف طور پر اعتراف کیا کہ اچھوتوں کے لئے نجات کا راستہ صرف اسلام میں ہے اور اسلام ہی ان کو انسانیت کی بلند سطح پر لاسکتا ہے ہندو کبھی ان کو اپنے ساتھ نہیں ملائیں گے اور نہ ہم عیسائیت میں جاکر کامیاب ہوسکیں گے آج پھر ویسے ہی حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ پھر وہی کیفیت نظر آتی ہے۔ انگلستان میں اچھوتوں کے بڑے لیڈر ڈاکٹر امبیدکر سے کسی نے پوچھا کہ تم نے اچھوتوں کو اسلام کا راستہ بتایا ہے تو انہوں نے جواب دیا ابھی میں نے کہا تو نہیں مگر مجھے کہنا پڑے گا۔ ایک اور اچھوت لیڈر منڈل جو مرکزی حکومت کے ایک وزیر ہیں انھوں نے حال ہی میں کہا کہ اچھوت اسلام میں داخل ہونے پر مجبور ہوجائیں گے۔ اچھوتوں کو اسلام میں داخل کرنا کوئی آسان کام نہیں سارے مسلمانوں کے لئے بھی یہ ایک مشکل کام ہے لیکن ہماری جماعت تو بہت چھوٹی سی جماعت ہے اس کے لئے تو یہ اور مشکل ہے۔ دلوں کو پھیرنا یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں بعض وقت ایک انسان کسی اچھی چیز کو دیکھتا ہے مگر اس کو قبول کرنے سے اس کا دل رک جاتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اگر ہم اچھوتوں کے سامنے اسلام کو پیش کریں اور ان کی دنیوی حالت کو بہتر بنانے کا انتظام

بھی کریں تو ان کے دل بھی اسلام کے سامنے جھک جائیں گے۔ ہاں جب وقت آتا ہے تو جو چیز آن ہونی ہوتی ہے وہ بھی ہو جاتی ہے۔

اس جماعت کے دل کی تڑپ

حضرت مسیح موعود کی یہ خواہش تھی کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے، اور اس خواہش کا اثر حضرت صاحب کے ذریعہ سے اس جماعت میں بھی ہے گو اس وقت تک یہ جماعت کوئی بڑا کام اچھوتوں کو اسلام میں داخل کرنے کا نہیں کر سکی مگر اس جماعت میں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہے جو راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور گرتے ہیں اور اس تڑپ کا اظہار کرتے ہیں کہ اے خدا اس زمانہ میں بھی فتح کا نظارہ دکھا جو تو نے حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں دکھایا تھا۔ دوسرے مسلمانوں کے دل میں یہ تڑپ نہیں پیدا ہوتی اور نہ اس کے لئے ان کی طرف سے کوئی کوشش ہوتی ہے الا ماشاء اللہ۔

قبولیت دعا کے دو رنگ

میں نے کسی پچھلے خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ دعاؤں کے قبول ہونے کے دو رنگ ہوتے ہیں ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے ذریعہ سے مسلمان ہوں اور دوسرے قبولیت دعا کا یہ رنگ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہوا چل جائے اور یہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں لیکن بہر صورت یہ کام ہو کر رہنے والا ہے اس میں صرف دعائیں اور اچھی خواہشیں ہی نہیں ہوں گی بلکہ عملی قدم بھی اٹھانا پڑے گا اگر خود بخود بھی یہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں تو ان کو اسلام کی تعلیم دینا بھی ایک بڑی بات ہے اور اس کام کو کرنے کے لئے یہ جماعت خدا کے فضل سے تیار ہو گی میں سمجھتا ہوں کہ ایک وقت آنے گا کہ غلبۂ اسلام کے نظارہ کو یہ جماعت دیکھے گی تو اس کی قربانیاں پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوں گی اور وہ اپنے سارے مال اور ساری جائیدادیں بھی اس کام کے لئے قربان کر دیں گے۔

اس جماعت کی دوسرے مسلمانوں پر فوقیت

خدا تعالےٰ نے بڑی خوبی اس جماعت میں حضرت مسیح موعود کی برکت سے رکھی ہے اس جماعت کے لوگ خدا کے واسطے وہ قربانیاں کر سکتے ہیں جو دوسرے لوگ دنیوی نصب العین کے لئے بھی نہیں کر سکتے۔ ابھی تین دن کی بات ہے آپ کو یاد ہے کہ عید ضحیٰ کے موقعہ پر جب میں برلن مسجد کی مرمت کے لئے تحریک کرنے لگا تو مرکزی جماعت نے غیر معمولی مالی ایثار کا نمونہ پیش کیا کسی تحریک میں اثر پیدا کرنا خدا کا کام ہے یہ انسان کے بس کی بات نہیں کچھ عرصہ کی بات ہے کہ بہار میں ایک زلزلہ آیا جس میں بڑی تباہی ہوئی بڑی بڑی مسجدیں بھی منہدم ہو گئیں تو لاہور کی بادشاہی مسجد میں ۵۰ ہزار کے مجمع میں ایک بڑی شخصیت نے بہار کی مسجدوں کے لئے اپیل کی تو کل ۹۴ روپیہ چندہ ہوا تو یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا برلن مسجد کے لئے میں نے اپیل کی خدا جس کے دل میں روح پیدا کر دے اپنی طرف سے اپنا فضل نازل کر دے تو اس کے سامنے مال کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی۔

خواجہ نذیر احمد صاحب کا مالی ایثار

برلن مسجد کی مرمت پر تو قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ آئے گا لیکن اس کے گنبد کی مرمت کے لئے ۱۵ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے میں نے کہا کہ اگر تین چار ہزار روپیہ مرکزی جماعت سے ہو جائے تو خدا اور لوگوں کے دلوں میں بھی تحریک کرے گا جو اس کو پورا کر دیں گے لیکن خدا نے ایک شخص کے دل میں ڈالا تو خواجہ نذیر احمد صاحب نے جو خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند ہیں پانچہزار روپیہ کی رقم صرف انھوں نے دے دی۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ اس عظیم الشان باپ کے بیٹے سے وہ کیا کام لینا چاہتا ہے۔ دل کی حالت ہوتی ہے خدا جب دل کو تبدیل کرتا ہے تو انسان وہ کام کر گذرتا ہے جو کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا۔ اگر جماعت کے سارے مالدار لوگ یہی رنگ دکھائیں تو یہ تحریک کیا تبلیغ اسلام کے لئے بہت زیادہ روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والے ۳۷ آدمی ہیں جنہوں نے -/۸/۵۷۷ کی رقم جمع کر دی ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس جماعت کے لوگوں کے دلوں میں جو ایمان پیدا کر دیا ہے وہ ہر مشکل کے وقت اسی طرح کام آئے گا۔

جماعت سے اپیل

میں یہ اپیل ساری جماعت سے کرنا چاہتا ہوں جماعت کا ہر ایک فرد اس تحریک میں حصہ لے اگر کوئی شخص کوئی معمولی رقم بھی دے چار آنے بھی دے تو وہ رقم بھی کام آئے گی۔ جماعت کے سارے لوگ اس تحریک میں حصہ لیں اگر یہ رقم پندرہ ہزار سے بڑھ جائے گی تو بھی ۸۰ ہزار اور روپیہ اس کام کے لئے درکار ہے — جس طرح ملائکہ کی صفت میں آتا ہے کہ وہ دن رات خدا کی حمد کرتے ہیں اور تھکتے نہیں اسی طرح مومن کی یہ صفت ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے رستے میں دیتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر مال جمع کرنے والا مال جمع کرنے سے تھکتا نہیں حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کے کام نہیں آئے گا تو خدا کے رستے میں خرچ کرنے والا کیوں تھکے جب وہ جانتا ہے کہ یہی خرچ کیا ہوا مال اس کے کام آنے والا ہے اس سلسلے میں اسی وقت ایک اور بات کی طرف اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

بہار کے مظلوم مسلمان

بہار کے اندر مسلمانوں پر جس وحشیانہ پن کا مظاہرہ ہو رہا ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی میں آج اخبار سول دیکھ رہا تھا کہ یہ فساد نہیں ہے بلکہ یہ تو نری سفاکی اور درندگی ہے۔ مسلمانوں کو ذبح کیا جا رہا ہے اور خدا جانتے کتنے بے خانماں ہو گئے ہیں کتنے بچے یتیم ہو گئے ہیں اور کتنی عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں ہماری جماعت کے سب دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بہار کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کریں ایک بات میں اصول کے طور پر بتانا چاہتا ہوں متفرق طور پر کام کرنے سے قوت نہیں پیدا ہوتی بہار کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کو بھی جماعتی رنگ دو اور اپنے ان مظلوم بھائیوں کی مدد کرو خدا تعالےٰ شاید اسی طریقہ سے آپ کے مالوں میں برکت دے لیکن اپنی اپنی جگہ یہ رقوم بھیجنے کی بجائے ان تمام رقوم کو مرکزی انجمن میں جلد سے جلد بھجوا دیں تاکہ یہاں سے یہ جمع شدہ رقم مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کو بھجوا دی جائے کیونکہ انھوں نے اس کے لئے سارے مسلمانوں سے اپیل کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس اخبار کے ہاتھ میں پہنچتے ہی ہر جگہ کی جماعت ان دونوں تحریکات کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے گی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تبلیغ بلاد غیر میں گرانقدر عطیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دس ہزار پانسو کا گرانقدر عطیہ تبلیغ بلاد غیر میں باقساط مرحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے جس میں سے ۹۔۸۔۲۹۴ وصول ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت ممدوح کے ایثار کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو مشعل دکھانے کا مترادف ہوگا آپ کی تو ساری زندگی ہی خدا کے لئے ہے اس سے بہت قبل آپ مد وقف میں مبلغ دس ہزار عطا فرما چکے ہیں اور ہر قسم کی ہنگامی تحریکات میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔ آپ خدا کے فضل سے جماعت کے لئے نمونہ کا حکم رکھتے ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے اور دنیا آپ کے فیوض سے مستفیض ہوتی رہے۔ آمین۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

ملک خدا بخش صاحب بالدبانوی کا دورہ

ملک صاحب عنقریب پشاور۔ راولپنڈی جہلم۔ گجرات۔ وزیر آباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ وعلاقہ ملحقہ کا دورہ فرمائیں گے استدعا ہے کہ ملک صاحب کے کام میں احباب ہر طرح سے مدد کریں۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

قابل توجہ سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ
بہار ریلیف فنڈ کی فوری ترسیل کی ضرورت ہے

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ ۸ر نومبر میں مظلومین بہار کی امداد کے لئے مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تحریک فرمائی تھی اور ایک معقول رقم چندہ کی جمع ہو گئی۔ بیرونی جماعتوں میں یہ تحریک پیغام صلح کی اس اشاعت کے ذریعہ پہنچ جائے گی۔ تمام جماعتیں مہربانی فرما کر جمعہ آیندہ یعنی ۱۵ر نومبر کو اس تحریک کے مطابق بہار کے مظلوم مسلمان بھائیوں کی امداد کے لئے اپنے اپنے ہاں چندہ جمع کریں اور فراہم شدہ رقوم کو ایک دو روز کے اندر اندر مرکز میں بھجوا دیں تاکہ تمام رقم اکٹھی ہو کر پہلی فرصت میں بہار بھیجی جا سکے۔ اس بارہ میں تاخیر یا تساہل سے اصل مقصد فوت ہو جائے گا کیونکہ صحیح امداد وہ ہے جو بروقت پہنچے جملہ سیکرٹری صاحبان خاص توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

خاکسار۔ مسعود بیگ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مغربی اقوام کا بنیادی تصور

مغربی اقوام کا بنیادی تصور مادیت ہے اس دور میں مغرب و مشرق کی ہر ایک تحریک اس بنیادی تصور سے متاثر ہے اس لئے اس موضوع پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ مادیت کی تعریف، مادیت کی تاریخ . . . . مادیت اور موجودہ یورپ (یعنی مادیت اور نظام سرمایہ داری ۔۔ مادیت اور اشتراکیت) مادیت کا مستقبل، مادیت اور مذہب، مادیت اور اسلام۔ غرضیکہ اس موضوع کے نیچے اس دور کے جملہ مسائل پر بحث کی جا سکتی ہے اور اسلام کے محاسن کو بھی موجودہ اسلوب کے معیار پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نیز انسانیت، بدھ مت اور اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے اسلام کو دلائل اور تاریخ سے اس دور کا مذہب ثابت کیا جا سکتا ہے غرضیکہ یہ مضمون . . . . نہایت وسیع ہے . . . .

آئندہ پیغام صلح میں اس مضمون کو مختلف ضمنی عنوانات کے ماتحت شائع کیا جائیگا امید ہمارے سب قارئین خالی الذہن ہو کر نہایت آزادی کیساتھ اس مضمون پر غور فرمائیں گے اور مضمون نگار حضرات مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اس موضوع پر اپنے قیمتی خیالات سے قارئین پیغام صلح کو مستفید فرمائیں گے اور مضامین کے اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے تاکہ جماعت میں ایک نئی تحریک پیدا ہو اور ہماری جماعت ایک نئی شان کے ساتھ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر سکے اور موجودہ مسائل کو سمجھ کر انکا تسلی بخش حل پیش کر سکے۔

موجودہ علوم وفنون اور مذہب

در راست سراپ دین بادیہ منزل
تا غول بیابان نہ فریبد سراب[illegible]
(حافظ)

از مدیر

اہل مغرب اور اہل مشرق میں مغرب کے تعلیم یافتہ مذہب کو ایک قصہ پارینہ تصور کرتے ہیں یا مذہب کو ایشیا کی ضعیف الاعتقادی سمجھا جاتا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنیوالا کوئی نہیں۔ اس کائنات میں انسان کے لئے کوئی نور نہیں اس لئے انسان کو صرف اپنی عقل اور تجارب پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ مذہب کے اصول پرانی رسومات کے ڈھیر ہیں ان پر چلنے سے موجودہ دور میں انسان کامیاب نہیں ہو سکتا مذہب سوسائٹی میں رجعت پسندی اور قدامت پرستی کی ایک تخریبی اور منفی طاقت ہے۔ مذہب میں حرکی قوت نہیں وہ علم اور سائنس سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا اس لئے مذہبی اصول انسانیت کا ساتھ نہیں دے سکتے جیسے سڑک کے کھمبے کی بتی چلتی ہوئی ریل گاڑی کے ڈبے کو روشن نہیں کر سکتی کیونکہ وہ ساکن ہے اور ریل متحرک اس لئے دونوں کا ایک ساتھ نبھنا مشکل ہے کمیونزم جو اس وقت مذہب کا سب سے بڑا حریف ہے اس کے اقتصاد پرست علمبرداروں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ مذہب ایک افیون ہے جس سے عوام کو پینک میں رکھا جاتا ہے تاکہ ان میں اپنے جائز حقوق کا شعور اور احساس پیدا نہ ہو مذہب کی قوت سے سرمایہ دار مزدور و کاشتکار اور غریبوں کو زنجیروں میں جکڑ کر ان کی دولت کو دن کی روشنی میں لوٹ لیتے ہیں اور خود ڈھیر سے لیتے ہیں ۔۔۔ سائنس کے شیدائیوں کا اعتراض ہے کہ مذہب فوق تجربی ہے اس کے بنیادی اصولوں کا تجربہ اور مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے مذہب محض توہم پرستی ہے جس پر کوئی سائنٹیفک طرز فکر کا انسان کاربند نہیں ہو سکتا عمرانیات اور اخلاق کی بنیاد حیاتیات (Biology) پر ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے توہمات ہیں۔ فرائڈ جو جنسی نفسیات کا ماہر اور استاد خیال کیا جاتا ہے مذہب کو خلل اعصاب کا کرشمہ تصور کرتا ہے اس کے نزدیک انسان کی فعالیت کا سرچشمہ جنسی جذبہ اور نظام عصبی ہے۔ وحی اور الہام روحانی کیفیات نہیں بلکہ مادی کیفیات ہیں یہ صرف شہوانی جذبات کا لاشعوری دباؤ ہے اس کا خیال ہے کہ انسان اب صرف عقل کی قوت سے زندہ رہ سکتا ہے، اور وہ دن دور نہیں جب انسانی سوسائٹی پر صرف سائنس کی حکومت ہو گی اور انسان اپنی اسفل خواہشات اور تحریکات طبعی کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا۔ ایک ماہر فلکیات کے نزدیک اس وسیع کائنات میں انسان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک حادثہ ہے ہمارے سورج کے جملہ سیارے معرض وجود میں آ گئے اور ان میں سے ایک سیارے یعنی زمین پر انسان ظاہر ہوا ہے جب سورج کی حرارت ختم ہو جائیگی تو نظام شمسی کا یہ کھیل بھی ختم ہو جائے گا۔ کوپرنیکس اور گلیلیو کے نظام کائنات نے پہلے مذہبی تصورات کو بالکل بے جان بنا دیا ہے۔ اب تو مذہب ایک بنجر اور ویران سیارچے کی مانند ہے جس میں ہیبت ناک چٹانیں اور ہیبت ناک سناٹے چھائے ہوئے ہیں اور لوگ اس بے آب و گیاہ سیارچے کی ٹھنڈی اور خشک چٹانوں پر سر پٹخ رہے ہیں اور پچھاڑیں کھا کر گرتے ہیں یہ تو ایک مردہ جرم فلکی کی مانند ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔۔ مغربی تحریکات اور علوم کے پھیلنے کی وجہ سے خود ہندوستان میں جو دنیا کا سب سے زیادہ مذہب پرست ملک خیال کیا جاتا ہے گذشتہ دس سالوں میں "ترقی پسند" افسانہ نویسوں اور شاعروں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جو علانیہ مذہبی تصورات اور اخلاقی معیاروں کو تضحیک کا نشانہ بناتا ہے۔ اور اپنی تصانیف کے ذریعہ مغربی مادیت کو پھیلا رہا ہے نمونہ کے طور پر ہم ان کی نظموں کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں ان نظموں کے لکھنے والے وہ شعرا ہیں جو پیدائشی مسلمان ہیں لیکن وہ اپنی تاریخی روایات اور اسلامی تعلیمات سے بے خبر ہو کر اندھا دھند مغرب کی تقلید میں مصروف ہیں، جوش ملیح آبادی کی ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے "نئی حمد" کہتے ہیں:۔

آہ! اے فرزند آدم نامراد و ناتمام
اے خدائی کے اسیر اے شہریاری کے غلام
شہریاری تیرہ دل ہے اور خدائی بے نیاز
کس توقع پر اٹھائے جائیں ان دونوں کے ناز
اغنیا بے حس خدا غافل حکومت پُر دغل
بن پڑے تجھ سے تو ان تینوں کے بندھن سے نکل
چاک کر دے اس طلسم رشت کے پردے کو چاک
ابن آدم یہ نئی تثلیث بھی ہے خوفناک
فرش پر ہمدرد ہے کوئی نہ ہمدم عرش پر
اپنی ہمدردی پہ خود مائل ہو اے نوع بشر
سنگ پارس کی حقیقت کیا ہے گوہر دیکھ
نا خدا کیا خدا کی سمت بھی مڑ کر نہ دیکھ
کر کبھی نے معزول ان ارباب عز و جاہ کو
آسمانوں پہ خدا کو اور زمیں پر شاہ کو

اسی گروپ کا ایک دوسرا شاعر آزاد نظم کہتے ہیں جس کا پایہ بلند ہے اپنی ایک نظم "پہلی کرن" میں کہتا ہے:۔

یہ شاید کسی نے مسرت کی پہلی کرن دیکھ پائی!
نہیں اس دریچے کے باہر تو جھانکو
خدا کا جنازہ لئے جا رہے ہیں فرشتے
اسی ساحر بے نشاں کا
جو مغرب کا آقا ہے مشرق کا آقا نہیں ہے
یہ انسان کی ترقی کے نئے دور کے شادیانے ہیں سن لو
[illegible] پر تو اولیں بھی

پھر ایک تیسرا شاعر سماج کے [illegible] نظر کو مادیت و اشتراکیت کے معیار پر پیش کرکے مذہب کے علمبرداروں کو چیلنج کرتا ہے ؎

بلاؤ خدایان دیں کو بلاؤ!
یہ کوچے یہ گلیاں یہ منظر دکھاؤ!
ثنا خوان تقدیس مشرق کو لاؤ!
ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں
(ساحر لدھیانوی)

اس طرز کے بیشمار اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں کائنات اور انسان کو پرکھنے کا ایک مادی زاویہ پیدا ہوا ہے جو مغرب سے اٹھ کر ساری دنیا میں ایک زبردست رو بن چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ نہایت ہمدردی کے ساتھ اس مادی فلسفہ حیات اور عمرانی رو کا مطالعہ کیا جائے اور اس سے بڑھکر ہمدردی کے ساتھ اسلامی نقطہ نگاہ سے ان مسائل اور مشکلات کا کوئی حل پیش کیا جائے اگر اسلام میں موجودہ دور کی انسانیت کے لئے کوئی پیغام ہے تو اس پیغام کو نئے اسلوب پر پیش کرنا چاہئے ۔۔۔

اس دور کا بنیادی تصور

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان سب علوم و فنون تحریکات اور خیالات کے پھیلنے کی وجہ ایک بنیادی تصور ہے اور وہ بنیادی تصور مغربی مادیت ہے مادیت درخت ہے اور جملہ علوم و فنون اس کی شاخیں ہیں۔ مغربی تہذیب کی ساری عمارت اسی مادیت پر قائم ہے ساری مغربی تحریکات کی روح رواں مادیت ہے۔ عمرانیات کے گہرے مطالعہ سے واضح ہو گا کہ ہر قوم کی تہذیب کا ایک بنیادی تصور ہوتا ہے جس پر اس قوم کی اجتماعی اور انفرادی زندگی قائم ہوتی ہے اس قوم کے تمام شعبے اس بنیادی تصور سے متاثر ہوتے ہیں مثلاً ہندو قوم کی تہذیب کا بنیادی تصور درن سسٹم اور کرم فلاسفی تھا اور آج تک بھی یہی ہے ۔ ہندو مت کے تمام فرقوں میں یہ بنیادی تصور بطور قدر مشترک کے ہے ایرانی تہذیب کا بنیادی تصور نیکی اور بدی نور اور تاریکی کی دو دائمی قوتیں تھیں جو ہمیشہ ایکدوسرے سے برسر پیکار رہتی ہیں چنانچہ ساری ایرانی تہذیب کی بنیاد اسی روحانی ثنویت پر ہے۔ چینی تہذیب کا بنیادی تصور ایک فلسفہ اخلاق ہے اس لئے ساری چینی تہذیب اسی فلسفہ اخلاق کے رنگ میں رنگین ہے۔ اسلامی تہذیب کا بنیادی تصور خدا کی وحدت پر ایمان وحدت نسل انسانی پر یقین اور انسانی فطرت کے لازوال تقاضوں پر اعتبار ایک زبردست فلسفہ عمل اور اخلاق ہے اسی طرح مغربی اقوام کا بنیادی تصور مادیت اور فلسفہ جوہریت . . . . (Atomism) ہے۔ یورپ کی تہذیب اور یورپ کی ہر ایک تحریک کو سمجھنے سے پہلے اس فلسفہ مادیت کو سمجھنا ضروری ہے جب تک ہم اس تہذیب کے مرکزی تصور کو نہ سمجھیں اس وقت تک ہم اس تہذیب کے

بھی کریں تو ان کے دل بھی اسلام کے سامنے جھک جائیں گے۔ ہاں جب وقت آتا ہے تو جو چیز آن ہونی ہوتی ہے وہ بھی ہو جاتی ہے۔

اس جماعت کے دل کی تڑپ

حضرت مسیح موعود کی یہ خواہش تھی کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے، اور اس خواہش کا اثر حضرت صاحب کے ذریعہ سے اس جماعت میں بھی ہے گو اس وقت تک یہ جماعت کوئی بڑا کام اچھوتوں کو اسلام میں داخل کرنے کا نہیں کر سکی مگر اس جماعت میں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہے جو راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور گرتے ہیں اور اس تڑپ کا اظہار کرتے ہیں کہ اے خدا اس زمانہ میں بھی فتح کا نظارہ دکھا جو تو نے حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں دکھایا تھا۔ دوسرے مسلمانوں کے دل میں یہ تڑپ نہیں پیدا ہوتی اور نہ اس کے لئے ان کی طرف سے کوئی کوشش ہوتی ہے الا ماشاء اللہ۔

قبولیت دعا کے دو رنگ

میں نے کسی پچھلے خطبہ میں کہا تھا کہ دعاؤں کے قبول ہونے کے دو رنگ ہوتے ہیں ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے ذریعہ سے مسلمان ہوں اور دوسرے قبولیت دعا کا یہ رنگ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہوا چل جائے اور یہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں لیکن بہرصورت یہ کام ہو کر رہنے والا ہے اس میں صرف دعائیں اور اچھی خواہشیں ہی نہیں ہوں گی بلکہ عملی قدم بھی اٹھانا پڑے گا اگر خود بخود بھی یہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں تو ان کو اسلام کی تعلیم دینا بھی ایک بڑی بات ہے اور اس کام کو کرنے کے لئے یہ جماعت خدا کے فضل سے تیار ہو گی میں سمجھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا کہ غلبۂ اسلام کے نظارہ کو یہ جماعت دیکھے گی تو اس کی قربانیاں پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوں گی اور وہ اپنے سارے مال اور ساری جائیدادیں بھی اس کام کے لئے قربان کر دیں گے۔

اس جماعت کی دوسرے مسلمانوں پر فوقیت

خدا تعالے نے بڑی خوبی اس جماعت میں حضرت مسیح موعود کی برکت سے رکھی ہے اس جماعت کے لوگ خدا کے واسطے وہ قربانیاں کر سکتے ہیں جو دوسرے لوگ دنیوی نصب العین کے لئے بھی نہیں کر سکتے۔ ابھی تین دن کی بات ہے آپ کو یاد ہے کہ عید ضحی کے موقعہ پر جب میں برلن مسجد کی مرمت کے لئے تحریک کرنے لگا تو مرکزی جماعت نے غیر معمولی مالی ایثار کا نمونہ پیش کیا۔ کسی تحریک میں اثر پیدا کرنا خدا کا کام ہے یہ انسان کے بس کی بات نہیں کچھ عرصہ کی بات ہے کہ بہار میں ایک زلزلہ آیا جس میں بڑی تباہی ہوئی بڑی بڑی مسجدیں بھی منہدم ہو گئیں تو لاہور کی بادشاہی مسجد میں ۵ ہزار کے مجمع میں ایک بڑی شخصیت نے بہار کی مسجدوں کے لئے اپیل کی تو کل ۹۴ روپیہ چندہ ہوا تو یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا برلن مسجد کے لئے میں نے اپیل کی خدا جس کے دل میں روح پیدا کر دے اپنی طرف سے اپنا فضل نازل کر دے تو اس کے سامنے مال کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی۔

خواجہ نذیر احمد صاحب کا مالی ایثار

برلن مسجد کی مرمت پر تو قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ آئے گا لیکن اس کے گنبد کی مرمت کے لئے ۱۵ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے میں نے کہا کہ اگر تین چار ہزار روپیہ مرکزی جماعت سے ہو جائے تو حضرت اور لوگوں کے دلوں میں بھی تحریک کرے گا جو اس کو پورا کر دیں گے لیکن خدا نے ایک شخص کے دل میں ڈالا خواجہ نذیر احمد صاحب نے جو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے فرزند ہیں پانچ ہزار روپیہ کی رقم صرف انھوں نے دے دی۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ اس عظیم الشان باپ کے بیٹے سے وہ کیا کام لینا چاہتا ہے۔ دل کی حالت ہوتی ہے خدا جب دل کو تبدیل کرتا ہے تو انسان وہ کام کر گذرتا ہے جو کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا۔ اگر جماعت کے سارے مالدار لوگ یہی رنگ دکھائیں تو یہ تحریک کیا تبلیغ اسلام کے لئے بہت زیادہ روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والے ۳۷ آدمی ہیں جنہوں نے ۷۷۵/۸/- کی رقم جمع کر دی خدا تعالے نے اس جماعت کے لوگوں کے دلوں میں جو ایمان پیدا کر دیا ہے وہ ہر مشکل کے وقت اسی طرح کام آئے گا۔

جماعت سے اپیل

میں یہ اپیل ساری جماعت سے کرنا چاہتا ہوں جماعت کا ہر ایک فرد اس تحریک میں حصہ لے اگر کوئی شخص کوئی معمولی رقم بھی دے چار آنے بھی دے تو وہ رقم بھی کام آئے گی۔ جماعت کے سارے لوگ اس تحریک میں حصہ لیں اگر یہ رقم پندرہ ہزار سے بڑھ جائے گی تو بھی ۸۰ ہزار اور روپیہ اس کام کے لئے درکار ہے ـــ جس طرح ملائکہ کی صفت میں آتا ہے کہ وہ دن رات خدا کی حمد کرتے ہیں اور تھکتے نہیں اسی طرح مومن کی یہ صفت ہے کہ وہ خدا تعالے کے رستہ میں دیتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر مال جمع کرنے والا مال جمع کرنے سے تھکتا نہیں حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کے کام نہیں آئے گا تو خدا کے رستے میں خرچ کرنے والا کیسے تھکے جب وہ جانتا ہے کہ یہی خرچ کیا ہوا مال اس کے کام آنے والا ہے اس لئے میں اسی وقت ایک اور بات کی طرف اپنی جماعت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

بہار کے مظلوم مسلمان

بہار کے اندر مسلمانوں پر جس وحشیانہ پن کا مظاہرہ ہو رہا ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی میں آج اخبار سول دیکھ رہا تھا کہ یہ فساد نہیں ہے بلکہ یہ تو نری سفاکی اور درندگی ہے۔ مسلمانوں کو ذبح کیا جا رہا ہے اور خدا جانے کتنے بے خانماں ہو گئے ہیں کتنے بچے یتیم ہو گئے ہیں اور کتنی عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں ہماری جماعت کے سب دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بہار کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کریں ایک بات میں اصول کے طور پر بتانا چاہتا ہوں متفرق طور پر کام کرنے سے قوت نہیں پیدا ہوتی بہار کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کو بھی جماعتی رنگ دو اور اپنے ان مظلوم بھائیوں کی مدد کرو خدا تعالے شاید اسی طریقہ سے آپ کے مالوں میں برکت دے لیکن اپنی اپنی جگہ یہ رقوم بھیجنے کی بجائے ان تمام رقوم کو مرکزی انجمن میں جلد سے جلد بھجوا دیں تاکہ یہاں سے یہ جمع شدہ رقم مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کو بھجوا دی جائے کیونکہ انھوں نے اس کے لئے سارے مسلمانوں سے اپیل کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس اخبار کے ہاتھ میں پہنچتے ہی ہر جگہ کی جماعت ان دونوں تحریکات کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے گی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تبلیغ بلاد غیر میں گرانقدر عطیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مبلغ دس ہزار پانچسو کا گرانقدر عطیہ تبلیغ بلاد غیر میں باقساط مرحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے جس میں سے ۹۔۸۔۲۔۹۴ وصول ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالے آپ کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت ممدوح کے ایثار کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو مشعل دکھانے کا مترادف ہوگا آپ کی تو ساری زندگی ہی خدا کے لئے ہے اس سے بہت قبل آپ مد وصیت میں مبلغ دس ہزار عطا فرما چکے ہیں اور ہر قسم کی ہنگامی تحریکات میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔ آپ خدا کے فضل سے جماعت کے لئے نمونہ کا حکم رکھتے ہیں دعا ہے اللہ تعالے آپ کو تا دیر سلامت رکھے اور دنیا آپ کے فیوض سے مستفیض ہوتی رہے۔ آمین۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

ملک خدا بخش صاحب عبد اللہ پوری کا دورہ

ملک صاحب عنقریب پشاور۔ راولپنڈی جہلم۔ گجرات۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ وعلاقہ ملحقہ کا دورہ فرمائیں گے استدعا ہے کہ ملک صاحب کے کام میں احباب ہر طرح سے مدد کریں۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

قابل توجہ سیکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ
بہار ریلیف فنڈ کی فوری ترسیل کی ضرورت ہے

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ ۸ ر نومبر میں مظلومین بہار کی امداد کے لئے مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تحریک فرمائی تھی اور ایک معقول رقم چندہ کی جمع ہو گئی۔ بیرونی جماعتوں میں یہ تحریک پیغام صلح کی اس اشاعت کے ذریعہ پہنچ جائے گی۔ تمام جماعتیں مہربانی فرما کر جمعہ آئندہ یعنی ۱۵ ر نومبر کو اس تحریک کے مطابق بہار کے مظلوم مسلمان بھائیوں کی امداد کے لئے اپنے اپنے ہاں چندہ جمع کریں اور فراہم شدہ رقوم کو ایک دو روز کے اندر اندر مرکز میں بھجوا دیں تاکہ تمام رقم اکٹھی ہو کر پہلی فرصت میں بہار بھیجی جا سکے۔ اس بارہ میں تاخیر یا تساہل سے اصل مقصد فوت ہو جائے گا کیونکہ صحیح امداد وہ ہے جو بروقت پہنچے۔ جملہ سیکرٹری صاحبان خاص توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

خاکسار۔ مسعود بیگ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مغربی اقوام کا بنیادی تصور

مغربی اقوام کا بنیادی تصور مادیت ہے اس دور میں مغرب و مشرق کی ہر ایک تحریک اس بنیادی تصور سے متاثر ہے اس لئے اس موضوع پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ مادیت کی تعریف، مادیت کی تاریخ . . . . مادیت اور موجودہ یورپ (یعنی مادیت اور نظام سرمایہ داری — مادیت اور اشتراکیت) مادیت کا مستقبل، مادیت اور مذہب، مادیت اور اسلام۔ غرضیکہ اس موضوع کے نیچے اس دور کے جملہ مسائل پر بحث کی جا سکتی ہے اور اسلام کے محاسن کو بھی موجودہ اسلوب . . . کے معیار پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نیز مادیت، بدھ مت اور اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے اسلام کو دلائل اور تاریخ سے اس دور کا مذہب ثابت کیا جا سکتا ہے غرضیکہ یہ مضمون . . . . نہایت وسیع ہے . . . .

آئندہ پیغام صلح میں اس مضمون کو مختلف ضمنی عنوانات کے ماتحت شائع کیا جائیگا امید ہمارے سب قارئین عالی اذہان ہوکر نہایت آزادی کے ساتھ اس مضمون پر غور فرمائیں گے اور مضمون نگار حضرات مطالعہ اور غور و فکر کے بعد اس موضوع پر اپنے قیمتی خیالات سے قارئین پیغام صلح کو مستفید فرمائیں گے اور مضامین کے اس سلسلہ کو جاری رکھیں گے تاکہ جماعت میں ایک نئی تحریک پیدا ہو اور ہماری جماعت ایک نئی شان کے ساتھ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر سکے اور موجودہ مسائل کو سمجھ کر ان کا تسلی بخش حل پیش کر سکے۔

موجودہ علوم و فنون اور مذہب

دورا ست سراب و بس بادیہ ہشدار
تا غول بیاباں نہ فریبد بسرابت
(حافظ)

از مسلم بیر

اہل مذہب اور اہل مشرق بھی مغرب کے تصدیقی مذہب کو ایک قصہ پارینہ تصور کرتے ہیں یا مذہب کو ایشیائی ضعیف الاعتقادی سمجھا جاتا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنیوالا کوئی نہیں۔ اس کائنات میں انسان کے لئے کوئی نور نہیں اس لئے انسان کو صرف اپنی عقل اور تجربہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ مذہب کے اصول پرانی رسومات کے مظہر ہیں ان پر چلنے سے موجودہ دور میں انسان کا ساتھ نہیں ہو سکتا مذہب سوسائٹی میں جمود پسندی اور قدامت پرستی کی ایک تخریبی اور منفی طاقت ہے۔ مذہب میں ترقی کی قوت نہیں وہ علم اور سائنس سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا اس لئے مذہبی اصول انسانیت کا ساتھ نہیں دے سکتے جیسے سڑک کے کھمبے کی بتی چلتی ہوئی ریل گاڑی کے ڈبے کو روشن نہیں کر سکتی کیونکہ وہ ساکن ہے اور یہ متحرک اس لئے دونوں کا ایک ساتھ نبھنا مشکل ہے کمیونزم جو اس وقت مذہب کا سب سے بڑا حریف ہے اس کے اقتصادی ماہرین علمبرداروں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ مذہب ایک افیون ہے جس سے عوام کو پینک میں رکھا جاتا ہے تاکہ ان میں اپنے جائز حقوق کا شعور اور احساس پیدا نہ ہو مذہب کی قوت سے سرمایہ دار مزدوروں کو تقدیر اور نوامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کی دولت کو دن کی روشنی میں لوٹ لیتے ہیں اور خود مزے سے رہتے ہیں — سائنس کے شیدائیوں کا اعتراض ہے کہ مذہب فوق تجربی ہے اس کے بنیادی اصولوں کا تجربہ اور مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے مذہب محض توہم پرستی ہے جس پر کوئی سائنٹیفک طرز فکر کا انسان کاربند نہیں ہو سکتا عمرانیات اور اخلاق کی بنیاد حیاتیات (Biology) پر ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے توہمات ہیں۔ فرائڈ جو جنسی نفسیات کا ماہر اور استاد خیال کیا جاتا ہے مذہب کو خلل اعصاب کا کرشمہ تصور کرتا ہے اس کے نزدیک انسان کی فعالیت کا سرچشمہ جنسی جذبہ اور نظام عصبی ہے۔ وحی اور الہام روحانی کیفیات نہیں بلکہ مادی کیفیات ہیں یہ صرف شہوانی جذبات کا لاشعوری دباؤ ہے اس کا خیال ہے کہ انسان اب صرف عقل کی قوت سے زندہ رہ سکتا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب انسانی سوسائٹی پر صرف سائنس کی حکومت ہوگی اور انسان اپنی مستقل خواہشات اور تحریکات طبعی کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا۔ ایک ماہر فلکیات کے نزدیک اس وسیع کائنات میں انسان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک حادثہ ہے ہمارے سورج کے جملہ سیارے معرض وجود میں آ گئے اور ان میں سے ایک سیارے یعنی زمین پر انسان ظاہر ہوا ہے جب سورج کی حرارت ختم ہو جائیگی تو نظام شمسی کا یہ کھیل بھی ختم ہو جائے گا۔ کوپرنیکس اور گلیلیو کے نظام کائنات نے پہلے مذہبی تصورات کو بالکل بے جان بنا دیا ہے۔ اب تو مذہب ایک بنجر اور ویران سیاہ پٹے کی مانند ہے جس میں ہیبت ناک اور حیرت ناک سناٹے چھائے ہوئے ہیں اور لوگ اس بے آب و گیاہ بیابان کی ٹھنڈی اور خشک چٹانوں پر سر پٹخ رہے ہیں اور پچھاڑیں کھا کر گرتے ہیں یہ تو ایک مردہ جرم فلکی کی مانند ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں — مغربی تحریکات اور علوم کے پھیلنے کی وجہ سے خود ہندوستان میں جو دنیا کا سب سے زیادہ مذہب پرست ملک خیال کیا جاتا ہے گذشتہ دس سالوں میں "ترقی پسند" افسانہ نویسوں اور شاعروں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جو علانیہ مذہبی تصورات اور اخلاقی معیاروں کو تضحیک کا نشانہ بناتا ہے۔ اور اپنی تصانیف کے ذریعہ مغربی مادیت کو پھیلا رہا ہے نمونہ کے طور پر ہم ان کی نظموں کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں ان نظموں کے لکھنے والے وہ شعرا ہیں جو پیدائشی مسلمان ہیں لیکن وہ اپنی تاریخی روایات اور اسلامی تعلیمات سے بے خبر ہو کر اندھا دھند مغرب کی تقلید میں مصروف ہیں، جوش ملیح آبادی کی ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے "نئی حمد" کہتے ہیں:—

آہ! اے فرزند آدم نامراد و ناتمام
اے خدائی کے اسیر اے شہریاری کے غلام
شہریاری تیرا دل ہے اور خدائی بے نیاز
کس توقع پر اٹھائے جائیں ان دونوں کے ناز
انتہا ہے جس خدا غافل حکومت پر دغل
بن پڑے تجھ سے تو ان تنبیوں کے بخیئے نکل
چاک کر دے اس طلسم دشمنہ کے پردے کو چاک
ابن آدم یہ نئی تثلیث بھی ہے خوفناک
فرش پر ہمدرد ہے کوئی نہ ہمدم عرش پر
اپنی ہمدردی پہ تو مائل ہو اے نوع بشر
سنگ پاروں کی حقیقت کیا سمجھے گوہر دیکھ
نا خدا کیا خدا کی سمت بھی مڑ کر تو دیکھ
کر کبھی نے معزول ان ارباب عز و جاہ کو
آسمانوں پہ خدا کو اور زمین پہ شاہ کو

اسی گروپ کا ایک دوسرا شاعر آزاد نظم کہنے میں جس کا پایہ بلند ہے اپنی ایک نظم "پہلی کرن" میں کہتا ہے:—

یہ شاید کسی نے مسرت کی پہلی کرن دیکھ پائی!
نہیں اس دریچے کے باہر تو جھانکو
خدا کا جنازہ لئے جا رہے ہیں فرشتے
اسی ساحر بے نشاں کا
جو مغرب کا آقا ہے مشرق کا آقا نہیں ہے،
یہ انسان کی برتری کے نئے دور کے شادیانے ہیں سن لو
. . . . کا یہ تو ادیں بھی

ایک تیسرا شاعر سماج کے . . . . . . مناظر کو مادیت اور اشتراکیت کے معیار پر پیش کر کے مذہب کے علمبرداروں کو چیلنج کرتا ہے سے

بلاؤ خدایان دیں کو بلاؤ!
یہ کوچے یہ گلیاں یہ منظر دکھاؤ!
ثناخوان تقدیس مشرق کو لاؤ!
ثناخوان تقدیس مشرق کہاں ہیں
(ساحر لدھیانوی)

اس طرز کے بیشمار اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں کائنات اور انسان کو پرکھنے کا ایک مادی زاویہ پیدا ہوا ہے جو مغرب سے اٹھ کر ساری دنیا میں ایک زبردست رو بن چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ نہایت ہمدردی کے ساتھ اس مادی فلسفہ حیات اور عمرانی رو کا مطالعہ کیا جائے اور اس سے بڑھکر ہمدردی کے ساتھ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ان مسائل اور مشکلات کا کوئی حل پیش کیا جائے اگر اسلام میں موجودہ دور کی انسانیت کے لئے کوئی پیغام ہے تو اس پیغام کو نئے اسلوب پر پیش کرنا چاہئے۔

اس دور کا بنیادی تصور

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان سب علوم و فنون تحریکات اور خیالات کے پھیلنے کی وجہ ایک بنیادی تصور ہے اور وہ بنیادی تصور مغربی مادیت ہے۔ مادیت درخت ہے اور جملہ علوم و فنون اس کی شاخیں ہیں۔ مغربی تہذیب کی ساری عمارت اسی مادیت پر قائم ہے ساری مغربی تحریکات کی روح رواں مادیت ہے۔ عمرانیات کے گہرے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ ہر قوم کی تہذیب کا ایک بنیادی تصور ہوتا ہے جس پر اس قوم کی اجتماعی اور انفرادی زندگی قائم ہوتی ہے اس قوم کے تمام شعبے اس بنیادی تصور سے متاثر ہوتے ہیں مثلاً ہندو قوم کی تہذیب کا بنیادی تصور دران سمٹم اور کرم فلاسفی تھا اور آج تک بھی یہی ہے۔ ہندو مت کے تمام فرقوں میں یہ بنیادی تصور بطور قدر مشترک کے ہے ایرانی تہذیب کا بنیادی تصور نیکی اور بدی نور اور تاریکی کی دو دائمی قوتیں تھیں جو ہمیشہ ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتی ہیں چنانچہ ساری ایرانی تہذیب کی بنیاد اسی روحانی ثنویت پر ہے۔ چینی تہذیب کا بنیادی تصور ایک فلسفہ اخلاق ہے اس لئے ساری چینی تہذیب اسی فلسفہ اخلاق کے رنگ میں رنگین ہے۔ اسلامی تہذیب کا بنیادی تصور خدا کی وحدت پر ایمان وحدت نسل انسانی پر یقین اور انسانی فطرت کے لازوال تقاضوں پر اعتبار ایک زبردست فلسفہ عمل اور اخلاق ہے اسی طرح مغربی اقوام کا بنیادی تصور مادیت اور فلسفہ جوہریت . . . . (Atomism) ہے۔ یورپ کی تہذیب اور یورپ کی ہر ایک تحریک کو سمجھنے سے پہلے اس فلسفہ مادیت کو سمجھنا ضروری ہے جب تک ہم اس تہذیب کے مرکزی تصور کو نہ سمجھیں اس وقت تک ہم اس تہذیب کے

مختلف پہلوؤں مختلف تحریکات مختلف نظریات مختلف مسائل اوران کے الجھاؤ کا اچھی طرح اندازہ نہیں کرسکتے۔ مادیت ان اقوام کے رگ و پے میں اس طرح سرایت کرچکی ہے جس طرح زہر انسانی خون میں داخل ہوکر سارے جسم میں سرایت کرجاتا ہے اور فشار خون کا باعث ہوکر اعضائے رئیسہ کو مضمحل کردیتا ہے ان اقوام کا فلسفہ، سائنس، سیاست معاشی نظام، انفرادی اخلاق اجتماعی اخلاق، جملہ معاشی اور سیاسی تحریکات کا سرچشمہ مادیت ہے۔ یورپ کے انقلابات اور جنگیں مغربی تہذیب کی یکطرفہ مادی ترقی کے باعث رونما ہوتے ہیں۔ اشتراکیت اور نظام سرمایہ داری جو اس وقت یورپ میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں ایک زبردست عمرانی بحران اور بین الاقوامی ہیجان کا باعث ہیں ان دونوں کی بنیاد مادیت پر ہے۔ یورپ کی اقوام دنیا پر غالب ہیں۔ ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں ان اقوام کی محکوم اور مقلد ہے مشرق کی زوال آمادہ اقوام کے جملہ مذاہب اس مادیت کے مقابلہ میں بظاہر مغلوب ہیں۔ دنیا اگر روحانیت اور اخلاق سے محروم ہوچکی ہے تو اسی مادیت کی وجہ سے! سرزمین یورپ انسانی خون سے لالہ زار ہے تو اسی مادیت کے باعث! دنیا سے امن مفقود ہوچکا ہے تو اسی مادیت کے سبب سے! ساری دنیا ایک خطرناک عذاب میں مبتلا ہے تو اسی مادیت کی بدولت! اس مادیت نے دنیا کو تہ و بالا کردیا ہے ہر طرف ایک افراتفری مچ رہی ہے ساری انسانیت کے اعصاب پر جذبۂ خوف چیونٹیوں کی مانند رینگ رہا ہے معلوم نہیں انسان کا انجام کیا ہوگا۔ ظلم و عدوان کا ایک خونین سمندر موجزن ہے اور اس طوفانی سمندر کی لہروں پر نسل انسانی کے مستقبل کی کشتی ہچکولے لے رہی ہے۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ خطرہ ہے کہ یہ سیارہ بھی جس پر انسان آباد ہے جوہری قوت (Atomic energy) کی زد میں آکر بھک سے نہ اڑ جائے اور سحابی مادہ بن کر کائنات کے کسی دور افتادہ گوشہ میں روپوش نہ ہوجائے۔

کارتھیج اور مغربی اقوام

مغربی اقوام کا سب سے بڑا دیوتا مادیت ہے ...... یہ اقوام ہمیشہ سے دیوتا پرست رہی ہیں یہ دیوتا پرستی ان کے خمیر میں داخل ہے۔ آج بھی مغربی تہذیب ایک بہت بڑا مندر ہے اور مغربی دیومالا کا سب سے بڑا دیوتا مادیت ہے ان مغربی اقوام کی مثال کارتھیج والوں جیسی ہے۔ نسلی اعتبار سے کارتھیج والے فونیقی تھے۔ کارتھیج افریقہ کے شمالی ساحل پر ٹیونس کے قریب واقعہ تھا اور ایک زبردست قوم کا دارالخلافہ تھا یہ قوم متمدن تھی لیکن بربریت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی بعل اعظم یعنی مولوک کی پرستار تھی۔ اور انسانی قربانیوں سے اسکی پرستش کرتی تھی مولوک انسان کا غارتگر خیال کیا جاتا تھا بعینہ جس طرح ہندوؤں کی کالی دیوی انسان کی غارتگر خیال کی جاتی ہے۔ کارتھیج والے جب کسی قوم سے شکست کھاتے تھے تو شکست خوردہ جرنیلوں اور افسروں کو اس دیوتا کی بھینٹ چڑھا دیتے تھے اور جب فتح پاتے تھے تو مغلوب دشمن کو مولوک کی قربانگاہ پر ذبح کردیتے تھے۔ مصیبت اور مشکلات کے زمانہ میں اپنے خوردسال بچوں کو اس خونخوار دیوتا پر قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ مولوک کے مندر کی عمارت نہایت عظیم الشان اور فن تعمیر کا نادر نمونہ تھی جس کے وسط میں جگمگاتے ہوئے ستونوں کے درمیان مولوک کی بلند قامت مورتی نصب تھی اور مورتی کے پاؤں کے درمیان دھکتا ہوا تنور تھا جس سے ہمیشہ شعلے لپکتے رہتے تھے۔ مورتی کے دونوں ہاتھ تنور کی سمت کو جھکے ہوئے تھے۔ قربانی کے وقت انسانوں اور انسان کے معصوم بچوں کو مولوک کے ڈھلوان ہاتھوں پر رکھ دیا جاتا تھا وہ لڑھکتے ہوئے چیختے ہوئے بلکتے ہوئے تنور میں گر پڑتے تھے یونانی اساطیر میں بعل کو کرونوس (یعنی زحل) کہا جاتا تھا اور اس دیوتا کے متعلق مشہور تھا کہ یہ دیوتا اتنا خشمگین، خونخوار اور ظاہر ہے کہ اس نے ایک دفعہ تو اپنے بچوں کو نگل لیا تھا۔ دراصل مولوک کارتھیج والوں کی حیوانی سیرت کا آئینہ دار تھا۔ اس قوم کی جبلی بربریت اس خون آشام دیوتا میں متشکل ہوگئی تھی یہ قوم اپنی وحشیانہ فطرت کی پرستار تھی یہ بیک وقت وحشی اور متمدن قوم باوجود حملکار برقہ اور اس کے جلیل القدر فرزند حنی بعل برقہ کی فوجی قوت اور حرب و ضرب کی مہارت کے صفحہ ہستی سے نابود ہوگئی کیونکہ وہ اجتماعی اخلاق اور روحانیت سے محروم تھی جس وحشیانہ طاقت سے اس نے اقتدار حاصل کیا تھا اسی حربہ سے رومیوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئی اس قوم کو وسیع تجارت، بحری قوت، فن حرب کی مہارت اسباب ارضی کی فراوانی مسلسل جنگوں کی تباہی اور بربادی سے نہ بچا سکی اور یہ ساری قوم خود اپنے گناہوں کی آگ میں جل کر بھسم ہوگئی ــــ بعینہ یہ حالت مغربی اقوام کی ہے یہ اقوام بظاہر خوش گفتار، مہذب اور متمدن ہیں لیکن درحقیقت، سنگدل، غلامی پسند اور سفاک ہیں ان کا سب سے بڑا معبود مادیت ہے جو ان کی بہیمانہ طبائع کا عکس ہے اور ان کا جذبۂ عبودیت خون آشام ہے ان قوموں کی فطرت آتشیں ہے ان کا بین الاقوامی اخلاق جنگل کے قانون سے زیادہ بھیانک ہے ان قوموں کی ادنیٰ خواہشات نے فلسفہ مادیت کی شکل اختیار کرلی ہے خدائے مادیت کے قدموں میں جنگ کا تنور جوالامکھی کی مانند دھکتا اور ابلتا رہتا ہے وقفوں کے بعد اس خونخوار معبود کی قربانگاہ پر سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی قربانی دی جاتی ہے۔ مغربی تہذیب جو خون اور شعلوں کا دوسرا خوشنما نام ہے یونانیوں کے کرنوس کی مانند ہے جس کے ہاتھ اور منہ اپنی اولاد کے خون سے آلودہ ہیں۔ یہ تہذیب انسانیت کا معراج نہیں بلکہ حیوانیت کا کمال ہے اور وسیع پیمانہ پر مردم آزاری اور آدم کشی کا مشغلہ ہے۔ یہ قومیں اپنے معبود کے لئے جنگ کرتی ہیں۔ یورپ کی مختلف قوموں کے ایک دوسرے کے خلاف مورچے بند ہوتے ہیں۔ گولا برستا ہے دونوں طرف سے باڑھ چلتی ہے سارا یورپ دھائیں دھائیں کی آواز سے گونجنے لگتا ہے اور ہر جگہ خون کے فراٹے بہنے لگتے ہیں۔ جنگ ختم ہوتی ہے فاتح اقوام جنھوں نے جنگ کے دوران میں ہر قسم کی سفاکی روا رکھی ہوتی ہے وہ فتح کے بعد مغلوب دشمن کے لیڈروں کو خدائے مادیت کے قدموں میں ذبح کردیتی ہیں ابھی حال ہی میں نورمبرگ کی بین الاقوامی عدالت نے نازی لیڈروں کو پھانسی دیکر اوران کی سوختہ لاشوں کی راکھ کو ہوا میں اڑا کر جس عدل اور اخلاق کا ثبوت دیا ہے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی حاجت نہیں ان دو جنگوں نے ثابت کردیا ہے کہ اس تہذیب کے پاس انسانوں کے لئے صلح اور امن کا پیغام نہیں بلکہ ساری انسانیت اس تہذیب کے ہاتھوں کبھی سے اور خاک و خون میں لتھڑ کر تڑپ رہی ہے اور خود مادہ پرستی کی وجہ سے جس تباہی کی طرف ان اقوام کا رخ ہوچکا ہے اس تباہی سے ان اقوام کے وسیع ذرائع تسخیر عناصر، علوم و فنون اور سائنٹیفک آلات حرب نہیں بچا سکتے جن چیزوں کی مدد سے ان قوموں نے اقتدار حاصل کیا۔ انہی خصوصیات سے یہ قومیں تباہ ہورہی ہیں وہ وقت قریب ہے جب یہ اقوام اپنی خواہشات کی آگ میں جل کر راکھ ہوجائیں گی اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں تباہی سے نہ بچا سکے گی یہ قومیں بھی کارتھیج والوں کی مانند مسلسل جنگوں سے موت کے گھاٹ اتر کر صفحہ ہستی سے نابود ہوجائیں گی ــــ مادیت ہوا الحاد کی وہ رو جو قرون وسطیٰ کے بعد یورپ میں رفتہ رفتہ پھیل کر ایک ایجابی قوت اور زندگی کا ایک ضابطہ بن گئی اس کی وجہ سے آج سارا یورپ اور مشرق میں یورپ کے اندھے اور پرجوش مقلدین مظاہر قدرت پر فریفتہ اور معدہ کے پرستار ہیں خدا کے منکر ہیں کر ذوق تجلی سے محروم ہوچکے ہیں ــــ مغربی اقوام کے جسم سرخ و سفید اور عقل باریک ہے مگر ان کی روح تاریک ہوچکی ہے صرف تاریک ہی نہیں بلکہ ایک کھنڈر بن چکی ہے اور ڈورین گرے کی تصویر (Picture of Dorian Gray) کی مانند اس پر جذام کی پٹیاں بندھی ہیں اور اس فرنگی جذامی کی ایتعفن نے ساری نوع انسانی کی زندگی میں زہر گھول دیا ہے مغرب کا جذامی تمدن اس وقت معرض تلف میں ہے اور اپنے ساتھ ساری انسانیت کو تباہی کے گڑھے کی طرف لئے جا رہا ہے اور یہ پیہم جنگیں اس کی موت کی آخری ہچکیاں ہیں ــــ دنیا کی اس افراتفری تباہی اور بدنصیبی کو دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مادیت کیا ہے؟ مغربی تہذیب کے اس بنیادی تصور کی علمی تشریح کیا ہوسکتی ہے۔ اگر مادیت ایک بری چیز ہے تو اس کے مہلک نتائج سے دنیا کیسے بچ سکتی ہے مادیت اور روحانیت میں بنیادی اختلاف کیا ہے اور نیا نظام عالم کن بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہے۔ آئندہ اقساط میں ان مسائل پر روشنی ڈالی جائے گی (باقی دارد)

سانحۂ ارتحال

سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے خط مورخہ ۳ر نومبر میں لکھتے ہیں:-

"کہ بصرہ سے ایک دلفگار واقعہ جانکاہ کی خبر ابھی آئی ہے کہ اخویم محترم جناب میاں جی عبدالرحمن سلیمان حرکت قلب بند ہونے سے بصرہ میں اچانک وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم مغفور کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یہاں پرسوں جمعہ کی نماز کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ مرحوم ہمارے زبردست معاونین میں سے تھے۔ آپ مرکز کی ہر ایک تحریک میں حصہ لیا کرتے تھے پچھلے سال دس تبلیغی مراکز میں مرحوم نے پندرہ سو روپیہ چندہ دیا تھا۔ پچھلے دنوں خاکسار جب بصرہ گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ نومبر کے آخر تک آپ ادارہ تعلیم القرآن میں ابھی رقم سے حصہ لیں گے لیکن آہ موت نے مہلت نہ دی۔ خدا جانے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

دستخط سید تصدق حسین

یہ صرف ایک اعلان ہے پراسپکٹس نہیں

نقل رجسٹرار صاحب جائنٹ سٹاک کمپنیز پنجاب کے دفتر میں فائل کر دی گئی

انٹرنیشنل فلور اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ

پوسٹ بکس نمبر ۴۸ ۔ طارق آباد

زیر انڈین کمپنیز ایکٹ ۱۹۱۳ء ۔ بطور لمیٹڈ کام جاری کرنے کا سرٹیفکیٹ مؤرخہ ... کو ملا

منظور شدہ سرمایہ
جاری شدہ سرمایہ
ادا شدہ سرمایہ

آرڈنری حصہ جات	۴۵۰۰۰
ڈفرڈ	۵۰۰۰

منقسم

طریق ادائیگی آرڈنری حصہ جات ۔ درخواست کے ساتھ ۔ ۵/- روپیہ
ڈفرڈ ۔ ۴/-

بقایا جس وقت اور جس طرح ڈائرکٹران طلب کریں

بقایا سرمایہ کی توسیع کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمہ اگزیمنر کیپٹل ایشو کو ... ڈائرکٹران مینجنگ ایجنٹس اور ان کے دوستوں نے مبلغ دو لاکھ روپے ... کئے ہیں۔ بقایا تین لاکھ روپے کے حصہ جات پبلک کو پیش کئے گئے ہیں۔

ڈائرکٹران

(۱) شیخ میاں مولا بخش ملز ...
(ا) پروپرائٹرز ۔ میسرز محمد محسن مولا بخش آئل ملز ...
(ب) " " ۔ میسرز محمد محسن مولا بخش کاٹن اینڈ آئل ملز
(ج) " " ۔ عزیز آئس فیکٹری ۔ لائلپور
(د) " " ۔ میسرز محمد محسن مولا بخش کاٹن جننگ ...
(۲) حاجی دوست محمد مالک فرم سلطان محمود حاجی دوست محمد اندھیانی
(۳) شیخ عطا محمد مرچنٹ پروپرائٹر فرم میاں مولا بخش محمد سلیمان ریل بازار
(۴) خواجہ غلام حسین بی اے ۔ ایل ایل ۔ بی ۔ ایڈووکیٹ ۔ لائلپور
(۵) حاجی مولا بخش و دھادن رئیس چنیوٹ مرچنٹ کلکتہ ۔ بمبئی ۔ مدراس
(۶) رائے انور خاں ایم ۔ ایل ۔ اے گورنمنٹ کنٹریکٹر لینڈ لارڈ ۔ جڑ...
(۷) شیخ عبد السلام پروپرائٹرز میسرز محمد دین عبد السلام ...
(۸) میاں محمد سعید آف چنیوٹ پروپرائٹر فرم میسرز حاجی عبد الرحیم ... کلکتہ ۔ بمبئی ۔ مدراس ۔ آگرہ ۔ کراچی وغیرہ۔
(۹) مولوی محمد ابراہیم رئیس چنیوٹ پروپرائٹر ایم غلام حسین محمد ... بمبئی ۔ آگرہ ۔ دہلی وغیرہ۔
(۱۰) چوہدری محمد جلال خاں پبلک پراسیکیوٹر لائلپور ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ممبر
(۱۱) شیخ فیروز دین ملز اونر لائل پور ۔ مینجنگ ڈائرکٹر

بنک ۔ پنجاب نیشنل بنک لمیٹڈ

مینجنگ ایجنٹس ۔ شیخ نذیر حسین محمد یعقوب ملز اونرز

رجسٹرڈ آفس ۔ طارق آباد ۔ لائل پور

آڈیٹرز ۔ سوراج چند وک اینڈ کمپنی ۔ لا...

اس وقت ملک ایک ایسے دور سے پر گذر رہا ہے جہاں ہر گروہ اور ہر طبقے کو اپنے آپ کو مستحکم بنیادوں پر قائم ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ اب وہ زمانہ آگیا ہے جب ہندوستان کے باشندے صنعت و حرفت اور تجارت کے میدان میں غیر ملکوں کے دست نگر نہیں رہینگے اور اپنی ضروریات زندگی خود مہیا کریں گے اس موقعہ پر جس قوم نے اقتصادیات کی جانب سے غفلت برتی وہ ترقی کی دوڑ میں دوسروں سے بہت ہی پیچھے رہ جائے گی۔ ان حالات کے پیش نظر

انٹرنیشنل فلور اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ لائل پور کی بنیاد رکھی گئی ہے

اس کاروبار جس کا تیار کردہ مال ہر شخص کی ضروریات زندگی کا اہم جزو ہو۔ جیسے آٹا۔ روا۔ سوجی وغیرہ اس کے نفع بخش ہونے میں کیسے شک ہوسکتا ہے۔ ہمارے بڑھتے ہوئے معیار زندگی کے ساتھ ساتھ کیک پیسٹری۔ بسکٹ وغیرہ بھی ضروریات زندگی میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور آٹا پیسنے کی چھوٹی چھوٹی چکیاں ان بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے سے یکسر قاصر ہیں۔

منڈی لائل پور کی زبردست اہمیت

کمپنی ہذا کے زیر نظر لائل پور میں ایک عظیم الشان فلور ملز کا قیام ہے جس میں آٹا میدہ۔ سوجی روا وغیرہ تیار ہوگی۔ اس کے علاوہ بہت بڑے پیمانے پر بریڈ سازی کا کارخانہ آئل ایکسپیلر۔ رائس ملز۔ اور دیگر کاروبار مندرجہ میمورنڈم کمپنی ہذا کا قیام مقصود ہے۔ مجوزہ کاروبار کو وسیع ترین پیمانہ پر چلانے کے لئے پنجاب کے دل یعنی لائل پور کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے خام مال خصوصاً اعلیٰ قسم کی گندم۔ تولہ توریہ وغیرہ کی پیداوار کے لئے لائلپور کی زرخیز سرزمین ہندوستان بھر میں ممتاز ترین درجہ رکھتی ہے اور منڈی لائلپور کے علاوہ ان اضلاع کی مشہور منڈیاں مثلاً گوجرہ ۔ جڑانوالہ ۔ چک جھمرہ ۔ سانگلہ ہل ۔ چنیوٹ ۔ ٹانڈلیانوالہ وغیرہ کا ارد گرد جال بچھا ہوا ہے۔ تمام پیداوار کی فراوانی کے ساتھ ساتھ لائلپور کی منڈی میں تیار شدہ مال آٹا۔ سوجی۔ میدہ۔ روا وغیرہ کی نکاسی اور کھپت کے لئے ایشیا بھر میں مشہور و معروف ہے۔ اور برت کی جو کثیر کھپت اس علاقہ میں ہے۔ اس سے بچہ بچہ واقف ہے۔ اب

انٹرنیشنل فلور اینڈ جنرل ملز کی امتیازی خصوصیات پر غور فرمایئے

(ا) مینجنگ ایجنٹس خود مالکان ملز ہیں اور اس کاروبار میں مکمل مہارت اور تجربہ رکھتے ہیں۔
(ب) کمپنی کے ڈائرکٹران کی اکثریت چنیوٹ کے تاجر اصحاب پر مشتمل ہے جن کے کاروبار ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چل رہے ہیں۔
(ج) کمپنی اپنے کاروبار کو فوراً شروع کر سکتی ہے۔ خوش قسمتی سے کمپنی کو ۱/۲ ۷ ایکڑ زمین پر وسیع و عریض بنی بنائی عمارت مل گئی ہے۔ اس عمارت میں دفتر۔ گودام۔ مشینری روم رہائشی کوارٹرز سب کچھ موجود ہے۔
(د) موجودہ عمارات میں فلور گرائینڈنگ مشین۔ رائس ملز۔ ورکشاپ۔ فونڈری چالو حالت میں کمپنی نے خرید لی ہے اور اپنے زیر نگرانی کام شروع کر دیا ہے حصہ داران کو بھی ابھی سے اپنے روپیہ کا پورا معاوضہ ملنا شروع ہو جائیگا۔
(س) موجودہ عمارت میں بجلی کی طاقت موجود ہے۔ ریلوے سائیڈنگ منظور شدہ ہے۔ ٹیلیفون کنکشن ہے۔ تجارت سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب ان فوائد کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔
(ص) ریلوے کے علاوہ پختہ سڑکوں لائل پور۔ لاہور۔ جڑانوالہ کی مراعات حاصل ہیں۔ مل پلانٹ اور مختلف منڈیوں کا آپس میں سلسلہ ملا ہوا ہے

انٹرنیشنل فلور اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ لائل پور

کو خوش قسمتی سے ابتدائی کار ہی میں اس قدر شاندار فوائد حاصل ہیں۔ اسے قابل اعتماد و با تجربہ کار تاجروں کی سرپرستی حاصل ہے اور ہم تائید ایزدی کے بھروسہ پر یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ ان ممتاز سرپرستوں کی نگرانی میں

انٹرنیشنل فلور اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ

ترقی کی منزلیں بہت جلد طے کرے گی۔ انشاء اللہ۔ ضلع لائل پور میں خام مال کی کثرت پیداوار کی نکاسی، ملز کا موزوں محل وقوع ۔ مکمل عمارات ۔ بجلی ۔ ریلوے سائیڈنگ ٹیلیفون کی سہولتیں ۔ مینجنگ ایجنٹس کی کاروباری مہارت اور یہ سب ایسی باتیں ہیں جو ملز کی شاندار کامیابی کی ضامن ہیں۔

احمدیہ خواتین پشاور کا ماہوار جلسہ

احمدیہ انجمن خواتین پشاور کا ماہوار اجلاس بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۴۶ء بمکان ڈاکٹر عبد المجید صاحب بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔ محترمہ خورشید بیگم نے کلام پاک سے جلسے کا آغاز کیا اور اس کے بعد اہلیہ صاحبہ میر مدثر شاہ صاحب نے نعت رسول سنائی۔ پھر خاکسار سیکرٹری نے گزشتہ جلسے کی رپورٹ سنائی۔ اہلیہ مولوی عبداللہ جان نیازی نے ایک مفید مضمون سنایا جس میں خواتین کو علاوہ دوسری مفید باتوں کے نماز کی باقاعدگی کی طرف توجہ دلائی اور یہ بھی بتایا کہ ہمیں آپس میں محبت و رواداری سے کام لینا چاہیئے۔ اس کے بعد شیریں عبد المجید نے ملفوظات احمدیہ میں سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے جنہیں سب نے بہت پسند کیا۔ اہلیہ ڈاکٹر عبد المجید صاحب خواتین کے لئے مقامی مسجد میں جو نیا کمرہ بنانے کی تجویز ہوئی تھی اس کے متعلق خواتین کو کہا کہ سب مل کر مرد انجمن پر زور ڈالیں کہ وہ جلد اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں اور خواتین کو اس تکلیف سے بچائیں جو ان کو نماز ادا کرنے کے لئے گھر بہ گھر پھرنے میں ہوتی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ خواتین کے کمرے کیلئے ابتدائی اندازہ کا تخمینہ ہوا تھا مبلغ چودہ سو روپیہ تو مسجد کا پہلے سے مقامی انجمن کے پاس ہے اور آٹھ سو روپیہ ہمارے احمدی بھائیوں نے خواتین کی اپیل پر جو انھوں نے عید الفطر کے موقع پر ان سے کی تھی دینے کا وعدہ کیا باقی جو کمی ہوگی وہ خواتین انشاء اللہ پوری کر دیں گی۔ چنانچہ کچھ روپیہ اس کام کے لئے جمع ہو گیا ہے اور کچھ وعدے ہوئے ہیں۔

زکیہ ایزد بخش
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
لاہور

(بقیہ از صفحہ ۱۵)

نے بھگوان رام کو کہا کہ مہاراج آپ کے راج میں کوئی گھور پاپ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے براہمن کا جوان بیٹا باپ کی زندگی میں مر گیا۔ تفتیش شروع ہو گئی تو معلوم ہوا کہ جنگل میں ایک شودر سمبوک نامی ایشور کی بھگتی کر رہا ہے چنانچہ بھگوان رام وہاں خود گئے اور اپنے ہاتھ سے اس شودر کو قتل کیا۔

منوسمرتی میں ان لوگوں کے لئے ایسے احکام موجود ہیں کہ یہ لوگ گاؤں کے باہر رہیں۔ مردے کے کپڑے پہنیں۔ ٹوٹے ہوئے برتنوں میں جوٹھا کھانا کھایا کریں اور لوہے کے زیور استعمال کریں۔ اگر کوئی شودر دولت جمع کرے تو راجہ اس کی تمام دولت ضبط کر کے اسے ملک سے باہر نکال دے۔

محترم حضرات۔ اس مظلوم قوم کے کانوں میں جب اسلام کی آواز پہنچی۔ یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی۔ اے لوگو۔ ہم نے تم سب کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ براہمن بھی عورت کے پیٹ سے

ضرورت ہے

انجمن کو چند ایسے مخلص محنتی اور دیانتدار کارکنوں کی ضرورت ہے جو زمیندارہ کام کی اچھی واقفیت رکھتے ہوں اور انتظامی قابلیت کے مالک ہوں۔ زراعتی کالج کے پاس شدہ احباب قابل ترجیح ہوں گے۔ تنخواہ حسب لیاقت و تجربہ یکصد روپے ماہوار تک دی جائے گی خاص قابلیت کے احباب کو زیادہ بھی دی جا سکتی ہے۔ زمیندارہ تجربہ کے علاوہ فوجی ملازمت بھی کر چکے ہوں ان کے لئے بھی اچھا موقعہ ہے۔

جماعت کے دوست مقامی جماعت کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ کی تصدیق سے درخواستیں پتہ ذیل پر ارسال کریں۔

مرزا مسعود بیگ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔
(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔
(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کا مکتوب گرامی

از جہاز "اینڈیس"
پورٹ سعید

مکرم محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔
اخبار پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ تمام احباب و بزرگان قوم سے رخصت ہو کر ۲۲ ر کو بمبئی پہنچا۔ سٹیشن پہ مکرم عزیزم ملک عبدالرحمٰن صاحب (خلف الرشید جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب آف امپیریل الیکٹرک کمپنی) اور محترم جناب ڈاکٹر بیرن عمر صاحب موجود تھے۔ اسی دن جہاز کے متعلق ضروری کاغذات حاصل کر کے شام کو ملک عبدالرحمان صاحب کے دولتکدہ پر جا قیام کیا۔ شام کے بعد بیرن صاحب مع اپنے ایک عرب دوست کے تشریف لائے اور باتیں ہوتی رہیں بیرن صاحب کھانا کھا کر رخصت ہو گئے۔ دوسرے دن صبح ہی جہاز پر سوار ہو جانا تھا لہذا نو بجے بندرگاہ پر پہنچ کر ۱۱ بجے جہاز پر سوار ہو گیا۔ جہاز پر سوار کرانے کے لئے ملک عبدالرحمان صاحب و بیرن عمر صاحب تشریف لائے جن کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ لیکن جہاز ۲۵ ر اکتوبر بروز جمعۃ المبارک ساحل بمبئی سے روانہ ہوا۔ جہاز جنگی ہے۔ جس میں بیشمار اطالوی قیدی جا رہے ہیں۔ جگہ تنگ ہے اور کھانا بھی معمولی ہے لیکن تاہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سمندر ساکن ہے اور سفر بفضلہ بخیر و خوبی گذر رہا ہے۔ ہمارا جہاز عدن نہیں ٹھہرا اور اب کل ۳۱ ر ماہ اکتوبر کو انشاء اللہ پورٹ سعید پہنچے گا۔ جہاں سے یہ سطور سپرد ڈاک کر سکوں گا۔

ان سطور کی ایک خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ میں ان تمام احباب جماعت و بزرگان قوم کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے کمال محبت اور عزت اور اپنی دلی اور اخلاص بھری دعاؤں کے ساتھ مجھے لاہور سٹیشن پر الوداع کہا۔ راستہ میں دہلی سٹیشن پہ مکرم معظم جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب واخویم محترم جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی و برادرم عبدالشکور صاحب صاحب بیٹ تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ۔

جس دور سے ہم گذر رہے ہیں وہ نہایت ہی پرفتن اور ابتلاؤں اور آزمائشوں کا دور ہے۔ ہر طرف بے دینی وجاہلیت، ملادیت، دغا اور فریب کاری کا زور ہے۔ تمام دنیا ایک ہی رو میں بڑی سرعت اور فخر کے ساتھ بہ رہی ہے۔ اس زمانہ اور اس ماحول میں خدا کا نام ان تک پہنچانا اور اسلام کے زندگی بخش پیغام کی طرف ان کو دعوت دینا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ اس صدی کے مجدد اور اس زمانہ کے امام نے جو کشف مغرب سے طلوع اسلام کا دیکھا وہ انشاء اللہ ہماری اپنی زندگیوں میں ہی پورا ہو کر رہے گا۔ مجھے جہاز پہ بھی چند ہندوستانیوں اور انگریزوں سے گفتگو کا موقع ملا ہے جس سے میں اندازہ لگا سکا ہوں کہ

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

وباللہ التوفیق

ان سطور کو ختم کرنے سے قبل اپنے تمام احباب کا دوبارہ سہ بارہ شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی اخلاص بھری دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ البتہ اس کے ساتھ ہی مودبانہ درخواست ہے کہ میری کامیابی کے لئے اور صحت و عافیت کے لئے اپنی نیم شبی دعاؤں اور نمازوں میں [illegible] رہیں بے حد مشکور رہوں گا۔ والسلام

خاکسار۔ طالب دعا۔ آپ کا دور افتادہ بھائی

عبداللہ

عید اضحیٰ انشاء اللہ عرشہ جہاز پر آئے گی جس کی ادائیگی کا انتظام ہو رہا ہے۔ جملہ احباب کو عید مبارک ہو۔ عبداللہ

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام

جماعت لاہور چھاؤنی کا مبارک و مستحسن اقدام

ہندوستان کی موجودہ سیاسی کشمکش میں مسلم لیگ کے روادارانہ برتاؤ نے اچھوت اقوام کو جس منزل پر لا کھڑا کیا ہے وہ ایسے مقام پر ہیں جہاں سے ان کا رُخ آسانی سے اسلام کی طرف پھیرا جا سکتا ہے اور انہیں موجودہ ذلت و نکبت سے نکال کر اسلامی مساوات اور عزت و وقار کی بلندی پر پہنچایا جا سکتا ہے۔

یہ کام فی الحقیقت ہماری جماعت کا ہے جو تبلیغ اسلام کے بلند مقصد کو لیکر کھڑی ہے اور یہ سننا موجب مسرت ہے کہ ہماری انجمن کی توجہ اس طرف خاص طور پر مبذول ہو چکی ہے۔

اس ضمن میں یہ سننا ہمارے احباب کے لئے اور بھی زیادہ مسرت کا موجب ہوگا کہ ہماری لاہور چھاؤنی کی جماعت نے اس کام کی ابتدا عملی طور پر کر بھی دی ہے چنانچہ گذشتہ ۸ ر نومبر ۱۹۴۶ء کو مکرم جناب قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم کے مکان پر بعض احباب جماعت کی تحریک پر جن میں مکرم جناب ڈاکٹر محمد امین صاحب (ریٹائرڈ) و ڈپٹی اسسٹنٹ کی کوششوں کو بہت دخل ہے اچھوت اقوام کے قریباً بیس پچیس افراد کو جمع کیا گیا جو لاہور چھاؤنی میں چمڑے یا جوتیاں بنانے کا کام کرتے ہیں،

مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، اور جناب شیخ غلام قادر صاحب اور خود خاکسار بھی اس مجلس میں شامل ہوئے اور ان اچھوت بھائیوں سے بات چیت کا موقعہ ملا، انہیں سمجھایا گیا کہ ہزارہا سال ہندو قوم کے اندر رہنے اور ان کی خدمت کرنے کے باوجود جو صلہ انہیں ملا ہے وہ یہی ہے کہ نہ مذہبی طور پر ان کی عبادات میں آپ لوگ شریک ہو سکتے ہیں، نہ مجلسی اور معاشرتی طور پر ان سے کوئی تعلق رکھنے کے مجاز ہیں، یہاں تک کہ ان کے قریب جانے سے بھی ان کا دھرم بھرشٹ ہو جاتا ہے اور سیاسی طور پر بھی ان کی جو حیثیت ہندو قوم میں ہے ظاہر ہے۔

اس لئے اگر آپ عزت و وقار کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو اچھوت پن کی لعنت سے آزاد کرنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد علاج یہ ہے کہ آپ اسلام کے اندر آ جائیں جہاں ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف کے اندر شاہ و گدا مل کر ایک خدا کی عبادت کر سکتے ہیں بلکہ بعض وقت بادشاہ کو پچھلی صف میں جگہ ملتی ہے اور کوئی غریب آدمی اگلی صف سے کسی امیر یا بادشاہ کے لئے پیچھے نہیں ہٹایا جا سکتا ایسا ہی مجلسی اور معاشرتی طور پر بھی ایک اچھوت کلمہ پڑھتے ہی مساوات کا درجہ حاصل کر سکتا ہے اور اس کے لئے ترقی کے تمام راستے کھل جاتے ہیں وہ دینی و روحانی پیشوا بن سکتا ہے امام ہو سکتا اور قوم کا سردار بن سکتا ہے۔

اس دعوت کے جواب میں اچھوت بھائیوں نے نہایت حوصلہ افزا تقریریں کیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو خود ہندو قوم کے ذلت آفرین سلوک اور اسلام کے شاندار طریق عمل کا جو اس نے دوسری اقوام کے لوگوں کے ساتھ عملاً روا رکھا ہے پورا احساس ہے اور وہ بدل خواہشمند ہیں کہ موجودہ ذلت سے نکل کر اسلام کا اعزاز حاصل کریں چنانچہ ان میں سے ایک نوجوان جگندر سنگھ نے بہت عمدہ تقریر کی اور بتایا کہ ہندو قوم میں تو وہ یہاں تک گرے ہوئے ہیں کہ اگر کسی درخت پر ایک برہمن بیٹھا ہو اور درخت کے نیچے اچھوت آ کھڑا ہو تو برہمن پر واجب ہو جاتا ہے کہ فوراً ہردوار جا کر اپنے آپ کو پاک کرے ورنہ وہ بھرشٹ ہو جاتا ہے۔

انھوں نے بتایا کہ اس لعنتی زندگی سے نکلنے کے لئے ہم نے سکھوں کا بھیس اختیار کیا کہ شاید سکھ ہی ہمیں اپنا لیں لیکن وہاں بھی پانچ ککے ہمیں دور رکھنے کا موجب ہوئے برخلاف اس کے اسلام میں کلمہ، قرآن اور کعبہ سب کے لئے ایک ہے اور کسی باہر سے آئے ہوئے کو ان سے محروم نہیں رکھا جاتا۔

ایک اور صاحب ماسٹر لدو رام بھی بہت سمجھدار واقع ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے ان تمام اچھوت بھائیوں میں بہت بیداری پیدا ہو چکی ہے۔

اس موقعہ پر جماعت لاہور چھاؤنی کی طرف سے تمام حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کی گئی اور سب دوستوں نے اچھوت بھائیوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور چائے نوشی کی، جس کا ان پر خاص اثر ہوا۔

آخر میں مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے نہایت برجستہ اور دل نشین تقریر کی اور اچھوت بھائیوں کو دوبارہ ص ۱۵

ص ۱۵ توجہ دلائی کہ ان کی نجات اگر ممکن ہے تو صرف اسلام میں ہے دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی، اسلام میں آ کر وہ خدا تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن اچھوت رہ کر وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے،

یہ مجلس دعا پر ختم ہوئی۔ اچھوت بھائیوں نے آئندہ پھر ملنے کا وعدہ کیا ضرورت ہے کہ ہماری دوسری جماعتیں بھی اس طرف توجہ کریں اور اپنے اپنے شہروں کے اچھوت بھائیوں کو جمع کر کے انہیں دعوت اسلام دیں، اور خاص طور پر دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام میں شمولیت کی توفیق دے

آمین

درست محمد احمدیہ بلڈنگس لاہور

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

فاروق اعظمؓ

عادات و اطوار — شمائل و خصائل

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب بی اے مسلم ٹاؤن لاہور

حضرت عمرؓ کی زندگی علامہ اقبال کے اس شعر کی صحیح تصویر تھی ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند ٭ در شہنشاہی فقیری کردہ اند

خوراک میں سادگی آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے اور سادہ کھانا کھاتے تھے۔ رہنے کا مکان بھی بالکل سادہ تھا۔ خلافت سے پہلے آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ جب خلافت کا بار سر پر پڑا تو تجارت چھوڑنی پڑی۔ بیت المال سے تھوڑا سا روزینہ لیتے تھے۔ اسی سے آپ نہایت سادگی اور کفایت شعاری سے گزارہ کرتے تھے۔ خوراک عام طور پر گیہوں یا جو کی روٹی اور روغن زیتون تھا۔ گوشت سرکہ دودھ شاذ ہی آپ کے دسترخوان پر نظر آتا تھا۔ سفرا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کے کھانے کی سادگی دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔

ایک دفعہ عراق کے چند روسا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں کھانے میں شریک فرمایا۔ مگر وہ بے رغبتی سے کھاتے تھے۔ آپ نے یہ کیفیت دیکھ کر فرمایا "اے اہل عراق! اگر میں چاہتا تو اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھا سکتا تھا۔ مگر ہم لوگ اپنے لئے آخرۃ میں ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اس دنیا کے کھانوں کی پروا نہیں کرتے۔"

عتبہ بن فرقد کی روایت ہے کہ ایک دن میں فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ خشک روٹی کوٹ رہے ہیں اور پنیر کی چھاچھ پاس پڑی ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ امیر المومنین! اگر آپ پسند فرماتے تو نرم کھانا طیار ہو سکتا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی:—

اذھبتم طیبٰتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا۔

آپ زیادہ گوشت کھانے کو ناپسند فرماتے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی کثرت سے منع فرماتے۔ حفص بن العاص سے روایت ہے کہ مجھے اکثر فاروق اعظم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ کبھی تو آپ کے سامنے روٹی اور روغن زیتون ہوتا اور کبھی روٹی اور سرکہ۔ کبھی صرف سوکھا گوشت۔ آپ کے دسترخوان پر اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا تازہ گوشت سمجھا جاتا تھا۔ مگر یہ کبھی کبھار ہی دیکھنے میں آتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! آٹے کو چھان کر نہ کھایا کرو وہ کل طعام ہے۔ اور بھوسی کھانے کے قابل ہوتی ہے۔ آج ڈاکٹر بھی اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ آٹے کو چھاننا نہیں چاہیے۔ ذیابیطس کے مریضوں کے لئے تو یہ از بس ضروری ہے۔ صحابہ میں سے جو سادہ لباس اور سادہ غذا کھاتے ان کی آپ بہت قدر کرتے تھے۔ عمر بن عتبہ نے ایک دفعہ آپ سے کہا کہ آئندہ نہ میں کبھی نفیس کپڑے پہنوں گا نہ رات کو نرم بستر پہ سوؤں گا نہ پر تکلف کھانوں سے پیٹ بھروں گا۔ آپ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور ان کی بہت تعریف کی۔

ایک دفعہ آپ کا دل مچھلی کھانے کو چاہا۔ ایک شخص کو مچھلی کی تلاش میں بھیجا وہ بڑی تلاش کے بعد مچھلی لائے۔ جب آپ نے اس کے گھوڑے کو تھکا ماندہ دیکھا تو آپ نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ اے عمر! تو نے اپنے مزہ کے لئے ایک جاندار کو اس قدر تکلیف دی اور پھر وہ مچھلی نہ کھائی۔

لباس لباس کی یہ کیفیت تھی کہ پاجامہ اور قمیص پر اکثر پیوند لگے ہوتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا حضرت عمرؓ کو ایسی قمیص پہنے دیکھا ہے کہ جس کے مونڈھوں پر چار چار پیوند لگے ہوتے تھے۔ ابو عثمان کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پاجامہ پر چمڑے کے پیوند لگے دیکھے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو ایک دفعہ طواف کعبہ میں دیکھا کہ ان کے پاجامہ پر بہت سے پیوند تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور ان کے پاجامہ پر نظر پڑی تو اس پر بہت سے پیوند تھے۔

ایک وقت لوگ باہر آپ کے منتظر تھے۔ آپ کو گھر کے اندر بہت دیر لگ گئی جب باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ پہننے کے لئے دوسرے کپڑے نہ تھے۔ اس لئے کپڑے دھوئے تھے ان کے سوکھنے میں دیر لگ گئی۔ جب سوکھ گئے تو آپ پہنکر باہر تشریف لائے۔ یہ حال تھا عراق و عرب، روم و شام و فارس کے فاتح اعظم کا کہ پہننے کے لئے گھر میں دوسرا جوڑا بھی نہیں۔ مگر باوجود اس کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے بادشاہ آپ کے نام سے کانپتے تھے۔

عادات و اطوار سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ خلافت کے زمانہ میں آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ میں ان کے ہمراہ ہو لیا۔ جب آپ ابطح میں پہنچے تو کنکر جمع کر کے اپنے سرہانے رکھ لئے اور فرش زمین پر ہی لیٹ گئے۔

ایک دفعہ قیصر روم کا سفیر مدینہ آیا۔ اس کا خیال تھا کہ عمر بہت جاہ و جلال کا بادشاہ ہوگا۔ اس کا عظیم الشان محل ہوگا اور بڑے تزک و احتشام کا دربار لگتا ہوگا۔ لیکن جب مدینہ پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ قیصر و کسریٰ کے فاتح کا نہ کوئی محل ہے نہ کوئی دربار۔ بیچارے کا کچھ پتہ ملا بھی تو عام غریب لوگوں کی طرح سے۔ اور معلوم نہیں کہ خود امیر المومنین کہاں تشریف فرما ہیں۔ آخر ایک بڑھیا نے بتایا کہ میں نے ان کو فلاں نخلستان میں دیکھا ہے۔ سفیر نے وہاں جا کر دیکھا تو دم بخود رہ گیا کہ امیر المومنین ایک درخت کے نیچے فرش زمین پر پڑے سو رہے ہیں۔

شام میں داخلہ کے وقت لوگوں نے آپ سے کہا کہ یہاں کے بڑے بڑے امرا اور روسا آپ سے ملنے آئیں گے آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں پیادہ نہ چلیں۔ اور اعلیٰ لباس زیب تن فرمائیں یہ وقت امیر المومنین کے شایان شان نہیں۔ مگر آپ نے کمال استغنا سے فرمایا تم اس کے متعلق فکر مت کرو۔ عزت خدا کی طرف سے ہے ظاہری آن بان سے عزت نہیں۔

جب آپ دوسری دفعہ شام تشریف لے گئے تو آپ کا لباس اس قدر سادہ اور معمولی تھا کہ ایلیا بستی کے عیسائی پہچان بھی نہ سکے کہ امیر المومنین آپ ہیں۔ وہ لوگ آپ سے ہی آکر پوچھتے کہ امیر المومنین کہاں ہیں۔ وہیں ایک پادری کے ہاں آپ کا قیام ہوا۔ سفر میں پیراہن پھٹ گیا تھا آپ نے مرمت کے لئے اسے دے دیا۔ اس نے مرمت بھی کر دیا۔ اور ایک باریک کپڑے کا نفیس کرتہ آپ کی نذر کیا۔ مگر آپ نے یہ کہکر واپس کر دیا کہ باریک کپڑا مجھے پسند نہیں اور اپنا موٹا جھوٹا کرتہ ہی پہن لیا۔

جب اہواز کا بادشاہ ہرمزان نامی فاروقی لشکر سے شکست کھا کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مدینہ آیا تو تاج مرصع اس کے سر پر تھا جس میں قیمتی جواہرات لگے تھے اور ریشمی قبا زیب تن تھی۔ ایرانی رسم کے مطابق سارا بدن زیورات سے جگمگا رہا تھا۔ جب وہ اس سج دھج سے مدینہ آیا تو اہل شہر اس کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ حضرت امیر المومنین اس وقت مسجد کے اندر عصا کا تکیہ لگائے فرش خاک پر آرام فرما رہے تھے۔ ہرمزان نے پوچھا کہ امیر المومنین کدھر ہیں؟ لوگوں نے اشارہ سے بتایا کہ یہی ہیں۔ ہرمزان کا خیال تھا کہ جس شخص کی فتوحات نے ایک عالم کو محو حیرت بنا رکھا ہے بڑی شان و شوکت کا انسان ہوگا اور تخت مرصع پر بیٹھتا ہوگا اردگرد درباری صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اس نے پھر پوچھا کہ میں امیر المومنین کے متعلق پوچھتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے پھر آپ کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا دربان و پاسبان کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ تو خیر آرام کی حالت ہے جب آپ گشت کرتے ہیں اس وقت بھی آپ کے ہمراہ کوئی نہیں ہوتا۔ ہرمزان نے کہا کہ یہ بادشاہت نہیں یہ تو شان رسالت ہے۔

حضرت فاروق اعظم جس سادگی سے گزر اوقات کرتے تھے اس کا بعض وقت صحابہ کرام کو بہت احساس ہوتا۔ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ نے تجویز کی کہ امیر المومنین کو بیت المال سے زیادہ گزارہ لینا چاہیے۔ اور ان کو خود تو جرأت نہ ہوئی۔ حضرت حفصہ سے کہا کہ وہ اپنے باپ کی خدمت میں عرض کریں کہ چونکہ ان کی گزران بہت تنگی سے ہوتی ہے اس لئے ان کو بیت المال سے زیادہ وظیفہ لینا چاہیے۔ جب حضرت حفصہ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی تو آپ نے ان کو جھڑک دیا۔ اور پوچھا کہ یہ مشورہ کن لوگوں کا ہے۔ حضرت حفصہ نے ٹال دیا۔ پھر آپ نے فرمایا تم تو زوجہ رسول ہو تم ہی بتاؤ رسول اللہ صلعم کس طرح گزارہ کرتے تھے۔ حضرت حفصہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلعم سادہ کھانا کھاتے تھے اور موٹا جھوٹا پہنتے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے نبی سے بڑھکر نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پہنوں گا میری اور حضرت نبی کریم صلعم کی اور ابوبکر کی مثال ایسی ہے جیسے تین اشخاص ایک راستہ پر چلے۔ اول پہلے چلا تو وہ توشہ لیکر منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ دوسرے نے بھی اس کی اتباع کیا اور اس سے جا ملا۔ تیسرا بھی اگر ان کے نقش قدم پر چلے گا تو ان سے جا ملے گا۔ ورنہ راستہ میں اٹکتا پھرے گا۔

(باقی [illegible])

قلب سلیم

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

قلب سلیم اللہ تعالے کے انعامات میں سے ایک بہت بڑا انعام ہے اور ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہے جس کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند ونصیحت تعلیم وتربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر لیتا ہے۔

دل بجز تا دائما باشی جوان
از تجلی چہرہ ات چوں ارغوان

(قلب سلیم حاصل کرو تاکہ تم ہمیشہ جوان (قوی القلب) رہو۔ اور نور حق سے تمہارا چہرہ ارغوان کی طرح (سرخ و روشن رہے)

طالب دل شو کہ تا باشی چو گل
تا شوی شاداں وخنداں ہمچو گل
دل نباشد آنکہ مطلوبش گل است
این سخن را رو بہ صاحب دل است (مثنوی)

نسیم صبح کی آسودہ رفتاری پھولوں کی نازک پنکھڑیوں کو حرکت دے سکتی ہے مگر باد صرصر کا تند وتیز طوفان تناور درختوں کو جنبش تک نہیں لا سکتا سلیم القلب انسان دعوت حق آسانی سے قبول کریگا مگر غلیظ القلب پر بڑے سے بڑا معجزہ بھی اثر نہیں کرتا۔ یوں تو اس اختلاف مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں مگر سیر الصحابہؓ سلف صالحین ایسی مثالوں سے مالا مال ہیں۔

چوں بماند از خلق ماند او یتیم
انس حق را قلب مے باید سلیم (مثنوی)

ترجمہ:۔ جب کوئی شخص دنیا (اور اس کی دلفریبیوں سے) کنارہ کش ہو جاتا ہے تو وہ (حق تعالیٰ کی پناہ میں) اس یتیم [illegible] آ جاتا ہے (جس نے صحرائے عرب کے ذروں کو اپنے نور سے درخشندہ کر دیا) محبوب الٰہی بننے کے لئے قلب سلیم کی ضرورت ہے۔

اہل دل ذرہ ذرہ میں اس کی قدرت کا نظارہ کرتا ہے۔

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب
او ز ہر ذرہ ببیند آفتاب (مثنوی)

جسے شرح صدر حاصل ہو۔ تو اسے ہر ذرہ آفتاب نظر آتا ہے۔

گر حجاب از جانہا برخاستی
گفت ہر جانے مسیح آسا ستی

یعنی پردہ برانداز سے مسیحا نفس بن جاؤ گے۔

اے برادر بیکم از خود دور شو
با خود آ و غرق بحر نور شو

(اپنے آپ کو پہچانو)

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
کاملے گر خاک گیرد زر شود
ناقص ار زر برد خاکستر شود (مثنوی)

کامل آدمی اگر مٹی کو پکڑے تو سونا بن جاتی ہے۔ ناقص آدمی سونا اٹھائے تو راکھ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ نے اپنی سلیم القلبی (لطافت طبع) اور فطرت متاثرہ سے تعلیم اسلام۔ ہدایت وارشاد وغیرہ ہر موثر چیز کے اثر کو آسانی قبول کیا اور اپنی مسیحا نفسی اور نظر کیمیا اثر سے مردہ کو زندہ اور مس کو زر بنا دیا۔

حضرت ابوبکرؓ } مردوں میں سے سب سے پہلے

مشرف با اسلام ہوئے چنانچہ بخاری کی ایک روایت سے ایک فقرہ یہ ہے

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وآسانی بنفسہ و مالہ۔ یعنی۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اللہ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تو تم لوگوں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا سچا ہے اور اپنی جان اور مال سے میری غمخواری کی۔

اسلام حضرت عمرؓ } الطبرانی نے اوسط میں حدیث ابی بکرؓ سے اور الکبیر میں حدیث ثوبان سے نقل کیے اور احمد نے عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "میں رسول اللہ صلعم کے پیچھے جانے کو نکلا لیکن آپ مجھ سے پہلے ہی مسجد (کعبہ) کی طرف جا چکے تھے میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوا آپ نے سورہ الحاقہ شروع کی مجھے قرآن کی عبارت (فصاحت و بلاغت) نے متعجب کر دیا پس میں بولا خدا کی قسم یہ تو شاعر ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں پھر آپ نے یہ پڑھا انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون پس اسلام میرے قلب میں پورے غلبہ کے ساتھ داخل ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء سیوطیؒ)

بخاری میں ہے:۔ عن عبد اللہ قال ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمرؓ

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہا جب سے حضرت عمرؓ اسلام لائے ہم برابر عزت سے رہے۔

حضرت عثمان بن مظعون } آپ نے جب یہ آیت سنی

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (نحل ۱۳)

تو اپنے تاثرات کا ان الفاظ میں اظہار کیا "فذالک حین استقر الایمان فی قلبی واحببت محمدا (مسند) یہ وہ وقت ہے جب ایمان میرے دل میں جاگزین ہوا اور محمد صلعم سے محبت رکھنے لگا۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ } آپ نے جب یہ بات سنی

" ام خلقوا من غیر شیئ ام ھم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون ام عندھم خزائن ربک ام ھم المصیطرون" تو فرماتے ہیں کہ میرا دل اڑنے لگا۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی } فرماتے ہیں کہ جب آپ نے رسول کریم صلعم سے قرآن سنا تو بے اختیار ہو کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت خالد العدوانیؓ } فرماتے ہیں کہ میں نے جب آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے یہ آیت سنی " والسماء والطارق" تو اسی وقت پوری سورت کو یاد کر لیا اور بالآخر مسلمان ہو گیا (طبقات)

حضرت عامر شاعر } آپ اسلام کے متعلق اپنے تاثرات

اس طرح کلام منظوم میں پیش کرتے ہیں۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت پر نہ ہوتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔ فاغفر فداء لک ما ابقینا۔ وثبت الاقدام ان لاقینا۔ پس حفاظت فرما تجھ پر فدا ہوں جب تک ہم زندہ ہیں اور جب ہم دشمن کے مقابل پر ہوں تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔

والقین سکینۃ علینا انا اذا صیح بنا ابینا

اور ہم پر سکینت نازل فرما۔ جب ہم پر (لڑائی کے لئے) نعرہ لگایا جاتا ہے تو ہم ان کی بات ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

وبالصیاح عولوا علینا

اور (جنگ) شوروں کے ساتھ انہوں نے ہم پر ایک بوجھ ڈالا ہے

(فضل الباری)

صحابہ نے ہر قسم کے مصائب ومشکلات کا مقابلہ کیا اسلام پر ثابت قدم رہے اور نفسانی خواہشات کو کاٹ کر رکھ دیا۔

سر بریدن چیست کشتن نفس را
در جہاد و ترک گفتن نفس را (مثنوی)

یعنی نفس کو ذبح کرنے کی کیا تدبیر ہے؟ (سن لو) اس (کمبخت کو) مغلوب کرنا ہے مجاہدات (جہاد بالنفس) سے اور تمام لذات (نفسانیہ) کو ترک کر دینے سے (جن سے وہ طاقت پاتا ہے)

اس مجاہدہ اور صبر وتحمل کی چند مثالیں یہ ہیں:۔

حضرت کعب بن مالکؓ } آنحضرت صلعم آپ سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ناراض ہو گئے اور ان کا کلی مقاطعہ کر دیا۔ جس پر وہ بہت پریشان حال ہوئے یہاں جب شاہ غسان نے آپ کو لکھا " مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کیا ہے۔ لیکن خدا تمہیں ذلت اور کس مپرسی کی حالت میں نہیں رکھے گا بہتر ہے کہ ہمارے ساتھ آکر ملجاؤ ہم تمہاری ہر طرح مدد کریں گے" اس پروانہ شمع نبوت نے کامل وفاداری دکھائی اس خط کو لیا پڑھ کر تنور میں ڈال دیا اور بعد حسرت کہا " انا للہ یہ وقت بھی دیکھنا نصیب ہوا کہ کفار کی حریصانہ نگاہوں کا نشانہ بن گیا۔

(بخاری)

حضرت خبابؓ } خبابؓ کی کچھ اجرت کی رقم عاص بن وائل کے ذمہ تھی تقاضا کرنے پر اس ملعون نے کہا اجرت کا تقاضا تم کو اس صورت میں مل سکتا ہے کہ تم نبوت محمدیہ کا انکار کر دو۔ خبابؓ نے فرمایا مجھے اس قیمت پر اپنی اجرت وصول کرنے کی ضرورت نہیں یہ تو مجھ سے قیامت تک نہ ہو گا (بخاری)

آپ ام انمار کے غلام تھے وہ اسلام لائے تو انمار نے لوہا گرم کرکے ان کے سر پر رکھا ایک دن حضرت عمرؓ کی نظر ان کی پشت پر پڑی تو دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہا کہ ایسی پیٹھ میں نے کبھی نہیں دیکھی خبابؓ نے فرمایا کہ کفار نے مجھے انگاروں پر لٹا کر گھسیٹا تھا (اسد الغابہ)

حضرت بلالؓ } مکہ والوں نے انہیں لوہے کی زرہ پہنا کر گرمی کے موسم میں جلتی ریت پر لٹا دیا۔ لڑکے انہیں مکہ کی پہاڑیوں پر گھسیٹتے پھرے لیکن انکی قوت ایمانی میں ذرا ضعف نہ آیا۔

صہیبؓ وعمارؓ } کفار انہیں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں چھوڑ دیتے تھے لیکن

(باقی بر صفحہ ۱۶)

ایک پادری صاحب سے مکالمہ

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

مجھے اتفاق سے عیسائی مذہب کی اس شاخ کے گرجے میں جانے کا اتفاق ہوا جو تمام عیسائیوں کے خلاف مگر بائیبل کے موافق ہفتہ کے دن کو سبت کا دن مناتے ہیں جیسے تمام یہودی اسی دن کو سبت مانتے ہیں۔ اس فرقہ کو

7th day Adventists

کہتے ہیں۔ پونہ اس مشن کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اتفاق سے وہاں کے پادری صاحب دہلی میں آئے ہوئے تھے اور وہی مجھے گرجے میں ملے۔ اور مسیح کی خدائی اور مرنے کے بعد بقاء روح پر انگریزی زبان میں گفتگو ہوئی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

احمدی: اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنگ (ایک جرمن جرنل) نے جسے جنگی مجرم قرار دیکر پھانسی کی سزا تجویز کی گئی۔ اور اس نے زہر کھا کر اپنا خاتمہ کر لیا۔ مگر مسیح کی الوہیت کا اور اس کی شفاعت کا اقرار نہ کیا۔ مرنے سے قبل اس نے پادری صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ مسیح ہرگز خدا نہیں۔ جس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ یورپین اہل علم غالباً مسیح کی خدائی کے منکر ہیں۔

پادری صاحب۔ اکثر لوگ جو دہریہ ہیں وہ مسیح کی خدائی کے منکر ہیں مگر ہم تو سچے دل سے مسیح کو مانتے ہیں

احمدی۔ اگر مسیح کو آپ واقعی خدا جانتے ہیں تو اتنا فرمایئے کہ آپ ایک خدائے واحد کی بجائے جس کا بائیبل میں صاف صاف ذکر موجود ہے مسیح کو خدا کیوں مانتے ہیں۔

پادری۔ اس لئے کہ مسیح واقعی خدا ہے۔

احمدی۔ آپ کتنے خدا مانتے ہیں

پادری۔ تین۔ یعنی باپ خدا۔ بیٹا خدا روح القدس خدا۔

احمدی۔ یہ تینوں ایک جیسے ہیں یا کچھ کمی بیشی ہے۔ یعنی ہر ایک خدا قوت وقدرت رکھتا ہے۔ دوسرا خدا بھی ویسی ہی قدرت کا مالک ہے۔ یا باپ خدا کی طاقت زیادہ ہے اور بیٹے خدا کی طاقت کچھ کم اور روح القدس خدا کی طاقت اور بھی کم۔

پادری۔ ہمارا ایمان ہے کہ تینوں خدا یکساں ہیں۔

احمدی۔ اگر یکساں ہیں تو تین کی ضرورت کیا ہے ایک ہی کافی ہے نیز یہ کہ جس طرح بیٹا تین دن رات مرا رہا باپ بھی مر سکتا ہے اور روح القدس بھی۔ لہذا خدا کی خدائی ہی فنا ہونے والی ہے۔

اچھا پادری صاحب یہ بتایئے کہ تینوں خداؤں کی جان ایک ہے یا الگ الگ تین جانیں ہیں۔

پادری۔ یہ سوال بہت مشکل ہے اگر میں کہتا ہوں کہ ایک جان ہے تو مسیح کی موت سے خدا اور روح القدس خدا کی موت بھی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر یہ کہوں کہ تین الگ الگ جانیں ہیں تو ایک کی موت سے ⅓ حصہ خدائی مر گئی اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات انسانی عقل سے بالا ہے۔

احمدی۔ اچھا ہوا کہ آپ خود ہی اپنی مشکل کو سمجھ گئے۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر خدا تین ہیں تو تینوں محدود اور فانی ہیں۔ باپ کی حد بیٹا اور اس کی حد روح القدس اور پھر اس کی حد خدا لہذا تینوں محدود ہوئے۔

یہ بات انسانی عقل سے بالا نہیں بلکہ انسانی عقل کے خلاف ہے ۱+۱+۱ = ۳ ہوتے ہیں اب اگر کوئی شخص یہ کہے ۱+۱+۱ = ۵ ہوتے ہیں اور جب اسے بتایا جائے کہ یہ غلط ہے تو وہ یہ کہدے کہ یہ حساب انسانی عقل سے بالا ہے اس لئے آپ ایمان لائیں کہ ایک جمع ایک جمع ایک برابر ہے پانچ کے۔ تو ہر عقلمند انسان یہی کہے گا کہ یہ تو حساب ہی غلط ہے اسے عقل دھکے دیتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایک برابر تین اور تین برابر ایک یہ بھی خلاف عقل ہے۔

پادری۔ تثلیث ایک مقدس راز ہے جس پر ہمارا ایمان ہے اگرچہ ہم اس راز کو حساب کے قاعدے سے سمجھا نہیں سکتے۔

احمدی۔ مقدس راز کہدینے سے کچھ نہیں بنتا۔ یہ محض ایک خلاف عقل باطل خیال ہے جو مسیح کے بعد گھڑا گیا ہے۔ اس کے ابطال کے لئے کسی لمبے چوڑے حساب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ معمولی دوکاندار بھی اتنا حساب جانتا ہے کہ جس سے تین ایک اور ایک تین کی غلطی کھل جاتی ہے۔ مثلاً میں آپ سے تین روپے کی ایک بائیبل خریدتا ہوں اور آپ کو ایک روپیہ دے کر کہتا ہوں کہ یہ ایک روپیہ تین روپوں کے برابر ہے تو آپ کبھی اس حساب پر راضی نہ ہوں گے۔

پادری۔ آپ مسیح کو زندہ مانتے ہیں یا نہیں۔

احمدی۔ جس طرح سب انبیاء زندہ ہیں اسی طرح مسیح بھی زندہ ہے۔ اگرچہ وہ اس زمین پر اپنی زندگی کے دن پورے کر کے طبعی موت سے مر چکا ہے جس طرح دوسرے انبیاء بھی مر چکے ہیں۔

پادری۔ مسلمان تو مسیح کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور اس کی آمد کی قائل ہیں۔ پھر آپ کیوں انکار کرتے ہیں کیا آپ مسلمان نہیں ہیں۔

احمدی۔ بلاشبہ مسلمانوں میں یہ غلطی نصاریٰ کی وجہ سے پڑ گئی ہوئی ہے مگر اسلام کہتا ہے کہ مسیح وفات پا چکا ہے اور وہ صلیب کی لعنتی موت سے بچا لیا گیا تھا اور اس کی آمد ثانی اسی طرح ہوگی جیسے الیاس کی آمد ثانی ہوئی تھی۔

پادری۔ بائیبل کا مذہب یہ ہے کہ جو مر جاتا ہے وہ قیامت تک مردہ ہوتا ہے نہ روح زندہ رہتی ہے نہ جسم۔ قیامت میں خدا مردوں کو زندہ کرے گا۔

احمدی۔ موت اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف تبدیلی کا نام ہے، جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے نکل کر وسیع زمین رہنے کو پاتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد عالم قبر ہے جہاں انسان زندہ تو ہوتا ہے مگر قیامت کے دن تمام مرنے والے عالم قبر سے بہت بڑے وسیع عالم میں آجائیں گے۔ بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ ہوتا ہے بلکہ نطفہ کی حالت میں بھی زندہ ہوتا ہے اور جب وہ رحم مادر سے باہر آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ بچہ پیدا ہوا۔ اسی طرح زندگی کی وہ منزل جسے عالم قبر کہتے ہیں جب ختم ہوگی تو تمام انسان اپنے آپ کو ایک دوسرے عالم میں زندہ پائیں گے

آپ کا یہ عقیدہ کہ مرنے کے ساتھ روح بھی مر جاتی ہے غلط ہے۔ میں خود صاحب تجربہ ہوں میں نے ان لوگوں کی روحوں کو جو مر چکے ہیں اپنی آنکھوں سے جاگتے دیکھا ہے اور ان سے بات کی ہے۔ نہ ایک دفعہ بلکہ چند مرتبہ

پادری۔ کیا واقعی آپ نے روحوں سے باتیں کی ہیں یا وہ شیطانی دھوکہ بازی تھی۔ خدا کا کلام تو کہتا ہے جو مرتا ہے وہ قیامت تک مرا ہی رہتا ہے قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہوں گے۔

احمدی: آج علم روح کو اہل مغرب نے بہت ترقی دی ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ روح مرتی نہیں۔ اب اس صداقت کو شیطانی دھوکہ کہکر رد کرنا نادانی ہے کیا انجیل میں نہیں لکھا کہ جب مسیح کو ظلم سے صلیب دی گئی تو زلزلہ آیا اور دوسرے ہیبت ناک نشان ظاہر ہوئے یہاں تک کہ قبریں کھل گئیں اور روحیں باہر آ گئیں جن کو اہل شہر نے دیکھا۔

پادری۔ یہ روحوں کا نکل آنا تو ایک جزوی حشر تھا۔ جس کا تعلق مسیح کے جی اٹھنے کے ساتھ ہے۔

احمدی۔ مگر یہ تو مان لیجئے کہ وہ روحیں دوبارہ زندہ نہ ہوئیں تھیں بلکہ وہ قبروں سے نکل کر شہر میں چلی آئیں اور لوگوں نے ان کو دیکھا۔ یہ تو ثبوت ہے کہ قبر کے عالم میں روحیں زندہ ہوتی ہیں۔

پادری۔ آپ کے پاس کوئی قطعی ثبوت مرنے کے بعد زندہ رہنے کا ہے

احمدی۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلعم جو مثیل موسیٰ ہیں اور وہی نبی ہیں جن کے متعلق یہود نے یحییٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ اگر تو ایلیاس ہے اور نہ مسیح تو پھر کیا تو وہ نبی ہے۔ اس لئے مسلمان آپ کا نام لینے کی بجائے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اور آپ کی بشارت حضرت عیسےٰ نے بھی دی تھی۔ آپ کو ہزارہا اہل اللہ نے عالم بیداری میں دیکھا ہے اور آپ سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اور اس زمانہ میں وہ انسان جس کے وجود میں مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ پورا ہوا میں نے سے دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے آپ کی احادیث کو سنتے ہیں۔

. . . .

اب پادری صاحب نے سلسلہ کلام ختم کر دیا۔ اور بندہ نے بھی سلام کہکر اپنا راستہ لیا۔ اس مکالمہ سے ظاہر ہے کہ کس طرح عیسےٰ کی خدائی کو باطل کر دیا گیا ہے کہ آج ایک احمدی کے سامنے بڑے سے بڑے پادری صاحب کو دم مارنے کی طاقت نہیں ہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

کریں خداوند کریم اس کی مشکلات کو آسان کرے اور اس کے معاندوں کو ہدایت نصیب ہو، حضرت مسیح موعود کے سچے عاشقوں میں سے ہے شب و روز سلسلہ عالیہ کی تبلیغ میں کوشاں رہتے ہیں۔

(د) مولوی احمد گل صاحب مبلغ اسلام کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی صحت یابی کے لئے احباب سلسلہ دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

ہمارے مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں

نوابشاہ (سندھ) سے حافظ عبدالرشید صاحب لکھتے ہیں کہ ڈیرہ نواب پٹ عیدن - کوئٹہ - کا دورہ کیا - ڈیرہ نواب میں مختلف اصحاب سے ملاقاتیں ہوئیں، اتفاق سے ہمارے ایک دوست ولی محمد خان سوداگر اسپاں دنشتراں بھی جو جلسہ سالانہ پر داخل سلسلہ ہوئے تھے مل گئے۔ ان کی وساطت سے پرائیویٹ سیکرٹری نواب صاحب سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا، باقی اصحاب سے بھی تبادلہ خیالات ہوا ایک مولوی صاحب جو غاکسار کے تلامذہ میں سے ہیں اتفاق سے مل گئے ان کو بھی شمولیت سلسلہ کی دعوت دی گئی اور حضرت صاحب کی کتاب سراج منیر برائے مطالعہ دی گئی کوئٹہ میں احباب جماعت کی تنظیم کے علاوہ بعض معززین غیر از جماعت اصحاب سے بھی ملاقاتیں کیں اور سلسلہ سے انہیں روشناس کیا۔ پرانی تحریک کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کی طرف احباب کو توجہ دلائی گئی اس سلسلہ میں قریباً چالیس روپیہ چندہ ہوگیا جو دفتر کو بھیجا گیا - چھاؤنی چمن کے ایک فوجی دوست سلسلہ کے قریب آئے ہوئے ہیں ان کو بذریعہ چٹھی شمولیت کی دعوت دی گئی پٹ عیدن میں ماسٹر محمد جعفر صاحب اپنے لڑکے کی شادی کی تقریب پر علاوہ دوسرے علماء کے مجھے بھی لے گئے، احقر نے وہاں شادی کے فلسفہ اور بقائے نسل انسانی کے بارہ میں ایک نہایت مدلل تقریر کی جو بہت دلچسپ ثابت ہوئی۔

رانی پور (ریاست خیر پور) میں ہمارے ایک نئے مبلغ مولوی عبدالعزیز صاحب کچھ عرصہ تبلیغی کلاس میں تعلیم پانے کے بعد متعین ہوئے ہیں، ان کی تبلیغی سرگرمیاں بہت قابل قدر اور نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں گذشتہ [illegible] کے عرصہ میں جو انہیں کام کرتے ہوئے گذرا ہے [illegible] دیہات کا دورہ کر چکے ہیں جہاں درس قرآن کریم، وعظ، تقسیم لٹریچر اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ سے حضرت امام وقت کا پیغام انھوں نے پہنچایا اور سلسلہ حقہ میں شمولیت کی دعوت انہیں دی، کئی جگہ مسئلہ نبوت اور وفات مسیح پر مولویوں سے بحث ہوئی، اور خدا کے فضل سے فریق مخالف کو احمدی مبلغ کے دلائل کے آگے جھکنا پڑا مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کے پیش امام سے تبادلہ خیالات سے جماعت احمدیہ لاہور اور حضرت اقدس مسیح موعود کی بہت تعریف کی، اور تحریک احمدیت مطالعہ کے لئے لی، اور گاؤں کے پیش امام وعظ اور گفتگو اور مطالعہ کتب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بیعت نامہ لکھکر سلسلہ احمدیہ میں باقاعدہ شامل ہو گئے - ایک اور گاؤں کے پیش امام سے تبادلہ خیالات ہوا انکو حضرت مسیح موعود کے کارہائے نمایاں بتائے گئے جس سے انکو بڑی دلچسپی پیدا ہوئی اور چار دن اپنے پاس رکھکر سلسلہ کی باتیں اور درس قرآن سنتے رہے وہ سلسلہ کے بہت قریب آ گئے ہیں مزید واقفیت کے لئے لٹریچر دیا گیا امید ہے دوسری ملاقات میں جماعت میں آجائیں گے ایک اور موضع میں جانے کا موقعہ ملا وہاں کے زمینداروں کو تبلیغ کی گئی جس سے تمام بستی میں "مرزائی" "مرزائی" کا شور مچ گیا لوگ جوق در جوق دیکھنے کے لئے آگئے جس سے تبلیغ کا بہت اچھا موقعہ ملا، اور بہت زور شور سے لیکچر دیا جس کا یہ اثر ہوا کہ زمیندار اور دوسرے لوگوں نے باہر جمعہ پڑھانے کا وعدہ لیا، جمعہ کو ایک اور قریب کے موضع میں ضرور جانا تھا، وہاں گیا تو ۱۱ بجے ادن الذکر موضع سے آدمی لینے کے لئے آ گیا جس پر دوسرے گاؤں سے بھی کثیر مجمع ساتھ آیا اور کوئی تین آدمیوں کو جمعہ پڑھایا بعد جمعہ نماز عصر تک تبلیغ ہوتی رہی جس کا بہت اچھا اثر سامعین پر ہوا - وہاں کے زمیندار نے وہیں رہنے پر بہت زور دیا لیکن دوسرے موضع کے پیش امام نے بڑی منت سماجت سے وہاں لے جانے کی اجازت لی یہ مولوی صاحب بہت اچھی طبیعت کے آدمی ہیں حضرت مسیح موعود کے حالات اور مخالفین کے بیجا سلوک کو سن کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں انہیں کچھ ٹریکٹ اور مجدد اعظم پڑھنے کے لئے دیا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے ایک اور گاؤں میں جلسہ تھا، وہاں پہنچکر صدر جلسہ سے تقریر کی درخواست کی گئی اجازت ملنے پر اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت بتائی اور یہ بتایا کہ مجدد کے سوائے یہ کام نہیں ہو سکتا ایک امام اس زمانہ میں ہوا ہے جس نے خدا کے حکم سے اس کام کو اپنے ذمہ لیا، جماعت احمدیہ لاہور کے تبلیغی کارنامے وغیرہ بیان کئے، جلسہ کے بعد مولوی صاحبان سے صداقت مسیح موعود پر دلائل مانگے جو احادیث اور قرآن شریف سے دئیے گئے اور ثابت کیا گیا کہ آنیوالے مسیح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہیں، اس کا جواب کافر کافر کے سوا کچھ نہ آیا ایک صاحب ماسٹر اپنی جگہ پر لے گئے ٹریکٹ بھی لئے اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے متعلق کچھ سوال بھی کئے جن کے مدلل جواب دئیے گئے سلسلہ کی طرف ان کی رغبت پائی جاتی ہے۔ وہ ایک اور ماسٹر صاحب کے پاس لے گئے جو ہماری تبلیغی مساعی اور رفتار اور کامیابی کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ مجھے جماعت احمدیہ لاہور سے خاص انس ہو گیا ہے یہ نہایت اچھے عقائد اور اسلام کا درد رکھنے والی جماعت ہے آپ جلد جلد ملتے رہیں، علانیہ اعلان کا بھی موقعہ آ جائیگا ان کو ٹریکٹ اور بیان القرآن حصہ سوم برائے مطالعہ دئیے گئے، اس کے بعد سکرنڈ جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک سرکاری محکمہ کے کلرکوں سے بات چیت ہوئی اپنی جماعت کے مقاصد اور کام سنانے نوجوانوں پر بڑا اثر ہوا ایک کلرک جو نہایت نیک دل اور فہمیدہ آدمی ہے بیعت فارم پر کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی، اور وعدہ کیا کہ سلسلہ کی توسیع کی کوشش کروں گا انہیں اشاعت اسلام کی بڑی تڑپ ہے وہ تبلیغ اور درس قرآن کے لئے مضافات سکرنڈ میں مجھے لے گئے اس سفر میں انھوں نے بھی تبلیغ میں بڑا حصہ لیا وہ حضرت مسیح موعود کے سچے عاشقوں میں سے ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے ان کی وجہ سے انگریزی خواں طبقہ میں سلسلہ کے متعلق دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس کے بعد رانی پور میں واپس آکر درس قرآن دیتا رہا یہاں اگرچہ مولویوں کی مخالفت ہے لیکن لوگ دلچسپی سے سنتے ہیں، ۱۷ اکتوبر کو گوٹھ میں گیا وہاں پیش امام صاحب سے چودھویں صدی کے مجدد کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی - مولوی صاحب نے مجددوں کے وجود سے ہی انکار کر دیا اس کا جواب دیا گیا، اور قرآن سے غیر نبی کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ ثابت کیا گیا اس پر لاجواب ہو کر بات سننے لگے پانچ دن تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا تحریک احمدیت اور ضرورت مجدد پڑھنے کے لئے دئیے گئے اب سننے میں آیا ہے کہ مولوی صاحب اب حضرت مسیح موعود کے ثناخواں ہو گئے ہیں فالحمد للہ علی ذالک۔

اوپر جن مولوی صاحب کے بیعت کرنے کا ذکر ہو چکا ہے ان کے گوٹھ میں پھر گیا، انھوں نے وہاں کے زمینداروں سے ملاقات کرائی ان کے خاندان کے ایک زمیندار نے کہا کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو تم نے مرتد کر لیا ہے اب ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں نے کہا آپ دوسرا کوئی مولوی تبادلہ خیالات کے لئے بلائیں اگر وہ کامیاب ہو گیا تو مولوی صاحب آپ کے گروہ میں ہو جائیں گے صداقت مسیح موعود پر پورے حدیث مدلل گفتگو کی جس میں بندہ کو کامیابی حاصل ہوئی انھوں نے چار تقریریں کرائیں - جو اشاعت اسلام مجدد زمان کی تلاش اور صداقت مسیح موعود پر کی گئیں حضرت مسیح موعود کے ذکر سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی اور دو تین مرتبہ "خاموش" "خاموش" کی آوازیں بھی آئیں لیکن خاکسار نے اپنے امام کی صداقت کو اعلیٰ طریقہ پر آخر تک بیان کیا مولوی صاحب مذکور کا بھائی زیر تبلیغ ہے امید واثق ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

شکریہ

اخویم شیخ رحمت اللہ سلیم جموں نے مبلغ -/۳۰ روپے کی رقم تبلیغ بلاد غیر میں غیر از جماعت احباب سے جمع کر کے ارسال فرمائی ہے۔

ہم شیخ صاحب موصوف اور جملہ معطی صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں ان کے اسمائے گرامی معہ رقم عطیہ ذیل میں درج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب اصحاب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

(۱) شیخ محمد عبداللہ صاحب میونسپل کمشنر -/۵
(۲) شیخ مولا بخش صاحب شوز مرچنٹ -/-/۵
(۳) شیخ اللہ بخش صاحب شوز مرچنٹ -/-/۵
(۴) شیخ عبدالرحمن صاحب کھوانہ شوز مرچنٹ -/۱۰
(۵) شیخ عنایت اللہ صاحب آف / شیخ چراغدین اینڈ سنز } -/-/۵

میزان -/-/۳۰

امید ہے کہ ہماری جماعت کے دوسرے باثر اصحاب بھی شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب کی تقلید کرتے ہوئے اپنے اپنے احباب سے تبلیغ بلاد غیرہ میں مزید چندہ کے لئے کوشش فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری

راولپنڈی میں نماز عید اضحیٰ

احباب جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے عید اضحیٰ کی نماز مسجد احمدیہ واقعہ بازار کپاڑی میں ادا کی نماز خواجہ محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی نے پڑھائی اور اس کے بعد آپ ہی نے خطبہ پڑھا۔ خطبہ میں آپ نے عید اضحیٰ کا مقصد اور قربانی کا فلسفہ بیان فرمایا اور کہا کہ عید اضحیٰ ہم کو یہ سبق دیتی ہے کہ ہم اپنی تمام ادنیٰ خواہشات کو قربان کر دیں۔ خطبہ بہت عالمانہ اور موثر تھا۔ خداوند کریم خواجہ صاحب کو جزائے خیر دے آمین۔

سب احباب جماعت حاضر تھے۔ بابو فخرالدین احمد صاحب بی اے بھی موجود تھے جو عید پر سیالکوٹ سے راولپنڈی تشریف لائے تھے۔

(نامہ نگار)

اسلام کی آمد ہندوستان میں

از جناب مرزا معصوم بیگ صاحب چمبہ

{گذشتہ سے پیوستہ}

تسخیر قلوب لیکن محمد بن قاسم اور اس کے ساتھی ویدک دھرمی نہ تھے وہ شریعت اسلام کے پابند تھے جس میں حکم ہوتا ہے کہ اے مسلمانو کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ بے انصافی کرو۔ محمد بن قاسم نے سندھیوں کے گھر بار نہیں لوٹے ان پر کسی قسم کا تشدد نہیں کیا۔ ان کی عورتوں کی بے حرمتی نہیں کی اور آریوں کی طرح ان کی سرسبز اور شاداب زمینوں پر دست ظلم دراز نہیں کیا۔ بلکہ ان کے ایک ہم وطن کو ان پر حاکم مقرر کر دیا تاکہ ان کی جان و مال کی اچھی طرح سے حفاظت کرے۔ فتحمند جرنیل کی شرافت اور حسن سلوک نے ہندوؤں کے دلوں کو مسخر کر لیا اور وہ محمد بن قاسم سے بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کو محبت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

دربار عام سلطنت کا مناسب انتظام کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک دربار عام کیا اور نہایت احسن طریق سے لوگوں کو اسلام کا پیغام سنایا۔ اور کہا۔ اے میرے بھائیو، میرا مذہب اسلام ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تمام مخلوقات کا خالق اور مالک۔ پیدا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا صرف اللہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے سوا کسی اور کی پوجا نہیں کرنی چاہیئے دنیا کے تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اس کے یکساں بندے ہیں۔ میرا مذہب مجھکو ظلم نہیں سکھاتا۔ بلکہ انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ میں تمہاری جائداد۔ تمہارے مال و املاک کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ تم آزاد ہو۔ تمہارا ملک آزاد ہے میں نے تمہارے ایک ہم وطن کو تمہارا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ راجہ داہر نے ہمارے بھائیوں پر ظلم کیا جس کا بدلہ وہ پا چکا۔ تم امن اور امان کی زندگی بسر کرو۔

قبول اسلام محمد بن قاسم کی تقریر دلوں میں گھر کر گئی۔ سب سے پہلے وزیر کرشن ساگر نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ پھر دوسرے امراء اور عوام برضا و رغبت مشرف بہ اسلام ہوئے اور شام تک سینکڑوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اگلے دن داہر کی رانی پریم دیوی محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ جب میں الور میں تھی تو مسلمان عورتوں سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے حالات سنا کرتی تھی جو مجھے ازحد پسند آتے تھے۔ مجھے مسلمان بنائیے اور مہربانی کر کے اسلام کا سبق پڑھائیے۔ محمد بن قاسم نے بڑی خوشی کے ساتھ رانی صاحبہ کو کلمۂ شہادت پڑھایا اسلامی نام خدیجہ رکھا اور ایک خوبصورت قرآن مجید ان کی نذر کیا۔ دوسرے دن رانی صاحبہ اور وزیر کرشن ساگر کی درخواست پر محمد بن قاسم نے رانی پریم دیوی کیساتھ نکاح کر کے اسے شرف زوجیت بخشا۔

اسلام تلوار کا محتاج نہیں اب اسلام کا چرچا ہندوستان کی سرزمین پر عام ہونے لگا اور یہ پاک مذہب ہندو قوم میں تیزی سے پھیلتا گیا۔ آریہ اپدیشک نے اپنے سیاہ دل کو بہلانے اور اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے وہی پوسیدہ اور پائمال شدہ اعتراض کر دیا کہ اسلام میں کوئی صداقت نہیں۔ اس کی ترقی کا باعث صرف تلوار ہے۔ حضرات۔ آریہ مہاشہ کی یہ محض غلط بیانی ہے جو اس نے عداوت اسلام سے آشفتہ ہو کر کی۔ سنیئے مہاشہ جی کے بزرگ اور ویدک دہرم کے عالم اس بارے میں کیا شہادت دیتے ہیں۔

(۱) مہاتما ہنسراج جی۔ بی اے۔ آریہ سماج کے مشہور لیڈر ارشاد فرماتے ہیں کہ "لوگوں میں ایک جھوٹی بات پھیلی ہوئی ہے کہ اسلام صرف تلوار سے پھیلا ہے"

(ویدک دہرم پرچار کے سادہن ہندی صفحہ ۳۵)

(۲) بھارت ورش کا اتہاس۔ صفحہ ۹۶ پر ہدایت لکھا ہے کہ "اسلام دہرم پر یہ اعتراض کرنا کہ وہ تلوار کے زور سے دنیا میں پھیلا ہوا تھا (قطعاً) ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کے اصول و عقائد ایک علیحدہ چیز ہے اور سیاست اسلامی کی طاقت کا ملکوں میں بڑھنا اور بات ہے"

(۳) پروفیسر رام دیو صاحب بی۔ اے جو گورو کل کانگڑہ میں پروفیسر تھے اور ویدک میگزین کے ایڈیٹر بھی تھے یہ شہادت دیتے ہیں کہ "یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی بھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے"

(اخبار پرکاش لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۲۰ء)

(۴) ایک جرمن پادری کا بیان بھی سن لیجئے فرمایا کہ "اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو یہ فریب دینا چھوڑ دیں کہ اسلام کی فتوحات تلوار کی وحشیانہ طاقت کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہیں"

(سٹوڈنٹ والنٹیر مشنری یونین لورپول ۔ ۵ جنوری ۱۹۱۲ء)

اسلام کی ترقی کے اسرار حضرات یہ ایک امر واقعہ ہے کہ اسلام نے بھارت ورش کی سرزمین پر نہایت شاندار کامیابی حاصل کی جس کا اعتراف دوست و دشمن دونوں کرتے ہیں۔ اس حیرت انگیز ترقی کا راز سمجھنے کے لئے ہمیں اس زمانہ کے ہندوستان کی مذہبی اور اخلاقی حالت کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں جب اسلام نے بھارت ورش کی سرزمین پر قدم رکھا اس وقت ویدک دھرم کی شکل اور اس کے ماننے والوں کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ نہ یہودیت اسکو درست کر سکی اور نہ ہی عیسائیت اسے ٹھیک کر سکی۔ اس کے سدھار اور ادھار کے لئے اسلام جیسے عظیم الشان انقلاب کی اشد ضرورت تھی۔ ہندوستان کے مشہور مؤرخ آر سی دت نے اس زمانہ کو بھارت ورش کے اتہاس کا تاریک ترین زمانہ قرار دیا ہے۔ لیکن میں اس وقت آریہ سماج کے پوجنیہ گورو سوامی دیانند مہاراج کی شہادت پیش کرونگا

ستیارتھ پرکاش کی شہادت سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں ایک فرقہ پیدا ہو گیا تھا جس کے گرنتھوں میں یہ تعلیم دی گئی کہ "حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ پشکر میں نہانا۔ چنڈال کی عورت سے صحبت کرنا گویا کاشی کی زیارت کرنا ہے۔ چماری کے ساتھ بدفعلی کرنا گویا پریاگ میں نہانا ہے۔ دھوبن کیساتھ صحبت کرنا گویا متھرا کی زیارت کرنا ہے، اور فاحشہ عورت کیساتھ بدفعلی کرنا گویا اجودھیا کی زیارت کرنا ہے" ایک فرقہ کا اصول یہ تھا کہ شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ مچھلی پکوڑے اور زناکاری یہ پانچ چیزیں ہیں جو ہر ایک زمانہ میں انسان کو مکتی دینے کا ذریعہ ہیں"

سوامی جی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک فرقہ کا یہ اصول تھا کہ ہر ایک عورت بھیروی یعنی پاربتی ہے اور ہر ایک مرد شو ہے۔ چنانچہ مرد اس منتر کا جاپ کرتے ہوئے کہ "اہم بھیرو استو۔ توام بھیروی۔ ہی۔ ایو۔ اسنو۔ سنگما" یعنی میں بھیرو ہوں اور تو پاربتی ہے۔ جس عورت کے ساتھ چاہے زنا کر سکتا ہے اور اسکو کسی قسم کا پاپ نہیں لگ سکتا جب یہ بھیروی چکر مل رہی ہو تمام مرد اور عورتیں ایک پوشیدہ جگہ میں جمع ہوتے ہیں اور شراب پی کر مدہوش ہو جاتے ہیں مرد کسی عورت کو ننگا کر کے اس کی یونی کی پوجا کرتے ہیں اور عورتیں مرد کو ننگا کر کے اس کے لنگ کی پوجا کرتی ہیں۔ پھر جو عورت جس کے ہاتھ آئے خواہ وہ اپنی ہی ماں بہن۔ بہو۔ بیٹی ہو۔ وہ شخص اس کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے۔

سوامی جی نے ایک اور فرقے کا ذکر کیا ہے جن کے گرنتھوں میں لکھا ہے کہ ایک ماں کے سوا کسی عورت کو بھی بدفعلی کئے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ لیکن اس میں ماتنگی دیا والا فرقہ کہتا ہے ماتر م اپی نہ تیجت یعنی ماں کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ان کا اصول ہے کہ جو شخص مرنے سے پہلے سہسر بھگ یعنی ہزار عورتوں سے مباشرت نہیں کر لیتا ہے اس کی مکتی اور نجات نہیں ہوتی۔

غرضیکہ دہرم شاستروں کے نام پر ہر قسم کی بدمعاشی اور بدکاری کی جاتی تھی لیکن ہندو قوم میں نیک سیرت اور پاک خصلت انسان بھی موجود تھے جو اس قسم کی شرمناک اور حیاسوز تعلیم سے سخت بیزار تھے جب ان کے سامنے اسلام کی تعلیم آئی تو انھوں نے اسکو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا۔

اچھوت ادھار آریوں نے جب ہندوستان کے قدیم باشندوں کو مغلوب کر لیا اور ان کے مال و املاک پر اپنا قبضہ جما لیا تو پھر ان بیچاروں کو ہمیشہ کے لئے کچل ڈالنے کی غرض سے ایسے ایسے انسانیت سوز احکام بنائے جن کی آہنی زنجیروں سے وہ آج دن تک آزاد نہ ہو سکے۔ آریوں کو اینشورپتر قرار دیا گیا اور ملک کی حکومت و دولت اور عظمت سب کچھ ان کے لئے مخصوص کی گئی۔ اصلی باشندوں کو دسیو۔ اسر۔ اناریہ۔ شودر۔ اور چنڈال کے حقیر نام دیئے گئے اور انہیں اچھوت اور ناپاک قرار دیکر ذلت کا طوق ان کے گلے میں لٹکایا گیا۔ یجر وید کا منتر ہے . . . . . .

براہمن ایشور کے منہ سے پیدا ہوئے کشتری اس کے　　بازوؤں سے ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے پیدا ہوئے شودروں کی رسوائی اور ذلت کی بنیاد دراصل اس وید منتر میں رکھی گئی تھی۔

ویدوں کے عالم شری پنڈت اکھلانند جی اپنی کتاب وید تری سالوچن کے صفحہ ۶۱۹ پر ویدوں منتروں کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "شودر کا سر ہمیشہ کچلنا چاہیئے یہ وید کا حکم ہے"۔ اسی وید پرمان کو گوسوامی تلسی داس نے رامائن میں یوں بیان فرمایا ہے

ڈھول۔ گنوار۔ شودر۔ پشو۔ ناری
یہ سب تاڑن کے ادھیکاری

یعنی یہ سب پیٹنے کے لائق ہیں۔

شری گوتم منی جی اپنے شاستر میں لکھتے ہیں "شودر اگر وید سن لے تو سیسہ اور لاکھ گرم کر کے اس کے کان میں بھر دینا چاہیئے اور اگر وہ وید کی تلاوت کرے تو اس کی زبان کاٹ ڈالنی چاہیئے۔ اور اگر شودر وید منتر یاد کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیئے۔ ایک اور سمرتی میں حکم آتا ہے کہ جو شودر وغیرہ براہمنوں کے کام اگر شودر کرے تو راجہ اس شودر کو قتل کر دے [illegible] والمیکی رامائن کے اتر کانڈ میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ شری رام چندر جی کے راج میں ایک برہمن کا جوان بیٹا مر گیا۔ دہرم آچاریوں

قوم کیلئے نمونہ } آپ چاہتے تھے کہ عرب سادہ زندگی بسر کریں اور تکلفات سے الگ تھلگ رہیں۔ اسلامی فتوحات کے ساتھ جب زر و مال بکثرت مدینہ آیا تو آپ کو فکر ہوگئی کہ کہیں عرب کی سادہ زندگی پر داغ نہ لگ جائے اس لئے خود نمونہ بنے اور جو سادہ زندگی آپ نے آنحضرت صلعم سے سیکھی تھی وہی آخر زندگی تک قائم رکھی اور اس میں بال بھر فرق نہ آنے دیا۔ جب ایک دفعہ زر و جواہرات کے انبار مدینہ میں آئے تو آپ رو دیئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ امیرالمومنین یہ تو خوشی کا وقت ہے نہ کہ رونے کا۔ آپ نے جواب دیا کہ رونے کا۔ کیونکہ جب کسی قوم میں مال کی کثرت ہو جاتی ہے تو اخلاق ذمیمہ بھی ساتھ ہی آجاتے ہیں اور اخلاق فاضلہ رخصت ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی دولت نفاق، بغض اور حسد اپنے ساتھ لاتی ہے اور جس قوم میں یہ عیوب پیدا ہو جائیں، وہ قوم قعر ذلت میں جا گرتی ہے جس سے پھر اسکا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ اکبر! آپ کس قدر زیرک اور کس قدر روشن ضمیر انسان تھے۔

بے نفسی } جو واقعات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ اگرچہ ان سے حضرت عمرؓ کی بے نفسی روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ مگر اس عنوان کے نیچے کچھ مزید واقعات لکھے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کس قدر بے نفس انسان تھے۔ اور آپ کی زندگی کا مقصد دنیا نہ تھی بلکہ اصل غرض خداوند تعالےٰ کی خوشنودی اور بندگان خدا کی خدمت تھی۔ بے نفسی کی اس سے بڑھکر کیا مثال ہو سکتی ہے کہ بیعت سقیفہ میں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا نام پیش کیا لیکن آپ کو ناگوار گذرا اور صاف کہدیا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس واقعہ کو جب اپنی خلافت کے آخری زمانہ میں وفات سے چند روز پیشتر بیان کیا تو یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ ایک ایسی قوم جس میں ابوبکرؓ موجود ہوں اگر میں اس کا امیر بنایا جاؤں تو اس سے بہتر یہ ہے کہ میرا سر اڑا دیا جائے اور قتل کی تمنا جو گناہ ہے اسکو میں زیادہ محبوب سمجھتا ہوں۔

(سیر الصحابہ)

حضرت نبی کریم صلعم کے علالت کے دنوں میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے نماز پڑھانے کے لئے کہا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ زیادہ مستحق ہیں۔ (ایضاً)

ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے عرض کیا کہ امیرالمومنین تقسیم مال میں آپ اپنے آپ کو سب سے مقدم رکھا کریں اور اپنا حصہ سب سے پہلے لے لیا کریں۔ یہ امر منصب و آداب خلافت کے لئے موزوں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ میں اپنے نفس کو اسی جگہ رکھوں گا جو اس کے مناسب ہے۔ چنانچہ تقسیم مال کے معاملہ میں آپ نے اپنی ذات اور اپنے کنبہ والوں کو قبیلہ قریش میں سے سب سے آخر رکھا اور سب سے کم لیا۔ اور اس پر بارہا فرمایا کرتے کہ اے مسلمانو! اگر تم میں سے ایک آدمی بھی ناراض ہوگا تو میں اس قدر لینے سے بھی انکار کر دوں گا۔

فتح مکہ کے بعد حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو صیغہ صدقات کا مہتمم مقرر فرمایا اور حضور نے چاہا کہ اس کام کے لئے کچھ وظیفہ آپ کو دیا جائے مگر آپ نے کمال سیر چشمی سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے خدا نے میرے گذارہ کے لئے کافی دیا ہوا ہے آپ یہی مال غربا اور محتاجوں میں تقسیم فرمائیں۔

جب ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے خزانے زر و جواہرات کے مدینہ میں لائے گئے ان میں ایک خاص صندوق بھی تھا جو جواہرات سے بھرا ہوا تھا یہ صندوق آپ کے پیش کیا گیا۔ آپ نے کمال استغنا سے فرمایا میں نے کیا کرنا ہے۔ یہ انہی کا حق ہے جنہوں نے اپنا خون بہایا ہے۔ اسامہ بن زید کے آپ نے چار ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو تین ہزار دیتے۔ حضرت عبداللہ نے شکایت کی اسامہ کا باپ میرے باپ سے افضل نہیں۔ اور نہ اسامہ مجھ سے افضل ہے۔ پھر اسکو ایک ہزار زیادہ دے کر مجھے کیوں ذلیل کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چپ رہو۔ اسامہ کے باپ کو آنحضرت صلعم تیرے باپ کی نسبت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ (شمس التواریخ)

ایک دفعہ کچھ چادریں اصحاب رسول اللہ صلعم میں تقسیم ہوئیں۔ ایک چادر باقی رہ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ آپ کس کو دیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ اس کو دوں گا جس نے خود بھی ہجرت کی ہو اور جس کے باپ نے بھی ہجرت کی ہو لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمر کو دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں میں سلیط ابن سلیط کو دوں گا وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ (شمس التواریخ)

(باقی دارد)

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

وھوپ کی شدت ان کی حرارت ایمانی میں اور اضافہ کرتی تھی۔

ابو فکیہ رضؓ } کفار ان کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر دھوپ میں لٹا دیتے تھے۔ پشت پر بھاری پتھر رکھدیتے اور اتنی تکلیف و دکھ دیتے کہ آپ مختل الحواس ہو جاتے۔ امیہ نے ایک دن ان کے پاؤں میں رسی باندھ کر لوگوں کو کہا اسے گھسیٹو بعد ازاں انہیں تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیا اتفاقاً ایک گبریلا پاس سے گذرا امیہ نے بطور استہزا کہا "اسے تیرا پروردگار یہ رہا" بولے "میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے" اس پر اس نے زور سے گلا گھونٹا۔

(اسد الغابہ)

حضرت سمیہؓ والدہ عمارؓ } ایک دن کفار نے آپ کو دھوپ میں لٹا دیا۔ آنحضرت صلعم کا اس طرف گذر ہوا تو دیکھکر فرمایا "صبر کرو صبر تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہے" لیکن ابوجہل نے بیرحم ہو کر انہیں برچھی مارکر شہید کر دیا۔ چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت انہیں نصیب ہوا

(اسد الغابہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ } مشرف باسلام ہونے کے بعد خانہ کعبہ میں قرآن شریف کی چند آیات پڑھنے پر پیٹے گئے اور ان کے چہرہ کو زخمی کیا گیا۔

حضرت عثمانؓ } جو کہ ایک معزز شخص تھے اسلام لانے پر اپنے چچا کے ہاتھوں سخت اذیت دیئے گئے۔

حضرت زبیرؓ بن عوام } اسلام لانے کی سزا میں اپنے چچا کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھاتے رہے یہاں تک کہ ان کا چچا انہیں چٹائی میں لپیٹ کر لٹکا دیتا تھا پھر نیچے سے ان کے ناک میں دھواں دیتا تھا

(ریاض النضرہ منتخب الطبری)

حضرت ابوبکرؓ } اسلام لانے کی سزا میں یہاں تک پیٹے گئے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی ہے (اسد الغابہ)

حضرت سعد بن ابی وقاص } جب اسلام لائے تو ان کی والدہ نے بھوک ہڑتال کر دی انھوں نے اپنی ماں سے کہا کہ اگر تمہارے قالب میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کرکے ہر جان نکل جائے تب بھی میں اس دین (اسلام) کو نہیں چھوڑونگا

حضرت خالد بن سعدؓ } آپ کے باپ نے انہیں سخت تکلیف دی۔ کوڑے مارے تیر کیا اور کھانا پینا بند کر دیا۔

شعب ابوطالبؓ } قریش نے یہ سمجھ کر کہ ہر قسم کی ایذا رسانی بھی ناکام رہی اور بڑے بڑے لوگوں نے یعنی عمرؓ اور حمزہؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے اور شاہ نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دے کر ان کے سفیر کو بے نیل و مرام واپس کر دیا ہے یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے خاندان کو محصور کرکے تباہ کر دیا جائے چنانچہ مکمل مقاطعہ کا عہدنامہ مرتب کرکے در کعبہ پر لٹکا دیا گیا اس طرح تین سال تک بنو ہاشم شعب ابو طالب میں محصور رہ کر مصائب برداشت کرتے رہے صحابہؓ سے روایات ہیں کہ ہم طلح کی پتیاں کھا کر گذارہ کرتے رہے (روض الانف)

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سوکھا چمڑا ہاتھ آگیا انہوں نے اسے دھو کر آگ پر بھونا اور پانی میں ملا کر کھا لیا۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ جب بچے بھوک سے بلبلاتے تھے تو باہر سے قریش سن سن کر خوش ہوتے تھے۔ آنحضرت صلعم کو اور آپ کے صحابہ کو تکلیف دینے میں سب سے پیش پیش یہ لوگ تھے۔ ابوجہل ابولہب۔ اسود بن عبدیغوث۔ حارث بن قیس بن عدی۔ ولید بن المغیرہ۔ امیہ۔ ابی بن خلف۔ ابو قیس بن فاکہہ بن المغیرہ۔ عاص بن وائل۔ نضر بن حارث۔ منبہ بن الحجاج۔ زہیر بن ابی امیہ سائب بن صیفی۔ اسود بن عبد الاسد عاص بن سعید بن العاص۔ عاص بن ہاشم۔ عقبہ بن معیط۔ ابن الاصدی ہذلی۔ حکم بن ابی العاص اور عدی بن حمراء (طبقات) ان لوگوں میں سے کئی جنگ بدر میں اپنے کیفر کردار کو پہنچے

(ابن ہشام)

ہجرت } تمام مصائب میں سے سب سے بڑی کڑی مصیبت واقعہ ہجرت ہے چنانچہ بخاری میں اس کے متعلق روایت میں ایک فقرہ یہ ہے الفرق للہجرۃ شانہا شدید۔ ہجرت کا معاملہ نہایت سخت ہے مدینہ میں جب ہجرت کرکے آئے تو آب و ہوا کی ناموافقت سے چند صحابہ بیمار ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو بخار آ جاتا تو فرماتے کل امرئ مصبح فی اھلہ۔ والموت ادنیٰ من شراک نعلہ۔ ترجمہ۔ ہر ایک شخص کو اپنے گھر والے صبحک اللہ کہتے ہیں (درازی عمر) اور موت اس کی جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔

حضرت بلالؓ بعد ہجرت یہ اشعار پڑھتے تھے الالیت شعری ھل ابیتن لیلۃ۔ بواد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

جلد ۳۴ — لاہور ۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ ۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء — نمبر ۴۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت کو کیسی خصوصیات اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں

قانون قدرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع یعنی کھیتی کی طرح ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے لیکن وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ابھی بہت دور ہیں اور وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہماری جماعت میں وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کا منشا ہے یعنی توحید کے اقرار میں خاص رنگ ہو تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو اور حقوق اخوان بھی ایک خاص رنگ رکھتا ہو۔ تمام انبیاء کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقی اور سچی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم کی جائے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص امتیازی رنگ پیدا کیا جائے اور جب تک یہ امور کامل طور پر ایک انسان میں نہ ہوں۔ وہ سب رسمی باتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیاء کا علم بعض دیگر اشیاء سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے اگر پھل گرے پڑے نظر آئیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس درخت پر بھی پھل لگے ہوئے ہوں گے لیکن اگر اس کے نیچے کوئی پھل نظر نہ آئے تو اوپر کے پھلوں کے بارے میں کوئی یقین نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے بھائیوں کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی ضرور محبت ہونی چاہیئے پس بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت اور بھائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی اس میں ضرور ہے۔

(۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

بعرلن مسجد کی مرمت — بہار ریلیف فنڈ

(الف) برلن مسجد کی مرمت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساری جماعت سے اپیل کی ہے کہ احباب سلسلہ برلن مسجد کی مرمت کے اخراجات میں حسب توفیق ضرور حصہ لیں۔ امید ہے حضرت امیر کی یہ تحریک جماعت کے تمام افراد تک پہنچ گئی ہوگی اس لئے ہر ایک احمدی دوست کا فرض ہے کہ وہ اپنے امیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس میں حصہ لے اور جن دوستوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا وہ اپنی رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو فوراً بھجوا دیں۔

(ب) دوسری تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہار کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی امداد کے لئے کی ہے۔ ہندوستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر جماعت کے سب دوستوں کا فرض ہے کہ وہ بہار ریلیف فنڈ میں نہایت فراخدلی سے حصہ لیں اور اس تحریک کو جماعتی رنگ دیں یہ رقوم بھی جلد از جلد مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں تاکہ ان رقوم کو جمع کر کے بہار کے خانماں برباد مسلمانوں کی امداد کے لئے بھجوایا جا سکے۔

دُرِّ ثمین

سرمایہ داری کے لئے اسلام میں کوئی جگہ نہیں

وعن ابی ذرؓ انہ استاذن علی عثمان فاذن لہ وبیدہ عصاہ فقال عثمان یا کعب ان عبدالرحمٰن توفی وترک مالاً فما تری فیہ فقال ان کان یصل فیہ حق اللہ فلا بأس علیہ فرفع ابو ذر عصاہ فضرب کعباً وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما احب لو ان لی ھذا الجبل ذھباً انفقہ ویتقبل منی اذر خلفی منہ ست اواق انشدک باللہ یا عثمان اسمعتہ ثلٰث مرات قال نعم رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضؓ (کے در دولت پر حاضر ہو کر) ان سے ملاقات کی اجازت مانگی انہیں اجازت دی گئی (آپ اس حال میں گئے کہ) آپ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا (اثنائے گفتگو میں) حضرت عثمانؓ نے کعبؓ سے (جو آپ کے پاس بیٹھے تھے) پوچھا کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنی وفات کے وقت مال چھوڑا اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے پس کعبؓ نے جواب دیا کہ اگر انہوں نے حق اللہ ادا کر دیا تھا (صدقہ خیرات وغیرہ) پھر تو کوئی حرج کی بات نہیں (یہ سنکر) ابو ذرؓ اٹھے اور کعبؓ کے لاٹھی رسید کی اور کہا میں نے رسول کریم صلعم سے سُنا تھا فرماتے تھے میں اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے سونے کا ایک پہاڑ ہو جسے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں اور یہ (انفاق فی سبیل اللہ درگاہ الٰہی) مقبولیت کا شرف بھی حاصل کرے (اور اس طرح خرچ کرنے کے بعد صرف) چھ اوقیہ (سونا) بچ جائے (تو یہ چھ اوقیہ چھوڑنا بھی میں گوارا نہیں کر سکتا چھ اوقیہ سونا ۲۴۰ درہم ہوتا ہے) ابو ذرؓ نے تین دفعہ فرمایا کہ اے عثمانؓ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے آنحضرت صلعم سے یہ بات نہیں سنی تھی؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا (یقیناً میں نے (حضورؐ کو ایسا فرماتے) سُنا ہے۔

نوٹ:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ آپ نے مال کا اکثر حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیا تھا چنانچہ ایک دفعہ ایک پورا قافلہ جس میں سات صد اونٹ اناج سے لدے ہوئے تھے معہ اونٹوں اور کجاووں کے راہ خدا میں دے دیا۔ ایک دفعہ آپ نے چار ہزار درہم دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار پانچسو اونٹ جہاد کے لئے پیش کئے۔ وفات کے وقت بھی پچاس ہزار دینار ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ دیئے ایک صد بدری صحابہ کے لئے فی کس چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی۔ امہات المومنین کے لئے ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم پر فروخت ہوا ایک دفعہ ایک ایسی جائداد وقف کی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی۔

(۲) وعن عائشۃ انھا قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی فی مرضہ ستۃ دنانیر او سبعۃ فامرنی رسول اللہ ان افرقھا فشغلنی وجع نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم سألنی عنھا ما فعلت الستۃ او السبعۃ قالت لا واللہ لقد کان شغلنی وجعک فدعا بھا ثم وضعھا فی کفہ فقال ما ظن نبی اللہ لو لقی اللہ عز وجل وھذہ عندہ رواہ احمد مشکوٰۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول کریم صلعم مرض الموت میں میرے پاس تھے اور انھوں نے میرے پاس چھ یا سات اشرفیاں رکھی ہوئی تھیں حضور نے فرمایا انہیں (غرباء میں) تقسیم کر دو مگر میں آپ کی تیمارداری میں بھول گئی۔ پھر حضرت نے ان چھ یا سات اشرفیوں کے متعلق فرمایا۔ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی کہ واللہ میں تیمارداری میں انہیں [illegible]

احرار اسلام

از جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

مامون الرشید اور ایک بیوہ عورت خلیفہ مامون الرشید کا زمانہ ہے وہ مامون جس کی سخاوت اور عدل و انصاف نے حاتم طائی اور نوشیرواں کی سخاوت و عدل کو مات کر دیا تھا۔ آپ کا صاحبزادہ عباس طائفۃ الجبل کے قریب مصروف شکار ہے آفتاب منزلیں طے کرتا ہوا منزل مقصود کے قریب پہنچ رہا ہے اس قریب الغروب نیّر کی نرم شعاعیں دجلہ کی موجوں کے ساتھ مل مل کر یوں الگ ہو رہی ہیں جیسے دو دل بصد حسرت ایک دوسرے سے بچھڑتے ہیں طائران خوش الحان لب دریا درختوں پر نغمہ سرائی میں مصروف ہیں گویا کہ گذرنے والے دن کی مرثیہ خوانی کر رہے ہیں۔ عباس بھی سیرو شکار کی کوفت دور کرنے کے لئے لب دریا محو نظارۂ قدرت ہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک نوجوان حسینہ نے جس کے رُخ زیبا پر دست قدرت نے حسن۔ وقار اور تمکنت کی دیدہ زیب نقاشی کی ہوئی ہے گھڑا بغل میں دبائے ہوئے دجلہ کے کنارہ پر نمودار ہو کر نظارہ قدرت میں بے بہا اضافہ کر دیا ہے۔

واں جوانی ہمچو باغ سبز و تر
می رساند بے دریغے بار و بر (مثنوی)

یعنی جوانی سرسبز باغ کی طرح بے دریغ بار و بر پیدا کرتی ہے۔

عباس کا دل دھڑکنے لگا مگر حوصلہ کر کے آگے بڑھا اور بڑھ کر پوچھا

" اے خاتون تو کون ہے اور کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے دل ہی دل میں کہا الہیٰ! کیا ایسے ویرانہ میں جہاں پہاڑ اور جنگل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا حسن بھی جنم لے سکتا ہے"

اس سوال نے اس خاتون پر بجلی گرا دی غصہ سے پیشانی پر بل آ گیا اور چہرہ سُرخ ہو گیا۔ شہزادہ کے سوال کو حقارت سے ٹھکراتی ہوئی آگے بڑھی اور چلی گئی

صد ہزاراں چوں مرا تو رہ زدی
حفرہ کردی در خزانہ آمدی (رومی)

یعنی (اے شیطان بیرت) تو مجھ ... ایسے سینکڑوں راہروں کو راستے میں غارت کر چکا ہے۔ سرنگ لگا کر خزانہ میں گھس گیا ہے (خزانہ یعنے قلب)

عباس نے اپنے باپ کی عظیم الشان حکومت کے نشے میں اپنے اہلکاروں کو حکم دیا کہ اس مغرور عورت کا حسب و نسب دریافت کرو اور اسے میری طرف سے پیغام نکاح دیدو حکم سنتے ہی یہ لوگ اس خاتون کے پیچھے گئے ادھر شاہزادہ خیمہ میں آ کر خاموش بیٹھ گیا۔ آدھی رات تک اسی الجھن میں گرفتار رہا اتنے میں ایک خادم نے آ کر کہا۔

عورت خاندان برامکہ کی چشم و چراغ مغیرہ بنت ازدار ہے وہ دو بچوں کی ماں اور حسین بن موسےٰ کی بیوہ ہے اس کے ورثاء میں سے اب کوئی زندہ نہیں صرف دو معصوم بچے ہیں۔ پیغام نکاح گویا اس کے لئے پیغام اجل تھا یہ سن کر وہ بھڑک اٹھی اور کہا

" ہارون ہماری جانیں تباہ کر چکا اب مامون ہماری عزت کے درپے ہے لیکن عباس یاد رکھے کہ اس کی شہزادگی اس ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی کی دہلیز پر دونوں ہاتھوں سے مسل دوں گی"

رات کی تاریکی نے اپنا پردہ ہٹا دیا اور صبح صادق آل برامکہ کی بربادی کا مرثیہ خوانی کرتی ہوئی نمودار ہوئی۔ اس پاکباز خاتون نے نماز صبح پڑھ کر اپنے بچوں کو گود میں لیا اور اپنے کلیجہ سے لگایا دیا اور اس کی قریب وہ سربلند لڑکا اس ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی اور اپنی عصمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا

آنکہ او تن را بدیساں پے کند
حرص میری و خلافت کے کند (مثنوی)

یعنی جو شخص اپنے جسم کو اپنے روح کی حفاظت کے لئے) اس طرح کٹوا سکتا ہے وہ امیری اور بادشاہی کی حرص نہیں کرتا۔

تھوڑی دیر کے بعد شہزادہ کی طرف سے ایک پیغام رساں آیا اور اس طرح گویا ہوا

" شہزادہ عباس کا غصہ تیری جان اور مال خاک میں ملا دیگا۔ یہ مکان ضبط کیا جاتا ہے اور تجھے دو گھنٹہ کی مہلت دی جاتی ہے اس مکان کو خالی کر دو"

مغیرہ یہ سن کر دروازہ پر آئی اور قاصد کو اس طرح مخاطب کیا۔

" عباس اس وقت کو بھول جائے جب میرے دادا جعفر کا سر اس کے دادا ہارون کے سامنے رکھا گیا اور اس بیگناہ کے قتل کے بعد ہارون نے آل برامکہ کو دو دو دانوں کو محتاج کر دیا لیکن برامکی بیبیاں مظالم عباسیہ کو جس تحمل سے برداشت کرتی آئی ہیں تاریخ اسکو فراموش نہیں کر سکتی"

اتنا کہکر مغیرہ ایک چادر سر پہ ڈال دونوں بچوں کو ساتھ لے کر باہر نکل گئی

(۱) شیر دنیا جوید اشکارے و برگ
شیر مولےٰ جوید آزادی و مرگ

شیر دنیا شکار ڈھونڈھتا ہے۔ شیر خدا آزادی اور موت کا متلاشی ہے۔

(۲) چونکہ اندر موت بیند صد وجود
ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
(مثنوی)

چونکہ وہ موت میں طرح طرح کی زندگیاں دیکھتا ہے۔ اس لئے پروانہ وار وہ اپنے آپ کو جلا دیتا ہے۔

دوسری صدی ہجری قریب الاختتام ہے مامون الرشید بڑے کرّوفر سے دربار لگائے مسند خلافت پر بیٹھا ہے عباس پہلو میں اور وزراء سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہیں اتنے میں مغیرہ ہاں وہی مظلوم مغیرہ جس کے چہرہ کی درخشانی کبھی آفتاب ماہتاب سے چشمک زنی کرتی تھی اور اب جس کے رُخ انور پر مصائب و مشکلات سے ضعیفی کے آثار نمایاں ہیں دربار شاہی میں حاضر ہوتی ہے اور ان الفاظ میں اپنی شکایت پیش کرتی ہے۔

" اے مامون ایک بیوہ کا مکان صرف اس لئے کہ اس نے اپنی عصمت کی حفاظت چاہی سلطنت عباسیہ کو مبارک ہو۔ لیکن مامون کو ایک دن اس شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے جس کی سلطنت لازوال ہے اور جس کے سامنے ہر کہ و مہ کو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا اے خلیفہ میں تیرے پاس ایک ظالم کے خلاف فریاد لیکر حاضر ہوئی ہوں اور انصاف کی خواستگار ہوں"

دربار میں اس آزادانہ گفتگو سے سناٹا چھا گیا۔ مامون نے کہا کیا مجھے اس ظالم کی نشاندہی کر سکتی ہو؟

عورت ہنسی اور ہنس کر کہا وہ ظالم آپ کا نور نظر عباس ہے جو اس وقت حضور کے پہلو میں بیٹھا ہے۔

افسوس آج مسلمان مکارم اخلاق کا سبق فراموش کر چکے ہیں الا ماشاء اللہ مگر کبھی اس مردہ لاش میں جان تھی۔

کاسۂ حکمت کہ گم کردہ دل است
پیش اہل دل یقین آں حاصل است

یعنے سرمایۂ حکمت جس کو دل گم کر چکا ہے یقیناً اہل دل سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مامون کا چہرہ یہ بات سنتے ہی غصہ سے سُرخ ہو گیا چوبداروں کو حکم دیا عباس کو مدعی کے ساتھ سامنے کھڑا کر دو۔ مغیرہ نے اپنا بیان جرأت سے دینا شروع کیا۔ عباس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ دوران تقریر میں اس خاتون نے جوش غیرت میں عدالت اور آداب عدالت کو بالائے طاق رکھ دیا اور عباس سے یوں مخاطب ہوئی۔

" عباس یہ صحیح ہے کہ تو مامون الرشید کا لڑکا اور وارث تخت ہے لیکن یہ ہاتھ منتظر تھے کہ تو آگے بڑھے تو تیری گردن خاک میں ملا دیں بیشک آل برامکہ کی دولت عباسیوں نے خاک میں ملا دی مگر ہماری عصمت وہ دولت ہے کہ ہم سلطنت عباسیہ اس پر قربان کر دیں"

وزراء نے مغیرہ کو اس گستاخ گفتگو سے روکنا چاہا مگر مامون نے انہیں منع کر دیا اور کہا اسے مت روکو یہ حق بات کہتی ہے یہ صرف صداقت ہے جس نے اس کی زبان کو تیز اور حوصلہ کو بلند کر دیا ہے اور عباس کی کمزوری ہے جس نے اسکو گنگ بنا دیا ہے میں کرسی عدالت پر بیٹھا ہوں اور مظلوموں کی دادرسی میرا فرض ہے۔

(۱) شیر مردانند در عالم مدد
آں زماں کا فغان مظلوماں رسد

دنیا میں ایسے شیر مرد ہوتے ہیں جب مظلوموں کی فریاد ان تک پہنچتی ہے تو وہ مدد کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

(۲) بانگ مظلوماں ز ہر جا بشنوند
آں طرف چوں رحمت حق می دوند

مظلوموں کی آواز جہاں کہیں سے سنتے ہیں رحمت حق کی طرح اس طرف دوڑتے ہیں

(۳) آں ستونہائے خلل ہائے جہاں
آں طبیبان مرض ہائے نہاں

وہ دنیا کے تمام خلل دار مقامات کے لئے ستون کا حکم رکھتے ہیں اور تمام پوشیدہ بیماریوں کے طبیب ہیں۔

(۴) محض مہر و داوری و رحمت اند
ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند

وہ سراپا محبت انصاف اور رحم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرح بے علت اور بے رشوت ہیں۔

اسی وقت مامون نے پانچ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی اپنے ہاتھ میں لے کر مغیرہ کے قدموں میں ڈال دیں اور نہ صرف اس کا مکان ہی اسے واپس کیا بلکہ ایک قصر عباس مغیرہ کو عطا فرما کر اس سے درخواست کی کہ وہ شہزادہ کو معاف کر دے۔

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجیست
کہ بشمشیر میسر نشود سلطاں را (حافظ)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴۷

ہندوستانی سیاست کا نازک دور
مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ

ہندوستان اس وقت ایک نہایت خطرناک اور نازک دور سے گذر رہا ہے اس بدقسمت ملک کے طول وعرض میں ایسی خانہ جنگی کی آگ بھڑک رہی ہے جس نے تمام ہندوستانی طبقات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے یوں معلوم دیتا ہے کہ سارے ملک کے اندر لاوا کھول رہا ہے جو تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد پھوٹ کر تباہی اور بربادی کے ایسے مناظر پیش کرتا ہے جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کلکتہ، نواکھلی بہار اور گڑھمکتیشور کے حوادث ہندوستان کے دامن پر ایسے بدنما دھبے ہیں جن کو دھویا نہیں جا سکتا اور بہار میں جس کمینگی اور درندگی کے ساتھ مسلمان بچوں عورتوں اور بوڑھوں کا قتل عام ہوا ہے اس کو دیکھ کر تو یوں معلوم دیتا ہے کہ صوبہ بہار میں انسان نہیں بستے بلکہ ادنیٰ قسم کے درندے رہتے ہیں جن کا وجود ساری انسانیت کے لئے باعث ننگ ہے۔

—— جب دو قوموں میں مخالفت اور نفرت اس حد تک بڑھ جائے کہ ایسے توہین اور المناک واقعات رونما ہونے لگیں تو اس وقت ان دونوں قوموں کا دماغی توازن درست نہیں رہ سکتا اور اس توازن کے کھو جانے سے جو نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں ان کا اندازہ ہر ایک عقل عام رکھنے والا شخص کر سکتا ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے ایک خطرناک تباہی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ اس تباہی اور غارتگری کے بعد ہندو اور مسلمان دونوں کمزور ہو جائیں گے اور برٹش امپیریلزم کے قدم ہندوستان میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائیں گے اور یہ کیفیت دونوں قوموں کے لئے مضر ہی نہیں بلکہ مہلک ثابت ہوگی۔

—— ان فسادات نے ایک بات تو دنیا پر بالکل واضح کر دی ہے کہ ہندوستان میں واقعی دو قومیں آباد ہیں جو ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اور ان کی مشکلات اور مصائب کا حل سوائے پاکستان کے اور کچھ نہیں لیکن اس پاکستان کو قائم کرنے کے لئے بھی زبردست دماغی توازن اور جدوجہد کی ضرورت ہے یہ موقعہ ہے کہ مسلمان نہایت سنبھل کر قدم اٹھائیں اور بہار کے خونیں واقعات سے سبق حاصل کر کے اپنے آپ کو منظم کریں اور مضبوط کریں جلسوں اور جلوسوں کو ایک حد کے اندر رکھتے ہوئے اپنے عملی قوا کو بروئے کار لائیں اور بجائے جذبۂ انتقام کو بھڑکانے کے اور مشتعل ہونے کے زبردست اخلاقی اور روحانی قوت اپنے اندر پیدا کریں جس سے ساری قوم متحرک اور فعال ہو جائے اس جوش انتقام کو جذبۂ تعمیر میں بدل دیں اور دوسری بات جس پر خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ بہار کے مظلوم مسلمانوں کی امداد نہایت فراخدلی سے اور وسیع پیمانہ پر کی جائے اور ان کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے جس سے وہ آیندہ خطرات سے بچ جائیں اور پہلے جو انہیں نقصان پہنچ چکا ہے اس کی مالی تلافی بھی کسی حد تک ہو جائے ——

ہندوستانی سیاست اور عمرانیات میں نہایت نازک دور ہے اس وقت مسلمان لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ نہایت تدبر سے مسلمان عوام کی رہنمائی کریں انہیں اس دور کے خطرات اور تباہیوں سے بچائیں اور منظم کر کے ایسا مضبوط بنائیں کہ وہ ترقی کے راستہ پر گامزن ہو کر دنیا کی زندہ اور فعال قوموں میں شمار ہو سکیں۔ اگر اس نازک موقعہ پر مسلمانوں کی اچھی قیادت نہ کی گئی اور انہیں ان خطرات سے محفوظ کر کے صحیح راستہ پر نہ ڈالا گیا تو اس لغزش کا نتیجہ بہت بُرا نکلے گا۔ بہار کے واقعات کو ایک بہت بڑی تعمیری رو بنایا جا سکتا ہے اور ان واقعات سے عوام کو مشتعل کر کے انہیں تباہی کے راستہ پر بھی ڈالا جا سکتا ہے اس لئے تمام ان مسلمانوں کا فرض ہے جو اپنے اندر صحیح غور و فکر کا مادہ رکھتے ہیں کہ وہ اس نازک دور میں نہایت سوچ سمجھ کر آگے بڑھیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ایڈیٹر

سالانہ نمائش دستکاری کیلئے تیاری کی ضرورت

ہماری جماعت کی بلند ہمت اور اشاعت اسلام کے لئے اعلیٰ جذبات رکھنے والی خواتین جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے خرچ سے استعمال اور آرائش کی چیزیں تیار کر کے بھیجتی ہیں جنہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بذریعہ نمائش دستکاری فروخت کیا جاتا ہے۔ ان مذکورہ اشیاء کی فروخت سے ہر سال قریباً ایک ہزار روپیہ کی رقم جمع ہو جاتی ہے جس سے اشاعت اسلام کے مقصد کو تقویت ملتی ہے اور خواتین سلسلہ کو اعلائے کلمۃ الحق کے جہاد میں شریک ہونے کا ایک شاندار موقعہ مل جاتا ہے اگر اس تحریک کو باقاعدہ اور منظم طور پر فروغ دیا جائے تو ایک مشن کے اخراجات کی یہ تحریک متحمل ہو سکتی ہے ہم خواتین سلسلہ کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ ابھی سے ایک اہتمام کے ساتھ ان اشیاء کو تیار کرنا شروع کر دیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر ایک خاتون اس تحریک کو کامیاب کرنے کی کوشش کرے۔

جلسہ سالانہ کے اخراجات

جملہ برادران سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ اس کے اخراجات کے لئے تمام احباب کے نام کچھ نہ کچھ رقم ڈالی گئی ہے۔ یہ خطوط فرداً فرداً بعض صورتوں میں سیکرٹری صاحبان کے نام بھیجے جا رہے ہیں۔ احباب کو چاہئے کہ اخراجات سلسلہ کی رقم دسمبر کے شروع ہفتہ میں ارسال فرما دیں۔ تاکہ وقت پر اشیاء خرید کی جا سکیں۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور حذبات دینیہ میں مصروف ہیں۔

محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کا دوسرا مکتوب } از جہاز انڈیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

۵ رنومبر ۱۹۴۶ء۔

مکرم محترم ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے میرا پہلا عریضہ مل گیا ہوگا ہمارا جہاز یکم نومبر کو پورٹ سعید سے روانہ ہوا اور روانگی سے قبل وہاں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عید الضحٰے ۴ رنومبر بروز پیر ہوگی۔ چنانچہ جملہ مسلمانوں نے جو عرشہ جہاز پر تھے یہ فیصلہ کیا کہ عید کی تقریب کو جہاز پر منایا جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۴ رماہ حال کو دس بجے نماز عید ادا کی گئی اور امام اور خطیب کے فرائض خاکسار نے سرانجام دیئے۔ جملہ مسلمانان شریک نماز ہوئے سوائے ایک صاحب کے جو قادیانی تھے انھوں نے شرکت نہ کی جس کو باقی مسلمانوں نے اچھی نظر سے نہ دیکھا۔ نماز کے بعد میرا ان سے تبادلۂ خیالات بھی ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ نماز کے متعلق ہر قادیانی کا اپنا اپنا نقطہ نگاہ ہے کیونکہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ایک موقع پر میرے اس استفسار پر کہ کیا قادیانی حضرات ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں تو ...... اس کا جواب اثبات میں دیا تھا لیکن یہ صاحب شریک نماز نہ ہوئے حالانکہ انکو علم تھا کہ امام میں ہونگا۔

اسی روز تمام مسلمانوں نے تمام ہندوستانیوں کو جو عرشہ جہاز پر ہمارے ہم سفر تھے دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا۔ کھانا دیسی تیار کروایا گیا جس کو ایک صاحب ڈاکٹر فضل نے خاص محنت اور کوشش سے تیار کروایا تھا اور کھانا بڑا ہی پرلطف تھا۔ اور تمام ہندوستانیوں نے بڑا پسند کیا۔ اسی اجتماع میں میری ایک مختصر سی تقریر بزبان انگریزی بھی ہوئی جس میں میں نے تمام احباب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد عید قربان کی تقریب کے متعلق روشنی ڈالی۔ یہ تقریر بے حد پسند کی گئی۔ اور اس طرح یہ خوشی کا موقع نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ والسلام

خاکسار عبد اللہ۔

سپاس تعزیت } میرے فرزند لئیق احمد مرحوم کی وفات پر احباب نے جن گہری

ہمدردی کے پیغامات مجھے بھیجے ہیں ان سب کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے میرے لئے یہ مشکل ہے کہ سب احباب کو فرداً فرداً جواب دے سکوں اس لئے اخبار کے ذریعہ سب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قضاء الٰہی کو ہم نے دلی خوشی سے قبول کیا ہے کوئی گلہ شکوہ اس بات کا نہیں کہ ایسا کیوں ہوا جس کی چیز تھی اس نے لے لی ہے۔

بلانیوالا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

والسلام۔ خاکسار۔ شیخ عبد الرحمن مصری

ایک غلطی کی تصحیح } پیغام صلح کے گزشتہ پرچہ میں محترم ڈاکٹر صاحب

شیخ محمد عبد اللہ صاحب کے مکتوب میں ملک عبد الغنی صاحب مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی کا نام کتابت کی غلطی سے ملک عبد الرحمن صاحب چھپ گیا ہے خریداران پیغام صلح تصحیح فرما لیں۔

کیا جناب مسیح علیہ السلام ازروئے انجیل کنواری کا بیٹا ہے

عیسائیت کے متعلق ایک نیا تحقیقی مقالہ

از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

نوٹ: جس طرح پارسال مجھے آریوں کے جواب میں آئینہ حق نما لکھنے کی توفیق ملی اسی طرح امسال میں نے آئینہ حق نما کا حصہ دوم جو ہندو مذہب کے مطالعہ پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تکمیل کو پہنچایا (گو ابھی تک اس کی کتابت اور اشاعت نہیں ہو سکی) اس کے علاوہ عیسائی مذہب پر بھی ایک نیا تحقیقی مقالہ قریباً قریباً لکھ چکا ہوں ذیل کا مضمون اسی کا ایک [illegible]

مذہب کی صداقت کا دار و مدار اس کی الہامی کتاب کی صحت پر ہے ورنہ اس کا ہر اندرونی ریب اور شک کا محل ہو گا گو مسیحی مذہب کا بنیادی امر نہی پر یا کسی شریعت اور تعلیم پر نہیں بلکہ چند ایک تاریخی واقعات پر ہے کہ اگر ان واقعات کی صداقت روایت و درایت سے ثابت ہو تو مذہب موجود ہے اگر بیان کردہ واقعات مشکوک ہوں تو مذہب کی ساری عمارت گر جاتی ہے مسیحی مذہب کی بنیادی اینٹ جناب مسیح کی معجزانہ پیدائش ہے۔ مسیح مقدس کنواری کا بیٹا ہو کر خدا کا بیٹا ہے۔ اگر مسیح کنواری کا بیٹا نہیں تو وہ خدا کا بیٹا بھی نہیں اور نہ ہمارے گناہوں کا فدیہ اور کفارہ ہو سکتا ہے ہمیں قرآن مجید کی بنا پر اس سے کوئی بحث نہیں کیونکہ قرآن مجید حضرت مسیح ؑ کو کنواری کا بیٹا ہونے کی وجہ سے خدا کا بیٹا نہیں ٹھہراتا اس وقت ہمیں صرف اناجیل کی رو سے اس مسئلہ پر غور کرنا ہے۔

(۱) غور کیجئے ایک مقدس کنواری حاملہ ہوتی اس نے ایک بیٹا جنا۔ بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے وہ خدا کا بیٹا کہلایا اور مسیحی دنیا میں یہ ایک بہت بڑا نشان سمجھا گیا نہ صرف بیٹا بلکہ اس کی ماں بھی ابد الآباد کے لئے مقدس کنواری کے خطاب سے مشرف اور ممتاز ہوئی مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ مسیح نے عمر بھر خود کبھی یہ نہ کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اس وجہ سے کہ کنواری کا بیٹا ہوں۔ اس نے پانی کو شراب بنایا اور سینکڑوں کو منوں الٰہی چند روٹیوں کو برکت بخشی اور ہزاروں کو سیر کر دیا۔ مردے زندہ کئے اور لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ لاعلاج بیماروں کو شفا دی اور دعا لی۔ وہ پانی پر چلا اور نہ ڈگمگایا بدارواح یعنی شیطان کو دھتکارا اور ان سب کو اپنی صداقت کا نشان بتایا مگر کبھی یہود کو یہ نہ کہا کہ میرے خدا کا بیٹا ہونے کی یہ دلیل ہے کہ میں بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں۔

(۲) عیسائیت کے صدر اولیٰ کی کسی تحریر اور تصنیف میں کفارہ کی اس انوکھی دلیل کا کہیں ذکر نہیں [illegible] میں ایک [illegible] ان ویلیٹ ان ریلیجن (Unrest in Religion) شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے:

It is not to be found in any authentic document or tradition of the earliest date. It is not to be found in Paul's Epistles. It is not to be found in the earliest public preaching of the Gospel, if Peter's addresses are rightly recorded in the Acts. The story of the Virgin's birth is not to be found in the fourth Gospel.

کنواری کا بیٹا ہونے کا ذکر نہ تو صدر اولیٰ کی مستند تحریرات اور روایات میں ملتا ہے نہ پال کے خطوط میں اس معجزہ کا ذکر ہے اور نہ انجیل کی ابتدائی اشاعت نامہ میں یہ حکم موجود ہے بشرطیکہ کتاب اعمال میں پطرس کے خطابات صحت کے ساتھ درج کئے گئے ہوں۔ کنواری کے حاملہ ہونے کا افسانہ چوتھی انجیل (یوحنا) میں بھی نہیں۔ جناب مسیح ؑ کے کنواری کا بیٹا ہونے کا ثبوت ان کے اپنے اقوال سند و حجت اناجیل سے نہیں ملتا اس پر بھی متی اور لوقا نے اسے کنواری کا بیٹا لکھا ہے اور موجودہ عیسائی دنیا اسے مانتی چلی جا رہی ہے۔

(۳) کنواری کا بیٹا ازروئے عہد نامہ عتیق

متی نے اس مسئلہ کو بیان کر کے اہمیت دی ہے کہ عہد نامہ عتیق سے بھی اس کی شہادت ڈھونڈ نکالی ہے اس لئے سب سے پہلے اس ثبوت پر غور کرنا مناسب ہے عہد نامہ عتیق میں اگر واقعی مسیح ؑ سے ۷۰۰ برس پہلے یہ پیشگوئی دی گئی تھی تو ہر ایک جویائے صداقت کو اس پر غور کرنا چاہیئے متی کہتا ہے۔

"یہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوئیل (خدا ہمارے ساتھ) رکھیں گے"

(متی ۱: ۲۲ و ۲۳ بحوالہ یسعیاہ ۷: ۱۴)

اول تو یہ پیشگوئی اسی نبی اور بادشاہ کے زمانہ میں پوری ہو گئی دوم اس حوالہ میں جس لفظ کا ترجمہ کنواری کیا گیا ہے وہ علماء عبرانی کے نزدیک غلط ہے، علماء یہود کے ساتھ صدہا برس بحث کرنے اور اپنی ضد پر اڑے رہنے کے بعد اب مسیحی محققین نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہوتا رہا ہے اور متی نے بھی اس معاملہ میں ٹھوکر کھائی ہے عبرانی میں یہ لفظ عَلْمَہ ہے جس کا ترجمہ یونانی میں پارتھینوس کیا گیا انگریزی اور اردو وغیرہ تراجم بائیبل میں اس کا مفہوم کنواری ظاہر کیا گیا مگر عبرانی کی کسی لغت میں عَلْمَہ کے معنی کنواری نہیں ہے بلکہ اس کے معنی جوان اور بالغ عورت لکھے ہیں بائیبل میں لفظ عَلْمَہ جوان۔ بالغ اور نوعروس کے معنوں میں استعمال ہوا ہے دیگر پیدائش ۲۴: ۴۳ خروج ۲: ۸۔ امثال ۳۰: ۱۹ یسعیاہ ۷: ۱۴ میں بصیغہ واحد اور زبور ۶۸: ۲۶ غزل الغزلات ۱: ۸۔ اور ۶: ۸ میں عَلْمُوت بصیغہ جمع آیا ہے اس کے معنی کسی جگہ بھی کنواری نہیں ہے۔ عربی زبان میں غلام جوان مرد کو کہتے ہیں اسی سے عَلْمَہ تانیث بنائی گئی ہے۔ عبرو انگلش لغت مولفہ براؤن فیرہم مولفین اس زیر بحث آیت کا ترجمہ بھی اب یوں کیا گیا ہے۔

"ایک بالغ عورت حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی"

گویا متی کے ہاتھ سے وہ ٹوٹا پھوٹا سہارا بھی کنواری کے حاملہ ہونے کا جاتا رہا۔ ٹوٹا پھوٹا سہارا اس لئے کہ عہد عتیق کے کسی نوشتہ میں اور یہود کی کسی روایت میں ہرگز یہ نہیں کہا گیا کہ آنے والا مسیح کنواری کا بیٹا ہوگا یا اعجازی پیدائش والا اور خدا کا بیٹا ہوگا مگر اس پر بائیبل کے پرانے ترجمہ کا ایک لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہی لفظ عَلْمَہ دوسری جگہ یوایل کی کتاب ۱: ۸ میں بھی آیا ہے اس کا ترجمہ بائیبل میں یوں درج ہوا

"تم ماتم کرو جس طرح کنواری اپنی جوانی کے خصم کے لئے ٹاٹ پہنے ماتم کرتی ہے"

گویا کنواری خصم والی بلکہ جوانی کے خصم کا ماتم کرنے والی ھٰذا الشیء عجیب۔

متی لوقا کی شہادت

اس پر آپ تعجب نہ کریں کہ خصم والی کنواری کیونکہ رہی حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت بھی عیسائیوں کا خیال ایسا ہی ہے کنواری کے حاملہ ہونے کا گو کہ متی اور لوقا صرف دو اناجیل میں ہے مرقس اور یوحنا نے اس مسئلہ پر خاموشی اختیار کی ہے دو اناجیل میں مسیح کنواری کا بیٹا ہے اور مریم کے شوہر یوسف کا بیٹا بھی ہے کنواری کا بیٹا بتاتے ہوئے باوجود دونوں نے مسیح کا نسب نامہ بھی درج کیا ہے حالانکہ جس کا باپ نہیں اس کا شجرہ کہاں سے پیدا ہو گیا جس سے یہ ظاہر ہے کہ دونوں اناجیل نویسوں کے نزدیک نامبردہ یوسف مسیح کا باپ تھا نہ صرف نسب نامہ درج کیا بلکہ اسے بار بار ابن آدم ابن ابراہیم ابن داؤد بھی کہا (متی ۱۲: ۲۳ و ۲۱: ۱۱؛ ۲۲ و ۱: ۱۔ ۲۲: ۴۲)۔

۵۔ انجیل نویس۔ عوام اور خود مسیح کی شہادت

متی ۱۲: ۴۶ تا ۵۰ میں ہے:

"دیکھو اس کی ماں اور اس کے بھائی باہر کھڑے اس سے بات کیا چاہتے تھے تب کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی تجھ سے بات کیا چاہتے ہیں پھر اس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی اور اپنا ہاتھ اپنے شاگردوں کی طرف بڑھا کر کہا کہ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی۔ کیونکہ جو کوئی میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے میرا بھائی ہے اور بہن اور ماں وہی ہے"

کسی قدر اختلاف کے ساتھ الفاظ مرقس ۳: ۳۱ تا ۳۵ لوقا ۸: ۱۹ تا ۲۱ میں بھی ہیں اس عبارت میں تین شہادتیں موجود ہیں اول انجیل نویس کی شہادت کہ اس کی ماں اور بھائی آئے دوسرے اطلاع دینے والے کی گواہی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں، تیسرے مسیح کی اپنی شہادت کہ اس نے ماں کے ساتھ اس کے بھائی ہونے کا انکار نہیں کیا اور اگر خوش فہمی سے انکار سمجھ لیا جائے تو مسیح کی ماں کو وہ عزت اور فضیلت جو عیسائی لوگ اسے دیتے ہیں جاتی رہتی ہے یعنی ایسی نیک اور پاک ماں جس نے خدا کا بیٹا جنا اور خدا کی روح اس پر اتری وہ بھی گویا اس کی ماں نہیں اور نہ اس کی ماں کے بیٹے اس کے بھائی ہیں۔ اگر مسیح کو یہ علم ہوتا کہ میری ماں دنیا کی دوسری ماؤں کی طرح کوئی معمولی حیثیت کی ماں نہیں بلکہ وہ ایک ایسی ماں ہے جس کی نظیر اور مثل دنیا میں ناپید ہے تو وہ اس کا بیٹا ہونے سے کیسے انکار کر سکتا تھا پس مسیح کا یا تو ایک مقدس ماں کا بیٹا ہونا غلط ہے اور یا اس واقعہ کو صحیح مان کر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسیح کے اور حقیقی بھائی بہن بھی تھے جیسے اس کی ایک حقیقی ماں تھی۔ اس کے بعد صرف ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے کہ مسیح ؑ کے یہ بھائی محض روح القدس کے فیضان سے بلا باپ پیدا ہوئے تھے یا باپ سے پیدا ہوئے تھے۔

مسیحؑ کے کنبہ اور رشتہ داروں کی گواہی

متی کے مندرجہ بالا واقعہ سے [illegible] ۲۰:۱۳ میں یوں لکھا ہے

"[illegible] کیونکہ اقربا کہتے تھے کہ وہ دیوانہ ہے"

ماں اور بھائیوں کا یہ کہنا کہ وہ بے خود یا دیوانہ ہے تعجب کی بات ہے کیا ماں نے اپنے دوسرے بیٹوں سے اس کی معجزہ پیدائش کا راز چھپا رکھا تھا کیا خود انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ انسان کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے اگر اس کی معجزانہ پیدائش کا علم اس کی ماں اس کے بھائیوں اور اس کے کنبہ والوں کو ہوتا تو وہ کبھی اسے بے عزت اور پاگل نہ کہتے کم از کم مریم جیسی نیک اور پاک ماں کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے تھا کہ اس کا بیٹا بے خود نہیں بلکہ کنواری کا بیٹا ہو کر خدا کا بیٹا ہے اس واقعہ کے سچ ہونے کی شہادت خود مسیح نے بھی دی ہے جہاں وہ فرماتے ہیں:۔

"نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن اپنے کنبہ اور اپنے گھر میں"

مرقس ۶: ۴ متی ۱۳: ۵۷

مرقس ۶: ۱ تا ۵ میں جناب مسیحؑ کے بھائیوں بہنوں؛ اور ان کے آبائی پیشہ کا بھی ذکر ہے ان کے اپنے شہر کے لوگ کہتے ہیں

"کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوسیس؛ اور یہوداہ شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اس کی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں"

باپ ہونے پر ماں کی شہادت

شاید کسی کے دل میں یہ وسوسہ گزرے کہ یہاں صرف مسیح کی ماں بھائیوں اور بہنوں کا ذکر ہے باپ کا ذکر نہیں مگر لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ "اس کے ماں باپ ہر برس عید کے موقعہ پر یروشلم جاتے تھے" جب وہ بارہ برس کا ہوا تو وہ اسے لیکر یروشلم گئے جب وہ وہاں سے واپس ہوئے تو وہ قافلہ سے الگ ہو کر اسی جگہ رہ گیا ماں باپ کو ایک منزل جانے کے بعد اسے تلاش کرنا پڑا، تو اسے نہ پا کر وہ واپس لوٹے تین روز کے بعد آخر مسیح ملا

"تو اس کی ماں نے کہا کس بیٹے تو نے ہم سے ایسا کیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈھتے تھے۔ اس نے انہیں کہا کیوں تم مجھے ڈھونڈھتے تھے کیا تم نے نہ جانا کہ مجھے اپنے باپ کے یہاں ہونا ضرور ہے پر وے اس بات کو جو اس نے انہیں کہی نہ سمجھے"

(لوقا ۲: ۴۸-۴۹)

جس سے یہ ظاہر ہے کہ بارہ برس کی عمر تک اس کی ماں باپ دونوں زندہ تھے اور ہر برس یروشلم میں عید کے موقعہ پر زیارت و عبادت کے لئے آیا کرتے تھے۔ باپ کی موجودگی میں ماں کہتی ہے کہ میں اور تیرا باپ تجھے ڈھونڈتے تھے اور ہمیں تیری تلاش میں از حد تکلیف ہوئی ایک منزل سے واپس آنا پڑا اور کامل تین دن تک ہم اپنا بیٹا نہ ملنے کی وجہ سے حیران اور پریشان رہے۔ اس پر وہ کیا مسیحؑ کا یہ جواب کہ "مجھے اپنے باپ کے یہاں رہنا ضرور ہے" "اپنے باپ" کے الفاظ اس کو خدا کا بیٹا کہنا غلط ہے اپنے باپ سے یسوع کی مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہیں کیونکہ یہ باپ کا گھر حضرت داؤد کا گھر ہے چنانچہ یوحنا ۲: ۱۷ میں لکھا ہے:۔

"میرے باپ کے گھر کو بیوپار کا گھر مت بناؤ اور اس کے شاگردوں کو یاد آیا کہ یوں لکھا ہے کہ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی"

نیز دیکھو زبور ۶۹: ۹

یروشلم میں چند دن ٹھہر کر جناب مسیحؑ علماء کے وعظ و نصیحت اور علم دین سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا انجیل نویس کا یہ فقرہ بھی پر معنی ہے کہ "وے اس بات کو جو اس نے انہیں کہی نہ سمجھے" یعنی اس کے ماں باپ نے اس کی اس معمولی سی بات کو بھی نہ سمجھا اور نہ مانا۔

"اور وہ ان کے ساتھ روانہ ہو کر ناصرت میں آیا اور ان کے (ماں باپ) تابع رہا"

کیا یوسف مسیحؑ کا حقیقی باپ نہ تھا

ماں کی اس شہادت کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں رہتی کہ یوسف حضرت مریم علیہا السلام کا شوہر اور جناب مسیحؑ کا باپ تھا تاہم اس پر بھی کوئی عذر کرے کہ بلا شبہ مریم علیہا السلام ۱۲/۱۳ برس تک یا ۲۵ برس تک (کیونکہ آئندہ لوقا باب ۳ کا واقعہ مسیحؑ کے ۲۷ ویں برس کا ہے) اپنے شوہر یوسف کے ساتھ رہی اور جناب مسیحؑ ان کی خدمت اور فرمانبرداری کرتے رہے مگر یوسف ان کا حقیقی باپ نہ تھا اول تو یہ ایک نامعقول امر ہے کہ ایک عورت عمر کا ایک طویل حصہ ایک مرد کے ساتھ بسر کرے اور مسیحؑ کے علاوہ دوسرے بھائی اور بہنیں بھی پیدا ہو جائیں مگر وہ صرف اس کی منگیتر ہوا اور عمر بھر مقدس کنواری .... (　　　) کہلاتی رہے۔ مگر ہم اپنے مسیحی دوستوں کے ادنے سے شک کو بھی دور کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

لوقا ۲: ۲۲ تا ۲۴ میں لکھا ہے۔

"اور جب موسے کی شریعت کے موافق ان کے پاک ہونے کے دن پورے ہو گئے تو وہ اس کو یروشلم میں لائے تاکہ خداوند کے آگے حاضر کریں جیسا کہ خداوند کی شریعت میں لکھا ہے کہ ہر ایک پلوٹھا خداوند کے لئے مقدس ٹھہریگا اور خداوند کی شریعت کے اس قول کے موافق قربانی کریں کہ قمریوں کا ایک جوڑا یا کبوتر کے دو بچے لائیں"

یعنی مسیح کی پیدائش کی وجہ سے ماں اور باپ دونوں ناپاک ہو گئے تھے ماں کا ناپاک ہونا تو آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے مگر باپ کا ناپاک ہونا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ مسیحؑ کا حقیقی باپ ہو ان دونوں کے ناپاک ہونے کے بعد بچہ کا ناپاک ہونا اسی اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ وہ اس گناہ کا فطری طور پر وارث ہو جو آدم سے (معاذ اللہ) صادر ہوا چنانچہ اسے پاک کرنے کے لئے کبوتری کے دو بچوں کو قربان کر کے عقیقہ کیا گیا کیونکہ اس کے والدین غریب تھے اگر بچہ کی پیدائش معجزانہ یا بغیر باپ کے تھی اور صرف روح القدس کے سایہ سے ہی مریم علیہا السلام کے پیٹ میں بچہ بن گیا تھا تو اس کی پیدائش سے ماں کے ناپاک ہو جانے کا خیال غلط ہے چہ جائیکہ آدم کے گناہ و یوسف کو ناپاک سمجھا جائے لوقا کا مندرجہ بالا بیان اگر درست ہے تو یوسف یقیناً مسیحؑ کا حقیقی باپ تھا نیز ماں اور بچہ اگر ناپاک ہوئے تو باپ کی وجہ سے ہوئے بیٹا پیدا ہوا بغیر باپ کے صرف روح القدس کے فیضان سے اور ناپاک ہو گیا یوسف یہ خلاف عقل امر ہے۔

کیا مریمؑ، یوسف کی صرف منگیتر رہی

جناب مسیحؑ کی پیدائش کے متعلق سب سے پہلی خبر جو لوقا نے دی ہے وہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔ مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل فرشتہ آیا اور اس نے کہا

"اور دیکھ تو حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی وہ بزرگ ہو گا اور خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند اسکو اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا اور وہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے گا اور اس کی بادشاہت آخر نہ ہو گی تب مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہو گا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی" لوقا ۱: ۳۱ تا ۳۴

فرشتہ کی اس بشارت میں ذیل کی باتیں قابل غور ہیں۔

(الف) وہ خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔

(ب) یہ کیونکر ہو گا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی؟

گویا خدا تعالےٰ کا بیٹا ہونے سے مراد بنی اسرائیل کا بادشاہ ہونا ہے جو داؤد کے تخت کا وارث ہو گا اگر مسیح کا باپ نہیں ہے تو وہ ابن داؤد کیسے کہلا سکتا ہے۔ مریم کا یہ کہنا کہ میں مرد کو نہیں جانتی یہ فقرہ اس وقت اس کے منہ سے نکلتا ہے جس سے پہلے اس کی منگنی بقول انجیل نویس یوسف سے ہو چکی ہوئی تھی (لوقا ۱: ۲۷) اپنے ہی منگیتر کو نہ جاننا یہ ایک غیر معقول بات ہے اس لئے فرشتہ کی خبر پر یہ تعجب بیٹا پیدا ہونے کے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق خوشخبری میں ایک عظیم انسان پیدا ہونے کے متعلق ہے کیونکہ منگیتر ہونے کی حیثیت سے بیٹا پیدا ہونا بعید از قیاس نہ تھا اس لئے اس پر ایک مفسر انجیل لکھتا ہے

Indeed her doubt had been not about the birth of a son but about the high dignity that the son was to attain in after life.

یعنی ایسا عظیم الشان انسان میرے ہاں پیدا ہونا میرے قیاس اور عقل سے باہر ہے اس کے جواب میں بھی فرشتہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہو گا۔

یوسف کا بیٹا ہونے سے ہی مسیح ابن داؤد ہے

لوقا ۱: ۲۶ میں ہے "جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا ایک کنواری کے پاس جس کی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا منگنی ہوئی تھی"

اس حوالہ کی بناء پر مسیح ابن یوسف ابن داؤد ہے اگر مسیح یوسف کا بیٹا نہیں تو اس کا ابن داؤد ہونا غلط ہو گا۔ کیونکہ جس کا باپ نہیں اس کا حضرت آدم تک کوئی شجرہ نسب نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ مسیح ماں کی طرف سے ابن داؤد ہے تو یہ غلط ہے اول تو ماں کی طرف سے شجرہ نسب کا دنیا میں کہیں دستور نہیں اور اگر ہو تو ماں کی ماں اور پھر آج تک سب ماؤں کا ہی شجرہ ہونا چاہیئے مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت مریمؑ داؤدؑ کے خاندان سے نہ تھیں وہ الیسابات کی رشتہ دار تھی اور الیسابات لیوی خاندان سے تھی جو حضرت ہارونؑ کا خاندان کہلاتا ہے لوقا ۱: ۵ (یا اخت ھارون ما کان ابوک امرا سوء وما کان امک بغیا) پس اگر مسیح کنواری کا بیٹا تھا تو یوسف کا شجرہ نسب آدم تک تلاش کرنا اور انا جیل میں درج کرنا بیہودہ تھا اور اس بناء پر یسوع کو ابن داؤد ٹھہرانا پیشگوئی کا وارث بنانا غلط ہے۔ (باقی ملاحظہ)

فاروقِ اعظمؓ

عادات و اطوار۔ شمائل و خصائل

از جناب مولانا مرتضیٰ خاں صاحب مسلم ٹاؤن لاہور

(۲)

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں کوفہ میں حاکم مقرر کرنے کا ذکر ہو رہا تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہہ دیا کہ عبداللہ بن عمرؓ ہر لحاظ سے قابل ہیں ان کو اس منصب پر مامور فرما دیجئے۔ آپ نے اس پر ناراضی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تم نے بہت برا مشورہ دیا ہے۔ کوفہ تو کیا میں اس کو کسی جگہ بھی حاکم بنانا پسند نہیں کرتا۔ اور جب یہ ذکر آیا کہ آپ اپنا جانشین مقرر کر دیں اور کسی نے آپ کے بیٹے عبداللہؓ کا نام بھی لے دیا۔ تو آپ بہت برہم ہوئے اور سختی سے فرمایا کہ چپ رہو۔ تم نے یہ بات خدا کے لئے نہیں کی۔ ایسا تقرر تو مسلمانوں کے لئے صریح طور پر مضر ہوگا اور اسلام کو اس سے نقصان پہنچے گا۔ اس لئے میں یہ رائے ہرگز پسند نہیں کرتا۔

ابن سعد ابن ابراہیم سے روایت ہے کہ فاروق اعظمؓ اور آپ کے بال بچوں کا خرچ دو درہم روزانہ تھا۔ اسی قدر آپ بیت المال سے لیتے تھے۔ اس سے زیادہ کبھی نہیں لیا۔

ایک موقعہ پر آپ نے عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اے لوگو! مجھے تمہارے مال پر اتنا حق ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال پر ہوتا ہے۔ اگر میرے پاس کھانے کو ہوگا تو میں ایک حبہ مسلمانوں کے مال میں سے نہیں لے سکتا اور جو بھوکا ہونگا تو صرف اس قدر لے سکتا ہوں جس میں میرا اور میرے بچوں کا گذارہ ہو سکے اے صاحبو! میرے پر تم لوگوں کے کچھ حقوق ہیں جن کا تم کو مجھ سے مواخذہ کرنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت ٹھیک ٹھیک جمع کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ یہ اموال جب میرے ہاتھ آئیں تو بے جا خرچ نہ کئے جائیں۔ تیسرا یہ کہ تمہارے روزینے بڑھاؤں سرحدوں کی حفاظت کروں اور تمہیں خطروں میں پڑنے سے بچائے رکھوں"

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ عمر بیت المال میں سے صرف دو جوڑے کپڑوں کے لے سکتا ہے ایک سرما کے لئے اور ایک گرما کے لئے۔ اس کے علاوہ اگر لے سکتا ہے تو صرف حج کا خرچ یا اپنے بال بچوں کا گذارہ اور وہ بھی متوسط درجہ کا۔ اس سے زیادہ ایک کوڑی بھی نہیں لے سکتا۔ اور یہ بھی اس وقت تک کہ وہ محتاج اور نادار ہو اور اپنے ذاتی مال میں سے اس کے پاس کچھ نہ ہو۔ یہ بیت المال لوگوں کا حق ہے جو اسلام کے لئے اپنا خون بہاتے ہیں۔ عمر کا اس میں کچھ اجارہ نہیں"

چند سال تک تو آپ نے بیت المال میں سے کچھ نہ لیا۔ مگر جب ناداری نے تنگ کیا تو آپ نے صحابہ سے عرض کیا کہ ایسی صورت میں کہ بار خلافت میرے سر پر ہے اور ذاتی کام کاج کے لئے وقت نہیں ملتا آپ لوگ کیا فتوے دیتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بیت المال میں سے اس قدر لے لو جس قدر آپ کے لئے اور آپ کے بچوں کے لئے کفایت کر سکے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اس قدر کم لیا کہ بمشکل کفایت کرتا تھا۔

دیانت و امانت

ایک دفعہ دوائی کے لئے آپ کو شہد کی ضرورت پیش آئی۔ بیت المال میں شہد موجود تھا۔ مگر انتہا درجے کی دیانت خود جرأت نہ ہوئی کہ اپنے آپ شہد لے کر استعمال کر لیں۔ آپ نے مسلمانوں سے اجازت لی انھوں نے بخوشی اجازت دیدی۔ تھوڑا شہد بقدر ضرورت لے کر باقی حفاظت کے ساتھ بیت المال میں رکھوا دیا۔

ایک دفعہ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ آپ کی ایک چھوٹی صاحبزادی کھیلتی کھیلتی باہر نکل آئی اور اشرفیوں کے ڈھیر میں سے ایک اشرفی منہ میں ڈال کر دوڑ گئی۔ آپ اس کے پیچھے بھاگے اس کو پکڑ کر اشرفی اس کے منہ سے نکالی اور مال غنیمت میں ملا دی اور فرمایا کہ اے لوگو! اس مال میں عمر اور اس کی اولاد کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا دوسرے مسلمانوں کا اس سے زیادہ ہرگز نہیں"

ایک دفعہ ابو موسٰی بیت المال کی صفائی کر رہے تھے کہ دو درہم مٹی میں سے ملے ہوئے پائے گئے۔ انھوں نے یہ دو درہم حضرت عمرؓ کے ایک بچے کو دیدیئے وہ گھر لے گیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے لائے ہو۔ اس نے کہا ابو موسٰی نے دیئے ہیں۔ آپ نے ابو موسٰی سے دریافت فرمایا۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ درہم صفائی کرتے ہوئے مٹی میں ملے ہوئے تھے مجھے ملے میں نے اٹھا کر بچے کو دے دیئے کہ یہ خوش ہو جائے گا آپ نے وہ دو درہم لیکر بیت المال میں داخل کر دیئے اور ابو موسٰی سے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ قیامت کے دن مسلمانوں کا مقروض بن کر اٹھایا جاؤں۔

ایک دفعہ غنیمت کا مال آیا۔ حضرت حفصہ (حضرت عمر کی بیٹی اور رسول اللہ صلعم کی زوجہ مطہرہ) کو خبر ہوئی وہ حضرت عمر کے پاس آئیں اور کہا کہ امیر المومنین اس میں میرا حق مجھ کو عنایت کیجئے کیونکہ میں ذوالقربیٰ میں سے ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا جان پدر! تیرا حق میرے خاص مال میں ہے۔ لیکن یہ غنیمت کا مال ہے۔ تو نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا۔ وہ بیچاری خفیف ہو کر اٹھ گئیں (صحیح بخاری باب کسوۃ الکعبہ) شام کی فتح کے بعد قیصر روم سے دوستانہ مراسم ہو گئے تھے، اور خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ ام کلثوم (زوجہ حضرت عمرؓ) نے قیصر کی حرم کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی چند شیشیاں بھیجیں اس نے اس کے جواب میں شیشیوں کو جواہرات سے بھر کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو یہ حال معلوم ہوا اور فرمایا گو عطر تمہارا تھا لیکن قاصد جو لیکر گیا تھا سرکاری تھا اور اس کے مصارف عام آمدنی میں سے ادا کئے گئے غرض وہ جواہرات لیکر بیت المال میں داخل کرا دیئے اور ان کو کچھ معاوضہ دے دیا۔

(الفاروق حصہ دوم)

آپ کے صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک دبلا سا اونٹ خرید کر مدینہ کی چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ وہ کچھ دنوں کے بعد خوب موٹا تازہ ہو گیا۔ پھر میں اسکو بیچنے کے لئے بازار میں لے گیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شاباش امیر المومنین کے بیٹے۔ یہ تجارت کا اچھا ڈھنگ سیکھا ہے سستے داموں ایک مریل اونٹ لے کر مسلمانوں کی چراگاہ میں چھوڑ دیا اور جب وہاں سے کھا پی کر خوب موٹا تازہ ہو گیا تو اس کو بیچنے کے لئے آ گئے۔ تاکہ مفت میں فائدہ اٹھا لیں جس قدر منافع ہوا آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیا اور مجھے قیمت خرید دے دی۔

آپ کے صاحبزادہ عبداللہ اور ان کے بھائی عبیداللہ نے ابو موسٰی اشعری حاکم عراق سے کچھ روپیہ قرض لیکر تجارت کی جس سے بہت فائدہ ہوا۔ جناب فاروق کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ فرمایا کہ تم لوگوں کو یہ روپیہ اس وجہ سے قرض ملا ہے کہ تم امیر المومنین کے بیٹے ہو لہٰذا اس تجارت میں جو منافع ہوا ہے وہ تمہارا حق نہیں۔ بیت المال کا حق ہے۔ چنانچہ جس قدر منافع ہوا وہ آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیا اور جس قدر قرضہ کی رقم ابو موسٰی سے لی گئی تھی وہ ان کو واپس کرا دی۔

ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے چار سو روپیہ قرض مانگا۔ انھوں نے کہا کہ امیر المومنین آپ بیت المال سے لے لیں۔ جب آپ کے پاس واپس آ جائیں تو آپ پھر واپس کر دیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میری موت آ جائے تو آپ اور دوسرے اصحاب کہیں گے کہ یہ روپیہ عمر کو معاف کر دو اس لئے میں پسند نہیں کرتا کہ بیت المال سے لوں" صاحب سیر الصحابہ لکھتے ہیں:۔

انتہا کے متدین تھے اور تدین کے معمولی جزئیات بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتے تھے وفات کے وقت جب حضرت عائشہ کے پاس مزار نبوی کے پاس دفن ہونے کی درخواست بھیجی تو حضرت ابن عمر نے فرمایا قل یقرأ علیک عمر السلام ولا تقل امیر المومنین فانی لست الیوم للمومنین امیرا۔

فیاضی

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے ایک خسر نے بیت المال میں سے کچھ مانگا۔ آپ نے اس درخواست کو بہت برا منایا اور فرمایا کہ ایسا سوال پھر کبھی نہ کرنا یہ بیت المال عمر کا مال نہیں۔ یہ مسلمانوں کا مال ہے۔ کیا تم مجھے خائن بنانا چاہتے ہو؟ اور کیا تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن عمر خائن بن کر خدا کے ۔۔۔ حضور کھڑا ہو۔ مگر اللہ اللہ ایسی کریم النفسی کہ سائل کے سوال کو دوسری طریق پر پورا کر دیا۔ اپنے ذاتی مال میں سے اس کو دس ہزار روپیہ دے دیا۔ ان کی ذاتی ملک میں سے کچھ زیادہ حاصل نہیں ہوتا تھا کبھی کبھی اتفاقیہ بڑی رقم آ جاتی تھی تو بے دریغ خرچ کر دیتے تھے چنانچہ جب حضرت ام کلثوم سے نکاح ہوا تو ان کے شرف اور خاندان نبوت کے تعلق کی وجہ سے ۴۰ ہزار درہم مہر باندھا اور اسی وقت ادا بھی کر دیا۔

(الفاروق حصہ دوم)

اسی طرح جب اسید بن حضیر کا انتقال ہوا اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ چار ہزار درہم کے قرضدار ہیں آپ نے اپنا باغ رہن رکھکر ان کا قرض ادا کر دیا۔ اس قسم کی فیاضیوں کا نتیجہ تھا کہ جب آپ کا انتقال ہوا آپ تقریباً چھیاسی ہزار کے مقروض تھے۔ اور یہ قرض آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا مکان بیچ کر ادا کیا گیا۔

ایک دفعہ ایک اعرابی نے آپ سے اشعار میں سوال کیا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

اے عمر نیکی کی جزا جنت ہے۔ تم میرے

اہل دنیا ل کو کپڑے پہنا دو۔ اور صدمات سے مجھے بچاؤ۔ خدا کی قسم تم ایسا ضرور کرو گے۔ جناب فاروق نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر میں ایسا نہ کروں اس نے کہا تو بھی ہم لوگ اپنی زندگی جوں توں کر کے گذار لیں گے۔

فاروق اعظم نے فرمایا کہ اچھا پھر کیا ہوگا۔ اعرابی نے پھر اشعار میں ہی جواب دیا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ پھر ہو گا کیا؟ قیامت کے دن تم سے اس کی باز پرس ہوگی اور وہ ایسا دن ہوگا کہ جہاں تم سخاوت کرنے کے قابل نہ ہوگے اور اس کا اخیر دوزخ ہے یا بہشت۔ کہتے ہیں کہ اعرابی کا یہ کلام سُن کر حضرت فاروق اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی۔ اور اپنا قمیص اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ میں تیری شاعری کا صلہ نہیں دیتا بلکہ اس دن سے میری روح کانپ گئی ہے جس کا تو نے ذکر کیا ہے۔ خدا کی قسم میرے پاس اس وقت ایک جبہ دینے کے لئے نہیں لیکن دوں گا ضرور۔ اس کے بعد جو کچھ دیا وہ ذاتی مال میں سے دیا۔ لوگوں نے کہا بھی کہ آپ اسکو بیت المال سے دلوا دیں۔ تو اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ پرائے مال پر مجھے کیا اختیار ہے اور سب سے قابل قدر بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ اس کی فصاحت کلام کا اثر تو خاص میری ذات پر پڑا ہے پھر بیت المال میں سے کیوں دوں۔ اللہ اکبر کس قدر دیانت ہے۔

۹ھ میں یہ افواہ پھیلی کہ قیصر روم نے عرب پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ( ) صحابہؓ کو بھی لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ زمانہ قحط اور سخت تنگی کا زمانہ تھا مال سے مدد دینے کا ارشاد بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ صحابہ رضی نے بڑی بڑی رقوم پیش کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے اپنے تمام مال کا نصف حضور صلعم کے قدموں میں لا کر رکھ دیا۔

آپ دُعا فرمایا کرتے تھے اللھم انی اسئلك ان نفقۃ فی حقہ خداوندا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مال کو اس کے حق میں صرف کروں۔ ان کی سب سے زیادہ زرخیز جائیداد خیبر میں تھی اس کو انھوں نے وقف کر دیا۔

(سیر الصحابہ)

خدمتِ خلق

دنیا کی تاریخ میں حضرت عمر جیسا خدمت خلق کرنے والا کوئی بادشاہ نظر نہیں آتا۔ یہی وہ بادشاہ ہے جو مشکیزہ کندھے پر ڈال غریب، بوڑھی عورتوں کے گھر پانی بھر آتا ہے۔ خود جاگتا ہے اور غریبوں بے کسوں کو نرم بستروں پر سلاتا ہے۔ خود بھوکا ہے مگر محتاجوں کو ان کے گھر جا جا کر کھانا کھلاتا ہے۔ خود اس کے پیراہن پر پیوند لگے ہیں مگر مسلمانوں کے گھروں کو مال و دولت سے بھر دیتا ہے۔ جب کسی کو مصیبت میں دیکھتا ہے تو ماہی بے آب کی طرح بیتاب ہو جاتا ہے۔ اور جب تک اس کی مصیبت کو دور نہیں کر لیتا۔ اسے نیند نہیں آتی۔ رات بھر پہرہ دیتا ہے اور رعیت کے ایک ایک فرد کا حال پوچھتا ہے۔ بازاروں میں عام لوگوں کی طرح پھرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی چودھری چکا رعیت کو تنگ تو نہیں کر رہا۔ خود اپنے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتا ہے۔ اور دوسروں کو تکلیف نہیں دیتا۔ اور جب ساری رات اور سارا سارا دن کام کر کے تھک گیا ہے تو تھوڑا سا آرام کرنے کے لئے فرش زمین پر ہی لیٹ جاتا ہے۔ لیکن پھر بیت المال کے اونٹوں کا خیال آگیا ہے۔ اونٹوں کے چلنے دیکھنے لگ گیا اور پھر انکو اپنے ہاتھ سے ہی مالش کرنی شروع کر دی ہے۔ پھر خیال آیا تو اپنے سپاہیوں کے گھر چلا گیا ہے ان کا اور ان کے بال بچوں کا حال پوچھتا ہے اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بازار سے لا دوں اور اگر کوئی اور حاجت ہے تو بتاؤ یہ خیال نہ کرنا کہ تمہارا مالک باہر ہے عمر تمہاری خدمت کے لئے ہمہ تن حاضر ہے۔ کیا دنیا کی تاریخ کوئی ایسا بادشاہ پیش کر سکتی ہے ہرگز نہیں یہ شرف یہ مجد حضرت عمر جیسے خلیفہ رسول کے لئے ہی مخصوص ہے۔ کیوں نہ ہو جن کے آقا رحمۃ للعالمین ہوں ان کے غلام پھر خلق خدا پر ایسے شفیق اور مہربان کیوں نہ ہوں۔

میدان جنگ سے اگر کوئی خط آجاتا ہے تو سب کام کاج چھوڑ کر آپ خود اسی وقت اس گھر کی طرف چلے جاتے ہیں گھر والوں کو خط دیتے اور فرماتے کہ اگر کہو تو پڑھ بھی دوں اور میرے پاس قلم دوات بھی ہے اگر چاہو تو اس کا جواب بھی لکھ دوں۔

آپ کا دستور تھا کہ ہر نماز کے بعد صحن مسجد میں بیٹھ جاتے۔ اذن عام تھا کہ جو کچھ کسی کو کہنا ہو وہ بے دھڑک امیر المومنین کی خدمت میں عرض کرے۔ رات کو اکیلے مدینہ کی گلیوں میں گشت لگاتے تھے اور کبھی کہیں سے ذرا سی آہٹ بھی محسوس ہوتی آپ کے کان کھڑے ہو جاتے اور فوراً اس طرف توجہ فرماتے۔ اگر سفر پر تشریف لے جاتے تو راہ چلتے مسافروں سے ادھر ادھر کے علاقوں کے حالات دریافت فرماتے۔ سفر میں اگر کوئی گاؤں آجاتا تو اس کے اندر تشریف لے جاتے گاؤں والوں سے رعیت کے حالات دریافت فرماتے جو نو وارد مدینہ میں آجاتا اسکو اپنے پاس بلاتے اور رعیت کے حالات کا جائزہ لیتے۔ غرضیکہ جس قدر ذرائع رعیت کے حالات معلوم کرنے کے ہو سکتے تھے سب استعمال فرماتے۔ تمام ملک کے اندر ہدایات نافذ ہوئی تھیں کہ لوگ اپنے ؎

ادارۂ تعلیم قرآن

آمد ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء

نام	روپے	آنے	پائی
بقایا سابقہ	۴۶۳۵۲	.	.
محترمہ سلیمہ فاروقی صاحبہ کراچی	۲۵۰۰	.	.
جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کراچی	۲۵۰۰	.	.
معرفت جناب عبدالصمد صاحب سرینگر	۱۰	.	.
جناب خان اکرام اللہ خان صاحب دہلی	۱۵۰	.	.
جناب مولوی عبدالباقی صاحب لاچی	۵	.	.
جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب	۷	۱۱	.
جناب مولوی محمد حسین صاحب پٹیالہ	۳	.	.
جناب مولوی عبدالسلام صاحب حیدرآباد دکن	۲۱	۶	۱
جناب کپتان مختار احمد صاحب	۱۵۰	.	.
جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے	۲۵	.	.
جناب اے۔ایل منیار۔ شولاپور	۱۱	.	.
جناب چوہدری خدابخش صاحب گہروٹہ	۱۰	.	.
جناب بابو رشید احمد صاحب امرتسر	۱	.	.
جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور	۳	.	.
جناب قاضی فضل حق صاحب موماں	۱	۴	.
جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	۲	۸	.
جناب چوہدری دوست محمد صاحب ایم اے ٹانڈہ	۵	.	.
جناب بابو محمد فاضل صاحب کارکن انجمن	۴	.	.
جناب مولوی دوست محمد صاحب	۳	.	.
جناب مولوی عبدالقادر صاحب	۳	.	.
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب	۱۰	.	.
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ	۲	.	.
میزان کل	۵۱۷۷۸	۱۰	۶

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تعلیم)

عشرہ کاملہ

ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار کی تحریک کے سلسلہ میں احباب کی طرف سے جوابات

(۱) برادرم عبدالرؤف صاحب منڈی بہاؤالدین سے لکھتے ہیں:۔

"قبلہ والد صاحب تو مدت ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کرتے ہیں۔ اب میں نے بھی ماہ اکتوبر سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار کی ادائیگی شروع کر دی ہے۔"

(۲) مولوی عبدالباقی صاحب لاچی سے تحریر فرماتے ہیں:۔

عشرہ کاملہ کی تکمیل کے لئے میرے دوسرے دو بھائی (جو کہ سکول ماسٹر ہیں) نے بھی ماہوار چندہ حسب ارشاد جناب اپنے اوپر فرض کر لیا ہے، چنانچہ اس ماہ کے لئے چندہ وصول کر کے روانہ جناب صاحب کر دیا ہے۔

(۳) بابو ثناء اللہ صاحب امرتسر سے تحریر فرماتے ہیں:۔

خاکسار کا ماہوار چندہ [illegible] ماہ سے [illegible] 5/9/1 کے تیرہ روپے ایک آنہ ہے کیونکہ میں نے ایک کام شروع کیا ہوا ہے اس وجہ سے چندہ ماہوار ساڑھے سات روپیہ سابقہ کی نسبت زیادہ ہے اور آنہ روپیہ کے حساب سے ادا کیا گیا ہے۔

(۴) چوہدری فضل داد صاحب جہلم سے تحریر فرماتے ہیں:۔

چوہدری فتح محمد صاحب (وکیل گجرات) اپنی آمد کا آنہ فی روپیہ ادا کر رہے ہیں۔ میں بھی انشاء اللہ آنہ فی روپیہ کے حساب سے ادا کرتا رہوں گا۔

(۵) جناب شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی قانونگو ریٹائرڈ بہاولنگر سے لکھتے ہیں کہ وہ بھی آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار ادا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب خادمان اسلام کو جزائے خیر دے آمین۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تعلیم

اخبار بغداد

بحوالہ ڈائری سید تصدق حسین صاحب قادری

۱۹ر ذیقعد ۱۳۶۵ھ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز پیر سویرے شریف عثمان کھتیانی کے گھر لڑکا تولد ہوا اس خوشی میں سیٹھ عثمان صاحب نے مبلغ پانچ پونڈ دارالیتامیٰ فنڈ میں عنایت فرمائے۔ مولود مسعود کا نام سیٹھ عثمان کے دادا کے نام پر موسےٰ رکھا۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے۔

۱۲ر ذیقعد ۱۶ر اکتوبر۔

اخویم عزیز عبدالرحمٰن صاحب گارڈ کا مڈل ایسٹ سے خط آیا آپ پندرہ اکتوبر کو ہندوستان روانہ ہونگے۔

۲۳ر اکتوبر ۱۹۴۶ء

آج شام کو ٹرین سے بصرہ جا رہا ہوں تین روز قیام رہے گا یہ سفر بہ حیثیت عضو وفد جمعیتہ الہندیہ الاسلامیہ ہو رہا ہے جمعیتہ کی عمارت کی تکمیل کے لئے روپوں کی مزید ضرورت ہے لٹریچر جو تین دنوں میں بھیجنا تھا وہ پہلے بھیج رہا ہوں۔

۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۶ء۔

سویرے بذریعہ ٹرین بصرہ سے واپس ہوا۔ اخویم ابراہیم آدم سچوانی صاحب بھی تشریف لائے بصرہ کی مختصر روئداد یہ ہے:۔

۲۴ر اکتوبر کی صبح کو بمعیت اخویم فیض محمد صاحب بصرہ پہنچا مارگل کے سٹیشن پر کئی احباب استقبال کے لئے موجود تھے سٹیشن سے بذریعہ موٹر عشار پہنچے۔ وفد کا کام شروع کر دیا گیا۔ خدا کے فضل سے اچھی کامیابی ہوئی کوئی دو ہزار پونڈ یعنی ستائیس ہزار روپیہ جمعیتہ الہندیہ الاسلامیہ کی عمارت کی تعمیر کے لئے وصول ہوا بصرہ میں جمعہ کی نماز اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی کے مکان پر معہ احباب ادا کی۔ خطبہ جمعہ

وما لکم الا تنفقوا فی سبیل

اللہ پر دیا۔ اخویم نواب دین صاحب نے ادارہ تعلیم القرآن میں ۵۰۰/۰ کا چیک عنایت فرمایا۔ جزاہم اللہ۔

بصرہ کے تین روزہ قیام میں بڑی مشغولیت رہی کل ۲۶ر اکتوبر کی شام کو بصرہ سے روانہ ہوا۔ کثیر احباب الوداع کہنے کے لئے مارگل سٹیشن پر تشریف لائے۔ واپسی پر ٹرین میں ہماری کیبن میں ایک شامی عرب السید عبدالرزاق ابراہیم اتفاقاً مل گئے آپ سے گفتگو کا بڑا مزا آیا۔ استعمار سے مسلمانوں کی مخلصی کیسے ہو۔ یہ جب انہیں بتلایا تو آپ مان گئے کہ اس کا واحد علاج تبلیغ میں مضمر ہے آج کا دشمن کل کو دوست بن سکتا ہے۔ موصوف کو کتاب الاسلام والنظام العالمی الجدید اور نیو ورلڈ آرڈر ہدیتہً دیا۔ اخویم ابراہیم آدم صاحب سچوانی نے چند انگریزی کے پمفلٹ دیئے سلسلہ کے متعلق بھی گفتگو رہی۔ آپ کویت میں تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔

حضرت علامۃ الجلیل السید محمد حسین کاشف الغطاء مجتہد نجف اشرف سے خط آیا۔ علامہ موصوف نے کتاب الاسلام والنظام العالمی الجدید جو ڈیڑھ ماہ ہوا ہدیتہً بھجوایا تھا تبصرہ فرمایا ہے اور شکریہ ادا کیا ہے۔ آپ ایک جگہ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ساتھ دیا جاتا ہے۔

وحقاً ان مولفہ قد الاع و احسن واجاد والقن وجاء بالحقائق ناصعۃ بیضاء وخدم الاسلام خدمۃ خالدۃ واستخرج کنوزہ الدفینۃ وجواھرہ الثمینۃ فجزاہ اللہ فی دینہ خیر جزاء العاملین المخلصین ونحن فی ھذہ العصور التی یسمونھا عصور النور وھی فی الحقیقۃ عصور الظلم والظلام والغرور لغم نحن والعالم کلہ فی اشد الحاجۃ الی مثل ھذہ المؤلفات القیمۃ والکتب المنیرۃ ولازلتم موفقین لامثال ھذہ الھدایۃ النافعۃ وحفظ اللہ المؤلف والمترجم والمھدی۔

ترجمہ:۔ اور حق یہ ہے کہ اس کے مؤلف نے نہایت اعلیٰ درجہ کا کام کیا ہے جو سب صحیح اور ضروری ہے اور اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور مدفون خزانے اور بے بہا جواہرات پیش کئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اسے وہ نیک اجر دے جو نیک عمل کرنے والے مخلصوں کو دیا کرتا ہے اور ہم اس زمانہ میں جسکو روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے اور درحقیقت وہ ظلم اور ظلمت اور فریب کاری کا زمانہ ہے جس میں ہم کو اور ساری دنیا کو ایسی محکم تصنیفات اور نور بخش کتابوں کی اشد ضرورت ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ایسے فائدہ بخش تحفوں کے بھیجنے کی توفیق دے اور کتاب کے مؤلف اور مترجم اور اس کے ہدیہ بھیجنے والے کا حافظ و ناصر ہو۔

موصل سے اخبار نصیر الحق کے چند پرچے مجریہ ۲۴ر اکتوبر ڈاک سے ملے اس میں ایڈیٹر صاحب نے کتاب الاسلام والنظام العالمی الجدید پر زبردست تبصرہ فرمایا ہے اسکی ایک کاپی حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ اور سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور مترجم کتاب احمد جودۃ السحار قاہرہ کو بھجوائی بغداد میں اخوان سلسلہ نے جمعہ کی نماز اخویم السید عابد علی صاحب کے مکان واقعہ باب الشیخ میں پڑھی۔

ہمارا سالانہ اجتماع
دوستوں سے ایک ضروری اپیل

جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے، جلسہ کی ضرورت و اہمیت ایک واضح چیز ہے، بالخصوص احمدی قوم کا جلسہ جو محض خدا کے لئے، اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اکٹھی ہوتی ہے کوئی دنیوی غرض ان کے پیش نظر نہیں ہوتی کوئی قومی مفاد یا سیاسی مقصد ان کا نصب العین نہیں، محض خدا کا نام بلند کرنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی بتائی ہوئی راہ ہدایت کو جو دنیا کے امن اور رضائے الٰہی کے حصول کی ایک ہی راہ ہے دنیا پر واضح کرنا اور اس کے متعلق تجاویز سوچنا اس جلسہ کی سب سے بڑی غرض ہے اسی لئے اس مامور الٰہی نے جس نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی صاف طور پر یہ فرمایا کہ:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خاص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے"

پس دوستو! مجھے ضرورت نہیں کہ میں ایسے اہم اجتماع کی ضرورت و اہمیت آپ پر واضح کروں، ہم سب نے خدا کے مامور کے ہاتھ پر عہد کر رکھا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، خدا کے دین کو دنیا کے سب ادیان پر غالب کرنے میں مدد دیں گے، اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہر قسم کی قربانی اور ایثار سے کام لیں گے۔ سالانہ جلسہ اسی بات کا ایک چھوٹا سا امتحان ہے جو ہر سال ہم سے لیا جاتا ہے۔ اس امتحان میں شمولیت ہر احمدی کا فرض اولین ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اس فرض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہ لیں گے اور ابھی سے کہ جلسہ میں قریباً ایک ماہ باقی ہے، اس اہم ترین اجتماع میں شمولیت کی تیاری میں لگ جائیں گے اور نہ صرف خود شامل ہوں گے، بلکہ اپنے بچوں اور خواتین کو بھی ساتھ لائیں گے تاکہ وہ بھی ایسے اہم دینی اجتماع کے فوائد سے متمتع ہو سکیں بلکہ کوشش کریں گے کہ غیر از جماعت دوستوں اور عزیزوں کو بھی ساتھ لائیں۔

ہر فیملی کو الگ الگ جگہ دینا تو مکانوں کی قلت کی وجہ سے مشکل ہے لیکن مستورات کے ٹھہرانے کے لئے الگ انتظام ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ موجودہ گرانی نے دنیا کو بہت سی مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہماری ساری ضروریات کو اللہ تعالیٰ پورا کرتا ہے اور کرتا رہے گا پس خدا کے دین کی ضروریات کو پورا کرنا، خدا کے لئے تھوڑی سی تکلیف برداشت کر کے اس کے نام کو بلند کرنے کی غرض سے جمع ہونا ہم سب کا اہم ترین فرض ہے اور ان لوگوں کے لئے جو اس فرض کی ادائیگی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور جلسہ میں شمولیت کے لئے تکلیف برداشت کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعائیں کی ہیں:۔

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں گے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

پس میرے دوستو! آؤ اور خدا کے مسیح کی ان پر درد دعاؤں سے حصہ لو کہ اسی میں ہماری دنیا اور عاقبت کی بہبودی مضمر ہے۔

امسال جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷- دسمبر مقرر ہوئی ہیں ۲۴ر کو خواتین کا جلسہ اور دستکاری کی نمائش ہوگی، اور باقی ایام میں عام مردانہ جلسہ اس میں بھی خواتین کے لئے پس پردہ بیٹھنے اور سننے کا انتظام ہوگا۔ امید ہے کہ ہمارے دوست قوم کے اس نصف حصہ کو دین کی باتیں سننے اور دین کی خدمت کے کاموں سے ہرگز محروم نہ رکھیں گے اور جوق در جوق شامل ہو کر نصرت الٰہی کو جذب کرنے اور دنیا پر دین الٰہی کی عظمت کو واضح کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

بہتر ہو کہ ہر جماعت اپنے جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کی تعداد سے پیش از وقت ہی اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔ **نوٹ:۔** تمام دوست اپنا اپنا بستر ساتھ لائیں۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری۔ مہتمم جلسہ سالانہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لائے ما بند ہر سعید خواہد بود بند لائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی۔ اے جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۴ لاہور۔ یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲ محرم الحرام ۱۳۶۶ ھ م ۲۷ نومبر ۱۹۴۶ء نمبر ۴۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

(۱) عن قبیصۃ بن مخارق قال تحملت حمالۃ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسألہ فیھا فقال اقم حتی تاتینا الصدقۃ فنامرلک بھا ثم قال یا قبیصۃ ان المسئلۃ لا تحل الا لاحد ثلثۃ رجل تحمل حمالۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیبھا ثم یمسک ورجل اصابتہ جائحۃ اجتاحت مالہ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا من عیش ورجل اصابتہ فاقۃ حتی یقوم ثلثۃ من ذوی الحجی من قومہ لقد اصابت فلانا فاقۃ فحلت لہ المسئلۃ حتی یصیب قواما من عیش او قال سدادا من عیش فما سواھن من المسئلۃ یا قبیصۃ سحت یاکلھا صاحبھا سحتا۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب لا تحل لہ المسئلۃ وغیرہ)

(الحاجت کی مدد قوم پر واجب ہے)

قبیصہ بن مخارق سے روایت ہے کہا کہ میں دیت کی ادائیگی میں ضامن ہوا (حمالہ اس مال کو کہتے ہیں کہ قوم کو بسبب دیت کے دینا پڑا تھا جس کی ادائیگی کی ذمہ داری قبیصہ نے اس خیال سے اپنے سر لی تھی کہ متحارب فریقین میں خونریزی رک جائے) پس میں رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کر کے عرض کی (کہ میری زرِ ضمانت کی ادائیگی میں مدد فرمائی جائے) حضور نے فرمایا ٹھیرو جب تک زکوٰۃ وصول ہو جائے تا کہ اس رقم میں سے تمہاری مدد کی جائے بعد ازیں فرمایا اسے قبیصہ تین شخصوں کے سوا مانگنا جائز نہیں اول وہ شخص جو (تمہاری طرح نیک نیتی سے) دیت کا ضامن ہوا ہے (قومی بیت المال سے) مانگنا جائز ہے۔ اور وہ مطلوبہ رقم زرِ ضمانت سے زیادہ نہ ہو بعد ازیں اسے چاہیئے کہ سوال نہ کرے دوسرا وہ شخص جو کسی (ناگہانی) آفت میں مبتلا ہو جائے اور اس کا مال تلف ہو جائے (کاروبار ہیر پھیر آتشزدگی یا کسی اور وجہ سے وہ اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے وبالِ جان اور قوم کا عضو معطل بن جائے) تو وہ سوال کر سکتا ہے یہاں تک کہ اس کی حاجت روائی ہو جائے یا فرمایا (اتنی مدد مانگے جس سے) اس کی محتاجی دفع ہو جائے اور بخوبی گذران کر سکے تیسرے اس شخص کے لئے سوال کرنا جائز ہے جو سخت حاجتمند ہو (یعنی ایسا آدمی جس کی لڑکی قابل شادی ہو اور اس کے پاس اس تقریب کے مختصر طور پر بھی ادا کرنے کے لئے پیسہ نہ ہو یا اور کوئی حاجت یعنی ایک ایسا کاریگر جس کے پاس کاروبار چلانے کے لئے سرمایہ نہ ہو کہ بھیک مانگنے سے بچ جائے اپنے عیال کا بوجھ اٹھا سکے اور قوم کا مفید رکن بن جائے) بشرطیکہ تین صاحب عقل واثر و رسوخ گواہی دیں کہ یہ شخص فی الحقیقت حاجتمند ہے اور اپنی اصل حاجت سے زیادہ نہیں مانگتا یا اتنا مانگتا ہے جس سے اس کی حاجت روائی ہو جائے اور زندگی آسودگی سے بسر ہو سکے۔

نوٹ:- جس قوم میں ایسا انتظام ہو وہ قوم کبھی مٹ نہیں سکتی بلکہ معزز ترین بن جاتی ہے۔

(۲) وعن الزبیر بن العوام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یاخذ احدکم حبلہ فیاتی بحزمۃ حطب علی ظھرہ فیبیعھا فیکف اللہ بھا وجھہ خیر لہ من ان یسأل الناس اعطوہ او منعوہ۔ رواہ البخاری (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- زبیر بن عوام سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے (کہ بھیک مانگنے سے بچو) چاہیئے کہ تم میں سے (حاجتمند) اپنی رسی لیکر (جنگل میں جائے اور) گٹھا لکڑیوں کا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر (بازار میں) لائے اسے بیچے اور اپنی حاجت براری کرے) اللہ تعالیٰ اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کریگا جو مانگنے سے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اشاعت اسلام پانچ شاخوں پر مشتمل ہے

اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضروری تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے رو براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔۔۔۔۔

(۱) ایک شاخ تالیف اور تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور وہ وہ معارف و حقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تعلق سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دئیے گئے ہیں۔۔۔

(۲) دوسری شاخ اس کارخانہ کے اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک (یعنی فتح اسلام کی اشاعت تک ناقل) بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پہ پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے

(۳) تیسری شاخ اس کارخانہ کے واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کیلئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنیوالے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ شاخ بھی برابر نشو و نما میں ہے (اس شاخ سے حضرت صاحب کی مراد مہمانخانہ سے ہے۔ ناقل)

(۴) چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوب ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف سے لکھے جاتے ہیں چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں۔ ۹۰ ہزار سے بھی کچھ زیادہ خطوط آ چکے ہونگے جنکا جواب لکھا گیا۔

(۵) پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے خاص وحی اور الہام سے قائم کی ہے مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اس نے اسی سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کیوقت میں کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائیگا اور جو انکار میں رہے گا اس کیلئے موت درپیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیگا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں دیا بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ (فتح اسلام)

برلن مسجد کی مرمت — بہار ریلیف فنڈ

(الف) برلن مسجد کی مرمت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساری جماعت سے اپیل کی ہے کہ احباب سلسلہ برلن مسجد کی مرمت کے اخراجات میں حسب توفیق ضرور حصہ لیں امید ہے حضرت امیر کی یہ تحریک جماعت کے تمام افراد تک پہنچ گئی ہو گی اس لئے ہر ایک احمدی دوست کا فرض ہے کہ وہ اپنے امیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس میں حصہ لے۔ جن دوستوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا وہ اپنی رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو فوراً بھجوا دیں۔

(ب) دوسری تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہار کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی امداد کے لئے کی ہے۔ ہندوستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر جماعت کے سب دوستوں کا فرض ہے کہ وہ بہار ریلیف فنڈ میں نہایت فراخدلی سے حصہ لیں اور اس تحریک کو جماعتی رنگ دیں۔ رقوم جلد مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں تا کہ ان رقوم کو جمع کر کے بہار کے خانماں برباد مسلمانوں کی امداد کے لئے بھجوایا جا سکے۔

محفلِ علم و عرفان

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

جو عشق الٰہی میں اپنی ہستی کو فنا کی گھاٹ اتار دیتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو (وہ تو) بقا (و لقا) کا مقام حاصل کر چکے ہیں (جسے) تم (دنیا دار) محسوس نہیں کرتے۔

ہست فرقان آفتاب علم و دیں
تا برندت از گماں سوئے یقیں

علوم و معارف کا سرچشمہ علم القرآن اور علم الحدیث ہے اسی سرچشمہ سے وقتاً فوقتاً مردانِ خدا نے استفاضہ کیا اور علم و عرفان کے جواہر لٹا دیئے ان کی دعوت صلائے عام تھی ہر کہ و مہ نے بقدر استطاعت ان کے دسترخوان سے اپنی برات حاصل کی چنانچہ اس صحبت میں حضرت مسیح موعودؑ مولنا رومؒ اور حافظ رحؒ کے کلماتِ طیبات پیش خاطر ہیں۔

عشق الٰہی } انسانی ہستی میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیتا ہے یہی وہ عشاق الٰہی ہیں جو دنیا والوں کی منجمد طبیعتوں میں طوفان پیدا کر دیتے ہیں وہ دنیا اور اس کے سامانوں سے بے نیاز ہوتے ہیں اور موت کو حیات دوامی کا دروازہ سمجھتے ہیں۔ شعر

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی (اقبال)

طبیب راہ نشین ہنر عشق نشناسد
برو بدست کن اے مردہ دل مسیح دمے
(حافظؒ)

ترجمہ: فلسفی عشق کے رازوں سے بے خبر ہے۔ اے مردہ دل جا کسی مسیح نفس انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دے تا کہ وہ تمہیں حقیقی زندگی سے آشنا کرے)

مسیح موعودؑ } ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد
ناگہاں جانے در ایمانش فتد

اے اللہ! جس دل میں تیرا عشق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ بلاتاخیر زندہ ایمان سے نوازا جاتا ہے۔

(۲) عشق تو گردد عیاں بر روئے او
بوئے تو آید ز بام و کوئے او

تیرا عشق (تو چھپا نہیں رہ سکتا بلکہ) عاشق کے چہرہ پر جلوہ نما ہوتا ہے اور تیری خوشبو سے اس کے گرد و دیوار در کوچہ و بازار مہک اٹھتے ہیں۔

(۳) صد ہزاراں نعمتش بخشی ز جود
مہر و ماہ را پیشش آری در سجود

اپنے کرم و فضل سے لاکھوں نعمتوں کے دروازے اس پر کھول دیتا ہے (اور) آفتاب و ماہتاب کو اس کی خدمت پر متعین کر دیتا ہے۔

(۴) تو نشینی از پئے تائید او
روئے تو پیدا ز روئے او

تو خود اس (عاشق) کی تائید کے لئے (متوجہ ہو کر) بیٹھ جاتا ہے تیرے مقدس چہرہ کی جلوہ نمائی اس کے رخ زیبا پر دکھائی دیتی ہے۔

(۵) بس نمایاں کارہا کاندر جہاں
مے نمائی بہر اکرامش عیاں

تو اس کی عزت افزائی کے لئے بڑے بڑے انقلابات پیدا کر دیتا ہے۔

(۶) خاک را در یک دمے چیزے کنی
کز ظہورش خلق گیرد روشنی

ذرات خاک کو ایک دم درخشندگی بخشتا ہے (اور آفتاب عالمتاب بنا دیتا ہے جس کے ذریعہ سے (تاریکی دور ہو جاتی ہے) اور دنیا روشن ہو جاتی ہے۔

نوٹ:۔ بعثت انبیا و مجددین کفر و الحاد کی تیرہ و تاریک رات کو مبدل بہ دن کر دیتی ہے۔

(۷) ہر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

جس شخص پر تیری نظر رحمت پڑ جاتی ہے تو اسے زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیتا ہے یعنی عزت و شرف بخشتا ہے

(رومیؒ) (۱) شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اے میرے (پاکیزہ اور) نیک خیال عشق (ہمیشہ) خوش رہو۔ تو تو میری (روحانی) بیماریوں کا حکیم حاذق (ثابت ہوا) ہے۔

(۲) اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما

تو ہی میری نخوت اور خود بینی کی دوا ہے۔ میرے لئے گویا تو افلاطون اور جالینوس ہے۔

(۳) جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد

عشق الٰہی سے زمینی انسان آسمانی بن جاتا ہے (اس عشق سے) پہاڑ میں جنبش پیدا ہو جاتی ہے۔

(۴) عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صعقا

اے عاشق (یہ) عشق (ہی تھا جس نے) کوہ طور میں جان ڈالی۔ وہ تو (تجلی الٰہی سے مست ہو گیا (لیکن) موسیٰ بیہوش ہو کر گر گئے۔

(۵) جملہ معشوق است عاشق پردۂ
زندہ معشوق است عاشق مردۂ

ہر جگہ معشوق ہی جلوہ نما ہے اور عاشق صرف پردہ ہے یعنی روح جسم کے پردہ میں مستور ہے۔ معشوق حی لایموت ہے اور عاشق فانی۔

(۶) چوں نباشد عشق را پروائے او
او چو مرغے ماند بے پر وائے او

جب کسی شخص کی عشق پرواہ نہ کرے (کیونکہ اس نے اپنے اندر قوت متاثرہ پیدا نہیں کی تو کلمات ربی اس پر کیا اثر کر سکتے ہیں جس سے کسی کے دل میں محبت الٰہی موجزن ہوتی ہے)۔ وہ تو (صرف) ایک (ایسا) پرندہ ہے جس کے بال و پر نہ ہوں (جن سے وہ اڑ کر آسمانی بن جائے) ایسے آدمی پر صد افسوس ہے۔

(۷) پر و بال ما کمند عشق اوست
مو کشانش میکشد تا کوئے دوست

ہمارے بال و پر تو اس کے عشق کی کمند ہیں۔ یہی کمند ہمیں کشاں کشاں کوچۂ یار میں لے جاتا ہے (یعنی تربیت ربی سے ہماری فطرت ہی کچھ اس قسم کی بن گئی ہے کہ ہمیں ذکر الٰہی کے سوا چین نہیں آتا اور نہ اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے)

(حافظؒ)

(۱) چوں شدم مجنوں بروئے عشق لیلیٰ در جہاں
اے خرد بندے مدہ مجنوں کن دیوانہ وار

جب میں لیلیٰ کے عشق کے باعث اس دنیا میں مجنوں مشہور ہوا۔ اے عقل اب مجھ جیسے دیوانہ کو مت سمجھا۔ قلبی واردات سے عقل بیگانہ ہے)

(۲) آئینہ زنگار را صیقل ز تقویٰ پاک کن
پاک بنگر اندراں آئینہ جانانہ را

زنگ آلودہ آئینہ یعنی اپنے قلب کو تقویٰ سے صاف کر۔ اور پھر اس آئینہ میں معشوق کا جلوہ دیکھ۔

(۳) گرد شمع جان معشوقے بگرد ار عاشقے
عاشقی آموز اندر سوختن پروانہ را

شمع حسن معشوق کے گرد اے عاشق گھوم پروانہ سے عاشقی کا سبق جلنے میں سیکھ

---

(۱) زاہد چہ عجب گر کند ام عیب برندی
بر اہل ہنر طعنہ بود بے ہنراں را

زاہد (فرشتوں) نے اگر میرے رندانہ پن (سفک دم) پر نکتہ چینی کی ہے تو تعجب نہیں (کیونکہ) بے ہنر ہمیشہ اہل ہنر پر طعنہ ملامت کرتے ہیں۔

(۲) در کعبہ و بتخانہ تو مسجودی و معبود
رو سوئے تو باشد ہمہ صاحب نظراں را

کعبہ و بت خانہ (مسجد میں ہوں یا کاروبار میں) تو ہی ان کا محبوب مطلوب معبود اور مسجود ہے عارف کامل اور اہل بصیرت ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے ہیں۔

(۳) ارباب خرد ذوق مے عشق چہ دانند
از حالت ما نیست خبر بے خبراں را

فلسفی شراب عشق کا مزہ کیا جانیں ان غافلوں کو ہمارے حال کی خبر نہیں۔
حافظ رح مستان بادۂ عرفان الٰہی کو بد بختی صوفیوں سے یوں تمیز کرتے ہیں۔

شعر۔ حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

یعنی اے حافظ شراب (بادۂ عرفان) پی رندی (واقف اسرار) کر اور خوش رہ (لذات دنیا سے بے نیازی) دوسرے لوگوں کی طرح تو قرآن کو مکر کا جال نہ بنا

فلسفۂ دعا

(رومیؒ) (۱) بس دعاہا کاں زیان است و ہلاک
وز کرم مے نشنود یزدان پاک

بہت سی ایسی دعائیں ہیں جو موجب ہلاکت ہوتی ہیں (عسیٰ ان تحبوا شیئاً و ھو شر لکم) جنہیں اللہ تعالےٰ اپنے لطف و کرم سے رد کر دیتا ہے۔

(۲) مصلح است مصلحت را داند او
کاں دعا را باز مے گرداند او

وہ مصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے (چونکہ انسان اپنے مستقبل سے بے خبر ہے وہ نہیں جانتا کہ کونسی چیز آگے چل کر اس کے لئے مفید ہو سکتی ہے غلطی سے مضر چیز کے لئے درخواست کرتا ہے مستقبل کا علم تو خالق مستقبل کو ہی ہے) ایسی دعا کو (کمال مہربانی سے لوٹا دیتا ہے (منظور نہیں فرماتا)

(۳) واں دعا گوینده شاکی میشود
مے بر د ظن بد و آں بہ بود

(اپنی نادانی سے) دعا کرنے والا شکوہ کرتا ہے (کہ اللہ تعالےٰ نے میری دعا قبول نہیں کی اور طرح طرح کے ظن اور بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے (یہاں تک کہ ہستی باری تعالیٰ کا انکار کر دیتا ہے حالانکہ) اس (نامنظوری میں) اس کی بہتری (مضمر) ہے۔

(۴) مے نداند کو بلائے خویش خواند
وز کرم حق آں بلا را دور راند

وہ (بیوقوف) نہیں جانتا کہ اپنے لئے مصائب کو بلاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس (بلا سے) اسے بچاتا ہے۔

تذلل۔ خاکساری اور محبت جاذب نصرت الٰہی ہیں۔

رومی رح:۔

(۱) در بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

موسم بہار میں پتھر سرسبز نہیں ہوتا (ہاں) مٹی بن جا تا کہ رنگ رنگ پھول پیدا ہوں (مٹی میں ہی قوت نمو ہے)

(۲) سالہا تو سنگ بودی دلخراش
آزموں را یک زمانے خاک باش

مدت تک تو دلخراش پتھر (سنگدل) بنا رہا (اب) آزمائش کے طور پر تھوڑی دیر کے لئے خاک بن جا (نخوت و انانیت چھوڑ کر خاکساری اختیار کر پھر فضل الٰہی کا تماشہ دیکھ)

---

(۱) مہربانی شد شکار شیر مرد
در جہاں دارد بجو ید غیر درد

مہربانی اور محبت بہادروں کا کام ہے (بزدل اکثر ظالم اور سنگدل ہوتا ہے)

(باقی بر صفحہ ۵)

پیغام صلح

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲ محرم ۱۳۶۶ھ | نمبر ۴۸

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی اہمیت

نئے حالات ـــــــ نئی تجاویز

گذشتہ پرچہ میں مہتمم صاحب جلسہ سالانہ کی طرف سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے ایک اپیل شائع ہو چکی ہے اس مقالۂ افتتاحیہ کے ذریعہ دوبارہ دوستوں کو اس جلسہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ سالانہ میں شمولیت کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے بلکہ ان ارشادات کے پیش نظر تو یوں معلوم دیتا ہے کہ جس احمدی دوست نے اس جلسہ کی اہمیت کو نہیں سمجھا وہ سلسلہ کی حقیقی روح سے آشنا نہیں یہ ایک اجتماعی سلسلہ ہے جو اخوت، علم اور معرفت کے زور سے دنیا کو تسخیر کرنا چاہتا ہے اس کے اجتماعی اداروں کو اس میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

جہاں اس سالانہ جلسہ کے کئی افادی پہلو ہیں وہاں ایک عظیم الشان پہلو یہ بھی ہے کہ بدلتے ہوئے حالات اور تغیرات میں ہم اکٹھے ہو کر ضروریات دین کا جائزہ لیں یہ پہلو اتنا ضروری اور اہم ہے کہ اس کی اہمیت کو کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو قوموں کے زوال و عروج کے حقیقی اسباب کو سمجھتے ہیں اور اس حقیقت کا علم رکھتے ہیں کہ جمود اور تحریک قوموں کی ترقی اور انحطاط پر کس قدر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یعنی جو قوم زمانہ کی فطرت کو سمجھتے ہوئے حرکت کرتی رہتی ہے وہ زندہ رہتی ہے اور جس میں یہ حرکت ختم ہو جاتی ہے وہ قوم صفحہ ہستی سے نابود ہو جاتی ہے ہمیں تاریخ پر نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ زمانہ کے تغیرات کی ایک طویل داستان ہے زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور وہ قوم جو زمانہ کے تغیر[illegible] کو نہیں سمجھتی اور زمانے کے تغیرات کی تفہیم نہیں رکھتی اور اس کے اندر وہ جوہر نہیں جس سے زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چل سکے اس قوم کو ایک خرچ شدہ طاقت (Spent force) سمجھنا چاہیئے اس کے اندر تحریک نہیں بلکہ جمود ہے تاریخ عالم میں کتنی اقوام ہیں جو بام عروج پر پہنچیں اور ایک وقت آنے پر عضو معطل ہو کر رہ گئیں، چنانچہ اس حقیقت پر مصریوں کلدانیوں، یونانیوں اور رومیوں کے تاریخی واقعات شاہد ہیں۔

۔۔۔ روحانی رہنما جو قوموں کی اصلاح اور روحانی ترقی کے لئے مبعوث ہوتے ہیں وہ ان حقائق سے اپنے عمیق وجدان کی وجہ سے بخوبی واقف ہوتے ہیں جن پر قوموں کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ سالانہ کی غرض یہ بھی ہے کہ جماعت کے اندر علم و معرفت اور جذبات اخوت پیدا کئے جائیں لیکن حضور کے مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ بدلتے ہوئے حالات میں اسلام کے استحکام کی تدابیر سوچی جائیں۔ اسلام کے قالب میں زندگی یعنی حرکت جو کہ ہر ایک مذہب و ملت کی روح رواں ہے کو قائم رکھی جائے، جیسا کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں:

پہلا ارشاد

"یہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ تدبیر اور انتظام کو بدعات کی مد میں داخل نہیں کر سکتے ہر یک وقت اور زمانہ انتظام جدیدہ کو چاہتا ہے اگر مشکلات کی جدید صورتیں پیش آویں تو بجز جدید طور کی تدبیروں کے اور ہم کیا کر سکتے ہیں پس کیا یہ تدبیریں بدعات میں داخل ہو جائیں گی۔ کوئی ایسا کام تو اس عاجز نے نہیں کیا صرف طلب علم اور مشورہ امداد اسلام اور ملاقات اخوان کے لئے یہ جلسہ تجویز کیا۔"

سو ہمارے وہ دوست جنہیں احمدیت اور اس کے خالص اسلامی مقاصد سے والہانہ محبت ہے انہیں جلسہ سالانہ کے اس پہلو کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے اور اپنے امام اور مرشد کے ارشاد کا احترام کرتے ہوئے اس جلسہ میں ضرور شریک ہونا چاہیئے تاکہ زمانہ اور وقت کے لحاظ سے وہ دین کی موجودہ ضروریات اور تقاضوں کو سمجھیں اور ایسی تدابیر سوچیں کہ جن سے اسلام کو استحکام حاصل ہو، اور اعلائے کلمۃ الحق کے بند راستے کھل سکیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا قدم اس جادۂ حیات پر آگے کی طرف بڑھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سالانہ جلسہ میں شمولیت کو کتنا اہم سمجھا ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم حضور کا ایک اور ارشاد پیش کرتا ہوں حضور آئینۂ کمالات اسلام میں قیامت کی نشانی کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:۔

دوسرا ارشاد

"چونکہ گذشتہ سال بمشورہ اکثر احباب یہ بات قرار پائی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک مرتبہ سال میں بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلائے کلمۂ اسلام و شرع متین اس عاجز سے ملاقات کریں اور اس مشورہ کے وقت یہ بھی قرین مصلحت سمجھ کر مقرر کیا گیا تھا کہ ۲۷ دسمبر کو اس غرض سے قادیان میں آنا انسب اور اولیٰ ہے کیونکہ یہ تعطیل کے دن ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ ان دنوں میں فرصت اور فراغت رکھتے ہیں اور بباعث ایام سرما یہ دن سفر کے مناسب حال بھی ہیں چنانچہ احباب اور مخلصین نے اس مشورہ پر اتفاق کر کے خوشی ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ یہ بہتر ہے۔ اب ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو اسی بناء پر اس عاجز نے ایک خط بطور اشتہار کے مخلصوں کی خدمت میں بھیجا جو ریاض ہند پریس قادیان میں چھپا تھا۔ جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ ہر ایک شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو"

اس اقتباس میں بھی حضور نے نیت استفادہ ضروریات دین اور مشورہ اعلائے کلمۂ اسلام و شرع متین کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے امید ہے ہمارے سب احباب اس سالانہ اجتماع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور ان سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ان دنوں میں میسر آئی ہیں ضرور اس روحانی جلسہ میں شریک ہوں گے۔

جلسہ سالانہ کے اخراجات

جملہ برادران سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے، کہ جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے اس کے اخراجات کے لئے تمام احباب کے نام کچھ نہ کچھ رقم ڈالی گئی ہے۔ یہ خطوط فرداً فرداً بعض صورتوں میں سیکرٹری صاحبان کے نام بھیجے جا رہے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اخراجات سلسلہ کی رقم دسمبر کے شروع ہفتہ میں ارسال فرمائیں۔ تاکہ وقت پر اشیاء خرید کی جا سکیں۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ایک پُرمسرت تقریب یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت سے سنی جائیگی کہ جناب محمد احمد صاحب اے۔ ٹی۔ ایس خلف الرشید حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا نکاح زبیدہ سعید صاحبہ بنت خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ڈاڈر سے مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۴۶ء کو بعد نماز مغرب ڈاڈر ضلع ہزارہ میں دس ہزار روپیہ حق مہر پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا اس تقریب میں ڈاڈر، مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے معززین بھی شامل تھے۔ اس مبارک تقریب کے موقعہ پر بہار ریلیف فنڈ کے لئے بھی تحریک ہوئی اور مختصر سے وقفہ میں صرف چند آدمیوں سے قریباً ۱۰۰۰ روپیہ کی رقم جمع ہوئی۔ دوسرے دن تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ مورخہ ۲۴ نومبر کو دعوت ولیمہ تھی لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس دعوت کو منسوخ کر کے اس کی رقم بہار ریلیف فنڈ میں دینے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اس مبارک تقریب پر ہم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔۔۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

محترم جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کو صدمہ یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال سے سنی جائیگی کہ ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب کیمیکل انجینیر کی جوان صاحبزادی بعارضہ ٹائیفائڈ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء کو [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے میانی صاحب لاہور میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب حضرت مولانا عزیز بخش صاحب محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، مولوی آفتاب الدین احمد صاحب خواجہ عبدالغنی صاحب سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن اور جماعت کے دوسرے دوستوں اور بزرگوں کے علاوہ بھی بعض مسلم معززین نے شمولیت فرمائی۔ ہمیں اس صدمہ میں محترم ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

فاروقِ اعظم

عاداتِ و اطوار، شمائل و خصائل

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مسلم ٹاؤن لاہور

چنانچہ مختلف ممالک سے سفیر آتے تھے۔ آپ ان کی بڑی آؤبھگت فرماتے۔ اور ان سے رعایا کے جزوی جزوی حالات دریافت فرماکر ضروری اصلاحات عمل میں لاتے رہتے لیکن اس پر بھی صبر نہ تھا۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ بنفس نفیس تمام ممالک محروسہ کا دورہ فرمائیں اور رعایا کے حالات کو بچشم خود ملاحظہ فرمائیں چنانچہ شام کے دورہ میں آپ نے ہر مقام پر قیام فرما کر اپنی رعیت کے جملہ حالات کا جائزہ لیا۔ رعیت کے ہر ایک فرد کی بات سنی اور جو انتظام ضروری سمجھا عمل میں لائے۔ ایک دفعہ رات کے وقت گشت لگا رہے تھے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بدو خیمہ سے باہر بیٹھا ہے۔ آپ بھی بلا تکلف اس کے پاس بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ اسی اثنا میں اندر سے رونے کی آواز آئی۔ آپ کے کان کھڑے ہوگئے۔ بدو سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا میری بیوی درد زہ میں مبتلا ہے اور مصیبت یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی اور عورت نہیں آپ فوراً وہاں سے اُٹھے اور سیدھے گھر آئے۔ اور اپنی بیوی ام کلثوم کو ساتھ لے کر واپس تشریف لائے ان کو خیمہ کے اندر بھیجدیا۔ اور خود بدو سے باتیں شروع کردیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کی بیوی نے اندر سے آواز دی کہ امیرالمومنین! مبارک ہو خدا نے آپ کے دوست کو بیٹا عطا فرمایا ہے جب بدو نے امیرالمومنین کا نام سنا تو وہ کانپ گیا اور ادب سے سامنے کھڑا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کچھ خیال نہ کرو میں اور میری بیوی تیرے سب آپ لوگوں کی خدمت کے لئے ہیں۔

لاوارث اور یتیموں کی پرورش بڑی توجہ اور محنت سے کی جاتی تھی۔ یتیموں کی جائداد ہوتی تو اس کی پوری پوری حفاظت کی جاتی اور اور تجارت کے ذریعہ اس میں ترقی کی جاتی۔ ایک دفعہ آپ نے حکم بن العاص سے کہا کہ زکوٰۃ نکالنے سے یتیموں کا مالی روز بروز کم ہوتا جاتا ہے تم اسے سوداگری میں لگاؤ تاکہ نفع ہو اور راس المال میں کمی نہ آئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس سے مال میں بہت افزونی ہوئی۔ عراق کی بیوہ عورتوں کا اس قدر خیال تھا کہ شہادت سے چار روز پہلے فرماتے تھے اگر خدا نے مجھے زندہ رکھا تو اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اس حالت میں چھوڑ جاؤں گا کہ میرے بعد ان کو کسی شخص کی احتیاج باقی نہ رہے گی۔ (سیر الصحابہ)

ایک دفعہ گشت کرتے ہوئے ایک گھر کے پاس سے گذرے۔ وہاں بچوں کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ دیکھا کہ ایک عورت چولہے پر ہانڈی رکھے آگ جلارہی ہے اور بچے اس کے اردگرد بیٹھے رو رہے ہیں۔ آپ نے بچوں کے رونے کی وجہ دریافت کی اس عورت نے کہا یہ بچے بھوکے ہیں اور گھر میں ان کے کھلانے کے لئے کچھ نہیں محض ان کو بہلانے کے لئے چولہے پر ہانڈی چڑھا رکھی ہے۔ اس کو دیکھتے دیکھتے یہ سو گئے۔ یہ سنتے ہی حضرت فاروق کے دل پر بجلیاں گر گئیں آپ زار و قطار رو پڑے، اور بھاگے بھاگے بیت المال میں گئے۔ اور وہاں سے آٹا گھی اور دیگر سامان لیکر اپنے غلام اسلم سے کہا کہ یہ میرے سر پر رکھ دو غلام نے عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں میں اٹھا لیتا ہوں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں کیا قیامت کے دن تو میرا بوجھ اٹھانے گا۔ غرض سب چیزیں خود سر پر اٹھا کر آپ اس عورت کے گھر پہنچے۔ خود ہی آگ جلائی۔ اور خود ہی کھانا پکایا۔ آگ جلاتے ہوئے چولہے کی راکھ آپ کے چہرہ پر پڑتی تھی اور دھوئیں سے آنکھوں سے پانی جارہا تھا۔ جب کھانا پک چکا تو بڑی محبت سے بچوں کو کھلایا پھر تھپک کر ان کو سلایا۔ جب وہ بآرام سو گئے تو آپ واپس تشریف لائے۔ اور باقی سامان اور کچھ نقدی اس عورت کے حوالے کی کہ آئندہ کام آئے۔

کس قدر خوش قسمت تھی وہ رعیت جس کے سر پر عمر عادل جیسا حاکم تھا۔ آپ نے عام حکم دے رکھا تھا کہ ہماری قلمرو میں کوئی شخص بھوکا نہ مرنے پائے۔ ملک میں جس قدر اپاہج ضعیف اور بے کار تھے ان کو بیت المال سے تنخواہ دی جاتی تھی۔ لاکھوں آدمی گھر بیٹھے روٹی کھاتے تھے۔ اس کا انتظام یوں ہوا کہ پہلے ۲۵ سیر آٹا پکوایا اور ۳۰ لوگوں کو بلا کر کھلایا پھر شام کو اسی قدر آٹا پکوایا اور انہیں آدمیوں کو بلا کر کھلوا دیا۔ جب اچھی طرح تحقیق ہوگیا کہ اس قدر مقدار کافی ہے تو حکم ہوا کہ فی کس ۵۰ سیر آٹا ماہوار مقرر کیا جائے منبر پر کھڑے ہوکر اور پیمانہ ہاتھ میں لیکر اعلان عام کر دیا کہ میں نے تم لوگوں کے لئے اس قدر مقدار مقرر کی ہے جو شخص اس سے کم کرے گا اسے خدا سمجھے گا۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے ہر مسلمان کے لئے فی ماہ دو مد گیہوں اور دو قسط سرکہ مقرر کر دیا ہے۔ اسے سن کر کوئی بولا تھا کہ کیا غلام کو بھی؟ آپ نے اتنا ہاں ہوں گے۔ جواب ملا ہاں غلام کو بھی اتنا ہی ملے گا۔ علاوہ ازیں مساکین کو بلا تخصیص مذہب روزینے دیئے جاتے تھے۔ بہت سے شہروں میں مسافر خانے اور مہمان سرائیں بنوائی تھیں کہ جہاں مسافر بلا تکلف اُترتے اور کھانا کھاتے تھے۔ مدینہ کے لنگر خانہ میں تو خود جاکر لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ داروغہ بیت المال کے نام تاکیدی حکم تھا کہ محتاج خواہ کسی مذہب کا ہو اسے دو۔ (شمس التواریخ ص ۱۱۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت عمر میرے مکان پر تشریف لائے اور مجھے آواز دی۔ میں گھر سے باہر نکلا اور پوچھا امیرالمومنین خیر تو ہے۔ آپ ایسے وقت میں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک قافلہ تھکا ماندہ شہر سے باہر آکر اُترا ہے کہیں ان کو کچھ تکلیف نہ ہو۔ آؤ ہم چل کر ان کا پہرہ دیں حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ اکبر اس شخص کو رعیت کی فکر سے ایک دم چین نہیں۔ اور آپ کے ساتھ ہولیا اور رات بھر ہم دونوں پہرہ دیتے رہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مسلمانوں کے امور کا والی ہو وہ در اصل ان کا غلام ہوتا ہے جس طرح ایک غلام کا فرض اپنے آقا کی خدمت کرنا ہے اسی طرح اس والی کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعیت کی بہبود کے لئے کوشاں اور ان کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے۔

سروری اندر دین ما خدمت گری است
عدل فاروقی و فقر حیدری است

ہمدردی اور شفقت

ایک دفعہ آپ خود کھڑے ہوکر لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔ پوچھا کہ بائیں ہاتھ سے کیوں کھاتے ہو دائیں سے کیوں نہیں کھاتے۔ اس نے کہا امیرالمومنین میرا دایاں ہاتھ جنگ موتہ میں جاتا رہا تھا۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور فرمایا افسوس تم کو وضو کون کراتا ہوگا۔ تمہارا سر کون دھوتا ہوگا۔ تم کو کپڑے کون پہناتا ہوگا۔ پھر آپ نے ان کے لئے ایک آدمی ملازم رکھدیا جو آپ کی خدمت کرتا تھا۔

حضرت سعد بن یربوع صحابی کی آنکھیں جاتی رہی تھیں مذہ... جمعہ کے لئے مسجد میں نہیں آسکتے تھے آپ نے انکی خدمت کے لئے ایک آدمی رکھدیا جو آپ کے ساتھ ساتھ رہتا اور مسجد میں نماز کے لئے لے جاتا اور لے آتا۔

جب عرب میں قحط پڑا آپ پانی کی طرح بیتاب رہے۔ ہر طرف ہدایات جاری کردیں کہ عربی رعیت کے لئے اناج بھیجیں لوگوں کی حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے اور لب پہ ہر وقت یہ دعا جاری رہتی کہ بار الٰہی! عمر کے ہاتھ سے رعیت کو برباد نہ دکھانا کہ اس کی رعیت اس کی آنکھوں کے سامنے بھوکوں مرے۔

قحط کے زمانے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ آپ کا ملازم گھی اور دودھ خرید کر لایا۔ اور آپ کے سامنے رکھدیا۔ آپ رو پڑے اور فرمایا اگر میں یہ کھانا کھاؤں تو غریب رعیت کی خبر گیری کس طرح کرسکتا ہوں۔ میرے سامنے سے کھانا اٹھا لو اور جاؤ غریبوں محتاجوں میں تقسیم کرآؤ۔

قحط کے ایام میں مختلف قبائل کے لوگ مدینہ میں آکر جمع ہوگئے تھے۔ حضرت فاروق اعظم بنفس نفیس کوچہ کوچہ اور گھر گھر پھرتے اور محتاجوں میں کھانا اور اناج تقسیم کرتے ایک دفعہ اونٹ کا تازہ گوشت آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے کھانے سے انکار کردیا اور غلام کو حکم دیا کہ یہ فلاں گھر میں جاکر دے آؤ آج میں ان کی خبر گیری کے لئے ان کے گھر نہیں جاسکا۔ خدا جانے ان کے پاس کھانے کو کچھ ہے یا نہیں۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ قحط کے دنوں میں ایک دن حضرت فاروق اعظم کو میں نے دیکھا کہ ایک تھیلہ میں کھانے کا سامان ڈالے اور روغن زیتون کا برتن ہاتھ میں لئے جلدی جلدی ایک طرف جارہے ہیں۔ ان کا ملازم اسلم ان کے ہمراہ تھا۔ سخت گرمی کا وقت تھا اور آقا اور ملازم دونوں پسینے سے نہائے ہوئے تھے حضرت فاروق کو دیکھ کر میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ جب ہم چشمہ مزار پر پہنچے تو وہاں بنی محارب کے بیس خاندان پڑے تھے جو قحط کی مصیبت کے مارے پھرتے پھرتے وہاں آکر ٹھہر گئے تھے۔ حضرت عمرؓ کو ان کے آنے کی خبر مل گئی تھی۔ اس لئے بے چین ہوکر ان کے لئے سامان خورد و نوش لیکر آپ تپتی ہوئی دھوپ میں گھر سے باہر نکل پڑے۔ آپ نے وہاں جاکر ان کی بہت دلجوئی کی ان کو کھانا کھلایا اور دوسرے اوقات کے لئے ان کو اناج وغیرہ دے کر وہاں سے لوٹے۔

اسی طرح شہر میں گشت لگاتے ہوئے ایک دن آپ ایک بڑھیا کے خیمہ کے پاس سے گذرے۔ آپ نے سنا کہ بڑھیا کہہ رہی ہے کہ خدا عمر کو سمجھے خلیفہ ہوکر میری خبر نہیں لیتا۔ یہ سن کر آپ کانپ گئے۔ اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ اے نیک خاتون تو عمر سے کیوں ناراض ہے بڑھیا کو کیا معلوم کہ یہی صاحب عمر ہیں۔ وہ کہنے لگی کہ جب سے خلیفہ ہوئے ہیں مجھے ایک کوڑی نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت فاروق نے جواب دیا کہ تم ایک الگ تھلگ کونہ میں پڑی ہو عمر کو تمہاری حالت کی کس طرح خبر ہو سکتی۔ وہ بولی کہ پھر خلیفہ کیوں بنا بیٹھا ہے اسکو تو رعیت کے ایک ایک فرد کی خبر ہونی چاہیئے خواہ وہ کہیں رہتا ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر زار و قطار رونے لگ گئے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اے نیک خاتون! تو سچ کہتی ہے واقعی تو سچ کہتی ہے خلیفہ کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپ نے

۲۵ دینار اس کی نذر کئے اور بڑی منت سماجت سے معافی مانگی۔ اسی اثنا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود ادھر آنکلے اور انھوں نے امیر المومنین کہکر آپ کو السلام علیکم کہا اب اس بڑھیا کو معلوم ہوا کہ یہی صاحب عمرؓ ہیں وہ بہت افسوس کرنے لگی کہ اس نے خلیفہ کے روبرو ہی اسکو برا بھلا کہا۔ مگر آپ نے تسلی دی۔ اور فرمایا کہ میں تمہارا شکر گذار ہوں کہ تم نے مجھے میرے فرض سے آگاہ کیا اگر قیامت کے دن مجھ سے بازپرس ہوتی تو میں کیا کرتا۔

ایک رات ایک مکان سے بچے کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیوں رو رہا ہے۔ بچے کی ماں نے جواب دیا کہ دربار خلافت سے بچے کو دودھ چھڑانے کے بعد وظیفہ ملتا ہے میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اس لئے روتا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور دل میں کہا کہ اے عمرؓ تیرے اس حکم سے کتنے بچوں کی جانیں تلف ہوتی ہوں گی۔ پھر صبح ہوتے ہی آپ نے حکم نافذ فرمایا کہ آیندہ بچے کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی وظیفہ ملا کرے گا

ایک دفعہ مدینہ کی گلیوں میں گشت لگاتے ہوئے آپ نے رات کے وقت ایک عورت کو اپنے خاوند کی جدائی میں دردناک اشعار پڑھتے سنا۔ تحقیق حالات کے بعد حکم جاری کر دیا کہ کوئی سپاہی چار ماہ سے زیادہ گھر سے باہر نہ رہے۔

عدل وانصاف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام نامی عدل و انصاف کے لئے ضرب المثل ہے۔ آپ کا لقب ہی عمر عادل تھا۔ آپ کے صاحبزادہ ابوشحمہ کا واقعہ آپ کے عدل و انصاف کی ایک روشن دلیل ہے۔ جب ابوشحمہ سے ناگفتنی حرکت سرزد ہوئی تو آپ نے حد جاری فرمادی یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا ہم ذیل میں یہ واقعہ کتاب شمس التواریخ سے بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

"مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس کی مجلس میں تفصیل صحابہ کا ذکر چلا سب نے کہا کہ افضل صحابہ حضرت صدیق اکبر ہیں پھر حضرت ابن عباس حضرت عمر کا ذکر سنتے ہی اس قدر روئے کہ قریب بیہوش ہونے کے ہو گئے۔ پھر کہا کہ خدا اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس نے قرآن پڑھکر اس پر عمل کیا۔ حدود الٰہی کا اس شان سے اجرا کیا جیسا حق تھا اور ان امور میں کسی کے کہنے سننے کی پروا نہیں کرتا تھا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بچہ پر حد جاری فرمادی یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کی تفصیل دریافت کی فرمایا کہ ایک روز حضرت عمر مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور احباب گرد اگرد جمع تھے۔ یکایک ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ اپنے اس بچہ کو لیجئے فرمایا میرا بچہ کیسا؟۔ اس نے کہا آپ کا نہیں آپ کے صاحبزادے کا۔ پوچھا کس صاحبزادے کا اس نے کہا ابوشحمہ کا۔ پھر اس نے اوّل سے آخر تک اپنی سرگذشت بیان کی جس سے معلوم ہوا کہ ابوشحمہ آپ کے صاحبزادہ سے یہ خطا سرزد ہوئی جس کی وجہ سے اس کو سو درّے لگنے شرعاً ضروری ہیں۔ فاروق اعظم نے فوراً نقیب کے ذریعہ سے مسلمانوں کو مسجد میں جمع کرا کر فرمایا کہ سب یہیں حاضر رہنا۔ پھر ابن عباس کو لے کر پاپیادہ مکان پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا ابوشحمہ یہاں ہے۔ اندر سے آواز آئی کھانا کھا رہے ہیں امیر المومنین اندر گئے۔ اور بیٹے سے کہا کہ کھانا کھا لے شاید یہ تیرا آخری کھانا ہو۔ یہ سن کر صاحبزادہ کا رنگ فق ہو گیا اور ایک لرزہ تمام بدن پر پڑ گیا۔ یہاں تک کہ لقمہ جو ہاتھ میں تھا چھوٹ پڑا۔ آپ نے پوچھا بیٹا میں تمہارا کون ہوں۔ ابوشحمہ نے جواب دیا۔ انت ابی و امیر المومنین پوچھا کوئی میرا حق اطاعت بھی تجھ پر ہے۔ کہا ایک نہیں دو۔ ایک بحیثیت والد ہونے کے دوسرا بحیثیت مسلمانوں کے سردار ہونے کے حضرت امیر المومنین نے قسم دے کر وہ واقعہ دریافت کیا جو اس لونڈی کیساتھ گذرا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں صاف صاف اس کے بیان کی تصدیق کی مگر یہ بھی آخر میں کہا کہ حضور میں نے توبہ کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا توبہ سے حدود شرعیہ معاف نہیں ہو سکتیں پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر مسجد کی جانب کھینچتے ہوئے لے چلے ابوشحمہ نے نہایت سرعت التجا سے عرض کیا۔ حضور مجھے رسوائی سے بچائیے اور جو سزا دینا ہو یہیں دے لیجئے فاروق اعظم نے کہا تم نے خداوند کریم کا یہ ارشاد نہیں سنا ولیشھد عذابھما طائفۃ من المومنین۔ آخر کشاں کشاں ان کو مسجد میں لے پہنچے۔ اور تمام صحابہ کے سامنے کھڑا کر کے صحابہ سے کہا عورت سچی ہے۔ ابوشحمہ اس کے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے اپنے غلام افلح کو حکم دیا کہ ابوشحمہ کو سو درّے لگائیے خبردار اس کی رعایت نہ کرنا کہ میرا بچہ ہے افلح اس حکم کو سن کر کانپ اٹھا اور رو کر کہنے لگا کہ یہ مجھ سے ہرگز نہ ہو گا کہ اپنے آقازادوں کو کوڑوں سے پیٹوں حضرت عمر نے فرمایا۔ اے افلح تو خوب جانتا ہے کہ میری طاعت خدا اور اس کے رسول کی طاعت ہے۔ یہ حکم کچھ میرا حکم نہیں بلکہ میرے آقا کا حکم ہے۔ لہذا جو میں حکم دوں اس کی بجا آوری تیرے ذمہ واجب ہے۔ افلح نے ابوشحمہ کے کپڑے اتارے۔ حاضرین نے جب یہ عالم دیکھا تو روتے روتے بیتاب ہو گئے۔ خود حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

مکتوب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

مکرمہ بہن صاحبہ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے۔ اور آپ کی دستکاری کی نمائش بھی۔ قدیم سے آپ اس کی معاون ہیں۔ اور یہ وہ ناچیز سی مدد ہے جو ہر سال ہم اپنے ہاتھ سے اور اپنی محنت سے اشاعت اسلام و خدمت دین کے لئے کرتے ہیں۔

یاد دہانی کے لئے آپ کی خدمت میں یہ چٹھی لکھ رہی ہوں میں چاہتی ہوں کہ ہماری سب بہنیں خواہ وہ معمر ہوں یا جوان یا بچیاں سب اس کار ثواب میں حصہ لیں اور نہ صرف خود حصہ لیں بلکہ اپنی سہیلیوں اور دیگر رشتہ دار بیبیوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ بھی اس نیک کام میں شامل ہوں۔ جو دستکاری جسے آتی ہو وہ بنائے۔ چرخے پر کاتا ہوا سوت۔ دوتہی۔ کھیس۔ ازاربند۔ کاڑھے ہوئے دوپٹے۔ ٹیبل کلاتھ۔ اور اون کی بنائی ہوئی اشیاء غرضیکہ جو بھی کوئی بنا سکے بنا کر دے۔ اگر وہ اب نہ تیار کر سکیں تو پہلے کی بنی ہوئی چیزیں دے سکتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس میں حسب سابق حصہ لیں گی۔

تمام دستکاری دسمبر کے پہلے ہفتہ پہنچ جانی چاہیئے۔

خداوند کریم آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ اشاعت اسلام کے لئے بیش از بیش خدمات بجا لائیں۔

اہلیہ مولانا محمد علی۔ مسلم ٹاؤن۔ ڈاکخانہ اچھرہ۔ لاہور

ادارہ تعلیم القرآن

وصولی ماہ اکتوبر ۱۹۴۶ء

سابقہ وصولی۔	۵۱۷۷۸	۱۰	۶
جناب محمد فاضل صاحب لاہور	۴	۔	۔
جناب مولوی دوست محمد صاحب لاہور	۶	۔	۔
جناب مولوی عبدالقادر صاحب لاہور	۳	۔	۔
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب سیالکوٹ	۱۰	۔	۔
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ	۲	۔	۔
جناب شیخ اللہ بخش صاحب پشاور	۵۰	۔	۔
جناب خان محمد اسلم خان صاحب ہیڈ ماسٹر بدملی	۹	۔	۔
جناب بابو نظام الدین صاحب کشمیر	۵	۔	۔
جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب گرومی شاہو	۱۰	۔	۔
جناب خان صاحب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور	۴۰	۔	۔
جناب دادی صاحبہ میاں شریف احمد صاحب راولپنڈی	۵۰	۔	۔
جناب چوہدری فتح محمد صاحب وکیل گجرات	۱۰	۔	۔
جناب چوہدری عطاالٰہی صاحب	۳	۱۰	۔
جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب	۲	۔	۔
جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	۲	۸	۔
جناب والدہ صاحبہ شیخ محمد جمیل اصغر صاحب جموں	۱۰۰	۔	۔
جناب قاضی محمد اسلم صاحب لاہور چھاؤنی	۵	۔	۔
جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب وزیر آباد	۱۲	۸	۔
کل میزان	۵۲۱۰۳	۴	۶

مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل۔

خط وکتابت:۔ کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ مینجر

بہار کا المناک حادثہ اور کانگرس

ہم کئی روز سے مطمئن تھے کہ اب بہار میں امن قائم ہو گیا ہے۔ اور بہاری پوری توجہ پناہ گزینوں کی امداد اور ان کی از سرِ نو آبادکاری پر مبذول ہے لیکن ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک تازہ خبر میں بتایا گیا ہے کہ ۱۷ر نومبر کو بہار گنج ریلوے سٹیشن کے قریب ایک موضع پر پھر حملہ ہوا۔ جس میں سات آدمی مارے گئے اور دس گھر نذرِ آتش ہوئے۔

اس خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالات ابھی اطمینان بخش طریق پر درست نہیں ہوئے حکومت بہار اور مرکز کی بھیجی ہوئی فوج کو بہت کڑی نگرانی اور اہتمام و توجہ کی ضرورت ہے، اور جب تک المناک واقعات کے انسداد کی نسبت سب کو تسلی نہ ہو، پناہ گزینوں کو اطمینان و دلجمعی کے ساتھ دیہات میں پہنچانے اور آباد کرنے کی کیا صورت ہے؟

ایسے ناگوار حوادث کو مستقل طور پر ختم کرنے کے دو ذریعے ہیں: اول عام اخلاقی و انسانی واجبات و فرائض کی تلقین جس سے گاندھی جی نے کام لیا۔ اس کا اثر ضرور پڑا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کے متعلق جو تصورات کانگرسی لیڈروں نے قائم کر رکھے تھے۔ وہ تمام کے تمام پورے نہیں ہوئے۔ دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ قوت و طاقت کے ان تمام وسائل سے کام لیا جائے جو ہر حکومت کو قیامِ امن کے لئے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ ہمیں تفصیلات معلوم نہیں ہیں لیکن بظاہر ہمارا خیال یہی ہے کہ حکومت بہار نے اس دوسرے ذریعہ سے بقدر ضرورت کام نہیں لیا۔ ہمیں انفرادی حقوق آزادی کا پورا احساس ہے لیکن جب انسانوں کا کوئی گروہ اپنے تمام واجبات سے بے پروا ہو کر حیوانیت پر اتر آئے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ جبر و قوت سے کام لیکر مجرموں کو ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں کہ حیوانیت کے راستے پر قدم اٹھانے میں انہیں سو مرتبہ تامل ہو۔ افسوس کہ حکومت بہار نے اور ہمارا خیال ہے کہ کسی کانگرسی حکومت نے اپنے دائرۂ عمل میں اس ذریعے سے کام نہیں لیا ہی وجہ ہے کہ ان کے زیرِ نگرانی علاقے اب تک بدامنی اور بے گناہ کشی کے شعلوں سے پاک نہیں ہوئے کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ کانگرسی لیڈر جن لوگوں کے ووٹوں سے برسرِ اقتدار آئے ہیں ان کے خلاف نہ محض رواداری بلکہ ہر اعتبار سے واجب و لازم سختی کا انہیں حوصلہ نہیں پڑتا؟ کیا یہ وجہ ہے کہ جو زبانی تلقینات اب تک ان کا عار رکا رہی ہیں، وہ ان کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتے؟

حکومت بہار کی نالائقی اتنی رسوا ہو چکی ہے کہ شاید ہی کسی ذمہ دار حکومت کو آج تک ایسی رسوائی سے سابقہ پڑا ہو لیکن اس کی ذہنیت اب تک وہی ہے جو پہلے تھی یعنی حکومت کے ماتحت اقلیت، اکثریت کی دستبرد سے اب تک محفوظ نہیں ہو سکی اس کی مالی اور پاسداری حقوق عوام میں ذلت تغیر کا کوئی کوئی کون ہے عزت کی محتاج رہ جاتی ہے۔

کانگرس نے اس سلسلے میں جو قرارداد منظور کی وہ بھی ہمارے نزدیک اصول و مبانی کے اعتبار سے نیز تفصیلات کے اعتبار سے غیر مناسب ہے اس میں صرف کلکتہ مشرقی بنگال اور بہار کے واقعات کو لیا گیا۔ بمبئی احمد آباد۔ کانپور، گڑھ مکتیشر، دہلی وغیرہ کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ پھر سارے واقعہ کو سیاسی رنگ دیتے ہوئے چالاکی کے ساتھ مسلم لیگ کو ملزم گرداننے کی کوشش کی یا گورنروں کو ذمہ دار ٹھیرایا۔ اس لئے کہ ہمارے علم کے مطابق تحفظ کے خاص ذمہ دار وہی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کانگرسی حکومتیں کس بنا پر معصوم سمجھی گئیں۔ سہروردی ظلم و تشدد کی برابر ذمہ دار تھیں، اور بہار کے واقعہ کو با اعتبار اور نوعیت و تفصیل کسی دوسرے واقعہ سے کونسی مناسبت ہے؟ کانگرس اگر واقعی سچے دل سے اس بات کی معتقد ہے کہ تمام اخلاقی مسائل کا تصفیہ امن پسندانہ ذرائع سے ہونا چاہیئے تو اس کا فریضہ یقیناً وہ نہیں ہے جو بہار کی اکثریت نے کانگرسی حکومت کے ماتحت پیش کیا اور کیسی اکثریت؟ جس کے متعلق گاندھی جی اور تمام بڑے بڑے کانگرسی لیڈر بار بار دعوے کر چکے ہیں کہ وہ چالیس برس سے کانگرس کی تحریک میں ممتاز حصہ لیتی رہی اور اس کا کام کانگرس کے نزدیک ہمیشہ درجہ قابل قدر رہا۔

ان حقائق پر ٹھنڈے دل سے ذمہ دار آدمیوں کی طرح غور کرنا چاہیئے سیاسی حرافیوں سے کام لیکر ان پر پردہ ڈالنا یا ان سے چشم پوشی کرنا صریح مجرمانہ حرکت ہے۔

گاندھی جی نے مشرقی بنگال میں اس وقت تک بیٹھے رہنا ضروری سمجھا جب تک سارے پناہ گزین ہندو اپنے دیہات میں دوبارہ آباد نہ ہو جائیں لیکن ان سے بدرجہا زیادہ پناہ گزین مسلمان بہار میں پریشان حال ہیں۔ مشرقی بنگال میں اب خدا کے فضل سے بالکل امن ہے۔ ارکان حکومت ہی نہیں بلکہ وزیرِ اعظم تک اپنے ہندو بھائیوں کی دلداری اور اطمینان کے لئے سرگرم کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن بہار کا جسم اب تک بھی چرکوں سے کالا ہو رہا نہیں ہوا اور وزیرِ اعظم بہار یا اس کے رفقوں نے ہنوز کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جیسے قدم مسٹر سہروردی اور ان کے رفیق اٹھا چکے ہیں۔ باایں ہمہ یہ امر تعجب انگیز ہے کہ گاندھی کے نزدیک بہار سے موہنی خبریں حاصل کر کے اظہار اطمینان کر دینا کافی ہے، اور مشرقی بنگال میں خود ان کا رہنا لازم ہے اور بابو راجندر پرشاد کے نزدیک بھی بہار کا معاملہ زیادہ سے زیادہ اتنی توجہ کا مستحق ہے کہ کوئی شخص اگر کہہ دے کہ مقتولین ہنگامۂ بہار کی تعداد پانچ ہندسوں تک جاتی ہے تو اس کی تردید کے لئے مضطربانہ ایک بیان پیش کر دیں گے۔

بڑی اور قابل صد ندامت فرقہ پرستی یہی ہے جو ہمارے ملک کی تمام المناک بیماریوں کی جڑ ہے۔ بڑے بڑے لیڈروں کی ذہنیت یہ ہو گئی ہے کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کے ہر گناہ کو چھپاتے ہیں، اس پر پردہ ڈالتے ہیں، اس کی سنگینی کو کم ظاہر کرنے کے لئے مضطرب رہتے ہیں اور ظاہر ہو جائے تو اس کے اسباب بتاتے ہوئے غلط بیانیوں سے کام لیتے ہیں۔ جب تک یہ پست ذہنیت باقی رہے گی ہندوستان کے لئے نجات کی کوئی شکل نہیں۔ سیاسی آزادی پر جتنا زور دیا جاتا ہے۔ اگر اس کے مطابق عوام کی اخلاقی اور فکری سطح بلند نہیں ہو سکی تو نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ حق ناشناسوں کے ہاتھ میں تلواریں آجائیں اور وہ آپس میں لڑ بھڑ کر کٹ مریں۔

(انقلاب)

خلیفہ صاحب کے دعوئے مصلحیت کی حقیقت

از چوہدری محمد اسلم صاحب بی۔ اے

الفضل میں پچھلے دنوں خلیفہ صاحب قادیان کا ایک لمبا چوڑا خواب شائع ہوا ہے جس میں ان پر ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور نعوذ باللہ بددیانت آدمی ہیں۔ کیونکہ قادیان سے علیحدگی کے وقت قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ لے گئے۔ ہم اس بحث سے اجتناب کرتے ہوئے کہ آیا حضرت مولوی صاحب قرآن مجید کو لے آنے میں حق بجانب تھے یا نہیں صرف ایک بات قادیانیوں کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں اور ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہوش میں آؤ کس شخص پر اتنے روپے اور دولت نچھاور کرتے ہو۔ کیا اس شخص پر جو کہ باوجود ۳۲ سال کا عرصہ طویل گزر جانے کے اور باوجود مصلح موعود جیسے بلند بانگ دعاوی کے ابھی تک حضرت مسیح موعود کی اس دلی تڑپ کو پورا نہیں کر سکا۔ کہ اہل یورپ اور امریکہ کے لئے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر شائع کی جائے۔ مصلح موعود کے متعلق تو الہامی الفاظ یہ ہیں کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" مصلح موعود کے جلد جلد بڑھنے سے سوائے اس کے کیا مراد ہو سکتی ہے کہ اس کے کام جلد از جلد انجام پذیر ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر یہاں کیا اندھیر ہے۔ کہ ابھی تک باوجود غریبی کی حالت سے اٹھ کر سینکڑوں ایکڑ زمین کا مالک ہو جانے کے اور باوجود کئی غریب مفلس مریدوں سے لاکھوں روپے سالانہ نذرانہ لینے کے۔ اور باوجود اپنے پاس سینکڑوں ایسے آدمی ہوتے کے جو کہ عربی دان بھی ہیں اور انگریزی دان بھی۔ مفسر قرآن ہونے کے مدعی بھی ہیں اور عالم حدیث بھی۔ ابھی تک حضرت اقدس کی اس دلی خواہش کو پورا کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ للہ غور فرمایا جائے کہ کیا جناب میاں صاحب میں مصلح موعود کی یہ علامت پائی جاتی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا کیا ان کے شروع کردہ اسلامی کام جلد جلد اختتام پذیر ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہی ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔ خلیفہ صاحب نے انگریزی ترجمۂ قرآن کا کام جماعت احمدیہ لاہور سے حسد کرتے ہوئے زور شور سے شروع کرایا تھا مگر خدا تعالے کی عجب قدرت ہے کہ تیس سال گذر جانے کے باوجود خلیفہ صاحب کا ترجمہ مکمل ہونے میں نہیں آتا۔ خدارا غور کرو کہ جو شخص دینی کاموں کی تکمیل میں اس قدر تساہل، سہل انگاری لاپرواہی اور بے فکری سے کام لے رہا ہو کیا وہ جلد جلد بڑھنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لاہور - یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۹ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ - ۴ - دسمبر ۱۹۴۷ء | جلد ۳۴ | نمبر ۴۹

دُرِّ ثمین

(۱) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المسکین الذی یطوف علی الناس تردہ اللقمۃ واللقمتان والتمرۃ والتمرتان ولکن المسکین الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا یفطن بہ فیتصدق علیہ ولا یقوم فیسأل الناس (متفق علیہ) باب من لا تحل لہ الصدقۃ مشکوٰۃ)

(ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہا کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا مسکین (ایسا شخص نہیں جو در بدر ہو کر ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں لوگوں سے مانگتا پھرے البتہ مسکین ایسا شخص ہے جو (یا جو کسی شعبہ کار میں قابلیت رکھنے کے) سرمایہ نہیں رکھتا (کہ اس سے اپنا کاروبار چلا کر) مستغنی ہو جائے (اور ایک امتیاز اس کا یہ ہے کہ) لوگ بظاہر اسے محتاج نہیں سمجھتے کہ اسے صدقہ وخیرات دیں (کیونکہ) وہ لوگوں سے دست سوال دراز نہیں کرتا -

(۲) وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی رواہ الترمذی و ابوداود والدارمی و رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے زکوٰۃ غنی (یعنی ایسا شخص جسے اس کی حاجت نہیں) اور تندرست صاحب قوت کے لئے جو محنت مشقت کر سکتا ہے جائز نہیں۔

(۳) وعن ابی سعید الخدری قال ان اناسا من الانصار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاھم ثم سألوہ فاعطاھم حتی نفد عندہ فقال ما یکون عندی من خیر فلن ادخرہ عنکم ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن یتصبر یصبرہ اللہ وما اعطی احد عطاء ھو خیر واوسع من الصبر (متفق علیہ)

ترجمہ: ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا کئی انصاریوں نے رسول کریم صلعم سے کچھ مانگا حضور نے انہیں دیا انھوں نے پھر سوال کیا آپ نے ان لوگوں کو پھر عطا کیا حتی کہ تمام رقم ختم ہو گئی۔ پس حضور نے فرمایا میں مال کا ذخیرہ کرنے والا نہیں کہ تمہیں نہ دوں ہاں جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچاتا ہے یعنی اسے مالدار کر دیتا ہے اور جو (مانگنے سے) بے پرواہی ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (لوگوں کی محتاجی سے) بے نیاز کر دیتا ہے۔ جو صبر کا خواہاں ہو اللہ تعالیٰ اسے صبر (ثبات قدم) عطا فرماتا ہے۔ یقیناً صبر ایک ایسی نعمت ہے جس سے بڑھکر کوئی وسعت اور فراخی نہیں

در بہر زخمے تو پر کینہ شوی
پس کجا بے صیقل آئینہ شوی
(مثنوی)

اور اگر تو ہر مصیبت پر ترش رو ہو گا (شکوہ شکایت کا دفتر کھول دے گا) تو بغیر صیقل کے تو آئینہ کس طرح بن جائیگا۔ (مصائب ومشکلات در اصل صیقل کا کام دیتے ہیں)

غلام قادر عفی عنہ

خط وکتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کامل ایمان مکالمہ الٰہیہ سے حاصل ہوتا ہے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان کے دلوں سے پردہ اٹھادے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت میں میسر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن اسکو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلشانہ اپنے وجود سے اس کو آپ خبر دیتا ہے پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے بڑھکر ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ ان کو اطلاع دیتا ہے تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے۔

(۲۴ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعوت ولیمہ کو منسوخ نہیں فرمایا

پیغام صلح کے گذشتہ پرچہ میں اخویم محمد احمد صاحب اے - ٹی - ایس خلف ارشد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی شادی کی تقریب کے متعلق ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس کے آخر میں غلطی سے لکھا گیا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعوت ولیمہ کو منسوخ کر کے اس کے اخراجات کی رقم کو بہار ریلیف فنڈ میں دینے کا فیصلہ فرمایا ہے حضرت ممدوح نے مذکورہ دعوت ولیمہ کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس دعوت کو مختصر فرما کر اس کی بقایا رقم کو بہار ریلیف فنڈ میں دینے کا فیصلہ فرمایا ہے - خریداران پیغام صلح تصحیح فرمالیں۔

اخبار آزاد نوجوان کا سلطان القلم نمبر

ہمارے مکرم دوست محمد کریم اللہ صاحب کی ادارت میں مدراس سے اخبار آزاد نوجوان شائع ہوتا ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ جنوبی ہندوستان میں اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتہ میں اس کا سلطان القلم نمبر شائع ہو رہا ہے۔ اخبار آزاد نوجوان کے مدیر مکرم جماعت کے مضمون نگار حضرات سے بالعموم اور مکرم مولانا یعقوب خان صاحب، مکرم مولانا مرتضیٰ خان صاحب، مکرم مولانا مصطفیٰ خان صاحب مکرم مولوی دوست محمد صاحب سے بالخصوص درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس نمبر کیلئے اپنے گرانقدر مضامین بھجوائیں جملہ مضامین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے متعلق ہونے چاہئیں امید ہے مضمون نگار حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر مضامین بھجوا کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ مضامین ۱۵ دسمبر تک پہنچ جانے چاہئیں۔ پتہ:- "Azad Naujawan"
42. Begum Sahib street Royapettah Madras

عالمگیر الیکٹرک پریس ... سے باہتمام ... مینیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بی اے ایل ایل بی لاہور

نام عبداللہ نام ابو عبدالرحمٰن کنیت والد کا نام مسعود اور والدہ کا نام ام عبد تھا۔

اسلام حضرت عبداللہ بن مسعود ابتدائی ایام میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک روز آنحضرت صلعم معہ حضرت ابوبکرؓ جنگل میں ان کے ریوڑ کے پاس سے گزرے ابوبکرؓ نے پوچھا صاحبزادہ ہمارے پینے کے لئے کچھ دودھ ملے تو لاؤ مسعودؓ نے جواب دیا کہ دودھ تو ہے مگر دوسرے کی امانت ہے لہذا معذور ہوں آنحضرت صلعم نے فرمایا ایسی بکری لاؤ جس نے بچہ نہ دیا ہو چنانچہ حاضر کی گئی حضورؐ نے تھنوں پر ہاتھ پھیر کر دعا کی تو وہ دودھ سے لبریز ہو گئے۔ دودھ دوہا گیا جسے تینوں نے پیٹ بھر کر پیا۔ بعد ازیں آپؐ کی توجہ سے بکری پھر خشک ہو گئی۔ اس معجزہ نے ابن مسعودؓ پر بہت اثر کیا تعلیم اسلام کے لئے درخواست کی حضور نے فرمایا "انك غلام معلم۔" (مسند احمد) تم تعلیم یافتہ بچے ہو اور انہیں آپؐ نے ستر سورتیں قرآن مجید کی خود پڑھا دیں اور یہ وہ فخر ہے جس میں کوئی ابن مسعودؓ کا شریک و سہیم نہیں۔

جوش تبلیغ ایک دن عبداللہ بن مسعودؓ نے مجلس قریش میں داخل ہو کر بآواز بلند قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی مشرکین نے بڑے غور سے اسے سنا اور متعجب ہو کر کہا ابن ام عبد کیا کہہ رہا ہے؟ کسی نے کہہ دیا یہ وہ کتاب پڑھ رہا ہے جسے محمد نے پیش کیا ہے بس پھر کیا تھا تمام غنڈے ان پر پل پڑے اور ایسا مارا کہ آپ کا چہرہ متورم ہو گیا مگر یہ پروانہ شمع رسالت مار کھاتا جاتا تھا اور قرآن شریف پڑھتا جاتا تھا۔

ہجرت ابن مسعودؓ بھی دوسرے سابقین کی طرح تنگ آ کر ہجرت پر مجبور ہوئے مدینہ پہنچ کر معاذ بن جبل کے پاس ٹھہرے اور انہیں سے رسول کریم صلعم نے انکا بھائی چارہ کرا دیا۔

غزوات آپ نے تمام مشہور جنگوں میں بڑی پامردی اور جانبازی سے حصہ لیا

غزوہ یرموک ابن مسعودؓ رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد گوشہ نشین ہو گئے لیکن سنہ ۱۵ھ عہد فاروقی میں گوشہ خلوت سے نکل کر رزمگاہ شام کا رخ کیا اور میدان یرموک کی فیصلہ کن جنگ میں شریک ہو کر خوب داد شجاعت دی۔

عہد قضا سنہ ۲۰ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے علاوہ ازیں آپ کے سپرد خزانہ کی افسری اور صیغہ تعلیم و تربیت بھی تھا ساتھ ہی ساتھ وزارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے فرمان تقرری حضرت عمرؓ یوں جاری فرماتے ہیں:۔

انی بعثت الیکم عمار بن یاسر امیرا و ابن مسعود معلما و وزیرا وقد جعلت ابن مسعود علی بیت مالکم وانھما لمن النجباء من اصحاب محمدؐ من اھل بدر فاسمعوا لھما واطیعوا واقتدوا بھما وقد آثرتکم بابن ام عبد علی نفسی (اسد الغابہ)

میں نے تمہیں عمار بن یاسر کو امیر اور ابن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے ابن مسعود کو بیت المال کی افسری بھی دی ہے یہ دونوں آنحضرت صلعم کے ان ذی عزت اصحاب میں سے ہیں جو معرکہ بدر میں شریک تھے اس لئے ان کو سمعاً و طاعۃً کہو اور اتباع کرو حقیقت یہ ہے کہ میں نے تمہارے لئے ابن ام عبد (ابن مسعود) کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کامل دس سال تک باوجود بڑے بڑے انقلابات کے ان فرائض کو بڑی خوبی سے ادا کیا۔

قومی خزانہ کا تحفظ اگرچہ ابن مسعودؓ دنیا کے مال و دولت سے بے نیاز تھے دنیا کی بڑی بڑی دلفریبیوں کو حقارت سے ٹھکرا دیتے تھے لیکن قومی خزانہ کے بارے میں بڑے محتاط تھے وہ اپنے اعزہ۔ احباب اور گورنروں کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ سعد بن ابی وقاص گورنر کوفہ نے بیت المال سے قرض لیا مگر مدت تک ناداری کے سبب ادا نہ کر سکے۔ ابن مسعودؓ آخر بڑی سختی سے پیش آئے اس پر سعدؓ اتنے تنگ ہوئے کہ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (وہ مستجاب الدعوات تھے) اور کہا "اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے"، یہ فقرہ کہنا تھا کہ ابن مسعود خوفزدہ ہو گئے کہ کہیں بد دعا نہ کر دیں۔ فوراً بولے خدا کے لئے میرے لئے بد دعا نہ کرنا سعدؓ نے کہا واللہ اگر خوف خدا دامنگیر نہ ہوتا تو بد دعا سے باز نہ رہ سکتا۔

اس واقعہ کی خبر شدہ شدہ دربار خلافت میں پہنچی حضرت عثمانؓ بہت برہم ہوئے اور سعدؓ کو گورنری سے معزول کر دیا۔ اگرچہ ابن مسعودؓ بھی اس عتاب سے مستثنیٰ نہ تھے تاہم وہ ایک عرصہ اسی عہدہ پر برقرار رہے (طبری) کچھ عرصہ بعد ابن مسعودؓ بھی معزول کئے گئے۔ ابن مسعودؓ کی معزولی کے حکم سے آپ کے تلامذہ۔ احباب اور اعیان شہر پر ایک بم گر گیا اور کوفہ کی علمی دنیا ایک ماتم کدہ بن گئی۔ لوگوں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ کوفہ نہ چھوڑیں مگر آپ نے اس درخواست کو رد کر دیا اور کہا کہ خلیفہ وقت کی حکم عدولی نہیں ہو سکتی اور نہ میں اس فتنہ کا بانی مبانی ہونا چاہتا ہوں جو عنقریب شدت سے سر اٹھانے والا ہے۔ چنانچہ بغرض عمرہ حجاز کا راستہ لیا (اصابہ)

علم و فضل ابن مسعودؓ آنحضرت صلعم کے خاص خدام میں شامل تھے۔ مسواک دینا۔ سفر کے موقعہ پر بچھونا کسنا اور عصا لے کر سواری کے آگے چلنا آپ کا معمول تھا۔ آپ کو حضور کے ہمدم و ہمراز ہونے کا بھی شرف حاصل تھا (طبقات)

ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کی کاشانہ نبوت میں کثرت شمولیت سے ہم نے گمان کیا کہ وہ خاندان رسالت کے ایک رکن ہیں۔

قرآن آپ کو دعویٰ تھا کہ قرآن شریف کا آپ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں چنانچہ شقیقؓ فرماتے ہیں کہ میں اکثر صحابہ کے علمی حلقوں میں شریک رہا مگر کسی کو ابن مسعودؓ کے اس دعوے کا منکر نہ پایا۔

ابو الاحوص سے روایت ہے کہ ابو مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ ابن مسعودؓ سے بڑھ کر عالم قرآن نہیں پایا گیا کیونکہ آپ اکثر صحبت نبویؐ میں حاضر رہتے تھے اور خاص خاص موقعوں پر انہیں باریابی حاصل تھی جبکہ ہم لوگ روک دیئے جاتے تھے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعودؓ سے اس دن سے محبت رکھتا ہوں جب سے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو اور سب سے پہلے ابن مسعودؓ کا نام لیا (چار آدمی یہ ہیں ابن مسعودؓ۔ سالمؓ۔ معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ۔ سالمؓ ابی حذیفہؓ کے غلام تھے)

تفسیر القرآن اس حدیث پر "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مارے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو گا" برجستہ قرآن شریف سے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا اولٰئك لاخلاق لھم فی الاٰخرۃ۔ (بخاری)

آپ سے بہت سی آیات کی تفسیر کتب تفاسیر و احادیث میں مذکور ہیں یکجا کرنے سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے تفسیر بالرائے کو نہایت ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے اس آیت "یوم تاتی السماء بدخان مبین" کی تفسیر اس طرح بیان کی کہ قیامت کے دن اس قدر دھواں ہو گا کہ لوگ زکام وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے آپ نے فرمایا یہ غلط ہے لوگوں کو چاہیئے کہ جس بات کا انہیں علم نہ ہو وہ منہ سے نہ نکالیں۔ اس آیت میں تو مشہور قحط کی طرف اشارہ کر کے لوگوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے صداقت کو قبول نہ کیا تو اسی قسم کی ایک اور مصیبت نازل کی جائے گی چنانچہ یہ مصیبت جنگ بدر کی صورت میں واقعہ ہوئی۔ (مسند)

قرأت قرأت میں آپ کو خاص کمال حاصل تھا۔ ایک دن آپ نماز میں سورۂ نساء تلاوت فرما رہے تھے کہ آنحضرت صلعم معہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مسجد میں تشریف لائے، ان کی خوش الحانی سے خوش ہو کر فرمایا۔

استل تعطہ استل تعطہ (جو کچھ) سوال کرو پورا کیا جائے گا (ہر) سوال کا جواب اثبات میں دیا جائے گا۔

پھر ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص قرآن کو نہایت خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ ایسی قرأۃ ابن ام عبدؓ سے سیکھے۔

دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ ابن مسعودؓ کو اس بات کی بشارت دینے کے خیال سے کہ آنحضرت نے ان کے متعلق مذکورہ رائے کا اظہار کیا ہے ان کے پاس آئے اور پوچھا آج رات آپ نے اللہ تعالیٰ سے کس طرح دعا کی فرمایا "میں نے عرض کی اے میرے مولا مجھے ایسا ایمان عطا فرما جس میں ذرا لغزش نہ آئے۔ ایسی نعمت سے نواز جو کبھی ختم نہ ہو اور مجھے دار البقا میں آنحضرت صلعم کی دائمی صحبت عنایت فرما (مسند)

تلاوت قرآن بلا تکلف نہایت شوق سے کرتے تھے اور اس سے تنہائی میں روحانی لذت اٹھاتے تھے بعض اوقات رسول کریم صلعم کے حکم سے آپ کے حضور نہایت خوش الحانی سے قرآن سنایا کرتے تھے ایک روز ارشاد ہوا کہ سورۂ نساء پڑھ کر سناؤ چنانچہ آپ نے اپنے مخصوص لہجہ میں تلاوت شروع کی جب اس آیت پر پہنچے "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بك علیٰ ھٰؤلاء شھیدا" تو حضور پرنور کی آنکھیں پرنم ہو گئیں بیساختہ پکار اٹھے" اے اللہ ان پر تو میں گواہ ہوں جو میرے سامنے ہیں (کہ انھوں نے میری فرمانبرداری کی) لیکن ان لوگوں کی گواہی کس طرح دوں گا جن کو میں نے دیکھا ہی نہ ہو گا۔ (ابن کثیر)

روایت حدیث آپ روایت حدیث میں بہت

(باقی برصفحہ)

پیغام صلح

نمبر ۴۹	یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ	جلد ۳۴

سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندرآباد کا انعامی چیلنج

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مطلوبہ حلف اٹھانے کو تیار ہیں

سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندرآباد خلیفہ صاحب قادیان کے غالی مرید ہیں اور خلیفہ صاحب کو خوش کرنے کے لئے حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کو اختلافی عقاید کے متعلق بڑے بڑے انعامی چیلنج دیکر حضرت ممدوح کے متعلق عام پبلک میں عموماً اور جماعت قادیان میں خصوصاً غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ ناعاقبت اندیشانہ پروپیگنڈا عرصہ دراز سے جاری ہے۔ الفضل مورخہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۴۶ء میں بھی ان کا ایک اشتہار "مولوی محمد علی صاحب کو پچپن ہزار انعام" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جو درج ذیل ہے:-

"مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب مجدد و مسیح ہیں۔ مگر نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے اور یہی عقیدہ حضرت میرزا صاحب کا تھا۔ ہم نے ان کو یہ چیلنج دیا کہ آپ اپنا یہ عقیدہ ایک پبلک جلسہ میں حلفاً بیان کریں ہم آپ کو اسی جلسہ میں نقد ۵۰۰۰ ہزار انعام دیں گے اور آپ پر اس غلط عقیدہ اور جھوٹے حلف کی سزا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کے اندر کوئی عبرتناک عذاب جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو نہ آیا تو مزید ۵۰۰۰۰ روپیہ انعام دیا جائیگا۔ مگر وہ سالہا سال سے یہ چیلنج ٹالتے ہی رہتے ہیں اگر کوئی صاحب ان کو اس پر آمادہ کریں گے تو ان کو بھی اس جلسہ میں نقد پانچہزار روپیہ دیا جائیگا"

اس مذکورہ اشتہار کے پیش نظر ہمارے دوست شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن نے سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب کو دو مکتوب لکھے جن کی نقول درج ذیل ہیں:-

مکتوب نمبر (۱)

حیدرآباد دکن - ۱۱ر نومبر ۱۹۴۶ء

بخدمت جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب - الٰہ دین بلڈنگ - سکندرآباد دکن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا اعلان مطبوعہ "الفضل" قادیان ۲۶ر اکتوبر ۱۹۴۶ء بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کو پچپن ہزار انعام" پیش نظر ہے۔ ہمارے امیر جماعت حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے میری درخواست پر ایسا حلف اٹھانا منظور فرما لیا ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آئندہ جلسہ سالانہ پر جو انشاء اللہ حسب معمول دسمبر ۱۹۴۶ء میں باہتمام لاہور منعقد ہوگا ذیل کا حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

"میرا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد اور مسیح موعود ہیں۔ مگر نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کوئی شخص کافر دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا۔"

بشرطیکہ آپ مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب سکندرآباد دکن کے پاس اس مضمون کی تحریر کے ساتھ جمع کرا دیں کہ وہ (یعنی خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب) حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کے مذکورہ بالا حلف اٹھانے کے بعد پانچ پانچ ہزار روپیہ حضرت مولانا ممدوح اور اس خط کے راقم شیخ محمد انعام الحق کو فوراً ادا کر دیں اور باقی پچاس ہزار روپیہ خان بہادر موصوف ایک سال گزرنے پر حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو ادا کر دیں اگر اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عبرتناک سزا جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو حضرت ممدوح پر نہ آئے"

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ میں ہماری جماعت کے افراد کے علاوہ دیگر اصحاب بکثرت شریک ہوتے ہیں کافی اجتماع ہوتا ہے۔ آپ بھی اس موقع پر تشریف لائیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ یہی حلف قادیان کے جلسہ سالانہ میں بھی اٹھانے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے اس کی اجازت حاصل کر لیں اور خلیفہ صاحب سے اس اجازت کا اعلان کرا دیں۔

ازراہ کرم آپ اولین فرصت میں مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب کے پاس مطلوبہ تحریر کے ساتھ جمع کرا دیں اور خان بہادر صاحب کی تصدیق کے ساتھ مجھے مطلع کریں تاکہ میں حضرت مولانا ممدوح کی خدمت اقدس میں اطلاع عرض کر سکوں۔ اس عریضہ کا جواب حتی الامکان جلد عنایت کریں۔ امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔

نیازکیش - محمد انعام الحق
مکان نمبر ... دالے کلاس، محلہ اعظم پورہ شرقی - ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن -

مکتوب نمبر (۲)

حیدرآباد دکن - ۴۶/۱۱/۲۳

بخدمت جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب الٰہ دین بلڈنگ - سکندرآباد دکن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ایک عشرہ سے زائد عرصہ ہوا میں نے ایک نہایت ضروری خط تحریر خدمت کیا تھا (جس کی نقل لف ہذا ہے) خلاف توقع اس کا جواب اب تک موصول نہیں ہوا۔ بذریعہ رجسٹری رسید طلب یاددہانی عرض ہے۔ ازراہ کرم ابواپسی جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ مزید تاخیر مناسب نہ ہوگی۔ میری درخواست پر ہمارے امیر جماعت حضرت مولانا محمد علی صاحب حلف کے لئے تیار ہیں۔ امید ہے آپ اپنے اعلان مطبوعہ "الفضل" ۲۶ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے اولین فرصت میں مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ اور مطلوبہ تحریر عالی جناب خان بہادر عبدالکریم بابو خان صاحب سکندرآباد دکن کے حوالے کر کے ان کی مصدقہ اطلاع سے مجھے ممنون فرمائیں گے۔

اب جبکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب میری درخواست پر حلف کے لئے تیار ہو گئے ہیں آپ کی طرف سے کسی قسم کے گریز و تامل کا اظہار ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

نیازکیش - محمد انعام الحق

سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب کے مذکورہ اشتہار اور اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب کے دونوں خطوط کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذیل کی سطور مدیر پیغام صلح کو بھجوائی ہیں اور ہدایت فرمائی ہے کہ وہ حضرت ممدوح کی طرف سے مذکورہ اشتہار اور دونوں خطوط کی نقول کے اندراج کے آخر میں شائع کر دی جائیں وہ سطور درج ذیل ہیں:-

"میں ذیل کی حلف اپنے سالانہ جلسہ میں ۲۵ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں جس کا مطالبہ سیٹھ عبداللہ الٰہ دین سکندرآبادی کے اشتہار مندرجہ الفضل ۲۶ر اکتوبر ۱۹۴۶ء میں بدیں الفاظ کیا گیا ہے۔

"میرا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجدد و مسیح ہیں مگر نبی نہیں اور نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا"

اور یہی حلف میں قادیان کے جلسہ سالانہ پر بھی اٹھانے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ میاں محمود احمد صاحب ایسی حلف اٹھانے کے لئے مجھے دعوت دیں اور آدھ گھنٹہ وقت اس غرض کے لئے دیں کہ میں اس امر کی تشریح کر دوں کہ ایسی حلف اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی" محمد علی

ہم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب کے اشتہار شیخ انعام الحق صاحب کے خطوط اور سیٹھ صاحب کے چیلنج کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت واضح ارشاد کو پیش کر کے سیٹھ صاحب مذکور کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بزدلانہ خاموشی کو ترک کر کے میدان میں نکلیں تاکہ اس حلف سے دنیا پر واضح ہو جائے کہ کونسا فریق حق پر ہے اور کون باطل پر۔ اگر اس موقعہ پر سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب نے کسی قسم کی ایچا پیچی کر کے سامنے آنے سے گریز کیا تو اس سے یہ بات بالکل نمایاں ہو جائیگی کہ وہ آجتک مخلوق خدا کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کیلئے نہایت شرمناک سوقیانہ اور جھوٹا پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں جو ایک شریف انسان کی شان سے بعید ہے اگر سیٹھ صاحب کے قلب اور دماغ میں دیانت اور شرافت کا شائبہ تک بھی موجود ہے تو وہ ضرور میدان میں نکل کر حلف کی شرائط کو پورا کریں گے۔

وصایا و عطیات تبلیغ بلاد غیر

وصولی ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء

نام	روپیہ	آنہ	پائی	کیفیت
(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ	۱۰۲۶	۱۰	۹	عطیہ ماہ مئی ۱۹۴۶ء
" " "	۳۲	۹	۰	" " جون " "
" " "	۳۶۶	۱۰	۶	" " جولائی " "
" " "	۹۳	۵	۳	" " اگست " "
(۲) محترمہ جناب سلیمہ فاروقی صاحبہ کراچی	۱۵۵۵۹	—	۰	وصیت
(۳) محترمہ بیگم صاحبہ آغا محمد صفدر صاحب	۲۰۲۷	—	۰	وصیت
(۴) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع	۸	۵	۰	قسط وصیت
(۵) جناب چوہدری محمد سعید صاحب لکھیٹہ	۴	۱۲	—	قسط وصیت
(۶) ایم موسیٰ خانصاحب منشی فاضل پنشنر محکمہ تعلیم کشمیر	۱۰	—	۰	عطیہ
(۷) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۵	—	۰	قسط وصیت
(۸) جناب خان غلام جیلانی صاحب مانسہرہ	۹	۱۴	—	عطیہ
(۹) جناب چوہدری رحیم بخش صاحب سامانہ	۳۰	—	۰	عطیہ
(۱۰) جناب مولانا عزیز بخش صاحب احمدیہ بلڈنگس	۲۵	—	۰	قسط وصیت
(۱۱) خان بہادر غلام ربانی صاحب مانسہرہ	۵	—	۰	قسط وصیت
(۱۲) جناب ملک عزیز احمد صاحب	۲۵	—	۰	عطیہ
(۱۳) جناب ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی	۵	—	۰	قسط وصیت
(۱۴) جناب بیگم صاحبہ ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی سرینگر	۱۴۶	—	۰	عطیہ
میزان کل	۱۹۹۰۴	۴	۶	

(مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تکمیل)

کیا جناب مسیح از روئے انجیل کنواری کا بیٹا ہے

عیسائیت کے متعلق ایک نیا تحقیقی مقالہ

(از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی)

((۱۴))

منگیتر حاملہ ہونے کا معمہ } لوقا ۲ : ۴ تا ۵ میں ہے "اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرۃ سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت لحم کہلاتا ہے گیا اسلئے کہ وہ داؤد کے گھرانے

. . . .

اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھائے"۔

اس تاریخی غلطی سے قطع نظر کہ مسیح کی پیدائش کے وقت کوئی مردم شماری ہوئی یا نہیں کیونکہ پہلی مردم شماری مسیح سے چھ سال بعد ہوئی اس لئے سائیکلو پیڈیا ببلیکا ص ۲۹۹۵ پر لکھا ہے:-

It is not unnatural to suspect that Luke may have misdated this census.

ہمارے موضوع سے تعلق رکھنے والا نقطہ یہ ہے کہ اگر مریم کی شادی یوسف کے ساتھ نہیں ہوئی تھی تو وہ اپنی منگیتر کو کیوں ساتھ لئے پھرتا تھا اور مریم کے سرپرستوں نے یہ کیسے گوارا کر لیا تھا کہ نکاح سے پہلے ہی یوسف اسے اپنے گھر لے جائے اور گھر و حضر کی تنہائی میں اس کے ساتھ رہے۔ منگیتر کا نام مردم شماری کے رجسٹر میں کیسے درج ہو سکتا تھا حالانکہ وہ داؤد کے گھرانے سے تھی نہ کہ یوسف اور مریم کا یہ فعل کہ وہ قبل سے اب بھی اکٹھے رہتے تھے اور پھرتے تھے نامناسب اور ناقابل قبول ہے۔

منگیتر کے لئے عبرانی لفظ "ما اورش" ہے سیریا کے نسخہ میں یہاں یہ لفظ نہیں ہے قدیم لاطینی نسخوں میں اور سیریا کے نسخہ میں منگیتر کی بجائے اپنی بیوی مریم کے ساتھ لکھا ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ منگیتر کا لفظ بہت بعد کی تحریف ہے۔

کنواری کا بیٹا نہ ہونے پر ایک اور شہادت } جب جناب مسیح کو موسوی شریعت کا حکم پورا کرنے کے لئے اس کے ماں باپ یروشلم میں لائے اور ان کا عقیقہ کبوتری کے دو بچے ذبح کر کے کیا گیا تو لوقا ۲ : ۲۵ کی روایت کی بناء پر لکھا ہے کہ

"جس وقت ماں باپ اس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اس کے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں"۔ . . . . . .

تو شمعون نام ایک بڈھے نے جناب مسیح کی بزرگی پر گواہی دی اور اس کے جلال کی پیش خبری کی

"اس کا باپ اور اس کی ماں ان باتوں پر جو اس کے حق میں کہی جاتی تھیں تعجب کرتے تھے" لوقا ۲ : ۳۳

اوّل تو اس میں مسیح کے ماں باپ کا دو مرتبہ ذکر ہے (۲) مسیح کے ماں باپ کا شمعون بڈھے کی باتوں پر تعجب کرنا بتاتا ہے کہ وہ دونوں اپنے بچے کی غیر معمولی پیدائش کے قائل نہ تھے ورنہ خدا کا بیٹا جاننے اور فرشتہ کی خوشخبری سننے کے باوجود ان کا مسیح کی بزرگی پر تعجب کرنا بعید از قیاس ہے اب اس کے بعد صرف ایک حل طلب معمہ رہ جاتا ہے کہ اگر یوسف اپنی منگیتر کو ہی سالہا سال تک ساتھ لئے پھرتے رہے تو مریم کا نکاح یوسف کے ساتھ کب ہوا؟ کیونکہ اس کی کوئی اطلاع انجیل نویسوں نے نہیں دی مگر یہ ذکر تمام اناجیل میں موجود ہے کہ جناب مسیح کے اور بھائی اور بہنیں بھی تھیں اگر شادی ہو گئی تھی تو اس وقت تک مریم کو مقدس کنواری کہتے چلے جانا کہاں تک درست ہے؟ اور اگر شادی نہیں ہوئی تو باقی کی اولاد کیا منگیتر کی اولاد تھی خدا کے بیٹے بیٹیاں کہلانے کی اس قدر کے تمام الزامات سے بچنے کے لئے عصمت اور پاکیزگی کا پہلو صرف ایک ہی ہے کہ جناب مریم کو یوسف کی شرعی بیوی سمجھ لیا جائے۔

کیا مریم کو جناب مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے پر شک ہوا } لوقا باب اوّل کی آیت ۳۴ پر کسی قدر بحث ہم پہلے کر چکے ہیں کہ مریم نے فرشتہ کی اس خوشخبری پر شک کیا کہ میرے ہاں بیٹا کیونکر ہو گا؟ جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی" فرشتہ کی خوشخبری پر اس قسم کا شک از روئے کتاب مقدس ناجائز ہے جناب سارہ نے بڑھاپے کی وجہ سے بیٹا پیدا ہونے پر شک کیا تو خدا نے پہلے خواتین کو ناکس سے معذرت کرائی زکریا نے فرشتہ کی خبر میں شک کیا تو اسے تین دن کے لئے گونگا ہو جانے کی سزا ملی (لوقا ۱ : ۲۰) اگر زکریا کو یقین نہ کرنے پر سزا مل سکتی ہے تو مریم کو بھی ملنی چاہیئے تھی کہ اس نے بغیر باپ بیٹا ہو جانے پر شک کیا اور خدا کو اس پر قادر نہ سمجھا پس مریم کے قول کا مطلب صرف یہ تھا کہ میرے ہاں ایسا بزرگ اور عظیم الشان بیٹا پیدا ہو گا جسے میں نہیں جانتی میرے فہم اور عقل سے بالا یہ امر ہے (انسائیکلو پیڈیا کا حوالہ پہلے نقل ہو چکا ہے)

مسیح کے اپنے شہر کے لوگوں کی گواہی } جناب مسیح جب عرصۂ دراز کے بعد اپنے وطن گئے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت شروع کی تو ان لوگوں نے متفقہ طور پر یہ گواہی دی:-

"اور سب نے اس پر گواہی دی اور ان فضل کی باتوں سے جو اس کے منہ سے نکلتی تھیں تعجب کر کے کہا "کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں"

یوحنا ۶ : ۴۲ میں ہے:-

"اور انھوں نے کہا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں؟"

اس واقعہ کے متعلق متی ۱۳ : ۵۵ میں ہے کہ سب لوگوں نے کہا:-

"کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟"

یوحنا کے متعلق پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ اس نے کنواری کے ہاں بیٹا ہونے کا کہیں ذکر نہیں کیا اس سلبی شہادت کے ساتھ اب اس کی اثباتی گواہی بھی سن لیں (یوحنا ۱ : ۴۵)

"وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے"

خلاصۂ بحث

(۱) کنواری کا بیٹا ہونے پر مسیح ؑ کی اپنی زبانی کوئی شہادت نہیں۔

(۲) صدر اوّل عیسویت کی کسی تحریر میں حواریوں نے اس دلیل کو پیش نہیں کیا۔

(۳) یوحنا کی انجیل میں کنواری کا بیٹا ہونے کا قطعاً ذکر نہیں۔

(۴) متی اور لوقا کا بیان متضاد ہے۔

(۵) متی کا حوالہ یسعیاہ نبی کا کہ کنواری کا بیٹا ہو گا قطعاً غلط ہے۔

(۶) لفظ "علمہ" کے معنی کسی عبرانی لغت میں کنواری نہیں لکھے۔

(۷) اناجیل نویسوں نے اس کا اور اس کے باپ کا نسب نامہ لکھا۔

(۸) ابن ابراہیم - ابن آدم - ابن داؤد بار بار کہا۔

(۹) حواریوں کی عوام کی اور مسیح کی شہادت موجود ہے کہ اس کے اور بھائی بہنیں تھیں۔

(۱۰) مسیح کے کنبہ اور شہر والوں کی گواہی کہ وہ یوسف کا بیٹا ہے۔

(۱۱) ماں کی گواہی کہ وہ یوسف کا بیٹا ہے۔

(۱۲) جناب مسیح حد بلوغت تک اپنے والدین کا فرمانبردار بیٹا رہا۔

(۱۳) مسیح کی پیدائش پر اس کے ماں باپ دونوں کا ناپاک ہو جانا یوسف کو حقیقی باپ ٹھہراتا ہے۔

(۱۴) کیا مریم عمر بھر یوسف کی منگیتر رہی؟

(۱۵) انجیل نویسوں نے مریم کو یوسف کی بیوی لکھا ہے۔

(۱۶) بڈھے شمعون کی گواہی پر یسوع کے ماں باپ نے کیوں تعجب کیا؟

(۱۷) کیا مریم کو بغیر باپ بیٹا پیدا ہونے پر خدا کی خبر میں شک ہوا؟

(۱۸) کیا تاریخ کے کسی حوالہ سے ثابت ہے کہ مریم اب منگیتر نہیں رہی بلکہ منکوحہ ہو گئی ہے؟

(۱۹) از روئے دستور ایک سال کے بعد منگیتر خود بخود بیوی بن جاتی تھی تو وہ مقدس کنواری کیسے رہی۔

(۲۰) کیا اپنی منگیتر کو سالہا سال تک بغیر نکاح سفر اور حضر میں ساتھ رکھنا اور اس سے اولاد (مسیح کے بھائی اور بہنیں) پیدا کر لینا جائز ہے؟

(۲۱) جب مسیح کا کنواری کا بیٹا ہونا پوشیدہ راز ہے تو یہ اس کے خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل کیسے ہو سکتا ہے۔

(۲۲) خداوند عالم کو اگر بیٹا ہی پیدا کرنا تھا تو کسی کی منگیتر منتخب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

(۲۳) روح القدس اپنا سایہ ڈالنے کے لئے اور خدا کی قدرت اپنے ظہور کے لئے اس امر کی منتظر کیوں رہی کہ پہلے مریم کی منگنی کسی مرد یوسف کے ساتھ ہو جائے؟ (باقی آئندہ)

حامد علی یا حمید علی صاحب بہاری توجہ فرمائیں

میرا لڑکا عزیز ڈاکٹر ہارون الرشید گڑھ مکتیشر (میرٹھ) کے میلہ پر بطور سپلائی آفیسر تعینات تھا ۲ر نومبر کو وہاں ہندو مسلم فساد ہوا تب سے ڈاکٹر ہارون الرشید لاپتہ ہیں - ۲۵ر نومبر صبح ساڑھے نو بجے کوئی حامد علی یا حمید علی صاحب بہاری دہلی ریلوے سٹیشن سے ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے نام تار دیتے ہیں کہ "ڈاکٹر ہارون الرشید صاحب محفوظ ہیں"۔ براہ کرم یہ صاحب بذریعہ اعلان ہذا اپنے مکمل پتہ سے اطلاع دیں تاکہ ان سے ڈاکٹر ہارون الرشید کے متعلق مزید معلومات حاصل کئے جا سکیں۔

از ایڈیٹر اخبار نور قادیان

درخواست دعا

محمد صدیق صاحب ثانی مبلغ اسلام بمقام رواہ حال یوگنڈا اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میرا ایک لڑکا بیمار ہے - اس کی صحت کے لئے اخبار میں درخواست دعا شائع فرما دیں"

احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محمد صدیق صاحب کے صاحبزادہ کو شفاء کامل عطا فرمائے آمین۔

فاروق اعظمؓ

عادات و اطوار، شمائل و خصائل

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن مسلم ٹاؤن لاہور

(۴)

صاحبزادہ سے ارشاد فرما رہے تھے کہ بیٹا یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تجھ پر اور مجھ پر دونوں پر رحم کرے۔ ان سے تو یہ ارشاد تھا اور افلح کو برابر حکم ہو رہا تھا [اضرب یعنی مارے جا جب ستر درے لگ چکے تو ابوشحمہ کو تشنگی غالب ہوئی اور پانی مانگا حضرت عمرؓ نے فرمایا بیٹا صبر کر واگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سزا پر گناہوں سے پاک و صاف کر دیا تو تم حضرت سرور دو عالم کے دست مبارک سے آب کوثر پیو گے۔ پھر تم کو کبھی تشنگی نہ ہو گی۔ پھر افلح کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا [اضرب جب اسی دروں پر نوبت آ گئی تو ابوشحمہ بیدم ہو گئے اور والد کو الوداعی سلام کیا آپ نے جواب میں فرمایا وعلیک السلام اگر رسول اللہ صلعم کی حاضری نصیب ہو جائے تو میرا سلام عرض کرنا۔ اور کہدینا کہ آپ کے خادم عمر کو اس حالت میں چھوڑ آیا ہوں کہ وہ قرآن پڑھتا اور اس کے احکام جاری کرتا تھا۔ پھر غلام سے ارشاد ہوا اضرب دس درے اور لگے تھے کہ ابوشحمہ کمال ضعف سے بالکل ساکت و خاموش ہو گئے اور طاقت گویائی جواب دے گئی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دیکھکر اصحابہ میں ایک سنسنی کی حالت پیدا ہو گئی اور سب نے سفارش کی کہ تھوڑی دیر کے لئے درے مارنا موقوف کر دیجئے۔ فرمایا جب گناہ میں تاخیر نہیں ہوئی تو سزا میں ناممکن ہے۔ حضرت عمر یہ فرما ہی رہے تھے کہ ابوشحمہ کی والدہ روتی ہوئی باہر نکل آئیں اور کہا یا امیرالمومنین! آپ ابوشحمہ کو چھوڑ دیجئے میں ہر درہ کے بدلے ایک پاپیادہ حج کروں گی اور اسی قدر صدقہ بھی کروں گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا حج اور صدقہ سے حد کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ پھر غلام سے فرمایا کہ حد پوری کر۔ جس وقت آخری کوڑا لگا... ابوشحمہ زمین پر گرے اور ان کی روح مرکز اصلی کی طرف پرواز کر گئی۔ [انا للہ وانا الیہ راجعون) حضرت عمر نے بیٹے کی لاش کو دیکھکر فرمایا کہ خدا تعالےٰ تجھ کو تیرے گناہوں سے پاک کرے۔ پھر بے اختیار رو دیئے۔ اور ابوشحمہ کا سر زانو پر رکھ کر فرمانے لگے میرا باپ قربان ہو اس پر جس کی جان حق پر نکلی اور جو حد کے تمام ہونے پر اس عالم کو چھوڑ گیا۔ اور جس پر اس کے باپ اور اقارب تک نے ترس نہ کھایا۔ لوگوں میں ایک عام واویلا مچا ہوا تھا۔ اس واقعہ کے چالیسویں روز حذیفہ بن الیمان نے

حضرت سرور عالم کو خواب میں دیکھا کہ ایک جوان حلہ بہشتی پہنے آپ کے ہمراہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ اے حذیفہ عمر سے میرا سلام کہہ اور کہدے کہ تم نے قرآن پڑھا اور اس کی تعمیل کا حق ادا کر دیا۔ جب ارشاد پاک ختم ہوا تو اس جوان نے کہا اے حذیفہ میرے باپ سے عرض کرنا کہ جس طرح سزا دے کر آپ نے مجھے گناہوں کی آلائش سے پاک و صاف کر دیا خداوند تعالےٰ آپ کو اس کی جزا بخشے اور طاہر و پاک فرمائے۔"

اگرچہ اس واقعہ کی صحت کے متعلق عام مورخین نے اختلاف کیا ہے اور خود اس کی روایات میں بھی کلام ہے مگر اس واقعہ کو حضرت عمر سے منسوب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر اپنے عدل و انصاف میں مشہور و معروف تھے اور اس معاملہ میں کسی قریبی سے قریبی رشتہ دار یا عزیز کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور یہی خدا کا حکم ہے۔

ایک دفعہ ایک قبطی نے مدینہ میں آکر حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں شکایت کی کہ عمرو بن عاص گورنر مصر کے بیٹے نے بغیر کسی قصور کے مجھے مارا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے سارا واقعہ سنا۔ اس نے بیان کیا کہ گورنر نے گھوڑ دوڑ کرائی تھی۔ میں بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت کے لئے اپنا گھوڑا لیکر آیا اس پر گورنر کا بیٹا محمد بن عمرو ناحق میرے پیچھے پڑ گیا اور کہنے لگا کہ یہ گھوڑا تو میرا ہے۔ اور مجھ سے تکرار کرنے لگا۔ میں نے بہتیرا کہا کہ گھوڑا میرا ہے تیرا نہیں ہے مگر وہ نہیں مانتا تھا۔ اور طیش میں آکر کہنے لگا کہ میں بڑا شریفوں کا ہوں تجھ کو مار دوں گا یہ کہکر مجھے اس نے کوڑے مارنے شروع کر دیئے اور بہت مارا۔ حضرت عمرؓ نے گورنر مصر عمرو بن عاص اور اس کے بیٹے محمد بن عمرو کو بلوا بھیجا۔ دونوں حاضر ہو گئے حضرت عمرؓ نے سارا معاملہ سنا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ درحقیقت گورنر کے بیٹے کا قصور ہے آپ نے اس قبطی کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور فرمایا شریفوں کے بیٹے کو اسی طرح مار جس طرح اس نے تجھکو مارا ہے تین بار حکم دیئے جانے پر اس نے محمد بن عمرو کو اس کے باپ کے سامنے کوڑے مارے اور نہ تو جناب گورنر بہادر دم مار سکے اور نہ ان کے صاحبزادہ بہادر۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک گھوڑا خریدا۔ اس شرط پر کہ اگر ناپسند ہو گا تو واپس کر دیا جائے گا۔ اور ایک سوار سے کہا کہ اسے جانچ لاؤ۔ سواری کرنے میں اس گھوڑے کو چوٹ آ گئی اور اس میں نقص ہو گیا۔ حضرت عمر نے اس کو واپس کرنا چاہا۔ مگر مالک نے واپس لینے سے انکار کر دیا اور جھگڑا شروع کر دیا۔ آخر مقدمہ قاضی کی عدالت میں گیا قاضی نے فیصلہ کیا کہ اگر مالک کی اجازت سے سواری لی جاتی تو گھوڑا واپس ہو سکتا تھا۔ مگر اب نہیں ہو سکتا حضرت عمرؓ اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ حق یہی ہے۔

ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ حضرت فاروق اعظم کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ نے بعد تحقیق مقدمہ فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ یہودی آپ کے عدل و انصاف کی تعریف کرتا ہوا چلا گیا اور کہنے لگا واقعی یہ شخص عدل و انصاف کا پتلا ہے۔ ایک مسلمان کے خلاف ایک یہودی کے حق میں فیصلہ دے کر اس نے اپنے عادل ہونے پر مہر لگا دی ہے۔

انصاف کے معاملہ میں آپ بڑے سے بڑے شخص کا بھی لحاظ نہیں کرتے تھے حضرت سعد بن وقاص بہت بڑے پایہ کے صحابی تھے اور ایران کے فاتح اعظم تھے۔ حضرت فاروق اعظم نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ لیکن جب وہاں کی رعیت ان سے ناراض ہو گئی اور ان سے بے اطمینانی کا اظہار کیا تو آپ نے ان کو فوراً موقوف کر دیا۔ نہ سعد بن وقاص کی صحابیت کا لحاظ کیا اور نہ ان کی عظیم الشان فتوحات کا۔

جبلہ بن الایہم غسانی شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تھا اور مسلمان ہو گیا تھا کعبہ کے طواف میں اس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصہ سے بے تاب ہو گیا اور حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمر نے اس کی شکایت سن کر کہا کہ تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی اسکو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ ہم اس مرتبہ کے لوگ ہیں کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا جاہلیت میں ایسا ہی تھا لیکن اسلام نے پست و بلند کو ایک کر دیا اس نے کہا کہ اگر اسلام ایسا ہی مذہب ہے جس میں شریف و رذیل کی کوئی تمیز نہیں تو میں اسلام سے باز آتا ہوں غرض وہ چھپکر قسطنطنیہ چلا گیا لیکن حضرت عمر نے اس کی خاطر انصاف کو نہ بدلا۔ (الفاروق حصہ دوم)

اسی طرح حضرت خالد بن ولید کی معزولی ایک مشہور واقعہ ہے حضرت خالد کی شجاعت ان کی فتوحات ان کی عظیم الشان خدمات کا کس کو اعتراف نہیں مگر جب ان کے متعلق آپ کو کچھ شکایات پیدا ہوئیں تو آپ نے ان کو بھی معزول کر دیا۔ اور ان کی زبردست شخصیت کا ذرا خیال نہ کیا۔

انصار میں سے ایک شخص اونٹ کی ران آپ کو تحفۃً دیا کرتا تھا۔ اتفاقاً اس کا مقدمہ کسی شخص کے ساتھ آپ کی عدالت میں پیش ہوا۔ انصاری نے کہا امیرالمومنین میرے مقدمہ میں انصاف ایسا ہو جس طرح اونٹ کی ران جدا کی جاتی ہے یہ الفاظ سن کر آپ چوکنے۔ انصاری نے بار بار یہی کہا مگر مقدمہ پر اس کے ان الفاظ کا کچھ اثر نہ پڑا فیصلہ وہی ہوا جو حق تھا یعنی انصاری صاحب کے خلاف فیصلہ ہوا اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے عمال کو تحائف قبول کرنے سے روک دیا۔

کوفہ میں سعد بن وقاص نے ایک عالیشان محل بنوایا۔ جس کو لوگ اس کی عظمت کی وجہ سے قلعہ کہتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم کو جب اسکا علم ہوا تو آپ نے اسکو مسمار کرنے کا حکم دے دیا۔ اور فرمایا کہ اگر ہمارے عامل ایسے محلات کے اندر رہیں گے تو مخلوق خدا کی رسائی ان تک کیونکر ہو سکتی ہے اور وہ رعیت میں عدل و انصاف کیونکر قائم رکھ سکتے ہیں۔

سماک نے ابی جعفر محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک دن عمر فاروق بازار میں جا رہے تھے کہ اتفاقاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ہر دو صاحبزادگان آپ کے ساتھ تھے حضرت عمر رونے لگ گئے۔ حضرت علی رضہ نے پوچھا کہ امیرالمومنین رونے کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا علی! میں امت محمدیہ کا والی بنایا گیا ہوں۔ میرا کام ہی رونا ہے۔ مجھ کو یہ فکر ہر دم دامنگیر رہتی ہے کہ خدا جانے مسلمانوں کو میری ذات سے راحت ہے یا تکلیف حضرت علی نے جواب میں فرمایا کہ آپ کے عدل و انصاف سے سب خوش ہیں۔ ہر دو صاحبزادگان نے بھی یہی فرمایا کہ آپ سے سب امت کے لوگ خوش ہیں یہ سن کر آپ کو گونہ تسلی ہوئی۔

ایک دن آپ نے فرمایا اے لوگو! قسم ہے اللہ کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اگر اگر اونٹ فرات کے ایک کنارہ سے کود پڑے اور ہلاک ہو جائے تو اس کی بازپرس بھی مجھ سے ہو گی پس میں روز قیامت کے حساب سے ہر دم ڈرتا رہتا ہوں۔ آپ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خداوند کریم اگر میں معاملات رعیت میں حق اور انصاف کو چھوڑ دوں یا کسی قریب و بعید کی رعایت کروں تو مجھے ایک لمحہ کی بھی اجازت نہ دیجیو اور اسی وقت زمین میں پیوند کر دیجیو تاکہ میرا قدم آگے نہ بڑھنے پائے۔

حج کے موقعہ پر دور دراز سے لوگ مکہ مدینہ میں جمع ہوتے تھے۔ عمال کو بھی حکم تھا کہ وہ بھی اس موقعہ پر حاضر ہو جایا کریں

حضرت عمرؓ مجمع عام میں اعلان فرما دیتے۔ اگر کسی شخص کو کسی عامل کے خلاف کچھ کہنا ہو تو وہ بے دھڑک کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ ذرا ذرا سی باتیں آپ کے سامنے پیش ہوتیں اور آپ ان کا تدارک کرتے اور ضروری ہدایات نافذ فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نے مجمع عام میں فرمایا اے لوگو! میں نے تم پر عمال اس لئے مقرر نہیں کئے کہ وہ تمہارا مال غصب کریں یا تم کو تنگ کریں۔ بلکہ میں نے ان کو اس لئے تم پر متعین کیا ہے کہ وہ تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق سکھائیں اور ہر معاملہ میں تمہاری رہنمائی کریں۔ اگر کوئی عامل اس کے خلاف کرے تو فوراً اس کی مجھے اطلاع دو میں اس سے بازپرس کروں گا۔ عمال کی جو شکایات آتی تھیں ان کی تحقیق کے لئے ایک الگ محکمہ قائم تھا جس کے آفیسر اعلیٰ محمد بن انصاری تھے جو بہت بڑے بزرگ صحابی اور نہایت زیرک انسان تھے۔ اور تمام غزوات میں شریک رہ چکے تھے۔

مساوات

رعایا اور عمال کا حال معلوم کرنے کے لئے ایک دفعہ آپ نے شام کا سفر اختیار کیا۔ صرف ایک ہی اونٹ سواری میں تھا۔ اور آپ کا ملازم بھی اس میں شریک تھا۔ اس لئے باری باری سے اس پر سوار ہوتے تھے۔ عیسائیوں کا ایک شہر ایلہ راستہ میں پڑتا تھا۔ وہاں سے لوگوں کے غول امیر المومنین کی آمد سن کر باہر نکل آئے۔ ان کا خیال تھا کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے بڑے جاہ و حشم سے نکلتی ہوگی۔ لیکن ایلہ کے قریب ملازم کے سوار ہونے کی اور امیر المومنین کی مہار پکڑ کر چلنے کی باری تھی۔ غلام نے ہر چند کہا کہ اس جگہ یہی مناسب ہے کہ آپ سوار ہو جائیں اور میں پیدل چلوں۔ مگر آپ نہ مانے اور اس بات کی ذرا پروا نہ کی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اب ملازم سوار ہے کہ حضرت بادشاہ سلامت اونٹ کی مہار پکڑے آگے چل رہے ہیں۔ جو آتا وہ آپ سے پوچھتا کہ حضور بادشاہ سلامت کدھر ہیں۔ آپ فرماتے هو امامکم آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ وہ تمہارے سامنے ہیں مگر لوگ یوں سمجھتے کہ وہ آگے جا رہے ہیں اس لئے وہ آگے آگے بھاگتے۔

حضرت عمر نے غزوہ بدر کے مجاہدین کی جب تنخواہیں مقرر کیں تو ان کے غلاموں کی بھی انہی کے برابر تنخواہ مقرر کیں۔ عمال کے متعلق دریافت کرتے رہتے تھے کہ غلاموں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہے۔ چنانچہ اگر معلوم ہوتا کہ وہ غلاموں کی عیادت کو نہیں جاتا تو اس کو محض اسی جرم پر معزول و موقوف کر دیا جاتا تھا۔

(الفاروق حصہ دوم)

ایک دفعہ ابی بن کعب نے حضرت عمرؓ کے خلاف زید بن ثابت کی عدالت میں نالش دائر کر دی۔ فاروق اعظم مدعا علیہ کی حیثیت میں حاضر ہوئے۔ زید نے تعظیم دی۔ ابی بن کعب کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور حضرت عمرؓ کو دعوے سے انکار تھا۔ ابی بن کعب نے قاعدہ کے مطابق حضرت عمر سے قسم لینی چاہی مگر زید نے حضرت ممدوح کے رتبے کا خیال کر کے کہا امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ اس پر حضرت عمرؓ بہت برہم ہوئے۔ اور زید بن ثابت سے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ تم عمر اور ایک عام شخص کے درمیان فرق سمجھتے ہو۔ مجسٹریٹی کے قابل نہیں لہٰذا موقوف۔

(باقی دارد)

جلسہ سالانہ کی تاریخیں یاد رکھیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اتقی واسے تھے۔ ابو عمر شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال کی کامل صحبت میں ابن مسعودؓ کی زبان سے قال رسول اللہ کا لفظ بہت کم سنا چنانچہ ایک دفعہ ایک حدیث کی روایت کرنے لگے تو تمام جسم کانپ گیا اور فرمانے لگے آپ نے اس طرح فرمایا تھا یا اس کے قریب قریب یا اسی کے مشابہ (بخاری)

عمرو بن میمون نے بھی انہیں روایت کرتے وقت اسی حالت میں پایا چہرہ پریشان ہو چکی ہے۔

باوجود اس قدر احتیاط کے آپ کی مرویات کی تعداد ۸۴۸ ہے ان میں سے ۶۴ متفق علیہ ہیں علاوہ ازیں ۲۱ بخاری اور ۳۵ مسلم میں ہیں (تہذیب الکمال)

مجلس نبویؐ اور ان تذکروں کی یاد سے کمال عشق تھا۔ عہد مقدس میں آپ نے رسول کریم صلعم کی زبان مبارک سے سنے وہ اکثر احباب کے گھر پر جاتے تھے اور ان تذکروں سے خود ذوق اٹھاتے اور لوگوں کو محظوظ کرتے۔ واشجہ اسدی کوفی فرماتے ہیں کہ ایک روز دوپہر کے وقت دروازے سے یکایک السلام علیکم کی آواز آئی دیکھا تو ابن مسعود تھے۔ فرمانے لگے کہ آج بعض مشاغل میں اس قدر منہمک ہوا کہ بہت دن گذر گیا جی میں آئی کہ آپ کے پاس بیٹھ کر عہد مقدس کی یاد تازہ کروں چنانچہ بہت دیر تک احادیث سناتے رہے اور یہ پر لطف صحبت دیر تک قائم رہی (مسند) روایت کرتے وقت آپ نہایت مؤدب اور سنجیدہ بن جاتے اور اس طرح الفاظ ادا کرتے گویا سننے والا خود حضورؐ پر نور کی زبان مبارک سے سن رہا ہے

فقہ } ابن مسعودؓ ان باکمال صحابہ میں سے تھے جنہوں نے فقہ کی داغ بیل رکھی حنفی کی تعمیر انہی کی اساس پر ہوئی ہے۔

اجماع امت } اجماع کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

ما رای المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راوا سیئا فهو عند الله سیئ (مسند)

یعنی جس چیز کو تمام مسلمان بہتر سمجھ لیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے اور جسے برا سمجھ لیں وہ خدا کے نزدیک بھی برا ہے۔

فن قیاس } اس معاملہ میں بھی آپ نے امت کی رہنمائی فرمائی اور بہت سے قاعدے جاری کئے۔

علم فرائض } وراثت کے معاملہ میں ابن مسعودؓ قرابت کو ترجیح دیتے تھے مثلاً حقیقی بھائی کو رضاعی یا علاتی بھائی پر مقدم رکھتے تھے۔

اجتہاد } جہری نمازوں میں سورہ فاتحہ خلف امام کے متعلق فرماتے ہیں:

انصت فان فی الصلوة شغلا سیکفیک ذالک الامام:

(موطا امام محمد)

خاموش رہو کیونکہ نماز میں توجہ قائم نہیں رہتی امام کا پڑھنا تمہارے لئے کافی ہے۔

حضرت عمرؓ جب آپ کو دیکھتے تو فرماتے:

کنیف ملئ علما (مسند) ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔

نامعلوم مسائل میں رائے زنی سے احتراز فرماتے تھے اور شاگردوں کو بھی اس بات کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب زمانہ آنیوالا ہے کہ عالم ربانی اٹھ جائیں گے اور یہ مسند جاہلوں کے حوالے ہوگی جو تمام دینی امور اپنی عقل و رائے سے طے کریں گے۔

(اعلام الموقعین)

غلط فتویٰ سے برملا رجوع فرماتے تھے

قوت خطابت } تقریر میں آپ کو خاص دسترس حاصل تھی نہایت مختصر اور جامع تقریر فرماتے تھے ایک دن رسول کریم صلعم کے حکم سے کھڑے ہو کر یوں تقریر فرمائی:

ایها الناس ان الله ربنا وان الاسلام دیننا وان هذا نبینا (واومی بیده الی النبی صلی الله علیه وسلم) رضینا ما رضی الله لنا ورسوله. السلام علیکم (تذکرۃ الحفاظ)

حاضرین۔ بے شک اللہ تعالےٰ ہمارا مالک ہے اسلام ہمارا مذہب ہے اور یہ ہمارے نبی ہیں (ہاتھ سے آنحضرت صلعم کی طرف اشارہ کیا) اللہ اور رسول نے جو کچھ ہمارے لئے پسند کیا ہے ہم نے بھی اسی کو پسند کیا۔ السلام علیکم۔

حضورؐ نے اس مختصر تقریر کی بہت تعریف کی اور فرمایا۔ ابن ام عبد نے سچ کہا۔ کثرت وعظ سے احتراز فرماتے تھے۔

اخلاق } آپ پر سنت نبویؐ کی پیروی سے اخلاق نبویؐ کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی میں مذکور ہے:

عن عبد الرحمن بن یزید قال سألنا حذیفة عن رجل قریب السمت والهدی من النبی صلی الله علیه وسلم حتی ناخذ عنه فقال ما اعرف احدا اقرب سمتا وهدیا ودلا بالنبی صلی الله علیه وسلم من ابن ام عبد۔ عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے کہا ہم نے حذیفہ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو خلق اور سیرت اور وضع میں نبی صلعم سے قریب قریب ہو تاکہ ہم اس سے علم حاصل کریں تو کہا میں تو کسی کو بھی نہیں جانتا جو ابن ام عبد سے زیادہ خلق اور سیرت اور وضع میں نبی صلعم سے قریب ہو۔

وفات } ۳۲ھ عہد عثمانی میں ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ملخص از سیر الصحابہ بخاری واصابہ و بیان القرآن)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تینتیسواں سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ

خواتین کا عظیم الشان جلسہ اور دستکاری کی مشہور نمائش - احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا اکیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۶ء بروز منگل دس بجے صبح مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا جس میں متعدد لائق و قابل خواتین تقاریر فرمائیں گی۔ اس کے علاوہ حسب سابق گھریلو دستکاری کی ایک عمدہ نمائش بھی ہوگی جس میں سب قسم کی دستکاری بغرض فروخت رکھی جائے گی۔ کڑھے ہوئے دوپٹے۔ لیڈیز رومال۔ بچوں کے اونی گرم سوئٹر، وسویٹر، فراک، کرتے، تکیہ پوش، میز پوش، قمیص، کشن، ٹی کوزیاں اور گڑیاں وغیرہ واجبی قیمت پر مل سکیں گی

تمام خواہران اسلام سے درخواست ہے کہ وہ تشریف لا کر اس اسلامی اجتماع کو کامیاب بنائیں اور ثواب دارین حاصل کریں

۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء بروز بدھ

پہلا اجلاس صبح دس بجے سے ½۱ بجے تک

زیر صدارت میاں غلام رسول صاحب تمیم۔ رئیس جھنگ

۱۰ بجے سے ¼۱۰ تک ... تلاوت قرآن مجید و نظم

¼۱۰ بجے سے ¾۱۰ تک ... مولوی دوست محمد صاحب ... } "ارشادات حضرت مسیح موعودؑ"

¾۱۰ بجے سے ¼۱۱ تک ... مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے } "علامات نبوت مسیح موعودؑ"

¼۱۱ بجے سے ½۱۲ تک ... شیخ عبدالرحمن صاحب مصری } "حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعودؑ ماننے کے فوائد اور نہ ماننے کے نقصانات"

½۱۲ بجے سے ۱ بجے تک ... شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے } تقریر

۱ بجے سے ½۱ بجے تک حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ "تمہ قادیان کا مطالبہ بیعت"

دوسرا اجلاس ½۲ بجے بعد دوپہر سے ۵ بجے شام تک

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد

½۲ بجے سے ¾۲ بجے تک تلاوت قرآن مجید و نظم

¾۲ بجے سے ½۳ بجے تک ... شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ... } "سکھ مسلم منافرت صحیح اسباب پر مبنی نہیں"

½۳ بجے سے ½۴ بجے تک ... مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی ایم۔ اے مولوی فاضل } "احیاء اسلام احمدیت سے ہی وابستہ ہے"

½۴ بجے سے ۵ بجے تک ... حافظ محمد حسن صاحب وکیل۔ از گجرات } ... تقریر

۲۶ دسمبر ۱۹۴۶ء بروز جمعرات

پہلا اجلاس صبح ۱۰ بجے سے ½۱ بجے تک

زیر صدارت جناب سید عبدالجبار صاحب سابق شاہ سوات

۱۰ بجے سے ¼۱۰ بجے تک تلاوت قرآن مجید و نظم

¼۱۰ بجے سے ¾۱۰ بجے تک ... مولوی فضل الرحمن صاحب ... بانوی } "صداقت مسیح موعودؑ"

¾۱۰ سے ¼۱۲ تک } تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

½۱۲ بجے سے ½۱ بجے تک ... حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب امام مسجد انگلستان و جرمنی } ... تقریر

دوسرا اجلاس ½۲ بجے سے ۵ بجے تک

زیر صدارت الحاج شیخ مولا بخش صاحب مل اونرز و رئیس لائل پور

½۲ بجے سے ¾۲ بجے تک۔ تلاوت قرآن مجید و نظم

¾۲ بجے سے ½۳ بجے تک ... مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ } "مسلمانوں کا سیاسی مستقبل اور اشاعت اسلام"

½۳ بجے سے ۴ بجے تک۔ رپورٹ۔ از جنرل سیکرٹری صاحب

۴ بجے سے ۵ بجے تک ... مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ... } "حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات اسلامیہ"

۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء بروز جمعہ

پہلا اجلاس ۱۰ بجے سے ½۱۲ بجے تک

زیر صدارت خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ ضلع ہزارہ

۱۰ بجے سے ¼۱۰ بجے تک۔ تلاوت قرآن مجید

¼۱۰ بجے سے ¾۱۰ بجے تک ... خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب } ... تقریر

¾۱۰ بجے سے ¾۱۱ بجے تک ... مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی } "اچھوتوں کے مصائب کا حل"

¾۱۱ بجے سے ½۱۲ بجے تک ... میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی۔ سی۔ ایس کلکٹر کراچی } "سچے ایمان کی علامت"

(½۱ سے تین بجے تک جمعہ)

دوسرا اجلاس

زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب مالک پریمیئر فلور ملز۔ لائل پور

½۲ بجے سے ½۳ بجے تک۔ تلاوت قرآن مجید

½۳ بجے سے ¼۴ بجے تک ... مولوی عمرالدین صاحب شملوی ... } "اسلام۔ عیسائیت اور ہندو دھرم کا مقابلہ"

¼۴ بجے سے ¾۴ بجے تک ... حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ سلسلہ ... } "حضرت مسیح موعودؑ اور عشق قرآن"

اختتامی دعا۔ از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

نوٹ:- (۱) ۲۵ کی رات کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک احمدیہ کانفرنس ہوگی۔
(۲) ۲۶ کی رات کو جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا۔ خطبہ نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔

نوٹ:-

(۱) ہر روز صبح کو نماز فجر کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب مسجد میں قرآن مجید کا درس دیں گے۔
(۲) جلسہ کے ایام میں نماز ظہر و عصر ¼۱ بجے دوپہر اور نماز مغرب و عشاء ۶ بجے شام پڑھی جائیں گی۔

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغام صلح

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق ۔ ایڈیٹر ایس محمد آصف ۔ بی اے

عقائد حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۴ | یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۵۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

اس جلسہ کے اغراض میں سب سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خداوند تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ بات ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ ...

سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونیوالی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اسکو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی ....

...... بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھائے جن پر اس کا فضل و رحم ہے تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

حاجی شیخ مولا بخش صاحب کی وفات پر
کارکنان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ریزولیوشن

کارکنان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ حاجی شیخ مولا بخش صاحب ملتانی وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی وفات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور فرزندان و دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا اور اس نقصان کو ایک ایسا قومی نقصان سمجھتا ہے جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے ہم سب کی دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحوم کی وفات کے صدمہ میں بطور اظہار تعزیت دفاتر انجمن آج بتاریخ ۱۴ دسمبر بند کر دیئے گئے۔

دُرِّ ثمین

(۱) وعن فضالۃ بن عبید رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل میت یختم علے عملہ الا المرابط فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الیٰ یوم القیامۃ و یومن من فتنۃ القبر۔ اخرجہ ابوداؤد والترمذی وفی روایۃ الترمذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المجاہد من جاھد نفسہ۔ قولہ ینمی ای یزاد ویکثر۔

ترجمہ:- فضالہ بن عبید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک میت کا عمل (اس کے مرنے کے ساتھ) ختم ہو جاتا ہے بجز ایسے اشخاص کے (کہ عمل کرے) جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں مورچہ بندی کی ہو (یعنی ہوائے نفس کے خلاف) کہ ان کے عمل قیامت تک بڑھائے جاتے ہیں اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیں گے ابوداؤد اور ترمذی اس کے راوی ہیں اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے مجاہدہ کرے (کتاب الجہاد تلخیص الصحاح)

(۲) وعن ابی سعید رض قال قیل یا رسول اللہ ای الناس افضل قال مومن مجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ قیل ثم من قال رجل فی شعب من الشعاب یتقی اللہ ویدع الناس من شرہ (بخاری ۔ مسلم ۔ ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ نسائی)

ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول کریم سے (یہ امر) دریافت کیا گیا کہ کون لوگ بہتر ہیں حضور نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرے پھر دریافت کیا گیا کہ اس کے بعد کون لوگ زیادہ اچھے ہیں حضور نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو پہاڑ کے کسی درہ میں رہتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہتے ہوں یعنی کسی کو اس کی ذات سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی ہو۔

(۳) وعن عبادۃ بن الصامت رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعار من اللیل فقال لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر الحمد للہ وسبحان اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ثم قال اللھم اغفر لی او دعا استجیب لہ فان توضا وصلی قبلت صلوتہ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب ما یقول اذا قام من اللیل)

ترجمہ:- عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو بیدار ہو کر مذکورہ دعا پڑھے اور کہے اس طرح دعا مانگے اے اللہ مجھے بخش دے یا کوئی اور دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی پھر وضو کر کے نماز (تہجد) پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی۔

وعن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغدوۃ فی سبیل اللہ او روحۃ خیر من الدنیا وما فیھا۔ اخرجہ الشیخان والترمذی۔

انس رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے) صبح یا شام چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کتاب الجہاد تلخیص الصحاح

غلام قادر ۔ عفی عنہ

سانحۂ ارتحال

یہ خبر انتہائی ملال سے سنی جائے گی کہ شیخ غلام محمد صاحب وائس چیئرمین میونسپل کمیٹی ہوشیارپور جو اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب کے بہنوئی تھے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں شیخ محمد انعام الحق صاحب اور دوسرے لواحقین سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ شیخ غلام محمد صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے آمین

فاروق اعظم کے عادات و اطوار، شمائل و خصائل

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب مسلم ٹاؤن لاہور

(۶)

ایک دفعہ آپ خطبہ دے رہے تھے
دوران خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں
کو روک دوں گا کہ وہ بڑے بڑے مہر نہ لیں
اس پر ایک بڑھیا نے کہا کہ اے عمر تو ایسا کیسے کر سکتا ہے
خدا تو ہمارے حق میں فرماتا ہے و آتیتم
احداھن قنطارا خدا تو ہم کو ڈھیروں
ڈھیر دینے کا حکم دیتا ہے۔ تو کون ہے منع
کرنے والا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مدینہ
کی عورتیں بھی عمر سے زیادہ قرآن جانتی ہیں
ایک دفعہ آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے
فرمایا اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو تم کیا کرو۔ حاضرین
میں سے ایک کھڑا ہوا اور تلوار کھینچ کر اس
نے کہا کہ اگر تم گمراہ ہو گئے تو اس تلوار سے
تم کو سیدھا کر دیں گے۔ یہ سن کر آپ بہت
خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ مسلمانوں
میں ایسے لوگ تو موجود ہیں کہ اگر عمر بگڑ جائے
تو وہ اس کو سیدھا کر سکتے ہیں۔ اس آزادی
کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ سکندر کیا، نپولین [illegible]
بادشاہ بھی آپ نے دیکھے بادشاہ [illegible] یہ
عمر فاروق ہی کی خصوصیت تھی

انکسار اور فروتنی

ایک دفعہ احنف بن قیس اکابر کا ایک وفد
عراق سے لے کر آئے۔ اتفاقاً ایک اونٹ
کھل کر بھاگ گیا حضرت عمر اسے پکڑنے کو اس
کے پیچھے بھاگے اور احنف سے بھی کہا کہ
بیت المال کا اونٹ بھاگ گیا ہے آؤ اس کی
تلاش کرائیں۔ اس پر کسی نے کہا کہ امیر المومنین
آپ کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت
ہے۔ کسی غلام کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ لائے گا۔
آپ نے فرمایا مجھ سے بڑھ کر غلام کون
ہے؟ محمد بن ثابت سے روایت ہے
کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ فاروق اعظم
پانی کا بھرا ہوا مشکیزہ کندھے پر ڈال
ایک طرف جلدی جلدی جا رہے ہیں حتیٰ
کہ آپ ایک بڑھیا کے مکان میں داخل ہو گئے
میں بھی ان کے پیچھے پیچھے گیا۔ اور ابھی
امیر المومنین کا لفظ میں نے زبان سے
نکالا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا کہ چپ رہو۔ اصل
بات یہ ہے کہ ابھی روم اور ایران کے سفرا
میرے پاس آئے تھے۔ انھوں نے میری
بہت تعریف کی اور کہا کہ زمانہ آپ کے عدل و
انصاف کا مداح ہے۔ میں نے خیال کیا کہ
ممکن ہے کہ میرے نفس میں تکبر پیدا ہو
اس کے ازالہ کا میں نے یہ علاج سوچا۔
زخمی ہو کر جب آپ صاحب فراش تھے۔

لوگ آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوتے
اور آپ کی تعریف کرنے لگے تو آپ نے
فرمایا کہ خدا چاہے تو میں اس کو غنیمت سمجھوں گا کہ
قیامت کے دن برابر پر چھوٹ جاؤں۔ حضرت
ابن عباس نے آپ سے ان کی [illegible] کا
ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں اس
قابل نہیں۔ یہ محض آپ کا حسن ظن ہے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی دوسرے
حاضرین کی تائید فرمائی تو آپ نے جواب
دیا کہ اور تو کچھ نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت جو میرے دل میں ہے اس کی وجہ سے
نجات کی امید ہے۔
ایک دفعہ خطبہ کے لئے آپ منبر پر
رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ صاحبو!
ایک وقت وہ تھا کہ میں لوگوں کو میٹھا
پانی بھر بھر کر دیا کرتا تھا۔ اس قدر کہہ کر
آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔ لوگوں
نے پوچھا کہ امیر المومنین اس قدر بیان
کے لئے آپ منبر پر تشریف لے گئے تھے۔
آپ نے فرمایا کہ در اصل میرے دل میں
کچھ تکبر آ گیا تھا اس کا علاج ہو گیا اس
لئے اور کچھ ذکر نہ کیا۔
حضرت انس بن مالک روایت کرتے
ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک باغ میں حضرت
عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے
[illegible] اپنی حیثیت کو نہ بھول جانا [illegible]
عمر تیرے لئے [illegible] خدا کا
غضب تجھ کو نہیں چھوڑے گا۔
عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت
ہے کہ ایک دن حضرت عمر نے زمین پر سے
ایک تنکا اٹھایا اور فرمانے لگے اے
کاش میں تنکا ہی ہوتا۔ اے کاش مجھے
میری ماں نہ جنتی۔
آپ کو اپنی تعریف سخت ناپسند
تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے
سامنے آپ کی تعریف کی آپ نے فرمایا
تو کیوں مجھے ہلاک کرتا ہے۔ آپ خود
اپنے عیب لوگوں سے پوچھتے اور
بتانے والوں کا شکریہ ادا کرتے۔
جن دنوں میں جنگ قادسیہ ہو رہی تھی
آپ اس کے نتائج کا بڑی تشویش سے
انتظار فرماتے تھے اور جنگ کی اطلاعات
کے لئے بے چین رہتے۔ بلکہ ان دنوں
میں آپ کا معمول یہ ہو گیا تھا کہ صبح ہی
مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے
اور دوپہر تک ہر آنے جانے والے

سے جنگ کے حالات دریافت فرماتے
ایک روز آپ نے ایک شخص کو مدینہ
کی طرف آتے دیکھا آپ نے اس
سے پوچھا کدھر سے آتے ہو۔ اس نے
کہا کہ حضرت سعد کی طرف سے امیر المومنین
کی خدمت میں فتح ایران کی خبر پہنچانے
کے لئے آیا ہوں۔ آپ اس کے ہمراہ
ہو لئے اور پیدل ہی اس کے ساتھ
اس کی رکاب تھامے دوڑتے چلے
آئے اور اس سے حالات
دریافت کرتے رہے حتیٰ کہ مدینہ میں
داخل ہو گئے۔ یہاں پہنچ کر لوگوں نے
امیر المومنین امیر المومنین کہہ کر آپ کو السلام علیکم
کہا۔ جب سوار کو معلوم ہوا کہ آپ ہی
امیر المومنین ہیں جو میرے اونٹ کے
ساتھ ساتھ دوڑتے آتے ہیں تو وہ
بہت نادم ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ پہلے
ہی مجھے بتا دیتے تو مجھ سے گستاخی کا
ارتکاب نہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ
نہیں۔ اصل مقصود تو جنگ کے حالات
معلوم کرنا تھا۔
مدینہ پہنچ کر آپ نے تمام کو جمع کر کے
ایران کی فتح کا مژدہ فرحت فزا سنایا
اور ایک نہایت موثر تقریر فرمائی جس کے
آخری الفاظ یہ تھے۔
مسلمانو! میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں
کہ تم کو اپنا غلام بناؤں۔ میں تو خود تمہاری
طرح خدا کا غلام ہوں۔ ہاں خلافت کا
بار میرے سر پر ڈالا گیا ہے جس کا بوجھ
مجھے اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر میں ایسی خدمت
کروں کہ تم اپنے گھروں میں آرام کی نیند
سو سکو تو یہ میری سعادت اور میرا فرض منصبی
ہے۔ اور اگر میری یہ خواہش ہو
کہ تم میرے دروازے کی حاضری دیا کرو
تو میری بدبختی ہے کیا کام ہو سکتا ہے۔ میں
تم کو تعلیم دیتا ہوں [illegible] مگر محض الفاظ
سے نہیں بلکہ عملی طور پر۔

شجاعت و جرأت

مولانا شبلی مرحوم اپنی تصنیف الفاروق
میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے پہلوانی اور
کشتی کے فن میں بھی کمال پیدا کیا تھا یہاں تک
کہ عکاظ کے دنگل میں ہمیشہ کشتیاں
لڑتے تھے۔ عکاظ جبل عرفات کے
پاس مقام تھا جہاں سال کے سال اس غرض
سے میلہ لگتا تھا کہ عرب کے تمام اہل فن
جمع ہو کر اپنے کمالات کے جوہر دکھاتے
تھے اس لئے صرف وہی لوگ یہاں پیش
ہو سکتے تھے جو کسی فن میں کمال رکھتے تھے
...... حضرت عمر کی نسبت علامہ بلاذری
نے کتاب الاشراف میں بسند یہ روایت
نقل کی ہے کہ عکاظ کے دنگل میں کشتی لڑا
کرتے تھے اس سے قیاس ہو سکتا ہے
کہ حضرت عمر نے اس فن میں پورا کمال حاصل
کیا تھا۔ شہسواری کی نسبت ان کا کمال عموماً
مسلم ہے چنانچہ جاحظ نے لکھا ہے کہ وہ

گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے
اور اس طرح جم کر بیٹھتے تھے کہ جلد بدن
ہو جاتے تھے"۔
غزوۂ بدر میں حضرت عمر رائے
تدبیر جانبازی و پامردی کے لحاظ سے
ہر موقعہ پر رسول اللہ صلعم کے دست و
بازو رہے۔ عاصی بن ہشام بن مغیرہ جو
قریش کا ایک معزز سردار اور رشتہ میں
حضرت عمر کا ماموں تھا اسکو حضرت عمر نے
اپنے ہاتھ سے قتل کیا یہ بات حضرت عمر
کی خصوصیات میں شمار کی گئی ہے کہ اسلام
کے معاملہ میں قرابت اور محبت کا اثر کبھی
ان پر غالب نہیں آ سکتا تھا۔
احد اور حنین وہ غزوات ہیں کہ جن
میں بڑے بڑے جانبازوں کے پائے ثبات
میں لغزش پیدا ہو گئی تھی لیکن حضرت عمر
ان چند بہادروں میں سے تھے جنہوں نے
آخر وقت تک ثابت قدمی کا جوہر دکھایا۔
غزوہ احد میں وہ حضور رسول اللہ کے پاس
تھے اور حنین میں میدان میں ہی نہ تھے بلکہ
کچھ لوگوں کو لئے ہوئے کھڑے تھے
یہ وہ نازک موقع تھا جب رسول اللہ کے
علاوہ میدان میں کوئی نظر نہ آتا تھا۔
(سیر الصحابہ)
صاحب سیر الصحابہ لکھتے ہیں کہ آپ
انتہا درجہ کے جری تھے۔ ہشام بن
حکیم ایک صحابی تھے۔ وہ نماز سورہ فرقان
قرأت مشہورہ کے خلاف پڑھتے تھے
حضرت عمرؓ نے سنا تو ضبط نہ ہو سکا۔ خود
فرماتے ہیں:۔
فکدت اساورہ فی الصلوٰۃ
ہوتے جا کہ ان پر نماز میں حملہ کر دوں
لیکن پھر رک گئے۔ جب فارغ ہوتے
تو چادر ان کے گلے میں ڈال کر گھسیٹا
اور اسی ہیئت سے آنحضرت صلعم کے پاس
لے گئے۔ حضرت ابو موسیٰ نے جب
استیذان کی حدیث بیان کی تو حضرت عمر
نے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ سزا دونگا۔

غیر مسلم اقوام سے حسن سلوک

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذمی یا غیر مسلم
اقوام سے نہایت اعلیٰ سلوک روا رکھا تھا
ان کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت
کی اور ان کی حفاظت کا کما حقہ انتظام
کیا اور ہر قسم کی مراعات سے ان کو نوازا
اس کی شہادت معاہدہ بیت المقدس سے
جو عیسائیوں کو آپ نے لکھ کر دیا ملتی ہے
اور جو ذیل میں ہے۔
" یہ وہ امان ہے جو خدا کے بندے
امیر المومنین عمر نے ایلیا والوں کو لکھ کر
دیا۔ ان کا جان و مال، گرجا، صلیب
تندرست بیمار اور ان کے سب ہم مذہبوں
کے لئے امان ہے۔ ان کے گرجوں میں
کوئی غیر عیسائی قدم نہیں رکھ سکتا نہ سکونت
کر سکتا ہے۔ وہ مسمار نہیں کئے جائیں
گے بلکہ ان کے احاطوں کو بھی کوئی نقصان

(باقی بر صفحہ ...)

پیغام صلح

جلد ۴۳ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲۳ر محرم الحرام ۱۳۷۶ھ | نمبر ۵۱

پیغام صلح کی چوالیسویں جلد کا آخری پرچہ

گذارش احوال واقعی

پیغام صلح کی چوالیسویں جلد کا یہ آخری پرچہ ہے۔ اس موقعہ پر ضروری معلوم دیتا ہے کہ اس مذکورہ جلد کے مضامین اور تدوین کے متعلق چند سطور لکھی جائیں۔

سال ۱۹۵۶ء کی ابتدا میں انجمن نے خاکسار مدیر پیغام صلح کو اخبار کے مضامین کے متعلق چند ہدایات دی تھیں کہ ان کے مطابق پرچہ کو ایڈٹ کیا جائے وہ ہدایات اور پروگرام درج ذیل ہے:-

(الف) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات مکتوبات اور تحریکات۔

(ب) تاریخ اسلام کے متعلق مضامین کا سلسلہ

(ج) آنحضرت صلعم کی احادیث اور حضرت امام وقت کے ملفوظات

(د) مذہبی اور علمی مسائل پر علماء سلسلہ احمدیہ کے مضامین۔

(س) مقالات افتتاحیہ

(ص) اخبار احمدیہ ــــ عام دلچسپی کی خبریں اقتباسات اور نوٹ۔

اس سال پیغام صلح کے ہر پرچہ کی تدوین میں انجمن کی ہدایات اور پروگرام کو مدنظر رکھا گیا ــــ سارے سال میں کل ۵۱ پرچے شائع ہوئے جن میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۴۶ خطبات اور مکتوبات شائع ہوئے سوائے دو تین خطبات کے باقی سب خطبات خاکسار مدیر پیغام صلح نے نوٹ کئے صاف کئے اور شائع کئے - ۴۸ بلند پایہ تاریخی مضامین شائع کئے جن میں سے بیشتر مضامین محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب نے بڑی محنت سے لکھے اور مرتب کئے اور اب ایک سلسلہ حضرت فاروق اعظم رضہ کے شمائل و خصائل پر مکرم مولینا مرتضیٰ خان صاحب کی طرف سے شائع ہو رہا ہے - ۴۸ مقالات افتتاحیہ اور دوسرے مضامین خود مدیر پیغام صلح نے لکھے ــــ آنحضرت صلعم کی احادیث اور حضرت امام وقت کے ملفوظات بڑی احتیاط اور محنت سے انتخاب کر کے قریباً ہر پرچے میں شائع کئے گئے احادیث کو محترم شیخ غلام قادر صاحب نے ترتیب دیا مذہبی اور علمی مسائل پر محترم مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور مولانا عمر الدین صاحب شملوی نے مضامین لکھے مولانا عبد الحق صاحب کے مضامین بہائیت اور بابیت کے متعلق تحقیقی اور بلند پایہ تھے ــــ قریباً ہر پرچہ میں اخبار احمدیہ عام دلچسپی کی خبریں اقتباسات اور نوٹ خود مدیر پیغام صلح نے مرتب کئے۔

ان مضامین کے علاوہ تبلیغی رپورٹیں مرکزی تحریکات اور دوسرے مختلف عنوانات پر بھی مضامین شائع ہوتے رہے -

ان کوائف کو پیش کرنے کی غرض صرف یہ ہے کہ نہایت اختصار کیساتھ ان مضامین کا خاکہ پیش کیا جائے جو اس سال پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے اور اس ضمن میں ان دوستوں اور بزرگوں کا شکریہ ادا کیا جائے جنہوں نے بڑی محنت اور کاوش کیساتھ پیغام صلح کیلئے مضامین لکھے اور انجمن کے قائم کردہ معیار کے مطابق پرچہ ایڈٹ کرنے میں خاکسار مدیر پیغام صلح کی مدد کی اس ضمن میں ان دوستوں کا شکریہ ادا نہ کرنا شاید بہت بڑی بے انصافی ہوگی جنہوں نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کمال مہربانی کیساتھ پیغام صلح میں تنوع پیدا کرنے کیلئے ایک پوسٹر کا اظہار فرمایا تو کاش ان دوستوں کی لسانی ہمدردی کا عملی ثبوت دل ہو سکتا اور اگر ان کی لسانی ہمدردی میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا اگر وہ دوست پیغام صلح کی کچھ قلمی مدد بھی فرماتے کیونکہ انکی تنقید ہی ہوتی ہے جس میں تعمیری اور عملی پہلو نمایاں ہوں ۔ امید ہے وہ دوست پیغام صلح کی آئندہ جلد میں اس کی تلافی کر کے شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

حضرت میاں شیخ مولا بخش صاحب وفات پا گئے

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت حزن و ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ حضرت میاں شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب مرحوم جماعت احمدیہ لاہور کے مقتدر بزرگوں میں تھے آپ میں وہ اخلاقی اور روحانی اوصاف کامل طور پر موجود تھے جو حضرت امام وقت کے فیضان سے آپ کے متبعین میں پیدا ہوئے آپ کی وفات سے جماعت احمدیہ لاہور میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا بظاہر مشکل نظر آتا ہے ــــ ہمیں اس صدمہ میں محترم شیخ مولا بخش صاحب مرحوم کے صاحبزادگان اور تمام افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔ سب احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔

بیرونی جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ شیخ صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

پیغام صلح کا آئندہ پرچہ کب شائع ہوگا

جلسہ سالانہ کی وجہ سے ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۶ء کا پرچہ ناغہ کیا جائیگا اس لئے موجودہ پرچہ پیغام صلح کی چوالیسویں جلد کا آخری پرچہ ہے پینتالیسویں جلد کا پہلا پرچہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲ر جنوری ۱۹۵۷ء کو شائع ہوگا خریداران پیغام صلح مطلع رہیں۔

جلسہ فنڈ

جلسہ فنڈ کی طرف احباب سلسلہ کو متعدد مرتبہ توجہ دلائی جا چکی ہے اب پھر گذارش کی جاتی ہے کہ دوست جلسہ فنڈ کی ادائیگی جلد فرمائیں جن دوستوں کی خدمت میں جلسہ فنڈ کے متعلق دفتر تحصیل سے اپیل بھیجی گئی ہے وہ ازراہ مہربانی جلد اس فنڈ کو ادا کریں تا کہ کارپردازان جلسہ کو اشیاء کی خرید و فروخت میں آسانی ہو۔ امید ہے جماعت کے احباب اس طرف جلد توجہ مبذول فرمائیں گے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لانیوالے دوستوں کی خدمت میں ضروری گذارش

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات احباب سلسلہ نے پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ حضرت صاحب نے اس جلسہ سالانہ میں شمولیت کو کتنی اہمیت دی ہے جلسہ میں شمولیت کے بعد یہ مقاصد اسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں جب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لانے والے دوست جلسہ کے اوقات کی پابندی کو ملحوظ رکھیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور علماء سلسلہ کی تقاریر کو غور سے سنیں - وقت پر جلسہ گاہ میں پہنچیں اور عین وقت پر نماز ادا کریں اگر باہر سے آنے والے دوست اوقات کی پابندی کا خیال رکھیں گے تو وہ اس موقعہ سے پوری طرح مستفید ہو سکیں گے اور حضرت مسیح موعود کے فرمودہ مقاصد جلسہ سالانہ بھی اسی صورت میں پورے ہو سکیں گے۔

بستر ساتھ لائیں

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو دوست باہر سے تشریف لاتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ موسم سرما کا بستر اپنے ہمراہ لائیں کارکنان جلسہ کے لئے بستر مہیا کرنا بہت مشکل ہے امید ہے ان کی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے احباب اپنے سرمائی بستر ضرور ہمراہ لائیں گے -

بقایاجات کی ادائیگی

بیرونی جماعتوں کے جن دوستوں کے ذمہ اس سال کے چندوں کے بقایاجات چلے آتے ہیں وہ ازراہ مہربانی ان بقایاجات کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ضرور صاف کر دیں۔

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں -

ــــ مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب خلف الرشید حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے برلن مسجد کی مرمت کے لئے ۵۰۰۱/- روپیہ کا وعدہ فرمایا تھا - احباب سلسلہ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ خواجہ صاحب مکرم نے یہ گرانقدر عطیہ ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق دے -

دو پرمسرت تقریبات (ا) جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ مورخہ ۱۴ر دسمبر کو میاں عبد الشکور صاحب ہیڈ کلرک انجمن کے صاحبزادہ صلاح الدین کا نکاح زاہدہ بنت مستری غلام محمد صاحب انچارج پریس لاہور کے ساتھ حضرت مولینا صدر الدین صاحب نے ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا اور مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۶ء کو میاں عبد الشکور صاحب نے احباب سلسلہ اور غیر از جماعت احباب کو دعوت ولیمہ دی۔

(ب) اسی طرح دونوں رضیہ بیگم بنت میاں عبد الرشید صاحب ہیڈ کلرک انجمن کا نکاح شیخ بشیر احمد صاحب ولد شیخ دین محمد صاحب سے پانچسو روپیہ حق مہر پر ہوا تھا مورخہ ۱۵ر دسمبر کو رضیہ بیگم کی تقریب رخصتی تھی - ان دو پرمسرت تقریبات میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - حضرت مولینا صدر الدین صاحب

حضرت مولینا عزیز بخش صاحب محترم مولینا یعقوب خاں صاحب - محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری - محترم میاں غلام رسول صاحب تمیم رشین جنگ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب محترم ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب مکرم خواجہ عبد الغنی صاحب اور جماعت کے دوسرے دوستوں اور بزرگوں نے بھی شمولیت فرمائی - احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

گمشدہ کی تلاش ہمارے دوست سید سلطان علی صاحب قاضی محلہ صدر بازار لاہور کی ۹ سالہ بچی جس کا نام طیبہ ہے مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۵۶ء سے لاپتہ ہے بچی کا رنگ گندمی اور دائیں ہاتھ پر زخم کا نشان ہے جس صاحب کو یہ بچی ملے وہ مذکورہ پتہ پر پہنچا دے ــــ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خیریت سے بچی کو اپنے والدین تک پہنچائے۔

سپاس تعزیت محترم ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انکی صاحبزادی کی وفات پر احباب سلسلہ کی طرف سے متعدد تعزیتی خطوط انہیں موصول ہوئے ہیں جن کا علیحدہ علیحدہ جواب دینا مشکل ہے سید صاحب محترم اخبار کے ذریعہ سے ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس سانحہ ارتحال پر ان کے غم میں

آنحضرت صلعم کے قلب مبارک کی دو کیفیات اور مکہ معظمہ کے دو مناظر

جماعت احمدیہ لاہور کی بنیاد کن حالات میں رکھی گئی

خدا تعالیٰ کی نصرت کے نظارے ہم نے بھی دیکھے ہیں

نام سے کچھ نہیں بنتا کام کر کے دکھاؤ

جلسہ سالانہ کے متعلق ضروری اپیل

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور مؤرخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۶۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

دو کیفیات جب یہ کلمات الحمد للہ رب العالمین حضرت نبی کریم صلعم کو سکھائے گئے تو اس وقت ان کلمات کو دہراتے وقت آپ کے دل کی اگر ایک کیفیت ہوگی تو اس زمانہ میں جب آپ نے سارے ملک عرب کو اسلام میں گروہ در گروہ داخل ہوتے دیکھ لیا اور خدا تعالیٰ کی روحانی ربوبیت کے وعدے پورے ہو گئے تو یقیناً اس وقت ان کلمات کو دہراتے ہوئے ایک دوسری کیفیت بھی آپ کے قلب مبارک میں پیدا ہوئی ہوگی۔ انبیاء کا ایمان بڑا زبردست ہوتا ہے اور فی الحقیقت اللہ تعالیٰ مومنوں سے یہی چاہتا ہے کہ ان کا ایمان بھی خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ہی ہو جیسا رسولوں کا ایمان تھا امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون ۔ رسول اس پر ایمان لاتا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔

لوگوں کے پیچھے آنحضرت صلعم کا غم لیکن اس وقت جب آپ کو اس مقام پر کھڑا کیا گیا کہ آپ مخلوق خدا کی اصلاح کریں اور لوگوں کو خدا کے آگے جھکائیں۔ لوگوں کے لئے آپ کے دل میں بڑا غم تھا کہ یہ انسان جن کو خدا تعالیٰ نے اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ وہ اس قدر ذلیل ہو گئے ہیں اس قدر گر گئے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے اس درد و اضطراب کا نقشہ قرآن مجید میں کھینچا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کر دیگا کہ یہ ایمان نہیں لاتے ۔ اور ہمارے حضرت نے بھی آپ کے اس درد کے نقشہ کو اپنے اشعار میں بیان فرمایا ہے ؎

من نمیدانم چہ دردے بود اندر دل او
کاندراں غارے درآورد آں چنیں دلفگار

کیا درد آپ کے دل میں تھا کہ آپ غاروں میں جا جا کر خدا سے دعائیں مانگتے تھے کہ خدا کی مخلوق کی اصلاح ہو جائے۔

مکہ معظمہ کے دو مناظر تو اس وقت جب الحمد للہ رب العالمین آپ کے منہ سے نکلتا تھا تو آپ کے قلب مبارک کی کیفیت یہ ہوتی ہوگی کہ اگر خدا نے مجھے اپنی مخلوق کی روحانی ربوبیت کے لئے کھڑا کیا ہے تو وہ یقیناً مجھے کامیاب کریگا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی آنے والی ربوبیت پر ایمان تھا۔ لیکن جب وہ وقت آگیا اور آپ کے سامنے ایک ملک کا ملک اللہ تعالیٰ کے دروازے پر جھک گیا تو اس وقت بھی آپ کے منہ سے الحمد للہ رب العالمین کے الفاظ نکلتے تھے ۔ مگر یہ خوشی کی کیفیت تھی کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے کئے تھے وہ آج پورے ہوئے وہ مکہ معظمہ کا میدان جہاں آپ نے مخالفین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائی تھیں ظلم برداشت کئے تھے کہ اسی میدان میں اپنی دو آنکھوں سے پیشتر سارے ملک عرب کو خدا کے آگے جھکتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ میدان پر دو مرتبہ زبان حال سے بتا رہا تھا کہ خدا نے واقعی اپنے بندوں کی روحانی ربوبیت فرمائی صحابہ کرام کو کیسی بڑی لذت آتی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے وعدوں کو پورا فرمایا۔

خدا کی روحانی ربوبیت پر پختہ ایمان اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم جب کبھی الحمد للہ رب العالمین پڑھیں تو اس وقت ایک طرف جہاں ہمارا ایمان اس بات پر ہو کہ ہمارا یہ پختہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے ضلالت اور گمراہی میں گری ہوئی دنیا کی روحانی ربوبیت فرمانے والا ہے دوسری طرف اس بات پر بھی مضبوط ایمان ہو کہ وہ جس طرح پہلے اپنے وعدوں کو پورا کرتا رہا ہے آج بھی اپنے وعدوں کو پورا کریگا اور اقوام عالم خدا تعالیٰ کی روحانی ربوبیت سے ضرور فائدہ اٹھائیں گی اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدا اپنی مخلوق کو فسق و فجور سے نکال کر اپنے دروازے پر جھکائے گا اور ہمیں اس بات سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی مخلوق کی ربوبیت فرماتا رہا ہے۔

حضرت امام زماں نے بھی اسلام کی ترقی کا منظر دیکھا بالخصوص انسان جب اپنی حالت پر غور کرتا ہے تو اس وقت جس قدر سرور کی کیفیت اس کے دل پر وارد ہوتی ہے وہ شاید دوسروں کی حالت اور پہلے اقوات کو دیکھ کر پیدا نہیں ہو سکتی ۔ ہمارے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اور وہ مرد خدا کہتا تھا کہ مجھے اس لئے کھڑا کیا گیا ہے کہ میں دنیا کو اسلام کا نور دکھلاؤں۔ محمد رسول اللہ صلعم کے نورانی چہرے کو لوگوں پر ظاہر کروں ساری دنیا اس شخص کی مخالف تھی کوئی اس کی بات سننے کے لئے تیار نہ تھا مگر خدا نے آپ کی ایک جماعت کو آہستہ آہستہ آپ کے ساتھ کر دیا اور آپ نے اپنی زندگی میں بعض نظارے دیکھ لئے کہ کس طرح اسلام کا قدم آگے بڑھ رہا ہے۔

سلسلہ احمدیہ کے اختلاف پر مولانا ابوالکلام کا ریمارک اختلاف کے بعد خود جماعت احمدیہ لاہور کی روحانی ربوبیت کے نظارے بھی ہم نے دیکھے ہیں۔ وہ لوگ جو آج اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں شاید انہیں معلوم نہ ہو کہ اس جماعت کی حالت آج سے تینتیس سال پیشتر کیا تھی ۔ چند نفوس تھے جنہوں نے یہ بات دیکھ کر کہ اس مقام پر جہاں خدا کا ایک مامور کھڑا ہوا تھا وہاں غلط عقاید کی ترویج ہونے لگی ہے لاہور میں ایک جماعت کی بنیاد رکھی ۔ مولانا ابوالکلام آزاد جو آج کل ایک دوسری انتہا پر پہنچ گئے ہیں اس زمانہ میں ان کے دل میں بھی اسلام کا درد تھا ۔ انہوں نے اپنے اخبار میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ یہ واقعہ کہ چند لوگ مسلمانوں کی تکفیر کے عقیدہ سے بیزار ہو کر علیحدہ ہوتے ہیں تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں لکھا جانے کے قابل ہے ۔ صرف چند آدمی تھے ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی نہ کوئی روپیہ تھا نہ مکان تھا نہ دفتر تھا نہ مبلغ تھے ۔ صرف چند آدمی تھے جو اس خیال کے لئے اکٹھے ہوئے کہ جس طرح بھی ہوگا خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچائیں گے ایک ایسے مقام پر کہ ہم نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جہاں ہم کو کوئی پوچھنے والا نہ تھا ۔ مخالفت ہماری اسی طرح تھی جس طرح حضرت صاحب کے زمانہ میں خود آپ کی مخالفت تھی بلکہ خود حضرت صاحب کے پیروؤں کا ایک زبردست گروہ ہمارا مخالف تھا اور وہ اس انتظار میں رہتا تھا کہ کب ہماری جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں مگر خدا کی قدرت کے نظارے کو دیکھو کہ آج یہ جماعت اپنے پاؤں پر کھڑی ہے اقوام عالم میں اس کا نام اور لٹریچر پہنچ چکا ہے۔ وہ خدمت جو اس جماعت نے اسلام کی کی ہے اس کی توفیق کسی اور جماعت کو نہیں ملی اور اس جماعت کے لٹریچر کو پڑھ کر لوگوں کے مونہوں سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ اس لٹریچر کے پڑھنے کے بعد یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسلام کی صحیح تصویر دنیا میں پیش نہیں کی گئی۔ آپ کو بھی الحمد للہ رب العالمین کے الفاظ کہتے ہوئے اس موقعہ پر حظ اٹھانا چاہیئے کہ اس نے ہمیں کس بیکسی کے مقام سے اٹھا کر کس قوت کے مقام پر پہنچایا۔ لیکن جہاں اس بات پر آپ کے دلوں میں ایک سرور پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتنا احسان کیا ہے وہاں یہ عزم بھی پیدا ہونا چاہیئے کہ ہم خدا تعالیٰ کے راستہ میں اپنی پوری قوت کو صرف کریں۔

خدا تعالیٰ کا احسان اور ہماری خوشی میں نے چند دن ہوئے اپنے دوستوں کے نام جلسہ سالانہ کے متعلق ایک دعوتی خط لکھا تھا جس میں میں نے بتایا تھا کہ وہ جماعت جس نے آج سے ۳۳ سال پیشتر ۷ ہزار روپیہ کی آمد سے کام شروع کیا تھا آج وہ پانچ لاکھ روپیہ کی آمد و خرچ سے کام کر رہی ہے۔ یہ خدا کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ جہاں ہمیں اس بات پر خوشی ہونی چاہیئے کہ اس جماعت کو خدا نے کتنی ترقی دی وہاں الحمد للہ رب العالمین کہتے وقت ہمارے دل اس خوشی سے بھی بھرپور ہونے چاہئیں کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو صرف ترقی ہی نہیں دی بلکہ اس جماعت سے وہ کام لیا جس کو ملحوظ رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے مخلوق خدا کو ہدایت نصیب ہو۔ اس چھوٹی سی جماعت کے ذریعہ سے یورپ کے لاکھوں انسانوں کا اسلام کے متعلق نقطہ نگاہ بدل گیا اور ہمیں صرف خوشی پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس جماعت کی روحانی ربوبیت فرمائی اور اس کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کی روحانی ربوبیت فرمائی بلکہ ہمیں اس کام پر پہلے سے بھی بڑھ کر اپنا زور صرف کرنا چاہیئے۔

کام کر کے دکھاؤ خوب یاد رکھو دنیا میں جہاں جماعتیں بنتی ہیں تو ان جماعتوں کے افراد میں بعض کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اور ان کمزوریوں سے لوگوں کو گھبرانا نہیں چاہیئے خود حضرت صاحب نے جماعت کے متعلق لکھا ہے کہ ابھی جماعت کی حالت تزکیہ نفس کے لحاظ سے ایسی نہیں کہ میں اس پر مطمئن ہو جاؤں۔ وہ نمونہ جو صحابہ کرام نے دکھایا وہ نمونہ پیدا ہونا مجھے بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ خدا تو ہر چیز پر قادر ہے لیکن صحابہ کا رنگ اس کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ خواہ ہم اپنے آپ کو صحابہ کہہ لیں لیکن نام رکھنے سے کچھ نہیں بنتا۔ کام کر کے دکھاؤ۔ نام تمہارا لوگ رکھیں گے خدا تمہارا نام رکھے گا۔ اس وقت اگر تم کہو کہ ہم نے یہ بڑا کام کر لیا ہے تو یہ صحیح نہیں اسکو

آنے والی نسلوں پر چھوڑ دو۔ ہاں تحدیث بالنعمت کے طور پر اس کا ذکر ضرور کرو مگر اس کام میں فلاں نے کیا کیا یا فلاں نے کیا نہیں کیا اسے چھوڑ دو خدا تعالےٰ جس طرح چاہے گا تو لوگوں کو پتہ چل جائیگا کہ کس شخص نے کیا کام کیا ہے ہم پر صرف یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس کام کو پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ کریں۔

لوگوں کو اس جلسہ میں شریک کرو اس کے علاوہ میں جلسہ سالانہ کے متعلق پہلے دوستوں کو توجہ دلا چکا ہوں اور پھر توجہ دلاتا ہوں کہ سب دوست ایک دوسرے کو جانے کی ترغیب دیں اور ہر بڑی سے بڑی جماعت سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب شامل ہوں اس کے علاوہ ہم میں سے ہر ایک فرد اپنی جگہ کوشش کرے کہ اس کے حلقہ اثر میں سے کم از کم تین چار آدمی اس جلسہ سالانہ میں ضرور شرکت کریں جو شخص آپ میں سے یہ کام کرے گا اس کے متعلق میں سمجھونگا کہ اس نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ لوگوں کو دعوت دو اور انہیں اس جلسہ میں شریک کرو تا کہ انہیں معلوم ہو کہ ہم اسلام کی تصویر کو کس طرح دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس ضمن میں ایک اور بات میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بن کر اپنا پروگرام اور لٹریچر لے جاؤ اور لوگوں کے گھروں پر پہنچو مسلمان ایک جمود کی حالت میں ہیں ان کو اس طرف متوجہ کرو ان کے جمود کو توڑنے کے لئے جماعت کی زبردست حرکت کی ضرورت ہے۔ لوگوں کے پاس وفد کی صورت میں پہنچو اور ان کو بتاؤ کہ تمہارے شہر کے اندر ایک یہ نظارہ بھی ہے اسے چل کر دیکھو کس طرح خدا کا نام دنیا میں بلند ہو رہا ہے اور ایک جماعت کس طرح ایثار اور خلوص کے ساتھ خدا تعالےٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچا رہی ہے۔ اگر یہ لوگ ایک دفعہ یہاں جمع ہو جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ان میں سے پچاس فیصدی اچھا اثر لیکر جائیں گے اور اس اثر کو وہ کبھی فراموش نہ کر سکیں گے۔

نقصوں کی طرف نہ دیکھو اس بات کی طرف نہ دیکھو کہ اس جماعت میں فلاں نقص ہے اور فلاں نقص ہے اور فلاں نقص ہے۔ نقصوں کو مت گنا کرو جماعت کی خدمات کی طرف دیکھو۔ اس جماعت کی کمزوریوں کو ایک طرف رکھو اور اس کی خدمات کو دوسری طرف رکھو تو تم یقیناً اس جماعت کی خدمات کو اس کی کمزوریوں سے بڑھکر پاؤ گے جن لوگوں نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے ہیں ان میں یقیناً کمزوریاں بھی تھیں، مسٹر محمد علی جناح جنہوں نے اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اتنا بڑا کام کیا ہے مجھے حیرت ہوتی ہے کہ لوگ ان کی کمزوریوں کو گنتے ہیں لیکن ان کی خدمات پر غور نہیں کرتے آپ بھی چھوٹی چھوٹی باتوں کو نہ دیکھیں بلکہ اس جماعت نے جو کام کئے ہیں اس کی طرف دیکھیں۔ ان کمزوریوں کی اصلاح کی کوشش کریں لیکن ان کا ذکر کرنا چھوڑ دیں۔

اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ آپ ہر وقت اس کی کمزوریوں کو شمار کرتے رہیں۔ خدا تعالےٰ نے جو غیبت سے منع فرمایا ہے تو یہ اس لئے فرمایا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے اس کا تو کچھ نہیں بگڑ جاتا بلکہ غیبت کرنے والے کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں تم بھی اس جماعت کی کمزوریوں کی طرف نہ دیکھو بلکہ اس کے کاموں کی طرف غور کرو جو اس نے کئے ہیں۔

درخواست کا اعادہ میں اپنی درخواست کو پھر دہراتا ہوں مردوں سے بھی اور خواتین سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ یہ ان کے لئے تبلیغ کا اچھا موقعہ ہے وہ کوشش کریں اور جیب سے کچھ خرچ کر کے بھی لوگوں کو یہاں لائیں اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں شاید لوگوں کو آپ کی اس کوشش سے ہدایت مل جائے جہاں آپ خود اس سالانہ جلسہ میں شامل ہوں وہاں کوشش کریں کہ دوسروں کو بھی لائیں۔ یہ تمہارا اپنا کام ہے اس میں تمہاری اور دنیا کی بہتری ہے یہ وہ کام ہے جس کی کرنے والی اس وقت دنیا میں اس جماعت کے علاوہ اور کوئی جماعت نہیں یہاں تک کہ وہ جماعتیں بھی جن کا دعوےٰ ہے کہ بعض نے یہ کیا اور وہ کیا ان سے بھی خدمت اسلام کا وہ کام نہیں ہو سکا جو تم نے کر دکھایا ہے اپنے اس کام کو دیکھو اور اپنے مقام کو سمجھو اور کوشش کرو کہ اس کام میں اور ترقی ہو یہ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری ہوگی اور خدا کا وعدہ ہے کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو وہ اور بھی زیادہ دے گا لئن شکرتم لازیدنکم۔

(بقیہ صٹ)

نہیں پہنچایا جائے گا۔ ان کی صلیبوں اور مال میں کوئی کمی نہیں کرےگا۔ مذہب کے بارہ میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔ نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ یہودی ان کے ساتھ ایلیا میں نہیں رہنے پائیں گے۔ ایلیا والے اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں کو اپنے ہاں سے نکال دیں۔ ہم یونانیوں کی جان و مال کے بھی محافظ ہیں۔ جب تک کہ وہ ایسی جائے پناہ میں نہ پہنچ جائیں جو ان کے اطمینان کے مطابق ہو۔ اگر یونانی جزیہ دے کر ایلیا میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں ہم ان کو بھی امن دیتے ہیں۔ اگر ایلیا والوں میں سے کوئی جان و مال بچا لے کر جانا چاہے تو شوق سے جاوے۔ ہم مزاحم نہ ہوں گے۔ چلے جانے والوں کے گرجوں اور صلیبوں میں امن ہے یہاں تک وہ اپنی جائے پناہ میں پہنچ جائیں۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے ذمہ دار خدا اور خلفا اور مسلمان ہیں بشرطیکہ تم سب لوگ جزیہ ادا کرتے رہو۔ خالد بن ولید۔ عمرو بن العاص عبدالرحمن بن عوف۔ معاویہ ابن ابی سفیان کی گواہیاں اس تحریر پر کرا دی گئیں۔

مورخہ ۱۵ھ (شمس التواریخ)

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک مسلمان نے حیرہ کے ایک عیسائی کو قتل کر ڈالا۔ حضرت عمر نے بلا تامل لکھ بھیجا کہ قاتل کی گردن پکڑ کر مقتول کے وارث کو جس کا نام حنین تھا دیدو۔ اس کا اختیار ہے جو چاہے کرے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حنین نے اس مسلمان کو مار ڈالا۔

غیر قوموں کی زمینیں اور جائدادیں ان کے قبضہ میں اسی طرح رہیں جس طرح فتح سے پہلے تھیں مسلمانوں کو قطعاً ممانعت تھی کہ وہ ذمیوں کی جائدادیں خریدیں۔ مالیہ نہایت ہلکا اور نرم تجویز کیا گیا تھا۔ جو افسر پیمائش پر مقرر کئے گئے تھے ان کو سخت ہدایت تھی کہ وہ تشخیص جمع میں نرمی کا پہلو مدنظر رکھیں سختی سے ہرگز کام نہ لیں۔ انتظامات ملکی میں ذمیوں سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ عراق کے بندوبست کے وقت رئیسان عجم مدینہ بلائے گئے اور ان کے مشورہ اور رائے سے مالیہ مقرر کیا گیا مصر کا بندوبست بھی مقوقس کی رائے سے کیا گیا۔

زیاد بن حدیر عراق میں دہ یکی کی تحصیل پر مامور تھے۔ انھوں نے ایک عیسائی کے گھوڑے کی قیمت بیس ہزار قرار دیکر محصول طلب کیا۔ اس نے کہا گھوڑا آپ رکھ لیجئے اور ۱۹ ہزار مجھ کو عنایت کیجئے دوبارہ وہ عیسائی ان کی سرحد سے گذرا تو اس سے پھر محصول مانگا وہ مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت عمر سے شکایت کی۔ حضرت عمر رضی نے صرف اس قدر کہا کہ تم مطمئن رہو۔ عیسائی زیاد بن حدیر کے پاس واپس پہنچا اور دل میں ارادہ کر چکا تھا کہ ایک ہزار دیکر گھوڑا واپس لے لے یہاں حضرت عمر کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا کہ سال میں دو دفعہ ایک چیز کا محصول نہیں لیا جا سکتا۔ ایک اور عیسائی کو اسی قسم کا واقعہ پیش آیا وہ عین اس وقت حضرت عمر کے پاس پہنچا جب وہ حرم میں خطبہ پڑھ رہے تھے اسی حالت میں اس نے شکایت پیش کی فرمایا دوبارہ محصول نہیں لیا جا سکتا۔ چند روز تک مکہ میں مقیم رہ ایک دن حضرت عمر کے پاس جا کر کہا کہ میں وہی ... ہوں جس نے محصول کے متعلق شکایت کی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا ہاں میں وہی حنفی (مسلمان) ہوں جس نے تمہارا کام انجام کر دیا۔ عیسائی نے دریافت کی تو حضرت عمر پہلے ہی دن زیاد کو حکم بھیج چکے تھے۔

(الفاروق حصہ دوم)

صدقات و خیرات میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں کوئی امتیاز نہیں تھا۔ بلکہ سب محتاجوں اور مساکین کو خواہ وہ کسی مذہب ملت کے ہوں بیت المال سے صدقات اور وظائف دئے جاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انما الصدقات للفقراء والمساکین یہ کوئی ایسا حکم نہیں کہ محض مسلمان فقرا اور مساکین کو دیا جائے اور دوسری اقوام کے محتاجوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ بلکہ یہ عام حکم ہے اور مسلم اور غیر مسلم جو محتاج اور مساکین ہوں وہ سب صدقات کے مستحق ہیں۔ سبحان اللہ کیا اعلیٰ تعلیم حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے دی۔ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اپنے کافر اعزہ کے ساتھ بھی آپ صلہ رحمی کا برتاؤ اور سلوک کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے ایک بار ان کو ایک حلہ عنایت کیا جس میں ریشم ملا ہوا تھا چونکہ اس کے پہننے کی ممانعت تھی حضرت عمر نے اپنے مشرک بھائی کے پاس مکہ بھجوا دیا۔

(سیر الصحابہ)

جہاں اور ضروری احکام حضرت عمر نے نافذ فرمائے۔ ایک ضروری حکم یہ بھی تھا کہ ذمیوں پر کوئی زیادتی نہ کی جائے۔ چنانچہ شام کی فتح کے بعد حضرت امین الملت ابو عبیدہ کو لکھا: "اے ابو عبیدہ! مسلمانوں کو تاکید کرتے رہنا کہ ذمیوں پر کوئی ظلم نہ کریں نہ انکو کسی طرح نقصان پہنچائیں۔ نہ ان کا مال اپنے تصرف میں لائیں۔ جو معاہدات ان سے کئے گئے ہیں ان کا پوری طرح ایفا کیا جائے"

(باقی دارد)

ضروری اعلان احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کے متعلق جو اشتہارات بھیجے جا چکے ہیں انہیں مناسب طور پر تقسیم کیا جائے۔ قادیانیوں کے متعلق ایک ہینڈبل بھی بھیجا جا رہا ہے اسے قادیانی جماعت تک پہنچا دیا جائے۔
(انچارج نشر و اشاعت)

آئمۃ العلم والہدیٰ

از محترم جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۲)

اسود } حدیث کے بڑے عالم تھے چنانچہ ابن زبیر رضؓ نے تعمیر کعبہ کے متعلق انہی سے حدیث دریافت کی تھی (بخاری کتاب العلم) ابن سعد لکھتے ہیں - لہ احادیث صالحۃ یعنی ان سے صالح حدیثیں مروی ہیں -

مسروق } فن افتاد میں قاضی شریح پر ترجیح رکھتے ہیں -

بصرہ میں عمران بن حصین رضؓ اور انس بن مالک نے علقہا کے درس قائم کر رکھے تھے - انس بن مالک رضؓ کثیر الروایۃ ہیں - جب آپ نے وفات پائی تو موق نے فرمایا - آج نصف علم جاتا رہا لوگوں کے پوچھنے پر کہا کہ جب کبھی کوئی سر پھرا حدیث کی مخالفت کرتا تو ہم کہا کرتے تھے کہ چلو تمہیں اس شخص سے ملائیں جس نے خود آنحضرت صلعم سے یہ حدیث سنی ہے آپ کے تلامذہ میں امام زہری اور ثابت بنانی کی روایتیں قابل اعتماد ہیں - ثابت بنانی کے مستند راوی حماد بن سلمہ ہیں لیکن اخیر عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا ابن عدی نے اسی بنا پر لکھا ہے کہ جب کوئی ثقہ ان سے روایت کرتا ہے تو حدیث درست ہوتی ہے -

حمص میں معاذ بن جبل کا حلقہ درس قائم تھا آپ بہت بڑے فقیہ تھے معاذ بن جبل رضؓ کی حدیثیں عبدالرحمٰن بن غنم اشعری سے مروی ہیں جو شام میں سب سے بڑے فقیہ تھے حضرت عمر رضؓ نے فقہ کی تعلیم ان کے سپرد کی تھی - شام کے تمام تابعین انہی کے شاگرد تھے -

دمشق میں ابو درداء رضؓ کا حلقہ درس تھا ان کے پیچھے اتنے طالبعلم چلتے تھے کہ شاہی جلوس کا دھوکا ہوتا تھا -

مکہ میں ابن عباس رضؓ درس دیتے تھے - تبحر علمی کی بنا پر وہ بحر العلم کہلاتے تھے -

مصر میں عبدالرحمٰن بن عمرو بن عاص مقیم تھے ابو ہریرہ رضؓ حافظ الحدیث ہونے کے باوجود ان کی علمی جلالت کے معترف تھے -

تدوین روایات } ان تمام روایات کو جو مذکورہ مراکز سے شائع ہوئیں آگے چل کر مدون کیا گیا ان روایات کی تدوین و ترتیب کے لحاظ سے علماء تین طبقوں میں منقسم ہو گئے -

مغازی } پہلا طبقہ اصحاب مغازی کا تھا - فی الحقیقت تاریخ اسلام انہی کی مرہون منت ہے - ان اصحاب نے بہت بڑی محنت اور کاوش سے روایات کو جمع کر کے قلمبند کیا اس میں شک نہیں کہ انھوں نے واقعات کے صحت و سقم کو الگ الگ کرنے میں درایت سے کام نہیں لیا الا ماشاء اللہ یہ لوگ روایات کی جمع و ترتیب سیرت کے انداز پر کرتے تھے -

آئمہ مغازی } مغازی کا سلسلہ تین اصحاب پر منتہی ہوتا ہے یعنی شرجیل بن سعد - امام زہری - اور ہشام بن عروہ -

شرجیل یا ابو سعد } یہ صاحب فن مغازی میں یکتا تھے انھوں نے زید بن ثابت رضؓ - ابو ہریرہ رضؓ - ابو سعید خدری رضؓ - ابو رافع رضؓ - حسن بن علی رضؓ - ابن عباس رضؓ - اور جابر بن عبداللہ سے روایات کی ہیں - امام مالک کے نزدیک وہ غیر ثقہ تھے - ابن عیینہ ناقابل اعتماد سمجھتے تھے - یحیٰی القطان ان سے روایت کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے - دارقطنی کے نزدیک وہ ضعیف تھے - ابن حبان ان کو ثقات میں شمار کرتے تھے - ابو سعد نے سو سال کی عمر پا کر ۱۲۳ھ میں انتقال کیا -

امام زہری } یہ اعلم العلماء کہلاتے تھے ان سے ۲۲۰۰ حدیثیں منقول ہیں جن میں ۲۰۰ غیر ثقہ راویوں سے ہیں - صالح بن کیسان آپ کے ہم سبق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کے اقوال و حالات لکھتے ہیں میں ان کے شریک کار رہا تھا لیکن صحابہ کے حالات قلمبند کرنے کے وقت میں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا -

امام زہری نے روایات جمع کرنے میں بڑی کد و کاوش کی مدینہ کی ہر مجلس میں شریک ہو کر اور فرداً فرداً ہر بوڑھے جوان سے مل کر واقعات دریافت کئے اس فن پر ان کی کتاب المغازی سب سے پہلی تصنیف ہے - آگے چل کر مؤرخین مابعد نے انہی روایات کو تاریخ و سیر کا ماخذ قرار دیا -

ابن جریر امام زہری کے شاگرد ابراہیم بن سعد کے شاگرد واسدی کے تلامذہ میں سے تھے - یعقوب بن [illegible] اور کتاب الذیل المذیل لکھیں تہذیب الآثار مکمل نہ کر سکے یہ کتب صحابہ کے حالات پر مشتمل تھیں اسی سلسلہ میں محمد بن اسحاق مغازی کے سب سے مشہور عالم ہیں اگرچہ وہ خود ثقہ تھے لیکن بعض وجوہ سے محدثین نے ان کی نسبت کلام کیا ہے

تیسرا سلسلہ } ہشام ابن عروہ کا ہے آپ حضرت عائشہ صدیقہ کے خاص شاگرد تھے یہ کثیر الروایۃ ہیں ان کی مدینہ کی روایات معتبر سمجھی جاتی ہیں لیکن عراق کی روایات میں انھوں نے تساہل سے کام لیا ہے لہٰذا امام مالک کو ان کے قبول کرنے میں تامل ہے -

واقدی } ہشام کے تلامذہ میں سے ابو معشر کے شاگرد تھے وہ بغداد کے قاضی تھے ان کا نام محمد بن عمر بن واقد اسلمی ہے محدثین نے ان کی روایات کو قبول نہیں کیا امام احمد اور امام بخاری وغیرہ انہیں متروک کہتے ہیں محدثین نے ان کو تاریخ میں غیر معتبر قرار دیا ہے ہشیم کا قول ہے "واقدی اگر سچا ہے تو دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں اور جھوٹا ہے تو تب بھی اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں امام شافعی کا قول ہے " واقدی کی تمام کتابیں سرتاپا جھوٹ ہیں " - امام نسائی کہتے ہیں " آنحضرت صلعم پر جھوٹ باندھنے والے چار آدمی مشہور و معروف ہیں مدینہ میں ابراہیم بن ابی یحییٰ بغداد میں واقدی خراسان میں مقاتل اور شام میں محمد بن سعید ابن مدینی فرماتے ہیں اس کے پاس بیس ہزار حدیثیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں " ابو داؤد کا قول ہے " وہ حدیث بناتا ہے امام شافعی کی رائے ہے کہ مدینہ میں سات آدمی سندیں وضع کیا کرتے تھے واقدی بھی انہی میں سے ہے -

ابن سعد } ابن سعد صاحب طبقات واقدی کے شاگرد اور کاتب تھے لیکن انھوں نے روایات جمع کرنے میں استاد سے نہایت زیادہ احتیاط کی ہے تمام محدثین ان کے علم و فضل فہم و صداقت کے قائل ہیں طبقات میں جو واقدی کی روایات مذکور ہیں امام احمد بن حنبل کی نظر سے گذر چکی ہیں لہٰذا قابل اعتراض نہیں -

سیر صحابہ کے متعلق روایات } چونکہ بہت سے بزرگوں کا دامن سیاست زمانہ کے ساتھ الجھا ہوا تھا ان کے متعلق جو روایات بزعم شہود پر آئیں تو ان میں جنبہ داری کا رنگ پایا گیا ایک فریق نے دوسرے فریق کے مقابلہ میں روایات وضع کیں اور وہ صحابہ جو انقلاب کے رخ رواں تھے طعن و تشنیع کا نشانہ بنے آگے چل کر اگرچہ ان موضوعات کی کثرت نے سرچشمہ نقل روایت مکدر کر دیا تاہم بالعموم کے محققین نے ان مکدرات سے اس چشمہ کو حتی المقدور پاک صاف کیا -

علماء اسلام کا دوسرا طبقہ } محدثین کرام کا تھا وہ روایات کو مسانید کے انداز پر رکھتے تھے اور ان کی جانچ پڑتال کیا کرتے تھے چنانچہ روایات صحیحہ کے ماخذ چھ بزرگ ہیں (۱)

حجاز میں امام زہری اور عمرو بن دینار (۲) بصرہ میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر (۳) کوفہ میں ابو اسحاق اور اعمش - ثقات کے علم کا ماخذ یہی بزرگ ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں مخصوص تھا امام زہری سند کے ماہر تھے - قتادہ کو علماء کے اختلافات پر عبور تھا ابو اسحاق کو حضرت علی رضؓ اور ابن مسعود رضؓ کی روایات کا زیادہ علم تھا اعمش ان سب باتوں میں کمال رکھتے تھے

قتادہ } بصرہ کے محدثین میں احادیث کا حافظ ان سے بڑھ کر کوئی پیدا نہیں ہوا ابن سیرین کہتے تھے کہ وہ احفظ الناس ہیں سفیان ثوری کا قول تھا " ان کا مثل دنیا میں کہاں ہے؟ " ان کی حدیثیں دو ہزار کے قریب ہیں انھوں نے ۱۱۸ھ میں انتقال کیا -

عمرو بن دینار } مکہ معظمہ کے مشہور حافظ الحدیث اور صاحب افتاء تھے امام شعبہ کے نزدیک وہ تمام معاصرین سے بڑھ کر تھے - ابن ابی نجیح کہتے ہیں ہمارے ہاں عمرو بن دینار سے بڑھ کر کوئی فقیہ اور عالم نہ تھا عطاء - مجاہد اور طاؤس ان کے ہم پایہ نہ تھے مسعر فرماتے تھے کہ وہ روایت حدیث میں سب سے زیادہ محتاط ہیں، سفیان بن عیینہ کا قول تھا " میں ان کی ایک حدیث کو لوگوں کی بیس حدیثوں سے بہتر سمجھتا ہوں امام زہری فرماتے تھے میں نے چند حدیثوں کا راوی اس شیخ سے بڑھ کر نہیں دیکھا ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے

ابو اسحاق سبیعی } کوفہ کے رہنے والے تھے انھوں نے تین چار سو محدثین سے حدیثیں روایت کی ہیں ان کی مرویات دو ہزار ہیں ان کے تلامذہ میں سے سفیان ثوری کی حدیثیں زیادہ صحیح ہیں -

یحییٰ بن ابی کثیر طائی المتوفی ۱۲۹ھ } بصرہ میں سکونت پذیر تھے - صحیح مسلم میں ابو امامہ باہلی اور سنن نسائی میں حضرت انس سے ان کی روایات پائی جاتی ہیں ان کی حدیثیں نہایت معتبر خیال کی جاتی ہیں امام شعبہ کا قول ہے کہ ان کی حدیث زہری سے بہتر ہوتی ہے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ وہ ابن ابی کثیر، زہری اور یحییٰ بن سعید کے ہم رتبہ ہیں تاہم جب ان میں اور زہری میں تناقض ہو تو انہی کا قول مستند مانا جائیگا - ابو حاتم کہتے ہیں " وہ امام ہیں " آپ روایت میں بڑے محتاط تھے اور اسی بنا پر ان کا شمار اکابر محدثین میں تھا - ایوب سختیانی کہتے ہیں دنیا میں اب یحییٰ کا کوئی نظیر نہیں -

اعمش } شیخ العصر اور علامۂ اسلام تھے قرآن و حدیث اور فرائض کے فن میں منفرد تھے - صداقت - عظمت اور جلالت کے لحاظ سے مصحف اور دیباچۂ خسروی کے القاب سے ملقب تھے - یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ سندوں میں سب سے بہتر سند ہے الاعمش عن ابراہیم

چندہ مرمت برلن مسجد

آمد ماہ اکتوبر ۱۹۴۶ء

تفصیل	روپے	آنے	پائی
سابقہ میزان (تا ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء)	۳۶۶۱	۸	۰
جناب شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	۱۰	۰	۰
معرفت جناب مستری یعقوب علی صاحب جموں	۲۵	۰	۰
جناب شیخ ایزد بخش صاحب وکیل پشاور	۲۰	۰	۰
جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مڈل ایسٹ	۵	۰	۰
جماعت وزیر آباد معرفت جناب شیخ عبدالعزیز صاحب	۱۵	۰	۰
جناب چوہدری فضل داد صاحب محصل	۲	۰	۰
معرفت جناب سلیم اللہ صاحب راولپنڈی	۱	۲	۰
جناب اے آر غنی صاحب	۱۲	۰	۰
خواتین احمدیہ پشاور معرفت جناب بیگم صاحبہ ایزد بخش صاحب	۲۰	۴	۰
جناب محمد خلیل احمد صاحب گجرات	۵	۰	۰
جناب ایم اے باسط صاحب کوناگڈم	۲۵۰	۰	۰
جناب عالم الدین صاحب ڈھاکہ	۵	۰	۰
جناب شیخ عبدالرحمن صاحب لاہور	۱۰	۰	۰
جناب محمد مصطفےٰ صاحب قریشی کھرکھورہ ضلع جھنگ	۱۰	۰	۰
منجانب جماعت جموں	۲	۰	۰
منجانب جماعت کھدر واہ	۵	۴	۰
میزان کل	۴۰۸۸	۱۲	۰

آمد ماہ نومبر ۱۹۴۶ء

تفصیل	روپے	آنے	پائی
سابقہ وصولی	۴۰۸۸	۱۲	۰
جناب خان محمد اسلم خاں صاحب برہ خانخیل مردان	۱۰۰	۰	۰
جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۱۰	۰	۰
احباب جماعت سیالکوٹ	۸۱	۱	۰
جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۱۰۰	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر صاحب موصوف	۲۵	۰	۰
احباب جماعت لاہور بر موقع عید الاضحیٰ	۷۶۹	۴	۰
جناب ڈاکٹر فقیر اللہ صاحب لاہور	۳۰	۰	۰
حضرت مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۱۰	۰	۰
جناب محمد اکمل خاں صاحب لاہور	۲	۸	۰
جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور	۱۰۰	۰	۰
جناب شیخ عبدالمنان صاحب لاہور	۱۰۰	۰	۰
جماعت لاہور بر موقعہ عید الاضحیٰ	۵۴	۸	۰
جناب عبدالوحید صاحب لاہور	۵۰	۰	۰
جماعت نواب شاہ سندھ معرفت حافظ عبدالرشید صاحب	۱۵	۰	۰
خواتین احمدیہ لاہور بر موقع عید الاضحیٰ	۴۹	۰	۰
جماعت بدوملی معرفت چوہدری غفور احمد صاحب مبلغ اسلام	۳۵	۱۲	۰
جناب بابو محمد خلیل احمد صاحب گجرات	۵	۰	۰
جناب قاضی سمیع اللہ خاں صاحب لاہور	۵	۰	۰
حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ	۵۰	۰	۰
جناب ناصر احمد صاحب خلف مولانا آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۱	۴	۰
جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب مدراس	۱۰۰	۰	۰
احباب جماعت مرار	۷	۸	۰
حضرت مولانا صدر الدین صاحب لاہور	۱۰۰	۰	۰
احباب جماعت وزیر آباد	۱۲۴	۰	۰
جناب ابو سعید صاحب مدراس	۱۰	۰	۰
جناب میاں نصیر احمد صاحب کراچی	۱۰۰	۰	۰
جناب محترمہ بیگم صاحبہ میاں صاحب موصوف	۵۰	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ صفدر صاحب	۱۰	۰	۰
جناب منصور احمد صاحب کراچی	۵	۰	۰
جناب جاوید اصغر صاحب کراچی	۳	۰	۰
معرفت جناب چوہدری فضل داد صاحب محصل	۷۵	۰	۰
جناب شیخ عظمت اللہ صاحب سیالکوٹ	۲۰	۰	۰
معرفت جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۴۰	۸	۰
جناب ایم کمال صاحب پونا	۵	۰	۰
جناب محمد مصطفےٰ صاحب قریشی کھروڑہ	۱۰	۰	۰
جناب سیٹھ ابراہیم آدم صاحب سجرانی بغداد	[illegible]	۰	۰
جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم رئیس جھنگ	۲۵	۰	۰
جناب اے آر غنی صاحب معرفت حضرت امیر ایدہ اللہ	۱۴	۱۲	۰
جناب شیخ فاروق احمد صاحب لائلپور	۵	۰	۰
جناب کرم الٰہی صاحب ملکوال	۵	۰	۰
جناب شیخ رحمت اللہ صاحب جموں	۳۰	۰	۰
جناب ملک کندل خاں صاحب سقیہ ڈھیری	۲۹	۴	۰
احباب جماعت لدھیانہ	۴	۰	۰
جناب مقبول الٰہی صاحب لاہور	۱	۰	۰
احباب جماعت کراچی	۴۵	۰	۰
جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مدرس ہزارہ	۴	۰	۰
احباب جماعت بازید خیل	۶۱	۲	۰
احباب جماعت امرتسر	۱۳	۰	۰
احباب جماعت کھدر واہ	۳	۷	۰
احباب جماعت پشاور	۶۷	۱۲	۰
جناب مولوی محمد حسین صاحب پٹیالہ	۲	۰	۰
احباب جماعت چک ۲/۴ ایل اوکاڑہ	۲۵	۰	۰
احباب جماعت سری نگر	۲۰	۰	۰
جناب خان عبدالغنی خان صاحب مالک امپیریل الیکٹرک کمپنی لاہور	۱۰۰	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری لاہور	۵	۰	۰
جناب امۃ الرحمن صاحبہ لاہور	۵	۰	۰
جناب امۃ اللہ بیگم صاحبہ لاہور	۵	۰	۰
منجانب بچگان جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری	[illegible]	۰	۰
جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب مری	۳۰	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب	۲۵	۰	۰
جناب پروفیسر عبدالحمید صاحب مری	۱۰	۰	۰
جناب مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین	۵	۰	۰
جناب مولوی عبدالرؤف صاحب	۵	۰	۰
جناب حافظ عبدالغفار صاحب قصر لاہور	۵	۰	۰
محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالواحد صاحب لاہور	۱۰	۰	۰
جناب کیپٹن عنایت شاہ صاحب بنگلور	۲۰۰	۰	۰
جناب مولانا عبدالہادی صاحب عظیم کلہ	۵۰	۰	۰
جناب عبدالباقی صاحب لاہور	۱	۰	۰
احباب اسلامیہ کالج پشاور	۲۰	۰	۰
احباب جماعت سامانہ	[illegible]	۰	۰
جناب ملک لنگر حیات خاں صاحب بھلوال	۵	۰	۰
جناب شیخ میاں عطاء اللہ صاحب مری	۱۰۰	۰	۰
جناب ماسٹر انعام اللہ صاحب مدرس کوئٹہ	۲	۰	۰
احباب جماعت [illegible]	۱۴	۰	۰
احباب جماعت پشاور شہر	۱۵	۰	۰
جناب میاں غلام رسول صاحب لائلپور	۵	۰	۰
جناب شیخ عبدالرحیم صاحب انجینئر لاہور	۲۵	۰	۰
کل میزان	۸۴۷۹	۱۲	۰

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

نوٹ:۔ ماہ دسمبر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر جن احباب نے چندہ دیا تھا ان کے نام آئندہ شائع ہوں گے انشاء اللہ۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں